دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہی یعنی جلد مذکور مین یہانتک بیان ہوا ہی کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس سرداران کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوگئے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت فرماکر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہدایت کی ہی چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم مین وہ سب حالات مرقوم ہوچکے ہین اور جلد سوم مین ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور مٹانا دریاے سحر کا اور سمندر کا مقابلہ کیلئے آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد سمندر سے اور قتل ہونا عشاق کا و فتح ہونا سمندریہ کا علاوہ داستانہاے ضمنی بر جبیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن پردۂ قاف وغیرہ کے اب اس جلد مین سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے

کہ سمندر جادو سمندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورۂ سلیمانی کی روانہ ہوا ہی اور ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحراے پربہار و دشت لالہ زار مین آنا سر کشان شاہ کا دادرسی کیلئے و گرفتاری انزروت جادو و حال سموات تاجدار و بہیات مردار نوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران و سرداران کا سحر انزروت جادو سے اور خضران کا عیاری کرکے اچھا کرنا و حالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہاے نیرنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف و حالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبزپوش کی و عیاری مہتر صمصام عیار و حال عروت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ و دردرگوش و بربادی ملک فرنگوشیہ بر جبیس آفتاب پرست اور آرزنگ بن زمرد شاہ کی ہاتھ سے و حالات بربادی ملک خطا در و داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش و حالات ملک سموات و الوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب طاق و حالات خروج خونخوار بن جال و اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا و حالات گلستان ارم وغیرہ و حال ملکہ جادو و بربادی شہر غنطلی آباد از دست خونخوار جادو اور بہت سی عجیب و رنگین و ضمنی داستانین اس جلد مین مرقوم ہوئی ہین چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ سماے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہز ہائنیس نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر عباسی خامس خلد اللہ ملکہ و دولتہ۔ زیر نگرانی نمکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنو نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین استاد کی اعانت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب اثر لکھنوی کی زبانی لکھوایا اور حسب ایماء ملک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنو بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنو مین طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۶ع

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیئے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے مثل پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر ونظم اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب وتزئین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابوالفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کیلیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا وسلاطین کے دربارون مین اکثر داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ شے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہوکر طبع ہوا جسکی قیمت درج حسب ذیل ہی-	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول-	عما/ پ
۲- " جلد دوم-	عا/ پ
۳- ہرمز نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہ پ
۴- ہومان نامہ متعلقہ نوشیروان نامہ جلد دوم	عما/ پ ۸
۵- کوچک باختر-	عما/ پ
۶- بالا باختر-	عما/ پ
۷- ایرج نامہ- جلد اول-	عا/ پ
۹- طلسم ہوشربا- جلد اول-	عما/
۱۰- " جلد دوم-	عما/
۱۱- " جلد سوم-	عما/
۱۲- " جلد چہارم-	سے/
۱۳- " جلد پنجم کا حصہ اول-	عما/ ۸
۱۴- " " حصہ دوم-	عما/ ۴
۱۵- " جلد ششم-	سے/ ۴
۱۶- " جلد ہفتم-	سے/
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفہ منشی	

نام کتاب	قیمت
احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر-	عمہ پ ۱۲
۱۸- ایضاً حصہ دوم-	عما/ پ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم-	عما/ پ
۲۰- تورج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سے پ
۲۱- تورج نامہ جلد دوم "	صر پ
۲۲- لعل نامہ- جلد اول دفتر ہشتم-	عما/ پ ۴
۲۳- ایضاً- جلد دوم "	عما/ پ ۱۲
۲۴- دفتر آفتاب شجاعت متعلق جلد دوم لعل نامہ-	للعہ پ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول - جسکی خوبی وعمدگی ملاحظہ پر موقوف ہی-	سے پ
۲- " جلد دوم-	سے پ ۸
۳- " جلد سوم-	للعہ پ
ایضاً- کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیئے-	لعہ پ
طلسم ہفت پیکر- مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	
۱- " جلد اول-	عمہ پ ۸
۲- " جلد دوم-	عمہ پ ۱۲
۳- " جلد سوم-	سے پ
طلسم خیال سکندری جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	عما/ پ
ایضاً- جلد دوم-	عما/ پ ۴
ایضاً- جلد سوم-	عما/ پ ۴
طلسم نوخیز جمشیدی- جلد اول-	عمہ پ ۸
ایضاً- جلد دوم-	عمہ/ ۸
ایضاً- جلد سوم-	عما/
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ- مطبوعۂ غیر-	عہ پ
ایضاً- حصہ چہارم- "	۱۲/ پ
پیر نابالغ در دو حصہ- "	عہ پ

فہرست مضامین دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہی یعنی جلد مذکور مین یہانتک بیان ہوا ہی کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس ہزار دون کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا ذنگل مرحمت فرماکر واسطے قتل آئینہ اندام جادوگر ہدایت کی ہی چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دویم مین وہ سب حالات مرقوم ہوچکی ہین اور جلد سوم مین ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور مٹانا دریائے سحر کا اور سمندر کا مقابلہ کے لیئے آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد سمندر سے اور قتل ہونا عشاق کا و فتح ہونا سمندریہ کا علاوہ داستانہائے ضمنی برجیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن و بردہ قاف وغیرہ کے اب اس جلد مین سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا ہی

کہ سمندر جادو سمندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوا ہی اور وردِ لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحرائے پر بہار دشت لالہ زار مین آنا سرکشان شاہ کا دادرسی کے لیئے و گرفتاری آنزروت جادو و حال سموات تاجدار و ہیہات مردار خوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران و سرداروں کا سحر آنزروت جادو سے اور خضران کا عیاری کر کے اچھا کرنا و حالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہائے نیرنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف و حالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبز پوش کی و عیاری مہتر صمصام عیار و حال عوت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ دردگوش و بربادی ملک قمر نگوشیہ برجیس آفتاب پرست اور آرزنگ بن زمرد شاہ کی ہاتھ سے و حالات بربادی ملک قاف در داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش و حالات ملک سموات و اکوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب طاق و حالات خروج خونخوار بن دجال و اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا و حالات گلستان ارم وغیرہ و حالات ملکہ جادو و بربادی شہر غنطلی آباد از دست خونخوار جادو و بہت سی عجیب و رنگین ضمنی داستانین اس جلد مین مرقوم ہوئی ہین چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ سمائے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہز ہائینس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ ملکہ و دولتہ۔ زیر نگرانی نمکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز ابو مقیم لکھنو نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین استاد لکھنوی باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی کی زبان سے لکھوایا اور حسب ایمائے ملک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر منشی بابو پراگ نراین صاحب مالک مطبع اور دھ اخبار لکھنؤ بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

۱۹۰[illegible]ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد لاتحصےٰ اوس حکیم بے ہمتا اور بادشاہ اعلیٰ کو سزاوار ہے کہ جسکی قدرت کاملہ نے دو حرف کن سے طلسم دنیا کو بانواع مختلفہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہیجدہ ہزار عالم کو پیدا کر کے طرح طرح کی مخلوقات سے عالم موجودات کو زیب و زینت بخشی۔ کسی مقام پر عجائبات کا کارخانہ ہے کہین کان جواہر اور کہین خزانہ ہے۔ لمحہ لمحہ مین کچھ کا کچھ رنگ ہوجاتا ہے۔ اس سے بڑھکر عجائبات کس طلسم کا ہے اور اگر ہے تو پرتو اسی قسم کا ہے۔ کسی جگہ کا حال عبرت انگیز ہے تو کسی مقام کا حیرت آمیز غرضکہ جو بات ہے ہوشربا ہے جو واقعہ ہے حیرت انتما ہے۔ ہزار اسپ خرد نے تگ و تاز کی ایک بدلگامی ابلق ایام کی کیفیت نہ کھلی۔ ہزار ہزار شکل سے عیار وہم و خیال نے اپنی طراری سے کمند فکر کے حلقے مارے مگر اوسکے کنگرۂ کنہ حقیقت اور بام قدرت تک رسائی نہوئی طائر تیز پرواز عقل بشری اوسکے میدان حکمت مین بلند پروازی کرسکے کیا طاقت ہی اور مہندس فہم انسانی اس نقشبند عالم کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ سکے کیا قدرت ہے۔ الحق اداے ثناے پاک پروردگار وادی دشوار گزار ہے۔ یہ صحراے وسیع بحر و شمار یہ بحر ذخار ناپیدا کنار ہے۔ اسکے دریاے رموز حقیقت مین شناوری کرسکے انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے یہان ہوش و حواس گم زبان ناطقہ لال ہی۔ ہرچند حکماے روشنضمیر اور عقلاے پرتنویر نے اسرار و رموز الٰہی کی شناخت مین بیک خیال کو دوڑایا مگر کسیطرح سر رشتہ شناسائی ذات اقدس و اعلیٰ ہاتھ نہ آیا بفحواے ؎ آنکہ در میدان استدراک کنہ ذات او + بر ستم عقل فرد تیغ و سپر انداختہ ٭ بس لازم ہے کہ ماعرفناک حق معرفتک کہکر چھوڑ دیجیے زیادہ حوصلہ نہ کیجیے قطعہ

الہی تو ہے بادشاہ جہان
خداوند عالم تری ذات ہے
تری یاد سے دل مین تنویر شرق
سپید و سیہ روز و شب جہر و ماہ
خلائق کو کن سے ہویدا کیا
ترے در کا ہر ایک محتاج ہی
عطا کی غریبون کو بیچارگی

تجھی سے ہے پشت و پناہ جہان
تو قطرہ کو ہم موج دریا کرے
ترے غم سے سینہ ہم آغوش برق
تری کلک قدرت سے کون و مکان
مشیت نے تیری جو چاہا کیا
جہانداری و تیغ شاہون کو دی
دل افسردگی اور جگر خوارگی

ہر اک پر ترا لطف دن رات ہی
تو ذرے سے خورشید پیدا کرے
دیئے جلوہ گر تو نے بینش نگاہ
نظر مین ہے اک قطرۂ امتحان
گدا یا کوئی صاحب تاج ہے
شکست و ظفر کج کلاہون کو دیا
کیئے خلق دوراز دان قدیم

نبی بھیجے دین بھی دنیا حکیم
بتائی ہر اک کو رہِ مستقیم
معیشت کے اسباب ہیں شہر میں
ترے زیر فرمان زمین و فلک
لیا کارِ فیاض دلتنگ سے
عجب جذب حسن کی شان ہے
کہین عجز دون کی تسلی ہے تو
کبھی خرمی خندۂ گل کی ہے
غریب و امیر و صغار و کبار
ترے شوق سے ہوکے پر اضطراب
روان قافلے موج کے بیخطر
جو تو چاہے تسکین بیتاب کی
ترا ذکر شیخ و برہمن مین ہے
فقط اعتباری ہی دونون مین فرق
نہ تو آشنا ہے نہ بیگانہ ہے
فنا کو وہ نسبت ہی جاوید سے
کہ تو پاک ہی درک و ادراک سے
تجھے شغل آغاز و انجام ہے
ترا کاروبار اضطراری نہین
ترے عشق پر سوز مین کھا کے ہوش
پڑا مست لیتا ہے انگڑائیان
پڑا ہے بیابان جا نگاہ مین
کھڑے وجد مین جھومتے ہین شجر
اثر کس خیالات شوریدہ مغز
سر شعلہ پر رکھ نہ بڑھکر قدم

دل خلق عالم رخ تیرہ خاک
دکھائی بہار رفعت نے نعیم
صناعت مین دی عقل کامل تمین
ترے تابع حکم انس و ملک
بہار کرم سے ترے کھا کے جوش
جدھر دیکھیے عقل حیران ہے
کبھی آمد موسم نو بہار
کبھی آبرو اشک بلبل کی ہے
بنائی پے دیدۂ چرخ پیر
اوٹھاتے ہین پانی ہم گردن حباب
تجھے دیکھکر حسن کی شان مین
کرے پرورش شعلہ سیماب کی
نہ بتخانہ خالی نہ خالی حرم
وہی نور شعلہ وہی نور برق
ترے ساتھ عالم کی ہستی بھی ہے
حرارت کو جو جرم خورشید سے
نہین تجھ مین گنجائش کیف و کم
بنانا مٹانا ترا کام ہے
کنار زمین گل سے بھرتا ہی تو
گل داغ لالہ ہے جنت فروش
ترے تیکھے دیوانہ سینہ چاک
شب و روز جادہ تری راہ مین
سوا تیرے جتنے ہین فانی ہین سب
کہانتک سر حرف گفتار نغز
غنیمت سمجھ عرض حاجات کو

کیا انبیا نے ضلالت سے پاک
حکیمون نے پیدا کیے دہر مین
کیا سوے ایجاد مائل انہین
کیا آب دریا روان سنگ سے
زمین گلستان ہے جنت فروش
کہین طور دل کی تجلی ہے تو
کبھی رخصت نالہ ہاے ہزار
ترے خوان نعمت سے روزینہ خوار
مہ و مہر سے عینک دلپذیر
تری جستجو مین ہین شام و سحر
بگولے ہین رقصان بیابان مین
ترا غلغلہ دوست دشمن مین ہے
کہین تو خدا ہے کہین ہے صنم
نہ ہم سے جدا ہے نہ ہمخانہ ہے
یہانتک بلندی ہے پستی بھی ہے
یہ پایا گیا ما عرفناک سے
ترے قرب سے دور ہر بیش و کم
کبھی تجکو بے اختیاری نہین
چمن رشک فردوس کرتا ہی تو
ترے شوق مین سبزۂ بوستان
بگولے اوڑاتے ہین صحرا مین خاک
نمائش تری شان کی دیکھکر
غبار رہ بے نشانی ہین سب
تو خس ہے رہ محرمت برق دم
اُٹھا ہاتھ اپنے مناجات کو

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بیان نہ بان دے مجھے
یونہی صرف اوقات کرتا ہون
بلا ہو گئی میری ہستی مجھے
اسی فکر مین بس شب و روز ہون
ترا لطف شامل ہو گر خیر ختم
دل رشتہ بپا مرا چھوٹ جائے

زبان فصاحت بیان دے مجھے
بہت دن سے عسرت کا ہمخانہ ہون
نہین چھوڑتی تنگدستی مجھے
ہوا خواہ حاجت روائی ہو مین
ادھر بھی ہو کوئی نگاہ کرم
ترے لطف سے تیرا اشید ا ہو مین

تری حمد دن رات کرتا رہون
ترا ہو کے دلسوز بیگانہ ہون
فلاکت کا از بسکہ پسوز ہون
طلبگار مشکل کشائی ہون مین
طلسم فلاکت مرا لوٹ جائے
تجھی سے طلبگار تیرا ہو مین

اگر تو نہ دے شادمانی مجھے
کرون دل کو گویا مین خاموش ہون
پریشان ہون صحبتِ گل سے مین
اوڑتا ہوا خاک سر پہ پھیرون
غم شور اُلفت مین دل شاد رکھ
مرے دل کو خورشید منزل بنا
خودی بیخودی کا نہ کچھ ہوش ہو
خراب مئے فاقہ مستی نہون
بنایا ہے قسمت نے خودبین مگر
رہائی دکھائے اسیری مری
تن خستہ سے جان مانند بو
ملون مثل نقش قدم خاک مین
برنگ گل و غنچۂ مشک بو
غبار بیابانِ محشر نہون
نہ توڑے آسمان غضب جان پر
تبل کرنہ محشر کے میدان مین
نہ چھوٹون قید زندان محشر سے مین
شفیع ستمدیدگانِ گناہ
لب تشنہ ہے موج انگر مجھے
سوے باغ رضوان بڑھون خندہ زن
یہ اُمید یارب جو کثرت سے ہی
کہ ہون طالبِ رتبۂ صالحان
عمل وہ کہ جز شرم حاصل نہین
کرے گی نہ دوزخ کبھی مجکو قبول

مبارک ہو آشفتہ جانی مجھے
سبکدرح ہو کر پھرون چار سو
گریزان ہون فریادِ بلبل سے مین
تری چاہ مین موج سان سربسر
ہمیشہ مجھے غنت آباد رکھ
ضلالت ترے صدقے مین دور ہو
غم دین و دنیا فراموش ہو
مین بیکس ہون یارب تو بیکس نواز
نہین آجتک مجکو اپنی خبر
اوٹھاؤن نہ مین سخت جانی کا ناز
نکل جائے ہنگام تری آرزو
جگائے جو آشوب محشر مجھے
زمین لحد سے اوٹھون سرخرو
سمجھکر شہید محبت مجھے
مجھے چھوڑ دے تیر ایمان پہ
گذر جاؤن مین پل سے مانند برق
ملون ساقیٔ جام کوثر سے مین
جگر تفتۂ خورشید محشر سے ہون
عنایت ہو اک جام کوثر مجھے
وہ عالم ہو میرا وہ سامان ہو
فقط تیرے احسان رحمت سے ہی
خطاکار ہون پر گناہون نہین
تجھے منہ دکھانے کے قابل نہین
مگر ہان یہ احسان قسمت کے ہین

تری یاد مین خود فراموش ہون
نہ دم بھر کبھی وصل لون کہین شغل ہو
ترے شوق مین مثل نہر پھرون
رہنے مجکو ہر دم وطن مین سفر
نہ نزع محبت کے قابل بنا
یہ ظلمت کدہ عالم نور ہو
زخود رفتہ تنگدستی نہون
اوٹھاؤن کہانتک مصیبت کا ناز
دم مرگ کر دستگیری مری
اجل کی کشاکش سے رکھ بے نیاز
نہ لیجاؤن دنیا سے غم خاک مین
نہ سونے دے میرا اقدار مجھے
گناہون کی شامت سے مضطر ہون
لگائے گلے تیری رحمت مجھے
نہ رکھو دفتر جرم میزان مین
نہون سیل طوفانِ آتشین عرق
کرون عرض داور دین پناہ
غلامانِ اولادِ حیدر سے ہون
وہان ہے طفیل حسین و حسن
فرشتہ بھی دیکھے تو حیران ہو
وگرنہ میری یہ حقیقت کہان
ذلیلون مین ہون روسیاہ ہون مین ہان
سمجھکر دم حشر لغو و فضول
بہانے کرم کی عنایت کے ہین

کہ اُمت مین تیرے پیمبر کے ہون	حمایت مین ساقی کوثر کے ہون	

نعت سرورِ کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا

جواہر زواہر درود نامحدود و نثار بارگاہ عرش پناہ خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین صدر نشین بارگاہ رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندہ تخت و تاج شفیع الامم مظہر لطف و کرم سردار پیغمبران و مرسلین

مخاطب بخطاب وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ حبیب خدا اشرف انبیا خیر الورا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہ الف الف تحیۃ والثنا جنکی شان مین قرآن مجید آیا ہے جنھون نے اس طلسم دنیا مین کفر وظلام کے دربند ون کو شکست فرمایا ہو مرحلہ جات بت پرستی کو بیخ وبن سے گرا دیا بڑے بڑے کافران نابکار و ساحران غدار کو بزور شمشیر متبع اسلام کیا دین و دنیا مین نام کیا اگر رہبری پر اس فخر خضر راہنمائی پہ چلے جائین تو ہم بھی آلام دنیا سے چھوٹ جائین بخوف وہراس سبھی بچ جائین ہرگز رنج ومصیبت نہ اوٹھائین مگر پھر تو سحر نفس امارہ ایسا غالب ہے کہ عبارت مکتوب بالکل محض اسم محمود بر حق کے جو لوح دل پر کندہ ہے یاد نہین آتی ہے یا یہہ پیر زال دنیا مکر سے بلاتی ہے مگر جب اقرار شفاعت شافع محشر کا خیال آتا ہو دل لاحول پڑھکر شیر ہو جاتا ہو محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہے۔ غریق بحر عصیان کو طوفان محشر مین اسی ناخدائے امت کا سہارا ہے اور کشتی شکستگان دریائے جرم وگناہ یعنی عاصیان پر معصیت کو اسی رحمۃ للعالمین کی شفاعت کا بھروسا ہے۔

محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی
مہمان نے جسم ہو نہ روح جز آثار نورانی
امیر عرب شہریار مجسم
دیا حکم پامال اصنام کو
اٹھین اُسے ہوئی محفل عرشیان
خلایق کے دل بھر دیے نور سے
زمین مدینہ ہے عنبر سرشت
شرف دین کے فخر ایمان سے
شریک وجد اعین گزرت ہیں
کس بیکسان دوست محتاج کے
فلک سائبان انکے ایوان کا
زمین و فلک گردش یک قدم
بتا کر رہ راست قرآن سے
ضلالت سے لائے ہین راہ پر
کسی اور مین یہ فضیلت کہان
زمین پر نہین آسمان پہ نہین
کمالات اعجاز کے مہر وماہ
فلک پر صف انبیا کے امام
شہ انبیا خاتم مرسلان
جسے کہتے ہین سب غلام جناب
ہم اندیشہ شوق بیباک ہون
طفیل جناب حسین وحسن

لکھے عیسی گردون نشین جنکی دربانی
شناسا ہو سکے کب ہے ایسی ہم سِل کے
جہان کرامت سپہر کرم
محمد کہ ضامن شفاعت کے ہین
زیارت گہ دیدۂ قدسیان
ہوا جب سے ملک عرب جلوہ گاہ
وہان کے خس وخار رشک بہشت
دکھایا شجاعت نے جسد کمال
وہ ظل الٰہی حقیقت مین تھے
زبان آشنا حرف اسرار کے
زحل پر گمان ایک دربان کا
نکلتے جدھر یاد اللہ مین
مشرف کیا سب کو ایمان سے
زمین و فلک عرش و کرسی تمام
میسر یہ شان نبوت کہان
مسیحا بھی تھے کلمہ گو صبح وشام
فلک پر ہین ذرات ابتک گواہ
نبوت نے حضرت سے پایا شرف
شفیع امم قد وہ کاملان
اُسے بھی کبھی یاد فرمایے
روانہ سوے روضہ پاک ہون
منور دل شوق منزل کرون

براق برق تاب انکا شب معراج وان پہونچا
خیال فلسفی وہندسی و وہم انسانی
کیا جلوہ گر نور اسلام کو
وسیلہ گنہگار امت کے ہین
فروغ کمالات مستور سے
وہان کا ہر ایک ذرہ ہے مہر وماہ
خلاصہ حقیقت کے عرفان کے
ہوئے سرکشان جہان پائمال
عدو خسرو گوہرین تاج کے
عیان شان اعجاز گفتار سے
دم شوق بالا روی پر قدم
بچھا دیتے آنکھین ملک راہ مین
چراغ ہدایت کیا جلوہ گر
کیا دم مین طے بے قیام ومقام
کہین ایکا کوئی ہمسر نہین
ہر ایک بات اعجاز تھی لاکلام
زمین پر شرف بخش بیت الحرام
وہ ہین افضل انبیا سامنے
اثر ہے جو دل خستہ خانہ خراب
زیارت سے دل شاد فرمایے
تمنا ہے اے رحمت ذو المنن
تمنائے دیدار کامل کرون

شب و روز رہتا ہون زاری کنان | زیارت کا طالب اختر ہر زمان

منقبت آل اطہار و وصی احمد مختار مظہر العجائب والغرائب علی ابن ابیطالب

بعد حمد و نعت منقبت سپہ سالار فوج خدا شہسوار معرکہ ہل اتی آفتاب انما سوار دوش مصطفی قاسم جنت و نار سیارۂ دوازدہ برج گنبد دوار کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار شیر درندۂ احمدی عاشق و شیفتۂ احدی مسند نشین بارگاہ کبریا صاحب حوض و لوا فاتح خیبر قاتل مرحب و انتر یعسوب الدین امام المتقین امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب سلطان المشارق والمغارب غالب کل غالب علی ابن ابیطالب کی واجب ہے جسکی ضرب تیغ بیدریغ سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر ترک بت پرستی کرکے دائرۂ اسلام مین آیا۔ جنگ خندق مین وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور سرکشون نے منھ کی کھائی۔ نظم

کرون اوصاف حیدر کسی زبان سے
جو غالب مین عدالت مین ہی یکتا
علی پر ختم ہے حق کی عبادت
قدم دوش محمد پر رکھا ہے
علی جا ہین کرین قطرہ کو گوہر

منغا ہین ڈھونڈھ لاؤن آسمان سے
خدا کا ایسا بندہ کب ہوا ہی
او ٹھایا رنج دی غیر ونکو راحت
علی پر جان اور ایمان فدا ہی
علی جا ہین عرض تجاہے جوہر
خدا کے نور کی یہ نگر ثنا ہو

سخاوت مین شجاعت مین ہی یکتا
جو ایسا محو توحید خدا ہے
علی کا مرتبہ سب سے بڑا ہے
علی نور خدا مشکل کشا ہے
بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو

رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم

گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

دیگر

حبیب رب پاک وصاف علی
مرتضی ہین سر گروہ اولیا
شان مین آیا ہے انکے لافتی
طاق کعبہ سے گرائے ہین صنم
یہ فضائل حیدر کرار کے
آگے دیتی ہے زمین اونکو حساب

لکھ سکے کیا کوئی اوصاف علی
بادشہ یہ وہ وزیر شاہ ہین
ہین یہ بازوئے نبی دست خدا
اک فرشتہ ہے کہ وہ دلیل نہار
غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے
جب معرفت ہون خدا و مصطفی

مصطفی ہین بادشاہ انبیا
مہر انور وہ ہین اور یہ ماہ ہین
رکھ کے دوش پاک احمد پر قدم
ملنے کے قطرون کو کرتا ہے نثار
ہے لقب عالم مین او کا بوتراب
کیا کرے تعریف انکی دوسرا

فضائل و مناقب انکے لاتعد و لاتحصے ہین بشر کی کیا طاقت ہے کہ انکا احصا کر سکے اور اس وادی ناپید کنار مین قدم رکھ سکے خامہ دو زبان معترف بعجز و قصور ہے قلوب مومنین پر تابان انھین کا نور کرامت ظہور ہے۔ اور تحیت بے انتہا اور ہزار ہزار رحمت و ثنا حضرت امام حسن مجتبی سے لیکر اس امام زمان سلطان دو جہان ہمنام مصطفی قائم آل عبا تک کہ دل ہر ایک مومن کامل کا جسکی زیارت با سعادت و اقتباس جمال مہر بے زوال امامت کا صبح و مسا طالب ہے ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے ان حضرات سے توسل رکھنا باعث نجات ہی انھین کے وجود باجود کی برکت سے قائم اس طلسم جہان کی کائنات ہے

بس اب ختم ہے اسی پہ ختم کلام
سب پہ ہر دم رہے درود و سلام

مدح حضور پر نور گوہر بحر سخاوت دُرِ نایاب اکلیل شجاعت سکندر دولت دارا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج ابہت و شہر یاری زیبندہ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ

خبردار اے ساقی باخبر
کہ چھلکے سخن بزم جمشید مین
اوٹھاؤن دم فکر مضمون قلم
پناہ جہان و جہان پناہ
عروج بلند اختری دیکھکر
کسی کو کسی سمت ملتا نہین
عدالت کی جب سے سنی داستان
جہان شجاعت سپہر کرم
شب و روز دست کرم ہو دراز
نہین جور و بے اعتدالی نہین
دیا ساز و سامان دولت تمام
کتب بھی ادنیٰ کمالات سے
محمد بہاول سے خان ہو چشم
کہ تعریف ہے ذہن و ادراک کی
کرے وہ عدو پر جو لشکر کشی
یہ فیروزمندی یہ شوکت کہان
سبھی فن کے کامل ہین اس شہر مین
نہین کوئی ایسا شہ ارجمند
اوٹھاؤن مین ہاتھ اب دعا کے لیئے
نقوش کواکب سے جینی پرند
زمانہ مین جبتک سحرگاہ و شام
قدمبوس نواب گیتی پناہ
ہمیشہ یہ نواب عالی دماغ
جلے رشک سے دشمن تیرہ رو

کہ صبح تمنا ہوئی جلوہ گر
زبان و لب خشک کو تر کرون
کرون مدح سرکار والا رقم
برومند نخل زر و مال سے
جھکاتا ہے سر آسمان خاک پر
شب و روز ہین جستجو مین تراب
سر فتنہ ہے مست خواب گران
زمانہ مین اللہ رکھے مدام
رعیت ہی آسودہ و بے نیاز
بنے انتظام جہان خراب
انھین پر ہی لیکن جود و ہمت تمام
بسے کشور اعتبار سخن
تو اسم گرامی ہو زیب رقم
تہور جو دیکھے دم کار زار
وبال سر کبر ہو سرکشی
طبیعت مین ہی قدردانی کمال
نہین قدردان ایسا بس دہر مین
محامد ہون سب مجھ سے کیونکر بیان
کہین قدسی آمین خدا کے لیئے
فروزندہ جبتک ہین شمس و قمر
فلک کو ہے گردش زمین کو قیام
ترقی پہ اقبال دائم رہے
رہے گلشن دہر مین باغ باغ
پھرین اس ریاست کے دشمن تباہ

پلا آج مے جام خورشید مین
دہن چشمہ آب کوثر کرون
جسے کہتے ہین خلق شاہ و گدا
تنومند پر دتی اقبال سے
نظیر آپکا زیر چرخ برین
ادھر ماہ تابان اودھر آفتاب
سمجھتے ہین مردان عالی ہمم
سخاوت کا انکے بدولت ہی نام
کسی کو غم خستہ حالی نہین
مشیت نے انکو کیا انتخاب
بہت شوق علمی خیالات سے
وقار سخن افتخار سخن
صفائی ہے ایسی دل پاک کی
دل و جان سے ترک فلک ہو نثار
میسر کسی کو یہ سطوت کہان
چلے آتے ہین سیکڑون ذی کمال
غرض آج زیر سپہر بلند
نہ اتنی طاقت نہ ایسی زبان
الٰہی ہے جبتک سپہر بلند
نظر آتے ہین روز و شب جلوہ گر
ہمیشہ رہے مسند عز و جاہ
ہمیشہ یہ سرکار قائم رہے
رہے اختر بخت عالم فروز
رہین لطف و آرام سے خیرخواہ

سبب تالیف کتاب

ناظرین والاتبار و سامعین بلند اقتدار کی خدمت مین یہ خوشہ چین مزرعہ ارباب فضل وکمال خاکپائے نکتہ سنجان ذی مقال اذل کونین شیخ تصدق حسین داستان گو وذدہ باے خوان اہل ہنر محمد اسمٰعیل اثر عرض پیرا ہے کہ ان ایام میمنت انجام مین بیاوری بخت رسا و مساعدت طالع فرخت اثر بمقتضائے آب ودانہ حسب طلب سرکار عالیجاہ بلند پائیگاہ اعلےٰ حضرت بندگان عالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت حاتم سخا خورشید عطا تاج مہر سپہر اقبال زینندۂ تخت اجلال حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مخلص الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب ابن نواب نواب محمد بہاول خان بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ فرمانفرمائے دارالسرور بہاولپور صانہ اللہ تعالےٰ عن شر الشرور الی یوم النشور عرش پناہ فلک بارگاہ انجم سپاہ دشمن فریدون مرتبت جم منزلت سلیمان رفعت گوہر تاج شہریاری اختر تابندہ اوج ابہت و بختیاری وارد شہر لطافت بہر دارالریاست بہاولپور ہوا اور بتوسط مولوی محمد عبدالرشید عبدالعزیز صاحب معتمد ریاست حضوری سرکار عالیجاہ سے مشرف ہوکر ذخیرہ فخر وسعادت حاصل کیا۔ ہنگام ملازمت کبھی اپنے بخت رسا کی مساعدت پر ناز کرتا تھا کبھی فخر وامتیاز کے ساتھ شکر کریم کارساز بجالاتا تھا کہ یہ بھی یاوری تقدیر ہے کہ کہاں یہ ذرہ بے مقدار اور کہاں یہ آفتاب آسمان عز ووقار کہاں یہ مشت خاک بے بنیاد کہاں وہ عالم پاک قدسی نژاد۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + یہ سب بندہ نوازی اوس رب بے نیاز کی ہے کہ مجھ ایسے ہیچمدان کو ایسی بارگاہ فلک اشتباہ مین شرف باریابی حاصل ہوا ؎

کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

حضور ممدوح نے کمال احترام نہایت اعزاز و اکرام سے عزت افزائی فرمائی کہ مدت العمر اگر اوسکا شکریہ کیا جائے تب بھی ممکن نہین ہے ؎

اگر ہر موے من گردد زبانے
بیایم گوہر مدح تو سفتن
تو را گر ہر یک داستانے
یکے از شکر بسیار تو گفتن

خامہ دو زبان اگر تمام عمر سرگردانی کرے تب بھی ایک شمہ اوصاف عالی کا نہ لکھ سکے۔ خوشا نصیب ہمارے کہ دولت دیدار فائض الانوار سے طالع خفتہ بیدار بخت نارسا یاور و مددگار ہوگیا۔ شرف قدمبوسی غنچہ آرزو شگفتہ دامن امید گلہائے مراد سے رشک گلزار ہوگیا۔ ؎

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
چہ حاجت ست بپیش تو حال خود گفتن
بہ آستان تو وارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

سبحان اللہ دارالریاست کیا شہر مینو سواد فرخ بنیاد غیرت فرخار ہے۔ کہ جسکا ہر گلی کوچہ کوچہ گل محبوبان کسطرح دلفریب وطرحدار ہے عمارات پختہ وبلند بازارون مین رونق پاکیزہ سڑکین صاف وشفاف جسطرف دیکھو عجب کھاکھی ہے جسکی سیر سے دل سیر ہوجاتا ہے مشاہدہ گل وگلزار وفضائے سبزہ زار سے فرحت تازہ حاصل ہوتی ہے نظارہ لطف اوٹھاتا ہے اور والی ملک کا کیا کہنا حضور ممدوح کے اوصاف حمیدہ واخلاق پسندیدہ کے بیان مین زبان قاصر ہے انسان کی مجال نہین ہے کہ بیان کرسکے۔ دردولت شاہی پر عجب شان وشوکت ہے جس سے رعب وداب سلطانی آشکار ہے ہر قسم کے اہل ہنر ہر طرح کا ذی کمال حاضر دربار

دُربار ہے اور قصرِ معلّیٰ کی آرایش زیب و زینت نورٌ علیٰ النور ہے ؎

زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش | بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

ذہن ناقص الکران کو طفیون کی سجاوٹ بیان کر سکے تو یہ سراسر اوسکا قصور ہے۔ رفعت و شان اُس عمارت عالی کی دیکھکر اگر یہ کہا جائے تو بجا ہے۔ ؎

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے | زمین جسکی چہارم آسمان ہے

دوران ملازمت مین سلسلۂ سخن تذکرۂ داستان امیر حمزہ صاحبقران مین آغاز ہوا اوہ وہ رموز و مقامات غوامض و نکات حضور پرنور نے اسکے متعلق ارشاد فرمایے کہ جس سے موازنہ ذہن عالی کا ہوگیا سبحان اللہ کیا طبیعت حاضر اور نظر غائر خداوند کریم نے عطا فرمائی ہے کہ کل دفاتر ازبر ہین اور تمام مقاصد پیش نظر بڑے بڑے جاننے والے اس فن کے آپکے سامنے طفل مکتب ہین واہ کیا ذہن رسا اور طبیعت عالی ہے کہ جسقدر جلدین ملاحظہ سے گذری ہین سب کے مضامین آپکے ذہن نشین ہین اسیر کیا موقوف ہے صورت سیرت شوکت و جلالت رعب و داب خوش اخلاقی خوش مزاجی کونسی صفت ہے جو ذات اقدس مین موجود نہین ہے جسپر نظر عنایت و الطاف کا پرتو پڑ جائے پارس کا خواص ہے کہ دامن امید پر زر ہو جای ؏ ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد + اسی اثنا مین حضور ممدوح نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد چہارم اگر لکھی جائے تو جو بیانات کہ اونھین ناتمام رکھتے ہین اور سلسلہ بیان اونکا ختم نہین ہوا ہے وہ انجام کو پہنچائی جائین اور نتیجہ و ماحصل انکا ظاہر کیا جائے اور جو واقعات کہ فروگذاشت ہوگئے ہین اور کسی وجہ سے بیان انکا قلم انداز ہوگیا ہے انکی نسبت ہدایت خاص صادر ہوئی کہ وہ امور بھی اس جلد مین درج کیے جائین تو موجب خوشنودی مزاج و باعث دولت ہوگا فدوی نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعۃً جو ارشاد فیض بنیاد سرکار عالی ہوا ہے فدوی مطابق اسکے کاربند ہوگا اور اپنا فخر و سعادت سمجھکر تعمیل ارشاد عالی نہایت سرگرمی سے بسر و چشم بجا لائیگا۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف + چنانچہ یہ حقیر پر تقصیر عنان اشہب تیز گام خامہ جادو نگار کو اس وادی دشوار گذار مین منعطف کرتا ہے اور باقبال عدو مال سرکار فلک اقتدار اس گلشن بہار کو گلہاے مضامین مذکور الصدر سے آراستہ و پیراستہ کرکے نظر انور کیمیا اثر سے گذرانیگا۔ امید ذات خدا ری سے یہ ہے کہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور اقبال لازوال سرکار ابد قرار شامل حال ہے تو بہت جلد یہ کام انجام پذیر ہوا اور شاہد مقصود پردۂ اختفا سے باہر آکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سب محنتین سوارت ہوجائین اگر یہ لا زمان والا کی نظر اقدس مین گذر کر قابل قبول ہوجائے سعادت دارین حصول ہوجائے ناظرین باتمکین سے امید ہے کہ اگر کہین سہو خطا ہوجائے تو دامن عفو سے پوشیدہ فرمائین کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ خوش بیان در تحریر آئین رستان سخن دان

تازگی بخش گلشن ایجاد
طبع ہو جائے باغبان سخن
خامہ چہکا رہے صورت بلبل
ہر سطر پہ ہو کہکشان کا گمان
روش باغ نظم سب سے جدا

بارور کر سر انہال مراد
سحر مین السطور کی ہون نم
صاف بنجائین گل مضامین کل
جہان سرخی سخن کہ کرون مین رقم
سرو آزاد ہو ہر اک مصرعہ

ہو ترو تازہ فکر کا گلشن
بدلے پانی کے آب و تاب کلام
یون مسلسل ہون نور افشان
ہو وہان لالہ زار کا عالم
ہو نظم نغمہ سنج شکل ہزار

بحر ان کے رہے ہمیشہ بہار | گل معنی یہ زین و زیب رہے | دور پر اس سے خار عیب رہے
آشناؤن کے دل جو پھر آئین | پھر گلگشت اسطرف آئین | بحر ان آکے دیکھین جب یہ باغ
ہون وہ مانند گل شگفتہ دماغ | آگئے ہر ایک مہربان کو پسند | جب ہو یہ دہمند تجھ کو رسمند
رائگان ہو نہ یہ ریاض اثر | گر چمن منظور اسکو اہل نظر

آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا بہراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برای فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرائے پُر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہے لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اڑالنا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہو کر اور راہ بھول کر ایک صحرائے ہولناک و دشت پرخار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر برہنمائی خضر راہ گم کردگان اُس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القاے صحرا نشین سے اور عطا فرمانا اونکا بازو بند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادہ عالی منزلت اور خضران بن عمرو کو اور اونکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرا نشین کو دپڑنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامہ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا

سنہدر شاہ اور سندوس جادو وزیر بہ تدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ کو۔ مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجور ہٴ سلیمانی میں اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغہ و سپر کے پیش کش کرنا خدمت صاحبقران میں اور سب کو تخت سحر پر سوار کر کے لانا پھر پیر مرد صحرا نشین کے پاس۔ رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القائے صحرا نشین کے پاس سے اور روانہ ہونا اُس صحرائے ہولناک سے اور پھر اہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر فیروزی اثر میں۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کر کے کہ غلام اپنے طلسم کا انتظام کر کے نہ طاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دور روز لشکر میں قیام کر کے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نہ طاق و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

ساقی نامہ

سنبھل بیٹھ اے ساقی مست ناز
مہر ورمے ساغر جم ہے آج
نکلتی ہے پیش غذلو جہان
کہ ہون آج ہم بزم کاؤس و کے
پلا ساقیا مجکو وہ آنکھ سے
او سی کے پلا جام تو مہتاب
پلا پھول کھل جائے دل کی کلی
ملا یا ہی جس نے مجھے خاک مین
مجھے ہے مے لالہ گون کی تلاش
نہ شیشے نہ جام مے ارغوان
ہر اک موجہ مے ہی تیغ وصف

ابھی سے نہو اسقدر بے نیاز
وہان ہون جہان غب فرد تیکر
زیادہ ہوس سے تمنائے جان
ذرا موج مے سے جو تر ہو زبان
کرون منزل دشت وحشت کو طے
زلال تو کاگی ہے جستجو
کہ ہے باغ عالم مین اب تشنگی
کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
یہ باتین ہین تیری بہت دلنواز
ہجوم آج رندون کا ہی رات سے
لنڈھا ہی رہے مے یا ہی خون بہہ بہا

یہان روبرو اور عالم ہی آج
تبشر کیا فرشتون کے لیتے ہین پیر
پلا مجکو ساقی کوئی جام مے
لکھون حال صاحبقران زمان
دھری ہے کدھر آج جو کھی شراب
شراب کہن کی نہین آرزو
اسی مے کی ہون ساقیا تاک مین
پلاتا نہین ساغر مشکبو
سبو ہے نہ خم ہے نہ ساغر یہان
یہ جنگ وجدل ہے تری ذات سے
یہ اُلٹے ہوئے جام ہین یا حباب

پھر اک کاسۂ چرخ ہے گرداب آب
گلا تجھسے کیا خیر وہ مے پلادو
کہ دل مین ہے میری کچھ اور ہی امنگ
نہ کر ساقیا مجھ سے عیاریان
لگا محتسب کا کہین تو پتا
پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ
نظر آے دشمن کو شمشیر قہر
تصور ہے خورشید کے نور کا
تلاطم ہے یون آجکل آشکار
تڑپتا ہون اس مہ لقا کے لیئے
مجھے دے مے ناب و جام و سبو
تصور ہے اس مہر کا ہر گھڑی
پری مجکو شیشے مین آئے نظر
مغنی بھی ہون چند وہ بیسبر
بہ لطف و عنایت نہ ہو ترشرو

تلاطم مین ہے کشتی مے فروش
کہ کون ساقی قدردان ہے صلا
زمرد کا جام اور مے لالہ رنگ
کہ ہین آج لشکر کی طیاریان
طبیعت نہ کر اے اشتہا بے ستا
کہ درپیش رندونکو ہے اک امنگ
کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین
پلا جام صہباے انگور کا
وہ مینوش ہی ساقیا کسطرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیئے
بنا میکدہ کو دلہن کیطرح
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
وہ ہون جام جسمین ہو اپنی جھلک
جو ہون غیرت شمس و رشک قمر
اثر اب تمنا ہی یہ صبح و شام

شجاعت کا رندون کو ہے آج جوش
مگر شرط یہ ہے نہ کیجیو درنگ
ضیا بار ہو جلوۂ شوخ و شنگ
کوئی بڑھکے تدبیر ساقی بتا
جو اعلے ہون مضمون تو بندش ہو چست
شراب مصفا کی ہر ایک نہر
پلا ساغر بادہ دل ہے حزین
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہے صاحب شان اور ذی شرف
ارے بے خبر ساقی تند خو
جفا کر نہ چرخ کہن کیطرح
مے سرخ ہو آج یون جلوہ گر
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
پلا تو مجھے یون مے مشکبو
ہون آنکھون پھر سامنے جم کے جام

نشے مین ہو ہو گر اس حال کی | ستاؤن مین تفصیل اجمال کی

غزل

فصل گل ہے لوٹے کیفیت میخانہ آج
بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
دولت دنیا سے مستغنی ہوئین دیوانہ آج
تجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
دیکھون تو ہوتی نہین کیونکر پری شیشہ مین بند
عرش پر ہے اندنون مین اہل دنیا کا دماغ

دولت ساقی سے مالامال ہے پیمانہ آج
داغ سودا مجکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
گنج او گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج
عقل کل کہیئے اوسے جو کوئی ہو دیوانہ آج
مین تمہین پیمانہ دون تم مجکو دو پیمانہ آج
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج
کونسا گھر ہے نہین جسمین ہو بالاخانہ آج

راویان حکایات لطیف اور حاکیان حکایات ظریف مہران تقریر حیرت آثار اور مورخان تاریخ عبرت نگار شہنشاہان اقالیم خوش بیانی و دبیران ملک ہمہ دانی نشینان قصہ بیمثال و نویسندگان داستان عدیم المثال اس داستان بوستان کو بآئین شایستہ و عنوان بایستہ یون تحریر و تسطیر کرتے ہین۔ ناظرین برتمکین پر واضح ہو کہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت مین سلسلۂ سخن کو اس مقام پر ختم کیا ہے کہ سمندر شاہ اہل اسلام سے شکست کھا کر دربار گنجور شاہ حاکم طلسم گنجورۂ سلیمانی مین گیا ہے اور طالب کمک ہوا ہے گنجور شاہ نے اپنی عرضی مشعر حالات سمندر شاہ کا اور سمندر شاہ

نے بھی اپنا عریضہ متضمن حالات اپنی تباہی و بربادی کے اور طالب کمک ہو کر خدمت میں خداوند نہ طاق کے بذریعہ ایک ساحر کے روانہ کیا ہے اور جواب کے انتظار میں گنجور شاہ کے پاس مقیم ہے وزیر گنجور شاہ اس فکر میں ہے کہ کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی بادشاہ سے لیکر اپنے قبضہ میں کروں اور بادشاہ کو قتل کرکے سمندر جادو کو یہاں کا حاکم کردوں اور سلطنت پر بیٹھ کے آپ مختار کل سلطنت کا ہو جاؤں صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے سمندر پر قبضہ کیا تھا اور اس ملک کو فتح کرکے تمام ملک کو اسلام آباد کردیا تھا اور ملکہ نسیم دختر سمندر کا عقد سہراب جادو کے ساتھ کرکے وہاں کا حاکم کردیا تھا ہرکارے جو ساتھ خبر کے روانہ کئے گئے تھے کہ خبر لائیں کہ سمندر کس ملک میں بھاگ کر گیا ہے ہرکاروں نے آکر خبر دی تھی کہ سمندر نے لشکر کو تو طرف صحرائے نہ طاق کے روانہ کیا ہے اور خود مع چند ناموس و سرداروں کے طرف گنجورۂ سلیمانی کے بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کے دامن پناہ میں مقیم ہوا ہے ہرکاروں سے یہ خبر پاکر صاحبقران ثالث نے کل لشکر کو لیکر تعاقب میں سمندر شاہ روانگی کا قصد کیا ہے چنانچہ ان سب کے حالات راقم اپنے اپنے مقام پر بتصریح عرض کریگا بالفعل پہلے صاحبقران کا حال خوانہ قلم ندرت رقم کیا جاتا ہے ۔

بیا بشنو اے ہمدم راستان	که باز آمدم بر سر داستان
نگارندۂ قصۂ دوستان	چنین می نگارد ز کلک بیان

که صاحبقران ثالث ذی کل شوکت پر جلوہ فرما ہیں دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے رتبہ کے مطابق کرسیوں اور زرنگاروں پر قائم ہیں بادشاہ بھی اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہیں کہ ہرکارے خبر آگاہ پر حاضر ہو کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالاتے ہیں کہ شہنشاہ کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال رہے دوست شاد دشمن پائمال رہے ۔

تا سر زند آفتاب سرور باشی	تا تخ دہر ہمدم ساغر باشی
تا تاج [illegible]	در خانۂ اقبال سکندر باشی

ہرکارے خبر لائے ہیں کہ سمندر شاہ حضور سے شکست کھا کر طلسم گنجورۂ سلیمانی میں بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کو اپنا دامن پناہ تجویز کرکے وہیں مقیم ہوا ہے اور اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کو جانب نہ طاق روانہ کیا ہے اور بذریعہ گنجور شاہ عرضی بخدمت خداوند نہ طاق یعنی الوان تاجدار کے بطلب کمک روانہ کی ہے اسکا قصد ہے کہ کمک آلے تو دشمنان حضور پر لوٹ سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے یہاں صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف گنجورۂ سلیمانی کے روانہ کیا جائے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ سامان سفر طیار رہے ہم کل بجانب طلسم گنجورۂ سلیمانی تعاقب میں سمندر شاہ کے روانہ ہونگے چنانچہ اسیوقت سے لشکر میں درستی سامان سفر کی طیاری ہونے لگی تمام رات اہل لشکر کوچ کی طیاری میں مصروف رہے ہنگام سحر تمام لشکر سامان سفر سے کمل ہو کر روانہ ہوا صاحبقران بھی نماز صبح پڑھکے سوار ہوئے اور کل لشکر کو ہمراہ لیئے مع بارگاہ سلیمانی و اثاثہ صاحبقرانی نہایت خدم و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے بادشاہ سلامت بھی اپنے تخت روان پر جلوہ فرما ہیں اور تمام سرداران عالی وقار و پہلوانان نامور شعار گرد و پیش سواری کے حلقے کیئے ہوئے صحرا و سبزہ زار بیابان و کوہسار کو مشاہدہ فرماتے ہوئے چلے جاتے ہیں کبھی سرداروں سے مخاطب ہو کر زبان گہرفشان سے ارشاد فرماتے ہیں کیا سبزہ زار پر فضا اور کیا صحرائے نزہت انتما ہے مصاحب و رفقا عرض کرتے ہیں کہ [illegible] تھوڑی

دور حضور اور آگے بڑھ جاوینگے وہان صحرائے پرفضا اکثر نظر آئینگے اس طرح کی باتین کرتے ہوئے قدم دشت غربت مین دھرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک صحرائے وسیع مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت پرفضا ہے سرو شمشاد کے درخت جابجا نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین کوڑیالہ کوسون تک کھلا ہوا ہے کثرت گھانسے صحرائی سے تمام صحرا نمونہ گلزار ہو رہا ہے سبزہ خوابیدہ کوسون تک لہلہا رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغبان قضا و قدر نے فرش زمردین بچھا دیا ہے آبشارین جاری ہین جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سنجی کر رہے تھے کسی طرف بلبلین غزلخوان کسی سمت طاؤس رقصان ایک جانب کبک دری قہقہہ زن کہین پر زندبافان چمن جسقدر اوس صحرائے سبزہ زار مین درخت تھے سب مثل طوطے سرسبز تھے طائران خوش الحان انپر بیٹھے ہوئے ذکر حمد باغبان گلشن جنان کر رہے تھے سیکڑون درختون سے اوڑکر صحرا مین پرواز کرتے تھے اور ہزارون چہچہے کرتے ہوئے انھین درختون پر آکر بیٹھتے تھے نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چیز بہمہ صفت موصوف چوپائے مثل ہرن و نیل گاؤ وغیرہ بے شمار تھے جسطرف دیکھا ہزارون آہوے شوخ و شنگ سبزہ شاداب چرتے ہوئے نظر آئے شہزادے اور انکے ہمراہیون کو دیکھکر گھبرائے اور چوکڑی بھر کے ادھر سے اودھر بھاگتے بدیع الملک نامدار بھی اوس صحرا اور وحوش و طیور کو دیکھکر بدرجہ کمال مسرور ہوئے سردارون اور بکاولون نے شہزادہ نامدار کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور یہہ صحرا نہایت پرفضا ہے اور شکار بھی نہایت کثرت سے ہے اگر ایک روز لشکر کا مقام ہو جائے تو نہایت مناسب ہے بادشاہ جمجاہ کو بھی یہ رائے پسند آئی صاحبقران نے اوسی مقام پر لشکر کے قیام کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم شاہزادۂ والاتبار خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا ہونے لگے شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم آج اسی صحرا مین قیام کرینگے شب کو اسی مقام پر بسر کرینگے کل یہان سے طرف منزل مقصود کے سفر کرینگے یہ حکم فرمایا خیمے وغیرہ نصب ہونے لگے شہزادہ مرکب پر سوار تھا چند سردارون کو ہمراہ لیکر باشتیاق تمام واسطے شکار کے صحرا مین پہونچے اور تیر و کمان ہاتھ مین لے کر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے ایک مقام پر دیکھا بہت سے ہرن جمع ہین اور سب ہرن تو بیٹھے ہوئے ہین مگر ایک ہرن کھڑا ہوا اونکی نگہبانی کر رہا ہے اور چارون طرف دیکھ رہا ہے شاہزادہ نے اپنے رفقا سے اشارہ کیا کہ اس مقام کو گھیر لو کہ یہان سو سوا سو ہرن جمع ہین سردارون نے بموجب ارشاد اوس مقام کا گھیرا کیا یہ کیفیت دیکھکر ہرن مثل پرکالۂ آتش کے جست و خیز کرنے لگے اور بھاگنے کا قصد کیا سردارون نے صید کرنا شروع کیا سردارون اور اونکے ہمراہیون نے تھوڑی دیر مین اسقدر وحوش و طیور شکار کئے کہ صحرا مین جابجا انبار لگا دئے شہزادہ نے بھی کمان قربان مین سے لی اور ترکش سے تیر لیا مرغ تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کر کے صید افگنی مین مصروف ہوا کئی ہرن شاہزادہ نے تیر سے گرائے ایک آہو چوکڑی بھرتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ کی نگاہ جو اوسپر پڑی فوراً تیر کمان مین پیوستہ کر کے مارا تیر ہرن کے پڑا مگر اوچھا اب وہ ہرن بھاگا شہزادہ نے بھی اوسکے عقب مین گھوڑا ڈالدیا ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست و خیز کرتا ہوا چلا شہزادہ نے خیال کیا کہ بنے تو اس ہرن کو زندہ گرفتار کرلو یہ ہرن نہایت خوبصورت ہے یہ خیال دل مین کر کے اوسکی طرف مرکب اوٹھایا ہر چند سردارون نے عرض کیا کہ اسقدر ہرن صید ہو چکے ہین ایک ہرن

اگر نکل گیا نکل جانے دیجیے تکلیف نہ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ نہین اوسکا بھی ہونا ضرور ہے یہ کہکے گھوڑے کو مہمیز کیا اور بہت تیزی سے اوسکے پیچھے جھپٹے لیکن وہ آہو اس سرعت سے بھاگا کہ صاحبقران اوس تک پہونچ نہ سکے یہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اوسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین جب اوسکے قریب پہونچ جاتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ کمند مارون وہ ہرن جست کرکے مثل شرارہ کے صاف نکل جاتا ہے جیسے کمان سے تیر تب یہ اوسکے عقب مین مرکب کو مہمیز کرتے ہین برابر مرکب کو اوٹھائے ہوئے چلے جاتے ہین مگر وہ ہرن ہاتھ نہین آتا اسی دوادوش مین دن قریب دوپہر کے آگیا یہ اس صحرا سے کئی کوس دور نکل گئے ہمراہیون کی نظرون سے غائب ہو گئے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہین آتا ہی بدون اسکے اسیر یا ہلاک کیئے ہوئے نہ واپس ہونگا راوی کہتا ہی کہ شہزادہ مرکب کو اوٹھائے ہوئے عقب ہرن مین چلا جاتا ہے ہرن بھی جست وخیز کرتا ہوا آگے آگے روان ہے شہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اوسکو اسیر کرون دام کمند مین دستگیر کرون اسی فکر و تردد مین ہے جب شہزادہ بہت سرگردان و حیران ہوا تو اب یہ قصد فرمایا کہ اسکو تیر سے گرادون بس کمان دوش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے ہرن کو تاکا وہ نشانہ سے الگ ہو گیا اور بھاگا یہ بھی مرکب اوٹھاکر چلے مرکب بھی پسینہ مین غرق مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے مگر راکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے - بقول اسے

راکب نے سانس لی تو وہ پہلے روانہ تھا تار نفس بھی اوسکے لیئے تازیانہ تھا

شہزادہ کا یہ عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر اپنی دھن مین چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ جبتک اسکو ہلاک نہ کرلونگا واپس نہ ہونگا نوبت باینجا رسید کہ وہ آہو ایک مقام پر پہونچکر انکی نظر سے غائب ہو گیا معلوم نہین کس درہ کوہ مین چلا گیا اب شہزادہ کو ندامت بھی ہے اور صید کے نہ ملنے کا صدمہ بھی ہے اوسی عالم پریشانی مین شہزادہ نے ایک سمت کو گھوڑا ڈالا اشہب تیز گام صبا رفتار کی باگ اوٹھائے چلے جاتے ہین کہ حسب اتفاق راہ بھول گئے بہت دور تک رہروی کی مگر وہ وادی پرخار اور صحرائے حیرت آثار کسیطرح ختم نہوا شہزادہ عالم اضطراب مین کبھی ادہر کبھی اودہر نکل جاتا ہے مگر اس بیابان سے نجات نہین پاتا ہے جسقدر دن باقی تھا اسی کرب و بیقراری مین کٹا قریب شام تھککر گھوڑے سے اوتر پڑے ایک درخت کے نیچے شب بسر کی دیکھا تو تمام جنگل سنسان ہی کہین انسان ہے نہ حیوان ہے تاریکی محیط دنیا ہے چاند کا کوسون نہین پتا ہے وہ ڈراؤنی رات ہی نہ کوئی سنگ ہی نہ ساتھ ہے عالم تنہائی مین وہ رات پہاڑ ہو گئی ہے

سعد یا نوبت امشب دہل صبح نہ کوفت یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را

خدا خدا کرکے سفیدہ سحری چمکا ہنگام سحر نماز پڑھکے پھر چلنے کا قصد کیا اور مرکب کو اپنے چراگاہ مین چھوڑ دیا کہ جبتک مین نماز پڑھون یہ کچھ گھانس چرلے چنانچہ مرکب چرا مین مصروف ہوا و اللہ اعلم کوئی بوٹی زہریلی گھانس مین تھی کہ کھاتے ہی اس مرکب شکاری کی آنکھین دفعتہً سرخ ہو گئین اور جسم تھرتھرایا گرپڑا اور دمدیا شہزادہ کو نہایت رنج و افسوس ہوا فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف پیادہ پائی بھی ہمین اوٹھانا ضرور ہے خیر ہرچہ آید برسر فرزند آدم بگذرد

پانی صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا

یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد دوپہر کے ایک بیابان ہولناک دشت پرخطر صحرا ے

بے آب وگیاہ مین پہونچے جہان بگولے اوڑتے تھے ہوائے گرم چلتی تھی تشنگی کا زور تھا فرماتے تھے کہ ہم صید کرنے کو آئے تھے خود شکار اجل ہوئے - ب

نے چلی وحشت جو لیکر مجھ پریشان حال کو
آندھیان اوٹھین بگولے آئے استقبال کو

فرماتے تھے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان آب تاکب کو ہرنایاب ہے خضر تاک اس دشت مین پانی کا محتاج پھرتا ہے اگر کوئی چھینٹ دور سے معلوم ہوا اور بقصد آب وہان پہونچے تو دیکھا کہ سراب ہے اور برسات سے جہان کہین پانی معلوم ہوتا تھا وہان پہونچے تو دیکھا کہ مچھلیان سوکھی ہوئی پڑی ہین اور پانی کا کہین نام نہین شہزادہ پیاس سے نہایت مجبور ہوا کہ حلق مارے پیاس کے خشک ہوا جاتا تھا زبان مین کانٹے پڑے جاتے تھے وہ تشنگی تھی کہ نہ۔ الہی پناہ شہزادہ اوسی عالم یاس وہراسیگی مین فرماتا تھا کہ اے فلک کجرفتار ہم لوگون سے ساتھ تیری کجروی نہین جاتی مجکو ہر تبہ صاحبقرانی دیکھکر جل گیا سچ ہے - ب

بغض وحسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا
کیا کیا جلا ہے سا کھو پھولا ہے ڈھاک بن مین

غرضکہ شہزادہ اوس دشت ہولناک مین نہایت پریشان ہے اور اس صحرائے خاک آلود مین رہ نوردی کرتا چلا جاتا ہے تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اوس رخ پرنور پر یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا نقاب خاکی ہے اس گرد وغبار مین وہ چہرہ پرنور یون معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خاکی مین آگیا ہے بس شہزادہ تباہ وبرباد عرق مین از سر تا پا غرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے وہ پھول سی رخسار کہ جنپر کبھی گرمی کی حدت تک نہ پہونچی ہو اونپر اسقدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ وہ منش گل کے مرجھا گئین ہین وہ آفتاب حسن وخوبی جلا جاتا ہے پاؤن مین آبلے پڑ گئے ہین خار مغیلان تلوون کے پار ہوگئے ہین پاؤن ورم کر آئے ہین آبلون سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکالا تلوون سے خون بہکر تمام زمین لال ہوگئی یہ حالت دیکھکر فرماتے تھے - ب

نکلے کانٹون سے چلین پینے کی تدبیر یا
تو کہو تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا

آبلے اس گوہر آبدار شہریاری پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین ہر گی تیجب ہوا چلتی ہے نفث افسوس ملتے ہین چہرہ سونولا گیا ہے جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ رہ نورد بادیہ مصیبت رہروی سے باز نہین آتا ہے برابر راہ طے کیے جاتا ہی۔ کیجاتے جاتے شہزادہ ایک ریگستان مین پہونچا جہان سوائے ریگ کے کسی شئے کا نام نہ تھا درخت کا نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا مین مسافر کو تشنہ لبی سے پناہ پانی دشوار تھی سوائے خون دل کے پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی شئے قسم غذا سے تھی سوائے لخت جگر یا قرص خورشید کے جانور تک اوس صحرا مین نہ آتے تھے تمازت آفتاب سے تمام صحرا کورۂ آہنگران ہو رہا تھا کیا تاب وطاقت جو کوئی پرندہ اوج ہوا پر ادھر سے ہوکر گذر جائے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گرسنگی وتشنہ لبی سے ہلاک ہوگیا اگر درخت بھی کوئی نظر آیا تو مثل بید مجنون کے خشک پایا کانٹون کی زبان تک سوکھ گئی تھی جنپر یہ شہزادہ آتا جاتا

بکھر گئے مشکین آبلون کی اب بتا ادھر مشکل رہا
اڑ گئے ہین پیاس سے کانٹے زبان خار مین

شاہزادہ اس صحرا مین رہ نورد تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ سے پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تابہ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پاؤن مین چھالے پڑ جاتے تھے ذرہ ریگ انگارے معلوم ہوتے تھے اسقدر گرمی تھی کہ شاہزادہ از سر تا پا پسینہ مین غرق تشنگی سے بسبب کم پانی

آب کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی طاقت الگ طاق ہو گئی تھی یہ کیفیت تھی کہ کسی مقام پر تا زانو ریگ مین گڑ جاتے ہے کسی مقام پر تا کمر بس راہ طے کرتے ہوئے سختیان سفر کی اوٹھاتے ہوئے اس صحرائے بلا کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دھوپ کی جو شدت ہوئی اور حرارت آفتاب بڑھی تو اسلحہ بھی جسم پر بار ہو گئے کڑیان زرہ کی جلنے لگین اور خود بھی بار سر ہو گیا اور تلوار ناگن بنکر کاٹنے لگی تلوار کو کہین پھینک دیا خود کہین اتار ڈالا زرہ کو کسی مقام پر علیحدہ کر دیا اسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتے تھے کہ نیرنگی فلک دیکھے کہ چشم زدن مین کیا تھا کیا ہو گیا یا وہ حکومت و ثروت تھی یا یہ بادیہ پیمائی دشت غربت سچ ہے۔ ؎

نقوش کلک قدرت کو ہے اندیشہ ہی حیرانی — پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی

یہ کہتے فرما رہے تھے نظم

یا برہنہ خار پر مجکو پھرا اے دشت مین — خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سامان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز — پوست کھینچے ہی ہما کا دے کے مشت استخوان
ابر دریا بار کو برسائے دشت یاس پر — خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل — پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سرمہ دان
تا کجا کیجئے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج — ایک وتیرے پر نہین گا ہے چنین گاہی چنان

یہ فرما کر آبدیدہ ہوے اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ان کوسون کو کوس کو کاٹا لیکن نہ کٹتے تھے بس قریب ایک دامن کوہ کے پہونچے ایک پتھر سنگ مرمر کا نظر آیا کہ وہ جلتا ہوا تھا اوس پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا اوسمین سے شرارے نکلتے ہین وہانسے آگے بڑھے نظم

ناگہ نظر آیا ایک بیابان — تھا نام کو وان نہ کوئی حیوان — انسان کا ذکر کیا جو جاتے
جن ڈرتے تھے اوس جگہ پہ آتے — کوسون نہ درخت تھا نہ پانی — مشکل تھی وہان پناہ پانی
تھی آب کی جستجو کما ہی — لرزان تھی زمین یہ ریگ ماہی — ہر ذرہ وہان کا بندہ پرور
چشمک زن آفتاب محشر — ڈر کرتا تھا وان جو پاسبانی — آتی تھین صدائین بھی ڈرانی

جھونکا جو کوئی ہوا کا آتا — سرتا بقدم بدن جلاتا

بس یہ وادی ہولناک جو ملاحظہ فرمایا ایسے بے بس ہوئے کہ راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤن نے جدا جواب دیا فرمانے لگے ؎

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا — دردا اے خضر بیابان بلا

فی الجملہ کچھ راہ اور طے کی تھی کہ آثار شام کے ہویدا ہوے دیکھا کہ آفتاب قریب غروب ہی تمازت بھی کم ہو گئی ہے شام ہوا چاہتی ہے۔ فراش نیل پردۂ شب تانا چاہتا ہے روشنی روز نما یا ہٹتا دامن کوہ بھی ہے آج یہی مقام پر قیام کرنا چاہیئے۔ آج شہزادہ کو تیسرا فاقہ ہے ضعف کے مارے راستہ چلنا دشوار تھا اسوجہ سے یہین ٹھہر گئے ایک مقام پر بیٹھکر نماز مغرب پڑھی اور عرض کیا کہ اے پروردگار۔ ؎

آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند — رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

مین بھی تیرا بندہ ہون آج تیسرا فاقہ ہے تو ہی رزاق مطلق ہے ہجدہ ہزار عالم کو رزق پہونچاتا ہی بھوکا سلاتا نہین بھوکا اوٹھاتا ہے پتھر کے کیڑے کو رزق دیتا ہے ہر حال مین تیرا شکر واجب و لازم

ہے جو تیری مرضی ۔ سو

راضی ہین ہم اوسی مین جسمین تری رضا ہے	اگر یون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے
ہرچہ ہم رسد ز شہر حبیب	ہرچہ آید بہ سر من بانصیب

ہنوز یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ سامنے سے ایک مرد بزرگ نورانی شکل عمامہ سبز سر پر باندھے ہوئے عبا دوش پر ڈالے ہوئے جبین مبارک سے نور ساطع و لامع تھا اوس مقام پر پیدا ہوئے ایک جام سرد کا اور دو روٹیان لاکر شاہزادہ کے پیشکش کین اور بڑی شفقت و توجہ سے فرمایا کہ انکو نوش جان کرو یہ عنایت پروردگار ہے اور یہ وہ روٹی ہے کہ جس چیز کا ذائقہ طلب کروگے وہ حاصل ہوگا شہزادہ نے جھک کر سلام کیا اور وہ روٹیان اور جام آب لے لیا روٹی کو نوش کیا اور آب سرد پیا فی الواقع روٹی کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مرد بزرگ نے فرمایا تھا خوب سیر ہوگئے بعد اوس اناج کے دیر ... کھاتے ہی بدن مین جان آئی ہوش و حواس درست ہوئے شکر پروردگار بجا لائے دل مین خیال آیا کہ یہ مرد بزرگ ہے کوئی مقربان درگاہ الہی و خاصان خدا سے ہین عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور اسم مبارک آپکا کیا ہے اور یہ تو ارشاد فرمایئے کہ مجھ سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ مین ایسے صحراے ہولناک مین پھینکا گیا ہون اور یہ دشت بیابانی و بلا پیدا کس نصیب ہوئی ہے ۔ آپ خاصان درگاہ ایزدی مین سے ہین میرے حال زار پر توجہ فرمایئے اور رہبری میری کیجیئے ۔ پیر مرد نے یہ سنکے سر کو جھکایا اور کہا کہ مشیت ایزدی ۔ اسمین بھی کچھ مصلحت پروردگار عالم کی ہے اور نام میرا خضر ہے مین بغیر حکم خدا الکریم جا نہین سکتا ہون بس اب تمہین مناسب ہے کہ اسی مقام پر شب بسر کرو اور صبح کو وہین جانب یہ اسماے الہی پڑھتے ہوئے چلے جاؤ پروردگار عالم نے تمپر رحم کیا اب با برکت ان اسماے متبرک کے اس دشت ہولناک سے نجات پاجاؤگے سب مصیبت دور ہوجائیگی بس وہ اسماے الہی تعلیم کیئے اور آپ نگاہ سے غائب ہوگئے بعد ازان شہزادہ نماز صبح کے لیئے یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ ۔ نظم

کوئی حرم کو کوئی بتکدہ کو جاتا ہے	کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتا ہے
مین تجھ سے پوچھون اے دل کدھر کو جاتا ہے	تو مجھ کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند	بلا کشان محبت بکوئے یار روند

یہ پڑھکر تیمم کرکے فریضہ سحری ادا کیا اور درود و وظایف سے فارغ ہوکر محبت پروردگار عالم مین انھین اسماے الہی کو جو حضرت خضر علی نبینا و علیہ السلام نے تعلیم فرمائے تھے ورد زبان کرتے ہوئے چلے بفضلہ تعالی اوس بلا سے نجات پائی اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحراے پر بہار دشت لالہ زار مین پایا جہان ہر قسم کے درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے سبزہ خودرو فرش کی طرح زمین پر بچھا تھا گلہاے خودرو کھلے ہوئے الغرض الہی کہین اپنا جوبن دکھا رہا تھا ... تمام صحرا سبز و خرم تھا شہزادہ جہان نوردی کرتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا تو قریب ہوا کے ایک برات ... ہے اور آہ و زاری بھی بلند ہے اور ایسی دردناک صدا ہے کہ دل ... کل سامان برات و جلوس وغیرہ پر ایک عجیب اوداسی چھائی ہوئی ہے کہ ... ایک اثر پڑتا ہے خیال کیا تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ ایک سرخ دوپٹہ جھلکتا ہوا ... نظر پڑتا ہے برات کا سامان معلوم ہوتا ہے مگر سب کے سب ... داروں اور غمزدوں کی بناے ہوئے ہین کوئی آنکھ ایسی نہین ہے

کہ جسمین اشک حسرت نہ ڈبڈباے ہون کوئی لب ایسا نہین ہے کہ جسپر آہ جگر خراش نہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال اور رنج و صدمے مین مبتلا ہے اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہے ۔ ع

تصویر غم و ملال ہین سب ‎ ‎ ‎ غمگین و تباہ حال ہین سب

یہ حال دیکھکر شہزادہ نہایت متحیر اور بکمال حیران مضطر ہوا کہ سب تو سب یہ کیا معرکہ ہے اور کیا واقعہ ہے کہ ایک سرے سے سب کے سب غم کوش ہین چہانچہ کف افسوس مل رہا ہے مشغول و تاشے سینہ زنی کر رہے ہین نوبت کی یہ نوبت ہے کہ بجاے زیر و بم کے اپنا سر پیٹ رہی ہے نقارے رنج و غم کے دھوئین دے رہے ہین شہنائیون کے شور و فغان سے نالہ گلوگیر ہے صدا سے دردناک مین مصروف قرنا و نفیر ہے ۔ انگریزی باجون کی صدا سے دلخراش دل دکھاتی ہے ۔ طنبور کی آواز رنج و الم بڑھاتی ہے بیرقون و جھنڈیون پر علم آہ کا نشان ہے مشغول رنج و غم ہر پیر و جوان ہے ماہی مراتب پر کیا ہی کیفیت رنج و غم کی آشکار ہے تخت روان پر تختہ تابوت کا اظہار ہے غرضکہ تمام جلوس برات کا سکتہ کے عالم مین غم کی تصویر بنا ہوا ہے باجہ وغیرہ بجانا موقوف کر دیا ہے ۔ شہزادہ قریب اُس مجمع کے پہونچا ہمراہیون سے حال دریافت کیا کہ ارے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیا سانحہ گذر گیا ہے کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گرفتار ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہے ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر شور آہ و فغان ہے جسے نظر اوٹھا کر دیکھتا ہون وہ صورت ماتم دارون کی بناے ہوے ہے دل پھٹا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے خود بخود جی امڈا آتا ہے اور آپ ہی آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہے از براے خدا جلد بیان کرو کہ سبب اس جوش گریہ و بکا کا کیا ہے ۔ اب مجھے تحمل و تاب ضبط باقی نہین ہے اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہے اور جو صدمہ دل پر ہے اوسکا اظہار غیر ممکن ہے اس فلک کج رفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہے اور وہ دل پر درد و غم کا ایسا پہاڑ پھٹ پڑا ہی کہ جو دشمن کی ہو اوسپر بھی یہ مصیبت نہ پڑے شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کچھ کہو تو سہی مین بھی تو سنون اونھون نے عرض کیا کہ اس گریہ و بکا کا حال آپکو صاحب فنس سے معلوم ہو جائیگا شہزادہ نے قریب فنس کے آکے پوچھا کہ اپنے حال سے ہمین آگاہ کرو ہمکو خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ غمزدون کے پرسان حال ہون اور ستم رسیدون کی دستگیری کرکے اُنکی دادرسی کرین چونکہ یہ بھی درویش صفت تھے جب یہ کلمات انھون نے زبان مبارک سے فرمائے تو فنس سے آواز آئی کہ اے شخص ع

کون لیتا ہے خبر ہم سے پریشانون کی ‎ ‎ ‎ چھانتے ہونگے کہین خاک بیابانون کی

یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا ۔ نظم

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا
اوسکین مجنون کا سدا ماتم رہا
واہ ری دلچسپی رخسار یار
برق چمکی ابر باران تھم رہا

دل کے جانیکا نہایت غم رہا
میرے رونیکی حقیقت جسمین تھی
آنکھ کی پتلی کا وان تل جم رہا
صبح گذری شام ہونے آئی میر

سنتے ہین لیلی کا خیمہ ہے سیاہ
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
میرے رونے پر جو اسنے ہنس دیا
تو نہ چونکا اور بہت دن تم رہا

یہ پڑھکر کچھ صدا ہلکی ہلکی رونے کی معلوم ہوئی بعد اسکے آواز آئی کہ یہ سامان برات اس نامراد کا ہے کہ جو وصل سے شاد کام نہ ہوا مین کمبخت مان ہون اُس ناشاد کی اور شہر صدر اینہ کی رہنے والی ہون اور صدران دُردَانہ نوش کہ جسکو نوشاہ بنا لائی تھی اور اس ناشاد و نامراد بہو کو جو عروس شب اول ہے بیاہ کے جاتی تھی کہ وقت قریب شام کے پہونچا نوشاہ مشرق نے سہرہ خطوط شعاع باندھے منزل

اتفاقاً کبھی شہر کی جانب سے خضر بے کا رستہ لیا اور ماہتاب اپنے براتیون سمیت ہم عمر دون کو اپنا داغ دل دکھانے نکل آیا اس منحوس مقام پر سب براتیون نے مقام کیا تھا بہت جاہ و حشم اور جلوس و سواریان وغیرہ ہمراہ تھین سب شادان و فرحان چلے آتے تھے اوسوقت کا بیان کہ ہے کہ نظم

چمن کے تخت پر جسدم شہ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

اے شہریار عجب طرح کا اتفاق ہوا کہ یہان برات اُتری میرا بیٹا سہرا لپیٹے ستہانہ خلعت پہنے گھوڑے پر سوار عروس کی فنس کے قریب کھڑا تھا سواری اتروانے کی فکر مین تھا کہ ایک ہرن سامنے سے دکھائی دیا اسکو شکار کا بہت شوق تھا اور چونکہ صید گیر تھا اُس سے رہا نہ گیا ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا گھوڑے کو ہرن کے پیچھے ڈالدیا ہم سب یہان مقیم ہوے وہ آہو کے پیچھے جو تھا قب کرتا ہوا چلا اور بہت دور نکل گیا دیکھا تو ہرن ایک غار کے قریب جاکر غائب ہوگیا اب جو دیکھا تو اُس غار سے دو ہرنین پیدا ہوئین اور آپس مین لڑکر ایک چادر شعلہ ہوکر جا اُس نوشاہ پر گرین تو پھر بیتہ اوسکا نہ معلوم ہوا تین چار دن اوسکا انتظار کیا جب کچھ سراغ نہ پایا عزیز و اقارب و دست آشنا براتی اکثر رخصت ہوے پاہم آج تک مع ان لوگون کے جو قدیم غمخوار اور جان نثار ہین اس صحرا مین پڑے ہین اور اوسکے انتظار مین لو لگائے بیٹھے ہین ۔ ب

تمہارے در پہ جو ہم لو لگائے بیٹھے ہین
تمہاری یاد مین دل کو گنوائے بیٹھے ہین
اوسکو جانا تھا تو کیون موت نہ آئی اللہ
ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تھا

یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور بین جگر خراش کرتی تھی کہ ہاے اے فرزند دلبند اے میرے سعادتمند جگر پیوند نوشاہ نامراد تو اسطرح نظرون سے غائب ہوگیا کوئی حوصلہ دل کا نہ نکلا محروم وصل چلا گیا اے بیٹا دولہن کا منہ بھی اچھی طرح نہ دیکھا ہاے ہماری قسمت مین یہ داغ بدا تھا اور تمہین اس سن مین یہ رنج و مصیبت سہنا تھا ہاے بیٹا اب کدھر جاؤن اور کہان سے تمہین ڈھونڈھ کے لاؤن ہاے بیٹا مان ادھ جڑگئی کی نظر مین عالم سیاہ ہوگیا اور اے روشنی چشم میرے مجھے کچھ نظر نہین آتا ہے اے بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھادے کہ دل کو چین آئے اے بیٹا تمہارے جانے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اے بیٹا شہر طریقت یہ نہ تھی کہ تم ہمین اس جنگل مین تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور ہمین کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اپنے بیگانے سب سے منہ موڑ گئے ۔ ہم تمہارے حسرت دیدار مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین ۔ ب

زیست کے دن اپنے پورے کر چکے
تکتے تکتے راہ تیری مر چلے

لازم تو یہ تھا کہ تم ہمین مٹی دیتے اور ہماری قبر پا کر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ یہ کہ انقلاب کہ آج ہم تمہین روتے بیٹھے ہین اور تمہارا رنج و غم کر رہے ہین کیون اے فلک کجرفتار وائے چرخ دوّار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالا کہ وہ ہمارے لئے ترس رہا ہوگا اور ہم اوسکے لئے تڑپ رہے ہین نہ اوسے دیکھ سکتے ہین نہ وہ ہمین دیکھ سکتا ہے وہ آگ دل مین مشتعل ہے کہ کسیطرح نہین بجھتی ہوش و حواس بجا نہین کلیجہ دھڑکتا ہے دل بیقرار مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکتا ہے ۔ ب

کچھ ایسا کر گیا بیہوش بیجا نا ہمکو جانان کا
نہ تن کو ہوش ہے دلکا نہ دل کو ہوش ہے جانکا
نہ جی کی دلکو خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر
ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر

ہائے افسوس ایسی ہماری قسمت پھوٹ گئی کہ گھر تک بھی نہ پہونچنے پائے راہ ہی مین یہ سانحہ گذرا کہ یون نگاہ سے اوجھل ہو گئے ہائے کیونکر اپنے نوجوان فرزند سے دولہا کو ڈھونڈھکر لاؤن۔ قطعہ

میرا نخل نوخیز سرو رواں
کہاں ہے کہاں ہی کہاں ہے کہاں
اندھیرا ہے آنکھوں کے نیچے میرے
کہ ہے میری آنکھوں سے اب وہ نہاں

ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اس قزاق فلک نے دولت میری یون لوٹ لی غرض اسطرح کے بین دلخراش کرتی تھی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی تھی جب خوب رو چکی اور کسیقدر بخار اس دلکی نکل گئی تو کلیجہ تھام کر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار باوقار اس صحرا مین سامنے جو ایک کوہ معلوم ہوتا ہے وہان ایک درویش ہین کہ نام انکا ابرقائے صحرانشین ہے اونکے پاس ہم گئے اور عرض کیا کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین ہمپر یہ سانحہ گذرا ہے فلک رنج و الم ٹوٹ پڑا ہے کہ فرزند نوجوان میرا کہ عروس کو بیاہے لیئے آتا تھا کہ قریب شام اہل برات نے اُس صحرا مین قیام کیا حسب اتفاق صحرا سے ایک ہرن نمودار ہوا یہ لڑکا شکار دوست تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑا دیا ہر چند سب نے منع کیا مگر نہ مانا تعاقب کرتا چلا گیا اور ایک غار کے قریب پہونچکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اُس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور ایسمین لڑ کر ایک چادر شعلہ کی ہو کر اس نوشاہ پر گرین پھر اوسکا پتہ نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا ہم آفت زدہ اسی صحرا مین مقیم ہوئے ہین نہ پائے ماندن نہ راہ رفتن اُسکے انتظار مین بحال خراب اس جنگل بیابان مین پڑے ہین کہ ہمارے یوسف گم گشتہ کا کچھ سراغ ملجائے تو اس نامراد عروس کو لیکر جائین ورنہ اسی صحرا مین جانین اپنی گنوائین گے طعمہ زاغ و زغن ہو جائینگے اہل وطن کو کیا اپنی صورت نحس دکھائینگے کس حسرت و ارمان سے اُس ناشاد کو بیاہ کر لائی تھی کہ راہ مین فلک تفرقہ پرداز نے سنگ تفرقہ سے شیشہ دل کو چور چور کر دیا میرے نور نظر کو مجھ سے چھڑا دیا یہ روز سیاہ دکھا دیا غرضکہ کل کیفیت بیان کر کے نہایت منت و سماجت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ اسکی کچھ فکر فرما دیجیے کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی بدولت ہم اپنی مراد کو پہونچین مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام مجھ سے سر انجام نہ پائیگا کہ تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دون لیکن عنقریب وہ شخص آنے والا ہے کہ جو تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دیگا تو گھبرا نہین اسقدر جزع فزع نہ کر اپنے دل کو تسکین دے اطمینان رکھ خدا چاہیگا تو اُس جوان کے ذریعہ سے تیری امید بر آئے گی جان زار راحت پائیگی خداوند عالم نے ہر ایک کام کے لیئے ایک ذریعہ و سبب مقرر کیا ہے جب وہ وقت آجائیگا فوراً وہ کام انجام پا جائیگا۔ س

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست
سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

تو حضور اسی امید پر اپنے سب کو رخصت کر دیا ہے بلکہ عزیزون و رفیقون نے خود ہم سے کنارہ کیا ہے کون کسیکا مصیبت مین ساتھ دیتا ہے برے وقت مین سب کنارہ کشی کر جاتے ہین س

کون لیتا ہے خبر ہم سے پریشانون کی
کوئی سنتا ہی نہین چاک گریبانون کی

مگر چند نوکر اور قدیم ہمارے ساتھ رہ گئے ہین کہ موجود ہین اور ہم اسی انتظار مین زندگی بسر کرتے ہین شہزادہ نے فرمایا گھبراؤ نہین نظر بخدا رکھو انشاء اللہ تم اپنے مطلب کو پہونچو گے ع شاید کہ پلنگ خفتہ باشد بہ بیابان • فرزند تمہارا تم سے ملیگا تم ابھی سے بدشگونی کیون کرتی ہو چند دن تو انتظار کرو نتیجہ تو پروردگار کیا کرتا ہے بھول وقت ایزدی وہ تم سے آگر ملیگا تمہارا دل خوش

کریگا پریشان خاطر ہو رہا ہے کہنے پر عمل کرو وہ عرض کرنے لگی کہ حضور جب ایسا فرزند ارجمند اقبالمند آنکھون کے سامنے سے غائب ہوجائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے لاکھ لاکھ دل سمجھاتی ہون مگر کسی طرح قرار نہین آتا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا۔ ؎

شعر	نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم		دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شہزادہ نے فرمایا یہ سچ ہے مفارقت فرزند گوارا نہین ہوسکتی مگر سوائے صبر کے کوئی چارہ ہی کیا ہی اور تم کرہی کیا سکتی ہو مرضی خدا پر راضی و شاکر بیٹھی رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے غرضکہ شہزادہ بلند اقتدار اُس ستم رسیدہ کو تسلی و دلاسا دیکر اوس کوہ کی جانب جسکا پتہ دیا تھا روانہ ہوئے قطع مسافت کرکے قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ ساٹھ ستر شیر ہین اور ایک شیر اسمین نہایت قوی ہے گلے مین اسکے ایک پرچہ لٹکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا چونکہ یہ خود شیر شکار ہین یہ کب شیرون سے ڈرتے ہین اسیطرف چلے جاتے ہین ہرایتون نے دیکھا خیال کرنے لگے کہ شیر انکو کاہے کو چھوڑین گے ایک ایک بوٹی تقسیم کرلین گے شیر اجل کا شکار ہوجائین گے ۔ ہاے افسوس ایک ہمارا معین و غمخوار مددگار خدا نے بھیجا تھا وہ پہونچنے بھی نہ پایا کاش کے ہمارے ہی دلون کو نکالتے ہمین کو کھا لیتے کہ اس رنج و الم سے نجات ملجاتی ہم تو اتنے دنون سے یہان مقیم ہین ہم نے کسی شیر کو نہین دیکھا معلوم نہین انسے کچھ عداوت ہے کیا بات ہے ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا خداوندا ہمارے اس معین کو اپنے حفظ و امان مین رکھنا اسکا رویان نہ میلا ہونے پائے ان شیرون کے شر سے محفوظ رہے یہ سب لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین اور شہزادہ والا مرتبت بے خوف و خطر برابر شیر کے پہونچ گیا اُس پرچہ کو شیر کے گلے سے نکال لیا اور ملاحظہ کیا اوسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران آپ تشریف لائیے فقیر آپ کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے ہمہ تن چشم انتظار ہے۔ ؎

	رواق منظر چشم من آشیانہ تست		کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اس شیر کے پشت پر بیٹھکر آپ تشریف لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے چنانچہ صاحبقران نے ایسا ہی کیا بے تکلف شیر کی پشت پر سوار ہوکر سمت کوہ رونق افروز ہوے سب شیر جلو مین اُس شیر بیشہ شجاعت کے روانہ ہوئے اس شیر نے شہزادہ بلند اقبال کو سامنے مرد بزرگ کے جو ایک مرگ چھالے پر بیٹھے ہوے تھے اور پوست شیر ونکی وہان بچھے ہوے تھے پہونچا دیا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سو سوا سو برس کا سن و سال بھون و پلکون کے سب سفید بال نورانی شکل صاحب کمال قد خمیدہ مانند ہلال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاء نور سے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہے صندلی رنگ ہے گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار عظمت و جلال آشکار ہین ریش نورانی کے سفید بال تار شعاع سے زیادہ ضیا بار ہین جیسے شہزادہ پہونچا شاہ صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم استقبال کرکے مسند اعلیٰ پر لاکر بٹھایا بعد مزاج پرسی گویا ہوئے استفسار حال فرمانے لگے شہزادہ نے دیکھا کہ میری زرہ و خود و اسلحہ وغیرہ جو اُس صحرا سے ہولناک مین بسبب حدت آفتاب سے پھینکدیے تھے وہ سب بجنسہ کشتی مین لگے ہوے رکھے ہین شہزادہ اپنی مصیبت جو صحرا سے ہولناک اور بیابان غمناک مین عائد ہوئی تھی اوسکو بتک کیا کہ کیا بیان کرون مصافحہ کرکے دست بوسی کی اور عرض کیا کہ میری مصیبت صحرا سے ہولناک و ریگستان دردناک دشت پرخار جگر فگار کی تو سب

آپ پر روشن ہے آپ روشن ضمیر ہین سبب آپ پر آئینہ ہے مین اوسکو اب کیا بیان کرون ۔ ع

چہ حاجت ست بہ پیش تو حال خود گفتن	کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

یہ ذکر تھا کہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین کمان ابرو مشکین گیسو چہرہ مثل آفتاب کے روشن چشم فتان
نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی بیاض گردن سپیدی صبح کو شرماتی تھی دُرِ دندان غیرت دُرِ عدن لب
نازک رشک عقیق مین پوشاک عروسی پہنے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بال بکھرائے با حال
پریشان سامنے سے نمودار ہوئی شہزادہ نے کہا کیا خوب یہان عروسون پر کیا تباہی ہے کہ ایک عروس
وہان صحرا مین اپنی حالت تباہ کیئے ہوئے پڑی ہے ایک عروس یہان دولہن بنی ہوئی پلنگ پوش
اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہے پور پور چھلے پہنے زیور عروسی تن پر آراستہ مگر بحال
خستہ و خراب چلی آتی ہے یہ عجب کیفیت ہے کہ عقل مین نہین آتی ہے شاہ صاحب اس کہنے
پر مسکرائے پھر شاہ صاحب نے ایک دانہ کچھ پڑھکر پھینکا اُس عورت کی کمر مین مثل ریسمان
پیچیدہ ہوکر کوہ پر لاکر بٹھا دیا اُس عورت نے نہایت شرم و حجاب کے ساتھ شاہ صاحب کو
جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے کہ آپ نے میرے شوہر سے مجھکو ملا دیا
شوہر کے دیدار سے مجھکو شاد کام کیا خدا آپکو سلامت رکھے آپنے دو مہر ملا دیئے شہزادہ نے گھبرا کر
کہا کہ نیکبخت تو کسی کو پہچانتی بھی ہے شوہر تیرا کون ہے اور کہان ہے تو مجھکو کیا جانے اُس
البیلی دولہن نے جواب دیا کہ واہ وا کیا خوب اے صاحب آپ مجھکو اتنا جلد بھول گئے ابھی
چند روز کا زمانہ ہوا کہ اسدن سے جو عقد کرکے آپ سدھارے تو اب دکھائی دیئے اب
آپکا جمال مبارک دیکھنے مین آیا ہے اسقدر جلد آپنے مجھکو فراموش کر دیا آپ فرماتے ہین کہ تو
کسی کو پہچانتی بھی ہے اور شوہر تیرا کون ہے واہ حضرت واہ آپکا نکاح نامہ میرے پاس رجسٹری شدہ
موجود ہے آپ کے اُس انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے آپکے اس بے اعتنائی کرنے سے کچھ فائدہ ہوگا
مین آپکے پلے بندھی ہون آپکا دامن نہ چھوڑونگی اور آپ نے خود فرمایا تھا کہ مین گل اُس
گلستان کا ہون کہ جسکے در پہ بلبل ہزار داستان سر ٹکراتے ہین بڑے بڑے شجاعان دہر و نامورانِ
عصر جبین سائی کرتے ہین بسا تعجب ہے کہ آپ نے مجھکو بھلا دیا اس رسیلی آنکھ سے شہزادہ
کیطرف دیکھا کہ شہزادہ کو تعجب ہو گیا وہ ابرو کا پھڑکنا وہ نگاہ کی شوخی وہ بیساختہ پن وہ ہنس ہنس
کر باتین کرنا شہزادہ کا بُرا ماننا اور کہنا کہ نیکبخت تو میرے خاندان کا حال کیا جانے اس نے کہا
واہ صاحب مین سبکا حال خوب جانتی ہون سب سے واقف ہون آپکے خاندان کا حال
اظہر من الشمس ہے کون نہین جانتا اور آپنے تو خود ارشاد کیا تھا کہ میرے جد اعلی صاحبقران
والاشان حلقہ فگن گوش گردن کشان شکنندہ گرز سام بن نریمان شیر بیشۂ شجاعت
گل گلزار جلادت امیر حمزہ صاحبقران ہین دادا آپکے شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن
ہر فتنہ ملک باختر داماد گنجاب بن گنجور ملک ہرمان ہیوکش والد ماجد آپکے
شہزادہ نور الدہر صاحبقران بن صاحبقران ہین اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ
ننہیال میرا ہفت منظر ہے کیوان فلک رفعت میرے نانا کا نام ہے حضور بھول گئے
بڑے تعجب کی بات ہے کہ مجھے یاد رہا اور آپ فراموش کر گئے جب اس عورت نے
سب کے نام لیئے اور پتے بتائے تو شہزادہ کا یہ حال ہوا کہ عرقِ شرم مین پسینہ ہو گیا

اور فرماتے تھے کہ واللہ مین ہرگز واقف نہین نیکبخت تو کہتی کیا ہے مین نے کب تیرے ساتھ نکاح کیا ہے یہ سراسر میرے اوپر تہمت ہے حاشا للہ مین بالکل اس امر کو جانتا ہی نہین ہون اتنے مین اسنے انگیا مین سے ایک کاغذ نکالا اس انداز سے کہ دوپٹہ بالکل سرک گیا سب جسم کھل گیا ہائے وہ باریک لاہی کی انگیا گل انار رنگی ہوئی وہ کٹوریان چست وطرحدار معلوم ہوتا ہے کہ تختی بلور پر دو قبہ نور ضیا بار ہین یا دو حباب بر سر جویبار ہین ؎

کسی کی محرم آب روان کی یاد آئی	حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

چُنا ہوا ہلکا ہلکا باریک دوپٹہ بادامی رنگا ہوا کندھون پر پڑا ہے جس سے وہ دو لون قمقمہ نورانی نمایان ہین واقعی اسی کو کہتے ہین۔ دوہہ

کچھ کرے کرسے چیکنے پیا کرت ہین دھائے	اے سکھی مین ڈرت ہون من ہی نہ پار ہو جائے

شہزادہ نے اپنا منھ پھیر لیا کہ لاحول ولا قوت یہ کیا حرکت بیہودہ کرتی ہے عجب بیباک عورت ہی کہ اسکو مطلق شرم و حجاب ہی نہین ہے بس اُس پرچہ کو نکال کر سامنے شاہ صاحب کے پیش کیا کہ دیکھئے جناب یہ نکاح نامہ میرا ہے یا نہین ذرا دیکھئے اسمین لکھا ہے کہ ہفت منظر مین نے تیرے مہر مین دیدیا اور تو صاحب اولاد ہوئی تو وہی لڑکا صاحبقران زمان ہوگا اگر یہ نہو تو مین امیدوار ہون کہ وہی ہفت منظر مجھے مرحمت ہو جائے مین باز آئی اور جھگڑے سے اور ہان صاحب اب تو مین ایسی بُری ہوگئی کہ میری شکل سے نفرت ہے بلکہ پہچانتے تک نہین یا تو پہلے میرا ایسا چاہ پیار کیا یا اب ایسا نظرون سے گرا دیا یا بایں شور اشوری یا بایں بے نمکی ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

خیر مجھے برا جانتے ہین اور میری صورت بری معلوم ہوتی ہے تو نہ سہی۔

	تم سلامت رہو بندی کے خریدار بہت

اور یہ کہہ کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ افسوس ؎

وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی	کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی

ہان سچ ہے ؎

لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے

دیکھئے حضور میرا تو انکے فراق مین یہ حال ہے اور اونکو میری صورت تک دیکھنا وبال ہے۔ نظم

ذرا حال مریض درد ہجران دیکھتے جاؤ	ابد تک بھی اے شہنشاہ طبیبان دیکھتے جاؤ
نہین کہتا کہ جاؤ تم لحد پر فاتحہ پڑھنے	فقط ویرانی گور غریبان دیکھتے جاؤ
نگہ غیرون پہ پڑتی ہے قدم بیموقع پڑتا ہی	تم اپنی چال اے سرو خرامان دیکھتے جاؤ
نہ منھ پھیرے چلے جاؤ خدارا میری جانب بھی	اسیر زلف کا حال پریشان دیکھتے جاؤ
لیا بوسہ نہ منھ کھولا نہ آنکھون پر نظر ڈالی	غلط کیا باندھتے ہو مجھ پہ طوفان دیکھتے جاؤ
نہ وقت ذبح بیٹھو منھ پھیر اکے میری جانب بھی	ذرا ابرو کی شمشیر بران دیکھتے جاؤ
اٹھ جانا نہ کچھ اب بے بلائے انکی محفل سے	کہان تک رہتا ہے دخل رقیبان دیکھتے جاؤ

جب شہزادہ نے دیکھا کہ یہ عورت کسی طرح نہین مانتی بیکار اپنی لسانی دکھائے جاتی ہے فضول باتین بنائے جاتی ہے تو ترش ہو کر کہا تو کہتی کیا ہے ایسے ہوا ہوس مین آ تیرا شوہر کون مسخرا ہی

تجھے

تجھے ہو کیا گیا ہے اگر ایسی واہیات باتین بنائیگی تو مین اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا ایسے بزرگ کے سامنے یہ باتین بے حجابانہ مجھ سے کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی ہے مین تجکو جانتا بھی نہین ہون تو ہے کون بلا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک طمانچہ اسکے منھ پر مارون کہ شاہ صاحب نے کہا ہان ہان شہزادے جانے دو اتنے پریشان نہو یہ آپکا ہی ہی خفقران بن عمرو عاشق تو یہ آپکا ہی ہے اور بھئی خفقران اپنی اصلی صورت دکھاؤ کہ صاحبقران نہایت تنگ و پریشان ہین غرض اس فرمانے سے شاہ صاحب کے خفقران نے عرض کیا کہ کچھ آپ ہی عنایت فرمائیے کہ مین بہت ہی روان دوان انکے فراق مین پھرا ایک دھڑی کا بھی سہارا تھین سے نہین ہوا جوڑ ولڑ کے میری جان کو جدا رونے ہونگے قرضدار الگ برا بھلا کہتے ہونگے بالکل مفلس و نادار ہوگیا ہون کوڑی کوڑی کو حیران و پریشان ہون یہ کہہ کے اپنی اصلی صورت دکھائی اور کہا کہ دیکھئے وہ صورت آپکو بری معلوم ہوئی تھی نفرت کی نگاہ سے آپ دیکھتے تھے اب یہ صورت ملاحظہ فرمائیے شہزادہ نے کہا کہ خواجہ اب زیادہ چونچلا نہ کرو مجکو زیادہ پریشان نہ کرو غرضکہ صاحبقران بہت خوش ہوئے کہ عرصے کے بعد اپنے یار وفادار رفیق جان نثار سے ملاقات ہوئی اب یہ تو مشغول صحبت سیر مرد ہین انکو اسی عالمین چھوڑیئے اور

دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کی سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن ‌ ‌ ز جانے دگر داستان گوش کن

راویان شیرین گفتار و ناقلان صداقت شعار اس داستان رنگین کو یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ سمندر رس وزیر گنجور جو کہ نہایت منھ چڑھا ہے اور معتمد علیہ ہے اپنی سرکار کا کل کاروبار سلطنت اسی کی رائے پر ہے گنجور اسکو بہت مانتا ہے اور کل امور سلطنت اور کاروبار طلسم مین اسی کی رائے پر عمل کرتا ہے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ مار آستین اپنے آقا پر ہاتھ صاف کریگا اور میری ہی جان کا دشمن ہو جائیگا دلمین اسکے کینہ بھرا ہوا ہے ظاہر مین خیر خواہ ہے مگر باطن مین بدخواہ خون کا پیاسا ہے۔ وزیر اسی فکر مین رہتا ہے کہ کسیطرح بادشاہ پر قابو پاؤن تو اسکو قتل یا اسیر کرون مگر کوئی تدبیر کارگر نہین ہوئی ایک روز موقع اسکو مل گیا دوپہر رات گئی اپنے آقا کے پاس خلوت مین ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرنے لگا باتین کرتے کرتے اسنے ایسا سحر کیا کہ گنجور شاہ بیہوش ہوگیا یہ غافل تو تھا ہی کچھ اندیشہ اسکو پہلے سے نہ تھا ورنہ ہوشیار رہتا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ نمک حرام ایسی دغا کریگا بس وزیر کور نمک نے ایسا اسم سحر پڑھا کہ گنجور شاہ کو مطلق ہوش نرہا اسنے اسی عالم مین اپنے آقا کو اسیر کرکے قید سحر مین مسلسل کیا اور اسی وقت بروز سحر سمندر جادو کی خدمت مین پہونچا اور کہا کہ دیکھئے مین اپنا کام کر چکا مین نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین آپکے مخالف کو گرفتار کر دونگا آپ اسے قتل کرکے طلسم گنجور کی سلطنت لیجیگا اور آپکے ساتھ جو یہ بدسلوکی سے پیش آیا ہے اور لڑا ہے آپکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اوسکا مواخذہ لیجیگا اسکو بہت غرور ہوگیا تھا اور کبر و نخوت و خود پسندی اسکے دماغ مین سمائی تھی اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا اپنے برابر والے شاہ و شہریار کو حقیر و ذلیل جانتا تھا مجکو یہ خود پسندی اسکی پسند نہ آئی اور رعایا بھی اسکے جبر و ظلم سے تنگ آگئی تھی بس مین نے جو آپ سے قول و قرار کیا تھا وسکو مین بجالایا اب

اب اُنکو اختیار ہے۔ سمندر شاہ گنجور شاہ کو قید سحر مین گرفتار دیکھکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ صبح کو اُنسے قتل کرنا اور زبان مین اوسکے سوزن دیئے اور اپنا سحر بھی اسیر کرکے اسیر کیا چوب بارگاہ سے باندھ دیا۔ صبح کو سمندر شاہ نے اپنا دربار آراستہ کیا سب ارکان سلطنت و مشیران ابہت اپنے اپنے منصب پر آکر حاضر ہوئے سمندر شاہ تخت پہ آکر جلوہ گر ہوا اُسکے رفقا اور امرا سب حاضر ہین ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہین اب گنجور شاہ کو اُسنے طلب کیا اور سامنے اپنے بٹھاکر کہنا شروع کیا کہ تم نے ہمارے نامہ کا کچھ خیال نہ کیا اوسکا مزا دیکھ لیا تمہارا دماغ بلوہ کبر و نخوت سے معمور ہوگیا تھا کچھ امداد و اعانت ہماری نہ کی جاری درخواست کو بالکل نامنظور کیا ایسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھا یہ بات تمکو زیبا نہ تھی تم جو منا و گندم فروش ہو ظاہر و باطن تمہارا ایکسان نہین ہے تم اپنے کردار کی سزا پاؤگے نہا نجا نہ عدم کو چلے جاؤ گے۔ سمندر روش وزیر کو خلعت فاخرہ بیش بہا عنایت ہوا اور کہنے لگا کہ تجکو اپنی سلطنت کا وزیر اعظم کردیگا کل اختیارات ملکی و مالی ماید ولت کی سرکار کے تمکو عطا کیئے جائینگے جو جو تحفہ جات اور عجائبات یہان کے ہون وہ پیش کرو اور قلم دوات گنجور شاہ کے سامنے رکھوا دیا کہ جو جو اپنی حسرتین ہون وہ بیان کرو گنجور شاہ نے اول یہ شعر لکھا۔ ؎

کیا ہے ذبح مجکو جسنے کڑی سفاک بدخو نے
ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کے خنجر سے

اول تو ہے کون جو خبر کردے قتاح قسمہ کو کہ مین بدل مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ مینے پڑھا اگر شاید آپ اسطرف تشریف لائین تو میرے اس خون ناحق کا بدلا سمند رجادو سے لیجیگا۔ لیس اسکے سوا کوئی تمنا نہین ہے کسوا سطے کہ ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے کہ نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ذبیکسی ما ہی بر دخبر سے

یہ کہکے قلم کو ہاتھ سے پھینکدیا اور مصروف دعا مین ہوا کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس مظلومان مین تازہ مسلمان ہوا ہون بصدق دل سے ایمان لایا ہون خدا اے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون مجکو اس تہلکۂ عظیم سے بچا اور اس آفت تازہ سے محفوظ رکھ۔ ؎

اے کارکشا ئے بستہ کاران
ہم ناظم کائنات تو ہے

مقصود وہ امید داران
ہے کعبہ و دیر مین ترا شور

ہم ملتجی صد نکات تو ہے
موران ضعیف کو ترازو ر

تو ہی ہے دوائے دردمندان
تو ہی ہے امید مستمندان

مین بے گناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے۔

لیکن جا گورا کھے سائیان مار نہ سا کے کوئے
بال نہ بیکا کرسکے گو دو جگ بیری ہوے

یہ تو مصروف دعا ہے اب دو کلمے درویش باکمال القاے صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین کہ انہون نے جو سر اوٹھایا تو صاحبقران سے کہا کہ ایک عاشق تازہ آپکا بادشاہ طلسم یعنی گنجور شاہ حبس سے آپ کے بہت کام نکلین گے وہ خدا پرست ہوا ہے اور آپکے ساتھ جان نثاری کریگا اوسکے وزیر سمندر روش نے نمک حرامی کرکے اونکو بزور سحر گرفتار کرلیا ہے دربار مین سمندر شاہ کے حاضر ہے سمندر شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے شہزادہ نے کہا کیونکر پہنچون اور کسطرح اس گرفتار بلا کو ورطۂ ہلاکت سے ساحل نجات پر لاؤن شاہ صاحب نے کہا مین اسکا انتظام کیئے دیتا ہون یہ کہکر ایک بازوبند یاقوت سرخ کا کہ جسپر حروف اسمائے الٰہی

کندہ تھے شاہزادہ بلند اقبال کو دیا اور ایک تعویذ ہیرے کی تختی پر کہ اوس پر بھی نقوش اسمائے
الٰہی منقوش تھے وہ سپہر عیاری یعنی خضران بن عمر کو مرحمت کیا اور سلاح شہزادہ کے تن اقدس
پر آراستہ کر کے ایک رومال دستی اپنے ہاتھ کا عنایت کیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے دیر
نہ کیجیے خداوند عالم مظفر و منصور کرے بفتح و فیروزی واپس تشریف لائیے یا اکرم دو شیروں کو حکم دیا
کہ اس شیر بیشہ شجاعت یعنی شہزادہ عالیوقار کو مع خواجہ خضران نامدار کے بہت جلد لب
غار کے پہونچا دو خبردار تاخیر نہ کرو بہت تیز ردی جانا اور شہزادہ بلند اقتدار سے فرمایا کہ جب
وہ دونوں برقین جھپک کر غار سے نکلین تو اس رومال کو اوچھال دیجیے گا اور آپ بسم اللہ کہہ کے
بیخوف و خطر غار مین کود پڑیے گا مع خواجہ عمر کے دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجیگا۔ خواجہ نے کہا کہ یا حضرت
یہ بات تو آپنے بڑی مشکل بتائی یہ تو بڑی ٹھہری کہیر ہے مجھسے تو یہ نہو سکے گا کود مین نہ کودون
شہزادہ کودین مین کیون مفت مین اپنی جان دون کچھ تیری جان فالتو نہین ہے کہ دیدہ و
دانستہ انکی جاہ مین اندھے کنوئین مین گر پڑون اور خواہ مخواہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین
ڈالون نا صاحب مجھسے یہ ہرگز نہو گا کہ بیٹھے بٹھائے دہن اژدر مین گر پڑون جو روز لڑکے میر
رو رو کر اپنی جان دینگے اور جب کوئی سر پرست انکا نہو گا وہ تو بے موت مر جائینگے کیونکر
اوقات بسر ہی کرینگے۔ شاہ صاحب واللہ ہے کہ آپنے بھی اچھی ترکیب بتائی ہے کہ جسمین
جان کے لالے پڑ جائین اور مین تو ایک ڈرپوک آدمی ہون غار کی صورت ہی دیکھکر میرا دم
فنا ہو جائیگا کودنا تو درکنار فقط کودنے کا نام سنکے تو میرے ہوش گم ہو گئے ہیں حواس بجا نہین ہے
پیر مرد نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ کچھ ایسا ہی موقع ہے کچھ اندیشہ نکرو بال تک تمہارا بیکا نہوگا
اور یہ عذر کا مقام نہین ہے تیسے مہربان نثار ہو جوایسے وقت مین عذر کرتے ہو خواجہ نے
کہا کہ اچھا حاضر ہون جو ارشاد ہو بجالاؤن۔ ع۔ راضی ہون مین اسی مین جسمین تری رضا ہو
بس فوراً ہی شاہزادہ عالیوقار مع خضران بن عمر نامدار کے شیرون کی پشت پر سوار ہو کر
اس جانب کو روانہ ہوئے طرفۃ العین مین برابر غار کے پہونچ گئے انکے پہونچتے ہی جھپاکے
وہ برقین غار سے نکلین انھون نے رومال ہاتھ سے اوچھال دیا کہ وہ برقین اُس رومال پر
گر کے مثل بوسیدہ لوہے کی تلوارون کے ہوکر رومال پر رہگئین معلوم ہوتا تھا کہ بے قبضہ
کی تلوارین ہین جیسے کسی کے قبضہ مین تھین ہی نہین شہزادہ شیر پر سے اوتر کے قریب غار
کے آیا اور بسم اللہ کہکے جھپ سے غار مین کود پڑا مع خواجہ کے چشم زدن مین پاؤن آشنا
بزمین ہوئے آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین ایک صحن بارگاہ مین پایا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ
تخت پر بیٹھا ہے وزیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر ہین اور ایک شخص صحن
بارگاہ مین طوق و زنجیر مین گرفتار بیٹھا ہے اور جلاد تیغہ آبدار ہاتھ مین لیے ہوئے سر پر کھڑا
ہے دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم دیر ہے کہ شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باشید او کافران بیحیا
و ساحران بیوفا کے گذارم کہ از دست من بدر روید ہوشیار باشید او قرمساقان منم
صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان ادہر نعرہ خضران
کا ہوا کہ

ابن عمر مین ہون میرا خضران نام ہے	عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے

میرے مقابل کہاں ہیں کسکو کلام ہے	رستم سے تیغ چھین لون یہ میرا کام ہے

تب یہ کہہ کے شہزادہ لوہ تسبیت کر تیغ آبدار کافرون کی جانب بڑھا ہر چند ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا ناریل ترنج پیچھے سوئیون کے شہزادہ پر مارنا شروع کئے مگر بہ برکت بازو بند طلسمی کوئی ضرر یہ سحر کا ۔ گر نہوتا تھا شہزادہ برابر شمشیر زنی کر رہا تھا جس کے ہاتھ مارا اوسکے دو ہی ٹکڑے کیئے دم بھر مین ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاشون پر لاشیں گرادی اکیلے نے سیکڑون کے وارے نیارے کر دیئے ادھر خواجہ نے جو جست کر کے جلاد کے ایک ہاتھ رسید کیا سر اسکا پیٹھا سا کٹ کے دور جا پڑا یہ جلاد کو قتل کر کے بڑھے اور نکلا کنجور شاہ کی زبان سے نکال دیا کنجور شاہ نے قیا کیطرف گھور کے دیکھا اور اف جو کی تمام قید سحر دفع ہو گئی اور کہا کہ اے خواجہ تا زندہ ام بندہ ام مین صدق دل سے ایمان لاتا ہون اور خدا ئے یکتا کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون چونکہ ابھی شہزادہ عالیمقدار کے ساتھ مجھے بہت سے کام کرنا ہین اسوجہ سے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اب یہان خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے خواجہ بھی خنجر ہاتھ مین لیئے ہوئے لڑ رہے ہین جس کے ایک کر ہاتھ مارا مثل ککڑی کے دو ٹکڑے کیا کبھی لپٹ کر جو خنجر مارتے ہین دشمن دین کے پاؤن قلم کر ڈالتے ہین کبھی گولین عیاری سے سیکڑون کا سر تراشیں دیتے ہین غرضکہ شاہزادہ و خواجہ غضب کی لڑائی لڑ رہے ہین کہ بارگاہ مین لاشون کے ڈھیر دم بھر مین لگ گئے صحن بارگاہ خون سے لالہ رنگ ہو گیا ہے ۔ شاہزادہ کی تلوار کیا تھی گویا ملک الموت کا خنجر تھا جسپر پڑی اسنے پانی بھی نہ مانگا ایسا تلوار نے اپنے گھاٹ اوتارا کہ وہ بیچارہ پیاسا ہی سدھارا یہان تلوار سے کشتے بازی کرنے لگا وہان جہنم پیٹ بھرنے لگا مالک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا ہے دشمن دین کو پکڑ لاتا ہے اللہ رے شاہزادہ عالی وقار کی جنگ بڑے بڑے پہلوانان نامدار و ساحران غدار جان سے تنگ آ گئے بچے گوشون مین چھپتے پھرے لیکن خرمن ہستی کفار برق شمشیر خواجہ سے جلنے لگا اودھر شاہزادہ کا تیغہ آبدار چلنے لگا اللہ رے زور و قوت شاہزادہ صاحب شوکت و صولت جسکو اوٹھا کر زمین پر پٹکا تڑپ کر مر گیا کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا نظم

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار	کہ سب صحن خون سے ہوا لالہ زار	ہزارون ادھر کافر بد شعار
ادھر بیتین نامی جوان نامدار	مگر جنگ غازی دین	فلک کا نپا تھرا گئی سب زمین
ہوا صحن مین خون کا دریا رواں	نظر آیا مثل حباب آسمان	وہ تیغ سر افشان کی اونکی چمک
چھپکی تھی ہر بار چشم فلک	جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا	غرور و تکبر فرد ہو گیا
کسی کا جدا تن سے سر ہو گیا	دو پارہ کوئی بے جگر ہو گیا	کسی کا کلائی سے پنجہ کٹا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا	کسی کا جو شانہ سے ہاتھ اڑ گیا	لڑائی سے منھ پھیر کے مڑ گیا

لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی	پڑی ڈر سے ایک ایک کو جان کی

غرضکہ یہان تو اسقدر زور شور سے تلوار چل رہی ہے کہ سندروس وزیر بد تدبیر نے دیکھا کہ کنجور شاہ قید سحر سے چھوٹ گیا یہ رہا ہو جانا بادشاہ کا دیکھکر اپنی نمک حرامی پر بہت نادم ہوا اور افسوس کرنے لگا کہ ہائے غضب سب تدبیرین الٹی ہو گئین کوئی

منصوبہ کارگر نہوا یہ گھبرایا کہ اب قضا کا سامنا ہے تصویر مرگ آنکھون کے نیچے پھر گئی مگر جی واری کر گیا کہ زمین پر گر کے بشکل بہری بنکر اوڑ کے چلا ادھر کنجور شاہ بھی باز بنکے چلا بلند پروازی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قریب آسمان پہونچکر اوسکو گھیرا۔ لگا مقابلہ ہونے اور پر جلنے شعلے آگ کے دونون کے پرون سے شرر افشان تھے آخر الامر کنجور شاہ بادشاہ طلسم ہے یہ کیدنی اوس سے کیا مقابلہ کر سکتا تھا ایک مقام پر اوسنے زیر کرکے دبوچ لیا اور سر دھڑ پر سے کھینچکر پھینکدیا جسم دھڑ سے نیچے گر پڑا آواز آئی کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندر روس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطالب خود نہ رسیدیم * ادھر تو وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا ادھر اوس ہنگامہ گیرودار مین سمندر جادو کے بھی بہت سے ساحر مارے گئے تھے یہ گھبرا گیا اور اسنے چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر اسکو بہت غیرت آئی اور خیال کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ مین اتنا بڑا ساحر زبردست ایک متنفس غیر ساحر کے مقابلہ سے بھاگ جاؤن اس سے تو بہتر یہ ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دیدون یا غالب آکر اسکو مارلون یہ منصوبہ کرکے جھٹ پٹا یہ زمین پر گرا اور غلطاک مارکر اژدرہان کی شکل بنکے شاہزادے کیطرف جھپٹا شاہزادہ نے وہی تیغ خونچکان اسکو آتے ہوئے ہیچکر لگایا کہ اسکے دو پرکالے ہوئے شور وغل پیدا ہوا کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندر جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم بمطالب خود نہ رسیدیم۔ جسقدر رفیق وجان نثار اسکے تھے جب اونھون نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا بس انکی آنکھون مین خون اوتر آیا حق نمک ادا کرنے لگے تلوارین پکڑ کے لڑنے لگے پہلوانون نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ کے للکارے اسیکڑون تلوارین کھچ گئین ابر سیاہ گروہ کفار مین برقین چمکنے لگین تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہو گئی شاہزادہ تیغ شرر بار کھینچے ہوئے مثل شیر غضبناک غول مین گھس گئے قتل کرنا شروع کیا جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کردیا تھوڑے عرصہ مین اُن کافرون کی لاشون سے صحن بارگاہ کو بھر دیا۔ دریائے خون طغیانی پر تھا سر مثل حباب تیرتے پھرتے تھے کشتی حیات طوفان مین تھی ملک الموت حیران کھڑے تھے کہ کس کس کی روح قبض کرون وہ کس کی روح قبض کر چکتے تھے کہ ہیں اور مر کر گرتے تھے بازار گرم تھا جانون کی خرید وفروخت ہو رہی تھی غرضکہ تھوڑی دیر مین وہ سب نابکار بھی تیغ غضب شاہزادہ عالی وقار سے مارے گئے اس ہنگامہ گیرودار مین سب رفیق وجان نثار سمندر جادو کے واصل جہنم ہوئے جو کم درجہ کے لوگ تھے تاب مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوئے فرار کو قرار پر اختیار کیا روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے چلتا دھندا کیا جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر اپنی جان بچا کر چلدیا شاہزادہ نے بھی بھاگتون کا تعاقب نہ کیا اپنے مقام پر ٹھہر گئے۔ کنجور شاہ آیا اور شاہزادہ کے بلا گردان ہوا زور وقوت جرأت وشوکت کی تعریف کرنے لگا کہ سبحان اللہ کیا آپ نے شمشیر زنی کی ہے کہ مریخ فلک بھی دیکھکر تھرا گیا خنجر ہاتھ سے گر پڑا جلاد فلک کانون پر ہاتھ رکھ کے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا نقشہ خوف ودہشت آنکھون کے نیچے پھر گیا زحل برج حمل مین چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا بہت بڑا گھمسان پڑا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین آپ نے سبکو تہ تیغ کیا مطلع صاف کردیا صحن بارگاہ کو نجاست کفر وضلالت سے پاک کردیا۔ غرضکہ بہت کچھ منقبت وثنا شہزادہ کی

زبان پر لایا صمد نے قربان ہوکر صحن بارگاہ کی صفائی مین مصروف ہوا لاشون کو ان کفار کے پھنکوانا شروع کیا تھوڑے عرصہ میدان بارگاہ کو لاشون سے پاک وصاف کرادیا بعدازان شاہزادہ کی خدمت مین ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور تخت پر رونق افروز ہون یہ تاج وتخت آپ کو مبارک ہو اپنے قدم مبارک سے تخت کو زینت دیجئے بارگاہ شاہی کو اپنے نور جمال سے روشن ومنور فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا تاج وتخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تو شوق سے تخت پر بیٹھو اور انتظام اپنی سلطنت کا کرو یہ تسلیم بجالاکر تخت پر بیٹھا اور دنگل جواہر نگار شاہزادہ کے لیئے بچھایا گیا شاہزادہ اوسپر جلوہ گر ہوا کرسی زرین خواجہ کے لیئے منگوائی گئی اوسپر اونکو متمکن کیا - گنجورشاہ نے عرض کیا کہ حضور میرے جان بخش ہین - آپ ہی کے بدولت میری جان بچی ورنہ اُسنے تو میرا کام ہی تمام کردیا تھا اگر حضور تشریف نہ لاتے توکسیطرح غلام اس ورطہ ہلاکت سے نجات نہ پاتا حضور ہی کی قدمون کی برکت سے میری جان بری ہلوئی کہانتک حضور کا شکریہ ادا کرون اگر تمام عمر آپکی غلامی کرون اور اپنی جان بھی حضور کے قدمون پر نثار کردون تب بھی حضور کی ذرہ نوازی کا شکریہ بجا نہین لاسکتا۔ اب غلام عجائبات اور تحفہ جات طلسم خدمت مین حاضر کرتا ہے حضور اونکو اپنے پاس رکھین کہ وقت پر وہ کام دینگے اور کمترین کے نزدیک اس طلسم کا توڑنا اچھا نہین ہے آپ حکم دین تو یہ طلسم اپنی حالت پر بدستور قائم رہے اور شکست کرنیکا اختیار حضور کو ہر وقت حاصل ہے یہ غلام جان نثاری کے لیئے خدمت مین حاضر ہے مگر زبانی ایک بہت بڑے زبردست کاہنا کے جسکا نام شموم کاہن ہے کہ علم کہانت مین اوسکا مثل ونظیر نہ تھا اور فن پیشین گوئی مین کوئی اوسکی ہمسری نہین کرسکتا تھا اسکی زبانی مین نے سنا ہے کہ آپ کے خاندان سے اس طلسم مین ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اوس شہزادہ کا شہریار ضیغم پوش ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا بانیان طلسم نے شکست اس طلسم کی اوسی شہزادی عالیمقدار کی ذات پر موقوف رکھی ہے ابھی عمر طلسم تمام نہین ہلوئی ہے اسی کاہن نے کہ نہایت سن رسیدہ اور جہاندیدہ تھا یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ شاہزادہ عالیمقدار بہت شوکت وصولت حاصل کریگا ہمت وجرأت شجاعت وتہور مین کوئی اوسکا ہمسر نہوگا بڑے بڑے گردن کشون کو زیر کریگا کوئی اوسکا مقابلہ نہ کرسکیگا وہی اس طلسم کا فتاح ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے - شاہزادے نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے کل امر مرہون باوقاتہا - یہ فرماکر گنجورشاہ سے کہا کہ قیدیان طلسم کہان ہین گنجورشاہ نے اپنے ملازمون سے کہا کہ قیدیان طلسم کو حاضر کرو چنانچہ قیدیان طلسم پیش ہوئے شاہزادہ نے سب کو رہا کیا اونھین مقیدان طلسم مین صمد بن ان دُردر گوش بھی تھا دولھا بنا ہوا شاہزادہ نے اوسکو اپنے حضور مین طلب کرکے استفسار حال کیا اوس نے سب کیفیت اپنی بیان کی برات کا اس صحرائے طلسمی مین پہونچنا اور ہرن کا پیدا ہونا اپنا اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا ہرن کا قریب غار پہونچکر غائب ہوجانا اپنا غار پر پہونچنا برقون کا چمکنا اور اپنا بھی غائب ہوجانا سب حال شاہزادہ کے حضور مین عرض کیا شاہزادہ نے کمال شفقت ومہربانی فرمائی اور صمد زان کو خلعت سے بحال کیا یہ خداپرست ہوا اسکو ہمراہ لیکر خدمت مین القاے صحرانشین کے

چلے مع گنجور شاہ کے راہ مین اگر جواہرات پڑی ہوئی تھی وہان پہونچے شاہزادہ نے صدران
دُرزدر گوش سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائی عروس تیری نہایت مشتاق ہے اور تیری مان
تیرے انتظار مین اپنا حال تباہ کیے پڑی ہے برائی سب تیرے فراق مین نالان و گریان ہین تو جا
اور اپنی مان کے چشم انتظار کو اپنے دیدار سے روشن و منور کر اور اپنے وصل سے عروس کو شاد کام
کر غرضکہ صدران کے پہونچنے سے اہل برات نہایت خوش ہوئے اور شہزادہ کے کمال شکر گذار
ہوئے صدران کی مان ہزارون دعائین شاہزادہ کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ حضور کی بدولت
اور آپکے جوتیون کے صدقے مین یہ ستم سیدہ اپنی مراد کو پہونچی فرزند میرا مجھ سے آکر ملا حضور نے
مجھکو زندہ کر لیا ورنہ اسی غم مین ہلاک ہو جاتی فرزند میرا آپکا زر ناخریدہ غلام ہے اور ہم سب حضور
کے دعاگو و شکر گذار ہین حضور کی اس بندہ نوازی کا شکریہ اگر تمام عمر ادا کرین تو ممکن نہین کہ
اُس سے عہدہ برا ہو سکین - الحاصل صدران دُر در گوش نے عرض کیا کہ مین حضور کے
قدم چھوڑ کر کہان جاؤنگا سب کو رخصت کر کے آپکی غلامی مین حاضر رہونگا آپ کی رکاب سعادت
انتساب سے علیحدہ نہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہین ہے برات اپنی لے جا کر
عروس کو اپنے وصل سے شاد کام کر پھر جب جی چاہے چلے آنا صدران نے عرض کیا کہ
بہت خوب فی الحال مین حضور سے رخصت ہوتا ہون مگر مین اپنے ملک کو اسلام آباد کر کے
اور کل فوج اور اپنے عزیزون بلکہ کل خاندان کو تلقین دین اسلام کر کے اور سب کو
مسلمان کر کے کس مقام پر حاضر ہون فرمایا کہ بیابان نہ طاق پر ملاقات ہوگی یہ تو اپنے
ملک کو روانہ ہوا اور سب کو اسلام آباد کر کے دس ہزار فوج لیکر جانب نہ طاق
چلا ہے اسے اب راہ مین چھوڑیئے حال صاحبقران کا سماعت فرمایئے کہ یہ بعد رخصت
کرنے صدران دُر در گوش کے درویش صحرا نشین کی خدمت مین حاضر ہوئے
ملاقات سے مشرف ہوئے اور کمال شکر گذاری ظاہر فرمائی اور بہت کچھ تعریف و توصیف
کر کے عرض کیا کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے مین اپنے مقصد پر کامیاب ہوا اور
طلسم گنجورہٴ سلیمانی میرے تابع حکم ہوا مین اب یہ چاہتا ہون کہ لشکر لیکر بیابان نہ طاق مین
پہونچون اور آپ وقتاً فوقتاً میری مدد فرماتے رہین تو نہایت مناسب ہوگا مین آپکا کمال
شکر گذار ہونگا بعد ازان یہ بھی تمنا رکھتا ہون کہ اپنے جد و آبا سے ملون اور خانہ کعبہ کی زیارت سے
مشرف ہون شاہ صاحب نے اقرار کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور زندگی نے
وفا کی تو ضرور وقتاً فوقتاً آپ کی امداد کے لیے پہونچونگا اور حتی الامکان آپکی اعانت کرونگا پھر
گنجور شاہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ طلسم مین لایا اوسیطرح برقین چمکنے لگین رومال شاہ صاحب
کا شاہزادہ کے پاس تھا اُسکی برکت سے یہ داخل طلسم ہوئے گنجور شاہ خدمت مین حاضر
ہے اسنے سرانجام دعوت کا کیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور نے غلام کو سرفراز
فرمایا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ملک کو روشن و منور فرمایا اب غلام کی یہہ
تمنا ہے کہ جو نان و نمک غلام حاضر کرے اوسکو حضور نوش فرماوین تو کمال عزت
افزائی غلام کی ہوگی ہمچشمون مین سرخروئی حاصل ہوگی موجب غلام کے فخر و
مباہات کا ہوگا - ٥

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزی کم کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید	ز التفات بمہمان سرای دہقانی کہ سایہ بر سرش انداخت چو تو سلطانی

شاہزادہ والا تبار کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال ہو اس ذرۂ بیمقدار غلام جان نثار کی دعوت قبول فرمائیے خادم جدید کی آبرو بڑھایئے غرضکہ شاہزادہ جم مرتبت انجم شکوہ نے گنجور شاہ کی دعوت قبول فرمائی اُسنے بہت جلد دعوت کا اہتمام کیا کارپردازون کو حکم دیا کہ بہت عمدگی کے ساتھ شاہزادہ کی دعوت کا انصرام کرو چنانچہ منتظمان سلیقہ شعار نے دعوت کا بندوبست شروع کیا زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پرتکلف بنی ہوئی تھی اوسمین چھت پردے تمامی وزربفت کے لگے ہوے اُسکی آگے ایک سائبان زرتار جھالرین مقیش کی بانسلک ہاے مروارید آویزان اُس بارہ دری کو دعوت کے لیے آراستہ کیا صدہا جھاڑ بلورین شمعین مومی وکافوری انمین چڑھی ہوئی کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تصاویر شاہان پیشین اور اکثر بزرگان کی لگی ہوئین بہت معقول طیاری سے اُس بارہ دری کو سجا اور بہت تکلیف سے ہر چیز کو قرینہ سے لگایا عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے منقل اگرسوز عودسوز عنبرسوز وغیرہ ظروف طلائی ونقرئی ومرصع کار جابجا رکھے گئے خادم وخدمتگار پوشاکین نفیس پہنے ہوے سرگرم کار وبار دعوت تھے غرضکہ شام کو شاہزادہ عالی وقار کو نہایت تجمل شاہانہ کے ساتھ اُس بارہ دری مین لاکر جلوہ گر کیا گنجور شاہ مع رفیقون ومصاحبون کے پوشاکین پرتکلف جسم پر آراستہ کیے ہوے نہایت ادب کے ساتھ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہین غرضکہ شاہزادہ کو لاکر صدر مقام پر بہت عزت واحترام سے مسند زرنگار پر لاکر بٹھایا تمام بارہ دری مین شام سے روشنی ہو رہی تھی بڑے بڑے قالین رومی وایرانی بچھے ہوے تھے ہر درجہ بارہ دری کا فرش فروش وشیشہ آلات سے رشک نگارخانہ چین ہو رہا تھا شہزادہ کے سامنے کئی صندوقچہ جواہرات کے لاکر پیشکش کیے۔ بہت سے طائفے ارباب نشاط کے طلب کرکے صحبت ناچ گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی لہرا سارنگی کا بائین کی کُک آسمان کو جانے لگی قانون بین رباب چنگ مرچنگ سرود دف دائرہ الغوزہ جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہصورت جام وصراحی زمردین لیے حاضر ہوے دورہ شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا آواز ہوشاہوش ونوشانوش کی بلند ہوئی بعد اسکے ہونازنینان خورشید جمال زہرہ خصال حاضر تھین روبرو شاہزادہ عالی وقار کے ناچنے اور گانے لگین انا انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی۔ غزل

عشق بازی کا مرے جیہ چارہا ہمسری پر خار سے اُلجھا رہا اے پری پیکر ترے مہر کی قسم چشم پر نم ساغر صہبا رہا سب کھجاب اوٹھے وصال یار مین	مرکے بھی اسطرح مین زندہ رہا دیکھکر چشم سیاہ یار کو تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا تیغ جب کھینچا کہو گا بسمل آج بیحجابی کا فقط پردا رہا	ہون وہ لاغر مین گیا صحرا مین جب حال کیا اے نرگس شہلا رہا میکدے مین بعد میرے روسیہ ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب

مجھ سے نالان خود میرا نالا رہا	ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل	اے ہنر دو دن نہین اچھا رہا

جسوقت یہ غزل نازنین مذکور نے روبروئے شہزادۂ عالیوقار و صاحبان بزم بصد ناز و ادا گائی سامعین اسکے بہت محظوظ ہوئے خصوصًا خواجہ صاحب نہایت مسرور ہوئے اسوجہ سے کہ انکو علم موسیقی مین مہارت کامل ہے اور لحن داؤدی اِنکو خدا وندکریم سے عنایت فرمایا ہے زیادہ لطف حاصل ہوا زرکثیر اس نازنین کو انعام مین ملا مطربہ مذکور انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دل اہل بزم خوش کرنے لگی علاوہ نازنینان مذکور کے چند طائفے مردانہ بھی محفل مین آکر حاضر ہوئے یعنی کشمیری بھانڈ جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیساہی انسان ملول وغمگین ہو اوسکو ہنسا دیتے ہین اونمین سے ایک بھانڈ حسین کمسن خوش گلو مع اپنے ہمراہیون کے روبروے شہزادۂ عالیوقار حاضر ہوکر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے گانے کے اُسکے ہمراہیون نے نقلین مضحک کرنی شروع کی جسکے سننے سے اہل محفل کے مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ گئے ہر شخص ہنستے ہنستے بیتاب ہوا جاتا تھا شہزادہ بھی بیساختہ منھ پر رومال رکھ کے ہنسنے لگا نہایت محظوظ ہوا زرکثیر اُن بھانڈون کو مرحمت ہوا القصہ دو پہر رات تک یہی جلسہ رقص و سرود منعقد رہا جب زلف لیلائے شب تا کمر پونہچی اور جلسہ رقص و سرود برخاست ہوا گنجور شاہ حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے کچھ اوس نوش فرما دیجیئے جو نان و نمک حاضر ہے وہ قبول ہو غلام کو سعادت دارین حصول ہو غرضکہ گنجور شاہ شہزادہ کو نعمت خانہ کے ایوان وسیع مین لایا یہان کارپردازان سلیقہ شعار و بکاولان انتخاب روزگار نے دسترخوان نہایت عمدگی سے چنا تھا ہمہ نعمت دنیا کی اوس دسترخوان پر حاضر تھی اغذیہ ایسی ایسی پر تکلف لطیف و خوش ذائقہ بحکم گنجور شاہ خاصہ پزان شاہی نے طیار کی تھین کہ جو کوئی چند لقمے اُس غذائے لطیف کے تناول کرے روح اوسکی خوش ہوجائے غذائے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اوس غذاے شیرین کو کھاتی یقین ہے کہ نام اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذائے شیرین اس درجہ شیرین تھی کہ لب ہائے حسینان جہان کبھی اُس غذائے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزہ دار تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذائے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اُس غذائے نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اقسام غذائے خاصگی کی کیا تعریف کیجائے جو شئے تھی نایاب اور نہایت خوش ذائقہ تھی جسکی بو باس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا ذائقہ خود مزا اوٹھاتا تھا اقسام ماکولات لذیذکی اگر تفصیل کیجائے تو صفحہ قرطاس مملو ہوجائے تب بھی نہ تحریر ہوسکے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی شئے از قسم طعام و دیگر اشیا مثل مربہ جات و پکوان و شیرینی وغیرہ ایسی نہ تھی جو اُس دسترخوان پر بکثرت موجود نہ ہو۔ جب شہزادہ یہان رونق افزا ہوا عجب سامان ملاحظہ فرمایا کہ فرشی جھاڑ آراستہ ہین ہر دنگیان جھاڑ سے قندیلین بیشمار روشن ہین دالانون مین مخمل زرد کا نہالی کا فرش بچھا ہے

اور مقام صدر پر ایک مسند زرنگار و تکیہ لگا ہے اور ایک بہت بڑا دسترخوان وسیع بچھا ہوا
ہے اوسپر الوان واقسام کے کھانے چنے ہوئے ہیں جیساکہ اوپر ذکر ہوا۔ شہزادہ نے مسند پر
جلوس فرمایا طلائی سلفچی آفتابہ آیا ہاتھ دھوکر خاصہ نوش فرمانے لگے خادم رومال ہلانے
لگا خواجہ بھی شریک طعام ہیں ہر چند کی تعریف کرتے جاتے ہیں مگر یہان کا سامان
اور ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جواہر نگار دیکھکر انکے منھ مین پانی بھر آتا ہے خیال
کرتے ہین کہ اگر یہ سامان سب مجھکو مل جاتا تو یہان کا فرش و شیشہ آلات وغیرہ
سب زنبیل مین رکھ لیتا کسی دعوت یا محفل مین کام آتا۔ شہزادہ خاصہ نوش
فرما رہا ہے اور طلسم کی باتین گنجور شاہ سے پوچھتا جاتا ہے اور یہ اوسکو بالتفصیل بتاتا ہے
الحاصل شہزادہ نے خاصہ نوش جان فرمایا گنجور شاہ کی تمیزداری و سلیقہ شعاری کی
تعریف فرماتے رہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام کی کیا اصل و حقیقت ہے
اور یہ نان و نمک تو حضور کے غلامون کے بھی لائق نہین ہے یہ سب حضور کی بندہ
نوازی ہے کہ حضور نے کمترین کی عزت افزائی فرمائی غرضکہ بعد فراغت طعام
شہزادۂ عالی مقام برآمدہ مین تشریف لائے وہان کرسیان بچھی ہوئی تھین
فرش و فروش شیشہ و آلات سے تمام برآمدہ سجا ہوا تھا روشنی شمعہائے
مومی و کافوری کی اسقدر تھی کہ سارا درجہ نور سے معمور ہو رہا تھا خادم و خدمتگار سرگرم کاروبار اپنے
کامون سے ہوشیار ہاتھ باندھے ہوئے حاضر تھے۔ شہزادہ کرسی جواہر نگار پر آکر
جلوہ گر ہوا سامنے آتش بازی گڑی ہوئی تھی گنجور شاہ نے اسکے چھوڑنے کا حکم دیا لگی آتشبازی
چھٹنے پہلے قلعہ داغا گیا زمین و آسمان گونج اٹھا لوگون کی صدا سے شور نشور ہوا مہتابیان
جو چھوٹین چاند کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین انار کے پھولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار
کیا پھلجھڑیون اور ٹہنیون نے پھولون کا انبار کیا ہتھ پھول مین عجب گلکاری تھی جیسے چمن مین
باد بہاری چلتی ہے۔ وہ آتشبازی سرو چراغان کا رنگ دیتا تھا چرخیون کا تماشا دیکھکر
چرخ گردان چکر مین آیا انسیر مین پھنسی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لڑیان سہرے کی آویزان
ہین۔ آتشبازی کے چاند سورج نے ایسا لطف دکھایا کہ شمس و قمر کا چہرہ فق ہو گیا
آتشبازون نے وہ عمدہ رنگین آتشبازی بنائی تھی اپنی کاریگری دکھائی تھی کہ جسنے
دیکھی تعریف کی۔ جب شہزادہ عالم آتشبازی کا تماشہ ملاحظہ فرما چکے کھڑے
ہوگئے گنجور شاہ حاضر ہوا عرض کیا کہ رات تین پہر سے تجاوز کر چکی ہے اب حضور
استراحت فرمائین ورنہ طبع مبارک خدانخواستہ کسلمند ہو جائیگی یہ کہکے خوابگاہ کے قصر مین
لے گیا دیکھا کہ وہ بھی خوب آراستہ ہے ہلکی ہلکی روشنی ہے سفید گاؤ تکیہ لگا ہوا مسند
بچھی ہوئی ایک سمت کئی چھپرکھٹ سونے کے آراستہ ایک جانب چاندی کی مسہریان و پلنگڑیان
سونے کے لیئے قرینے سے لگی ہوئی اور اونپر سفید چادرین کھنچی ہوئی اور تکیے لگے ہوئے گدیلے
دیبا حریر کے پڑے ہوئے ہین ایک چھپرکھٹ پر شہزادہ نے آرام فرمایا خدمتگار
چپی کرنے کو بیٹھ گیا باریدار حاضر ہوئے پلنگ کے پہرے چوکی کا انتظام ہوگیا خواجہ صاحب
نے بھی ایک پلنگڑی پر آرام کیا گنجور شاہ بھی سلام کرکے رخصت ہوا اپنے مقام پر

یہ بھی آکر آرام پذیر ہوا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور تسبیح خوان ثوابت وسیار نے تسبیح ہزار دانہ نجوم و کواکب کو رکھکر اپنا مصلے اوٹھایا سجادہ نشین چرخ چہارم نے چشمہ مشرق سے وضو کر کے بہر طاعت ضیا بخش عالم سجادہ نور کا بچھایا شہزادہ عالم بھی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کے لئے پانی طلب کیا خادم آفتابہ و طشت لیکر حاضر ہوا وضو کر کے فریضہ سحری ادا کیا اور دو وظایف سے فارغ ہوئے اتنے مین گنجور شاہ بھی خدمت مین حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے غنچہ دل ہواخواہان شگفتہ ہو رہے ہین عجب سہانا وقت ہے حضور بھی گلگشت خانہ باغ سے طبع معلے کو شگفتہ فرمائین تو حسینان چمن کے نخل مراد جو حضور کے خیر مقدم مین نرگس دار چشم در انتظار ہین بالیدہ ہو کر نہال ہو جائین بس یہ عرض کر کے شہزادہ کو دوسرے قصر فلک شکوہ مین لاکر بٹھایا جو فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اسباب عیش و راحت مہیا شیشہ آلات سجا ہوا تھا جس کے نیچے پائین باغ نہایت سر سبز و شاداب لگا ہوا تھا عجب باغ دلکشا فرحت افزا تھا کہ اگر اوسکی صفت رقم ہو تو پہلے شاخ طوبے قلم ہو ۔ فیض باد بہاری سے وہ گلزار طلسمی نمونہ فردوس برین تھا نہایت دلکش و دلنشین تھا ۔ ب

عجب باغ تھا رشک مینا سواد	اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار	کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست نہرین لطیف پیڑیون پر ہری یا قوت احمر کی گٹی تھی درخت پر بہار منہدی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین رواں چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلان ۔ ہر شجر پر طایران خوش نوا کا ہجوم آمد فصل بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہائے رنگا رنگ غیرت دہ نگارخانہ ارژنگ + سچ تو یہ ہے ۔

نظم

سبز سبزے ہر روش پڑی	لعل و یاقوت کی لگی تھی سرخی	روشون پر ستارہ چھڑکے تھے
ذرون کیطرح وہ چمکتے تھے	ہو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا	رشک جنت جو کہئے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار	لائق دید تھی وہان کی بہار	صحن گلشن تھا آسمان کا جواب
پھول سب غیرت گل مہتاب	چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو	قمریون کی وہ سرو پر کو کو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی	کہہ رہا تھا پپیہا پی پی	

شہزادہ بارہ دری مین آکر مسند پر بیٹھا سرداران گنجور گرد و پیش باادب تمام بیٹھے گنجور شاہ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت قبول صورت پیمانہ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پر کالے کے او دینے لگے ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش یعنی جام صبوحی لیکر مجلس افروز اس محفل خلد مشاکل کے تھے اور مغنی بصد طرب نغمہ دلکش سناتے تھے گنجور شاہ ہر سمت سرگرم اہتمام تھا اشیاء ضروری اہل انجمن کے لئے حاضر کرتا تھا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا نسیم و صبا کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی سریلی آواز کا گونجنا عجب لطف دے رہا تھا اہل محفل مصروف لہو و سماع تھے ہرتان پر روئین کھڑے ہوتے تھی از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے بھیرون کی دھن مین یہ غزل

گانا شروع کی۔ غزل

ہٹ نہ گرد دست جنون اب کیا ہی پیرہن کے پاس
دھجیان ہوکر گریبان آیگا دامن کے پاس

خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے کچھ کھلتا نہین
سحر ہے افسون ہے کیا ہی خنجر آہن کے پاس

خاک تو پونہچیگی اوڑکر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کے پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق کشتہ ہوگیا گردن کے پاس

مرکے بھی خالی نہوگا پہلوے تربت مرا
بیکسی رویا کریگی بیٹھکر مدفن کے پاس

رشک آتا ہے کہ ہم خلوت ہون موسیٰ آپکے
اور ہم دیدار کو ترسا کرین ایمن کے پاس

روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب سے کم نہین
دیکھ لین تمکو جٹاکر ایک دن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
جھانکتا ہے کون شوخ برق وش روزن کے پاس

حسن کی گرمی سے پانی پانی ہوکر بہگیا
آئینہ آیا جب اُسکے عارض روشن کے پاس

بے غرض کی دوستی نبھتی ہے ناداری مین بھی
رشتہ لیٹا ہے بہو ہر چند کچھ سوزن کے پاس

عالم بالا بھی چورون سے نہین ہے بیخطر
جاگتا ہے ماہ تابان رات بھر خرمن کے پاس

دوستون کا تخط ہے تسکین دل کے واسطے
بیٹھتے اوٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کے پاس

حسن روز افزون کا پردہ پردہ کرسکتا نہین
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

کیا یہ تسلیم اپنا گریہی سر بار رہا
دھوپ مین ونکو ملین گے رانکو گلخن کے پاس

ناچ کا سمان بندھا ہے اور جام گردش مین آیا ہے انعام کنیز ارباب نشاط کو مل رہا ہے وہ بھی خوب جی توڑکے گا رہی تھین شہزادہ بھی نہایت مسرور بیٹھا ہوا تھا خواجہ بھی تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین گنجور شاہ نے خواجہ کیطرف مخاطب ہوکر عرض کیا کہ خواجہ سلامت آپکے گانے کی نہایت تعریف سنی ہے تمام اراکین طلسم آپکے نہایت مشتاق ہین اگر از راہ عنایت کچھ شوق فرمایئے تو خالی از لطف نہوگا آپکو خداوند کریم نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہی آپکا مثل نہین ہے آپکو فن موسیقی مین دستگاہ کامل حاصل ہے ہم لوگون کو آپکے سننے کا از حد اشتیاق ہے غرضکہ گنجور شاہ نے از حد اصرار کیا اور بہت بجد ہوا منتین کرنے لگا خواجہ کا دل بھی بھر بھرا رہا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کچھ دو چار کوڑیون کی پھنی ہوجائے ابھی تک تمکو کچھ ملا بھی نہین ہے یقین ہے کہ گنجور شاہ خوش ہوکر بہت کچھ دیگا لشکر مین جب یہان سے جائین گے تو لوگ پوچھین گے کہو کیا خواجہ طلسم گنجور سے لائے بہتی تم تو بہت کچھ لائے ہوگے دامن آرزو مالا مال ہوگیا ہوگا کاہے کو ہمکو بتاؤ گے کیا ہم کچھ لین گے ہم تو خوش ہونے والے ہین اون لوگون کا تو یہ خیال ہوگا اور بہت کچھ بھاین گے اور یہان ایک کوڑی سے بھی واحد شاہد نہین بہت بڑا نقصان ہوا جین بارگاہ مین جو معرکہ ہوا تھا اس ہلڑ و ہنگامہ مین ہیرے کی انگوٹھیان اور بہت سا جواہر بیش قیمت جاتا رہا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ خواجہ تمہارا نقصان ہوا اور وہ مال میرا بھی نہ تھا ایک سوداگر نے بیچنے کو دیا تھا کچھ کمیشن مجکو بھی مل جاتا اب اسکو کیا جواب دونگا وہ جانیگا کہ خواجہ فقرہ کرتے ہین اگر اوسکو قیمت مال کی نہ دونگا تو میرے اعتبار مین فرق آیگا پھر کوئی مجکو کاہے کو ہزارون روپئے کا دیدیگا بس خواجہ ایسے ایسے خیالات اپنے دل مین کر رہے ہین بظاہر گنجور شاہ سے اونھون نے عذر کیا کہ طبیعت میری بہت فکرمند ہے اسوجہ سے کچھ دل نہ لگیگا گنجور شاہ نے پوچھا کہ خواجہ کیا فکر ہے اونھون نے کہا کہ مین اپنے

کیا حال اپنی فکر کا بیان کرون بہت بڑا نقصان میرا اس معرکہ مین ہوگیا اوسکی وجہ سے دل میرا قابو
مین نہین اُسنے کہا آخر بتائیے تو سہی کیا نقصان آپکا ہوا انھون نے وہی انگوٹھیون کا جاتا رہنا
اور کچھ اشیا رجواہرات بیش قیمت کا تلف ہوجانا بیان کیا اور کہا کہ اسی فکر و اندیشہ مین
ہون کہ صاحب مال کو کیا جواب دونگا اور سب تقریر مذکورہ بیان کی گنجور شاہ نے کہا کہ آپ کچھ
فکر و تردد نہ کیجئے جو کچھ آپکا نقصان ہوا ہے سب آپکو ملجائیگا خواجہ نے کہا کہ آپنے میرے دل خوش
کرنے کو کہدیا مجکو کیونکر اسکا یقین آوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے گنجور
شاہ نے کہا آپ خلاف سمجھتے ہین خواجہ نے کہا نہین آپ بڑے فیاض و عالی ہمت ہین آپکے
نزدیک کیا اصل ہے غرضکہ خواجہ نے اسکو خوب باڑھ پر رکھا اور ایسی تعریفین کین کہ اسکو
روپیہ منگاتے ہی بن پڑا فوراً اسنے اپنے اہلکارون سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے
پیشکش کرو چنانچہ دس توڑے اُنکے سامنے منگوا کر رکھدیئے خواجہ نے روپیہ تو نذر زنبیل
کیا اور اپنی ز ہفت پیوندی زنبیل سے نکالی اُسکی قفلیان درست کرکے بجانا شروع
کی پہلے یہ شعر فارسی کا گایا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو دیگر ے

اسکو کئی مرتبہ بتا بتا کے گایا کہ تمام اہل محفل وجد کر گئے ہر ایک پر محویت کا عالم طاری ہو جسکو
دیکھو سکتے مین بیٹھا ہوا ہے نقش بدیوار ہوگیا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل
گاؤ تو جلسہ برخاست کیا جائے گنجور شاہ کا یہ حال ہے کہ ششدر ہو رہا ہے آنکھون سے
دریائے اشک جاری ہے سکوت کے عالم مین بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش
آیا نہایت تعریف اسنے کی اور کل اہل محفل خواجہ کی صفت و ثنا کرنے لگے گنجور نے کہا کہ
ہان خواجہ صاحب کوئی غزل شروع کیجئے دل بیچین ہو رہا ہے چنانچہ خواجہ نے یہ غزل
گانا شروع کی

غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشۂ مل کو
پھنسائیگا بلا مین کیا کسی غمدیدہ بلبل کو
نہ تونے لی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جائین
بہار آجائے یارب باغ سے جلدی خزان جاگے
بہار آئی ہے الفت سے پھر اب سرشار ہوجائے
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
نیا کھٹکا رہا ہر روز اوسے فصل بہار یمین
چمن مین آج بلبل امتحان ہی ترے رونیکا
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہراتے
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
چمن پر خار ہین ایسا خزان مین انقلاب آیا
خدا جو مجکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون

لب مینا سے سن لین مست تیرے شور قلقل کو
لگاتا ہے جو تو اے باغبان گلشن مین سنبل کو
کبھی تو آکے دیکھ اُس کشتۂ تیغ تغافل کو
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچے تلوار کے پل کو
دل مشتاق بلبل دیکھے تو دے شاہد گل کو
صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
گواہی مین وہ سر بیگی دیکھنا ہم شاہد گل کو
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
جبھی جانین کہ اشکون سے بجھادے آتش گل کو
جو بل دیدے کے چھوڑا رخ پہ اس گلرو نے کاکل کو
خدا افزون کرے اے بت ترے جاہ و تجمل کو
کہ شب کو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
جہان مین اپنا تو سنہ جانتا ہون مین توکل کو

جہان مین اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے
وہ دیوانہ ہوا سنکر میری زنجیر کے غل کو

چمن کی سیر کو یہ کونسا مےخوار آیا تھا
کہ توڑا جس نے غنچے کے سبو کو پیمانۂ گل کو

شرابین پی کے کیون گرتے نہین مےخوار یہ کیا ہے
مگر روز سنتے آتے مین شیشے کی قلقل کو

ہوا اتنا بت یہ ایک دن آگ گلشن مین لگا گئی
غضب بھڑکا رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

خواجہ نے یہ غزل بلحن داودی گائی تمام محفل محو ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا تمام جب زیر و بم کر بارہ دری کے جمع ہوگئے عرصہ تک رنگ محفل بدلا رہا جب سکوت ہوا خواجہ کو بہت کچھ زر و جواہر انعام مین ملا خواجہ نے سب زر و زیور خلعت وغیرہ اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اب خواجہ کے بعد کون گا سکتا تھا کسکا رنگ جم سکتا تھا جلسہ برخاست ہوا شہزادہ اٹھا بعد فراغت اکل و شرب تھوڑی دیر آرام فرمایا سہ پہر کیوقت شہزادہ بعد نماز ظہر بارہ دری مین بیٹھا سب گنجور شاہ کے ارکان دولت بھی دست بستہ حاضر ہین اور خود گنجور شاہ بھی مودب سامنے شہزادہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ بدیع الملک نے گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھئی گنجور شاہ اب تمہاری خوشی ہوچکی دعوت سے بھی فراغت ہوگئی اب چاوشاہ صاحب صحرانشین سے بھی رخصت ہوآئین پھر اپنے لشکر کیطرف جائین ایک روز وہان قیام کر کے نہ طاق کا رستہ لین گنجور شاہ نے عرض کیا بہت مناسب ہے مین اسکا انتظام کرتا ہون یہ کہکے حکم دیا کہ کشتیان حاضر کرو چنانچہ کشتیان تحفہ جات طلسمی کی پیشکش ہونے لگین ازانجملہ ایک کشتی مین گلدستہ تھا اور ایک کشتی مین تیغہ و سپر اور ایک کشتی مین ایک نقاب بھی گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تیغہ حفظ جان ایوان تاجدار دیوان تاجدار ہے دو لونکی موت اسی سے ہے اور نقاب اسواسطے ہے کہ طلسم ہولناک جو دیوان کا بنایا ہوا ہے اوسمین شکلین ایسی ہیبت ناک اور ڈراونی ہین کہ جہان اونکون نے نعرہ کیا اور سامنے آئے انسان کا زہرہ آب ہوگیا اور گلدستہ کا حال غلام جب نہ طاق مین حاضر ہوگا تب حضور مین عرض کریگا چنانچہ شاہزادہ بدیع الملک نے اُن اشیا کو لے لیا اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ کیا جب وہ شاہزادہ پیدا ہوگا تو تم طلسم مین ہوگے یا نہین یہ آنکھون مین آنسو بھر لایا اور آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ غلام اوسوقت مین نہوگا کچھ اور ہی سامان ہوگا۔ ع

رہے گی غنچہ مین رنگت نہ گل مین بو باقی
یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی

حضور ہر کمالے را زوالے۔ باغ دہر مین کوئی گل ایسا نہین ہے جسکو صرصر خزان سے صدمہ نہ پونہچے اور اس چرخ ستم شعار کے انقلاب سے کوئی ایسا نہین ہے کہ بچراغ نہو۔ بڑی بڑی سلطنتین کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ کے انقلاب سے چند عرصہ مین نیست و نابود ہوگئین کہ جنکے خاندان مین بھی کوئی نام لیوا پانی دیوا نہین رہا ایک طریقہ پر تو اسکی روش رہتی ہے نہین سچ کہا ہے کہ۔ ع

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عروج شمس بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

گردون دون کی جفاکاری اور زمانہ غدار کی مکاری سے یہ سلسلہ ایک طرز پر قائم نہین رہ سکتا۔ ع

یک گردش چرخ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند نہ نادری
قافلہ باد بہاری کی روان ہو جائیگا	ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا

اُسی کا ہین پیرانہ سال یعنی منجم کاہن کی زبانی مین نے سنا ہے کہ یہان کافرون کی عملداری ہوگی اور ظلم و جور حد سے زیادہ ہوگا دیکھئے ابھی کل کی بات ہے کہ سمندروس نے میرے وزیر نے ازراہ نمک حرامی چاہا تھا کہ مجھکو ہلاک کرکے آپ حکومت اس ملک کی کرے سمندر کا تو فقط بہانہ ہی تھا وہ تو خداوند کریم کو یہی حکومت رکھنا تھی اسوجہ سے غیب سے یہ سامان ہو گیا کہ آپ کے قدمون کی برکت سے مین رہا ہو گیا ورنہ اس کور نمک نے تو کام ہی تمام کر دیا تھا پس اسیطرح اسوقت مین بھی کافرون کا دور دورہ ہوگا اور مین یا تو اسیر ہونگا یا دنیا ہی مین نہ ہونگا تب زمانہ طلسم کفر و ضلالت سے بھر جائیگا اور یہ طلسم بھی تمام ہو جائیگی اوسوقت مین شہریار مرصع پوش پیدا ہوگا اور اس طلسم کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا معابد کفار منہدم ہو کر مساجد کی بنا پڑیگی ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجیگا حضور ایسا کچھ کاہن زبردست کی پیشین گوئی سے معلوم ہوا ہے شہزادہ نے فرمایا بیشک قضا و قدر نے ہر کام کو اپنے وقت پہ محدود رکھا ہے اب گنجور شاہ نے حکم دیا کہ تخت طلسمی حاضر کرو فوراً تخت حاضر کیا گیا گنجور شاہ شہزادہ اور خواجہ خضران کو اپنے ساتھ تخت سحر پہ بٹھا کر شاہ صاحب کے پاس آیا ملاقات ہوئی شہزادہ عالیوقار نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور اپنے لشکر مین ملکر اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب طلسم نہ طاق روانہ ہونگا آپ سے امیدوار ہون کہ مجھکو فراموش نہ فرمائیگا اور وقتاً فوقتاً میری امداد و اعانت فرمائیے گا کہ قدم درویشان رد بلا ہے یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور سلام رخصت کیا شاہ صاحب نے فرمایا فی امان اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ حیات مستعار باقی ہے تو ضرور آپکی مدد کرونگا اچھا سدھارو خدا حافظ و ناصر ہے اور گنجور شاہ سے فرمایا کہ تمہین آپکو لشکر مین پہونچا دو کہ وہ سب جان نثار آپکے قدم میمنت لزوم کے از حد مشتاق ہین اور سب چشم انتظار ہین اُسی صحرا مین پڑے ہوئے انکی راہ دیکھ رہے ہین گنجور شاہ نے کہا بہت خوب بس شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کو مع خواجہ عمرو ثالث کے تخت پر بٹھا کے جانب صحرا روانہ ہوا۔ ادھر کا حال سنئے کہ جب اہل لشکر خیمہ وغیرہ برپا کر چکے سب اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سردار شاہزادہ کا انتظار کرنے لگے جب بہت عرصہ ہوا اور شہزادہ شکار سے واپس نہین آیا سردارون نے اور بادشاہ عالیجاہ نے عیارون کو تلاش کے لیئے روانہ کیا غرضکہ عیار چند سردارون کو ہمراہ لیکر اُسطرف چلے کہ جدہر کو شہزادہ روانہ ہوا تھا جبکہ اُنکے ہمراہ صحرا کے قریب پہونچے دیکھا کہ کئی ہرن شکار کیئے ہوئے پڑے ہین سردارون نے کہا کہ یہ ہرن ہمارے آقا کے شکار کیئے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ جس ہرن کے پیچھے گھوڑا اڑالا تھا اوسی کے تعاقب مین گھوڑا ڈالے ہوئے کسی سمت چلے گئے ہین پس عیار سردارون کو ہمراہ لیئے ہوئے نشان قدم راہوار دیکھتے چلے جاتے ہین اور تلاش شہزادی مین مصروف ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک تخت بر روئے ہوا اوڑتا ہوا چلا آتا ہے ہین آدمی اوسپر بیٹھے ہین آتے آتے اُس تخت نے زمین کی جانب میل کیا اب آہستہ آہستہ وہ تخت زمین پر اُس مقام مین آیا کہ جہان پر لشکر مقیم تھا بس تخت ٹھہر گیا شہزادہ عالم مع خواجہ خضران و گنجور شاہ کے تخت سے اُترے سردار جو تلاش کو نکلے تھے پہلے اونھون نے دیکھا کہ بفضلہ تعالیٰ شہزادہ مع

خواجہ خضران بن عمرو کے مع الخیر لشکر مین پہنچا ہرکارے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیئے کہ شاہزادہ مع الخیر لشکر مین داخل ہوا چنانچہ ہرکارون نے بادشاہ کی خدمت مین یہ مژدۂ جانفزا عرض کیا بادشاہ جمجاہ یہ خبر سنکے بہت مسرور ہوئے تمام سردارون اور اہل لشکر نے خوش ہوکر سجدۂ شکرانہ بدرگاہ قادر مطلق ادا کیا ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر شخص جو غم و الم مفارقت شاہزادۂ عالیجاہ مین مصروف تھا اب وہ مسرور ہوکر خوشیان کرنے لگا۔ سردارون نے عرض کیا کہ حضور کی مفارقت مین ہم لوگون نے بڑے رنج و صدمے سہے اور آپکو بہت تلاش کیا بلکہ ہر روز اسی تلاش و سرگردانی مین مصروف رہتے تھے دن بھر چہار طرف سب تلاش کرتے پھرتے تھے جب کہین اپنے یوسف گمگشتہ کی خبر نہ ملتی تھی تو رات کو مغموم و دل کبیدہ خیمون مین آکر منہہ لپیٹ کر پڑ رہتے تھے رات بھر گریہ و زاری اختر شماری مین گذر جاتی تھی کھانے پینے تک کا کسی کو ہوش نہ تھا دو صبح ہوئی اور وہ نماز صبح پڑھکر پھر سب چل نکلے اور تلاش مین مصروف ہوئے یہی شغل ہم لوگون کا تھا اتنے عرصہ مین سب سردار و افسران فوج آکر حاضر ہوئے اور اپنے آقا کو دیکھکر گھوڑون سے اوتر پڑے اور بکمال ادب اونھون نے بھی دست بستہ اسی قسم کے سب حالات عرض کیئے اور کہا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا افضل شامل حال کیا کہ حضور کے دیدار فائض الانوار سے مشرف فرمایا سردارون نے شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور سب ہمراہ رکاب چلے اب شہزادہ عالم یہ باتین کرتے ہوئے نزولگاہ پر تشریف لائے سب سردار اور خواجہ عمرو ثالث و گنجور شاہ یہ سب ہمراہ رکاب ہین غرضکہ شاہزادہ فلک وقار گھوڑے سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا سردار بھی سب دست بستہ حاضر ہین بکمال ادب سب حال استفسار کر رہے ہین کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے شہزادہ نے تمام حال بیان کیا اپنا برائے شکار صحرا مین جانا اور اُس ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرون گھوڑے کو بسرعت تمام ہرن کے تعاقب مین مہمیز کرنا اور دوپہر تک سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا تیر کا اوچھا پڑنا ہرن کا تڑپ کر نکلجانا اور غائب ہونا یہ سب حال بیان کیا شب کو اُسی مقام پر قیام کرنا صبح کو ایک جانب روانہ ہونا راہ بھول کر صحرائے ہولناک و دشت پرخار مین پہونچنا گھوڑے کا فوت ہوجانا پیادہ پائی نصیب ہونا پھر تشریف لانا خضر طریقت کا اور اُنکا رہنمائی کرنا پھر ملاقات درویش فرشتہ خصال برالقائے کوہ نشین سے انکا تبرکات عطا فرمانا جنکی وجہ سے طلسم گنجورۂ سلیمانی مین پہونچنا۔ حال نمکحرامی سندروس وزیر گنجور اور گرفتار کرلینا گنجور کو پھر مار ڈالنا سندروس وزیر و سمندر جادو کا اور ہنگامۂ عظیم برپا کرنا ساحران غدار کا پھر سب کو قتل و قمع کرنا اور رہا کرنا گنجور شاہ کو قید سے سندروس سے۔ گنجور شاہ کا مطیع اسلام ہونا اور چند تحفہ جات طلسمی کا پیش کرنا اور اظہار دینا سب بیان کیا چونکہ دن تمام ہوچکا تھا رات ہوگئی شاہزادہ نے خاصہ طلب فرمایا اور خاصہ نوش فرماکر خوابگاہ مین آرام فرمایا گنجور شاہ کے لیئے بھی خیمہ علحدہ ہوگیا وہ اوسمین مقیم ہوا سب سامان معیشت وہان مہیا کردیا گیا الحاصل وہ شب شاہزادہ نے اوسی مقام پر بسر کی جب سفیدۂ سحری آسمان پر نمایان ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا وضو کرکے نماز سحر ادا فرمائی بعد فریضہ سحری سب سردار حاضر ہونا شروع ہوئے دربار آراستہ ہوا گنجور شاہ بھی اپنے خیمہ سے برآمد ہوکر حاضر خدمت ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ غلام

اب رخصت ہو کر اپنے طلسم کو روانہ ہوتا ہے اجازت کا خواستگار ہے وہان پہونچکر فوج و لشکر کو اپنے مرتب کریگا اور سب انتظام کامل کر کے غلام نہ طاق پر شرف قدمبوسی حاصل کریگا شہزادہ نے فرمایا اچھا خدا حافظ و ناصر ہے چنانچہ کنجور شاہ اپنے تخت طلسمی پر سوار ہو کر اپنے طلسم کو روانہ ہوا اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا۔ بعد جانے کنجور شاہ کے شہزادہ عالی تبار یعنی صاحبقران ثانی فلک اقتدار نے جبرئیل بن عادی کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر جانب نہ طاق روانہ ہو ہم بھی عقب سے آتے ہین مع کل لشکر کے جب سرحد طلسم پر پہونچنا تو مقام معقول دیکھکر کہ جہان کل لشکر فروکش ہوجاے اور آب و گیاہ وغیرہ کسی بات کی تکلیف نہو خیمے وغیرہ نصب کرانا اور فرمایا کہ کل پیش خیمہ وغیرہ لیکر روانہ ہوجانا جبرئیل نے عرض کیا بہت خوب اور باہر آکر انتظام روانگی سامان سفر مین مصروف ہوا۔ اسکے بعد شاہزادہ نے سب اہل دربار و سرداران اور عزیزون سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی بندوبست سفر کرین خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم لشکر مین منادی کرادو کہ اہل لشکر اسباب سفر سے طیار ہو کر آمادۂ سفر ہون خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب اب شاہزادہ نے خواجہ ہشام کیطرف دیکھکر فرمایا کہ آپ زائچہ کرین کہ مین کسدن یہان سے طرف نہ طاق کے کوچ کرون مع کل لشکر و بادشاہ اسلام کے بس خواجہ نے اسی وقت زائچہ کر کے عرض کیا کہ پرسون بروز دوشنبہ کہ یہ دن براے سفر نیک ہے اور تاریخ بھی اچھی ہے بوقت صبح یہان سے حضور بدولت و اقبال باجاہ و جلال طرف نہ طاق کے بہ حشم و خدم کوچ فرمائین تو بہتر ہوگا شہزادہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے یہ فرما کر خواجہ خضران بن عمر سے فرمایا کہ کل لشکر کو آگاہ کردو کہ وہ پرسون بوقت سحر تیار و آمادۂ سفر رہین ہم پرسون بموجب احکام خواجہ ہشام یہان سے کوچ کرینگے اور یہی کلمہ شہزادہ نے سب سردارون سے بھی فرمایا بس دوسرے دن جبرئیل حسب الحکم شاہزادۂ عالی جاہ اثاثہ بارگاہ فلک اشتباہ کا مع پیش خیمہ و سراپردۂ شاہی و صندوق ہاے خزانہ وغیرہ و دیگر بارگاہون اور خیمون کے شترون ہاتھیون ارابون پر بار کرا کے روانہ ہوئے چنانچہ انکے بعد سردارون کے خیمے اور افسران فوج کے خیمہ ڈیرے اسپکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ یہ سب بھی بار ہو کر روانہ ہوئے چنانچہ یہ سب لوگ کہ بجاے خود ایک چھوٹا سا لشکر ہے قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین۔ جب جبرئیل پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد شاہزادہ نے سب کو رخصت کیا وہ دن گذرا شب آئی شب بھی بسر ہوئی دوسرے دن بوقت سحر کل لشکر ساحران و غیر ساحران مسلح و مکمل ہو کر میدان مین صف بستہ تھا کہ صاحبقران و بادشاہ تشریف فرما ہون تو کوچ ہو کہ اتنے مین سواری بادشاہ کی مثل باد بہاری کے میدان مین آئے صاحبقران و بادشاہ نے کل اہل لشکر کو دیکھا ایک ایک سردار کو حکم دیا کہ تم اپنا لشکر لیکر روانہ ہو بس یہ طریقہ مقرر کیا کہ ایک سردار ساحر اور ایک غیر ساحر اسی طور سے کل سرداران صاحبقران طرف نہ طاق کے صاحبقران سے رخصت ہو کر چلے۔ انکے بعد عزیزون کی نوبت آئی انکے ہمراہ بھی ہر ایک کی لشکر کثیر تھا اور ایک ایک سردار ساحر مع لشکر ساحران کے تھا اس خیال سے کہ تاکہ سرحد طلسم پہ یہ ساحر پہونچا دے بس جب سب عزیز و سردار روانہ ہوچکے اب صاحبقران مع بادشاہ و کل سپاہ ساحران کے روانہ ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارہ سفر ہی گرہ گرہ ایا صداے بلند ہوئی جو خیمے وغیرہ رہگئے

تھے وہ عقب لشکر ادا اون پر بار تھے بس بادشاہ اسلام بصد احتشام نوبت و نقارے بجتے ہوئے نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم نہ طاق کے عازم ہوئے

ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے پر بہار دشت لالہ زار مین ۔ صاحبقران کا اُس صحرائے فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیئے لشکر کو حکم قیام دینا خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا ۔ صاحبقران کا سیر صحرا مین مصروف ہونا ۔ حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحرائے سرکشان دہرکا اپنی دادرسی کے لیئے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا ۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور بہت دلاسا وتشفی اوسکی کر کے دادرسی کا وعدہ فرمانا ۔ اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین ۔ قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اُسکے گلوئے بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہوجانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا ۔ پھر کچھ حال ساوات تاجدار حاکم شہر حیاتیہ و وہیہات مردار خوار و آفات مردار خوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مردار خوار

بہرا ہی سہراب جنگ آزمودہ و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سماوات کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
سینا شیشہ مے کے تو قہقہے
وہ گلرنگ مے آج ساقی ملے
شگفتہ ہین گل رقص کرتے ہین مور
کہین رند کرتے ہین بدمستیان

کہ جس جام گل مین ہو بوئے گلاب
اسی مے کی ہے ساقیا تلاش
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے
چکور ایکطرف زمزمہ ساز ہین
کہین طائرون کی ہے گلگشتیان

بہار آئی بلبل کے ہین چہچہے
نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش
بہار آئی ہے گلشنون مین ہے شور
کہین بلبلین نغمہ پرداز ہین
اثر باغ عالم مین تازہ بہار

دکھاتی ہے نیرنگیان یہ ہزار

غزل

خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
شفیق و ہمدم و مونس بھی کوئی پاس نہین
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
یقین تو ہے کہ پھولا سماؤن تربت مین
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
خزان مین بلبل نالان کا ہے یہی نالا
چمن مین جلد الٰہی نہین بہار آئے
ضرور پھول چڑھانا مزار بلبل پر
خزان کے بعد ہوائے باغبان بہار آئے
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ
چہک کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے
شگفتہ کن گلشن داستان
معطر کنندہ این گل بستان

نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی لکھا ہے مضامین رنگارنگ کو بہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحہ سبزہ زار صفا پر یون منقش کرتے ہین کہ جب حدیقہ نمودار مومنان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان طے مراحل و قطع منازل فرماتے ہوئے مع لشکر نصرت اثر کے قریب سرحد صحرائے طلسم طاق کے پہونچے یہان بالازمان سمندر جو بیٹھے تھے وہ خبر سمندر کے مرنے کی سنکر متفرق ہوکر بھاگ گئے شاہزادہ داخل ہوا تو کسی حریف کو نہ پایا مگر ایک صحرائے پر بہار رشک گلزار ارم مین انکا گذر ہوا جسمین چار دانگ سبزہ بھیدہ مثل فرش مخمل کے اس صحرا مین ہزارون درخت لالہ و بیلا و چنبیلی کے تختے اشجار میوہ دار و پر اثمار سے وہ صحرا مملو تھا گل خودرو اپنی بہار دکھا رہے تھے چشمے آب شفاف و خوشگوار کے موجزن تھے صحرا نہ تھا نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا طائران خوش الحان شاخہائے اشجار پر بیٹھے ہوئے حمد الٰہی مین زمزمہ سرائی کر رہے تھے ہر طرف طاؤسان خنیاگر کی رقاصی سے عجب لطف تھا زمانہ بہار کا تھا ہر طرف صحرا کا جوبن ابھار پر تھا درخت مثل معشوقان مست و طناز کے لباس سبز پہنے ہوئے جھوم رہے تھے

طائران صحرا و درندگان وشت بسبب بہار کے مست ہو رہے تھے اشجار مین نئی نئی کوپلین نکلی ہوئین تھین بلبلین مست پھر رہی تھین فاختہ الگ مست تھی قمری کی الگ کوکو تھی پپیہا الگ پی پی کا شور کر رہا تھا کوئل ہر طرف کوک رہی تھی چونکہ زمانہ بہار تھا ہر ایک مست بادۂ بہار تھا یہ صحرا جو شاہزادہ کو نظر آیا ہوا ئے عیسی دم مسیح نفس کے جھونکے آنے لگے دل کو فرحت قلب کو راحت ملی بسبب تری و خنکی و سبزی صحرا و لطافت آب و ہوا کے تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین تراوت ہوئی بس شاہزادہ بھی مع سردارون کے اس صحرا کا عالم دیکھکر وجد طاری ہوا صنعت باغبان قضا و قدر دیکھکر تعریف خداوند کریم کرنے لگا چونکہ ہر طرف گلہائے قدرتی کھلے تھے وہ صحرا خداوند کریم کی قدرت کا نمونہ تھا صنعت کارساز حقیقی اس صحرا سے ہویدا تھی اور شان خلاقی اس صحرا کے گلہائے رنگا رنگ و میوہ ہائے بوقلمون سے پیدا تھی ہر شجر میوہ ہائے گوناگون سے مملو تھا کثرت اثمار سے شاخین زمین کو چوم رہی تھین یا یہ کہیئے کہ زاہدان سبز بخت سر بسجود ہین فیض خالق کون و مکان و حاکم زمین و زمان جاری تھا اس صحرائے پر بہار و دلکشا و فرحت افزا کا خود باغبان قضا و قدر مالی تھا بس اس صحرا کو دیکھکر شاہزادہ کی زبان پر یہ شعر جاری تھا ؎

این سبزہ و این صحرا بوئے زجنون دارد دیوانگی و مستی امیوقت شگون دارد

اور بھی یہ شعر پڑھتا تھا ۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

واہ کیا صحرا ہے اور کیا خوب سبزہ ہے بالکل نمونہ بہشت نزہت سرشت ہے دو چار روز ہم اس صحرا مین قیام کرینگے مقام مناسب وغیرہ دیکھکر خیمہ وغیرہ نصب کرو یہ حکم دیا تھا کہ اسیوقت اہلکاران شاہی نے خیمہ و بارگاہین بپا کیئے کچھ بازار آراستہ ہوگئے لشکر اترا سب کمرین کھولکر اپنے اپنے بستر لگائے کیونکہ کئی دن کے تھکے ماندے بھی تھے سب اُترے شاہزادہ مع سردارون کے مرکب سے اتر کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا - ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہزادہ عالیجاہ بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہین دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے ہین سیر صحرا فرما رہے ہین دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار دشت پر بہار نہایت فرحت افزا ہے جسکی دید سے روح کو بالیدگی قلب کو تازگی ہوتی ہے تمام صحرا نہایت نزہت انگیز نمونہ بہشت بزین ہے - ؎

ہر نخل کی شان جیسے طوبی سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا

سر و شمشاد پر قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیاد تھی ؎

سنبل مین تھا طرز زلف خوبان شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق و پھول رنگین تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوئین جا بجا بنے تھے جنگلی چاہ مین باؤلی دیوانی ہوشیار کا انداز دل بھرے پٹریان جنت کی سی تختہ دار انگور کے تاک بوجہ اُٹھے تھین جھانک لے لوٹے ہائے ہر طرف نہرین اور چشمے جاری لب گردابون پر اُنکے گلکاری درخت صحرائی گلدار بیلا موتیا نسرین و نسترن جوہی شبّو چنبیلی نرگس یاسمن کسی جگہ لالہ کوہی کے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین درختان بار دار میٹھی میٹھی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سوز بان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین باد بہاری

مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولون کے پھولنے سے اتراتی تھی ع

ہر خیابان مین دوڑتی ہے نسیم — لیئے گلزار ہے یہ اپنے بار شمیم
بلکہ نہرین تھی لطیف مثل کوثر — نہرین تمام سلک گوہر
پانی تھا اثر مین آب حیوان — نظارا تھا جسکا مایۂ جان

جھیلین لہراتی تھین رفتار معشوق کی ادا دکھاتی تھین سبزہ کوسون تک ہرا ہرا اوگا ہوا تمام صحرا مین فرش بچھا ہوا سبزے پر شبنم کے قطرے جو پڑے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسند بافا زنگاری پر موتی جڑے ہوئے تھے جہانتک نظر کام کرتی تھی گھانس ہری ہری لگی تھی تازگی و سبزی بھری تھی - ہرن پاڑھے چیتل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے کوکلا و ہریل وغیرہ درختون کی شاخون پر جھولا جھولتے درخت نہال ہو ہو کر جھومتے تھے نہرون کے کنارے قاز و بط و مرغابی و قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھر ہر پان لیتے پرون کو پھڑپھڑاتے - ع

ہر دو سمتے رشک فردوس برین بود — خیابان در خیابان حور عین بود
مثال خط خوبان سبزہ در گل — چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردیدہ دلہا — چو چشم مے پرستان مست شہلا

سبزہ جو زمین پر اوگا تھا باغبان قضا و قدر کی وحدانیت پر گواہی دیتا تھا - ع

ہر گیاہے کہ بر زمین روید — وحدہٗ لا شریک لہ گوید

درختان سبز و خرم زبان حال سے حمد و ثنا کرتے یو حقیقی مین تر زبان تھے طائران خوش الحان شاخون پر نغمہ خوان تھے شمیم گلہائے رنگا رنگ سے دماغ جان معطر ہو گیا جانمین جان آگئی ع

پھیرے ہے خدا نے وہ دن چمن روزگار کے — رنگ آئے ہین نظر ہین فصل بہار کے

القصہ شہزادہ والا شان مع سردارون کے سیر صحرا کر رہا تھا کہ دیکھا تو بیابان سے ایک گرد اوٹھی ہر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دوزیدہ گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد مثل دامان سحر چاک ہوا دیکھا تو دل گرد سے ایک شخص ناخون بڑھے ہوئے پریشان صورت بال سر کے اُلجھے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بئے کا جھوجھ سر پر رکھا ہے کپڑے نہایت کثیف پہنے کمال زار و نحیف مرکب لاغر پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور بارگاہ سلیمانی کے قریب آکر پوچھنے لگا کہ مالک بارگاہ سلیمانی یعنی شاہزادہ بدیع الملک جو دعوی صاحبقرانی کا کرتا تھا کہان ہے کہ مین باریاب ملازمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہون اُسوقت خواجہ خضران بن عمرو نے پوچھا کہ بھائی باعث اس اضطراب و پریشانی کا کیا ہے اُس نے کہا کہ آپ اپنے اسم مبارک سے مجھے آگاہ فرمایئے خضران نے کہا کہ مجھکو خضران بن عمرو کہتے ہین مین جانشین ہون اپنے پدر گرامی عمرو ثانی کا جو مہتر مہتران و بہتر بہتران اور سردار عیاران نامی و گرامی کا ہے اب آپ اپنے نام سے مجکو مشرف فرمایئے اُسنے کہا کہ مجکو سرکشان شاہ کہتے ہین مین سردار ہون صحرائے سرکشان دہر کا خضران نے کہا کہ تمہارے بشرے سے بوئے سرداری پائی جاتی ہے - ع

بالائے سرش ز ہوشمندی — میتافت ستارۂ بلندی

بیشک آپ سردار قوم ہین آپکی پیشانی سے نور اعزاز و اقتدار ساطع و لامع ہے مگر آفتاب قدر و منزلت ابر کثافت و غربت مین پوشیدہ و نہان ہے اوسنے کہا عیان راچہ بیان خضران نے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ خط تراش کو بلواکر اصلاح بنوا لیجئے اور نہا دھوکر پوشاک پاک و صاف تبدیل فرمائیے میرے پاس پوشاکین کرایہ کی موجود رہتی ہین اکثر لوگ جنکو ضرورت ہوتی ہے مجھسے کرایہ پہ لیا کرتے ہین بس وہ لباس پہنئے اور درستی ہئیت کے ساتھ شاہزادہ عالی مرتبت کے حضور مین جائیے اسنے کہا کہ بیشک فرمانا آپکا بجا و درست ہے لیکن فریادیون اور مظلومون کو خراب ہی حالت سے جانا چاہئیے ہرچند خواجہ نے اصرار کیا مگر مہرکستان شاہ نے نہ مانا آخر الامر اوسی خراب حالت سے خواجہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ عالی پر پہونچے یہان جبرئیل بن عادی جو درگہ سالاری مسلح و مکمل حاضر دربارگاہ تھا کرسی سالاری پر بیٹھا ہوا تھا اوسنے پوچھا کہ خواجہ صاحب یہ کس کو آپ اپنے ہمراہ لئے جاتے ہین اولا بپاس ادب خدمت شاہزادہ عالیجاہ مین عرض کرلون بعد اجازت آپ شوق سے ہمراہ لیجائیے چنانچہ جبرئیل بن عادی بارگاہ معلے مین آیا اور بعد بجا لانے آداب شاہی کے عرض پیرا ہوا ــ

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والائے تو	اے خلعت شاہنشہی زیباست بربالائے تو
خورشید درج مکرمت مہر سمائے ابہت	شد فخر تخت سلطنت کاہ عزیر پائے تو

شاہزادہ عالم کا نیر اقبال اوج جاہ و جلال پر ہمیشہ تابان و درخشان فرق مبارک پر فروزان رہے ایک شخص باحال زار و زبون مہرکستان شاہ نام سے حاضر دولت عالی ہوا ہے اجازت حضوری چاہتا ہے اور خواجہ صاحب بھی اوسکے ہمراہ ہین بدیع الملک نوجوان نے زبان گلفشان سے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے آنے دو غرضکہ بعد اجازت جبرئیل بن عادی نے واپس آکر کہا کہ بسم اللہ چلئے اجازت حضوری ہے غرض مہرکستان شاہ اسی ہیئت کذائی سے حضور صاحبقران والاشان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے حاضر ہوکر اولا زمین بوس ہوا یہ ادب شناس تو تھا ہی کہ سردار ہے اپنی قوم کا حسب دستور شاہون اور شہریارون کے قواعد شاہی بجالایا بعد تسلیم ہاتھ باندھے ہوئے کھڑا رہا شاہزادہ نے کرسی منگواکر اپنے سامنے بچھوائی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا مگر مہرکستان شاہ کرسی پر نہ بیٹھا فرش زمین پر بیٹھ گیا عرض کیا کہ خاکسار کو خاک نشینی ہی سزاوار ہے حضور میری فریاد کو پہنچین گے اور سبب خاک نشینی دریافت فرمائین گے تو غلام اپنی روداد خدمت عالی مین عرض کریگا ــ

رہنے دو زمین پر مجھے آرام یہی ہے	سودا جو ستا ہو تو مرا نام یہی ہے

دیگر

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے نہ آگے چلو کہ مین	بچھڑا ہوا ان کاروان سے مسافر رمیدہ ہون
گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام	اس میکدہ کے بیچ عجب آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اور آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کرنے لگا کہ اے شہریار بادقار یہ خاکسار درگہ بمقدار کیا اپنا حال بیان کرے اور بیہری گردون دون و جفا کاری روزگار کو قلمون کی کیفیت کیا حضور سے عرض کرے

ایک سینۂ وفا ہین اور خار خار ہین ہم ‏ ‏ ایک جیب آرزو ہین اور تار تار ہین ہم
سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم ‏ ‏ اللہ رہی بیقراری کیا بیقرار ہین ہم
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوئے ہین ‏ ‏ یان ورنہ ثقلت سے عالم پہ بار ہین ہم
ایسا فلک نے ہمکو ہے خاک مین ملایا ‏ ‏ نقش قدم ہین گویا مشت غبار ہین ہم

یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھکر رونے لگا۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اپنا حال مفصل بیان کرو اور چند کلمہ تشفی و دلاسے کے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماکر استفسار حال فرمانے لگے اس شخص نے عرض کیا کہ اس حقیر کا نام سرکشان شاہ ہے عرض کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ میرا باپ حاکم تھا صوبۂ سرکشان دھر کا غلام کو پروردگار عالم نے ایک دختر نیک اختر عطا فرمائی تھی کہ نام اُسکا ہماے گوہر پوش تھا نہایت حسین و جمیل مین اپنے ملک مین عیش و آرام سے بسر کرتا تھا کسی طرح کا خوف و خطر نہ تھا اطراف و جوانب مین کوئی اس حقیر کا ہمسر نہ تھا غلام ایوان پرست یعنی تصویر ایوان جو ہر مقام پر جاتی ہے اور اسکو سب بخدا کی مانتے ہین غلام بھی اُنھی کے پرستارون مین ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک ساحر ہے انزیوت جادو نام وہ کچھ فوج ساحران غدار و کافران ناہنجار کی ہمراہ لیئے ہوئے بروے ہوا کیوان تاجدار کی خدمت مین جاتا تھا اور یہان قضاے کار و اتفاقات روزگار سے اس عرصہ مین یہ حقیر شکار پر تھا اور بی بی میری کہ نہایت پاک طینت اور کمال صاحب عفت و عصمت تھی یہ اپنے کوٹھے پر بالاے بام کھڑی ہوئی تھی کہ نگاہ اُس ملعون کی اس پاکدامن پر جا پڑی اور نیت اسکی فاسد ہوئی چنانچہ وہ ستمگار ہی اپنی اس بدنیتی اس نے ظاہر کی اور بجبر و تعدی محل مین جانیکا قصد کیا ہر چند میرے ملازمون نے روکا اور اس حرکت بیجا کے مانع ہوئے مگر اس ستم شعار نے نہ مانا بے محابا محل مین گھس جانیکا ارادہ کیا جو کچھ فوج کہ حاضر در دولت و محلات تھے وہ سدراہ ہوئے آخر الامر بعد گفتگوئے بسیار کے نوبت بہ کشت و خون پہنچی اس ملعون سے لڑائی ہوئی چونکہ اُسکے ہمراہ فوج ساحران زبردست تھی اسوجہ سے وہ غالب آیا میرے ملازم تاب مقاومت نہ لاسکے بہت سے مارے گئے حق نمک اپنا بجالائے اور میرے ناموس کی حفاظت مین جان اپنی نثار کردی اپنے جیتے جی اوسپر آنچ نہ آنے دی اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے اپنی جان بچائی مالک کی حفظ آبرو کا کچھ پاس نہ کیا جدھر سینگ سمایا چلے گئے جب یہ نوبت پہونچی تو وہ ملعون میدان خالی پاکے بیباکانہ اندر محل کے در آنہ چلا گیا اس پاکدامن نے جب یہ کیفیت دیکھی فوراً سودۂ الماس کھاکر مسہری پر پڑی اُسکو ہے ہی جس مین کلیجہ اُسکا کٹ گیا قلب و جگر چھلنی ہوگیا جان بحق تسلیم ہوگئی جو لوگ کہ بھاگ کر منتشر ہوگئے تھے اونمین سے چند آدمی روتے پیٹتے خاک اوڑاتے ہوئے میرے پاس پہونچے اور اس حال پُر ملال سے مجکو آگاہ کیا مین فوراً شکارگاہ سے روانہ ہوا اور جو کچھ فوج قلیل میرے ہمراہ تھے مین بھی اُنسے جاکر بھڑا مگر ساحرون سے عہدہ بر آنہو سکا اُسی ہنگامۂ گیر و دار مین اندر محل کے جو گیا تو بی بی کو مردہ پایا یہ حال دیکھکر میرے دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور کلیجہ فرط غم سے پاش پاش ہوگیا مگر کیا کرتا مجبور تھا وہ عالم اضطراب تھا کہ پاؤن کے تلے سے زمین نکلی جاتی تھی آخرش جون تون اُسکی لاش کو لیکر دوسرے دروازہ سے باہر نکلا دختر نیک اختر میری ملکہ ہماے گوہر پوش بھی روتی پیٹتی چاک گریبان باحالت پریشان مان کی لاش کے ہمراہ ہوئی اور چند عورتین ملازمان محل سے

مثل خواصون اور بیش خدمتون ومثلا بیون وغیرہ کے بھی جنازے کے ساتھ ہوئین روتی پیٹتی برا حال کرتی ہین جگر خراش کرتی ہوئی اپنی مالکہ کی لاش کے ساتھ نالان وگریان چلی جاتی تھین کہ دفعتہً ایک بجلی کڑکی ایسا غضب کا صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھین جھپک گئین مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگے اسی برق سے ایک پنجہ گرا کہ ہمارے گوہر یوش کو اوٹھائے گیا اب جو دیکھا تو بالائے فلک اوسکو پایا آواز گریہ وزاری کی آنے لگی آخر وہ پنجہ لیکر ہوائے آسمان ہوگیا مین نے یہ آفت تازہ دیکھکر اپنا حال زار وزبون کیا مگر کچھ بس نہ چل سکا روتا پیٹتا باحال خراب بانالہ واضطراب اس لاش کو لیجاکر صحرا مین ایک مقام پر دفن کردیا بس اُسی مزار پر اپنی جان بچاکر بیٹھ رہا کبھی گریہ کرنا اور کبھی جوش رقت آہ وزاری سے دل کا پھڑکنا اور درخت ہائے سرو وشمشاد سے لپٹنا گاہ عندلیبان چمن کیجانب نگاہ کرنا اور اونکا منقارون کو گلون پر رکھنا اور بوس وکنار کرنا اور شاد وخرم اونکو دیکھکر اپنا رشک آنا اور آہ سرد بھرنا حسب اتفاق مینے ایک بلبل کی جانب نگاہ اوٹھاکر یہ کہا کہ تجکو اپنے محبوب سے قربت نصیب ہے لیکن مجھے یہ بتا کہ یہ عشق کیا چیز ہے بس حضور میرا کہنا کہ بلبل نے ایک ٹکر ماری اور شاخ درخت سے گری اور مرگئی۔ تو اے شہریار ــہ

مین نے بلبل سے جو پوچھا درد ہجراں کا علاج	شاخ گل سے گر پڑی تڑپی تڑپکر مرگئی

مین نے اوسی بے وطن کشتہ رنج ومحن یعنی اُس پاک دامن کی جہان تربت بنائی تھی اوسی کے پاس لاکر اوس بلبل کو بھی دفن کیا۔ ــہ

تربت بلبل ناشاد بناکر اُسجا	مین بھی اُس گلشن خوبی کی لحد پر بیٹھا

بس حضور مفارقت مین اُس کشتہ یاس وحرمان کی اور یاد کرکے اوسکی وفاداری ومحبت اور اوسکی عصمت وعفت اور اپنی بےبسی۔ دختر کا یون آنکھون کے سامنے سے پنہان ہوجانا خرمن امید پر برق غضب کا گرنا۔ ان سب باتون کا تصور کرکے اور اُسی ناشاد کی قبر پر بیٹھکر اسی عالم مین اسقدر رویا کہ مجکو غش آگیا اسی حالت بیخودی مین عالم رویا مین مین نے دیکھا کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ رو نہین اپنی جان کو کھو نہیں انشاءاللہ تعالیٰ بہت قریب ہے کہ تیرے طالع خفتہ بیدار ہون نصیب یاوری کرے بخت نارسا کی رسائی ہو علاج پذیر درد جدائی ہو شاہزادہ بدیع الملک نوجوان صاحبقران والاشان اس دشت مین آئین گے وہ تیری دادرسی فرمائین گے تیرے حال زار پر ترحم فرماکر دست ظلم سے تجکو بچائین گے۔ بس اُسدن سے غلام مسلمان ہوا ایوان بت پرستی پر لعنت کی اور کلمہ جو اُن بزرگوار ہادی طریق خدا شناسی نے تلقین فرمایا تھا پڑھکر از سر صدق ایمان لایا اور سر بن موسیٰ ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا حضور کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرتا رہا۔ ــہ

اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

آخر تقدیر نے حضور کے قدم مبارک تک تو مجکو پہنچا دیا پیر مرد کا فرمانا راست آیا اب دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے مقدر کیا رنگ دکھاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال نے یہ حال سنکے نہایت افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے سرکشان شاہ تم غسل کرو پوشاک پہنو اطمینان رکھو تمہاری دادرسی کی جائیگی غنچہ مراد تمہارا شگفتہ ہوگا بیدار تمہارا طالع خفتہ ہوگا خداوند عالم نے ہمکو اسی واسطے خلق کیا ہے کہ مظلوم کی دادرسی ظالم سے کرائین اُسکے پنجہ ظلم سے بچائین زبردست

کے ہاتھ سے زیردست کو تکلیف نہ پہونچے خلق خدا امن و آسائش سے رہے حق پرستی کا رواج ہو ظلمت کفر دور ہو جائے دین اسلام کی ترقی ہو نور ایمان جہان مین معمور ہو جائے - مہر کشان شاہ نے عرض کیا کہ بجا و درست ارشاد ہوا مگر غلام عہد کر چکا ہے کہ جب حضور میری دادرسی فرماوینگے اور وہ ملعون اہزروت جادو قتل ہو کر اپنی سزائے اعمال کو پہونچیگا تب یہ غلام پوشاک بدلیگا اور یہ سوگ اوتاریگا ورنہ اسی کشتہ یاس و حرمان کی مفارقت مین خود بھی نقش زمین ہو کر اوسی کے پہلو مین اپنا مدفن بنائیگا - ؎

قصر بہشت تمکو مبارک ہو زاہدو	ہم نے بھی کوئے یار مین مدفن بنا لیا

کیونکہ حضور اُس ملعون نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور مہر کشان دہر کو اپنا مطیع و منقاد کیا ہے کچھ لوگون نے بخوف جان اور بعضون نے از راہ تقیہ اسکی اطاعت قبول کی ہے اور بعض کو تہ اندیش اُسکے شریک ہو گئے ہین جسدن کہ حضور اوسپر فتحیاب ہو نگے اوسدن البتہ غلام کو عید ہوگی - پس اُسی وقت شاہزادہ نے جبرئیل بن عادی کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہماری بارگاہ سلیمانی کو لیکر جانب صحرائے مہر کشان دہر کے روانہ ہو جبرئیل نے اوسی وقت اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا اونٹون پر بار کرایا۔ ؎

الہ اینیش خیمہ لپیٹو دھوم دھام	کرچل چل پڑی پر ہر سو دم و شام

بادشاہ اسلام اس دل ناکام کی خوشی دیکھکر انجام بڑا جانتے تھے اوسوقت آپنے صاحبقران عصر کیجانب کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلا کر انسے فال سفر دریافت کیا جائے جسوقت سے کہ یہ شخص آیا ہے خود بخود میرا دل تڑپتا ہے اور اسکی تقریر عبرت آمیز سنکر دل بیچین ہے - عرض کیا کہ جیسا حضور کے مزاج مین آئے مجھے کسیطرح کا عذر نہین ہے - بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال از روے علم رمل و نجوم کے مفہوم کرین چنانچہ بنابر ارشاد شاہ فریدون بارگاہ چوبدار واسطے بلانے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کے گئے اور حکم شاہی سے آگاہ کیا چارون صاحبزادون نے حکم شاہی سنکے اوسیوقت میانون مین بیٹھکر حاضر ہوئے شملے سرون پر رکھے ہوئے جامے پہنے ہوئے آئے آداب شاہی بجالائے چوکی صندلین انکے لیے بچھائی گئی اوسپر اونکو باعزاز تمام بٹھایا حسب معمول توڑا اشرفیون کا رکھا گیا خواجہ والاگہر - خواجہ بزرگ امید - خواجہ سیاوش - خواجہ دریادل - چارون صاحبون نے مثل اربع عناصر کے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور نے کسواسطے یاد فرمایا ہے - ارشاد ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک کا قصد صحرائے مہر کشان کیجانب ہوا ہے - دیکھیے فال اس سفر کا کیا ہے - چنانچہ ہر ایک صاحب نے تختہ تفکر پر قرعہ تعقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچکر نظرات ثوابت و سیارگان و بروج اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے خانہ حیات و خانہ مرگ کو باہم کیا بارہ برجون اور ساتون سیارون کو مطابق کرکے خواجہ دریادل نے بحر فکر مین غواصی شروع کی والاگہر نے گوہر مقصود کی تلاش مین غور و فکر کی خواجہ سیاوش و خواجہ بزرگ امید نے خانہ ہائے امید و بیم کو تاثیرات خاکی و آبی و آتشی سے مطابق کیا غرضکہ چارون محیط فکر مین غوطہ زن ہوئے والاگہر نے بعد غور و خوض بسیار گوہر مدعا کو حاصل کرکے سر جلدی سے اوٹھایا مگر رنگ فق چہرہ زرد خواجہ دریادل سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب جی چاہتا ہے ایسے احکام سخت

دیکھکر کہ اس ظلم سے کنارہ کیجیے اس زندگی حباب آسا کے لیے کیون ایسے صدمے اٹھائیے بادشاہ نے
اس کلام کو سنکر فرمایا کہ خیر تو ہے عرض کیا کہ بعد زوال شمس یعنی دوپہر کے بعد سے چالیس دن تک
ایسے ستارے ناقص آگئے ہین کہ جنکی نحوست کے سبب سے جو صدمے نہ گذر جائین وہ تھوڑے
ہین اور جانا تو کیسا ایس بادشاہ نے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کو تو رخصت کیا اور اوسی وقت
حکم دیا کہ جبرئیل بن عادی جہانتک کہ بارگاہ کو ہے گیا ہے بس وہین برپا کرے آگے لشکر نہین
جائیگا چند سوار یہ حکم لیکر بنی الغور واسطے ممانعت کے چلے سرکشان شاہ جو بیٹھا ہوا ہے اس
تقریر کو سن رہا ہے بے اختیار درگاہ خالق ارض و سما مین فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ اے کس
بیکسان واے دادرس غریبان تیج ہے۔ ~~

نقوش کلک قدرت ہے اندیشہ کو حیرانی	پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی

اوسکا یہ شعر پڑھنا اور بادشاہ اور شاہزادہ بدیع الملک کا آبدیدہ ہونا اور یہ کہنا کہ بھائی
تو ابھی سن چکا ہے کہ کیا احکام خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون نے ازروئے علم نجوم و رمل زائچہ
کرکے فرمائے اور نحوست ستارون کی کس درجہ ظاہر کی اور کہا کہ جانا کیسا یعنی وہ سفر بہت
ناموافق ہوگا اور مآل اوسکا بہت برا ہوگا لیکن ایک تدبیر یہ ذہن مین آئی کہ بلاؤ تو خواجہ کو چنانچہ
خواجہ مع برق وغیرہ عیارون کے سب غنچہ کا غنچہ ہمراہ لیکر حاضر ہوئے خواجہ بولے کہ یہ خاکسار
سراپا انکسار حاضر ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ایک عیاری عمدہ
سی کیجیے اس حرامزادہ اثر روت جادو کو آپ پکڑ لائیے تو اوس سے یہین انتقام ان مظالم
کا لیا جائیگا کہ پرائے ناموس پر عاشق ہونا اور بیقصور کسی کا ملک چھین لینا باوصفیکہ تیرا ہم مذہب بھی تھا
یہ کیا تمرد و سرکشی ہے اسنے ہم سے استغاثہ کیا اور ہم نے تجھکو پکڑ بلایا یا تو باز آ اس حرکت سے اور
ایمان لا ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے یہ فقرہ سنکے خواجہ خضر ان نے عرض کیا کہ سبحان اللہ اے بادشاہ جہاہ
خضران کیا حاکم ہے کہ ایسے شخص کو پکڑ لائیگا جسکے سحر و ساحری کے ڈنکے بجے ہوئے ہین کیا
پکڑ لانا اوسکا ہنسی ٹھٹھا ہے اوسکے ایک اشارہ ابرو مین تو پکڑنے والا خود گرفتار بلا ہوجاتا ہے
وہ سرکش و زبردست بلا کا ساحر ہے کہ بڑے بڑے ساحران جہان اوسکے سامنے طفل مکتب ہین
اگر بہت کچھ خرچ کرکے اور جان جوکھم کرکے پکڑ بھی لایا تو یہ قدردانی کہ مٹھی مٹھی بھر جو ہر سوار کے گھوڑے
پر سے ملین اور پھر بھونجون کے ہاتھ انھین فروخت کرون تب اپنی بسر اوقات کرون اور حضور
کا یہ فرمانا کہ قدیم سے تمہارے بزرگون کا یہی دستور چلا آتا ہے یہ میرا دانہ دانہ بہم پہونچانا اور آپ ایسے
دانا کی قدردانی فرمانا کہ میرے مزرع امید مین تخم محبت ہمارا سرسبز ہو اپنی کشتی حیات کو کیون طوفان
مین ڈالون آپ ایسے دانا ہوکر ایسا کلام کیون فرماتے ہین بلکہ غلام اب یہ چاہتا ہے کہ خانہ کعبہ کی زیارت
کو چلا جاؤن اور اپنے باپ دادا سے جاکر ملاقات کرون اور امیر ثانی کے قدمون کو آنکھون سے
لگاؤن اور صاحبقران اول کی قدمبوسی حاصل کرون کیون اپنے کو مہلکہ ورطہ ہلاکت مین ڈالون
اس کام سے مجھکو معاف فرمائیے مین بیچارہ مور ضعیف و اللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین
اندنون گرفتار ہون مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہین ہے کہ مین کہان ہون اور کیا کہتا ہون اور کیا کرتا ہون
صاحبقران زمان نے پوچھا خیر باشد تمہین کیا صدمہ پیدا ہوا کن مکروہات مین گرفتار ہوئے ہو

کس جان باب آمد کہ بروکس نگریست	کس گرسنہ خفت کس ندانست کہ کیست

مین بھی تو سنون خضر ان نی کہا اے صاحبقران اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے
ماہ بماہ عطا ہوتا ہے وہ فقط سود و بیاز مین جاتا ہے باقی رہا اصراف روزمرہ وہ قرض دام سے چلتا ہے
مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت و تنگدستی سے دو دو روز بجز غم لقمہ کھانے اور خون جگر پینے
کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو قرضخواہون کا ہجوم اور رولا رہتا ہے
گھر مین یہ حال ہے کہ بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت و عزت میری نہین سمجھتین ہین لڑکے
بالے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس ادب مطلق نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ کسی نے جو یہ کہا ہے ؎

اے زر تو خدا نئی ولیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتے

یہ سب برحق و بجا ہے سر مو اسمین فرق نہین اور اے صاحبقران انصاف شرط ہے کہ
جس حالت مین اپنی مصیبت مین خود مبتلا ہون تو مجھسے کیا ہو سکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہون
جیسا کہ مین عرض کر چکا ہون کہ از راہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے ؎

رسم است کہ مالکان تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

اجازت ہو تو برائے طواف بیت اللہ رخصت ہون اور وہان جاکے حج کرون اور وہان آپکے ازدیاد
جاہ و حشمت کے واسطے نماز پڑھونگا نہ یہ کہ دست بدعا رہون باقی جو دو چار پیریان کوڑیان نذر و
نیاز کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کرکے وہین کی جاروب کشی کو افتخار کونین و سعادت دارین
سمجھونگا امیر با توقیر نے یہ گفتگو خضر ان بن عمر کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت
مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا خوشا طالع تمہارے خواجہ مگر ہمکو دعا سے
نہ بھول جانا خضر ان نے یہ کلام امیر عالیمقام کا سنکر اپنے جی مین رنجیدہ و کشیدہ ہو کر تیوری بدلی
اٹھ کھڑے ہوئے یہ کہکر کہ شہزادۂ عالم خدا حافظ جاتا ہون کہ صاحبقران نے خزانچی سے
اشارے سے کہا کہ توڑا اشرفیون کا خواجہ کو دو خزانچی نے باواز بلند کہا کہ خواجہ سلامت
کہان جاتے ہو توڑا اشرفیون کا زاد راہ مرحمت ہوا ہے وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی خواجہ کا یہ
حال ہوا کہ منہ مین پانی بھر آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ صاحبقران عالیشان آپ فی الحقیقت بڑے
کریم اور عالی ہمت رفقا پرور بندہ نواز ہین ؎

صدف نے ابر سے منہ کھول کر کہا سچ ہے
ترے کرم نے دیئے بے سوال حاجتمند

بڑھے اور توڑا اشرفیون کا خزانچی کے ہاتھ سے لیکے نذر زنبیل کیا اور پھر اپنی کرسی پر آکر
بیٹھ گئے اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کرکے کہنے لگے کہ اثر روت جادوگر کا
پکڑ لانا کچھ بڑی بات نہین ہے مگر مشروط بشرط ہے یہ جو آپنے از راہ خداوندی زاد راہ کعبہ
مجھے عطا کیا خیر یہ تو محض آپ کی ناموری ہے اور علاوہ اسکے آپنے اپنی عقبی بخیر کی ثواب سمجھکر
دیا لیکن جو مثل مشہور ہے کہ مزدور خوشدل کند کار بیش اگر ایک توڑا اور مرحمت ہو تو آپکے
عالی ہمتی کے آگے کیا حقیقت ہے ۔ یہ بات سنکر صاحبقران مسکرائے اور ارشاد فرمایا
کہ اور ایک توڑا اشرفیون کا لاکر رکھدو کہ جو شخص اثر روت کو پکڑ لائے وہ یہ توڑا پائے
خواجہ یہ دیکھکر ہنسے اور کہا کہ روپیہ اشرفی کا تو آپکے یہان توڑا ہے نہین جسکو جی چاہے آپ
لالچ دیکر اسکی جان لیجیے صاحبقران نے فرمایا ہان بھائی مین تم سے تھوڑے کہتا ہون جاؤ
خیمہ مین بیٹھو جسکا جی چاہیگا وہ اسکو قبول کریگا یہ کہنا تھا کہ برق ثانی و قران ثالث

وگلباد ثانی وابو الفتح ثانی یہ سب بہت سے عیار جیتے کہ یہ توڑا اپنے قبضہ مین کرین زنہ
خواجہ ایک کوڑی تو کسی کو دینگے نہین یہ تو یہ قصد کرتے ہی رہے خواجہ خضران نے وہین
سے جال ایسا ہی مار کر توڑا لے لیا یہ سب کے سب منہ دیکھ کے رہگئے بے نیل مرام وہان سے پھرے
مگر خواجہ نے یہ کہکر نکٹورا مارا اور یہ آوازہ کسا کہ پکڑ لاؤ گے تو بخدا ہم تمہین دیدینگے یہ توڑا امانتاً
ہمارے پاس رکھا ہے بس عیار یہ سنکے کچھ بڑبڑا اٹھے لگے برق ثانی و قرن ثالث نے کہا کہ
مہترجی یہ توڑا آپ کو ہم اکیلے ہضم ہونے نہین دینگے اگر کام کرکے لائین گے تو ہم ضرور آپسے
لے لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ جو کام انجام کرکے لائیگا اوسکو ضرور دلوایا جائیگا یا ہم دینگے پس
برق ثانی و قران ثالث تو سلام کرکے بارگاہ سے باہر نکلے اور اوسیوقت ایک سمت کو روانہ
ہوئے بعد انکے جانے کے خضران بھی بارگاہ سے اٹھے گلباد ثانی وکلباد ثانی وابو الفتح ثانی وغیرہ
یہ بھی ساتھ ہی اوٹھے مگر خواجہ نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ علیحدہ علیحدہ چلنا مناسب ہے
چنانچہ خواجہ ایک جانب اور یہ عیار فرداً فرداً اور اور سمت روانہ ہوئے اب ان سب کو توراہ مین
چھوڑا جاتا ہے کچھ حال انزروت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے ساحران
غدار آفت کے پرکالے جھولیان شانون پر ڈالے ہاتھ مین ترسول بنسول وناریل وغیرہ اسباب
سحر لیے بیٹھے ہین بچاس ساٹھ ساحر اس کوشش مین ہے کہ کہین پتہ لگاؤ سمرکشان شاہ
کا اور تلاش کرکے لاؤ بس دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص صحرائی یا کوہی سمرکشان کو باندھے ہوئے
نہایت مضمحل کیے ہوئے کہ نہ آنکھ کھلتی ہے نہ بات کرتا ہے مثل مردے کے ہاتھ پاؤن ڈالے
ہوئے ہی اوسے لیے ہوئے دربار گاہ انزروت پر پہونچا اور کہا کہ جاکے بادشاہ کو خبر کرو کہ ایک
شخص سمرکشان شاہ کو پکڑ کے لایا ہے امیدوار انعام ہے یہ بات سنکے انزروت جادو نہایت
خوش ہوا بلکہ جامے مین اپنی فرط خوشی سے نہ سماتا اور کہا کہ بلا لو یہ شخص آیا انزروت کو
سلام کیا اور کہا کہ آپکا مرتبہ اعلےٰ رہے مثل خداوند آپکی قدرومنزلت زیادہ ہو خداوند کیوان تاجدار
کی آپ پر نیک نظر رہے یہ گنہگار آپکا حاضر ہے لیجیے اور میرا انعام دلوائیے پس اسنے چوبدار کو حکم
دیا کہ خزانچی سے پانچ توڑے لاؤ چوبدار گیا اور فوراً پانچ توڑے لاکر حاضر کیے اسنے پانچون توڑے
اس شخص کو بطور انعام دیئے اور کہا کہ باندھ دے اسکو ستون بارگاہ سے اس کوہی نے فی الفور اٹھکے
اوسکو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ازبسکہ گلباد ثانی وکلباد ثانی وابو الفتح ثانی وغیرہ یہ سب کے سب
عیار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی چوبدار وغیرہ ہوئے اسی خیمے مین موجود تھے اور اپنے دل مین کہتے
تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص تو بارگاہ صاحبقران مین موجود تھا یہ کوہی اسے کیونکر پکڑ لایا یہ
عیار تو اس فکر مین غوطہ زن تھے کہ انزروت جادو خود تیغہ پکڑے اور بحال غیظ و غضب
ایک ہاتھ جو مارتا ہے تو سر کٹ کر گرا اور ٹہلکتا ہوا مثل گیند کے چلا اور نکلتے سر بریدہ سے ایک
آواز پیدا ہوئی مثل آہ بیکسان کے جیسے کوئی آہ سرد بھرتا ہے اور ساتھ ہی دھواں اسے آہ کے ایک غبار
بلند ہوا اور دفعتہً وہ غبار ہوا سے منتشر ہوکر تمام بارگاہ مین پھیل گیا اور ہر ایک کے دماغ تک پہونچا
ہر شخص چھینک مار کر بیہوش ہوا جسقدر آدمی بارگاہ مین تھے سب کے سب مارے چھینکون کے
پریشان ہوگئے جسکو دیکھو چھین چھین کر رہا ہے غضب کی ناک چھکنی تھی کہ مارے چھینکون کے
بولا دیا اور سر جو ڈھلکتا چلا جاتا ہے اس سے بھی جو خاک جھڑتی ہے اور ہوا سے جسکے دماغ تک

پہنچتی ہے اُسے بیہوشی طاری ہوتی ہے غرضکہ آن واحد مین تمام ساحر جو اسکی بارگاہ مین حاضر تھے سب
بیہوش ہو گئے الغرض انزروت جادو خود بھی بیہوش ہو گیا گلباد و کلباد و برق و قران
وغیرہ جو عیار کہ بصورت مبدل حاضر تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہو گئے اور خود فراموش
کسی کو کسی کی خبر نہ رہی مثل تصویر گلی کے سب ساکت وصامت ہو گئے تمام بارگاہ مین سناٹا ہو گیا
جسکو دیکھو بیہوش پڑا ہے سارا دربار عالم تصویر یا شہر خموشان ہو رہا ہے جب سب بیہوش ہو گئے
نعرہ ہوا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران منم خواجہ خضران بن عمرو شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گزار
سر برندہ جادوگران و رکش تراشندہ کافران مہر سپہر عیاری وماہ فلک خنجر گذاری ؎

عمر کہ کلاہ از سپہر بہ برہم در محفل خسروان چو گردم ساقی	خال از رخ نجتاب بداختر بہ برم جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم

جب یہ نعرہ کیا اور بار کر جال الیاسی مع انزروت وحاضرین بارگاہ وعیاران وغیرہ سب کو نذر
زنبیل کیا اب جو دیکھا کہ اسباب بیش قیمت مثل فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جھاڑ فانوس
لمپ وغیرہ عمدہ عمدہ بارگاہ مین آراستہ ہین بس یہ دیکھ کر خواجہ کے منہ مین پانی بھر آیا دل مین خیال
کیا کہ خواجہ تم کہانتک اٹھاؤ گے اور تھک جاؤ گے اور جلد یہانکا سرتا بسر تا ہونا چاہیے کہ لشکر مین
جلد واپس جانا ہے بس یہ خیال کر کے خواجہ نے زنبیل مین سے کچھ لوہار کچھ بڑھئی کچھ سنار کچھ اور
بندھوے نکال کے انکو حکم دیا کہ ارے ہان جھٹ پٹ یہ سب اسباب قنال اور فرش وفروش
پردے چلمین اور پلنگ چاندی کے مسہریان اور چھپر کھٹ طلائی ونقرئی اور جو کچھ یہان پر ہو اوٹھا
لاؤ ورنہ کمروہ کم بخت بندھوے چارطرف ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک
ایک گڑ کی ڈلی ہاتھون مین لیے کھاتے جاتے ہین اور لوٹ لوٹ کے سارا اسباب لاتے جاتے ہین
اور خواجہ داخل زنبیل کرتے جاتے القصہ طول کہانتک عرض کیا جائے مختصر یہ ہے کہ چارگھڑی
کے عرصہ مین جتنے سردار اور بارگاہ نشین تھے سب کی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال واسباب
نقد وجنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور سڑے سڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین
جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی خواجہ نے اٹھوا لیے زنبیل مین رکھ لیے اور کہتے تھے
جھنی داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اوٹھ نہین سکتا تھا نہین تو وہ بھی زنبیل مین
رکھ لیتے بعد اسکے لوہار وسنار وبڑھئی وغیرہ اور بندھوؤن کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال دیا اور
تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو اور خود انزروت جادو کو پہلے ہی جال
الیاسی مار کے زنبیل مین داخل کیا ہوا تھا وعیارون کو بھی زنبیل مین رکھ لیا تھا جب خواجہ یہ سب
انتظام کر چکے اپنی راہ لی اور سمت بارگاہ صاحبقران روانہ ہوئے دل مین کہتے جاتے ہین کہ خیر دو چار
کوڑیون کی بھنی ہو گئی خالی تو نہین پھرے خدا جب دلواتا ہے تو یون دلواتا ہے قول شیخ سعدی
کا درست و بجا ہے ؎

آنچہ نصیب است بہ ہمہ میرسد	ورنہ ستانی بہ ستم میرسد

یہ خیالات کرتے ہوئے خواجہ بخط مستقیم چلے جاتے ہین اور یہان بادشاہ جمجاہ اور شاہزادہ
بدیع الملک عالی پایگاہ مہر کشان شاہ سے یہ باتین کر رہے تھے کہ خواجہ کا جانا ایسا نہین
ہے کہ وہ کچھ کام کر کے نہ آئین خالی تو کبھی پھر کے آنا جانتے ہی نہین جس مقصد کے لیے اونھون

اگر ہمت باندھی پھر بغیر اُسکے سرانجام کیئے ہوئے مراجعت نہ کرینگے ضرور وہ دُرِ مدعا حاصل کرکے آتے ہونگے اور یہ تو ماشاء اللہ اپنے باپ دادا پر فوق لیگئے ہین اور سرخیل عیاران عالم ہین اپنا مثل ونظیر نہین رکھتے ہین غرضکہ اسی قسم کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین سامنے سے گرد اوڑی اور جوڑیان ہرارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوئین زمین ادب کو بوسہ دیا اور مجرا گاہ پر سے ہاتھ اوٹھا دعاء و ثناء بادشاہی بجالائے کہ

	اے زبیرق توہم تیغ تو جہان نورانی		بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
	خضر الہام و سکندر فر و دارا رائے		مصطفٰے مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
	قوس خود را بہ کمان تو برابر جا کرد		آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی
	باد تر کان فلک حلقہ بگوشان درت		اے غلامان ترا مرتبہ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پائمال رہین اوج پر نجوم اقبال رہین ہم غلامان جان نثار خبر لائے ہین کہ حضور کے اقبال عدو مال سے خواجہ خضران بن عمرو بانیل مرام تشریف لاتے ہین عنقریب بارگاہ عالی مین پہنچا چاہتے ہین باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے یہ خبر فرحت اثر عرض کرکے مجرا گاہ پر سے ہٹے تھے کہ آواز زنگ پیدا ہوئی اور دیکھا تو سامنے سے ماہ فلک عیاری مہر سپہر خنجر گزاری پیک طرار خواجہ خضران نامدار نمودار ہوئے اور آتے کے ساتھ ہی آپنے نعرہ کیا۔

	ابن عمرو مین ہون میرا خضران نام ہے		عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے
	میرے بھلا کمال مین کس کو کلام ہے		رستم سے تیغ چھین لون یہ میرا کام ہی

یہ نعرہ کرکے مجرا کیا آداب شاہی بجالائے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہو بھئی خیر ہو یا بخیر عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہمیشہ خیر رہتے ہین یہ کہکے منھ بنایا اور نہایت رکھائی سے کہا کہ حضور اس کام کے انجام دینے مین غلام نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا کئی اہلکارون کو رشوت دینا پڑی اور بعض سردارون کو تحفہ تحائف دیئے گئے جب انکی ضرورت کی بارگاہ تک رسائی ہوئی اور جو چیزین ان ساحران غدار کے بیہوش کرنے کے لیئے طیار کی گئین انکے اجزا بہم پہونچانے مین اور خاص کر اس عیاری کے متعلق سامان فراہم کرنے مین میرا ہزار ہا روپیہ صرف ہوا فرد مین حساب کی موجود ہین ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتا گیا لکھتا گیا ہون میزان حساب پر جو نظر کی تو دل مضطرب ہوگیا کہ ہزار ہا روپیہ تو زنبیل کا صرف ہوگیا اور مہاجنون کا جو قرضدار ہوگیا وہ علاوہ اب اس فکر مین ہون کہ یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری اوقات بسری کسطرح ہوگی اور کیونکر گذارا ہوگا ہائے افسوس مین تو سمجھ گیا خیال کیا تھا کہ وہان جاکر فائدہ اوٹھاؤنگے فائدہ تو درکنار لینے کے دینے پڑگئے روزہ بخشوانے گئے تھے نماز گلے پڑی نفع کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑا اب کیا کرون کدہر جاؤن۔ قرضخواہون کو کیا جواب دون اسی سناٹے مین ہون سب ستی بھولی ہوئی ہے عقل چرخ کھورہی ہے ہوش باختہ ہین حواس درست نہین ہین ہاتھون کے طوطے اوڑے ہوئے ہین سردارون نے کہا اے خواجہ آپ اسقدر مغموم و محزون نہون انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر روپیہ آپنے قرض لیا ہے سب ادا ہوجائیگا کیونکہ شاہ جہاندار صاحبقران عالی پائیگاہ و شاہان و سلاطین لشکر و شاہزادہ نامدار وقتاً فوقتاً آپکو دیا ہی کرتے ہین اور کسیقدر ہم بھی آپکی خدمت گزاری کرینگے خواجہ نے فرمایا آپ سب صاحب مجکو اسوقت تسلی دیتے ہین اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے اوسکا جمع ہونا بہت

دشوار ہے

دشوار ہے اور جو قرضہ مہاجنون کا ہے وہ میری زندگی مین ادا نہوگا دیکھیے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین اور یہ جو آپنے کہا کہ سلاطین اور شہزادے مجکو روپیہ دینگے یہ محض آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے مجکو یہ امید نہین کہ کوئی ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تو تقریر خواجہ کی سنکر خاموش ہو رہے لیکن عیار جو بارگاہ مین حاضر تھے اونھون نے دست بستہ عرض کی کہ خواجہ صاحب اگرچہ فی الحقیقت آپ نے اس کام کے انجام دینے مین زر کثیر صرف کیا ہے مگر آپ کچھ تردد نہ فرمائین ہم سب کئی ہزار خادم آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاریان کر کے زر و جواہر انعام مین پاکر یا مال و اسباب کفار کا عیاریون سے حاصل کر کے آپکو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجئے گا خواجہ عمرو نے فرمایا قرضہ مہاجنون کا ادا ہونا تو بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دوگے نہین جانسوز نے بڑھ کے کہا کہ اوستاد مین اقرار کرتا ہون کہ جہانتک مجھسے ہو سکیگا مین قرضہ آپکا ادا کرونگا خواجہ نے کہا دور ہو او نالائق تو خود اوستاد سے یہ چاہا کرتا ہے کہ کچھ مجھی کو دیدین بھلا تو کیا دیگا تیرے اوستاد کو دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے اوستاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی جسوقت خواجہ نے جانسوز کو جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب [illegible] بیساختہ ہنسنے لگے خواجہ کو [illegible] غصہ آیا کہ مین تو روپیہ کے صدمے مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کرکے خواجہ کوڑا لیکر اٹھے جملہ عیار جست وخیز کرکے چلدیے پھر خواجہ کرسی پہ بیٹھے فردین حساب کی دیکھکر بسورنے لگے صاحبقران مسکرائے اور فرمانے لگے کہ خواجہ تم اسقدر ملول و مغموم نہو خداوند عالم چاہیگا تو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر تم نے اس عیاری مین صرف کیا ہے خواجہ نے کہا کہ خیر وہ روپیہ تو جب خدا ہی دلوائیگا جب ملیگا فی الحال امیدوار اس امر کا ہون کہ اتنی تو قدردانی فرمایئے کہ ہزار روپیہ آدمی مجکو عنایت کیجیے کہ مین نہایت جانفشانی و سرکھپی کرکے ان سب کو لایا ہون صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ وہ ملعون انزروت بھی ہے عرض کیا کہ جی ہان اوسکو بھی لایا ہون اوسکے پانچ ہزار ہونگے آپ ہزار روپیہ آدمی پیچھے عنایت تو فرمائین دیکھیے کن کن لوگون کو حاضر کرتا ہون حکم ہوا کہ اچھا فی آدمی آپکو ہزار روپیہ ملیگا آپ نکالنا تو شروع اب سب مشتاق ہو رہے ہین اور ہر ایک کا دل بیچین ہے کہ خواجہ کہین جلدی نکالنا شروع کرین دیکھین کون کون لوگ ہین اور کیسے زبردست ہین علی الخصوص شاہ نہایت مضطرب ہے اسکے تو دل سے لگی ہوئی ہے اور چاہتا ہے کہ خواجہ کہین جلدی اس ظالم اعظم کو نکالین تو میرا دل خوش ہو۔ الحاصل جب خواجہ نے خوب پکا کر لیا تو اول برق ثانی کو زنبیل سے نکالا اور روغن عیاری چہرہ کا دفع کیا اب جو دیکھا تو میان برق ہین صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا انکا بھی روپیہ لوگے یہ تو تمہارے بھائی بند ہین خصوصًا یہ تو تمہارا شاگرد رشید ہے اور یہ تو بتایئے کہ یہ کیونکر پھنسے انپر کیا افتاد پڑی عرض کیا کہ حضور انھین سے دریافت فرمائین کہ یہ کس حال سے گئے تھے اور یہہ کیونکر پھنسے بڑا دعویٰ عیاری کا کرکے گئے تھے اور توڑا اشرفیون کا جو حضور نے مرحمت فرمایا تھا اوسکو بھی اوڑائے لیتے تھے وہان جاکر ایسے خود فراموش ہوگئے کہ ..... گردن کا ہوش نہ رہا اس غفلت کی کچھ سزا انکو ضرور ہونا چاہیئے تھی لہذا فقط زنبیل کی سیر انکو کرا دی گئی ہے یہ کہکر پھر زنبیل پر ہاتھ ڈالا قیران ثانی کو نکالا روغن دور کیا اب جو دیکھتے ہین تو قیران ثانی ہین کہا ہین بھی انکا بھی لوگے یہ تو تمہارے یگانے ہین اور آپہی کے سب ابنائے جنس ہین عرض کیا کہ انھین سے تو لینا چاہیئے یہ کالیا بڑا دعویٰ کرکے گیا تھا وہان جاکے ایسا محو ہوا کہ مطلق ہوش نہ رہا ابھی

لونڈے ہین عیاری کرنا سیکھین بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیئے برسون ہماری صحبت مین رہا
اور سیکڑون عیاریان دیکھین اور سنین اور خود بھی دعوا سے عیاری ہے مگر کبھی عیاری کرنے کا
وقوف نہوا اپنہ دافع بیہوشی بھی نتھنون مین نہ رکھا اور کوئی دفعیہ بیہوشی کا انھین سے حضور دریافت
فرمائین کہ کیا گزری اور کیونکر پھنس گئے اسنے کچھ گنہگاری لیہذا ضرور ہے کہ آیندہ ایسی غفلت نہ کرین
یون انکو یاد رہیگا پھر ایسی غفلت نہ کرینگے - بعد ازان کلباد و قلباد و ابو الفتح وغیرہ
کو زنبیل سے نکالا اور کہا کہ انھین سے حال دریافت فرمائیے اپنے منہ میان مٹھو بنیا کیا ضرور ہے
یہ سب بڑی ہاہا ہی کرکے گئے تھے اور بڑے دعوے انکو اپنی عیاری کے تھے اور خوب حوصلے بڑھے
ہوئے تھے کہ جاتے ہی انزروت کو باندھ ہی تو لائینگے مگر وہان جا کے ایسی منہ کی کھائی کہ تن
بدن کا اپنے ہی ہوش نہ رہا یا تو دشمن کو گرفتار کرنے گئے تھے یا خود اسیر پنجۂ غفلت ہوگئے ابھی
طفل مکتب ہین تا عیاری کرنا کیا جانین - ع - بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے * اگر یہ عیار غیرت دار
ہون تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرین آیندہ عیاری کا نام نہ لین ان ناشدنیون نے عیاری کا نام خراب
کیا انکو چشم نمائی ہو نا ضرور ہے انکا روپیہ حضور منگوا لین اور انھین سے استفسار حال کرین اب
صاحبقران عیارون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہین اپنا حال بیان کرو کہ تمپر کیا گذری اور کیا
واقعات پیش آئے چنانچہ عیارون نے بیان کرنا شروع کیا کہ حضور ہم مین سے کوئی چوبدار کوئی خدمتگار
کوئی فراش کوئی خاص بردار بنا ہوا اُس کافر انزروت کی بارگاہ مین بشکل مبدل حاضر تھے اور ہر ایک
ہم مین سے اس فکر مین تھا اور یہہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسیر قابو پائین تو کوئی عیاری کرین بس
ہر ایک اپنی اپنی فکر مین تھا کہ اتنے مین سامنے ایک کوہی نمودار ہوا کالا لو کسٹ دھوتی باندھے مرزئی
پہنے انگوچھا سر پر لپیٹے سرکشان شاہ کو لیئے ہوئے نہایت لاغر و پریشان حال ناخون بڑھے ہوئے کپڑے
کثیف پہنے ہوئے منکا ڈھلا ہوا پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین پیٹھ پر لادے لیئے چلا آتا ہے اور
سامنے انزروت جادو کے لا کر ٹھہرا یا اور کہا کہ آپکا مجرم حاضر ہے لیجیئے اور بھرپور انعام دلوا دیجئے
چنانچہ انزروت نے توڑے منگوا کر اوس کوہی کو انعام سے مالا مال کر دیا اور نہایت اسکی تعریف کی کہ کیا کار
نمایان تم نے کیا ہی اور ایک خلعت بہت گران بہا منگوا کر عنایت کیا اور سرکشان شاہ کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ باندھ
دے اسکو ستون سے چنانچہ اوس کوہی نے سرکشان شاہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ہم لوگ نہایت
حیران و ششدر تھے اور ہر ایک اپنے دل مین خیال کرتا تھا کہ اسکو تو ہم صاحبقران عالیشان کی بارگاہ
مین چھوڑ آئے کیونکر یہ کوہی اوسکو لایا کہ اتنے مین یہ کافر خاسر انزروت خود تیغ لیکر اور بکمال غیض و
غضب اوٹھا اور ایک ہاتھ ایسا اوسکا بھٹا سا کٹکر دور گرا اور گلوئے بریدہ سے ایک صدا ئے آہ بلند ہوئی
اور گلے سے ایک غبار نکلا اور آناً فاناً مین منتشر ہوکر ہر ایک کے دماغ تک پہونچا تڑاق تڑاق چھینکین
آئے لیکن وہ غضب کی تیز تک چھینکنی کی ناس تھی کہ معاً دماغ مین سرایت کر گئی اور ہر شخص چھینک
مارکر بیہوش ہوگیا پھر اسکے بعد اوٹھا کو یا جہان سے اوٹھا سر تلے ٹانگین اوپر بیہوش و مدہوش
خود فراموش ہوکر پڑا تڑاق تڑاق زمین پر گر پڑا ہم لوگ بھی سب کے سب بیہوش ہوکر گرے آگے حضور
ہین نہین معلوم کیا ہوا - صاحبقران نے خواجہ کی نہایت تعریف کی بادشاہ جمجاہ اور سرداران
حاضر بارگاہ نے الحمد ثنا و صفت خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ خواجہ آپکا کیا کہنا کوئی آپکا جواب دینے والا
اس فن عیاری مین اب دنیا مین نہین ہے سب آپکے سامنے طفل مکتب ہین کیا مجال ہے کسی کی کہ جو

آپکی ہمسری کر سکے ہان خواجہ صاحب البتہ اشتیاق حد سے زیادہ ان کفار کے دیکھنے کا ہے خدا کیلیے نکالیے دیکھین کہ انزروت شاہ اور آپکے سردار کیسے زبردست ہین کہ جنھون نے بندگان خدا کو تکلیف دے رکھی ہے خواجہ نے جب دیکھا کہ سب سردار و بادشاہ و صاحبقران عالیمنزلت سب کے سب کمال مشتاق ہین تب ایک ساحر کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اسکے سوزن دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کہ اسکی جانگیا پہنے ہوئے بیہوش چوب بارگاہ سے بندھا ہوا ہے کیونکہ خواجہ نے کپڑے تو پہلے ہی اوتروا لیئے تھے اسوجہ سے فقط جانگھیا باقی رہگئی تھی۔ اسیطرح ایک ایک کرکے کل سرداران و کارگزاران انزروت کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا زبان مین اسکے سوزن دیدیا چنانچہ قریب سو سوا سے ساحر رفیق و ندیم مصاحب و کاربرداز کہ جو اسکے بزم مین حاضر تھے اُن سبکو فرداً فرداً نکالا اور روپیہ اپنے گن گن کے سب کا حساب لگا کے توڑے کے توڑے لیئے بلکہ پانچہزار روپیہ اور زائد لیکے سب کو نکالا اور سوزن زبانون مین دیکر سب کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب سردار و افسران فوج دیکھ رہی ہین اور خواجہ کی چالاکی اور عیاری کی تعریف کر رہے ہین اب ہر ایک شخص انزروت کا مشتاق ہے کہ دیکھین وہ کتنا بڑا زبردست ساحر ہے اور خواجہ سبکا اشتیاق بڑھاتے جاتے ہین۔

آخر الامر بادشاہ جمجاہ اور صاحبقران عالم پناہ نے جب بہت اصرار کیا کہ خواجہ اب کہین جلدی نکالو اُس کافر خاسر کو خواجہ کہتے ہین کہ حضور کچھ رونمائی تو منگوائیں بالکل خالی خولی اتنے بڑے زبردست ساحر کو نکالون پانچہزار روپیہ جو حضور نے مرحمت کیا وہ تو اسکا اجورہ تھا اب رونمائی بغیر محافظان زنبیل اوسکو باہر نکلنے نہین دیتے اس بات پر صاحبقران مسکرائے اور دو ہزار روپیہ اور منگوا کر خواجہ کے تواضع کیا۔ اب خواجہ نے کہا کہ سردارون سے بھی رونمائی ملنا چاہیئے کیا یہ مفت ہی مین دیکھنا چاہتے ہین غرضکہ سردارون نے بھی علی قدر حیثیت روپئے خواجہ کو منگوا کر دیئے اب خواجہ نے بڑے مانا جہت سے انزروت جادو کو نکالا اور بہت بڑا ایک آہنی مثل سوزن کے اوسکی زبان مین دیکر ستون بارگاہ ہی باندھ دیا صاحبقران غضنفران بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ اب تم جاؤ اور پہلوان عادی جو بارگاہ لیکر روانہ ہوا ہے اوسکو حکم دو کہ بارگاہ واپس لائے چنانچہ حسب الارشاد صاحبقران والاشان کے خواجہ مع چند عیارون کے اسطرف کو روانہ ہوئے اور مقبول بن مقبل ثانی بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور ترکش کاندھے پر ڈال کے اپنے سامان کے ساتھ اسلحہ حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہوکر انکے ہمراہ روانہ ہوا کہ انکا حال آئندہ بیان جائیگا پہلے یہان کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ یہ ساحر انزروت جادو جو اسی حالت بیہوشی مین کیلا زبان مین دیا ہوا ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہے اوسکی نسبت صاحبقران عالیشان نے حکم دیا ہے کہ ایک پرچہ کاغذ پر یہ مضمون لکھکر اسکے سامنے رکھدیا جائے کہ پہچان اور آگاہ ہو شناخت خالق ارض و سما مین اور وحدانیت پروردگار عالم کو برحق جان کہ جس نے فقط ایک لفظ کن سے تمام عالم کو پیدا کیا اور ہیجدہ ہزار مخلوقات کو از قسم انسان و حیوان و نباتات و جمادات وغیرہ کو کتم عدم سے عرصۂ شہود مین لایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتون کے خزانون کو اسمین تفویض فرمایا ہر چند عیارۂ وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے اپنی طراری دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کا بھید سمجھ مین آئے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اوسکے میدان حکمت مین تیز پرواز ہو سکے ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم

وہ نہ سکے۔ کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے پیک خیال کو اوسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا
مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا انسان اگر چشم بینا اور گوش شنوا رکھتا ہے تو بدیدۂ فراست
و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت ایوان و کیوان مشرکان خدا کی کس راہ سے ثابت
ہوتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُنکے پاس ملک بہت ہے جاہ و حشمت مال و دولت لشکر و فوج بکثرت ہے
تو کیقباد اور فریدون و جمشید و کیخسرو و دارا و سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہو گئے کل عالم اُنھین
کو اپنا خدا جانتا تھا لہذا یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایوان کیوان اہرمن خدا خوک پیکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم
ایک صرف قبر مین آخر ایک دن جہنم واصل ہونگے اُنھین خالق اپنا گرداننا محض کفر و کافری ہے سجدہ اُسی
خالق اکبر خدائے عز و جل کو واجب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے طبقہ خاک کو عالم آب پر قائم کیا
اور خیمۂ گردون کو بے ستون و طناب برپا کیا۔ ؎

نہین کوئی عالم مین تیرا شریک	تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک	سمیع و بصیر و علیم و خبیر
محیط علی کل شیٔ قدیر	کریم و وحید و غفور الرحیم	حمید و مجید و عزیز و حکیم
فرازندۂ سقف گردان سپہر	طرازندۂ انجم و ماہ و مہر	نگارندۂ نقش چشم و دہن
جمع بند ترکیب بے پیرہن	ضیا بخش افلاک و شمس و قمر	تجلی نور جبین سحر
بہنگام بیچارگی چارہ ساز	ز اغراض نفسانیت بے نیاز	معین الخلائق جمیل الخصال
جلیل و ذو القدرت و ذو الجلال	خداوند علام دانائے غیب	منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس اے امیر زادہ تم مین رسیدہ اور مرد فہمیدہ و جہاندیدہ و دانشمند و فہیم ہو تمکو لازم ہے کہ
لعنت کرو مذہب کیوان پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمہ طیبہ
پڑھ کے پہونچو سرچشمہ ہدایت پر تاکہ دنیا و عقبیٰ تمہاری دونون بخیر ہون دیکھو اُسنے مجھ ایسے بندۂ حقیر کو مرتبہ صاحبقرانی
عطا فرمایا اور اس عبد ذلیل کو یہ عہدہ جلیل عنایت کیا۔ بس تو اس کفر و کافری و ضلالت و گمراہی و سحر و ساحری
سے باز آ اور بصدق دل دین اسلام اختیار کر اور جبر و ظلم و فسادات و عناد سے توبہ کر یہ حکم دیکے
عیارون کیطرف اشارہ کیا کہ اس کافر کو فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا جائے اور قلم و دوات منگوا کر
اسکے سامنے رکھدی جاوے کہ اسکا جواب لکھے چنانچہ ایک عیار اوٹھا اور فلیتہ رفع بیہوشی اوسکو دیا اسنے
ایک چھینک ماری کچھ قطرہ گندیدہ اُسکے دماغ سے نکلے اور یہ ہوشیار ہوا آنکھ کھولکر جو دیکھتا ہے تو اپنے
تئین عجیب عالم مین پایا کہ ایک دربار آراستہ ہے تمام سردار و ارکین دولت اپنے اپنے منصب کے
موافق کرسیون و دنگلون پر متمکن ہین اور مین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہون اور سب مصاحب
و رفیق بھی میرے ستون بارگاہ سے بندھے کھڑے ہین اسنے فوراً آنکھین بند کرلین اور سمجھا کہ یہ خواب
ہے عیارون نے کہا کہ یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را وا کن و حال خود را تماشا کن اب
جو آنکھ کھولتا ہے تو واقعی وہی حالت ہے دل مین خیال کرتا اور بنگاہ حیرت دیکھتا ہے کہ مین تو اپنے
بزم مین تھا مصاحب رفیق ندیم وزیر و مشیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر تھے۔ یا
طرفۃ العین مین اس فلک تفرقہ پرداز نے باین مذلت و خواری مجکو اس حال خراب مین مبتلا کیا۔ ؎

ہیک گردش چرخ نیلوفری		نہ نادر بجا ماند نے نادری	

شکوہ فلک بیمہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا۔ نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرائیش

نہین دنیا مقام آسایش
کہین چو بھی ہے اور جالا ہے
اور کہین شور مرگ فرزندان

کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین اشغال حق تعالی ہے
ہے یہ دنیا تجے دون کا سر رشتہ

کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
ہے کہین شادی و حنا بندان
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اسنے کچھ مدارا وا سے گردون نا ہنجار کیا مین نے تیری خطائی تھی کہ جس کے پاداش مین بولے
یہ سزا دی ہیہات افسوس صد ہزار افسوس یہ سرای فانی مقام عبرت اور یہ دہر ناپایدار جائے اندوہ حسرت ہے نظم

دہین نہ داقی نہ بر جبار زخانہ خورشید
اے بدولت وہ روزہ گشتہ مستغنی
شنیدہ کہ تاج ہر سبع صباح بر سر داشت
زبناد ثابت جہان بس ہمین پسند آمد
مکن بنیاد ثبات جہان دون کہ درد

نوشتہ یک دو سہ بیتے بآب زر دیدم
مباش غرہ کہ از تو بہ زبستر دیدم
بناز شاہ ور اخشت زیر سر دیدم
کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم
ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

چنانچہ یہ نادر اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور شکایت جفا گاری چرخ ستمگر کی اسکی زبان پر جاری
ہے الغرض اس کافر خاسر انزروت جادو نے اس پرچہ کاغذ کو دیکھا اور بہین وحدانیت قادر مطلق
و صانع برحق کی مرقوم ہے مگر اس سیاہ قلب کے دل پر کیا اثر ہو سکتا ہے

بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد	گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

پس اس نے قلم اوٹھا کر لکھدیا کہ فدا ہون ہزار جان میری خداوند کیوان تا جدار پر مین کبھی اوسکی خداوندی
سے منحرف نہونگا اور خدا ئے نادیدہ کی پرستش ہرگز ہرگز نہ کرونگا آپ لوگ اگر مجھکو قتل بھی کر ڈالینگے
تب بھی کچھ پروا نہین ہے باشد ہر چہ بادا باد مگر یہ یاد رکھنا کہ بعد میرے مارے جانے کے اگر کرور آدمی بھی
ہونگے تو ایک متنفس اوسمین سے جان بسلامت نہ لیجائیگا اور کوئی زندہ نہ بچیگا پس صاحبقران
عالیشان نے خیال کیا کہ یہ سیاہ قلب کسیطرح راہ راست پر نہ آئیگا اور کیسا اسے ہدایت و نصیحت
و نصیحت اسکے مس قلب کو زر ایمان سے منور نہ کریگی دل تیرہ و تاریک اس کافر خاسر کا کبھی بعنوان
نور ایمان سے نورانی نہوگا پس لاچار ہوکر پادشاہ جم جاہ سے اجازت لیکر ذوالفقار ثانی کو حکم دیا کہ
جلد اس گبر نا ہنجار ساحر فاجر جفا شعار کو قتل کرکے سر اسکا حاضر کرو یہ وہ کافر کفر ہے کہ جسنے ہزارہا
بندگان خدا کو جان سے مارا ہے اور اہل اسلام کا تو جانی دشمن ہے بڑا سرکش اور نہایت ستم
پیشہ جفا کار و مردم آزار ہے آج یہ اسطرح بیکس ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار ہے اور ہر
ہے وہ بھی دم بھر مین فی النار ہے بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے
نامیون کو ذلیل و رسوا کرکے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو بحسرت و
ارمان دنیا سے اوٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ ہے
نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرای فانی مقام عبرت ہے کہ نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین سامان غسل صحت ہے

اس چمن کا کرے جو نظارہ
آج کر لے گذشتگان پہ نظر
لاکھ یوسف گرا نے در تگ چاہ
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن
کہین ترتیب غسل میت ہے

گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
بحر حیرت مین غفل کیون ہو غرق
کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین ھرزہ وبال دوش ہوا	کہین دوش سے دوچار ہوتا ہے	ایک کنار لحد مین سوتا ہے
کہین بنوائے ہو گئے شداد	قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد	ہین یہ خواہان حشمت دنیا
تشنہ قلزم سراب بنا	ایسے بستر بستہ مین نہر ہی سودہ	نوشش ہے اسکا نیشش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف مجمع تھا ہر جانب ہنگامہ برپا تھا صغیر وکبیر بنظر حسرت نگران تھا چنانچہ جملہ سرداران نامی و گرامی سب انصاف شاہی اور عدل ظل اللہی کے دیکھنے کو مجمع کیے ہوئے اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے کہ ذوالخمار اگر مستعد قتل ہوا اور انزروت کی گردن پر کوستے کا خط دیا اور کہا جو کہنا بینا ہوا سے اجل رسیدہ وہ کہا ہے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانہ عمر تیرا بادہ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتار اجائیگا انزروت نے مطلق جواب نہ دیا آخر تیسرے حکم پر تیغہ مارا ذوالخمار نے کہ سر اس خود سرکا اوڑ گیا لیکن ساتھ ہی سر اوڑنے کے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح ریل کے نلبے سے دھوان نکلتا ہے اسکے گلو سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور پیچیدہ ہوکر تمام بارگاہ مین منتشر ہوا اور پھر اتو دیکھا کہ سب کی آنکھون سے کچھ قطرے وغیرہ ٹپکے اس دھوئین کی تیزی سے اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اور بصارت چشم زائل ہوئی بینائی چشم پوشی کرنے لگی صاحبقران و عزیزان صاحبقران مع بادشاہ جمجاہ اور قریب قریب جو رفیق و مصاحب و سردار کہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے سب کی بینائی چشم زدن مین زائل ہوگئی غرضکہ طرفۃ العین مین تمام سرداران باوقار و پہلوانان جرار اندھے ہوگئے جو لوگ کہ دور بیٹھے ہوئے تھے اونکو بھی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پروانہ صفت وہ بھی جھٹ پٹ اپنے مالکون کے پاس آئے آتے ہی وہ بھی نابینا ہوگئے تمام بارگاہ مین ایک عجیب حالت طاری تھی شور نالہ و فریاد بلند تھا جو سردار کہ بیرون بارگاہ تھے وہ بھی صداے گریہ و بکا و آواز استغاثہ سنکے بیقرار ہوئے اور قصد کیا کہ جو دیکھین تو بارگاہ مین کیسا شور فریاد و فغان بلند ہے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یارو افسوس ہے کہ جان نثاری کا موقع بھی نہین آنے پایا ورنہ ہم اپنی جانین فدا کرتے اور اپنے مالکون پر آنچ نہ آنے دیتے کیا کہین دل کی تمنا دل ہی مین رہی کچھ حوصلہ ہمارا نہ نکلا ورنہ دیکھتے کہ کسطرح حریف سے مقابلہ کرتے اور جبتک دم مین دم رہتا اپنے مالکون پر کسیطرح چشم زخم پہونچنے نہ دیتے مگر اب کیا کرین کہ کچھ زور نہین چلتا بے بس ہو رہے ہے یہ کہکر ایک دوسرے کو سمجھاتا تھا کہ یہ موقع ایسا نہین ہے کہ جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین صرف تماشا دیکھ رہے ہین کہ جو گیا آفت مین مبتلا ہوا ۔ ؎

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

موقع محل دیکھکر انسان کو کام کرنا چاہیے اور اس آفت سے ذرا بچنا چاہیے کیونکہ ہم جان روشن سے جو بچ جائین گے وہ انھین خدمتگذاری کرینگے حریف و دشمن سے ہم لوگ بچائین گے اور جہانتک ہم سے کوشش ہوسکیگی کوئی دقیقہ ہم تدبیر کا اوٹھا نہ رکھین گے مالک کا حق نمک ادا کرینگے اگر کوئی حریف ہوتا یا کوئی غنیم چڑھ آتا تو اس سے مقابلہ کرتے جانین اپنی فدا کرتے یہ تو عجب بے بسی کا عالم ہے کہ ہر شخص نابینا ہوگیا ہے اور حریف کوئی نظر نہین آتا ہے یہ لوگ تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے اور آپسمین مشورہ کرتے تھے کہ کونسی ایسی تدبیر کرین کہ ہمارے مالک اس آفت ناگہانی اور بلائے عظیم سے نجات پائین کاش انکے بدلے ہمارا یہ حال ہوجاتا اور ہماری بصارت چشم زائل ہوجاتی مگر وہ صحیح و سالم رہتے تو ہمکو کچھ رنج و افسوس

نہو تا خیر جو مرضی خدا کی اسمین کسی کا کیا چارہ ہے وہی مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب ایسا پیدا کر دیگا کہ چشم زدن مین سب کی آنکھین کھل جائینگی مگر تدبیر شرط ہے یہ سب سردار جو کہ بیرون بارگاہ تھے یہ تو اس گفتگو مین مصروف تھے کہ اب جو دیکھتے ہین تو انزروت کے گلوئے بریدہ سے ایک طائر پیدا ہوا اوسنے بلند ہو کر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم لوگ خدا پرست بہت مغرور متکبر تھے اور اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت ذلت و خواری سے بچشم حقارت انزروت جادو کو دیکھ رہے تھے اب اپنے حال زار پر خود افسوس کرو اور چشم حسرت سے خون کے آنسو بہاؤ دیکھو تو کیسی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہو کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمہارے حال پر افسوس کرینگی یہ کہکر بلند ہو گیا اور جلکر خاک ہو گیا ادہر اوس طائر کا جلنا تھا کہ وہ دھوان ہر طرف ہوا ہمراہیان انزروت کا حال سنیے کہ اسکے ہمراہی یعنے رفیق و مصاحب و ندیم جو ستون بارگاہ سے بندھے ہوئے تھے اور اونکی زبانون مین سوزن دیدیئے گئے تھے کہ سحر نہ کر سکین اس ہنگامہ کے سبب سے اونکو ہوشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کیونکہ پہلے انزروت کو ہوشیار کیا تھا اور پرچہ اُسکے سامنے رکھا گیا کہ خدائے وحدہٗ لاشریک کو برحق جان اور صدق دل سے طریقہ اسلام اختیار کر مگر اس سیاہ قلب پر اس ہدایت کی کچھ تاثیر نہوئی اسنے اپنا قتل ہو نا گوارا کیا مگر پرستش خدائے نادیدہ کی گوارا نہ کی آخرش اسکی نسبت حکم قتل دیا گیا وہ کافر قتل ہوا اور اوسکے گلوئے بریدہ سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا وہ دھوان اس غضب کا تھا کہ اوسکی تیزی سے سب کی بصارت چشم زائل ہو گئی چونکہ اس ہنگامہ مین اوسکی ساحران ہمراہی کے ہشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی اور خواجہ بھی یہان موجود نہ تھے کہ ان ساحرون کا دیوان سمجھتے اس باعث سے وہ لوگ ستون بارگاہ سے بندھے ہوے کھڑے تھے مگر دھوان جو تمام بارگاہ مین پھیلا تھا اُسکی تیزی کے سبب سے ان ساحرون کی بصارت چشم بھی زائل ہو گئی تھی یہ سب کے سب بھی اندھے ہو گئے تھے اور چونکہ انکی زبانون مین سوزن دیئے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ لوگ رد سحر بھی نہ کر سکے سب کے سب نابینا ہو گئے - اس اثنا مین چند آدمی یعنی شاطر و عیار وغیرہ خواجہ خضر ان کو خبر اس واقعہ کے دینے اُس جانب کو روانہ ہوئے جسطرف خواجہ بارگاہ و خیمے وغیرہ واپس لانے کے واسطے گئے تھے ان لوگون نے راہ ہی مین خبر دی کہ جلدی چلیئے بارگاہ مین یہ واقعہ گذرا کہ صاحبقران اور سب سردار نابینا ہو گئے بڑا غضب ہو گیا کہ دربار کا دربار سب اندھا ہو گیا - خواجہ وہین سے سر پیٹتے ہوئے بارگاہ کیجانب روانہ ہوئے بارگاہ مین جو آکر یہ حال دیکھا دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے افسوس یہ کیا حال ہوا مین واپس بھی نہ آنے پایا کہ یہان یہ سانحہ عظیم برپا ہو گیا بس خواجہ نے جلدی سے بارگاہ سلیمانی برپا کرائی صاحبقران نے کل سرگذشت بیان کی یعنی انزروت کا ہوشیار کرانا اور پرچہ کاغذ متضمن ہدایت طریقہ اسلام اسکے سامنے رکھوانا اسکا یہ کہنا کہ ہزار جانین میری فدا ہین خداوند کیوان تاجدار پر اور مین ہرگز اُسکی پرستش سے باز نہ رہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستاری کبھی نہ کرونگا اسپر اوسکو حکم قتل دینا ذوالفقار کا تیغہ آبدار سے اُس کافر کو قتل کرنا ایک ہی ہاتھ مین سر اوسکا کٹ کر دور گرنا اور گلوئے بریدہ سے ایک دھوئین کا پیدا ہونا اور تمام بارگاہ مین پھیل جانا اُس دخان سحر کی تیزی اور تاثیر سے سب کا نابینا ہو جانا تمام عزیزون اور سردارون کا نابینا ہو جانا کل سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اے خواجہ اب کیا تدبیر کیجائے اس دشت خطرناک اور وادئی ہول خیز مین جو ہمارا یہ حال ہوا کیا تدارک

اسکا کیا جائے اودھر اخبار کی رو سے اور خطوط سے ثابت ہوا کہ برجیس آفتاب پرست ملکون کو پھونکتا ہوا خدا پرستون کو آزار دیتا ہوا چلا آتا ہے ایک تو وہ دشمن خدا ہے اور ایک نقابدار کہ جو قاف کیجانب سے فوج فراوان اپنے ہمراہ لیئے ہوئے وہ بھی چلا آتا ہے جی چاہتا ہے کہ ایک نامہ اوسکو لکھون لیکن بپاس غیرت دل قبول نہین کرتا۔ ادھر طلسم نہ طاق سکندری کی فتاحی کو ہم آئے تھے یہان یہہ سانحہ گذرا۔ اوسوقت شہنشاہ گوہر کلاہ نے یہ عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو تو اپنے رفقا و اہل ملک و عزیزون کو خطوط لکھکر طلب فرمایئے کہ وہ حفاظت جان بھی کرینگے اور جبتک یہ حال ہے کسی غنیم کو بھی نہ آنے دینگے صاحبقران والاشان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور خواجہ سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ ہم نے اس رائے کو پسند کیا ضرور اس مضمون کے نامے لکھوا کر فلان فلان اطراف وجوانب کو روانہ کیئے جائین کہ ہماری کشتی حیات اس دریائے ریگستان ناپیدا کنار مین آکر پھنسی ہے جی چاہتا ہے کہ تم لوگ یہان آکر ناخدائی کرو اور اس ورطہ ہلاکت سے ہمکو بچاؤ پس اے خواجہ کل یہ نامے لکھکر طیار ہو جائین اور ضرور بالضرور روانہ کیئے جائین فہرست انکے نامون کی خواجہ کو لکھوا دی جنکے پاس نامہ روانہ کرنا تجویز کیئے گئے تھے اور یہ بھی صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ میر منشی تو دربار مین حاضر تھے وہ تو اندھے ہو گئے لہذا نامے لکھوانیکا انتظام تمہین کرو خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب کل کے روز یہ سب نامے لکھوا کر روانہ کر دیئے جائین گے مگر حضور اجرت اسکی دینا ہوگی کیونکہ اور منشیون کو بلوا کر نامے لکھوائے جائین گے اوسمین اسقدر خرچہ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری طماعی اسوقت مین بھی نہین جاتی عرض کیا حضور بغیر روپیہ کے تو کوئی کام نکل ہی نہین سکتا۔

اے رز تو خدا نئی ولیکن بخدا	ستار عیوب وقاضی الحاجاتی

صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جو کچھ خرچ ہوگا دیا جائیگا نامے تو تم لکھوا کے روانہ کرو خواجہ تو اس انتظام کے لیئے چلے مگر درمیان مین دیکھتے کیا ہین کہ ساحران ہمراہی انزروت جنکو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ سے سوزن دیکر باندھ دیا تھا وہ اسیطرح کھڑے ہین مگر وہ بھی سب کے سب نابینا ہین ہاتھون سے اشارے کر رہے ہین کیونکہ زبانین تو اونکی بوجہ سوزن کے قابو مین نہین ہین اس باعث سے اشارے کر رہے ہین جسکا مطلب یہ ہے کہ زبانون سے ہماری سوزن نکال لیئے جائین تو ہم اپنا عرض حال کرین پس خواجہ نے انکی پیشانیون کو دیکھکر قیافہ سے معلوم کر لیا کہ یہ لوگ عجب نہین ہے جو راہ راست پر آجائین پس فوراً خواجہ نے اونکو ہوشیار کیا اور سوزن انکی زبانون سے کھینچ لیئے اور کہا کہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ہمنے آپکا دین قبول کیا کہیئے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو جائین سحر و ساحری سے توبہ کر لین کیجیے تصدیق بالقلب کر کے مطیع اسلام رہین تاکہ بوقت ضرورت ساحران عدو سے مقابلہ کر کے حضور کی جان نثاری مین ہمراہ رکاب رہین جب ان لوگون نے اسطرح کے کلمات کہے تو خواجہ نے انکی مشکین کھولدین صاحبقران کی خدمت مین سبکو حاضر کیا یہ لوگ جاتے کے ساتھ ہی صاحبقران کے قدمون پر گر پڑے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے کہ حضور ہمنے یہ خیال کیا کہ دین آپکا برحق ہے اور سب مذاہب باطل ہین پس ہم نے بصدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور حضور ہم بھی اندھے ہو گئے ہین اب حضور کے قدم چھوڑکر کہان جائین حضور کی غلامی مین حاضر رہین گے اور حضور پر سے اپنی جانین نثار کرینگے

اور حضور ہم لوگ بھی اپنے قوم قبیلے مین معزز ہین یہ ذوالفقار جادو ہمارے افسر اعلا ہین حضور اسنسے ہماری شرافت و اعزاز کا حال دریافت فرمائین اور اب حضور ہم آپکے قبضہ مین ہین چاہین تہ تیغ فرمائیے موت کے گھاٹ اوتارین چاہین حضور ہماری جان بخشی فرمائین حضور ہم لوگ اصیل تلوار کا خواص رکھتے ہین جسکے قبضہ مین ہین اوسی کا دم بھرتے ہین اور حضور ہمنے بڑے بڑے معرکے سر کیئے ہین جس مہم پر لشکر کشی کر کے گئے بغیر اسکے فتح کیئے واپس نہ پھرے بڑے بڑے ساحران غدار و زبر دستان روزگار سے مقابلے ہوئے مگر حضور کے اقبال سے منہ نہین پھیرا ہمیشہ سرخرو رہی اسوقت حضور کے دربار فیض آثار مین ہمارا جاننے والا کوئی نہین ہے اگر مہر سپہر آفتاب علم یا انجم طلعت ہوتے تو وہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتے وہ لوگ ہمارے مرتبہ شناس ہین اور ہمکو خوب جانتے ہین اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا زیبا نہین ہے ہماری جانبازی ہماری ہمت وجرأت کو وہ حضور سے بیان کرتے اور اب تو ہم حضور کے دامن دولت سے وابستہ ہین حضور کے زمرۂ غلامان جان نثار مین داخل ہونیکا افتخار حاصل ہوا ہے جب وہ لوگ آئینگے تو یقین ہے کہ ہماری جرأت و مردانگی کا حال حضور مین گزارش کرینگے اور یون تو اپنے منہ میان مٹھو بننا ہی جب کوئی کار نمایان حضور کے سامنے ہم لوگون سے بروی کار آئیگا تو حضور کو ہماری اسپ یا وہ گوئی کا حال معلوم ہو جائیگا اور حضور ہم تو بہت دنون سے اس امر کی تمنا رکھتے تھے کہ حضور کی بدولت ہم نور ایمان سے مشرف ہون اور اپنی عقبیٰ درست کرین حضور کے صدقے مین اس ضلالت و گمراہی سے نکلکر ملت بیضا کی شاہراہ ہدایت پر قدم رکھین کیوان پرستی پر لعنت کہین مگر کوئی موقع ہمکو نہین ملتا تھا چونکہ خداوند کریم نے ہر ایک امر کے لیئے وقت مقرر فرمایا ہے کُلُّ اَمرٍ مَرهُونٌ باَوقاتِہا بس وہ وقت اب ظہور مین آیا کہ ہمارے طالع خفتہ نے یاوری کی حضور کی بدولت نجات دارین ہمکو میسر ہوئی اور حضور کچھ تردد نہ فرمائین یہ چشم زخم جو غلامان کو پہونچا ہے بہت جلد دفع ہو جائیگا یہ کیفیت باقی نہ رہیگی حضور مؤید من اللہ ہین پردۂ غیب سے کوئی سبب ایسا ظہور مین آئیگا کہ یہ سب کلفت رفع ہو جائیگی یہ سب کارستانی اس کافر اکفر بصیر جادو کی ہے اوسی کے سحر نے یہ کیفیت پیدا کی ہے حضور کی مدد غیب سے ہو گئی ہے اور عنقریب وہ کافر قتل ہوگا جب اس آفت ناگہانی سے نجات ہوگی غفلت مین اُس حرامزادے نے یہ سحر کیا ہے کہ سبکو نابینا کر دیا ہم لوگون کی زبان قابو مین نہ تھی ورنہ کچھ دفعیہ اسکا کرتے ہم بھی اُس دخان سحر کی تیزی سے نابینا ہو گئے نور بصارت نے چشم پوشی کی اب تائید من اللہ ہوئی اور آپکے اقبال سے وہ عدوئے دین مارا جائیگا تب سبکا نور بصارت عود کریگا اور اس بلائے عظیم سے نجات ملیگی جب اِن سرداران تازہ مسلم نے اسطرح کی تقریر کی تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کسیطرح گھبراؤ نہین جو ہمارا حال ہی وہ تمہارا حال ہے تمہاری جان بخشی کیگئی تم مطیع اسلام رہو صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرو سحر و ساحری سے بالفعل تائب نہو کہ ساحران غدار سے سامنا ہے پھر توبہ کرکے سحر و ساحری پر لعنت کرنا اسوقت مصلحت وقت یہی ہے جبتک یہ حال ہے اسی مین مجبوری بسر کرو اور دعا کرو کہ جلد اس بلا سے نجات ہو اور خواجہ کو حکم دیا کہ ان لوگون کے لیئے ایک خیمہ استادہ کرا دیا جائے اور سب سامان راحت وہان مہیا کر دیا جائے خادم و خدمتگار متعین کر دیئے جائین تاکہ کسیطرح کی تکلیف ان لوگون کو نہو چنانچہ خواجہ نے حسب الارشاد فیض بنیاد ایک خیمہ قریب بارگاہ برپا کرا کے

جملہ سامان راحت وہان مہیا کرادیا اور ملازم سرکاری خدمت کے لیئے تعینات کردیئے اور حکم دیدیا کہ خبردار ان لوگون کو کسی طرح کی تکلیف ہونے نپائے اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیجاکر اس خیمہ مین مقیم کیا اب یہ لوگ تو اپنے خیمہ مین مقیم ہین اور وقت کے منتظر ہین کہ دیکھیے کب اس بلائے عظیم سے نجات ملتی ہے یہ تو اس حال مین ہین اور خواجہ اپنے خیمہ مین جاکر فکر کررہے ہین کہ کیا تدبیر کیجائے کہ ان سب کی آنکھین کھلین بس خواجہ تو اس فکر مین ہین اور روانگی نامہ جات کا انتظام کررہے ہین انکو تو اس حال مین مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر آئندہ بیان ہوگا۔

اب دو کلمہ داستان شہر ہیہاتیہ کے بیان کیئے جاتے ہین۔

ازین قصہ یکدم فراموش کن
بھرکے ایک جام دے اے ساقی مہوش پرفن
آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پر جوبن
ہائے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے
پانی پتون سے ٹپکتا ہے شراب و رہین پیڑ
باغ مین آکے یہان تک تو جھکی ہے بدلی
بادل اُمڈے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو
یون گھٹا چھائی ہی یون کوندرہی ہی بجلی
اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے
مینھ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہے
اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاء اللہ

زجائے دگر داستان گوش کن
جس سے روشن ہو دماغ خرد و پیر کہن
بوتلین لاؤ برانڈی کی منائین ساون
بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن
دھوئی دھلائی روشین صاف ہین جیسے چندن
پگڈیان بھیگین جو مالی نہ جھکائین گردن
بجلیان کوندتی ہین شور ہے اوتر وکہن
جیسے تیتر سر پنیتے پہ جڑا ہو کندن
پیڑ اسطرح کو جھکے جاتے ہین جسطرح دلہن
شور سے سر پہ اوٹھاتے ہین چمن مرغ چمن
چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

دیگر

گھٹا چھائی ہے ہر سو باغ پر عالم ہی جوبن کا
نزاکت مین نہین ثانی کوئی اس رشک گلشن کا
ہوا ہے شوق مجھکو آجکل جو سیر گلشن کا
سہا کرتا ہی اوسکے بزم مین مجھکو نہ کیون کھٹکے
ہمارے سر سے سودا تیرے کاکل کا نہ جائیگا
لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون
طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے

مے گلگون پلادے ساقیا موسم ہی ساون کا
جو دو گل رکھے جو رہے ہین اوٹھا یا بوجھ سوسن کا
کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا
رقیب روسیہ اے دوستو کانٹا ہی گلشن کا
اوترتا پھر نہین جب زہر چڑھتا ہی ناگن کا
اوتر جائیگے گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا
نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

طراز ندۂ دفتر بیکران	نوشندۂ نایاب این داستان

نظارگیان نیرنگ طلسمات وسیارگان منازل دشت عجائبات۔ میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح رقم فرماتے ہین کہ اسی ہوائی طلسم مین ایک شہر ہے کہ ہیہاتیہ اسکا نام ہے بڑے بڑے ساحران غدار و فسونگران ناہنجار کا وہان مقام ہے مالک و حاکم اُس شہر کا سہا وات تاجدار ہے ساحری و فسون سازی مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے اپنے تئین سامری و جمشید وقت جانتا ہی بڑا مغرور و خود پسند ہے

اطراف وجوانب کے ساحرون مین سربلند ہے یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے دربار اسکا آراستہ ہے
تمام سردار ومصاحب رفیق وندیم دست ادب بستہ حاضر ہین بڑے بڑے ساحران نامی ونامور
کا مجمع ہے از انجملہ اہبہات سردار خوار اور شہیر جادو کہ بہت اسکے منہ لگے ہوئے تھے اور ساحران
معززین سے تھے یہ بھی دست بستہ حاضر ہین سماوات اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہے اور ایک
گلدستہ طلسمی اسکے سامنے رکھا ہوا ہے کہ وہ گلدستہ یک بیک جلکر خاک ہوگیا بصیر نے
آواز دی کہ وہ مارا اہبہات سردار خوار نے پوچھا کہ کچھ حال تو بیان کرو سبب تو معلوم ہو
کسکو مارا اور کس نے مارا مفصل کیفیت بیان کرو اسنے دیکھکر کہا کہ انزروت مارا گیا اور یہہ
کہکر اسنے ایک کتاب نجوم کی اوٹھائی اور اوسمین غور سے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اپنے سر اوٹھاکر
کہا کہ صاحبقران زمان یعنی شہزادہ بدیع الملک نوجوان جو لشکر لیکر آئے تھے اور صحرائے
نہ طاق مین لشکر اونکا مقیم تھا خیمے وخرگاہ بین برپا تھین وہ سب لشکر اندھا ہوگیا تمام سردار
وعزیز اقارب ومصاحب ورفیق حتی کہ چوبدار وملازم وخدمتگار تک سب کے سب نابینا ہوگئے
بصارت چشم بالکل زائل ہوگئی اب مین آپسے یہ عرض کئے دیتا ہون کہ آپ حکم دیکر سب کے سر
منگوائیگا اور طلسم کیوان کیجانب روانہ کیجئیگا خداوند آپسے نہایت خوش ہونگے اور رافت کمال
رضامندی کا باعث ہوگا کہ اتنا بڑا اخالف انکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور سر اسکا بلکہ کل
دشمنون کا آپ خداوند کی خدمت مین روانہ کرینگے ۔ اور مین فرستادہ اونھین کا تھا اور اب مین
جاتا ہون کوہ قضا وقدر کی جانب کہ مجکو غیب کیطرف سے بڑا کھٹکا ہے کہ وہ دزد باریک گردن
عجب شخص ہی آفت کا پرکالہ اور بلائے بے درمان ہے بڑے بڑے ساحران نامی وگرامی اسکے
نام سے تھراتے ہین اسکے خوف سے زہرے آب ہوئے جاتے ہین اور جتنو میرا حال کسی
ظاہر ہونے پائے اگر مین ہاتھ آگیا تو یہ سمجھ لیجیے کہ سب کے سب مینا ہوجائینگے اور آفت
برپا کرینگے اس حرکت کے انتقام مین آپکو تو زندہ نچھوڑینگے تمام طلسم کو زیروزبر کردینگے
یہ کہکر اوٹھا اور اپنے اوپر ایک اسم سحر دم کرکے بہ کوہ قضا وقدر کی جانب روانہ ہوا اسکو تو جانے
دیجیے ۔ اب وہ کلمہ بادشاہ سماوات کا حال سنیئے کہ اسکا ایک وزیر بہ تدبیر ہے کہ نام اسکا
بلقیس ہے حالانکہ مرد ہے مگر نام مثل نسوان کے ہے ۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور
اور دوسرا وزیر کہ نام اوسکا بختیارک ثانی ہے کہ نہایت مکار اور بڑا حرامزادہ ہی اسیوجہ سے
اوسکو بختیارک ثانی کہتے ہین کمال بد باطن اور خبث طینت ہی اوسوقت بادشاہ اسکی طرف مخاطب
ہوئے اور دیکھکر کہا اے بختیارک ثانی اب کیا رائے ہی سب حال تجنے سنا اب اسکا انتظام
کیونکر کیا جائے اور کس طریقے سے یہ کام انجام پائے اسوقت اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ قربانت
شوم غلام کی یہ رائے ناقص مین آتا ہے کہ آفات سردار خوار کہ انکی یہ خوراک ہی انکو روانہ کیا جائے
کہ جسم ان اندھون کے یہ کھائین اور سر آپکی خدمت مین حاضر کرین کہ آپ ان سرون کو خداوند کے پاس
روانہ کرین وہ آپکا بڑا مرتبہ کرینگے اور کوئی ملک آپکے یا انعام کردینگے بادشاہ نے وزیر کی اس رائے کو
پسند کیا اور آفات سردار خوار کو اپنے سامنے طلب کرکے حکم دیا کہ فی الفور جاؤ صحرائے نہ طاق پر
کہ تم بہادر بھی ہو اور سردار خوار بھی ہو وہان ایک لشکر پڑا ہوا ہے کہ جسمین ہزارہا آدمی اندھے ہوگئے
ہین انکے سر ہمارے پاس لاؤ اور جسم انکے تم کھاؤ کہ تمہاری خوراک ہے خوب سیر ہوکے اپنا شکم پر

کرو کہ اس کثرت سے خوراک وہان موجود ہے تمہارے ہمراہی سردار خوار اپنی خوراک بکثرت دیکھکر بہت
خوش ہونگے اور خوب مزے سے کھائینگے آفات سردار خوار یہ حکم سنکے تسلیم کرکے اوٹھا
اور دس ہزار مردار اپنے ہمراہ لیکر سمت صحرائے نہ طاق روانہ ہوا لیکن نجتمارک ثانی نے پھر عرض کیا
کہ حضور صاحبقران کے ساتھ از حد فوج ہے کہانتک اندھی ہوے ہونگے تو بہتر ہے کہ سہراب جنگ
آزمودہ اور بہرام فیل سوار کو بھی روانہ کیجئے اور عفریت دیو صورت گرززن کو بھی ہمراہ کیجئے غرضکہ
بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اسیوقت حکم دیا کہ بیس بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر یہ تینون
سردار بھی روانہ ہون چنانچہ حکم شاہی پاکر یہ لوگ بھی بیس بیس ہزار سوار کی جمعیت سے بیابان
نہ طاق کی جانب روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال آیندہ معلوم ہوگا لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان
ہوتا ہے کہ امیر ثالث یعنے بدیع الملک نابینا ہوجانے سے نہایت پریشان ہین بار بار کلمات
حسرت آیات زبان پر لاتے ہین آنسو آنکھون سے مثل باران کے گر رہے ہین عجب عالم بے کسی و
بے بسی ہے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا مجمع ہے دربار آراستہ ہے لیکن آج وہ آراستگی
ہے کہ نہ صاحبقران اول کے زمانے مین ہوئی تھی نہ صاحبقران ثانی کے عہد مین نہ اس سے پیشتر
صاحبقران ثالث کے وقت مین کبھی یہ صورت دربار کی تھی کہ کوئی کسی کے دنگل پر بیٹھا کوئی
کسی کے دنگل پر بیٹھا ہے سرداران دست راست جانب چپ آگئے ہین سرداران دست
چپ جانب دست راست بیٹھ گئے ہین نہ کوئی ترتیب ہے نہ انتظام ہے ہر ایک ٹٹول ٹٹول کر بیٹھ
گیا ہے نہ پس و پیش سمجھ مین آتا ہے نہ رو و پشت معلوم ہوتا ہے ایک دوسرے سے معافی مانگ
رہا ہے ادب و تہذیب صرف دلمین رہگئی ہے آنکھون کے کور ہوجانے نے کسی مین کوئی امتیاز
باقی نہین رکھا ہے غرضکہ اعلی سے ادنی تک سب ایک حال مین مبتلا ہوگئے ہین دست خود
دہان خود کا مضمون ہے اپنا ہر کام ان لوگون کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑا ہے کہ جنھون نے کبھی
پانی اونڈیل کر نہین پیا اب وہی امرا و رؤسا ادنی ادنی کام کرتے ہین انتہا یہ ہے کہ بادشاہ
اسلام تک اس امر کے محتاج ہین کہ کوئی خادم نعلین اوٹھا کر سامنے رکھے عجب عالم عبرت
ہے تمام سامان شاہی و شہریاری بیگانگی کی شان دکھا رہا ہے لیکن اب حال ان چند ہزار لوگون کا
سنیئے جو بسبب سیر و شکار مین مصروف ہونے کے اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رہگئے تھے جسوقت
وہ واپس آئے اور داخل لشکر اسلام ہوئے تو عجب حال دیکھا کہ تمام لشکر اندھا ہوگیا ہے لوگ
ٹٹول ٹٹول کر راستہ چلتے ہین کوئی گھوڑی کے اگاڑی مین اولجھکر گر پڑتا ہے کوئی خیمے کے
طناب سے اولجھکر گرتا ہے جو گھوڑے چھوٹ گئے وہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین کوئی اونکا
پکڑنے والا نہین ہے ہر طرف بازار ادھر سے پڑے لوگ فریاد کر رہے ہین ایک دوسرے کے
خیمہ مین چلا جاتا ہے جو جس مقام سے کسی ضرورت کے واسطے اوٹھتا ہے اوسکو واپس آنا
دشوار ہوتا ہے یہ حال دیکھکر یہ لوگ نہایت حیران ہوئے کسی سوار یا پیادہ سے پوچھا تو اوسنے
تمام واقعہ گرفتاری ساحر اور اوسکے قتل سے دھوئین کا پیدا ہونا اور اوسی سے لشکر کا نابینا ہونا
بیان کیا اب یہ لوگ گھبرائے ہوئے طرف بارگاہ صاحبقرانی یعنے بارگاہ گوہر بار سلیمانی کے
روانہ ہوئے کہ دیکھا چاہیئے وہان کی کیا کیفیت ہے جسوقت تمام لشکر کو طے کرکے بارگاہ کے
دروازے پر پہونچے دیکھا تو چوبدار عصا ہاتھ مین لیئے ہوئے کھڑے ہین دربان بیٹھے ہین

مگر حفاظت کرنے سے مجبور ہین اگر چور آکر سب اوٹھالیجائین تو کوئی دیکھنے والا نہین یا دشمن آکر قتل کرنا شروع کردین تو کوئی اپنی حفاظت تک نہین کرسکتا یہ حال عبرت آگین دیکھکر ان سرداران کے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور حسب قاعدہ چوبدارون کو اپنے نام سے آگاہ کرکے کہا کہ عرض کرو کہ فلان فلان خادم حاضر ہے چوبدار نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جو جو سردار واسطے تنکار کے گئے ہوئے تھے وہ حاضر ہوئے ہین اور خواہان باریابی ہین اونکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا بلالو حسب الحکم یہ سب سردار حاضر ہوتے مجرا گاہ پر سے باادب مجرا کیا لیکن اسوقت ادب بے ادبی کا دیکھنے والا کون ہے سوا خدا کے یا خود ان لوگون کے آنکھین جنکو اپنے مالک کے نمک کا ہر وقت مین خیال ہے۔ بادشاہ اسلام نے جواب سلام کے عوض مین دعائے خیر دی اور حکم بیٹھنے کو فرمایا اور ارشاد کیا کہ یقین تو ہے کہ لشکر مین پہونچکر سب حال تمپر روشن ہوگیا ہوگا کہ جسطرح ہم سب اس بلا مین مبتلا ہوئے ہین لیکن شکر ہے خداوند کریم کا کہ تم لوگ یہان موجود نہ تھے ورنہ تم بھی اسی مصیبت مین پھنستے خیر اچھے وقت آپہونچے کہ ہم اپاہجون کی خبرگیری تو کروگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسیوقت خضران بن عمرو بھی پہونچا تھا جو کہ خواجہ ثالث ہے اب ان لوگون نے آکر ایسا انتظام کیا کہ لوگ فاقہ کشی کی مصیبت سے بچے جو دو چار ہزار آدمی ان لوگون کے ساتھ رہگئے تھے وہ ان اندھون کو کھانا پینا پہونچاتے ہین پانی پلاتے ہین تمام دن انکو اسی کیفیت مین گذرتا ہے پھر بھی اتنا بڑا لشکر ہے تمام لشکر کو آسائش نہین پہونچا سکتے شام کو دربار آراستہ ہوتا ہے اوسوقت لوگون کو شاہی خدمت کرنا پڑتی ہے کہ اول بادشاہ اسلام کو لاکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد اسکے صاحبقران ثالث یعنے بدیع الملک نوجوان کو اسکے بعد اور سرداران نامی وگرامی کو اب ان لوگون کے وجہ سے طریقہ دربار کا پھر درست ہوا ہے لوگ اپنے ڈنگون پر حسب مراتب بیٹھے ہین کہ خضران بن عمرو نے عرض کی کہ اسوقت مین اگر کوئی حریف آپڑا تو کیا انجام ہوگا بدیع الملک نے فرمایا جو مرضی پروردگار جسطرح آج اندھے ہوگئے اسیطرح ایک روز پیوند خاک ہونا بھی ضرور ہے اسکی فکر ہی کیا خضران نے عرض کی اے شہریار یہ سب سچ ہے مگر انسان کو غفلت سے کام لینا نہ چاہیئے آپکو لازم ہے کہ اپنے ملازمین دوستون کو نامے لکھیے کہ ہم اس بلا مین مبتلا ہوگئے ہین لہذا جسکو حق نمک یا حق دوستی ادا کرنا ہو وہ آکر ہمارا شریک ہو صاحبقران کو یہ رائے پسند آئی اور فرمایا کہ نامے لکھے جاوین چنانچہ حسب الارشاد نامے وپروانے تحریر ہوکر جابجا روانہ ہونے لگے قریب ساڑھے تین سو کے نامے صاحبقران نے روانہ فرمائے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ نامے کس وقت کن کن لوگون کو پہونچتے ہین اور بروقت ضرورت کون کون واسطے مدد کے آتا ہے لیکن بالفعل یہان یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو دو چار ہزار آنکھون والے ہین ادھین مین سے طلاے گشت معین ہوا ہے کچھ لوگ دربان مقرر ہوئے ہین کچھ ہرکارون کا کام دیتے ہین کچھ کھانا پکاتے ہین اسی حالت مین شب و روز بسر ہو رہے ہین کہ ایک روز ہرکارون نے آکر دعا وثنا بجالانے کے بعد عرض کی کہ سموات تاجدار کیطرف سے چار سردار برلیے قتل خدا پرستان بیس بیس ہزار کی جمعیت سے چلے آتے ہین جو کل اس صحرا مین داخل ہوجاینگے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر آتے ہین تو آوین ہر فرعونے را موسیٰ اگر خداوند کریم کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو اپنے دامن پناہ مین ہمین چھپا لیگا ورنہ جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ بہر صورت پیش آئیگا۔ ـ

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب		ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

یہ فرماکر خاموش ہو رہے جب وقت آیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو
جسوقت صبح ہوئی سونے والے بستر خواب سے اوٹھے یاد الٰہی مین مصروف ہوئے جو لوگ رات بھر کے
جاگے ہوئے تھے اپنے اپنے خیمہ مین جاکر محو آسایش ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی کہ
یکایک جانب بیابان سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا جسوقت متوجہ ہوا سے دامن گرد کا چاک ہوا اول گرد
سے بیس علم نشانہ بیس ہزار سوار کا پیدا ہوئے پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوند اکوان کی
تحریر تھی آگے آگے پیش خیمہ تھا بعد اوسکے لشکر گران اوسکے بعد بڑی دھوم دھام سے سواری
آفات مردار خوار کی آکر پہونچی جو لوگ کہ بینا تھے اونھون نے یہ سب سامان آنکھون سے دیکھ
اور امیر ثالث و بادشاہ و دیگر سرداران نامی و گرامی سے بیان کیا جو نابینا تھے اونھین شور و غل
اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے ورود لشکر کی خبر ملی غرضکہ بمقابل لشکر اسلام یہ لشکر آکر اوترپڑا
خیمہ آفات مردار خوار کا استادہ ہوا یہ ملعون داخل خیمہ ہوا ادھر اہل اسلام مین ایک انتشار
کا عالم پیدا تھا کہ افسوس کیا بری موت ہم لوگون کے قسمت مین لکھی تھی کہ کس بے بسی سے قتل
کیئے جائینگے مگر کیا چارہ ہے پروردگار عالم پر تکیہ ہے وہی بچانے والا ہے وہ چاہے تو زندہ
کو مردہ کردے اور مردے کو زندہ کرے ہر امر اوسکے قبضہ قدرت مین ہے غرضکہ جب شام ہوئی
آفات مردار خوار نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی بجنے لگا یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اوسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ سب کو یقین مرگ
تھا اس لیئے کہ جو سردار اندھے ہونے سے بچ رہے ہین وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ آفات
مردار خوار سے مقابلہ کرسکین اور جو اسکی سرکوبی کرسکتے ہین وہ کور ہوجانے سے مثل دیوار ہوگئے
غرضکہ ہر طرح موت پیش نظر ہے زندگی سے مایوسی ہوگئی ہے بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکا یہ قول ہے کہ آپ
زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسطرح ممکن ہو اس پردۂ شب مین کسیطرف نکل جانا چاہیئے اگر راستہ
نہ بھی پایا تو کم سے کم لشکر سے علیحدہ تو ضرور ہوجائینگے بھیک مانگ کھائینگے کسطرح جان بوجھ کر تو جان
نہین دیجاتی جو بہادر ہین وہ کہہ رہے ہین کہ الحمد للہ کہ دنیا مین آیا ہیچ ہوکر جینے سے مرنا بہتر ہے گلی گلی کی
ٹھوکرین کھانے سے نیچے مٹی سو آرت ہوجائیگی آج اگر تیغ آزمائی نہ کی نہ کی بہت اگر ایمان لیجئے
تمام دنیا اپنی جرأت و بہادری سے آگاہ ہے اب صبر آزمائی کا موقع آگیا ہان لطف یہی ہے نہ گردن پر
تلوار ہو اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جان دینا بہتر ہے ایمان دینا بہتر نہین غرضکہ عجب تلاطم لشکر اسلام
مین برپا تھا کہ اسی عالم مین آسمان نے گلیم شب کو گوشۂ مغرب کیطرف ہٹایا اور آئینہ مہر سامنے چہرہ کے
لگایا محفل انجم برخواست ہوگئے سو استارۂ سحری کے کوئی اختر تابندہ باقی نہ رہا جسوقت اہل اسلام
نماز سحری سے فرصت کرچکے یہ ستارہ بھی جھلملاکر مثل شمع کے بے نور ہوگیا اور نظرون سے پوشیدہ
ہوگیا مہر عالمتاب نے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور فوج نور و لشکر صبا اپنے ہمراہ لیکر میدان مشرق سے
نمودار ہوا یہان دونون لشکرون مین منصبی آراستہ ہونے لگین لشکر کفار کی صفین تو آن واحد مین تیار
ہوگئین لشکر اسلام مین وہ لوگ جو کور نہ ہوئے تھے اونھون نے اپنے پرے آگے بڑھاکر جمائے جو
نابینا تھے اونکی صفین پس پشت آراستہ کین لیکن سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق مرکبون پر
سوار ہوکر استادہ ہوئے اور امیر چالیس قدم لشکر سے آگے نمبرتہ صاحبقرانی کرتے ہوئے

تخت بادشاہ اسلام کا آغوش لشکر مین قایم ہوا جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہو چکین بیلدارون
نے نکلکر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان درست ہو چکا نقیب
صفون سے نکلے اور پکارے کہ اے بہادرو یہ روز نام وننگ ہی جنکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو
وہ پامردی وجگرداری سے کام لے اسلیئے کہ اگر ہزار برس بھی جیجیئے تو ایک روز مرنا ضرور ہے بس موت تلوار
کی موت سے بہتر نہین ہے جسوقت نقیب نقابت کر کے ہٹے خون رگون مین دوڑنے لگا ہاتھ
تلوارون کے قبضون پر پڑ گئے کہ یکایک آفات مردار خوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا باگ اٹھائی
اور سامنے لشکر اسلام کے آکر صلح شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سرا پا میدان کا دکھایا جسوقت
غرق عرق ہو گیا اک مقام پر مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کر کے نہیب دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو ورنہ دین خداوندالگوان
کا اختیار کرے اس لیئے کہ یہ دین برحق ہے دیکھی قدرت نمائی خداوندالگوان کی کہ اوسنے اپنا
غضب نازل کر کے تمکو نابینا کر دیا اور مجاہد تھا ۔ الملک الموت قرار دیکھیا ہے یہ سنکر اہل اسلام
نے جواب دیا کہ او ملعون ایسے بہت سے خداوندیان سنے نبوت پروردگار عالم مین طاری ہین
اور کیسے کیسے مصیبتون کا سامنا ہوا خدا حقیقی نے ہر بلا سے نجات دی اور اگر منظور خدا ہے
تو تجکو بھی قتل کرینگے اور تیرے خداوند کو بھی راہ راست دکھاینگے آفات مردار خوار نے
جواب دیا کہ معلوم ہوا تم لوگ راہ راست پر نہ آوگے لہذا قتل کرنا تم سبکا نہایت ضرور ہے
بس جسکا جی چاہے وہ برائے مقابلہ نکلے ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنتا تھا کہ لشکر صاحبقران سے ذوالخمار
ثانی میدان مین آئے بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیر زنی کی پہونچی اور ذوالخمار زخمی ہوئے لوگ
انکے ساتھ کے انکو بچا کر لیگئے لیکن آفات مردار خوار نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے
جو نکلا وہ زخمی ہوا البعض مقتول ہوئے مردار خوارون نے اونکو لقمہ کیا نوچ نوچ کر کھاگئے یہانتک کہ
شام تک پندرہ آدمی زخمی اور پانچ قتل ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھر
اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے کفار بار وے خندان آفات مردار خوار پر سے زر نثار کرتے ہوئے
داخل بارگاہ ہوئے اہل اسلام بھی بادیدۂ گریان ودل بریان اپنے قیامگاہ کے جانب متوجہ ہوئے زخمیون کا
علاج ہونے لگا زخمون مین ٹانکے دیئے گئے پٹی باندھی گئی مقتولون کے واسطے صدائے افسوس
بلند ہوئی لیکن صاحبقران نے اونکے وارثون کو بہت سے عنایت کیئے تسلی دی تعزیت فرمائی
اور ارشاد کیا کہ منزل سب کی ایک ہے اگر آج وہ جانب ملک عدم روانہ ہوئے تو کل ہماری باری
ہے اسواسطے کہ دشمن سے سامنا اور آنکھین کو اس جنگ کا انجام سوا موت کے اور کیا ہو سکتا
ہے غرضکہ نہایت محزون وغمگین داخل بارگاہ گو ہر بار ہوئے یہان سب اسی عالم رنج وملال
مین بیٹھے ہین کہ یکایک خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ ہمارے
یہان بھی نقارہ رحلت بجے اسواسطے کہ کل کا دن روز قضا معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم لوگون کا لبریز
ہو چکا اور کشتی حیات ساحل فنا پر پہونچ گئی ہے بظاہر کوئی امید بچنے کی نہین ہان اگر پروردگار
عالم کو ابھی زندگی ہم سبکی منظور ہے تو وہ مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر دیگا ان
کلمات حسرت آیات پر بادشاہ اسلام کے ایک شور گریہ وزاری بلند ہوا لیکن صاحبقران
ثالث یعنے بدیع الملک نوجوان دستابستہ خدمت شاہ مین عرض کی کہ ظل اللہ ہراسان نہو

مین اس ملعون سے خود مقابلہ کرونگا دیکھئیے گا کہ کسطرح اسکو سر میدان قتل کرتا ہون اور کیونکر اسکو عالم ہستی سے جانب ملک فانی روانہ کرتا ہون بادشاہ اسلام نے سنکر فرمایا کہ بیشک اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اس ایسے سردارون کو آپ کے غلام زیر کر سکتے ہین آپکے واسطے تو خداوند عالم نے جناب صاحبقرانی خلق کیا ہے مگر یہ سب باتین اوسوقت کے واسطے ہین جبکہ آنکھین روشن ہوئی ہین اس عالت مین مناسب نہین ہے کہ آپ مقابلہ کرین یہ نہین معلوم کہ حربہ کسطرف آتا ہے تو اوسکا رد کرنا کب ممکن ہے اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ حریف کس مقام پر ہے تو اوسپر وار کیونکر ہو سکتا میرے خیال مین آپکا جانا برائے مقابلہ آفات ہردار خوار کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا بدیع الملک نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے مگر جبکہ وہ مبارز طلب کریگا اور کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلیگا اوسوقت وہ ضرور میرا نام لیگا پھر فرمائیے کہ کیا اوسوقت بھی نہ برائے مقابلہ جاؤن صفون کے پیچھے چھپ جاؤن اسطرح کے جینے سے مرنا بہتر ہے بادشاہ رونے لگے تمام سردارون نے عرض کی کہ جبتک ہماری جان مین جان باقی ہے ہم ظل اللہ عالم پناہ وصاحبقران پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی جان بچاؤن اور تم لوگون کو موت کے منھ مین بھیجدون بہادران عالم مجھے کن الفاظ سے یاد کرینگے ہان بعد میرے آپکو اختیار ہے جہانتک ممکن ہوگا ظل اللہ کی حفاظت مین کوتاہی نہ کرنا غرضکہ کھانا کھانے تک آپس کی گفتگو بیان کی جائے اک عجیب عبرت آمیز الفاظ ان پہلوانان نامی وگرامی کے زبان پر تھے کہ جسے سنکر دل پاش پاش ہو جاتا تھا آج کی رات کسی نے آرام نہین کیا بادشاہ نے دربار برخاست نہین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اس رات کو غنیمت سمجھنا چاہئیے آنکھین نہین ہین کہ ایک دوسرے کے دیدار سے بہرہ ور ہون لیکن یہ یکجائی بھی غنیمت ہے کہ کانون سے ایک دوسرے کی آواز تو سن رہے ہین یہ بزم برخاست اوسوقت ہونا چاہئیے جبکہ سامان رزم گرم ہو اب جب بارگاہ سے اوٹھین گے تو میدان جنگ مین قیام ہوگا اور وہان سے جائین گے تو ملک عدم مین تا قیام قیامت قیام کرین گے جن لوگون مین باہم زیادہ موانست ہے وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین باہم وصیتین ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تم زندہ بچنا تو ہمارے ناموس اور اولاد کا خیال رکھنا یہان یہ کیفیت ہے اور اوسطرف لشکر کے لوگ بھی نہایت منتظر ہین کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے افسوس کہ دلکی دل ہی مین رہ جائیگی اگر آنکھین ہوتین تو دشمنون کو قتل کرتے خود بھی قتل ہوتے جو لوگ صاحب ہمت ہین وہ کہہ رہے ہین کہ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اگر آہٹ پاکر وار کیا اور کسی اپنے ہمراہی پر پڑا تو گویا اپنی قوت آپ گھٹائی اپنے بازو کو آپ قتل کیا اپنے گلے پر آپ تلوار پھیری لیکن ہم تو یہ سوچ چکے ہین کہ جب ہمپر وار ہوگا اوسوقت ہم بھی وار کرینگے اگر مرینگے تو دشمن کو مار کر مرینگے جو لوگ زخمی ہین اونمین اتنی طاقت نہین ہے کہ میدان جنگ مین جا بھی سکین اپنے اپنے خیمون مین بیہوش پڑے ہین جسوقت غش سے افاقہ ہوتا ہے تو کراہنے سے فرصت نہین ملتی لیکن تہیہ کئیے ہوئے ہین کہ اگر ہوش درست رہے تو صبح کو پھر میدان داری کرینگے لڑ کر مرینگے بستر پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے تا قیام قیامت نام باقی رہجائیگا لشکر صاحبقران مین کیا بہادر تھے کہ حالت زخمداری مین بھی جنگ سے منھ نہ موڑا کسی وقت اپنے آقا کو تنہا نہ چھوڑا لیکن آفات ہردار خوار کے لشکر مین پہلے سے ایک جشن کی سی کیفیت ہے آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہے طلایہ کا گشت پھر رہا ہے لشکری دلون مین

کہہ رہے ہین کہ کل ان خداپرستون کا خاتمہ ہوجائیگا خداوند نے کیا اچھی تقدیر کی کہ ان سب کو اندھا
کردیا اب انکا قتل کسقدر آسان ہوگیا ورنہ یہ لوگ نہ کاٹے کٹتے نہ مارے مرتے صحبت رقص وغنا
ہے جام شراب کو گردش ہے کباب خوک وخرگوش کے لگاتے گئے ہین جسقدر جانور ہین خواہ
حلال یا حرام ان مردارخوارون کے واسطے گویا سب حلال ہین آفات مردارخوار نے بھی آج کی رات
کو شب عید سمجھ لیا ہے ناچ ہو رہا ہے بختیارک ثانی وزیر سموات تاجدار کا جو ہمراہ ان سردارون
کے چلا آیا تھا آفات مین بیٹھا ہوا ہے یہ بختیارک اولاد بختیارک سے نہین مگر بسبب حرکات کے
مشابہت کے اسکا نام بختیارک ثانی رکھا گیا ہے یہ آفات مردارخوار سے کہہ رہا ہے کہ اے آفات
قتل خداپرستان مین تاخیر نہ کرنا ورنہ پچھتائیگا دیکھ جہانتک ممکن ہو پہلے صاحبقران کو قتل کر تا کہ
اونکے اور سرداران نامی کو اسکے بعد قتل عام پر متوجہ ہونا اگر دیر کیا تو پچھتائیگا اکثر ایسا ہوا ہے کہ یہ
خداپرست مصیبت مین مبتلا ہوئے اور انکی مدد خداے آسمانی نے کی ہے بروقت کوئی نہ کوئی ضرور
پہونچ گیا ہے ایسا نہو کہ کمک آجائے تو دل کی دل ہی مین رہجائیگی پھر کچھ بنائے نہ بنے گی اور انکی
آنکھین بھی روشن ہو جائینگی پھر تجھ ایسے ہزار بھی ملکر انکو قتل نہین کرسکتے آفات یہ گفتگو
سنکر ہنسا اور کہا کہ آپ بڑی بڑی باتین کرتے ہین بھلا جن آنکھون کو خداوند نے کور کیا ہو وہ آنکھین
کسی کے روشن کیے سے روشن ہو سکتی ہین بختیارک ثانی نے کہا کہ انکے خدا کی قدرت تمہارے
خداوند سے زبردست ہے تمہارا خداوند جس شے کو بگاڑیگا انکا خدا اوسے بنا دیگا اور انکا خدا جس
شے کو بگاڑ دیگا وہ تمہارے خداوند کے بنائے کبھی نہ بن سکیگی یہ خوب خیال رکھو یہ تو صرف آنکھین
گئی ہین اکثر ایسا ہوا ہے کہ سر کٹ کٹ گئے ہین لیکن پھر یہ لوگ زندہ ہوگئے ہین اژدہے ان
لوگون کو نگل گئے ہین مگر یہ لوگ پیدا ہو گئے ہین اسکا تو خیال ہی نہ کرو جو مین کہتا ہون اوسی پر
عمل کرو گے تو اچھے رہو گے ورنہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے وہی مثل صادق آئے گی مثل مشتے کہ بعد
از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔ آفات نے کہا کہ جب تم انکے خدا کو زبردست بتلاتے ہو تو
مسلمان کیون نہ ہوگئے وہی خدا اچھا ہو زبردست ہو تم نے اور خدا کی خداوندی کو کیون تسلیم کرلیا
بختیارک ثانی نے کہا کہ دو سبب ہین ایک تو انکا خدا نظر نہین آتا اس سے طبیعت گھبراتی ہے
ہمارا خدا نظر آتا ہے اوسے دیکھکر دل کو تسکین ہو جاتی ہے دوسرے یہ کہ انکے خدا سے کچھ خودبخود
دل کو عداوت ہی آفات نے کہا کہ جب اسی مذہب پر قایم ہو اور خواہ کسی سبب سے اختیار کیے ہوئے
ہو تو برا نہ کہو ایسا نہو کہ خداوند کو خبر ہو جائے تو تم پر عذاب اپنا نازل کرے غرضکہ طبل بجتے بجتے
زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طایران خوش الحان
اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھکر محو نغمہ سرائی ہوئے شگوفے کھلنے لگے نکہت نے
دامن گل چھوڑکر آوارگی اختیار کی آنکھ روشن ہوگئی نرگس بیمار کی سبزہ لہلہانے لگا جو اے جہان
کیطرف متوجہ ہوئے لوگ انگڑائیان لے کر بستر خواب سے اوٹھے موذنون نے شور اللہ اکبر
بلند کیا نمازی مصروف نماز ہوئے بادشاہ اسلام وصاحبقران ثالث کی سواری تیار ہو کر
در دولت پر آموجود ہوئی لشکر کفار مین شور ناقوس بلند ہوا سب نے کوچ کا ٹھاٹ کرکے رخ میدان کارزار
کا کیا اودھر لشکر اسلام بھی حرب گاہ مین آکر صف بستہ ہوا لیکن آج گرد تخت پادشاہی کے سرداران
نامی وگرامی مرکبون پر سوار آلات حرب وضرب سے آراستہ وپیراستہ ہجوم کیے ہوئے ہین اس خیال

سے کہ جنگ مغلوبہ کا یقین ہے اور آنکھوں سے معذور ہیں ایسا نہو کہ دشمنوں پر بادشاہ کے کسیطرح کا چشم زخم پہونچا تو اہل عالم کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہیں گے غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ آفات مردار خوار نے مرکب کی باگ لی اور میدان میں آکر سلح شوری کہنے کے واسطے پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خداپرستان وائے گروہ مسلمانان وقت تمہارے موت کا برابر پہونچا نہیں جسکو سبقت کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو ورنہ میں خود آتا ہوں یہ سنکر چند نابینا سردار یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ کو گئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لاش تک اونکی نہ ملی کہ دفن وکفن کا سامان کیا جاتا مردارخواروں نے نوچ نوچ کر کھا لیا ہڈیاں تک چوس لیں استخوان پھینک دیئے لشکر اسلام میں شور فغان بلند ہوا اُن غازیوں دینداروں کے واسطے ہر ایک کا دل بیچین ہوا روح پر صدمہ گذرا اب امیر ثالث کو تاب نہ رہی مرکب اپنا بڑھا کر سامنے تخت شاہی لائے یہ واضح رہے کہ خضران بن عمرو ہمراہ ہے اس نے اکثر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں جاکر اس مردار خوار کو واصل جہنم کروں یا گرفتار کر لاؤں لیکن صاحبقران نے جواب صاف دیا اور فرمایا کہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں پہلوان کے مقابلہ کو عیار کو بھیجوں دنیا مجھے کیا کہے گی اگر تم مارے گئے جب بھی برا ہوا اور وہ قتل ہوا جب بھی بدنامی ہے۔ غرضکہ جسوقت سامنے تخت شاہی کے ہو پہنچے جھک کر تسلیم بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان نے اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کیونکر ہو سکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ آپکو دہان اجل میں بھیجدوں صاحبقران نے عرض کی کہ اگر مجھے نہ جانے دیجیگا تو کون جائیگا جب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تو وہ کافر لشکر پر آپڑیگا جنگ مغلوبہ ہوگی ہزارہا اہل اسلام قتل ہونگے تمام دنیا میں رسوائی ہوگی کہ صاحبقران آفات کے مقابلہ کو نہ نکلے مرنے سے ڈرے بادشاہ سے ان باتوں کا جواب نہ بن پڑا چیخیں مار کر رونے لگے صاحبقران کے آنکھ سے بھی آنسو جاری ہوئے تخت بادشاہ نے رکھوا دیا اور صاحبقران سے گلے ملے اسقدر روئے کہ دوش صاحبقران و بادشاہ ایک دوسرے کے آنسوؤں سے تر ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر باہم ملے ہوئے برسا کئے آخر کار علیحدہ ہوکر بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے اور امیر بالتوقیر نے راہ میدان جنگ کی لی خضران بن عمرو نے میدان کو قرق کیا کلاہ فدائی اچھال کر آواز دی کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ صاحبقران عزم میدان کر چکے ہیں ادھر صاحبقران مرکب اڑا کر سامنے آفات مردارخوار کے آئے خضران بن عمرو ہمراہ رکاب کے رہنمائی کرتا جاتا ہے جب دس بیس قدم کا فاصلہ باقی رہگیا باگ مرکب کی روک کر آواز دی کہ او آفات مردار خوار تو کیسا بزدل ہے کہ اسوقت میں ہمارے مقابلہ کو آیا ہے جبکہ ہم اپاہج ہو چکے ہیں مگر خیر لاؤ ضرب بہادری کی تیرا وار روک لیں تو اپنا وار کریں تا کہ تجھے بھی عمر بھر یاد رہے کہ کسی اندھے سے مقابلہ کیا تھا اوسنے جواب دیا کہ پہلے تم وار کرو اسواسطے کہ تمہیں حسرت نہ باقی رہجائے فرمایا کہ اگر ہمیں پروردگار عالم تیری ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی وار کرینگے اس لیے کہ ہم اہل اسلام سے ہیں ہمارا دستور نہیں کہ پہل دشمنی کریں آفات مردارخوار نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ میں لیا اور تاک کر سینۂ بے کینہ صاحبقران کو وار کیا خضران نے آواز دی کہ سینہ بچائیے بس اتنا اشارہ بدیع الملک سے نیزہ باز کے لیئے کافی تھا بس اپنے سینہ کو نشان نیزہ سے بچا کر ایسے اندازہ سے نیزیکو اپنی نیزہ پر اسطرح لگا لیا کہ دوسرے طعن کی نوبت نہ آنے دی اور نیزہ کو نیزہ سے پیٹ کر ایسا جھٹکا مارا کہ ڈنڈا اسکی ٹوٹ گئی

اور سنان نیزہ نکل گئی ہاتھ آفات کا چھوٹا پڑ گیا نہایت خفیف و ذلیل ہوا لیکن دلمین تعریف کرتا تھا کہ جرأت و سپہگری ان مسلمانون پر ختم ہے ادھر جو اہل اسلام کہ صاحب چشم تھے گو وہ اس درجہ کے زور آور نہ تھے کہ آفات سے مقابلہ کر سکین ورنہ صاحبقران کو کیون نکلنا پڑتا اونھون نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا شنائے صاحبقران مین زبان کو حرکت دی یہ مژدہ سنکر اندھون نے بھی بہت کچھ صفت و ثنا کی بادشاہ اسلام کی باچھین کھل گئین منھ پر رونق آگئی درگاہ حق تعالی مین التجا کرنے لگے کہ خداوندا جسطرح جنگ نیزہ مین فتح نصیب ہوئی ہے اسیطرح حرب شمشیر مین بھی تو امیر کو فتح یاب کرنا بحق محمدؐ و آل محمدؐ ادھر تو بادشاہ اسلام دعا کر رہے ہین وہان آفات مردار کہ خوار نے تیغہ نیام سے لیا اور بغیر خبردار کیئے ہوئے وار کیا ہرچند خضران نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے تلوار سر پر آتی ہے مگر تلوار کو آتے کب دیر لگتی ہے ہنوز کلام خضران کا ناتمام تھا کہ تیغہ سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اوتر گیا بدیع الملک نے دانت سے تانہ مارا کہ تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی چادر خون کی چہرہ پر پڑی مگر واہ ری جرأت صاحبقرانی کہ اوسی عالم زخمداری مین مرکب کو مرکب سے ملا دیا اور کمربند ٹٹول کر آفات کو پکڑ لیا پس کمربند کیا ہاتھ مین آیا گویا آفات پنجہ ملک الموت مین آگیا اب بچکر کہان جا سکتا ہے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو زین مرکب سے بلند کر لیا اور خود بھی مرکب پر سے کود پڑے بالائے سر چرخ دیکر زمین پر مارا مگر چھوڑا نہین سینہ پر بیٹھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین آفات نے کہا کہ مجھے فکر مرنے کی نہین ہے مجھ سے اور خداوند سے وعدہ ہو چکا ہے کہ اگر تو مقابلہ مین خدا پرستون کے مارا جائیگا تجکو اس سے زیادہ زبردست کرکے پیدا کرینگے او خدا پرست مین تو دل سے چاہتا ہون کہ مجکو تو قتل کر تا کہ مین آیندہ کو ایسا زبردست ہو کر پیدا ہون کہ تم سب کو زیر کرون اور اپنا بناؤن یہہ سنکر صاحبقران سمجھ گئے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ ماننے والا نہین ہے بس ایک ہاتھ اسکے گدی کے نیچے رکھا اور ایک زیر نخدان رکھکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اور خود بعجلت تمام مرکب پر سوار ہو لیئے بس یہ رنگ دیکھنا تھا کہ کفار مین ایک غریو بلند ہوا انجتیارک ثانی نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو سردار تمہارا مارا گیا اور قاتل زندہ موجود ہے نعرے کر رہا ہے تم کھڑے سن رہے ہو مار لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے بڑا غضب کیا اسنے کہ آفات ایسے شخص کو مار ڈالا یہ سننا تھا کہ سب آدم خوار مع سوار و پیادہ دوڑ پڑے اور امیر کشور گیر بدیع الملک نوجوان کو گھیر لیا یہان اہل اسلام قتل آفات کی خبر سنکر مسرور ہوئے تھے بادشاہ اسلام نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا کہ یکایک آوازین سم مرکبان کی بلند ہوئین خضران بن عمرو نے پکار کر کہا کہ اے اندھون کھڑے کس شمار مین ہو سردار تمہارا گھر گیا ادھر سے تمام لشکر مثل دریا سے امواج کے چلا اور سردار تو تخت شاہی کو ساتھ لیئے بڑھے مگر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران نے محبت پدری مین کچھ خیال نہ کیا گھوڑا اوٹھا دیا ادھر تو یہ اندھے سوار و پیدل اٹکل پر چلے جاتے ہین باہم ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو صفون کی درستی کا خیال رکھنا ورنہ دوست و دشمن کا امتیاز جاتا رہیگا وہان آدم خوارون نے امیر با توقیر کو گھیر لیا ہے چاہتے ہین کہ قتل کر ڈالین گوشت مثل تبرک کے تقسیم کرین خضران یہ حال دیکھکر مضطرب ہوا کہ لشکر اسلام ابھی دور ہے اور امیر تنہا گھر گئے ہین بچنا محال معلوم ہوتا ہے بس اسنے تڑپکر آواز دی کہ یا صاحبقران پشت کیطرف سے غافل رہتے ہین ہوشیار

ہون کوئی قریب نہ آنے پائیگا ہان سامنے اور بازو نکا خیال رکھیگا یہ کہکر حقہ آتشبازی مارا ایک آدم خوار پس پشت پہونچ چکا تھا حقہ آتشبازی اوسکے مرکب پر پڑا مرکب چلا اور بھڑک کر ترارہ بھرا دوسرے سپاہیون پر جا پڑا وہ گھوڑے بھی بھڑکے اک ہنگامہ برپا تھا سوار گر گر کچلنے لگے وہی مضمون صادق آیا کہ کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر جو مرکبون پر سوار تھے اب مرکب اونکو روندتے پھرتے ہین وہان صاحبقران نے نعرہ کیا کہ آسمان تھرایا زمین کو زلزلہ آیا گھوڑے بھڑکنے لگے جو آدمخوار قریب آگئے تھے ڈر کر ٹھٹک گئے جو قریب پہونچ گئے اور جرأت سے کام لیا وہ ہاتھ سے صاحبقران کے قتل ہوئے اسی اثناء مین لشکر اسلام قریب پہونچگیا آدم خوارون سے جنگ ہونے لگی اہل اسلام پرے جمائے ہوئے لڑ رہے ہین جب ان بیچارون پر وار ہولیتا ہے تو وار کرتے ہین کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے دفع کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ ساتھ ہی کمر کا ہاتھ مارا کہ ادھر آپ گرے اودھر حریف کا کام تمام ہوا کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے سر کا وار کیا کسی نے نیزہ روک کر تلوار ماری کسی نے تلوار روک کر نیزہ مارا اس صورت سے یہ آیا بچ لڑ لڑ کر جانین دے رہے ہین جو دو چار ہزار آدمی سرداران زخمی کے ہمراہیون مین سے صاحب حشم ہین۔ اونمین سے چند اپنے سردارون کی حفاظت کر رہے ہین چند بادشاہ اسلام کے تخت کے گرد ہین چند امیر ثالث کے پاس پہونچ گئے ہین جو باقی ہین وہ آدمخوارون سے لڑ رہے ہین ہنگامہ دار و گیر بلند ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

ز سم ستوران دران پہن دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	

یکایک ہوانے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گردشگافتہ ہوا اور دل گرد سے سہراب جنگ آزمودہ بیس ہزار سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا جسوقت اسنے میدان مین پہونچکر جنگ مغلوبہ دیکھی اور سنا کہ آفات مارا گیا بس فوراً مع لشکر آکر آدمخوارونکا شریک ہوا لشکر اسلام پر گرا اسکی آمد سے کفار کی قوت تو اور زیادہ ہوگئی لیکن اہل اسلام کی انتظام مین فرق آگیا یہ ملعون اسطرح آکر لشکر پر گرا کہ صفین ٹوٹ گئین کفار و اہل اسلام غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی اک اضطراب کی سی حالت پیدا ہوگئی اب امتیاز اپنے اور بیگانے کا جاتا رہا اودھر تو کفار قتل کر رہے ہین اور اودھر آپسمین تلوار چل رہی ہے اک عجب ہنگامہ ہے سہراب نے بختیارک ثانی پوچھا کدہر ہے قاتل آفات کا کہ مین ابھی اوس سے قصاص لون بختیارک ثانی نے اشارہ طرف بدیع الملک کے کیا اور سہراب نے اپنا مرکب شاہزادہ کیطرف اوٹھایا یہ دیکھکر خضران نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون اودھر یہ خبر بادشاہ اسلام نے بھی سنی کہ کمک کافرون کی آگئی اور سردار اونکا صاحبقران کیطرف بارادہ قتل جاتا ہے بادشاہ اسلام بیتاب ہوگئے اور فرمایا کہ جو سردار میری حفاظت کر رہے ہین وہ صاحبقران کی حفاظت کرین لیکن یہ لوگ قریب صاحبقران جائین تو کیونکر جائین اسواسطے کہ آنکھون سے معذور ہین وہان سہراب قریب صاحبقران پہونچ گیا ہے ہر چند اون لوگون نے بڑھکر روکا جنکی آنکھین صحیح و سالم تھین مگر نہ تو وہ اس درجہ کے تھے کہ سہراب کا مقابلہ کر سکتے نہ تعداد اونکی زیادہ تھی اسلئے کہ چار ہزار آدمی اور اتنے بڑے لشکر کی حفاظت جنگ کیحالت مین بھی اور مقام کی بھی اونمین سے بھی کچھ تعداد قتل ہونے سے کم ہوگئی تھی

غرضکہ سہراب قریب صاحبقران پہونچکر نعرہ زن ہوا تھا اور اہل اسلام نے بلک کر دست دعا جانب درگاہ خداوند کیے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان واے داور غریبان اس عالم نا امیدی و یاس مین سوا تیرے کون مدد کرنے والا ہے۔ ؎

نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیان را خطا بخش و بس

اے غفار وستار اگر ہم سے کوئی ایسا گناہ ہوا ہو کہ جو قابل بخشش نہین بھی ہے تو اوسے بخش اپنے فضل و کرم سے۔ اور اسوقت بیکسی مین ہماری خبر لے اس درد سے ان لوگون نے دعا کی کہ خدا نے قبول کر لی دفعتاً جانب بیابان تتق گرد غلیظ بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گردمثل آندھی کے قریب پہونچکر شق ہو لی دل گرد سے پانچ ہزار سوار سے لندہور ثانی پیدا ہوئے اسطرح کہ ایک تلوار کمر مین تیر و کمان ہاتھ مین لباس شہکاری پہنے ہوئے پہونچکر میدان مین بعد دریافت حال کے گھوڑا طرف سہراب جنگ آزمودہ کے بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد کہان اُدھر جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون ارے تجکو شرم نہین آتی کہ اس حالت مجبوری مین صاحبقران پر ہاتھ اوٹھاتا ہے کہ وہ تجکو دیکھ نہین سکتے جواب دیا سہراب نے کہ پھر کیون نہین خداے نادیدہ کی پرستش کو ترک کرتے اور خداوند اکوان کو کیون نہین خدا اپنے برحق مانتے مجہین اگر راضی کرا دو تو مین بخوشی واپس جاؤن لندھور نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے ارے اکوان کون ملعون ہے یہ کافر کہان رہتا ہے بس یہ کلمات لندہور کے سہراب کو بہت غصے مین لائے اسنے پکار کر آواز دی کہ ارے تو خداوند کو ایسے سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اکثر تجکو پیدا کیا اور تو اوسے بھول گیا کہ پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے دیکھ اس زبان درازی کی تجے کیسی سزا دیتا ہون کہ خداوند بھی خوش ہو جائین گے یہ کہکر قریب پہونچکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا لندھور نے دیکھا کہ وہ ضرب ہے کہ سپر سے اسکا رکنا محال ہے اور خالی دینا بھی مردانگی کے کسیقدر خلاف معلوم ہوتا ہے پس ارہ کو تلوار سے قلم کرکے ایک ہاتھ تیغ دودمہ ہندی کا مارا مع راکب وہ مرکب چار ٹکڑے ہوئے سہراب کا مرنا تھا کہ لشکر کفار کے پاؤن اوکھڑ گئے ہندیون نے دبا کر پسپا کر دیا لیکن آدمخوارون نے لاش آفات مردار خوار کی اوٹھائی اور سہراب کی فوج نے لاش سہراب کی لی راہ فرار اختیار کی اہل اسلام طبل شادمانی بجاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر آئے لندھور ہمراہ رکاب صاحبقران پہلے خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئے آستانۂ عبودیت کو بوسہ دیا اور سردارون سے بغلگیر ہوتے ہوئے داخل بارگاہ گوہر نگار ہوئے لباس رزم پہنا پوشاک بزم اوتاری بادشاہ تخت پر متمکن ہوئے سب سردار حسب مراتب اپنے اپنے ذنگلون پر بیٹھے بدیع الملک ذنگل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے حسب الحکم لاشہ شہدا کے میدان سے اٹھواکر دفن وکفن کا سامان ہونے لگا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے گئے مرہم پٹی ہونے لگی اہل لشکر نے کمرین کھولین اپنے اپنے خیمون مین گئے انھین کیفیتون مین شام ہو گئی موذن نے صداے اللہ اکبر بلند کی بادشاہ اسلام نے مع صاحبقران و دیگر سرداران نامی وگرامی فریضہ مغرب و عشا کو ادا کیا اور مسلمانون نے بھی بجماعت کہین فرداً فرداً نماز ادا کین جسوقت نمازون سے فرصت ہوئی سجدہ شکر بجا لائے بادشاہ نے بسبب خستگی و تعب کے آج دربار نہین کیا خیمہ شاہی مین جاکر آرام فرمایا اور سردار بھی مع صاحبقران ثالث اپنے اپنے خیمہ مین جاکر سو رہے جب دوسرا روز ہوا دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے امیر کے داہنے جانب لندھور ثانی اپنے باپ کی جگہ متمکن

ہوتے اول تعریف صاحبقران کی بادشاہ نے فرمائی کہ ایسے حالت مین کہ آنکھون سے نظر نہین آتا اور اتنے بڑے زبردست دشمن سے سامنا اوسکا نیزہ ہوائی کرنا نہین یہ آپ ہی کا کام تھا دوسرے کی مجال نہ تھی افسوس کہ آنکھون سے معذور تھے یہ مقابلہ دیکھ نہ سکتے تھے خوشا نصیب اون لوگون کا جنھون نے آنکھون سے دیکھا ہوگا کہ اسطرح نیزہ ہوائی کیا اوسکے بعد کمر زنجیر کا بندکس خوبصورتی سے پکڑا کہ وہ بچا نہ سکا باوصفیکہ زخمی ہوچکے تھے مگر ایسے کاری زخم کھانے کے بعد یہ جرأت وہمت کہ اوسے ہاتھ پر بلند کرکے مرکب سے کودے زمین پر مارا اور پھر قابو مین رکھا ثبت بھی تمام کی اور دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا لندھور نے جو یہ واقعہ سنا وجد کرنے لگے اور اپنے نہونے پر نہایت افسوس کیا صاحبقران کے سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے مگر بشاش بیٹھے ہین سب سردار تعریفین کر رہے ہین اسکے بعد لندھور کی تعریف بھی ہونے لگی کہ کیا ہاتھ مارا ہے کہ سہراب ایسے پہلوان کے مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے لاش اسطرح گری کہ معلوم ہوا پہاڑ پھٹ پڑا آدمی کا ہے کو تھا اک دیو تھا صاحبقران نے فرمایا کہ جسطرح باپ انکے امیر اول کے جانشین رہے اوسی جگہ مین انکو بھی سمجھتا ہون اور سمجھنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ رونق بارگاہ ہے لندھور جھک جھک کر تسلیمین کر رہے ہین اور عرض کر رہے ہین کہ والد ماجد کو آپکے جد بزرگوار نے عزت دی تھی اوسیطرح آپ مجکو عزت دیتے ہین ورنہ درحقیقت میری کیا بنیاد ہے مین بھی اک ادنی خادم ہون جسطرح اور ملازمین ہین اوسیطرح مین بھی ہون یہ کہکر ابراہیم ابن مالک اشتر سے آنکھ ملائی ابراہیم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن سر نیچا کر لیا اور دل مین بادشاہ کیا شہزادہ رستم ثانی کو اور اوسیوقت بہانہ دردسر کا کرکے اوٹھے اور اپنے خیمہ مین جاکر بہت روئے مگر نابینا تھے جاتے کہان مگر دل مین یہ عہد کر لیا کہ اب دربار مین نہ جاونگا اگر شاید فضل خدا ہوا اور میرے شہریار باوقار کا پتا ملا تو اوسکی خدمت مین چلا جاونگا ورنہ تاحیات اب بارگاہ مین قدم نہ رکھونگا ہان اگر خداوند کریم نے آنکھین روشن کردین تو اس ہندی کو زبان درازی کا مزا چکھاونگا نوک نیزہ سے زبان چھید دونگا لیکن لندھور نے اپنے آنے کی کیفیت صاحبقران سے بیان کی کہ اس طور سے مین ہندوستان سے چلا اور پتا لشکر اسلام کا پوچھتا ہوا قریب بیابان نہ طاق کے پہونچ چکا تھا اور مین شکار زیادہ نظر آیا مین نے خیال کیا کہ اب قریب تو پہونچ چکے ہین ایک دوروز شکار مین دل کو بہلانا چاہیئے یہ سوچکر وہین قیام کیا یہ پانچ ہزار سوار جو میرے ساتھ یہان تک آئے یہی ہمراہ تھے باقی لشکر پیچھے ہے غرضکہ دن بھر شکار کھیلا جب وقت شب کا ہوا اور مین بستر پر سویا عالم رویا مین والد ماجد کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین مینے تسلیم عرض کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ تو انتقال فرما چکے ہین فرمایا کہ ہان زندگی مین بھی امیر حمزہ عالیمقام کی غلامی کی خداوند کریم نے بعد ازمرگ بھی اونکو ملادیا جناب امیر حمزہ صاحبقران اور شیرویہ عالیمقام شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی و شاہزادہ ملک قاسم و مالک اشتر وغیرہ مع بادشاہ سعد بن قباد و شہریار و قباد شہریار یہ سب صاحب اک باغ جنت نظیر مین ہین عبادت الہی مین بسر کیا کرتے ہین جسطرح دنیا مین یہ سب صاحب ایکجا تھے اوسیطرح اب جنت مین ہین بلکہ اوس سے بہتر طور سے ہین اس لیئے کہ زندگی مین تو کبھی علیحدہ بھی ہوجایا کرتے تھے کبھی زخمی ہوتے کبھی اچھے ہوتے تھے کبھی لڑائی کبھی صلح کبھی وصل عزیزان سے دلشاد اور کبھی ہجر یگانگان سے پریشانی مگر اب نہ بیمار ہین نہ خوف مرض ہے نہ فرقت کسی کی ہے نہ جھگڑا نہ فساد سب بکھیڑون سے نجات ہے

رہنے کو قصر سب کے علیحدہ علیحدہ ہین لیکن اسقدر قریب کہ گویا ہر وقت پاس ہین جن نازنینون کے نوجوانون نے انتقال
کیا ہے وہ اونکے ہمراہ ہین مثلاً ملکہ شہر نگار اسیر کی خدمت مین ملکہ رابعہ الماس پوش مادر علمشاہ
رومی و ملکہ گوہر ملک گلشن افروز شاہزادہ بدیع الزمان کی خدمت مین ملکہ گیتی افروز و ملکہ
صنم سیہ پوش شاہزادہ ملک قاسم کے پہلو مین غرضکہ ہر شخص کا ناموس اوسکے ہمراہ ہے نہ کوئی
غم ہے نہ صدمہ ہے سوا اسکے کہ جو اولاد دنیا مین ہے اوسپر کوئی مصیبت ہوتی ہے تو روح بےچین ہوتی ہے
مین نے عرض کیا کہ مین آپکی دعا سے بہت اچھی طرح ہون اور خدمت مین اپنے آقا شاہزادہ بدیع الملک
کے حاضر ہون اونہون نے ارشاد کیا کہ ہان یہ تو مجکو بھی معلوم ہے کہ تم اچھی طرح ہو اور لیکن تمہارا
آقازادہ و ولی نعمت یعنی صاحبقران ثالث اور تمام سرگروہان و سرداران نامی و گرامی مع کل لشکر کے
نابینا ہوگئے ہین اور یہ حالت سحر سے ہوئی ہے انشاء اللہ برطرف ہوجائے گی مگر زمانہ اوسکا ابھی
دور ہے اور اسوقت تقدیر گردش مین ہے تمہارے آقا پر مصیبت ہے کفار برسر پرخاش مین سامان
قتل ہو رہا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ اور جان نثاری کرو ورنہ اونکو تو ہر طرح حافظ حقیقی بچائیگا لیکن
یہ نیک نامی تمہارے نامۂ اعمال سے خارج ہوجائیگی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھلگئی وقت صبح کا تھا
مینے اوٹھکر نماز پڑھی اور جو پانچ ہزار سوار اوسوقت میرے ہمراہ تھے اونکو لیکر کوچ کیا تو یہان
اوسوقت پہونچا کہ جنگ مغلوبہ تھی اور آفات ہر وار خونخوار مارا جاچکا تھا سہراب جنگ آزمودہ
قریب صاحبقران پہونچ چکا تھا لیکن قضا اوسکی میرے ہاتھ سے تھی کہ مین پہونچ گیا اور اوسکو
قتل کیا یہی ذکر تھا کہ جوڑی بہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و
ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ بہرام فیل سوار اور عفریت دیوزاد کہ دونون نہایت
زبردست روزگار ہین آفات ہر وار خونخوار و سہراب جنگ آزمودہ کے خون کا قصاص
لینے کے ارادے سے چلے آئے ہین بیالیس ہزار کا لشکر دونون کے ہمراہ ہے یہ ذکر سنکر لندہور
ثانی مع اون سرداران کے کہ بیٹھے تھے اوٹھے اور صحرا کیطرف دیکھنے لگے یکایک جانب بیابان
سے ستون گرد بلند ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوگئے اور دل گرد سے یہ دونون پہلوان
یعنی بہرام فیل سوار و عفریت دیوصورت پیدا ہوئے عقب مین انکے لشکر گران
جسوقت بیابان نہ طاق مین داخل ہوئے مرکبون کو روکا خیمہ اپنے اپنے مقام مناسب پر تجویز کرکے
نصب کئے لشکر اوترا اسکے بعد اور گرد اوڑی اور لشکر لندہور ثانی کا جو باقی رہگیا تھا آکر لشکر
اسلام مین شامل ہوا بارگاہ نصب ہوئی خیمہ استادہ ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہوگئی
تھی لندہور واپس آئے اور یہ تمام چشم دید واقعات سامنے بادشاہ اسلام و صاحبقران کے
عرض کئے لیکن وہان بہرام فیل سوار و عفریت دیوصورت خشم آلودہ خیمون مین داخل
ہوئے اور شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ
اسلام نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل یزدان و تائید سبحان نقارہ رزمی بجے اسطرف بھی
کوس حربی کی آواز سن مین آیا دونون طرف سے صدائے کوس حربی بلند ہوئے تیاری جنگ
دونون لشکرون مین ہونے لگی یہان تک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور زمانہ شب سے
صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چہچہے طائران خوش الحان کے چہکنے کی صدا مین آئے نمازی
مصروف طاعت الٰہی ہوئے کفار مین شور ناقوس بلند ہوا غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ

عبادت سے فرصت کر کے میدان حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے غول کے غول غٹ کے غٹ دستہ کے دستہ
پرے کے پرے فشون کے فشون آکر جمع ہوئے صفین آراستہ ہوئین آج لشکر اسلام مین آگے
لشکر ہندوستان صف بستہ ہے عقب مین فوج اور سردارون کی ہے آگے لندھور ثانی مرکب
پر سوار ہین فیل کسا ہوا علیحدہ کھڑا ہے گرز گران ارابہ پر رکھا ہوا ہے بادشاہ اسلام کا تخت
قلب لشکر مین قائم ہوا ہے امیر برتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے لشکر سے مرکب
پر سوار ہین اور سردارون کو منع بھی فرمادیا ہے کہ جب آپ لوگ نہ لڑنے کے قابل ہین نہ میدان جنگ
کا تماشہ دیکھ سکتے ہین تو زحمت اوٹھانے سے کیا حاصل ہے بعض پھر بھی ہمراہ رکاب ہین بعض اپنے اپنے
خیمہ مین ہین اودھر بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت فیل وکرگدن پر سوار میدان
مین کھڑے ہین پشت پر لشکر صف بستہ ہے جبکہ دونون جانب صف بندی ہو چکی اور نقیب نہیب
دیکر نکل گئے بہرام فیل سوار نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور میدان مین آکر لندھور کو آواز دی
کہ مین نے سنا ہے کہ تو کہ صاحبقران گرز کہلاتا ہے اور اسلام مین تجھ سے بہتر گرز باز نہین ہے
مجھے نہایت اشتیاق ہے تیرے مقابلہ کا اسلیے کہ خداوند اکوان نے مجھے بھی وہ زور و طاقت عنایت
کی ہے کہ اگر چاہون تو ضرب گرز سے پہاڑ کو ہلا دون یہ سنکر لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے
اجازت جنگ لیکر مرکب سے اوترے اپنے فیل پر سوار ہوئے گرز ارابے پر سے اوٹھا لیا سامنے
بہرام کے آکر آواز دی کہ اے بہرام مجھے بھی تیرے مقابلہ کا شوق پیدا ہوا۔ تیرا بیان ہے کہ
مجھے خداوند اکوان نے بہت زبردست پیدا کیا ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ مجکو میرے خدا نے کافرون
کے واسطے ملک الموت پیدا کیا ہے بس آج ہی امتحان ہو جائے کہ میرا خدا زبردست ہے یا
تیرا خدا اگر مین تجھپر غالب آؤن تو میرا خدا زبردست ہی اور تو مجھپر غالب آئے تو تیرا خدا برحق ہے
بہرام نے کہا مجھے منظور ہے۔ اور کہا لندھور سے کہ وار کرو لندھور نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ
نہین ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہان اگر حافظ برحق تمہارے وار سے
بچا ئیگا تو دیکھا جائیگا بہرام نے کہا کہ ایسا نہو کہ تمہارے دل کی دل ہی مین رہجائے اور ایک ہی وار مین کام تمہارا
تمام ہو جائے لندھور نے کہا اسکی پروا نہین جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ غرور تیرا سر نیچا کریگا یہ
سنکر بہرام نے گرز اپنا بلند کیا اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور پر وار کیا
لندھور نے گرز اپنا اوٹھا کر گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ایک شعلہ فلک کو نکل گیا
تتق گرد بلند ہوا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم وبست کردم لندھور نے تتق سے نکلکر آواز دی کہ کرا
زدی و کرا بست کردی ای حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی سہ

تو ضربی زدی ضرب مالوش کن ؛	ہمہ شادی از دل فراموش کن ؛

یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو برچہ کوہ ستر ہ سو من کے ضرب کا وار کیا بہرام گرز
کو بلند کرکے چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ
فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا فیل نے ایک چیخ ماری لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہاتھ اکھڑ گئے بہرام نے
بمشکل اپنے کو بچایا اور فیل سے کود کر علیحدہ ہوا جسوقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ بہرام زمین پر
بیہوش پڑا ہے آواز دی لشکر کفار کو کہ آؤ اور اسے اوٹھا لیجاؤ لوگ دوڑے اور بہرام کو اوٹھا
لے گئے یہ قوت لندھور کی دیکھکر عفریت دیو صورت لقا کانپ اوٹھا اور دل مین سوچنے لگا

سر برا ہونا دشوار ہے اب عقل سے کام لینا چاہیئے جسطرح ممکن ہو دشمن کو زیر کریئے بقول سعدیؒ ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن		کہ جاہا سپر باید انداختن ؛		

یہ سوچکر طبل بازگشت بجواکر میدان سے پھر گیا ادہر اہل اسلام نعرے خوشی کے بلند کرتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے سرداروں نے پوشاک رزم اوتارکی لباس بزم پہنا اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے لیکن وہان عفریت جو واپس گیا ہے نہایت متردد ہے عیار کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوا کہا کہ اے ابلیس مکار اگر تو آج اُس خدا پرست کو کہ جس نے بہرام کو زخمی کیا ہے گرفتار کر کے لادے تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ آجتک کبھی نہ دیا ہو ابلیس نے عرض کی کہ اگر جہاں خداوند اکوان سے اور اقبال آپکا یاور ہے تو آج ہی شب کو چرالاؤنگا غرضکہ دن انتظار مین تمام ہوا اور وقت شب کا ہوا۔ ابلیس مکار لباس شبروی تن پر آراستہ کر کے جانب لشکر اسلام بقصد گرفتاری لندھور روانہ ہوا یہان عفریت دیو صورت عیادت کے واسطے خیمہ مین بہرام کے آیا۔ بہرام بستر پر پڑا ہوا تھا کمنگرون نے دونون شانے درست کیئے تھے رفیق گرد و پیش جمع ہین بہرام تعریف لندھور کی کر رہا ہے اتنے مین عفریت دیو صورت پہونچا اور بطریق اکوان پرستان سلام کیا مزاج پرسی کی بہرام نے کہا کہ اچھا ہون عفریت نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے تخلیہ چاہتا ہون بہرام نے اور لوگون کو ہٹا دیا جسوقت عفریت و بہرام تنہا ہوئے باتین ہونے لگین عفریت نے بہرام سے کہا کہ بادشاہ ہندوستان بڑا زبردست جوان معلوم ہوتا ہے کہ تم سے پہلوان کو اوسنے ایک ضرب گرز سے بیکار کر دیا بہرام نے کہا اسمین شک نہین کہ مجھ سے ایسے بہادر سے کبھی مقابلہ نہین علاوہ زبردست ہونے کے اوسکا خلق اتنے دیکھا کہ دشمن پر قابو پاکر خود چھوڑ دیا اگر ایک وار وہ اور کرتا کام میرا تمام ہوجاتا مجھے جسوقت ہوش آیا اور مین نے اپنے رفیقون کی جانبازی پر تعریف کی کہ ایسے دشمن زبردست کے پنجہ سے چھڑایا تو اونلوگون نے کہا کہ ہم مین اتنی جرائت و ہمت نہ تھی کہ ہم لندھور کے ہاتھ سے بچا سکتے اوسنے خود آواز دی کہ آکر اوٹھا لے جاؤ اوسوقت ہم لوگ پہونچے تو آپکو بیہوش پایا کیون عفریت اگر تم اسطرح دشمن کو پست کرتے تو بغیر قتل یا گرفتار کیئے ہوئے چھوڑ دیتے عفریت نے کہا کہ اسمین شک نہین ہے ہم تو ایسا کبھی نہ کرتے اول تو قتل کرڈالتے ورنہ گرفتار کرانے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے جسوقت عفریت نے یہ دیکھا کہ بہرام لندھور کا دم بھر رہا ہے جو کچھ سوچکر آیا تھا وہ نہ کہا اور باتین کرنے لگا بہرام سے پوچھا کہ اے پہلوان اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا کہ اصل امر تو یہ ہے کہ مین لندھور سے شرط ہار چکا ہون اور سپاہیون کی زبان ایک ہے میرے اوسکے یہ شرط ہوئی تھی کہ جو جس سے زیر ہو اوسکا دین اختیار کرے لہذا یہ معاملہ مذہب کا آپڑا ہے اس سے اتنی آڑ اور بکڑ ہی ہے کہ بعد صحت پانے کے لندھور سے پھر مقابلہ کرونگا اور ابکی علاوہ گرز سے اور حربون سے کام لونگا اگر غالب آیا فہو المراد ورنہ اوسکا دین اختیار کرونگا اپنے قول سے نہ پھرونگا اگر میرا خداوند زبردست تھا تو مجھے کیون نہ بچایا عفریت نے جو یہ تیور بہرام کے دیکھے پہلے تو سمجھا یا جب دیکھا کہ یہ راہ پر آتا نہین معلوم ہوتا بہرام سے رخصت ہوا بہرام نے پوچھا اسے عفریت یہ نہ معلوم ہوا کہ تمنے تخلیہ کی خواہش کسواسطے ظاہر کی تھی جسقدر باتین ہوئین اتنین تو تخلیہ کا کوئی کام نہ تھا عفریت نے کہا کہ اک تدبیر میرے ذہن مین آئی تھی مگر اب مین نے اپنا ارادہ خود روک بہرام نے پوچھا کہ وہ کیا ارادہ تھا عفریت نے کہا اس قصد کو فسخ کیا اوسکا ظاہر کرنا بیکار ہے بہرام خاموش ہو رہا اور عفریت وہان سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آیا اور دل سے کہا کہ بھلے کو مین ہر

گرفتاری لندھور کا اظہار بہرام سے نہین کیا تھا پہلے میرا قصد تھا کہ اس کام کو ہم اور بہرام ملکر انجام دین
اور بختیارک کی راے سے بھی شریک کرین مگر بہرام کا وہ رنگ ہی بختیارک نہین معلوم کیا کھلے اس سے
بہتر یہی ہے کہ اب اخفاے راز کی کوشش کیجائے اظہار اچھا نہین ایسا نہو کام مین خرابی واقع ہو
یہ سوچکر داخل خیمہ ہوا انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا لیکن اب حال ابلیس مکار عیار عفریت دیوصورت
کا سنیئے کہ جسوقت یہ لشکر اسلام مین پہونچا صورت اپنی اک فقیر نابینا کی ایسی بنائی جھولی گلے مین لٹکا ن کاسہ
گدائی کا ہاتھ مین لیا بطور خدا پرستان سوال کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا دو پہر اتین تمام لشکر کو اچھے
طور سے دیکھ لیا خیمہ ہر سردار کا دریافت کر لیا اب یہ متصل خیمہ لندھور کے اندھا بنا ہوا راہ مین بیٹھا
ہے وہان لشکر کفار مین بھی چند عیار لشکر اسلام کے گئے ہوئے ہین اس لیئے کہ طبل جنگ
کیون نہین بجا اور ارادہ عفریت دیوصورت کا کیا ہے عیارون نے جاکر ہر چند دریافت کیا
کوئی سبب نہ معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عفریت نے اپنے قصد سے کسی کو مطلع نہ کیا تھا نہ
کوئی تازہ بات تھی جسپر غور کیا جاتا اونھون نے آکر اطمینان ظاہر کیا یہان دربار بادشاہ اسلام
نے برخاست کیا داخل محل تنہا ہی ہوئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے ہر سردار
اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا لندھور اپنے خیمہ کیطرف آگے آگے مشعل روشن ہے سواری
بادشاہ ہندوستان کی چلی آتی ہے یکایک کوئی شخص زور سے چلایا کہ ہائے کچل ڈالا اور مار ڈالا
خداوند القوان لوگون کو بھی اندھا کر جیسا یہ ہم اندھون کو ستاتے ہین جب یہ آنکھون سے کام نہین لیتے
تو تو نے انھین آنکھین کیون عطا کی ہین یہ شور سنکر لندھور نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے بیان
کیا کہ حضور ایک اندھا فقیر بیچ رستے مین بیٹھا تھا اسوجہ سے کچل گیا لندھور کو رحم آیا اور اوس سے
کہا کہ تو اندھا ہے تو کنارے کیون نہین بیٹھتا اوس نے جواب دیا کہ آپ آنکھون والے ہین تو
دیکھکر کیون نہین چلتے بعض نے کہا کہ تو کسقدر بڑا ہے اگر آنکھین ہوتین تو خدا معلوم کیا غضب
کرتا اوس نے جواب دیا کہ تم اندھے ہوتے تو تمھین بھیک مانگے نہ ملتی لوگون نے قصد اوسے
مارنے کا کیا ایک آدھ نے چپت لگا دی اوسنے دوہائی دی اور چلایا کہ دوہائی مالک کی ارے ان سبکا
کوئی سردار و مالک بھی ہے یا نہین کہ مجھ اندھے کو مارے ڈالتے ہین ذرا سے چھو دینے مین اسنے
قیامت برپا کردی وہ فیل مچائے کہ جسکی حد نہین لندھور نے سبکو منع کیا اور کہا کہ اس اندھے کو ساتھ
لیتے آو بحکم لندھور لوگ اوسے ہمراہ لیکر نزدیک خیمہ لندھور آئے لندھور مرکب سے اوتر کر
داخل خیمہ ہوئے اندھے کو بھی اپنے خیمہ مین بلا لیا لوگون سے کہا کہ دیکھو اسکے کہین زیادہ تو چوٹ
نہین آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہین اور اندھے کی یہ حالت ہے کہ کراہ رہا ہے کبھی یہ پسلی پکڑ لیتا
ہے کبھی وہ پسلی دباتا ہے لندھور نے کہا جہان چوٹ آئی ہو وہان سینکو یہ نابینا ہے اسکی خدمت
کرنا ثواب ہے وہ خواص جو سمجھ چکے تھے کہ یہ بنا ہوا ہے چوٹ کچھ بھی نہین ہے معلوم ہوتا ہے ایسلئے
فیل کر رہا ہے کہ کچھ ملے دل مین کہہ رہے ہین کہ آجکل تو اندھون کا بازار کھلا ہوا ہے کوئی کہانتک
ثواب کمائے اس اندھے سے تو اون اندھون کیخدمت مین زیادہ ثواب ہے یہ تو ایک ننھا سا
اندھا ہے یہان تو بڑے بڑے اندھے موجود ہین وہ کون کہ بادشاہ اسلام صاحبقران شہنشاہ
گوہر کلاہ کیسے کیسے اندھے ہین دل مین جل رہے ہین مگر حکم سے مالک کے مجبور ہین جب کچھ دیر
پسلیان سینکی جاچکین اس فقیر نے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے اب ان لوگون کو منع کیجیئے اسوا سطے کہ

پسلیاں میری جلی جاتیں ہین یہ لوگ خدا جانے مجھ سے کہاں کی عداوت رکھتے ہین کہ سینکنے کے بدلے جلائے
دیتے ہین لندھور اون لوگون کو ڈانٹتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا نہو غضب خدا مین مبتلا ہو اور بے
اندھے کو آزار دیتے ہو اودھر اندھا کہہ رہا ہے کہ حضور بس اب مجھے یہین پڑا رہنے دیجئے رات
اب زیادہ آئی ہے ورنہ یہ لوگ آپکے سامنے تو اسطرح پیش آ رہے ہین اکیلا پاکر تو مجھے مار ہی ڈالین گے
صبح کو مین ٹٹولتا ہوا یہان سے کہین چلا جاؤنگا لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اور خاصہ طلب کیا
اوسی مین سے اس اندھے کو بھی دیا بعد خاصہ نوش کرنے کے آرام کیا یہ اندھا بھی کھانا زہر مار کرکے
وہین اوسیجگہہ لنڈھک رہا لیکن یہ فقیر فی الحقیقت تو اندھا ہے نہین یہ وہی مہتر ابلیس مکا عیار ہے کہ
عفریت سے وعدہ گرفتاری لندھور کا کرکے آیا ہے جبکا پڑا ہوا ہے آنکھین گہیائے ہوئے
دیکھ رہا ہے جسوقت اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آئی ہے اور باری دار جھوم رہے ہین نیند کا غلبہ ہے
اور پہرے والے بھی اونگھ رہے ہین بس اسنے وہین سے بڑے بڑے پروانے بیہوشی کے
اوڑائے کہ وہ شمع پر گرے اور جلے دھوان اونکا خیمہ مین گھٹا جسقدر باری دار تھے سب چھینکین
مار مار کر بیہوش ہوگئے اوسوقت یہ اپنے مقام سے اوٹھا اور ہاتھ پر کفچہ عیاری چڑھا کر قریب
لندھور کے گیا ساڑھے تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونکدی لندھور چھینک مار کر بیہوش
ہوئے اسنے اوسیوقت چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا پشت پر لگایا اور پشت خیمہ کے قنات
چاک کرکے روانہ ہوا آتے وقت اسنے راستون کو سمجھ لیا تھا ہر مقام پر پہرے والون کی نگاہون سے
بچتا ہوا حد لشکر کو طے کرکے طلایہ گشت سے بچکر اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا کوئی پہر بھر رات
باقی ہوگی کہ لشکر عفریت دیو صورت مین پہونچا وہان وہ ابلیس کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک سامنے
سے ابلیس پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب آپ
اپنا وعدہ پورا کیجیے یہ سنکر عفریت بہت خوش ہوا اور ابلیس کو انعام کثیر دیکر اوسیوقت آہنگر
کو بلاکر ہتکڑیان بیڑیان طوق و زنجیر وغیرہ سے مسلسل کرکے پاس سمواٰت تاجدار کے روانہ
کیا کہ اسکی گرفتاری کی بو نہ پہونچے ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام آکر رہا کر لیجائین اور ایک پرچہ بطور
عرضی کے لکھکر ہمراہ بھیجا کہ مین نے اسکو سرمیدان زیر کیا اب حاضر حضور کرتا ہون جیسا مناسب حق
مین ہو لندھور کے کیجیے اب قید لندھور کی جانب ملک سمواتیہ روانہ ہوتی ہے لیکن یہان
کا حال سنئے کہ جسوقت صبح ہوئی اور سرد ہوا سے باری دار ہوشیار ہوئے مالک کو اپنے
مسہری پر نہ پایا نہایت حیران ہوئے کہ آقا ہمارے کہان چلے گئے پہلے تو یہ خیال کیا کہ ہم لوگ
آج سو گئے وقت نماز منقضی ہوگیا شاید آقا ہمارے کسی دوسرے خیمہ مین نماز پڑھتے ہون
لیکن اچھا نہوا آج ہمپر عتاب ضرور آئیگا کہ تم لوگ اسقدر غافل سوتے ہو کہ خبر بھی نہین رہتی
لیکن جب تلاش کیا تو کہین پتا لندھور کا نہ ملا روتے ہوئے خدمت مین امیر با توقیر و
بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا ہمارے گم ہوگئے لیکن پتا نہین ملتا بادشاہ
نے اوسیوقت عیارون کو برائے تلاش دھر گیری روانہ کیا اب انکو تو اسی حال مین چھوڑئیے لیکن قصہ
کا داستان حیرت نشان عبرت عنوان لندھور ثانی کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت قید
لندھور کی ملک سمواتیہ مین پہونچی شہر مین ایک دھوم مچ گئی کہ کوئی خدا پرست جو نہایت زبردست
تھا اور قاتل تھا شہر اسپ جنگ آزمودہ کا اوسکو عفریت دیو صورت نے گرفتار کرکے

بیجا ہے بعضے کہتے ہین کہ عفریت دیوصورت۔ سہراب جنگ آزمودہ سے زیادہ زبردست تو ہے نہین یہان جب آپسمین آزمایش ہوتی تھی تو سہراب ہی زبردست پڑتا تھا پھر یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص سہراب جنگ آزمودہ پر غالب آئے وہ عفریت دیوصورت سے مغلوب ہوجائے بعضون نے کہا کہ پھر اسمین تعجب کی زیادہ کیا ضرورت ہے تلوار کی دھار کے آگے زبردست کمزور سب برابر ہین ممکن ہے کہ سہراب تلوار سے مارا گیا ہو اور کشتی مین عفریت اوسکے قاتل پر غالب آیا ہو یہان تو اسطرح کی باتین ہو رہی ہین لیکن وہان دربار سمٰوات تاجدار کا آراستہ ہے سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دنگلون کرسیون پر متمکن ہین جام شراب ناب کو گردش ہے ذکر خداپرستون کا ہو رہا ہے جب سے کہ لاشین آفات سردار خوار اور سہراب جنگ آزمودہ کی آئی ہین اوسوقت سے بادشاہ نہایت غمگین ہے سردار گرد و پیش جمع ہین کہ جنکے نام وقت ضرورت بیان کیئے جائینگے وزیر بادشاہ کا کہہ رہا ہے کہ آپنے اچھا نہ کیا کہ ان خداپرستون سے بھڑ پڑے بیٹھنا دشوار ہوجائیگا کیا آپنے سنا نہین کہ ان خداپرستون نے کیسے کیسے ملک برباد کر دیئے کتنے خداوندیون کو خاک مین ملا دیا دیکھا آپ نے کہ یہ دونون سردار آپکے کیسے زبردست تھے انھین سے ایک کو خود صاحبقران نے اندھیرے کی حالت مین کسطرح مارا کہ عقل نہین کام کرتی ہے دوسرا ہاتھ سے لندھور ثانی کے مارا گیا سنا ہی کہ لندھور زینت بارگاہ صاحبقرانی ہی بادشاہ ہندوستان ہے صرف لندھور کی فوج بھی تو آپ کے لشکر سے زیادہ ہی ہان یہ ضرور ہی کہ جسقدر پہلوانان زبردست آپ کے ملک مین ہین ایسے پہلوان کسی بادشاہ کے یہان نہونگے لیکن خیال تو فرمایئے کہ لشکر اسلام مین تمام دنیا کے منتخب پہلوان جمع ہین سمٰوات تاجدار کے دماغ مین ایسا خلل آیا ہوا ہے کہ وزیر کی پند کا اولٹا اثر ہوتا ہے کچھ سماعت نہین کرتا اور پہلوان اور سردار جو جہالت کے پتلے ہین بادشاہ کے دماغ کو بیہودہ گوئی سے اور بگاڑے ہوئے ہین قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر کہ یہ دونون بھائی نہایت زبردست ہین انھون نے دعوی کیا ہے کہ ہم صاحبقران کو سر میدان باندھ لائینگے الماس اژدرگیر اور قیماس اژدرگیر انھین بھی اپنے زور طاقت پر بہت کچھ گھمنڈ ہے معروید رویین تن اور عفور رویین تن انکو اپنے رویین تن ہونے پر بھروسا ہی کہ تلوار انپر اثر نہین کرتی کوئی حربہ اونکے جسم کو بگاڑ نہین سکتا ہے یہ کہتے ہین کہ ہم لشکر صاحبقران کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دینگے غرضکہ ہر ایک کو غرور و تکبر نے اندھا کر رکھا ہے سمٰوات تاجدار وزیر سے کہہ رہا ہے کہ اے ہوشمند دانا تم کہتے ہو کہ خداپرستون نے بڑے بڑے سلطنتین تباہ کر دین اور خداوندیان مٹا دین یہ سب سچ ہے مگر اوسوقت کی حالت دوسری تھی ایک تو ویسے زبردست لشکر خداپرستان مین اب نہین ہین جیسے کہ قبل اسکے تھے یعنے حمزۂ اول و حمزۂ ثانی جو کہ صاحبقران زبردست تھے اب ایک پوتا اونھین حمزہ کا دعوائے صاحبقرانی کرتا پھرتا ہے نہ یہ ویسا زبردست ہے نہ ویسا آزمودہ کار ہے نہ ویسے سامان اسکو مہیا ہین نہ ویسے رفیق اسکے زبردست ہین جیسے حمزۂ اول و ثانی کے تھے سنا ہے کہ حمزۂ اول کے دو بیٹے عمر بن حمزۂ ثانی اور رعدشاہ رومی داماد حمزہ کا کرب غازی رفیق اونکا لندھور اول تا انکے و غیرہ یہ تمام اور بیٹے پوتے عمرو سا عیار علاوہ ان سب باتون کے اوسکا اقبال بھی زبردست تھا بدیع الملک

ہر چند کہ زبردست روزگار ہے مگر اسکے ساتھ ویسے رفقا نہین ہین نہ اسکا اقبال ویسا ہے اسواسطے کہ
حمزۂ اول پر جو مصیبت پڑی وہ بہت جلد دفع ہوتی کوئی نہ کوئی مددگار آگیا انکی یہ حالت
ہے کہ اندھے بنے بیٹھے ہین اور کوئی خبر کا لینے والا نہین ہے ایک لندھور آیا ہے جو حفاظت
کر رہا ہے جسوقت لندھور مارا جائیگا اوسوقت کوئی اتنا بھی تو نہ ہوگا کہ بدیع الملک
کے دفن وکفن کا سامان کرے اور وہ خداوندیان جو کہ خداپرستون نے برباد کردین وہ باطل ہین
اور ہمارا خدا کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے اوسکو کون مٹا سکتا ہے وہ خود سبکا پیدا کرنے والا
اور مٹانے والا ہے اگر ایسے خیالات تمھارے ہین تو یقین ہے کہ تمپر عتاب خداوندی نازل
ہوگا کہ کیا تم خداپرستون کو اپنے خداوند سے زبردست سمجھتے ہو جو ایسے خیالات تمھارے
دل مین آتے ہین وزیر خاموش ہو رہا کہ نصیحت تیری کارگر نہوگی اور اب اس سلطنت
کی تباہی کا زمانہ آگیا جو کچھ تقدیر دکھائے آنکھون سے دیکھو زبان نہ ہلاؤ یہ سرداران مغرور بادشاہ
کو فقیر بنا کر چھوڑینگے اور جسوقت خداپرست آپڑینگے تو کسی کے بنائے کچھ نہ بنے گی یہان یہ ذکر
ہو ہی رہے تھے کہ یکایک ہرکارون نے آکر عرض کی کہ قید لندھور کی آئی ہے عفریت دیو مہوش
نے لندھور کو باندھکر بھیجدیا ہے یہ سننا تھا کہ بادشاہ اوچھل پڑا اور ہوشمند دانا کیطرف دیکھکر
کہا کہ دیکھا تم نے جتنا کھٹکا تھا وہ بھی نکل گیا ایک ادنی ملازم نے میرے لندھور کو باندھکر
بھیجدیا اب اور سردارون کی کیا حقیقت رہی سنا ہے کہ بارگاہ صاحبقران مین اس سے بڑھکر
زبردست پہلوان نہین ہے وزیر نے تو گردن جھکالی لیکن اوسکو سکوت اس بات کا ہے کہ واقعی لندھور
بڑا زبردست جوان ہے عفریت نے کیونکر اوسے زیر کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا غرضکہ جسوقت قید لندھور
کی آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ ابتو یہ آپ کی قید مین ہے
جسوقت چاہئیگا قتل کرڈالیئے گا لیکن خداپرست کا خون اس زمین پر گرنا اچھا نہین ہے بزرگون سے
سنتے آئے ہین کہ جہان خون خداپرستون کا گریگا وہ زمین خراب ہوجائینگی اور کبھی سرسبز نہوگی
اسکے سوا پرچہ نویس برابر لکھ رہے ہین کہ رعایا کو قتل لندھور کا نہایت اشتیاق ہے اگر مناسب
ہو تو بیرون شہر میدان خونی کے آراستہ ہونے کا حکم فرمایئے اور شہر کے باہر اس خداپرست
کو قتل کیجیئے یہ رائے سبکو پسند آئی اور تیاری میدان خونی کی ہونے لگی لندھور کو زندان خانہ
مین بھیجدیا بادشاہ کو آفات سردار خونخوار اور سہراب جنگ آزمودہ کا بہت بڑا رنج تھا
لیکن جبسے قید لندھور کی آئی ہے وہ غم غلط ہوگیا ہے بادشاہ نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو قتل کرکے سر اسکا
نذر خداوند کو روانہ کرونگا اور آپ اس خوشی مین جشن کرونگا جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل بیرون شہر
جانب مشرق صحرائے مشرقیہ مین لندھور قتل کیا جائیگا تماشائیون نے آج ہی سے چلنے کا سامان کردیا
گروہ کے گروہ روانہ ہونے لگے گویا تمام شہر خالی ہوگیا سوا اُن لوگون کے کہ جو زیادہ ضعیف تھے یا اپاہج
تھے یا عورتین یا وہ لوگ جو مقید تھے وہ تو باقی رہگئے باقی سب برائے تماشائے قتل لندھور
روانہ ہوئے ایک میلے کی سی کیفیت تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اور شہر مین سناٹا ہوگیا خاک
اوڑ رہی تھی دوسرے روز صبح تک یہ تمام صحرا آدمیون سے مملو ہوگیا اب شاہی فوجون کی آمد شروع
ہوئی پہلے فیروز ناوک انداز چالیس ہزار ناوک اندازون سے بارگاہ شاہی ہمراہ لیئے ہوئے
آکر پہونچا اور مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرائی کرسیان زنگل قرینے سے لگائے گئے

بعد اسکے قیوان شیر سپر اور لقمان شیر سپر چالیس چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور خیمہ زن ہوئے انکے بعد قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر اپنے لشکر سمیت آئے بعد اسکے معرور رویین تن اور منصور رویین تن آئے انکے بعد اور ہزار آیا کیے آخر مین سواری بادشاہ کی معہ قید لندھور کی آئی گرد ارابہ لندھور کے جلادان مریخ صورت سرخ پوشاکین پہنے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے اور خونخوار مردم در بیس ہزار سوار سے برائے حفاظت قید ہمراہ ہی سب آکر پہونچے لیکن جسوقت سواری بادشاہ کی مع قید لندھور آئی ہے تو یہ حالت تھی کہ تماشائی کچلے جاتے تھے مگر ہٹتے نہ تھے ہر طرف اک عجب عالم تھا کہ کٹورہ کھنک رہا تھا دوکانین لگی ہوئین تھین میلے کا سمان نظر آتا تھا ہر چند کہ اس صحرا مین بعد سال بھر کے اک میلا ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ وادی نہایت پر فضا ہے مگر ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا کہ تمام افواج شاہی ہر چہار طرف سے بارگاہ کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے میدان مین دار استادہ کی گئی ہے گرد اوسکے ناوک انداز جمع ہین بادشاہ تخت پر جلوہ افگن ہے گرد سرداران نامی وگرامی کا مجمع ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ آج بادشاہ ہندوستان قتل کیا جائیگا اتنے مین سموات شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ قیدی کو اوسیوقت جلاد لندھور کو طوق وزنجیر مین مسلسل اپنے ہمراہ پاپیادہ لیکر حاضر ہوئے لیکن جسوقت سے لندھور گرفتار ہوکر آتے ہین تو پہلے آنکھ انکی راہ مین کھلی تھی اپنے کو اک ارابہ پر مقید دیکھا اور ہر چہار طرف سوا صحرا کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہان کچھ لوگ جو اس قید کو لیے جاتے تھے وہ تو انسان معلوم ہوتے تھے باقی سوا شجر و حجر کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ عیار جو اس قید کے ہمراہ تھا لندھور کو ہوشیار دیکھکر قریب آیا اور بیہوشی سنگھادی دوبارہ آنکھ لندھور کی زندانخانہ مین کھلی اپنی حالت دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون سر بارہ جب اس دربار مین لانے کیواسطے ہوشیار کیئے گئے ہین تو آنکھ کھلی ہے لندھور نے خواب سمجھکر آنکھ بند کرنا چاہی تھی کہ خونخوار مردم در نے آواز دی کہ او خدا پرست یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے چل تجھے بادشاہ نے سزائے موت دینے کے واسطے طلب کیا ہے تو ہی نے سہراب جنگ آزمودہ کو مارا تھا اسوقت کی خبر تجکو نہ تھی سہراب میرا چچا زاد بھائی تھا جسکو تو نے بیرحمی سے قتل کیا تجھے کچھ اوسکی جوانی پر افسوس نہ آیا دیکھ تو مین نے بھی تیرے قتل کا وہ سامان کیا ہے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے یہ کہکر لندھور کو لیکر اپنے ہمراہ سامنے بادشاہ کے آیا لندھور حیرت سے منھ ہر شخص کا دیکھ رہی ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مین کہان آگیا اور کیونکر یہانتک پہونچا اسوقت بارگاہ سموات شاہ مین جام شراب ناب کو گردش ہے دور چل رہا ہے سردار ونکا مجمع ہے قریب تخت ذنگل قیوان شیر سپر کا ہے اور یہ ملعون شراب پی رہا ہے جام اسکے ہاتھ مین ہے ساقی بھر بھر کر دے رہا ہے آنکھین اسکی سرخ ہو رہی ہین بس لندھور نے جو یہ حالت دیکھی یقین ہوا کہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے اور اب انکو خیال آیا کہ وہ فقیر نابینا جسپر مین نے رحم کیا تھا یہ کچھ اوسی کا فساد برپا کیا ہوا ہے۔ خیر بموجب شعر

سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب		ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

جو منظور خدا ہوا اوسمین کیا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے یہی بادشاہ ہے جس کے سردار مقابلہ لشکر صاحبقران کو آتے ہوئے تھی افسوس اس بات کا ہے کہ کیا بری موت ہمارے مقدر مین لکھی ہوئی تھی کہ گرد کفار کا مجمع ہوگا دیدار بھی صاحبقران کا نصیب نہوگا غرضکہ لندھور نے آواز دی کہ جو شخص خداوند کریم کو واحد مطلق اور اوسکے رسول کو برحق جانتا ہو میرا اسلام اوسکو پہونچے

یہ کلمہ لندھور کا تمام دربار کو ناگوار گذرا اور قیوان شیر سر نے کہا کہ تجھے غیرت نہین آتی ہے کہ عفریت دیوصورت نے سر میدان تجکو باندھکر بھیجا ہے اور بطور خدا پرستان تو سلام کرتا ہے اب بھی خداوند اکوان کی خدائی کا قائل نہین ہوتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ عفریت کیا گیدی ہے جو مجھے باندھکر بھیجیگا اوسنے عیاری سے گرفتار کروایا مجھے اسقدر بیہوشی سنگھادی تھی کہ یہان پہونچکر ہوش آیا اگر اسوقت عفریت یہان موجود ہوتا تو تیرے سامنے ٹانگین چیرکر پھینک دیتا یہ سنکر قیوان نے وہی گلاس شراب کا لندھور پر کھینچ مارا اور کہا کہ اوبے ادب سامنے بادشاہ کے بدزبانی کرتا ہے بس اس حرکت پر اس ملعون کے لندھور کو نہایت غصہ آیا اور گلاس ہتکڑی پر روکا اور قید کو پکڑ کر دامن آرزو مین آکر اب جو چرخ مارا تمام قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اور وہی بیڑی لوٹی ہوئی سر پر قیوان کے ماری کہ سر اسکا شگافتہ ہوگیا بس فوراً بادشاہ نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہی ہو مارو اس ہندی کو غضب کیا اس نے کہ قید کو توڑ ڈالا اور قیوان سے سردار کو بیڑی سے زخمی کیا یہہ بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے یہ سننا تھا کہ لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر اوٹھ کہڑے ہوئے خونخوار مردم در نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اوسی تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے اتنے مین اک غل ہوا کہ قیدی چھوٹ گیا لندھور خونخوار کو مار کر بارگاہ سے باہر نکلے میدان پکڑ کر لڑنے لگے دروازہ بارگاہ پر گھوڑا خونخوار مردم در کا کھڑا ہوا تھا لندھور تڑپ کر پشت مرکب پر گئے اور لڑنا شروع کیا ادھر اور سردار بھی مع قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر والماس اژدر گیر و قیلاس اژدر گیر و مغرور روئین تن و عصفور روئین تن یہ سب کے سب باہر نکلے اور مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر لندھور کیطرف بڑھے لندھور کی یہ حالت تھی کہ اوس دریائے آہن مین پیر رہے ہین ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین مگر جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھتے ہین فوج ہی فوج نظر آتی ہے تلوارین اور نیزے چمک رہے ہین سردارون کے للکارنے سے لشکر نے گھیر لیا ہے ہر طرف سے تلوار پر تلوار پڑ رہی ہے اپنی تلوار کو بھی بچاتے ہین اور قتل بھی کرتے جاتے ہین نہ تو زرہ بر تن ہے نہ سر پر خود ہے نہ چار آئینہ نہ داستانے چڑھے ہوئے نہ موزے انتہا یہ ہی کہ سپر تک پاس نہین ہے صرف ایک تلوار جو خونخوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی تھی وہی قبضہ مین ہے اور اوسی سے لڑ رہے ہین کہانتک جسم کو بچا سکتے ہین زخمی بھی ہوتے جاتے ہین علاوہ اسکے تین روز کا فاقہ بھی ہے عجب حالت ہی لندھور کے اوپر لشکر اومنڈا چلا آتا ہے اگر ایک قتل ہوتا ہے تو چار سے سامنا ہوتا ہے ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ اس لشکر سے نکل جاوین گھوڑا ایک طرف ڈال دیا ہے لشکر کو دباتے چلے جاتے ہین اب صفین ٹوٹتی جاتی ہین راہ ملتی جاتی ہے مگر اتنا بڑا لشکر اور یہ حالت ضعف ونقاہت کہان تک لڑین کس کسکو اور کہانتک قتل کرین یہانتک کہ لندھور ثانی اوسی حالت مین لڑتے ہوئے قریب اوس دار کے پہونچے جو اونکے تیر باران کرنے کو نصب کی گئی تھی بس قریب پہونچتے ہی دار کو تلوار سے قلم کیا دار کا قلم ہونا تھا کہ ایک ہلڑ ہوگیا جو تماشائی جمع تھے وہ تو بھاگے اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ یارو رنگ بیڈھب معلوم ہوتا ہے قیدی چھوٹ گیا اور سنا ہے کہ اوسنے بادشاہ کے سپہ سالار کو زخمی کیا اور

دار کو قلم کیا لشکر اوسے گھیرے ہوئے ہے مگر وہ کسی کو نہین مانتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے بلا کا شخص ہے کہ تنہا فوج سے لڑ رہا ہے سیکڑون کو قتل کیا ہے اور ابتک گرفتار نہین ہوتا۔ یارو یہ انسان نہین معلوم ہوتا کوئی جن ہے یا دیو ہے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ کا اقبال بدی پر ہے غرضکہ بھگدر مچ گئی لوگ دوکانین چھوڑ چھوڑ کے بھاگے تھوڑے عرصہ مین سوانوجون کے صحراے مشرقیہ مین اور کوئی باقی نہ رہا دوکانین پڑی رہگئین یہان لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ زخمون مین چور رہین قریب ہے کہ مرکب سے گرے چہار طرف لوگے پیاسے نظر آتے ہین کوئی اتنا بھی نہین معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر دفن کرے اوسوقت لندھور نے طرف لشکر اسلام کے رخ کرکے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ غلام حق نمک سے ادا ہوتا ہے افسوس کہ ایسے وقت مین موت آئی کہ نہ کوئی قریب ہے نہ کوئی عزیز ہے نہ آشنا نہ آپکا دیدار نصیب ہے ہرچند کہ بہادر کے لیئے تلوار کی موت مرنا باعث حیات ابدی ہے مگر یہ موت اچھی نہین کہ کفار کے ہاتھ مین میت پڑے اور اونکا جسطرح جی چاہے وہ دفن کرین اور نہین معلوم دفن بھی کرین یا نہ کرین کیا انجام ہو مگر جو مصلحت ایزدی اوس سے کیا چارہ ہے اگر حضور اسوقت اس خادم کی سرفروشی وجانبازی ملاحظہ فرماتے تو یقین ہے کہ تحسین ومرحبا کرلتے مگر مجھے یقین ہے کہ جسوقت یہ ذکر دربار حضور مین آئیگا کہ لندھور اسطرح لڑکر مارا گیا تو حضور خوش ہی ہونگے اور اس خادم کے واسطے بہت روئین گے اور ہم سے دلی کینہ رکھنے والے جلین گے۔ کبھی کہتے تھے کہ اے بادصبا اگر تیرا گزر لشکر اسلام کیطرف ہو تو بو میرے خون کی مشام صاحبقران مین پہونچا دینا اور کہہ دینا اک رفیق قدیم حضور کا میدان مشرقیہ مین اسطرح قتل ہو رہا ہے کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے اگر ممکن ہو تو لاش اوسکی کفار سے چھین کر تجہیز وتکفین فرمادیجیگا کبھی درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ اے کارساز واے بے نیاز مجھ سے کونسا گناہ ہوا کہ جس کے عوض یہ میری مٹی خراب ہوئی مجھے اپنے مرنے کا اندیشہ نہین بلکہ خوشا قسمت اوس شخص کی کہ جو کار خیر مین مارا جائے اور جہاد مین قتل ہو کہ غازی وشہید کے لقب سے ملقب ہو مگر رنج اتنا ہے کہ تو نے پہلے ایسی عزت دی کہ بادشاہ ہندوستان کے گھر مین پیدا کیا زور وطاقت اسقدر عنایت کیا کہ سرکشان کفار کو مین نے کیسا کیسا زیر کیا مگر افسوس کہ آخر وقت اس بیکسی سے مرنا پڑا کہ کوئی اسطرح کی موت نہ مرے لندھور تو یہ دعا کر رہے ہین اودھر سموات تاجدار تخت پر سوار ہزارون کو للکار رہا ہے کہ ارے اب تو یہ زخمون سے چور ہے کوئی اتنا نہین کرتا کہ اسکو قتل کرے مردار لندھور کیطرف چلے ہین کہ یکایک جانب صحرا سے تیق گرد وغبار بلند ہوا سب نگران ہوئے کہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس علم نشانہ دس ہزار سوار کا پیدا ہوئے اور عبد الجبار حلبی اور عبد القہار حلبی دس ہزار سوارون کی جمعیت سے آکر پہونچے یہ دونون رفیق قدیم ہین جناب امیر حمزۂ صاحبقران کے۔ سن انکے بہت ہین مگر بوڑھے شیر ہین ابتک انمین وہ ولولے اور وہ جرأت ہے کہ جوانون مین بھی نہ ہوئی جسوقت بدیع الملک نے جا بجا نامے روانہ کیئے تھے تو ایک ایک پروانہ ان دونون کے نام بھی روانہ کیا تھا تو یہ دونون بھائی ملک حلب سے دس ہزار سوار ہمراہ لیکر برائے کمک صاحبقران عصر روانہ ہوے ہین جسوقت صحراے مشرقیہ مین آکر پہونچے

اور ہجوم لشکر دیکھا ہرکاروں کو بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے اور لندھور ثانی بیٹا دارائے ہند کا تنہا اس فوج میں گھرا ہوا ہے قریب ہے کہ قتل ہو بس یہ سننا تھا کہ عبدالجبار اور عبدالقہار نے باہم کہا کہ اسکے باپ سے کیسی ملاقات تھی بڑے غضب کی بات ہے کہ یہ ہماری آنکھوں کے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں یا منھ موڑکر چلے جائیں بس یہی موقع مرنے کا ہے اس سے کون سا وقت موت کا ہوگا اسکے ساتھ کا مرنا بھی بدیع الملک کے ساتھ مرنا ہے خدا جانے یہ کیونکر اس بلا میں مبتلا ہوا یہ کہکر ان دونوں نے گھوڑے اوٹھائے تلواریں نیاموں سے کھینچ لیں اور معہ دس ہزار سواروں کے دو لاکھ کے لشکر پر آپڑے تلواریں مارنا شروع کیں صفوں کو توڑتے ہوئے لاشیں گراتے ہوئے چلے اور آواز دی کہ اے فرزند دارائے ہندوستان گھبرانا نہیں ہم آپہونچے اور ہمیں آواز دو کہ تم ہو کسطرف لندھور نے جو سر اوٹھاکر دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو بوڑھے شیر لشکر کو پامال کرتے ہوئے چلے آتے ہیں دل میں کہا کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن جسوقت یہ دونوں شیر نعرہ کرتے ہوئے قریب پہونچے اور انکے نعرہ کی آواز کان میں لندھور کے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ جبار حلبی اور قہار ہیں لندھور نے بھی سنکر لڑنا شروع کیا اب لندھور میں اتنی قوت تو باقی نہیں رہی ہے کہ صفوں کو توڑکر نکلیں مگر ہاں اب بھی جو قریب آتا ہے وہ شکار پنجۂ اجل ہوتا ہے اودھر لشکر کفار میں غل ہوا کہ ارے جلد مارو تو اس قیدی کو بڑا غضب ہوا کہ کمک اسکی آگئی ایسا نہو کہ کچھ مددگار اور آجائیں اور اسے چھڑا لیجائیں تو بڑے ذلت کی بات ہوگی اور تمام عالم میں رسوائی ہوگی کہ اتنا بڑا لشکر گھیرے ہوئے تھا اور کیسے کیسے سردار موجود تھے لیکن قیدی کو قتل نہ کر سکے اور لوگ اوسے چھین کے گئے اودھر نعمان شترلب اور سمعان شترلب گھوڑے بڑھاکر سد راہ ہوئے کہ جبار حلبی اور قہار حلبی کو لندھور تک نہ پہونچنے دیں ایسا نہو کہ یہ تازہ دم ہیں لندھور کو لیویں اپنے ساتھ لیتے ہوئے نکلے چلے جائیں وہاں قہار اور جبار دونوں بھائی لشکر کو مثل ابر کے پھاڑتے ہوئے تلواروں سے خون بہاتے ہوئے گھوڑے ڈالے چلے آتے ہیں کہ کسیطرح قریب لندھور کے پہونچکر اسکو اپنی حفاظت میں لے لیں ایسا نہو کہ یہ قتل ہو جائے تو کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے یکایک سامنے سے نعمان شترلب اور سمعان شترلب پہونچے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا نہیں جانتے ہو کہ یہ کس بادشاہ کا قیدی ہے اور تم کون ہو جو اسکو چھڑانے آئے ہو حلب کے رہنے والے یہ ہندوستان کا باشندہ تمہیں کیا حق ہے جو اسے چھڑانے آئے ہو عبدالجبار و عبدالقہار نے جواب دیا کہ ہمارے دوست کا بیٹا ہے غضب ہے کہ ہمارے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں دنیا کیا کہیگی باپ اسکا اور ہم دونوں ایک ہی دربار میں رہتے ہیں یہ ہمارے سامنے کا بچہ ہے کیونکر اسے قتل ہونے دیں نعمان اور سمعان نے کہا کہ بہتر اسی میں ہے کہ پلٹ جاؤ بڑھاپے پر اپنے رحم کھاؤ اب یہ سن تمہارا اس قابل نہیں ہے کہ میدان جنگ کی زخمیں برداشت کرسکو مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ساتھ لندھور کے تم بھی قتل کیے جاؤگے عبدالجبار و عبدالقہار نے کہ کہا بس ہمیں باتوں میں نہ لگاؤ اگر لڑنا ہو لڑو ورنہ سامنے سے دور ہو تاکہ ہم جاکر مدد کریں لندھور کے ایسا نہو کہ وہ قتل ہو جائے ہمیں تمہاری جوانی پر رحم

آتا ہے اگر تم ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تو شباب تمہارا مفت برباد ہوگا اور ہم تو مرنے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہین زندگی بیتر کر چکے اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے یہ سنکر سمعان شتر لب نے عبدالجبار حلبی پر نیزہ مارا عبدالجبار نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا اوٹھا کر نیزہ پر بروے زمین مارا کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے اودھر نعمان نے قہار حلبی پر تیر مارا قہار حلبی نے تیر کو تلوار سے قلم کرکے جو اک ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا النعمان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر لشکر تھرا گیا سوار و پیادہ راہ دینے لگے مثل بادل کے لشکر پھٹنے لگا بادشاہ نے جو یہہ حالت دیکھی فیروزہ ناوک انداز کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہا ہے حکم کر اپنے ناوک اندازون کو کہ روکین ان دونون کو ورنہ قریب پہونچ چکے ہین ایسا نہو کہ لندھور کو رہا کرکے لیجائین بس یہ سننا تھا کہ فیروزہ نے اپنے ناوک اندازون کو پکارا کہ بیچ سے راہ دیکر دو رستہ کھڑے ہو جاؤ اور ان دونون بہادرون کو تیرون پر رکھ لو یہ سننا تھا کہ ناوک اندازون نے بیچ سے راہ دیکر دو رستہ صف باندھ لی اودھر عبدالجبار اور عبدالقہار دونون پہلوانون کو مار کر لندھور کیطرف بڑھے کہ حلقے مین لیکر نکل چلین بس یہ دونون دلاور جیسے ہی نزدیر آئے ناوک اندازون نے اب جو تیر مارنا شروع کئے چالیس ہزار تیر انداز ہین یہ معلوم ہوا کہ مینہ برس گیا تمام جسم ان دونون بہادرون کا چھلنی ہوگیا مگر یہ ہمت ہارنے والے نہین تھے اوسی عالم زخمداری و بارش باران خدنگ مین گھوڑے بڑھا کر قریب لندھور کے پہونچ گئے مگر اب نہ تو اتنی قوت انمین باقی ہے کہ سنبھل سکین نہ گھوڑے آگے بڑھتے ہین دلمین سمجھ گئے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا کا یہی مقام تھا لندھور کو آواز دی کہ بابا ہم کوشش کرکے تم تک پہونچے تو سہی مگر قضا سے مجبور ہین الحمد للہ کہ ہم تم سے پہلے راہی ملک عدم ہوا جاتے ہین مگر تم ہمارے اسلام کے شاہد رہنا یہ کہکر دونون نے کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا لندھور ان دونون دلاورون کو اس حالت مین دیکھکر چیخین مار کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس میری ذات سے آپ اس بلا مین مبتلا ہوئے عبدالجبار و عبدالقہار نے کہا کہ بابا نہ کوئی کسی کے وجہ سے آرام پاتا ہے نہ کسی کے وجہ سے تکلیف اوٹھاتا ہے جو جسکے مقدر مین ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے ہماری قضا یہان کھینچ کر لائی تھی خیر کچھ پروا نہین ہمارے تو دن پورے ہو چکے تھے شکر ہے خدا کا کہ آخر وقت مین مرتبۂ شہادت ملا حق تعالی تمکو بچائے کہ ابھی جوان پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے ہان اب اتنا کرنا کہ اگر خداوند عالم کسی حیلہ سے تمکو اس آفت سے نجات دے اور خدمت مین صاحبقران کے پہونچنا تو ہماری اطرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہدینا کہ غلام حسب الارشاد حاضر حضور ہوتے تھے مگر راستے مین لقمہ قضا ہوگئے اور آپ تک نہ پہونچ سکے اگر کبھی اسطرف سے گذر ہو اور نشان تربت ملے تو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیگا اور اگر ظلم کفار سے تربت بھی نصیب نہو تو یونہین فاتحہ پڑھکر ہماری روح کو بخشدیجیگا اور تمہین اگر اتنا موقع ملے کہ ہمین دفن کر سکو تو دریغ نہ کرنا یہ کہتے ہوئے دونون تازی گھوڑون سے گرے اور راہی ملک بقا ہوگئے لیکن انکے ہمراہیون مین سے جو ہزار پانچسو آدمی یہانتک صحیح و سالم پہونچے تھے اونھون نے

لاشون کو اپنی حفاظت مین لے لیا اور لندھور کو بھی حلقہ مین لیکر لڑنا شروع کیا لندھور بھی جھوم رہے ہین طاقت سنبھلنے کی نہین ہے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے بزرگو ہمین اس نرغہ مین تنہا کیون چھوڑتے گئے اپنے ہمراہ رکاب کیون نہ لے لیا کبھی فلک کو تکتے ہین کبھی اون دونون لاشون کو دیکھتے ہین کہ دو شیر ہین زخمی پڑے ہین جو تیر جسم مین گڑ کر رہگئے ہین وہ اوسی طرح گڑے ہوئے ہین کوئی اتنا نہین ہے کہ تیرون کو نکالے یہ معلوم ہوتا ہے گویا سیاہی کی کھال پہن لی ہے بار بار پکار کر کہتے ہین کہ اسے مجکو بھی جلد قتل کرو تاکہ اس غم دنیا سے مثل ان بزرگون کے نجات حاصل ہو لیکن وہ سوار جو لندھور کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے ہین جانین لڑا رہے ہین تلوار چل رہی ہے یہانتک کہ قتل ہوتے ہوتے اب شاید کوئی سو آدمی باقی رہ گئے ہون لیکن یہ بھی جانین لڑا رہے ہین جانتے ہین کہ آج مرنا ضرور ہے جہانتک ہوسکے کفار کو قتل کرنا چاہیئے اور جسوقت تک دم مین دم رہے لندھور کو بچانا چاہیئے کفار مین غل ہے کہ ہان مارلو انکو جانے نہ پائین اب ناوک اندازون نے اسطرف رخ کیا ہے قریب ہے کہ لندھور بھی درجہ شہادت پر فائز ہون لندھور کہہ رہے ہین کہ مین اپنے کلمہ کو کسکو شاہد کرون خداوند تو ہی گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہون تیری وحدانیت کا قائل ہون تیرے نبی برحق کا مقر ہون اور تیرے راہ مین ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہوا چاہتا ہون لندھور بارگاہ ایزدی مین یہ عرض کر رہے ہین اور کفار برسر پرخاش ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آستے آستے ہوا نے مار اکر دکو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تیس علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف آلہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم او تیس ہزار سوارون کے آگے آگے تین سردار مرکبون پر بیٹھے ہوئے اونھون نے آتے ہی صحرا مین اک آن واحد مین قیام کیا اور خبر دریافت کرتے ہی لشکر کفار پر گھوڑے ڈال دیئے تیس ہزار سوارون سے آکر گرے گرتے ہی لشکر کو پریشان کردیا مار تلوارون کے خون کے دریا بہا دیئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے ایک جانب سے نعرہ ہوا کہ منم آلا گرد فرنگی دوسری جانب نعرہ ہوا کہ منم مالا گرد فرنگی تیسری طرف نہنگ بچہ دریائی نے نعرہ کیا یہ لوگ واسطے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے تھے اور خدمت صاحبقران مین جا رہے تھے انھون نے راستے مین خبر گرفتاری و قتل لندھور کی سنی اسطرف پلٹ پڑے لشکر فرنگستان انکے ہمراہ ہے یہ تینون رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی کی اور حاکم ہین فرنگستان کے ہرچند کہ علمشاہ اور لندھور سے اک قسم کی چشمک رہا کرتی تھی اور علمشاہ نے لندھور کو متہ فیل اوٹھا لیا تھا جیسا کہ آپ لوگ قبل کے دفتر مین ملاحظہ فرما چکے ہین لیکن ایسے وقت پر جب کوئی مصیبت مین مبتلا ہو کوئی کد نہین باقی رہتی ہے اور کوئی مدد کرنے مین تامل نہین کرتا ہے جیسا کہ ان تینون بہادرون نے کیا کہ ہرچند یہ دست چپی مین ہین اور لندھور دست راستی مگر ان لوگون نے مدد پر کمر کسی اور چاہا کہ لندھور کو بچالین یہ تینون دلیر بھی نہایت کہن سن ہو چکے ہین مگر معرکے جھیلے ہوئے کب مانتے ہین اس لشکر مین مثل ماہی پیرتے چلے آتے ہین یہ وہ بہادر ہین جنھون نے اپنے ابتدائی زمانہ مین شاہزادہ علمشاہ رومی سے زبردست کا مقابلہ کیا اور جب سے زیر ہوئے غلمشاہ کی غلامی سے دست بردار نہین ہوئے اب بھی اونھین کے راج کا پاس تھا کہ نامہ بدیع الملک

کا پہونچتے ہی فرنگستان سے یہان تک آئے ہرچند بال سر کے سفید ہوگئے ہین دانت ٹوٹ گئے ہین
گر بل تھا پاؤن مین وہی کس بل ہے ہمت ویسی ہی ہے جھریان نام کو نہین ہین ادھر تو یہ دونون فرنگی تہلکہ
برپا کر رہے ہین ادسطرف نہنگ بحر دریائی برہنہ سر تلوار کھینچے ہوئے لشکر کو اولٹ پلٹ کرتا ہوا
چلا آتا ہے لشکر کفار مین دو ہائی ڈالدی ہے لشکر فرنگستان کے باجون نے عجیب رنگ پیدا
کیا ہے کہ لوگ مست ہو رہے ہین جھوم رہے ہین میدان جدال و قتال گرم ہے قیامت کی
تلوار چل رہی ہے ہزارون کا رن پڑا ہے جابجا کشتے تڑپ رہی ہین گھوڑے کوتل اٹھاتے پھرتے ہین
خون کی ندیان بہہ رہی ہین صدائے بگیر و بزن بلند ہے ایسی تلوار سوائے زمانہ صاحبقران اول
کے کبھی نہ چلی جیسا رن اس صحرائے مشرقیہ مین پڑا ہے اک وقت مین زیر قیطول لقا خداوند ملک
باختر مین البتہ ایسا ہی رن ادسوقت سے اسوقت تک اور کبھی ایسی نہ تلوار نہ چلی تھی نقیب پکار پکار
کر کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو اور دلاورو یہ روز نام و ننگ ہے جسکو اپنے باپ دادا کا نام روشن
کرنا ہو وہ جانبازی کے جوہر دکھائے اور نام رستم و اسفندیار کو مثل حرف غلط کے اس صفحہ دنیا سے
مٹائے اے بہادرو ایک روز مرنا ضرور ہے پہلے آج ویسے کل اگر دنیا مین دس ہزار برس بھی
زندہ رہیگا تو ایک روز مرنا ضرور ہے کہان ہے اسوقت جمشید جس نے ایک ہزار برس فقط سلطنت
کی تھی کہان ہے ضحاک ماران جس نے ہزارون آدمیون کو قتل کرڈالا اور اون بیگناہون کے مغز
سانپون کو کھلائے کہان ہے سکندر کہان ہے دارا اے جوالوصف شگفتہ

رستم رہا زمین پہ نہ سہراب رہگیا		مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا	

دیگر اشعار

تاج مین ٹنکے تھے گوہر جس جگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم اب نہ رستم نہ سام باقی ہے		ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر آج اوس جا ہے آشیانہ بوم اک فقط نام ہی نام باقی ہے	

نقیبون کی ترغیب دینے سے اور جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا جاتا ہے جانین لڑائے ہوئے ہین کفار
کو یہ کد ہے کہ کمک لندھور تک نہ پہونچنے پائے اہل اسلام کو یہ کوشش ہے کہ کسیطرح لندھور
کو ان مظالم کے پنجہ سے بچانا چاہیئے دونون طرف کے لوگ جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین کہین
تلوار چل رہی ہے کہین تیر کہین گرز کہین نیزہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے زمین کو زلزلہ ہے
ستمگرون کے خون مین غرق ہو گئے اسقدر شور سے جگر گاؤ زمین کا تھرایا جاتا ہے۔ شعر

زمین خون شد و خون بہ گیتون رسید		چقا چاق خنجر بگردون رسید	

اوس دریائے خون مین خود سپاہیون کے تھالیان کی نظر آتے تڑپ تلوارون کی مثل
ماہی کے معلوم ہوتی ہے بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کر تڑپ رہے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے
کہ ماہی اسیر دام ہوئی ہے مگر صیاد اوسکو اپنے جال سے چھوڑ کر چلا گیا ہے بازار موت گرم ہے
جانون کی ارزانی ہے ملک الموت قبض روح سے فرصت نہین پاتے ہین ادھر یہ گرا اودھر وہ گرا
کسی کا دم نکل رہا ہے کوئی پھڑک رہا ہے کوئی [illegible] ہے تشفے ایسے زخمی سے جنکے بچ
جانے کی امید تھی وہ یون ضائع ہوئے [illegible] نہ علاج ہوتا ہے بلکہ
ادھر زمین پر گرا اور ادھر سوارون کے گھوڑون سے اوسکو پامال کردیا مرتا تھا تو مرگیا کہانتک

بیان کرون وہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ذکر اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی بیٹا باپ سے غافل باپ بیٹے سے بیخبر تھا نفسی نفسی ہو رہی تھی کہ یکایک آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی و نہنگ بچہ دریائی یہ تینون پہلوان لڑتے ہوئے لشکر کو منتشر کرتے ہوئے قریب لندھور ثانی کے پہونچے لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ ہرنی پر سر رکھدیا بیہوشی اوس پر طاری ہے مرکب انکا انکی سواری کا نہین رہا ہے ورنہ ایسے وقت مین نکال لیجانے کی کوشش کرتا اودھر قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر بڑھکر قریب لندھور پہونچ گئے ہین اونکو یہ فکر ہے کسیطرح لندھور کو قتل کرین آلاگرد و مالاگرد نے جو یہ حالت دیکھی للکارے کہ او نامردو یہ کیا حرکت ہے کہ اک بے بس و مجبور کو قتل کرتے ہو اس سے تو چوڑیان پہنکر گھرون مین بیٹھ رہو دعوی سپہگری کا نہ کرو ورنہ ادھر آؤ اور ہم سے مقابلہ کرو ان ملعونون کو ایسی غیرت دلائی کہ یہ اوسطرف سے پھرے اور الماس اژدر گیر نے قریب آلاگرد فرنگی کے پہونچکر ارہ پشت نہنگ مارا یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے آلاگرد نے خالی دینا چاہا تھا کہ گھوڑے نے سکندری کھائی ارہ سر پر پہونچا تا دوابرو اوتر گیا داستانہ مار ارہ تو سر سے نکل گیا ایک تو پیرانہ سالی دوسرے ارہ کا زخم وہ زخم بھی نہایت کاری سنبھالنا دشوار ہوا الماس اژدر گیر نے چاہا کہ اسپر تو غشی طاری ہے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اوٹھا لون تاکہ بہادرون کے سامنے ناموری حاصل ہو کہ اتنے بڑے سردار کو خانہ زین سے اوٹھا لیا سنا ہے کہ یہ پہلوان سوا گلشاہ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے بس جیسے ہی اسنے ہاتھ کمر زنجیر پر ڈالا آلاگرد نے وہی کھنچی ہوئی تلوار اسکے شانے پر لگائی کہ دوسری بغل کیطرف سے نکل گئی اور یہ کافر دو ٹکڑے ہو کر گرا آلاگرد نے وقفہ پا کر زخم سر کو مضبوط باندھا اور آگے بڑھے اودھر مالاگرد فرنگی پر قیماس اژدر گیر نے گرز مارا مالاگرد نے گرز اسکا سپر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بھی وار مالاگرد روکیا اسی رد و بدل مین مین شانہ مالاگرد کا نشانہ ہوا اس سبب سے کہ یہ سردار اتنے بڑی فوج سے لڑتے چلے آتے ہین اور ضعیف بھی ہین تھکے ہوئے بھی ہین ہاتھون کی قوت جواب دیچکی ہے لشکر کفار کے سردار تازہ دم ہین مگر مالاگرد نے وار قیماس بیکار کرکے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سپر و خود و عرق چین زرہ ٹوپ کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر سے مثل قطرہ آب کے گزر کر صراحی گردن سے صندوق سینہ تک پہونچی اور وہان سے شکم و کمر و بند کمر کو کاٹکر زین کو بوسہ دیا قیماس دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور آلاگرد و مالاگرد آگے چلے اب انکو کوئی روکنے والا نظر نہ آیا میدان خالی پاکر گھوڑے ڈالدیئے چاہتے تھے کہ قریب پہونچکر لندھور کو فوج کے حوالہ کرین کہ فیروزہ نے ناوک اندازونکو آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مار لو ان دونون کو یہ سننا تھا کہ بائیس ہزار کمانین کڑکین اور تیر مانند فوج ملخ کے ان دونون بہادرون پر پڑنے لگے ہر چند کہ یہ دونون سردار نہایت زبردست ہین مثل مشہور ہے کہ سو رہا جنا بھاڑ نہین پھوڑ سکتا ہے بہت سے تیر اونھون نے کاٹے لیکن بہت سے تیر انکے جسم پر بھی پڑے اور واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ لوگ بارادہ جنگ آ نہین رہے تھے یہ ایک دوسری جانب جاتے تھے لباس انکا وہ تھا جو مسافرت کی حالت مین ہوتا ہے نہ لباس جنگ اور نہ اتنی مہلت ہی تھی کہ لباس بدلتے یہی وجہ تھی زخمی بہت ہو گئے اودھر ناوک اندازون نے تیرون پر رکھ لیا تمام جسم غربال

ہوگیا قوت سنبھلنے کی نہ رہی لیکن مرتے مرتے قریب لندھور کے پہونچ گئے اور پکار کر کہا کہ اے فرزند دارائے ہند شتاب ہم مجبور ہین کہ طاقت سنبھلنے کی باقی نہین ہے یہ کہتے جاتے تھے او تلوار کھنچی ہوئی ہے تیرون کو قلم کرتے جاتے ہین جس کافر کو قریب پاتے ہین اوسے تلوار سے واصل جہنم کرتے ہین اودھر فیلان قوی بازو کو سموات تاجدار نے حکم دیا کہ جا کر لندھور کا سر کاٹ لا یہ ملعون تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اودھر نہنگ بچہ دریائی نے دیکھا کہ آلا گرد و بالا گرد بھی جان بحق تسلیم ہوا چاہتے ہین اور لندھور بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور اگر تم بھی مثل آلا گرد و مالا گرد کے سامنے سے جاؤ گے تو تیر اندازون کا نشانہ ہو گے پہلو پر سے چلنا چاہیئے بس یہ دیوانہ نہایت ہوشیاری کا کام کر گیا اور پہلو پر سے کمانداروں کے صف پر آکر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ناوک اندازون کو سنبھلنا دشوار ہو گیا تیر تو فاصلہ سے چل سکتا ہے قریب کا حربہ نہین ہے نہنگ بچہ دریائی نے جوان ناوک اندازون کو تلوار کے نیچے رکھ لیا تو سنبھلنا دشوار کر دیا جبتک وہ کمان کو ہاتھ سے رکھین اور تلوار کھینچین اوسوقت تک مین سیکڑون لاشین گرادین اودھر فوج دیوانہ کی آپڑی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی بازار جدال وقتال اور گرم ہوا نہنگ بچہ نے ناوک اندازون کا ستھراؤ کر دیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اوس کے دو ٹکڑے ہوتے شاخ حیات قلم ہوئی گوشہ امن نہ ہاتھ آیا زاغ روح سہم کر پرواز کر گیا آن واحد مین چالیس ہزار کے لشکر کو طے کر کے اوسوقت قریب لندھور کے پہونچا ہے کہ فیلان قوی بازو لندھور کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ نہنگ بچہ نے ایسی ہتکٹی ماری کہ تلوار معہ قبضہ و پنجہ علیحدہ گر گئے اور فیلان دست بریدہ ہو کر رہ گیا مگر اوسنے بھی داہنے ہاتھ کے کٹنے کا کچھ خیال نہ کیا بائین ہاتھ مین گرز لیکر سر پر نہنگ بچہ کے مارا نہنگ بچہ نے گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز سر پر فیلان کے مارا کہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن فیلان سے مقابلہ کرنے مین ناوک اندازون کو مہلت مل گئی اور اونھون نے فاصلہ دیکر نہنگ بچہ کو حلقے مین لے لیا اور تیر مارنا شروع کیئے اب لندھور کی یہ حالت ہے کہ تڑپ تڑپ کر کہہ رہے ہین کہ ارے یہ کیا قیامت برپا ہے مین جانتا تو اپنے کو قتل ہو جانے دیتا قید کو نہ توڑتا ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسے ایسے بہادر جو انتخاب زمانہ تھے وہ میرے واسطے مارے جائینگے اگر زندہ مین بچا تو کیا افسوس کیسے کیسے بزرگ آنکھون کے سامنے خون مین نہاتے ہوئے ہین مثل شیر کے تڑپ سسک رہے ہین اے کافرو آؤ مجھے پہلے قتل کرو مین قسم کھاتا ہون سر بدیع الملک کی کہ تیر وار نہ کرونگا مجھ سے نہین دیکھا جاتا ارے یہ کون کون بہادر میرے آنکھون کے سامنے خون مین لوٹ رہے ہین ہائے یہ سب میرے واسطے جان سے مارے گئے اور مین ابھی تک زندہ موجود ہون کاش مین پہلے قتل ہو جاتا اور یہ حالت ان بزرگون کی نہ دیکھتا لیکن نہنگ بچہ مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہا ہے آخرکار یہ بھی اسقدر زخمی ہوا کہ مثل آلا گرد و مالا گرد کے مجبور و مجروح ہو کر گھوڑے سے گرا لیکن ان تینون سردارون کے ساتھ والے جو قریب تیس ہزار کے تھے اب بھی دس بارہ ہزار ہین جانین لڑائے ہوئے ہین اور اپنے مالکون کو بچا رہے ہین

کسی کا سر نہین کٹنے دیا ہے لیکن یہ سردار ایسے زخمی ہین کہ زندہ نہین بچ سکتے بلکہ انکے زندہ رہنے
سے انکا مرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جتنی دیر یہ زندہ ہین ایسے کرب مین ہین کہ دشمنون سے بھی نہین
دیکھا جاتا اودھر لندھور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف تو لاشین جبار حلبی و قہار حلبی کی پڑی ہوئی ہین
اور دوسرے طرف آلا گرد فرنگی دم توڑ رہے ہین ایک سمت مالاگرد فرنگی موت کی [illegible]
ایک طرف کثرت زخم سے مہناک بچہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے عجب قیامت کا وقت ہے [illegible]
آنکھون سے لندھور کے آنسو جاری تھے بار بار فیروزہ ناوک انداز سے کہتے تھے کہ او فیروزہ [illegible]
کیا دیکھ رہا ہے ادھر قریب آکر اک ہاتھ مار میرے کہ کام میرا تمام ہو جائے فیروزہ نے کہا
کہ تیری ذات سے بڑے فسادات برپا ہوئے اب تجکو دار پہ کھینچکر تیر باران [illegible]
قتل کرنا کچھ لطف کی بات نہین ہے جسوقت تو دار پر کھینچے گا اور بارش باران تیر ہوگی اسوقت [illegible]
دریا و طوفان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے اور دیکھنے والون کو عبرت ہوگی کہ یہ وہی لندھور ہے
جو بادشاہ ہندوستان تھا جسکو حمزہ اور اولاد حمزہ نے بڑا عروج دے رکھا تھا اور جس نے
بڑے بڑے سرکشون کو مارا تھا جسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہوتے
تھے وہ آج اس ذلت و خواری سے قتل ہو رہا ہے لندھور جانب آسمان دیکھکر درگاہ احدیت
مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا ملک الموت کو تو بھی حکم نہین کرتا کہ وہ آکر اس عاجز کی قبض روح
کرین اور مشکل کو میرے آسان کرین پروردگارا اب مجھے حیات اپنی منظور نہین ہے
اب اگر زندہ رہونگا تو میرے دلسے ان دلاور بزرگون کے مرنے کا داغ نہین مٹیگا اور جب
یہ حال یاد کرونگا چیخین مار مار کر رؤونگا لیکن جسکی زندگی باقی ہوتی ہے موت خود اوسکی حفاظت
کرتی ہے قول معصوم کا غلط نہین ہو سکتا ہے اسی عالم مین جانب صحرا سے پھر تتق گرد و
غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے لیکن اس گرد کے بلند ہونے سے کفار کے
جی چھوٹ گئے ہین کہ اگر اب کمک اس خداپرست کی آگئی تو غضب ہو جائیگا ان پانچ
آدمیون نے جو یکے بعد دیگرے چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آئے تھے لشکر کا ستھراؤ
کر دیا اب اگر کوئی آگیا اور فوج اوسکی ہمراہ زیادہ ہوئی تو سب کے قدم اوکھڑ جائینگے اودھر
لندھور نے جو گرد کی جانب خیال کیا تو اونکو کچھ علامات اپنے لشکر کے ایسے محسوس ہوتے
یکایک اوس گرد مین سے ابر سی سیاہی معلوم ہوئی اور اوس سیاہی مین چمک صدہا
بجلیون کی نظر آئی جسوقت گرد قریب پہونچکر شق ہوئی ایک لشکر ہاتھیون کا دیکھا کہ دانتون
پر اونکے آہنی اور نکیلی شامین چڑھی ہوئی ہین سونڈون پر پٹی چڑھی ہوئی اس لشکر
کی ہیبت سے تمام فوج سمٰوات شاہ کی زہرہ بے آب ہوگئی یہ چالیس ہزار فیل قریب
پہونچکر ایک جانب صف بستہ ہوئے اور جو ہرکارے آگے بڑھ آئے تھے وہ خبر لیکر جو ملتے
اور اپنے سردار سے بیان کیا وہ تین لاکھ سوار و پیادہ سے طرف لشکر سمٰوات تاجدار کے پھیلا
جسوقت ان ہاتھیون کو دیکھا تھا تو لندھور سمجھ گئے تھے کہ یہ فوج ہماری معلوم ہوتی ہے
دل مین خوش ہوئے مگر یہ سمجھ مین نہ آیا تھا کہ اس فوج کو لیکر کون آیا ہے اسواسطے
کہ یہ وہ فوج تھی جسے لندھور حفاظت ملک و مال و اولاد کے واسطے چھوڑ آئے تھے لیکن
جسوقت اس فوج سے تین سردار نکلکر نعرے کر کر کے چلے اوسوقت لندھور کو ظاہر ہو گیا

کہ ایک انکا فرزند فرسنگ بن لندھور اور دونون بھائی انکے ارشیلون پر بیٹھ او ادہر سے فرہاد خان یک ضربی ہین ان دونون بھائیون سمجھا بجھا کر لندھور ہندوستان مین چھوڑ آئے تھے اونہون نے عرض کیا تھا کہ آپ نے بڑے بڑے معرکے دیکھے دنیا مین ساتھ والد ماجد کے نام پیدا کیا اب آپکو کیا چاہیئے اب یہ زمانہ ہمارے نام پیدا کرنے کا ہے آپ آرام سے بیٹھیے سلطنت کا انتظام کیجیے اس لڑکے کی تربیت وتعلیم فرمائیے مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون لیکن بعد آنے لندھور کے جبکہ لشکر اسلام پر تباہی آئی اور صاحبقران معہ لشکر اندھے ہوئے اور نامہ ہر طرف روانہ کیئے گئے تو اوسوقت لندھور نہ تو ہندوستان مین تھے اور نہ صاحبقران تک پہونچے تھے یہی سبب تھا کہ ایک پروانہ انکے نام بھی روانہ ہوا تھا جسوقت یہ پروانہ ہندوستان مین پہونچا اور پڑھا گیا فوراً فرسنگ بن لندھور نے اپنے دونون چچاؤن سے دست بستہ عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے والد ماجد ابھی صاحبقران تک نہین پہونچے جو یہ نامہ یہان آیا اور نامہ کے مضمون سے معلوم ہوا کہ صاحبقران کسی بلا مین مبتلا ہوگئے ہین پس ایسے وقت مین مدد صاحبقران کی ضرور ہے یہ سوچکر یہ تینون بہادر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے چلے تھے یہان پہونچکر اونہون نے لوگون سے سنا کہ لندھور قتل ہوا چاہتے ہین جو لوگ اونکی مدد کو آئے تھے وہ مارے گئے پس یہ تینون بہادر اسیطرف پلٹ پڑے اور معہ فوج اب جو نعرہ کرکر گرتے ہین لشکر کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ قبل ازین کچھ لوگ فوج حلب کے کچھ لشکر فرنگستان کے جو بچکر رنگ لڑائی کا بگڑا دیکھکر نکل گئے تھے وہ راہ مین اونکو ملے تھے اور کیفیت ناوک اندازون کی اونہون نے بیان کی تھی اور کہدیا تھا کہ اس صورت سے عبد الجبار و عبد القہار حلبی مارے گئے اور اسیطرح آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و نہنگ بچہ دریائی وغیرہ قتل ہوئے پس ان تینون بہادرون نے تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے آکر تین جانب سے لشکر کا محاصرہ کیا ایک رخ کھلا چھوڑا واسطے کھلا نہ چھوڑا اور تلوار برسانا شروع کی آن واحد مین آکر لشکر کو اسیطرح جکڑ لیا کہ ناوک اندازون کو چلہ کشی کا موقع نہ ملا محض تلوار کی لڑائی باقی رہگئی ہر طرف سے آواز گیر و دار بلند ہوئی اودہر سنوات تاجدار نے اپنے لشکر کو للکارا کہ ہان خبردار مار لینا ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین اودہر فیلوان شیر سر نے مرکب اپنا بڑھایا اور لقمان شیر سر نے بھی کمر کدن مست کو جولان کیا کہ بڑھکر ان لوگون کو روکین اور فیروزہ ناوک انداز نے دیکھا ایک لڑکا چہرہ سولہ برس کا گھوڑا اوڑاتے ہوئے سب سے آگے آرہا ہے اور تڑپتا ہوا ابھار رہا ہے تصویر شباب لندھور کی معلوم ہوتی ہے دلمین سوچا کہ عجب نہین ہے کہ یہ فرزند لندھور کا ہو پس اسکو مار کر سر اسکا کاٹکر لندھور کے آگے پھینک دونگا تو لندھور خود لڑکا کا سر دیکھکر جان دیدیگا ہرچند دختر کے نہین ہے مگر یہ لڑکا ہے اسکی حقیقت کیا ہے پس اپنا مرکب بڑھا کر سامنے فرسنگ بن لندھور کے آیا اور پکارا کہ او لڑکے کہان جاتا ہے تجکو اپنی صغر سنی پر رحم نہ آیا کیون اپنی جوانی برباد کرنے اتنے بڑے لشکر پر بیدھڑک آپڑا کہ تیری فوج پیچھے ہے اور تو سب سے آگے گھوڑا دوڑا کر نکل آیا ہے تو کون ہے لندھور کا جو اپنے کو لقمۂ اجل بنائے دیتا ہے اجا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا فرسنگ نے جواب دیا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے

جو میرا سد راہ ہوتا ہے مین اپنے والد ماجد کو رہا کرنے جاتا ہون فیروزہ نے بالوتن مین لگاکر تیر مارا لیکن
فرسنگ نے ہوشیاری کے ساتھ تیر کو قلم کرکے مرکب کو دوڑا دیا فیروزہ نے جلدی کمان پھینک کر
فرسنگ کو آتے دیکھکر نیزہ مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا اسنے گرز مارا
فرسنگ نے گرز فیروزہ کا پنجہ مروڑکر چھین لیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑکر صدر زین اسے بلند کر لیا
اور آواز دی کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار کہ منم فرسنگ بن لندھور اس
نعرہ کی آواز سنکر جو لشکر کفار نے دیکھا تو فیروزہ کو ہاتھ پر فرسنگ کے بلند پایا جو منصف مزاج
تھے وہ تعریف کرنے لگے کہ کیا بہادر لڑکا ہے اور کیون نہو جسکا باپ ایسا ہے کہ اوسنے دو
لاکھ کے لشکر پر یکہ و تنہا تلوار کھینچی اوسکا فرزند اتنا بھی نہوتا الولد سر لابیہ اودھر لندھور نے جو
اپنے فرزند کو دیکھا نہوتنین جوش مارنے لگا ماشاء اللہ چشم بددور کہکر جوش شوق مین آگے
بڑھ گئے مگر طاقت نے یاری نہ کی اودھر فرسنگ نے فیروزہ سے پہلوان کو ہاتھ پر بجائے سپر
لیا اور کمانداروں پر جا پڑا جس نے تیر مارا تیر کو فیروزہ پر روکا اپنے کو بچایا اودھر تو جب تیر پڑتا ہی
فیروزہ ناوک انداز شور کرتا ہے کہ ارے دشمن کو قتل کرتے ہو یا مجھپر تیر لگاتے ہو یہ
کیسی قدر اندازی ہے ارے کیا اقبال سمواٰت تاجدار کا برگشتہ ہوگیا جو تم لوگ ناوک اندازی
بھی بھول گئے اودھر فرسنگ لوگون کو قتل کرتا ہوا کمانداروں کو قلم کرتا ہوا مرکب کی باگ لیے
چلا جاتا ہے کہ کسیطرح لندھور تک پہونچون اوسطرف فرہادخان ایک ضربی چوبدست
سنبھالے ہوئے مرکب پر سوار پشت پر لشکر فوج کفار کو دباتا چلا آتا ہے لشکر کفار کا قدم اب
آگے نہین بڑھتا ہے فرہادخان نے جسے چوبدست ماری وہ پیوند خاک ہوگیا ایک ایک
وار مین تین تین اور چار چار آدمی جان سے مارے جاتے ہین جہان فرہادخان لڑ رہے ہین
ایک تتق گرد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اک دیو ہے کہ آدمزادون کے لشکر کو پامال کرتا چلا آتا
ہے کہ یکایک قیوان شیر سر سد راہ ہوا اور آواز دی کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ تمام
لشکر مین ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے سیکڑون کو جان سے مارا تو آدمی ہے یا قوم جن سے ہے مگر
کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اس لیئے کہ مین دیوکش ہون اور سپہ سالار ہون لشکر
سمواٰت تاجدار کا لا ضرب بہادری کی فرہادخان نے جواب دیا کہ تو اپنا حوصلہ نکال لی
ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہان اگر خداوند کریم تیرے ضرب سے
بچائیگا تو دیکھا جائیگا قیوان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی جو مجھ سے کہتا ہے
کہ تو وار کر میرے ضرب سے بچنا مشکل ہے خیر خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ
کہکر گرز اپنا فرہادخان کے حوالہ کیا فرہادخان نے گرز قیوان کا سر چوبدست پر روکا
تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا قیوان
نے کہ زدم و بیست کردم بس فوراً فرہادخان نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی
و کرا پیست کردی حریف تیرا مین موجود ہون سے خبردار ہو کہ مین اپنا وار کرتا ہون قیوان
نے کہا شوق سے وار کر اور گرز اپنا بلند کیا فرہادخان نے چوبدست گران سنگ
آسمان رنگ کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر جو وار کیا قیوان نے وار فرہاد
خان کا گرز پر روکا لیکن چوبدست جو گرز پر پڑی ہے اک تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک

کوہ پھٹ پڑا شعلہ جواب کر فلک تک نکل گیا تھا گرد و غبار بلند ہوا تھا دونون پہلوان سے
تھرتھرائے جو بدست گرز کوہ ہم اٹھائی ہوئی مہرہ پہنچی کہ خود میں سر سر گردن مین گردن سینہ
مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب پاے زمین مین غرق ہو گیا اب جو گرد و غبار صاف ہوئی
تو دیکھا کہ زمین پر ایک خون کا تھالا ہے غرضکہ اس کے مرتے ہی تمام فوج کانپ اوٹھی
جس سے سامنا ہوا وہ کنارہ کاٹ گیا راہ دی فرہاد خان بھیڑ کو ہٹاتا ہوا قریب لندھور
پہونچ گیا ہے ادھر تو فرسنگ اور ادھر فرہاد خان ہین انکے عقب مین فوجین
ہین لشکر کو پسپا کرتے چلے آتے ہین لشکر کفار کے جی چھوٹے جاتے ہین چار گھڑی دن
چڑھے سے تلوار چل رہی ہے اور اب شام قریب ہے تمام دن لڑتے گذرا ہے
ارشیون پریزاد تیسری جانب سے لشکر کو دباتا چلا آتا تھا جو سامنے آیا دو ہو کر
گرا عقب مین ارشیون پریزاد کے لشکر اسکا جگہ پاکر بڑھتا چلا آتا ہے یہ بھی قریب
اپنے بھائی کے پہونچ چکا تھا کہ نقان شیر بر نے للکارا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے
بس اب آگے بڑھنے کا قصد نہ کر تا کہ مین تیرے سے قبض روح کو آپہونچا ارشیون
پریزاد نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے اور گھورتا ہے اگر تجھے کچھ دعویٰ ہے تو لا
ضرب بہادری کی یہ سنکر نقان شیر بر نے جھنجھلا کر وار تیغ آبدار کا کیا ارشیون
پریزاد نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا معہ راکب و مرکب چار
ٹکڑے ہوے لوگ اسکی لاش اوٹھا کر بھاگے ارشیون پریزاد نے ادہر مرکب
کو جولان کیا یہ تینون بہادر لڑتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے لیکن فرسنگ
پہلے پہونچا تھا جسوقت لندھور نے دیکھا کہ فرسنگ بہادری سے فیروزہ ناوک
انداز کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے یہانتک آپہونچا ہے کہا اے فرزند اس ملعون کو زندہ
نہ چھوڑنا کہ اس نے بڑے بڑے داغ دیے ہین یہ سنتے ہی فرسنگ نے اس ملعون
کو اوچھالدیا اور تلوار کمر سے کھینچکر سامنے اپنے باپ کے اسطرح جو رنگ ہوائی کاٹا
کہ لندھور نے سر اسکا سینے سے لگا لیا لاش فیروزہ کی ناوک اندازون نے اوٹھالی اور
راہی ہوگئے اتنے مین فرہاد خان یک ضرب بھی اپنے لشکر سمیت پہونچے اور ارشیون
پریزاد بھی آگئے لیکن فرسنگ کا لشکر بعد پہونچا سبب یہ تھا کہ فرسنگ جوش شجاعت
مین لشکر سے بہت آگے نکل آیا تھا اور یہ دونون بھائی لندھور کے آزمودہ کار و ہوشیار
تھے اسوجہ سے لشکر کو پشت پر لیے ہوئے آگے بڑھے کہ اگر لندھور تک پہونچین تو
حفاظت تو کر سکین اگر قریب پہونچے بھی اور حفاظت نہ کر سکے تو جانے کا کیا نتیجہ ہے لیکن
سمواتی تاجدار نے جو دیکھا آٹھ دس سردار ایسے مارے گئے کہ چراغ ملک سمواتیہ کا گل ہو گیا
اب انجام اچھا نظر نہین آتا تین جانب سے لشکر خدا پرستون کا ہجوم کیے ہوئے ہے اور نہین معلوم
انھون نے ہاتھیون کی فوج سے کام کیون نہین لیا ورنہ ابتک سارا لشکر پامال ہو گیا ہوتا یہ قدرت تھی
خداوند کی کہ ان لوگون کے دلمین بھی آگئی خداوند کو ہم لوگونکا بچانا منظور تھا ایسی ایسی باتون کا
خیال کرکے طبل بازگشت بجوا دیا اوسیوقت دونون لشکر علیحدہ ہوئے فرہاد خان نے لندھور
کو اوٹھا یا قفس مین ڈالا لندھور نے اتنا تو کہا کہ پانچ لاشین رفیقان صاحبقران کی

پڑے ہین اسکے بعد لندھور بیہوش ہوگئے فرہاد خان و ارشیون نے لاشون کو تلاش کرنا شروع
کیا۔ اور فرسنگ باپ کو لیکر اپنے لشکر مین آیا جراحون کو طلب کرکے زخمون مین ٹانکے دلوائے مرہم
کی پٹیان چڑھائی گئین وہان فرہاد خان یک ضربی نے لاشین ڈھونڈھ کر اوٹھائین اور مع ارشیون
پریزاد و فرسنگ بن لندھور بعد دفن کرنے لاشہائے لشکر اسلام کے ان پانچون سردارون کے
لاشین ہمراہ لیکر بخدمت صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے اونکو رستے مین چھوڑا جاتا ہے اور انکا بیان اپنے موقع پر آئیگا

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت سے لندھور غائب ہوئے تھے ہرکارے اور عیار برائے تلاش روانہ ہوئے تھے بعد کئی
روز کے اطلاع ملی کہ فرہاد خان یک ضربی و ارشیون پریزاد فرسنگ بن لندھور ثانی پانچ لاشین
اپنے ہمراہ لئے آتے ہین لندھور کو عیار چراکر سموات تاجدار کے ملک مین لے گئے تھے اور جسقدر
کیفیت گذری تھی یعنی سامان قتل لندھور قید توڑ کر لڑنا لندھور کا اور زخمی ہونا پہونچنا جبار حلبی اور
قہار حلبی کا اور گھیر کرنا ناوک اندازون مین نشانۂ تیر قضا ہونا اسکے بعد پہونچنا آلا گرد فرنگی و بالا گرد فرنگی
و نہنگ بحر دریائی کا اور شہید ہونا اوسی صورت سے انکا بھی اسکے بعد بڑی شد و مد سے آنا فرسنگ بن
لندھور ثانی کا اپنے دونون چچاؤن کے ہمراہ اور تباہ کرکے ناوک اندازون کو مارنا اونکے افسر فیروزہ
ناوک انداز کو اور بچا کر لانا اپنے باپ کو سب بیان کیا صاحبقران خیرآمد ان لوگون کی سنکر تو بہت خوش
ہوئے لیکن رفیقان امیر و علمشاہ کی شہادت کا حال سنکر نہایت غمگین ہوئے اور سرداران بہتیا کو کہ جنکا
ذکر ہو چکا ہے مثل اسفندیار گیلانی و ہشام بن مالک و کیماس بن بہرام و فرخ شہسوار وغیرہ کے کہ
یہ ہاتھ سے آفات کے زخمی ہوگئے تھے اب روبصحت ہین برائے استقبال فرسنگ بن لندھور
روانہ کیا اسطرف سے یہ سردار چلے اور اوسطرف سے فرہاد خان و ارشیون و فرسنگ
اونکے استقبال کو لشکر سے آگے بڑھے راہ مین ملاقات ہوئی آپسمین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے
اور ہمراہ اپنے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے ان سبکو گلے سے لگایا لندھور کو
شفاخانہ سلیمانی مین بھجوا دیا اور لاشون پر رفقائے امیر و علمشاہ کی بہت پر روئے اور فرمایا
کہ انکو دفن کرکے مقبرہ بنوا دئے جائین اور نماز جنازہ خود بادشاہ اسلام و امیر ثالث نے مع
جملہ سرداران نامی کے پڑھی اور ان پانچون شہیدون کو دفن کیا حسب الارشاد صاحبقرانی
مقبرہ طیار کئے گئے ہر قبر پر ایک لوح سنگ مرمر کی نصب کردی گئی اور اوسپر نام صاحب قبر کا کندہ
کردیا گیا لیکن عفریت دیو صورت نے جو دیکھا کہ پھر کمک اسلام کی آگئی اور لندھور ملک سموات
سے رہا ہوکر آگیا مگر انتہا کا زخمی ہی اکیلا ہزارون لاکھون سے لڑا تھا دل مین ڈرا کہ بلا کا دلیر تھا ہی
مگر خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ لندھور قابل مقابلہ نہین ہے بس طبل جنگ بجوا کر ان خدا
پرستون سے سمجھ لینا چاہئے یہ خیال کرکے حکم دیا کہ بجے نقارہ زرمی اوسیوقت کوس حربی پر چوب
لگی اور آواز نقارہ کی گرجی بقول شاعر شعر ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دونست و نشست گردون فرون
ہرکارون نے خبر لشکر امیر ثالث مین پہونچائی یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام کوس حربی نوازش
مین آیا دونون لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تیاری سے حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ دیکھئے
اوقت صبح مقابلہ مین کسکی فتح ہوتی ہے اور کسکی شکست لیکن

اب چند کلمہ داستان حیرت بیان ملک سمٰواتیہ کے گذارش کیجاتے ہین

کہ جسوقت سمٰوات شاہ ہزیمت پاکر طبل بازگشت بجا کر اپنے شہر مین واپس آیا نہایت غمگین و ملول تھا
لاشین سردارون کی میدان جنگ سے اوٹھوا کر منگائی تھین دیکھ دیکھکر اونکو روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند
اکوان یہ آپنے کیا کیا کہ میرے ایسے نامی سردارون کو مجھسے لے لیا اب مین خداپرستون کے مقابلہ
مین کیا کرونگا وہ لوگ اپنے دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ ہمارے خدا نے نادیدہ ایسا ہی کہ اوسنے
ہماری مدد کی اور ہم اکوان پرستون پر فتحیاب ہوئے لیکن اپنے مدد کرنے کے عوض اور میرے سردار نکو
بھی مجھسے چھڑا دیا اب مین لاشین انکے نہ جلنے دونگا جبتک آپ میری مدد نکرین گے یہ کہہ کہکر سمٰوات
تاجدار رو رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے نمودار ہوئے
اور بعد دعاء ثناے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ جانب شہر لقانیہ سے جدید روئین تن و شدید
روئین تن ایک ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے اسطرف آتے مین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ
اونکو حکم ملا ہی خداوند اکوان تاجدار کا کہ ہمارا بندہ خاص یعنی سمٰوات شاہ نہایت پریشان ہی
سردارون نے اوسکے غرور کیا تھا اونکو ہمنے قتل کرا دیا اب وہ پریشان ہی تم دونون بھائی جاکر
سمٰوات شاہ کی مدد کرو اور نام خداپرستون کا اس صفحہ ہستی سے مٹا دو یہ سنتے ہی سمٰوات شاہ
مارے خوشی کے اوچھل پڑا باچھین تا بناگوش آکین وزیر سے کہا کہ حکم دو کہ سواری تیار ہو یہ دونون
فرستادہ خداوند ہین مین خود انکے استقبال کو جاؤنگا اوسیوقت حسب الحکم سواری تیار ہوئی اور سمٰوات
شاہ مع اراکین دولت سوار ہو کر براے استقبال جدید روئین تن روانہ ہوا اودھر اون دونون کو خبر ملی
کہ بادشاہ خود براے استقبال آتا ہی یہ بھی لشکر سے آگے نکلے راہ مین ملاقات ہوتے بغلگیر ہوئے
سمٰوات شاہ ان دونون کو ہمراہ لیے ہوئے بعزت تمام داخل شہر ہوا یہ دونون بھائی بھی شہر لقانیہ
بادشاہ ہین سمٰوات شاہ نے چاہا کہ انکو تخت پر جگہہ دے لیکن ان دونون نے انکار کیا اور کہا کہ خداوند
اکوان نے تاج و تخت ہمین بھی عنایت کیا ہی لیکن ہم سپاہیانہ مزاج رکھتے ہین دوسرے ہم اپنے ملک
کے بادشاہ ہین تم اپنے ملک کے فرمانروا ہو یہان تمہین کو تخت پر بیٹھنا چاہیے اور ہم بحکم خداوند
تمہارے سالار لشکر کے مرتبہ پر بیٹھین گے اسکے خلاف کرنے مین خداوند کی ناراضی کا ڈر ہی
یہ سنکر سمٰوات شاہ خاموش ہو رہا اور کہا کہ اپنی تشریف آوری کی مفصل کیفیت بیان کیجیے اگرچہ
تشریف لانا ہوا گو ہرکارون کے زبانی اجمال کے ساتھ سنا ہی لیکن آپکی زبان سے سننے کا ہنوز اشتیاق
باقی ہی ان دونون نے بیان کیا کہ ہمین ایک پروانہ جسپر مہر خداوند کی تھی ایک طائر نے لاکر دیا اوسے
جب پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ از جانب خداوند اکوان تاجدار بجانب جدید روئین تن و شدید
روئین تن اے بندگان سخت و آہنی تنکو حکم دیا جاتا ہی کہ یہان سے طرف ملک سمٰواتیہ جاؤ کہ ہمارا
بندہ خاص سمٰوات شاہ نہایت پریشان ہی سردار اوسکے مارے گئے ہین وہ غمگین بیٹھا ہی اوسے تسلی دو
اور ہمراہ اپنے لیکر اوسکو بادشاہ لشکر سمجھو اور خود عہدہ سالاری لشکر کا اختیار کرکے بیابان قرطاق
مین جاکر اون بندگان مغضوب کو ہمارے قتل کرو جنکو ہمنے اپنے غضب قدرت سے اندھا کر دیا
پہلے ہمنے قصد کیا تھا کہ ساحرونکو اور بیابان ہولناک کے باشندونکو روانہ کرین مگر پھر ہمکو شرم
معلوم ہوئی کہ اگر ان اندھون کو ساحرون سے یا بیابان ہولناک کی بلاؤن سے قتل کروایا تو کیا

بس تم دونون بھائی کافی ہو ہم یہ پروانہ پڑھتے ہی بلا تامل دو لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر آپ کے خدمت مین آکر پہونچے اب آپ بھی تیاری کرکے جلد بیابان شہ طاق کیطرف روانہ ہوجئے اسلئے کہ اسوقت آپ پر خداوند کی نظر عنایت ہی اور خداپرستون پر غضب قدرت نازل ہی ایسا نہو حکم کی تعمیل مین عرصہ ہونے سے تقدیر بدل جائے تو پھر کچھ بنائے نہ بنے گی سموات شاہ نے کہا کہ وہ پروانہ آپ کے ساتھ ہی شدید و جدید نے اور کہا کہ وہ پروانہ خداوندی تھا کہین ہو سکتا تھا ہم اوسکا ادب ہر وقت کہان اسلئے تھے جیسے ہی عبارت پڑھکر تمام کی ویسے ہی پروانہ ہاتھ سے غائب ہوگیا فرشتگان قدرت لے گئے سموات شاہ کو یہ سنکر افسوس ہوا اور کہا کہ اگر وہ پروانہ ہوتا تو اوسے مین حفظ ہیکل بناتا اب آپ دونون صاحب بجائے حفظ ہیکل ہین یہ کہکر اوسیوقت سامان سفر کا حکم دیا فوج کے واسطے گاڑیان و شتر باربرداری کے تیار ہوئین فوریہ ہوشمند زانا کو برائے انتظام ملک تہمورا اور آپ مع شدید و دین تن و جدید روئین تن پانچ لاکھ سوار و پیدل کے جمعیت سے طرف بیابان شہ طاق کے روانہ ہوا۔ اب دیکھا چاہئے کہ کسوقت پہونچتا ہی لیکن

چند کلمے داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان عفریت دیو سورت نے طبل جنگ بجوا دیا تھا بہرام فیل سوار آبھی اچھا ہوگیا ہی دونون ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوئے ہین جام شراب ناب کو گردش ہی عفریت نے اوس روز کی تقریر سے سمجھ لیا تھا کہ قالب اسکا برگشتہ ہوچلا ہی۔ ایسا نہو کہ یہ خداپرستون کا شریک ہوجائے اسکو خوب شراب پلائی جسوقت عالم بیخودی کا دیکھنا کچھ اسطرح بہکایا کہ مقابلہ پر اہل اسلام کے اوسنے کرکے عہد لے لیا اور کہا کہ جو غیر مذہب والا خداپرست ہوتا ہی تو یہ خداپرست اوسکو کتے سے بدتر جانتے ہین ظاہر آمیل رکھتے ہین باطناً یہ کوشش رہتی ہی کہ پہلے لڑوا کر اسکو قتل کرادو دیکھا نہین کہ لندھور نے اپنی جان بچائے اور قلب کے پہلوانون اور فرنگستان کے نامورون کو قتل کرا دیا۔ یہ خیال نہ کیا کہ یہ ہمارے مذہب کو آپڑے نہ یہ سوچا کہ میرا باپ بھی تو اک زمانے مین کافر تھا یہ بدنصیبان ان خداپرستون مین ہین غرضکہ ایسا اولٹا سیدھا سبق پڑھایا کہ دل بہرام کا پھر اسطرف سے برگشتہ ہوگیا اور اوس نے کہا کہ صبح کو پہلے مین ہی میدان جنگ مین جاؤنگا اور پہلے یونہی لندھور کو قتل کرونگا غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان شاخ درخت پر بیٹھکر اپنی اپنی زبان مین حمد و ثنائے الٰہی بجا لانے لگے چرند سے مصروف چرا ہوئے دشت مین ہر چہار جانب کوڑیالا عجب لطف دکھا رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین سفید فرش بچھا ہوا ہی سبزہ کا خواب مخمل کا شاقی کی شان دکھا رہا تھا اوس روشین باغ پر ٹہل رہے تھے قمریان شمشاد پر بیٹھی ہوئی نعرہ حق سرہ بلند کر رہی تھین بلبلین گل کے تصدق ہو رہی تھین مسافرون نے رغبت سفر باندھکر چلنے کا سامان کیا تھا نمازی مصروف اطاعت الٰہی تھے جبکہ امور دینی و دنیوی سے فراغ حاصل ہوچکا لشکریون نے آراستہ میدان کارزار کا لیا سواری کی سواری بادشاہ اسلام کی با حشم و جاہ برآمد ہوئی آج صرف فوج ہندوستانی صف آرا ہوئی ہی وہاں حسب دستور قدیم قلب مین لشکر کے تخت بادشاہ اسلام کا ہی اور صرف یہی تین سردار یعنی فرہنگ بن لندھور اور قرباد خان یک ضربی و ارشیون پرزاد اپنی اپنی فوجین لیئے ہوئے

اگر ٹوٹے ہین یا زخمی نہ سردار کہ جسکا ذکر اسکے استقبال مین آیا تھا وہ اپنے چند آدمیون سے تماشا دیکھنے کی نظر سے ٹھہرے ہین کیونکہ زخم سر آنکے ابھی اچھی طرح مندمل نہین ہوئے ہین - اوسطرف لشکر کفار صف بندی کر رہا ہے عفریت دیو صورت بہرام فیل سوار عربدہ فسری آگے لشکر کے نکلکر کھڑے ہوگئے ہین غرضکہ جب دونون طرف صف بندیان ہوچکین میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ ہر اول چنداول درست ہوچکا اور نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے تو بہرام فیل سوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا در میدان آکر آواز دی کہ ہرکہ داند داند وہر کہ نہ داند بشناسد کہ منم بہرام فیل سوار باش اے گروہ خدا پرستان جسے آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سنتا تھا کہ فرہاد خان یار ضربی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے کود کے زمین سعادت کو بوسہ دیا اور اجازت ضرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے فرہاد خان نے سلام کیا اور بارہ دیگر اپنے فیل پر سوار ہوکر روانہ حربگاہ ہوئے جسوقت سامنا بہرام کا ہوا انہون نے کہا کہ اے شخص تو منصور کا کوئی عزیز ہے اسلئے کہ صورت تیری مشابہ بہت ہے فرہاد خان نے کہا کہ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے مین سن چکا ہون کہ تو اوس سے مقابلہ کر چکا ہے اور پست ہوچکا ہے بہرام نے کہا کہ جنگ دو سردار اس روز اسکی فتح تھی کہ مین اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر آج میرا ہاتھ ہے تو تجھے بھی مین یا قتل کرونگا فرہاد خان نے کہا کہ پھر انتظار کس بات کا ہے لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی بہرام نے نیزہ فرہاد کے حوالے کیا فرہاد خان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگین کوئی بارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ فرہاد خان نے اک مقام پر نیزہ کو نیزہ پر لگا اٹھا اور نشل ہاتھ کا تھا وہان نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کرکے یا حیدر کرار کہکر جو ایک مارا نیزہ بہرام کا مثل تیر شہاب کے ہاتھ سے نکل گیا دونون لشکرون سے تعریف کی صدا بلند ہوئی اور بہرام نہایت خفیف ہوا - اور کہا کہ کہ تیر نیزہ بازی خلاف ہے لیکن تو اس ضرب گرز کو یہ طمانچہ ہے اجل کا اور ار ابہ پر سی گرز اپنا اوٹھا کر خبر دار خبر دار کہکر سر فرہاد خان پر وار کیا فرہاد خان نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی گرز چوب دست پر بیٹھا ایسی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا گرد و غبار بلند ہوا فرہاد خان یار ضربی گردین چھپ گئے ہین منہ سے پسینہ جاری ہوا فیل انکا کانپ گیا لیکن دونون ہاتھ مثل ستون فولادی کے قائم رہے بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم پست کردم خبر لو اس خدا پرست کے عیار فرہاد خان کا جھپٹ کر گیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ فرہاد خان بیہوش کھڑا ہے عیار نے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو حریف ارادہ گرفت کر رہا ہے فرہاد خان نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ کرار زدی و کرار پست کردی حریف میں آئین موجود ہون شعر

تو ہم بے زدی ضرب بانوش کن ٭ ہمہ شادی اندر دل فراموش کن

- یہ کہکر چوب دست گران سنگ آسمان رنگ پر چہ کوہ کا وار کیا بہرام نے بھی جلدی سے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تھا مگر چوب دست جو پڑتی ہے تو ٹکڑا سپر کی آئی یا بہرام کا ٹوٹا سپر تو دبا آئی خود میں سر مین سینہ مین شکم مرکب مین مرکب پیوند خاک ہوگیا حق کی بلند ہوا فرہاد خان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم خبر لو کبر نا ہنجار کے دلیر نے کیا حال ہوا اسکا یہ سنکر عیار بہرام کا جھپٹ کر آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا گرد دبا کر جو دیکھا تو بہرام کا پتا ہے نہ فیل معلوم ہوتا ہے ہان زمین پر اک تل سا خون کا دکھائی دیا یہ سمجھ گیا کہ بہرام مارا گیا زبان سے روتا اور خاک اوڑاتا لشکر مین آیا فیل

بہرام کے اطلاع کی کفار نے گریبان چاک کر گئے خاک اوڑانے لگے فرہاد خان پلٹ کر بادشاہ اسلام کو نذر فتح دی بادشاہ نے ہاتھ پشت پر رکھا شفقت فرمائی وہان عفریت دیو صورت نے گرز گران اپنا صف سے نکال رخ میدان جدال و قتال کا کیا پہلے خوب جملہ شور کی پانترے کے نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت غرق غرق ہوگیا آگ مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے خدا پرستو جسے آزمایش رنج و شکست کرنا ہو وہ نکلے کہ مفرح [illegible] میدان ہمیں کو سونپے پس یہ سنتے ہی ادھر تو فرسنگ بن لندھور نے مرکب اپنا نکالا اور ادھر سے ارشیون نے باگ لی لیکن فرسنگ نے ارشیون پر بزادست بستہ عرض کی کہ اب مجھی کو لڑنے دیجیے مین نے سنا ہی اسی نے میرے باپ کو گرفتار کر کے ملک [illegible] مین بہیجا تھا مین چاہتا ہون کہ اسے سزائے معقول دون صورت اسکی ہون کی دیکھکر میری آنکھون مین خون اوترتا ہی ارشیون نے کہا اے فرزند ہمارے ہوتے تم کیون مقابلہ کرو [illegible] نام کی نشانی ہو کیونکر ہوسکتا ہی کہ تم میدان مین جاؤ اور ہم تماشا دیکھین فرسنگ نے کہا کہ فرزند اسی واسطے ہوتے ہین کہ جب ہوشیار ہون تو بزرگون کو راحت پہونچائین آپ نے بہت [illegible] اسکے علاوہ اگر دنیا مین کچھ نام پیدا کیا تو لطف زندگی ہی ورنہ موت اچھی آپ نام پیدا کر چکے لڑکے ایسی باتین کین کہ ارشیون نے مرکب اپنا پلٹا لیا اور فرسنگ بن لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے اجازت جنگ حاصل کی اور رخ میدان کا کیا عفریت نے گرز اپنا بارادہ لگاو زنی کے بڑھایا تھا کہ فرسنگ نے خالی دیا عفریت گرتے گرتے بچا سبب یہ تھا کہ گھوڑے کے اور گیند سے مین لگاو نہین چلتی ہی پس سنبھلتے ہی اسنے کہا کہ او لڑکے تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہی مین چاہتا تھا کہ لگاؤ رہین تجھے پامال کر دون مگر خیر کہان جائیگا تجکو میرے ہاتھ سے یہ کہکر نیزہ مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو اپنے نیزہ پر کاٹا ہند بند بلنے لگے جو بند عفریت نے باندھا فرسنگ نے کھولدیا جو بند فرسنگ نے باندھا عفریت نے کھولدیا کوئی بارہ طعن کے ردوبدل ہوئی ہوگی کہ اک مقام پر فرسنگ نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھ کے جو بک مارا اسکے نیزہ ہاتھ سے عفریت دیو صورت کے نکلگیا پس نیزہ کا نکلنا تھا کہ جہان نظرون مین عفریت کی تیرہ و تار ہوگیا کہا کہ غضب کیا اے طفل تونے کہ نیزہ اوس شخص کے ہاتھ سے نکالدیا کہ جو تیرے باپ سے دعوی ایستادگی کا رکھتا تھا جواب دیا فرسنگ نے کہ اگر دعوے ہوتا تو عیار سے کیون گرفتار کرواتا ظاہر ہی کہ تجھے مقابلہ لندھور سے خوف تھا جو یہ حرکت کی کہان جائے گا تجکو میرے ہاتھ سے اب بہادری کی دیکھ لونگا یہ سنتے ہی عفریت زمین کٹ گیا اور سوچا کہ غضب ہوا از تیر نکل گیا پس جھپٹ کر تلوار ماری فرسنگ نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کے تاب نہ لا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون پہلوان مرکبون سے کود کر مصروف زور آزمائی ہوئے فوجین دونون جانب کی سمٹ کر قریب آگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگین کوئی چار گھڑی کے کشتی مین فرسنگ نے لنگر عفریت کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کر سینے پر آواز دی کہ کیا کہتا ہی شناخت پروردگار کیسا ہی عفریت دیو صورت نے کہا کہ بیزار ہوا مین ہون تو نام پر خداوند اکوان تاجدار کے نثار ہون پس یہ سنتا تھا کہ فرسنگ نے اسکو ٹانگین چیر کر پھینک دیا پس اسکا مرنا تھا کہ لشکر اسلام سے صدائے تہنیت و مرحبا بلند ہوئے اور فوج کفار مین اک ہزیمہ ہوا گرمانا تو اس خدا پرستی کے جانے [illegible]

ارے بڑا غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے سردار کو اسطرح مارا یہ حال دیکھکر فرسنگ جلدی سے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر کفار تلوارین کھینچکر آپڑا لڑائی ہونے لگی شور بگیر و بزن بلند ہوا فرسنگ نے بھی تلوار کھینچی کفار کو قتل کرنا شروع کیا اُدھر ارشیون پریزاد اور فرہاد خان یکہ ضربی نے بھی مرکب جولان کئے اور لشکر کفار پر مانند غضب الٰہی کے گرے خوب گھمسان لڑائی ہونے لگی آن واحد مین خون کی ندیان بہہ گئین کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہوگئے قریب پانچ ہزار کے کافر اور دو ہزار مسلمان کام آئے اب ان کافرون نے لاش تو عفریت کی اوٹھالی اور قصد کیا کہ کل جائین یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ ذخیرہ ذخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دیائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ ملعون آیا اور کسکی حمایت کریگا مادہ گرد مثل آندھی کے یہ آئی اور یہ آئی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گزرتے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرو نپر اونکے تعریف اکوان تاجدار کی تحریر تھی اور دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اور دو دیگر ناہنجار مرکبان مشکی پر بیٹھے ہوئے کہ صورتین اونکی نہایت کریہ اور بھیانک عقب مین فوج مثل دریائے زخار کے آتی ہے۔ آن واحد قیام کر گئے اور خبر دریافت کرکے دونون سردارون نے گھوڑے اوٹھائے اور سات لاکھ کی فوج سے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور نعرہ کی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد فتح جدید روئین تن و شدید روئین تن مغضب خداوند اکوان تاجدار بس یہ نعرے کرکے جو یہ دونون روئین تن سات لاکھ سوار سے لشکر اسلام پر گرے تہلکہ برپا ہوگیا جمی ہوئی صفین ٹوٹنے لگین قدم اوکھڑنے لگے مگر یہ غازیان دیندار بازار رزم و پیکار کو گرم کئے ہوئے ہین برابر تیغ زنی کر رہے ہین انہون نے بھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دئے ہین اُدھر مغرور روئین تن عنقا ہے روئین تن یہ دونون سردار لشکر سمواٰت تاجدار کے لڑ رہے ہین اثر بھی ضرب کا اثر نہین کرتا ہے مگر فرستادگان اکوان تاجدار ہین اور ان روئین تنون مین فرق ہے جو آگے بڑھکر ناظرین پر واضح ہوجائے گا غرضکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے ہر طرف خون کی ندیان بہہ رہی ہین سر مانند حباب آب کے تیرتے پھرتے ہین دست و پا کٹے ہوئے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے سم گھوڑون کے خون مین غرق ہین کافرون کا خون بخش مسلمانون کے خون صالح مین شامل ہوکر رنگ بیگانگی دکھا رہا ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہین بیٹا باپ سے جدا ہے بھائی بھائی کی مدد سے عاجز ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے جو سوار قتل ہوئے ہین اونکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہین زخمی پامال ہو رہے ہین بھر بھرے نشانون کے خون سے افشانی ہو رہی ہین میدان جنگ مین لطف قوس قزح حاصل ہے ہر بہادر اپنے خون سے رنگ کھیل رہا ہے پچکاریان لہو کی چھوٹ رہی ہین عبیر و گلال خون کا ہے آسمان پر شفق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خون اس فلک کج رفتار کا دامنگیر ہوا ہے کہ تیرے گردش مین ہزارہا بندگان خدا جان بحق تسلیم ہوئے ہین انکا خون ناحق سوا تیرے کسکی گردن پر ہو سکتا ہے دلاورونکو روز مرگ روز عید ہے چہرون پر خون کے دھارون کے سہرے بندھے ہوئے ہین پوشاک سرخ پہنے ہوئے دولہا بن بن کر عروس مرگ سے وصال حاصل کر رہے ہین ایک طرف کو فرہاد خان یکہ ضربی نے فیل کو علیحدہ کرکے پشت مرکب پر قرار لیا ہے کیونکہ جنگ مغلوبہ مین فیل کی سواری کا کوئی موقع نہین ہے چہ بدست اسکے ہاتھ مین

جسپر کافر پر ہاتھ مارا معہ راکب و مرکب پیوند خاک کردیا یہی سبب ہی جو لقب اسکا یاک ضربی ہی کہ اوسکی ایک ہی ضرب کام دشمن کا تمام کردیتی ہی دوسرے وار کی نوبت نہین آنے پاتی ہی اوسطرف ارشیون پر نزاد تبر ہاتھ مین لیے ہوے شاخ حیات کفار کی قلم کرتا پھرتا ہی دشت حسرت باغیون کی پامال ہی سوا ثمر تلخ موت کے کچھ ہاتھ نہین آتا ہی چہرہ کفار کی دہشت سے مثل برگ خزان دیدہ کے زرد ہو رہے ہین سر جسم سے مثل ثمر پختہ کے گر رہے ہین ایسا جانب فرسنگ بن لندھور ثانی مانند بچہ شیر کے حملے کر رہا ہی جسپے گرز مارا پیرا اٹھا ہوگیا لقمہ دہان اجل ہوا ازالیقین تلخ موت چکھا گویا یہی تینون بہادر لشکر کو روکے ہوئے ہین ورنہ ابتک قدم لشکر اسلام کے اوکھڑ جاتے مرکبون کی انکے یہ حالت ہی جیسے دریا کے امواج مین کشتی جاتی ہی اہل لشکر سر دادن کے خیال سے جانین لڑائے ہوئے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہر چند کہ سات لاکھ کی فوج کا ریلا ان مین لاکھ جوانون سے کیونکر رکے مگر قدم گاڑے ہوئے داد مردی و مردانگی دے رہے ہی یہی نقیب پکار پکار کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو یہی روز نام و ننگ ہی - قدم پیچھے نہ ہٹے کہ یہ شیوہ نامردی ہی شان مردانگی کے خلاف ہی تلوار منھہ پر پڑے مگر آنکھ نہ جھپکے نیزے آئے تو آگے سینہ نشانہ ہی گرز دیکھکر گردن نہ جھکے کمان کے خوف سے گوشہ نہ ڈھونڈے تیر کے سنسناٹے سے دل نہ سہمے میدان جنگ مین آکر مرنا ہر طرح ضروری ہی ذلیل ہوکر مرنا بہتر نہین اگر قسمت سے فتح حاصل ہوئی تو دفتر مین غازیون کے نام لکھ گیا اگر مارے گئے تو شہید کہلائے یہ باتین اور ولولے جتاتی مین گھٹی ہوئی قوت کو بڑہاتی ہین جوانان لشکر سینہ سنانو نسے ملائے دیتے ہین لیکن جو بزدل ہین اونکو کب جراءت آتی ہی ہر جگہ اونہین جان بچانے کی فکر ہی بقول شخصے کہ مارنے کے پیچھے اور بھاگتے کے آگے دوسرونکو للکار رہے ہین کہ لینا مار لینا جانے نپائے مگر آپ آگے نہین بڑہتے اپنی کمک کے واسطے سکو پکارتے ہین آپ کسی کی مدد کو قدم آگے نہین بڑہاتے کہ کون بیکار اپنے کو آفت مین پھنسائے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسوقت کنارہ لشکر تک پہونچ جاتے ہین کبھی اس صف کے پیچھے کبھی اوس غول کے عقب مین دور سے تیر اندازی کر رہے ہین مگر تیر مارا اور جلدی سے بیٹھ گئے کہ ایسا نہو کوئی دشمن دیکھ لے اور نشانہ تیر قضا بنائے مگر ہان سرداران لشکر کفار جو بہادر ہین یا کسی قسم کا اطمینان ہی مثل مغفور روئین تن اور عصفور روئین تن کے یا جدید روئین تن اور شدید روئین تن کہ یہ فرستادہ اکوان ہین سمجھتے ہین کہ ہماری موت خداوند اکوان تاجدار نے خلق ہی نہین کی بلکہ ہمکو ان خداپرستون کا ناگہانی موت قرار دیکر بھیجا ہی لشکر مین ڈوبے ہوئے تلوارین مارتے چلے جاتے ہین جسکے تلوار آن پڑتی ہی بیٹ ہو جاتی ہی جسم پر حریر کا بھی نہین آتا انکی تلوار جسپر پڑتی ہی وہ شہید ہوتا ہی بچ نہین سکتا ہی یہ دونون روئین تن ساختہ ہین لقمان ثانی کے کہ انہون نے ادویہ مین انکو ڈبو ڈبو کر آہنی بدن بنا دیا ہی اور کچھ دوا ایسی ملا کر آواز انکی اسقدر بڑہا دی ہی کہ جب یہ نعرہ کرتے ہین گھوڑے بھڑکنے لگتے ہین نیچے سوار اوپر گھوڑا ہو جاتا ہی اگر کوئی ایسا شہسوار ہی کہ اوس نے گھوڑے کو سنبھالا اور وار بھی کیا تو جسم پر اونکے حربہ کارگر نہین ہوتا ہی انجام کار ہاتھ سے ان سخت جانون کے مارا جاتا ہی یہ دونوں ان بڑے ولولے سے لڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اور اوسطرف سے فرہاد خان یک ضربی اور ارشیون پر نزاد صفون کو شکستہ کرتے چلے آتے ہین راہ مین جدید روئین تن

اور فرہاد خان پر یک ضربی کا سناٹا ہوا فرہاد خان نے للکارا کہ باش او گبر نا ہنجار کہاں آتا ہے
آگاہ ہو کہ قضا تیرے سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہ جو دست پیغام تھما ہے کہاں جائے گا بچکر
ہاتھ سے ہمیشہ فرہاد خان یک ضربی کے دوسرے وار کی نوبت بھی نہ آئے گی یہ سننا تھا کہ جدید
روئین تن نے سر آگے بڑھا دیا چہرہ بچ گیا ڈاڑھی ہی کہ مرکب جدید کی تھوتھنی اور گردن تک ملعون
زمین میں غرق ہو گیا تیغ گرد بلند ہوا فرہاد نے نعرہ کیا کہ دم دم و بیت کر دم جدید روئین تن نے
کہا کہ اس زور سے پہنچا کہ مرکب فرہاد کا بیٹھا فرہاد خان نے گھوڑے کو سنبھالا لیکن جدید نے گرد
سے نکلکر گھوڑا فرہاد خان کا پیدل کر دیا سوار و مرکب دونوں خاک پر غلطان ہوئے فرہاد خان کو
یہ خیال نہ تھا کہ جدید وار سے میرے بچ گیا ہے ورنہ ہوشیار چلتے گھوڑا ہی بے ہونا ممکن نہ تھا
بالفرض اگر گھوڑا مارا بھی جاتا تو آپ کو بچکر علیحدہ ہو جاتے مگر یہ کام غفلت میں ہوا جدید نے گھوڑا
بے کر دیا اور گر پڑے ہی فرہاد خان کے تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا اور پاؤں مرکب کے نیچے دبکر ٹوٹا
اونکی یہ حالت دیکھ لشکر اہل اسلام نے ہجوم کر کے فرہاد خان یک ضربی کو ہاتھ سے جدید کے چھڑا
بچایا اور خیمہ میں ڈالکر روانہ ہوئے لیکن یہ حالت فرسنگ بن لندہور نے جو دیکھی کہ اس
ملعون کے ہاتھ سے بچا زخمی ہوئے نعرہ کیا کہ او قرمساق کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے
غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو دغا سے زخمی کیا میں تیرے قریب سے ہوشیار ہو گیا
لا تقرب بہادری کی جدید روئین تن نے پھری تیغ خون آلود فرسنگ کے حوالے کیا فرسنگ نے
ڈھال تلوار کو میان میں رکھکر تھیلی دی کہ تلوار پٹ پڑے بس یوہیں بایاں ہاتھ کمر میں ڈالکر
نعرہ اللہ اکبر جا سے کھینچکر جو زور کیا اوٹھا لیا زین سے اور ہاتھ پر بچا کے سپر لیکر لڑنا شروع کیا
جو کافر تلوار مارتا تھا فرسنگ وار اوسکا جدید پر روکتا تھا لیکن اس ملعون پر اثر کب ہوتا ہے اور یہ
ہنگامہ اور پیدش میں اتنا موقع تھا کہ فرسنگ اپنے دل کا ارادہ پورا کر سکتا خیال یہ تھا کہ بھینٹ اور فرصت
کم ہو تو اس ملعون کو پا بانہ لیجاؤں یا ٹانگیں اسکی پھیر کر پھینکدوں مگر فوج جدید کی اپنے سردار کے بچانے کو
کہ کئے ہوئے تھی ویسی لشکر کا فرسنگ پر ہو رہا تھا ابھی اتنے میں اک تلوار جدید کی زنجیر کمر پر تیری کی
ٹوٹ گئی اور جدید زمین پر گرا گر بھی اس نے چاہا تھا کہ مرکب کو فرسنگ کے پیچھے کرے فرسنگ
گھوڑے سے کود پڑا اور چاہا اس نے کہ لپٹ پڑوں جدید نے پھر تلوار ماری فرسنگ نے چاہا تھا
کہ بدست پکڑوں مگر قضا کے تار اتفاقات روزگار کہ ٹھوکر لگا سر لگی فرسنگ گرنے
لگا مگر تیغ جدید کا سر پر بیٹھا تھا دو ابرو اوتر گیا فرسنگ نے دستانہ مارا تیغ تو تھما کر سر سے نکلا
گرہ دار دونوں کی سو سے باہر آئی اور سے عالم زخمہ آگیں فرسنگ نے اور اک ہاتھ تلوار کا مارا تلوار
ٹوٹ گئی اور جسم پر جدید کے خدا بھی نہ پڑا اس نے دوسری تلوار ماری کہ زخم سر جو مارا
گیا یہ حالت دیکھکر اہل اسلام دوڑ پڑے چاہتا تھا جدید کہ فرسنگ کا قتل کروں کہ اہل اسلام یلغار کر کے
فرسنگ کو بچا لیا اپنی جانوں پر کھیل گئے سموات شاہ نے تنسیر امرکب جدید کے لئے بھیجا ایک
فرہاد خان کے مقابلہ میں مارا گیا دوسرا فرسناب کے مقابلہ میں چھوٹ گیا اب ملعون تنسیر مرکب سوار ہو کر
اینٹھنے لگا وہاں ارشیون پریزاد نے جو بھائی اور بھتیجے کو زخمی ہوتے دیکھا آنکھوں میں خون اوتر آیا پکار کر آواز دی کہ او ملعون
غضب کیا تو نے ایسے سرداروں کو زخمی کیا ادھر آ کہ حریف تیرا میں ہی ہوں یہ کہکر باگ مرکب کی اوس طرف موڑی تھی کہ
جدید روئین تن نے پکار کر کہا کہ او خدا پرست ادھر کہاں جاتا ہے تو میرا شکار ہے ارشیون نے جواب دیا کہ او

لڑنے مرنے سے کام ہی تو ہی آ اگر خداوند کریم نے فتح دی اور زندگی کا تیرے ہاتھ سے خاتمہ کیا تو تیرے لیے اوس سے سمجھونگا لاضرب بہادری کے کر دیر ہوتی شدید رویئن تن نے کہ انجام تیرا ابھی قتل اونہیں دونون کے ہونے والا ہی پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے تاکہ یہ حسرت تیرے دل مین نہ رہجائے ارشیون نے جواب دیا کہ ہمارا دستور پیش دستی نہین ہی جب خداوند کریم تیرے ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا اضرب بہادری کی دیر تک یہ سنتا تھا کہ شدید رویئن تن نے خبردار خبردار کہکر تلوار ماری ارشیون نے بیزادے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو شدید رویئن تن کی سر پر پڑتی ہی چار انگل سپر کو کاٹا ارشیون نے بلچک دی کہ تلوار شدید کی ٹوٹی اوس نے جھلا کر وہی ٹکڑا جو اسکے ہاتھ مین تھا قبضہ سمیت ارشیون پر کھینچ مارا ارشیون نے وار اسکا خالی دیا اور تبر سپر شدید پر مارا اس نے سر آگے بڑھا دیا تبر جو سر پر پڑا تو یہ معلوم ہوا کہ سنگ خارا پر پڑا سر سے شدید کے اوچٹ کر گردن مرکب پر آیا گردن گھوڑے کی قلم ہوئی شدید کود کر گھوڑے سے علیحدہ ہوا چاہا کہ مرکب ارشیون کو بھی پے کردون ارشیون نے گھوڑا خالی کیا اور چاہا کہ شدید رویئن تن سے لپٹ پڑون اس نے دیکھا کہ اب مین اس خدا پرست کا کچھ کر سکونگا ایسا نہو کہ گرفتار ہو جاؤن پس یہ بھاگا اور ارشیون نے اسکا تعاقب کیا لیکن قضا کے کا اتفاقات روزگار پاؤن ارشیون کا توپخانہ مین جاتا رہا اور ارشیون پر زاد گر اگرتے ہی ارشیون کے شدید رویئن تن پلٹ پڑا اور تلوار دوسری کاٹھی سے کھینچ کر سر پر ارشیون کے لگائی کہ سر زخمی ہوا ارشیون نے اوسنے زمین داری مین ہاتھ شدید کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ تو تو زخمی ہو ہی چکا ہی اسے کیون چھوڑا اور اوٹھا کر زمین پر مارا ادھر ارشیون نے چاہا کہ مشکین اسکی باندھ لون کہ یہ حال جدید رویئن تن دیکھ رہا تھا مرکب کو جولان کیا اور آواز دی کہ اے خداپرست غضب کیا تو نے کہ اس حالت زخمداری مین شدید رویئن تن سے بہادر کو باندھنے کا قصد کیا ہی ادھر تو یہ ملعون چلا آتا ہے ادھر ارشیون کو یہ کوشش ہی کہ کسی طرح اس ملعون کو تو گرفتار کر کے خدمت صاحبقران مین روانہ کردون پھر اس سے مقابلہ کرون لیکن کام ناتمام رہا ہنوز مشکین اسکی اچھی طرح نہین بندھین تھین کہ جدید رویئن تن آپہونچا اور تلوار سر پر ارشیون کے لگائی کہ زخم سر چہار پارہ ہوگیا یہ حال دیکھ کر اہل اسلام یورش کر کے ارشیون کو تو اوٹھا لے گئے مگر شدید رویئن تن کمند مین اولجھا پڑا رہ گیا جدید رویئن تن نے جلدی سے اسکو رہا کر کے مرکب دیا کہ یہ ملعون پھر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔

لیکن لشکر اسلام سردارون کے زخمی ہونے سے بددل ہو گیا ہی مگر قدم جمائے ہوئے لڑ رہا ہی لیکن یہ دونون رویئن تن قیامت کر رہے ہین مورچے توڑتے ہوئے طرف تخت بادشاہ اسلام کے بڑھ رہے ہین مسلمان جانین لڑاتے ہوئے سینہ سپر کھڑے ہین لیکن تلوار تو انکے جسم پر اثر ہی نہین کرتی کرین تو کیا کرین آنکا وار بیکار جاتا ہی دشمن کا وار کارگر ہوتا ہی علاوہ رویئن تن ہونے کے یہ دونون زبردست بھی ہین انکے سوا آوازون سے اگلے گھوڑے بھڑکتے ہین ادھر سموات شاہ چلا چلا کر کہہ رہا ہی کہ اے غضب خداوندان ہان آج ان مسلمانون کا خاتمہ کردو۔ کوئی انہین سے بچنے نہ پائے لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہی کفار کا یہ جوش ہی ساٹھ لاکھ سوارون کا ریلا ہی ادھر کل تین لاکھ آدمی جسمین بہت سے قتل بھی ہوئے ہین بہت سے زخمی کچھ لوگ حفاظت خیمون اور خیمون کی کر رہے ہین کچھ فوج زابینا کی حفاظت کر رہے ہین کوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی لڑ رہا ہی

قدم اکھڑا چاہتے ہین بادشاہ اسلام دست بدعا ہین کہ اے کارساز اے بے
نیاز واسطہ اپنے حبیب کا کہ ہم سبکو ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے
تو خوب جانتا ہی کہ ہم رواج دین اسلام کے واسطے لڑتے ہین شوق ملک و مال
نہین ہی اور نہ خواہش حکومت ہی اگر موت ہماری قریب آگئی ہی تو ہمکو عذر نہین
ہی لیکن اسوقت ہمارے مرنے مین حرمت اسلام کے برباد ہوگی لاشین
ان کفار کے ہاتھ پڑین گی مردہ بدست زندہ نہین معلوم یہ لوگ لاشون سے کیا
سلوک کرینگے جلد کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر
دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب بیابان سے شق گرد وغبار کا بلند ہوا سب
نگران تھے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **اسفندیار خان**
زرانجا بادی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا دیکھا اس نے کہ کفار کا غلبہ ہی
اہل اسلام شکست کھایا چاہتے ہین پس وہین سے اُس نے نعرہ کیا کہ باش
اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باش کہ منم **اسفندیار خان** زرانجا بادی یہ کہکر
ادہر تعرض کرکے جو گرتا ہی خود بھی تازہ دم ہی لوگ بھی اسکے تازہ دم ہین لشکر اسلام مین تو
جان آگئی اب قریب ڈھائی لاکھ کے مسلمان بھی ہوگئے ہین اسفندیار خان کے
ساتھیون نے حملہ کرکے کفار کو چاہا کہ پیچھے ہٹا وین مگر کہان ممکن تھا ڈہائی لاکھ سے سات
لاکھ پسپا ہو سکتے ہین ساتھ ہی دوسری گرد اوڑی سب نگران تھے کہ اب کون آیا
کمک لشکر اسلام کی آئی یا مددگار کفار کے آئے دونون لشکرون کی نگاہین گرد
کی طرف تھین کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **سہیل خان** ششتری
حصاری ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا۔ اور آکر اہل اسلام مین شامل
ہوکر کفار سے مصروف جہاد ہوا یہ دونون سردار حکمنامہ پہونچتے ہی بعجلت
تمام روانہ ہوئے تھے کہ وقت پر پہونچ گئے مگر چونکہ یہ لوگ تازہ دم تھے آتے
ہی جو ملکر حملہ کرتے ہین فوج کفار مین تہلکہ ڈال دیا خون کی ندیان بہادین۔
سرون کے اولے برسا دیئے بازار جنگ کو گرم کردیا اہل اسلام مین جان
تازہ آگئی **بادشاہ اسلام** نے شکر پروردگار کیا اور ان دونون سردارون
نے اپنا اپنا لشکر آگے بڑھانا شروع کیا۔ اور فوج ہندوستان جو تھک
چکی تھی اوسکو پشت پر لے لیا۔ اُدھر شاہ اسلام نے یہ انتظام کیا
کہ اس تھکی ہوئی فوج کو حفاظتی فوج کے مقام پر قائم کیا اور حفاظتی فوج جنگ
مین طلب کرلی۔ خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لشکر کفار کے جی چھوٹ چھوڑا
دیئے سات لاکھ فوج کو جب حملہ کرکے پیچھے ہٹا دیا لڑتے لڑتے تمام دن ختم ہوگیا
اور شام ہوگئی۔ مگر مسلمان دم نہین لیتے لڑتے ہوئے چلے ہی جاتے ہین
سمبوات شاہ نے دیکھا کہ فوج میری تھکی ہوئی ہی اور لشکر اسلام تازہ دم ہی
اور شام بھی ہوچکی ہی۔ آج جنگ کو موقوف رکھنا چاہئے۔ پھر دیکھا جائے گا۔
یہ خیال کرکے **مختیارک ثانی** سے صلاح لی یہ وہی وزیر شیطان خصال ہی۔ جو

ہمراہ ان چارون سردارون کے یہان آیا تھا۔ بختیارک ثانی مثل بختیارک اول کے نہایت ہوشیار و زیرک ہے بلکہ وجہ تسمیہ بھی اسکی یہی ہے کہ اسکی حرکتین شیطان لقا سے مشابہ پاکر بادشاہ نے اوسکو بختیارک کا خطاب عطا فرمایا ورنہ نام اصلی اسکا کچھ اور تھا۔ بختیارک نے یہی صلاح دی کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجئے کل دیکھا جائیگا۔ سمٰوات شاہ نے پکار کر کہا کہ اے غضنب خداوند اکو آن مین طبل بازگشت بجواتا ہون بس اب آج کی شب آرام سے بسر کیجئے کل دیکھا جائے گا۔ یہ کہکر حکم طبل بازگشت کا دیا دونون لشکرون نے حسب قاعدہ جنگ سے ہاتھ کھینچا اور علیحدہ ہوکر اپنے اپنے آرام گاہ کیجانب متوجہ ہوئے ادھر سمٰوات تاجدار اپنے بارگاہ مین داخل ہوا۔ سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا سپاہیون نے کمرین کھولین آج بسبب تھکے ہوئے ہونے کے سمٰوات شاہ نے بھی دربار نہین کیا اور جاکر بستر مرگ پر قیام کیا یہان اہل اسلام اپنے فرودگاہ پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوئے اسفندیار خان زرانجا یادی و سہیل خان مشتری حصاری ایک ایک پایہ تخت تک پہنچے ہوئے ساتھ آئے تھے جسوقت بادشاہ داخل آرامگاہ ہوئے یہ دونون بھی اپنے خیمہ کی طرف واپس گئے جسوقت یہ آکر مصروف جنگ ہوگئے تھے اوسیوقت سے انکے ملازمون نے جگہ سمجھکر یا دریافت کرکے خیمہ نصب کردیئے تھے۔ غرضکہ ان لوگون نے بھی بستر راحت پر قرار لیا فرہاد خان یکسفری و ارشیون پریزاد و نوشنگ بن لندھور شفاخانہ شاہی مین داخل کئے گئے علاج انکا ہونے لگا جب دوسرا روز ہوا اور بادشاہ اسلام آکر بارگاہ گوہر بار مین تخت حکومت پر جلوہ افگن ہوئے صاحبقران عالی شان ڈنگل صاحبقرانی پر بیٹھے اور سردار آآکر اپنے اپنے ڈنگل پر متمکن ہوئے سہیل خان مشتری حصاری و اسفندیار خان زرانجا یادی بھی حاضر دربار ہوئے آداب شاہی بجالانے کے بعد اپنے اپنے مرتبہ کے موافق ڈنگلون پر متمکن ہوئے بادشاہ اسلام نے انکی جانفشانی پر مرحبا کی اور فرمایا کہ اب تمہارا سن اس قابل نہین ہے۔ کہ تم میدان جنگ مین تیغ زنی کروگے مگر وقت ایسا ہی آپڑا تھا کہ تمکو کہ سب ایسی بلا مین مبتلا ہین کہ اک طفل صغیر سے بدتر ہین دشمن کو دیکھ ہی نہین سکتے تو لڑین کیونکر یہی سبب تھا کہ تم لوگون کو پروانے بھیجکر یہ تکلیف دی اور تم بھی بروقت پہونچنے پروانہ کے آن پہونچے خداوند اسکا اجر عنایت کرے ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ نمک خوار ہوتے ہی اس دن کے لئے ہین اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ حضور کے حق نمک سے [illegible] ادا ہو جاوین اور ان قدمون پر نثار ہون بادشاہ نے فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہین ہر بلا سے بچائے اور عمرون کو تمہاری دراز کرے لیکن خیران بن عمرو قریب صاحبقران کے آیا اور اسنے عرض کی کہ اے شہریار باقبال آخر یہ کیا بلا ہے کہ جسمین آپ مبتلا ہوئے اور تمام لشکر سردارون سمیت اندھا ہوگیا کب تک اسی حالتین

آیا ہی بیٹھے رہیے گا آخر اسکی کوئی فکر کوئی تدبیر انسان کو چاہیے کہ نکالے۔
اپنی سی کوشش کرے آیندہ مقدر ہی۔ صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ ان باتونکو
تم مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہو۔ جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو مین تو کچھ بھی نہین کر سکتا
بڑی امید مجھکو درویش صاحب کی تھی مگر اونہون نے بھی اسوقت تک خبر نہ لی خدا
جانے کون سے سخت ستارے ہم لوگون کے آ گئے ہین کہ ایسی بلا مین مبتلا ہوئے ہین
اور کوئی تدبیر کرنے والا نظر نہین آتا کوئی فکر ذہن مین نہین آتی۔ بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ خواجہ اگر اسکی فکر کرو اور ہم لوگون کو اس بلا سے نجات دلواؤ
تو تمہارا احسان عمر بھر نہ بھولونگا گویا تم ہی نے جان بخشی کی اور تمام لشکر پر تمہارا احسان
ہوگا۔ اور ہم بھی اتنا وعدہ کرتے ہین کہ تمکو خوش کر دین گے دامن مراد تمہارا
گوہر مقصد سے بھر دین گے۔ خضران نے عرض کی کہ جاتا ہون اگر اقبال حضور کا یاور ہوا
اور قسمت میری رسا ہی تو کامیابی حاصل ہوگی۔ غرضکہ خضران سب سے رخصت
ہوکر ان اندھون کے واسطے دوائے چشم ڈھونڈھنے نکلتا ہی دیکھیے اب یہ کہان
پہونچتا ہی اور کیا کرتا ہی۔ اول حال سمٰوات شاہ کا گذارش کیا جاتا ہی کہ یہ کافر
طبل بازگشت بجواکر جو میدان سے پھرا رات سوتے مین کٹی صبح کو دربار کیا اور جدید
روئین تن اور شدید روئین تن سے کہا کہ جب سے آپ دونون صاحب تشریف
لائے اسوقت تک مجھے آپ کی دعوت کرنے کا موقع نہ ملا۔ لہذا میرا یہ جی چاہتا ہی کہ
یہ صحرا نہایت پر فضا ہی اور بالفعل جنگ بھی بسبب خستگی لشکر کے ملتوی ہی اور
خداوند اکوان نے آتے ہی فتح بھی عنایت کی کہ یہ تینون خدا پرست جنہین آپ نے
اندھا کیا ہی ایسے زبردست و سرکش تھے کہ میری فوج مین گھسکر اپنے بھائی لوگونکو
قید سے چھڑا لے گئے آپ ہی ایسے تھے کہ انکو زک پہونچائی لہذا یہ دعوت مسافرت
بخوشی خداوند اکوان تاجدار قبول فرمایئے جدید روئین تن و شدید روئین تن نے بخاطر
سمٰوات تاجدار دعوت منظور کی اوسیوقت سمٰوات شاہ نے حکم دیا ہرکارون کو کہ خبر
لاؤ کہ اس صحرا کے گرد و نواح مین کون کون سی بستیان ہین اور وہان سے طعام تو
لاؤ ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوئے ادھر سامان جشن ہونے لگا بارگاہ کی
آراستگی کا بیان حد سے باہر ہے ایک تو بارگاہ شاہی یون ہی اوسکی آرایش و زیبایش
لاکلام تھی جسکہ اور سنواری گئی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ حجلۂ عروسی آراستہ ہی لشکر
کی آراستگی کا حال کیا بیان ہو کسی طرف کٹورا کھنک رہا ہی دوکانین دورویہ آراستہ ہین کل
دوکانداران کو بادشاہ کا حکم ہی کہ لشکر جدید روئین تن و شدید روئین تن سے کوئی قیمت
نہ لے جو شے جسے درکار ہو وہ بغیر قیمت کے لے قیمت خزانہ شاہی سے ملیگی
ہر طرف سامان روشنی ہو رہا ہی ہر خیمہ کے دروازے پر تمام طور سے دو دو سرو
چراغان لگائے گئے ہین اور ہر طرف راستے پر ٹٹر بندی ہی۔ درختون مین قندیلین
آویزان کی گئی ہین امرا کے خیمون پر مختلف رنگ کے جھنڈے اوڑ رہے ہین درخت
پارچہ ہائے رنگارنگ سے مزیب و مزین کیے گئے ہین یعنی سرخ و زرد و سبز مختلف اقسام کی پوششون سے آراستہ و پیراستہ ہین اکثر جگہ

تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلون مین بادلے کی جھالرین لگائی گئی ہین بختیارک ثانی کس خوبی سے انتظام کر رہا ہی ایک روز مین اتنے بڑے لشکر مین یہ سامان کرنا اور صحرا مین جہان اپنا گھر بھی نہین ہی کہ ہر چیز مہیا ہو سکے تو بختیارک ثانی ہی کا مدبر دن بھر مین اُس نے کل انتظام کر لیا شام ہوئی ہی ہر طرف روشنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام لشکر مین آگ لگی ہوئی ہی روشنی اس کثرت سے تھی کہ عکس اُسکا روئے فلک پر رنگ شفق کا پیدا کر رہا تھا اور زمین پر اک فرش نورانی بچھا ہوا تھا درختون کے سبز پتون مین سرخ قندیلین دور سے نارنگی کے پھلے ہوئے درخت کا سمان دکھا رہی ہین بادلے کی جھالر تجلی دل پر بجلیان گرا رہی تھی تاس کے خیمون کے مثل ماہتاب کے چمک رہے تھے روشنی انجم کی محسوس ہونے لگی تھی ہر گلی کوچہ مین بھیرو بہیئے پھر رہے تھے کوئی لنگور بنا ہوا اوچک رہا تھا کوئی ادھر رنگ کا روپ بھرے ہوئے ایک انسان مین مرد و عورت دونون جلوے دکھا رہا تھا کسی جگہ نٹنیان ناچ رہی تھین تماشائیون کا ہجوم تھا بازاری لوگ آوازے کس رہے تھے گالیان سُن رہے تھے کسی طرف سوانگون کے تخت اُترے ہوئے لائین ہوئی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی جلتا ہوا گیند اوگل نگل رہا تھا کسی نے زبان پر تکلہ سوزن کرکے پھر کھینچا مگر خون نہین دیا نہ زخم محسوس ہوا کسی نے کلہ مین چھری کھونپ لی اور کھینچ لی مگر نشان زخم ظاہر نہوا۔ اُن لوگون کو بھی انعامات مل رہے ہین کسی مقام پر مدار کا تماشا کر رہے ہین ساقیون اور تنبولیون کے تخت برابر سے لگے ہوئے ہین جرسیون کا ہجوم ہی دم بدم پی رہے پان پر پان کھائے جا رہے ہین لشکر کی تو یہ حالت ہی اور بارگاہ سموات شاہ مین سرداران کا جلسہ ہی طائفے ناچ رہے ہین پرستان کا سمان ہی وہ بارگاہ کی آراستگی اور وہ روشنی کہ سقف بارگاہ نمونہ سائبان چرخ کا ہو رہی تھی جابجا سقف پر طلائی کام بنا ہوا جو مین گنگا جمنی قالین کا روپ عجب ہوا او سیہ سرداران کا جلسہ پلو مین بادشاہ کے چہار جانب مسند نشین تھے اُنکے بعد دو رویہ اور سردار اپنے اپنے رتبہ کے موافق پیچ وار بیٹھے ہوئے سامنے رقاصان ماہ طلعت پری صورت زیور جواہر مین غرق باری باری مجرے ہو رہے ہین نگاہین مہروشون سے لڑ رہی ہین آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھ باتین ہو جاتی ہین بختیارک ثانی بھی سب کی خاطر تواضع مین سرگرم ہی کبھی اندر بارگاہ کے آتا کبھی باہر جاتا ہی اسی اثنا مین ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیل گاڑی چلی آتی ہی اوس پر دو عورتین سوار ہین ایک کے بال مہندی سے رنگے ہوئے خوفیانہ لباس پہنے ہوئے طبلہ سارنگی وغیرہ رکھا ہوا ایک اور مرد بھی ساتھ بیٹھا ہوا اسی وضع سے کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی ڈاڑھی چڑھی ہوئی تنبورہ ہاتھ مین بیچ مین ایک پری تمثال بارہ چودہ برس کے سن کی ایک موتی کی نتھ پہنے ہوئے بیٹھی ہی بقول شاعر

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن ۔ جوانی کی راتین مرادون کے دن

قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی ڈیرے دار رنڈی ہی جلسے کی خبر سُنکر آگئی ہی ابھی تک رسائی نہین ہوئی بختیارک نے یہ خیال کیا کہ اگر بغیر اپنا مقصد حاصل کئے ہوئے یہ چلے گئے تو بدنام کرین گے اس سے دریافت کر کے نام لکھ لینا چاہئے تاکہ رخصت کرنے کے وقت اسے بھی کچھ دیدیا جائے اس خیال سے آگے بڑھے اور پوچھا اک خواص سے کہ نام اسکا کیا ہی - اُس نے جھپٹ کر قریب اُٹھیا کے آکر بی نائکہ سے پوچھا کہ بائی جی تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو نام تمہارا کیا ہی - اوس نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ سکیان مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون نام میرا خفقان بائی ہی اس جلسہ کی خبر سنکر مین بھی ادھر چلی آتی ہون خواص یہ سنکر بہت ہنسا اور آکر بختیارک سے کہا کہ وہ تو بڑی دل لگی باز عورت ہی نام اپنا خفقان بائی بتاتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون - بختیارک نے کہا کہ اوس سے مجھے بیوقوف بنایا مین آپ پوچھے لیتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ بائی جی ٹھیک ٹھیک اپنا نام و نشان بتلاؤ اُس نے پھر یہی کہا کہ حضور مین کیا آپ سے مذاق تھوڑے کرتی ہون میرا یہی نام ہی جو حضور سے عرض کیا آپ کا نام سُنکے چلی آئی ہون لیکن اس نائکہ نے جو دیکھا کہ نگاہین اُنکی نوچی کی طرف بیڈھب پڑ رہی ہین کہا قربان جاؤن کیا سرکار مین عورتون کو آپ ہی پہونچاتے ہین بختیارک نے کہا کہ بائی جی ذرا سمجھ کر بات کرو ہم تو سنتے تھے کہ اگلی رنڈیان بہت تمیز دار ہوتی تھین قیافہ شناس ہوتی تھین تم کیسی ہو کہ شریف اور رئیس کو نہین پہچانتین اوس نے کہا کہ واری ایک تو مین خفقانی عورت ہون دوسرے کچھ صورت آپ کی ایسی ہی کہ کیا کہون پھر اسکے علاوہ اب تو شریفون نے بھی اس پیشہ کو جائز کر لیا ہی اور اس سلسلہ سے سرکارون مین ترقیان کرتے ہین عہدہ پاتے ہین پھر مین نے کہا تو کیا قصور کیا - اچھا اگر آپ مانتے ہین جانے دیجئے مین اور ذریعہ رسائی کا پیدا کر لونگی اور آپ سے تو مین نے اسلئے پوچھا تھا کہ اگر ارباب نشاط کا انتظام حضور ہی کے حوالے ہو تو ہمارا مجرا ابھی سنوا دیجئے آپ خدانخواستہ آپکے دشمن ایسے ہون جہاں پہونچین دور پار سات سمندر درمیان بختیارک نوچی پر اوسکی دل سے فدا ہو چکا ہی سردگرم سب سُن رہا ہی - نائکہ بھی آفت کی پڑ- کہ حرارت بھی دلاتی ہی - اور ایک ہی چھینٹے مین پھر ٹھنڈا کر لیتی ہی ادھر وہ چھوکری ٹھنک کر کہہ رہی ہی - کہ بوبو ہمین تو نیند آتی ہی بائی جی ڈانٹ کے کہتی ہین کہ یون کی دو ن بیچا گھر بنایا ہی کہ چراغ مین بتی پڑی اور اللہ رکھی تخت چڑہی ایسی ہی نیند ہی تو کیا کھائیگی اور کیا کمائیگی کیا یار کے بغل مین جا کے جھپ سے سو رہے گی یا تو کوئی ایک مرتبہ سنتے دوسری مرتبہ بلائے گا نہین یا کوئی بگڑے دل ہوا تو لاتین مار کر سیدھا کر دیگا یہ سنکر بختیارک نے کہا کہ تم بڑی زبان دراز و بدمزاج معلوم ہوتی ہو کہ ابھی جو عورت اتنی کمسن ہی کہ مرد سے آگاہ نہین اوس سے ایسی ایسی باتین کرتی ہو اوس نے کہا کہ میان آگاہ بھی یونہین ہو جائے گی بختیارک نے کہا کہ تمہین بھی تو نے کا ٹھکانا بتائے دیتے ہین موقع اور محل سے تمہارا مجرا ابھی سنوا دیا جائے گا یہ کہکر خواص سے کہا کہ

اسے ہمارے خیمہ مین لیے چلو ہم آتے ہین خواص نے لیجاکر خفقان بائی کو ایک خیمہ مین اوتارا اور بختیارک ثانی نے جلسہ مین جاکر کہا کہ کھانا تیار ہی۔ دسترخوان آراستہ ہوچکا ہی۔ سموات شاہ نے رقص کی موقوفی کا حکم دیا اور مع جدید رویین تن و شدید رویین تن اوٹھکر روانہ ہوا دوسرے خیمہ مین پہونچ کر دیکھا تو دسترخوان چنا ہوا ہی۔ کھانے انواع اقسام کے چنے ہوئے ہین جو لوگ بادشاہ کے ہمنشین تھے وہ ساتھ بادشاہ کے بیٹھے کھانا کھایا اوسکے بعد دوسرے خیمون مین اوسط درجہ کے لوگ بیٹھے۔ تیسرے طبقہ کے لوگ اور اور خیمون بیٹھے ہر شخص کی حیثیت کے موافق خیمہ تھا۔ کھانا عام طور سے اہل لشکر پر تقسیم ہوا۔ غرضکہ جب کھانے سے فرصت ہوچکی تو پھر جلسہ جا بسر دار آآکر مع بادشاہ اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بیٹھے ناچ شروع ہوا ساقی کی طلب ہوئی اوس وقت بختیارک ثانی نے دست بستہ عرض کی کہ اے جہان پناہ اگر ارشاد ہو تو اس کام کو بھی مین ہی انجام دون میرے خیمہ مین اک ڈیرے دار بی ٹھہری ہوئی ہی کہ ایسی عورتین حسین اور نازنین کم پیدا ہوتی ہین اور نہایت شوخ و چالاک معلوم ہوتی ہی مجرا بھی کرتی ہی۔ اگر فرمائیے تو اوسے حاضر کرون کہ ناچتی بھی جائے اور ساقی گری بھی کرتی جائے بادشاہ نے کہا کہ پھر اس سے بہتر کیا ہی بختیارک وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور خفقان بائی سے کہا کہ بی اٹھیے کہو کہ پشواز پہنین اور گھنگرو باندہین سرکار مین طلب ہی اور ہان یہ تو بتلاؤ کہ ساقی گری بھی یہ جانتی ہین یا نہین خفقان بائی نے کہا کہ جی ہان سب کچھ اسے مین نے بتلایا ہی۔ مگر اپنے شہر کے دستور کے موافق ایک مرتبہ یہ آپ کے سامنے اسی مقام پر ساقی گری کرتی ہی آپ ہر بات پر نظر رکھیے جو باتین ملک اور رسم و رواج کے موافق ہون اونہین رہنے دیجیے گا اور جو باتین خلاف ہون اون کو رد کر کے طریقہ اوسکا تعلیم کر دیجیے گا یہ ایسی ذہین ہی ابھی سب کچھ سیکھ لے گی بختیارک نے کہا بہتر ہی پہلا جام انکے ہاتھ کا مین پیون گا۔ غرضکہ یہ نازنین مہر تمکین بصد کرشمہ و ناز اوٹھی اور پشواز پہنی گھنگرو باندھے جام صراحی سے لبریز کیا اور اشعار عشق آمیز گاتے اور ناچتے ہوئے جام سر پر رکھکر چلی بختیارک اسکی اداؤن پر لپا جاتا ہی مرا جاتا ہی۔ دل مین کہتا ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا کہ بادشاہ سے اس کا ذکر کر دیا کہین ایسا نہو کہ بادشاہ کی نگاہ بھی اسکی طرف ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہو جائیگا یہ سوچکر دل مین پشیمان بھی ہوتا ہی کبھی خفقان بائی سے پوچھتا ہی کہ یہ شہر خفقانیہ کہان ہی اور کسقدر فاصلہ یہان سے ہی خفقان نے کہا حضور یہ شہر بہت قریب اور نہایت دور بھی ہی خداوند اکوان تاجدار کی بہت بڑی خدائی ہی اوس نے ایک ظاہر کر دنیا پیدا کی ہی۔ اور ایک باطن دنیا پیدا کی ہی یہ شہر اسے صحرا مین بسا ہوا ہی مگر کسی کو نظر نہین آتا ہی باشندگان دنیائے باطن جب کوئی قصور کرتے ہین

تو دنیائے ظاہر پہ بھیدے جاتے ہین اور جیسی خطا ہوتی ہی - اوسکے موافق
اون کو سزا دیجاتی ہی مین نے یہ قصور کیا تھا کہ ایک روز خداوند
کی طرف نسبت بد کی تھی کہ اگر اس لڑکی کو خداوند اپنی خدمت مین قبول
کرین تو اچھا ہی کہ یہ نہایت خوبصورت ہی لائق اونہین کے ہی - یہ بات
خداوند کے خلاف گزری اور مجھکو تنبیہ ہی سزا دیگئی - حکم ہوا کہ تونے
اپنی حد سے گزرنا چاہا اسکا شکر نکیا کہ تجھے دنیائے باطن مین پیدا کیا
اب تو یہ چاہتی ہی کہ کوٹھے پر چڑھی ہون تو آسمان کو چھو لون بس جو شخص کوٹھے
پر سے اوچک کر آسمان کو چھونا چاہے گا وہ آسمان پر پہونچے گا یا زمین پر گریگا -
مجھے بھی ویسی ہی سزا ملی کہ دنیائے باطن سے دنیائے ظاہر مین بھیجی گئی اور
ہمیشہ ایسا ملا جو حد کا ذلیل ہی - بختیارک نے کہا کہ آخر یہ سزا کبھی ختم
بھی ہوگی یا نہین اوس نے کہا کہ جی ہان برس دن کی سزا ہوئی تھی جسمین
اب مہینہ بھر باقی ہی اسکے بعد مین اپنے ملک مین پہونچ جاؤنگی اور دھو دھلا کر ویسی ہی
پاک و صاف بنجاؤنگی بختیارک نے کہا کہ جس وقت یہان سے خدمت مین
خداوند کی پہونچنا تو کہنا کہ ایک بندہ گنہگار آپ کا ہمین ملا تھا اوس نے عرض
کیا ہی کہ کیا سبب ہی کہ اسوقت تک میرے یہان اولاد نہین ہوئی لہذا امیدوار
ہون کہ مجھے اسی سال مین لڑکا عنایت ہو خفقان بائی نے کہا کہ بروقت پہونچنے کے مین سب
کچھ کہدونگی اور جسقدر میری خاطر و مدارات کروگے اوسکا حال بھی بیان کرونگی
اور تمہاری بھی مہمان نوازی کی تعریف خداوند کے سامنے کرونگی بختیارک
ثانی نے کہا اچھا یہ ہوسکتا ہی کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ وہان لیتے چلو اوسنے جواب دیا کہ وقت تو آنے دو سب کچھ
ہوجائیگا - دوسرہ نازنین ناچتی ہوئی قریب بختیارک ثانی کے پہونچی اور جام دیا بختیارک نے جام
ہاتھ سے لے لیا اور یہ مصرعہ پڑھکر پی گیا مصرعہ گر یار نے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے - زاہد نہین مین شیخ نہین
کچھ ولی نہین - جام پیتے ہی اک سرور رسیدہ ہوا یکبار ایک جام اور دیجئے مجکو مسرور اور محظوظ کیجئے اس
جام کا انجام وہ بد انجام نہ سمجھا کہ مآل کار کیا ہوگا اگرچہ بڑا گرگ باران دیدہ و کار آزمودہ گرم و سرد زمانہ
چشیدہ تھا مگر اس مقام پر ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ اسکو خیال نرہا اسکی تیزی و چالاکی افترا پردازی ایسی معروف
مشہور ہی کہ ہر ایک اسکے مذاق سے واقف ہی شیطان درگاہ خداوند کے لقب سے ملقب ہی اور اسی
طرح کی مضحک باتین و مذاق آمیز تقریرین بارگاہ مین بیٹھکر کیا کرتا - اول درجہ کا مفتری و فتنہ پرداز
ہی کسیکو بہکا دینا یا کسیکو اغوا کرنا دو شخصون کے درمیان مین آتش کینہ و فساد کو بھڑکا کر عداوت
ڈلوا دینا یا کسیکو بڑھاوا دیکر اور ابھار کر خصومت کرا دینا اوسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی اور
جتنے حرکات سیئات شیطان علیہ اللعن کے ساتھ مخصوص ہین وہ سب اسمین موجود
ہین بلکہ مجسم شیطان ہی ابلیس پر تلبیس اوس پر ایسا مسلط ہوا ہی - کہ گویا حلول
کر گیا ہی غرض کہ اوس نازنین مہ جبین سے مخاطب ہوکر بختیارک نے کہا کہ ایک
جام اور دیجئے آپ کے جام سے تو وہ لطف دیا ہی کہ بے دغدغہ انجام بالکل مدہوش کر دیا ہی دنیا و مافیہا
کی کچھ خبر نہین بقول شاعر - ایسا اک جام دگر ساقی بیہوش مجھے - دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

یہ کلام سنکے نازنین نے کہا لیجیے اور دوسرا جام بہر کر پہر دیا بختیارک نے متواتر جو کئی جام پیے بیہوشی سے خالی نہ رہا چہینک آئی اور چرخ مار کر زمین پر گرا بیہوش ہوا خفقان بائی اپنے مقام سے اوٹہی چاہا کہ خنجر کہینچکر اسے قتل گردن کر رہا کہ پشت خیمہ کیطرف سے اک آواز آئی کہ واہ مرشد زادہ اپنے ہاتہون بنا بنایا کام بگاڑے دیتے ہو خضر ہین عیار جو کہ خفقان بائی بنا ہوا تہا پلٹ کر دیکہنے لگا کہ یہہ کون شخص ہے اتنے مین قران ثانی نے اپنا نام بتایا اور اندر خیمہ کے آکر عرض کی کہ اسے گرفتار رکہیے اور مین اسکی شکل بنکر آپکو ساتہہ لیے چلتا ہون بادشاہ کے سامنے اسے چہوکری سے جو کہ دلربا بائی بنا ہوا ہے مجرا کرائیے وہان ہی محفل آراستہ کیجیے اور ساقی گری کر کے سبکو بیہوش کیجیے مال و اسباب لوٹیے حضر ان کو رائے قران ثانی کی پسند آئی غرضکہ قران ثانی نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر صورت اپنی بختیارک کی ایسی بنائی اور کپڑے اوسکے پہنکر خفقان بائی کو ساتہہ لیا اور داخل بارگاہ سموات شاہ ہوا یہان تو انتظار ہی تہا سموات شاہ نے کہا کہ بڑی دیر کی بختیارک نے چپکے سے کہا کہ حضور وہ یہان آنے پر راضی نہ تہی کہتی تہی کہ مین صرف بادشاہ کے سامنے تخلیہ مین مجرا کرونگی محفل مین نہ ٹہمکونگی سموات تاجدار نے کہا کہ یہہ بہی نئی کہی بہلا طوائف کو اسے کیا اوسکا تو پیشہ ہی ہے بلکہ جسقدر زیادہ آدمی ہون اوسیقدر اچہا کہ زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے بختیارک نے عرض کی کہ حضور یہہ طوائف پیشہ نہین ہے اسکی حکایت کو اسی کی زبان سے سنیے عجیب واقعہ اس عورت کا ہے وہ اس دنیا کی رہنے والی نہین ہے سموات شاہ نے کہا یہہ اور تعجب ہے اچہا کہو اس سے کہ حال اپنا بیان کرے بختیارک مصنوعی نے پکار کر کہا کہ بی خفقان بائی اپنا مفصل حال جو کہ مجہسے خیمہ مین بیان کیا تہا سب بادشاہ کے سامنے بیان کرو بادشاہ تمہاری بہت عزت کرینگے خفقان بائی نے کہا کہ آپ ہی تو کہنے کو وزیر شاہ ہین لیکن بڑی اوچہی طبیعت کے آدمی معلوم ہوئے ہمنے دوست سمجہکر آپکی شفقت و عنایت دیکہکر اپنا اک راز آپسے بیان کیا اب آپ رسوائے عالم کرنا چاہتے ہین بختیارک نے کہا کہ یہہ ساری صحبت مع بادشاہ اوسی خداوند کے ماننے والے بیٹہے ہین جسنے تمہین دنیائے باطن مین پیدا کیا اور اب دنیائے ظاہر مین بہیجا ہے یہہ سب واقعہ تمہارا سنکر تمہاری بہت عزت کرینگے مرتبہ تمہارا زیادہ ہوگا کوئی شخص نظر بد سے تمہاری لڑکی کیطرف نہ دیکہیگا گو تم معتوب خداوند ہو لیکن اسکو خداوند کے نامزد کر چکی ہو جب بختیارک نے بہت اصرار کیا تو خفقان بائی نے وہی قصہ دوہرایا کہ میری نیت تہی کہ اس لڑکی کو نذر خداوند کردن یہہ ارادہ اونکے خلاف گذرا اوسکی سزا یہہ مقرر ہوئی کہ اب یہہ لڑکی ہر شخص کے پاس جا سکتی ہے جس قدر عزت بڑہنا چاہیے تہی اوس سے زیادہ ذلت کا سامنا ہوا لیکن اب مہینہ بہر باقی ہے اسکے بعد مین اپنے ملک خفقانیہ مین جو کہ دنیائے باطن کا شہر ہے پلٹ جاونگی اور یہہ میری خداوندزادی کو آن تاجدار قبول فرمائینگے یہہ سنکر سموات شاہ نے کہا کہ مجہے بہی یہہ نیا نام سنکر کہ کہیں دنیا مین نہین ہوتا ہے تعجب ہوا تہا کہ خفقان بائی کیسا نام ہے مگر معلوم ہوا کہ نئی دنیا مین نئے نام بہی ہونا ضرور تہے شدید روئین تن و حدید روئین تن نے جو یہہ واقعہ سنا وجد مین آگئے اور کہنے لگے کہ کتنی بڑی خدائی ہے ہمارے خداوند کی کہ جسکی حد و انتہا نہین ہے دیکہیے آجتک کبہی نے ملک خفقانیہ کا نام ہی سنا تہا سموات شاہ نے مسکرا کر خفقان بائی کی طرف دیکہکر کہا کہ یہہ خوش نصیبی ہملوگون کی کہ تم ایسی مقرب خداوند کی زیارت سے مشرف ہوئے تمہارا گانا سننا اور ناچ دیکہنا کوئی اجر ثواب سے خالی نہین ہے اور جام تمہارے ہاتہہ کا ساغر کوثر ہے لہذا آج ساقی گری کا انتظام بہی تمہارے سپرد ہے لیکن پہلے گانا گاؤ یہہ سنکر خفقان بائی نے عرض کی کہ بہت خوب اور چہوکری کیطرف اشارہ کیا وہ عجب انداز سے سامنے آکر بیٹہی کہ دیکہنے والون کے دل بیٹہگئے جسنے آنکہ اوٹہا کر

دیکھا تیر عشق کہا یا وہ اوسکی شرمائی ہوئی نظرین اور چتون کی شوخی سینہ کا سن کے موافق
ادبہار جیسے دو گدرائے ہوئے سیب یا کاغذی نیبو ہوتے ہین ہر ایک محو جمال ہو رہا ہے
بڑی بڑی آنکھین خنجر [illegible] شوخی [illegible] کی آمیزش سے قیامت کی دلربائی پیدا
کردی ہے [illegible] بال [illegible] درازی و سیاہی کو شعرا نہین معلوم کیا سنا کر کس چیز تک
پہنچا سکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ ایسی [illegible] کا مارا نکل نہین سکتا اور اسی افعی کا کاٹا
بچ نہین سکتا ہے رخسارون کی سرخی برگ گل کو شرماتی ہے پیشانی کی خوبی مین جان پر
[illegible] ہے ابرو کی کمان [illegible] پلکون کی فوج صفین باندھے ہوئے
[illegible] عاشقان پر ہتیار کہری ہے صراحی دار گردن حسن کے بتخانہ مین انتخاب [illegible]
ساعد [illegible] لاجواب [illegible] پلک تلوار کا کام کرتی ہے پاؤن کی رفتار جگر کو پامال خانۂ دل کو
مسمار کرتی ہے غرض کہ جو چیز ہے وہ اپنے مقام پر بہتر ہے [illegible]
[illegible] دل اوسکا سمت [illegible] ناک مین ایک موتی کی نتھ [illegible]
[illegible] کی علامت اور پاکدامنی کی بھی گواہ موجود ہے [illegible] کی یہ حالت ہے کہ [illegible]
بجھا دے تو اسکو خانۂ دل کا چراغ بنا لے ابھی [illegible] نہین کیا ہے کہ محبت
مین ہر طرف [illegible] ایک سے ایک بات نہین کرتا [illegible] رقابت گرم ہے [illegible] سازندون نے
ساز ملا کر درست کیے اور نازنین [illegible] غزل شروع کی

غزل

اے نام گردش فلک [illegible] ہین
تیر [illegible] شوخیان تری تصویر مین نہین
ہشیار [illegible] دل [illegible] زلف
پیش آ [illegible] تقدیر مین نہین
[illegible] آئیگا [illegible]
[illegible] قدم [illegible] مین نہین
[illegible]
[illegible] تری [illegible]

دل چاہتا ہے [illegible] نہین
دل کو [illegible]
آ [illegible] پاؤن کی زنجیر مین نہین
کیا [illegible]
[illegible] کیا [illegible] تقریر مین نہین
انجام [illegible] کہتا [illegible]
[illegible] تقریر مین نہین
[illegible]

وہ اک طرح [illegible] نہین
[illegible] کہان [illegible] مین نہین
[illegible] الفت سے [illegible]
[illegible] تری تصویر مین نہین
[illegible] لطف [illegible]
[illegible] نہین
اوس طالب [illegible]
پہلو وہ اپنے خواب کی تعبیر مین نہین

یہ غزل وہ نازنین ماہ جبین ایسے دلربائی اس طرح گا رہی تھی [illegible] باندھ دیا [illegible]
[illegible] ہوگیا بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ایک [illegible]
[illegible] اپنے حال مین مبتلا ہو رہا تھا اسکے بعد اور پھر [illegible]
[illegible] کمالات علم موسیقی کے دکھا دیے جس قدر [illegible]
[illegible] سب [illegible] قریب آگئے ہر شخص پر اک بیخودی طاری تھی جو لوگ
[illegible] بڑے بڑے گویون اور نائکون کو [illegible]
نہین دیکھا [illegible] خوش [illegible] مشکلات کی [illegible] سہولت رفع کر دیا اور [illegible]
[illegible] ہونے کا ہر دل سے اقرار [illegible] تھی اسکے بعد [illegible]
کہا کہ ایک غزل اور گاؤ اور اسکے بعد اپنے ہاتھ سے جام شراب [illegible]
[illegible] کہ [illegible] کے بعد تم خدمت خداوندی مین جاؤگی اور وہان [illegible] داخل جنت

کہا گو اُس وقت کی صحبت کو نہ بہولنا اور وہان بہی ہمکو جام کوثر سے سیراب کرنا اور اگر ہم تمکو خداوند سے طلب کرین تو تم انکار نکرنا اس جملہ پر یہہ نازنین اس طرح شرمائی کہ ایک تیر جگر دوز سموات شاہ کے سینہ سے گذر گیا بے اختیار آہ مونہہ سے نکل گئی آنکو کوئی جواب نہ دیا تہا لیکن خفقان بانی نے کہا قربان جاؤن وہ وقت تو آنے دیجئے پہلے ہی خداوند کی خدمت مین پہونچین اور خداوند حضور کو بہی طلب کرین بہلا آپ ایسے شاہ وشہریار کیسے ملتے ہین یہہ انکی خوش نصیبی ہے کہ آپکی نظر انپر ہوئی بہلا یہہ وہان آپ سے کیا انکار کرینگی یہان تو غدر کر نہین سکتی یہہ سنکر سموات شاہ اور بہی بیتاب ہو گیا ان فقرات نے سیماب دل پر آتش کا کام کیا لیکن دلربا بانی نے یہہ غزل شروع کی

غزل

جو کل تک ہمسے کہتے تھے کہ مصروف فغان کیون ہو
یہہ ہم آج اونسے پوچھینگے کہ چپ اے مہربان کیون ہو

کسی پر اسے جنون عشق ہار دل عیان کیون ہو
طبیعت پر نہو قابو تو کہنے مین زبان کیون ہو

محبت کیلئے لازم ہوئی ہے بدگمانی بھی
جو اطمینان ہوجائے تو جھگڑا درمیان کیون ہو

برے ہین یا بھلے اپنے لئے ہین تمسے کیا مطلب
تعلق ہی نہین جس سے پہر اُسکا امتحان کیون ہو

نہ دکھلایا اثر دل کی کشش نے دیا کے پہر سے
غرض ہے اپنے مطلب سے خیال دوستان کیون ہو

حیا مانع ہے کیا پوچھون مین اوس دل لینے والے سے
عنایت ایسہ کا ہی کی ہے مجھہ پر مہربان کیون ہو

خدا پر چھوڑ الفت پہر شکوہ نے کیا حاصل
وہین طے ہوگا جب قصہ تو پہر جھگڑا یہان کیون ہو

نہ اس امید مین چھوٹی وفا ناکام الفت نے
کہ جو محنت ہوئی اب تک عبث وہ رائگان کیون ہو

خوشی کیسی گران گذریگا سیرا غم ہی دشمن پر
یہہ کہولے بال تم استادہ زیر آسمان کیون ہو

محبت دو کی اسے ہمصفیران چمن اچھی
قریب اپنے نشیمن کے کسی کا آشیان کیون ہو

نتیجہ اس تمہارے ظلم پنہان کا ہے رسوائی
اگر چنگی نہ ہو دل مین کوئی محو فغان کیون ہو

بہلی افشائے راز دل کے ہے آپس کی غمخواری
یونہی ہو جائے طے جھگڑا تو کوئی درمیان کیون ہو

شکایت کر کے اور الٹا گلہ سننا پڑا ہمکو
مگر گر اوسنے جب پوچھا کہ ہمسے بدگمان کیون ہو

سمجھہ لو خاک کا اک ڈھیر لاش اس سوختہ جان کی
نہو جو بار دوش آخر وہ خاطر پر گران کیون ہو

گلہ کیا ہمنشینون کا ہمین ہین وجہہ رسوائی
کرین واقف مگر خود ہی تو کوئی رازدان کیون ہو

تغیر رخ کا بتلاتا ہے ہمدرد دل کی کیفیت
خموشی جب کرے رسوا تو شرمندہ فغان کیون ہو

نہ رحم آئے تڑپنے سے تو اچھا مسکرا ہی دو
یہہ محنت دردمندان وفا کی رائگان کیون ہو

ہنسی اوس دردمند عشق کی ہونٹے کے قابل ہے
جسے کوشش یہہ ہو ہر دم کہ غم پنہان عیان کیون ہو

پیام وصل پر اوس بیوفا نے کیا کہا ہمدم
مری او چپ میں سوا ہوتی ہے چپ اے مہربان کیون ہو

سکوت و سوز غم سے ہو نہین شمع بزم خاموشی
غرض جب بات کرنے مین نہین ہمراز کیون ہو

یہہ رنجش ہے غنیمت ہے مین بازآیا صفائی سے
مجھے اسمین بہی اندیشہ ہے کوئی درمیان کیون ہو

نگاہ بد سے دشمن کی خدا محفوظ ہی رکہے
جو ہو عہد وفا اون سے تو زیر آسمان کیون ہو

فغان مین حال کہہ دیتا جو پسماندون کا شیوہ ہے
زبان خنجر سے لیا ہی چہوڑی جس نے خاموشی
یہہ کہکر آرزو نے سمجہا لیا دل کو جدائی مین

صدا لیکر کوس رحلت کی دلیل کاروان کیون ہو
سبنے دلسوز وہ الیشمع لیکن ہمزبان کیون ہو
کہ ہرجائی ہین جب وہ تو اپنا میہمان کیون ہو

یہہ غزل اس رنگ سے گائی کہ رنگ اپنا جما دیا در و دیوار سے ساز کی آواز گونج رہی تہی ہر لب پر خاموشی طاری تہی آنکھون سے آنسو جاری تہی کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا اسکے بعد ساقی گری قرار پائی تہی سامان پہلے لگا دیا گیا تہا دلربا بائی اپنے مقام سے لچک کر اوٹھی اور کشتی پوش ہٹا کر جام بلورین بائین ہاتہہ مین اوٹہایا بوتل کا کاگ اس حسن سے اوڑایا کہ دیکھنے والون کے ہوش اوڑ گئے جام مے گلرنگ سے لبالب کر کے رندانہ اشعار گاتی ہوئی اور جام سر پر رکہکر گت ناچتی ہوئی سامنے سموات شاہ کے آئی اور اس ادا سے ساغر پیش کیا کہ بادشاہ ایک تو مخمور عشق ہو ہی چکا تہا اب بالکل سرشار ہو ہاتہہ ڈالتا کہین ہے پڑتا کہین ہے جام کے بدلے صراحی پکڑے لیتا ہے یہہ نازنین کہڑی مسکرا رہی ہے خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہے لیکن ہزار خرابی جس وقت جام سموات شاہ نے پیا آنکہون مین سرور آگیا دل ایک تو پہلے ہی سے بیخودی کر رہا تہا اب بالکل ہاتہہ سے جاتا رہا اب اسنے دوسرا جام اوسی طرح بہر کر دوسرے رنگ سے ناچتی ہوئی آکر حدید روئین تن کو دیا تیسرا جام شدید روئین تن کو دیا اسی طرح باری باری سبکو دیا جس قدر امرا اور رؤسا و افسران فوج جمع تہے سب نے اسکے ہاتہہ سے شراب پی بعد اوسکے جس قدر شراب بچی تہی جو اور لوگ ادنے درجے کے تہے اونہون نے تبرکاً آپس مین تقسیم کر لی اور پی گئے اور ہر ایک پر بیخودی طاری ہونے لگی امتیاز دور ہونے لگا سموات اپنی جگہہ سے ناچتا ہوا اوٹہا اور دلربا بائی کی طرف بڑہا حدید روئین تن کے یہہ امر خلاف گذرا اور کہا کہ اے سموات شاہ یہہ نہ جاننا کہ مین بادشاہ ہون ساری بادشاہی خاک مین ملا دونگا اگر اس عورت کی طرف بڑہنے کا قصد کیا اس پر نظر مابدولت کی ہے سموات شاہ نے کہا کیا تو مین پہلے سے اسکی طرف مائل ہو چکا ہون میرے وزیر کی آوردہ ہے آپ کیا حق رکہتے ہین آپ اگر فرستادۂ خداوند ہین تو جس کام کے واسطے آپ آئے ہین اوسے انجام دیجیے ورنہ مین شکایت آپکی خداوند کے پاس لکہہ بہیجون گا پہر آپ کے حق مین برا ہوگا شدید نے کہا مجہے اسکی پرواہ نہین ہے مین بہی تمہاری شکایتین لکہہ بہیجون گا شدید روئین تن نے کہا کہ بہائی صاحب اب یہہ آپ کے کام کی نہین ہے یہہ تو برغبت میری طرف بڑی دیر سے دیکہہ رہی تہی مجہہ سے راضی ہے آپ کی چہوٹی بہاوج ہو چکی وہ آپ سے راضی بہی نہین ہے حدید نے کہا او نالائق تیری بہی یہہ لیاقت ہے کہ وہ تیری طرف دیکہے وہ دراصل مجہسے اشارۂ وصل کر رہی تہی تو اپنے کو سمجہا شدید نے کہا کہ آپ بڑے ہین مین آپ کا لحاظ کرتا ہون ورنہ کسی امر مین آپ سے کم نہین ہون یہہ کہکر اپنی جگہہ سے اوٹہا اودہر

حدید رؤئین تن اپنے مقام سے اٹھا ان دونون مین ہشت مشت ہونے لگی وہان سموات شاہ نے موقع پاکر چاہا کہ دلربا بانی کو گود مین اٹھا لیجاؤن برابر پہونچکر ہاتھ پکڑا تھا کہ بیہوشی کی طمانچہ مارا ہر طرح کہا کر دہم سے گرا لوگ دوڑے اسکو سنبھالنے کے لیئے جو چلا پڑاق سے چھینک آئی پاؤن لڑکھڑائے دہم سے گرا ادہر حدید وشدید آپس مین لڑتے لڑتے بیہوش ہو ہو کر گرے غرض کہ سب سردار وامیر ورئیس اسیطرح بیہوش ہوئے خواص وخدمتگار وغیرہ جس جس نے اس تبرک کو پیا تھا جو جہان تھا وہین رہگیا بختیارک نقلی دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہوگئے کہ اگر اتفاقاً کوئی بینا شخص آئے تو اوسے روک دین کہ اندر آنیکی اجازت نہین ہے لیکن یہان اوس وقت سب بے ہوش ہوگئے خفقان بانی نے نعرہ کیا کہ منم خضران بن عمرو جانشین شاہ عیاران عیار پیک سلطان ریش تراشندہ کافران وسر برندہ جادوگران اودہر دلربا بانی نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق ثانی اور یہہ دونون استاد شاگرد لوگونکا اسباب لوٹنے لگے خضران نے جو نکال کر جال الیاسی مارا بارگاہ کا تمام شیشہ آلات مسند فرش وغیرہ سب نذر زنبیل کیا ادہر برق ثانی نے لوٹنا شروع کیا اور کل سردارون خدمتگارون تک کے کپڑے اوتار لیئے مع بادشاہ سب کو برہنہ کرکے ڈال دیا بعد اسکے خضران نے استرہ نکالکر ایک موچھہ حدید کی اور ایک موچھہ شدید کی مونڈھی ڈاڑھی سموات شاہ کی مونڈھی اور سوا اوسکے امیرون کے بال اس طور سے مونڈے کہ کسیکے سر پر جوتے کی ہیئت بنادی کسیکے سر پر سوہ کی شکل قائم کی کسیکی ڈاڑھی مین گدہے کا کہر بنادیا اسی طور سے سبکو درست کرکے چہرونپر سرخ سیاہ ٹیکے وغیرہ دیکر مع برق ثانی وقران ثانی نکل کر بارگاہ سے روانہ ہوئے لیکن اب تماشا بارگاہ سموات کا سنیئے کہ جس وقت ان سبکو ہوش آیا ایک دوسرے کی حالت دیکھکر پہلے تو بہت ہنسے سموات شاہ حدید رؤئین تن کی صورت دیکھکر ہنسا اور حدید سموات کی شکل دیکھکر ہنسا اسی طرح سب سردار جو جو ہوش مین آتے گئے دوسرون کو دیکھکر ہنسے لیکن جب اپنے اوپر نظر پڑی اور اپنے کو برہنہ پایا تو خفیف ہوئے کسی نے یہہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے غضب خداوند کا ہملوگون پر نازل ہوا دلربا بانی منظور خداوند تھی ہملوگون نے نظر بد سے اوسکی طرف دیکھا یہہ اوسیکی سزا ہملوگون کو ملی خود کردہ را علاجے نیست ارے میان توبہ کرو ورنہ اس سے بدتر درجہ ہوگا لیکن سموات شاہ جو بیچارہ عشق دلربا بانی کا کھائے ہوئے تھا گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگا مگر اب نہ تو بختیارک نظر آتا ہے نہ دلربا بانی ہے نہ اوسکے سازندے ہین نہ ناگرے ہے خدمتگارون اور خواصون کو جو دیکھا تو وہ بھی سب برہنہ ہین جسکی نظر اپنے اوپر پڑتی ہے اوٹھکر بہاگتا ہے بارگاہ کے باہر نکل جاتا ہے اگر کوئی شخص قصد کرتا ہے کہ فرش ہی پہاڑ کر ستر کرین تو وہان سوا فرش زمین کے باقی ہی کیا ہے تمام بارگاہ لٹی ہوئی ہے فرش کیسا شیشہ آلات تک غائب ہے کوئی چیز آرائش کی باقی نہین رہی ہے منہہ پر ہاتھ جو پہیرا تو کسی کے ہاتھ مین سرخ دہبا لگا کسی کے ہاتھ مین نیلا اپنی صورت ہی نہین دیکھہ سکتے کہ کچھہ حال معلوم ہو آئینہ دہان کہان جس قدر آرائش کے آئینہ

سب لینے والا لے گیا بال ٹٹولنے سے یہہ محسوس ہوا کہ کسیکی مونچہہ مونڈہی ہوئی تہی
کسی کی ڈاڑہی ندارد ہے جسکے سارے سر پر بال تہے اوسکی خالی ایک چوٹیا بنگئی ہے
کسیکا سر مثل چھلے ہوئے چکوترے کے نظر آرہا ہے عجب ہیئت ہے ایک
دوسرے کو پہچاننا مشکل ہے لیکن سموات شاہ نے دیکہا کہ ایک سفید
کاغذ بارگاہ مین اڑتا پہر رہا ہے اوٹہا کر اوسکو پڑہا لکہا ہوا تہا کہ باشندگان گبران و کافران
خبردار و ہوشیار ہو منم خضران بن عمرو بن امیہ ضمری ریش تراشندہ
کافران و سر برندہ جادوگران ہمارا خطاب اسی وجہہ سے ہے اور او ملعون دیکہو
ہمارے آقا کی رحمدلی کہ انکا حکم نہین ہے کہ سوا ساحر کے ہم لوگ کسیکو قتل کرین
ورنہ تم سبکو اس طرح مار ڈالتا کہ کسی کو خبر بہی نہوتی اور اے حدید روئین تن
و شدید روئین تن آگاہ ہوجاؤ کہ تم یہہ خیال اپنے دل مین نکرنا کہ ہم روئین تن
و آہنین بدن ہین ہمپر تلوار اثر نہین کرتی ہے ہم مر نہین سکتے اگر میرا آقا حکم دیتا تو اسی وقت
تم سبکا خاتمہ کردیتا مگر اب بہی اگر کوئی منچلا آجائیگا تو سر میدان تمہاری ٹانگین چیر پہینک
دیگا بس یہہ مضمون پڑہنا تہا کہ سموات شاہ آگ ہوگیا اور اوسی وقت اپنے
شور کیا کہ دربان وغیرہ اور لوگ جو باہر بارگاہ کے تہے گہبرا کر اندر چلے آئے تو بادشاہ
کو عجب ہیئت سے دیکہا کہ پہچانا بہی نہین لیکن سموات شاہ نے اول تو پوشاک
طلب کی جب کپڑے پہن چکا تو حکم دیا کہ لاؤ بختیارک ثانی کو کہ ان عیارون کو وہی لشکر
لایا تہا اور کچہہ عیارون کو براے تفحص روانہ کیا کہ عیاران اسلام یہان سے کہان گئے
اتنے مین بارگاہ پہر سے آراستہ کیگئی فرش بچہایا گیا ذیگل کرسیان وغیرہ لگائی گئین
جو لوگ براے تلاش بختیارک گئے تہے اوہنون نے آکر عرض کی کہ اپنے خیمہ مین نہین
نہ کسی اور مقام پر اوسکا پتا ملتا ہے اور عیاران لشکر اسلام جس قدر ہین وہ
اپنے لشکر مین ہین ہان خضران بن عمرو کا شام سے وہان بہی پتا نہین اور نہ اب ہے
سموات شاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نمک حرام عیارون سے مل گیا اور
اسی کی سازش سے وہ لوگ یہانتک پہنچے اونہین کے ساتہہ اب بہی ہوگا بعض نے کہا
عجب نہین ہے کہ بسبب خجالت کے روپوشی اختیار کی ہو کہا خیر جیسا ہوگا دیکہا جائیگا
بلاؤ منشی کو اوسی وقت دبیر حاضر ہوا کہا سموات شاہ نے کہ اسی مضمون پر حمیت اسلام
دعوے کرتے ہو کہ عیارون سے سرداران اور بادشاہون کی یہہ حالت ہوائے ہو تف ہے
اس دعواے صاحبقرانی پر معلوم ہوا کہ سارا زور صاحبقرانی انہین عیارون کے
بہروسے پر ہے غرض کہ سموات شاہ ایسا غصہ مین تہا کہ بہت نازیبا الفاظ
مین اسنے نامہ لکہوایا لیکن دبیر نے الفاظ نامناسب نکالکر نامہ عمدگی سے لکہکر پیش کیا
سموات شاہ نے کہا ہے کوئی ایسا جو یہہ نامہ بارگاہ امیر مین لیجائے اور جواب اسکا لائے
یہہ سنکر مغرور روئین تن اوٹہ کہڑا ہوا اور نامہ ہاتہہ سے بادشاہ کے لیکر روانہ ہوا اوسوقت لشکر اسلام
مین پہنچا ہے کہ سب اہل اسلام نمازون سے فرصت کرچکے تہے سواری بادشاہ کی محل سے برآمد ہوچکی ہے
سرداران بارگاہ کو ہر بار مین جمع تہے جس وقت آمد سواری کی خبر سنی در بارگاہ تک استقبال کرکے پایہ تخت کو

اپنے کندھونپر اوٹھائی ہوئی آئے بادشاہ تخت رواں سے اوترکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے
ذکر خضران بن عمرو کا ہونے لگا صاحبقران افسوس فرما رہے تہے کہ کس وقت مین ایک
دوست کا فراق ہوا ہے لیکن جو مصلحت الٰہی خیر وہ جس کام کو گیا ہے خدا اوسکے ارادہ
مین برکت عطا فرمائے کہ اتنے مین ہرکارون نے خبر دی چوبدار نے اطلاع کی کہ سفیر
روئین تن نامہ سمٰوات شاہ کا لیکر خدمت مین حاضر ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا
بلالو حسب الارشاد اجازت ملی سفیر نے بارگاہ مین آکر بطور آگوان پرستان سلام کیا
کسی نے جواب نہین دیا بلکہ لاحول پڑھا دنگل آہنی اوسکے بیٹھنے کو ملا ساقی کو حکم ہوا اوسنے
جام بہر کر دیا جس وقت دماغ اوسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار فرمایا صاحبقران
نے کہ لا نامہ اسفندیار خان زر انجابادی نے نامہ اوسکے ہاتھ سے لیکر صاحبقران
کو دیا صاحبقران نے بادشاہ اسلام کو اونہون نے دبیر کو عنایت کیا دبیر نے
پکار پکار کر پڑہنا شروع کیا جس وقت مضمون سخت گوش آشنا ہوئے مزاج صاحبقران
اور تمام سرداران لشکر کا برہم ہوگیا لیکن خون جگر پی کر رہگئے کہ صریحاً زیادتی ہمارے ہی عیار کی ہے
کہ جوش مین اون لوگون کو آزار پہونچایا کہین تو کیا کہین جواب مین کچھ الفاظ سخت لکھے کہ یہہ
جعل ہمارے نہ تہا نہ ہمنے اوسے یہہ حکم دیا تہا نہ ہم اس سے آگاہ تہے نہ وہ عیار اسوقت یہان
موجود ہے ورنہ ہم بے تامل اوسکو باندہکر مشکین ایلچی کے حوالے کردیتے اور جس وقت وہ
لشکر مین آجائیگا اوسی وقت باندہکر بہجوایا جائیگا یہہ جواب لیکر سفیر روئین تن
روانہ ہوا اور جاکر جواب پیش کیا سمٰوات شاہ نے پڑہوا کر سنا حدید روئین تن نے
کہا کہ یہہ سب فریب کی باتین ہین ہمارا ملازم بغیر ہمارے حکم کے کسی سخت و دشوار کام مین کبہی ہاتہ
نہ ڈالیگا حکم دو کہ بجے طبل جنگ مین ابہی جاکر ان خدا پرستون کو غارت کردونگا ایک کو بہی زندہ نہ چہوڑونگا
یہہ سنتے ہی سمٰوات شاہ نے کہا کہ ہان میرا بہی یہی جی چاہتا ہے کہ آج ہی ان خدا پرستون کا خاتمہ
ہو جائے یہہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اوسکی آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اوسوقت بارگاہ مین پہنچے کہ امیر فرما رہے تہے کہ اگر خضران بغیر
اپنا کام انجام دیئے واپس آیا اور اوسنے کوئی فکر ہمارے بینا ہونے کی نہ کی تو اسکو مشکین باندہکر سمٰوات
شاہ پاس بہیجدونگا عجب حرکت اوسنے کی کہ کبہی کسینے ایسی نالائق حرکت نکی ہوگی اوسیکے باعث سے
آج ذلت کا سامنا ہوا اور عجب نہین ہے کہ کفار زیادہ برہم ہوکر آپڑین اور جنگ عظیم ہو ہزارہا بندگان
خدا کس بے بسی سے مارے جائینگے ان سبکا خون اسی نالائق کی گردن پر ہوگا اسکا باپ بہی طماع تہا لیکن
یہہ کمبخت تو قبل اوٹہائے عیاری پانے کے ایسا ہوگیا یہہ بات ہی میراث عمرو مین داخل ہی کہ جو اوسکا
مال لے بخیل و طماع بہی ضرور ہو جائے افسوس صد ہزار افسوس یکایک ہرکارون نے جاکر دعائے
ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی کہ اقبال یاور ہو دوست شاد دشمن پامال روئین تن کو نہایت
غصہ ہے اونہون نے طبل جنگ بجوا دیا ہے سمٰوات شاہ کل لشکر تیار کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ
ہمارا اور خدا پرستون کا آج ہی فیصلہ ہو جائے حملہ ہوا ہی چاہتا ہے بس یہہ سننا تہا کہ بادشاہ اسلام
پریشان ہوگئے صاحبقران نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون معلوم ہوا کہ صاحبقرانی ہماری
ختم ہوئی قضا ہماری نزدیک آپہنچی فلک ہماری بیابان نہ طاق ہی کی تہی جو یہان کہینچ لائی خیر

کیا فکر ہے جو مصلحت پروردگار نے سمجھے ہمارے یہان ہی کوس رحلت و نقارہ کوچ ہین ہی اب زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہے اسس اپاہج ہوکر بیٹھنے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اوسی وقت یہان بہی نقارہ رزمی نوازش مین آیا لشکر مین تیاری ہونے لگی اسفندیار خان زرانجابادی و سہیل خان مشتری حصاری نے عرض کی کہ جبتک ان نمک خوار دولت کے تنون مین دم ہے اور تلوار قبضہ مین ہے کیا جان رکھتے ہین یہہ کافر جو حضور تک پہنچ سکین اور جسوقت یہہ غلام حق نمک سے ادا ہو جائینگے اوس وقت پروردگار عالم کوئی اور سبیل نکالدیگا اسلیئے کہ اقبال آپکا بڑا زبردست ہے کیا حقیقت ہے ان کافرون کی جو آپکو اذیت پہنچا سکین بڑے بڑے سرکشون نے ارادہ کیا مگر پست ہوئے صاحبقران نے فرمایا کہ یہہ سب سچ ہے لیکن جس وقت اقبال بدی پر آجاتا ہے تو بہت جلد خاک مین ملا دیتا ہے اور جبقدر اقبال ترقی دیتا ہے اوسی وقت ذلیل بہی کر دیتا ہے بقول شاعر مصرعہ

ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان دیگر بیک گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند نے نادری

اے سہیل خان و اے اسفندیار خان جس وقت موت انسان کی قریب آتی ہے جو اقارب ہوتے ہین وہ عقارب ہو جاتے ہین اپنا بال بال اپنے واسطے نشتر کا کام کرتا ہے جیسے نامدار شاہزادہ ملک قاسم اپنے ہی پوتے کے ہاتھ سے اور علمشاہ رومی باپ و فرزند بیٹے کے غم مین پروتے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہرچند کہ دونون دلیرون نے بارگاہ خون سے لال کر دی تہی مگر مارے گئے موت سے نہ بچے لیکن مجھکو مرنیکا کچھ خوف نہین ہے اسواسطے کہ ہمیشہ یہی ہوتا آتا ہے اور ہمیشہ یہی رہیگا مصرع آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور جناب سلیمان کی حکومت تو دوامی رہی نہین دوسرے کا کیا ذکر ہے بقول شاعر غزل

ایام کے تھے ساتھی گیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین	سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

ہرچند کہ بہت رفیق و دوست ایسے ہین ہین لیکن جب دشمن قوی ہین اور دوست ناتوان تو انجام کیا ہوتا ہے افسوس کہ اس وقت تک جو تصویرین صفحہ ہستی کی زینت تھین کل تک سبہی خاک مین ملجائینگی

جو باغ تھا کل پہولون سے بہرا اٹکھیلی سے چلتی تھی صبا	اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے او تہا کوئی نہین
آئینہ و ساغر پر باہم تھین ہے عمل آنکھین پر نم	یاد آتے ہین اسکندر او جم اب محو تماشا کوئی نہین
کل جنکو اندھیرے سے تھا خطرہ رہتا تھا چراغان پیش نظر	اک شمع جلا دی تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین
سوتے ہین کہان اہل سنا غازہ وہ کچھ انجام یہہ ہے	یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
تمثال جہان معشوق ہو تہے سوتے ہین پڑے مرقد اونکے	یا مرنے والے ہم تھین تب یارو در الا کر کوئی نہین
اے آرزو اسکا فخر نکر گو شعر کا فن ہے نازک تر	اوس کام مین کی کہون عمر بسر جسکا کہ نتیجا کوئی نہین

غرضکہ ایسے ایسے اشعار عبرت آثار صاحبقران عالیشان زبان مبارک پر لائے کہ بے اختیار رفقا کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن سہیل خان مشتری حصاری و اسفندیار خان زرانجابادی نے کمر ہمت کو چست باندھا اور دیگر سردارون نے بہی مرنے پر کمر کسی انہون نے کفنیان گلے مین ڈال لین پہلے سے غسل میت کر لیا سب سامان موت اپنے پاس مہیا کر لیا اسلیئے کہ یہہ امید نہ تہی کہ کوئی مسلمان باقی رہجائیگا جو غسل و کفن دیکر دفن کریگا وہان لشکر کفار آراستہ ہو گیا قلب لشکر مین سموات شاہ کا تخت ایک فیل پر کسا گیا حد ید رو ئین تن

وشدید روئین تن مرکبون پر سوار ہوئے دوہری دوہری تلوارین کمر مین لگائین سہیم ناوک انداز
نے اپنے ناوک اندازون کو آراستہ کیا اور حصار تخت شاہی کا کر کے یہہ ہی چلا بادشاہ کو
حفاظت مین لیئے ہوئے ہے کہ یہہ خدا پرست بلا کے منچلے ہین ایسا نہو کوئی ادہر آپڑے تو اگر رخ
اسطرف کا دیکھین تو اوسے تیر و تبر رکہ لین اسطرح یہہ کافر طبل بجاتے ہوئے یلغار کر کے چلے اور
اسطرف دمبدم کی خبر ہرکارے برابر پہنچا رہے ہین یہان بہی سہیل خان و اسفندیار
خان نے میدان آہنین پہنچکر اپنے لشکر کی صفین آراستہ کی ہین صرف دو لاکہہ سوار انکے
ہمراہ ہین انکے عقب مین فوج لندہور قریب ڈیڑہ لاکہہ کے صف باندہے کہڑی ہے مگر اس
فوج کا لڑنے والا کون ہے اسلیئے کہ سردار انکے زخمی شفاخانہ مین پڑے ہین یہی سبب تہا کہ کئی
لاکہہ منڈیون مین سے یہہ ڈیڑہ لاکہہ برائے جانبازی نکلے ہین باقی لوگ ٹال گئے جنہون نے
یہہ سمجہہ لیا کہ آج ساتہہ صاحبقران کے ساتہہ مرنا ہے وہ کمرین باندہکر میدان جنگ کو قلعۂ
آہن بنائے کہڑے ہین کہ یکایک سامنے حدید و شدید مع لشکر بسیار نمودار ہوئے اور آواز
دی انہون نے کہ باشش اے گروہ خدا پرستان ہوشیار باشید کہ منم حدید روئین تن کہان
جاؤگے بچکر ہمارے ہاتہہ سے خوب عیاریون سے کام لیکر نام پیدا کیا ہے آج تمہاری جراءت کی
قلعی کہل گئی یہہ کہکر مع فوج سرپٹ گہوڑے ڈالدیئے ادہر سہیل خان مشتری حصار ہی
و اسفندیار خان زرانجا بادی نے بہی اپنے لشکر سے کہا کہ بہائیو زندگی بہر صاحبقران کا
نمک کہایا ہے لائق و لازم یہہ ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ مارو ان کفار کو اور جانین اپنی قدم
صاحبقران پر نثار کرو یہہ کہکر تلوارین کہینچین اور گہوڑے ڈالدیئے ادہر سے کفار سرپٹ آرہے تہے
ادہر سے اہل اسلام جارہے تہے درمیان مین وہ تگادرین چلین کہ سیکڑون گہوڑون کے کلیجے پہٹ گئے
سوار گرد برد ہو گئے وہ ٹکرین چلین کہ یہہ معلوم ہوا کہ دل گرجا اور منہہ سے ڈیگار برسنے لگا ہر نا بدن گردنے
ڈیڑا خون کا نکلا موت کا بازار گرم ہوا جانون کی خریداری ہونے لگی سرفروشون نے جنس جان نقد
قضا کے ہاتہہ بیچنا شروع کی خوب گہمسان کی لڑائی ہونے لگی کفار کو یہہ بل ہے کہ چار سردار روئین تن
آہنی بدن ہمارے ساتہہ ہین تعداد ہماری چوگنی ہے حدید روئین تن و شدید روئین تن کو
اپنی ذلت پر غصہ ہے چاہتے ہین کہ آج ہی اہل اسلام کو تاراج کردین تلوارین مارتے ہوئے چلے
جاتے ہین ادہر اہل اسلام ہرچندکہ کم ہین مگر سب مرنے والے ہین یہہ سوچ چکے ہین کہ آج زندہ پہرنا تو
ہے نہین لہذا وہ کار نمایان کرنا چاہیئے کہ تاقیام قیامت نام باقی رہجائے سہیل خان نے رخ تخت
بادشاہ کا کیا ہے اور اسفندیار خان علمدار لشکر کیطرف بڑہتا چلا جاتا ہے یہان صاحبقران
عالیشان دمبدم پوچہہ رہے ہین کہ میرے رفیق زندہ ہین یا نہین کوئی مجہے ادن تک پہنچادے لوگ عرض کر رہے
ہین کہ حضور صحیح و سالم ہین دریائے لشکر مین پیر رہے ہین قریب ہے کہ بادشاہ لشکر کو پکڑ لین
صاحبقران فرما رہے ہین کہ بائے مین کیونکر اس جنگ کو دیکہون اور انکا شریک ہو کر لڑون تقدیر نے
کیا بے بس کر دیا ہے لیکن اسفندیار خان زرانجا بادی لڑتا ہوا قلب لشکر مین پہنچ گیا اور اک ہاتہہ
ایسا مارا کہ علم لشکر کفار کا قلم ہوا اور علمدار کے پاؤن اوکہڑ گئے لیکن سہیم ناوک انداز نے دیکہکر غضب
کیا ان دونون بوڑہون نے کہ ایک نے علم لشکر کو قلم کیا اور دوسرے کو دیکہئے کہ طرف بادشاہ کے چلا آتا ہے
بس ایک تیر کمان مین جوڑ کر مارا کہ ادہر تو اسفندیار خان نے علم کو قلم کیا ساتہی تیر پیشانی پر پڑا اکڑ کر

نکلگیا یہہ شیر چرخ مار کر گھوڑے سے نیچے آیا اور آواز دی کہ اے برادر سہیل خان ہم تو خدمت مین حضرت صاحبقران کے جاتے ہین تمسے اگر ممکن ہوسکے تو لاش ہماری ان کفار سے چہین لینا اور خدمت مین صاحبقران وقت کے پہنچا کر عرض کر دینا کہ یہہ غلام حق نمک سے ادا ہوا امیدوار ہون کہ اگر ان کفار سے مہلت ملے تو لاش پر اس عاصی کی نماز پڑہکر دفن کر دیجیگا یہہ آواز جو کان مین سہیل خان کے پہونچی بیتاب ہوگیا قریب تخت سموات شاہ کے پہنچ چکا تہا کہ وہین سے باگ مرکب کی پہیری اور مثل شیر گرسنہ کے حملہ کیا صفونکو توڑتا ہوا کشتونکے پشتے لاشونکے انبار لگاتا ہوا قریب اسفندیار خان کے پہنچا یہان اتنے عرصہ مین سیکڑون تلوارین اسفندیار خان پر پڑ گئین تہین جسم اوسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تہا کہ سہیل خان نے تلوارون کے تار سے خون برسا دیا لیکن نوفل نیزہ دار عقب کیطرف سے آرہا تہا اور سامنے سے سہیم ناوک انداز نے تیر مارا اونکی طرف تیر کو آتے ہوئے دیکہکر سہیل خان نے تیر تلوار سے قلم کرکے گہوڑا ڈالا اسنے اور تیر مارا سپر قلم کرکے قریب پہنچکر ایسا ہاتہ تیغہ آبدار کا مارا کہ ساتھ مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہوئے وہان سے پلٹکر پہر لاش پر اسفندیار خان کے آئے اور گہوڑیکو کاوے پر ڈالا لاش کو حلقہ مین لے لیا کہ پامال نہو جائے اسفندیار خان ہچکیان موت کی لے رہا ہے ماتہے پر پسینہ آرہا ہے حال دگرگون ہے کہ نوفل نیزہ دار نے موقع پاکر پہلو پر سے نیزہ مارا کہ پسلیون کو توڑ کر نیزہ نکل گیا اسنے چاہا کہ سہیل خان کو نیزے پر اوٹہا لون ممکن نہوا نیزہ ہاتہ سے چہوڑ دیا تلوار کہینچکر قریب آیا کہ اب سہیل خان مین تاب مقاومت کہان سر اسکا قلم کردون لیکن سہیل خان بہی بہادر ہے آنکہین صاحبقران کی دیکہے ہوئے ہزارون معرکے جہیلے ہوئے جیسے ہی نوفل سامنے آیا اور وار کیا سہیل خان نے اوسی عالم مین وار اوسکا پشت شمشیر پر روک کر ایسا تیغہ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اسکے بعد سہیل خان مین بہی سنبہلنے کی طاقت نرہی اور مرکب سے زمین پر آئے اپنے کو لاش پر اسفندیار خان کی گرا دیا اور آواز دی کہ اے برادر جلدی نکرنا کہ ہم بہی آتے ہین زندگی بہر ساتہ رہا تہا تو بعد مرگ بہی جدا نہون ہم دونون ایک ہی درگاہ کے مجاور رہے جسوقت خدمت صاحبقران مین پہنچینگے اور امیر عالیشان دیکہینگے تو فرمائینگے کہ خوب ساتہ نباہا کہ دونون یہان بہی ہمراہ آئے وہان بہی ہمراہ رہے یہہ ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے کہہ رہے تہے کہ کفار کا نرغہ ہوا سیکڑون وار ہوگئے روح دونون کی تنون سے نکلکر گلزار جنت کی طرف راہی ہوئے جسم اوسی خاک بیابان پر پہڑک پہڑک کر سرد ہوگئے لیکن صاحبقران کے نزدیک جو لوگ کہڑے تہے اور دمبدم کی خبر بیان کرتے تہے اونہون نے کہا کہ حضور غضب ہوا دونون رفیقون نے جان نثار کی اسفندیار خان نے علم لشکر کفار کو قلم کیا مگر قضا نے نشان فتح بلند نکرنے دیا اور سہیل خان نے اوسکے قاتل کو تو مارا مگر خود بہی ہاتہ سے ایک نیزہ دار کے مارا گیا حالانکہ مرتے مرتے اوسے بہی وہین سُلا دیا اور اب سوئین تن لشکر مین ڈوبے ہوئے قریب تخت بادشاہ اسلام پہنچ گئے ہین قیامت ہوا چاہتی ہے صاحبقران یا تو قتل رفقا کا حال سنکر رو رہے تہے گریبان چاک کر ڈالا تہا یا حال بادشاہ کا سنکر کہ دشمنون سے بچنا دشوار ہے بیتاب ہوگئے فرمایا کہ لاؤ مرکب میرا اور شہنشاہ گوہر نگاہ نے بہی گہوڑا طلب کیا سرداران زخمی بہی زخم باندہے ہوئے مرکبون پر سوار ہوئے اور صاحبقران بہی گہوڑے پر بیٹہکر چلے تہے تمام سپاہ مین تہلکہ تہا اودہر شور بگیر و بزن بلند تہا قیامت کی تلوار چل رہی تہی میدان جنگ خون سے سرخ

ہو رہا تہا جابجا سر و پاؤن ہاتہ جسم پہڑک رہے تہے حدید روئین تن قریب تخت پہونچ چکا تہا کہ صاحبقران یہان سے للکارتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے چلے کہ خبردار او گیدی کہان جاتا ہے پہلے مجکو قتل کر پہر ظل اللہ کیطرف بڑہنا یہہ سنکر شدید روئین تن نے باگ مرکب کی اسطرف موڑی اور آواز دی کہ تم سب میرے شکار ہو کہان جاؤگے بچکر میرے ہاتہہ سے اب اودہر تو حدید روئین تن قریب تخت پہونچ گیا ہے اردلی کی فوج گلا تلوار کے نیچے رکہے دیتی ہے مگر بادشاہ کو بچلائے ہوئے ہے ایک گرا اور دوسرا آگیا یہہ لوگ کہہ رہے ہین کہ او ملعون جبتک ہمارے تن مین دم ہے اپنے شاہ پر آنچ نہ آنے دینگے اودہر حدید کہہ رہا ہے کہ جتنے آؤگے مارے جاؤگے کیون مفت جانین اپنی دے رہے ہو انجام یہی ہونا ہے کہ جس واسطے تم سب جان دیتے ہو اسطرح بادشاہ اور سردارون کو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ وزاری کرینگے لیکن یہہ لوگ جانین دے رہے ہین ہر بہادر آگے بڑہا جاتا ہے اس وقت اگر تپش دستی بہی کر بیٹہتے ہین مگر حربہ اسکے جسم پر کارگر نہین ہوتا بادشاہ فرما رہے ہین کہ یارو بیکار جانین دیتے ہو اے یا تو مجکو اس ملعون کے حوالے کردو اور یا مرکب پر سوار کردو مین لڑونگا اس سے لوگ عرض کر رہے ہین کہ ہم جان نثار کس دن کے لیئے ہین اودہر راہ مین شدید نے صاحبقران و شہنشاہ گوہر کلاہ کو روکا ہے فوج اسلام پہچین آگئی ہے تلوار چل رہی ہے صاحبقران دمبدم پوچہتے ہین کہ بادشاہ پر کیا گذری لوگ عرض کرتے ہین کہ ابہی تک تو خیریت ہے تخت و تاج قائم ہے لیکن حدید روئین تن نہایت سخت و مضبوط بنایا گیا ہے کہ حربہ اوسپر اثر نہین کرتا ہے قریب ہے کہ تخت شاہی پر زوال آجائے اور جان دشمنون کے پنجۂ قضا مین پہنس جائے اودہر شدید روئین تن نے غول سے نکلکر تیغہ مارا ہے کہ سر صاحبقران زخمی ہوا سرداران زخمی آگے بڑہے لیکن اسنے جسے اک ہاتہ مارا وہ پہر زخمی ہوا ایک آدہ جوان کام آگیا ہے کہ یکایک بائین جانب سے لشکر کے تتق گرد بلند ہوا اور وہ گرد قریب آکر شق ہوئی یہہ معلوم ہوا کہ سرخ آندہی آگئی دیکہا کہ نقابدار سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشون سے مثل شعلۂ جوالہ کے پیدا ہوا اور للکارا کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخ پوش او شدید روئین تن ملعون ادہر آ او او حدید کہان جاتا ہے پلٹ کہ ملک الموت تیرا آگیا یہہ سننا تہا کہ حدید روئین تن نے باگ مرکب کی پہیری اور آواز دی کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا جا جس طرف سے آیا ہے پہر جا مجہے شباب پر تیرے رحم آتا ہے ایسا نہو کہ ہاتہ سے میرے مارا جائے نقابدار نے کہا کہ کیا جہک مارتا ہے لیکن لشکر اسلام نے جو دیکہا کہ طرفدار ہمارا پیدا ہوا ہے خوش تو ہوئے مگر دعا کرنے لگے کہ پروردگار بچانا اس جوان کو کہ عجب نوک کا جوان ہے کس آن بان سے اتنے بڑے لشکر پر چالیس ہزار آدمیون سے حملہ کیا ہے ایک آدہ بہادر نے بڑہکر پکارا کہ اے نقابدار بہادر یہہ ملعون روئین تن ہے اسپر حربہ کارگر نہین ہوتا نقابدار نے جہنجہلا کر کہا کہ کیا ہم نادان ہین جو تم ہمکو آگاہ کرتے ہو اودہر صاحبقران ہر چند کہ زخمی تہے لیکن جبز آمد نقابدار سنکر زخم سر باندہکر پہر مرکب پر سوار ہوئے ہین اور نعرہ نقابدار کی آواز جو سنی ہے فرما رہے ہین کہ نہین معلوم یہہ کون بہادر ہے خدا اسکی مدد کرے کہ اسوقت مین ہماری خبر لی ہے وہان نقابدار نے قریب حدید روئین تن کے پہنچکر للکارا کہ او ملعون تجہے شرم نہین معلوم ہوتی ہے کہ اندہون پر حملہ کرتا ہے حدید نے کہا کہ ہمین نہین معلوم یہہ

لوگ اندہے ہوجاتے تو نہین معلوم کیا غضب کرتے ابہی کل کی بات ہے کہ عیار کو بہیجکر ہمارا جشن
برباد کیا بارگاہ لٹوائی سبکو برہنہ کرا کر ذلیل کیا اور کیا کیا بیان کرون جو جو حالت کی ہے یہی بہادرونکا
شیوہ ہے جواب دیا نقابدار نے کہ یہہ افعال اون لوگون کے نہین ہین ہان عیار اکثر ایسا شہد پنا
کرتے ہین تو او نہین یہہ لوگ خود سزا دیتے ہین حدید نے کہا کہ تم جہوٹ کہتے ہو ان لوگون نے
ایسی ایسی ہی حرکتین کر کر کے صاحبقرانی قائم کی ہے اور ملک گیری مین فتح حاصل کی ہے ورنہ
مجاور زادہ مکہ کی اولاد اور سلطنت اگر آبائی سلطنت انکی ہوتی تو ایسی حرکتین کبہی انسے سرزد ہوتین
بس یہہ کہنا تہا کہ نقابدار بہادر کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون بس بیہودہ نہ بک ورنہ زبان
تیری گدی سے کہینچ لونگا حدید روئین تن نے کہا کہ او نا منصف مینے اتنا سا کہا تو تجکو اسقدر غصہ
آیا اور ان لوگون سے ایسی ایسی حرکتین سنین تو کچہہ نہ کہا لے یہہ تلوار پیغام قضا ہے یہہ کہکر وار کیا نقابدار
نے آتے ہی تلوار کو خیال مین رکہکر ہتہیلی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس یونہی کمر زنجیر کا بند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر
جگر سے کہینچکر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور کہا کہ اتنا مارون تجکو کہ استخوان تیرے پارہ پارہ ہوجائین
حدید روئین تن ہنسا اور کہا کہ جہان تیرا جی چاہے پہینک خداوند اکبر نے میری موت ہی
نہین معین کی ہے جب چہوٹونگا تجہی کو مارونگا اودہر شدید روئین تن نے جو دیکہا کہ نقابدار نے
بہائی کو تیرے گہوڑے سے اوٹہا لیا ہے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او نقابدار سرخ پوش ارے
غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو گہوڑے سے اوٹہا لیا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتہ سے لیکن نقابدار
نے جو شدید کو اپنی طرف آتے دیکہا یونہین ہاتہ پر بلند کیے ہوئے تہا پہلے بچانے سپر لیے ہوئے
لڑ رہا تہا اب داہنے ہاتہہ مین لیکر جو شدید روئین تن پر حدید روئین تن کو کہینچ مارا دونون لنڈ
منڈ ہوکر مرکب سے نیچے گرے ساتہہ ہی نقابدار بہی گہوڑے سے کودا اور ایک ٹانگ حدید کے
پاؤن کے نیچے دبائے دوسری ٹانگ ہاتہہ مین پکڑ کر جو زور کیا حدید چلایا کہ ارے یہہ کونسا طریقہ
قتل ہے نقابدار نے کہا کہ تیری روح نکلنے کا اک یہی تو راستہ کہلا رہگیا تہا ارے اسکی فکر پہلے
سے نہ کر لی اور چہر سے چیر کر اسکو پہینک دیا اسکا مرنا تہا کہ شدید اوٹہکر بہاگا نقابدار نے
جہپٹ کر ٹہوکر ماری کہ یہہ بہی گرا اسکو بہی اوسیطرح چیر کر پہینک دیا دونون ٹکڑے پہڑک پہڑک کر سرد
ہوگئے لاشین ان دونون کی اوٹہوا کر خدمت صاحبقران مین روانہ کین اور آپ مرکب پر
سوار ہوکر پہر لڑنا شروع کیا وہان صاحبقران و بادشاہ اسلام سے لوگون نے عرض کی کہ
حضور مبارک ہو دونون روئین تن مارے گئے نقابدار بہادر نے مثل شیر درندہ دونون ملعونون
کو چیر کر پہینک دیا صاحبقران نے فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا اوسکو جزائے خیر دے کہ ہم بیکسون
کی مدد کی اور خدا اوسکی مطالب پورے کرے بادشاہ اسلام نے سجدہ شکر کیا نقابدار کو
دعا دی اور فرمایا کہ بعد فتح اسے نقابدار کو لے آنا اسلیے کہ یہہ مہمان جان بخش ہے اسکی خاطر
ہمپر واجب و لازم ہے وہان نقابدار نے چالیس ہزار سر جوشون سے فوج کفار پر حملہ کیا اہل اسلام
بہی اپنا محسن سمجہکر شریک ہوگئے بازار جنگ پہر گرم ہوا ہر طرف تلوارون کی بجلیان کوندنے لگین
کفار کا دل ٹوٹ گیا کہ سردار مارے گئے مگر اپنی کثرت پر بہروسا کرکے لڑ رہے ہین قدم پیچہے نہین ہٹاتے
ہین مگر نقابدار جسطرف گرتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی گری گہوڑا مثل برق جہندہ کے ہر طرف
پہر رہا ہے غرض نقابدار عجب بہار دے رہا ہے سرخ پوشاکین انکی مریخ صولت ہونیکی دلیل ہین

گویا انہون نے پہلے سے اپنے تئین آلودۂ خون کافرن کر لیا ہے اک تختہ لالے کا پھولا ہوا ہے یا یون کہیے کہ زمین پر شفق کا عکس پڑ رہا ہے اور اوس شفق مین سیکڑون ہلال شمشیر نظر آرہے ہین ہر طرف بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین نقابدار کی یہہ ہیبت ہے کہ جدہر آپڑا پرے شکستہ کر دیے صفین توڑ دین لاش پر لاش گراتا ہوا چلا جاتا ہے اودہر اہل اسلام کے حوصلے گہٹکر پہر بڑہ گئے ہین عوض اپنے ساتہیون کا لینے کو موجود ہوگئے ہین اوکہڑے ہوئے قدم پہر سے جما لیے ہین ساتہ ساتہ نقابدار کے لڑتے چلے جاتے ہین نقابدار و فوج نقابدار نے تو جی چہوڑوا دیے ہین کہ اب کافرون نے دیکہا جان بچتی نہین معلوم ہوتی ہے فرار بر قرار کیا ہے اور نقابدار انکو دبائے چلا جاتا ہے یہہ کافر بہاگتے بہی جاتے ہین اور لڑتے بہی جاتے ہین لیکن جس وقت دیکہا نقابدار نے کہ یہہ کافر بہاگے ٹہر کر ایک مقام پر جیب سے قلمدوات کاغذ نکالکر اک پرچہ لکہکر اک رسالہ دار لشکر اسلام کو دیا اور کہا کہ دیدینا یہہ صاحبقران کو اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ تمہاری ناانصافی نے اس درجہ کو پہنچایا کہ اندہے ہوئے افسوس کہ تمنے دل مین انصاف نہ کیا اور ملتی ہوئی چیز تو کسے بری معلوم ہوتی ہے لیکن اصل مین یہہ ناانصافی امیر ثانی کی تہی جنہون نے صاحبقرانی رستم کے ہوتے تمہارے سپرد کی اور یہہ بہی کہدینا کہ وہ تمسے بغیر صاحبقرانی چہینے جانے والا نہین ہے جبتک صاحبقران بنے ہوئے ہو اسوقت کو غنیمت جانو ورنہ مین آتا ہون اوس شخص کا جس سے کبہی کوئی تمہارے بزرگون مین سر سبز نہین ہوا اور ہمیشہ اوس سے دبے رہے یہہ کہکر باگ مرکب کی لی اور پہر لشکر کفار پر حملہ کیا اور فوج مع تخت بادشاہ بہاگے نقابدار نے قتل کرنا شروع کیا جنگل مین یہہ لاشون کی سڑک بناتا چلا جاتا ہے کفار کہتے ہین کہ یہہ ملک الموت آیا ہے اس سے جان نہین بچیگی بہاگتے کا کوئی پیچہا نہین کرتا لیکن یہہ تو جان ہی نہین چہوڑتا ہر طرف یا خداوندا کی صدائین بلند ہین نقابدار لاحول پڑہتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعرہ کرتا ہوا ان سبکو بہگاتا چلا جاتا ہے کہانتک گزارش کیا جائے کہ نقابدار بہادر نے سات کوس تک کفار کو پیچہا کیا اور کہا کہ انکے شہر تک انکو اسیطرح بہگاتا ہوا لیجاونگا اور گہسکر شہر مین مار ڈالونگا تا کہ ان لوگونکو عبرت ہو اور اب اسکے بعد کوئی انمین سے اتنا نہ ہو کہ لشکر اسلام پر چڑہائی کرکے آئے لیکن جسوقت عیار نقابدار نے سمجہایا کہ اے شہریار یہہ آپکے بزرگون کا چلن نہین ہے کہ بہاگتے کا پیچہا کرین بس بہت مارا ان کافرونکو یہہ اپنی سزا کو پہنچگئے اول تو یہہ خود ہی اب کبہی لشکر اسلام کا رخ نکرینگے اور اگر ایسا ہوا تو پہر انکو سزا دیجئیگا جب بہت سمجہایا نقابدار کے عیار نے تو باگ مرکب کی پہیری تو اوسوقت حال نقابدار کا یہہ تہا کہ کہنیون سے خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا کہہ بیٹہا تہا مرکب پسینے مین غرق خود بہی عرق عرق لشکر اسلام کے جو لوگ یہانتک لڑتے ہوئے ساتہ آئے تہے نقابدار کی جرأت و قوت پر جان و دل سے فدا ہو رہے تہے اور کہہ رہے تہے کہ یہہ ہمت بادشاہ بجز اونہین لوگون مین دیکہی ہے کہ جنہون نے بارگاہ صاحبقرانی کو خالی کر دیا ہے کیا یہہ نقابدار اونہین لوگونمین سے تو نہین ہے کہ وقت مصیبت دیکہکر بے اختیار چلا آیا اسلیے کہ وہ لوگ دشمن ایکدوسرے کے نہین ہین سب ایک ہین فقط عزت کا جہگڑا ہے اور یہ باتکا خیال ہلے ہی باتین تہین کہ یکایک کڑکے سے بجلی کڑکی اور چمک کر پنجہ گرا اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوا بس اس حادثہ کو دیکہکر عیار نقابدار تو چیخین مار کر رونے لگا لیکن پنجہ نقابدار کو لیکر یہہ جا وہ جا نظرون سے غائب ہوگیا اودہر اہل اسلام افسوس کرتے ہوئے پہرے اور سب فوج نقابدار کی نالان و گریان چلے لیکن اب حال صاحبقران کا سنیے کہ جب فتح ہو چکی لاشین اہل اسلام کی اٹہوا کر دفن کین قریب

ایک لاکہہ کے کام آئے تہے اور ڈہائی لاکہہ کفار مارے گئے تہے لیکن لاش اسفندیار خان زرانچابادی وسہیل خان مشتر یحیاسی کے اسقدر ٹکڑے ٹکڑے تہے کہ یون نہ اوٹہہ سکی ایک چادر مین باندہکر اوٹہائی گئی چونکہ شہید تہے غسل انکا خون سے ہوچکا تہا اور کپڑے انکے بجائے کفن تہے صرف نماز جنازہ پڑہکر انکو دفن کر دیا لیکن صاحبقران انکی لاشون پر بہت رو دیے اور کہا عرض کرنا میرا طرف سے خدمتمین دلاوجان کی کہ یہہ غلام آپکا ایسی سخت بلا مین مبتلا ہے کہ نجات دشوار معلوم ہوتی ہے آپکا اقبال ایسا تہا کہ ادہر کوئی مصیبت نازل ہوئی فوراً پروردگار عالم نے اوسے دفع کیا اور باوجود اسکے کہ دست راستیون اور دست چپیون مین مخالفت کی بنیاد آپہی کے زمانے مین قائم ہوئی تہی اور بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے مگر پہر سب یکجا رہے ایکدوسرے کا شریک حال رہا ہم ایسے بدنصیب صاحبقران ہوئے کہ ہمارے زمانے مین انواع واقسام کی بلائین نازل ہوتی ہین اور دفع نہین ہوتین جو معاون و مددگار پیدا ہوتا ہے وہ اسقدر جلد ناپید ہو جاتا ہے کہ نشان اوسکا صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے پروردگار عالم سے دعا کیجیے کہ یہہ بلا یا تو دفع ہو اور یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرین اب مجہسے یہہ سختیان نہین اوٹہہ سکتین ہین اس صاحبقرانی سے باز آیا یونہی اچہا تہا اسکے بعد فرمایا کہ دیکہو نقابدار کہان ہے جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ اے برادر بجان برابر اگرچہ مجہے نہین معلوم کہ آپ کون صاحب ہین اور اپنے کو آپنے پوشیدہ کیا ہے خیر ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے مگر مین چاہتا ہون کہ ایک آدہ روز بہی گہر کر اپنا گہر تصور کر کے ہمین قیام کیجیے اگر آپ ہم مین سے نہین ہین تو ہمارے دوست تو ضرور ہین کہ ایسے وقت سخت مین آکر مدد کی اور شریک حال ہوئے اب اتنی تکلیف اور اٹہائیے کہ یہان تشریف لائیے لوگون نے عرض کی کہ حضور اونکو تو نیند لگگیا اشکر ادنکار رہتا ہوا طرف دامنہ کوہ کے روانہ ہوا فرمایا افسوس جو ہم بدنصیبون کا خیرخواہ ہو وہ بہی بلامین پہنسا کیا تقدیر ہے ہمارا خدا اوسکو اپنی حفظ وامان مین رکہے اور اگر کسی بلامین پہنس گیا ہو تو نجات دے مگر تم لوگون نے اوسکے لشکر کو ہمسے علیحدہ کیون اوترنے دیا لوگون نے عرض کی کہ حضور ہمنے ہرچند اصرار کیا عیار نقابدار نے کہا کہ ہمین تم لوگون سے کنارہ کرنا مناسب ہے حکم ہے ہمارے سردار کا کہ ان ناانصافون سے ملکے کبہی نہ چلنا ورنہ خطا پاؤ گے فرمایا ہائین یہہ کیا کہا ہے کونسی ناانصافی کی معلوم یہہ ہوتا ہے کہ طرفدار ہین یہہ دست چپیون کے سرخ بانا اونکی اس کج خلقی پر دال ہے اتنے مین اوس رسالدار نے وہ نامہ پیش کیا جو کہ نقابدار نے امیر ثالث کو بہیجا تہا آپنے اوس نامہ کو پڑہا اور سنا تحریر تہا کہ اے بدیع الملک تمہین یا تمہارے صاحبقرانی پر دست اندازی کرنا مناسب نتہی یہہ حق تمہارا ستم ثانی کا اسلیے کہ اوسنے کیسے کیسے کارنمایان کیے ہین کیا تم بہول گئے جسوقت یوج بن عوج بن عوج بن عنق آیا ہے جسکا عمود پانچہزار من کا تہا اور قد مثل مینار کے دیوؤن سے زیادہ بلند تہا تو اسکے مقابلے کو پہلے تمہاری بہی جرأت نہوئی جسوقت رستم نے نکلکر مقابلہ کیا اور وہ بیہوش ہوا تو غیرت مین آکر تم بہی نکلے تمہاری بہی وہی حالت ہوئی جو کام کیا اوسنے پہلے کیا بعد کو تمہین غیرت آئی تو تمنے بہی جرأت کی اور یہہ طریقہ تمہارے اور اوسکے بزرگون سے ہمیشہ سے چلا آتا ہے تمہین آخر کس بات کی فوقیت تہی جو تم صاحبقران بنے امیر ثانی کی خوشامد البتہ ان لوگون نے نہین کی وہ لوگ سپاہی ہے اونہین چکنی باتون سے ہمیشہ نفرت رہی یہہ تمہین لوگونکا شیوہ رہا اور تمہین راس بہی آیا کہ امیر ثانی نے جاتے وقت اپنا سا صاحبقرانی تمہارے سپرد کیئے مگر اب ہوشیار رہو کہ ایکدن تمسے دہوکہ

باہنائے صاحبقرانی سر میدان چہین لیگا مین آگاہ کئے جاتا ہون اور مین پوچھتا ہون اوس شخص کا
جسکا مقابلہ کبھی کسینے نہین کیا بدیع الملک کو یہہ کلمات سخت ناگوار ہوئے فرمایا کہ کیا کہون یہہ
نقابدار محسن ہو چکا ہے ورنہ اُسے ڈھونڈھکر اُس سے مقابلہ کرتا اور اگر یہہ بخلق مجہسے طلب کرتا تو
مین خود بانہ ہائے صاحبقرانی اسکے حوالے کر دیتا لیکن اب تو ہر چند کہ نابینا ہو چکا ہون مگر بغیر مقابلہ
کیئے نہ دونگا یہہ حق اوسکا ہے جو مجہپر غالب ہو اسکے بعد لاشین حدید و شدید کی مزبلہ پر پہنکوا دین
اور زخمیون سمیت خود شفاخانہ سلیمانی مین داخل ہوئے اب انکو تو اسی حال مین چہوڑا جاتا
ہے لیکن اب چند کلمات حالات سموات شاہ کے تحریر ہوتے ہین کہ یہہ ہزیمت
خوردہ مع فوج جس وقت شہر سمواتیہ مین داخل ہوا اکابر شہر برائے استقبال آئے اور سموات
شاہ کو لیگئے وزیر ہوشمند دانا نے حال پوچھا سموات شاہ نے اوّل سے آخر تک حال بیان کیا مارا
جانا بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت کا اور اپنا پہنچنا زخمی ہونا فرہاد خان وارشیون و
فرسنگ کا ہاتہ سے روئین تنون کے پہنچنا کمک اہل اسلام مشتری حصار وزرا نجا بادے
طبل ان بجانا دوسرے روز جشن دعوت کرنا اپنا آنا حضران کا خفقان بالی شکر اور سبکو ساقی گری
کرکے بیہوش کرکے برہنہ کرنا سبکا اسکے بعد طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنا اپنا قتل ہونا اسفندیار عیار کا
و سہیل خان کا اسکے بعد آنا نقابدار سرخپوش کا مارنا روئین تنونکو شکست کہانا اپنا ہاتہہ سے نقابدار کا تعاقب
کرنا نقابدار کا سات کوس تک یہہ کہکر ٹہر جانے لگا اور کہا کہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
کہ غضب خداوند کو ڈہا دیا روئین تنون کو سر میدان چیر کر پہینک دیا یہہ سنکر ہوشمند دانا
نے کہا کہ کچھہ ہمارا قول حضور کو یاد ہے بادشاہ یہہ سنکر دل مین خفیف ہوا اور کہا کہ بلاؤ دبیر کو
اوسیوقت منشی حاضر ہوا حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے خداوند کیخدستمین لکہو کہ دونون
فرستادہ آپکے ہاتہہ سے خدا پرستون کے قتل ہوئے اور تمام سردار جیر مارے گئے ایک نقابدار
نہین معلوم کہان سے آیا تہا بلائے بیدرمان تہا کہ دونون روئین تنون کو چیر کر پہینک دیا اور چالیس
ہزار کے لشکر سے سات لاکہہ کی فوج کو سات کوس تک بہگاتا چلا آیا اگر اوسے پیچہے نہ لیجاتا تو
یقین ہے کہ جان نہ بچتی اور آج ہی شہر سمواتیہ برباد ہو جاتا اور عیار لشکر اسلام نے تو ہماری وہ
حالت بنادی ہے کہ کسیکو مونہہ دکہانے کے قابل نہین رکہا جلد خبر لیجئے اسواسطے کہ اس بلا کے
علاوہ متواتر یہہ خبرین سننے مین آئی ہین کہ کوئی شخص جیرزنگ بن زمرد پیدا ہوا ہے کہ اُسے بہی
دعوائے خداوندی ہے وہ بہی اسیطرف آتا ہے اور برجیس آفتاب پرست بہی بڑے زور
شور سے چلا آتا ہے اوسی بہی خداوندی کا دعوےٰ ہے اوسکی یہہ کیفیت ہے کہ ایک آفتاب اسکے
سر پر سایہ افگن رہتا ہے جسطرف برجیس اشارہ کرتا ہے شعلے چمک چمک کر گرتے ہین جلا کر خاک
سیاہ کر دیتے ہین اسیطرح وہ پہونکتا چلا آتا شہرون کو برباد کرتا چلا آتا ہے جو شخص اوسکا مقابلہ
کرتا ہے مارا جاتا ہے بڑے سامان اوسکے ہمراہ ہین اور ایک صاحبقران پردہ قاف سے
آیا ہے ان سبکے رخ بیابان نہ طاق ہی کی طرف ہین آپ کسی ساحر کو جلد روانہ کیجئے
کہ وہ آکر ان خدا پرستون کا خاتمہ کرے پہلوان انسے کبہی نہ لڑ سکینگے آیندہ حضور کو اختیار
ہے واجب جانکر عرض کیا جس وقت مضمون عرضی تمام ہوا کہا کہ ایک نامہ شوقیہ اور لکہو
بنام شیرزنگ جادو کہ اے برادر بجان برابر ہم ایک عرضی بہیجتے ہین اسکو خدمت مین خداوند

کی پہنچا دو دبیر نے یہہ نامہ بہی لکہکر تیار کیا سمٰوات شاہ نے اک واقف راز کو بلاکر حکم دیا کہ یہہ نامہ لیکر حد طلسم پر
جاؤ جسوقت قریب دیوار پہونچو گے عرض کرنا مین عرضی لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمت مین خداوند کی پہنچا دون
تہوڑی دیر مین ہوائے سرد چلیگی کہ آنکہین تمہاری بند ہو جائینگی جسوقت پہر آنکہہ کہلیگی جواب نامہ کا ہاتہہ مین
پاؤ گے چلے آنا وہ شخص تو اسطرف روانہ ہوتا ہے دیکہئے یہہ کب پہنچتا ہے اور کسوقت جواب نامہ کر دیتا ہے
لیکن یہان سمٰوات شاہ سے ہوشمند دانا نے پوچہا کہ شبرنگ کا نام تو آپکی زبان سے اکثر سنا لیکن یہہ نہین معلوم
کہ یہہ رہتا کہان ہے سمٰوات شاہ نے بیان کیا کہ اے ہوشمند طلسم نہ طاق کے دربند سوم مین رہتا ہے
اسکا مالک ہے چونکہ میرا دوست ہے اسوجہہ سے مینے اوسے لکہا ہے کہ اوسکی سفارش زیادہ مفید ہوگی بزرگون سے
سنا ہے کہ کسیوقت و زمانہ مین یہہ مقام جنون کے قبضہ مین تہا اور اونہین کی سلطنت یہان تہی وہ اپنی حد سے آگے
بڑہ بڑہکر انسانون پر ظلم کرتے تہے تو ہمارے خداوند نے یہہ انتظام کیا کہ بادشاہ کو جنون کے گرفتار کیا ہر چند وہ بہت بڑا
درویش تہا مگر خداوند نے اوسکو بزور سحر ایسے پوشیدہ مقام پر قید کیا ہے کہ اول تو کسیکو معلوم نہین اور بالفرض اگر کسیکو
دریافت بہی ہو جائے تو خداوند کے قیدیکو کون رہا کر سکتا ہے اُسوقت سے جو اجنہ بہاگ کر چکے ہین وہ بہی انتظار مین
ہین کہ اگر کوئی شخص دشمن زبردست خداوند کا پیدا ہو تو ہم بہی جاکر اوس سے عرض حال کرین اور اپنے بادشاہ کو
قید سے رہا کرائین اور حکومت اپنی پہر سے قائم کرین کہ دراصل یہہ مقام اونہین لوگونکا ہے مگر کیا کر سکتے ہین کوئی دشمن
خداوند کا کیا کر سکتا ہے یہہ بہی اک رحمت ہے خداوند کی اُن اجنہ کو ابتک زندہ رہنے دیا ہے ورنہ سبکو جلا کر خاک سیاہ
کر چکے ہوتے خداوند جانتے ہین کہ یہہ بندگان برگشتہ پیر اک کر لینگے اسی سبب سے انکو زندہ رہنے دیا ہے کہ ایک ایک کے سامنے
فریاد کرین اور ذلیل ہون غرضکہ جب یہہ مقام جنون سے خالی ہوا تو یہان نو دربند کا ایک طلسم قائم کیا اول دربند کا
مالک ضوبان جادو ہے کہ جو سحر و ساحری کے فن مین وحید عصر و یکتائے زمانہ ہے اور دوسرے دربند کا مالک سفال
جادو ہے جسکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہین ہے کہ اگر تمام زمانہ کے ساحر بہی جمع ہون تو اوسکی سرحد سے بغیر اجازت بزور سحر
گذر نہین سکتے تیسرے دربند کا حاکم ہمارا دوست شبرنگ جادو ہے یہہ ساحر اون دونون سے زبردست اور مقرب ہے
خداوند یعنے کیوان تاجدار کا نہایت منہ چڑہا ہے اور چوتہے دربند پر خود کیوان تاجدار برادر خداوند ہین ہر
ایک عرضی کا پہنچانا اور راز ہائے خداوندی و دیگر انتظامات ملک اونہین کے سپرد ہین انکے سحر کا حال کیا کہون بس اتنا ہی
کہنا کافی ہے کہ یہہ برادر خداوند ہین پانچوین دربند کا حاکم شرارہ شعلہ زن جادو ہے یہہ وہی دربند ہے جسکا
ذکر اکثر تمہارے سامنے آیا ہے یعنے بیابان ہولناک یہہ وہ مقام ہے کہ انسان سحر و ساحری کا نام نہ لے جسوقت وہانکا کوئی شخص
آگیا تو یہہ سمجہہ لو کہ خدا پرستون کی بنیاد ٹوٹ گئی چہٹے دربند کا حاکم و ناظم چوبان چہار دست ہے یہہ
مقام بہی نہایت سخت ہے جسوقت اسکے بیان کا محل آئیگا اور ناظرین سنینگے تو نہایت خوش ہونگے
اور عرق ریزی مولف کی داد عنایت کرینگے ساتوین دربند کا مالک قرطاس فیل سر ہے
اور آٹہوین دربند کا حاکم عنقائے گرد باد ہے نوین دربند پر تو خود خداوند
ہین اس طرح نو دربند کا یہہ طلسم خداوند نے باندہا ہے یہی سبب ہے کہ اس
مقام کو بیابان نہ طاق کہتے ہین اور پہلی سرحد پر دیوار ہے کہ بظاہر تو وہ مثل
معمولی دیوارون کے بلند ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا جی چاہے
کمند مار کر چڑہ جائے مگر جس وقت کوئی پرند تک اوس طرف جانا چاہتا
ہے تو دیوار اسقدر بلند ہو جاتی ہے کہ پلٹنا پڑتا ہے یا ٹکرا کر گر جاتا ہے اور اگر ساحر قصد کرتا ہے کہ
ادہر نکلجاؤن تو اوسکو بہی مثل پرند صحرائی کی گذر دشوار ہوتا ہے اور اگر سحر کرتا ہے تو اپنے سحر سے آپ جلکر خاک ہو جاتا ہے

یہانتک حالات طلسم کے بیان کیئے ہین اب انکو تو انتظار ہین جواب نامہ کے چھوڑا جاتا ہے لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان کی خواجہ ثالث مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری ریش تراشندہ فرق و سر برندہ جادوگران بیان کیئے جاتے ہین کہ جسوقت خضران بن عمر بارگاہ سموات شاہ کو لوٹ کر اور سبکو چھوڑ کر نکلے لشکر سے تو وہی ہیئت انکی تھی یعنے خفقان بابائی بنے ہوئے تھے اور برق ثانی دلربا بابائی بنا ہوا تھا قران ثانی بختیارک بنکر پہونچانے کے بہانے سے ساتھ آئے تھے اہل لشکر کہتے تھے کہ کیا اس وزیر بادشاہ نے اپنی عزت ہاتھ سے دی ہے کہ تنہا اک رنڈی کو پہونچانے جاتا ہے جب ایسے لوگ کتنا پا کرین تو وا ے برحال دیگران لیکن یہہ تو قران ثانی ہین انہین اپنے کام سے کام ہے جسوقت حد لشکر کے باہر آگئے اک صحرا مین پہونچکر خضران نے قران ثانی و برق ثانی کو رخصت کیا کسیکو ایک حبہ نہین دیا قران ثانی کو تو خواہش بھی نہ تھی لیکن برق ثانی نے ہرچند کہا کہ جو چیزین تمنے لوٹی ہین اونمین سے کچھ تھوڑا بہت تو دیدیجیے کام آپکا تھا جان ہمنے بھی لڑائی ہے مگر خضران نے اسکے قول سے یہی اپنا ہی مطلب نکالا کہ جب کام ہمارا تھا تو مستحق ہم ہوئے یا تم بھی تمہارا کوئی کام ہوگا ہم کردینگے غرضکہ یہہ دونون تو اوسطرف روانہ ہوئے یہان خضران نے بختیارک ثانی کو زنبیل سے نکالا اور درخت مین باندہ کر ہوشیار کیا جسوقت بختیارک کو ہوش آیا دیکھا اک درخت مین بندہا ہوا صحرا مین کھڑا ہون اور اک عیار لشکر اسلام کوڑا لیئے سامنے کھڑا ہے اسنے آنکھین اپنی بند کرلین جانا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون خضران نے اک کوڑا مارا اور کہا کہ ہوشیار ہو یہہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے بختیارک کوڑا کھاتے ہی تڑپ گیا اور کہا کہ او ظالم تو کون ہے اور کیون مجھے پکڑ لایا ہے خضران بن عمرو نے کہا کہ تو واقف راز ہے سموات شاہ کا اور مین تجھے اس واسطے لایا ہون کہ جلد مجھے بتا لصیر جادو کا پتا کہ وہ کہان رہتا ہے بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم مصرع ؏ رموز مملکت خویش خسروان دانند ٭ خضران نے کہا اور دوسرا مصرع بختیارک نے کہا اوسے اس واقعہ سے تعلق نہین خضران نے کہا کہ پڑھو تو سہی بختیارک نے پڑھا مصرع زنان پردہ نشین حال این جہان دانند ٭ خضران نے کہا کہ تو رنڈین تو خوب جانتی ہین تخلیہ کے وقت جو چاہتے ہین پوچھ لیتے ہین اور تو کیا عورت ہے کہ ناواقفیت ظاہر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے ناراض رہتا ہے راز اپنے نہین بیان کرتا مین پوچھتا ہون اس لیئے کہ مجھے اس کے دریافت سے کیا ضرورت ہے خضران نے کہا تو نہ جانتا تھا کہ ہم سے پوچھا جائیگا بختیارک نے کہا مین تو ہرگز نہ سمجھا تھا کہ میری یہہ حالت کی جائیگی اور مجھ سے یہہ راز پوچھا جائیگا ورنہ تجھکو بتا دیتا اور پہلے سے پوچھ رکھتا اور اگر پوچھتا بھی تو بادشاہ ایسے شخص کو کیون بتاتا جس سے وہ ناخوش رہا کرتا ہے خضران نے کہا کہ سارا انتظام تو جلسہ دعوت کا تیرے حوالے تھا انتہا یہہ ہے کہ ارباب نشاط تک تیرے ذریعہ سے پہونچتے تھے ہر کام تیری صلاح پر ہوتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بادشاہ مجھ سے ناراض ہے او مکار جلد بتا یہہ کہکر تین چار کوڑے مارے کہ یہہ بلبلانے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا مگر خضران نے نہ مانا اور کہا کہ او ملعون خفقان بابائی بنکر مین گیا تھا اور عیاری کرکے تجھکو پکڑ لایا ہون تیرے بادشاہ اور تمام ارکین دربار کے وہ حالت بنائی ہے کہ تا زندگی تو وہ نہ بھولینگے سب کے سب برہنہ پڑے ہین بارگاہ مین کوئی شے باقی نہین ہے انتہا یہ ہے کہ [illegible]

یہہ سنکر بختیارک کے ہوش اوڑ گئے سمجھ لیا کہ اب سمواۃ شاہ پر زوال آیا اور تیرے بھی جان گئی اسلیئے کہ یہہ عیار زندہ نچھوڑے گا خضران بن عمرو نے کہا کہ تو یون نہین بتائیگا اب تیرے سلیئے وہ سامان کرتا ہون جو والد ماجد نے تیرے ہم نام کے واسطے بارگاہ ضلصال مین کیا بختیارک اول وزیر نوشیروان بڑا ہی حرامزادہ تھا یعنے تجھ سے زیادہ جس امر کو پوچھو انکار کرتا تھا جب جوتیان پڑتی تھین تو قبولتا تھا آخر کار انجام یہہ ہوا کہ اوسکا حریرہ پکا کر اوسی کے بیٹے کو کھلادیا اور اہل دربار نے بھی کھایا تھا اب تیرا بھی وہی حشر ہوا چاہتا ہے یہہ کہکر زنبیل سے اک دیگ نکالی اور پانی بھر کر کچھ اینٹین پتھر جمع کر کے اور اسکا چولھا بنا کر اوس پر دیگ چڑہا کر آگ سلگا دی اور اک بڑی سی چھری جس سے قصاب بکری کو ذبح کرتے ہین نکالکر سامنے رکھی اور بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہے بختیارک پہلے تو یہہ سب سامان دیکھا کیا کہ اک ذراسی زنبیل اوس سے اتنی بڑی دیگ کیونکر نکل آئی بعد کو جب چھری پر نظر پڑی دم فنا ہونے لگا کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ بڑے صاحب کمال ہین اب اس سامان کو موقوف رکھیئے اور میری جان بخشی کیجیے مین بتلائے دیتا ہون خضران نے کہا کہ جب تک تو بتائے گا نہین پانی دیگ کا دیگ مین کھولا کرے گا اور چھری سامنے رکھی رہے گی بختیارک ثانی نے کہا کہ مین تو بتائے دیتا ہون لیکن پہونچنا آپ کا بصیر جادو تک نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے اسلیئے کہ اوسنے سات دربند قائم کئے ہین اور طلسم بند ہو کر کوہ قضا و قدر مین بیٹھا ہے اب وہ وہان سے ناجات صاحبقران نہین نکلے گا اور نہ کوئی اوس تک پہونچ سکتا ہے کہ سات چوکیان حائل ہین خضران نے کہا کہ راستہ بتائین ضرور جاؤنگا اور بقوت پروردگار طے کر کے ساتون چوکیون کو مارون گا بصیر جادو کو بختیارک نے دل مین خیال کیا کہ یہہ دیوانہ ہوا ہے بھلا وہان ساحر کا گذر تو دشوار ہے جب تک مالک دربند کی اجازت نہو پرندہ پر نہین مار سکتا یہہ کیا جائے گا اور جائیگا تو مارا جائے گا اب اسے راستہ بتا دینا چاہیئے خضران سے کہا کہ یہان سے جانب مغرب دو کوس تک ببولون کا جنگل ہے اسکے بعد اک صاف میدان ملیگا اوسے طے کر کے اک ساکھو کا جنگل ہے جب اوسے طے کیجیے گا تو اک دریا سے سحر نظر آئیگا وہ مقام ماہیان خوش تقریر کا ہے اور پہلا دربند ہے وہان پہونچکر جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے خضران نے کہا ابھی چلتا ہون اور وہ دیگ و چھری داخل زنبیل کی بختیارک سے کہا تو بھی بھوکا ہوگا اور مین بھی بھوکا ہون پہلے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لینا چاہی بختیارک نے کہا اس صحرا مین کھانے کو کہان سے آئیگا خضران نے کہا کہ دولت ہو تا مقدم ہے ہر چیز ہر مقام پر ممکن ہو سکتی ہے بقول شخصے چڑیا کا دودہ تو ملجاتا ہے بختیارک نے کہا کہ دولت بھی ہر جگہ کہان اس صحرا مین آپ مجھے لے آئے ہین اگر لشکر تک چلیے سب کچھ ممکن ہے خضران نے کہا کہ وہان چلنے مین عرصہ ہوگا دیکھو تو کچھ تمھاری کمر مین ہے بختیارک کو یاد آیا کہا کہ ہان چند اشرفیان کمر پاس تھین ٹٹولی تو کچھ تھا وہ پہلے خضران نے نکالکر نذر زنبیل کرلی تھین بختیارک نے کہا کہ میری پاس سات اشرفیان تھین نہین معلوم کیا ہوئین خضران نے کہا گر گئی ہونگی تمھاری پوشاک نہایت بیش قیمت ہے اگر مجھے دو تو مین بیچ کر سامان کرون یہہ کہکر اک لنگوٹی زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ یہہ خیال نکرو کہ مین بادشاہ کا وزیر ہون اول تو یہان دیکھنے والا

کون ہے ہم ہین باتم ہو اسکے ماورا عزت انسان کی لیاقت سے ہوتی ہے نہ کہ لباس سے جبتک
تم وزارت کے درجہ پر نہین پہونچے تھے اوسوقت کیا یہی لباس ہوگا مجکو دیکھو کہ صاحبقران کا رفیق
ہون مگر کس حالت سے رہتا ہون بختیارک مجبور و ناچار ہے پنجۂ ملک الموت مین ہے اگر خلاف حکم
کرتا ہے جان کا خوف ہے جان کا صدقہ مال تصور کرکے وہ زرقی باندہی لباس خضران کی حوالے
کیا آپنے نذر زنبیل کرکے ایک پتیلی نکالی جسمین سوا پاؤ سے زیادہ نہ پک سکتا تھا اور کچھ کھچڑی
نکالکر دی اور کہا کہ پکاؤ اسکو بختیارک نے کھچڑی پکائی پہلے خوب پیٹ بھر کر آپ نوش جان
فرمائی جو کچھ بچ رہا بختیارک کو دیا اب اس نے انکار کیا کہ اب مجھے بھوک نہین ہے مین نہ
کہاؤن گا آپنے غنیمت سمجھکر نذر زنبیل کرلیا کہ دوسرے وقت کا ناشتہ ہوگا اور کہا بختیارک سے
کہ لے چلو بختیارک نے کہا مجھے نہ لیجائیے مینے راستہ آپکو بتلا دیا اب میرا کیا کام نہین خضران نے
کہا اگر تو نے جھوٹ بتایا ہو یا اگر صحیح بھی سہی تو اسکے بعد دوسرے مرحلہ تک کیونکر پہونچون گا
بختیارک نے دیکھا کہ یہہ جان نہ چھوڑے گا کہا کہ آپ سر صاحبقران کے قسم کھائیے کہ مین تجکو
چھوڑ دون گا قتل نہ کردن گا کہا کہ او ملعون **وزیر** رہا مگر تجکو تہذیب نہ آئی مین پائے صاحبقران
کی قسم کہاؤن گا مگر اوسوقت جبکہ تو یہہ قسم کھلے کہ مین بھی دغا نکرونگا بختیارک نے کہا مجکو قسم ہے
خداوندا کوان تاجداری کی کہ مین آپکے ساتھ دغا نکرونگا بشرطیکہ آپ جان بخشی کا عہد پورا کرین خضران
نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون پائے مبارک صاحبقران کی کہ اگر تو دغا نکریگا تو مین بھی تجھے زندہ
چھوڑ دونگا قتل نکرونگا بعد اس عہد و پیمان کے بختیارک خضران کے ساتھ ہوا اسطرح ہو لونکا
جنگل ملا جوتا بختیارک کا **خواجہ** نے پہلے ہی لے لیا تھا اب یہہ پا برہنہ اون کانٹون سی بچتا ہوا چلا
جاتا ہے لیکن دو کوس کا جنگل ہے کہان تک طے کرے آپ پائے نشاطری مارتے ہوئے اوڑے چلے
جاتے ہین اور بختیارک کو پکار رہے ہین کہ اے جلدی آ ورنہ شام ہو جائیگی درندہ نکلکر تجکو کہا
لینگے یہہ **وزیر سموات** کبھی پیدل تو چلا نہ تھا نہ کہ پا برہنہ اور وہ بھی کانٹون پر اپنی قسمت کو روتا چلا
جاتا ہے دلمین کہتا ہے یا خداوند مجھسے ایسا کیا قصور ہوا ہے جسکی سزا یہہ ملی اپنے کرم سے میری
خطا بخشی کر اور مجھے اس قید سے رہائی دیجیے کہین کوئی کانٹا چبھ جاتا ہے یہہ بیٹھکر نکالتا جاتا ہے
تو آپ شور کرتے ہین کہ ارے بھاگ تیرے پشت کی طرف خرس صحرائی آتا ہے جان تو بری چیز ہے
یہہ ڈر کر بھاگتا ہی کانٹا ٹوٹ کر پاؤنمین رہجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ منزل پر پہنچکر نکال لینا راستہ
مخدوش ہے یہان ٹھہرنا اچھا نہین ابھی وہ خرس فلان جھاڑی مین چلا گیا غرضکہ بہزار خرابی وہ صحرا
طے ہوا اب بیابان ملا کہ کوسون درخت نظر نہ آتا تھا ریت دہوپ سے اسقدر جل رہی تھی کہ پاؤن
بھنے جاتے تھے ہر قدم پر گٹھون گٹھون ریت مین پاؤن غرق ہو جاتا تھا ادہر کانٹون کی ایذا ادہر
ریت کی گرمی بختیارک کی بری حالت ہے بھوک پیاس سب بھول گیا دلمین کہتا ہے کہ اس سے
مرنا ہی قبول ہے خضران سے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالئے مجھے اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ
اچھا ہے مین آپکی جان بخشی سے باز آیا آپ نے فرمایا کہ زندگی کا کفارہ تکلیف ہے یہہ وقت بھی
گذر ہی جائیگا اسنے کہا کہ اب مین آگے نہ بڑھون گا جب تو آپ مجھے قتل کیجیے گا آخر
پہلے قتل پر آمادہ تھے اب کیا عذر ہے خضران نے کہا کہ مسخرے مجھے تو نے سر صاحبقران
کی قسم دی مین کیونکر تجھکو قتل کردن پہلے نہ سمجھ لیا اب مین عہد شکنی کبھی نکرونگا آپ اپنی جان دیدے بختیارک جانسے عاجز ہے

اپنے منہ سے موت مانگتا ہے مگر موت بھی نہین آتی برے وقت کا کوئی شریک نہین ہوتا
دلمین کہتا ہے کہ کیون اسکے ہمراہ آیا غرضکہ بہزار دشواری وہ صحرا بھی طے ہوا اب ساکھو کا
جنگل ملا ادہر کہین کھڑ کھڑاہٹ پتون کی ہوئی اور خواجہ جبت کرکے وہ پہونچے اور کہا کہ تیندوا
آتا ہے بختیارک نے بھی اپنے کو جسطرح بنا پھینک دیا اسیطور سے خضران نے ساکھو کا
جنگل بھی طے کرایا اب اک مقام پر تھک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اب مجھسے نہین چلا جاتا پاؤن
سوج گئے ورم آگیا خضران نے دیکھا کہ اب یہہ آگے نہ بڑھیگا اک حقہ آتشبازی اسکی آنکھ
بچا کر کھینچ مارا اور کہا کہ جنگل مین آگ لگ گئی اور بھاگے جان بری شے ہوتی ہے بختیارک
بھی گرتا پڑتا بھاگا تھوڑا سا صحرا تو باقی ہی رہگیا تھا اوسے بھی طے کیا اب جو دیکھا تو سامنے
اک دریا موجزن ہے پانی نہایت صاف شفاف ہے شام قریب تھی آپ نے اک مقام پر ٹھہر کر
دم لیا بختیارک کے پاؤن پر کچھ دوا جیب سے نکالکر لگادی کہ اسکو بھی سکون ہوا ہزارون
دعائین دینے لگا لیکن دلمین کہتا تھا کہ چلتا ہے تو ملک الموت کے منہ مین اگر قابو پایا تو کب
تجھے چھوڑتا ہون ابھی دوستی کا دم بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ کیا مسیحائی کی ہے حضور نے جب
تھوڑی دیر دم لے چکے تو پھر کچھ سوکھے ٹکڑے جیب سے نکالکر کھانا شروع کئے بختیارک
سے کہا کہ اس صحرا مین اسی غنیمت جانو ورنہ یہان سوائے پتون کے اور کیا ہے بختیارک نے اوسوقت
کو کہڑی سے انکار کیا تھا اب سوکھے ٹکڑے مانگے کہ مجھے بھی دیجئے میرا دم نکلا جاتا ہے ایک تو فاقہ
دوسرے بیدل کے سفر کی صعوبت خواجہ نے کہا کہ بھئی تم سے یہ نہ کھائے جائینگے تم سماوات شاہ کے
وزیر ہو یہہ تو ہم فقیرون کا کھانا ہے بختیارک نے کہا کہ اب تو مین فقیر سے بدتر ہون کہ آپ سے مانگتا ہون
خضران نے کہا کہ ٹکڑے تو اب رہے نہین اگر پہلے سے تم کہتے تو مین دیدیتا اب وہی بچی ہوئی کھچڑی
کھرچن ہے تمہارا جی چاہے تو کھالو مینے اسی خیال سے تمہارے واسطے لگا رکھی تھی کہو اگر مین
نہ رکھ دیتا تو تم کیا کھاتے میان جیسا وقت ویسی بات بارگاہ بدیع الملک مین ہم پلاؤ اور مزعفر مین
شاخین نکالا کرتے تھے کہ گھی برا تھا اور چاول سخت رہگئے جیسا موقع ویسی بات یہہ سوکھے ٹکڑے
پھپھوندی لگے وہ مزا دیتے ہین کہ پلاؤ کی حقیقت نہین ہے مجبور ہو کر بختیارک نے وہی کھرچن جلی
ہوئی کھائی پانی مانگا کہا یہی دریا سامنے ہے پی لو اس نے کہا کہ یہہ دریائے سحر ہے اس کا پانی کوئی
نہین پی سکتا ہے یہی مسکن ہے ماہیان کا خضران نے کہا کہ خیر کیا یاد کروگے جسطرح آپ پانی پیا
اوسیطرح اسکو بھی زنبیل سے نکالکر پلا دیا اور کہا کہ احسان تو مانوگے کہ کس صحرا سے لے آیا کیا
پیٹ بھر کہین سیر و سیراب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ کس کس احسان کا شکریہ ادا کرون آپ کے
احسانات زندگی مین تو نہ بھولینگے اب خضران نے کہا کہ ماہیان تک کیونکر پہونچین اسلیے کہ یہہ تو دریا
ہے دریا معلوم ہوتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہہ غلام کو بھی نہین معلوم
فقط یہہ خداوند اکوان کی جو اس کا حال مین اس سے زیادہ جانتا ہون اب چاہی
آن قتل کرین یا زندہ چھوڑین خضران نے دیکھا کہ واقعی قیافہ پر اسکی آثار فریب نہین پھر دریا واقف
کیا لگا کہ ہمراہ ... خود ... لگا انگے یہہ فرما کر زنبیل سے ایک جوڑی طبلے کی نکالی اور ایک
طشت ... قفل کا شانی نکالا ... پر جڑا ہوا اور کچھ کپڑے نکالکر بختیارک کو دیئے
کہ یہہ پہنو بختیارک نے ... پہنی ... غنیمت سمجھکر وہ کپڑے پہنے ایک پگڑی سر پر باندھی اب آپ نے ہاتھ

اپنا اسکے منہہ پر پھیرا اور فرمایا کہ بس ٹھیک ہوا اور خود رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگاکر اور لباس
تبدیل کرکے اک انگرکھا جوڑا باندھکر گوئیے کی ہیئت قائم کی اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیون
بھئی ہم کون ہین بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا کیا کرامتین آپ مین بھری ہوئی ہین اگر میرے
سامنے نہ بنتے تو مین ہرگز نہ پہچان سکتا بالکل گوئیے معلوم ہوتے ہین اسکے بعد آپنے آئینہ جیب سے
نکالکر اسکو بھی دکھایا اور فرمایا کہ اپنی صورت بھی دیکھو کیون بھئی تم کیسے بنے ہو اسنے جو صورت
اپنی دیکھی تو واہ واہ نہ تو وہ رنگ ہے نہ چہرہ کا نہ وہ خط و خال ہے ایک نیا شخص کیفعور پیش
نظر ہے کہا بیشک و شبہ معلوم ہو گیا کہ آپ کو سب کچھ اختیار ہے مجھے بھی خوب بنایا اور آپ
بھی اچھے بنے کہا ہان مینے اس خیال سے صورت تمھاری تبدیل کردی کہ اگر تمھین کوئی اصلی
حالت سے دیکھیگا اور شناسا ہوگا تو کہیگا کہ ہم نے وزیر ملوات شاہ کو اسطرح دیکھا خواجہ
آپنے کہا کہ بجا ہے اور درست ہے جو آپنے کیا بہت مناسب کیا لیکن دل مین جلا جاتا ہے اور خواجہ
ملٹھی چھری کی طرح اسکے دلکو فگار کرتے جاتے ہین ہر فقرہ اسکے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے غرضکہ
جب دونون اپنی اپنی تجویز کے موافق درست ہو چکے تو خواجہ نے کہا کہ تمھین تو گانے بجانے کا
اک مدت سے شوق ہے مینے سنا ہے کہ تمنے حاصل بھی کیا ہے ذرا طبلہ تو چھیڑو اسنے کہا بہت
خوب اسکے بعد کنارے دریا کے آکر بیٹھے اب شام ہو چکی ہے طائر اپنے اپنے آشیانون کیطرف
متوجہ ہوئے ہین شب کی سیاہی نے بہارستان عالم کو نظر بند کیا ہے ماہ نے افق چرخ سے منہہ
نکالا ہے کچھ روشنی اور سیاہی ملکر عجب لطف دکھا رہی ہے درخت و دشت کوہ شب ابلق معلوم
ہوتے ہین دریا مین موجین مثل ماہی بے آب کے تڑپتی پھرتی ہے مچھلیان اوچھل رہی ہین اب
ماہتاب کچھ بلند ہو آیا ہے اور پورا عکس اسکا پانی پر پڑ رہا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تہہ آب یہہ
اگ گرہ زر سرخ کا پڑا ہوا ہے موج کا پیچ و خم جو پہلے گیسوئے محبوب سے مشابہ تھا اب زنجیر نقرہ
معلوم ہوتا ہے شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر نسیم + چاندنی مین دیکھ لو آب رواں دو چار دن + حباب اوس
بہار کو چشم تماشا سے دیکھکر انجام پر پھوٹ بیٹھے ہین کہ کل اپنی مقام پر خاک اوڑتی ہوگی جہان یہہ نہر مصفا جاری ہے
یہہ کیفیت دیکھتے دیکھتے حضرات نے طنبورہ ملایا اور سر درست کرکے طبلہ کو مطابق طنبورے کے کرکے چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

اس اپنے بخت کا کچھ امتحان نہین ہوتا
کبھی نصیب ترا آستان نہین ہوتا

وہ سر جدا کئے ہین عشق مین پیش داور حشر
مین کہہ رہا ہون کہ اب امتحان نہین ہوتا

چمک وہ اوٹھتی ہے رہ رہ کے میری سینے مین
کہ مجھ سے درد جگر کا بیان نہین ہوتا

عبث ہی ہے بلبلون مین کچھ یہہ باغبانی ہوا
کہ کوئی مائل آہ و فغان نہین ہوتا

مرے سکوت مین اک مصلحت ہے اب ناصح
کہ راز عشق کسی سے بیان نہین ہوتا

ہین جلتے دیکھکے پروانونکو یہہ کہتا ہون
کسی سے سوز نہان یون نہان نہین ہوتا

جلے ہین سینے مین اپنے دل و جگر کیونکر
یہہ کیسی آگ لگی ہے دھوان نہین ہوتا

وصال ہوگا جو ممکن ہوا نہ وصل اوسکا
کسی کا عشق کبھی رائگان نہین ہوتا

یہہ سب ہین سے وفا و جفا کے جھگڑے ہین
رقیب کا کبھی کچھ امتحان نہین ہوتا

قدم بڑھانے کا مانع فقط ہے پاس ادب
در بتان کا کوئی پاسبان نہین ہوتا

وہ تیغ کھینچ کے کہتا ہے عشق سے باز آ
ابھی ہے خیر ترا امتحان نہین ہوتا

چھپلے رہتا ہے منہ وہ دل سے عاشق کے
مقابل اوسکے مہ آسمان نہین ہوتا

پہنچا کے پاس یہہ منزل ہین ہمسے کہتے ہین
کہ تم سا قافلہ مین ناتوان نہین ہوتا

تلاش خنجر مین ہے دل کے لینے والے کی
لیا ہے جس نے دل اوسپر گمان نہین ہوتا

اگر وہ سانس بھی لیتا ہے تو غش آتا ہے
جگر کی طرح کوئی ناتوان نہین ہوتا

خضران بن عمر نے اس غزل کو اسقدر حسن سے ادا کیا کہ بختیارک وجد مین آگیا کہ یہہ کمال بھی آب پر ختم ہے اور بحر زندسے صحرائی سمٹ کر جمع ہوگئے ماہیان آب موجون پر سر ٹیک رہی ہین چشم حباب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ہر شجر و حجر سے آواز ساز پیدا تھی لیکن اسوقت تک وہ مقصد حاصل نہوا جس واسطے یہہ سب کوشش تھی خضران نے کہا کہ اے بختیارک کیا کسی دور مقام پر موکل اس مرحلہ کے رہتے ہین اور آواز میری اونکے کان تک نہین پہونچتی بختیارک نے عرض کی کہ وہ یہان سے دور ہو یا نزدیک اصل اس دریا کی ایکگز کے فاصلہ سے زیادہ نہین ہے بقوت سحر یہہ کوسون تک راستہ روکے ہوئے ہے تو ارادہ آواز جو ایک گز کے فاصلہ سے کان مین آسکتی ہے وہ ہزار اور دو ہزار گز کے فاصلہ سے بھی کان تک مالک در مند کے پہونچ سکتی ہے بشرطیکہ دریا سے قریب ہے سنا اوس نے ضرور ہوگا مگر یا تو کسی کام مین مصروف ہوگی جو نہین آئی یا آنکھین لگ گئی ہوگی جبتک اور شغل فرمائیے جی کو بہلائیے پھر بختیارک نے طبلہ چھیڑا اور خضران نے دوسری غزل شروع کی غزل

دل عشق مین ایسا کبھی مضطر نہوا تھا
اب قصد وہ ہوتا ہے جو اکثر نہوا تھا

عاشق کا عدو یون کوئی دلبر نہوا تھا
مجھ پر وہ ستم ہے جو کسی پر نہوا تھا

الفت کا یہہ جرم مقرر نہوا تھا
یہہ خبط کہ ترا نام ستمگر نہوا تھا

پھر کی نفس تنگ نے سینہ مین کشاکش
گو سانس کو ٹھہرے ابھی دم بھر نہوا تھا

تاثیر فغان تھی لب سے ہے وہ بسمل
پر خیر ہوئی تیر ابھی سستر نہوا تھا

جنت نے مری تہ سر رکھی سامنے اونکے
خوش کب تھا جو ہین جامہ سے باہر نہوا تھا

کس توبہ شکن کی یہہ تو آفت کے ہین سامان
ایسا کبھی مجمع لب کوثر نہوا تھا

اے شکوہ وارفتگی اب دل کا یہہ ہے قول
مین کوئی نگہبان مقرر نہوا تھا

اوٹھ بیٹھے تھے تربت پہ تیری کشتۂ رفتار
اوسوقت کہ برپا ابھی محشر نہوا تھا

دل کہتا ہے سو شادیان اس غم کے تصدق
دیوانہ تھا شیدا جو کسی پر نہوا تھا

ہر طرح ضرر اپنا ہی تھا جس مین وہ پھنسا
منظور رہی اوس نے نکیا ورنہ ہوا تھا

قابو سے مری کیا وہ نکل سکتے یہہ بہی
تدبیر کا پابند مقدر نہوا تھا

شوخی کا گمان تجھی نگہ پر ہو تو کیونکر
دل اوس نے لیا تبھی جسپر نہوا تھا

پابند وفا نام کو بھی رہتے نہ آزاد
ہے شکر کے جا دل نہین تیرے گھر نہوا تھا

آزار رسان پہلے تھا دل تو نہ دل
اتنا تھا کہ قابو سے مین باہر نہوا تھا

قسمت کے نوشتہ کی خبر دیتا تھا قاصد
گو خط ابھی لایا تھا پیمبر نہوا تھا

کھائی تری حیدن کی ہم دل کبھی کہ جبتک
نام ابرو خمدار کا خنجر نہوا تھا

اقرار وفا خود وہ نہ لین خوبی قسمت
سچ ہم سے جو پوچھو تو یہہ بہتر نہوا تھا

المدد سے تلون کہ بدلنے لگے تیور
پیمان محبت کو گھڑی بھر نہوا تھا

تم وصل پہ راضی ہو تو ہم صبر کرین کیون	اسکا تو کوئی وقت مقرر نہوا تھا
اے آرزو اس دل پہ بہت کچھ تھا بھروسا	جبتک مری قابو سے یہہ باہر نہوا تھا

ہنوز یہہ غزل ناتمام تھی کہ سامنے سے ایک مور پنکھی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ نمودار ہوئی چند نازنینین ماہ جبینین آفت ہوش و دردگوش مرصع پوش دریا کے جواہر مین غوطہ مارے اور ایک پری وش حور خصال پندرہ سولہ برس کا سن قیامت کا نمونہ اوس مور پنکھی پر سوار بار بار وہ نازنین اپنی سہیلون سے پوچھتی ہے کہ ارے کمبختون اتنک پتا نہ ملا کہ یہہ کونسا ظالم ہے جو دل کھینچے لیتا ہے آواز اسکی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے مجھے پوجا کرنا اور سحر جگانا دشوار کردیا شام سے کہین گا رہا ہے یہہ اس صحرا مین کہان سے آگیا سہیلیون مین ایک آوہ نے عرض کی کہ واریان ملکہ آواز تو اسیطرف کی معلوم ہوتی ہے اے لیجئے جتنا مور پنکھی اسطرف بڑھتی آتی ہے آواز قریب معلوم ہوتی جاتی ہے دیکھئے کیا اچھی تان لی یہہ کیا خوب شعر تھا اور کس مزے سے ادا ہوا ہے وہ کیا اچھی مینڈ کھینچی ہے پنچم کا سُر کیا لے مرکز پر لگا ہے چھوٹے تو ایسی ہوتی ہے کہ جی چھوڑ وائے دیتی ہے مگر طبلیا اوس درجے کا نہین معلوم ہوتا تاہم اچھا ہے ملکہ نے کہا ارے کہین گانے والا بھی دکھائی دیتا ہے کانون سے تو ہم بھی سب کچھ سن رہے ہین جب آنکھ سے دیکھین تو قرار آئے ایک بولی کہ بلالون وہ کنارے پر کوئی بیٹھا نظر آتا ہے دوسری نے کہا دوسرا کوئی اور بھی ہے تیسری بولی کہ یہی تو گا رہا ہے دیکھو طنبورہ چھیڑ رہا ہے ملکہ نے بھی دیکھا کہا جلد کشتی اسکے قریب لیچلو خضران نے جو دیکھا کہ کشتی قریب آگئی اپنا اختر انجر سنبھالنے لگے طنبورے پر غلاف چڑھانے لگے اس نازنین نے جو کہ انکو دیکھا کہ اسنے گانا بھی موقوف کیا اور چل چلاؤ کے سامان کر رہا ہے پکار کر کہا ارے ہم تو تیرے اشتیاق مین یہان تک آئے اور تو بھاگا جاتا ہے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ پچتائیگا خضران نے کہا کہ غلام کو بڑی دور جانا ہے منزل کھوٹی ہوگی ملکہ نے پوچھا کہان جائیگا کہا روٹی کی فکر مین اور کہان بس کہا ہان اسکے سوا اور دنیا مین کونسی ایسی چیز ہے جسکے واسطے انسان دنیا کے کرم کرتا ہے پوچھا تو آتا کہان سے ہے اور نام تیرا کیا ہے اور جائیگا کہان اسنے عرض کیا کہ نام میرا نشاط خان ہے بیٹا ہون سرور خان کا اک زمانہ مین مقرب خداوند اکوان تاجدار تھا خداوند کے حضور ہی ہر وقت نصیب تھی گا بجا کر اونکا دل بہلاتا تھا ایک روز طبیعت میری سست تھی خداوند نے گانے کو فرمایا مینے عذر کیا بس غضب ہوگیا قہر خداوندی نازل ہوگیا مین اوسیوقت جلکر خاک سیاہ ہوگیا اوس پر بھی غصہ اونکا فرو نہوا مجکو اک غریب گوئیے کے یہان پیدا کرکے تباہ کر دیا کہ اب مین دربدر کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہون یہہ دو انچھر باپ نہ بتلا دیتا تو فاقون مرجاتا اور اب بھی فاقون سے بدتر حالت ہے کہان وہ بارگاہ خداوندی کہان یہہ جنگل جسوقت خیال آتا ہے چیخین مار مار کر روتا ہون اور توبہ کرتا ہون مگر اسوقت تک خداوند نے توبہ بھی قبول نہین فرمائی دیکھئے میرا کیا حشر ہوتا ہے یہہ کہکر چیخین مار مار کر رونا شروع کیا ملکہ نے بھی اسکے حال پر افسوس کیا اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہین جہان خداوند کا غضب اسقدر ہے وہان رحمت کا بھی شمار نہین ہے مین تمہارے واسطے خداوند سے سفارش کرکے خطا معاف کروادونگی تیرا عہدہ تجھے دلوادونگی نشاط خان نے کہا کہ مجھے آپکی سفارش کی ضرور نہین ہے جب خداوند کا جی چاہیگا خود ہی خطا معاف کردینگے مجھے شرم آتی ہے کہ گنہگار ہون اور شہریارون کے قصور تو مین معاف کراؤن اور آپ میری خطا معاف کرائین بس اس ذکر کو جانے دیجئے میرا ارادہ ہے کہ مین یہان سے ملک سیمواتیہ مین جاؤن اور کسیطرح کوشش کرکے بادشاہ کے حضوری حاصل کرکے کچھ فائدہ اوٹھاؤن ماہیان خوش تقریر نے کہا کہ اچھا آج کی شب تم ہمارے

مہمان رہو گا ہم تمکو باآسانی ملک سمرانیہ مین پہونچوا دینگے نشاط خان نے کہا کہ اچھا اسکا مضائقہ نہین ہے
چونکہ کشتی پر جگہ کم تھی ماہیان خوش اقر نے اپنی سہیلیوں سے کہا کہ بیبیون مہمان کے خاطر لازم ہے تم لوگ
تھوڑی دیر کے لیئے تکلیف کرو دریا در نا چلی آؤ اور کشتی پر نشاط خان کو جگہ دو یہ سنکر سب دریا مین
کود پڑین اور غائب ہوگئین اب ماہیان نے نشاط خان کو معہ بختیار رک ثانی جو طبلیا بنا ہوا تھا
کشتی پر سوار کیا اور ہمراہ لیا کشتی اشارہ پر جارہی تھی عجب لطف تھا چاندنی راتمین وہ پانی کی لہرین
انکھو نمین چکاچوند ہوتی تھی غرضکہ وہ بہار دیکھتی ہوئی ماہیان اپنے قصر کے قریب پہونچی دیکھا
نشاط خان نے کہ اک قصر رفیع دریا کے کنارے بنا ہوا ہے گرد اوسکے تین طرف چمن ہے ایک
جانب دریا ہے بالاخانہ نہایت بلند و آراستہ ہے جابجا گلدستہ لگے ہوئے ہین کشتی کنارے پر لگی
ماہیان کشتی سے اوتری اور نشاط خان معہ اپنے ہمراہی کے ساتھ ماہیان کے خشکی مین آئی جب
یہ بہنون آدمی کشتی سے اوتر چکے تو دیکھا کہ چند مچھلیان تڑپ تڑپ کر پانی سے باہر آئین اور شکل
انسانی پیدا کی دیکھا تو وہی نازنینین ہین جو ملکہ کے ساتھ کشتی پر سوار تھین غرضکہ ماہیان
سبکو ساتھ لیئے ہوئے بالاخانہ پر آئی اگر یہان مکان کی آراستگی بیان ہو تو کئی جزسیاہ ہو جائین مگر
چونکہ اختصار منظور ہے لہذا اس مقام سے یہہ ذکر قطع کیا جاتا ہے صرف اتنا اشارہ کافی ہے
کہ یہہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قصر حجلۂ عروسی ہے ہر طرف سے خوشبو چلی آتی ہے کہ دماغ جان معطر ہوا
جاتا تھا یہہ معلوم ہوتا تھا کہ یہہ مقام کسی شاہ شہریار کے رہنے کا ہے چمن کی روشن پٹری نہایت
درست و خوشنما تھیں اون مین گلون کی بہار قابل دید تھی اک دلکش منظر پیش نظر تھا قدرت پروردگار
نظر آتی تھی ہوا سرد چل رہی تھی گرمی کے فصل اوس مین ہوا جان تازہ بخشتی تھی روح کو فرحت
حاصل ہوتی تھی سبکو ملکہ اپنے ہمراہ لیئے ہوئے پہلے اوس چبوترے کی طرف بڑھی جو وسط چمن مین نہایت
خوشنما بنا ہوا تھا سادہ سادہ سفید فرش تھا اور گردنا گرد سے گملے رکھے ہوئے تھے اونمین درخت انواع
و اقسام کے لگے ہوئے ہین پہول طرح طرح کے کہلے ہوئے ہین عجب طرح کی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہے
صدر و پائین کے امتیاز کے لئے اک سفید مسند بچھی ہوئی ہے گاؤ تکیہ لگا ہے ورنہ یہہ مدور چبوترہ ہر طرف
سے یکسان ہے ماہیان آکر مسند پر بیٹھی سہیلیان ادب سے دو زانو گرد دو رویہ باادب کر جمع ہوئین پیاینے
نشاط خان کو بیٹھنے کا حکم ہوا پیچھے اوسکے طبلیا بیٹھا ملکہ نے کہا کہ ہان میان نشاط خان اب
بزم نشاط کو گرم کرو دل سنگ کو ترم کرو نشاط خان نے کہا کہ حضور آج مجھکو اپنے خداوند کی یاد
آگئی آپکے یہان کا سامان ایسا ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اوس سامان کو دیکھے
ہوئے ہین جو خداوند کے یہان ہے گو یہان اوس قدر نہین ہے نہ ویسا ہے جیسا وہان
ہے مگر پھر بھی نمونہ بہشت ضرور ہے غرضکہ اسقدر تعریف کی کہ دماغ ماہیان کا آسمان پر پہونچا دیا
اور ساز کو حرکت دینا شروع کیا اودہر بختیار رک نے طبلہ چھیڑا حضرات نے گنگنا کر اک غزل شروع کی غزل

اسطرف وہ آتے آتے غیر کے گھر پھر گیا
راہ پر کچھ آچلا تھا پھر مقدر پھر گیا

تیرے پھر جانیسے عالم او ستمگر پھر گیا
جسسے خنجر برگشتہ ہوا مجھ سے مقدر پھر گیا

دشمنی کی یاد کو تیرے سنبھالا ضبط نے
ہجر مین منہ کو کلیجا آنکے اکثر پھر گیا

تھے بہت مانی کو دعوی کھینچی جب تیری شبیہ
موت کا نقشہ نظر کے نیچے اکثر پھر گیا

جو کہ افتادین اوٹھا کر بھی نہ سنبھلا وہ میں ہون
ٹھوکرین کھانے میان کوئی دلبر پھر گیا

آنکھ ملتے ہی جو ترچھی اوسنے کی سیدھی نگاہ
تیر اک سینے سے گذرا دل پہ خنجر پھر گیا

خرمن جان پھونکنے برق تجلے مثل ہوش
خیریت گذری کہ وہ پردا اوٹھا کر پھر گیا

قبر عاشق سے رہی خلخال کی آواز دور
کان تک پہونچا نتھا جو شور محشر پھر گیا

یہہ تصور کے کرشمے ہم نہ سمجھے آجتک
کس طرح وہ سامنے آیا تھا کیونکر پھر گیا

کام اپنا کر گئی اوسکی نزاکت وقت ذبح
زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا

اوسنے دامن سے جو پونچھے اشک بیمار فراق
مردنی جاتی رہی پانی سا منھ پر پھر گیا

طائر قبلہ نما ہین گردش گردون مین ہم
اوسطرف سے منھ کو پھیرا ہم نے سب گھر پھر گیا

دور تک دربان ابھی پہونچا گئے تھے آرزو
کونسی امید پر تو لیکے نشتر پھر گیا

یہہ غزل اسطرح گایا کہ سبکو محو دیا ماہیان کے آنکھ سے آنسو جاری ہوئے سہیلیان سناٹے مین آگئین صحرا کے چرند پرند گرد چبوترے کے جمع ہوگئے مگر خضران نے طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا ماہیان نے کہا کہ اور کچھ گاؤ اسنے کہا کہ گاؤںسے بدتر تو نہ سے کمتر تو ہم خود ہو رہے ہین دیکھیے تو کہ تمام درندے گھیرے کھڑے ہین ایسا نہو کہ یہہ مجھے کھالین تو اور مشکل ہوجائے ہم پیٹ کی فکر مین نکلے تھے پیٹ کا ہمین کو کھائے لیتا ہے ماہیان ہنسی اور کہا مرد کی صورت ہوکر ایسے ڈرپوک ہو کہ موت مرا جاتا ہے اچھا مین تمہاری خاطر جمع کیے دیتی ہون یہہ کہکر اک دستک دی کہ وہ سب درندے راہی ہوئے خضران نے کہا کہ اب گاؤ خضران نے پوچھا کہ کیا یہہ سب آپکے پالو تھے جو خالی دستک کے اشارہ پر چلے گئے آپ تو خداوند زادی معلوم ہوتی ہین کیا کیا باتین آپکے اختیار مین ہین ماہیان نے کہا کہ اسوقت کوئی بات مجھے سوا تمہارے گانے کے اچھی نہین معلوم ہوتی جسقدر چاہنا باتین پوچھ لینا مگر اسوقت گائے جاؤ کہ میرا دل اسطرف متوجہ ہے نشاط خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ آپکے دلکو لگی ہوئی ہے یہہ کہکر طنبورہ چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل دیگر

مشکل ہوئی آسان تدبیر کو کیا کہیے
تدبیر نہین بنتی تقدیر کو کیا کہیے

جب ظلم کرے قاتل پھر تیر کو کیا کہیے
اے شمع وفا پیشہ گلگیر کو کیا کہیے

قسمت کی برائی سے لو یہ بھی کشیدہ ہے
بات آتی ہے کہنے مین تصویر کو کیا کہیے

حسرت وہ ہماری ہے کینہ دل قاتل کا
جو آکے نہ پھر نکلے اوس تیر کو کیا کہیے

سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کچھ نہین کہتے تھے
کہتے نہین اب بنتا تقدیر کو کیا کہیے

اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے
تقریر سمجھیے کیا تحریر کو کیا کہیے

کوچہ مین ہو جو تربت ٹھوکر مین نہ کیون آئے
مانا اوسنے کاوش تھی رہگیر کو کیا کہیے

زیور کبھی منت کا تمغہ کبھی وحشت کا
جب ایسے محل آئین زنجیر کو کیا کہیے

نالے وہ مری سنکر رنجیدہ نہین خوش مین
ظاہر ہوئی اولٹی ہے تاثیر کو کیا کہیے

ہم خواب مین ساتھ اونکے آرام سے سوتے تھے
نیند اوڑگئی آنکھونسے تعبیر کو کیا کہیے

منت مین کر دن جلنی وہ روٹھتے ہی جائین
قسمت ہے برائی پر تدبیر کو کیا کہیے

دل شوخ جو نہ اولجھانے گیسو مین نہ پھنستا
حداد کا شکوہ ہے زنجیر کو کیا کہیے

دونون کی برائی نے ملکر مجھے مارا ہے
کیا کوسیے گردون کو تقدیر کو کیا کہیے

اوس ترک کے ناوک سے بچنے کا نہین کوئی
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہی
اے آرزو اوس بت کا شیوا ہی جفا کاری

خبرانی سنانے مین تحریر کو کیا کہئے
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کہئے
بیوجہ ستم جب ہون تقصیر کو کیا کہئے

اسیطرح میان نشاط خان نے کچھ ایسے عشق آمیز درد انگیز اشعار گاکر سنائے کہ روتے روتے ماہیان کے ہچکیان بندہ گئین آنکھون سے لڑی بندھی ہوئی ہے مسلسل اشک جاری ہین تار نہین ٹوٹتا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آپ نہ گھبرائین جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے دیر آید درست آید بقول شاعر شعر ہے اگر منظور ہے اے دل تجھکو الفت کا نباہ تو آشنا ہونا کسی دیر آشنا کو دیکھکر تو یہہ خیال نہ فرمائیے کہ جو مزاج آج ہے وہ ہمیشہ رہیگا چار دن مین تو چولین ڈھیلی ہوجائینگی آخر خود ہی معذرت کرے کا ہاتھ جوڑے گا پھر آپکو لازم ہے کہ اس سے زیادہ انکار کیجئے گا اور اسکو اس بیدردی کی سزا دیجئے گا ماہیان کہہ رہی ہے کہ بھلا میرے ویسے تو کاہیکو ہوگا کہ مین اوسے گھڑی بھر کے واسطے جھوٹ موٹ بھی رنجیدہ کرون وہ جو ظلم چاہے کرے میرا دل تمہارا سا نہین ہے ہیہون جب دل کسی پر آجاتا ہے تو اوسوقت حال معلوم ہوتا ہے یون ہم بھی اک زمانہ مین دو سرو نپر ہنسا کرتے تھے وہ عرور پیش آیا کہ اب روتے نہین بنتی ہے شعر جسپہ گذری وہ باوفا جانے جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ہائے یہہ وہ قوم ہے کہ اسکو کسی کا درد نہین ہوتا مین کیا ہون وہ مرجائیگا مگر راضی نہوگا یہہ باتین جو نشاط خان کے گوش زد ہوئین طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا اگے بڑھ بیٹھے کان لگاکر سنا کئے اک مرتبہ دست بستہ عرض کہ قربان جاؤن یہہ کیا معاملہ ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا لیکن ادب سے عرض نکر سکا کہ حضور کے سامنے ایسی گستاخی اچھی نہین مگر ابتو بالکل بات آئینہ ہوگئی اور اتنا میرے سمجھ مین بھی آگیا کہ کوئی معشوق ظالم ہے کہ وہ آپسے کشیدہ رہتا ہے عجب طرحکا بدنصیب ہے کہ آپ ایسی پری جو رتمثال سے انکار وصال کرتا ہے اوسے بھلا دوسری عورت مثل آپکے کہان ملیگی اور آپکی یہہ حالت ہے کہ رنگ زرد ہوگیا ہے آنکھین یہہ معلوم ہوتا ہے جیسے پانی پر تیر رہی ہین منہ اوتر گیا بال پریشان جسکی ایسی پری کی سی صورت ہو وہ اپنا شباب یون برباد کرے مجھے تو بتایئے کہ وہ کون شخص ہے ماہیان نے کہا کہ تم کو بتا کے کیا کرون نشاط خان نے کہا کہ اگر مجھکو بتا دیجئے کہ وہ فلان شخص ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے مین کسی طرح رسائی پیدا کرکے اپنا رنگ جما لونگا دوسری روز آپکے وصل پر راضی نہ کردون تو جو چور کی سزا وہ میری اے حضور ہمنے سیکڑون نیک پارسا لوگونکو دو انجھر و نمین راہ پر لگا دیا ہے وہ کٹنا یے گئے ہین کہ کٹنیان بھی ہمارے نام سے کانون پر ہاتھ دہرنے لگی ہین یہہ سنکر ماہیان کے جان مین جان آئی اور ایسا باتونمین لگاکر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب رونا دہونا بھول گئی امید بڑی شئے ہوتی ہے کہا کہ اے نشاط خان اگر اوسکو راضی کردو تو زندگی بھر تمہاری ممنون احسان رہونگی اور جو مانگوگے وہ دونگی اسنے کہا کہ غلام عرض تو کر رہا ہے اور کیونکر کہے ماہیان نے ایک سہیلی سے کہا کہ جاؤ سامنے فلان کمرے مین وہ بیٹھا ہے نشاط خان نے کہا کیا یہین موجود ہے ماہیان نے کہا کہ میرے اختیار مین ہے ہر چند ڈرایا دہمکایا مگر کسیطرح نہین مانتا نشاط خان نے کہا کہ یہہ رہنے والا کہان کا ہے اسنے جواب دیا کہ یہہ بھی مین نہین جانتی ہون اسقدر آگاہ ہون جتنا بیان کرتی ہون کہ برسون ہین ابر سحر پر سوار سیر کرتی ہوئی چلی جاتی تھی دیکھا

سنئے کہ مشرق بیابان نہ طاق مین لشکر اسلام ولشکر سمووات شاہ مین جنگ ہو رہی ہے رویین تنون نے بہت سے خدا پرستون کو مارا خاتمہ ہی کر دیا صاحبقران زخمی ہوئے بادشاہ قتل ہوا چاہتے تھے کہ بیابان سے ایک نقابدار سرخ پوش پیدا ہوا اوسکی پشت پر چالیس ہزار سرخ پوش بس اوسنے آتے ہی آگ برسادی اور لڑتا ہوا رویین تنون کے قریب پہونچا کس آن بان سے ایک کو اوٹھا کر دوسرے پر مارا کہ یہ معلوم ہوا پہاڑ کو پہاڑ پر دے مارا اوسکے بعد دونون کو چیر کر پھینک دیا سمووات شاہ بھاگ کھڑا ہوا نقابدار نے سات کوس تک جان نچھوڑی اگر مین پنجہ تسخیر نہ لے آتی تو یقین ہے کہ وہ جان نچھوڑتا ملک سموانیہ اوسی روز برباد ہو جاتا مین تو اوس وقت تک دشمنی کی نیت سے لائی تھی لیکن جب یہان نقاب ہٹا کر صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت بر قابو نہ رہا ہر چند کہ وہ خدا پرست ہے اور دشمن خداوند ہے مگر ابتو خداوند دل ہمارا ہے کیونکر اوسے قتل کرین ہزار جانین ہون تو اوس پر نثار ہین چاہے دنیا مین رسوائی ہو یا عقبی مین ذلت ہو ایسا محبوب جانی تو قتل نہین ہوسکتا جاو اِس عورت کے ساتھ دیکھ آؤ اور سمجھاؤ شاید تمہاری نصیحت کارگر ہو کہ انسان تو بہت ہو مگر میرے دل کو یقین نہین ہوتا کہ وہ کہنا کسی کا مانیگا اور اپنی ضد اور ہٹ کا پکا ہے شعر یہ اوسکی بات کی سچ ہے کہ ان نہین کرتا ؎ نکل گئی تھی کبھی منہ سے بانکپن مین نہین نشاط خان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اوسے راضی کیے لاتا ہون خضران بن عمر جو نشاط خان بنے ہوئے ہین اوٹھے اور اوس سہیلی کے ساتھ چلے بختیارک کے طرف سے گونہ اطمینان ہے کہ یہ قسم کھا چکا ہے دغا کیا کریگا اور قسم بھی اپنے خداوند کی کھائی ہے یہ سا تھا اوس عورت کے اوس کمرے مین آیا جہان نقابدار سرخ پوش سر بزانو عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا سہیلی اسے کمرہ بتا کر خود واپس گئی اب یہان سوا خضران یا نقابدار کے اور کوئی نہین ہے کہ خضران نے ہٹ آہستہ سے کھولا نقابدار نے آہٹ پا کر کہا تو کون خضران نے عرض کیا کہ غلام آپکا جواب دیا کہ نہین تجھکو نہین پہچانتا خضران نے کہا مین تو پہچانتا ہون اور جب پتا بتاؤن گا آپ بھی جان جائینگے مین بظاہر اور ہون اور بباطن اور ہون نقابدار نے کہا عجب طرح کی باتین کرتا ہے کیا تو ساحر ہے یا بہروپیا ہے اوسنے ادہر اودہر دیکھکر چپکی سے عرض کیا کہ مین ہون خضران بن عمر فرمایا ہائین تو یہان تک کیونکر پہونچا عرض کیا کہ صاحبقران کو اندہا کر کے ایک ساحر چلا گیا ہے اور طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے اوسکے مارنے کی فکر مین جاتا ہون یہہ پہلا مرحلہ طلسم کا ہے مالک اوسکی یہی ساحرہ ہے جو حضور کو اسیر کرا لائی ہے ایک عرض رکھتا ہون امیدوار ہون کہ آپ اوسے قبول فرماوین تو آپ بھی اسکے دام مکر سے رہا ہون اور مین اسے مار کر دوسرے دربند کی طرف بڑہون فرمایا کیا عرض کیا کہ اوس سے آپ انکار نفرمائین جو کچھ وہ کہے اوسے قبول فرمالین اسمین کیا قباحت ہے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا بیہودہ بکتے ہو بھلا اہل اسلام مین سے کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ساحرہ کا وصل قبول کیا ہو خضران نے عرض کیا کہ خالی زبان سے کہدینے مین کیا نقصان ہے حرف اقرار کر لینے مین کام نکلتا ہے اتنی مہلت اوسکو قضا سے نہین ملیگی جو خیال ہو آپکے دل مین کہ وعدہ پورا کرنا پڑیگا کہا کہ خیر تمہاری خاطر سے ہوسکتا ہے ورنہ میرا تو ہرگز نہین جی چاہتا اوسنے سحر سے ہاتھ پاؤن میرے بیکار کر دیئے ورنہ ابتک مینے چیر کر پھینک دیا ہوتا خضران نے عرض کیا کہ محل غصہ کا نہین ہے تحمل کا موقع ہے

اے شہریار شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جا ہا سپر باید انداختن ؛ اسوقت کا یہی موقع ہی غرضکہ نقابدار کو سمجھا بجھا کر خضران رخصت ہوا لیکن یہان بختیارک عہد شکن نے اپنی قسم کا کچھ خیال نہ کیا اور تمام حقیقت خضران کی ماہیان خوش تقریر سے بیان کردی کہ اسطرح یہہ رنڈی بنکر یہان جشن مین پہونچا تھا پہلے مجھکو شراب ملاکر بیہوش کیا پھر اوسی کی زبانی سنا ہے کہ تمام بازار کو لوٹا بادشاہ اور سردارون کو ذلیل کیا اور اسکے بعد مجھے اک صحرا مین نکالکر مار ہی ڈالتا تھا مجبوری مینے کمتار النشان تبایا اور یہان تک اسطور سے تمہارے سامنے آیا مین وزیر ہون ہواخواہ شاہ کا ماہیان نے کہا کہ بر تمام کیا تمنے جو مکر سے اسکے آگاہ کیا ورنہ وہ کام تمام ہی کر چکا تھا خداوند نے بچا لیا بڑی خیریت ہوئی اب آپ اسی طرح بیٹھی رہیئے اور آپسے آنکے دید سے کچھ یہہ خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد میان نشاط خان ہنستے ہوئے اور ٹہلتے ہوئے قریب آکے سامنے ملکہ بیٹھہ گئے کہا لیجیئے مقصد آپکا حاصل ہوگیا معشوق آپ پر مائل ہوگیا مین نہ کہتا تھا دو فقرو مین راضی کر دیا ماہیان کی آنکھین غصہ سے سرخ ہوگئین جسم مین رعشہ سا پڑگیا پکاری اور دغاباز مکار ارے غضب کیا تھا تونے مجھکو اپنے فریب مین لے ہی لیا تھا تو میرے قتل کیواسطے آیا ہی اور دشمن کو بھی ساتھ لیتا آیا بڑا ہوشیار نکلا ہے اور یہہ حماقت کہ بختیارک کو یہان چھوڑتا گیا یہہ خداوند نے تیرے دل مین ڈالدی اور مجھکو بچانا منظور تھا ورنہ تو اپنا کام کر چکا تھا خضران نے دیکھا کہ راز کھلگیا اب غضب ہوگیا افسوس مفت جان گئی اور مطلب نہ نکلا چاہا کہ اوٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین پانون پکڑے ہوئے ہے خضران نے بختیارک سے کہا کہ او عہد شکن معلوم ہوگیا کہ تو اپنے ہمنام کے قدم بقدم ہے خیر دیکھا جائیگا اس قابو پرستی کا دیکھ تو کیسا مزا چکھاتا ہون کہ تو بھی یاد ہی کرے گا مگر ابتو مین خود ہی اسیر بلا ہوچکا ہون اسکے بعد ماہیان نے حکم دیا کہ سامان شراب خواری اور نقابدار کو بھی حجرہ سے نکال لاؤ اوسکا یہہ غمخوار ہے آج اوسکے سامنے اسکو قتل کرونگی اور کباب اسکے لگاکر کھاؤنگی یہہ سنکر وہ کنیزین جو سامنے کھڑی رہتی تھین گئین اور سیخین لاکر رکھین چھری پلیٹ نمک مرچ کشتی مین شراب کی کنٹر اور گیلاس وغیرہ سب چیزین مہیا لین وہ چھری لیکر اوٹھی ایک عورت نے نقابدار کو لاکر بٹھایا نقابدار نے جو یہہ سامان دیکھی دل مین سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے عیاری بگڑ گئی حال کھل گیا آواز دی کہ او قحبہ یہہ کیا کرتی ہے ماہیان نے کہا اسکے کباب لگاؤنگی تم بھی کھاؤگے نقابدار یہہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہے آدمخوار تو ہی ہے ہم نہین ہین خبردار اسکو قتل نکر ماہیان نے کہا کہ اسکو تو ضرور قتل کرونگی ہان اگر تم وصل میرا قبول کرو تو کباب اسکے نہ لگاؤنگی اپنی خاطر تمہاری ہوسکتی ہے زندہ اسے چھوڑونگی اسلیئے کہ بصیر جادو اسکے خوف سے طلسم بند ہوا ہے اور یہہ یہان تک پہونچ چکا ہے اب اگر زندہ بچیگا تو پھر ہاتھ آنا بہت دشوار ہے نقابدار نے کہا کہ اسکو تو چھوڑ دے تو خیر جو کچھ اسنے تیری نسبت سمجھا تھا وہ مین منظور کرلونگا اور اگر اسکو قتل کرے گی تو پھر نہ مانونگا اس نے کہا کہ اے نقابدار یہہ تو نہین ہوسکتا ہے کہ مین اسے چھوڑدون دشمن کو کوئی بھی چھوڑتا ہے یہہ کہکر چاہتی تھی کہ گوشت جسم سے خضران کے جدا کرے ابھی تجویز ہی رہی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ساحر طویل القامت تیرہ فام ہاتھ مین نامہ لیئے ہوئے پیدا ہوا اور

ہاتھ مین ماہیان خوش تقریر کے دیکر کہا کہ یہہ نامہ ہی شہزادہ شعلہ افگن کا پہلے اسے
پڑہ لیجئے پھر قتل کیجیے گا دیکھئے اسمین کیا لکہا ہے ماہیان نے نامہ ہاتھ مین لیا تمام کاغذ اسقدر
گرد آلودہ تھا کہ حرف اچھی طرح پڑہے نہ جاتے تھے جھنجھلا کر کہا تو کیسا بد تمیز ہے کوئی نامہ
اس بے احتیاطی سے رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مجکو حکم ہوا تھا کہ آجکل زمین زمین جابجا
گرد بلائے زمین ہزار طرح کے اندیشہ ہین زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اسوجہہ سے نامہ
گرد آلودہ ہو گیا مجھپر آپ بے فائدہ خفا ہوتی ہین نامہ کو جھاڑ ڈالیئے میرے جھاڑنے سے
کیا فائدہ ہے یہہ سنکر ماہیان نے نامہ کو جھاڑا گرد اوڑی اور نفس کے ساتھ دماغ مین داخل
ہوئی فورا اسنے چھینک آئی بیہوش ہوکر گری ساتھ ہی اسکے انیسین جلیسین جو سنبھالنی
چلین وہ بھی گرین اسقدر غبار اس نامہ سے نکلا تھا کہ سبکو بیہوش کیا اب اسنے نعرہ
کیا کہ منم اوبوس حبشی غلام خواجہ اور جھک کر خضران کو سلام کیا اوبوس چاہتا تھا کہ
ماہیان کو قتل کرے کہ ایک مرگ چھالا پانی پر ہوا سے اوڑتا ہوا دکھائی دیا ایک درویش
اوسپر بیٹھے ہوے تھے جسوقت یہہ مرگ چھالا زمین پر اوترا خضران نے صورت اون پیر مرد کی
دیکھی پہچانا سلام کیا اور کہا کہ آپ القائی بوذر جمہر نہین ہین یا اور کوئی صاحب ہین مرد درویش نے
فرمایا کہ ہان مین وہی ہون اپنے خواجہ اسوقت تک مجھے حکم نہ تھا اسوجہہ سے مین صاحبقران
پاس نہین گیا مگر اب انشاء اللہ بہت جلد ملاقی ہونگا تم اس ساحرہ کو قتل نکرو طلسم کو قائم رکھو
ورنہ دوسرے دربند تک نہ پہونچ سکوگے خضران نے عرض کی کہ اسیری میری کیونکر برطرف
ہوگی فرمایا مین سحر تمہارا اتار دیتا ہون یہہ فرماکر رومال کی ہوا دی کہ سحر خضران پر سے برطرف
ہوا ہاتھ پانوئن قابو مین آئے اسکے بعد نقابدار بہادر کو رومال کی ہوا دی کہ انکی بھی رہائی ہوئی کہا
کہ اب آپ لوگ اپنے لشکر مین جائیے کہ عیار آپکا اور تمام ملازمین نہایت پریشان ہین لیکن ذرا
سمجھ بوجھکر کام کیجیے گا ایک آفت مین آپ پھنسا چاہتے ہین جسکی وجہ سے صاحبقران سے
سامنا کرنا پڑیگا ذرا اچھی طرح مقابلہ کیجیے گا نقابدار نے کہا جیسا ہوگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر
حسب ہدایت درویش ایک جانب روانہ ہوے لیکن یہان خضران نے نجنتیا رکت کو
ہوشیار کیا اور کہا کیون ملعون دیکھا تو نے کہ کیا جلد خدا نے ہمکو رہا کیا اور تجکو قید مین پھنسایا دیکھو انقلاب
زمانہ کو کبھی ہم بے قابو تھے تو صاحب اختیار تھا اب پھر ہم صاحب اختیار ہین تو بیقابو ہے مگر
معلوم ہوگیا کہ تو پیمان شکن ہے تیری قسم کا اعتبار نہین کرنا چاہئے اب تجھ پر سے قسم خود ساقط ہوگئی مجھے بھی اختیار
باقی ہے کہ چاہے تجھے قتل کرون چاہے تجھے رہائی دون یہہ خاموش بیٹھا ہے کہ دفعتا پانسا پلٹ گیا
سوچا کہ جب مین اسکے اختیار مین تھا تو خداوند سے دعا کی تھی اوسنھون نے اپنی قدرت سے
اسے گرفتار کراکے مجکو رہا کر دیا تھا اب پھر دل مین دعا مانگون گا پھر یہہ گرفتار
ہو جائے گا مین رہا ہو جاؤن گا ابھی تو یہہ مجکو قتل کرے گا نہین کیونکہ اسکی غرض
بھی مجھ سے اٹکی ہوئی ہے یعنے راہ دربندونکی کون بتائے گا گو ایک مرحلے کا قائم
ہوا ہے ابھی تو چھ چوکیان اور باقی ہین یہہ سوچکر خاموش ہو رہا اتنے مین
فقیر صاحب نے کہا اب جو تم سے ہوسکے وہ کرو مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہون
یہہ کہکر روانہ ہوئے مرگ چھالا اوڑا اور شاہ صاحب نظرون سے غائب ہو گئے اوبوس ثانی نے بھی عرض کی

کہ غلام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے کہا خضران نے کہ جاؤ سپرد خدا کیا مگر تم سے غافل
نہ رہنا اسنے عرض کیا کہ جہان خدانخواستہ کوئی خبر بد سنون گا فوراً جان بازی کرونگا یہہ
کہکر سلام کیا اور غرق زمین ہو کر غائب ہو گیا خضران نے تخلیارک کا لباس اوتار کر داخل
زنبیل کیا اور اسکو اپنی صورت بنا کر گنبد عیاری کا اسکے منہہ پر جڑ دیا کہ بول نسکے حال
کھول نسکے اور خود ماہیان خوش تقریر کے صورت بنکر ماہتیان کو زنبیل مین ڈال لیا
اسکے بعد سوچ کہ اب دوسرے مرحلہ کا پتہ کیونکر ملے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھتی
تین سو ساٹھ مگر ذہن مین آ کے ایک کو تجویز کر کے جو سہیلیان ماہیان کی بیہوش پڑی تھین
اونکو داروی رفع بیہوش سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ مجھے شرارہ نے بلا بھیجا ہے میری تو ہوش
باختہ ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح جاؤن مین بالکل بھولی ہوئی ہون کہ مین شرارہ
تک کس ذریعہ سے جاتی تھی اوس نے نامہ لکھا تھا کہ خضران کو لیکر چلی آؤ ہمنے سنا ہے
کہ تم نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے اُسے اگر وہان قتل کرو گی تو رہا ہو جانے گا چھڑانے
والے اوسکے چل چکے ہین مقفل اسکا یہہ مقام ہے اونہون نے عرض کی کہ واری آپکو تو
عشق نے کہین کا نہ رکھا آپ ایسی بھولین کہ وہ چھڑی آپکو یاد ہی نہین جو شرارہ نے
چلتے وقت آپکو دی تھی آپ کے خوابگاہ مین رکھی ہے کہئے تو اوٹھا لاؤن ماہیان نے
کہا کہ لے آؤ ایک عورت جلدی سے جا کر لے آئی ماہیان نقلی نے وہ چھڑی ہاتھ مین لی
اور کہا کہ اب اسے کیا کرون اوسنے عرض کی کہ اسے زمین پر مارئے ایک در پیدا ہوگا اوسمین داخل ہو جائیگا
دریای آتش نظر آئیگا لیکن عکس سے اس چھڑی کے آگ دونون طرف ہٹتی جائیگی اک سڑک پیچھے
بنجائیگی یہہ راہ شرارہ کے قصر تک صاف ملی گی یہہ سنکر ماہیان نقلی نے کہا کہ اچھا تم سب
یہین رہو مین جاتی ہون اور وہ چھڑی زمین پر ماری واقع مین ایک در پیدا ہوا خضران اوس
در مین سے ہو کر آگے بڑہا دیکھا کہ ایک صحرا آگ سے مملو ہے ہر طرف شعلے لپکتے پھرتے ہین لیکن
انکے ہاتھ مین تو چھڑی ردسحر کی موجود ہے برابر چھڑی ہلاتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب
قصر پہونچے وہان شرارہ شعلہ افگن سائبان مین بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے ایک مقام پر سے شعلے
ہٹتی اور ماہیان خوش تقریر چھڑی ہلاتی ہوئی نمودار ہوئی شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان
اسوقت کہان آئین ماہیان نقلی نے خضران نقلی کو پیش کیا اور کہا کہ یہہ میری سرحد
مین آیا تھا مینے اسکو گرفتار کیا شرارہ نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے ماہیان
دغدغہ صرف اسی کی ذات کا تھا اب کسیکا خطرہ نہین رہا البصیر جادو اسی کی خوف سے
سبات بردون مین چھپ کر بیٹھا ہے مگر اسکا زندہ رکھنا ٹھیک نہین یہہ کہکر ٹانگ پکڑ کر
خضران نقلی کے جو در اصل تخلیارک ثانی وزیر سموات تاجدار ہی اوس دریای آتش مین پھینک دیا
کہ یہہ جلکر خاک ہو گیا اب شرارہ نے کہا کہ ای ماہیان آج تمہاری خاطر ہر طرح فرض ہے ایک
تو تم نے کام اتنا بڑا کیا دوسرے مہمان ہو ہماری ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم ملکر شراب
پئین ماہیان نقلی نے کہا کہ میرا بھی جی یہی چاہتا ہے غرض کہ صحبت
گرم ہوئی شرارہ نے بھی شیشے اور ساغر منگوا کر ڈھیر کر دیئے اور ماہیان نقلی
نے بھی جیب سے ایک قلم نکال کر رکھی شرارہ نے کہا کہ اسمین کیا ہے ماہیان نے کہا کہ جوہر انگور ہے نہایت

عمدہ ہے کہ اگر ہوگی تو بہت خوش ہوگے شرارہ نے کہا کہ ضرور ہیون گا بس ماہیان نے
ایک ساغر پانی سے بھر کر جو دو قطرے ٹپکا دیئے سارا جام خون کبوتر ہوگیا اور خوشبو انگور کی
اٹھنے لگی شرارہ نے نہایت تعریف کی اور جام لیکر چاہتا تھا کہ ہونٹوں سے لگالے کہ اسکے سامنے
اک لطمہ رکھی ہوئی تھی اوس نے چلا کر کہا کہ او غافل کیا کرتا ہے ارے جام مین پہونچی ہے کیا پیمانہ
عمر تیرا لبریز ہوا ہے جو اس جام کو پیتا ہے اور یہہ خضران بن عمر ہے اور جسے تو نے خضران
سمجھ کر قتل کیا وہ بختیارک ثانی وزیر سموات شاہ کا تھا بس یہہ سنا تھا کہ شرارہ نے کہا کہ
اوبدذات مکار کہان جاتا ہے یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب
ہوگئے چھڑی تو وہین چھوٹی لیکن خود روانہ ہوگئے مگر راستہ نہین ملتا ہر چند کہ وہ آگ ضرر نہین
پہونچا سکتی ہے مگر اون شعلون سے نکل بھی نہین سکتے ہین ادہر شرارہ شعلہ افگن ہر چہار
طرف ڈہونڈھتا پھرتا ہے جب کہین پتا نہ ملا اور عقل اسکی حیران ہوئی اسنے صندوقچہ کھولا اور رقعہ
جمشیدی اوٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے شرارہ خضران فلان صحرا مین زیر درخت انار بیٹھا ہے
شرارہ یہہ سنکر وہان سے چلا یہان اونے زیر درخت ٹھہر کر ماہیان اصلی کو زنبیل سے
نکال کر ڈالدیا اور خود گلیم اوڑھے ہوے پاس کھڑے رہے اسواسطے کہ انکو بھی یہہ یقین تھا کہ
شرارہ آتا ہوگا بس جیسا ہی دیکھا اونے کہ جانب آسمان سے اک برق چمکی ہے جلدی سے
ماہیان کے زبان سے تکلہ کھینچ لیا یہہ عرض کیا جاچکا ہے کہ خضران سامنے شرارہ کی ماہیان
کی شکل بنے ہوے گئے تھے بس جیسے ہی شرارہ نے دیکھا کہ ماہیان زیر درخت بیٹھی ہوئی
ہے خضران نے جھپٹکر نعرہ کیا کہ خبردار مین آپہونچا ماہیان نے جو شرارہ شعلہ افگن کو دیکھا کہا کہ
اے برادر تم نے کیونکر مجھے ہاتھ سے اوس ظالم کے چھڑایا شرارہ نے کہا او حرامزادی راز
تیرا کھل چکا مگر تو مکر کی باتین کیے جاتا ہے فریب سے باز نہین آتا ہے کہان جائیگا کہ میرے ہاتھ
سے ہوشیار ہوجا کہ اجل تیری سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہہ کہکر ترنج مارا ماہیان نے خالی دیا
اور دیکھا کہ یہہ دہوکے مین ہے اس مین لڑنا ٹھیک نہین غلہک مار کر صورت اپنی پری کی
پیدا کی اور اوڑ کر چلی ساتھ ہی شرارہ نے آواز دی کہ حرامزادے تو سحر بھی جانتا ہے اچھا
دیکھون تو کیسا ساحر ہے اور دیکھ مین کیسا جادوگر ہون یہہ کہکر قلابازی کی اور باز بنکر پری کا پیچھا
کیا پری بھاگتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ ارے دیوانے مین خضران نہین ہون مین ماہیان
ہون یہہ تجھے کیا ہوا ہے شرارہ ایک نہین سنتا ہے کہتا ہے پہلے بیشک مین دیوانہ
ہو چلا تھا مگر اب مین ہوشیار ہون دوست و دشمن کو خوب پہچانتا ہون بغیر
مارے نہ چھوڑونگا آخرکار دونون مین بالا سے ہوا نیچے چلنے لگا یہہ حالت جو خضران
نے دیکھی جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی اک چڑیمار کی بنائی عنقریب
باندھ کر دستہ خاتیر کا بنایا اور اوس مین لاسا لگا کر اک بانس مین باندھ کر
بلند کیا یہہ رنگ جو شرارہ و ماہیان نے دیکھا پکار کر کہا او چڑیمار
دیوانے ارے ہم جانور نہین ہین انسان ہین تو یہہ کیا کرتا ہے چڑیمار نے
جواب دیا کہ اہا! اہا! ہا تم تو باتین مثل انسانون کے کرتے ہو بادشاہ بڑی
قیمت مجکو دے گا اور تمھین سونے کے پنجرے مین بند کرکے عمدہ عمدہ گوشت کھلائیگا اور تو

اودھین ہنجہ چل رہا ہے ادھر آپ بانس لئے اوچک رہے ہین ہر جگہ سے نشست باندھتے ہین کہ جہان نیچے ہون کمبا مارون اور وہ دونون ساحر لڑنے جاتے ہین یہہ لگا لیئے ساتھ ساتھ ہے کہ ہنجہ چلتے چلتے اک مقام پر باز نے بہری کو دبوچا اور منتل کوٹنے کے لیئے ہوے زمین پر آیا چاہتا تھا کہ اوسے مار کر جیتنی مار کا کام تمام کرون وہین سے اپنے ہٹ اپنے ہٹ گھورتا تھا کہ ایکبار آپ نے چپکے سے جال الیاس زنبیل سے نکال کر جو مارا باز بہری دونون پھنس گئے جھٹ نے کے اونکو نذر زنبیل کر کے روانہ ہوے راستے مین ایک گھسیارا ملا اوس سے شہر کا پتا پوچھکر داخل شہر ہوے دیکھا کہ شہر چھوٹا ہے مگر نہایت آباد ہے دو طرفہ سڑک کے دوکانین حلوائیون نان بائیون کی ہین کہ اگر کوئی مسافر وارد ہو کہ بھوکا نہ ہے اور آگے بڑھے تو اور مختلف قسم کے دوکانین ملین یہان تک کہ خوب بھرے جسوقت تھکے ایک حلوائی کی دوکان پر چڑھ گئے دیکھا تو گرم گرم پوریان تلی جا رہی ہین کڑھاؤ خوب کھول رہا ہے اوس نے کہا کہ سیر بھر پوریان دے حلوائی کو پوریان تو تو لنے لگا دونا با اپنے باز و بہری دونون کو نکال کر کڑھاؤ کے اندر کھینچ مارا یہہ دونون جو گر کر بھڑکے آپ تو جست کر کے الگ ہو گئے جسقدر تیل یا گھی اوچھلا حلوائی پر پڑا وہ بھی کھینچتا ہوا بھاگا اودھر باز و بہری جلنے لگے یہہ تو اوسی وقت خاک ہو گئے پتا بھی نہ لگا وہ چراہند پھیلی کہ ناک نہ دی جاتی تھی بازار مین شور ہوا آن واحد مین دو دونون جلکر خاک ہوے اور لاشین النسانون کی جلی ہوے کڑاو سے نکلکر علیحدہ گرین آندھی چلی خاک اوڑی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا زلزلہ پیدا ہوا دو آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من ماہیان خوش تقریر جادو و شرارہ افگن جادو بواعجب مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوے اور لوگون کو معلوم ہوا کہ حاکم ہمارا مارا گیا سر پیٹنے لگے وہان دریاے آتش گل ہو گیا سب حصہ سحر برطرف ہو گئے لوگ رونے پیٹنے لگے آپنے صورت اپنی ڈرانی بنائی اور موکل غضب بنکر داخل شہر ہوے اور ندا دی خداوندا کوان نے اسی شہر پر غضب نازل کیا ہے یہان تک کہ جو افسر تھا تمہارا وہ ہلاک ہوا جسے کہ اپنی جان بچانا ہو وہ شہر خالی کر دے اور جانب صحرا روانہ ہو جائے ورنہ مال سے پیچھے جان بھی جائیگی بس یہہ سننا تھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ بھاگنے لگے عورتون نے بچون کو گودیون مین لٹکایا اور اسباب و مال و زیور سب یوہین چھوڑا کیونکہ موکل غضب نے کہدیا تھا کہ اگر مال کی قسم سے کوئی اک حبہ بھی ساتھ لے جائیگا تو وہ اپنی جان سے جائے گا سواے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا بلکہ عورتون نے یہہ کیا کہ جو اسباب وہ پہنے ہوئی تھین اوسے بھی اوتار کر پھینک دیا کہ جان سے تو جہان ہے اگر جیتے بچے تو پھر پیدا کر لین گے جسوقت شہر خالی ہو گیا آپنے با طمینان تمام شہر کے گھر گھر کو لوٹا ایک حبہ کسی کے گھر مین چھوٹا جب لوٹ سے فرصت ہوئی تو موکل رحمت لے دور جا کر صحرا مین آواز دی کہ شہر مین جاؤ صحرا خالی کرو

غرض کہ یہ سب اپنے اپنے گھرون مین آئے اب جو دیکھا گھر دکھین آگر تو چولھے پر توا بھی باقی نرہا ہر ایک
شور وغل مچانے لگا کہ ہاے کوئی لوٹ لیگیا قریب اُسکے ایک ڈومنی کا مکان تھا اُسنے پلک کر آواز دی
کہ اے آبادے ہائین جوڑی طبلے کی رکھی ہوئی تھی کون ایسا شوقین تھا جو آکر جوڑی طبلے کی بھی لیگیا اب
تو تار بند ہگیا محلے مین سے اور آواز آئی کہ ہوا تم تو طبلے سارنگی کو روتی ہو میرا ایک طوطا اپنی جان کی قسم کیا پڑھتا
ہوا مع پنجرے کے اُسکو بھی بھڑوا لیگیا تیسری آواز آئی کہ لو سنو مجھ چرخہ کا چرخہ تک موا لیگیا روئی تو کم سے
پونیان بھی بنا رکھی تھین وہ سب کے سب اُٹھا لیگیا پانچ پیسے بیچکون پر بنشگی لائی تھی وہ تک موندیکاٹا
لیگیا میری کیسی بے آبروئی ہوئی خداوند اُسکا ستیاناس کرین نام لیوا پانی دیوا باقی نرہے اُسی
قریب مین ایک پیسن ہاری رہتی تھی کہ آٹا پیس پیس کر بیچتی تھی اس سے اوقات بسر کر لیتی تھی وہ بھی
سر پیٹ رہی تھی کہ مونڈی کاٹا بیری گیہون جو پیسنے کو بھجوائے تھے سب کے سب اوٹھا لیگیا
اب جنکا روپیہ پہلے لیلیا تھا کہ آٹا پیسکر پونہچا دونگی ہاے اونکو کیا جواب دونگی اور کیونکر انکو سمجھاؤنگی
ہاے کون ایسا گندم نما جو فروش تھا جو میری کشت زار امید کو پامال کر گیا اور آسیاے ظلم وستم سے
میری چھاتی پر مونگ دل گیا یا سا ہری دانہ دانہ کو محتاج ہو جاے جو میرا کلیجہ چھلنی کر گیا ہے اور توا
اور بانٹ وترازو تک تولیگیا دھڑی دھڑی کر کے مجھے لوٹ لیا کیا من مانی گھر جانی تھی ایسا اولٹا دھڑا
باندھا کہ سیر مین پاسنگ بھی نہ باقی رکھا ہاے سوکھے دہانون پانی پڑ گیا تھا کہ اناج ذرا سستا ہو گیا
تھا چار پیسے ملنے کی امید ہوئی تھی دال دلیا چونی بھوسی جو میسر ہوئی وہ کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی تھی
مگر فلک نے اُس امید کو ظلم پر آرد کر دیا اور وا نرکھا اس رنج مین میدہ شہاب سنی جو رنگت تھی وہ
جھلسکر اُلٹا توا ہو گئی تخم یاس مزرع امید مین بو گئی دھوبن ایک طرف کلپ رہی ہے کہ میری لادیا
کی لادیان ہر لیا لیگیا سب گاہکون کے یہان کے میلے کپڑے دھونے کو آئے تھے اب کیونکر
اُنکا من مناؤنگی دیدہ کی صفائی تو دیکھو کہ لے دے کر صاف اسطرح نکل گیا جیسے صابن
مین سے تار نکل جاتا ہے واہ کیا دھوبی پاٹیکا داؤن کیا کہ سب کو بیڑا کر دیا ایک ہی
گھاٹ اوتارا بھٹی چڑھانے کا بدقلعی پتیلا اور کلپ رکھنے کی دیگچی تک مونڈی کاٹے نے
باقی نہ رکھی۔ کسی درزی کے گھر سے دردناک آواز آتی تھی کہ واہ کیا قطع وبرید کی کہ ایک
کپڑا نام لینے کو نہ چھوڑا نواب چھٹن صاحب کی اچکن آغا صاحب کا کوٹ وواسکٹ
اور صدہا آدمیون کے کرتے انگرکھے پائجامے بیسیون عدد جو سینے کے لیے آئے
تھے مع سینے کی مشین تک اٹھا لیگیا اب کیا کرین ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہین سب کپڑے
طیار ہونا طیار کیا لیگیا ہمارے رشتہ حیات کو قطع کر گیا دل مین ایک ڈورا سا بندھا ہوا ہے
ہر وقت اُسیکا دھیان ہے مگر کیا ہو سکتا ہے جو مقدر مین ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ؎ چاک
کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + خیاط ازل نے
کیا جامہ [illegible] ہمارے ہی قامت نازیبا پر قطع کیا تھا [illegible] ظلم وستم ہمارے ہی رخت
ہستی [illegible] ہمارا اگر [illegible] لیگیا ہے جمشید جاینگے تو ایک کپڑا پہننا نصیب
ہو [illegible] کے کفن پر اتریگا ہاے کیا زمانہ کا خال ہے ؎ جیتے جی جسپر ہم نے
انسان [illegible] بعد مردن اُسکے ہاتھون سے کفن پاتا نہین + اب ابھی دھیر [illegible]
[illegible] لوگونکو کیا جواب [illegible] کپڑے جاتے رہے [illegible] جامہ حیات کی بخیہ کو دم [illegible]

بھول ڈالینگے کہاں تک اودھیڑو بنگے دیکھینگے نہ بھالینگے ہاے وہ ناشاد و نامراد مرنے جوگا ہمکو لوٹ لیگیا زخم دل کے ٹانکے توڑ گیا کمر توئی و بندکی وقیچی تک نہ چھوڑ گیا۔ رنگریزن جدا چلاتی تھی عجب عجب رنگ سے آوازین سناتی تھی کہ ہاے کوئی چور ایسا آیا کہ جسقدر کپڑے رنگنے کو آئے تھے سب لیگیا لٹکن پر جو کسم چڑھا تھا رینی ٹپک رہی تھی وہ تک لیگیا دوپٹے پائجامے الگنی پر جو پھیلے ہوے مع الگنی سب غائب ہوگئے بیگم صاحب کی انگیاں کرتیاں شلوکے جو ایک سے ایک عمدہ کپڑے کے رنگنے آئے تھے ایک نہ باقی رہا ایسا نیل کا ماٹھ بگڑا ہے کہ جسطرف دیکھو یہی چرچا ہے باندھنون کی چنریان جو گوڑیون مین فروخت کرنیکو طیار کی تھین اوریچ رنگی ساریان ہاے سب اوڑا لیگیا ہمارا کلیجہ تو رنگ کی طرح کٹ گیا دل بھیکا ہو گیا ہاے گلابی بادامی فالسائی اودے گل انار سنہری چمپئی شربتی اور ململ کے دوپٹے کیسے کیسے نادر رنگینے رنگ کر پھیلائے تھے ایک کو بھی جوانامرگ نے نہ چھوڑا غرضکہ چارون طرف بلڑ مچا ہوا ہی بازار کے بازار لٹے ہوے پڑے ہین حسرت برس رہی ہے تمام شہر مین سناٹا پڑا ہوا ہی دوکانین بند ہین مکانات شہر سے صداے گریہ و بکا بلند ہے بعض بعض خالی مکانون اور دوکانون کو اہل محلہ اور بدمعاشون نے لوٹ لیا ہے ہر گلی و کوچہ سے فریاد الغیاث کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا ہر شخص کے زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ ہاے کوئی لوٹ لیگیا جھاڑو دیگیا تنکا نہ چھوڑا گیا اہل محلہ کیا دوکاندار کیا اہل حرفہ و پیشہ ور سب کا ایک ہی حال تھا بقول شخصے ایک حمام مین سب ننگے دوکانین تاجرون کی لٹی ہوئی سب زینت و آرائش خاک مین ملی ہوئی جہان دیکھو سناٹا سا ہی جھیرون ناچ رہا ہی بازار شور و فغان گرم ہی متاع ہوش و حواس کھو کر ہر ایک رنج و غم و الم کا خریدار ہے بزاز دل کا جامہ عقل و شعور کھدر رہ گئی گلبدنی سب رفو چکر جسم اُنکا زخمہاے رنج و افسوس سے رشک مشجر تیر ستم سے یہ اسطرح غربال جالی لوٹ سے بہتر غصہ سے چہرہ لال شالباف کی کیفیت دیکھا تا تھا برق غضب ان چمک مثل ماہ تابان تھی کہ قباے عقل و خرد ٹکڑے ٹکڑے مثال کتان تھی یہی حال صرافے کا تھا کہ اس ہنگامہ لوٹ و غارتگری مین کھوٹے کھرے کی پرکھ جانچ ہوتی تھی جو بد چلن تھا وہ ضرب غارتگری سے مثل سکہ رائج الوقت رواں درم و دینار کی طرح داغ تجسیم بر عیان اور بساط خانہ کی انبساط سب خاک مین ملگئی تھی کچھ بساط نہ رہی تھی گلفروشون کے ہاتھ پاؤن پھول گئے تھے ساری بہار اپنی بھول گئے تھے نرگس آسا ٹکٹکی باندھے حیران کار بلبل نمط پریشان و زار گل کیطرح گریبان چاک برنگ سبزہ پامال و ہلاک تنبولنونکی سرخروئی زرد روئی سے بدل گئی تھی مارے رنج کے دھان پان تھین نقصان کی جان سپاری مین سے منہ لال تھا انھین کی سبز قدمی کا اثر تھا کہ جو نہ سنگ مرمر تھا حلوائیون کے لیئے امرتیان نالہ گلوگیر تھین لوٹ مار نے قوام اُنکا بگاڑ دیا تھا شیرینی کے عوض تلخکامی کا مزا اٹھا کبابی آتش حسرت پر جلتے تھے دود غم سلے کبابون کے آنسو نکلتے تھے شور نالہ و بکا سے دل زخمی کو نمک کا مزا ملتا تھا صورت کباب کلیجہ جلتا تھا بھنگیڑیون کا بھی یہی حال تھا کہ سارے نشے ہرن ہو گئے دم بھر وہان ٹھہرنا محال ہوا پیچوان کیطرح ہر ایک نے پیچ و تاب کھایا بھلکنے پر وار و مدار ٹھہرایا چنبر چرخ انکی حال پر رنگ بدلتا تھا سینہ فلک سے دود آہ نکلتا تھا سنگترین اور کمرکٹ نین نارنگی کے عوض یہ نیرنگ دیکھتی تھین اور نارنج کی طرح رنج باتی تھین نارستان کو آنکی بھی نہ دل کا حاصل تھی سیب ذقن کو رنج و ملال کا آسیب انناس سے ناس کر دیا تھا خلاصہ یہ عموم الناس مین سوائے ان کے تذکرہ لٹ جانیکی اور کچھ چرچا نہ تھا اس بلڑ مین کسی کا لڑکا چھٹ گیا تھا عورت کا زیور تو پہلی ہی لٹ گیا تھا

ہر ایک مقام پر اہل شہر کا جماؤ تھا ایک ایک سے کہتا تھا کہ بار وہیہ خداوند نے نئی خدائی خداوندی کی کہ گھر بھی لوٹا اور فرشتۂ رحمت بھیجکر ہمین سبکو بلوایا غرضکہ آپس مین ہر ایک کی قیل و قال ہوتی رہی اور ہر ایک نوعکی تدبیرین اور فکرین ہوا کین آخر الامر ہوتے ہوتے سب نے بالاتفاق کہا کہ اب ایک رائے خوب ہے کہ اب شب رو بیٹھکر یہین بسر کرو جب صبح طالع ہو تو تالاب خداوند پر چلین گے اور وہ جو گنبد نکلتا ہے تالاب مین سے اور وہ پتلی طلائی جو سارے حالات مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہوجائیگا کہ کون ہم لوگون کو آکر لوٹ لیگیا اور فرشتۂ رحمت کیون آیا اور کسنے بھیجا یہہ سب حالات بخوبی معلوم ہوجاوینگے چنانچہ یہ بات خواجہ نے بھی سنی کہ ان لوگون نے باہم یہہ امر قرار دیا ہے کہ رات تو جون تون یہین بسر کر صبح کو تالاب خداوند پر چلین وہ جو گنبد تالاب مین سے نکلتا ہے اور پتلی طلائی جو سارے حالات گذشتہ و آئندہ مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اُسی سے سب حال معلوم ہوجائیگا بس خواجہ خضران بن عمرو فوراً ان لوگون سے یہ بات سنکر فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے بانتظار صبح ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر کسی حلوائی کی دوکان پر جو خالی پڑی ہوئی تھی اُسمین جاکر سو رہے۔ جب زلف لیلائے شب کمر تک پونہچی انکی آنکھ بند ہوئی اور نفیر خواب بلند ہوئی اوسوقت خواجہ نے عالم رویا مین دیکھا کہ پدر بزرگوار عیاری تشریف لائے جھک کے انہون نے باپ کو مجرا کیا عمر نے دعا دی اور کہا کہ بیٹا تو تو مجھ سے بھی بڑھ گیا ہے مین تو مرشد تھا تم ولی نکلے + تجھ اکیلے نے سارے شہر کو لوٹا تب بھی تیرا جی نہ بھرا ہے گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور + خواجہ عمرو نے کہا کہ جسطرح یہ سارا شہر لوٹا اُسیطرح نہین معلوم کسقدر واقعے ہوے ہونگے اور کسقدر مال و دولت حاصل ہوئی ہوگی مگر کبھی پانچ پیسے بھی خانہ کعبہ کو نہ بھیجے کہ ہمارا بھی دل خوش ہوتا کہ بیٹا ہمارا بڑا سعادتمند ہے اور نہایت محبت ہے اور ہمارا خیال ہے اُسکو خیر زیادہ نہین تو کم ہی سہی پھول کی جگہہ پنکھڑی تھوڑا یا بہت بھیجا تو ماں کا پان بہت ہے خیر دیکھا جائیگا پھر خواجہ خضران نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اے والد ماجد آپکی دوستی و محبت آپکی غمخواری و حق الخدمت دل حمزۂ صاحبقران پر نقش ہے اور تمام عالم جانتا ہے اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین ورنہ شاہزادۂ بدیع الملک بھی اگر خیال فرمایا جاے تو گل ہین اُسی گلستان کے اور گوہر نایاب ہین اُسی بحر عمان کے کیونکہ صاحبقران بن صاحبقران یعنی شاہزادہ بدیع الزمان اُنکے بیٹے۔ شاہزادۂ عالیوقار شاہزادہ نور الدہر اُنکے نور نظر یعنی شاہزادہ بدیع الملک جو فی الحال صاحبقران فی الحال ہین اُنکی بصارت چشم زائل ہونیکا حال آپکو معلوم ہوا ہوگا کیونکہ جب لوٹنے کا حال آپ کو معلوم ہوا ہے تو یہہ حال بھی ضرور معلوم ہوا ہوگا اور رواہ یا وا جان آپکو لوٹنے اور مال حاصل کرنیکی فکر تو ہوئی طمع دنیا آپکو دامنگیر ہوئی مگر آپنے کوئی فکر ایسی نہ فرمائی کہ جس سے شاہزادہ بلند اقتدار کی بینائی کا بندوبست ہوتا اُنکی دشمنونکو جو اندنون چشم زخم پونہچا ہے اور بصارت ذی اُنسے چشم پوشی کی ہے اُنکی اچھی ہونیکا انتظام ہوتا ہم سب اُنہین کے لیے دردمند جیسا کہ آنجناب صاحبقران کیلیے جان نثار پائنگین ہین غلام بھی ویسی ہی فکرین کرتا ہی یہ سب آپ ہی کی جوتیونکا صدقہ ہے۔ خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی چھوٹنی کا تو چندان

افسوس نہین ہے سے ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ + کچھ بڑی ایسی کائنات نہین + مگر ہان مال
وزر کے چھٹنے کا البتہ افسوس ہے کہ ہاے ہم تو یون ترسین اور غیر لوگ مزے کرین کن محنتون اور
مشقتون سے تو حاصل کیا مگر کچھ کام نہ آیا سب یہین چھٹ گیا سکندر جب گیا دنیا سے دونون
ہاتھ خالی تھے + متاع دہر نہایت قلیل ہے ہر دم کانون مین کوس رحیل ہے اور سواے
اسکے ہمکو کسی طرح کی تکلیف نہین ہے بقول ہوس سے کبھی کعبہ مین تھے کبھی ہمت یہ فدا
کبھی دیر مین کرتے تھے جا کے بکا + ترے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا + کہ کشاکش دیر
حرم سے چھٹے + ہوے عازم ملک بقا جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی کہ غم سے چھٹے +
فراغ الم نہ وہان بھی ہوا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے + ہاے دنیا - باغ بہشت مین ہمکو
نہایت آرام ہے حورین خدمت کے لیے موجود غلمان کمر بستہ حاضر قصر ہاے جنت کیسے
آراستہ کہ آرائش دنیوی اُنکے سامنے ہیچ ہے ہر دم پیش نظر خم ابروے حسینان یا کاکل
محبوبان پیچ در پیچ ہے جواہرات کے اشجار ہر خیابان مین زینت بخش روضہ رضوان
ہین یاقوت و زمرد کے نالدون مین چھوٹے چھوٹے درخت جنمین موتیون کے گچھے آویزان فروغ بخش
باغ جنان ہین قصر ہاے مروارید و زبرجد پر نور کا عالم ہے ہر مکان مین قبہ ہاے نور آویزان ہین وہانکی ہوا
روح پرور ہے قلب کو فرحت دل کو تازگی ہوتی ہے وہ ملک باغ ہمیشہ بہار ہین خزان کا نام نہین نہر کوثر
تسنیم کا پانی کیسا صاف و شفاف کہ آب مروارید بھی جسے دیکھکر خجل و منفعل ہو جائے تہ ندامت مین غوطے کھائے
ہر قصر [illegible] نور کی قندیلین روشن فرش نور سے سازامکان مرتب و مزین پھل ایسے خوش ذائقہ و شیرین جنکے کھانی
سے روح کو طاقت قلب کو فرحت حاصل ہو طرفہ یہ کہ جس پھل کیطرف رغبت ہو وہ شاخ پر ثمر خود جھک کر منھ مین
لگجاے جسقدر خواہش ہو کھائیے پھر درخت اپنے مقام پر چلا جاے نہ کچھ گرانی معلوم ہو نہ بول و براز کی حاجت
ہو نجاست کا کہین نام نہین خلاصہ یہ کہ نہایت آرام سے بسر ہوتی ہے حوریان [illegible] سے ہر دم صحبت
رہتی ہے بہ عیش و راحت بسر ہوتی ہے - خضر آن نے کہا کہ بابا جان اب مین بہت حیران
ہوا کہ گنبد کا حال کیونکر معلوم ہوا اور ربصیر جادو کو کہان سے پاؤن جوان سب کو اندھا کر گیا ہے
تاکہ اُس ملعون کو قتل کرون خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین تیری حیرانی و پریشانی کی وجہ سے اس مقام
پر آیا ہون تاکہ اُسکی تدبیر تجکو بتاؤن بیٹا بڑی جرائت کا وقت ہے بیچ دریا مین وہ گنبد نکلے گا اور
سوا ہاتھ کی طلائی پتلی بیچ گنبد مین سونے کی ایک چوکی پر بیٹھی ہوئی زیور مرصع جواہر کا تمام تن پر
آراستہ کیے ہوے وہ گویا ہوتی ہے اور کل حالات بیان کر دیتی ہے کوئی شخص اگر نیا اس شہر مین
آیا ہو تو بیان کر دیتی ہے بس تمکو یہ چاہیے کہ تم اوسکے کانون کی بالیان ہمین پونہچا دینا
اور باقی کل زیور اسکا اپنے قبضہ مین کرنا اگر بالیان نہ بھیجو تو خیر ایک تمہین ہی بخیدیت
از خرس [illegible] بس ست + اگر یہ بھی نہو تو بانزدہ گرفتہ رہ زر لفتی و بالتابہ [illegible] کنارے دریا کے
کر دیے ہو جانا کہ وہ پہچانکر تمہین آواز دے اور لوگ دوڑ کر تمکو گرفتار کرنا چاہین تم جست کر کے اوس گنبد مین
اپنے آپ کو پونہچانا اور پتلی طلائی کو مع چوکی طلائی میرے نام پر داخل زنبیل کر لینا اور جو بیس
پچیس ساحر اِس بات پر مقرر ہین جنکا دن رات پہرہ رہتا ہے کہ جس دن عمرو آئیگا یہ گنبد زمین
پر گریگا اور دریا خشک ہوگا فوراً عمرو کو پکڑ لینا بس اُن ساحرون سے اپنے کو بچانا اور اُنسے خوب
ہشیار رہنا اور ربصیر جادو جب ہاتھ آجاے تو اُسکو زندہ گرفتار کر لینا اور اُسکی دونون آنکھین نکال

اور بہت سے لوبان مین ترکیب کرکے کحل بنا کے آنکھ کے اوپر دھونی دینا جب یہ سب بینا ہو گئے بصارت چشم جو زائل ہو گئی ہے عود کر آئیگی خوب خیال کرلو کہ جب تک اس ملعون بصیر کی آنکھیں نکالکر دھونی ندو گے تب تک کسی کی آنکھ مین بصارت نہو گی اس کام مین ہرگز چشم پوشی نکرنا خواجہ حضران چاہتے تھے کہ اور پوچھین کہ خواجہ عمر نظر سے پوشیدہ ہو گئے انکی آنکھ تڑپ کے کھل گئی دیکھا تو غول کے غول عورت مرد صغیر و کبیر بنا پر سبب بسمت دریا کے چلے جاتے ہین ایک اژدہام کثیر اور ہجوم غفیر ہے کہ ٹیڈی دل کیطرح امڈا چلا آتا ہے تانتا بندھا ہوا ہے اہل شہر سے ایک آدھ بیکار کے سنے انکو بھی ٹھوکر مارکر جگایا کہ اگر فریادی ہی تو چل ٹاٹ بغل مین دبا کے کہ سب فریادی جاتے ہین شیر ابھی مدعا سے دلی بر آئیگا دیکھو وہ سب غول کے غول چلے جاتے ہین بس یہ بھی اُس غول کے ساتھ ہو لیے اور چلے اب جو دریا پر جا کر پہنچے تو دیکھا صبح صادق کا وقت ہے نور کا تڑکا ہے ستارے جھلار ہے ہین رخ ماہتاب پر زردی ہے لباس فلک لاجوردی ہے آمد آمد شاہ خاور کی ہو رہی ہے شعاع نور ہر طرف پھیلی جاتی ہے روز روشن ہوا چاہتا ہے سب زن و مرد تھالیان ہاتھ مین اُسمین سامان پوجا پاٹ کا رکھا ہوا سب دریا کی سمت متوجہ ہین انھون نے بھی مہلت پا کے اپنا اسباب عیاری تن پر درست کرلیا اور حیلہ ہائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہ بھی چلنے پر آمادہ ہوئے اب جو دیکھا تو ایک دریائے زخار ایک صحرائے لق و دق و پریشان مین واقع ہوا ہے اگر اُس صحرا کی ویرانی بیان کیجائے تو یقین ہے کہ ویرانی کو بھی وحشت ہو سہم تن وہ بادیہ ہول خیز صعوبت کا گھر تھا بربادی کا مد نظر تھا کوسون کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان دشت سنسان آفتاب وہان جاتے ہوئے تھراتا ہے شب کو ماہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہے ہر ستارہ صورت داغ چرخ پیر کو وہان عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا قدم دھرنا مشکل اُس زمین پر مسافر وہم و خیال کو جانا محال رستم وہان خوف سے ہر زال پناہ پانی مشکل وہان کا سنگ ہر ایک سنگدل کوسون کیا منزلون تک کہین درخت کا نام نہین وہ صحرا کے ہولناک کہ خوف سے ہر ایک کا دل بیتاب دیوانگان بادیہ وحشت وہان آتے خوف کھاتی تھی یہ حال تھا کہ نظر آسیب جو اُسمین آئے ڈر جائے + دیوانہ ہو دلیر بلکہ مر جائے + ہوش اُڑتے تھے دیکھکر اسیاہی + پھیلی تھی ادہر ادہر سیاہی + ڈائن تھی جگر کو کھا رہی تھی + بن بن سے بلا ڈرا رہی تھی + ایک تیرگی تھی لحد کا عالم + معلوم نہو کہ ہین کہان ہم + غرض کہ راہ طے کر کے دریا پر پہنچے دیکھا کہ بحر زخار ہے متلاطم وہ تارہے نہنگان خون آشام دمبدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطے مارتے ہین کہ سنگین آ کے گر مرغ آبی دروامین نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود بلکہ اشتہار آب تھا یا کہ بحر تھا نہ زخار + جسکا ہر قطرہ مسیح تھا تہ دار + موج کا ہر تار طوفان پر + مارے جھپک حباب عمان پہ + گذرا آب جسنے تب دیکھا + ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + اس دریا کا یہ حال تھا کہ ہر ایک کنارے سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے لہرین اُسکی مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتی تھین آنے والون کو ڈراتی تھین ایسے مقام قہر آلود کی حفاظت کیلئے بہت سے ساحران زبردست یادگار سامری و جمشید اوس دریا پر متعین ہین ہر وقت مسلح و مکمل حربہ ہا

ساحر ہاتھوں میں لیے ہوئے براے حفاظت بیٹھے رہتے ہیں آخر گریبان سحر غم میں ان فریادیوں
کے چاک ہوا اور جلاد فلک باتیغ تیز قتلگاہ سپہر میں داخل ہوا نظم چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود +
بصد کرشمہ ز خواب سحر گہی بکشود + بترک روز ندائے سحر گہی برسید + کہ سر ز خواب برآور کہ
چشم شب غنود + دواج روز بپوشید ترک یغمائی + پرند کحلی گردون ز پشت شب بربود +
نوائے شیدۂ شیدا ز افق علم برزد + ز چین فتادہ بہندوستان درفش کبود + اب خوب دن
نکل آیا ضیائے مہر جہانتاب سے جہان تیرہ و تار روشن و منور ہو گیا اب جو دیکھا تو دریا میں
ایک تلاطم پیدا ہوا اور پانی جوش مارنے لگا بعد اُس جوش و خروش کے دیکھا تو یک بیک
کلسی طلائی دریا کے اندر سے مثل آفتاب کے عجب آب و تاب سے نکلی اور اُس
کلسی پر ایک آفتاب بڑی چمک دمک کے ساتھ نمایاں تھا کہ اُس سے ایک روشنی پیدا
ہوئی دیکھنے والوں کی نگاہیں اُس آب و تاب کو دیکھکر خیرگی کرنے لگیں خواجہ نے یہ کیفیت
دیکھکر دل میں کہا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور تمام سامان شعبدہ بازی و نیرنگ
سازی کا دکھلائی دیتا ہے مگر یقین ہے کہ تیلی اور جوگی سونے ہی کی ہو کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو واللہ
ماجد کبھی جھوٹ نہ بولتے بس خواجہ یہ تصور کر ہی رہے تھے کہ اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھتے
ہیں تو وسط دریا میں ایک گنبد مثل شعلۂ آتش کے قائم ہے یہ سب مرد و زن جو کہ جوق جوق آئی
تھے اور کنارہ پر ایک اژدہام کثیر لگا ہوا تھا یہ سب کے سب براے سجدہ جھکے اور ہر
ایک شخص ڈنڈوت و پرستش کر کے فریاد و الغیاث کرنے لگا کہ ہم لٹ گئے تباہ و برباد
ہو گئے ہم کو کسی طرف کا نہ رکھا تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیگیا گھر میں ایک تو اتنا تک نہ
چھوڑا برتنوں کی قسم سے پانی پینے کا کٹورہ تک باقی نہ رکھا کپڑے کی یہ کیفیت ہے
کہ ایک چیتھڑا تک بدن پر نہیں ہے ایک بنی و دو گوش سہ ہندی کے نوکروں کی طرح آگا
پیچھا برابر جسم پر سوائے لنگوٹی کے چار اُنگل کا کپڑا تک نہیں ہے کہ اپنا ستر عورت کریں
سب کے سب یوں ہی برہنہ ہیں ؎ تنکو عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس + یہ وہ
جامہ ہے کہ جسکا نہیں سیدھا و الٹا + کسی متنفس کے پاس ایک تار پیرہن تک باقی نہیں
رکھا بقول شاعر ؎ کریگا دست درازی جنون تو اب کسپر + ہم اپنا جامۂ ہستی اُتار رکھتے
ہیں + غرضکہ ہر طرف نعرہ و شور و فریاد بلند تھا ہر صغیر و کبیر کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ
ہائے ہم لٹ گئے فریاد ہے دہائی ہے سوائے خداوند کے کس سے فریاد کریں ہماری
فریاد کو پہنچے کوئی ہمکو آکر لوٹ لیگیا اور ساری شہر کو تباہ و برباد کر دیا سبکو محتاج کر گیا کسی کام
کا نہ رکھا اور کچھ اُسکا پتہ نہ ملا کہ کون لوٹ لیگیا۔ جب اسطرح ان فریادیوں نے صدائے
نالہ و فریاد بلند کی تیلی نے آواز دی کہ ارے غافلو اپنے ساتھ دشمن کو لیکر آئے ہو پہچانتے
نہیں ہو وہ تمہارا لوٹنے والا تو تمہاری آنکھوں کے سامنے موجود ہے دیکھو سنگھاڑے والے پاس کھڑا
ہوا ہے یہی خواجہ خضران بن عمرو عیار ہے کہ جسنے تمام ملک کو تباہ و برباد کر کے بےچراغ کر دیا ہے
اسکے جاتے ہوئے رونکھ تک باقی نہیں ہیں یہ عجب بلائے بے درمان ہے کہ بڑے بڑے
ساحران غدار و فسون سازان جفا شعار اس کے نام سے مثل بید کانپتے ہیں اور اپنے
اسکے ہاتھوں عاجز و پریشان ہو گئے ہیں کہ مارے خوف کے تھراتے ہیں ہزاروں ملک

لاکھون ساحر اسکے ہاتھ سے بہزاران رنج و تعب انواع و اقسام کی تکلیفین اٹھا کے رہرو ملک عدم ہوئے جسطرف اسکا قدم گیا وہان کی صفائی کر دی شاہان طلسم کے درباروں کو ایسا لوٹا کہ سوائے نقش بوریا کے اور کچھ نہ چھوڑا جس گھر پر گئے جھاڑو دیدی تنکا تک نہ چھوڑا اسکے خنجر نے لاکھون ساحرون کے خون چاٹے ہین ہزارون کے گلے کاٹے ہین بڑے بڑے پہلوانان رستم شکوہ و شاہان انجم گروہ کے چراغ زندگانی اسنے گل کر دیئے ہین اسکی صرصر عیاری نے اونکی شمع حیات کو خاموش کر دیا ہے دفتر کے دفتر اسکی عیاری و مکاری کے حالات سے بھری ہوئی ہین خداوند سامری و جمشید اسکے بارے مین لکھ گئے ہین کہ جہان عمرو عیار کا قدم آوے ساحر کو چاہیئے کہ اپنے تئین پوشیدہ کرے سر برندہ ساحران و ریش تراشندہ کافران حلقہ فگن گوش گردن کشان پیک طرار خنجر گذار قلعہ گیر بے جنگ صاحب قطورہ و زرنگ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اسکا لقب ہے وہ دیکھو سامنے کھڑا ہی جلد اسے گرفتار کر لینا جانے نپائے پتلی کا یہ کہنا تھا کہ لوگ جھپٹے ادھر اسنے جست کیا یا مولا یا اللہ کہکر یہ خیال کر کے کہ ع درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسہا + یہ کہکر کہ ع خداوندا برائے نوح میری ناخدائی کر + محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان مین + وہی کر دیگا بیڑا پار میرا اس ہلاکت سے بچالی جسنے کشتی نوح کی طوفان سے ایک آن مین + فوراً یہ جست کر کے در گنبد پر جو پہنچے پتلی نے شور مچانا شروع کیا کہ ارے حرامزادون آج سے ہماری زیارت کو ترسو گے اور خبر کے محتاج رہو گے آج سے ہمارا دیدار تم لوگون کو نصیب نہو گا نہ کوئی حال گذشتہ و آئندہ معلوم ہو گا افسوس ہے کہ آج سے تم لوگ ہماری زیارت سے محروم رہے انھون نے آواز دی کہ کیون چین چین کرتی ہے تجھے چپ نہین رہتی یہ کہکر مارا جال الیاسی اور روزنہ داخل زنبیل کر لیا وہ بہتیرا شور و غل مچایا کی مگر یہ کب سنتے ہین پڑی رہ حرامزادی زنبیل مین بس پتلی کے جاتے ہی گنبد و دریا سب۔ در گنبد ہو گیا یعنی دریا تو شعلہ بنکر بھق سے اوڑ گیا جسطرح کہ پارا آگ پر سے اوڑ جاتا ہی اور گنبد زمین پر آکر تڑاق سے گرا وہ جو بیس پچیس آدمی کنارے دریا کے برائے محافظت و نگہبانی بیٹھے تھے وہ دوڑے کہ لینا جانے نپائے بھلا اونکی کیا تاب و طاقت تھی اور کیا جان رکھتے تھے جو انکو گرفتار کرتے یہ ایک برق ہین چھلاوا ہین بقول شاعر ع سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ ری بیقراری کیا بیقرار ہین ہم + بس انھون نے جلدی سے وہ گنبد جو کاٹھ کا تھا وہ بھی جھٹ پٹ انھون نے داخل زنبیل کر لیا کہ اسکو کیون چھوڑون شاید میری تقدیر سے اسمین بھی کچھ سونا لگا ہو گا تو کھرچ لون جب گنبد زمین پر سے اوڑ گیا اب وہ لوگ بہت گھبرائے کہ ارے گنبد بھی غائب ہو گیا وہ اپنے مقام پر سے کھڑے کہہ رہے ہین کہ اسی مار لو ناریل اور ترنج و گولے فولادی مارنے لگے یہ کوہ گران لوگون کی پشت پر آگئے وہ ناریل و ترنج وغیرہ زمین پر گر کے خاک ہو گئے گولے فولادی بیکار گئے آپنے پشت پر سے نکال کے سفید مہرہ کہ جسکی آواز چونسٹھ کوس تک جاتی ہے گرگرانا شروع کیا آواز دی کہ ناشرافو قرمساقو مین تمہارا ملک الموت ہون تمہاری جان چھوڑونگا تھوڑی جبتک تم سبکو کھا نہ لونگا جسطرح مال و اسباب تمہارا غائب ہو گیا ہے اسیطرح تمہین

بھی تمھاری غائب ہو نگی روح ان کی تمھاری قبض کرونگا بس اپنی جان بری چاہتی ہو تو پھینکدو
جو کچھ تمھارے پاس ہے ان لوگون نے ناریل و ترنج و نارنج اور جو کچھ جھولیون مین تھا اور
جسکے پاس جو روپیہ پیسا تھا سب نے پھینکنا شروع کردیا اور آپ نے چننا شروع کیا لوگون
نے دیکھا کہ جو چیز گرتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے گرتے ہوئے تو معلوم ہوتی ہے پھر نہین دکھلائی
دیتی کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کوئی کہتا ہے یارو جان کی خیر مال ہی پھینکدو جسکے پاس
جو چیز ہو کہ اس بلا سے تو نجات ملے اور یہ سفید مہرہ برابر بجا رہے ہین اُسکی وہ مہیب آواز
ہے کہ معاذ اللہ ایک ہیبت سبکے دلون پر چھائی ہوئی ہے اور مارے خوف کے روح
فنا ہوئی جاتی ہے جو چیز جسکے پاس ہے وہ برابر پھینک رہا ہے یہان تک کہ پائجامہ
انگرکھا بھی اوتار اوتار کر سب نے پھینکدیا ٹوپی یا دستار کسی کے سر پر نہ تھی سب لوگ
کپڑے اپنے پھینکتے جاتے تھے برابر کہہ رہے ہین کہ ارے پھینکدے ارے پھینکدے
اور لوگ مارے خوف کے کپڑے اوتار کر پھینک رہے ہین عورتین و مرد سب ایک
حال مین مبتلا ہین ایک حمام مین سب ہی ننگے ہزارہا آدمی جو ایکدم سے برہنہ ہو گیا تو یہی معلوم
ہوتا تھا کہ صحرا مین غسل یا پانی بھر رہے ہین ۵ تنلکو عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا + تھوڑی دیر مین سب کے سب برہنہ ہو گئے وہ
جو ایک مقام پر پاس ساحر بطور نگہبان و محافظ اس جگہ کے تھے وہ اپنے مقام پر
کھڑے یہ دیکھ رہے تھے اُنھون نے کہا واہ بھئی واہ جسکو دیکھو برہنہ بھاگا چلا آتا ہے ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے اور کہہ رہا ہے کہ کیا کہین ایک آفت پیچھے چلی آتی ہے اس
سے بچنا دشوار ہے میان تم بھی بھاگو اور جو کچھ تمھارے پاس ہو پھینکدو کہ جان کا صدقہ
مال ہے جان رہیگی تو پھر سب کچھ ہو جائیگا اور حضرت سفید مہرہ پھونکتے چلے آتے ہین
وہی حیرت ان پر بھی طاری ہوئی چنانچہ انھون نے بھی مارے ڈر کے کپڑے اپنے
اوتار کے پھینکدیے اور جو کچھ انکے پاس تھا سب لا کے ڈالدیا وہ سب غائب
ہوتا چلا جاتا ہے اب یہ سب لوگ بھاگتے ہوئے کوہ قضا و قدر کی جانب چلے
طوفان بن سرکش جادو جو اس مقام کا حاکم ہے وہ فی الحال شکار پر ہے فقط نصیر جادو
اس جگہ کا بندوبست و انتظام کر رہا تھا وہ یہ کیفیت دیکھکر جھپٹا اور ان ننگون کو دیکھکر
اس نے ایک اسم پڑھکر دم کیا کہ ان سب کی پشت پر ایک دیوار آہنی پیدا ہوئی اور سب
اُسکے اندر آگئے حضرت عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوئے انھین سب ننگون کے
ساتھ آپ بھی اُسی حصار آہنی کے اندر آگئے اور جلدی سے آپ بھی ننگے ہو گئے
اور کہنے لگے کہ حضور ان سب لوگون کے ساتھ میری بھی بہت عمدہ پوشاک لٹ گئی مین
مرد ہا ہون اور مجھکو مرد ہا میرا نام ہے میرا سونے کا عصا اور لباس میرا بہت عمدہ تھا چکن و
پگڑی وغیرہ سب مین نے بھی پھینکدیا اب ننگون کے ساتھ یہ بھی مرد ہی بنے جاتے ہین اب نصیر سب کو اپنے ہمراہ لیکر
کوہ قضا و قدر کیطرف چلتا ہے کہ اسکا حال اب آئندہ کسی داستان مین پیش کش ناظرین باتمکین کیا جائیگا
اب دو کلمہ داستان نقابدار سرخ پوش کے عرض کیے جاتے ہین کہ جنکو ساحرہ یعنی ماہیان
خوش تقریر عاشق ہوکر اٹھا لائی تھی پیچھے پیکر اور مدد سے آجروس جننی کے حضرت ان بن عمرو

رہا ہوئی تھی اور آنا در وفش القاء صحرائی نشین کا اور ان سب کا سحر دفع کرکے چلا جانا اور نقابدار کا رخصت ہونا ممنون ہوکر اور اپنے لشکر کیجانب چلنا اور خضر الثانی تختیار کتانی کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا کہ وہ گذارش کرچکا ہون اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہے ناظرین با تمکین بلاحظہ فرمائین ساقی نامہ

کدھر ہے نواے ساقی لالہ فام + پیا سے پلا مجکو گلرنگ جام + لبالب پلا جام ہو تم کی خیر + کرون جس سے مین باغ مضمون کی سیر + بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نمائندہ نطق و ذہن نظام + چنین سازد آراستہ این کلام + نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی و زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن فہم وادراک مین پرداز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب نقابدار کو پنجہ اٹھا لیگیا تو عیار نقابدار کا صحرا مین انکو تلاش کرتا پھرتا تھا جبکہ نقابدار سے ملاقات ہوئی تو اُسنے مرکب پیشکش کیا اور انکو لشکر کی طرف لیکر چلا اب یہ راہ طے کرتے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے آکر پونہچے تو دیکھا ایک آواز نہایت حزین وغمناک بڑے جوش وخروش سے آرہی ہے اور کوئی شخص اشعار درد آمیز پڑھتا ہے اور روتا ہے آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نازنین مہر تمکین ہے کہ صداے دردناک سے رو رہی ہے اور بعد سوز وگداز یہ شعر پڑھ رہی ہے

ع خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبون کی تربیت یہ شامیانہ ہوا + کبھی یہ کہتی ہے شعر

ع کسی نے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خریدکے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا + اور گاہ یہ آواز حزین یہ کہتی کہ ع مجکو صیاد یہ بھی یاد نہین + کس جگہہ میرا آشیانہ تھا + قبر شاہان دہر پر کوکب + شمع تھی اور نہ شامیانہ تھا + بس اس آواز سے یہ شاہزادہ عالیوقار یعنی نقابدار سرخ پوش بیچین ہوکر اُسطرف کو چلے عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ دھوکا ہے معلوم کسکی آواز ہے ابھی ایک مصیبت تازہ سے خدا نے بچایا ہے آپ اوسطرف کا قصد نہ فرمائیے کسواسطے کہ صحرا مین اکثر غول بیابانی آوازین بنا بنا کر جس رنگ کا آدمی دیکھتے ہین ویسی آواز بنا کر اُسکو بہکاتے ہین اور لیجا کر آفت مین پھنساتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ہان مین بھی جانتا ہون اور اکثر مجکو امتحان و تجربہ اسکا ہوچکا ہے لیکن یہ آواز تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑائے دیتی ہے ایک نشتر ہے کہ قلب حزین پر کسی نے چبھو دیا نہ معلوم کس مصیبت مین اور کس بیکسی کے عالم مین یہ شخص ہے مین اس آواز سے روگردانی نکرونگا چاہے کسی بلامین مبتلا ہو جاؤن اگر تمہین خوف ہے تو تم لشکر کی جانب چلے جاؤ لیکن مین بغیر خبر لائے نہ پلٹونگا اس نے عرض کیا کہ غلام آپکو تنہا چھوڑکر کہان جائیگا جو آپ کا حال وہ میرا احوال چلیے تشریف لے چلیے غرض کہ شاہزادہ اور عیار دونون آواز کی طرف چلے جب قریب اُس پہاڑ کے پونہچے تو وہ آواز آنا موقوف ہو گئی عیار نے عرض کیا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان تک تو اُس آواز نے آپکو بلایا اب صداے برنخاست اب چلیے پھر بھی مجبور ہوکر چلے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ع اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا + اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک آفتاب تابان نظر آیا مگر جیسا کہ آفتاب لب بام ہوتا ہے مائل بہ زردی مثل زر خالص کے زلفین اولجھی اولجھی چہرہ پر پڑی ہوئین اوس ماہ طلعت کے

وہ عجب کیفیت دیتی تھی کہ ؎ زلف و عارض جانان پہ جو ہلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا
یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ بال جو اسکی پشت پر پڑے ہین انکی نسبت شاعر سچ کہتا ہے کہ ؎ قد سے بڑے
جو بال ہین اوسمین یہ راز ہی + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + بس یہ ہیئت اس نازنین
کی دیکھکر نقابدار عالی وقار نے پوچھا کہ اس مقام پر آنیکا کیا باعث ہے اور اس بیکسی سے رونے اور
ہار سے دل دکھانے سے کیا فائدہ میرا دل بیچین ہوا جاتا ہے اور قلب محزون یہ حال پر ملال
دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اے ماہ فلک رعنائی و زیبائی اپنا مفصل حال بیان کر
کیا یہ کوئی آپکی سیرگاہ ہے کہ دل بہلانے کے لیئے آپ یہان آتی ہین بس شہزادہ کا یہ کہنا
تھا کہ اسنے اپنی کلائیون کو بلند کیا اب جو دیکھا تو اسمین پتلی پتلی زنجیرین طلائی مثل ہتکڑیون
کے پڑی ہوئی ہین + اور گلے مین طوق سونے کا اور پانوٗن مین بیڑیان طلائی پڑی ہوئی ہین وہ
طوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدر کامل کے گرد ہالہ ہے اور اسلیئے گلوگیر ہوا ہے کہ کسی سے بات نکرنے
پائے ملکہ نے روکر کہا کہ ؎ اسیری عشق کو منظور تھی میری لڑکپن مین + پنہائے طوق منت کے بہانے
میری گردن مین + اور وہ بیڑیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ چمک اُنکی مثل شعاع آفتاب کے ہے کہ برائے
قدمبوسی اس نازنین کے حاضر ہوئی ہین مصداق ؎ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پانوٗن
درمیان ہے + یہ حضرت عشق کی سلسلہ جنبانی ہے کہ ایسی حسین مہ جبین کو یون اسیر سلسلہ
رنج و محن کیا ؎ ہے گر لازم اسیری عاشق و معشوق کو + اسکو طوق زر تو اُسکو طوق آہن
چاہیئے + مگر کیا کرتی مجبور تھی ؎ سختی سہی یا کڑی اٹھائی + افتاد تھی جو پڑی اٹھائی + اب
جو غور کرکے شہزادہ نے دیکھا کہ اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو پیہم جاری ہین ایک
لڑی ہے کہ چشم بچشم سے برابر اشکون کی بندھی ہوئی ہے وہ آنکھین جنمین موتی کوٹ کوٹ
کے بھرے تھے انسے قطرات اشک مثل قطرات شبنم کے ٹپ ٹپ گر رہے ہین یہ کیفیت ہے
کہ ؎ دو طفل اشک آئے نکل ایک اسطرف ایک اوسطرف + گر گئے دونون مچل ایک اسطرف
ایک اوسطرف + شہزادہ والا تبار یہ حال دیکھکر چشم پرنم ہوا اور کہنے لگا ؎ اُسکے
رونے نے لگائی جو اُدھر منہ کی جھڑی + طپش دل نے ادھر میرے گرائی بجلی + بس شہزادہ
نے جو دیکھا کہ یہ نازنین زار و قطار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہے اور ابر کو شرمندہ کر رہی
ہے تو فرمانے لگے کہ اے فلک جفا کار و اے سپہر غدار تو نے یہ کیا اسکے ساتھ بدسلوکی کی
کہ ایسے نازنین کو ایسے مقام خارستان پر لاکر پھینکا ہے مجکو اسکی گریہ و زاری اور ہجوم اشکباری
سے نہایت صدمہ ہوتا ہے اور مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا ؎ جو یون شور سے میر روتا
رہیگا + تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا + مین وہ رونے والا اُٹھا ہون جہان سے + جیسے ابر سال
روتا رہیگا + بس شہزادہ نے ملکہ سے کہا کہ آپ کچھ اس بیسروسامانی کا خیال نہ کرین اپنے نام نامی
و اسم گرامی سے مجھے مطلع فرمائین اور مفصل حال اپنے خاندان کا کہ آپ گل کس گلستان
خوبی کی اور ماہ کس آسمان محبوبی کی ہین بیان فرمایئے ملکہ نے کہا کہ واقعی جسطرح مجھے اس فلک جفاشعار نے
برباد کیا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو خدا دشمن کو بھی یہ صدمہ جانکاہ نہ
دکھائے حضور اپنا حال اگر بیان کرونگی تو آپ کو بھی صدمہ ہوگا اور مجکو تو جو کچھ قلق و بیقراری ہے
ظاہر ہے اپنا حال پر ملال اگر آپ کے سامنے عرض کرون تو کیا عجب ہے کہ حضور یقین بھی

نظر نہیں شعر ؎ ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ نہیں ہے وہ ہو گیا تھا + ادن باتون کو اب جو یاد کرتے اسے ورد + کچھ خواب سا تھا وہ جو کبھو دیکھا تھا + حضور یا تو میرے لیے جملہ سامان عیش و عشرت مہیا رہتا تھا کہ مصاحبین انیسین جلیسین ہمجولیان سہیلیان سب ہمراہ رہتی تھین خدمت کے لیے مغلانیان پیش خدمتین کہاریان وغیرہ دست بستہ حاضر تھین دن رات عیش و طرب مین گذرتا تھا یا ایک دن یہ بے سر و سامانی ہے کہ عالم تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی ہون اور کہتی ہون کہ اے فلک کب تک مجھے دربدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا ؎ وادی غربت مین پھرتی پھرون ہین دشت دشت لیے + ہر دم غم و اندوہ سے سو بار مر مر کے جیے + کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیے + کر یاد باشندہ ان کی ہم وہان کے بہت رو یا کیے + غربت مین جا نکلے تھے کل ایک شہر ویران کی طرف + ایکدن وہ باغ تھا کہ عندلیبان چمن کے چہچہے اور قہقہے سنتی تھی جس گل کو شگفتہ دیکھتی تھی اپنا غنچۂ خاطر بھی کھل جاتا تھا ایک سرور و مسرت حاصل ہوتی تھی یا ایکدن یہ ہے کہ خار غم و الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہے دیدۂ نرگس کیطرح حیرانی و زلف سنبل کیصورت پریشانی ہے دیکھیے ابھی فلک کیا دکھاتا ہے ؎ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا + ای شہریار عالیوقار ایک شہر ہے گوشے سے صحرائے سرکستان دہر کے قریب مین بدنصیب وہان کی شہزادی ہون مجھ بدبین کا نام ہمائے گوہر پوش ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور + باپ کا میرے نام سرکشان شاہ ہے میرا سانحہ عجیب عبرت خیز و حیرت انگیز ہے ایک ساحر کہ نام اسکا انزروت جادو تھا اتفاقات روزگار سے ایکدن اسکا گذر ہمارے محل کے جانب سے ہوا والدہ مہربان پر جو اسکی نگاہ پڑی وہ عاشق ہو گیا اور خواستگاری اسنے چاہی باپ میرا اس روز شکار پر گیا ہوا تھا ملازمون نے اسے سخت و سست کہا اور اس حرکت سے اسکی مانع ہو سکے وہ حرامزادہ کب مانتا تھا بادۂ کبر و نخوت مین مخمور تھا آخرالامر نوبت بکشت و خون پہنچی ہمارے ملازم تاب مقاومت نہ لا سکے شکست کھائی کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے وہ مردود دلیرانہ اندر محل کے گھس آیا اور ظلم و بدعت کرنے لگا مان نے میری جب یہ حال دیکھا سودہ الماس پھانک لیا کچھ ملازمان جان نثار نے اسی اثنا مین میرے والد کو اطلاع دی وہ یہ خبر سنتے ہی فوراً شکار سے واپس آئے اور جو کچھ مختصر لوگ شکار پر انکے ہمراہ تھے انکو لیکر انزروت سے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی مگر غالب نہ آسکے شکست پائی وہ ملعون اور زیادہ ظلم و بدعت پر آمادہ ہوا لوٹ مار کرنے لگا اسی ہنگامہ مین بابا جان ہم سب لوگون کے لے جانے کے لیے جو اندر محل کے تشریف لائے تو میری مادر گرامی کو مردہ پایا دیکھا تو وہ جان بحق تسلیم ہو چکی تھین اس وقت کے رنج و صدمہ کا کیا حال بیان کرون کہ کوہ غم دل پر ٹوٹ پڑا بس لاش اٹھاکر اور مجھ کمبخت کو ہمراہ لیکر دوسرے دروازہ سے چل نکلے مین بھی روتی پیٹتی جنازہ کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ دفعتہً ایک پنجہ گرا اور مجھے اٹھاکر یہان لایا اب کچھ کیفیت نہین معلوم کہ باپ پر کیا گذری اور والدہ کہان دفن ہوئین اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھوڑی دیر تک تو مین بیہوش پڑی رہی اب جو مینے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین اس کوہ پر پایا اور ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ سا سامنے کھڑا ہے تالیان بجا بجا کر گاتا ہے اور خوش فعلیان کرتا ہے مین سہمی اور ڈری اور یقین ہوا کہ اب قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکل جائیگا یہ حال دیکھکر میرا اسنے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ تم ڈرو نہین مین تمہین تمہارے باپ کے پاس پہونچا دونگا بس میری بھی جان مین جان آگئی اور اسکے ذرا ڈھارس ہوئی مگر آج تک نہ تو اس حرامزادے نے مجھے پہونچایا نہ کچھ خبر بابا جان کی

لاکر مجھے دی اسوقت آپکے آنے سے میرا دل بہل گیا اور مینے اپنا درد دل بیان کیا ورنہ سچ ہے روح
را صحبت نا جنس عذابیست الیم + تیر پیوست چو از زاغ کمان دور بیا + اے شہریار اب آپ تشریف
لیجائیے کہ قریب ہی کہ وہ موذی دیو خلیت آتا ہوگا اور آپ کو خدانخواستہ آزار پہنچائیگا تو مجھے اور زیادہ
قلق ہوگا جیتے جی مر جاؤنگی ہر چند دل یہی چاہتا ہے کہ آپ نجائیں لمحہ بھر کی آپکی مفارقت گوارا نہیں ہی
مگر مجبوری ہے جائیے ایسا نہو کوئی آزار آپکے دشمنوں کو پہنچائے تو میرا قلب کیونکر اس صدمہ کا متحمل
ہوگا میرا زور میری آنکھوں پر ہے سچ ہے کب تلک چشم تر جائیگی - چڑھی ہے یہ ندی اور تر جائیگی +
بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذریگی ہمپر گذر جائیگی + طبیعت کو ہوگا قلق چند روز + ٹھہرتے
ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم تمہیں اس بلا مین
چھوڑ کر چلے جائیں اب جو کچھ ہوگا اسکا تماشا تم دیکھو گی یہ تذکرہ ہوتا ہی کہ دیکھا ایک سناٹا اس صحرا
مین پیدا ہوا ملکہ نے کہا کہ یہ اسی حرامزادے کی آمد ہے للہ جسطرح بنے تم اپنے گھوڑے کو اڑائے
چلے جاؤ کیونکہ اب مجکو اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کا خیال ہی مجھپر جو کچھ جا ہے گذر جائے مگر شہزادہ
تمہارے دشمنوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچے خدا وہ دن نہ دکھائے کہ کوئی صدمہ تمہارے دشمنوں کو عائد ہو
اور مین تو رنج اور صدمے اٹھانیکو پیدا ہی ہوئی ہون اور مجھ سا بدنصیب تو دوسرا دنیا مین خلق ہی نہوا
ہوگا سچ ہوں وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا + غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی +
بس نقابدار اس طرف کو متوجہ ہوا کہ جدھر سے سناٹا پیدا ہوا تھا بس دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑ ہے
کہ نمایان ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ باش باش او درانداز یہان بھی تو آگیا کس واسطے یہان آیا ہی
کیا چاہتا ہے کہ ملکہ کو بھگا لیجاؤں شہزادہ نے آواز دی چپ او قرمساق اب بک مت او حرامزادے
مین تیرا ملک الموت آپہنچا اور اس بیکس کی مدد کو انشاء اللہ پہنچتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سے
دامن زرہ کو گردانہ مرکب عیار کے سپرد کرکے آپ پیدل چلے ادھر ملکہ نے دست مناجات
بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور لگی عرض کرنے کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان
اے خداوند آسمانی مین تجھ سے یہ عرض کرتی ہون کہ اگر یہ نقابدار غالب ہوگا اسکا کچھ نہی بدنصیب
کیون نہو مگر تجھے اے پروردگار اپنا خالق جانونگی اور تجھے سجدہ کرونگی سچ ہے تجھے فضل کرتے
نہین لگتی بار + نہو تجھ سے مایوس امیدوار + اے خداوند نادیدہ اس نقابدار کو اس
دیو زشت کردار پر فتحیاب کر ملکہ تو مصروف دعا رہی اور بلک بلک کر استغاثہ کر رہی ہے
اور حربہ دیو یارہ پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین تھا وہی جھپٹ کر شاہزادہ پر
مارا لیکن پینترہ بدل کر اسکو خالی دیا دیو کا معمول ہے کہ جب ضرب
لگاتا ہے تاک کے تو ضرب لگانے کے وقت آنکھین بند کر لیتا ہے
شاہزادہ اسکے پہلو کے قریب آگیا اور اسکو معلوم نہوا کیونکہ ہنگام ضرب
آنکھین اسنے بند کرلین تھین ارہ پشت نہنگ اسکا زمین مین در آیا پکارا کہ ہائی
افسوس تیرا یہ نرم نرم گوشت زمین نے کھایا ہمارے حصہ مین
کچھ نہ آیا استخوان تیرے ریزہ ریزہ ہو گئے گوشت کرکرا ہوگیا مین اسکے ذائقہ سے
محروم ہی رہا دیو یہ کہہ رہا تھا کہ شاہزادہ نے کہا کہ باش او حرامزادے
مین تیرا ملک الموت زندہ ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہے

یہ کہکر شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسری شاخ دوسرے ہاتھ سے پکڑ لی اور کہا کہ بھلا نکل
تو جا او ملعون دیکھون تو کیسا دیو ہے - اب یہ گھبرایا اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن انھون
نے دونون ہاتھون سے دونون شاخون کو پکڑ لیا اور یا یزدان پاک کہکے اب جو مضبوط تھا
اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن مگر ممکن نہوا اب یہ سامنے اُس دیو کو دوڑاتے تھے
اسنے قصد کیا کہ مین کاٹ کھاؤن تب یہ ادھر کو منھ کرتا تھا تو یہ شاخ کو تان دیتے تھے اور
جب یہ اودھر کے ہاتھ کیطرف رخ کرتا تھا تو یہ اودھر کی شاخ کو تاندیتے تھے یہ اور تھے نہ
پاتا تھا اُلٹا جنبش ہی نہین کر سکتا تھا نکل جانا تو شے دیگر ہے اس کشمکش اندر اس لیو دیو مین
جان کے لالے پڑے تھے دل مین کہتا تھا کہ عجب شخص سے پالا پڑا ہے یہ انسان سفید
دندان بڑے غضب کا ہے بس اب مٹکے جو شاہزادہ نے ہنکا مارا تو دونو شاخین اوسکی
زمین مین گرگئین ہنس کے کہا کہ یون مزار عاشقان بنا کے دکھا دیتے ہین عیار نے دیکھ کے آواز دی
کہ ماشاءاللہ چشم بددور دادا جان نے بھی آپکی اسی سن مین ایسے کام کیے تھے بڑے بڑے دیوان
قوی ہیکل عظیم الجثہ کو زیر کر کے پیوند زمین کیا تھا دیوان قاف اُنکا نام سنکے کانپتے تھے مینے اپنے
والد ماجد سے اُنکی کل کیفیت سنی ہے بس اے آقائے نامدار اس شکار کو جانے ندیجیے جلد
صید کیجیے شاہزادہ نے دیو خلیت سے کہا کہ اے حرامزادے کیا کہتا ہے مذہب کے
بارے مین اور شناخت پروردگار عالم اور اُسکی وحدانیت مین اگر جانبری چاہتا ہے تو صدق
دل سے مذہب خداپرستی اختیار کر دیکھا تو نے کہ خلاق عالم نے مجھکو تجھ ایسے دیو گران کے اوپر
کسطرح فتحیاب کیا کجا برگ کاہ کجا کوہ گران کہان تو پیل دمان کہان یہ عبد ضعیف البنیان یہ اُسی
وحدہ لاشریک کی صفت رزاقی و شان قہاری ہے کہ مور ناتوان نے پیل دمان کو زیر کر لیا
ہے ☙ چو خواہد کہ ویران کند دور را + خورد پشہ مغز نمرود را + دیو نے کہا ہزار جان فدا ہون خداوند
ابلیس پر کیا اون سے بھی کوئی بڑھ کے دوسرا اور معلوم ہوتا ہے جو مین اُسکی پرستش
کرون اور اُسکو سجدا لاؤن بس یہ کہکر شاخون کو زمین سے جھڑاکر چاہتا تھا کہ
بھاگے شہزادہ نے جو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دونون پیر اسکے قلم کیے اُس کوہ گران
کو کاٹ کر زمین پر ڈالدیا گویا کلبنیاد کفر و ضلالت کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ملکہ نے
جو یہ تماشا دیکھا شاہزادہ کے زور و طاقت ہمت و جرأت دبدبہ و شوکت کی تعریف
کرنے لگی اور بے اختیار یہ شعر پڑھتی تھی اور شور تحسین و آفرین بلند کرتی تھی ☙ نظر لگے
نہ کہین اُنکے دست و بازو کو + یہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین + ماشاءاللہ سبحان
اللہ چشم بد سے بچائے کیا آپکی ہمت و جرأت کی صفت و ثنا کیجائے زبان قاصر ہے
اتنے بڑے دیو طویل القامت کو آپنے چشم زدن مین زیر کر کے جہنم رسید کیا واہ کیا ہمت
کا ہاتھ پڑا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ تک لگا نہ رکھا ☙ لگا نہ رہنے
دے جھگڑے کو یار تو باقی + وہ ہاتھ مار رہے نہ رگ گلو باقی + یہ کہکر آبدیدہ ہوئی آواز دی کہ ☙
پیتم پیت لگا کے دور دیس مت جاؤ + بسو ہماری نگری ہم مانگین تم کھاؤ + یہ
پڑھتی تھی اور بنگاہ حسرت دیکھتی تھی شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ اے ملکہ یہ تمہارا
کہنا بجا ہے لیکن مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہون کہ کوئی مقام میرے قیام کا نہین ہے انشاء اللہ

میری محبت و الفت سے باز آؤ مجھ سے دل نہ لگاؤ کہ میں مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا
کیا بھروسہ میرا ہا نہ رہا دیگر مسافر ہے کرتا ہے کوئی اچھی بیت + مثل ہو کہ جوگی ہوئے کسکے میت
نہ معلوم کس دشت پرخار مین دامن الجھے ہوئے ہمارے پڑے ہوئے تگے مجھ آوارۂ وطن غریب دیار بے
مونس و غمخوار سے اپنے دامن موانست کو پرغبار نہ کرو میرا حال کیا پوچھتی ہو کہ گھر کو چھوڑے
ہوئے مدت ہوئی صیاد مجھے + کس شجر پر تھا نشیمن نہین کچھ یاد مجھے + قبر پر آئے میری رو رو کے
بہت یاد کیا + خاک اوڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے + اے ملکہ میرا حال قابل بیان نہین
ہے بنے بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشۂ
وخندان بہ شکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول
ذرد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + دیگر ایک سینۂ وفا مین اور خار خار مین ہم +
ایک جیب آرزو مین اور تار تار مین ہم + سیماب و شعلہ مین ہم برق و شرار مین ہم + اللہ ری بیقراری
کیا بیقرار ہین ہم + افتادہ خاک پر ہستی مین رو بقبلہ + پیر مغان کے آگے کیا شرمسار ہین ہم +
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوئے ہین + یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم +
کعبہ کو جب کہ جائین بیت کرتے ہین توبہ + جب میکدہ مین آئین یارون کے یار ہین ہم + جو دیکھنا
ہے مجھکو کرتا ہے تجھسے الفت + یارب ہے کسکے دل کے صبر و قرار ہین ہم + ملکہ نے کہا
ای شہریار عالی وقار مین قسم دیتی ہون کہ اتنا تو بتلا دیجئے کہ مین اوس نام و نشان سے آپکو یاد
کرون اور بیٹھی رہون شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ ننگ خاندان کے نام و نشان دریافت کرنے سے
کیا + مصرع + بدنام کنندۂ نکو نامے چند + بہتر ہے کہ اسے یون ہی رہنے دو گمنامون کا نام کیا
پوچھتی ہو سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اوسی کا پھیڑو + بیت خانہ بدوشون سے
نہ پوچھو آشیانہ کا + یہ نام بتانے کے لائق نہین ہے باپ دادا کے نام رکھوانے والے
کا اگر نام معلوم ہوا نہ سہی کبھی معلوم ہی ہو جائیگا شہزادہ نے جب یہ کہا ملکہ نے کہا اے
صاحب جتنے تمہارے نخرے کیا اٹھا رنج مول لیئے ہیں اگرچہ تم مین تخم الفت کا ای ستمگر بویا
ہوتے + تو تھا یقیناً کہ اوسکے نیچے کبھی تو رہتے کبھی تو سوتے + نہ ایسا گلیون مین تیری خاطر
گئے ہین نالے پھرتے ہین روتے + خراب خستہ ذلیل و رسوا نہ تمسے ملتے نہ ایسے ہوتے
شہزادہ نے اوس شیرین ادا کی دلداری کی اور کوہ پر سے اتارا اور ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف
چلے اور بعد طے مراحل و قطع منازل اپنے لشکر مین پہونچے سواری کسی گانون یا قصبہ سے متصل
محافہ کے ہم پہونچالی اور سمین ملکہ کو سوار کر لیا تھا وہ محافہ بھی لشکر مین داخل ہو گیا شہزادہ
نے ملکہ کو علٰحدہ خیمہ مین فروکش کیا تمام رفیق و مصاحب حیران تھے کہ شہزادہ کس کو اپنے
ہمراہ لایا معلوم نہین کہ کون گوہر درج عصمت اور کون اختر برج عفت ہے
آپسمین یہہ تذکرہ کر رہے تھے کہ فرخ نے سارا حال بیان کیا یعنی شہزادہ کو بچہ
کا اٹھا لیجانا کہ ماہیان خوش تقریر ایک ساحرہ تھی کہ شہزادہ پر عاشق ہو کر اٹھا
لیگئی تھی نیچہ بنکر اور اجرد س حبشی کی مدد سے خضران بن عمرو کا رہا ہونا اور آنا درد لیس
القا سے صحرا الشقیق کا اور ان سب کا سحر دفع کر کے اونکا واپس جانا شہزادہ کا
ممنون ہو کر انکو رخصت کرنا۔ اور پھر شہزادہ لشکر کی جانب روانہ ہونا اور خواجہ کا بختیارک ثانی

کو گرفتار کر بیابان آتش کو جانا اپنا شہزادہ کی تلاش مین صحرا بصحرا پھرنا شہزادہ کا ساحرہ سے نجات پاکر اپنے لشکر کیطرف آنا اور ایک صحرا مین قریب کوہ شہزادہ سے ملاقات ہونا پہاڑ پر سے ایک آہ و از دردناک کا ظاہر ہونا شہزادہ کا کوہ پر جانا اور صاحب آواز کی تلاش کرنا ملکہ سے ملاقات ہونا اور دریافت حال کرنا زبانی ملکہ کے یہ معلوم ہونا کہ مین دختر سرکشان شاہ ہون دیو مجھکو نیچے سے اٹھا لایا مجھکو اپنے باپ کا کچھ حال معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور اثر کیا آخری پھر شہزادہ کا دیو کو قتل کر کے ملکہ کو اسکی قید سے رہا کرنا اور اپنے ہمراہ لانا یہ سب حال فرخ نے بیان کیا رفیق و مصاحب شاہزادہ کے یہ حال سنکے سجدہ شکر بجا لائے اور شہزادہ کے لشکر مین آنے سے نہایت خوش ہوئے آقائے نامدار کے آنے سے سب لشکر کے جان مین جان آگئی شکریہ خداوند کریم بجا لائے۔ الحاصل شہزادہ قریب شام تو لشکر مین آیا ہی تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا کہ شام ہو گئی شاہزادہ نے اپنے خیمہ مین آرام فرمایا۔ جبکہ نقابدار چرخ چہارم نے خیمہ مغرب سے نکلکر نقاب ظلمت شب کو چہرہ سے اٹھا دیا اور اپنی ضیاء رخ انور سے تمام عالم کو روشن و منور کر دیا ؎ تا کہ از جیب افق خضر صبح + بر تن شب کسوت ظلمت درید + تا کہ کند زندہ دل مردہ را + صبح چو عیسیٰ نفسے بر کشید + دامن فلک دستۂ ریحان درود + سرخ گل از سبزۂ گردون دمید + شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح ادا فرمائی اور ورد و وظائف سے فراغت کر کے ملکہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ مین تمہارے خاندان سے واقف ہو گیا اور باپ تمہارے سرکشان شاہ وہ بھی ساتھ شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران کے تابینا ہو گئے ہین اور اُنکے لشکر مین موجود ہین مین تمکو کہان کہان اپنے ہمراہ لیئے پھرونگا اور ہمارے خاندان کے خلاف بھی یہ امر ہے کہ عورت کو ساتھ لئے پھرین اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین تمکو وہین بھیجدون جہان تمہارے والد بزرگوار ہین اور ایک نوشتہ کامل مین تحریر کیئے دیتا ہون تمہاری حفاظت و نگہبانی کے لیئے تمکو بعزت و حرمت تمام نہایت عفت و عصمت کے ساتھ لشکر مین صاحبقران کے پہنچا دینگے تم وہان بآرام تمام پہونچ جاؤگی اپنے باپ سے ملوگی شہزادہ نے جو یہ کہا اُسوقت دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون سے زار و قطار آنسو جاری ہین مثل ابر نوبہار کے جھڑی لگی ہوئی ہے متصل اشک جاری ہین اور یہ کہہ رہی ہے کہ مین آپکی مفارقت کی کیونکر متحمل ہونگی عجب نہین ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پھڑک کر نکلجائے اس سے تو کاش دیو ہی مجھے کھا لیتا تو بہتر تھا کہ اس صدمۂ فراق سے بچتی معلوم ہوا کہ مین آپکی کنیزی کے بھی لائق نہین ہون شاہزادہ بھی آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ نے کہا کہ چہرہ انور تو مجھے زرا دکھایئے اور یہ کہکر نقاب چہرہ سے الٹ دی اور کہنے لگی ؎ نقاب انگیدن اُلٹ کر آپنے ہنا نہ فرمایا + جمال آفتاب زرہ بر وید دیکھتے جاؤ + اب جو دیکھا تو ایک ماہ طلعت پری صورت ہے کہ آفتاب تابان بھی اُسکے آگے شرمندہ ہے چہرہ مثل ماہ کامل شب چہاردہ کے روشن ہے ابروان خمدار تیغ آبدار یا قوس قزح کا لطف دکھا رہی ہین مژگان صورت سنان کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہین رخسار تابان پر سبزۂ خط کی بہار ہے سرو قامت سہی بالا بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہے چشم جادو نرگس شہلا ہے قطعہ سنتے ہین کہ تھا حسن کا بانی یوسف + رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف + سب کہنے کی ہے بات کہ یون تھا وون تھا + ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف + نوجوان حسین کمسن

آفتاب رو خال ہندو چشم جادو یوسف ثانی او فتنی جوانی نشۂ شباب مین چور ہے دو چشمش دو آہوئے
مردم شکار ء دو ابرو دو سر فتنۂ روزگار ء بہ خندہ گر لب بر انگیختے ء نمک بر دل خستگان ریختے ء ملکہ
نے کہا کہ ہان صاحب کیون نہو واقعی مین آپکے تلوے کے برابر بھی نہین ہون آپکا جمال باکمال دیکھکر
یوسف بھی ہوتا تو شرما جاتا اسوقت شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمہاری مفارقت ایک لمحہ کے
بھی گوارا نہین ہے مگر مین مجبور ہون شاہزادہ بدیع الملک کے یہان تمکو بھیجے دیتا ہون اور بہت
قریب ہے کہ مین بھی لشکر مین آکر شریک ہون بس یہ کہکر آپنے ایک خط شاہزادہ بدیع الملک کو
لکھا کہ یہ امانت میری آپ کے پاس رہے مین آپکی سپردگی مین بھیجتا ہون اور باپ اسکا سرکشتان
شاہ آپکے لشکر مین موجود ہے یہ دختر نیک اختر اسکی حاضر ہوتی ہے اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے
عیار کے حوالہ کیا کہ وہ بھی نقابدار تھا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کر دیا اسوقت کی مفارقت کا حال
کیا بیان کیا جائے گل و بلبل کی جدائی شمع و پروانہ کی ایک دوسرے مہاجرت عجب وقت یاس و
بیبسی کا تھا ایک نے دوسرے کو رخصت کیا سنگ صبر کلیجہ پر رکھکے شاہزادہ نے کہا
لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ہے ملکہ نے رو کر کہا خداوند عالم تمہارا نگہبان رہے ہمارا بھی تمہین دھیان رہے
دونون پر عالم گریہ طاری ہوا چشمہ اشک جاری ہوا الوداع کہکے باہم رخصت ہوئے وہ رو
رو کے دو ابر غم یون ملے ء کہ جسطرح ساونون سے بھادون ملے ء غرض کہ ملکہ کو باچشم اشکبار و دل
بیقرار محافہ مین سوار کیا اور خود نالان و گریان اپنے خیمہ کا رخ لیا جب یہ محافہ مسافت راہ طے کرکے
لشکر بدیع الملک صاحبقران مین پہنچا تو محافہ کے ہمراہ جو عیار نقابدار آیا اسنے عرضی و محافہ
خدمت صاحبقران مین حاضر کیا شاہزادہ عالیمرتبت نے نام نقابدار سرخ پوش کا سنکے
یہ فرمایا کہ مین نہایت ہی ممنون و مشکور ہوا اور اے بھائی ہر چند کہ نقابدار کی حامی سے اور میری
طرفداری کرنے سے اور مجھے ان کفار کے ہاتھ سے بچانیکا یہ باعث معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی
گل ہین گلشن صاحبقرانی سے جسکو کہ عدو برباد کرنا چاہتے ہین بھائی تو نے یہ دیکھا کہ کس کمر باندھی
ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے ء اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین یہ شعر پڑھکر
فرمایا کہ مین نہایت ممنون ہونگا کہ یہ بتلاؤ کہ یہ گل اسی گلستان کا ہے اور یہ عندلیبان سرخ پوش اسی
گلزار ہمیشہ بہار کے بلبل ہین اسوقت یہ عیار نقابدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ حضور قریب ہے کہ آپکے اوپر
انکا حال و نام سب افشا ہو جائیگا وہی حال ہے بقول شاعر کہ قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو نہ بھید کھل ہی جائیگا ذرا
غسل بہار آنے دو نہ تو حضور ہمارا وقت نہین ہے کہ ہم عرض کر سکین اور نقابدار عالیمقدار کی نہایت ممانعت ہے فرماتے ہین کہ
مجھسے بھی کونسا ایسا کار نمایان ظہور مین آیا ہے جو مین اپنے نام و نشان سے آگاہ کرون اور ماشاءاللہ حضور نے تو
وہ کار نمایان کیے ہین یعنی عہد صاحبقرانی مین جبکہ امیر ثانی تشریف رکھتے تھے جتنے طلسم کہ آپنے فتح کیے اور کسیکے
اتنے طلسم دیکھنا بھی تو نصیب نہوگا اور جیسا کہ اب صاحبقران کے سامنے آپنے رکھا ایسا کسی نے نہین کیا اور صاحبقران
اول کے سامنے بھی یہ بات کسی اور کو حاصل نہین ہونے پائی یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ عرضی پڑھی جائے اور عیار کو خلعت سے
مخلع کیا چنانچہ عرضی پڑھی گئی شاہزادہ بدیع الملک نے عرضی سنکے نقابدار کا نہایت شکریہ ادا کیا اور سرکشتان شاہ سے
کہا کہ دختر تمہاری آگئی ہے اور یہ کہکر اپنی ناموس مین بھیجدیا کہ خبردار اسکی بہت خاطر کرنا اور اسکی دلشکنی نہونے پائے یہ امانت ہے
نقابدار سرخ پوش کی اور نقابدار کو لکھا کہ خدا وہ دن کرے کہ مین اسکی شادی آپکی ساتھ کرون اور میرا جو حال ہے آپ
پر ظاہر ہی ہے بس اب نقابدار نے اس نامہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا اب یہ شکار کیجانب مصروف ہوتی ہین انکا حال آئندہ معلوم ہوگا

لیکن اب یہان سے داستان نیرنگ قاف کی آغاز کیجاتی ہے + سخن دانی کہ معنے ساز کردہ + سخن را اینچنین آغاز کردہ + راوی بیان کرتا ہے کہ نیرنگ قاف اقالیم پرستان مین اقلیم پنجم ہے مالک یہان کا نیرنگ شاہ گجکلاہ ہے اور اٹھارہ لاکھ فوج کا مالک ہے بڑے بڑے زبردست دیو اسکی فوج مین ہین کہ حال انکا بر وقت تحریر ہوگا اور بھائی اسکا گیرنگ شاہ گجکلاہ طلسم نیرنگ قاف کا بادشاہ ہے غرضکہ اقلیم پنجم کی حکومت ظاہری و باطنی انھین دونون بھائیون کی ہے اسی اقلیم مین ایک صحرا ہے کہ دیوار بلند سے محیط کرکے نام اسکا گلستان عدم رکھدیا گیا ہے بنا اسکی جناب سلیمان کے وقت سے ہے یہ دراصل زندانخانہ قاف ہے جو دیو و پری کہ لائق سزائے سخت ہوتے ہین وہ اسی گلستان عدم مین قید کردیئے جاتے ہین جو یہان آتا ہے پھر نہین نکلنے پاتا ہے اسی باعث سے اسکو گلستان عدم کہتے ہین اس زندانخانہ مین داخل ہونا گویا ہستی سے عدم مین جانا ہے غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر جمعیت بڑھی کہ لوگ یہان ہر قسم کے کاروبار مین مصروف ہوئے گویا ایک ملک آباد ہوگیا آپسمین شادیان بیاہ ہونے لگے اُنسے پود بڑھی لوگ ہر پیشہ کے موجود ہین جسکو جو کام آتا تھا اُسنے اُسے ترقی دی یہان تک کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت و ہر پیشہ کے لوگ یہان موجود ہین اب یہ زندانخانہ خود ایک ملک وسیع ہے جسے ایک قلعہ محکم کہنا چاہیئے کہ دیوار بلند و مستحکم حصار کیئے ہوئے ہے ہر قسم کے علوم و فنون سکھائے جاتے ہین مدارس کھلے ہوئے ہین کہین فن سپہگری کی تعلیم کسی جا اصلاح جنگ بنکر فروخت ہوتے ہین آپسمین امتحان ہوتے ہین آزمایش جنگ و جدل ہوتی ہے یہانتک کہ نو دیو ایسے زبردست و بہادر نکلے کہ انھون نے تمام دیوان گلستان عدم کو محکوم کرلیا لیکن آپسمین روزمرہ چشمکین رہا کرتی ہین بازار خانہ جنگی گرم رہتا ہے یہ حال دیکھکر دیو برق برلق کہ مالک زندانخانہ تھا سوچا کہ اب یہ لوگ سرکش ہوگئے جس روز یلغار کرکے نکل پڑینگے کسکے روکے رک سکتے ہین اول مجکو غارت و برباد کردینگے بعد اُسکے بادشاہ نیرنگ قاف کا ملک تباہ کرینگے ہرچند کہ بادشاہ کے پاس اٹھارہ لاکھ فوج ہے لیکن وہ عالم غفلت مین ہے یہ نو لاکھ ہین اگر یکایک جا پڑینگے کچھ بنائے نہ بنیگی اسکا کچھ انتظام کرنا چاہیئے اور بالفرض بادشاہ نیرنگ گجکلاہ انجام مین فتحیاب بھی ہوا تو مجھے کیا اسلیئے کہ تو پہلے ہی لقمۂ اجل ہوجائیگا لہذا اسکی اطلاع بادشاہ کو کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی معقول بندوبست کرے یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا اسنے سامنے سے عیار اسکا کہ نام اُسکا مہتر خرچال ہے آیا سلام کیا اور مالک کو متردد و متفکر پاکر عرض کیا کہ کیا فکر ہے اور کونسی تشویش ہے کہ رنگ رو متغیر ہے خدانخواستہ مزاج مبارک کیسا ہے دیو برق برلق نے کہا کہ اے خرچال مجھے اس وقت ایک تازہ فکر پیدا ہوئی ہے جسکا مین نے پہلے سے خیال نہ کیا اب معاملہ سخت و دشوار معلوم ہوتا ہے اور کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا خرچال نے کہا کہ شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + اے شہریار آپ خاندان شاہی سے ہین ہرچند کہ نیرنگ شاہ نے آپ سے ناراض ہوکر اک قسم کا قیدی آپکو بنایا کہ زندانخانہ کا حاکم کیا معمولی آدمیون کے واسطے اندر داخل ہونا قید تصور کیا جاتا ہے اور رئیسون امیرون کے واسطے زندان کی حکومت بجائے اسیری و قید ہے اس لیئے کہ حاکم قیدی اور محکوم قیدی کا فرق معلوم رہے لہذا آپکو لازم نہین ہے کہ گھبرا جائیے کیسی ہی مصیبت سخت ہو مگر استقلال سے کام لینا چاہیئے آخر بیان تو فرمائیے کہ وہ کیا بات ہے اس کلام سے دیو خرچال کے برق برلق کو کچھ تسکین ہوئی اور کہا مجھے ان زندانیون سے اندیشہ ہے دیو خرچال ہنسا اور کہا معلوم ہوتا ہے

کہ تیری قسمت مین سلطنت ہے برق بریق حیران ہوا کہ مین خوف و اندیشہ ظاہر کرتا ہون اور یہ کہتا ہے کہ سلطنت تقدیر مین ہے مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ جواب دیا کہ اے خرچال مجھے تو تردد ہے اور تو تمسخر کرتا ہے یہ سب سرکش ہو گئے ہین سامان حرب و ہتیار وغیرہ سب انکے پاس موجود ہے یہی غنیمت جان کہ اُن کو آپس کی خانہ جنگیون سے فرصت نہین ہے اور خیال آزادی دل مین پیدا نہین ہوا ہے ورنہ مشکل پڑجائیگی کچھ بنائے نہ بنیگی دیو خرچال نے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ برق بریق پہلے میری ہی نذر قبول ہو اور مجھے بوقت حکومت بھول نہ جاسیئے گا اس واسطے کہ حکومت پاکر دماغ بدل جاتا ہے رفقائے قدیم کا خیال کم ہو جاتا ہے میری نظرون مین آپ شاہ دیوان نظر آتے ہین اور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے تمسخر کرون وہ وقت اور ہوتا ہے جبکہ خوش مذاقی کیجاتی ہے کہ روسا کا دل بہلے یہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسے صحیح جاننا اور میرا ذمہ اگر تو بادشاہ نہ ہو جائے تو مین نے اپنا خون تجکو بحل کیا اور اگر تو بادشاہ ہو جائے تو مجھے وزیر کرنا یہ سُنکر دیو برق بریق نے کہا کہ یہ مین نے مانا اور اُسی وقت دونون مین قسم کے ساتھ معاہدہ ہوا اب دیو خرچال نے کہا کہ آپ اشتہار دیجیئے کہ ہمارے یہان آج کے آٹھوین روز دنگل ہے جسقدر دیو ہمارے گلستان عدم کے پہلوان ہین سب جمع ہو کر لڑین اُنکو خاطر خواہ انعام دیا جائیگا جس وقت وہ سب جمع ہون اور اُن مین آزمائش زور و طاقت ہو جائے اُس وقت صلاح بتلاؤنگا جس سے تاج شاہنشاہی تیرے سر پر جلوہ فگن ہوگا برق بریق نے اسکی رائے کے موافق اعلان کیا اور بروز معین اکھاڑا درست کر دیا گیا ہر چہار طرف کرسیان دنگل بچھ گئے صدر مین برق بریق مع دیو خرچال آکر بیٹھا اور دیگر دیوان زبردست آآکر اُن دنگلون پر بیٹھنے لگے چار گھڑی دن چڑھتے تک سب پہلوان آکر جمع ہو گئے اور دیگر تماشا بینون کا اسقدر مجمع ہو گیا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا راہ نہ ملتی تھی آگ آپس مین کہتے تھے کہ جب سے یہ مقام آباد ہوا آج تک ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا یہ پہلا روز تھا کہ ان قیدیون مین شان آزادی پیدا ہوئی نہایت جوش مسرت تھا اور دیو اشقال کہ تمام دیوون سے دراز قد و زبردست تھا ایک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا تھا دیو برق بریق نے کہا کہ اے دیو اشقال تم ان لوگون سے واقف ہو برابر کی جوڑین تجویز کر کے اِن کو لڑاؤ کہ کمزور و زبردست کا حال معلوم ہو دیو اشقال نے حسب الحکم برق بریق داروغہ زندانخانہ جوڑین تجویز کر لڑانا شروع کین کئی سو جوڑین لڑین اسی طرح تین چار روز تک برابر میدان کشتی گرم رہا آخر روز آٹھ دیو دیو اشقال نے منتخب کئے کہ تمام دیوان گلستان عدم سے زبردست تھے اور دیو اشقال اِن سے بھی زبردست تھا اس کے بعد جلسہ برخواست ہوا سب اپنے اپنے گھر گئے اور برق بریق نے حسب صلاح دیو خرچال اِن دیوان منتخب کو مع دیو خرچال روک لیا اور ان کی دعوت کی عین جلسہ دعوت مین جبکہ دور جام شراب کا چل رہا تھا ہوشا ہوش و نوشا نوش کی صدا بلند تھی برق بریق نے کہا کہ اب تک تم لوگ زندانی کہلاتے ہو اگر تم کو اِس قید سے رہائی حاصل ہو کر دولت و مال دستیاب ہونے کی صلاح بتلائی جائے تو تم کچھ احسان مانوگے یا نہین سب نے متفق ہو کر کہ اے داروغہ صاحب اِس سے بڑھکر کیا بات ہے زندگی بھر شکر گزار رہینگے اور بعد آزادی بھی آپ کی اطاعت کے اسیر اپنے کو تصور کیا کرینگے دیو برق بریق نے کہا کہ مین تم سب کو ایسی تدبیر بتاتا ہون کہ تھوڑے دنون مین ناموری حاصل ہو ملک و دولت ہاتھ آئے بہادرانہ

آفاق مین سے تم لوگون کا شمار ہے لیکن کچھ ہمارا بھی حق تم لوگ سمجھتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ آپ کو
اپنا محسن تصور کرینگے مالک جانینگے اُس وقت برق بریق نے ان سے عہد واثق لیا اور ان سے
قسم ابلیس کی کھاکر کہا کہ ہم جادۂ اطاعت سے کسی وقت مین قدم نہ نکالینگے یہ سُنکر برق بریق
نے کہا کہ اچھا اب وہ تدبیر سُنو سب بگوش ہوش متوجہ ہوئے برق بریق نے کہا کہ مجھے مردم شماری
سے معلوم ہوا کہ بارہ لاکھ دیو علاوہ بچون اور پریون کے اس مقام پر رہتے ہین جنمین سے تین
لاکھ ضعیف و ناتوان چُنکر علحدہ کردو اور نو لاکھ دیو منتخب کرکے اُن کا لشکر تیار کرو اور تم مین سے ہر ایک
ایک لاکھ دیو کی سرداری کرے اور دیو اشقال کو سپہ سالار کیجیے اور مجھ کو بادشاہ مانے جس وقت
یہ سامان درست ہوکر ایک سلطنت محکم قایم ہوجائے اُس وقت یہان سے نکل کر ملک گیری شروع کرو
یہانتک کہ بزور و طاقت اپنے کو نیرنگ شاہ کے مقابلے پر پہونچا دو کہ اگر وہ لڑے تو اُس سے
کلمہ بکلمہ لڑین اور اگر نہ لڑے تو اُس سے مزاحمت نہ کرین اس لیئے کہ پردۂ قاف مین صدہا
ملک ایسے ہین جنکا قبضہ مین کرنا اور حصول مال و دولت سے اقتدار کا بڑھانا آسان ہے
پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے بادشاہ سے لڑین ہان اگر وہ خود بگاڑ کریگا تو دیکھا جائیگا یہ
سُنکر تمام دیو خوش و مسرور ہوئے تالیان بجانے اور ناچنے لگے یہ معلوم ہوا کہ پردۂ قاف
پر انکا اسی وقت سے قبضہ ہوگیا قہقہون کی صداؤن سے گنبد فلک گونج اُٹھا اور دیوون نے
برق بریق سے کہا کہ ہمین اطاعت قبول ہے جو اپنا محسن ہو اُسے چھوڑکر دوسرے کی ماتحتی
کیون قبول کرنے لگے اس لیئے کہ بغیر بادشاہ کے لشکر بیکار ہے اور بغیر لشکر کشی کے اقتدار و دولت
ہاتھ آنا دشوار آپ ایسا رعایا پرور بادشاہ ہمین نہین ملیگا نہ آپ کو ہم ایسے جان نثار ہاتھ
آئینگے کہ ہماری آزادی کے بانی آپ اور آپ کی بادشاہت کے بانی ہم ہوئے برق بریق
نے جب ان سب کو آمادہ و مستعد پایا اُسی وقت اعلان کیا کہ ہم پرسون دربار عام کرینگے
ہر ایک کو حسب لیاقت منصب و جاگیر عطا کرینگے جتنے دیو ان گلستان غم مین ہین سب کو چاہیئے کہ آکر
شریک ہون جس وقت یہ اعلان کیا گیا ملک مین عجب طرح کی خوشی تھی کہ دیو پھولے نہ سماتے
تھے اپنے اپنے جوتڑ بجاتے پھرتے تھے کبھی اس زندان مین آج تک ایسی باتین کاہے کو
سُننے مین آئی تھین یہ خبر آن واحد مین تمام ممالک گلستان عدم مین پھیل گئی اور فوج فوج جوق
جوق گروہ گروہ ہر طرف سے دیو اُس مقام پر آکر جمع ہونے لگے جسکو برق بریق نے صدر قرار
دیا تھا اور وہان بارگاہ آراستہ کی تھی اور تاج و تخت تیار رکھا تھا غرضکہ جب تمام دیو جمع ہوگئے
اُس وقت دیو برق بریق نے تخت شاہی پر قدم رکھا اور تاج ہاتھ مین لیکر آواز دی کہ
ایہا الناس اس وقت تک مین تم پر ایک داروغہ کی حیثیت سے حاکم تھا اور تم سب زندانی
تھے لیکن آج سے مین بادشاہ تمھارا اور تم سب رعایا ہو یہ کہکر تاج سر پر رکھا بس جلدی سے دیو
نرچال نے نذر دی برق بریق شاہ نے نذر اسکی قبول کی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور
خلعت وزارت عنایت کیا اس کے بعد دیو اشقال درازشاخ نے نذر دی بادشاہ نے
نذر اس کی بھی قبول کی اور خلعت سپہ سالاری سے مخلع کیا بعد اس کے اُن آٹھون دیوون
نے نذر دی ان کی بھی نذر قبول ہوئی اور ایک ایک لاکھ دیو کی افسری ان کو عنایت ہوئی
اور دیو اشقال ان پر افسر مقرر ہوا بعد اس کے یکے بعد دیگرے نذرین گذرنا شروع ہوگئین

اور سب کو حسب لیاقت عہدے تقسیم ہونے لگے کوئی کوتوال معین ہوا کوئی ناظم کوئی وزیر کوئی کسی عہدے پر مختار کوئی کسی درجہ پر کامیاب ہوا غرضکہ یہان آج سے سلطنت برق بریق کی قائم ہوئی اور فوج کو قواعد جنگ مثل پٹا بانا کشتی بھری گتکا وغیرہ سکھایا جانے لگا حتے کہ ایک سال کے اندر یہ سب برق ہو گئے اور نو لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا دیو اشتقال نے برق بریق سے عرض کی کہ اب فوج تیار ہو گئی اور دیوون کے دلولے ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ اگر آپ خروج نہ فرمائینگے تو یہ بغیر حکم متفرق ہو کر نکل پڑینگے کام بگڑ جائیگا بہتر و مناسب ہے کہ اب آپ خروج کرین اور ملک گیری شروع کر دین یہ سنکر برق بریق نے خرچال کی طرف دیکھا خرچال نے عرض کی کہ بس اتنی ہی دیر تھی اب کوئی محل تردد تامل نہین ہے اُسی وقت برق بریق نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور پیش خیمہ ماہی مراتب جلوس سواری وغیرہ تیار ہو کہ ما بدولت و اقبال خروج فرمائینگے حسب الحکم برق بریق سب سامان تیار ہوا اور برق بریق مع فوج بے شمار اور لشکر جرار گلستان عدم سے بصد شوکت و حشم نکلا آگے آگے سواری کے ڈنکا بجتا ہوا جلو مین تمام لشکر دیوان نو دیوان زبردست تخت کو تھامے ہوئے بڑی دھوم دھام سے سواری اس کی چلی آتی ہے آتے آتے یہ انبوہ حشرات الارض قاف کے چوراہے پر پہونچا اور منزل کی صبح کے وقت راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ راستے کس کس طرف کو گئے ہین معلوم ہوا کہ ایک راستہ نیرنگ قاف کی جانب گیا ہے جہان کا بادشاہ اٹھارہ لاکھ فوج و سپاہ رکھتا ہے اور دوسرا راستہ طلسم نیرنگ قاف کی طرف گیا ہے اور تیسرا راستہ گلستان ارم ملک ملکہ آسمان پری کی جانب گیا ہے اور چوتھا راستہ بہارستان قاف کو گیا ہے کہ جہان کی شاہزادی ملکہ بہار پری زوجہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان ہے بس یہ سُننا تھا کہ آتش عناد ان دیوون کے دل مین روشن ہوئی کہ ہماری ہم قوم شاہزادی اور زوجہ آدم زاد کہلائے بس ملک اس کا غارت کرنا سب کامون سے مقدم ہے اور قتل کرنا بہار پری کا جملہ واجبات سے اولے ہے اس کے علاوہ لندھور نے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے اُس کا عوض ضرور ہے یہ خیال کر کے برق بریق نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بہارستان قاف کی طرف چلے اور قلعۂ بہاریہ کو اول غارت و برباد کرے اسکے بعد دیکھا جائیگا یہ سُن کر دیو اشتقال نے لشکر کے نو ٹکڑے کئے اور پیش خیمہ اپنے ہمراہ لے کر آگے آگے روانہ ہوا اس کے بعد طوفان کرگدن سوار لاکھ دیوون سے روانہ ہوا پھر دیو ہامون و دیو شکیلا نے آہن کلاہ و دیو افغان بلند آواز و دیو ککنیال و دیو منیزال و دیو کرکرا و دیو تن تنا یہ سب یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اور آخر مین برق بریق شاہ دیوان گلستان عدم کی سواری بہارستان قاف کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھا چاہئیے کہ یہ لوگ کسوقت پہونچتے ہین۔ لیکن اب راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ بہار پری بیٹھی ہوئی ہے اور ہر چہار جانب اس کے انیسین جلیسین جمع ہین باتین ہاتھ شباب کی آنا لندھور بن سعدان گرد کا ساتھ صاحبقران کے عشق ہونا اپنی جوانی کے زمانے کے دلولے اور عشق کے چرچے تارنا لندھور کا دیوان قاف کو بیان ہو رہے ہین کہ

اُسی حالت مین ملکہ بہار پری نے کہا کہ آج کل مجھے بہارستان قاف خزان بہار معلوم ہوتا ہے ہر گل و ریحان کو دیکھ کر دل پر ایک داغ کی ایسی جلن محسوس ہوتی ہے سبزے سے بیگانگی آتی ہے کلنٹے نیش زن معلوم ہوتے ہین صبا کی چال مین گھبراہٹ پیدا ہے جیسے کوئی کسی کے خوف سے بھاگتا ہے برگ خشک مانند فوج ہزیمت خوردہ کے عالم تباہی مین پڑے ہوئے ہین ثمر پختہ و خام مثل سر بریدہ کے ٹھوکرون مین آ رہے ہین شفق مین بوئے بیوفائی و رنگ خون تمنا کی شان نکلتی ہے طائرون کی نغمہ سرائی نوحہ خوانی معلوم ہوتی ہے ہر زمزمے سے آواز الفراق پیدا ہے بلبلین فریاد کرتی ہین لیکن گلون کے کان بہرے ہو گئے ہین کوئی کسی کی نہین سُنتا سنبل باحال پریشان کہہ رہا ہے کہ سامان بربادی نظر آتا ہے نرگس کی آنکھون مین سوائے تیرگی کے کچھ نظر نہین آتا عجب سامان ہین نہین معلوم کیا منظور خدا ہے کہ دل اُداس ہوا جاتا ہے طبیعت پریشان ہے جو مُنہ چڑھی ہوئی پریان ہین اور بچپن کی سہیلیان ہین اُنھون نے کہا کہ واری اس وقت جو ذکر ہو رہے تھے وہ دل کی پریشان ہی کرنے والے ذکر تھے اُس وقت کہ جسکی یہ باتین تھین فقط فراق یار جانی بچپنی کی نشانی تھا اب تو فرقت شباب اُس ایذا پر بھی غالب آگئی کہ افسوس اب وہ زمانہ ہی نہین رہا کہ لندھور کبھی اس طرف کا رُخ کرین بس جس کو ایسے ایسے خیال پریشان کر رہے ہون اُس کا دل کیونکر ٹھکانے رہ سکتا ہے یہ سُن کر ملکہ بہار پری چین بہ جبین ہوئی اور کہا رنڈی ہوش سنبھال بڑھاپے کا جو نجلا جنازے کے ساتھ تیری خرمستی ابھی نہین مٹی ہے تجھ کو ایسے خیال آیا کرتے ہونگے جوانی کا حاصل شادی ہونا شادی کا مآل اولاد وہ سب کچھ ہو چکا کوئی حسرت دل مین باقی نہین رہی جو حالتین مین نے اپنی بیان کی ہین یہ سب علامتین ہین زوال اقبال کی نہین معلوم کہ زمانہ کیا رنگ بدلا چاہتا ہے مجھے یقین ہے کہ بہارستان قاف پر کوئی تازہ بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہی چرچا تھا کہ دیو ہلاہل کہ جو نائب و وزیر ہے ملکہ بہار پری کا اور ناظم ہے بہارستان قاف کا گھبرایا ہوا خدمت مین ملکہ بہار پری کے آیا اور عرض کی کہ اے ملکہ آفاق ایک خبر وحشت اثر سُنی ہے خداوند عالم اُس کو جھوٹ کرے لیکن مقام تشویش ضرور ہے غفلت کرنا مناسب نہین کوئی انتظام کرنا چاہیئے اس لیے کہ سُنا ہے دیو برق برق بادشاہ بنا ہے دیوان گلستان عدم کا اور قیدیون نے اتفاق کر کے اُس کو بادشاہ بنایا ہے اور لشکر آراستہ کیا ہے اور برائے ملک گیری نکلے ہین اور اسی طرف آ رہے ہین نو لاکھ دیوون کی فوج ہے اور بڑے بڑے زبردست دیو افسر ہین کہ جن مین کا ایک بھی کافی ہے بربادی پرستان قاف کے واسطے ایسے ایسے نو افسر ہین اور ایک دیو دراز قد کہ جسکا قد اڑہائی سو گز کا ہے سب دیوون کا افسر ہے اور سپہ سالار ہے برق برق کا آگے آگے پیش خیمہ لیئے چلا آتا ہے بس یہ سُن کر ملکہ بہار پری نہایت پریشان ہوئی کہ لندھور نے امیر عالیشان کے ہمراہ خانہ کعبہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور فرزند میرا ارشد ہمزاد پری زاد نہین معلوم کس مقام پر ہے اور کس حال مین ہے اور یہ یورش کفار کا ہے میری فوج تاب مقاومت نہ لا سکے گی یا خدا اس کا انجام کیا ہوگا اور اپنی ہمجلیسون سے کہا کہ دیکھا تم نے آثار پریشانی ظاہر ہو گئے اور سبب دل کی گھبراہٹ اور ملک کی اُداسی کا کھُل گیا ان سب نے اپنی اپنی گردنین جھکا لین لیکن اُسی وقت

ملکہ بہار پری نے ایک نامہ ملکہ آسمان پری کو بطور عرضی لکھا کہ اے ملکۂ آفاق مجھپر وقت تنگ آگیا ہے اور زمانہ کی گردش میرے خلاف معلوم ہوتی ہے دیوان گلستان عدم نے میرے ملک پر چڑھائی کی ہے اور لشکر فراوان ہمراہ لایا ہے بہ نیت برلیق براے بربادی بہارستان قاف آتا ہے لہذا جلد کسی کو براے مدد روانہ فرمائیے کہ وہ آکر ان سرکشون کو پست کرے اور شکست دے اور آبرو آپ کی کنیزی کی اور ملک بہارستان قاف کو تباہی سے بچاے واجب جانکر عرض کیا جس وقت یہ عرضی تیار ہوئی ایک پریزاد یہ عرضی لے کر خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچا اور عرضی پیش کی ملکہ آسمان پری نے لفافہ چاک کیا اور عرضی ملاحظہ فرما کر جواب لکھا کہ اے بہار پری خداوند کریم ہماری تمہاری دونون کی ملک و آبرو کا نگہبان ہے اس لیئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ صاحبقران عالیشان خانہ کعبہ مین جاکر گوشہ نشین ہوے اور فرزند اُن کا یعنے صاحبقران اعظم عیادت قہور دیو پرور کو طرف قہوریہ کے گیا ہوا ہے اور فرزند قریشیہ طلسم نیرنگ قاف مین پھنس گیا خدا اُس کو رہائی بخشے قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی کو بھائی نے اُن کے پردے بٹھایا ہے اس وقت کوئی معاون و مددگار سوا ذات پروردگار عالم کے نظر نہین آتا کچھ لشکر مین بھی بھیجے دیتی ہون یہ جواب عرضی کا لکھ اُس پریزاد کو دیا اور کچھ لشکر ہمراہ کر کے روانہ کر دیا جس وقت جواب عرضی بہار پری کو پہونچا نہایت پریشان ہوئی اس کے بعد فوراً ایک عرضی بنام صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک لکھ کر روانہ کی یہ نامہ دار جس وقت لشکر اسلام مین پہونچا عجیب حالت دیکھی کہ تمام لشکر مع جملہ سرداران نامی و گرامی نابینا ہے اس طرف سے بھی مایوس ہوا لیکن اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے خیال سے حاضر خدمت صاحبقران عالیشان ہوا اور عرضی پیش کی بدیع الملک نے فرمایا خیریت ہے اُس نے عرض کیا کہ عرضی پڑھ کر حضور کو معلوم ہو جائیگا جس وقت بدیع الملک نے یہ کلمہ سُنا فرمایا کہ اچھا عرضی کھول کر پڑھو مین سُنتا ہون نامہ دار نے عرضی لفافہ سے نکالی اور پڑھی صاحبقران ثالث مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر نہایت رنجیدہ و محجوب ہوے گردن جھکا لی فرمایا کہ افسوس کس وقت مین بہار پری نے مدد طلب کی ہے کہ جس وقت ہم خود لقمۂ اجل بنے بیٹھے ہین کہ جسکا جی چاہے یہان آکر ہمین قتل و قمع کر کے چلا جاے کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے یہ فرما کر بہت روے اور نامہ دار کو جواب اس مضمون کا لکھ کر عنایت فرمایا کہ اے ملکہ بہار پری مین تم کو مادر مہربان سے زیادہ سمجھتا ہون اس لیئے کہ تم میرے جد اعلے یعنے صاحبقران اول کے جانشین کے ناموس ہو میری بھی بزرگ ہو مجھپر ہر طرح اطاعت تمہاری بھی فرض تھی مگر جو حالت یہان کی ہے وہ اپنے ایلچی سے سُن لینا کہ اُس نے ہم سب کو کس حال پر ملال مین دیکھا ہے اور فرزند تمہارا اشقیون پریزاد جو ہماری مدد کو آیا تھا اس قدر زخمون سے چور ہے کہ اُٹھنا بیٹھنا محال ہے اگر آج اچھا ہو تو دو مہینے مین اور یہی حالت فرہاد خان یک ضربی و لندھور ثانی و فرسنگ بن لندھور و دیگر سرداروں کی ہے جو کہ بلاے کور چشمی سے محفوظ ہین وہ اس آفت مین مبتلا ہین تکیہ خدا پر کرو کہ جسنے تمہین پیدا کیا ہے وہ ہی بچانے والا ہے اس وقت ہماری تمہاری ایک حالت ہے کہ ہر وقت گویا موت سر پر ہے اور دہان گور لقمہ چرب سمجھ کر منھ کھولے ہوے ہے

اگر زندگی ہماری تمھاری ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب زندگی کا پیدا ہی کر دیگا اور اگر قضا آگئی ہے تو کوئی چارہ نہین ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ایلچی جواب نامہ لے کر رخصت ہوا چلتے وقت صاحبقران عالیشان نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ بھی کہدینا کہ بھائی میرا خضران بن عمرو جو میرا عاشق وشیدا ہے فکر بصیر جادو مین گیا ہوا ہے تاکہ اُس کو مار کر آنکھین ہم سب کی روشن کرے نہین معلوم کہ اُسپر کیا گذری اس وقت تک کوئی خبر اُس کی بھی تاحال نہین معلوم ہوئی نامہ دار مع نامہ و پیغام زبانی رخصت ہو کر روانہ ہوا اور آکر ملکہ بہار پری سے تمام واقعات وحالات چشمدیدہ بیان کر کے عرضی کا جواب دیا اور حال خضران بن عمرو کا زبانی بیان کیا جس وقت بہار پری نے حال خضران سُنا اور مضمون جواب عرضی سے آگاہ ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ معلوم ہے کہ ستارہ دسخت ہم لوگون پر آگیا ہے اور تقدیر ہماری برگشتہ ہو گئی ہے خیر اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر چست باندھنا چاہیئے آثار و علامات اچھے نہین معلوم ہوتے مین یہ سوچ کر چند نامے اور قریب قریب کی پریون کو جو کہ ایک ایک دو دو ملک کی حاکم ہین لکھ کر روانہ کئے چنانچہ ایک نامہ جلاجل پری اور ایک نامہ سلاسل پری اور ایک نامہ رضوان پری کو بھی بھیجدیا اور خود لشکر اپنا لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ برپا کی دوسرے روز جلاجل پری بیس ہزار دیودن سے آکر پہونچی بہار پری نے اس کا استقبال کیا اور اپنے خیمے مین لائی اس کے بعد سلاسل پری آئی اور بعد سلاسل پری کے رضوان پری آئی یہان تک کہ شام تک آٹھ نو پریان جمع ہو گئین شام کو ان سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور آپس مین حسرت آمیز باتین ہونے لگین اور صحبت مشورت گرم ہوئی اور یہ راے قرار پائی کہ ہم تم لڑ کر مر جائین تو بہتر ہے کہ پردہ رہ جائیگا ورنہ نہین معلوم یہ کفار ابلیس پرست کیا سلوک کرین اور کیونکر پیش آئین یہی راے قرار پائی اور سب نے ایک ہی خیمے مین آرام کیا کہ اس تھوڑے زمانے کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے ایک دوسرے کو جی بھر کر دیکھ لے غرضکہ جب صبح ہوئی سب نے مُنھ ہاتھ دھونے سے فرصت کی صحبت گرم ہوئی سراچہ بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے صحراے بہارستان قاف کی سیر دیکھی جا رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد وغبار بلند ہوا دل بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے وہ آفت قریب ہے جس کا ہمین خوف تھا وہان دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اشقال رازقی ایک لاکھ دیودن کی جمعیت سے سرح بارگاہ آکر پہونچا اور جاے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا بہار پری نے جو دیکھا کو نہ اطمینان ہوا کہ ایک لاکھ دیو ہین ان سے میرا لشکر چندی لڑ سکتا ہے خداوند کریم شاید کوئی صورت نکال دے ممکن ہے کہ صاحبقران اعظم بھی عیادت فہور دیو پرور کے بعد واپس آئین اور ان دیودن کو بسزا پہونچائین یہ خیال کر کے دل کو منضبط کیا اور جلاجل پری سے کہا کہ بہن مین نے تو بہت کچھ سنا تھا کہ نو دس لاکھ دیو آتے ہین اسی سے مین پریشان ہوئی تھی اسے تو یہ تو موئے لاکھ سے زیادہ نہین معلوم ہوتے ان سے زیادہ تو ہمارا اقبال لشکر ہے یہ مونڈی کاٹے کیا کر سکتے ہین جلاجل پری نے کہا کہ بہن لوگون کا قاعدہ یہی ہے کہ ذرا سی بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہین مبالغے بغیر زبان سے لفظ نہین نکلتے ہین زندانخانہ پرستان مین اتنے دیو کہان سے آگئے یہ اتنے دیو بھی نہین معلوم

کہان سے آئے ہین بعد دریافت معلوم ہو جائیگا لیکن سلاسل پری نے کہا کہ بہن ابھی کیا معلوم اگر اس کے بعد اور دیو آتے ہون لشکر زیادہ ہوتا ہے تو کئی حصون مین تقسیم کر دیا جاتا ہے رضوان پری نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے مین بھی سُن چکی ہون کہ دیوان گلستان عدم نے دارونہ زندان کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ لشکری بن کر اُس کے ساتھ ہوئے ہین اور بربادی پرستان کے ارادے سے نکلے ہین یہ سُن کر جلاجل پری نے کہا کہ بہن اللہ اللہ کرو بھلا کوئی عقل کی بات ہے فال بد مُنھ سے نکالنا اچھا نہین ہوتا ہے یہی ذکر تھا کہ یکایک دوسری گرد اڑی سب اُس طرف نگران ہوئے دیکھا کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ دیو آگے آگے اُن کے ایک دیو بمرتبہ افسری تھا پیدا ہوئے اور دیو اشتقال جو ان سے بیشتر آیا تھا اُس کی فوج سے ملحق ہو گئے اور فوج بہار پری کی طرف دیکھ کر قلقاریان مارین رضوان پری نے کہا کہ بہن دیکھا تم نے یہ کیا سامان ہے بہار پری و جلاجل پری کو ایک سناٹا آگیا دفعتًا پھر ایک تیسری گرد پیدا ہوئی اور دل گرد سے دیو طوفان ایک لاکھ دیوون سے پہونچا پھر تو اس کے بعد تانتا بندھ گیا یہ پریان تصویر بنی بیٹھی ہین اور رنگ رو متغیر ہین اور دیو گروہ گروہ یکے بعد دیگرے چلے آتے ہین بعد دیو طوفان کے دیو ہامون اس کے بعد دیو شکیلا آہن کلاہ اور دیو گلگیزال و منیزال و دیو کرکراد و دیو تن تنا یہ سب کے سب ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہونچے شام کو بادشاہ دیوان یعنے ملک برق برلق مع حشم و قدم آکر پہونچا سب افسرون نے استقبال کیا بادشاہ نے آتے ہی آتے لشکر بہار پری کی طرف غور سے دیکھا اور داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمے نصب کرا کے دربار مین برق برلق کے حاضر ہوئے وہان دیوون کے لشکر نے پڑاؤ کیا تمام صحرا دیوون سے مملو ہو گیا دیو برق برلق نے دیو اشتقال سے کہا کہ آج تم سب آرام لو کل طبل جنگ بجوانا دیو اشتقال نے کہا کہ خداوند کیا کسی زبردست دشمن سے یا برابر والے سے سامنا ہے جسکے واسطے یہ انتظام کیا جائے آپ طبل جنگ بجوا دیجیے گا صبح کو دو دو دیو دو لاکھ دیوون سے حملہ کر کے ان سب کو پامال کر کے کل ہی بہارستان قاف پر قبضہ کر لین گے ہم اور آپ کھڑے تماشا دیکھین گے برق برلق نے یہ سُن کر کہا کہ تم جاؤ طبل جنگی بجوا دو دیو اشتقال نے اُسی وقت نوازش طبل جنگی کا حکم دیا کوس حربی پر چوب پڑی شعر ز نقارہ آواز آمد برون + کہ گردون دون ست و دونست دون + یہان ملکہ بہار پری کثرت لشکر دیوان دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے یہ خیال کیا تھا کہ ملک سے دست بردار ہو کر کسی سمت کو چلی جاؤن جب امید فتح نہین تو لشکر کو قتل کروانے سے کیا فائدہ ہے لیکن جب ان دیوون نے آتے کے ساتھ ہی طبل جنگ بجوا دیا تو دل ملکہ بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ اب بھاگنے کا موقع بھی نہین رہا خیر شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر محکم باندھنا اس واسطے کہ کوئی صورت بچاؤ کی ذہن مین نہین آتی بمجبوری طبل جنگ کو حکم دیا یہان کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی گویا نقارہ ہر دو دست چوبی سے ظلم کفار پر سر پیٹ رہے ہین یا ماتم مرگ اہل اسلام کر رہے تھے

فوج مین ایک تہلکہ تھا بزدلون نے اُسی پردۂ شب مین بہارستان قاف کو خالی کر دیا تھا
کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر ہمین نہ ہوئے اور بہارستان قاف
خزان سے محفوظ رہا تو کیا اور اگر اپنی جان ہے تو جہان ہے بہارستان قاف نہ سہی
کوئی اور مقام اپنا مسکن ہو جائیگا خدا کی خدائی خالی نہین ہے کسی اور بادشاہ امیر
کی نوکری کر لین گے کسی طرح زندگی گزار لین گے غرضکہ زندگی عجب گوہر بیش بہا ہے کہ
اسے کھو کر افسوس بھی نہین کر سکتے لیکن جو دیو کہ سرفروش و نمک حلال ہین وہ آپسمین
ایک دوسرے سے کہ رہے ہین کہ یارون کل جس قدر کافرون کو قتل کروگے اُسی قدر اجر و
ثواب حاصل ہوگا خوشا قسمت کہ سامان شہادت مہیا ہے جنس آخرت ارزان ہے اگر
فتح پائی تو غازی ٹھہرے ورنہ شہید ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے خوشا نصیب
اُس شخص کا کہ زندگی بھر عیش مین گزری مرنے کے بعد گلشن جنت کی ہوا کھائی یہان
بھی مزے وہان بھی عیش ادھر ملکہ بہار پری اپنی بارگاہ مین فردکش ہے گرد مجمع اور
پریون کا ہے آنکھون سے بہار پری کے آنسو جاری ہین کبھی ملک کی بربادی کا
خیال ہے کبھی اپنی تباہی کا رنج کبھی فرزند زخمی کا صدمہ کبھی فراق شوہر کے خنجر جگر
کو زخمی کرتے ہین ملکہ جلاجل پری سلاسل پری رضوان پری یہ سب سمجھا رہی ہین
اور کہ رہی ہین کہ بہن اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہین ہے خدا کو یاد کرو
وہ بڑا کارساز و بے نیاز ہے کیا وہ اس بلا کو دفع نہین کر سکتا جو تم اس درجہ ہراسان
ہو بہار پری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے ہر بات کے واسطے آثار و علامات معین کیے
ہین اس وقت تک سوا شکست کے فتح کے کون سے سامان ہین جلاجل پری نے کہا
اچھا فرض کرو کہ شکست ہی کا سامنا ہوگا تو ویسے ہی سامان کرو کہ بروقت دقت نہ
پیش آئے اور ہوش و حواس درست رکھو عقل سے کام لو اگر اپنی پریشانی کو ان خیالات
سے ترقی دوگی کچھ نہ ہوسکیگا یہ سُن کر ملکہ بہار پری نے کہا کہ ہان یہ تو سچ کہتی ہو اور اُسی
پردۂ شب مین جواہر بیش بہا اور اشرفی روپیہ اور اشیاء عمدہ اپنے ملازم خاص دیو
نخوت کے ہمراہ کرکے طرف ملک ملکہ آسمان پری کے روانہ کر دیئے اب رات تھوڑی
رہ گئی تھی پہلے یہ پریان اپنا زمانہ یاد کر کرکے آپس مین گلے مل مل کے روئین بعد اسکے
ملکہ بہار پری نے کشتیان اسلحہ کی طلب کین اور بال سمیٹ کر جوڑا باندھا پوشاک
زنانہ اُتار ہی لباس مردانہ پہن کر اسلحہ تن پر آراستہ کیا زرہ خود و بکتر چلتہ و آئینہ عرق چین
زرہ ٹوپ و موزے و استانہ سب پہن کر نیمچہ کمر سے لگایا یہ رنگ دیکھ کر جلاجل پری و
سلاسل پری و رضوان پری اور دیگر پریون نے کہا کہ بہن اگر ساتھ دیا ہے تو
پورا دین گے ہم بھی تمھارے ساتھ ان موئے کافرون سے لڑکر اپنی جان دین گے
آبرو بچائین گے یہ کہکر سب نے کشتیان صلاح جنگ کی طلب کین اور اپنے اپنے جسم نازک
پر زیور جنگ آراستہ کیا انقلاب زمانہ و گردش فلک دوار ہے کہ یہ شاہزادیان
امیرزادیان جو کسی وقت ذرا سی تکلیف اُٹھانے کی عادی نہین آج زخم نیزہ و شمشیر
اُٹھانے کے لیئے آمادہ ہوئی ہین جو ہمیشہ آغوش نازمین رہین اب آغوش تربت کی

ستان ہو کر چھپی ہین جنکے رعب و داب سے پرندہ پر نہین مار سکتا تھا اُن پر یورش ہے
کفار کا ملکہ بہار زیر بھی اشعار عبرت آمیز زبان پر لاتی ہے اور روتی جاتی ہے شعر پانون
تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسہ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + کبھی
شکایت فلک کرتی ہے کہ کیون جفا کردار اے گردون دوار تیرے دور مین کبھی کوئی خوش
نہین رہنے پایا جو آج شاد ہے وہ کل غمگین ہے ہائے وہ زمانہ جبکہ یہان لندھور بن سعدان
گرد ہمراہ حمزہ صاحبقران کے تشریف لائے تھے کیسے کیسے سرکشون کو مارا اور پست کیا
کسی کی مجال نہ تھی کہ بہارستان قاف کا رُخ بھی کرتا اب ایک وقت آیا ہے کہ زندانی
دیو و پری بھی ایسی ہمت بڑھی ہے کہ اُنھون نے بہارستان قاف کی تاراجی اور تباہی
کا قصد کیا ہے اور کوئی سزا دینے والا اِن کا نظر نہین آتا خدا کی قدرت ہے کہ وہ عاجز
جو ایک زندانخانے مین پشت با پشت سے اسیر تھے آج بادشاہ بن کر آئے ہین اور وہ
لوگ جو ہمیشہ سے حکمران تھے جنکے خاندان سے شاہی و شہریاری چلی آتی ہی وہ زندانیون
زندانیون سے بدتر ہوا چاہتے ہین مگر کیا اجارہ ہے یہ گردون دون کی سفلہ پروری ہے
کہ رئیسون کو زوال اور کمینون کو عروج خیر کیا چارہ ہے اگر مرضی پروردگار اِس کے خلاف
ہے تو فلک کی کجروی کیا کر سکتی ہے اور اگر اُسی کی مشیئت مین یہ امر گذرا ہے کہ زندانی
حاکم ہون اور حاکم محکوم ہون تو کوئی چارہ نہین ہر حال مین اُس کا شکر لائق و لازم ہے
بموجب مصرعہ مصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے + غرضکہ انھین باتون مین زمانہ
شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے نمازیون
نے وضو کر کے مصلون کو روشن کیا لشکر کفار مین نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند ہوئے
ابلیس پرست اپنے طریق مذہب کے موافق پوجا پاٹ مین مصروف ہوئے لیکن
وقت صبح کیا وقت ہوتا ہے کہ اِس کے منظر کی ہر چشم تماشا مشتاق رہتی ہے اور صبح بھی
بہارستان قاف کی صبح کو ہر طرف ایک عالم محویت ہے یہانکے پھول و پھل درخت و گیاہ
جانور سب نرالے ہین چشم تماشا بین بہشت عنبر سرشت کا سمان نظر آتا ہے بلکہ بہشت کا تو صرف
نام سُنا ہے دیکھا نہین اِس کو بچشم خود دیکھ رہے ہین کہ خواب سبزہ دیدہ بیدار مین تری
بخشتا ہے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے گلون کی سرخی خون کو ہیجان مین لاتی ہے ضعیفی
مین ولولہ شباب عود کر آتے ہین معشوقان نازک اندام کے عارض رنگین یاد آتے ہین
طائرون کی صدائین دل کھینچے لیتی ہین روح کو بیچین کرتی ہین لیکن اُس بہارستان مین باغیون
نے قدم تاراجی باغ کی فکر ہے خار حسد دلون مین پیوست ہین کشت تمنائے اہل اسلام
پامال ہوا چاہتی ہے طرح طرح موت کا ہراز بانون پر آرہا ہے کہانتک بیان کرون کہ نہرون کی روانی
آبشارون کی درفشانی فوارون کا چھوٹنا تارون کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت
مین جس وقت دونون فوجون مین تیاری ہونے لگی لشکر جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان
جنگ مین صف آرا ہونے لگا سردار بمرتبہ سرداری آکر قائم ہوئے اپنے اپنے عقب مین
اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف تخت برق بریق کا مبین فیلان قاف پر کسا ہوا
کہ ایک ایک فیل کوہ گران معلوم ہوتا ہے اور اُس تخت پر برق بریق تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے

چتر گردش مین لباس شاہی در بر بڑے غرور سے بیٹھا ہوا آکر یہ تخت وسط لشکر مین قایم ہوا اور دیو استقال دراز قد لشکر سے بیس گز آگے بمرتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا اور دیو طوفان کرگدن سوار و ہامون و شکیلا سرئے آہن کلاہ و گلنیزال و منیزال و افغان بلند آواز و دیو کرکراد و دیو تن تنا یہ سب ایک ایک لاکھ سوار کے افسر لشکر سے پانچ پانچ قدم آگے بڑھ کر بمرتبہ سرداری قایم ہوئے ادھر ملکہ بہار پری و جلاجل پری و سلاسل پری و رضوان پری یہ سب مرکبون پر سوار ہو ہو کر لشکر سے دس دس قدم آگے بڑھ کر قایم ہوئین اور عقب مین ان کے تمام لشکر دیوان صف بستہ ہوا لیکن سرداران لشکر بہار پری آکر قدمون پر بہار پری کے گر پڑے اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ لشکر کو ابھی سے خدا نخواستہ بے بادشاہ کر دیا اور خود لباس جنگ جسم پر آراستہ کر کے لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ہین جب تک کہ غلامون کے تنون پر سر ہین اور جسم مین جان باقی ہے اُس وقت تک یہ امر آپ کو مناسب نہین ہے نہ ہمین زیبا ہے جس وقت ہم نہ ہونگے اُس وقت حضور کو اختیار ہے بہار پری نے کہنا انکا نہ مانا اور جواب دیا کہ کیا تمکو امید رنج ہے انجام یہی ہونا ہے جسکا انتظام مین نے اس وقت سے کیا ہے یہان تو یہ گفتگو تھی اور وہان دیو استقال نے جو دیکھا کہ یہ پریان لباس مردانہ پہن کر بارادۂ مقابلہ آئی ہین بہت ہنسا اور کہا کہ تم لوگ تو گلے لگانے کے قابل تھے مگر اب بڑھاپے نے تمھین کسی کام کا نہ رکھا صرف تمھارے ملک کی خواہش ہے تمسے کوئی غرض نہین ہے اگر جانین بچانا ہین تو بہارستان قاف کو خالی کر دو اور حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمسے مزاحمت نہ کرینگے اور اگر لڑوگی تو جان بھی جائیگی اور مال بھی ضایع ہوگا سرداران لشکر بہار پری نے ملکہ سے کہا کہ یہ کلمات تو ہین حضور آپ اپنے ہاتھون سنتی ہین اور ہمین بھی سامنے اس لشکر کثیر کے ذلیل کرواتی ہین غرضکہ قسمین دے کر بہار پری کو لا کر تخت پر بٹھالا اور پریان بھی گرد تخت کے اپنے اپنے تخت روان پر سوار ہوئین غرضکہ بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ برق پری نے آواز دی کہ ہان لینا سب ایک دم سے دھاوا کر دو ایک ایک کے نکلنے اور لڑنے مین وقت بہت ضایع ہوگا بس یہ سننا تھا کہ دیو استقال نے دار شمشاد ہاتھ مین سنبھالی اور ہان کا نعرہ کر کے چلا ساتھ ہی دیو طوفان و دیو ہوان وغیرہ تمام سردارون نے حربے سنبھالے اور لشکر اسلام کی طرف چلے اور عقب مین لشکر نو لاکھ کا اس زور و شور سے چلا کہ دل زمین کا تھرا گیا آسمان کو لرزہ آیا تتق گرد و غبار اسقدر بلند ہوا کہ خورشید نظرونسے غائب ہو گیا بموجب شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے بھی حربے سنبھالے صفون کو محکم کیا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھے ملکہ بہار پری نے کہا کہ اے بہادرو نمک حلالو یہ روز جنگ نہین بلکہ روز مرگ ہے یقین ہے کہ آج کے بعد بہارستان قاف مین ہمارے لشکر سے دوسری جنگ نہ ہوگی جس سے جو ہو سکے وہ کمی نہ کرے اس لیئے کہ جب مرنا ٹھہرا تو فکر کیا رہی ہان یہ کفار تمھارے شکار ہین لینا انکو جانے نہ پائین اہل اسلام کے دلون مین اپنے مالک کے تحریک سے ایک جوش تازہ پیدا ہو گیا اور حربے پکڑ پکڑ کے جا پڑے اُدھر سے کفار

آپڑے یہ معلوم ہوا کہ دو ابر غلیظ ل گر گڑ گڑانے لگے جنگ ہونے لگی دار شمشاد چادر چاق آرہ پشت نہنگ میل فولادی تر سول تیغ سول گرز وغیرہ یہ سب حربے چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا کسی طرف تبر نخل حیات دیوان کو قطع کر رہی تھی کسی جانب دار شمشاد سے سر پھٹ رہے تھے کہین چاق چادر تین تین چار چار کو ایک ایک مرتبہ فرش مرگ پر لٹا رہی تھی کسی طرف میل فولادی نشان منزل عدم دکھا رہا تھا کہین ساطور سے سر قلم ہو رہے تھے نخل حیات دیوان خم ہو رہے تھے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑے جو دیو نعرہ کرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل چنگھاڑا یا بادل گرجا جو سر دو پارہ ہو کر گرتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی گنبد شق ہو کر آ رہا اگر ہاتھ قلم ہو کر گرتا تھا تو ظاہر ہوتا تھا کہ ستون کسی مکان بلند کا آ رہا قیامت کی لڑائی تھی دریاے خونی موجزن تھا تمام بیابان بہارستان قاف لالہ زار ہو رہا تھا ہر طرف آواز بگیر و بزن بلند تھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار تھے دیوان بہارستان قاف اگرچہ تعداد مین دیوان گلستان عدم سے بہت کم ہین مگر جرأت مین بڑھے ہوئے ہین یہ تو سمجھ چکے ہین آج مرنا ہے ایک ایک دیو چار چار اور آٹھ آٹھ دیو کو مار کر مرتا ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ یہ قیدی ہمین پیچھے ہٹا دین مار لو ان نمک حرامون کو جانے نہ پائین قدم جمائے ہوئے کس بہادری سے لڑ رہے ہین ادھر دیوان گلستان عدم آپس مین ایک دوسرے کو اغوا کر رہے ہین کہ آج اپنے اپنے کینہ دیرینہ کو نکال لو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہمین زندان مین بھجوایا تھا آج انھین اسیر طوق و زنجیر کرو یہ سُن کر جس وقت نو لاکھ فوج ریلا کر کے چلتی ہے تو ان دو لاکھ دیوون کو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے ایک ایک سے کلہ بکلہ لڑ رہا ہے مگر سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک طرف دیو اشقال میل فولادی ہاتھ مین لئے ہوئے چلا آتا ہے جس دیو کو مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اسکا مارا ہوا پانی بھی تو نہین مانگتا جسپر میل پڑا راستہ عدم کا سامنے معلوم ہونے لگا ایک طرف دیو طوفان کرگدن پر سوار اپنا کرگدن دوڑائے ہوئے دیو اشقال سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ یہ مرکب پر سوار ہے اور سب دیو پیدل لڑ رہے ہین دیوون کو کوئی مرکب سواری نہین دیسکتا انکا لنگر کون سنبھالے سب پیدل لڑ رہے ہین مگر دیو طوفان کو یہ کرگدن ابلق بدر فیل خدا جانے کہانسے مل گیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے پہاڑ کو اپنی پشت پر سنبھالا ہے غرضکہ دیو طوفان قیامت برپا کر رہا ہے اور پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین ہے جسپر ارہ مارا دو ٹکڑے ہوئے نخل حیات پر خزان آگئی یہ حربہ نہ سپر سے رُکتا ہے نہ خود سے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ کمر زنجیر سے کوئی شے اسے روک نہین سکتی دوسرے یہ ملعون کرگدن پر سوار ہے اور دراز قد بھی ہے دیوون کے حربے اس تک پہونچ بھی نہین سکتے ایک جانب دیو ہامون نور و یہ ساطور گران پکڑے ہوئے چلا آتا ہے جسپر ساطور مارا اچھل پڑا تو دو ٹکڑے ہوگئے اور دستہ پڑا تو ایک سے پچاس ٹکڑے ہوئے یہ ظالم حربہ بھی ارہ سے کچھ بڑھا ہوا ہے کم نہین ہے ایک جانب دیو شکیلا آہن کلاہ چماق چادر ہاتھ مین سنبھالے ہوئے لڑتا چلا آتا ہے یہ عجب طرح کا حربہ ہے کہ چند زنجیرون مین بڑے بڑے پتھر بندھے ہوئے ہین جب اسنے چکر دیکر وار کیا دس دس اور بارہ بارہ

دیو ایک ایک وار مین جان بحق تسلیم ہوئے کون اسکا جواب دیسکتا ہے اتنا بڑا زبردست دیو
اور یہ ظالم حربہ اُس طرف دیو افغان بلند آواز قیامت برپا کر رہا ہے چیخ چیخ کر تمام قاف کو سر پر
اُٹھا لیا ہے جب نعرہ کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ گئے وار شمشاد اسکے
ہاتھ مین ہے اِدھر تو اسنے نعرہ کیا اُدھر حریف بدحواس ہوا بس اسنے وار مارا حریف کو روکنا
دشوار ہوتا ہے سیکڑون کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف دیو کرکر انبخ سول سے لڑ رہا
ہے یہ بھی اُن دیوان مذکور بالا سے کم نہین ایک لاکھ دیوون کا یہ بھی افسر ہے اسکے وار کی
بھی پناہ نہین ہے ایک سمت دیو تن تنا گرز گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ بلکہ کوہ گران
کو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے جسے گرز مارا پیوند خاک کر دیا ان سب دیوون کا
رُخ قلعہ بہارستان کی طرف ہے ادھر دیو اِن مسلمان پسپا ہوتے جاتے ہین دو لاکھ دیوون
مین سے اب شاید کوئی ایک لاکھ دیو باقی رہگئے ہون اب اسنے ریلا فوج کا نہین رکتا
ہر چند جانین لڑا رہے ہین اور دل مین تہیہ کئے ہوئے ہین کہ اگر ایک شخص بھی باقی رہجائے
تو زندہ نہ پھرے اُدھر ملکہ بہار پری نے بال سر کے کھول دیئے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کر دیئے ہین کہ اے کس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت مصیبت
مین کوئی خبر لینے والا سوا تیرے نہین ہے صدقہ اپنے پیارے محمد مصطفیٰ کا کہ ہمین اس بلائے
ناگہانی سے نجات دے ادھر تو بہار پری دعا کر رہی ہے اور اُس طرف دیو اشقال
آگے آگے اور ساتھ ہی اسکے اور سرداران لشکر دیوان قتل و قمع کرتے ہوئے قریب
قلعہ پہونچ چکے ہین قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائین کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست
مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا اسنے مارا گرد کو
گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور آگے آگے
اُنکے قمرزاد و گہرزاد مرکبان پرستانی پر سوار نمودار ہوئے یہ دونون بھائی عیادت قہور
دیو پرور کو گئے ہوئے تھے اب واپس آرہے تھے کہ راستے مین خبر آمد لشکر کفار جانب
پرستان قاف سُنی تھی اور اُسی وقت یہ دونون بھائی بقصد اعانت بہار پری روانہ
ہوئے تھے اُس وقت پہونچے جبکہ ہنگامہ گیر و دار برپا تھا شور بگیر و بزن بلند تھا اور لشکر
بہار پری شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا بس یہ حال دیکھنا تھا کہ قمرزاد نے گہرزاد سے
کہا کہ بھائی صاحب اب ہمارے آپ کے یہ وقت اُن جھگڑون کا نہین ہے جو کہ دست راستی
و دست چپی باہم رکھتے تھے اس وقت زوجۂ لندھور کی اعانت کرنا چاہیئے گہرزاد نے کہا
کہ اے برادر بجان برابر ہمیشہ تمھاری ہی زیادتی ہے تو ہمین مجبور ہو کر جواب دینا پڑتا ہے
ورنہ ہمین تو نہ کبھی خیال تھا نہ اسوقت ہے اسکے علاوہ آپس کے جھگڑے بےفکری کے
وقت پیدا ہوتے ہین دشمن کے مقابلے مین ہمیشہ ہم سب ایک رہتے ہین بس یہ کہکر دونون
بھائیون نے باگ مرکبون کی لی اور نعرے کئے کہ باش اے گروہ زندانیان خبردار و
ہوشیار باشید کہ منم قمرزاد بن حمزہ و گہرزاد بن حمزہ اے دیوان ابلیس پرست ہر کہ
داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ ہم فرزند اُس شخص کے ہین کہ نام نامی جسکا زلزلہ قاف
ثانی سلیمان زوج آسمان پری حمزہ صاحبقران عالیشان ہے جنھون نے تمام سرکشان

قاف کو پست کیا اور حلقۂ غلامی اپنا اُنکو پہنا نا دیو سمندون ہزار دست و قہقہہ سہ شیشی کیسے
کیسے دیوون کو مارا ہے کہ پرستان مین زلزلۂ قاف کا خطاب حاصل کیا لیکن دیو طوفان
بلند آواز و دیو افغان بلند قد نے جو یہ نعرہ سُنا دیکھا کہ پہلو کی جانب سے دو آدم زاد
مرکبون پر سوار چلے آتے ہین اور نعرہ کر رہے ہین پشت پر لشکر دیوون کا ہے انھون نے
خیال کیا کہ یہ دیو نہایت بزدل ہین جنھون نے اطاعت ان آدمزادون کی اختیار کی مارلو
انکو کہ لقمۂ چرب ہین دیو طوفان نے دیو افغان کو آواز دی کہ بھائی ایک تمھارا حصہ
ہے اور ایک ہمارا حصہ ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے اس طرف سے یہ دونون دیو اس قصد
سے بڑھے کہ ان دونون کو مع مرکب اُٹھا کر مُنھ مین رکھ لین لیکن بہار پری نے جو دیکھا کہ
قمرزاد و گھرزاد آگئے قالب بیجان مین اسکے جان آگئی لشکر کو آواز دی کہ گھبرانا نہین
کمک تمھاری آگئی یہ دیو پھر لڑنے لگے وہان قمرزاد و گھرزاد نے دو لاکھ دیوون سے لشکر
کفار پر اچانک ایسا حملہ کیا کہ لشکر کفار مین ابتری پڑ گئی اُدھر تو قمرزاد و گھرزاد کے
دیوون نے لشکر کو دھر دبایا اور ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے پھر سے یلغار کیا اور
لڑائی گھمسان کی ہونے لگی ہر طرف ترسول پنج سول چماق چادر ارہ پشت نہنگ ارشمشاد
میل فولادی چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا دیو ان گلستان عدم گھبرا گئے کہ یہ آفت
کہان سے آگئی لیکن دیو طوفان نے للکارا کہ او آدم زاد سیاہ سر سپید دندان غضب
کیا تو نے کہ لشکر مین آکر ابتری ڈالدی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ مین قابض روح
تیرا آپہونچا لا ضرب بہادری کی قمرزاد نے کہا کہ او ملعون ہم کبھی جنگ مین سبقت نہین کرتے
اگر خداوند کریم تیرے وار سے بچائیگا تو اپنی ضرب کا تماشا تجھے دکھاوینگے دیو طوفان نے کہا
کہ اے آدم زاد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا بد ذائقہ ہو جائیگا مین
مُنھ کھولتا ہون تو منھ مین میرے کود پڑ قمرزاد نے کہا کیا جھک مارتا ہے مین تیری جان کا
ملک الموت ہون ابھی تجکو لقمۂ دہان اجل کئے دیتا ہون بس دیر نہ کر لا ضرب بہادری
کی یہ سُنا تھا کہ دیو طوفان کرگدن سوار نے ارہ پشت نہنگ مارا قمرزاد نے دیکھا
کہ یہ حربہ سپر سے نہین رُکتا ہے بس وہین سے مرکب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل پہونچا یونہین
جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا شانہ دیو کا نشانہ ہوا کشتی حیات دیو طوفان کی طوفانی ہوئی بحر
بحر فنا نے تھپیڑا دیکر غرق کر دیا گرداب بلا سے نکلنا دشوار ہو گیا ہاتھ مثل نہنگ جدا ہو کر
زمین پر تڑپنے لگا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخا اور بائین ہاتھ سے گردہ سپر
آہنی کا مُنھ پر قمرزاد کے کھینچ مارا انھون نے اس وار کو بھی رد کیا اور شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا
مارا کہ کرگدن سے نیچے آرہا زمین پر گرتے ہی دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اُدھر دیو افغان نے
قریب گھرزاد کے پہونچکر آواز دی کہ او آدمزاد تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگون سے
بارادہ پیکار آیا ہے کیون اپنی جان کھوتا ہے جس طرف سے آیا ہے پلٹ جا ورنہ لقمۂ دہان دیو
ہو جائیگا مجکو تیرے اوپر رحم آتا ہے گھرزاد نے کہا او مسخرے کیا بکتا ہے رحم کھا اپنی جان پر
جو میرے ہاتھ سے پریشان ہو کر جسم نجس سے تیرے نکلکر جانب دوزخ روانہ ہو جائیگی دیو افغان
نے کہا کہ تو مجکو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے اور تو یون نہ مانیگا اسے یہ کہکر دار شمشاد کا

وار کیا گہرزاد نے وار خالی دی وار جو زمین پر پڑی ایک تق گرد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ فسوس گوشت تیر اگر کرا ہو گیا ہو گا یہ جھکسے کے دیکھنے لگا ادھر گہرزاد نے پہلو کی جانب آکر آواز دی کہ او قرمساق مین ملک الموت تیری جان کا موجود ہون خبردار ہو شیار ہو یہ نکہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شعر تو ضرب زدی ضرب ما فراموش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر جو ایک تیغۂ آبدار کا کمر پر دیو کے مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے گہرزاد نے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لیکن جس وقت قمرزاد نے دیو طوفان کرگدن سوار کو مارا تھا تو گہرزاد نے تعریف کی تھی جب انھون نے دیو افغان بلند آواز کو مارا قمرزاد نے بھی تعریف کی کہ بھائی صاحب سبحان اللہ کس خوبصورتی سے اس پہاڑ کو ڈھا دیا ہے یہ خلق باہمی قمرزاد و گہرزاد مین سوا اسوقت کے اور کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ ایک دست راستی اور دوسرے دست چپی ہین ان مین ہمیشہ سے چشمک چلی آتی ہے مگر ان دونون دیوان زبردست کے مرتے ہی دیوان گلستان عدم کے حواس باختہ ہوگئے لاشین تو اپنے سردارون کی اُٹھالین مگر تاب مقاومت نہ لاسکے قریب تھا کہ ہیبت قمرزاد و گہرزاد سے قدم انکے اُکھڑ جائین یہ رنگ دیکھ کر ملک برق بریق شاہ بادشاہ لشکر دیوان نے آواز دی کہ ارے غضب کیا ان آدمزادون نے دو سردار آن زبردست کو جان سے مارا ارے مارلو ان کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر نے یورش کر کے قمرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا خوب جنگ ہونے لگی دیوان لشکر اسلام و دیوان لشکر کفار رل گئے خوب تلوار چلنے لگی مگر تعداد اہل اسلام کم گروہ کفار زیادہ ہر چند دیو کوشش کر رہے ہین کہ اپنے سردارون سے قریب رہین مگر کفار نے یلغار کر کے قمرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا ان دونون بھائیون نے عزم بالجزم کر لیا کہ سردارون کو چن چن کے مارو ورنہ اس انبوہ مین کمی ہونا غیر ممکن ہے ایک بھائی تخت برق بریق کی طرف چلا اور دوسرے نے علمدار لشکر کو تاک لیا راہ مین دیوونکو قتل کرتے چلے جاتے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے دیر سے جو لڑ رہے ہین تو قبضے تلوارون کے گر بیٹھے ہین خود بھی زخمی ہوتے جاتے ہین دیوون کے اتنے بڑے حربون سے کہان تک بچ سکتے ہین مرکب رکابون تک خون مین غرق ہین جو دیو قتل ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے مشک خون پھٹ گئی گھوڑون کے قدم نہین اُٹھتے یہی ایسے مرکب پرستانی ہین کہ سوارون کو لیئے ہوئے کشتون کو روندتے چلے جاتے ہین ورنہ دوسرے گھوڑے کی کیا مجال تھی جو اس میدان مین قدم رکھ سکتا لاشون کے انبار سے زمین اسقدر ناہموار ہو گئی ہے کہ راہ قطع کرنا دشوار ہے مگر یہ مرکب جست وخیز کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین یکایک قمرزاد بن حمزہ اول قریب علمدار لشکر دیوان کے پہونچے اور ایک ہاتھ مارا کہ علم قلم ہوا یہ نشان نہایت بلند تھا اور اسپر تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی حامل اس کا ایک دیو زبردست تھا کہ نام اس کا شمیلا ئے دراز گوش تھا بس جیسے ہی علم قلم ہوا شمیلائے دراز گوش نے آواز دی کہ او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ علم لشکر کو سرنگون کیا دیکھ مین بھی نام و نشان تیرا صفحۂ ہستی سے مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اس نے ساریق کا وار قمرزاد پر کیا یہ حربہ بلا کا ہے اس کا روکنا شاہزادہ ملک قاسم کا کام تھا کہ ملک سنجان بن موت بن ساریق کو انھون نے زیر کیا اور ساریق اُس کی چھین لی تھی صورت اس حربے کی یہ ہے کہ ایک زنجیر

اور ان مین دو لٹھو آہنی مثل گرز کے ہوتے ہین جس وقت ہاتھ کو گردش دے کر وار کیا جاتا ہے
تو دونون لٹھ علٰحدہ علٰحدہ عضو کو نشانہ کرتے ہین اگر حریف سپر سے ایک کو روکیگا دوسرا کام
تمام کردیگا کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہرچند کہ قمرزاد افسانہ قاسم عالیشان کی لڑائی
کا سُن چکے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ اُسی طرح اس حربے کو رد کرون کہ ایک لٹھ کو تلوار
سے قلم کرون اور دوسرے کو سپر پر روکون مگر قضا سر پر آپہونچی تھی اُس نے مہلت نہ لینے دی
کہ پہلو کی جانب سے ایک دیو نے دار شمشاد کا وار کیا قمرزاد نے وار کو سپر پر روکا اور ایک
لٹھ تیغ سے قلم کیا مگر دوسرا لٹھ سر پر پڑا سر کئی جگہ سے شق ہو گیا کاسہ چور چور ہو گیا انھون
نے اسی حالت زخمداری مین بھائی کو آواز دی کہ میری خبر لیجیے ورنہ مین بہت جلد خدمت
مین پدر بزرگوار کی جاتا ہون ادھر گہرزاد آواز بھائی کی سُن کر بیتاب ہو گئے قریب تخت
ہمرق برق کے پہونچ چکے تھے اور جس وقت علم لشکر قمرزاد نے قلم کیا تھا تو قمرزاد نے
بھی جلدی کی تھی کہ بادشاہ لشکر کو سر تخت جاکر ماردون کہ قدم دیوون کے اُٹھ جائین لیکن
جس وقت بھائی کے استغاثہ کی آواز سُنی روح بیچین ہو گئی اور باگ مرکب کی اس طرف
پھیری اور دیوون کو قتل کرتے ہوئے چلے یہان دیو شمیلا چاہتا تھا کہ اس آدم زاد کو
اُٹھا کر کھالون بس جیسے ہی یہ ملعون ہاتھ بڑھا کر جھکا قمرزاد نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا
کہ اوندھے منھ زمین پر آکر گرا بس دوسرے ہاتھ سے وہی تیغہ خون آلود اسکی گردن پر مارا
کہ سر مثل خُم درانہ کے لنڈھا کر دور گرا اور جسم مثل مینار کے زمین پر ڈھیر ہو گیا یہ رنگ دیکھکر
دیوون نے شور کیا کہ یہ آدم زاد غضب کے ہین ارے یہ کھانے کی چیز نہین ہین کوئی انکے
کھانیکا قصد نہ کرے ورنہ خود لقمۂ اجل ہو جائیگا اور دور ہی دور سے پتھر مارنا شروع کیے ادھر
گہرزاد دیوون کو قتل کرتے چلے آتے ہین رگ ہاشمی کو حرکت ہے خون عزیزی جوش مار رہا ہے
زمانہ نظر مین تیرہ و تار ہے جو دیو سامنے آتا ہے نشانہ تیر اجل ہوتا ہے اسی طور سے لڑتے
بھڑتے ہوئے قریب لاش قمرزاد کے پہونچے دیکھا بھائی کو زخمون مین چور چور ہے رمق جان
باقی ہے کوئی دم کا مہمان ہے بس گھوڑے سے بیتاب ہو کر کود پڑے لاش آغوش مین لی
اور آواز دی کہ اے بھائی جلدی نہ کرنا ہم بھی چلتے ہین یہان ساتھ رہا تو وہان بھی نہ
چھوٹے افسوس اس بات کا ہے کہ ایسے مقام پر مرے ہین کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نظر نہین
آتا قبر سوا شکم دیو ان کے دوسرے مقام پر ملتے نہین معلوم ہوتی خیر اس کی بھی کچھ پروا
نہین جو مرضی پروردگار لیا چارہ ہے یہ کہکر جو لاش سے پلٹے ایک تو یو نہین زخمی تھے کہ
لڑنے کے قابل نہ رہے اب اور بھی زخمون مین چور چور ہو گئے علاوہ تمام جسم کے
وہ ہاتھ بھی زخمی ہین جن سے تلوار لگاتے تھے سپر سے جسم کو بچاتے تھے اب دیوون کو
بڑا پورا موقع ملا وار پہ وار ہونے لگے آن واحد مین ان کی حالت اُن سے بدتر ہو گئی
فوج نے جو سرداران کی یہ حالت دیکھی آپڑی کہ کسی نہ کسی طرح لاشین اپنے سردارون
کی نکال لے جائین ورنہ تمام عالم مین ہماری بدنامی ہو جائیگی ادھر تو ان کے دیو
لشکر پہ یورش کرکے چلے اور اس طرف بہار پری نے بال سر کے کھولدیے منھ پیٹنے لگی
کہ ارے یہ کیا غضب ہو گیا فرزندان صاحبقران مارے گئے ہائے اگر انکے عزیز مجھ سے پوچھین گے

تو کیا جواب دونگی پروردگارا اس بڑھاپے مین تو نے یہ کلنک کا ٹیکا میرے نام لگایا کاش یہ کسی اور جنگ مین شہید ہوتے مین اس بدنامی سے بچ جاتی مگر قضا پر سے کیا چارہ روز ازل سے زمین بہارستان قاف ان کی خون کی پیاسی تھی بہار پری نے اپنے دیوون سے کہا کہ جس طرح بنے لاشین میرے آقازادون کی لاؤ ورنہ مین ابھی جان دیدونگی یہ سنکر دیوان لشکر بہار پری بھی آپڑے اودہر دیوان لشکر قمر زاد و گوہر زاد اودہر یہ دیو یلغار کرکے جو چلے لاش تک پہونچ گئے دیکھا کہ بھائی بھائی سے لپٹا ہوا ہے سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے زخمی بہت مین اس باعث سے ایک دوسرے سے گلے مل رہا ہے لیکن جس وقت جھک کر اوٹھایا تو معلوم ہوا کہ دونون مردہ ہین ملازمون نے جو اپنے آقا کی یہ حالت دیکھی سر پیٹنے لگے اور لاشین اوٹھائین اور روتے ہوئے پلٹے سامنے بہار پری کے آئے بہار پری نے لاشون کو اپنی حفاظت مین لیا اور بین کرنے لگی وہان دیوان کفار نے ان شہزادون کو قتل کرکے نعرے بلند کیے اور یلغار کرکے چلے دلیران لشکر اسلام نے جگہ دینا اور پیچھے ہٹنا شروع کیا بہار پری نے کہا کہ بس اب یہی موقع ہے ان لاشون کو لیکر نکل چلو ملک وصال سے ہاتھ اوٹھاؤ بس یہ سننا تھا کہ دیو لاشین لیے ملکہ بہار پری کے ہمراہ ہوئے اور ملک قمر پری کی طرف روانہ ہوئے کہ یہ ملک یہان سے قریب اور محفوظ ہے اہل لشکر بہار پری و دیوان لشکر قمر زاد نے جو دیکھا کہ سردار بارے گئے اور بہار پری نے میدان سے منہ موڑا پھگے تو یہ جنگ مین مصروف جانین لڑا رہے تھے اب دشمنون سے علیحدہ ہوکر راہ فرار اختیار کی اب یہ تو ملک قمر پری قاف کو چلے ہین لیکن یہان دیوان کفار نے نقارے فتح کے بجائے اور قلعہ بہارستان پر قبضہ کیا خوب مال لوٹا جو دیو پری کہ رہ گیا تھا سے تھے اور بھاگ نہ سکے اونکو لوٹنے کے بعد ابلیس پرست بنانا چاہا بعض نے تقیہ اختیار کیا کہ یہی محل اس کا تھا بعض نے انکار کیا وہ قتل کئے گئے بعضے جو خوف اہل اسلام سے مسلمان ہوگئے تھے اون کی گویا تمنا بر آئی غرضکہ تمام بہارستان قاف مین کفر کا عمل ہوگیا عجب انقلابات ہین دنیا کی شہزادیان تباہ ہوگئین اور قیدی سلطنت گزر رہے ہین جو مقام بلبلون کے رہنے کا تھا وہ اب آشیانہ زاغ و زغن ہوگیا جن محلون مین شاہانہ جلوس تھا وہ مثل خرابہ بوم کے ہوگئے ۔ مثنوی

جسجگہ گل تھا بلبلونکا ہجوم
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے

آج اوسجا ہے آشیانہ بوم
استخوان تک بھی اونکی خاک ہوئے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے

عطر مٹی کا جو ملتے تھے
تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر

افسوس کہ یہ مقام شاہزادہ ہندوستان لندہور بن سعدان گرد کا تھا اب اوس پر دیوان قیدی کا قبضہ ہے کبھی گردش فلک مین ایسا بھی ہوجاتا ہے الحاصل ان دیوون کو جب غارت سے فرصت ہوئی اور مال و خزانہ انکے ہاتھ لگا نہایت خوش ہوئے کئی دن تک جشن رہا دن عید رات شب برات تھی انکو واسی حالمین چھوڑتے اب شہر قمر پری قاف کی طرف چلیے دیکھیے کہ وہان کیا ہورہا آج حسب اتفاق ملکہ قمر پری بھی

ملکہ قمر پری کے دیکھنے کو آئی ہوئی ہے دونون ایک ہی جگہ بیٹھی ہین کچھ باتین ادہر ادہر کی ہو رہی ہین کہ اک مرتبہ ملکہ قمر چہرہ پری نے کہا کہ بہن خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اسوقت خود بخود دل گھبرا رہا ہے خدا جانے قمہور دیو پرور کیسا ہے ہمارے تمہارے دونون کے فرزند اوس کی عیادت کو گئے ہوئے ہین اس وقت تک واپس نہین آئے گھر پری پہلے تو سمجھانے لگی بعد کچھ دیر کے کہا کہ بہن اب تو دفعتاً میرے دل کی بھی ویسی ہی حالت ہو چلی ہے پروردگار ایہ کیا سانحہ ہے کچھ ایسا دل ان دونون کا گھبرایا کہ رونے لگین انیسون جلیسون نے سمجھایا کہ دل آپ کا ہمیشہ کا کمزور ہے اب زمانہ ضعیفی کا ہے قربان جاؤن کچھ دوا پیا کیجیے قمر پری نے کہا کہ اب دن مرنے کے ہین دوا ٹھنڈائی کوئی شئے اثر کرنے والی نہین ہے جو دن کی زندگی ہے وہ بھی وبال ہے جب لطف زندگی نہین تو مرنا بہتر ہے اونہون نے کہا خدا نہ کرے خدا سایہ آپ کا آپ کے فرزندون کے سر پر اور ہم لوگون کے سر پر قائم رکھے قمر پری نے کہا نہ جیو یہ نہ کہو یہ دعا کو سننے سے بدتر ہے اب خدا اوس وقت جلد لائے کہ مٹی ہماری ہمارے فرزندون کے ہاتھ سے سوارت ہو جائے مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ دشمن بہت دوست کم اور یہ زمانہ تو نہایت خراب ہے کہ صاحبقران ثانی نے بھی گوشہ نشینی اختیار کی اب خدا رکھے اون کی جگہ شاہزادہ بدیع الملک ہے وہ ابھی بچہ ناکردہ کار خدا اوسی کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھے وہان پردہ دنیا پر بھی جو کفار مارے گئے ہین اولاد صاحبقران کے دشمن لہو کی پیاسی ہے یہان پردہ قاف ہین تو اس قدر عدو ہوئے جاتے ہین کہ جن کی انتہا کا ٹھیک ہے ابھی حال کا ذکر ہے کہ سنا ہے ملکہ آسمان پری پر دیو نفریت بن عفریت چڑھ آیا تھا ملکہ پھر شکست کھا کر بھاگا ہمیشہ دشمن ایک نہ ایک فساد برپا کیے رہتے ہین ہمارے دونون فرزند بھی اگرچہ مثل صاحبقران تو نہین الا اتنے ہین کہ ان موذیون کی گوشمالی کر دیتے لیکن ہوا خدا وقت بد نہ لائے بارہا امیر تو زخمی ہو ہو گئے ہین مگر وہ صاحبقران تھے اون کا اقبال بڑا تھا خدا مدد گار تھا سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندون کی طرف سے اندیشہ تھا لوگون نے کہا کہ نہین ایسا خیال نہ کیجیے اونکی طرف گمان بد نہ لیجایئے فال بد نہ نکالیئے وہ کسی لڑائی پر نہین گئے ہین اپنے بھائی کی عیادت کو گئے ہین آتے ہونگے قمر پری نے کہا کہ لڑائی کہین لینے جانا ہے سوئے دشمن تو وقت تاکے ہی رہتے ہین جس نے سن لیا ہوگا کہ قمہور کا غیر حال ہے اوسی نے فوج کشی کر دی ہوگی یہ تو بہو بچ ہی سکے گئے ہین لڑے ہونگے اس وقت کے اولجھن اچھی نہین ہے خدا او بچاۓ کیا دکہاتا ہے انجنسین سمجھا رہی ہین کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا لوگون نے کہا لیجیے آپ پریشان نہین ہون فرزند آپ کے آگئے قمر پری و گوہر پری نے کہا خدا ایسا کرے یکایک تتق گرد شق ہوا اور دیکھا کہ دیو روتے ناک اوڑاتے اور کچھ پریان بال کھولے سینہ زنی کرتے ہوے اور دو لاشین دو دیو لیے ہوئے چلے آتے ہین شور فریاد و فغان بلند ہے یہ دونون گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئین انکو یقین ہو گیا کہ قمرزاد و گوہرزاد مارے گئے پا پیادہ اوٹھ کر دوڑین کہ لوگو خبر تو لو یہ کیا سانحہ ہے ارے یہ کسکی لاشین ہین کون مارا گیا پریان کیسی ساتھ ہین کچھ دیکھو

جھپٹ کر گئے اور خبر لیکر آئے تو روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ فرزند حضور کے شہید ہو گئے اتنے مین دو
پریان اور دیو بھی لاشین لئے ہوئے قریب پہونچے لاشین لا کر رکھدین قہر پری و گہر پری دونون
پیٹنے لگین بین کرنے لگین کہ اسقدر جلدی تمنے کی ارے تمنے ہمین نہ دفن کیا بلکہ داغ جدائی دکھایا اور
ایسے چھوٹے کہ اب سوا قیامت کے ملاقات نہو گی اے فرزند و حق تمھارا یہ تھا کہ تم ہمین دفن کرتے
سوگ رکھتے مگر تقدیر نے ہمین کو سوگوار بنایا یہ بین جگر خراش کر کے اسقدر روئین کہ غش کر گئین
جس وقت غش سے افاقہ ہوا دونون کو با حترام تمام دفن کیا اور بہار پری سے سب حال پوچھا بہار پری
نے بیان کیا کہ جس وقت یہ زیادہ زخمی ہوئے اور لشکر بھی کم رہگیا مین نے دیو و نکو بھیجا کہ اے شہزادو
اسوقت نکل چلو موقع جنگ کا نہین ہے پھر دیکھا جائیگا لیکن انھون نے کہنا نہ مانا اور جواب دیا کہ شیوہ
حمزہ صاحبقران کے خلاف ہے ہم یا شکست دیکر پھرینگے یا مر کر پھرینگے یہ قدم آگے بڑھکر کبھی پیچھے
نہین ہٹے ہین انجام کار درجہ شہادت کو پہونچے اب ان سبکو تو یہان سوگ نشین چھوڑا جاتا ہو دیکھئے انکا ذکر کب آتا ہے لیکن اب

چند کلمہ داستان مخالفت عنوان شدید حبشی ہمشیرزادہ عبدالرحمن حبشی کی بیان ہوتے ہین

کہ ہمشیرہ عبدالرحمن حبشی نے اپنے فرزند کو بھائی کے سپرد کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ مین امیدوار ہون کہ اس
لڑکے کو اپنا علم تعلیم فرمائین چونکہ عبدالرحمن حبشی کو خاطر اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی منظور تھی علاوہ اس کے
بھانجے اور فرزند مین تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے انھون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مین جسقدر جانتا ہون
اس کے بتانے مین تامل نکرونگا چنانچہ شدید حبشی کی تربیت و تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ سن
اسکا بیس سال کا ہوا اور یہ علم عملیات سے خوب واقف ہو گیا اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین کسی
طرح ماموں صاحب سے پایہ کمی کا تو رکھتا نہین ہون لیکن انکی موجودگی مین یہان قدر نہو گی لہذا اور
کسی ملک مین چلنا چاہیے اور شان و شوکت پیدا کرنا چاہیئے ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ماموں صاحب
سے مخالفت پیدا ہو گئی اور ضرور ہی ہو گی کیونکہ جب ایک علم کے دو ہو لئے تو عداوت
کا ہونا بھی اک امر لازمی ہے جس طرح دو بادشاہ ایک شہر مین نہین حکومت کر سکتے
اسی طرح دو عامل بھی ایک مقام پہ عمل نہین جما سکتے لہذا یہان سے اس طرح
نکلنا چاہیے کہ ماموں صاحب خود بے دست و پا ہو جائین یہ سوچ کر فکر مین رہا
ایک روز وہ کتاب اس کے ہاتھ آ گئی کہ جس پہ عبدالرحمن حبشی کا دار و مدار عمل تھا
بس اس نے خیال کیا کہ اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیئے اور فوراً وہ کتاب قبضہ مین کر کے وہان
سے روانہ ہوا اور بھاگتے بھاگتے یہ خیال کیا کہ اگر خدا پرستون کے ملک مین تو قیام
کرونگا تو رنگ جمنا تیرا دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کسی بادشاہ زبردست کے
ملک مین چل کر رہ کہ جہان دست رسی ماموں صاحب کی نہو پس جس وقت یہ چور راہ
پرستان پہ پہونچا راہ نیرنگ قاف کی اختیار کی اور اقلیم نیرنگ قاف مین جا کر بود و باش
اختیار کی پہلے وہان کے عام لوگون پر اپنا اثر ڈالا بعد اسکے رفتہ رفتہ اکابر شہر سے ملا یہانتک
کہ بادشاہ تک رسائی پیدا کر لی اور خلعت وزارت سے سرافراز ہوا مرد ہوشیار لسان
بھی ہے اس نے ایسی ایسی باتین کین کہ بادشاہ کو گویا مٹھی مین کر لیا اور اک امیر کبیر کی لڑکی سے
شادی کا پیام سلام ہوا اور حسب اتفاق قاعدے کے حسب بالا بالا اسکا حسب نسب ہونا بیان کیا

اور معلوم ہوا کہ یہ عبدالرحمن جنی کا بھانجا ہے اوس امیر نے کہا کہ عبدالرحمن خداپرست یہ اون کا
بھانجا ہے یہ بھی خداپرست ہوگا اور ہم لوگ ابلیس پرست ہین کیونکر صحبت برابر ہو سکتی ہے
لہذا صاحب یہ معاملہ لڑکی کا ہے سمجھہ بوجھ کر نا چاہیے پیوند مین پیوند خوب ملتا ہے
شدید جنی سے اسی بنا پر انکار کیا گیا کہ تم خداپرست کی اولاد ہو تم بھی پیچھے ہوئے خداپرست
ہوگے اسی بنا پر تمھاری شادی ملک نیرنگ قاف مین نہین ہوسکتی ہر چند اس نے
انکار کیا مگر سماعت نہوئی اور اوسی روز سے لوگ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنے
لگے بادشاہ بھی کراہت کرنے لگا انگشت نما ہو گیا جس قدر عزت اتنے زمانے مین رہ کر
پیدا کی تھی وہ سب خاک مین مل گئی بلکہ اس پر زور ڈالا جانے لگا کہ تم ملک ہمارا خالی
کردو یہ نہایت پریشان ہوا مگر چونکہ اس نے اپنے عملیات کا ایسا زور باندہ رکھا ہے اور وہ
وہ شعبدے دکھائے ہین کہ لوگ اس سے خائف بھی ہین ورنہ ابتک قتل کر ڈالا جاتا اس نے
دیکھا کہ کوئی چارہ نہین ہے اور دل کو سمجھایا کہ بس دین خداپرستی سے یہ عزت ملی ایسے
ایمان سے کفر ہی بہتر یہ خیال کر کے بادشاہ پاس کہلا بھیجا کہ وہ شخص اکثر حضور سے
عرض کر چکا کہ مین ابلیس پرست ہون ہان ماموں میرا بیشک خداپرست ہے تو سمجھا اوس سے
گیا بلکہ اسی سبب سے مین نے اپنے وطن مالوف کو ترک کیا عزیزون کی فرقت گوارا
کی پرائے ملک مین سکونت اختیار کی اگر میرے اوسکے اختلاف مذہب نہوتا تو مجھے
یہان آنے کی کیا ضرورت تھی میری زندگی بسر کرنے کو گلستان ارم مین کمی نہ تھی مگر
مین تو یہی خیال کر کے حضور کے ملک مین حاضر ہوا تھا کہ یہان سب ہم مذہب ہین برادران
ایمانی ہین مگر افسوس کہ میرے قول کا آپ لوگ اعتبار نہین کرتے اگر یہ خیال کرکے آپ
لوگ کراہت کرتے ہون کہ یہ اولاد خداپرستان ہے تو اے شہریار اپنی اپنی گور اور
اپنی اپنی منزل ہے نہ وہ میری قبر مین جاینگے نہ مین اونکی قبر مین جاؤنگا لہذا دست بستہ
گذارش ہے کہ مجھکو اپنے ہمراہ معبد مین لے چلیئے مین سامنے آپکے تصویر خداوند ابلیس کو
سجدہ کرون جس وقت یہ حال بادشاہ سے عرض کیا گیا نیرنگ شاہ نے کہا کہ ہان اسکا
مضائقہ نہین ہے اور شدید جنی کو طلب اور ہمراہ اپنے اوس معبد مین لایا جہان تصویر
ابلیس لعین کی نصب تھی بس شدید جنی نے کہا مین سب کو گواہ کرتا ہون کہ مین پیدا
ہوا خداپرستون کے گھر مین لیکن بندہ ہون خداوند ابلیس کا آپ صاحب میرے انکار
دین قدیم کے شاہد رہین یہ کہکر تصویر ابلیس کو سجدہ کرکے مرتد ہو گیا بادشاہ نے اوسی
وقت اس کو خلعت وزارت سے دوبارہ سرافراز کیا سب وزیرون مین ممتاز گردانا کیونکہ
اسکی لیاقت مین تو شک پہلے بھی نہ تھا اگر کراہت تھی تو اختلاف مذہب کی اب یہ بھی ابلیس
پرست ہو گیا سب اس کی بیشتر سے زیادہ دلمین عزت کرنے لگے اب اسکا عقیدہ بھی پلٹ
گیا کہ واقعی ابلیس کی خداوندی بہت درست ہے جس نے اس مذہب پر آتے ہی اتنی جلد
ایسی ترقی دی کہ پہلے برسون مین بھی نہ حاصل ہوئی تھی اب امرا خود لڑکیان پیش کرنے لگے
ہر ایک نے اپنی دختر کی شادی شدید جنی کے ساتھہ کرنا باعث افتخار اور سبب خوشنودی ابلیس
بعد چند زمانے کے شدید جنی کے یہان لڑکا پیدا ہوا کہ نام اوسکا صفدر جنی رکھا گیا اور پرورش اسکی

ہونے لگی یہ لڑکا اسقدر زبردست پیدا ہوا کہ جنون مین آج تک ایسا پہلوان زبردست کوئی نہ پیدا ہوا تھا یہ دیکھکر شدید جنی نے فن سپہ گری اس کو تعلیم کرائے اور یہ نہایت زبردست پہلوان ہوا کہ پہلوانان نیرنگ قاف نام سے صفدر جنی کے کانپتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو ذکر اس کا آیا شدید جنی سے کہا کہ کل اپنے لڑکے کو ہمراہ لیتے آنا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب جب دوسرا روز ہوا شدید جنی صفدر جنی کو ہمراہ لیکر خدمت مین نیرنگ شاہ کی حاضر ہوا صفدر جنی نے نذر دی بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور خلعت بیس ہزار دیوون کے سرداری کا عنایت فرمایا اور ترقی کا وعدہ کیا لیکن بعد چلے جانے شدید جنی کے عبد الرحمن جنی بہت پریشان رہے اور یہ پریشانی بزرگانہ محبت کے سبب سے تھی جب یہ ظاہر ہوا کہ شدید وہ کتاب بھی لے گیا جو انکی مایہ ناز تھی تو انکو اور بھی صدمہ ہوا اور ہمشیرہ سے اپنی کہا کہ بعد میرے سوا اسکے ان چیزون کا کون وارث تھا افسوس کہ اسنے جلدی کی اور میری تھوڑی سی بقیہ زندگی خراب کردی مگر جہان رہے خوش رہے یہ کہکر خاموش ہو رہے جسوقت انھین خبر ملی کہ نیرنگ قاف مین جاکر مسکن گزین ہوا ہے ایک خط کلمات شفقت آمیز سے بھرا ہوا اس کو لکھا کہ اے شدید اے نور نظر تمہارے گھر مین کس بات کی کمی تھی جو تمنے غیر ملک کی صعوبت برداشت کی تمہین لائق و لازم ہے کہ تحریر دیکھتے ہی چلے آؤ شدید جنی نے اس کا جواب تحریر کیا کہ جناب ماموں صاحب ہر چند کہ آپ بزرگون کے سایہ مین ہر طرح راحت تھی لیکن صاحبان کمال کیواسطے ہر مقام پر راحت کے سامان مہیا ہو جاتے ہین جو ہاتھہ پاؤن کا اپاہج ہو وہ دولت والدین صرف کرے جب ہم اپنے قوت بازو سے پیدا کر سکتے ہین تو ہمین کیا ضرورت ہے کہ آپکو تکلیف دین اسکے علاوہ وہان آپکے سامنے ہمین کون پوچھتا یہان ہمین ہم تو ہین یہ جواب دیکھکر عبد الرحمن اور بھی رنجیدہ ہوئے کہ یہ نالائق اپنی ہی بہتری ہر قسم کی چاہتا ہے چندروز خاموش رہے پھر جب محبت نے جوش کیا پھر کوئی تحریر نصیحت آمیز بھیجدی لیکن ہمیشہ جواب امید کے خلاف بے ادب الفاظ مین آیا یہانتک کہ خبر اس کے مرتد ہونے کی پہونچی بس اوسی روز سے عبد الرحمن نے کوئی خط اسکو نہ بھیجا اور راہ نامہ و پیام مسدود کردی اور ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ اب مجھکو شدید جنی کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابتدا سے اسکی طبیعت نالائق تھی رفتہ رفتہ یہان تک خرابی پڑی کہ پہلے ہمارا عدو ہوا اب دشمن خدا و مرتد ہو گیا اور یہان بڑے سلطنت کا رکن اعظم یعنے وزیر پر تدبیر ہوا ہے خدا اس کے شر سے بچائے اگر اسنے بادشاہ کو طمع دلا کر اغوا کیا اور گلستان ارم کا رخ کیا تو بڑی دقت پیش آئے گی کیونکہ نہ تو صاحبقران اول و ثانی ہین نہ صاحبقران اعظم فرزند اونکا موجود ہے دیکھا چاہئے کیا ہوتا ہے بادشاہ اٹھاون لاکھ فوج کی جمعیت رکھتا ہے بڑے بڑے دیوان زبردست اوسکی فوج مین ہین اور میرا جواب دینے والا یہ نالائق موجود ہے مجھے ہر وقت اسکی طرف سے اندیشہ رہتا ہے ملکہ آسمان پری نے کہا کہ تم نے تربیت و تعلیم کے وقت انجام نہ سمجھ لیا کیون اس درجہ تک تبلایا کہ آج طرف سے اندیشہ پیدا ہوا تم ایسے دانا شخص سے یہ نادانی ظہور مین آنا تعجب سے خالی نہین ہے عبد الرحمن نے عرض کی کہ اے ملکہ آفاق کوئی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اولاد بڑھ کر ہم سے کیا کرے گی اگر خلاف امید ہو تو پہلے ہی نہ اوس کو دبا دیا جائے اتنا کیون ہونے دیا جائے کہ وہ گردن دبا یہ مقدرات کی باتین ہین ہر شخص اسمین عاجز ہے ان باتونکو سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین جان سکتا

یہ سنکر ادہر تو ملکہ آسمان پری خوش ہو رہی ادہر عبدالرحمن جنی چپ ہو رہے کی گزری بات وہان شدید جنی کو شیطان نے ورغلایا اور یہ بات اس کے ذہن مین آئی کہ اب مامون صاحب کو اپنی شوکت دکہانا چاہیئے ورنہ اونہین تو معلوم ہو کہ اس نے گلستان ارم سے نکل کر کیا ترقی کی یہ سوچ کر نیرنگ شاہ دست بستہ عرض کی کہ ایک حکمنامہ بنام ملکہ آسمان پری کو اس مضمون کا لکھیئے کہ اے دختر شہپال تجھے شرم نہ آئی کہ تو اتنے بڑے بادشاہ کی دختر ہو کر ایک آدم زاد بے بنیاد کی زوجہ بنی اور مذہب قدیم کو اپنے ترک کر کے مذہب جدید اختیار کیا لہذا دو باتون مین سے ایک اختیار کر کہ یا تو دین جدید کو ترک کر کے اوسی دین قدیم کو اختیار کر اور اپنے اعمال گذشتہ سے توبہ کر اور اولاد اعرابی حمزہ سے ملنا ترک کرو یا خراج دے اگر ان باتون مین سے کوئی اختیار نہ کریگی تو بہت پچھتائے گی وہین آکر تمام گلستان ارم کو تاراج کر کے حکومت تیری مٹا دونگا اور سلطنت چھین لونگا بادشاہ نے رائے شدید جنی کی وزیر اعظم کی پسند کی اور اوسی وقت دبیر کو حکم دیا اوس نے نامہ لکھکر تیار کیا جسوقت نامہ تحریر ہو چکا بادشاہ نے مہر اپنی ثبت کی اور کہا کہ اب ایلچی کس کو بنانا چاہیئے شدید جنی نے کہا کہ میرے فرزند صفدر جنی کو دیجیئے یہ وہان سب سے کلہ بکلہ لڑکر جواب باصواب لائے گا بادشاہ نے منظور کیا اور صفدر جنی کو خلعت دیکر نامہ سپرد کیا صفدر جنی بادشاہ سے رخصت ہوا اور وہی بیس ہزار دیو جن کا یہ افسر تھا اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب گلستان ارم کے پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کی عبدالرحمن جنی نے ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ خدا خیر کرے اے ملکہ جو کچھ سابق مین مے شدید مردود کی نسبت آپ سے ظاہر کیا تھا اوس کا ظہور ہوا چاہتا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے بلاؤ صفدر جنی کو صفدر جنی نہایت خشمناک داخل بارگاہ ہوا اسلیئے کہ اسکا استقبال نہین کیا گیا تھا بس اس نے بارگاہ مین آتے ہی بطریق ابلیس پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہین دیا اور عبدالرحمن جنی نے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہ امر بھی اسکو ناگوار گزرا مگر خاموش رہا اسکے بعد پکارا کہ منم نامہ دار ملک نیرنگ شاہ بادشاہ اقلیم ہفتم قاف ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ لا نامہ اسنے نامہ پیش کیا ملکہ نے نامہ پڑھا اور مضمون سے آگاہی ہوئی عبدالرحمن جنی سے صلاح لی کہ کیا جواب لکھنا چاہیئے انہون نے یہ مصرع پڑھا۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند لیکن میری رائے ناقص کے نزدیک تو دونون امرون مین سے کوئی بات اختیار نہین ہو سکتی نہ تبدیل مذہب اور نہ اولاد صاحبقران سے بے تعلقی ممکن ہے اور نہ خراج دیا جا سکتا ہے اس لیئے کہ ایک تو یہ سلطنت ہمیشہ سے باج گہر و تاج بخش ہے جو پہلے خود ہمین خراج دیتا تھا اب ہم اوس کو خراج دین ایسی کون سی مصیبت پڑی ہے جس کے خوف سے ایسا کیا جائے اسکے علاوہ صاحبقران اعظم آپ کا فرزند جس وقت ملک قمہوریہ سے واپس آئے گا اور وہ سنے گا تو کہیگا کبہی وہ گوہر بار عالی وقار اس کو جائز نہ رکھیئے گا لہذا جواب جنگ تحریر کر دیجیئے ملکہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور اپنے ہاتھ سے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا بس یہ دیکھکر صفدر جنی آگ ہو گیا اور پکارا کہ معلوم ہو گیا کہ تم لوگ حد کے بدتہذیب و بدخلق ہو یہی وجہ تھی جو والد ماجد نے تم سے کنارہ کیا ورنہ کوئی اپنے عزیزون کو بے وجہ نہین چھوڑتا ہے

پہلی یہ ہوئی کہ میرا استقبال نہین کیا گیا دوسرے جواب سلام نہین دیا تیسرے حرکت کی کہ ملکہ سے
سمجھانے کی عوض جواب جنگ لکھوایا اور بڑھی یہ سب حرکتین تیری ہین تجھے یہ لازم تھا کہ خیال کرتا کہ ایک فرزند
آیا ہے ایسا کچھ تدارک کرون کہ دونون بادشاہون کے سامنے اوسکی عزت ہو نہ یہ کہ دونون جگہ ذلت ہو یہان
استقبال نہونے دیا اور سلام نہ لیا وہان یہ سرخروئی ہوئی کہ جواب جنگ ملا عبدالرحمن نے
جواب دیا کہ او نالائق زادے جب باپ تیرا مرتد ہو گیا تو ہم سے ہٹ کے گیا واسطہ رہا بموجب شعر
پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ تیری کیا حقیقت ہے جب فرزندان
انبیا خاندان سے بسبب اپنی بدچلنی کے خارج ہو گئے تو تو کس شمار مین ہے اور کیا تیرے فربہ
تو اوسکا استقبال کیا جاتا جو تو نے حرام خوری سے بڑھائے ہین باپ تیرا اس سرکار کا نمک پروردہ
تیری کیا حقیقت ہے اگر تو لائق بھی ہوتا تو اس سرکار کا خانہ زاد تھا یہان تیری وقعت کسی کی
نظر مین نہین ہو سکتی اتنی ہی رعایات تیری ساتھ ضرور ہو گی کہ یہ رعایت جب بھی نہوتی
کہ دشمن بادشاہ کے سامنے تو سرخرو ہوا اور ہماری شاہزادی اوس کی محکوم ہے
بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا یہان سے یہ سننا تھا کہ اس نے کہا مین کیا خالی
جاؤن گا اپنے باپ کی نذر کو تیرا سر لیکر جاؤنگا یہ کہکر عبدالرحمن کی طرف بڑھا تھا کہ سیامک
بن سیاہ کلاہ نے بازو اسکا پکڑا اور کہا کہ ابتک تیرے ساتھ اسی باعث سے رعایت کی گئی
کہ تو پوتا ہے عبدالرحمن سے معزز شخص کا ورنہ اس دریدہ دہنی کے پیشتر ہی سزا دیدی جاتی مگر
تو حد کا شہدا اور نالائق ہے کہ جس دادا کی وجہ سے تجھپر رعایت کی گئی تو اوسکا دشمن ہوا خبر
دار آگے قدم نہ بڑھانا کہ جائے ادب ہے یہ دربار ہے اوس شاہ کی زوجہ کا ہے کہ نام نامی و اسم
گرامی جسکا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان
جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہے بموجب مصرع بے ادب یافتہ اینجا کہ عجب درگاہست
یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر اسکا کھینچا تھا کہ صفدر حبشی نے کہا کہ کیون بڑھاپے مین اپنی عزت کھوتا ہے ہمارا بچا
قربت کا جھگڑا ہے تجھے اس مین کیا دخل ہے ہٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا سیامک نے کہا
کہ حوصلہ اپنا نکال لے ابھی کہنا تھا صفدر حبشی سیامک سے لپٹ پڑا اور دونون لڑتے ہوئے صحن بارگاہ
مین نکل آئے خوب رد و کشمکش ہونے لگے کبھی سیامک صفدر حبشی کو کھینچ لاتا ہے اور کبھی
صفدر حبشی سیامک کو پیچھا کر دیتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ سیامک ضعیف ہو گیا ہے اور صفدر
حبشی جوان ہے جس مقام پہ ہاتھ ڈال دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلاخین
لوہے کی ہین لیکن سیامک بھی جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے صفدر حبشی کو بھی چھڑانا
دشوار ہو جاتا ہے جبتک آگے سے کشتی ہو رہی ہے لیکن ملکہ آسمان پری و
عبدالرحمن حبشی دونون کو منع کر رہے ہین صفدر حبشی کہتا ہے کہ مین بغیر اس کو باندھے
ہوئے نہین رہون گا کیا سمجھکر اس نے میرے بازو پر ہاتھ ڈالا مین نے تو اسے
نہین ٹوکا تھا اور سیامک کہتا ہے کہ رہنے دیجیے ایلچی ہو کر سرکشی اور بدزبانی کرتا ہے
جبتک سزا نہ پائے گا نہ مانے گا یہانتک کہ لڑتے لڑتے پاؤن سیامک کا خیمخانہ
مین جا رہا اور صفدر حبشی ریلی کر کے چلا حبشی پر سے پاؤن جاتا رہا تڑاقے کی آواز آئی رنگ
رخ زرد ہو گیا دست و پا مین رعشہ پڑ گیا بس یہ دیکھتے ہی سیاہ قبا نے آواز دی

که او نامرد دیکھا تو لے کہ پاؤن اسکا موش خانہ مین جا رہا ہے وقت غنیمت معلوم ہوا
زور کرکے پاؤن توڑ ڈالا ایسی جرأت پر سرکشی کرتا ہے ادہر آ کہ حریف تیرا مین ہون یہ
یہ کہکر صفدر جنی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی خوب زور ہوئے یہانتک کہ شام ہوگئی
اب بھی دونون لڑے جاتے ہین علحدہ نہین ہوتے بس عبدالرحمن جنی
اپنے مقام سے اور صفدر جنی کے ٹھوڑی مین ہاتھ دیکر کہا کہ اگر تمہین اپنے زور
قوت کی آزمایش کرنا ہی تو ہو چکی اور اگر عناد نکالنا ہے تو جواب جنگ مل ہی
چکا ہے جس وقت ہمراہ اپنے بادشاہ کے آؤ میدان مین نکل کر مقابلہ کر لینا یہ وقت
اور موقع لڑائی کا نہین ہے اس مین ہماری تمہاری دونون کی بدنامی ہے اس
لئے کہ نہ ایلچی کو سرکشی و زبردستی لازم ہے نہ یہی چاہئے ہے کہ ایلچی کے ساتھ
بدسلوکی کیجاے کوئی تمہین برا کہے گا کوئی ہمین برا کہے گا ادہر ملکہ آسمان پری
نے سیاہ قبا سے کہا کہ چھوڑ دو اس کو علیحدہ ہو جاؤ سیاہ قبا علحدہ ہوا صفدر
جنی اپنے بیس ہزار دیوؤن کو ساتھ لیکر سنگ قاف کی طرف روانہ ہوا یہان سیاہ مک
سیاہ قبا بارگاہ مین اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ملکہ آسمان پری
تخت سبز ہی پر جلوہ افروز ہوئی دس بجے تک دربار رہا اور باتین صفدر جنی
کی بدزبانی و نالایقی کی ہوا کین جب دربار برخاست ہوا سب اٹھ اٹھ کر تسلیم رخصت کر کرکے اپنی مکان
کی طرف روانہ ہوئے عبدالرحمن جنی اپنے مکان مین آئے لیکن انکو شدید جنی کی طرف سے
تشویش ہے کہ دیکھئے یہ ملعون کہین عملیات کے زور سے کام نہ لے تو مشکل
پڑ جائیگی لیکن اب حال صفدر جنی کا سنئے کہ قلعہ بلوریہ سے
نکل کر ایک منزل تک یہ بیچارہ ہوگا کہ اسے خیال گذرا کہ ایلچی گری سے اور جواب جنگ
لیجانے یہ تو کوئی لطف نہین ہان اگر یہ دونون دیو ہاتھ آجاتے تو لطف تھا دیوارزال
نے کہا کہ ہو سکتا ہے جو تو بغرض عیاری ان سرداران لشکر آسمان پری کو
گرفتار کر لاے اوس نے کہا اچھی بس وہین قیام کیا اور انتظار مین دیوارزال کے
بیٹھا لیکن دیوارزال یہانسے پھر قلعہ بلوریہ کیجانب روانہ ہوا جاتے جاتے داخل قلعہ ہوا وقت
شب کا نظارات زیادہ جا چکی تھی اسنے دریافت کر لیا تھا کہ دربار ملکہ آسمان پری کا کسوقت برخاست
ہوتا ہی معلوم ہوا کہ ابھی وقت باقی ہی بس جو راہ بارگاہ سے مکان سیاہ مک و سیاہ قبا کو گئی تھی وہان دیو
ازرال صورت گرگ کی بنکر کھڑا ہوا کہ یکایک سامنے سے روشنی مشعلونکی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ سیاہ مک
و سیاہ قبا دونون ساتھ چلے آتے ہین بس اسنے خاک اوڑانا شروع کی دو بہادر خراصون نے بڑھ کر آواز
دی کہ ارے یہ کون بے ادب ہی نہین دیکھتا کہ سواری افسران لشکر کی چلی آتی ہی اور خاک اوڑا رہا ہی
لیکن کوئی جواب نہ ملا انہون نے پھر ڈانٹا پھر کوئی جواب نہ ملا انہون نے پھر للکارا جب پھر
جواب نہ ملا تو آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہے ! ڈرا رہا ہے ! بلور مار کر جھپٹے گرگ بھاگا اور سامنے ٹھہر کر پھر
خاک اوڑانے لگا لیکن خاک جو نفس کے ذریعہ سے دماغ تک پہونچی چھینکین مار مار کر دواص کرنے لگی اتنے مین
سواری قریب ہو گئی اور وقت تھا کہ سب زخمی ہونیکے نفس پریشانی پیدا ہوتی اور سیاہ مک نے ہر ایک پر نفس کیا [illegible]
عجیب ہی حالت ہو رہی [illegible] اقبال دیکھی [illegible] خیال ہو شاید خوف [illegible] گر پڑے [illegible] ایسا ہو گیا [illegible] مرکب [illegible]

دوڑا کر قریب پہونچے دیکھا کہ خواص زمین پر پڑی ہین اور گرگ سامنے کھڑا ہوا خاک اوڑا رہا ہے
انھون نے ڈانٹا اور کوڑا پکڑ کر جھپٹے گرگ اور چند قدم بھاگ گیا لیکن یہ جونتق گرد مین پہونچے
چھینک مار کر بیہوش ہوئے اور مرکب پر سے گرے اب دیوار زال نعرہ کرکے سامنے آیا اور پشتارہ
سیاناک سیاہ قبا کا باندھ کر پشت مرکب پر ڈالا اور آپ باگ ہاتھ مین لیکر نجارے
کی صورت بنکر روانہ ہوا اور صفدر جنی کے روبرو لیجا کر دونون کو ڈالدیا صفدر جنی نہایت خوش
ہوا اور دیوار زال کو بہت کچھ انعام دیا اور ان دونون کو مسلسل و مطوق کر کے روانہ ہوا دوسری
منزل پر پہونچکر قیام کیا لیکن جس وقت بیہوشی سیاناک و سیاہ قبا کے دفع ہوئی اپنے کو اسیر
غل و زنجیر پایا آنکھین بند کرلین جانا خواب بد دیکھائی دے رہا ہے دیوار زال نے کہ اسی کے
سپرد انکی قید تھی آواز دی کہ یہ غفلت نہین بلکہ عین ہشیاری ہے خواب نہین بیداری ہے
اس وقت سیاہ قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گرگ نہ تھا بلکہ عیار تھا ارے کس نے ہمین
گرفتار کرایا ہے دیوار زال نے کہا تمھین معلوم ہوجائے گا اتنے مین صفدر جنی نے ان دونون کو
طلب کیا دیوار زال قیدیانکی اپنے ہمراہ لئے ہوئے سامنے صفدر جنی کے آیا دیکھا
ان دونون نے کہ صفدر جنی بصد نخوت و نگل پر بیٹھا ہے ان دونون کو بقید دیکھکر
آواز دی کہ کیون اے سیاناک اور سیاہ قبا تمھین اس وقت بدکی جرأت تھی کہ
بارگاہ مین مجھسے زبان لڑائی سیاناک نے کہا واے ہو تجھپر کہ عیار سے گرفتار کرا کر آنکھ ملاتا ہے
تجھے شرم نہین آتی اگر غیرت ہے تو چلو بھر پانی بہت ڈوب مرنے کو کافی ہے ہان اگر مردی
تو ہم کو زیر کرتا تو جانے دم زدن نہ تھی بس صفدر جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون
سامنے نیرنگ شاہ کے بھی اسی طرح بیان کرینگے تو پہلوانون کے سامنے ذلت ہوگی اس سے
بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کو سر کاٹ کر چلون یہ خیال کرکے جلاد کو حکم دیا کہ
لیجا کر ان کو صحرا مین سر ان کے کاٹ لو یہ حکم سنکر جلاد قریب آیا اور ان
دونون کو لیکر طرف صحرا کے چلا ایک درخت شمشاد کے نیچے بٹھا کر گلے
سے گردن پر خط کھینچا اور حسب قاعدہ حکم کا منتظر ہوکر کھڑا ہوا پوشاک سرخ
اس کی بر مین خنجر برہنہ ہاتھ مین لئے سامنے مجمع دیوون کا اور صفدر جنی
آگے اونکے کھڑا ہوا ہے کہ صفدر جنی نے کہا دیر کیا ہے ار دے ایک ہاتھ کہ سر الگ
ہوجائے جلاد نے حسب دستور کہا کہ پھر سمجھ لیجئے کہا ہان قتل کر کوئی
محل تردد نہین ہے دو حکم ہو چکے ہین تیسرے حکم کی دیر ہے ادھر سیاناک
سیاہ قبا نگاہ یاس سے ہر چہار طرف دیکھ رہے ہین لیکن سوا تشنگان
خون کے کوئی غمخوار نظر نہین آتا بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار عالم
اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے بار الہا ہر چند کہ عمرین
ہم دونون کی پوری ہوچکین بچپن جوانی بڑھاپا تینون پنہتہ گذر چکے اب سوا
مرنے کے کیا باقی ہے لیکن ایسی صورت کے مرنے سے ضرور کراہت معلوم ہوتی ہے
کہ لاش غسل و کفن و دفن سے بھی محروم رہینگے یہ ملعون سر ہمارے ملک نیرنگ فاف کے
مین لیجا کر اک بادشاہ کافر کو نذر دیگا وہ نہین معلوم سر وانکے کس طرح پیش آئے اور انجام مین کہان پہنچواد

اور لاشون کو تو یقینی یہ کافر اسی صحرا مین چھوڑ کر چلے جائینگے ہم اتنا چاہتے ہین کہ بعد مرگ مٹی خراب نہو
ان دونون نے کچھ اس طرح تہ دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا تھا تو گرد و غبار جانب صحرا
سے بلند ہوا جلاد حکم ثالث کا منتظر ہے صفدر جنی غبار کی جانب دیکھ رہا ہے کہ آتے آتے وامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دس ہزار دیو اک آدم زادے کے ہمراہ رکاب آکر پہونچی
مگر سب سیہ پوش صورت ماتمیون کی بنائے ہوئے خاک غم بالون پر پڑی یہ صاحبقران اعظم
فرزند ملکہ آسمان پری ہین جو ملک قمہوریہ کو برائے عیادت قمہوریہ دیو پر دور گئے ہوئے تھے اس
وقت پہونچے کہ حال غیر تھا انھین کے سامنے قمہور کا انتقال ہوا یہ بھائی کو دفن کئے ہوئے
لباس ماتمی پہنے اپنے مکان کو واپس آرہے تھے راستے مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو دیو دو کمتر
چند دیو قتل کیا چاہتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملازم ہے کارہین بس
نہایت غصہ آیا اور مرکب کو پاشنہ کیا مثل برق وہ فرس کوندا صاحبقران اعظم نے سامنے
آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خطا پر میرے ملازمون کو قتل کرتا ہے اس نے کہا تم نہین جانتے
مجھہ کو منم صفدر جنی صاحبقران اعظم نے فرمایا صفدر جنی کون کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ مین
جنون مین بکت بہادر ہون اس جنی نے کہا بہادر نہ تھا تو ان دیو ون کو قابو مین کیونکر
لایا اور بیس ہزار دیو ون کی سرداری پائی مین بیٹا ہون شدید جنی کا جو بھائی ہے عبد الرحمن
جنی کے فرمایا ہان اب معلوم ہوا تو پوتا ہے عبد الرحمن کا اچھا ان دیو ون نے تیری کیا خطا
کی ہی جو تو قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ تمہارے بارگاہ مین یہ مجھسے بچکے تھے فرمایا کہ پھر تو نے
سخت کلامی کی ہوگی اس نے کہا کہ پھر بہادر دب کے کب گفتگو کرتے ہین صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ کچھ تیری شامت تو نہین آئی ہے مین تجھسے دریافت حال کرتا ہون اور تو بڑے پن کی گفتگو
کرتا ہے اگر عبد الرحمن کا خیال نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچکر پھینک دیتا صاف صاف بیان
کر کہ تو کیون آیا تھا اور ان سے زبان کیونکر لڑی اور انکو گرفتار کس طرح کیا اس نے سبب اپنے
آنیکا اور گفتگو کا حال اور کشتی ہونا سیاہ کے سے اور کو لا لوٹنا اوسکا بیان کیا اور خاموش ہو رہا لیکن
حال گرفتاری نہ بیان کیا سیاہ تک نے چلا کر کہا کہ اے شہریار اس نے عیار کے ذریعہ سے ہمکو گرفتار کرایا
بس یہ سنا تھا کہ صاحبقران اعظم کا چہرہ سرخ ہو گیا غصہ سے دست و پا کانپنے لگے فرمایا او بزدل اسی
منہ پر منم کا نعرہ کرتا تھا بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ سزا پائیگا جب یون بس نہ چلا تو عیاری دون
سے تمام لیا اس نے کہا مین تو تمہاری فکر مین تھا او سوقت تم نہ ملے مگر شکر ہے خداوند
ابلیس کا کہ انھون نے گھیر کر تمہین یہان بھیجا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ ہان وہ اور رتہ
ہو گیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھہ کو اس نے کہا مجھے خود تمہاری تلاش تھی لو اس کو کہ
یہ نیزہ قضا ہے یہ کہکر برچھا سینہ بے کینہ صاحبقران اعظم کے حوالہ کیا صاحبقران اعظم نے
ترچھے ہو کر برچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ برچھا ہاتھ سے صفدر جنی کے نکل گیا اور یہ ملعون
اوندھے منہ جاتا رہا صاحبقران اعظم نے برچھا تو پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا تو نے بس چلا جا
میرے سامنے سے کہ غصہ ہے مجکو ایسا نہو تو مارا جائے اور مجھے تیرے دادا عبد الرحمن سے
شرمندگی ہو یہ تو اس مرد دلیر رعایت کر رہے ہین مگر صفدر جنی خون کا پیاسا ہے
بس یوہین کمر سے تیغہ کھینچکر صاحبقران اعظم پر وار کیا انکے ہاتھ مین نہ

تلوار ہے نہ سپر لباس ماتمی پہنے ہوئے ہیں یہ خیال بھی نہ تھا کہ مین اس پر رعایت
کرون گا تو یہ سرنگون نہ ہوگا بس یونہین جو تیغہ آکر سر پر بیٹھتا ہے تا دو ابرو اوتر گیا اور
ہاتھون مین واسطے بھی نہ تھے یونہین دونون ہاتھ مارے تیغہ تو بمشکل سر سے نکلا
مگر دونون کلا بان بھی زخمی ہوئین بس اب طیش مین آکر یہ چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرون کہ
صاحبقران اعظم نے کلائی اس کی پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ یہ اوندھے منہ زمین پر آرہا بس
بند کمر پکڑ کر زمین سے اوٹھالیا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا سیامک نے آواز دی کہ
اے شہریار سبحان اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا اب اسے چھوڑ دیجے گا قلب اس ملعون کا
سیاہ ہے بس صاحبقران اعظم نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین
اس نے کہا اگر جانین ہون تو نام پر خداوندا ابلیس کے نثار ہین یہ سننا تھا کہ صاحبقران اعظم
نے ایک پاؤن اسکا پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کر جو زور کیا جبر سے
چیر کر پھینک دیا بس اس کا مرنا تھا کہ جلادون نے سیامک و سیاہ قبا کو تو چھوڑا
اور صاحبقران اعظم پر آپڑے ادہر صاحبقران اعظم کے لشکر نے دیکھا کہ مالک پر یورش ہے
یہ سب بھی وارین پکڑ پکڑ کر آپڑے ادہر لشکر صفدر جنی کے دیو بیس ہزار ہین تعداد مین دونے ہین
جھپٹ پڑے کہ مارلو اسی آدم زاد کو ارے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے
مارا ہم بادشاہ کو کیا جواب دینگے دونون لشکر غٹ پٹ ہوگئے تلوار چلنے لگی کچھ دیو صاحبقران
اعظم کو لیکر علحدہ ہوگئے کہ یہ زخمی بہت تھے اودہر کچھ دیوون نے دوڑ سیامک سیاہ قبا
کو بھی رہا کیا قید کاٹ دی سیامک تو بسبب پاؤن بیکار ہونے کے صاحبقران اعظم پاس
آکر ٹھہرے اور سیاہ قبا دار شمشاد پکڑ کر جا پڑے جس دیو پر وار مارے وہ پیوند خاک ہوگیا
ہر طرف دھما دھم وارین اور میل فولادی چل رہے ہین سر پھٹ رہے ہین جسم خاک پر لوٹ رہے
ہین شور دار و گیر بلند ہین ادہر دس ہزار دیو ہین اودہر بیس ہزار انکا سردار زخمی ہے اور
اون کا افسر مارا جا چکا فوج بے سردار کہاں تک لڑے سیاہ قبا نے کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے انجام کار فوج کفار نے لاش صفدر جنی کی اوٹھالی
اور نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوئے بیس ہزار دیون مین سے دس ہزار مارے
گئے اور دس ہزار لاشین لے کر بھاگے اور کوئی دو ہزار کے قریب اہل
اسلام مارے گئے بعد فتح کے صاحبقران اعظم کو تو پانچ ہزار دیوون سے گلستان
ارم کی بجانب روانہ کیا کہ یہ نہایت زخمی تھے اور سیامک سیاہ قبا لاشون کے
دفن کے انتظام مین مصروف ہو رہے تین روز مین دفن و کفن سے فرصت ہوئی اب یہ
بھی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے ان کو تو راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال
گذارش کیا جاتا ہے ان دیوون کا جو لاش صفدر جنی کی لے کر نیرنگ
قاف کو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز پہونچ گئے اوس وقت پہونچے
کہ نیرنگ شاہ مصروف سیر و شکار تھا شدید جنی بھی ہمراہ تھا کہ دیکھا سامنے سے
کچھ دیو خاک اوڑاتے ہوئے روتے پیٹتے چلے آتے ہین نیرنگ شاہ نے کہا ارے
خیر تو ہے دیوون نے عرض کیا کہ حضور بھلا خیر کہان سوا اس کے یہ کہکر لاش صفدر جنی کے سامنے رکھدی

نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر مارا گیا دیوؤن سے تمام سرگذشت بیان کی پہونچنا بارگاہ آسمان
پری مین سخت کلامی ہونا عبدالرحمن جنی سے کشتی ہونا سیامک سیاہ قبا سے بعد
اسکے واپس آنا جواب نامہ لیکر راہ مین گرفتار کرانا سیامک سیاہ قبا کو
اور حکم قتل دینا پہونچنا صاحبقران اعظم کا اور قتل کر کے صفدر جنی کو چھڑانا سیامک سیاہ
قبا کا سب حالات اس طور سے بیان کیے کہ کہین زیادتی صفدر جنی کے نہ بیان کی اور اہل
اسلام کو خطاوار قرار دیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نظر مین شدید جنی کی تیرہ و تار ہو گیا
اور کہا کہ تو سبھی جو خون صفدر جنی کے عوض مین تمام گلستان ارم کی دیو و پری کو
جلا دیا ہو ہر چند نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ اٹھارہ لاکھ دیوؤن کی فوج موجود ہے
جس مین بڑے بڑے سرکش و قوی ہیکل دیو ہین جسقدر فوج چاہو لے جاؤ اور خون
فرزند کا قصاص دشمنون سے لو لیکن اسنے کہا کہ کچھ اسکے ضرورت نہین ہے اب
آپ تماشا دیکھیے اور اوسی وقت لہارون کو طلب کر کے ایک تالاب آہنی تیار کرایا اور نیچے اوس
کے اک صندوق کھدوا کر تالاب کو تیل سے پُر کرا کر آگ روشن کرا دی اور کچھ اسم پڑھ
کر دستک دی دیکھا کہ جانب جنوب سے ایک ٹکڑا ابر پیدا ہوا اور سامنے آکر گڑگڑایا اور اک
آواز پیدا ہوئی کہ موکل ابر نشین مجھکو کس واسطے طلب کیا ہے شدید جنی نے کہا کہ جا اور
گلستان ارم کی طرف اور تمام دیو و پری کو اسیر کر لاؤ یہ سننا تھا کہ وہ ابر پھیل کر گرجتا ہوا
گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا یہ عمل شدید جنی کا نہایت غضب کا تیار ہے غرضکہ
وہ ابر جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچا جہان کہ سیامک سیاہ قبا پانچ ہزار دیوؤن
سے لاشین دفن کر کے چلے آتے تھے اور قریب قلعہ بلوریہ کے پہونچ چکے تھے کہ دیکھا
انہون نے ابر نہایت زور شور سے آرہا ہے اک درخت کے نیچے ٹھہر گئے لیکن انکو
تعجب ضرور ہوا کہ فصل گرما مین ابر کیسا لیکن وہ ابر بہت تیزی کے ساتھ آکر محیط ہو گیا
اور برسنے لگا بس جس دیو پر ایک بوند بھی پڑ گئی اوس نے قلعطک ماری اور بشکل جانور
آبی کوئی قاز کوئی قرقرا کوئی سرخاب بن بن کر اوڑنا شروع ہوے اور اوس ابر سے
جا کر مل گئے یہانتک کہ پانچون ہزار دیو جانور بنکر اوڑ گئے معہ سیامک و سیاہ قبا اوس
ابر جا کر مل گئے اب اوپر اوپر ابر اور نیچے اوسکے یہ پانچون ہزار دیو جانور بنے ہوے اوڑتے
چلے جاتے ہین ابر انکو لیکر طرف نیرنگ قاف کے روانہ ہوا اور ان جانورون نے اتنی
آواز دی کہ یا عبدالرحمن جنی ہماری خبر لیجیے ورنہ ہم تو جاتے ہین او ادہر قلعہ بلوریہ سے
ابر بے فصل اوٹھی دیکھکر ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی بھی تعجب مین تھے جسوقت
یہ واقعہ آنکھون کے سامنے گزرا کہ جس دیو پر بوندی پڑی وہ جانور بن گیا بس انکو یقین ہو گیا
کہ یہ فعل شدید جنی کا ہے بس انہون نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ جلد قلعہ گلستان
ارم کی جانب چلیے اور قلعہ بلوریہ کو خالی کیجیے ورنہ یہی حالت ہم سب کی ہوگی جو آپکے
سیامک سیاہ قبا اور پانچہزار دیوؤن کے ہوئی ہے اور اب یہ بچ نہین سکتے
ان سے تو ہاتھ اوٹھائیے جو لوگ باقی ہین اونہین کی خبر لیجیے ملکہ آسمان پری بعجلت
تمام قلعہ بلوریہ سے قلعہ گلستان ارم کو روانہ ہوے اور اک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کرے

اگر کوئی شخص رعایا برایا مین سے یہان نہ رہے سب قلعہ گلستان ارم مین چلے چلین ورنہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جاے جس وقت منادی نے ندا کی تمام قلعہ مین اور گرد و نواح مین ہل چل مچ گئی دیو پری بھاگنے لگے پریون نے بچونکو بغل مین دبا لیا مردون نے اسباب اوٹھایا گھر بار کو چھوڑا جسے دیکھو بھاگا چلا جاتا ہے تھوڑے عرصہ مین تمام قلعہ بلوریہ خالی ہوگیا اک ہو کا عالم ہر طرف نظر آتا تھا تمام گھر خالی پڑے تھے لیکن عبدالرحمن جنی نے قلعہ گلستان ارم مین پہونچکر اک کتاب نکالی اوس مین طریقہ رو عمل سحاب دیکھکر سامان اوسکا مہیا کیا اور اک مقام پاک و طاہر پر بیٹھکر خوشبو جسم مین ملی اور اک منقل سامنے رکھ لی اور کچھ اسم پڑھ پڑھ کر چند اجزاے سرخ منقل پر ڈالے کہ اوسنے دود سرخ پیچیدہ ہوکر بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ تمام گلستان ارم پر اک سائبان سرخ بنکر محیط ہو گیا اسکے بعد کچھ اور اسم پڑھکر دستک دی کہ اک موکل سرخ پوش پنکھا ہاتھہ مین لئے ہوے زمین سے پیدا ہوا اور ہاتھہ باندہ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ اے موکل شعلہ افروز جا اور ابر شدید جنی کو جلا کر عمل اوسکا پلٹ دے اوسکے بعد اپنے ہنر لشکر کفار کو دکھا یہ کہکر ایک ٹکڑا قرطاس سفید کا سرخ روشنائی سے لکھکر آگ پر ڈالا کہ وہ جلا اور دہوئین سے اک بساط بنکر تیار ہوا موکل سے کہا کہ بیٹھکر روانہ ہو موکل نے سلام کیا اور بساط روان پر بیٹھکر نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوا اب اسے بھی راہ مین چھوڑیئے پہلے حال اوس ابر کا سنیئے کہ جو دیوان گلستان ارم کو قید کرکے لے گیا ہے جا لیے جاتے جس وقت نیرنگ قاف مین پہونچا شدید جنی کے سر پر محیط ہوکر قائم ہو گیا شدید جنی نے نیرنگ شاہ سے کہا کہ اب تماشا دیکھیئے اور ابر کی طرف کچھ پڑھ کر اونگلی سے تالاب کی طرف اشارہ کرکے آواز دی کہ آؤ یہ مقام تمہارے واسطے ہے بس اشارہ کرنا تھا کہ ان طائرون نے جو زیر ابر شور فریاد بلند کر رہے تھے کندے جوڑے اور تالاب مین گرے اسی طرح آن واحد مین سب جل کر خاک ہوگئے نیرنگ شاہ یہ کمال شدید جنی دیکھکر نہایت خوش ہوا بہت تعریف کی اوسی وقت نو پارچہ کا خلعت دیا شدید جنی نے کہا کہ اسی طرح اگر کل پریزادان گلستان ارم کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا شدید جنی نہ پایا اور آپ تماشا دیکھیئے غرضکہ یہان خیمے ڈیرے پڑ گئے افواجین اگئین شدید جنی نے ایک جھولداری اپنے واسطے علحدہ بر پا کی اور ابر کی طرف اشارہ کیا وہ ابر پھر سایہ کرتا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا اب تماشا دیکھیئے کہ اس طرف سے تو ابر جا رہا ہے اور اودھر سے موکل شعلہ افروز چلا آتا ہے بس جیسے ہی ابر نے اس موکل کو دیکھا پہلے تو زور شور سے گرجتا ہوا چلا کہ قید کر لون اس کو لیکن جیسے ہی قریب پہونچا اور موکل شعلہ افروز نے نعرہ کرکے جھپک پنکھیا کی دی جس طرح اوس کی سمٹتی ہی گوشہ ابر سمٹ گیا بس موکل نے اب جو چہار طرف سے پے درپے پنکھیا کی جھپک دی وہ تمام ابر سمٹ کر اک روئی کا گالا بن گیا اور موکل شعلہ افروز پنکھیا کی جھپک دیتا ہوا سمیٹ کر اور اس ابر کو نیرنگ قاف کی طرف لے چلا ابر سے بجاے گرج و چمک کی صداے فریاد بلند ہوئے یہانتک کہ یہ موکل ابر کو لئے ہوے اوس تالاب پر پہونچا جسمین تیل کھول رہا تھا اور کنارہ پر اوسکے

شدید جنی کھڑا ہوا تھا بس موکل نے پہونچتے ہی آواز دی کہ او کافر مرتد تو نے پانچ ہزار بندگان خدا کا خون کیا دیکھ اب اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ کہکر جو پنکھیا کی پھینکی وہ ابر کا ٹکڑا تالاب مین گرا اور اک شعلہ بنکر بھڑکا گرتے وقت اس نے آواز دی کہ مین دشمن کے قابو مین آگیا اگر کچھ طاقت ہو تو روکو مجکو ورنہ مین جاتا ہون شدید جنی تو اس انتظار مین تھا کہ موکل میر اسپ کو اسیر کئے ہوئے لاتا ہوگا لیکن معاملہ بالعکس ہوگیا بس اسنے تو آواز دی کہ اے جلدی لاؤ کتاب میری اور نیرنگ شاہ سے کہا کہ آپ جلدی بھاگئے یہان قیامت ہوا چاہتی ہے نیرنگ شاہ تو سر پر پاؤن رکھکر بھاگا لیکن الکہ ابر جو تالاب مین گرتا ہے جل کر اک شعلہ جوالہ بنا اور بھڑک کر شدید جنی پر گرا اس نے جلدی سے کوئی اسم پڑھا کہ ایک شعلہ کے کئی شعلے بنکر جسم سے علیحدہ ہوگئے لیکن تمام جسم مین شدید جنی کے آبلے پڑ گئے اور یہ اپنی جھولداری کیطرف بھاگا شعلون نے اس کا تعاقب کیا جب یہ کچھ پڑھ کر پھونکتا ہے شعلے علیحدہ ہوجاتے ہین بعد اسکے پھر لپٹنے لگتے ہین مہلت نہین دیتے موکل شعلہ افروز دمبدم للکار رہا ہے کہ ہان جلادو اسکو جانے نپائے ادہر اس نے ایک پڑیا پھر اوہی تالاب مین ڈالدی جو اس کو چلتے وقت عبدالرحمن جنی دی تھی لبل اس پڑیا کے گرتے ہی صد ہا شعلے تالاب سے نکلے اور لشکر دیوان نیرنگ کی طرف چلے بادشاہ تو پہلے ہی بھاگ کر چلا گیا تھا لیکن لشکر یہان پڑاو کئے ہوئے تھا اب یہ شعلے چمک چمک کر گرنا شروع ہوئے اور دیوون کو نگلنا شروع کیا جسپر شعلہ جھپک کر گرا جل کر مثل دیو آتشبازی کے خاک ہو گیا لشکر مین بھگدڑ مچ گئی دیو بھاگے جاتے ہین اور موکل للکار رہا ہے کہ ہان ارلو ان کو جانے نپائین شعلے پیچھا کئے ہوئے ہین دیو بھاگتے پھرتے ہین ادہر چند شعلے شدید جنی کی فکر مین ہین لپٹے رہی جاتے ہین جھولداری تک پہونچنا اسکو دشوار ہوگیا ہے موکل چلا رہا ہے کہ یہ مزا ہے خون بیگناہان کا شعلون کی لپک سے تمام صحرا آتش بہار ہو رہا ہے بلکہ یہ لشکر نمونہ دوزخ معلوم ہوتا ہے کفار جیتے جی جل رہے ہین بار بار موکل کہتا ہے کہ آج کوئی دیو پری نیرنگ قاف کی بچنے نپائے بعضون نے قصد کیا کہ اب خیر نہین معلوم ہوتی طلسم سے بھاگ چلنا چاہیے شاید جان بچ جائے غرضکہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے آن واحد مین شعلون نے قریب دس ہزار دیو و پری کے پھونک دیے اور جلا کر خاک کر دیے اب موکل پیچھے پیچھے ہے اور شعلے مثل فوج کے پرا جمائے ہوئے آگے آگے ہین لیکن چلے جاتے ہین یہانتک کہ اسی حالت مین قریب شہر کے پہونچ گئے شہر مین تلاطم ہوگیا شعلون کی فوج سے کوئی چارہ نہین ہے نہ بھاگ کر جان بچتی ہے نہ لڑتے بنتی ہے کوئی ذی روح ہو تو اوس سے حربہ کرین قتل کرین ضرب کا جواب دین شعلون سے کون لڑے عجب طرح کا تہلکہ برپا ہے اگر دو دیو ایک مقام پہ کھڑے ہین اور شعلہ لپک کر وہان پہونچا تو ایک دوسرے کو شعلہ پر ڈھکیل کر بھاگتا ہے بھائی بھائی کا باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا دوست نہین سب کو اپنی اپنی جان عزیز ہے لیکن شدید جنی گرتا پڑتا اپنی جھولداری مین پہونچا اور کچھ اسم پڑھکر دائرہ خیمہ پر ایک لکیر کھینچ دی کہ شعلے باہر رہگئے اندر نہ آسکے زنبیل سے کتاب نکالی اور اوس مین سے رد عمل کی ترکیب نکالکر جلدی سے سات مرتبہ اک اسم کو پڑھکر دستک دی کہ اک پری پیدا ہوئی تلوار اپنے ہاتھ مین کھینچی ہوئی کہا کیون مجھے بلایا ہے شدید جنی نے کہا کہ دشمن کو جواب دے یہ کہکر

ہاتھ سے اشارہ کیا پری تڑپ کر خیمہ سے نکلی جس شعلہ کو پریزاد افسردہ ہوگیا جب اسنے ان شعلونکو گل کردیا شدید جنی کو مہلت ملی اب یہ بھی خیمہ سے نکلا آگے آگے پری تلوار کھینچی ہوئی اور پیچھے پیچھے شدید جنی آتے آتے قریب [illegible] پہونچا دیکھا کہ عجب قیامت برپا ہے ہزارہا دیو و پری بھاگتے پھرتے ہیں اور شعلہ اونکے پیچھے بلا کیطرح لپٹے ہوئے ہیں جو دیو یا پری ذرا تھکا یا ٹھوکر کھا کر گرا شعلے نے اوسکو جلا کر خاک کر ڈالا ہر طرف بھگڈر مچی ہوئی ہے بس یہ دیکھنا تھا کہ شدید جنی نے پری سے کہا کیا دیکھتی ہے قتل کر اسکو کہ اسنے سیکڑون کا خون کیا ہے یہ سنتے ہی پری کندی تولکر موکل آتش افروز کی طرف چلی اور پکاری کہ او چھوکرے اسقدر تو نے سر اوٹھایا بس ٹھہر کہ اجل تیری آپہونچی یہ سننا تھا کہ موکل سہم گیا اپنے ملک الموت کو پہچان گیا اور شعلونکی طرف اشارہ کیا شعلے اودھر سے پلٹے اور پری کی طرف چلے اور آپ یہ موکل بھاگا شعلون کو آگے کر دیا کہ جبتک یہ شعلے اسکو روکین مین عبدالرحمن کے پاس پہونچکر اطلاع کرون شاید وہ کوئی صورت جان بخشی کی نکالین پری اسکی قضا تھی کب فرصت لینے دیتی تھی جو شعلہ لپک کر اسکی طرف چلا پری نے [illegible] کر دیا [illegible] چار سو شعلے تھے سب افسردہ ہوگئے اور یہ [illegible] کے سر پر موکل آتش افروز کے پہونچ گئی اور کہا کہ بہت سر اوٹھایا تھا تو نے دیکھ یہ اوسکی سزا ہے یہ کہکر وہی تلوار جو اسکے ہاتھ مین کھنچی ہوئی تھی گردن پر موکل کے لگا سر کٹ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ بجائے خون ایک شعلہ نکلا اور لاش کو موکل کے سمیت جلا کر خاک کر دیا بعد اسکے خود بھی افسردہ ہو گیا یہ دیکھکر تو تمام دیو شدید جنی کو گالیان دیتے تھے کہ یہ بلا اسکی ذات سے آئی [illegible] شعلہ آئے [illegible] ساتھ ہماری بھی جان لی اوستاد سے اپنے دغا کیا اوسکی سزا پائی جو محسن کشی کریگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن جب پری نے آکر موکل کو مارا سب تعریف کرنے لگے کہ اگر ایسا نہوتا تو اتنے بڑے شخص سے کیون لڑتا جیسا چاہئیے ہے موتنے کی راہ رکھ لیتا اور بادشاہ بھی پہلے نہایت ناراض ہوگیا تھا [illegible] اسکیطرف بھاگنے کی کردی تھی کہتا تھا کہ اس کی ذات سے سلطنت مین رخنہ پڑا لیکن جب خبر موکل مارے جانے کی سنی نہایت خوش ہوا اور شدید جنی کیواسطے خلعت بھیجا پری نے موکل کو [illegible] کر حسب اجازت غائب ہو گئی شدید جنی علاج مین مصروف ہوا وہ آبلے جو اس کے جسم پر پڑگئے تھے کوئی دوا اونپر اثر نہ کرتی تھی جب شدید جنی نے عملیات سے کام لیا ہے تو اچھا ہوا ہے بعد اچھے ہونیکے اسنے اپنے ہمزاد کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا تو بقوت عمل اسکو مقید کر کے گلستان قفس کیطرف روانہ کر دیا سبب اسکا یہ تھا کہ جسوقت عبدالرحمن جنی نے اس کا رد عمل کیا ہے تو یہ کلمہ غصہ مین آکر کہا تھا کہ تو سہی جو اسکا ہمزاد اسی کو قتل کرے یہ خبر موکلون نے اس کو بھی پہونچا دی تھی اسی بنا پر اسنے ہمزاد کو گلستان قفس مین قید کیا کہ نہ یہ ہوگا نہ مجھے قتل کرے گا لیکن خبر قید کی ہمزاد کی جو عبدالرحمن جنی کو پہونچی کہ اسکے موکل بھی ہر وقت کی خبر پہونچا رہتے تھے یہ ساکت ہوئے سبب سکوت ملکہ آسمان پری نے پوچھا عبدالرحمن نے عرض کی کہ عمل میرا باطل ہوگیا ملکہ آسمان پری نے کہا کہ کیون باطل ہو گیا عبدالرحمن نے جواب دیا کہ اسوقت شدید جنی مجھسے کسی طرح کم تھوڑی ہے جو باتین میرے اوس سے پوشیدہ کی تھین وہ اوسنے بھی آگاہ ہو گیا اسلیئے کہ وہ پہلے ہی اوس کتاب کو چرا لے گیا کہ جو عملیات کا دار و مدار تھا اسنے رد عمل کی ترکیب کی جو موکل کہ میرے موکل پر چڑھا دی تھا وہ اسکے قبضہ مین ہے اور وہ اسوقت سب کچھ کر سکتا ہے لیکن آپ نہ گھبرائین اسلیئے کہ مینے یہ سائبان سرخ جو تمام گلستان [illegible] کر دیا ہے

یہ بجائے حصار ہے اب اگر ابر وغیرہ آئے گا تو بوندیون کا اثر حضرت نہین پہونچا سکتا
جو قطرہ گریگا جل جائے گا اور چند سوکل بینے اور معین کر دئیے ہین جو ہر قسم کے خبر رسانی کرتے رہینگے کہ اوسکا
بیشتر سے بندوبست ہوجائیگا | لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کی بیان ہوتے ہین

کہ جسوقت انہون نے بربادی بہارستان قاف سے فراغت پائی اور جشن سے فرصت ہوئی تو برق بریق نے دیو استقال
سے کہا کہ اب گلستان ارم کیطرف چلنا چاہیئے دیو استقال نے کہا بہت مناسب ہے اور اوسی وقت
لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود سامان کر کے مع بارگاہ گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا بعد
اسکے تمام لشکر مع برق بریق شاہ گلستان ارم پر چڑھائی کرنے کی غرض سے روانہ ہوئے
جسوقت تین چار منزل پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام صحرا دیوؤنسے مملو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت
بڑا لشکر اوترا ہوا ہے دیو استقال نے کچھ دیوؤن کو بھیجا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ دیو کہان کے رہنے والے ہین
اور کس بادشاہ کے ملازم ہین یہان کیون ٹھہرے ہوئے ہین کس طرف سے آتے ہین اور اب ارادہ
کدہر کا ہے یہ سنکر دیو برائے تفحص روانہ ہوئے تھوڑے دیر کے بعد آکر عرض کی کہ یہ لشکر دیو نفریت
بن عفریت کا ہے بہت بڑا لشکر ہے آپکے لشکر سے کسی طرح کم نہین ہے اور سب ابلیس پرست ہین
سنا ہے کہ یہ لوگ بھی گلستان ارم پر چڑھ کر گئے تھے لیکن سردار انکا نواسہ حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا
تلخ اعظمی ٹوٹ گئی شکست کہا کر بہاگا ہے اور اسی صحرا مین مقیم ہے علاج مین مصروف ہے اودہر دیو
نفریت نے آمد لشکر دیکھکر اہل اسلام کے خوف سے اپنے دیوؤن کو برائے خبر روانہ کیا تھا جبکہ
ان دیوؤن نے حال دریافت کر لیا آکر دیو نفریت بن عفریت سے بیان کیا کہ اک دیو
دراز قامت ایک لاکھ دیوؤنسے چلا آتا ہے سنا ہے کہ بارادہ بربادی گلستان ارم جاتا ہے
وہ مذہب ابلیس پرست ہے نام اوسکا دیو استقال ہے مگر یہ بادشاہ نہین معلوم
ہوتا بلکہ افسر فوج ہے سنا ہے کہ بادشاہ عقب مین اسکے چلا آتا ہے اور بڑی فوج
اوسکے ساتھ ہے دیو نفریت نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ہم ایک
ہو جائینگے خبر آنے دو اور ملاقات تو ہونے دو اتنے مین دیو استقال ایک لاکھ
دیو سے اسی صحرا مین پہونچا اور ایک طرف خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیو ہومان اور
دیو گلیزال و دیو تیلزان اور دیو ہفتنا اور دیو کرکرا اور شکیلائے آہن کلاہ یہ
ساتون آٹھون دیو ایک ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے آخر مین سواری
بادشاہ کی آئی بارگاہ برپا ہوئے بادشاہ اوترکر داخل بارگاہ ہوا دیو استقال نے
سب کیفیت جو کچھ دریافت ہوئی تھی نفریت بن عفریت کی سامنے برق بریق
کی بیان کی برق بریق نے کہا کہ جب ہمارا اوسکا مذہب ایک ہے تو ملنا اور ملاقات
کر کے یکدل ہو جانا چاہیئے کہ کام مین آسانی ہو دیو استقال نے کہا کہ میری بھی یہی
رائے ہے اوس وقت برق بریق نے شکیلائے آہن کلاہ سے کہا کہ تم نامہ لیکر
جاؤ اور جواب اسکا لے آؤ اور شکیلائے آہن کلاہ نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور لشکر نفریت
کیطرف روانہ ہوا نفریت کے دیوؤن نے اسکو خبر کی کہ بادشاہ نو وارد کی طرف سے ایلچی آتا
ہے کہا آنے دو بلکہ اوسکو تعظیم کیساتھ ہمارے پاس لاؤ کچھ دیو جو عہدہ ہائے جلیل پر تھے چند قدم گئے اور

استقبال کرکے شکیلائے آہن کلاہ کو سامنے نفریت بن عفریت کے لائے اسنے ادب سے سلام کیا جواب سلام دیا در بغل بیٹھنے کو ملا ساقی نے جام شراب بھر کر پیش کیا شکیلائے آہن کلاہ نے جام شراب کا غٹ غٹ کر پیا اور نامہ برق بریق شاہ کا ٹوپی سے نکال کر نفریت کو دیا نفریت نے پڑہا لکھا ہوا تہا کہ اے برادر ہم نے سنا ہے کہ آپ بہی مذہب ابلیس پرستی رکھتے ہین اور قدیم طریق کے پابند اور دشمن ہین خدا پرستون کے اور ہم بہی بندگان خداوند ابلیس سے ہین اور منزل مقصد بہی ہماری آپکی ایک ہی ہے یعنے ارادہ بربادی گلستان ارم ہم بہی کیئے ہوئے ہین لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ ملکر ان خدا پرستون کا استیصال کرین شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جس وقت ہم آپ ایک ہو کر لڑینگے کام باسانی انجام کو پہنچیگا یہہ مضمون دیکہکر دیو نفریت بن عفریت نہایت خوش ہوا اور شکیلائے آہن کلاہ کو خلعت دیا اور جواب نامہ یہہ لکہا کہ اے برادر جو کچھ آپنے لکہا بہت بجا و درست ہے لیکن پہلے اسکا تو فیصلہ کر لیجئے کہ دو بادشاہ ایک لشکر مین کیونکر رہ سکتے ہین لہذا یا مین رہون یا آپ ایک حاکم بنا رہے اور دوسرا اوسکا محکوم و تابع فرمان رہے لہذا یہہ حق میرا ہے اسلیئے کہ خاندانی بادشاہ ہون اور تم نئے بادشاہ ہو تمہین وزارت اختیار کرنا چاہیئے کہ یہہ بہی تمہارے واسطے کم نہین ہے اور مین بادشاہ رہون کیونکہ یہہ حق میرا ہے اور میرے بزرگون سے سلطنت چلی آئی ہے والسلام یہہ جواب نامہ کا شکیلائے آہن کلاہ کو دیا گیا شکیلائے آہن کلاہ جواب نامہ لیکر پاس برق بریق کے آیا اور جواب پیش کیا برق بریق نے جواب الجواب تحریر کیا مضمون اوسکا یہہ تہا کہ ہرچند کہ مین داروغہ زندان خانہ تہا اور اب بادشاہ ہون اور آپ خاندانی بادشاہ ہین لیکن یہہ تو خیال فرمایئے کہ جس خداوند نے آپکو سلطنت کئی پشتون سی عنایت کی ویسے مجہکو یہہ سلطنت جدید بہی بخشی ہے اور کسی وقت مین آپکے بزرگ بہی کسی دوسرے بادشاہ کی رعایا ہونگے جسطرح ایک حیلۂ حکومت میرے واسطے نکل آیا اسی طور سے کوئی حیلہ اونکے واسطے بہی ہو گیا ہوگا یہہ استدلال ایسے نہین ہین جنسے مین اپنی حکومت آپکو دیکر خود محکوم بنجاؤن اے برادر جسکی تیغ اوسکی دیگ ہان اگر کچھ زور بازو ہو اور میرے پہلوانون کو زیر کیجئے تو مین اس باتکو گوارہ کر لونگا کہ آپ بادشاہ ہون اور مین وزیر اور اگر میرے پہلوانون سے آپ زیر ہو گئے تو اسکے عکس کرنا پڑیگا کہ مین دونون لشکر کا بادشاہ ہونگا اور آپکو عہدہ وزارت اختیار کرنا ہوگا بس یہہ نامہ دیو اشقال کو دیا اور اشقال نامہ لیکر نفریت بن عفریت پاس آیا نفریت نے نامہ پڑہا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا کہ اے دیو اشقال مجہے منظور ہے جو کچھ تمہارے بادشاہ نے لکہا بہت صحیح ہے مین پشت پر جواب جنگ تحریر کرتا ہون لیکن یہہ جنگ وہی دوستانہ اور امتحانی جنگ ہے دیو اشقال نے کہا نہین تو کیا دشمنی ہے ایک جہگڑے کی بات تہی اوسکے فیصلہ کی یہی صورت قرار پائی لیکن دیو نفریت نے کہا اے اشقال مجہے تو تجہسے زیادہ زبردست برق بریق کے لشکر مین کوئی نہین نظر آتا لہذا طول کرین کھینچے جو سب سے زیادہ زبردست ہو وہی لڑے دیو اشقال نے کہا ایسا ہی ہوگا اور یقین ہے کہ میرے ہی آپ کے مقابلہ کی نوبت آئے اسلیئے کہ مین سالار فوج ہون اور سب سے زیادہ قوی ہون نفریت نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوا دو یہہ سنکر دیو اشقال نفریت سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین برق بریق سے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیئے اوسی وقت

بمرق برلیق نے دیو اشقال کے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بس نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہان دیو نفریت بن عفریت نے طبل جنگ بجوایا دونون طرف کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جسوقت دیو سپید صبح نے دیو سیاہ شب کو لیکر گوشۂ مغرب کے غار عمیق مین پچھاڑا تمام دیوان نفریت بن عفریت و برق برلیق میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے اودہر دیو اشقال بمرتبۂ سرداری لشکر سے بیس قدم آگے بڑھکر کھڑا ہوا اور نفریت اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ سرداری قائم ہوا اوسوقت دیو اشقال سامنے تخت برق بیلق کے آیا اجازت چاہی برق برلیق نے کہا جا تجھے خداوند ابلیس کی نگہبانی مین دیا یہہ سنکر دیو اشقال نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور وہان سے رخ میدان جنگ کا کیا اور میدان مین آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے بادشاہ لشکر دیوان یعنے اے نفریت بن عفریت آئیے اور آزمائش قوت کر لیجیے ادہر سے دیو نفریت نکلا دونون مین جنگ ہونے لگی دیو اشقال نے وار شمشاد سر پر نفریت کے ماری نفریت نے وار کو وار پر روکا اور اپنی وار اشقال کے حوالے کی اسنے بہی وار نفریت کا رد کیا کئی ضربون کی نوبت آئی یہہ رنگ دیکھکر برق برلیق نے دیو اشقال کو آواز دی کہ اے سپہ سالار بادولت حربہ ہائے جنگ سے کام نہ لے ایسا ہو کہ تم دونون مین سے ایک ہی باقی رہ جائے تو ایک ہونہار بندہ خداوند ابلیس کا کم ہو جائیگا بہتر یہہ ہے کہ اپنا فیصلہ کشتی سے کر لو دیو اشقال نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی ہوگا وار ہاتہ سے پہینکدی اور نفریت سے لپٹ پڑا دیو نفریت نے بہی وار شمشاد کو دور پہینکا اور دیو اشقال سے مصروف تلاش ہوا اسنے اوسکی کمر زنجیر پکڑی اور اوسنے اسکے کمربند مین ہاتہ ڈالا سر ملا دیئے زور ہونے لگے کبھی دیو اشقال دیو نفریت کو ریل لیجاتا ہے اور کبھی دیو نفریت دیو اشقال کو پیچھے ہٹا دیتا ہے زور کشمکش کے ہو رہے ہین پسینے کے تراڑے چل رہے ہین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہین تمام لشکرون کی نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین اسلیئے کہ ایکطرف بادشاہ لشکر دیوان اور دوسری جانب سپہ سالار ہے ہر لشکر کا اسی ایک ایک پہلوان پر مدار ہے جو زیر ہو گیا گویا تمام لشکر زیر ہو گیا کہان تک گذارش کیا جائے کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی اب برق برلیق نے کہا کہ شب واسطے آسائش کے ہے اس وقت کشتی موقوف کی جائے کل صبح کو پہر دیکھا جائیگا دیو نفریت نے کہا کہ اے برق برلیق جب یہہ ثابت ہو گیا کہ دن بھر کا دم ہم دونون مین ہے اگر دن بہر لڑینگے اور شام کو علیحدہ ہو جائینگے تو زندگی مین اس کا فیصلہ نہ ہوگا اس سے بہتر یہہ ہے کہ جب فیصلہ ہو جائے اوس وقت علیحدہ ہون دیو اشقال نے بہی کہا کہ اے شاہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے رہنے دیجیے تماشا دیکھیے شام کو ایک ایک بوٹا گوشت کا اور ایک ایک مٹکا دودہ کا دونون نے پیا اور پہر مصروف تلاش ہوئے تہوڑے عرصہ مین وہ قلیل رقیق غذا پسینہ ہو کر نکل گئی تمام رات یہی عالم رہا نہ کہیں دیو اشقال کم پڑتا ہے نہ دیو نفریت اگر یہہ دس قدم ریل لے جاتا ہے تو وہ بہی دس قدم ریل لے جاتا ہے اگر یہہ اوسے پکڑ لاتا ہے تو وہ نہین دبتا اور وہ اسے

لے آتا ہے تو یہہ نہین سمجھتا دونون مین قیامت کے زور ہو رہے ہین دونون طرف کے دیو نفریت
اپنے اپنے سردارون کی کر رہے ہین نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین کہ دیکھیے فیصلہ کیا ہوتا ہے
ابھی تک تو دونون برابر ہین کسی کو کوئی نہین ہٹاتا جب علیحدہ ہو کر خم مارتے ہین جنگل گونج اوٹھتا ہے
کہان تک بیان کیا جائے کہ رات بھی اسی عالم کشمکش مین تمام ہوئی اب پھر صبح ہوئی اور
دونون طرف سے قاعدہ کے موافق وہی ایک ایک خم دودہ کا جسمین قریب قریب نصف کے شراب
ملی ہوئی تہی اور اک اک مچھہ گوشت کا وہ انہون نے کہایا پیا کسل مین کچھ ہوئی قوت بڑھ گئی خم
مارکر پھر لپٹ پڑے اور اوسی صورت سے کشتی ہونے لگی جو پیچ دیو اشقال باندھتا ہے دیو
نفریت اوسے رد کر دیتا ہے اور جو داؤن نفریت کرتا ہے اوس سے دیو اشقال بچتا ہے
دونون جانین لڑائے ہوئے ہین پسینے کے تراٹے بڑھ رہے ہین ہاتھ پھسل رہے ہین زمین سے
مٹی لیکر ایک دوسرے کے جسم پر ملتا ہے کہ ہاتھ قائم ہون گرفت بن پڑے مگر پسینہ کی تو یہہ
حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسم سے ہزار ہا سوتین پانی کی جاری ہین ہر بن مو سے پسینہ
بہہ رہا ہے اسی عالم مین یہہ دن بھی گذرا اور شام ہو گئی فیصلہ نہوا دیو برق بریق نے پھر چاہا تہا
کہ دونون کو علیحدہ کر دے مگر پہلوانون نے منظور نہ کیا اسلیئے کہ تکلیف ہے تو دونون کیواسطے
راحت ہے تو دونون کے لیئے ہے اگر یہہ معلوم ہو کہ علیحدہ ہو جانے سے ہمارا زور بڑھ جائیگا
اور دوسرے کی طاقت کم ہو جائیگی تو ایسا ہی کیا جائے جس وقت حالت مساوات ہے تو
پھر کیا فائدہ ہے بہتر یہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو الگ ہون دوسرے یہہ کہ اس وقت تک
دونون کو اپنی اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے دم کسیکا نہین آیا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے دم کا اندازہ ہے
غرضکہ آج شام کو بھی کچھ دیر کو علیحدہ ہوئے جتنے عرصہ مین دہی دودہ اور گوشت کہایا پیا بعد اوسکے پھر
لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے پھر رات بھی تمام کر دی اب تیسری صبح ہوئی دونون تین راتون کی جاگتے
جاگتے آنکھین سرخ ہو گئی ہین ہر حدقۂ چشم اک کاسۂ پر خون معلوم ہوتا ہے دیو نیند کے
مارے جھونکے لے رہے ہین اور اشقال دیو بھی مخمور ہو رہا ہے ادھر دیو نفریت بھی
بہک بہک کر ہاتھ ڈالتا ہے دونون برابر کہڑا رہے ہین لیکن اب نظر بازون کو اتنا فرق محسوس
ہونے لگا کہ دیو اشقال کی حالت نفریت سے زیادہ خراب ہے کہ پاؤن بھی اسکے بہکے بہکے
پڑتے ہین پیر قائم نہین رہتا دم بھی آگیا ہے بھینسے کیطرح ہانپ رہا ہے اور دیو نفریت جہان بہک
جاتا ہے فوراً سنبھل جاتا ہے اگر دیو اشقال نفریت کو تین قدم دوڑا لیجاتا ہے اور یہہ سنبھلکر
لنگر قائم کر کے سر سینے مین اڑا کر دباتا ہے تو دیو اشقال کو پانچ قدم ریل لیجاتا ہے شکیلائے
آہن کلاہ نے بادشاہ سے کہا کہ آثار برے ہین ہم لوگ شرط ہارا چاہتے ہین برق بریق
نے کہا جو مرضی خداوند ابلیس کی ادھر دیو اشقال نے کہا کہ اے نفریت شاہ
واقع مین تو بڑا زبردست ہے مگر لے یہہ زور آخری ہے اگر اسکو روک لیا تو گویا مجھکو
زیر کر لیا سنبھل جا اور ہوشیار ہو جا یہہ کہکر دونون بازو نفریت کے
پکڑے اور سر سینے سے ملا کر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کر کے اب جو زور
کرتا ہے واقع مین ایسا زور کیا کہ نفریت کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور سات
قدم تک لپا کرتا ہوا چلا گیا بس یونہی جو آگے کو جھٹکا دیا ایک گھٹنا دیو نفریت کا

زمین سے آشنا ہو الیکن دوسرے گھٹنے کے بہل سنبہل کر یہہ کھڑا ہو گیا برق بریق پہلے تو یہہ سمجہا تہا کہ اشتقال نے نفریت کو زیر کر لیا اور شکیلائے آہن کلاہ سے کہا تہا کہ اب تو آثار فتح کے معلوم ہوتے ہین شکیلائے آہن کلاہ نے جواب دیا کہ نہین حضور جس بات کو آپ علامت فتح سمجہتے ہین یہی نشان شکست ہے دیو اشتقال نے یہہ برا کیا ہے اگر نفریت نے یہہ زور روک لیا اور خود زور کیا تو دیکہہ لیجیگا کہ اشتقال مین سنبہلنے کی طاقت بہی نہ ہوگی اسنے اپنا پورا زور ختم کر دیا اگر سنبہل سنبہل کر لڑے جاتا تو ابہی پہر ڈیڑہ پہر تک لڑ سکتا تہا اتنے عرصہ مین شاید نفریت دل ہار دیتا تو کوئی صورت معاملہ کی پیدا ہوتی ادہر تو شکیلائے آہن کلاہ نے اپنی تقریر تمام کی اور ادہر زور اشتقال کا ختم ہوا اور نفریت گھٹنا ٹیک کر سنبہلا آواز دی کہ اے اشتقال یہہ زور تیرا آخری تہا تو میلے تیرا زور روک لیا اور اب مین بہی زور آخری کرتا ہون تو بہی روک اور ہوشیار ہو جا یہہ نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تہا یہہ نعرہ کرکے دونون بازو اشتقال کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا اور ریل کر پیچہا تو اشتقال کو سنبہلنا دشوار ہو گیا اور دیو نفریت اسکو نو قدم تک ریل کر لیے چلا گیا اور اب جو جہٹکا دیتا ہے تو دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس یونہی کمر زنجیر کے بند مین ہاتہ ڈالکر یا خداوند ابلیس کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے سن سے اوٹہا لیا اور کہا کہ اے دیو اشتقال کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے مین اوسنے جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم بس دیو نفریت نے اسکو زمین پر چہوڑ دیا اسنے اوسی وقت سے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اب دیو نفریت نے برق بریق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ بیشک اقبال آپکا زبردست ہے اور شرط مین آپ سے ہارا آپ بادشاہ مین وزیر یہہ کہکر برق بریق تخت پر سے اوتر پڑا اور تاج سر سے اوتار ڈالا دیو نفریت کو نذر دی نفریت نے خلعت وزارت دیو برق بریق کو عنایت کیا اور دیو اشتقال کو سپہ سالاری کا عہدہ دیا آپ بادشاہ دونون لشکر کا ہوا اب دونون لشکر ایک ہو گئے دیوان نفریت و دیوان برق بریق آپس مین بغلگیر ہوئے نقارہ شادمانی بجنے لگے یہہ دن تو ایسا نہ تہا کہ کوئی تازہ انتظام کیا جاتا سب تہکے ہوئے تہے دوسرے روز دیو نفریت نے جشن قرار دیا اور صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی جام شراب ناب گردش مین آیا ناچ پریونکا ہونے لگا صدر مین مسند شاہی پر دیو نفریت بیٹہا ہے اور دہنے جانب برق بریق بائین طرف دیو اشتقال اسی طور سے دونون طرف اور سرداران لشکر مثل شکیلائے آہن کلاہ و گلینزال و منیزال و دیو کرکرا و دیو تین تنا وغیرہ یہہ سب دیو بیٹہے ہین ناچ ہو رہا ہے جام چل رہا ہے اب جمعیت لشکر قریب پندرہ لاکہہ کے ہو گئی ہے تمام صحرا دیوون سے مملو ہے کوئی چرند و پرند کوسون تک باقی نہین ہے سیکڑون درخت لنڈے ہو گئے ہین برگ و بار اونکے نوچ نوچ کر دیوون نے کہا لیئے ہین غرض کہ عین صحبت جشن مین دیو اشتقال نے دیو نفریت سے پوچہا کہ آپسا زبردست کس شخص کے ہاتہہ سے زخمی ہوا دیو نفریت نے اک آہ سرد دل پر درد سے کہینچی اور کہا اے دیو اشتقال تو نے اسوقت وہ بات پوچہی کہ غم تازہ کر دیا یہہ صحبت عیش بزم غم معلوم ہونیلگی مین تجہسے کیا حال اپنا بیان کرون کیا تو نے سنا نہین ہوگا

کہ اک آدمزاد پردۂ دنیا سے آیا تھا اوسنے تمام سرکشان قاف کو مارا اور دیو سمندون ہزاردست
کہ جس سے تمام قاف تھرّاتا تھا دیوان سرکش اوسکے نام سے سرپیچا کرتے تھے اوس آدمزاد نے اسکو
بھی مارا اور آسمان پری کو زوجہ بنایا اوس شخص کا باپ عفریت نام کہ بادشاہ زبردست تھا
وہ بھی اوسیکے ہاتھ سے مارا گیا نام اوس آدمزاد کا حمزہ تھا وہ عوض صاحبقرانی کا رکھتا تھا دیو قہقہ
بن سمندون ہزاردست کہ نہایت زبردست تھا وہ بھی اوسی شیر بیشۂ شجاعت کا شکار ہوا
کہانتک تجھسے بیان کرون کہ کون کون سے دیو اوسنے زیر کیئے اور قتل کیئے کہ تمام پردۂ قاف اوسکے
نام سے تھرّاتا تھا یہانتک کہ سنا ہے اب اوسنے گوشہ نشینی اختیار کی ہے لوگون کو موقع ملا اکثر
گلستان ارم پر چڑہائی کی لیکن اوسکی فرزند دختر جو کہ ملکہ آسمان پری کے بطن سے ہین نہایت
زبردست ہین گو بظاہر تو ایسے ہی ہین جیسے کہ آدمزاد ہوا کرتے ہین لیکن قوت اونکی دیوون سے زیادہ
ہے انہون نے بھی صدہا دیوون کو مارا یہانتک کہ مجھسا زبردست بھی اوسی حمزہ کے نواسے کی ہاتھ سے
زخمی ہوا اوسنے شاخ میری توڑ ڈالی اگر بھاگ کر جان اپنی نہ بچاتا تو ضروری اوسکے ہاتھ سے مارا جاتا
مان اور بہن اوس لڑکے کی وہ بھی ایسی زبردست ہین کہ بہت سے دیوون کو مارا مگر اے دیو
اشقال آجکل میدان خالی ہے سنا ہے کہ اوس لڑکے کو پنجہ اوٹھا لیگیا وہ تو مفقود الخبر ہے
اور وہ عورتین دونون پردہ نشین ہو گئی ہین بیٹا حمزہ کا صاحبقران اعظم کہین سے زخمی ہو کر
آیا ہے یہی موقع ہے چڑہائی کا فوج ہماری بیشمار دیو بہت زبردست ساتھ ہین امید کامیابی کی
ہے کہ اپکی ضرور فتح ہوگی اور مین چند نامے اور لکھتا ہون ابھی چند سردار زبردست روزگار اوسہی
ہاین کہ جنکو اپنے زور بازو پر گھمنڈ ہے اور حمزہ و اولاد حمزہ کے دشمن ہین اور سرکشان قاف
سے ہین نامہ پہنچتے ہی وہ بھی آکر شریک ہو جائینگے بیس لاکھ دیوونکا مجمع ہوگا ایک ہی رفع مین گلستان
ارم کو پامال کر دینگے دیو اشقال نے کہا کہ نہایت مناسب ہے لیکن مجھے خیال آدمزاد کا سنکر
یقین نہ آتا تھا کہ ایک نحیف الجثہ ضعیف البنیان جسکے نام سے ہنسی آتی ہے شاید وہ جادوگر ہوگا
جو ایسے ایسے زبردستان روزگار کو اوسنے مارا دیو نفریت نے کہا نہین ہرگز نہین وہ سحر نہین
جانتا تھا بلکہ ساحرون کا دشمن تھا اور ہزارہا ساحر اوسکے ہاتھ سے مارے گئے غرضکہ بعد اس گفتگو کے
صحبت برخاست ہوئی رات تھوڑی باقی تھی سب سو رہے صبح کو پہر دربار نفریت نے آراستہ
کیا اور نامے بہ رئیسان قاف کے نام لکھکر روانہ کیئے اور خود انتظار مین بیٹھا چہ سات
روز گذرے ہونگے کہ اک مرتبہ جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
پہر جو ایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور ایک دیو بلند قامت دراز
شاخ سیاہ رنگ جسم پر سرخ و سفید چتّے پڑے ہوئے تمام حربے مثل چقماق چپادر و
ساریق و ساطور وغیرہ جسم پر آراستہ کیئے ہوئے آکر پہنچا دیو نفریت سے بغلگیر
ہوا نفریت نے دیو اشفاق و برق یرق وغیرہ سے ملاقات کرائی اور
کہا کہ یہی دیو ابلق بن سمندون ہزاردست ہین انہین بھی اپنے باپ کے
خون کا قصاص مسلمانون سے لینا ہے دیو ابلق یہ جمعیت دیو نفریت سے
سنا تہہ دیکھکر بہت حیران ہوا اور دل مین کہا کہ بڑی شوکت اسنے پیدا کی نیز مسلمانون
فیصلہ ہو لے اوسکے بعد دیکھا جائیگا غرضکہ یہ بھی آکر شریک ہوا اور لشکر اسکا لشکر نفریت مین

عفریت مین شامل ہوا کہ دوسری گرداوری اور تخیف بن خفیف ایک لاکہہ دیو کی جمعیت
سے آکر پہنچا پہر گرداوری اور دیو سراب بن گراب ایک لاکہہ دیو کی جمعیت سے پہنچا ان سب
لشکر بہی لشکر نفریت مین شامل ہوئے اور نفریت سے ملے نفریت نے دیو اشتعال
وغیرہ سے ملایا اور ہر اک کو اپنے ارادہ کا شریک بنایا جسوقت سب سرداران قاف جمع
ہوگئے اور بیس لاکہہ دیو ونکا لشکر تیار ہوگیا تو ان سب نے گلستان ارم کی طرف کوچ کیا
اب دیکہیے یہہ کب پہنچتا ہے

لیکن اب پہر داستان گلستان ارم کی آغاز کیجاتی ہے

راویان اخبار وناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ بعد باطل ہونے عمل کے عبدالرحمن
جنی حصار کہینچکر بیٹہے ہین کہ اب اگر شدید جنی کوئی عمل کرے تو اُس سے ساکنانِ گلستان ارم
محفوظ رہین بالفعل شدید جنی مصروف علاج ہے اسنے بادشاہ سے صرف اتنا کہلا
بہیجا ہے کہ بالفعل قلعہ بلوریہ خالی ہے اور آسمان پری وہان سے بہاگ کر
گلستان ارم مین مقیم ہوئی ہین آپ چند دیوون کو بہیجکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ کر لیجیے
نیرنگ شاہ نے دیو سرماق کو پانچ لاکہہ دیو ونکا افسر کیا اور کہا کہ جاکر قلعہ بلوریہ پر قبضہ
کرلے دیو سرماق چل چکا ہے یہہ بہی ابہی راستے مین ہے دیکہیے کس وقت پہنچتا ہے
لیکن یہہ تمام خبرین ملکہ آسمان پری کو برابر پہنچ رہی ہین کہ ایکطرف سے تو دیو نفریت بن
عفریت پہر آتا ہے اوسنے بیس لاکہہ دیو ونکی فوج بہم پہنچائی ہے اور اسکی بڑے بڑے زبردست
دیو اوسکے ہمراہ ہین اور ایک جانب سے دیو سرماق پانچ لاکہہ دیوون سے قلعہ بلوریہ پر
قبضہ کرنے کے واسطے آتا ہے اوس دیو کو نیرنگ شاہ نے بہیجا ہے یہہ دیو بہی نہایت زبردست
ہے ملکہ آسمان پری یہہ سنکر نہایت پریشان ہوئین اور عبدالرحمن جنی سے کہا
کہ فراق حمزہ صاحبقران کا ہمارے حق مین ہرطرح برا ہوا کیا مصیبتین پیش آتی ہین
اور کوئی مددگار معاون نظر نہین آتا ذرا اپنے علم سے دریافت تو کیجیے کہ انجام ان پریشانیون کا کیا ہوگا
اور یہہ بلائین کسطرح دفع ہونگی اور کون ان دیوونپر فتحیاب ہوگا صاحبقران اعظم اسقدر
زخمی ہے کہ جلدی اچہا ہونا اوسکا غیر ممکن ہے علاوہ اسکے ایک لڑکا کس کس سے لڑیگا ایک لڑکا
قریشیہ کا تہا وہ بہی طلسم نیرنگ قاف مین پہنس گیا کوئی صورت مفر نظر نہین آتی نہین معلوم
مصلحت پروردگار عالم کیا ہے عبدالرحمن جنی نے قرعہ پہینکا اور سولہون شکلین خیال
مین کرکے احکام نکالنے شروع کیے بعد تہوڑے سکوت کے کہا کہ اے ملکہ اک لڑکا پردہ دنیا
پر پیدا ہوا ہے کہ وہ بہی اولاد امیر کبیر سے ہے نام اوسکا سکندر رستم خو ہے بالفعل ملک
آب پرستان مین ہے دختر بادشاہ اوسپر عاشق ہے اور وہ اوس لڑکے پر شیفتہ ہے لہذا
وہ اپنی معشوقہ سے ملنے کو جارہا ہے اگر وہ آئے تو یہہ مرحلے طے کرے نغز نیز شیر کو بہی وہی طلسم سے
چہڑائیگا نیرنگ قاف اوسیکے نام ہے ہرچند کہ ابہی دس بارہ برس کی عمر ہے مگر وارث نور صاحبقران
ہے طلسم نیرنگ بہی وہی توڑیگا اگر آپ بلائین اور وہ یہان آئے تو سب مشکلین حل ہوجائین ہرچند کہ آپکے
فرزند یعنے صاحبقران اعظم بہی زور وطاقت مین کسی سے پایہ کمی کا نہین رکہتے ہین مگر مصلحت خدا مین
کیا چارہ ہے اس طلسم کا افتتاح وہی ہے ملکہ آسمان پری نے کہا اے عبدالرحمن میرے حبیب

۱۵ جعقران

صاحبقران اعظم ویسے صاحبقران ثانی علمشاہ عمرو بن حمزہ بدیع الزمان قاسم ایرج نورالدہر بدیع الملک رستم ثانی کہانتک بیان کرون خدا رکہے یہہ سب مجہے برابر ہین جسقدر اولاد حمزہ کی ہے خواہ میرے بطن سے ہو یا کسی اور عورت کے بطن سے ہو سب میری آنکہون کے تارے کلیجے کے ٹکڑے ہین اور یہہ کیا یعنے کہ یہہ چہوکرا اتنی سی جان ابہی سے عشق بازی کرنے لگا آوارگی پر کمر باندہی آخر اسکے مان باپ کون ہین اور کہان ہین یہہ اتنے سے سن مین یہانتک کیونکر پہنچا کیا کوئی بزرگ اسکے ساتہہ نہین ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ یہہ فرزند ہے شہریار عالیوقار کا پوتا ایرج نوجوان کا ہے جس وقت اسنے ہوش کو سنبہالا مان سے پوچہا کہ باپ ہمارے کہان ہین اوسنے رو رو کر بیان کیا کہ بیٹا وہ فقیر ہو کر نکل گئے بس اسنے بہی فقیری بانا لیا اور چل کہڑا ہوا آسمان پری کو اسکی حالت سنکر بہت افسوس ہوا اور سوچی کہ نہین معلوم یہہ بچہ کس حالت مین ہوگا اولاد حمزہ کا اک زمانہ دشمن ہے ایسا نہو کہ اس شادی مین کوئی فریب ہو بس دیو تندک سے کہا کہ ہرچند تو لائق اسکے ہے کہ اب تجکو بغیر خدمت کے بسر اوقات کے لئے کچہہ دیا جایا کرے کیونکہ سن تیرا بہت ہوا اور بڑے بڑے کام تو نے اسوقت تک کیئے مگر اے تندک اسوقت کا یہی موقع ہے کہ لشکرون کی چڑہائی ہے اور کوئی معاون نہین ہے لہذا تو بہت تیز پر ہے اب بہی نہ کوئی جوان نہ تو ضعیف جہانتک ہوسکے جلد جا اور اوس لڑکے کو لے آ اسنے عرض کی کہ بہت خوب مین ابہی جاتا ہون غلام و خادم ہوتے کسواسطے ہین مین ابہی لاتا ہون یہہ کہکر اوسی وقت جانب ملک آب پرستان روانہ ہوا اسکو بہی راہ مین چہوڑا جاتا ہی اور ابیان لیجئے

چند کلمہ داستان جرأت نشان شیر بیشۂ رستمی یعنے سکندر رستم خوی بن شہریار بیان کیئے جاتے ہین

یہہ داستان اس مقام پر چہوٹی تہی کہ یہہ فقیر بنے ہوئے ملک اک نمایہ مین مقیم ہین اسمان شاہ نہایت فقیر دوست ہے یہانتک کہ اسکے یہان فقیرون سے پردہ بہی نہین ہے خاص اسکی دختر ملکہ مہ پارہ کا باغ انکے رہنے کو ملا ہے یہہ اوسی باغ مین بیٹہے ہوئے عبادت خدا کیا کرتے ہین اک زعب و ہیبت بندہی ہوئی ہے کنہیا ہاتہہ مین ہے لوگونکو انکی صورت دیکہکر خیال ہوتا ہے کہ چہرے سے تو اس لڑکے کے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے لیکن بانا فقیر کا اختیار کیئے ہوئے ہے یہہ سن اسکا اور یہہ فقیری صورت ہے کہ قدرت خدا کی ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اک آفتاب زمین پر اوتر آیا ہے خدا جانے یہہ گل کس چمن کا ستارہ کس آسمان شرافت کا ہے بادشاہ کو اس سے دلی محبت ہو گئی ہے اگر یہہ جانتا کہ اگر حسب و نسب اسکا معلوم ہو جاتا اور یہہ ظاہر ہو جاتا کہ یہہ کس خاندان سے ہے تو مین شادی اپنی دختر کی اسکے ساتہہ کر دیتا ہرچند کہ اوسکی شرافت و ریاست اوسکے چہرے سے ظاہر ہے مگر جبتک خاندان معلوم ہو جائے اوسوقت تک شادی کرنا اچہا نہین اسلئے کہ باعث بدنامی کا ہوگا اور لوگ طعنہ زن ہونگے کہ داماد بادشاہ فقیر ہے مگر جب خاندان دریافت ہو جائیگا تو کسیکو شک نرہیگا اسکو تو یہہ فکر ہے اودہر ملکہ مہ پارہ کا سن انکا بہی تو دس برس سے زیادہ نہین ہے مگر بسبب قوت کے جوان سمجہی جاتی ہے اوس زمانہ مین اس سن کی لڑکی رشیدہ کہلاتی تہی اور شادی کے قابل سمجہی جاتی تہی اگرچہ یہہ شاہزادی باغ مین آتی ہے سکندر سے باتین کرتا کہ اسکا کہی پوچہتی ہے کہ آخر تمنے یہہ جوگ کیون لیا ہے کیا کسی کے عشق مین اوسی ڈہونڈہنے نکلے ہو

یقین تو ہے کہ وہ بہت اچھی ہوگی جب تو تمہاری یہہ صورت ہوئی ہے کہ اپنی سلطنت چھوڑی
فقیری اختیار کی آخر وہ انسان ہے یا حور ہے کون ہے سکندر رستم خو اسکی بات پر کبھی
ہنستا ہے کبھی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہتا ہے کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو عشق کیسا اور شوق
کیسی سلطنت کیسکا نام ہے مجھے کبھی کوئی لڑکی ایسی اچھی نہین معلوم ہوئی جیسی تم مجھے بھلی معلوم
ہوتی ہو مگر مین تو فقیر ہون دنیادار نہین ہون اگر اچھی ہو اپنے لیئے بری ہو تو اپنے واسطے مجھے تمسے
نہین مجھے کیا مطلب ہے یک نظر سے خوش گذرے تھے مہمان نوازی کی ہم بھی یہہ سوچے کہ چند
دن یہی سہی اور سلطنت جسکے پاس ہوتی وہ فقیری کیون اختیار کرتا مین تو خاندانی فقیر ہون
باپ میرا جب سے فقیر ہوکر نکل گیا اوسی کی تلاش مین نکلا ہون دادا بھی فقیر تھا ملکہ نے کہا
کہ تم لاکھ چھپاؤ تو کیا ہوتا ہے یہہ تو ظاہر ہو چکا کہ تم رئیس خاندان ہو چہرہ تمہارا تمہاری شرافت
و ریاست ظاہر کر رہا ہے خیر تو ظاہر ہی ہو جائیگا کوئی نہ کوئی تمہارا ڈھونڈھنے والا ضرور
اس ملک مین نکل آیگا اوسی سے ہر حال تمہارا کہل جائیگا اچھا یہہ تو بتادو کہ دین و آئین تمہارا
کیا ہے ہم لوگ تو خداوند آب کو مانتے ہین دیکھو وہ کیسا خداوند ہے کہ کوئی شئے بغیر اوسکے
زندہ نہین رہ سکتی اگر وہ کنارہ کشی کرے تو درخت خشک ہو جائین باغ و سبزہ خزان ہو جائے
انسان و حیوان سوکھ سوکھ کر مر جائین تمام عالم کی سرسبزی و شادابی اوسیکے افضال پر
موقوف ہے سکندر رستم خو نے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمنے وہ بات نکالی جو باعث فساد
ہے ہر شخص اپنے مذہب کو حق جانتا ہے اور اوسکی اچھائی بیان کرتا ہے مگر جو انصاف
سے دیکھو تو حق و باطل کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور اگر بات کی پچ کرو اور ناانصافی پر کمر
باندھو تو قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور نور ایمان اوس سے دور بھاگتا ہے اے ملکہ
اصل یہہ ہے کہ یہہ سب مخلوق خدا ہین پانی ہو یا آگ ہوا ہو یا خاک انہین چارون عنصر سے
خداوند کریم نے تمام عالم کو سنوارا ہے اور انہین کی ترکیب سے ہر دشت و در کو مرکب کیا ہے
اے ملکہ خدا وہ ہے جو سب سے افضل و بہتر ہو وہ ہر شے پر قادر ہو اور کوئی اوسپر قادر نہ ہو
دیکھو پانی ایسی چیز ہے جس سے ہم نجاست کو دور کرتے ہین اگر تھوڑا سا پانی لیکر زیادہ آگ مین
ڈالدو تو آگ پانی کو جلا دیگی اور اگر زیادہ پانی تھوڑی سی آگ پر ڈالدو تو پانی آگ کو
بجھا دیگا جب ان دونون کا غلبہ زیادتی پر موقوف رہا تو انکو خدا ماننا بالکل عقل کے خلاف
ہے خدا وہ ہے جسنے زمین و آسمان دشت و در کوہ و صحرا شجر و حجر مکین و مکان وحوش
و طیور غرض جن و انس سب کو خلق کیا ہے وہ لاشریک ہے نہ کوئی اوسکا شریک ہے
نہ وہ جسم رکھتا ہے نہ جان ہر جسم و جان کو اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکو دیکھ نہین
سکتا وہ کسی مقام پر نہین اور ہر جگہ موجود ہے یہہ کلمات اسطرح سکندر رستم خو نے بیان
کیئے کہ ملکہ ماہ پارہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوگیا اور نور ایمان نے آئینہ دل کو جلا بخشی عرض
کی کہ تو مجھکو اپنے مذہب مین داخل کر سکندر رستم خو نے کلمہ تعلیم کیا ملکہ از سر صدق مسلمان ہوئی
دلمین اوسنے دعا کیا کرتی ہے کہ اے رب پاک ذات مین تو مسلم ہون صدقہ اپنے نبی برحق کا کہ اس شہریار کے خاندان
عالیشان کا ہی بخش تاکہ شادی میری اسکے ساتھ ہو جائے اور مجھے دوزخ سے بچا اور آراستہ بہشت کا بتا یا مین چاہتی ہون
کہ ایسے ہی شخص سے قسمت میری وابستہ ہو اور بادشاہ کو بھی فکر ہے کسطرح اسکے خاندان کا حال دریافت کرے لکڑ حسب

اتفاق

اتفاق سے سکندر رستم خو پاس بادشاہ یعنے ملک آسمان قبل نہ ور کے بیٹھا ہوا ہے اور
بادشاہ حال سکندر کا پوچھ رہا ہے سکندر بادشاہ سے بہانے کر رہا ہے کہ یکایک سامنے
سے اک برات پیدا ہوئی دیکھا کہ تمام براتی روتے پیٹتے چلے آتے ہین کوتوال شہر ساتھ ہے
آسمان شاہ نے کوتوال سے پوچھا کہ یہہ کیا معاملہ ہے کوتوال نے عرض کیا کہ جہان پناہ
وہ جو ایک آدمی روز خوراک دیو کے واسطے بھیجا جاتا ہے اوسکا طریقہ یہہ رکھا گیا ہے کہ قرعہ
پھینک کر نام نکالتے ہین آج اس دولہا کا نام نکلا ہے جو دولہن کو بیاہنے جانیکو تھا اور برات
تیار تھی عزیز اوسکے اور سسرال والے سب رو رہے ہین بادشاہ نے کہا کہ اتنا ہو سکتا ہے
کہ اگر اس دولہا کے عوض کوئی اور عزیز اوسکا جان دینا گوارا کرے تو اسکو چھوڑ دو اوسکو
بھیجدو یہہ کلمہ سنکر یا تو سب رو رہے تھے اور خود کر رہے تھے کہ اسکے بدلے ہمین بھیجدو مگر
اسے چھوڑ دو یا سب ساکت ہو گئے بلکہ مان باپ تک ٹل گئے جان بری شئے ہوتی ہے اپنے پاؤن
سے موت کے موہنہ مین کسی سے نہین جایا جاتا ہے آخر کار یہی امر طے پایا کہ اسیکو دیو
کے حوالے کردو یہہ تماشا دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اے بادشاہ یہہ کیا معاملہ ہے وہ
دیو کون ہے جسکی خوراک تمہارے یہان سے معین ہے اور یہہ کیا ظلم ہے کہ بندگان خدا
یونہہ پکڑ کر اوسکو بھیجے جاتے ہین کچھہ تدارک اوس دیو کے دفع کرنیکا نہین کیا جاتا آسمان
شاہ نے کہا کہ شاہ صاحب اگرچہ تم مرد فقیر ہو مگر ابھی بچے ہو دیو کا تدارک انسان اور
کیا کر سکتا ہے اتنی مدت سے یہہ بلا اس شہر پر نازل ہے دیکھیے کب دفع ہوتی ہے آسمان شاہ
نے کچھہ ایسا مجمل بیان کیا کہ سکندر کی سمجھہ مین نہ آیا اسنے اتنا تو کہا کہ مین اپنے سامنے
اسے بچانے دونگا اور خود جاکر دیو سے لڑونگا اسکے ولولے پر اہل دربار ہنسنے لگے اور آسمان
شاہ نے کوتوال سے اشارہ کیا کہ تم دیر نکرو اور دولہا کو لیکر دیو کیطرف روانہ ہو ایسا نہو کہ
دیر ہونسے دیو یہین آجائے اور ایک کے بدلے بہت سی جانین جائین کوتوال تو اوسے لیکر روانہ
ہوا یہان سکندر جلدی سے اوٹھکر ملکہ کے باغ مین آیا اوسوقت ملکہ یاد مین اس فقیر گرو کے
ٹہلتی پھرتی تھی سہیلیان اسکے ساتھہ تہین یکایک سکندر پہنچا اور کہا ملکہ اک بات تم سے
پوچھتے ہین تمہین ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتا دینا تامل نکرنا ملکہ گھبرا گئی پوچھا کہ وہ کونسی بات
ہے سکندر نے کہا کہ وہ دیو کہان رہتا ہے اور تمام واقعہ برات کے آنیکا بیان کیا
ملکہ نے کہا کہ ہان وہ دیو مجھپر عاشق ہے اور باپ سے میرے مجھے طلب کرتا ہے اوسنے
ابھی یہہ کہکر ٹال دیا ہے کہ ملکہ کا سن کم ہے جب جوان ہوگی تو تمہاری حوالے کر دینگے جب
وہ اسی شہر کے قریب ایک صحرا مین رہتا ہے اور ایک آدمی روز اوسکی خوراک کے واسطے
یہان سے بھیجا جاتا ہے بس یہہ سننا تھا کہ زمانہ آنکھون کے نیچے تیرہ و تار ہوگیا اور کہا کہ تمنے
مجھسے پہلے سے نہ بیان کیا کہ اوس قرمساق کو سزا دیتا اور تمہارے ملک کو اس بلا سے نجات
دیتا بس ابھی مین جاتا ہون اور بغیر دیو کے مارے مجھے قرار نہین ہے یہہ کہکر دروازہ باغ کیطرف متوجہ
ہوا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب سنو تو سہی شاہ صاحب کسکی سنتے ہین غصہ سے چہرہ
سرخ ہے رگون مین خون شجاعت کو جوش ہے ملکہ کہتی جاتی ہے کہ خبردار وہان نہ جانا دیو سے
لڑنے جاتے ہو کیا دیوانے ہو یا سڑی ہو تمنے دیو کو کبھی دیکھا نہین ہے وہ آدمی کو کھا لیتا ہے یہہ پلٹکر نہین دیکھتے اور

جلدی جلدی قدم بڑہائے چلے جاتے ہین ملکہ دوڑی کہ دامن پکڑلون آپ بہاگ کر دروازے کے باہر نکل گئے یہہ دل مین پچہتاتی ہے کہ مینے کیون اسے پتا دیو کا بتلایا مگر کیا جانتی تہی کہ یہہ چلا جائیگا افسوس کہ دیو اسکو کہا لیگا ہائے مفت جان جائیگی باغ میرا سونا ہو گیا یہہ تو روتی رہ گئی اور سکندر دوڑتا ہوا چلا کہ کسیطرح کوتوال سے پیشتر پہونچ جاؤن دولہا لقمۂ دیو ہونے جاتا ہے لوگون نے شہر کے دیکہا کہ آج شاہ صاحب صحرا کی طرف دوڑے چلے جاتے ہین خیال کیا کہ کسی بوڑہی بیتی کی تلاش ہوگی لیکن جب شہر سے نکلکر صحرا مین پہنچے اور نگہبانون نے دیکہا جو بادشاہ کی طرف سے معین تہے تو پکار کر کہا اے فقیر ادہر نجانا وہ مسکن دیو ہر چنگال کا ہے راہ بدل دے ورنہ لقمۂ دیو ہو جائیگا آپ ایک کی نہین سنتے بلکہ جواب دیتے ہین کہ ہم دیوکش ہین دیو ہمارا کیا کر سکتا ہے یہانتک کہ قریب دیو کے پہنچ گئے دیکہا تو کوتوال شہر اوس نوشاہ کو دیو کے سپرد کر کے پلٹا ہے اور دیو نوشاہ کو لقمہ کیا چاہتا ہے گوشت تمام جسم کا ٹٹول رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے کہ آج لقمۂ چرب ہاتہہ آیا بس جیسے ہی یہہ معرکہ سکندر نے دیکہا آواز دی کہ او دیو خبردار وہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آگیا خبردار اس دولہا کو نہ کہانا دیو نے جو پلٹ کر دیکہا نہایت خوش ہوا اور ناچنے لگا کہ شکر ہے خداوند ابلیس کا کہ اونہون نے ایک لقمہ اور بہیجدیا آج دونون ڈاڑہین گرم ہو جائینگی کہا اچہا او آدمزاد معلوم ہوتا ہے کہ تجہے خداوند نے میرے لئے بہیجا ہے کہ اسکو کہالون تو تجہے بہی کہاؤن تیرا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کوتوال نے جو دیکہا کہ یہہ وہی لڑکا فقیر کا ہے جسکو بادشاہ بہت دوست رکہتا ہے ادہر تو سکندر سے کہا کہ آپ نے یہہ کیا غضب کیا کہ یہان چلے آئے اور ادہر دیو کو آواز دی کہ اسے آپ نہ کہائیے گا مین اسکے عوض مین دو آدمی اور دونگا دیو نے کہا وہ اس مزے کے نہونگے یہہ کہکر ایک ہاتہہ سکندر کیطرف بڑہایا اور دوسرے ہاتہہ سے اوس نوشاہ کو اوٹہا کر چاہتا تہا کہ موہنہ مین ڈال لے بس سکندر نے ایک پتہر دوسومن کا اوٹہا کر جو ہاتہہ پر دیو کے مارا وہ آدمی ہاتہہ سے دیو کے چہوٹ پڑا اور کلائی مین چوٹ آئی بس دیو کو غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا شریر معلوم ہوتا ہے اب پہلے تجہی کو کہالون پہر اوسے کہاؤنگا یہہ کہکر دہن اپنا مثل قعر بلا کے کہولکر لپکا اور چاہا کہ سکندر کو نگل لون سکندر نے جست کر کے شاخ اسکی پکڑی اور لٹک گئے دیکہنے والونکو افسوس ہو رہا تہا کہ مفت اپنے پاؤن سے یہہ دیو کے موہنہ مین گیا اب نہین بچ سکتا لیکن سکندر نے جو شاخ پکڑکر لنگر مارا تو سر دیو کا نیچا ہو گیا اور پاؤن سکندر کے زمین سے لگے دیو نے ہاتہہ کمر مین ڈالدیا اور چاہا اوٹہا کر کہالون کہ سکندر نے ایک ایسا پیچ کیا کہ دیو چت ہو کر زمین پر آرہا بس چہاتی پر چڑہکر وہ سر اوسکا جو مثل گنبد کے تہا دہڑ سے کہینچکر پہینک دیا لاشہ اسکی پہڑکنے لگی کوتوال نے تعریفین کین اور ہاتہہ چومے کہ آپ کوئی اوتار معلوم ہوتے ہین اودہر وہ نوشاہ جو پنجۂ اجل سے چہوٹا سکندر کے قدمون پر گر پڑا کہ آپنے میری جان بچائی ورنہ ہم تو لقمۂ دہان اجل ہو چکے تہے اب مجہے اپنی غلامی مین قبول فرمائیے یہہ وقت سخت ایسا تہا کہ باپ مان سب نے ساتہہ چہوڑدیا مگر آپ ایسے خدا رسیدہ ہین کہ میرے واسطے اپنی جان پر کہیل گئے آپ سے بڑہکر میرے واسطے دنیا مین نہ مان ہے نہ باپ مین اس قدم سے علیحدہ نہونگا

مجھے بہی چیلا بنائیے اور اپنے ساتہہ رکہیئے اودہر شاہ صاحب کے چلے جانیکے بعد ملکہ ماہ پارہ نے آکر اپنے باپ سے اطلاع کی تہی یہہ بہی چند زندانی اور کچہہ فوج اپنے ہمراہ لیکر چلا تہا کہ اگر یہہ دیو پہنچگئے ہونگے تو ان زندانیون کو دیکر شاہ صاحب کو دیو سے لے لونگا یہہ اوسوقت پہنچ کر شاہ صاحب دیو کو مار چکے تہے پس یہہ دیکہتا تہا کہ آسمان شاہ قدمون پر گر پڑا اور ہاتہہ چومے اور کہا کہ یہہ کمال اس سن مین اور زر نثار کرتا ہوا ہمراہ اپنے لیکر چلا تمام ملک مین غل ہوگیا ہر جگہہ چرچا تہا کہ وہ شاہ صاحب جو کمسن سے بادشاہ کے یہان آئی ہین بڑے صاحب کمال ہین کہ دیو کو مارا اب ہم سبکو امان ملی روز کے خدشہ سے نجات پالی خداوند آپ انکا سایہ ہمیشہ اس ملک پر رکہے یہہ تو عجب دولت لازوال بادشاہ کے ہاتہہ آئی کوئی تو کہتا ہے کہ ہم بہی انکی مریدی اختیار کرینگے اور کوئی کہتا ہے کہ اونکے چیلے ہونیکے قابل بہی ہم نہین ہین لیکن سکندر نے دیو کو مار کر جو نعرہ کیا تہا وہ فقط کوتوال شہر اور آسمان شاہ نے سنا تہا کہ یہہ بہی قریب پہنچ چکا تہا ان دونون پر واضح ہوگیا ہے کہ یہہ مذہب اسلام رکہتے ہین اور پردے ہین صاحبقران کے خاندان اعلےٰ سے ہین بادشاہ و کوتوال دونون نہایت معقول پسند ہین اوسیوقت سے انکو بہی توجہ مذہب اسلام کیجانب ہوگئی ہے اور بادشاہ اس خوشی مین انکو ساتہہ لیئے چلا آتا ہے کہ ابتو انکے خاندان کا حال بہی معلوم ہوگیا اور دیو بہی مارا گیا جس سے زیادہ تر خطرہ تہا اب ملکہ ماہ پارہ کی شادی انکے ساتہہ کر دینا چاہیے اور فقیری لباس انکا دور کرا دینا چاہیئے یہہ سب کے سب خوش و مسرور لیئے ہوئے شاہ صاحب کو چلے آتے ہین کہ یکایک سر پر اک شعلہ سا چمکا اور اوس شعلہ سے اک پنجہ پیدا ہوا کڑک کر گرا اور سکندر رستم جو کو اوٹہا کر ایک جانب روانہ ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ مین عقرب جادو معشوقۂ دیو ہر چنگال غضب کیا تہا اس طفل نے کہ جانے والے کو میرے مار ڈالا تہا اور صاف نکلا جاتا تہا اب مین اسکو لیئے جاتی ہون تا قیامت اس سے ملاقات نہوگی کچہہ دور تک تو معلوم ہوا کہ پنجہ سکندر کو لیئے جاتا ہے لیکن جب زیادہ دور ہوگیا تو پنجہ اور سکندر دونون نظرون سی غائب ہوگئے آسمان شاہ ترپکر رہگیا اور تمام شہر کو افسوس ہوا لیکن ملکہ ماہ پارہ پہلے تو قتل دیو کی خبر سنکر نہایت خوش ہوئی تہی دروازہ باغ تک گہڑی گہڑی بیتابانہ دوڑ کر جاتی تہی کہ شاہ صاحب آتے ہونگے دوسری خبر یہہ جو سنی کہ شاہ صاحب کو راہ سی پنجہ اوٹہا لیگیا نہایت صدمہ ہوا اور رونے لگی مثل تصویر کے سکتے کا عالم ہوگیا کہ تقدیر کی گردش نے یہہ کیا سامان دکہایا اب ان سب کو تو اسی حالت رنج و اندوہ مین چہوڑا جاتا ہی

اب چند کلمے بلقیس بن شاہور بن عمرو کے گذارش کیے جاتی ہین

کہ سن اسکا بہی دس گیارہ برس کا تہا سکندر کے ساتہہ کہیل کرتا تہا جسوقت اسکو یہہ معلوم ہوا کہ آقائی میرے جوگ اختیار کیا اور فقیر ہوکر نکل گیا بہت رو یا اور اوسکے بعد آپ بہی اکتارہ ہاتہہ مین لیکر اک جوگڑے کے لباس مین برائے تلاش سکندر روانہ ہوا دیکہیے اس سے کہان ملاقات ہوتی ہے

اب کچہہ حال اوس پنجہ کا سنیئے جو کہ سکندر کو اوٹہا لیگیا تہا

راہ مین متوجہ ہوا سے سکندر بیہوش ہوگیا تہا جسوقت عقرب جادو فریب اپنے لشکر کے پہنچی بالائے ہوا اسی سر کوہ پر اوتری سکندر کو زمین پر ڈالدیا اور کباب لگانیکے سامان کیے کہہ سخن ابہی کی یہہ کوئی کچہ

تہوڑا سا نمک مرچ ایک چہری اس مردار خوار نے نکالی اور چاہا کہ اسے ذبح کرون لیکن نظر جو جمال جہان افروز پر پڑی ہزار جان سے قربان ہوگئی پنکہا جہلنے لگی پانی چہڑک کر ہوشیار کیا جسوقت آنکہ سکندر کی کہلی دیکہا کہ اک پہاڑ پر بیٹہا ہون اور اک بلا سامنے بیٹہی ہوئی ہے کسطرح کہ سر جہال مونہہ پہاڑ سیاہ رنگ دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے بال سر مین سب سفید فرمایا تو کون ہے اور کیون مجہے اوٹہا لائی ہے اسنے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین ہون عقرب جادو جس دیو کو تونے مارا وہ مجہپر عاشق تہا اور مجہسے اوس سے انتہا کی محبت تہی جسوقت آپنے اوسکو مارا تو مجہے صدمہ ہوا اور مینے چاہا کہ تجہسے خون ہر خنگال کا قصاص لون مگر یہ صورت مجہے ایسی بہلی معلوم ہوئی کہ مینے ارادہ اپنا فسخ کردیا اب تجہکو بجاے ہر خنگال تصور کرونگی اور کام دل اپنا نکالونگی آ میرا دل خوش کردے یہہ کہکر اوسی چٹان پر تہہ کے لیٹ گئی بس یہہ دیکہنا تہا کہ سکندر نے کہا او حرامزادی اپنی صورت تو دیکہہ یہہ سن تیرا اور یہہ حرکتین دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابہی مار ڈالونگا عقرب جادو تو یہہ سمجہی تہی کہ مجہسی معشوقہ کسے ملتی ہے یہہ بخوشی منظور کریگا جب یہہ جواب سخت سنا برہم ہوگئی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو ان نہین مانیگا جب سزا پائیگا تو یہہ غرور جائیگا دیکہہ تو ہاتہہ پاؤن تیرے قابو مین ہین یا نہین سکندر نے جو دیکہا تو دست و پا بیحس ہوئے ہین سکندر نے قصد کیا تہا کہ اوٹہکر اسکی ٹانگین چیر کر پہینک دون مگر جب اپنے کو بیحس پایا مجبور ہوئے کہا کہ او قحبہ مین تیرے کام کا نہین ہون مجہے قتل کر ڈال اسنے کہا سنو تجہے دہوپ مین سکہاؤن اور اوس مین بہگوؤنگی اور اگر کام دل میرا پورا کر دیگا تو جو کہیگا وہی کرونگی فرمایا یہہ نہین ہونا ہے غرضکہ اسی طرح ایک رات اور ایکدن گذرا ہر چند عقرب جادو نے منتین بہی کین ڈرایا دہمکایا بہی مگر سکندر نے نہ مانا آخر کار یہہ ردیلگی اور علیحدہ جا کر چلا چلا کے دعا مانگنے لگی کہ یا خداوند سامری آپنے میری ایسی بری تقدیر بنادی کہ وہ ہر خنگال کو ہی مجہسے لیا کہ اوس سے خوب مقصد دل میرا پورا ہوتا تہا اب اس آدمزاد سے اپنا مطلب نکالنا چاہتی ہون تو یہہ بہی مجہسے بے اعتنائی کرتا ہے یا خداوند اسکے دلمین میری محبت ڈالدیجیے اس اس طرح یہہ دعا کر رہی تہی کہ اک آواز درہ کوہ کی جانب سے پیدا ہوئی کہ گہبرا ہم آگئے اب مقصد تیرا پورا ہو جائیگا اسنے پلٹکر دیکہا تو اک جوگی نہہ خوبصورت گورا گورا اکتارا ہاتہہ مین لیئے چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجہے خداوند سامری نے بہیجا ہے کہ جاکر اوس آدمزاد کے دلمین محبت عقرب جادو کی ڈالدے اور تو بہی مطلب دل اوسکا پورا کر یہہ دعا تو کر رہی تہی اسے یقین ہوگیا کہ یہہ فرستادہ سامری ہے جوگی نے پوچہا کہ وہ آدمزاد کہان ہے اسنے کہا وہ سامنے بیٹہا ہوا ہے جوگی نے جو دور سے دیکہا کچہہ شک سا ہوا قریب آیا اور کہا کیون نہین مطلب دل عقرب جادو کا پورا کرتے ہو دیکہو مجہے خداوند سامری نے تمہاری فہمائش کے واسطے بہیجا ہے اگر نہ مانوگے تو برا ہوگا خداوند ناراض ہوجائینگے دین و دنیا مین ٹہکانا نہ رہیگا یہہ سنکر سکندر نے کہا کیا جہک مارتا ہے تجہپر اور تیرے خداوند دونون پر ہزار ہزار لعنت ہے ادہر یہہ لکاتہ یعنی عقرب جادو قریب آئی جوگی کے پاؤن چومے اور کہا کہ تم فرستادہ خداوند ہو تمہارے قدم کی برکت سے یہہ کام سرانجام پا جائیگا جوگی نے کہا ہستا دست

نجس اپنا میرے سے نہ لگا کیونکہ تو دنیادار ہے اور مین فرشتۂ قدرت ہون ایسا نہو کہ پھر عذاب نازل ہو اور یہین رہجاؤن خدمت خداوند سے خارج کر دیا جاؤن تو کہین علیحدہ پوشیدہ ہو جا تاکہ مین اسکو راضی کرون اور سحر اپنا اسپر سے اوتار لے عقرب جادو نے جلدی سے ہاتھ کو سکندر پر تین بار گردش دی کہ دست و پا مین انکے حرکت محسوس ہوئی اور ہاتھ پاؤن انکے کھل گئے اور عقرب جادو علیحدہ چلی گئی اب سکندر نے پہچانا کہ یہہ بلقیس عیار میرا ہے اور بلقیس نے سکندر کو پہچانا ہر اک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور گلے ملے بلقیس نے کہا کہ مین دربدر کی ہوکر ہین کہتا ہوا آپکی تلاش مین یہانتک پہنچا اسکو دعا کرتے سنا اگر لیتا اسکی باتونکا جواب دیتا تھا اگر مقدر نے راہبری کی اور آپ سے ملایا اب اسکے قید مین بیٹھی رہوگے یا رہائی کی صورت کروگے سکندر نے کہا مین کیا کرون بلقیس نے جواب دیا کہ وصل پر کیون نہین راضی ہو جاتے ہو سمجھا ہی کیا ہے یہ بھی کوئی ساٹھ ہے تین سو برس کی عمر اوسکی ہوگی زیادہ تو نہین معلوم ہوتی یہان اپنا کام نکال لیجے جسطرح ہو سکے سکندر نے کہا بیہودہ نہ بک مسخرا کا یہہ کونسا موقع ہے کوئی تدبیر رہائی بتلا بلقیس نے کہا کہ رہائی تو بغیر اسکے ناممکن ہے سکندر نے کہا اگر یہی صورت رہائی کی ہے تو قید اس سے بہتر بلکہ موت اس سے اچھی ہے نہ ہمارے بزرگون نے کبھی ایسا کیا نہ ہم کرینگے سکندر نے کہا یہہ مین کب کہتا ہون کہ تم اوس سے وصل ہی کرو زبانی اقرار کرلو اور موقع پاکر گلا گھونٹ کے مار ڈالو سکندر نے کہا ہان یہہ ہو سکتا ہے کہا اب مین ہٹا جاتا ہون دیکھو غصہ مین کام خراب نکرنا ذرا میٹھی میٹھی باتین کرنا جس سے وہ خوش ہو یہہ کہکر عقرب جادو کو بلایا اور کہا کہ مینے راضی کر دیا مبارک ہو اوسنے کہا کہ نکاح بھی میرا ہو جائے ایسا نہو کہ پھر مجھے چھوڑ کر چلا جائے جوگی نے کہا اچھا بیٹھو اور سکندر سے کہا کہ راضی ہو نکاح تمہارا پڑھون سکندر کو شرم بھی آتی ہے غصہ بھی مگر کیا کرے موقع ہی ایسا ہے کہا کہ ہان مجھے بھی منظور ہے کہ نکاح میرا اسکے ساتھ ہو جائی کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو میری ہو عقرب جادو کی باچھین خوشی کے مارے کھلی جاتی ہین اور نیلی چادر کا گھونگھٹ نکالکر بیٹھی ہے کہ جوگی نے کہا کہ بڑا نام خداوند سامری کا جس نے جوڑے لگا کر بنائے جنات کے نکاح ہاتھی کا ہتھنی کیساتھ اور نکاح بھینسے کا بھینس کے ساتھ نکاح تمہارا کاکوئل کے ساتھ اور نکاح تمہارا اس بلا کے ساتھ مبارک مبارک اس تک بندی پر بلقیس کے سکندر کے پیٹ مین گدگدی ہوئی اور بے اختیار یہہ ہنسنے لگے جوگی نے کہا بہت خوش ہوئے یہہ انکار سب دیکھنے ہی کو تھا عقرب جادو سکندر کو ہنستے دیکھکر یہہ سمجھی کہ شادی کے نام سے یہہ خوش ہوا ہے جوگی تو ہنسکر علیحدہ ہو رہا اور سکندر نے ہاتھ عقرب جادو کا پکڑ کر لٹا لیا کبھی گلا اسکا ٹٹولتے ہین کبھی کان پکڑتے ہین یہہ لگاتا سمجھی کہ کوئی طریقہ مساس کا ہوگا لیکن سکندر نے جب اسے بالکل غافل دیکھا بس دونون ہاتھ گردن پر رکھکر اس زور سے دبایا کہ آنکھین عقرب جادو کی نکل پڑین اور روح نجس شرمگاہ کے رستے سے نکلکر دوزخ کو روانہ ہوگئی بس اسکا مرنا تھا کہ وہیں اک زلزلہ سا محسوس ہوا اور یہہ معلوم ہوا کہ ہزارہا پتھر چلے آتے ہین بعد تھوڑی دیر کے جب لاش اسکی پھڑک پھڑک کر سرد ہوئی تو علامات سحر برطرف ہوئے اک آواز پیدا ہوئی کہ مارا جوان کشتی نام من عقرب جادو بود جستم درہم و جان دادیم و مطلب خود رسیدیم پریزادنی بہت شور کیا لیکن

جب بس نہ چلا تو خاک اوڑاکر چلے گئے روشنی ہوئی تو سکندر نے دیکھا کہ نہ کوہ ہے نہ فوج عقارب
اک چٹیل میدان مین اک پتھر پر لاش اک جادوگرنی کی پڑی ہے اور سامنے بلقیس کھڑا ہے سکندر
نے کہا اے بلقیس تونے خوب ترکیب بتلائی ورنہ تا قیامت اس بلا سے نجات ہوتی اب
ملک آب پرستان کیطرف چلو نہین پتا طلک آسمانیہ کا معلوم ہے بلقیس نے کہا چلو
خدا مالک ہے یہان سے تو چلو وہان کا پتا بھی کسی نہ کسی سے مل ہی جائیگا غرضکہ یہہ دونون ایک
جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام اک کوہ کے نیچے پہونچے دیکھا تو کوہ پر لوگ بیٹھے
ہین لیکن وضع اور قطع اونکی ڈاکوؤنکی ایسی ہے چونکہ شام ہو چکی تہی سکندر نے کہا کہ آج یہین
قیام کرنا چاہیئے صبحکو پہر چلینگے بلقیس نے کہا کہ یہہ لوگ حرامزادے معلوم ہوتے ہین
یہان ٹہرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ کچھہ ایذا پہنچاوین سکندر نے جواب دیا کہ ہمین کوئی ایذا
پہونچائیگا تو کسلیئے اسواسطے کہ نہ دولت دنیا پاس ہے نہ مال ہے بقول شاعر شعر

طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال		ہمسے خلاف ہو کے کریگا زمانہ کیا

بلقیس نے کہا یہہ صحیح ہے مگر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین ست		مقتضائے طبیعتش این ست

اے شہریار یہہ خیال کیجئے کہ ہمارے پاس کچھہ نہین ہے دشمن کو کیا معلوم کہ آپکے پاس کچھہ ہے یا نہین
یہہ تو بعد کو معلوم ہوگا فرمایا کہ اچھا اگر یونہی سہی تو کیا مین موم کا بنا ہوا ہون یہان یہی باتین
ہوتی تہین کہ کوہ پر سے قزاقون نے دیکھا کہ دو لڑکے جنمین ایک انتہا کا حسین ہے کہڑے باتین کر رہے
ہین حکم دیا کہ جاؤ ان دونونکو پکڑ لاؤ انسے ساقی گری کا کام لینگے یہہ لڑکے اسی قابل ہین یہہ سنکر
ایک شخص سیہ فام زرد چشم اوترا ز کوہ آکر قریب سکندر و بلقیس کے آیا اور کہا کہ کہان سے
آتے ہو تم دونون اور کہان جاؤ گے سکندر نے کہا کہ ہم کہین سے آتے ہین اور کہین جائینگے
تجہے کیا یہہ سنکر اوسے غصہ آیا کہ یہہ لڑکا بڑا اترا ہے اسنے بازو پکڑا اور کہا چلو ہمارا مالک
تمہین بلاتا ہے سکندر نے ہاتھہ اسکا جہٹک دیا اور کہا کہ او بے ادب سیدہی طرح نہین
بات کرتا ہے تو کیا ہی اور تیرا مالک کیا چیز ہے ہم کسیکے نوکر ہین جو چلین اوسنے کہا دبلے پتلے ہاتہہ پاؤنپر یہہ زبان
اگر نہ چلوگے تو زبردستی اوٹھالیجاؤنگا یہہ کہکر چاہتا تہا کہ سکندر کو گود مین اوٹھائے کہ بس پیچھے ہٹکر جو اک
تہپڑ مارا تو سر اسکا پہٹگیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا یہہ حال جو اہل کوہ نے دیکھا سبکے سب چلے کہ یہہ لڑکا تو بلا کا
جسنے اتنے بڑے جوان کو یون مارا کہ ایکدم مین لوٹن کبوتر بنا دیا بعضنے کہا کہ مار ڈالو اسکو جانے نپائے
لیکن قران قزاق جو ان سبکا افسر تہا اوسنے کہا کہ خبردار کوئی نہ بولے مین اس سے مقابلہ کرونگا اور
اسے زیر کرکے فرزند بناؤنگا کہ یہہ لڑکا نہایت زبردست قابل افسری ہے یہہ کہکر قریب سکندر کے
آیا اور کہا اے طفل تونے غضب کیا اتنے بڑے جوانکو تہپڑ سے مار ڈالا سکندر نے کہا ایسے ایسے
سو ہونگے تو اسیطرح مار ڈالونگا تمہارا جی چاہے تم بہی حوصلہ نکال لو اور لڑ لو قران قزاق نے کہا کہ
مین چاہتا ہون دیکھون تمہارے زور ہے اگر مین زیر کرلونگا تو فرزند بناؤنگا اور غیثہ اپنا سکہاؤنگا
اور اگر تم زیر کرلوگے تو تمہاری اطاعت اختیار کرونگا سکندر نے کہا مین موجود ہون غرضکہ قران قزاق
اور سکندر سے کہڑے کہڑے زور ہونیلگے کبہی قران سکندر کو ریل لیجاتا ہی کبہی سکندر قران کو مگر جب
سکندر نے بازو اس قزاق کے تہامے تب یہہ معلوم ہوتا تہا کہ دو سلاخین آہنی ہین کہ بازو توڑے ڈالتی ہین

بس زور ہوتی ہوئے سکندر نے ایک ہاتھ سے تو زور قران قزاق کا روکا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا اور نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خروج بن شہریار بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران عالیشان اے قران قزاق کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین ساہیون نے اسکے چاہا تھا کہ سکندر پر حملہ کرین لیکن قران قزاق نے منع کیا اور کہا کہ سنا تمنے کہ یہہ کس شہریار عالیوقار کا بیٹا اور کس کا پوتا کہا جاتا ہے خبردار کوئی بدسلوکی ساتھ انکے نکرے اور کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم سکندر نے قران کو آہستہ سے زمین پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ پڑھ کلمہ قران قزاق کلمہ پڑھکر از صدق مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ مینے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو قبول کرے اور جسکو منظور نہو وہ یہانسے چلا جائے سب نے کہا کہ جب افسر نے اطاعت کی تو نوکرون کو کب عذر ہو سکتا ہے غرضکہ سب صدق دل سے مسلمان ہوگئے اب قران قزاق نے عرض کی کہ بالائے کوہ تشریف لیچلیئے اور اپنی کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ کیونکر اس وادی پرخار مین تنہا پیادہ پا آنا ہوا سکندر ہمراہ قران کے بالائے کوہ آئے اور سب ماجرا اپنا فقیر ہو کر نکلنا اور ملک آسیب پرستان مین پہونچنا اوسکے بعد دیو کو مارنا اور ٹہالیجانا پنجہ کا پہونچنا بلقیس کا اور مارنا عقرب جادو کو اوسکے بعد بقصد ملک آسمانیہ چلنا اور یہان پہنچنا سب بیان کیا اور فرمایا کہ اگر تمہین راہ ملک آسمانیہ کی معلوم ہو تو مجھے بتا دو قران قزاق نے عرض کی راہ بتلانا کیسا مین ہمراہ رکاب ہون لیکن آپ کیسی کیسی پریشانیان اوٹہا کے چلے آتے ہین فقط ایک روز یہان قیام فرمائیے اور راحت اوٹہائیے اوسکے بعد مین حضور کو یہان سے ملک آسمانیہ کیطرف لیچلونگا فرمایا کہ دو چار روز تو ٹہرنا ممکن نہین مگر یہہ شب تمہاری خاطر سے یہین بسر کرلونگا اسواسطیکہ نہین معلوم وہان ملکہ پس اتنا کہکر خاموش ہو رہے کچھ خیال آگیا شرم دامنگیر ہوئی بلقیس پاس بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار ملکہ کہکر آپ خاموش ہو رہے وہان آپنے کس بات کا ملکہ حاصل کیا ہے کچھ عشق بازی کے رنگ مین تو نہین ہنس گئے سکندر نے کہا تیرے خیالات ہمیشہ فاسد رہتے ہین ملکہ ماہ پارہ دختر ہے آسمان شاہ کی وہ مجھسے پاک محبت رکھتی ہے نہ مجھے کسی نوع کا خیال اوسکی جانب ہے نہ اوسکو دیو پریشان ہوگی بلقیس نے کہا پاک محبت کے یہہ رو شور مین تو آگے بڑھکر کیا ہونا ہے اسلیئے تو گھر چھوڑا ہے اور فقیری اختیار کی ہے ذرا وطن چلیئے یا کسی مقام پر آپکے والد بزرگوار ملین تو دیکھیے کیا پوست کندہ بیان کرتا ہون سکندر نے کہا ہمارے سر کی قسم کسی بزرگ کے سامنے اسکا ذکر نکرنا غرضکہ ہر بات مین سکندر کی چٹکین لیتا تھا اور بلقیس کی حرکتون سے شرارت پیدا تھی قران تو سکندر کا عاشق ہو گیا ہے خاک قدم کو طوطیائے چشم بناتا ہے آنکھین بچھاتا ہے غرضکہ شب تو یہان بسر ہوئی صبح کو سکندر نے قران قزاق سے کہا کہ بس اب چلو ہمارے ساتھ اور اگر ساتھ ہمارا دینا ہے تو اس پیشہ کو سلام کرو کہ یہہ آئین اسلام کے بالکل خلاف ہے جسقدر تمکو دشت مار مین ملتا تھا خداوند کریم اوس سے زیادہ عنایت کریگا قران قزاق نے عرض کی جو کچھ فرمائیگا ویسا ہی ہوگا کیا مجال ہے میری کہ جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالون یہہ کہکر اک مرکب سمند کہ نہایت عمدہ تھا شادیانی سے آراستہ کرکے خدمت مین

شاہزادے کے پیش کیا اور سپر تلوار خود بکتر چار آئینہ دستانے موزے کل اسلحہ جنگ کشتی مین لگا کر حاضر کیئے شاہزادے نے فرمایا کہ مرکب تو خیر اچھی چیز ہے کہ اس سے قطع راہ مین آسانی ہوگی اور جانا جلد منظور ہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہین پیدل ہی چلتے لیکن یہہ اسلحہ جنگ فضول ہین قران قزاق نے عرض کی کہ اے شہریار راستے کی حفاظت کا سب سامان ہونا چاہیئے جسوقت اپنے ملک مین پہنچ جایئے گا اوسوقت جو لباس چاہیے اختیار کر لیجیئےگا فرمایا کہ خدا ہر جگہہ حافظ ہے اگر زندگی ہے تو کوئی کچھ نہین کر سکتا بقول شاعر دوہا

جب کو راکہے سائیان ار ہنسا گر لایا ۔ بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوئی

اسے قران قزاق حافظ حقیقی کی نگہبانی مقدم ہے قران نے عرض کی کہ یہہ سب کچھ درست ہے مگر اتنی عرض اس خادم کی پذیرا ہو فرمایا خیر خوشی تمہاری یہہ کہکر آلات حرب تن پر آراستہ کیئے اور مرکب سمند پر سوار ہوئے قران قزاق مع بارہ ہزار قزاقون کے سکندر کے ساتھہ ہوا اور راہ ملک آسمانیہ کی اختیار کی اب دیکھا چاہیئے کہ یہہ کس وقت پہنچتے ہین

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک آسمانیہ کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے جب سے بچہ شاہ صاحب یعنے سکندر کو دیو لیگیا ہے تمام شہر غمگین ہے اور بادشاہ کو بھی انتہا کا صدمہ ہے اور ملکہ ماہ پارہ تو دیوانی ہو رہی تھی آٹھہ آٹھہ روز کنگھی نہین کرتی ہے ہر وقت مونہہ لپیٹے پڑی رہتی ہے ما غیرہ جلیسون سے نفرت ہے کیونکہ وہ سمجہاتی ہین اونکی باتین بری معلوم ہوتی ہین اکثر جواب مین یہہ شعر پڑہ دیتی ہے

عشق ہم اب نکرینگے جو غم ہے ناصح ۔ چوٹ جو کہا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

کبھی باغ مین جاتی ہے اس مقام کو حسرت سے دیکھتی ہے جہان شاہزادے بیٹھے عبادت خدا کیا کرتے تھے کبھی یہہ شعر زبان پر جاری ہوتا ہے

ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین ۔ نہالون سے گلے مل ملکے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی درگاہ قاضی الحاجات مین نازک ہاتھہ اوٹھا کر یہہ دعا کرتی ہے کہ پروردگارا یہہ تو نے کوئی فرشتہ بہیجدیا تھا یا جن تھا کہ دیو کو کس دبدبہ سے مارا اور وہین سے غائب ہو گیا اگر تو نے کسی ملک کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا تھا تو امیدوار ہین کہ پھر اوسکی زیارت سے مشرف ہون اور اگر وہ انسان تھا تو اوسنے تیرے ہزارون بندون کو دیو کے شر سے نجات دی تو اوسکو ہر بلا سے بچانا اور ہمسے ملا شعر

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سب کے الٰہی ۔ پھر ابھی وہ دلبر نہین آئے مرے آگے

یہہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور آسمان شاہ نے ڈھنڈورا پھروا دیا ہے کہ جو شخص شاہ صاحبا کا پتا لگائیگا وہ اسقدر انعام پائیگا کہ کبھی کسی نے نہ دیا ہوگا عیار ہر چہار طرف دوڑتے پھرتے ہین لیکن اسی ملک آسمانیہ سے قریب ملک ہے کہ بادشاہ وہان کا ارژنگ زرہ پوش ہے اکوان پرست ہے جس وقت اسے معلوم ہوا کہ آسمان شاہ نے مذہب آب پرستی کو ترک کیا اور مذہب اسلام کیطرف توجہ اسکی معلوم ہوتی ہے کوئی لڑکا فقیر بنا ہوا اولاد حمزہ صاحبقران سے اس ملک مین آیا تھا اوسنے دیو کو مارا اب اوسے بچہ لیگیا اب سبکو اوسیکے دین کی طرف توجہ ہوگی یہہ سنتے ہی اسنے دبیر سے ایک نامہ اس مضمون کا لکہوایا کہ اے آسمان شاہ ہم نے سنا ہے کہ تمنے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب جدید کی طرف تمہاری توجہ ہے بس آگاہ ہو جایئے کہ اگر ایسا کیا تو بہت پچھتاؤ گے ہر چند کہ پہلے بھی تم آب پرست تھے اور مین بندہ ہون خداوند اکوان کا لیکن خیر وہان تک

مضائقہ نہ تھا اس لیئے کہ وہ بھی ایک قدیم مذہب تھا اور یہ مذہب جدید بہت ہی خراب اور اس مذہب والے ہمیشہ فتنہ و فساد برپا کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم دین کو اپنے رواج دین اور دوسرے مذہبون کو مٹا دین لہذا اگر خیر اپنی اور اپنے ملک کو چاہتے ہو تو اپنے مذہب قدیم پر قائم رہو دین جدید سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ ایک روز مین ملک آسمانیہ کو آکر تباہ و برباد کردونگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا اسنے اک رفیق کو اپنے دیا کہ نام اوسکا گیہان تیغ زن تھا اور کہا کہ جا اور آسمان شاہ سے اس نامہ کا جواب لا گیہان نے نامہ سر سے باندھا اور کچھ تھوڑے سے سرفروش حفاظت راہ کے واسطے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کو روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل ملک آسمانیہ مین پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ گیہان تیغزن نامہ ارژنگ زرہ پوش کا لیکر آتا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ آج دوگہر یہ اک تازہ بات ہے اسواسطے کہ ہرچند ملک اوسکا ہمارے ملک سے بہت قریب ہی لیکن ہمارے اوسکے رسم و روابط نہین اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم اوس سے کنارہ ہین وہ ہم سے اجتناب رکھتا ہے آج تک کبھی سلسلہ نامہ و پیام نہین جاری ہوا اتفاق دیکھیئے کونسا سلسلہ آغاز ہوا چاہتا ہے آیا سلسلہ دوستی ہے یا دشمنی غرضکہ جب گیہان نے نامہ آسمان شاہ کو دیا اور آسمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہان تو یہ فقیر کے رنج مین بیٹھا تھا کہان یہ نامہ پہونچا بس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جواب نامہ جنگ لکھدو اسواسطے کہ میر اکوئی مذہب تھا اور اب مین نے جو مذہب چاہا اختیار کیا تو کون ہے دبیر نے پشت نامہ پر لفظ جنگ تحریر کردی گیہان تیغزن نے کہا کہ آپنے یہ اچھا نہ کیا اسواسطے کہ آپ ارژنگ شاہ زرہ پوش سے آگاہ نہین کہ وہ کیسا بہادر ہے ایک روز مین تمام ملک کو آپکے برباد کردیگا آسمان شاہ نے کہا کہ تو ایلچی ہے تو جا اسطرح کی گفتگو کا نہین رکھتا ہی تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے اگر تجھے بھی دعوی اپنی سپہگری کا ہے تو جو تجھ سے ہوسکے کمی نہ کرنا یہ سنکر گیہان تیغزن خاموش ہو رہا اور جواب نامہ کا لیکر طرف شہر ارژنگیہ کے روانہ ہوا اور نامہ اپنے بادشاہ کو دیا ارژنگ شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کل کوچ ہمارا ہوگا ملک آسمانیہ کی جانب یہ حکم ملتے ہی لشکر تیار ہونے لگا اور دوسرے روز ارژنگ شاہ زرہ پوش پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر آسمان شاہ فیل زور کو ہوئی اسنے بھی حکم دیا کہ بارگاہ ہماری بیرون قلعہ استادہ کیجائے اور لشکر تیار ہو اوسیوقت حسب الحکم آسمان فیل زور لشکر قلعہ آسمانیہ سے باہر نکلا اور بارگاہ آسمان شکوہ برپا ہوئی لشکر نے پڑاؤ کیا ملک آسمان فیل زور بارگاہ مین آکر مقیم ہوا یہ خبر ملکہ ماہ پارہ کو پہونچی کہان تو صدمہ محبوب مین بستر غم پہ پڑی تھی کہان اضطراب اسکا اس خبر وحشت اثر نے اور بڑھا دیا کہ تیرے باپ کے ملک پر غنیم نے چڑھائی کی ہے دلمین کہتے تھے کہ اے خدا ئے نادیدہ ہم تا نہ مسلم ہین حال پر ہمارے رحم کر اسواسطے کہ ابھی دیو ہر جنگال کے شر سے تو نے بچایا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یہ کہکر یہ شعر پڑھا ؎

	دل یونہین تھا نہ مجھے دہر کہ طبیعت آئی	ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی	

اے رب پاک ذات واسطہ حبیب کا اس بلا کو بھی ہمپر سے دفع کر جسطرح دیو سے بچایا اسیطرح

اس کافر سے بھی بچا یہ تو یہان تڑپ تڑپ کر دعا کر رہے ہین اور وہان آسمان شاہ باہر قلعہ کے بارگاہ پر پا کیئے بیٹھا ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر بود بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مار کر گرد کو گرد نے مارا ہوا کو ذ اس گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پچاس ہزار سوار سے ارزنگ شاہ زرہ پوش پیدا ہوا اور ایک جانب خیمہ زن ہوا لشکر نے پڑاؤ کیا لیس ارزنگ نے بارگاہ بہم پہنچایا ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر ہوئی آسمان شاہ کو اسنے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی تیاریان جنگ کی ہونے لگین یہانتک کہ زمانہ شب آخر ہوا اور صبح نے جلوہ افروزی کی طائران خوش الحان محو یاد سبحان ہوئے نسیم سحر نے غفلت شعارون کو تھپک تھپک کر سمجھانا شروع کیا اور شور اذان نے خدا اشنا سون کو خواب غفلت سے بیدار کیا قافلہ والون نے سفر کی تیاری کی عاشقان ہجران کشیدہ نے روئے سحر دیکھکر سجدۂ شکر کیا ملکہ ماہ پارہ نے تڑپ تڑپ کر جو یاد محبوب و اندیشہ ملک مین رات گذاری ہے تو بستر اسکا زمین مقتل کا نمونہ ہو رہا ہے جابجا اشک سرخ کے داغ شکنین پڑی ہوئی بموجب شعر ۵

شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے	صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا

واقعی عجب عالم ہے ملکہ کا کہ آنکھین نشۂ عشق و شراب غم سے روتے روتے سرخ ہو گئی ہین چہرہ [illegible] ہوئے ماہتاب کی کہ جو حالت اوسکی ہنگام صبح ہوتی ہے سفید گریبان مثل گریبان غنچہ کے چاک بال پریشان لب خشک وہ پھانس جو دلمین چبھی ہوئی ہے رہ رہکر کھٹکتی ہے بے اختیار منہ سے اُف نکل جاتی ہے کبھی درگاہ الٰہی مین چھوٹے چھوٹے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرتی ہے کہ پروردگارا اوس اپنے بندۂ پاک سے جلد ملا دے کہ جس نے مجھے راہ نیک تعلیم کی کفر سے پھیرا اسلام کی دکھلائی کبھی کہتی ہے کہ باپ کو میرے دشمن پر فتحیاب کرنا کہ وہ تیری راہ مین لڑنے گیا ہے اگر اپنے دین قدیم پر رہتا تو ارزنگ شاہ سے نہ بگڑتی بار الٰہا تو بھی اوسکی مدد کرنا یہ تو یہان اس حال پر ملال مین خدا سے رجوع کیئے بیٹھی ہے اور وہان دونون لشکر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردارون نے نکلکر میدان کو جھاڑی جھنڈی کانٹ کر صاف کیا بیلدارون نے نشیب و فراز کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھا دیا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کے دلون مین جوش پیدا ہوا خون شجاعت نے جسم مین دورہ کیا جنگی باجون نے جوانان لشکر کو مست و بیخود بنا دیا پس گیہان شکن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ارزنگ زرہ پوش کے آیا اجازت حرب کو پکار مانگی ارزنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند الوان تیرا حافظ و نگہبان ہے بس وہین سے اسنے باگ مرکب کی موڑی اور اشارہ کیا کہ مرکب مثل برق جھپٹ کر میدان مین آیا اسنے پہلے خوب غل شوری کے بعد اوسکے اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑ کر اور گھوڑا استادہ کرکے آواز دی کہ اے آسمان شاہ اسی روز بد کے واسطے مین نے تمہین کہا تھا کہ ارزنگ شاہ سے نہ بگاڑو تمنے کہنا نہ مانا اور جواب جنگ لکھا اوسکا یہ نتیجہ پیش آیا کہ آج ملک اندیشۂ بربادی سے خالی نہین ہے آسمان شاہ فیل زور نے اپنے لشکر کیطرف دیکھا سب

اسکا دیکھنا تھا کہ خریط نیزہ باز نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت آسمان شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت حرب مانگی اسنے بآواز بلند کہا کہ تجھے اوس خدا کے سپرد کیا کہ جو قدیم ہے نہ اوس سے پہلے کوئی خدا تھا نہ ہوا اور اوسکے ہمیشہ کوئی رہیگا خریط نیزہ باز نے سلام رخصت کیا اور باگ پھیر کر مرکب کو پاشنہ کیا مرکب ہیجان ہو کر مثل بجلی کے کوندتا ہوا سامنے گیہان تیغزن کے آیا گیہان نے کہا کیا تو نے بھی مذہب جدید اختیار کیا ہے خریط نے کہا کہ میرا مذہب قدیم میرا خدا قدیم ہے گیہان نے کہا کہ دیکھوں تیرا خدا کیسا ہے اور میرا خدا کیسا ہی خریط نے کہا او ملعون اپنے خدائے باطل کو میرے خدائے برحق کے مقابلہ میں بیان کرکے فیصلہ خواہ ہوتا ہے دیکھ ابھی کھلا جاتا ہے وار کر اپنا گیہان نے کہا پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال لے خریط نے کہا کہ جس مذہب پر رغبت کی اوسکے آئین بھی اختیار کرنا لازمی ہوئی لہذا ہم مطیع اسلام ہو چکے ہیں کبھی پیش دستی نہ کرینگے کہ یہ اون لوگوں کا طریقہ نہیں ہے یہ سنکر گیہان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے لے اسے یہ کہکر نیزہ خریط کے حوالہ کیا خریط فن نیزہ بازی کو خوب جانتا ہے اس نے نیزہ گیہان کا نیزہ پر روکا اور طعنین چلنے لگیں بند بند ہنے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانیں نکالکر گتھ گئے ہیں غرضکہ ردوبدل ہوتے ہوتے ایک مقام پر خریط نیزہ باز نے چھوڑ پر چھڑ ماری اور اپنے نیزہ میں نیزہ گیہان تیغزن کا پیچیدہ کرکے اک کس دیکر جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا اور بیس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا اسنے کہا کہ خیر نیزہ بازی خلال بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر میان سے تیغہ کھینچ لیا اور سر پر خریط کے وار کیا اسنے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کے پناہ کیا لیکن تیغہ جو گیہان کا پڑتا ہے صاف سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر سر پر بیٹھا خریط نے سر پیچھے کھینچا اودھر گیہان نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اوترکر نکل گیا بس خریط نے بھی اوسی عالم زخمداری میں جھپٹ کر تلوار ماری کہ نشانہ اسکا بھی نشانہ ہوا جس ہاتھ میں سپر تھی وہ جھول کھا گیا گیہان نے دوسرا وار کیا کہ زخم سر خریط کا چوپارہ ہوگیا اور یہ غش کھا کر زمین پر گرا لوگ دونوں طرف سے دوڑ پڑے اپنے اپنے سرداران زخمی کو لیگئے اسکے بعد ریحان تیغزن بھائی گیہان تیغزن کا اپنے بادشاہ ملک ارژنگ زرہ پوش سے اجازت لیکر میدان میں اور مبارز طلب کیا یہاں لشکر آسمان شاہ سے بسیط بن خریط نکلا دونوں میں نیزہ بازی ہوئی بسیط نے نیزہ ریحان کے ہاتھ سے نکالدیا لیکن جب نوبت تیغزنی کی پہونچی تو یہ بھی زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے آئے ریحان نے پھر مبارز طلب کیا تفریط بن افراط نے آسمان سے اجازت حرب لی اور آکر مقابلہ کیا بعد گفتگوئے بسیار نیزہ بازی ہوئی کچھ کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی آئی ریحان نے ایسا تیغہ مارا کہ تفریط بھی زخمی ہوا بعد اسکے افراط بن تفریط نکلا یہ بھی زخمی ہوا کہاں تک بیان کیا جائے کہ دوپہر کی جنگ میں ریحان نے کئی سردار آسمان شاہ کے زخمی کئے بس یہ دیکھکر اسنے خود مرکب طلب کیا اور ملک آسمان شاہ فیل زور نے لباس شاہی اوتار پوشاک رزم پہنے جسم کو زیور جنگی سے آراستہ کیا اور مرکب پر بیٹھ کر باگ لی سامنے ریحان کے آیا اور پکارا کہ او تیغزن غضب کیا تو نے کہ کئی سردار میرے زخمی کئے کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھوں تو سہی تو کیسا تیغزن ہے زرا اپنے جوہر مجکو بھی دکھا ریحان نے کہا اے آسمان شاہ

دیکھا تو نے کہ کسطرح زخمی کیا مین نے تیرے سرداروں کو وہی حال تیرا بھی کرونگا آسمان شاہ
نے کہا کہ پھر دیر کس بات کی ہے یہ سننا تھا کہ ریحان تیغزن نے وہی تیغہ خون آلودہ آسمان
شاہ کی جوالہ کیا آسمان شاہ نے تیغہ اسکا سپر پر روک کے تلوار کمر پر ماری ریحان کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اسکے
شمعون شتر لب میدان مین آیا یہ بھی ہاتھ سے آسمان شاہ کے زخمی ہوا اسکے بعد
مقرون شتر گک نے مقابلہ کیا یہ مارا گیا شام تک کئی سردار اسنے جان سے مارے اور
کئی زخمی کیے شاہ کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ
بھیجا مقتولین کو دفن کیا لشکر نے کمر کھولی سردارون نے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم
تن پر آراستہ کیا دو چار جام شراب کے پیئے کہ کسل دفع ہوا ارزنگ شاہ نے جو اپنے سردارون
کو زخمی اور قتل ہوتے دیکھا نہایت ملال ہوا اپنے خیمہ مین آکر بیٹھا دو چار جام شراب کے
پیئے جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ہم خود آسمان شاہ سے مقابلہ
کرینگے اوسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے خبر آسمان شاہ کو پہونچائی کہ ارزنگ
شاہ زرہ پوش نے اپنے نام نامی پر طبل جنگ بجوایا ہے آسمان شاہ نے کہا
کہ کچھ پروا نہین ہے خدا اسے مانزرگ ست کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے
یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل بجا تمام رات تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون
لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ارزنگ
زرہ پوش نے یوداباگ کا لیا اور میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے
ہاتھ نکالے جسوقت خوب عرق عرق ہو گیا ٹھہر کر اک مقام پر دم کو آراستہ کرکے آواز
دی کہ اے آسمان شاہ ہمنیست میدان ہمنیست کوئی آسامنے اگر دعوی بہادری کا ہے
آسمان شاہ نے کہا کہ مین تیری سرکوبی کو موجود ہون یہ کہکر مرکب کو باشنہ کیا فرس بیچین
ہوکر چلا سامنے ارزنگ شاہ کے آیا ارزنگ نے کہا کہ اے آسمان شاہ
مینے تو تجھے سمجھانے کے طور سے لکھا تھا کہ تیرا مذہب تو کچھ ایسا برا نہین ہے تو مذہب دوسرا نہ اختیار
کر اگر تجھے یہین منظور تھا تو بہ لطافت ٹالدیا ہوتا مین بھی خاموش ہو رہتا مگر تو نے اپنی ترنگ مین جواب
جنگ لکھدیا انجام نہ سوچا اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون آسمان شاہ نے کہا کہ تو میرا اتالیق نہ
تھا کہ مین کہنے پر تیرے عمل کرتا مین اپنے فعل کا مختار ہون مین نے جو چاہا سو کیا اور بہت اچھا کیا
اب اگر جواب جنگ تجھے ناگوار ہوا ہے تو جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ارزنگ نے گردہ سپر فولادی
کا ہاتھ مین سنبھالا اور باگ مرکب کی لی اور بقصد لگاور جھپٹا آسمان شاہ نے بھی سپر کر گردن کو سنبھالا
اور مرکب کو باشنہ کیا دونون طرف سے مرکب چلے پس برابر ہوتے ہی سپر سے سپر سینہ سے سینہ
لڑا گھوڑون مین ٹھوکر چلی تراقے کی صدا بلند ہوئی سپرون سے چنگاڑیان اوڑین مرکب تین
تین چار چار قدم پسپا ہوئے پس دونون نے باگ تیزی سے ہاتھون مین سنبھالی باگین موڑ
موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ارزنگ شاہ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے
کینہ آسمان شاہ پہ مارا آسمان شاہ نے نیزہ نیزہ پر لگا لیا طعنین چلنی لگین یہ معلوم ہوا
کہ دو سانپ زبانین نکال کر لڑنے لگے جو بند ارزنگ شاہ باندھتا ہے آسمان شاہ
کھول دیتا ہے اور جو بند آسمان شاہ باندھتا ہے اوسے ارزنگ شاہ کھولدیتا ہے

یہانتک رد و بدل ہوئی کہ سنانین بھالین بیکار ہوگئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی تھوڑی دیر مین چھڑین مثل مسواک ہوکر رہگئین ہاتھ سے پھینک پھینک کر تلوارین میانون سے کھینچ لین وار چلنے لگے پہر پہر کامل تلوار چلی نگاہین دونون لشکرون کی لڑی ہوئی ہین دونون کے بادشاہ مصروف جنگ ہین نفین کے فتح و شکست پر لڑائی کا فیصلہ ہے قضائے کار اتفاقات روزگار سپر آسمان شاہ کی کٹی اور سر زخمی ہوا اور خون سر سے باہر آئی غشی طاری ہوگئی لوگ دوڑ کر آئے اور بادشاہ کو اپنے لیگئے اودھر ارزنگ شاہ زرہ پوش مبارز طلب کر رہا ہے اوسکو خیال ہے کہ اور کوئی سردار مقابلہ کو نکلیگا لیکن آسمان شاہ کے سردارون نے اس وقفہ کو غنیمت جانا اور سردار کو اوٹھا کر داخل قلعہ ہوئے جلدی سے پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا یہ دیکھکر ارزنگ شاہ نے طبل بجوا کر دھاوا کرنیکا ادھر اہل قلعہ نے توپین بہرون پر چڑھادین اور نشانہ باندھکر بیٹھے خندق پر سے پل تختہ ہٹا دیا پانی کا متوالا کڑک کا پولا بارود کے ہانڈھی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کر رکھین ارزنگ شاہ نے سامنے قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آتا ہون یہ کہکر مرکب کو دوڑایا ایک ہاتھ مین گردہ سپر کا اور دوسرے مین گرز گران سر سنبھالا اور قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ یہ آتا ہے نشانہ باندھکر گولے مارنا شروع کیئے صدہا آدمیون کو گرادیا صفین بچھادین ایک ایک گولہ کئی کئی صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا جب گولا داہنی جانب آیا گرز مارا کہ گولا پلٹ گیا جب بائین جانب آیا سپر سے رد کیا سامنے آیا تو داہنی بائین طرف ہٹ کر خالی دیا اسیطرح ارزنگ شاہ گولون کو رد کرتا ہوا اچلا جاتا ہے یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچ گیا کوئی گولہ قضا کا اِسکے نہ لگا اب اپنے گھوڑے کو ایڑ کی یہ چارون طرف پتلیان جھاڑ کر جو اوڑتا ہے تو دروازہ قلعہ پر جا کر تھما اوسوقت اہل قلعہ نے پانی کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے قریب کے کیئے مگر ارزنگ سب سے بچا قریب ہے کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ نے کہا کہ اب وقت دعا کا ہے سوا اِسکے کوئی چارہ کار نہین ہے اِن نو مسلمون نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب بے نیاز اے معبود و کارساز ہم تازہ مسلمان ہین اور نئے شناسان تیرے ہین ہرچند کہ ذات تیری قدیم ہے مگر ہم جدید ماننے والون مین سے ہین اسوقت مشکل مین ہماری مدد کر اور تو خوب جانتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور تیری راہ مین لڑتے ہین اسلیئے کہ باعث فساد یہی تبدیلی مذہب ہی اسی مذہب اسلام کے اختیار کرنے پر یہ جنگ ہوئی ہے اور دشمن ہمارے گمراہ کرنے پر آمادہ ہے لہذا اگر ہم حق پر ہون تو ہمین نجات دے اودھر ملکہ ماہ پارہ کو جو یہ خبر پہونچی کہ باپ تیرا زخمی ہوکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ بھی فتح ہوا چاہتا ہے دشمن قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ سننا تھا کہ یہ بلک کر رونے لگی اور ننھے ننھے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنے لگی کہ خداوندا کسی معاون و مددگار کو اپنے تونے ابتک نہ بھیجا ہم لوگون کی تقدیر مین تباہی و بربادی لکھدی ہے ہم نے اپنے رہنما سے سنا ہے کہ جو خاص بندے تیرے ہین وہ ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہین ہر قسم کی ایذا اونکو پہونچتی ہے دنیا اونکے واسطے نہین ہے لیکن اے بے نیاز ہم تو بندگان گنہگار مین سے ہین ہمارا مادہ نفس نہین ہے کہ ہر طرح کے مصیبت برداشت کر سکین یہ ظرف اونھین خاصان خدا کا ہے چونکہ دعا ان سب کی رجوع قلب و اعتقاد درست سے تھی

تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا نہ بخیر عرش ہلنے لگی باب قبولیت مثل آغوش کے وا ہو گیا جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے ارزنگ بادشاہ زرہ پوش نے بھی تامل کیا کہ مبادا کوئی حریف کا طرفدار ہو تو پہلے ہی نہ مقابلہ ہو جائے یہ خیال کر کے دیکھنے لگا اودھر اہل قلعہ نگران تھے کہ شاید خداوند کریم نے کسی متوکل کو ہماری مدد کے لیے بھیجا ہو اسواسطے کہ ذات اوسکی رحیم ہے لیکن گرد مثل آندھی کے آرہی تھی آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اک شہسوار بارہ ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور مرکب کو روک کر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک آسمانیہ پر غنیم کی چڑھائی ہے بادشاہ زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا ہے اور غنیم پھاٹک قلعہ کا شکست کیا چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ تاب نہ رہی اور وہین سے مرکب کو تازیانہ مارا کہ گھوڑا مثل بجلی کے کوند کر قلعہ کیطرف چلا قریب پہونچکر آواز دی کہ او ارزنگ شاہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ مین آپہونچا ہم سکندر رستم خو کے گذارم برتا کہ از دست من زندہ و سلامت روی اودھر ارزنگ شاہ نے کہا کہ خوب ہوا خدا اکوان نے گھیر گھار کر تجکو قضا کے منھ مین بھیجا مجھے سب سے سوا تیری تلاش تھی پہلے تجھ سے فیصلہ کر لون تو پھر آسمان شاہ سے سمجھ لونگا لاف و ضرب بہادری کی سکندر رستم خو نے کہا کہ نہیں جانتا ہم اہل اسلام مین طریقہ پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا حوصلہ نکال لے ارزنگ شاہ نے نیزہ سینہ بے کینہ سکندر پر مارا سکندر نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین دس یا بارہ طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر سکندر رستم خو نے جھڑ پر چھیر ماری اور نیزہ حریف کو اپنے نیزے سے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ مثل تیر شہاب کے نیزہ ہاتھ سے ارزنگ شاہ کے نکل گیا اور چالیس قدم کے فاصلہ پر جاکر گرا بس جہان نظرین ارزنگ شاہ کے تیرہ و تار ہو گیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالکر آواز دی کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا سامنے بہادران عالم کے خفیف کیا مگر خیر کچھ پروا نہین ہے نیزہ بازی طفلاں بازی تیغ بازی راست بازی جیسے حلال مشکلات جہان کہتے یہ کہکر سر شاہزادہ نامدار پر تیغہ آبدار کا وار کیا بس سکندر رستم خو نے علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ گردہ سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار ارزنگ شاہ کی ہیٹ پڑی ہاتھ بڑھا کر کلائی پکڑلی ارزنگ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا ہلہ چلنے لگے مرکب لگگرون کے تاب نہ لاتے بیٹھ بیٹھ گئی دونون شہسوار گھوڑون سے کود پڑے زور کشمکش کے ہونے لگے سما کشتی کا بندھا اہل قلعہ دروازہ کھولکر نکل آئے آسمان شاہ نے زخم سر اپنا باندھا اور اسی حالت مین قلعہ سے باہر آیا چونکہ خیال اوسکو یہ گزرا کہ فوج سکندر کے ساتھ کم ہے نہین معلوم انجام کیا ہو اسلیئے کہ جنگ و سردار وا اپنے فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اودھر فوج ارزنگ شاہ بھی قریب آگئی سکندر کے ہمراہی بھی پاس آ گئے نگاہین بلکہ جانین سب کی لڑی ہوئی ہین کہ ارزنگ شاہ بادشاہ ہے اور سکندر رستم خو اہل اسلام کے لیے بادشاہ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے ملک و آقا کا خیال ہے وہان سکندر رستم خو اور ارزنگ

زرہ پوش مین کشتی ہو رہی ہے پیچ پر پیچ بندھ رہے ہین زور پر زور ہو رہے ہین معلوم ہوتا ہے
کہ دو کوہ ندے لپٹ پڑ رہے ہین پہر کا کشتی کا بندھا ہوا ہے آدمی اور دیو کی لڑائی معلوم ہوتی ہے
ارژنگ زرہ پوش زبردستان روزگار سے ہے قد و قامت اسکا نہایت عریض و طویل
ہے ہر جگہ چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سکندر رستم خو بارہ تیرہ برس کا لڑکا مگر وارث زور
صاحبقرانی ہے جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے ارژنگ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلاخ آہنی آکر
جم گئی چھڑانا دشوار ہوتا ہے دلمین کہتا ہے اللہ رے زور تیرا دیکھنے والے اور سمجھنے والی
دونون طرف کی داد دہی و مردانگی دیتے جاتے ہین کہ ایک بار سکندر نے آواز دی کہ لو
بہت اچھا شاباش و مرحبا مگر اب وقت کم ہے مین چاہتا ہون کہ شام تک جنگ یکسو ہولی
اور تجھے خوب تھکا لیتا اوسوقت زیر کرتا خیر آگاہ ہو جا اور خبردار ہو جا کہ مین تجھے اوٹھائے
لیتا ہون یہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے کہ مین واقف نہ تھا کہ اتنی جلد زیر ہو جاؤنگا یہ
کہکر دونون بازو اسکے پکڑے اور سر سینے سے ملایا اور خبردار کہکر لے دوڑے
ارژنگ نے ہر چند قدم جمائے کہ جگہ سے نہ ہٹون مگر کیا ہو سکتا ہے سکندر بارہ قدم
تک دوڑائے گئے اور یون ہین آگے کو جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے
بس دوسرے ہاتھ سے بند کمر پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا
ہر چند یہ تڑپا لنگر مارے کہ نہ اٹھون مگر کیا ہو سکتا ہے زور کے آگے ظلم کہین چل سکتا ہے
سکندر نے ہاتھ کو قائم کرکے آواز دی کہ بھٹک لے اچھی طرح سے قران قزاق نے
آواز دی کہ اے شہریار نامدار سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ زبردستی اور یہ اختیار کہ فیل مست کو
ہاتھ پر بلند کر لیا یہ آپ ہی کا کام تھا اودھر آسمان شاہ نے کہا کہ اگر ایسے نہوتے تو اتنے سے
سن مین یہ نام کیونکر پیدا ہوتا اور اکیلے ہر ہر ملک مین کیونکر پھر سکتے لیکن سکندر نے ارژنگ
سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے اس نے عرض کی کہ تا زندہ ام بندہ ام فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کے
بارے مین کیا کہتا ہے اس نے عرض کی جو آقا کا دین وہ غلام کا مذہب سکندر نے
اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا اور اوسیوقت کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا ارژنگ زرہ پوش
از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ بیٹے تو دین اسلام اختیار کیا اور مذہب
اکوان پرستی پر لعنت کی جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب کو اختیار کرے اور جسے
نہ منظور ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے سبنے عرض کی کہ الناس علی دین ملوکہم جو مذہب
بادشاہ کا وہی اپنا بھی مذہب اب سکندر رستم خو نے ارژنگ شاہ اور آسمان شاہ کو گلے
ملوایا اور فرمایا کہ آپس کے رنج و ملال کو دور کرو اور باہمی ہمدردی کا خیال رکھو ارژنگ
نے عرض کی کہ وہ بنائے عداوت مٹ گئی جس واسطے مین نے انکے ملک پر چڑھائی کی تھی
اب وہی مین نے بھی کیا یعنے مذہب اسلام اختیار کیا آسمان شاہ نے ہنسکر کہا
کہ اے ارژنگ شاہ دیکھا تم نے قدرت پروردگار عالم کو اور سمجھ لیا مذہب اسلام
کیونکر یہ کیسا دین برحق ہے دونون آپس مین بغلگیر ہوئے بعد اسکے سکندر نے قران
قزاق کو آسمان شاہ سے ملایا ارژنگ سے ملاقات ہوئی شاہزادہ سکندر
رستم خو کا دوست اور شفیق سمجھکر قزاق سے بادشاہ بھی سکے ساتھ ملے اور

اسکی نہایت عزت کی آج قلعہ آسمانیہ مین صحبت عیش و نشاط ہے جام شراب ارغوانی
کو گردش ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے کے لہو کے پیاسے تھے آج جام سلامتی پلی
رہے ہین ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے ہر چند کہ آسمان شاہ زخمی ہے
لیکن اسکو دو ایسی مسرتین ہین جنھون نے سب غم غلط کر دیئے ہین تکلیف بھلا دی ہے
ایک تو جنگ مین کامیابی اور دشمن فاجر کا دوست مسلم ہونا دوسرے اس گمشدہ
شاہزادی کا آنا اور دشمن کے ہاتھ سے جان و مال کو بچانا لیکن اب کچھ حال ملکہ کا گذارش
کیا جاتا ہے کہ یہ دعا بھی مانگ رہی تھی اور آنسو اسکے دونون آنکھون سے جاری تھے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو لڑیان دُرِ غلطان کی بندھی ہوئی ہین جنکا سلسلہ کسیطرح ختم نہین ہوتا کہ
یکایک ایک عورت نے آکر کہا کہ بی بی کیون رو رو کر بدشگونی مناتی ہو خداوندکریم نے تمہارے
باپ کو دشمن پر فتح یاب کیا یہ سنتے ہی ملکہ چونک پڑی اور کہا کہ سچ کہہ اوسنے عرض کی کہ
میری مجال ہے جو جھوٹ بولون اور وہ بھی آپ سے فرمایا کیونکر فتح حاصل ہوئی اسلیے
کہ مین نے تو سُنا تھا کہ قبلہ و کعبہ جہان پناہ زخمی ہوکر قلعہ بند ہوئے ہین اوسنے عرض
کی کہ یہ سب صحیح تھا اور دشمن دروازہ قلعہ تک پہونچ گیا تھا مگر سنا ہے کہ مدد غیبی ہوئی
اور کوئی لڑکا بارہ ہزار سوارون سے صحرا کیطرف سے آیا اور دشمن سے لڑکر اوسکو
زیر کیا پیارا پیارا لڑکا ہے اور سنا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے دشمن کو بھی اوسنے مسلمان
کیا اور آپ کے باپ سے گلے ملوایا باہم دوستی ہوگئی آیندہ کوئی خطرہ بھی نہین
رہا بلکہ اگر اور کوئی چڑھائی کرے تو جب ایک سلطنت تھی اب دو کی ایک ہوگئی طاقت
مضاعف ہوگئی ملکہ نے پوچھا نام اوس لڑکے کا کیا ہے اور تو نے دیکھا بھی ہے یا نہین
اوسنے عرض کی کہ قربان جاؤن لوگ کہتے ہین کہ یہ لڑکا وہی فقیر ہے جو پہلے اس ملک
مین دوسرے بھیس مین آیا تھا اور جس نے دیو کو مارا تھا مگر اب وہ سپاہیانہ لباس مین
ہے یہ سنکر ملکہ شادی مرگ ہونے لگی دفعتاً جو یہ خبر مسرت آگین ایسے غم و ملال کے بعد
سُنی قلب اوسکے لگا دیوانگی کا ایسا عالم ہوا قریب تھا کہ بسبب فرط مسرت کے مرغ روح
قفس تن سے پرواز کر جائے اوس عورت کو خبر کی تصدیق کے لیئے روانہ کیا کہ جاکر دیکھ تو
آ اور پہچان تو کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی لیکن سہیلیون سے کہا کیون صاحبون بھلا وہ
کہان یہ کوئی اور شخص ہوگا اس لیئے کہ سنتی ہون یہ لباس رئیسانہ پہنے ہے اور وہ فقیر
تھا جسکا جوگ ہم نے لیا ہے اگر یہ شاہزادہ بھی ہو تو ہمین کیا مطلب ہان اتنے شکر گذار
ضرور ہین کہ اوسنے ملک ہمارا دشمن کے ہاتھ سے بچا دیا وہ لڑکیان کہتی ہین کہ ملکہ خدا
مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ
کر دے فقیر کو بادشاہ بنا دے بادشاہ کو فقیر کر دے ابھی آپ نے دیکھا کہ کیا سے
کیا کیا اور کیا سے کیا ہوگیا کہ پہلے ایسی شکست ہوئی کہ ملک و مال بچنے کی کوئی امید نہ
تھی پھر خدا نخواستہ نصیب اعدا اگر دشمن کی فتح باقی رہتی تو کیا انجام تھا وہی بادشاہت
کے بعد فقیری پر خداوندکریم نے اوسیوقت ایسا مددگار بھیجدیا کہ وہ شکست فتح سے مبدل
ہوگئے اور وہ بادشاہت جو فقیری کے درجہ تک پہونچ گئے تھے فقیری سے پھر بادشاہت

ہوگئی اسیطرح ممکن ہے کہ اب اوسنے اوس لباس کو تبدیل کرڈالا ہو پہلے بھی آپ کہتی تھین کہ یہ خاندان عالی سے معلوم ہوتا ہے یہ فقیری بانا اس نے کسی صدمہ و رنج مین اختیار کیا ہے یہی ذکر تھا کہ آسمان شاہ محل مین داخل ہوا اور خود ہی بیان کیا کہ خدا نے اپنا فضل کیا اور وہ شہزادہ جو فقیر بنکر یہان آیا تھا جس نے دیو کو مارا تھا اور اوسکو بھے گیا تھا اوس نے آکر ارژنگ زرہ پوش کو بھی زیر کرکے مسلمان کیا اب حال اوسکے خاندان کا بھی ظاہر ہوگیا کہ اولاد جناب حمزۂ صاحبقران سے ہے اتنا تو مین پہلے بھی سمجھا تھا کہ یہ فقیر نہین ہے یہ کہکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اوسنے منظور کیا تو میرا قصد ہے کہ اس لڑکی کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیدون ملکہ نے کہا نہایت مناسب ہے اس سے بہتر اور کون ہوسکتا ہے اصل یہ ہے کہ اوسنے خاک سے ہمین پاک کیا دوزخ سے نکال کر راہ بہشت دکھلائی مال و ملک جان و آبرو بچائی جسوقت ملکہ کو یہ بات مفصل معلوم ہوگئی کہ یہی دلبر جان فروز ہے چہرہ پر بحالی آگئی جوش مسرت سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا دیوانی ہوجائے لیکن اپنے کو سنبھالا کہ ایسا نہو راز دل ظاہر ہوجائے اور رسوائی ہو ضبط کیا لیکن جسوقت آسمان شاہ گھر سے باہر گیا اوسوقت ملکہ نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے تحریر کرکے ایک کہاری کو دیا جاکر اوس بیمروت کو چپکے سے دے آنا اور کہنا کہ واہ صاحب کب سے آپ آئے ہوئے ہین اور ابھی تک ہماری خبر بھی نہ لی کہ مادہ یا راجیتی ہے یا مرگئی جسوقت تم باغ سے چلے ہو اور مین روک رہی تھی تو بلکر دیکھا تھا کہ مین دروازہ تک آکر مثال طائر بسمل کے پھڑک کر رہگئی تھی اور جسوقت یہ سُنا تھا کہ تمہین بیخبر لے گیا اوسوقت سے تو جو حال میرا ہوا اوسے بجز خداوند کریم کے کوئی نہین جانتا ہرچند کہ اسوقت تک مین نے ضبط و تحمل سے کام لیا اور راز دل افشا نہونے دیا مگر اب یہ دل ناصبور میرے اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے سنبھالے نہین سنبھلتا بموجب شعر ؎

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہے دلکو
عجب طرحکا الٰہی عذاب ہے دلکو

اللہ اکبر کب سے آپ قلعہ مین آئے ہوئے ہین اور ہم انتظار مین بیٹھے ہین یہان آئیکے اسوقت تک خبر بھی نہ لی کہ دیکھین تو اوس غم کشیدہ ہجران کا کیا حال ہوا ہے سچ کہا ہے کہ مرد کی ذات مین وفا نہین ہے برائے خدا اب زیادہ نہ تڑپاؤ ایک نظر اپنا دیدار ہمین بھی دکھا جاؤ ہین تمہارے سوالی نہین تو تڑپونگی یک نظر سے خوش گذرے ہے ؎

کیون آئے تھے ہم سے بھلا کیا خبر تمہین
جاتے ہین پھیر دیکھ لیا ایک نظر تمہین

دیگر

فرقت مین یہ تو دیکھو کیسی گذر رہی ہے
نیرنگئ جہان سے بدلا نہ رنگ اپنا
سنتا رہا وہ نالے پوچھا نہ یہ بھی لیکن
ایک ایک سے رونے بیٹھین اپنی گذر کیا ہم

اچھی گذر رہی ہے جیسی گذر رہی ہے
جیسی گذر چکی ہے ویسی گذر رہی ہے
کیون دردمند الفت کیسی گذر رہی ہے
ویسی گذارتے ہین جیسی گذر رہی ہے

ہے آرزو یہ مجمل حال غم جدائی
دشمن پہ بھی نہ گذرے ایسی گذر رہی ہے

ہر چند کہ تم اس سے نہ جان سکتے ہو نہ سمجھ سکتے ہو اس لیئے کہ اگر کسی سے دل لگایا ہوتا تو درد و محبت کا مزا معلوم ہوتا کہ یہ ایذا قابل برداشت ہوتی ہے یا نہین اور کیا وہ دل ہین ایسے دکھ اوٹھاتے ہین اور اُف زبان پر نہین لاتے۔ ت

زخم ہم ہی تیس کا مزا جانے ۔۔ جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے
ہمکو یہ بھی خبر نہین ہمدم ۔۔ کس نے دل لے لیا خدا جانے

غرضکہ اگر یہ اشتیاق ملکہ کا تحریر ہوتا تو ایک دفتر سیاہ ہوجاتا سب جانتے ہین کہ عاشق کے گلے شکوونکا دفتر ہر داستان سے طویل ہوتا ہے کہ اسکی ابتدا تو ہوتی ہے مگر انتہا نہین ہوتی جہان قطع سخن کردیا وہی انتہا ہوگئی غرضکہ یہ نامہ دلخراش جسوقت سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور سکندر نے علیحدہ جاکر پڑھا دل بیٹھنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل مرغ بسمل کیطرح سینے مین پھڑکنے لگا وہ صحبت باغ کی یاد آگئی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ حال مہتر بلقیس نے دیکھا قریب آیا اور کہا کہ وہ کلمہ جو قران قزاق کے سامنے آپکی زبان سے نکلا تھا یہ کچھ اوسی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے یہ الگ ہی الگ ہم سے خبر بھی نہین سکندر نے کہا اے بلقیس نہ ہمارے بزرگون نے تمہارے بزرگون سے کسی امر کا پردہ کیا ہے نہ ہمین پردہ رکھنا منظور ہے مگر ابھی سے کسی کو بدنام کرنا اچھا نہین جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو وہ حالت ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بڑے عیب کی بات ہے کہ جس کے مہمان ہین اوسی کے ساتھ ایسا کرین کہ اوسکی دختر سے تعلق ناجائز پیدا کرین بڑی مشکل کی بات ہے کہ نہ تو کوئی بزرگ یہان موجود ہے کہ سلسلہ جنبانی کرکے نکاح کراوے نہ خود کہہ سکتے ہین دیکھئے کیا انجام اس محبت کا ہوتا ہے وہ کہا رہی تو نامہ دیگر چلی گئی لیکن انکی عجیب حالت ہے مگر وہان ملکہ ماہ پارہ کی مان نے جو یہ حالت اپنی دختر کی دیکھی آسمان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا یہان آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جسوقت آسمان شاہ داخل محل ہوا ملکہ نے تخلیہ کیا اور آسمان شاہ سے کہا کہ اگر ارادہ تمہارا ہے کہ عقد ملکہ کا سکندر سے کردون تو دیر کرنا مناسب نہین ہے ایسا گل سرسبد کہین ملتا ہے دیکھو صاحب اچھون کے سبھی خواستگار ہوتے ہین اگر وہ پھر کہین چلا گیا اور کسی شاہ و شہریار نے اپنی دختر سے عقد کردیا تو ہاتھ مل کے رہجاؤ گے آسمان شاہ سے ملکہ نے اسطرح بیان کیا کہ اوسے کچھ نہ بن پڑی اور کہا کہ مین تو چاہتا ہون کہ ایسیوقت شادی کردون مگر اے ملکہ اتنا تو سمجھو کہ نہ تو کوئی بزرگ اوسکا یہان ہے اور نہ اوسنے خود خواہش ظاہر کی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین خود اوس سے کہون آخر غیرت بھی کوئی چیز ہی ملکہ نے کہا جب تمہین اسقدر غیرت ہے تو اوسے کہانتک شرم ہوگی آخر کوئی ہمجولی تو کرجاکر کوئی بھی اوسکے ساتھ ہے مین تو سنتی ہون کہ ابکی اوسکے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہین اور ایک لڑکا اوسیکا ہمسن ہے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے اوس سے کہلواؤ کچھ دینے لینے کو کہو دنیا مین کام اسیطرح چلتا ہے یہ دولت وہ شئے ہے کہ ہر مشکل آسان کرلیتی ہے لیکن یہ تمام باتین ایک سہیلی ملکہ کی سُن رہی تھی سب آکر ملکہ سے بیان کین ماہ پارہ دل مین خوش ہوئی اور کہا کہ دیکھئے یہ سرانجام کبتک ہوتا ہے اسے تو مہینون چاہیئے ہین اوسنے کہا نہین بیوی وہان تو یہ فکر ہورہی ہے کہ بہت جلد یعنے آج ہی کل مین نکاح ہوجائے لیکن وہان مہتر بلقیس

نے سکندر سے تو کچھ نہین کہا جسوقت آسمان شاہ محل سے برآمد ہوا بلقیس آسمان شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے شہریار کی طبیعت نادرست ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک تعویذ حفظ صحت میرا اوس باغ مین کہین رہگیا ہے جسمین فقیری کے زمانہ مین مین رہتا تھا تو اگر آپ اجازت دین تو مین وہین جاکر تلاش کرلون آسمان شاہ نے کہا گھر بار اونکا ہے مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے انتہا یہ ہے کہ ملکہ تک اونسے پردہ نہین کرتی ہے بلقیس نے عرض کی کہ یہ سب صحیح ہے مگر صاحب خانہ کی اجازت لینا ضرور ہے کیا معلوم اب بھی آپکی وہی طبیعت ہو یا کچھ مصلحت بدل گئی ہو تو ایسا ہم کیون کرین کہ کسی کے خلاف ہو آسمان شاہ نے کہا مکان اونکا ہین اونکا مالک اونکا مال اونکا ہے اے بلقیس تمہین وہ بہت دوست رکھتے ہین اور بھائی فرماتے ہین مین تم سے پوچھتا ہون کہ اگر کسی امر کو دریافت کرنا چاہون تو پوچھ دوگے یا نہین لیکن اس راز کو کسی سے آگاہ نہ کرنا حتی کہ ابھی اپنے شہریار سے بھی نہ کہنا اور وہ بات بھی ایسی نہین ہے کہ وقت گزرجانے کے بعد اگر اوس شہزادہ کو معلوم بھی ہوجائے تو وہ تم سے ناراض ہو اور کیا عجب ہے کہ خوش ہو بلقیس نے کہا جو کچھ آپ فرمائین گی مین اپنے طور پر دریافت کرکے آپ سے عرض کردونگا آسمان شاہ نے کہا اچھا اسوقت تو اوس شہریار عالی وقار کو ساتھ لیجا کر سیر باغ کراؤ کہ ذرا مزاج درست ہو اور خدا کرے وہ تعویذ اوسکا ملجائے کل مین تم سے کہونگا بلقیس نے کہا بہتر ہے آسمان شاہ سے بلقیس رخصت ہوا اور اوسیوقت سکندر کے پاس پہونچا کہ دوسرا رقعہ شوقیہ ملکہ کے پاس سے آیا تھا سکندر دیکھ رہے تھے اور کہاری جواب کی منتظر کھڑی تھی سکندر کو تشویش تھی کہ کیا جواب لکھون اور کس بہانے سے ملکہ تک پہونچون کہ مہتر بلقیس پہونچا اور پوچھا کہ کیا تردد ہے فرمایا وہی دردسر ہے کہ جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا بلقیس نے کہا اگر کوئی طبیب حاذق علاج اوسکا بتلائے تو اوسے کیا صلہ ملیگا فرمایا اے سکندر زندگی بھر ممنون احسان رہونگا اگر کوئی ایسی فکر بتا کہ بدنامی اور محسن کشی سے بچون اور مطلب دل پورا ہوجائے تو جو مانگے گا وہ دونگا بلقیس نے عرض کی کہ آپکا دیا سب کچھ ہے اے شہریار جسوقت پہلا رقعہ آپ پاس آیا تھا اور مین نے آپکو متردد پایا تھا مجھے اوسیوقت سے فکر پیدا ہوگئی تھی کہ کونسی سبیل ملکہ سے ملاقات کی نکالون ایک تدبیر سوچکر آسمان شاہ سے باغ مین جانے کی اجازت تو لے آیا ہون اور یقین ہے کل تک ایسے سامان ہوجائینگے کہ ہمیشہ کے واسطے وہ کانٹا دل سے نکل جائیگا جسکی خلش اسوقت کھٹک رہی ہے فرمایا سچ کہو میرے سر کی قسم بلقیس نے کہا کہ حضور کے قدمون کی قسم خلاف نہ عرض کرونگا آپ شوق سے باغ مین چلئیے اور ملکہ سے ابھی ملئیے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے بادشاہ کے فحوائے کلام سے پایا جاتا ہے کہ اونسے عقد ملکہ کا آپکے ساتھ کردینا منظور ہے بلکہ خواہش اوسکی ہے کل تک یقین ہے کہ پیغام سلام شروع ہوجائیگا اسوقت ایک ڈر دو طرف غالب ہے اونھین یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو یہ نامنظور کرین اور آپکو اونکا پاس ولحاظ ہے لیکن مین اس پردہ کو ہٹادونگا اور اقرار کرتا ہون کہ عقد آپکا ملکہ سے کرادونگا سکندر نے کہا اے بلقیس میری تو عقل درست نہین ہوش وحواس باختہ ہین مین تمکو اختیار دیتا ہون کہ جو مناسب جانو وہ کرو اور بادشاہ سے کیا کہکر باغ کی اجازت لی ہے بلقیس نے عرض کی کہ مین نے بادشاہ سے کہا کہ مزاج ہمارے شہریار کا ناساز ہے اور وہ

فرماتے ہین کہ تعویذ حفظ صحت ہمارا باغ مین ملکہ کے رکھا گیا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ جسوقت جب باغ اونکا تھا اب اوس سے بڑھکر اونکین تمام ملک و مال کا اختیار ہی وہ شوق سے باغ مین جائین اور جاہین وہین رہین لیکن اے شہریار رہنا منا سب نہین معلوم ہوتا سکندر نے کہا کہ ہان اتنو مین بھی وہان رہنا اچھا نہین سمجھتا ہون اگرچہ تمنا یہی ہے مگر خیر جب اوسکا وقت آئیگا تو وہین رہین گے غرضکہ کہا نی تو یہ مژدہ لیکر پہلے ہی روانہ ہوچکی تھی اور ملکہ سے خبر کی کہ بمبارک آج وہ باغ مین آتے ہین ملکہ نے کہا کیونکر اوسنے تمام تقریر جوکہ بلقیس سے سنی تھی بیان کی ملکہ نہایت خوشش ہوئی یہان سکندر رستم خود ہمراہ بلقیس کے باغ کیطرف چلا اور اودھر ملکہ نے اپنے کو سنوارا کنگھی کی سر مین تیل ڈالا زیور جسم پر آراستہ کیا اور نوکرانیون سے کہا کہ مین دعوت کرونگی سامان مہیا کرو یہان تیاری دعوت ہونے لگی اور اودھر سکندر رستم خود داخل باغ ہوا اودھر ملکہ روشش پر ٹہل رہی ہے آنکھین در باغ کیطرف لگی ہوئی ہین بار بار یہ شعر زبان پر ہے

جمال تو سے دیکھا کر بگاڑدی عادت		یہ آنکھین اب نہین انتظار کے قابل	

ناگاہ دروازہ باغ کا مثل آغوش تمنا کے وا ہوا اور وہی یار جانی محبوب جادو دانی یعنے سکندر رستم خود سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھا ملکہ نے کہ ایک اور لڑکا بھی اسی سن و سال کا لیکن کی چہرہ سے اوسکے شوخی و شرارت ٹپک رہی ہے سکندر کے ساتھ ہی ملکہ تو سمجھی کہ انکا بھائی یا اور کوئی عزیز قریب ہوگا جب تو اسکو ساتھ لائے ہین لیکن وزیرزادی اسکے برابر کھڑی تھی غضب کی چنچل قیامت کی شریر تھی جیسے ہی اوسنے بلقیس کو دیکھا دوڑی کر کے بھاگی اور ایک درخت کے پیچھے چھپی اودھر سکندر کی نظر جو ملکہ پر پڑی دیکھا کہ صورت ہی بدل گئی ہے رنگت زرد آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین سکندر نے یہ حالت جو ملکہ کی دیکھی قلب بیچین ہوگیا بے اختیار جی چاہا کہ گلے لگا لون مگر ضبط کیا اور کہا کہ ملکہ مزاج کیسا ہے ماہ پارہ نے جواب دیا کہ تمہین کیا تمہاری بلا سے سکندر کا دل اس کلام سے پس گیا اور کہا کہ ملکہ تمہین ہمارے حال کی کیا خبر کہ ہمپر کیا کیا مصیبتین گزر گئین یہ کہکر تمام سرگذشت عقرب جادو کی اور یہانتک پہونچنا سب بیان کیا اب دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین بلقیس پہلو مین سکندر کے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رونا ہمارے سمجھ مین نہین آتا ہے اب وقت خوشی کا ہے یا ملال کا لیکن یہ دونون تو صدمہ فرقت اوٹھائے ہوئے تیر عشق کلیجہ پر کھائے ہوئے ہین یہ دل ذرا سے چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے پھوٹ بہے یکا یک کڑک سے بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور سکندر کو لیکر روانہ ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ ملکہ کے جسم سے تو گویا جان نکل گئی سن سے ہوکر رہگئی ہاتھ پاؤن کانپنے لگے اور بلقیس بھی رونے لگا کہ ہائے کس مدت مین تو اپنے شہریار کو ڈھونڈھ کر نکالا تھا اس فلک تفرقہ انداز نے پھر جدائی ڈالی واقع مین یہ کسی کا ہنسنا نہین دیکھ سکتا بقول شاعر

کسی کا اسے عیش بھاتا نہین		یہ دو دل کو اک جا نبھاتا نہین	

اے ملکہ معلوم ہوگیا کہ ہماری تمہاری دونون کی قسمت ابھی تک برائی پر ہے دیکھیے اس شہریار جانی و قار سے کب قدمبوسی حاصل ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو ضرور ہی ملجائین گے مگر مجھے تو اونکی دشمنون کی زندگی ہی سے یاس ہے لیکن پنجہ جسوقت گرا تھا تو اوسنے آواز دی تھی کہ جو دوست ہون وہ پریشان نہون کہ مین اس شہریار کے

دوستون مین ہون دشمن نہین ہون انشاء اللہ تعالی پھر تم سے ملیگا ملکہ کے دلکو یہی خیال ہے کہ یہ کام کسی دشمن کا ہے اسلئے کہ ابھی کل کی بات ہے کہ عقرب جادو کا واقعہ پیش آچکا ہے اب بھی ایسے ہی خیال ہے کہ دوست ایسے وقت مین کیون ستائیگا کہ وہ اپنے رنج مین ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ چاہنے والے ہی کے دلمین بُری باتین آتی ہین اور رواہ ہے دلکو ہمیشہ تشویش مین ڈالے رہتا ہے لیکن وہ کنیزین جو یہ حال دیکھ رہی تھین روتی ہوئین ملکہ کی مان کے پاس گئین اور کہا کہ وہ شاہ صاحب جو پھر آئے تھے اونھین پنجہ لے گیا یہ سنکر ملکہ نہایت مضطرب ہوئی اور آسمان شاہ سے کہلا بھیجا آسمان شاہ باغ مین آیا ملکہ سے سارا واقعہ سنا نہایت افسوس کیا اور بلقیس سے کہا کہ ایسا واقعہ کبھی انکے بزرگون پر بھی گزرا ہے بلقیس نے کہا اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی رفیق عزیز پر وقت مصیبت پڑا اور کوئی دیو وغیرہ اوسکے اختیار مین ہوا تو واسطے مدد کے اوٹھوا منگایا ہے صد ہا مرتبہ حمزہ صاحبقران پرستان گئے اور آئے یہ مقام زیادہ تشویش کا نہین ہے آسمان شاہ کو تو گونہ اطمینان ہوا لیکن ملکہ کو تپ فراق نے آکر بستر غم پر گرایا یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہو گئی ارژنگ شاہ مضطر و پریشان آسمان شاہ سے رخصت ہوکر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا کہ اب یہان رہنا میرا فضول ہے جب خداوند کریم اس آقائے نامدار سے پھر ملائیگا تو دیکھا جائیگا لیکن ملکہ ماہ پارہ کے لیئے باعث تسکین بلقیس کی باتین ہین اکثر حال سکندر کا پوچھا کرتی ہے اور یاد کر کرکے رویا کرتی ہے بلقیس کو بھی باغ رہنے کیواسطے ملا ہے اعتبار اسکا بہت کچھ ہے کہ سکندر اسکو بھائی کہتے تھے اور قران قزاق بھی نہایت فکرمند ہے لیکن آسمان شاہ نے اسکو قلعہ مین جگہ دی ہے اور کہا ہے کہ جسوقت تک وہ شہریار عالیوقار واپس آئے تم یہین رہو یہ بھی یہین مقیم ہے اب ان سبکو انتظار مین چھوڑا جاتا لیکن اب

چند کلمہ داستان حیرت نشان اوس پنجہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ جو سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہے

یہ وہی دیو تندرک تھا جسکو ملکہ آسمان پری نے بھیجا تھا کہ جاکر سکندر کو پردہ دنیا پر سے اوٹھا لا دیو تندرک جسوقت سکندر کو لیکر اوڑا اور سکندر نے دیکھا کہ مجکو لیئے جاتا ہے اور ابھی ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی پھر وہی فرقت اور وہی بیقراری پیش آیا چاہتی ہے چاہا کہ زور کرکے پنجہ سے چھوٹ جاؤن کڑکڑاکر ہکہ مارا کہ پنجہ نیچا ہو گیا اور یہ زمین کیجانب کئی قدم نیچے ہو گئے لیکن پنجہ پھر لیکر چلا اب یہ ہر جگہ لنگر مارکر چاہتے ہین کہ کسیطرح چھوٹون اور دیو زور انکا خالی دیکر پھر لے چلتا ہے اسیطرح جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور بمشکل دیو پردۂ دنیا سے سرحد قاف تک لایا لیکن اتنے لنگر مارے کہ اب ہاتھ دیو کا شل ہو گیا اور دیکھا اس نے کہ اب میرے سنبھالے نہ سنبھلین گے کوہ پر اوتر پڑا ہاتھ اپنا کمر سے نکال لیا اور دست بستہ ہوکر سامنے کھڑا ہو گیا سکندر نے کہا تو کون ہے اس نے عرض کی کہ غلام کو تندرک کہتے ہین خادم دیرینہ حضور کے جد اعلی کا ہون اور آپ سب صاحبون کو چاہے چھوٹے ہون یا بڑے اپنا آقا و ولی النعمت سمجھتا ہون فرمایا کہ یہ کونسی حرکت کی کہ ہم سے بے پوچھے اور دریافت کیئے تو اوٹھا لایا عرض کی کہ المامور معذور مجھ سے یہی حکم آپکی دادی صاحبہ سے ملا تھا کہا دادی کون ہماری بہت سی دادیان ہین کچھ نام و نشان بیان کر اسنے عرض کی کہ ملکہ قاف یعنی آسمان پری فرمایا کہ کوئی مصیبت پڑی ہوگی یون کوئی صاحب نہین یاد فرماتے ہین جب کوئی مصیبت کا وقت پڑتا ہے اوسوقت سنبھالنے آجاتے ہین تندرک نے عرض کیا کہ اب اجازت ہو تو مین لے چلون فرمایا ابھی ٹھہر وہ دیو ڈر کے پیچھے ہٹا اور جاکر کچھ میوہ قاف کا توڑ کر لایا شہزادہ کی خدمت مین پیش کیا کہ یہ نوش فرمائیے تو مین چلون سکندر نے کہا تو نے ایسے وقت مجھے ایذا دی ہے کہ اگر دوسرا ہوتا تو بغیر مارے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ایک تو تو ملازم

ہے دانہ ہی ہمارا حصہ ہے تو دوسرے سحر ضعیف ہے مگر یہ میوہ اپنا لیجا مین نہ کھاؤنگا اس لیئے کہ ملکہ کی خدا جانے
کیا حالت ہوئی اور جدائی میر ابلقیس میرے واسطے جدا پریشان ہوگا مین بھی غم سے خون جگر کھاتا ہونگا
نوالہ [illegible] غنیمت ہے مہربانی پر دیو تندک نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین مین نے چلتے وقت
آگاہ کر دیا تھا کہ دوست ہون دشمن نہین ہون جب یہ سن لیا تو میوہ نوش کرنے لگے اور تندک
کو [illegible] کی سیر کرنے لگا کہ ذرا غصہ فرو ہو جائے تو لیجانے کو کون قضائے کار اتفاقات
[illegible] کہ ساحرہ طاؤس سحر پر سوار نیرنگ قاف کو چلی آتی تھی راہ مین اسنے
دیو تندک کو دیکھا کینہ دیرینہ نے دلمین آتش افروزی کی اسکی کوئی عزیز جادوگرنی ہاتھ سے
تندک کے ہلاک ہوئی تھی اس نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اسوقت یہ تنہا بیٹھا ہے اس
بہتر موقع [illegible] لینے کا نہ ملیگا بس وہین سے جو ایک ترنج سحر مارا تو سر پر تندک کے پڑا
سر اسکا شق ہو گیا اور زمین پر گر کر پھڑکنے لگا ساحرہ تو روانہ ہو گئی لیکن دیو تندک نے
آواز دی کہ اے شہریار غضب ہو حق نمک سے ادا ہوا یہ آواز جو سکندر کے کان مین پڑی
گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کس نے پکارا اور کسکو آواز دی دیکھا کہ تندک زیر کوہ تڑپ رہا
رہا ہے سر سے خون جاری ہے سکندر بہ جلدی سے کوہ کے نیچے اوترے تو دیکھا تندک
مر گیا ہے نبض [illegible] یہ دیکھ کر سکندر کو نہایت افسوس ہوا اور ادھر اودھر دیکھنے لگے کہ یہ کس نے
اسکو مارا کوئی نظر نہ آیا تمام [illegible] تندک کے فاتحہ خیر پڑھا اور ایک طرف روانہ ہوتے دلمین
کہتے ہین کہ خداوند کونسی تباہی ہے کہ کہین سے کہین کہین مارے مارے پھرتے ہین اب دیکھیئے گردش قسمت
کہان لیجاتی ہے نہ تو راہ سے واقف نہ رہنما ساتھ ہے نہ یہ معلوم کہ یہ مقام کونسا ہے شہر یہان سے
کتنی دور ہے حاکم یہان کا کون ہے عجب عالم مجبوری ہے کہ تندک کو دفن و کفن بھی نصیب نہ ہوا
خدا رحم کرے تندک پر یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے چلے جاتے ہین عجب طرح کا
عالم ہے کبھی اپنی مصیبت خون رولاتی ہے یہ بادیہ گردی اور ایک ناز پروردہ کبھی ملکہ ماہ پارہ
کی یاد دلمین چٹکیان لیتی ہے [illegible] کرتی ہے کدھر جائین کدھر نہ جائین کبھی یہ شعر پڑھکر رو دیتے ہین

نکلے کاکلون سے پیچ کی جستے یہ تدبیر یا	الجھ کر قتلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا

اسیطرح تمام دن پھرتے رہے آخر کار شام ہو گئی سیاہی محیط عالم ہو گئی تمام جنگل ہو کا مقام ہو گیا ہو
کا سناٹا [illegible] پار ہوا جاتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس صحرائے بے آب و گیاہ مین عمل بلا دیکھا ہے
شجر مہیب سیاہی شب کے دیو مہیب بنے ہوئے کھڑے تھے درندون کی ہیبت ناک صدا اینہو
چلی آتی ہین بار بار کہتے تھے کہ کاش کوئی درندہ گزندہ ہی آکر میری مشکل آسان کرے
رونے کے مضمون [illegible] دے کبھی کہتے ہین کہ ہائے کل اسوقت گرد و پیش مجمع احباب تھا
قران قزاق [illegible] زرہ پوش ملک آسمان فیل زور برادر نیک سیرت بلقیس
بن شاپور سب ایک جگہ بیٹھے تھے ملکہ کے رقعے آ رہے تھے آج اس وادی مین مین کہ
دہان آدمی کا نام و نشان تک نہین رات ہو گئی اور بیٹھنے کا ٹھکانا بھی نہین آخر کار تھک کر
ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہے تیمم سے نماز ادا کی اور یہ خیال کرکے کہ ایسی زندگی سے تو موت
بہتر ہے اچھا ہوا کوئی درندہ آکر کھا لے یہ خیال کرکے چاہا کہ سو رہون لیکن وہان بچھانے کیا زمین کا
فرش آسمان کی [illegible] درخت کے تنہ سے لگ کر سو گئے مگر معبود حقیقی جسکی حفاظت کرتا ہے

اوسے کوئی بھی ایذا نہین پہونچا سکتا ہے تمام رات سویا کیے اور درندہ گزندہ قریب سے آتے جاتے رہے لیکن کسی نے حملہ نہین کیا جب صبح ہوئی اور نسیم سحری چلی ستارے غروب ہونے لگے طائران صحرائی آشیانون سے نکلکر اپنے اپنے زبانون مین حمد و ثنائے الٰہی بجا لانے لگے آنکھ سکندر کی حسب عادت کھلگئی دیکھا تو وقت نماز صبح کا ہے پس اوسی درخت کے نیچے تیمم کیا اور فریضہ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجالائے اور ایک سمت پھر روانہ ہوئے عجب طرحکا صحرا تھا ایک سنّاٹا تھا سائین سائین کر رہا تھا بوئے حیوانات نہ آتی تھی کہین کہین ہڈیان مردون کی ملین تو وہ اتنی اتنی بڑی نہین کہ جنکو دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہوجائے مگر سکندر شیر بیشۂ شجاعت ہے مطلق اسے خوف و ہراس نہین ہے لیکن دلمین کہتا ہے کہ یہ قبرستان کہنہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ استخوان بوسیدہ تو انسان کے نہین معلوم ہوتے خدا جانے کونسی مخلوق یہان رہتی تھی کہ جنکے استخوان اسقدر دراز ہین کہ استخوان فیل بھی اسکے آگے کوئی رتبہ نہین رکھتے اسیطرح پھرتے پھرتے پھر شام ہوگئی اور جلوۂ عالم نظر سے پنہان ہوگیا تیرگی شب نے جہان کو گھیر لیا ستارۂ فلک پر نمودار ہونے لگے مہر عالمتاب نے گوشۂ مغرب مین روشنی کی سکندر پھر کسی مقام پر بیٹھ رہے یہ رات بھی اسیطرح گذاری پھر صبح ہوئی نماز پڑھکر پھر ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا تو بالائے کوہ ایک گنبد مثل بیضہ کے ہے اور درۂ کوہ مین کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے اور سامنے سواد شہر معلوم ہوتا ہے سکندر نے شکر خدا کیا اور درہ کیطرف چلے کہ اس شخص سے کچھ پتا ملیگا جاتے جاتے پاؤن شل ہوئے جاتے ہین اور راہ نہین قطع ہوتی تین روز کے بھوکے پیاسے لبون پر دم ہے پاؤن پر ورم ہے چہرہ غبار آلودہ دامن خارہائے دشت کی تعدی سے چاک دل دردناک اس حال پرملال سے بمشکل تمام طے کی اور سامنے فقیر کے پہونچے اور سلام علیک کی فقیر نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا اور حال پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا اور نام آپکا کیا ہے فرمایا کہ ہم ملک آسمانیہ سے چلے آتے ہین فقیر نے ہنسکر کہا کہ بابا فقیرون سے بھی ٹھٹھول کرتے ہو آسمانیہ کس ملک کا نام ہے اور آسمان پر فرشتہ رہتے ہین یا انسان بھی یہ سنتے ہی غصہ آگیا فرمایا تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے ہے شرط کہ گردن سے سر تو جدا کر پھینکدون فقیر یہ سنتے ہی تھرتھرانے لگا اور کہا کہ بابا خفا نہو ہم نے نام اس ملک کا نہین سُنا تھا اس سے پوچھا شاید یہ ملک پردہ دنیا پر ہے! تو کان اسکے کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ مقام کیا دنیا سے علیحدہ ہے فقیر نے کہا کہ یہ پرستان ہے آپنے پوچھا کہ تم ملکۂ آسمان پری کو جانتے ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہان نام تو سُنا ہے اور انھین کون نہین جانتا وہ امتی ہین جناب سلیمان کی لیکن وہ دوسرے اقلیم مین رہتی ہین مالک اونکا یہان سے بہت دور ہے کیا آپ وہین جانا چاہتے ہین فرمایا کہ مین کاہیکو جانا چاہتا ہون اونھین نے مجکو بلوا بھیجا تھا راہ مین دیو کو اونکی کسینے مارڈالا اور مین تباہ ہوکر یہان پہونچا فقیر نے کہا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فرمایا اب مین تجھ سے کچھ نہ بتاونگا تو مرد بدطینت ہے بات کا یقین نہین مانتا اوسنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خطا میری معاف ہو مین غلطی پر تھا اور اگر آپ نہ بھی بتائین تو مین سمجھ گیا ہون آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین مرشد نے میرے کہا تھا کہ تو خوش نصیب ہی تجھے زیارت اولاد صاحبقران کی نصیب ہوگی ایک شاہزادہ فلان زمانے مین بحالت بیابان گردی و دشت نوردی اسطرف آنکلیگا اور تیرے جھونپڑے کو اپنے قدم سے روشن و منور کریگا اب آپ تشریف رکھیے یہ کہکر ایک مرگ چھالا بچھا دیا اور تعظیم کو اوٹھ کھڑا ہوا ہاتھ چومے

یہ دیکھکر وہ جو چند چیلے اس فقیر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ اونمین جو وہ نہایت قوی تھے اور شوق ورزش
بھی رکھتا وہ بولے کہ مرشد آپکی یہ شان ہے کہ اس بچہ کا استقبال و تعظیم کیجیے ہاتھ چومیے فقیر نے کہا تم
نہین جانتے یہ بچہ نہین شیر کے بچہ ہین لیں یہ سنتے ہی مزاج بدلگیا تیور پر بل آگیا فرمایا
شیر کے بچہ تم آپ ہوگے مین آدمی کا بچہ ہون فقیر پھر ڈرا اور کہا کہ چونکہ شیر جانور بہادر و جری
ہوتا ہے اسوجہ سے بہادر کو شیر کہتے ہین فرمایا کہ آپ مجھے جانور بناتے ہین مین شیر کش ہون
ہے کوئی شیر اسکو منگوائین کہ دیکھیے ابھی کلّی چیر ڈالتا ہون یا نہین فقیر نے کہا آپ ایسے ہی ہین
لیکن وہ ایک بالکا فقیر کا چیلہ جو نہایت قوی تھا اپنی جگہہ سے اوٹھا اور کہا کہ دیکھون آپ
کیسے قوی ہین جو بات بات پر بگڑتے ہین مرشد کا ادب نہین کرتے ہین ہر چند فقیر ہان ہان کیا
کیا اس نے ایک نہ سنی اور قصد کیا کہ سکندر سے لپٹ پڑون سکندر نے پیچھے ہٹکے جو ایک
تھپڑ مارا تو لوٹ گیا ... کی سی کیفیت ہو گئی زمین پر گر کر تڑپنے لگا وہ چیلے جو فقیر کے اسکے ساتھ اوٹھے
تھے کہ ہم بھی لڑینگے وہ تو ڈر کر قدمون پر گر پڑے کہ حضور کا مثل و نظیر نہین ہے جیسا آپ فرماتے
ہین اوس سے بہتر ہین اور اس بالکے کو جو تھپڑ مارا تھا گھنٹہ بھر کے بعد ہوش آیا اب وہ بھی مطیع ہوا
فقیر نے ہاتھ منہ سکندر کا دھلایا جو اسکو میسر تھا پیش کیا اور عرض کی کہ مین کافر نہین ہون موحد ہون
فرمایا خیر ہونا ہوگا وہ خدا جانے اوسکی دعوت رد کرنا درست نہین ہی یہ فرماکر کچھ نوش کیا اور لیٹ رہے
شام تک سویا کیے شام کو فقیر نے پھر جگایا اور کچھ کھانا کھلایا اور بمنت تمام پوچھا فرمایا نام میرا سکندر
رستم خوب ہے مگر خبردار جو کسی کے سامنے کہا تم مجھے صفدر شیر دل کہہ کے پکارا کرو اوسنے عرض کی کہ بہت
خوب اب فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے فقیر نے عرض کی کہ مجھے شاہ قلندر کوہ نشین کہتے ہین فرمایا
کہ تم پہاڑ مین جو رہتے ہو اسوجہ سے کوہ نشین کا لفظ نام مین شامل کیا ہے اس نے عرض کی کہ
وجہ تو مرشد جانے جس نے یہ خطاب عنایت کیا ہے فرمایا آپ کچھ نہین جانتے کو دنشین کہلوائیگا
تمہر سمجھتے ہین اگر آپ ایسے ہی سیدھے ہین تو کوئی دوسرا مرشد آئیگا وہ شاہ قلندر بیوقوف
کہہ دیگا آپ ... کے معنے تو سمجھتے ہین فقیر خاموش ہو رہا کہ یہ بڑے سیدھے ہین منہ در منہ مجھکو بیوقوف
کہہ رہے ہین اتنا کہہ کر ٹالدیا کہ بابا فقیر بیوقوف نہون تو راحت دنیا کو ترک کیون کرین اب سکندر یہان
رہتے ہین اور فقیر کے مہمان ہین فقیر انسے نہایت خوش ہی بہت عزت و توقیر کرتا ہے وہ بالکے فقیر کے
بھیک مانگ کر لاتے ہین اور شام کو انکے پاؤن دباتے ہین اونکو سیدھا ایک آدھ پیچ بتا دیتے ہین زور
کرا دیتے ہین فقیر نے سبکو سمجھا دیا ہی کہ دیکھو زبان نہ لڑانا ورنہ انکو غصہ آگیا تو مار ہی ڈالینگے اور مین بھی کچھ
کہہ سکتا ہون اور نہ کچھ انکا بنا سکتا ہون اب انکو تو اسی مقام پر چھوڑ دیے لیکن اب یہان سے

چند کلمہ داستان پردہ قاف گلستان ارم کے پھر تحریر ہوتے ہین کہ دیو تندرک

کے جانے کے بعد دو روز گذر گئے اور تندرک واپس نہ آیا ملکہ آسمان پری نے
عبد الرحمن جنی سے کہا کہ تندرک جب پردہ دنیا پر گیا ایک روز سے زیادہ نہ صرف
ہوا کہ واپس آگیا ابکی کیا معرکہ ہے کہ آج تیسرا دن ہے اور تندرک نہین پھرا عبد الرحمن
جنی نے کہا تم کیا ہوا اب تندرک ضعیف ہوا اور لینے اوس لڑکے کو گیا ہے جو
زور و طاقت صورت و سیرت مین دوسرا علمشاہ ہے مزاج اوسکا نازک ہے آتا ہوگا
راستے مین وہ سیر کرتے تندرک کو ہر جگہ ٹھہراتے ہوے آتے ہونگے آسمان پری خاموش ہو رہی دو روز تک اور

کچھ نہ کہا پر نندک کا انتظار رہا جب اور دو تین روز گذر گئے ملکہ نے پھر عبد الرحمن جنی سے کہا کہ اتنے روز گذر گئے کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ نندک پردۂ دنیا پر گیا ہو اور اتنے دنون نہین آیا میرا دل کھٹکتا ہے کہ کوئی افتاد پڑی خود علم شاہ رومی کو اکثر لایا ہے مگر اسقدر زمانہ کبھی نہین گذرا گیا اور آیا ذرا اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ کیا سبب ہے جو نندک ابھی تک نہین آیا عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اتنے مجھے بھی تشویش سی پیدا ہوئی مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکر زائچہ کھینچا اور رمل شکلین رمل کی نظر مین رکھکر بارہ بروج سات ستارون کو ذہن مین لا کر منسوبات انکے مطابق کرکے خانہ سفر کو خانہ حیات سے ملا کر اب جو دیکھتے ہین تو مدت زندگی تمام معلوم ہوئی اور خانہ استراحت خانہ قبر معلوم ہوا ملکہ سے کہا کہ نندک زندہ نہین ہے اور سبب موت اوسکا سحر معلوم ہوتا ہے اب آسمان پری نے کہا کہ سکندر رستم خو کہان ہے کہا کہ اسوقت تو کہیں بصحرا معلوم ہوتا ہے کسی جا قیام نہین ہے آسمان پری نے کہا کہ سکندر تک نندک پہونچا بھی تھا یا نہین عبد الرحمن نے کہا کہ نندک سکندر کو لیے ہوے چلا آتا تھا راہ مین کسی مقام پر ٹھہرا تھا وہین سے سکندر تباہ ہوا لیکن اب پھر قاف مین آگیا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر اور کسی کو مین بھیجون عبد الرحمن جنی نے کہا کہ آج ستارہ بد ہے کل بھیجئے گا لیکن صاحبقران اعظم کہ غسل صحت کر چکے ہین مان کے پاس بیٹھے ہین جسوقت حال سکندر کی تباہی کا سنا آسمان پری سے عرض کیا کہ آپنے مجکو بھائی صاحب یعنی علم شاہ رومی کی روح سے شرمندہ کیا افسوس کہ وہ بچہ خدا جانے کہان گیا اور دل مین کیا کہتا ہوگا غرضکہ جب دوسرا روز ہوا آسمان پری نے جندک بن نندک کو اوسکے باپ کا عہدہ سپرد کیا اور کہا کہ جا کر سکندر رستم خو کو اوٹھا لا عبد الرحمن جنی نے پتہ اسکو بتلا دیا اب جندک بن نندک یہان سے چلتا ہے دیکھئے کب ملاقات شاہزادہ سے ہوتی ہے لیکن اب کچھ حال شہر نقش نگار تحریر ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز سکندر رستم خو نے شاہ قلندر کوہ نشین سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس شہر کی سیر کرون شاہ جی نے کہا اختیار ہے حضور کو لیکن یہ مقام اور ہے پردۂ دنیا نہین ہے ذرا تحمل مزاجی کو کام فرمائیگا فرمایا تم میرے نصیحت کرنے والے کون ہو کیا مین نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتا مگر جو کوئی خود چھیڑ چھاڑ کریگا تو سزا پائیگا ہان مین اپنی طرف سے چھیڑ نہ نکالونگا یہ فرمایا اور کھڑے ہوئے فقیر نے ایک بالکے کو ساتھ کر دیا کہ ہمراہ جا کر سیر کرا لا بالکا فقیر کا انکے ساتھ ہوا راہ مین اوسنے کہا کہ مین شہر مین جا کر روزی کی فکر کرونگا آپ سیر کیجئے گا اگر واپس آنیکو جی چاہے مجھے ڈھونڈھ لیجئے گا فرمایا کہ میرے ساتھ آیا ہے تو چپکا چلنا کسی سے تنے سوال نہ کرنا جو قسمت کا ہے خدا یون ہی دلوا دیگا اگر اسکے خلاف کیا تو ایک چپت دونگا کہ سر گردن کے اندر دھس جائیگا نہ میرے ساتھ سے الگ ہونا ہان دور دور رہنا یہ نمعلوم ہو کہ فقیر انکے ساتھ ہے لڑکا یہ سنکر گھبرا گیا ان تیورون سے کہا تھا کہ وہ سمجھا کہ مار ہی بیٹھے عرض کی جیسا ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائیگا یہ کہکر ایک بیس قدم آگے بڑھ گیا اور دور دور چلا اسواسطے کہ سکندر راہ سے ناواقف تھے جاننے جانے داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے بادشاہ اس ملک کا اخضران پریزاد بھائی خضران پریزاد کا ہے جو کہ نانا سہراب ثانی کے ہین بادشاہ یزدان پرست موحد ہے

رعایا بھی نہایت نیک مزاج و خلیق ہے مثنوی شہر آباد تھا رعیت شاد ہر طرف چلبری تھی نہ
مورد فکر و غم نہ تھا کوئی جز غم دل الم نہ تھا کوئی اب سکندر رستم خو ہر طرف کی سیر کرتے چلے جاتے
ہین چند قدم آگے آگے بالکا فقیر کا ساتھ ہے جسطرف وہ مڑتا ہے اوسیطرف یہ بھی جاتے
ہین مکانات نہایت بلند و وسیع لیکن نئی ساخت کے ہین دوکاندار نہایت سلیقہ شعار ہین
لیکن اشیا نادر رکھے ہین جو پردۂ دنیا پر کبھی نہ دیکھے تھے لوگونکا لباس بھی عجیب وضع کا ہے
لیکن ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک مرد زبردست
سپاہی وضع چہرہ پر اسکے رعب افسری تمغہ شاہی کلاہ مین لگا ہوا ہے سکندر رستم خو اوسکی طرف
بغور دیکھنے لگے اور اوسکی نظر سکندر پر پڑی وہ بھی نہایت محبت کی نظر سے دیکھنے لگا کہ کیا جوان
رعنا ہے اور مرد سپاہی معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کرنا چاہیے اتفاقا کچھ لوگ
بدمعاش شہر کے سیر کرتے چلے آتے تھے ایک چپت فقیر کے بالکے کو لگا دی فقیر کے بالکے نے
اوسے سخت و سست کہا اوسنے پلٹ کر اس زور سے تھپڑ مارا کہ یہ گر کر فریاد کرنے لگا
بس یہ دیکھتے ہی سکندر کو تاب نرہی اور اوس بدمعاش سے کہا کہ تیری کیا خطا کی تھی جو تونے
اسکو مارا تو نہین جانتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہے اوسنے کہا خوب کیا مارا اور مارینگے آپ کوئی
قاضی ہین یا شہر کے کوتوال ہین فرمایا کہ بھلا اب اوسے چھوکر تو دیکھ لے اگر ہاتھ نہ توڑ ڈالے
تو کچھ کام ہی نہین کیا یہ سنتے ہی وہ بگڑ کر فقیر کے بالکے کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا کہ ایک چپت
اور رسید کرون اور اونکی طرف دیکھکر کہا کہ اگر کچھ دم ہے تو سمجھ لو دیکھو ہم اسکو پھر مارتے ہین
یہ سنتے ہی مثل شیر کے جا پڑے اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہاتھ شانے سے اوکھڑ آیا اور وہ
بدمعاش زمین پر پھڑکنے لگا ساتھ والے اوسکے لپٹنے لگے سکندر نے سب کو جیسے گھونسا مار دیا
وہ وہین رہ گیا باقی بھاگ کھڑے ہوئے بعد اوسکے فقیر کے بالکے سے کہا کہ اسے بڑا بودا
ہے یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤن تیرے کٹوانے کے قابل ہین تو جسکے ساتھ ہو اوسے بھی
ذلیل کروائے لیکن وہ افسر جو ایک دوکان پر بیٹھا تھا یہ رنگ دیکھکر قریب سکندر کے آیا اور کہا
اے جوان کیا اسم گرامی رکھتا ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ ہم پردۂ دنیا کے
رہنے والے ہین اور نام ہمارا صفدر شیر دل ہے پوچھا یہان کیونکر آنا ہوا فرمایا اس سے تمکو کیا
بحث ہے اوسنے کہا کہ مسافر سے سبب پوچھا ہی جاتا ہے اچھا آپ فروکش کس مقام پر ہین فرمایا کہ
شاہ قلندر کوہ نشین کا مہمان ہون یہ سنکر اوسنے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ مرشد کے مہمان ہین
تو بادشاہ کے مہمان ہوئے آپکی تعظیم و تواضع ہم سب پر واجب ہے اگر تکلیف نہو تو تھوڑی دیر کے
واسطے فقیر خانہ پر بھی تشریف لیچلیے اور اس خاکسار کو بھی سرفراز فرمائیے جی تو چاہتا تھا کہ آپ
جبتک اس ملک مین رہین میرے ہی مہمان رہیے فرمایا اب ایک کے تو مہمان ہو چکے
ہان اگر فقیر سے اجازت لے آؤ ہم تمہارے ہی مہمان ہو جاوینگے چونکہ یہ سردار بہادر زبردست
ہے جرات سکندر کی دیکھکر عاشق ہو گیا اور سکندر اسکے حسن خلق کو دیکھکر پوچھنے لگے
کہ تمہارا کیا نام ہے اور بادشاہ سے کس قسم کا توسل رکھتے ہو اسنے کہا کہ مجھکو
توحید سربلند کہتے ہین مین سپہ سالار ہون ملک الخضراں شاہ پریزاد کا غرضکہ توحید سربلند
سکندر رستم خو کو اپنے مکان پر لایا اور کچھ اشرفیان پیش کین سکندر نے کہا کہ یہ کیسی محتاج کی

اسکی ضرورت نہین ہے اسنے عرض کی کہ ہمارے شہر کا دستور ہی یہ ہے کہ اگر کوئی شاہ و شہریار بھی اس ملک مین آجاتا ہے تو جس سے پہلے ملاقات ہوتی ہے وہ کچھ پیش ضرور کرتا ہے اور وہ اوسے لے لیتا ہے یا کسی کو دلوا دیتا ہے ہر ملک اور ہر قسم مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس لہذا اسے رد نہ فرمایئے اس دینے کا احسان آپ پر نہین ہو سکتا رسم ورواج کے ادا کرنے کا احسان اپنی ہی ذات پر ہوتا ہے یہ سنکر سکندر نے فرمایا کہ اسکو دیدو اور فقیر کے بالکے کی طرف اشارہ کیا توحید سربلند نے وہ پانچون اشرفیان فقیر کو دیدین کچھ دیر یہان بیٹھے حالات ورسوم شہر کے پوچھا کیے بادشاہ کا حال پوچھا بعد اسکے توحید سے رخصت ہوکر اوسیطرح شہر کو دیکھتے بھالتے شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آئے فقیر نے بالکے سے پوچھا کہ کچھ جھگڑا فساد تو کسی سے نہین ہوا اوسنے سارا واقعہ بدمعاشون کا اور ملاقات ہونا توحید سربلند سے اور اشرفیان ملنا سب بیان کیا اور اشرفیان نکالکر تین فقیر کو دین اور دو چھپا رکھین سکندر نے یہ دیکھکر اپنا منھ اودھر سے پھیرا اور مسکرانے لگے لیکن کچھ کہا سنا نہین وہان توحید سربلند جو بادشاہ کی خدمت مین پہونچا تمام حال صفدر شیردل کا بیان کیا کہ ایسا جوان خوشرو اور بہادر ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے باوصفیکہ سن وسال بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے اور مذہب اسلام رکھتا ہے جو ہمارے دین سے موافق ہے وہ بھی خدا پرست ہم بھی خدا پرست ہین اسکے بعد وہ کچھ اور بھی کہتے ہین جسے ہم نہین جانتے یعنے درجہ نبوت بھی داخل ایمان ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ کہان مقیم ہے توحید سربلند نے عرض کی کہ شاہ صاحب کا مہمان ہے ہرچند مین نے اصرار کیا کہ میری مہمانی قبول کرو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شاہ صاحب اجازت دینگے تو البتہ ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور چوبدار روانہ کیا چوبدار احکام شاہی لیکر شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ صفدر شیردل کو ہمارے پاس بھیجدیجئے اور اب وہ ہمارا مہمان ہے اپنی مہمانداری کو ختم کیجئے شاہ قلندر نے یہ سنکر سکندر کیطرف دیکھا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجایئے لیکن اس خادم کو بھی کبھی کبھی یاد کرلیا کیجئے گا سکندر نے کہا کہ اگر تم بادشاہ کے دباؤ سے اجازت دیتے ہو تو مین ہرگز نجاؤنگا اور اگر بخوشی اجازت دیتے ہو تو خدا حافظ فقیر نے عرض کیا کہ مین جانتا ہون کہ آپ بادشاہ کا دباؤ ماننے والے نہین ہین مگر اسے شہریار اسوقت مناسب یہی معلوم ہوتا ہے اور مین بخوشی اجازت دیتا ہون فرمایا خیر اور یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کونسا طریقہ بلانیکا ہے کیا مین نوکر ہون بادشاہ کا چوبدار سے کہا کہ جبتک کوئی معزز لینے کو نہ آئیگا اور سواری نہ آئیگی اوسوقت تک ہرگز نجاؤنگا شاید بادشاہ تمھارا اچھی طرح مجھسے واقف نہین ہے یہ کچھ ایسے تیور سے کہا کہ چوبدار تو پیچھے ہٹا اور قلندر کی روح نکل گئی کہ دیکھئے یہ ترنگ اس لڑکے کی کیا کرتی ہے چوبدار واپس گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت وہ شخص کہتا ہے کہ جب تک کوئی اراکین سلطنت سے میرے استقبال کو نہ آئے گا مین ہرگز نجاؤنگا بادشاہ نے توحید سربلند سے پوچھا کہ یہ کوئی شاہزادہ امیرزادہ ہے

اسنے عرض کی کہ حضور یہ تو مجھے معلوم نہین کہ وہ کس خاندان سے ہے لیکن چہرہ پر
جلالت شاہانہ و رعب خسروانہ ضرور ہے جو اُسکی عالی نسبی پر دلالت کرتا ہے بادشاہ
نے وزیر دانشمند خردافروز سے کہا کہ ایک مرکب تیز رفتار اور ایک پالکی لیجاؤ جس سواری
کو وہ پسند کرے اوسپر سوار کرکے لے آؤ وزیر نے عرض کی کہ بہت خوب
اور اوسیوقت اصطبل شاہی سے ایک مرکب پرستانی نہایت خوشرو ساز و یراق سے
آراستہ کرکے منگوایا اور ایک پالکی مین آپ سوار ہوا دوسری پالکی ساتھ لی اور درۂ
کوہ کی جانب جہان کہ سکندر رستم خو فقیر کے مہمان تھے روانہ ہوا وہان فقیر جو بدر کے
جانے کے بعد دل مین ڈر رہا تھا کہ ایسا نہو بادشاہ برہم ہو جائے خدا ہی خیر کرے دیکھئے
اس لڑکے کا مزاج کیا کرتا ہے لیکن سکندر رستم خو کو کوئی پروا نہین ناتھی کہ اتنے مین دور سے
جلوس دکھائی دیا اور وزیر خردافروز دکھائی دیا فقیر نے دل مین کہا کہ یہ بڑا صاحب اقبال
معلوم ہوتا ہے غرضکہ جب قریب درہ کے پہونچا سواری اتری جب یہ دیکھا تو سکندر نے
بھی چند قدم بڑھ کر وزیر خردافروز کا استقبال کیا وزیر نے فقیر کے ہاتھ چومے اور
سکندر سے کہا کہ مین حاضر ہون سواریان موجود ہین اگر آرام کی خواہش ہو تو پالکی موجود ہے
اور مرکب پرستانی بھی ہمراہ ہے فرمایا کہ چار کے کاندھے پر سوار ہونا یہ تو مردون کی سواری
ہے مرکب البتہ ہاتھ پاؤن والون کی سواری ہے وزیر نے دلمین کہا کہ اسنے پہلے ہی
مجھے مردہ بنایا مگر خاموش رہا وہ رعب سکندر کا تھا کہ مجال نہ تھی کہ کوئی جواب دیسکتا
غرضکہ سکندر رستم خو اسپ تیز رفتار و سبک عنان پر سوار ہوکر ہمراہ وزیر خردافروز کے
روانہ ہوئے اور ابد اقشع برائد دربار مین پہونچ بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے جواب سلام دیا
اور ایک دنگل جواہر نگار انکے واسطے بچھوا رکھا تھا اوسپر بیٹھنے کو جگہ دی توحید مہر بلند نے
مجرا کیا اوسکو بھی جواب سلام دیا بادشاہ نے نام پوچھا سکندر نے کہا کہ نام میرا صفدر شیر دل ہے
بادشاہ نے فرمایا اے صفدر شیر دل آپ کس خاندان سے ہین فرمایا کہ سب بنی آدم مین
کون ایسا البشر ہے جو اولاد ابوالبشر سے باہر ہے بادشاہ نے کہا کہ کس ملک مین مسکن و ماوی
تھا اور کس مقام پر سلطنت تھی جواب دیا کہ اول تو آپ لوگ ممالک دنیا کے نامون سے
آگاہ نہین جو مین بیان کرون اسکے علاوہ جسطرف تلوار اُٹھا کر جانکلے وہی ملک اپنا ہے
لیکن ہملوگون کو ہوس سپاہی و شہریاری نہین ہے ہم تاج بخش ہین یہ سنکر بادشاہ نے
گردن نیچی کرلی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ ارادہ کسطرف جانے کا تھا اور یہان کیونکر آنا ہوا
سکندر نے کہا کہ ارادہ گلستان ارم کا ہے اور اسطرف بسبب راہ گم کرنے کے
نکل آیا مرکب میرا رستے مین مرگیا بادشاہ نے کہا کہ چند روز یہین قیام کیجئے اور سیر
اس ملک کی کیجئے بعد اسکے جب مزاج مین آئے چلے جائیگا فرمایا خیر دیکھا جائے گا
غرضکہ بادشاہ نے ایک قصر عالی انکے رہنے کو مرحمت فرمایا اور کچھ خادم کنیزین خدمت کے
واسطے بھیجدین سکندر رستم خو وہان رہنے لگے ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ
ہے اور ارکین دولت جمع ہین توحید مہر بلند بھی اپنے دنگل سالاری پر بیٹھا ہے اور
صفدر شیر دل بھی اپنے دنگل پر متصل بادشاہ فروکش ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جہان

سلامت اقبال افزون دشمن پائمال اک سوداگر ممالک غیر کا حاضر ہے اور عرض کرتا ہے کہ میرے پاس گھوڑے نہایت عمدہ عمدہ ہین اور ایک مرکب تو ایسا ہے کہ مثل و نظیر اوسکا نہین ہے فرمایا کہ اچھا بلالو وہ سوداگر حاضر ہوا مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور وہی باتین کہین جو چوبدار نے آکر عرض کی تھین یہ سنکر بادشاہ کو اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا جا کر گھوڑون کو لے آؤ اوسنے عرض کیا کہ گھوڑے میرے ساتھ ہین لیکن جو گھوڑا لائق حضور کے ہے وہ یہان نہین آسکتا بیرون شہر ہے اسلیئے کہ وہ زنجیرونمین جکڑا ہوا ہے اور کسی کو سواری نہین دیتا یہ عیب بھی اوسمین ضرور ہے اگر کوئی شہسوار حضور کے یہان ہو اور وہ اوس مرکب کو درست کردے تو پھر وہ قاف مین دوسرا مرکب اوسکے مقابلہ مین نہ نکلیگا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا تم وہ مرکب دکھاؤ تو سہی سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوار ہون بادشاہ نے صفدر شیر دل سے کہا کہ چلو گے تمھین بھی کچھ دخل ہے صفدر شیر دل نے عرض کی کہ مجھے اور تو کچھ بھی دخل نہین ہے لیکن اگر ارشاد ہو تو ہڈیان پسلیان اوس مرکب کی توڑ کے رکھدون اور بکری بنا دون سوداگر ہنسا اور کہا کہ آپکا یہ سن وسال اور یہ قد و قامت اور بے دیکھے ہوئے مرکب کے یہ دعوے بس یہ سننا تھا کہ صفدر شیر دل کو غصہ آگیا اور کہا کہ چلو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے سوداگر نے عرض کی کہ اگر آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر اوسکو رام کرلین تو گھوڑا بغیر قیمت نذر کرتا ہون سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ بادشاہ سوار ہوئے سوداگر اور صفدر شیر دل اور بعض دیگر ارکین سلطنت کو ساتھ لیکر چلے جاتے جاتے بیرون شہر پہونچے ایک سرا مین وہ گھوڑا ایک شامیانہ کے نیچے بندھا ہوا تھا پاؤنمین اگاڑی پچھاڑی کے مقام پر زنجیرین بندھی ہوئی تھین بڑے قد و قامت کا مرکب ہے رنگ مشکی کنوتھیان کھڑی کیئے ہوئے آنکھین سرخ یہ دیکھکر صفدر شیر دل نے کہا کہ مرکب بیشک اچھا ہے بادشاہ اور توحید سربلند وغیرہ سب نے تعریف کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ بڑا خونخوار مرکب ہے اسکا درست ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے اور سوداگر نے صفدر شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ لیجئے مرکب حاضر ہے سوار ہو جیئے یہ سنکر صفدر شیر دل نے دامن گرد اٹھائے اور کہا کہ زنجیرین اسکی کھلوا دو بادشاہ نے منع کیا اور کہا کہ یہ مقام جرات نہین ہے کیون جہالت کرتے ہو صفدر شیر دل نے کہا کہ قول مردان جاندارد مین ضرور اس گھوڑے کو درست کرونگا ورنہ یہ سوداگر طعنہ زن ہوگا سوداگر نے کہا کہ مین طعنہ زنی سے باز آیا مجھے آپکی جان لینا منظور نہین ہے لہذا آپ معاف فرمائین صفدر شیر دل نے کہا کہ اگر زبان سے نہ بھی کہو گے تو دل تمھارا کہیگا مین سوار ضرور ہونگا یہ فرماکر قریب مرکب کے گئے اور اپنے ہاتھ سے کاٹھی چڑھائی تنگ مرضی کے موافق تنگ تنگ کیا لگام منہ مین دی اور جست کرکے پشت پر گئے سوداگر سے کہا زنجیرین کھلوا دو سوداگر نے عرض کی کہ آپ واقع مین اسم بامسمیٰ ہین شیر دل ہونے مین شک نہین دوسرے کی اتنی مجال بھی تھی کہ اسپر زین کسکر لگام منہ مین دیدیتا آپ برائے خدا اپنے سن وسال پر رحم فرماکر مرکب سے اوتر آیئے مین ہارا اور آپ جیتے صفدر شیر دل نے کہا کہ منہ سے جو کہا وہ کرکے دکھائینگے تم زنجیرین کھلوا دو تو کھلوا دو ورنہ ہم آپ کھول لینگے سوداگر نے بادشاہ سے عرض کی

کہ دیکھے حضور مین منع کر رہا ہون مگر یہ سماعت نہین کرتے اب مین ذمہ دار نہین لیکن صفدر شیر دل
گھوڑے سے کود پڑا اگاڑی پچھاڑی اپنے ہاتھ سے کھولدی اور گلے کی زنجیر پشت مرکب پر
ہوچکر کھولی بس مرکب کا کھلنا تھا کہ اوسنے کنوتیان بدلین آنکھین غصہ سے اوبل پڑین الف
ہونے لگا بس صفدر شیر دل نے منھ پر چابک مارا اور رانون مین مسلا گھوڑا لیکر چلا بادشاہ نے
کہا کہ بڑا منچلا ہے یہ لڑکا لیکن اسکا غصہ اسکا دشمن ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ حضور مین تو
اسنے ڈر گیا اوس سے ڈرنا چاہیئے جو کسی سے نہ ڈرے یہ موت سے بھی نہین ڈرتا تو کس سے
ڈریگا لیکن صفدر شیر دل گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اسقدر دور نکل گئے کہ سوا ایک
بگولہ گرد کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک ساعت کے وہ گرد بھی نظر سے غائب ہوگئی
بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا صفدر شیر دل کو لیکر کسی خندق یا چاہ مین پھاند پڑا
لوگون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ لوگ تلاش مین چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی
اور آن واحد مین دیکھا کہ صفدر شیر دل مرکب کو رانون مین دابے ہوئے چلے آتے ہین
اب سامنے آکر چارونطرف اس قابو سے پھرنا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوا کہ برسون سے
سواری مین ہے اور نہایت شائستہ ہے یہ دیکھکر توحید سر بلند اور دیگر سرداران فوج
واراکین سلطنت نے مع بادشاہ نہایت تعریف کی اور سوداگر کا رنگ زرد ہوگیا لیکن
کہتا ہے کہ یہ لڑکا تو بلا کا شہسوار نکلا اور مین شرط اس سے ہارا گھوڑا مفت ہاتھ سے جاتا رہا
عوض نفع کے اس تجارت سے نقصان اوٹھایا بادشاہ نے سوداگر سے کہا کہ اب کیا
کہتے ہو اسنے عرض کی کہ بیشک یہ سچ ہے اور مین شرط ہارا گھوڑا حاضر ہے لیکن صفدر شیر دل نے
مرکب سے اوترکر بادشاہ سے کہا کہ ہرچند یہ شرط ہارا مگر قیمت اوسکو دلوا دیجئے غریب
آدمی ہے حضور کو دعائین دیتا چلا جائیگا بادشاہ اس بات سے انکی اور بھی خوش ہوا
قیمت سوداگر کو دلوا دی اور گھوڑا صفدر شیر دل کو دیدیا کہ یہ لائق تمھارے ہی سواری کے
ہے دوسرے کو سواری نہ دیگا اب یہ ہمراہ بادشاہ کے واپس آئے اور رہنے سہنے لگے
اک روز بادشاہ سے عرض کی کہ میرا دل گھبرایا کرتا ہے مین سیر و شکار کا بہت عادی
ہون اگر اجازت ہو تو صحرا مین جاکر شکار کھیل آیا کرون فرمایا کہ تمکو تمام ممالک مین میرے
اختیار ہے جہان چاہے شکار کھیلو یہ سلام کرکے رخصت ہوئے اور تیر کمان ہاتھ مین لیلی
اوسی مرکب پر سوار ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئے شام تک شکار کھیلا کئی ہرن مارکر لائے
اور بادشاہ کے واسطے بھیجدیئے اور ایک آہو اپنے پہلے دوست توحید سر بلند کو بھیجا
توحید بھی بہت خوش ہوا اب یہ ورد ہوگیا کہ روز یہ شکار کھیلا کرتے ہین اور جو کچھ شکار ملتا
ہے وہ بادشاہ کیواسطے بھیجدیتے ہین اور زیادہ ملتا ہے تو اور اراکین دولت وزیر و سپہ سالار
وغیرہ سب کو تقسیم کیا کرتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ تلاش آہو مین جارہے ہین کہ دیکھا
سامنے سے اک ہرن بھاگا چلا آتا ہے بس یہ ہین جو تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارتے
ہین تو قلب پر اسکے پڑا اور آہو اچھل کر گر پڑا یہ جلدی سے اوترے اور آہو کو ذبح کیا لیکن
اب جو خیال کرتے ہین تو ہرن تیر خوردہ ہے ایک اوچھا سا زخم اسکے پشت پر ہے یہ دیکھکر نہایت
افسوس کیا کہ نہ معلوم یہ کسکا صید تھا مین نے ناحق سے شکار کیا یہ اسی افسوس مین تھے کہ دیکھا

سامنے سے گرد اوڑی اور ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا دلمین سوچے کہ عجب نہین ہے
جو یہ آہو اسی کا صید ہو لیکن اوس نقابدار نے جو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور آہو ذبح کیا ہوا
پڑا ہے اسے نہایت غصہ آیا اور کہا اے شخص اس سے بھیک مانگا کر شکار نہ کھیلا کر کوئی
تلوئی بندہ خدا ترس کھا کر دیدیا کریگا تیرا مطلب ہو جائیگا یہ کھڑے ہو گئے اور اوس سے عذر
کرنے لگے اوس نقابدار کو اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ بس اسکی سزا یہ ہے
کہ اس آہو کو اپنی پشت پر لادو اور رسئے ہوئے میرے سامنے سے چلا جا صفدر شیر دل
بھلا ایسی گفتگو کا کب عادی ہے نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین بھی صید کیا تھا تو اب صید کیا
دیکھون تو تو میرا کیا کر لیتا ہے ہمتو عذر کرتے ہین مگر تو مانتا ہی نہین بڑا کج فہم ہے یہ کہتے
ہوئے پشت مرکب پر پہونچے نقابدار سفید پوش نے کہا کہ گردن نہین نیچی کرتا اور زبان
لڑاتا ہے شرط کہ زبان تیری کاٹ ڈالون صفدر شیر دل نے آواز دی کہ تجھے
قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کمی نکرنا بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نیمچہ کمر سے کھینچکر
سامگدر کے حوالے کیا سکندر نے چپ سے بند دست اسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے
کمر زنجیر کا بند پکڑکر سن سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر ماردون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوجائین
کہ یکایک بند نقاب ٹوٹا اور اک روشنی ہوئی نگاہ جو پڑتی ہے ہوش اوڑ گئے یہ معلوم ہوا کہ
ابر ہٹ گیا اور چاند نکل آیا دیکھا کہ مرد نہین بلکہ اک لڑکی تیرہ چودہ برس کی آفت ہوش بلائے جان
ہے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے ہاتھ مین رعشہ ہوا دل بیقابو ہو گیا بے اختیار نقابدار ہاتھ سے
چھوٹ گیا بس نقابدار نے جو رہائی پائی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کیطرف روانہ ہو گیا
صفدر شیر دل دل پکڑ کر رہ گئے جب نقابدار دور نکل گیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہائے یہ ظالم دل تو
لئے جاتا ہے اور پتہ اسکا معلوم نہین انجام مین رونا پڑیگا اور کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے جلد ہی
مرکب کو جولان کیا اب جو دیکھتے ہین تو گرد کا بھی پتہ نہین کچھ دور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے گئے
لیکن آگے بڑھکر ریگ ملی کہ نشان سم کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا شام کو مجبور و ناچار وہان سے پلٹے
گھر تک آنا دشوار ہو گیا صید بھی وہین چھوٹا خود شکار تیر محبت ہو گئے اوس آہو چشم نے اپنا
سودائی و وحشی بنادیا چوکڑی بھول گئے سارے باگین جاتے رہے آہین کرتے ہوئے
مکان پر آئے بادشاہ کے یہان بھی نہین گئے قصد کیا کہ پھر بہر تلاش جاؤن لیکن ساتھ ہی یہ
خیال آیا کہ ابتک ڈھونڈا تو کیا پایا اور اب ڈھونڈے تو کیا پاؤگے جسکا نشان نہین معلوم
اوسکا پتہ کیونکر ملے خادم نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے فرمایا ہمین بھوک نہین ہے
اسوقت کچھ نہ کھائینگے اور مسہری پر لیٹ رہے تصور طلعت کا بندھا ہوا ہے ایک تصویر سے
کہ آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے دل سے کہتے ہین کہ ارے تو نے اوسوقت ایسا
بیکار کر دیا تھا کہ مجھے یہ خیال نہوا کہ اگر یہ چلا جائیگا تو کیونکر اسکا پتا ملیگا ہائے کاش
مین بھی ساتھ ہی چلا جاتا اور خطا اوس سے معاف کراتا کہ مین نے اوسکے آہو
کو صید کیا وہ نہایت رنجیدہ ہوا ہوگا اور یقین ہے کہ اب اسطرف کبھی نہ آئیگا
کیونکہ زیر ہو کر گیا ہے افسوس کہ کسی امید کے بر آنے کی امید نہین بستر پر
کروٹین لے رہے ہین مگر نیند نہین آتی کسی پہلو چین نہین پڑتا کبھی وہ اشعار عشق آمیز

زبان پر جاری ہوتے ہین کہ جنکے مطلب اپنے حال زار کے موافق ہین

غزل

دوست بنکر دیگا دھوکا دشمن جانی مجھے
دے لگی اطمینان سے نے کیا پریشانی مجھے

جب کہا دل نے ملی الفت مین حیرانی مجھے
بول اٹھی چشم تماشا دی پریشانی سے مجھے

جستجو دل کی رہے یا ہو تلاش دلربا
ہے محبت آئین بہر صورت پریشانی مجھے

ای دل اس حالت مین فکر راز پوشی ہے عبث
جبکہ آئینہ بنا دے میری حیرانی مجھے

مست آنکھون نے تری اس درد لگو مین کب تک بچاؤن
جسنے بیخود ہو کے سونپی ہو نگہبانی مجھے

بچکے چلنے سے ترے دست ہوس ہوگا دراز
داغ بدنامی نہ دے یہ پاکدامانی مجھے

جستجو کرنے نہ دیگا گم شدہ دل کی کبھی
او دغا پیشہ یہ انداز پریشانی مجھے

ای دل اظہار وفا پر آزمایش اسنے کی
دیکھون کیا کیا زحمتین دے تیری نادانی مجھے

عشق کا آزاد کردہ کب ہے پابند رسوم
شرم رسوائی نہ اب ہے ننگ عریانی مجھے

آہ سوزان کا برا ہو ہے عجب الٹا اثر
پھونکے دیتی ہے یہ میری آتش افشانی مجھے

خنجر قاتل گلے مل لے تو نے جہان اے اجل
دوست رکھتا ہے بہت اگ دشمن جانی مجھے

جستجو اسکی ہے جسکا لگا ہین کوئی پتا
ٹھوکرین کھلوائیگی یہ میری نادانی مجھے

میرا جادہ بیخودی ہے میری منزل گمرہی
پائیگا تھکا کے کیا غول بیابانی مجھے

الحذر اظہار شوق قتل سے اتنا خیال
کشمکش مین ڈالدیگی یہ گرانجانی مجھے

خود کشی سے ہے وہ بہتر تم گلا کاٹو اگر
ورنہ کیا آتی نہین ہے مشکل آسانی مجھے

تو نے پھر اور دی نے آئینہ بنایا ہے مجھے
دیکھ لو حیران جسکو ہو پریشانی مجھے

آرزو یہ ہے سبب ہے قدر افزائی اہل ہنر
ورنہ کب مرغوب ہے اپنی غزلخوانی مجھے

اسیطرح مختلف اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین آنکھونسے آنسو جاری ہین اسی عالم مین شب گذاری صبح ہوئی نماز صبح پڑھی کہ فرض ادا کر لیا لیکن طبیعت تو ادہر ہی طرف رجوع ہے قلب قابو مین نہین ہے وظیفہ نام محبوب ہے غرضکہ جلدی سے منہ ہاتھ دھو کر فراغت کی اور پشت مرکب پر بیٹھکر پھر اسی صحرا کیطرف روانہ ہوئے کہ شاید پھر وہ محبوب دلنواز شکار کھیلتا ہوا اسطرف نکل آئے تمام دن تباہ رہے مگر ادھر کون آتا ہے شام کو پھر واپس آئے کس صورت سے کہ چہرہ زرد دلمین درد لب خشک آنکھ تر آج بھی دربار مین نگئے اخضران شاہ نے دو تین بار چوبدار کو مزاج پرسی کیواسطے بھیجا ہر مرتبہ کہلا بھیجا کہ سر مین درد ہے لائق اسکے نہین ہون کہ حاضر ہون انشاء اللہ بشرط صحت کل حاضر ہونگا لیکن دوسرے روز بھی جاتا کون ہے نوکری تو نقشہ بدار کی کرلی ہے ملازمت عشق سے فرصت ہو تو بادشاہ کا دربار کرین دن بھر صحرا کی خاک چھانتے ہین رات کو آکر پڑ رہتے ہین اخفائے راز مین جو جو مشکلین پیش آتی ہین انھین دل ہی جانتا ہے مگر رنگ کی غمازی اور بھی محنت ضبط کو رائگان کرتی ہے آنکھون کے حلقے چغلی کھاتے ہین نگاہون کی پریشانی جستجوئے دلرجانی کا حال بتاتی ہے اسی طرح جب دو ایک روز گزرے بادشاہ برائے عیادت آیا تو حید سر بلند بھی ہمراہ تھا دیکھا تو عجیب ہی حالت ہے طاقت اخضران پریزاد چونکہ مرد جہان دیدہ ہے سمجھ گیا کہ یہ تیر عشق کا نشانہ ہوا ہے خاموش ہو رہا اور طبیب خاص کو برائے علاج بھیجدیا لیکن یہ خبر بادشاہ کو روز ملتی ہے کہ یہ شکار کو ضرور جاتے ہین طبیب نے منع بھی کیا ہے کہ نقل و حرکت انکیواسطے مضر ہے مگر وہ سماعت نہین کرتے بلا ناغہ شکار پر جاتے ہین لیکن اب کچھ حال اس نازنین مہر تمکین کا سنئے کہ جو نقابدار سفید پوشش بنی ہوئی

صحرا مین نکل آئی تھی یہ دختر ہے ملک اخضران شاہ کی اور ملکہ ماہ سیما اسکا نام ہے باغ اسکا شہر سے علیحدہ ہے اور یہ وہین رہتی ہے آٹھوین روز باپ کے سلام کو شہر مین آتی ہے اور شوق صید افگنی اسے بچپن سے ہے حسب عادت یہ آہو کا پیچھا کیے ہوئے اسطرف بھی نکل آئی تھی یہان صفدر شیر دل سے ہرن کے بابت جھگڑا ہوا اور بند نقاب اسکا ٹوٹا تھا اوسوقت تو بسبب شرم کے یہ چلی گئی تھی لیکن اسنے بھی جب سے صفدر شیر دل کو دیکھا ہے طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ہے دل بے اختیاری کرتا ہے اکثر بیٹھے بیٹھے اولجھن ہوتی ہے تو کسی شغل مین جی نہین بہلتا لیکن شرم دنیا اور خوف رسوائی نے لب پر مہر سکوت لگا دی ہے پاؤنمین بیڑیان ڈالدی ہین اکثر قصد کیا کہ سیر و شکار سے دل بہلاؤن لیکن اس خیال نے باز رکھا کہ مبادا پھر کسی مقام پر اوسی ظالم کا سامنا ہو جائے اور بے اختیاری بڑھ جائے تو داغ بدنامی سے دامن نہ بچ سکیگا اور پاکدامنی آوارگی سے مبدل ہو جائیگی مان باپ بلکہ سارے خاندان کی عزت خاک مین ملجائیگی ایسی لڑکی کا مرجانا بہتر جو خاندان کا نام بد کرے اور بزرگون کے آبرو کی امانت دار ہوکر خیانت کرے خداوندا مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے اسلیئے کہ نہ تو بغیر اوسکے مین زندہ رہنا پسند کرتی ہون اور نہ اپنے خاندان کا نام ڈبونا چاہتی ہون علاوہ اسکے مین شاہزادی اور نہین معلوم وہ کون شخص ہے یقین ہے کہ رعایا مین سے ہوگا لوگ سنینگے تو کیا کہینگے اور ہجولیان جدا ہنسینگی کہ اگر کیا تھا تو اپنا ہمسر دیکھکر کیا ہوتا ایک اونے شخص کے ساتھ اپنی مٹی خراب کی حالانکہ مین نے سرسری نظر سے اوسکو دیکھا تھا لیکن خیر یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی معمولی شخص ہے اسلیئے کہ چہرہ سے اوسکے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے مگر وہ تو آدمزاد ہے اور مین پریزاد ہون یہ بھی میری آبرو کے خلاف ہے مگر یہ دل نادان تو کچھ سمجھتا ہی نہین بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
اون فریب آمیز نظرون نے یہ کیا سمجھا دیا

اسکو تو نہ خیال عزت ہوتا ہے نہ پاس رسوائی ہرچند سمجھاؤ مگر یہ اپنی ہی کہے جاتا ہے ایسے دل سے تو کاش نہ ہوتا شعر ہوتا ہے بیقرار حسینون کو دیکھکر ؛ ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل جب دو ایک روز مین پریشانی اسکی زیادہ ہوئی تو انیسون جلیسون مین سرگوشیان ہونے لگین کہ دو ایک روز سے کچھ ملکہ کی طبیعت پلٹ گئی ہے اونکی وہ نگاہ ہی نہین معلوم ہوتی یا تو ہمسے ہروقت کی چہلین ہنسی مذاق شغل چوسر وغیرہ کا ہوا کرتا تھا یا اب تو ایسی آدم بیزار ہو رہی ہین کہ کسی سے بات ہی نہین کرتین چپکی بیٹھی رہتی ہین اگر ہملوگ بیحیائی سے کبھی چھیڑتے بھی ہین تو فرماتی ہین کہ بیبیو میرے سر مین درد ہے مجھے بک بک نہین اچھی معلوم ہوتی اکثر سونے کے بہانے ہملوگون کو ٹالدیتی ہین مگر ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رات رات بھر جاگا کرتی ہین ادھر ہم پاس سے اوٹھکر علیحدہ ہوئے ادھر وہ مسہری پر سے اوٹھ بیٹھین معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسرار ہو گیا ہے اکثر منع کیا کہ جنگل کے جانورونکا اعتبار نہین انکا شکار نہ کیا کیجیے اسی پردہ مین آسیب بھر اکرتے ہین اور لوگونکو آزار پہونچاتے ہین مگر کسکی سنتی ہین دن دن بھر شکار کے پیچھے ہلکان رہتی ہین مردون کے شوق اختیار کیے ہین نمعلوم خدا نے انکو عورت کے جامہ مین کیون اوتارا خدا جانے کیا اسرار ہے

ابھی کوارا پنڈا اور جنگلون کا پھرنا آخر وہی نتیجہ پیش آیا کہ کچھ چھپتا ہوگیا جو بڑے بوڑھون کا کہنا نہ مانیگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن ایک آدجو اون مین ہوشیار تھی اوسنے کہا کہ بی بیٹھو تم ابھی ان باتونکو کیا جانو ملکہ صاحبہ کسی سے نین ملا کر آئی ہین مگر اب انجام کو سوچتی ہین آبرو کا خیال کررہی ہین بقول شاعر شعر غم صیاد و فکر باغبان سے ہے ✤ وہ دھڑکا ہے ہمارا آشیان سے ✤ کچھ بن نہین پڑتی ہے اس سے پریشان ہین یہ سب آثار عشق و محبت کے ہین دیکھو تو چہرہ کیسا زرد ہوگیا ہے تنہائی پسند آئی ہے لوگون کی صورتون سے بیزار ہین یہ نہ آسیب ہے نہ اسرار ہے یہ حضرت عشق کا جنون ہے ایک اور نے کہا بیوی زبان سنبھالو یہ بھی تمنے ہا شما تصور کیا ہو ایک شہزادی کی نسبت ایسا کچھ کہنا اچھا نہین اگر جھوٹ نکلا تو ناک چوٹی کٹیگی خدا جانے ملکہ کیا حال کریگی کیا تم اوسکے غصہ سے آگاہ نہین ہو اوسنے جواب دیا کہ تم ڈرو ہم نہین ڈرتے اور ڈرتی چڑیا تو ہم پہچانتے ہین یہ بات جھوٹ ہی نہین ہوسکتی دیکھنا وہی چار روز مین ساری قلعی کھل جائیگی یہ عشق کم ہوتا ہے نہین معلوم ہوتا جب زیادہ جنون سوار ہوگا تو نہ اپنی آبرو کا خیال ہوگا نہ ہجولیان کی شرم ہوگی یہی باغ ہوگا اور ملکہ ہونگی اور مردوا ہوگا دیکھو مین آج چھیڑونگی اور ان سب سے کہا کہ بیوی تمہارا اڑادیا ہے ہمتو اگر اپنی آنکھ سے بھی دیکھین تو ہرگز منھ پر نہین لائین کہ خوش ہوا ہوا جب شام ہوئی تو ملکہ صحن باغ مین چبوترہ پر آکر بیٹھی سب خواصین جمع ہوئین دیکھا کہ ملکہ کی ایسی حالت ہے کہ چپکی زانو پر سر خم کیئے بیٹھی ہے نہ کسی سے بات کرتی ہے نہ کسی کا جواب دیتی ہے ان سب نے آپسمین چشمکین کین اور ایک نے دوسری سے کہا کہ ذرا چھیڑو اور مزاج تو پوچھو جس عورت نے کہا تھا کہ مین ملکہ سے پوچھونگی وہی مخاطب ہوئی اور پاس آکر چٹر چٹر بلائین لیکر بولی کہ واری جاؤن آج کئی روز سے کیا خفگی ہے کہ نہ تو آپ بات کرتی ہین نہ ہنستی ہین نہ بولتی ہین دن دن بھر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین شام کو بھی وہی سنسان سے نہ کبھی گانے کا شغل ہوتا ہے نہ سیر باغ نہ وہ ہنسی نہ وہ چہلین آخر یہ معرکہ کیا ہے ملکہ نے کہا کہ میرا جی نہین اچھا ہے سر مین درد رہا کرتا ہے اکثر اوقات بخار بھی ہوآتا ہے اوسنے کہا کہ نصیب دشمنان بیچارے پوین سات سمندر اوس پار جب وائی بندی سے طبیعت کچھ ناساز ہوتی تھی تو ہم لوگون پر تاکید رہتی تھی کہ کوئی پاس سے نہ ہٹے ہم لوگ سب طرح سے دل بہلاتے تھے ہنسی مذاق گانا بجانا یہ تو عادت ہمیشہ کی تھی کوئی نئی بات نہین ہے لیکن اس مرتبہ تو کچھ اور ہی حالت ہے کوئی بات اگلی سی نہین اتنا کیا اسطرح طبیعت پلٹ گئی کہ ان تلوؤن تیل ہی نہین مین نہ مانونگی جو کچھ ہو صاف صاف کہیئے ملکہ نے کہا کہ زیادہ بک بک سے مجھے اولجھن ہوتی ہے اور ہجوم سے جی گھبراتا ہے ذرا ہٹکر بیٹھو اور گاؤ بجاؤ شاید میرا دل بھی بہل جائے یہ سنکر وہ پیچھے ہٹی اور دل مین کہا کہ دیکھو ابھی تمہارا اسرار احوال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ستار ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور ایک لڑکی نے جو خوش آواز تھی یہ غزل شروع کی

غزل

پایا سوا اے رنج تری دوستی سے کیا ✤ حاصل اب اور ہوگا تم دشمنی سے کیا

پاس اونکو غیر کا ہے مری دلبری سے کیا ✤ کام اپنے عیش سے ہے کسیکی خوشی سے کیا

اے دل اوٹھاوین عشق مین غیرت کہان وہین ✤ منظور تجکو وہ نہین اب ہے خوشی سے کیا

بڑھ بڑھ کے تم کہو جیسے وہ ہاکہین ہان الست
دشمن کو نجھ لگایا ہے تمنے اسی سے کیا

شتر پردو ہنھونکو محبت سے ہے تجسم اگر
اک تمکو آپڑی عہداوت مجھ ہی سے کیا

چھٹکر ہم اوسنے مثل حنا امین پا سے گئے
جو خوب پس چکا ہو اوسے کوئی پیسے کیا

پایا جو حکم مہدی لگانے کا غیر سے
ہم ہاتھ ملکے رہ گئے ہین بیبسی سے کیا

چھوٹے سے بھی تو وہ نہین آتے ہمارے گھر
ہوتی نہین کبھی غلطی آدمی سے کیا

یہ کیا کہ نام وصل سنا اور ہنس دیئے
کہنا ہو جو وہ صاف کہو دلگی سے کیا

تمیز کہین اثر نہو یہ خوف سے ہمین
ہو دررنہ چدرقیب تو اوسکی بدی سے کیا

اوس بیوفا سے ہمکو وفا کی نہین امید
ایگا فائدہ کوئی ظرف تہی سے کیا

اوسکی طرح نہین ہے ستمگر ہر ایک حسین
اب بدگمان ہو حضرت دل تم سبہی سے کیا

راضی رہین وہ ہمسے نہ سمجھین وفا شعار
مطلب ہے اپنے کام سے نام آوری سے کیا

چھوٹے نہین سماتا ہے پہلو مین ابتو دل
یہ تمنے کہدیا تھا تباؤ ہنسی سے کیا

نادان کی دوستی مین نہین فیض آرزو
دانا جو خام ہے وہ اوگیگا زمین سے کیا

یہ غزل جو ایک نازک اندام نے دردآمیز سروں مین گائی دل ملکہ کا بھر آیا اکثر اشعار کو اپنے حال سے مطابق پایا کہا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوسنے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

جب کام دل نکال سکین التجا سے ہم
باز آئے عرض حال مین شرم و حیا سے ہم

کیونکر نباہین اوس بت نا آشنا سے ہم
جسکا یہ قول ہو نہین ڈرتے خدا سے ہم

کل کیا فریب دینگے یہ اے ہمنشین بتا
اتنا کہ آج اوسکو بلا لین دغا سے ہم

وہ بت کسے ملیگا عطا ہوگا کسکو صبر
محشر مین یہ سوال کرینگے خدا سے ہم

عہد وفا مین دب کے کیا کیون معاملہ
ہین اس خراب حال مین اپنی خطا سے ہم

دل مانتا نہین شب وعدہ کسی طرح
ہر چند دبر ہے ہین بہت کچھ دلاسے ہم

مشتاق پھر اوسی کے ہین قابو مین کب ہے دل
بیتاب ہو گئے تھے تری تجسس صدا سے ہم

فرقت مین زہر کھانے سے پہلے یہ تھا ضرور
کر لیتے جان دینے کا شوری قضا سے ہم

کیا بس جو اونکے دل پہ نہو آہ کی اثر
لڑتے ہین اے جنون محبت ہوا سے ہم

کہنا یہ اونکا غیر کے کاندھے پہ رکھکے ہاتھ
دیکھو ادھر گھرے ہوئے ہین کس ادا سے ہم

آجائے رحم شاید اوسے اس امید پر
ظلم و ستم اوٹھا رہے ہین انتہا سے ہم

تھتمین سے کبھی دلکی تڑپ مین کمی نہین
تنگ آگئے ہین اس مرض لادوا سے ہم

ہے آج پھر اوسی شب فرقت کا سامنا
دلمین ڈرے ہوئے تھے بہت جس بلا سے ہم

محشر مین اپنے حال مین سب اور ہمین یہ فکر
سنتے اگر تو مانگ لین اونکو خدا سے ہم

جسکے جلے زہد کا میت پہ کیا سبب
کیا اب بھی جاگ اوٹھینگے تمہاری صدا سے ہم

انجام عشق مین وہی رسوائیان ہوئین
ڈرتے تھے جن خرابیونکو ابتدا سے ہم

پوچھو نہ یہ گذرتی ہے مر مر کے کسطرح
اب تک تو جی رہے ہین تمہاری دعا سے ہم

غیرت کی انتہا ہے محبت مین آرزو
پوچھے نہ جو ہمین اوسے مانگین جفا سے ہم

حسب فرمائش ملکہ جو ایک فتنہ دہر نے یہ غزل گائی اور جو پہلے دلبر ملکہ کے سبب حال اشعار سے نمک پاشی کی دل بیقابو ہو گیا قریب تھا کہ راز دل فاش ہو جائے اور یہ چیخیں مار مار کر رونیلگی مگر ملکہ نے اپنے تو سنبھالا غم کو ٹالا ادھر ادھر کی باتین کرنے لگی مگر دل نہین بہلتا اب اتنا ہوا کہ ملکہ ان لوگونسے مخاطب ہو گئی اور اکثر گوایا کرتی ہے عاشقانہ قصہ پڑھایا کرتی ہے لیکن بھید نہین کھلتا اسیطرح دو چار روز اور گذرے آخرکار دلسے باتین ہونے لگیں اور طبیعت اوسکا فیصلہ کرنے لگی کہ کچھ ہی کیون نہو مگر یہ آگ یون فرو ہوتی نہین معلوم ہوتی اور یہ لگی آب اشک سے ہرگز نہ بجھیگی ملکہ تنہا بیٹھی تھی اور دلسے کہرہی تھی کہ اے دنا عاقبت اندیش تو نے اوس آفت مین پھنسا دیا کہ جس سے نجات دشوار ہے افسوس مین کیون گئی تھی شکار کھیلنے جو اس بلائے عشق مین مبتلا ہو گئی یہ تو تنہائی سمجھکر باواز خفیف یہ باتین خود بخود کر رہی تھی اور ایک سہیلی دروازے کی آڑ مین کھڑی سن رہی تھی تمام باتین ملکہ کی سنی جب دیکھا کہ جوش گریہ نے سلسلہ گفتگو کو قطع کیا تو یہ سہیلی جلدی سے دوڑ کر قدمونسے لپٹ گئی ملکہ اسکے اچانک آپڑنے پر اچھل پڑی اور ایک دوہتڑ پیٹھ پر مارا کہ خدا کی سنوار ہو تم نے مجھے ڈرا دیا آخر تجھپر کیا آفت پڑی کہ تو اسطرح اچانک آپڑی کہ جیسے کوئی پیچھے دوڑا آتا ہے اسنے عرض کی کہ قربان جاؤن اوسیطرف آج پھر شکار کو چلئے جدھر اوس روز گئی تھین جسکے بعد سے پھر اب تک نہین لیکن ملکہ نے کہا کہ اوسطرف شکار سے کیا اور طرف نہین اور جب تو ساتھ نہین تھی اور مجھے خوب یاد ہے کہ مین تنہا گئی تھی تو تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اودھر شکار بہت ہے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ شکار تو نہین ہے اور گو مین ساتھ بھی نہ تھی مگر مین سنتی ہون کہ اگر وہان جا کر ایک صید بھی لائے تو زندگی بھر شکار کرنے کی ضرورت نہین رہتی اب تو ملکہ کچھ سہمی کہ معلوم ہوتا ہے یہ باتین میری سُن رہی تھی کہا اللہ رے دیدہ دلیل تو مجھپر بھی چھاؤن آتی ہے اور یہ تیری اوڑن گھائیان مین سمجھی خیر اب تو تجھے معلوم ہو گیا لیکن خبردار خبردار کسی کے سامنے منھ سے نہ نکالنا سیدھی ہو کر بیٹھ پاؤن سے سر اوٹھا زیادہ لپٹ جھپٹ سے میرا جی گھبراتا ہے یہ کہکر پاؤن سمیٹ لئے اور سر اوسکا ہاتھ سے ہٹا دیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور کہا کہ ملکہ اتنا تو مین سن چکی لیکن مفصل نہین سنا ہے چاہتی ہون کہ پھر سے بیان کیجئے ملکہ نے کہا اگر تیری طرح کوئی اور سنلے تو اور بھی راز افشا ہو اوسنے عرض کی کہ جب ہمین لوگون سے پردہ ہے تو آخر وہ کون ہو گا جس سے حال دل بیان کیجئے گا ملکہ نے اول سے آخر تک شکار کو جانا آہو کو تیر مارنا اوسکا چوٹیلا ہو کر بھاگنا ملکہ کا اوسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا راہ مین اک جوان کا اوس آہو کو ذبح کرنا اپنا غصہ کرکے مقابلہ کرنا اوسکا گھوڑے سے اوٹھا لینا اور بند نقاب ٹوٹنا اور ہاتھ اوس حریف کا تھرانا اپنا گر پڑنا اور جلد اپنے مرکب پر سوار ہو کر بھاگنا اور باغ مین آکر یہ حالت اوسکے عشق مین ہونا جب سب بیان کر چکی وہ سہیلی کہنے لگی کہ سبحان اللہ بی بی یہ بھی تمھارا ہی کام تھا کہ یا تو وہ غصہ تھا کہ اوسے قتل کئے ڈالتی تھین اور یا یہ عشق بڑھا یا ہے کہ بغیر اوسکے قرار نہین تم بھی وہ مزاج رکھتی ہو کہ تمھاری مہربانی اور غضب دونونسے خدا بچائے بھلا اگر اتفاق سے وہ تمھارے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تو کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ ہوتا کیا ہم بھی نہوتے اوسنے کہا خدا نکرے ایسی باتین منھ سے نہ نکالو مجھے وہم آتا ہے تمھاری الابلا مجھکو لگجائے یہ کہکر سات مرتبہ اپنا سر ملکہ کے سر سے اوتارا اور گرد پھری کہا کہ پھر آخر اس رونے دہونے سے تو کوئی فائدہ نہین ہے ایک بات پر آمادہ ہو جائیے یا تو اوس سے ہاتھ اوٹھائیے اس لگی کو آگ لگائیے اور یا مصرع بر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد دل کڑا کرکے اوس سے ملیئے اپنی جوانی کا مزا اوٹھائیے اس شباب کو یون خاک مین نہ ملائیے یہ زمانہ

کہ

گھڑی گھڑی نہین آتا ہے چند دنکی بہار ہوتی ہے ذرا آئینہ لیکر اپنی صورت زیبا کو تو دیکھئے کہ پہچانی نہین
جاتی ہے منھ زرد لب پر آہ سرد آنکھوں مین اشک بال پریشان جامہ کا ہوش نہین کھانا پینا سب چھوٹ
گیا ہے جیسے دشمن سودائی ہوگئے ہین بھلا سامنے اپنے والدین کے جائیگا تو وہ یہ حال دیکھکر کیا
کہینگے شعر ہوتے آفت سے کے ہین یہ پرکالے * تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے + نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر
مین قید کیجاؤگی باغ کا رہنا بھی چھوٹ جائیگا اور اگر کسی نے صلاح دی تو عجب نہین ہے کہ کسی امیر
رئیس کے ساتھ شادی کردیجائے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس کر تو تو سمجھاتی کیا ہے دلمین چھریان بھونکتی
ہے اسدنکو موت جبکہ شادی میرے دشمنونکی کسی دوسرےکے ساتھ ٹھہرے خدا کے لئے ایسی باتین نکر
اوسنے کہا کہ کیا جھوٹ کہتی ہون اسوقت سے انجام کو کیون نہین سوچھتی جو درست ہوتا ہے وہی جی جلا
کہتا ہے ملکہ نے کہا کہ بس جی ہی جلانا آتا ہے دل ٹھنڈا کرنا نہین آتا ہے اسنے کہا کہ دل آپکا وہی ٹھنڈا
کرینگے اتنا مین بھی کرسکتی ہون کہ پتہ معلوم ہو تو جاکر بلا لاؤن ملکہ نے کہا کہ جب پتہ بتادون تو تیرا کیا احسان
جیسے چاہون بھیجکر بلالون لیکن یہ تو سمجھ کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ مین شاہزادی اور پیرزادہ وہ
اگر ہوگا تو کوئی پردہ دنیا کا رئیس زادہ ہوگا اسلیئے کہ آدمزاد ہے طرہ اوسپر یہ کہ مین عورت ہوکر اوس
مرد کو بلاؤن اور وہ مرد ہوکر میرا خواہشمند نہ تھا ارے یہ کیسی اولٹی گنگا بہتی ہے اوسنے عرض کی کہ
غرض تمھاری یا اونکی بھوک بھی لگی ہے اور چاہتی ہو کہ نوالہ خود حلق مین داخل ہوجائے تو کیونکر
ہوسکتا ہے سچ کہا ہے کہ ان امیرونکی انوکھی باتین ہوتی ہین وہ سوچتی ہین جسکا نہ دنیا مین ٹھکانہ نہ دین
مین محبت تمھین ہی یاد ہے اور علاوہ اسکے کیا اوسے مکان کا پتہ بتا آئی تھین جو شکایت کرتی ہو تمھین
کیا معلوم کہ اوسپر کیا گذر رہی ہے کوئی فرد بشر تم ایسی حسین کو دیکھے اور پھر دل کو اختیار مین رکھے کہین ہوسکتا
ہے وہ بیچارہ بھی خدا جانے کس حال مین ہوگا جنگل کی خاک چھان رہا ہوگا روز اوس صحرا مین آتا ہوگا
دلسے کہتا ہوگا کہ ہائے اسی جگہ سے وہ سونے کی چڑیا اوڑ گئی مثل مجنون اوسکے حالت اوسکی جنون کو پہونچگئی
ہوگی بات یہ ہے کہ اپنی ایذا اسکو معلوم ہوتی ہے دوسرےکے دکھ کی خبر نہین ہوتی ملکہ نے کہا کہ مین تو
عورت ہون اگر فکر کرنا چاہون تو پتہ لگالون وہ مرد ہوکر کیا چوڑیان پہنے گھر مین بیٹھا رہتا ہے اگر تلاش کرتا
تو کیا باغ شہر نقش و نگار سے کہین منزلون پر ہے اوسنے فکر ہی نہین ہے خدا جانے کس پتھر دلکا
آدمی ہے اوسنے عرض کی کہ اچھا ہمارے آپکے کچھ شرط ہوجائے اگر وہ بھی صحرا کی خاک چھانتا
ہوا ملے تو تو شیدا آپکا ہے اور اگر خوش و مسرور مصروف سیر و شکار ہو تو آپ سچی ہین گھوڑے
منگائیے اور مجکو بھی ساتھ لیکر اوسی طرف کو چلیئے جہان اوس روز تشریف لیگئی تھین ملکہ نے
کہا بہتر ہے مگر شاید تیرا ہی کہنا صحیح ہو تو مجھے اوسکے روبرو ذلیل نکرنا اظہار محبت نہ کردینا
کہ مین اوسکی نگاہون سے گرجاؤن ذات مرد کی بڑی قابو پرست ہوتی ہے اگر اوسپر یہ ظاہر
ہوگیا کہ یہ مجھپر مرتی ہے جان دیتی ہے تو اور تنیگا دن رات چرکے دیگا اسنے عرض
کی کہ کیا مجال تو کبھی جو عاشق نہ بھی ہوا ہو اور پھر شوق مین ٹھوکرین کھاتا ہوا آکر سر ہی ٹیک
کرے اور ہاتھ جوڑے غرضکہ ملکہ نے اوسیوقت اپنے اصطبل سے دو مرکب کھلوائے
اور لباس زنانہ جسم سے اوتار کر پوشاک مردانہ پہنی چہرہ پر نقاب ڈالی اور اس ہمجولی کو
بھی لباس مردانہ پہنایا اور چہرہ پر نقاب ڈالکر مرکب پر سوار کیا اور خود بھی پشت مرکب پر
بیٹھکر روانہ ہوئی جاتے جاتے اوس ہمجولی سے کہا کہ اسے طناز مین تجھسے دو بدو ہوتی اور

اگر وہ ظالم کہین نظر آگیا تو دور سے سے مجھے دکھا فوراً باغ مین چلی آؤنگی تو اوسے لے آتا اسنے عرض
کیا کہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ جاتے جاتے جسوقت قریب دو کوس کے نکل گئی تو ملکہ نے کہا کہ
وہ مقام یہی ہے کہ جہان اوس صید افگن نے میرے مرغ دلکو صید کیا تھا مگر افسوس کہ اوسکا
آج پتہ نہین دیکھو مین نہ کہتی تھی کہ اوسے میری پروا نہین ہے ہائے یہ دل آیا بھی کس بیوفا پر
آیا طنناز نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ دشمنون کی عقل بھی جاتی رہی ہے کیا وہ ہر وقت اسی جگہ
بیٹھا رہتا نہ اوسکے گھر ہے نہ بار نہ کوئی پوچھنے والا نہ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے تمنے اوسکو
کوئی پتھر کی تصویر سمجھ لیا ہے کیا کہ جہان پر لگادی وہین رہگئی ہوش کی باتین کرو وہ ضرور
تمھاری تلاش مین ادھر تو سب سے پہلے آتا ہوگا اسکے بعد اور طرف تلاش کرتا ہوگا اور
مجھے یقین ہے کہ آج بھی آیا ہوگا دیکھو زمین پر جا بجا گھوڑے کی ٹاپون کے نشان معلوم
ہوتے ہین اب خدا جانے کہان ٹاپتا پھرتا ہے ملکہ خاموش ہو رہی کہ دیکھا ایکطرف سے
گرد اوڑی یہ معلوم ہوا کہ اک بگولا چرخ مارتا چلا آتا ہے طنناز نے کہا وہ آگئے اسنے تو
یوہین اٹکل پچو کہدیا تھا لیکن آواز سم مرکب ملکہ کے دلپر اولٹا اثر دکھانے لگی کہ دھڑکن
مین کمی ہونے لگی نگاہین جادۂ راہ بنگئین لیکن اسنے طنناز سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اگر
شاید وہی ہوا تو سمجھیگا کہ یہ میری تلاش مین نکلی ہے طنناز جھلاگئی اور کہا کہ ملکہ اگر
تابعدار کا معاملہ ہوتا تو خدا جانے مین کیا کیا کہتی لیکن اتنا اب بھی کہونگی کہ ہوش و حواس
دشمنون کے جاتے رہے ہین جو سوجھتی ہے اولٹی ہی سوجھتی ہے اوسے کیا معلوم کہ
وہ کون تھا اور یہ کون ہے اوسدن ایک نقابدار تھا آج دو ہین علاوہ اسکے اگر وہی ہی
سہی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ اوسیکی تلاش مین آئے ہین کیا کوئی گھر سے نہین نکلتا
ہے یہ بھی چور کے ڈاڑھی کا تنکا ہو گیا بس کھڑی رہو خبردار گھوڑے کو پیچھے نہ ہٹانا
تو دیکھو کہ مردوئے کو کیسا اونچا نیچا دکھاتی ہون تو سہی جو خود قبولے اور مجھسے پتہ پوچھے
تقریر ناتمام تھی کہ وہ بگولہ گرد کا شق ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار اسیطرف
چلا آتا ہے جب اور قریب آیا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ وہی ہے اور طنناز نے غور سے
دیکھا کہ آخر کیسی صورت ہے کہ جسپر ملکہ کا دل آگیا ہے جب نظر اسکی چہرہ پر اوس
سوار کے پڑی تو دیکھا کہ واقعی مین ایک جوان رعنا ہے بلکہ ابھی لڑکپن کا زمانہ باقی
ہے سبزہ آغاز ہو رہا ہے گلشن حیات مین بہار شباب کی آمد شروع ہو گئی ہے
انکھڑیان نشتر حسن و جوانی سے مخمور ہو رہی ہین مگر شوخی و شرارت بچپن کا ساتھ نہین
چھوڑنے دیتی ہے بوجب شہر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جوانی یار راہ
حقیقت مین یہ آفتاب اندھیرے گھر کا اوجالا ہے طنناز نے دل سے انصاف
کیا کہ جو حالت ملکہ کی ہوتی وہ تھوڑی سی بھی نہ وہ یوسف ہے کہ جو عورت ایک نظر دیکھے
یقین ہے کہ زلیخا وار جنس جان دیکر مشتری ہو جائے اور ملکہ کے عشق پر طعنہ زنی
ایسی تھی جیسے زنان مصر نے زلیخا پر کی تھی مگر جب امتحان ہوا تو سب قائل ہو گئے شعر

یوسف مین تیز دستیون پر حسن کی گواہ ۔۔۔ چھریان ترنجون پر جو چلین ہاتھ سے کٹ گئے

وہی حالت یہان ہوئی کہ ہم سب کہتے تھے کہ یہ پریزاد کس طبیعت کی ہین کہ اوسپر

عاشق ہوئین جو غیر جنس سے ہے جسکی قوم کے حسین ہماری قوم کے حسینون کا مقابلہ نہین کرسکتے
مگر یہ انسان ایسا ہی ہے کہ جسکا حسن عالم افروز مسخر جن و انس ہے شعر

غیر ہمجنس ہو گر صحبت جانان ہوجائے
سایہ پڑجائے پری کا ہو بھی تو انسان ہوجائے

کہ یکایک نظر اوس سوار کی ان دونون نقابدارون پر پڑی جلدی سے مرکب قریب لایا
جیسا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے کہ اوس روز تو ایک ہی نقابدار تھا آج دو نظر آتے ہین اور ایک ہی
لباس ایک ہی وضع ہے گھوڑون کے رنگ مین فرق ہے مگر اوس روز والا مرکب نہین
معلوم ہوتا خدا جانے یہ نقابدار وہی ہے یا نہین اور شناسا اوسکے ہین یا نہین انسے پوچھون
یا نہ پوچھون کہ ایک مرتبہ طناز دل مین سمجھی کہ پوچھنے مین پس و پیش کر رہا ہے کہا کہ اے شہسوار
صید افگن کسکی تلاش ہے کیا کوئی آہو ادھر آیا تھا سوار نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے اپنے صید افگن
کی تلاش ہے جسنے مجھے صید کیا ہے لیکن عجب بیرحم تھا کہ بسمل بناکر چھوڑ گیا بستہ فتراک نکیا
طناز نے کہا کہ مینے سنا ہے آپ خوب نشانہ لگاتے ہین اور نہایت ذوق شکار رکھتے ہین
یہانتک کہ دوسرے کے صید کو بھی نہین چھوڑتے ہین شوق کے یہی معنی ہین معلوم ہوتا ہے
کہ آج ویسا کوئی صید نہین ملا جب ہی طبیعت پریشان ہے جسکو جو عادت پڑجاتی ہے وہ نہین چھوٹتی
اور جبتک اوسکی طبیعت کے موافق بات نہو دل پریشان رہتا ہے یہ سنتے ہی جو
نقابدار سفید پوش نے کہی صفدر شیر دل نے گوہر مدعا کو صدف دل مین پایا خوشی کے مارے
قریب تھا کہ روح نکلجائے کہا اے نقابدار برائے خدا اتنا بتادے کہ تم دونون مین سے
وہ کون ہے کہ جسکا مین گنہگار و خطاوار ہون تاکہ مین اپنی خطا اوس سے بخشواؤن نقابدار نے
کہا کہ بس اسسے زیادہ تو ہوس نہین ہے یہ سنکر صفدر شیر دل خاموش ہو رہے کہ نہ انکار
بنتا ہے نہ اقرار عجب گومگو کا عالم ہے نقابدار نے کہا کہ سوچتے کیا ہو جواب دیا کہ ہوس تو
وہ چیز ہے جو سوا بڑھنے کے کم نہین ہوتی ہے لیکن مقدر مین جو ہوتا ہے ہونا وہی ہے
نقابدار نے کہا کہ ہم دونون مین سے وہ کوئی نہین ہے جسکی تمکو تلاش ہے لیکن
یہ بات تمھاری اسقدر مشہور ہوئی کہ ہمین بھی معلوم ہوگیا کہ صفدر شیر دل آہو تیر خوردہ کو
خوب صید کرتے ہین واقع مین یہ بھی ایک کمال کی بات ہے اسلیے کہ یون تو جب صید
قائم ہوتا ہے اوسوقت نشانہ لگاتے ہین اور چوٹ کھایا ہوا آہو تڑپتا اوچھلتا جاتا ہے
کسی جگہ قرار نہین لیتا ہے اوسپر نشانہ لگانا سخت دشوار ہے آپ شرمندہ نہون مین
حقیقت مین تعریف کی راہ سے کہتا ہون اسکی باتین صفدر شیر دل کو بہت ستاتی ہین
بھلا یہ ان باتون کے کب عادی تھے یہ لوگ ہوا سے لڑنے والے ہین مگر حضرت عشق
کیا ظالم ہین کہ شیر کو بکری بنادیا ہے اتنا تو کہا کہ اے نقابدار ایک امر اگر دہوکے مین
ہوگیا تو تو بار بار اوسکا طعنہ دیتا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ تو اوس آفت جان کے
متوسلین مین سے نہو ورنہ اس عربدہ دہنی کی وہ سزا دیتا کہ تو زندگی بھر بات کرنے کو
ترستا بس اب خبردار ایسے کلام زبان پر نہ لانا اتنے مین نقابدار نے مرکب کو پیچھے ہٹایا
لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ لعنت ہے اوس زندگی پر جو ذلت و خواری سے بسر ہو
بس اس زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ ذرا ذرا سے نقابدار مفلوک روزگار مجھے طعنہ

صید کا دین اور سنون اور پاس سے اپنے محبوب جانی کے کچھ نبولون خیر اپنے اوپر تو بس ہے کہ چاہے زندہ رہین یا نرہین یہ کہکر خنجر کھینچا اور چاہا کہ آپکو ہلاک کردین کہ بس دوسیر نقابدار کود پڑا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا جہالت ہے ہنسی مین غصہ کرتے ہو وہ صید بھی تمھارا تھا مین بھی تمھاری ہی ہون یہ کہکر نقاب چہرہ سے اوٹھا دی طناز تو دانت پیسکر رہگئی کہ بس آن ہان ہوچکی خودکشی کرنے دی ہوتی نقاب اوٹھا دینا کیا فرض تھا یہ تو گھوڑا اوڑاکر روانہ ہوگئی کہ لو بی بی مبارک اب میرا کیا کام ہے لیکن نظر صفدر شیر دل کی جو اوس مہر عالمتاب حسن وجمال پر پڑی ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے دلمین قوت آگئی بے اختیار گھوڑے سے کود پڑے ادھر ملکہ ماہ سیما مرکب سے اوتری دونون گلے ملکر اسطرح روئے کہ یہ معلوم ہوا دو ابر ملکر برسنے لگے ہچکیان بندھ گئین جسوقت وہ جوش گریہ کم ہوا صفدر شیر دل یعنے سکندر رستم خو نے ملکہ سے کہا کہ اب بھی خبر لی تو بڑی بات کی ورنہ ہمتو سمجھے تھے کہ جسوقت خبر مرگ سنوگے اوسوقت شاید اسطرف آجاؤ کہ چلکر جنازہ اوس کشتۂ حسرت کا دیکھ لین ملکہ نے کہا خدا کے واسطے ایسی باتین نکرو اور اس دکھے ہوئے دل کو نہ دکھاؤ خدا وہ دن نہ دکھائے بلکہ تمھارے سامنے مجھے ساتھ غیرت کے اوٹھا لے کہ رسوائی سے بچون مجھے البتہ اپنے جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ اے ملکہ جن باتون کو مجھے منع کرتی ہو خود وہی باتین کرتی ہو بس اب ایسی فال بد منھ سے نہ نکالنا ورنہ تم تو زبان سے کہتی ہو مین کرکے دکھا دونگا اور ابھی گلا کاٹ کر جان دیدونگا ملکہ ڈر گئی کہ مزاج بیڈھب ہے ایسا نہو کہ پھر خنجر کھینچ لے اس سے کیا بعید ہے ابھی کی بات ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالا ہوتا سکندر نے کہا کہ یہ دوسیر نقابدار تمھارے ساتھ کون تھا تمنے واللہ تمھارے خیال سے چھوڑ دیا ورنہ زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا ابھی غصہ گیا نہین ہے وہ میری وزیرزادی ہے نہایت شوخ چنچل ہے اوسے واقعہ تمھارا معلوم ہوچکا تھا تمسے ہنس رہی تھی تمھارا ہی تھی جان جان کر غصہ دلا رہی تھی جانے دو اب یہان تمسے میرے باغ مین چلو آرام سے بیٹھو جب جی چاہے چلے آنا یہان ٹھہرنا اچھا نہین سکندر نے کہا کہ چلو اور پشت مرکب پر بیٹھکر ملکہ کے ساتھ ہوئے گویا راہ ہی تک رہے تھے بلکہ خود یہ پوچھا چاہتے تھے کہ آخر تم رہتی کہان ہو اور نام تمھارا کیا ہے کس خاندان سے ہو لیکن جب ملکہ نے چلنے کی صلاح کی تو خاموش ہو رہے کہ اب وہین جاکر دیکھا جائیگا یا راستے مین پوچھ لینگے اتنا تو سمجھ بھی چکے ہین کہ یہ کوئی شاہزادی ہے جب تو اسنے نقابدار ثانی کو اپنی وزیرزادی بتلایا غرضکہ یہ دونون مرکب پر ساتھ ساتھ چلے راہ مین بار بار کہتے جاتے ہین کہ تمنے بند نقاب باندھ لیے ہین میرا جی گھبراتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ تمھین کچھ اپنی رسوائی اور میری رسوائی کا خوف بھی ہے اگر کوئی شناسا ملجائے تو کیا ہو جواب دیا کہ اس صحرا مین کون ملیگا ملکہ نے کہا کہ تم کیونکر ملگئے اگر اسی طرح کوئی برائے صید و شکار آیا ہو وہ دیکھ لے اور راز فاش ہو جائے تو کچھ بنائے نہ بنیگی غرضکہ اب سکندر رستم ملکہ کے ہمراہ اسکے باغ کی جانب چلتے ہین انکو راستے ہی مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کی بیان ہوتی ہین۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد مارے جانے روئین تنون کے اور شکست کھاکر بھاگ جانے سموات شاہ کے ایک مہینہ کے بعد سرداران زخمی کو صحت ہوئی ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور و لندھور ثانی زخم ان سب کے اچھے ہوئے اور سبنے غسل صحت کیا حاضر دربار فلک وقار صاحبقران ثالث ہوئے صاحبقران نے بعد مزاج پرسی ارشیون پریزاد کیطرف دیکھکر فرمایا کہ تھوڑا زمانہ ہوا جو نامہ آپکی والدہ کا برائے کمک آیا تھا اوسمین تحریر تھا کہ کچھ دیوان سرکش نے خروج کیا ہے اور بارادہ بربادی بہارستان قاف آتے ہین مین نے اوس کے جواب مین اپنی حالت اور آپ لوگون کے زخمی ہونے کی کیفیت سب تحریر کردی تھی نہین معلوم وہان کیا گزری یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نہایت پریشان ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ ہرچند یہ وقت علیحدہ ہونیکا نہین ہے کہ حضور اس مقام خوفناک مین قیام پذیر ہین اور حالت ایسی نازک ہے کہ آنکھون سے معذور ہین لیکن میرے واسطے بھی یہ وقت نہایت صعب و دشوار ہے امیدوار ہون کہ مجھے رخصت عنایت ہو تاکہ حالت بہارستان قاف کی جاکر دیکھون کہ وہان کیا ہوا اگر خدانخواستہ کسی قسم کی بے حرمتی ہوئی تو والد ماجد کی روح سے کیا شرمندگی ہوگی اور زمانہ مجھے کیا کہیگا کہ جسکا فرزند بارگاہ صاحبقرانی کا بیٹھنے والا ہو اوسکی مان کی یہ بیعزتی ہو مجھے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے اگر ایسے وقت مین بھی جاکر وہان کی خبر نہ لون فرمایا ہمارا تو خدا حافظ ہے جیتے سے سیر بیٹھے ہین اپنے کو مردون مین شمار کرلیا ہے جیسی گذرے گی تحمل مین گے لیکن تمہین یہی مناسب ہے کہ جہانتک ہوسکے جلد جاؤ اور بہارستان قاف کی خبر لو ہم مین رنجیدہ ہرگز نہین بلکہ میری خوشی یہی اور نہ جاتے تو مجھے ملال ہوتا افسوس کہ آنکھون سے مجبور ہون ورنہ یہ نوبت بھی نہ آنے پاتی کہ تم سے ذکر ہوتا مین خود اب تک جا چکا ہوتا ساتھ ہی فرہاد خان یک ضربی نے بھی عرض کی کہ حضور میرا معاملہ اسسے زیادہ نازک ہے اس لیئے کہ یہ فرزند اونکے بطن سے ہین میرا جانا ہی اگر کوئی بھی کریگا تو دلمین رہ نہین سکتی لیکن میرا نہ جانا بہت برا ہے زمانہ یہی کہیگا کہ سوتیلا لڑکا تھا اوسے کیون خیال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اسکے بعد فرسنگ بن لندہور نے عرض کی کہ جو امر عمو صاحب ارشاد فرماتے ہین یہی بات قریب قریب میرے واسطے بھی ہے کہ اگر ہم بطن بھائی کا بیٹا ہوتا تو اسوقت بدرجہ ضرور شریک ہوتا اور والد ماجد تو تپ ایسی شدید ہے کہ وہ جا نہین سکتے فرمایا تم بھی جاؤ فرسنگ بن لندہور بھی سلام کرکے رخصت ہوا لیکن لندھور ثانی جیسے اچھے ہوئے ہین اوسوقت سے تپ ایسا گھیرا ہے کہ ہوش نہین ہے یہ وجہ ہوئی انکے لشکر مین رہجانے کی ورنہ یہ بھی جاتے لیکن ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی یہ تینون جانبخیمے اپنے اپنے لشکرون مین آئے اور پندرہ پندرہ سردار انتخاب کرکے ساتھ اپنے لیئے اور جانب صحرا روانہ ہوئے جسوقت لشکر سے دور نکل آئے تو ارشیون پریزاد نے ایک تعویذ

بازو سے کھولا کہ اوسمین موئے سر دیو تھے اونکو نکالکر منھ کی بھاپ دی اوسیوقت ایک ہوا
سناٹے کی چلی اور ایک دیو سر چہار منھ پہاڑ جانب ہوا سے زمین پر اوترا اوسکے بعد او
بہت سے دیو آنا شروع ہوئے دیو اول کہ سردار ان سبکا ہے نام اسکا دیو ہمیت ہے
سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے ارشیون پریزاد نے کہا کہ بہارستان
قاف کی کیا خبر ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ نامہ والدہ ماجدہ کا خدمت صاحبقران مین برائے طلب
مدد آیا تھا اور اوس نامہ مین تحریر تھا کہ دیوان گلستان عدم نے بہارستان قاف پر
چڑھائی کی ہے تجھے کچھ معلوم ہو تو بیان کر دیو ہمیت نے عرض کی کہ مین بالکل آگاہ نہین اسلئے
کہ جب سے مین آپکی خدمت کے لیے آزاد کیا گیا اوسوقت سے میرا کام یہ ہے کہ جہان آپ
ہوتے ہین وہان پوشیدہ مین بھی رہتا ہون کہ نہ معلوم کسوقت یاد کیا جاؤن تو جانے مین عرصہ
نہو فوراً حاضر خدمت ہو جاؤن جیسے آپ بیابان نہ طاق مین ہین مین بھی وہین ہون سب لڑائیان
تمام معرکہ میرے آنکھون سے دیکھے ارشیون نے کہا خیر تو ہمین جلد لے چل کتنے دیو تیرے
ہمراہ ہین دیو ہمیت نے کہا کہ وہی پچاس دیو جنمین افسر کیا گیا ہون ارشیون پریزاد
اسکی گردن پر سوار ہوئے اور دیوون نے فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور
و دیگر سرداران ارشیون کو جنہین انتخاب کرکے ساتھ لیتے آئے تھے گردنون پر سوار کیا
اور بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن
اب یہان سے داستان ملک سمواتیہ کی پھر آغاز کی جاتی ہے
کہ جب سموات شاہ معہ لشکر فراوان ہاتھ سے نقابدار سرخپوش کے شکست
کھاکر بھاگا ہے ہزیمت خوردہ اپنے شہر مین آیا تھا اور چند نامہ برائے طلب مدد جابجا روانہ
کیئے تھے اور اونمین حالت تباہی اپنی تحریر کی تھی حسب الطلب اسکے تین سردار اپنے اپنے
ملک سے چلے کہ اونسے اور سموات شاہ سے علاوہ مذہبی ہمدردی کے دوستی قدیم تھی چنانچہ
ایک اونمین سے جمہور صید افگن کہ سردار زبردست و بہادر و مرد سنجیدہ ہے اور دوسرا
جرجیم شیر صورت اور تیسرا قمقام کرگدن سوار ہے اولاً اول جمہور صید افگن
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا سموات شاہ نے اسکا استقبال کیا لشکر جمہور کا اوترا
بعد اوسکے جرجیم شیر صورت ایک لاکھ سوار سے پہونچا اسکے بعد قمقام کرگدن سوار ایک
لاکھ سوار سے آیا بعد مہمانداری ایک روز سموات شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام سردارون
کا مجمع ہے سب اپنے اپنے کرسیون زرنگون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ قمقام کرگدن سوار نے
کہا کہ کچھ حالات گزشتہ اپنے بیان کیجیے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کا کیا عنوان ہے اور اون اندھون
نے سرداران بینا کو کیونکر مارا ہے سموات شاہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی
اور کہا کہ وہ اندھے بھی آنکھون والون سے بہتر ہین کہ عیار کی آواز پر مقابلہ کیا اور آفات
مردار خوار سے سردار کو چیر کر پھینک دیا علاوہ اسکے کمک اونکی برابر آتی رہتی ہے انتہا
یہ ہے کہ دو برد مین تن پہلوان جنکو خداوند نے بھیجا تھا کہ یہ غضب خداوند ہین انھون نے
پہلے تو سب سرداران کو زخمی کیا لیکن آخر بن مغضوب خداوند ہو گئے کہ ایک نقابدار مغلوک
روزگار جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اس بُری طرح ذلت دیکر دونون روئین تنون کو مارا ہے کہ

کہ جیسے کوئی مٹی کے کھلونے اڑا کر توڑ ڈالتا ہی اوسکے بعد ایسا لڑا ایسا لڑا کہ سات کوس تک میرے
لشکر کو بھگا تا چلا آیا یہ سنکر ان سبکے جی چھوٹ گئے مگر جب سمٰوات شاہ نے بیان کیا کہ اگر
اوسکو پنجہ نہ کھینچتا تو اوسی روز اس ملک کا خاتمہ ہوگیا ہوتا یہ سنکر ان سبکو اطمینان ہوا
اور ان سرداروں نے کہا کہ بالفعل میدان خالی ہے چلکر لشکر کا خاتمہ کر دیجئے یہ سنکر ابلیس
مکار عیار طرار نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو غلام سرداران اسلام کو گرفتار کر لائے اور آپ صاحب
یہین بیٹھے اونکو قتل کرنا شروع کیجئے جو کام بسہولت حاصل ہو اوسکو دقت مین کیون ڈالئے
اگر لشکر کشی کیجیئگا پھر وہی فسادات برپا ہونگے ہر طرف خبر مشہور ہوگی پھر کوئی نہ کوئی مدد کے
واسطے آجائیگا یہ رائے سمٰوات شاہ کو پسند آئی ہر چند کہ قمقام کرگدن سوار و حزم
شیر صورت نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین ہے اور اگر عیار ہی سے کام لینا تھا تو ہم لوگونکا
بلانا بے سود تھا لیکن سمٰوات شاہ نے کہا کہ بالفعل خداوند اپنے بندون سے ناراض ہو رہے
ہین خود ہی مسلمانون کو اندھا کر کے بٹھالا اور خود ہی ایسا زور دیدیا کہ اونھین اندھون نے
بڑے بڑے آنکھون والون کو مارا اور یہ بھی نہو التو کمک بھجوا دی اس سے بہتر یہی ہے کہ
یہ عیار نہایت ہوشیار ہے لندھور ثانی کو بھی گرفتار کرلایا تھا اس کام کو بھی یہ بخوبی انجام دیگا
یہ سنکر قمقام وغیرہ خاموش ہو رہے اور مہتر ابلیس مکار نے کچھ سامان طلب کیا اور صورت
اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور نام اپنا ہرمز شامی رکھکر براہ دریا جہاز پر بیٹھکر بیابان
نہ طاق کی جانب روانہ ہوا جسوقت جہاز اسکا بیابان نہ طاق مین پہونچا دن تھوڑا تھا جہاز
نے لنگر کیا اور ہرمز شامی جہاز سے اوترکر داخل لشکر اسلام ہوتے تھا لوگون نے روکا اور کہا
کہ بالفعل صاحبقران زمان کا حکم نہین ہے کہ کوئی شخص غیر ہمارے لشکر مین آئے کیونکہ زمانہ
پرآشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار مکار فریب دیکر کام اپنا کر جائے یہ سنکر ہرمز شامی
نے کہا کہ مین ملک شام کا رہنے والا اتنی دور سے برائے قدمبوسی صاحبقران آیا ہون اور بے
نیل مرام واپس جاؤن دل میرا کیا کہیگا اور یہ نقصان میرا مجکو کیونکر سنبھلنے دیگا ان لوگون نے
کہا کہ ہم حکم صاحبقران سے مجبور ہین اوسوقت ہرمز شامی نے کہا کہ ہمتو سنتے تھے اہل اسلام
مین محبت بہت ہوتی ہے مگر معلوم ہو گیا کہ وہ حمیت صاحبقران ثانی کے زمانے تک کچھ باقی
رہی اور اب صاحبقران ثالث کے وقت مین بالکل جاتی رہی ہین تو آج سے اس مذہب
کو ترک کرتا ہون اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلونگا اتفاقاً اوس طرف سے جبرئیل عادی
آتے تھے اونھون نے جو یہ باتین ہرمز شامی کی سنین دلمین سوچے کہ یہ یہان سے جاکر
صاحبقران کو بدنام کریگا کہا ٹھہرو مین تمہاری اطلاع کرتا ہون اس نے کہا نام حضور کا کیا
ہے کہا مجھے جبرئیل عادی کہتے ہین اس نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ آپ مین وہ
بات نکلی جو ملازمان صاحبقران ثانی مین تھی خدا آپکو جزائے خیر دے لیکن جبرئیل عادی
موٹے آدمی عقل کے گول ہین خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور ذکر سوداگر کا کرکے
بہت کچھ تعریف اوسکی کی اور عرض کیا کہ وہ قدامت ظاہر کرتا ہے اور اشیاء عمدہ لایا ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ جسوقت ہرمز شامی ہمراہ جبرئیل عادی کے سامنے
صاحبقران کے آیا سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ نام تمہارا کیا ہے

اور کہان سے آنا ہوا اس نے عرض کی کہ غلام کو ہرمز شاہی کہتے ہین مین اپنے مکان سے
آتا ہون بہت زمانے سے آپ صاحبون کی قدمبوسی نہین حاصل ہوئی تھی بالفعل یہ خبر گوشزد
ہوئی کہ حضور یہان نواح مین تشریف رکھتے ہین غلام حاضر ہوا کچھ اشیاء لائق حضور
دستیاب ہو گئے ہین وہ پیش کرون اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت مین بہت رہتا تھا
جب لشکر اسلام مین آتا تھا تو اونہین کی خدمت مین حاضر رہتا تھا اونکے خلق و مروت
کا کیا بیان ہو سکے ہمیشہ میرا خیمہ اپنے بارگاہ کے متصل برپا کرا دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ
یہ سوداگر ہے اشیاء نادر اسکے پاس ہین ایسا نہو کہ شبکو کوئی چور اپنی کاروائی کرے
تو یہ ٹھکانا نہ رہیگا اسی سلسلے سے مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا لوگ مجھے آنے نہ دیتے
تھے اگر یہ مہر شریف حضرت علی ہادی کی نہ دکھلاتے تو یہ غلام بے نیل مرام واپس جاتا اور
بہت نقصان ہوتا فرمایا یہان سے کہان کا قصد ہے اسنے عرض کی کہ یہان سے بصرہ کا ارادہ
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہرمز افسوس کہ تم ایسے زمانہ مین آئے جبکہ ہم اپنی
آفت مین مبتلا ہین جان سے جاتے ہین تو ہرمز اب ہمکو کون پوچھے آنکھین ہین نہین علاوہ اس کے
ہر وقت موت پیش نظر ہے یہان کچھ تحفہ لائے ہو تو وہ دیتے جاؤ یہ فرما کر رونے لگے اور
ارشاد کیا کہ مجھے تم سے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ تم لشکر مین قریب میری بارگاہ کے نہ رہو لیکن
مجبور ہون اگر کوئی افتاد پڑی تو ساری بدنامی میرے ہی سر ہوگی بالفعل تو تم سرحد لشکر کے
باہر خیمہ کرو لیکن گشت طلایہ کا تمہاری بھی حفاظت کریگا اور ہم تمہارے نقصان کے ذمہ وار ہین
کل دیکھا جائیگا ہرمز شاہی نے عرض کی کہ بہت خوب اور صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے
جہاز کے قریب آیا اور حکمنامہ اہل لشکر کو دکھا کر خیمہ قریب لشکر برپا کیا اور صاحبقران عالیشان
نے حکم دیا کہ گشت طلایہ کا خیمہ ہرمز شاہی کی بھی حفاظت کرے غرضکہ شب ہوئی اور ہرمز
شاہی داخل خیمہ ہوا اور دروازہ خیمہ کا بند کر کے نقب لگانا شروع کی اور عیار جو اسکے ساتھ تھے
اونمین سے دو عیار اور ساتھ لیئے اور آگے جا کر نقب مین تین راستے پیدا کیئے ایک کا سر خیمہ
صاحبقران مین توڑا اور دوسرا سر نقب کا خیمہ شہنشاہ گوہر کلاہ مین اور تیسرا سر نقب کا
خیمہ اسد ثانی مین نکالا کچھ رات باقی تھی کہ تینون عیار مکار باطمینان تمام مختلف خیمون مین
پہونچ گئے اول ابلیس مکار جو ہرمز شاہی بنکر آیا تھا خیمہ بدیع الملک مین پہونچا
اور دیکھا اسنے کہ بار بیدار اونگھ رہے ہین امیر ثالث آرام فرما رہے ہین پس اسنے پڑیا از
بیہوشی کے شمع پر مارے کہ دھوان اوسکا بارگاہ مین گھسا جو بیدار اونگھ رہے تھے چھینکین
مار مار کر بیہوش ہوئے پس ابلیس مکار قریب چھپر کھٹ کے آیا اور کیسہ عیاری مین سے ساڑھے
تین مثقال بیہوشی نکال کر ناک کے پاس لیگیا جیسے ہی امیر ثالث نے سانس لی اس مکار عیار نے
بیہوشی دماغ مین پھونک دی کہ امیر چھینک مار کر بیہوش ہوئے پس اسنے چادر عیاری کمر سے
کھولکر پشتارہ باندھا اور اوسی نقب کی راہ سے نکلکر خیمہ مین آیا اور اپنے ہمراہیون کا منتظر ہو کر
بیٹھا دیکھا کیا تھوڑے عرصہ مین وہ دونون بھی پشتارہ بدوش آئے ابلیس مکار نے تینون
پشتارون کو جہاز پر پہونچایا اور اوسیطرح خیمہ خالی چھوڑ کر ایک پرچہ لکھکر رکھدیا کہ باش اے اہل گروہ
مسلمانان و فرقہ خدا پرستان منم مہتر ابلیس مکار دیکھا تم نے کہ کیا کام کیا ہے مین اتنے بڑے

لشکر مین سے مقودی سردارون کو لیکر یون صاف نکلا جاتا ہون عیاران اسلام سے کچھ نہو سکا لازم
ہے کہ اسی دریا مین ڈوب مرین اور خود جہاز پر بیٹھکر ملک سمواتیہ کے جانب روانہ ہوا یہان
صبح کو جو خادم آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے داخل خیمہ ہوتا ہے کہ چلکر صاحبقران کو جگاؤن وضو کراؤن
کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا ہے آج مجھے بھی دیر ہو گئی ہے کہین خفگی نہ آئے کیونکہ یہی ایک کام
اسکے سپرد ہے کہ صبح کو جگا کر وضو کراتا ہے سجادہ بچھاتا ہے یہان آکر جو دیکھا کہ چھپر کھٹ خالی
پڑا ہے باری دار بیہوش پڑے ہین دہانہ نقب کا وا ہے اسنے شور کیا اور سر پیٹنے لگا باہر
جو لوگ تھے چوبندی سے دوڑ پڑے کہ کیا ہوا اسنے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کل جو سوداگر
آیا تھا وہ عیار تھا صاحبقران کو چرا لے گیا امیر ثالث کا پتا نہین کچھ عیاران اسلام بھی
بھی یہ خبر سنکر آگئے تھے اونھون نے جو دہانہ نقب کا وا دیکھا چالاک ثالث نیمچہ پکڑ کر نقب مین
کود اسکے عقب مین اور عیار بھی روانہ ہوتے تھوڑے عرصہ مین غل ہوا کہ شہنشاہ گوہر زاد
کو بھی کوئی لیگیا بعد اسکے اسد ثانی کی بارگاہ سے شور ہوا کہ یہان بھی نقب لگی ہوئی ہے
اور سردار غائب ہے عیاران اسلام ایک بعد دیگر نقب مین کود کود کر روانہ ہوئے اول چالاک
ثانی خیمہ مین نکلا دیکھا تو خیمہ خالی ہے جہاز بھی روانہ ہو گئے ہین بعد چالاک اور عیار مثل
برق ثانی و قران ثالث و سرہنگ مصری و ترک ختائی و کلیاد عراقی و کلیاد
عراقی یہ سب پہونچے وہان کسی کو نہ پایا اب سبنے اتفاق کیا کہ ہمزہ شامی کوئی عیار تھا
اور یہ کام اوسی کا تھا کہ ناگاہ ایک پرچہ ہوا سے خیمہ مین اوڑتے دیکھا دوڑ کر چالاک ثالث
نے اوٹھا لیا اور اوس پرچہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام ابلیس اسی منہ پر دعوائے
عیاری کرتے ہو کہ تم ایک لاکھ پیک تھے جس جا موجود ہون وہان سردار چوری جائین معلوم ہوا
کہ ابلیس نام عیار ہون دیکھو عیاری اسے کہتے ہین کہ پہلے مین لندھور کو لے گیا اور اب صاحبقران
کو لیے جاتا ہون یہ پڑھتے ہی چالاک نے پرچہ قران ثالث کو دیدیا اور کہا تو سہی چالاک
میرا نام جو اس کو بے سہی کرکے نہ ذلیل کیا ہو اور منہ اسکا نہ سیاہ کیا ہو یہ بھی جانب ملک سمواتیہ
روانہ ہوا اور اسکے عقب مین اور عیار چلے کہ انکا ذکر بر وقت آئیگا لیکن ابلیس مکار تینون پشتارے
ساتھ لیے ہوئے ملک سمواتیہ مین پہونچا اور جہازون سے اوتر کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے پہونچا
اور تینون پشتارے پیش کیے سموات شاہ نے کہا کیسے لایا اسنے عرض کی کہ جو لوگ رکن
دین اسلام تھے اونکو لے آیا ہون اب انہین قتل کرکے لشکر لیجائیے اور سبکو ایک روز مین قتل
کر کے چلے آئیے مگر انکے قتل مین تاخیر مناسب نہین ہے بادشاہ نے حدادون کو طلب کرکے
ان تینون سردارون کو اسیر غل و زنجیر کرایا اسکے بعد ابلیس سے کہا کہ اب ہوشیار کرا ابلیس نے
لخلخہ رفع بیہوشی سنگھا کر سبکو ہوشیار کیا صاحبقران ثالث نے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیا
ابھی تک وقت نماز کا باقی ہے مین اپنے خیال کے نزدیک آج بہت سویا اچھا پانی لاؤ کہ مین
وضو کرون سموات شاہ نے کہا کہ وقت نماز کا گیا لیکن وقت قضا کا آگیا ہو او خدا پرست آگاہ
ہو کہ تو پنجہ اجل مین گرفتار ہو گیا یہ بارگاہ میری ہے تیری نہین ہے مین ہون سموات شاہ
دیکھا تو نے خداوند کی قدرت نمائی کو کسطرح تجھے اسیر کرادیا کہ تجھکو خبر بھی نہ ہوئی تو نے بڑی
سرکشی پر کمر باندھی تھی لیکن اسوقت کی تجکو خبر نہ تھی دیکھ تو کسطرح تجکو قتل کرتا ہون کہ ماہیان دریا

مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین یہ کہکر تلوار اپنے نیام سے کھینچی اور اوٹھکر کہا کہ تجھے مین خود قتل کرونگا
صاحبقران نے فرمایا کہ مین خود زندگی سے سیر ہون اس جینے سے مرنا بہتر ہے کہ گرفتار ہو رہا ہون
زخمی ہو رہے ہین لوگ مدد کو چلے آتے ہین ہر ایک کا احسان ہو رہا ہے لیکن اس حرکت پر سموات
شاہ کے جمہور رصید افگن کو افسوس معلوم ہوا کہ ایسا بہادر شہرۂ آفاق اور اس بے بسی سے
قتل کیا جائے لطف یہ تھا کہ بہ میدان مقابلہ ہوتا جیسے خدا فتح دیتا بڑے شرم کی بات ہی کہ تیری موجودگی
مین یہ رکن دین اسلام اسطرح قتل ہو ساری خدائی مین بدنامی ہوجائیگی بس اپنے اوٹھکر ہاتھ سموات
شاہ کا پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی امر خلاف طریق و آئین زمانہ نہ کرنا چاہیئے پہلے اس خدا پرست کو فہمائش
کیجیئے کہ دین اکوان پرستی کو قبول کرے جب یہ نہ مانے تو شہر سے باہر دستور زمانہ کے موافق چبوترہ
ریگ کا بنوا کر جلاد سے قتل کرایا جائے یہ آپکو ہرگز زیبا نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے یہ سنکر
سموات شاہ نے ہاتھ روکا اور کہا کہ اے جمہور یہ لوگ ماننے والے نہین ہین انکو تو وہ دعوے
ہین کہ جنکا بیان کرنا بھی کفر ہے یہ تو کہتے ہین کہ ہم تمہارے خداوند کو مخلوقات مین سے جانتے ہین
اور اوسکو قتل کرینگے پھر بھلا جسکے ایسے خیالات ہون وہ اپنے مذہب سے کب روگردانی کرنے
والا ہے اور جسے بندہ سمجھتا ہے اوسے خدا کیون کہنے لگا اگر تمکو یقین میری بات کا نہو تو خود
سمجھا کر دیکھ لو مین اجازت دیتا ہون جمہور نے کہا کہ اے صاحبقران ثالث آپکو دین اکوان
پرستی کے قبول کرنے مین کیون انکار ہے فرمایا اے جمہور مجھے تو مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہے
مگر انصاف تیری بھی طبیعت مین نہین ہے جس شخص نے اور اوسکے بزرگون نے بڑے بڑے
خداوندیان برباد کردین وہ ایک ساحر کو کیونکر خدا تصور کرے اگر حیات میری باقی ہے تو انشاء اللہ
اکوان کی بھی قلعی کھلجائیگی اور جو لوگ اسوقت اوسکو سجدہ کر رہے ہین یہی اوسپر لعنت کرینگے
اور کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ بغیر وقت کسی کو کوئی قتل کرسکے اگر اکوان مین قدرت خداوندی
تھی تو دونون فرستادہ اوسکی ہور و تین تن تھے لقا بدار ہمرخیوش کے ہاتھ سے کیون مارے گئے
اور کسی نے اونکو بچا نہ لیا خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ وعدہ مدد کرلتے ہین اور مدد ایسی بھیجتے
ہین کہ کام نہین ہوتی اگر اکوان مین کچھ قدرت ہوتی تو جنگ کی ضرورت نہ تھی جسکا مارنا
مقصود ہوتا وہ بغیر لڑے بھڑے مرجاتا روح جسم سے نکل جاتی مگر وہ تو ایک ساحر ہے جہانتک
قوت سحر کام دیتی ہے وہانتک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور جہان سحر کا زور نہین چلتا وہان تقدیر
بدلتا ہے کیا تونے سنا نہوگا کہ زمرد شاہ باختری تقدیر اپنی مطلب کی کرتا تھا اور جب کام
بگڑ جاتا تھا تو کہتا تھا کہ مین نے تقدیر پلٹ دی ویسا ہی خدائے باطل یہ بھی ہے فرعون شاہ
کہ ساحر ہستمش کے زور پر خداوندی کرتا تھا جسوقت ساحر ہستمش کو عمرو نے دریا سے نکالکر مارا
ہے تو ساری خداوندی تشریف لیگئی آخر گرفتار ہوا اور دار پر کھینچکر اوسے تیرباران کیا
اسی طرح سے ہامان شداد کرود ہزار شکل چرخ گردان وغیرہ یہ سبھی تو خداوند
تھے لیکن سب کو صاحبقران اول و ثانی اور مین نے بحکم خدائے عزوجل واصل
جہنم کیا ایک روز اکوان کی بھی یہی حالت ہونا ہے جو زندہ رہیگا دیکھ لیگا ہم اگر نہ بھی ہونگے
تو ہمارے مقام پر اور کوئی ہوجائیگا ابھی لشکر اسلام مین بہت سے ایسے ہین جو لائق
صاحبقرانی ہین اب جو شخص میرے بعد صاحبقران ہوگا وہ لڑیگا کچھ ایسے کلمات

صاحبقران نے ارشاد فرمائے کہ جمہور کو سکوت ہوا جواب نہ دے سکا اسکے بعد وزیر ہوشمند
دانا نے کہا کہ اے بادشاہ تو متواتر سن چکا ہے کہ جس سرزمین پر خون ان خدا پرستون کا
گریگا وہ ویران ہو جائیگی اور پھر انکو قتل کرنا چاہتا ہے بہتر یہ ہے کہ میدان خونی کی تیاری کا
حکم دے اور بیرون شہر انکو قتل کر سموات شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی طیار
ہو کل ان خدا پرستون کو بیرون شہر قتل کرونگا کہ انکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار میرے
مارے گئے ہین اوسیوقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی جلادان مریخ صورت صاحبقران
ثالث کی قید ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور دوسرے روز بادشاہ بھی مع سرداران فوج
ولشکر بسیار ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا جلادون نے چبوترہ ریت کا بنا کر تیار کیا اور صاحبقران
ثالث وشہنشاہ گوہر کلاہ واسد ثالث کو اوس چبوترے پر بٹھایا اور حکم کے
منتظر ہوئے سموات شاہ نے کہا کہ پہلے صاحبقران کو قتل کرو جلاد تلوار کھینچکر آیا اور حسب
دستور گردن پر خط کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو کھالے کہ حسرت تیرے دل مین
نہ رہجائے یہ سنکر فرمایا کہ تجھ سے کیا خواہش بیان کرون اگر ممکن ہو تو کسی مسلمان کے
سپرد کرنا کہ لاش کو وہ دفن کر دے بس اور کوئی حسرت نہین ہے شہنشاہ گوہر کلاہ نے
آواز دی کہ او جلاد نابکار پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے سامنے اپنے والد ماجد کو قتل ہوتے
نہ دیکھون اسد ثانی نے کہا کہ مجھے قتل کر صاحبقران نے فرمایا کہ اے فرزند پہلے قتل
ہونا میرا ہی مناسب ہے اسلئے کہ یہ سلسلہ خداوند کریم کا معین کیا ہوا ہے کہ باپ بیٹے
کے سامنے دنیا سے جاتا ہے کہ سلسلہ خلقت قائم رہے تم اگر شاید بچ جاؤ تو میرا نام روشن
رہیگا اور اسد ثانی بھی ابھی بچہ ہے یہ دن اوسکے مرنے کے نہین ہین شہنشاہ گوہر کلاہ
نے عرض کی کہ اگر مین نہ بھی ہونگا تو کچھ مضایقہ نہین ہے خدا زندہ و سالم رکھے شاہزادہ
رفیع البخت کو جو برائے فتاحی طلسم گئے ہوئے ہین وہی بعد آپکے لائق صاحبقرانی
بھی ہین یہان تو یہ جھگڑا ہے اور اودھر قہار عاد نے تین جلاد تینون سردارون کے
قتل کو بھیجدیئے ہین کہ برابر سبکو قتل کرو مگر جمہور صید افگن دل مین کہتا ہے کہ اللہ رے
استقلال ان لوگون کی موت سر پر ہے مگر حواس مین فرق نہین ابتک اپنے خدا سے
امید زندگی رکھتے ہین اگر انکے خدا نے انکی مدد کی تو مین بھی اکوان پر لعنت کرونگا اور
یہی تہیہ کر لیا ہوشمند دانا وزیر سموات شاہ نے ادھر سموات شاہ نے دوسرا
حکم دیا کہ ہاتھ مار کیا دیکھتا ہے ان لوگون کے واسطے تین حکمون کی ضرورت نہین ہے
ایک حکم تین حکمون کے برابر ہے تامل نہ کر جلاد نے جواب دیا کہ قتل کسی معمولی آدمی کا نہین
ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجیئے ہنوز تیسرا حکم صادر نہین ہوا تھا کہ ان بیکسون نے تڑپکر دعا کی کہ اے
پروردگار عالم ہمین اس بلا سے نجات دے ایسی موت سے بچا کہ جس کے بعد اہتمام میت بھی
نہو سکے حسرت یہ تھی کہ ہم خانہ کعبہ کی سرزمین پر دفن ہوتے بس یہ دعا ناتمام تھی کہ تیر دعا ہدف
اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تو گرد و غبار بلند ہوا سب نگران ہوتے یہ کون آتا ہے
سموات شاہ کو خیال تھا کہ خداوند اکوان نے مدد بھیجی ہے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے نقابدار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش

اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سمرقوش اسکے نعرہ کی آواز سے جسم مین سموات
شاہ کے تھرتھری پڑگئی دیکھا تو وہی چالیس ہزار سرخ پوش اسکے ساتھ ہین اور آرائیون پہ
کچھ آہو شکار کیئے ہوئے لدے ہین اور کچھ لوگ ہاتھون پر بارہ بکریان لیئے ہوئے ہین جس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ شکار پر سے نقابدار اِدھر آیا تھا لیکن نقابدار نے قریب پہونچکر آواز
دی کہ او سموات شاہ کیا وہ وقت اپنا بھول گیا جبکہ زوبین تنون کو مارکر تجھے سات کوس
تک بھگایا تھا اگر پنجہ نہ لیجاتا تو اوسی روز تیرا خاتمہ کرتا مگر پھر معلوم ہوا کہ تھوڑا زمانہ تیری
عمر کا اور باقی تھا اور تقدیر مین صاحبقران کے تیرے ذات سے ایذا پہونچنا تھی لیکن
آج عہد کیا تا ہون اپنے دین و مذہب کی قسم بغیر تیرا فیصلہ کیئے واپس نہ جاؤنگا یہ کہکر مثل
شعلۂ جوالہ کے گرا سموات نے کہا کہ او نقابدار آج مجکو لشکر بابر سے نہ چھوڑونگا کہ تو نے بہت
اذیتین مجھے دے رکھی ہین یہ کہکر اپنا مرکب بڑھا کر سد راہ ہوا صاحبقران نے کہا افسوس
اب ہم اس قابل ہوگئے کہ پھر ہمکو محبوس رکھا چاہتے ہین اور نقابدار سمرقوش احسان
پر احسان کرتا ہے اور ہمکو بچاتا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ فرماکر ہتھکڑی بیڑی
پکڑکر دامن زور مین آکر جو جھٹکا دیا قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا
اودھر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران و اسد ثانی بیڑیان قیدین توڑتے ہین اور وہ جلاد
جو سرون پہ تلوارین کھینچ کھڑے تھے انھون نے بھی منم منم کے نعرے کیئے اور کہا
صاحبقران ثالث تیرے کہ حضور نہ گھبرائین غلام آپکے آگئے تھے پہلے ہی سب
جلادون کو مارکر اپنا عمل کرلیا تھا اور وقت کے منتظر تھے یہ کہکر قران ثالث نے جھپٹ کر
ایک سوار کو لغدہ مارا کہ وہ مرکب سے گرا بس اوسکا مرکب اور تلوار لیکر خدمت صاحبقران
ثالث مین حاضر ہوئے اور کہا کہ مرکب و شمشیر حاضر ہے صاحبقران جلدی سے جست کر
مرکب پر سوار ہوئے اور تلوار ہاتھ مین لیکر لڑنا شروع کی اودھر برق ثانی نے ایک سوار
کو مارکر تیغ و مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی خدمت مین پہونچایا اور برق خطائی نے تیغ و
فرس اسد ثانی کو دیا یہ تینون شہسوار سوار ہوکر تلوارین ہلانے لگے کہ دشمن قریب نہ آنے پائے
اور عیارون نے چارون طرف حلقہ باندھکر جھنڈا زنی کرنا شروع کی اودھر نقابدار نے
آتے ہی تہلکہ برپا کردیا مار سے تلوارون کے زمین کو اپنی پوشاک کے ہمرنگ بنا دیا جمہور
صمید افگن و ہوشمند دانا نے جو دیکھا کہ ہر وقت خداوند کریم نے ان لوگون کی مدد کی
سمجھ گئے کہ دین انکا برحق اور دین اپنا آتش پرستی باطل ہے دونون اوسیوقت سے مطیع
اسلام بنے اور دل سے عہد کیا کہ بعد ختم جنگ ہم مسلمان ہونگے اور جمہور صمید افگن
نے تلوار کھینچ لی اور اپنے لشکر کو آواز دی کہ مین مسلمانونکا شریک ہون اور تلوار لشکر
سموات شاہ پر کھینچتا ہون جو لوگ میرے ہمراہ ہین وہ مسلمانون کیطرف سے لڑین
اور آتش پرستون کو قتل کرین اسمین ایک بھید ہے جو بعد ختم جنگ کھلجائیگا یہ کلمہ
اسنے اس خیال سے کہا تھا کہ مبادا لشکر کو میرے مسلمانون کی شرکت مین تامل ہو اور اپنے
ہم مذہبون کو نہ قتل کرین تو راز کو پوشیدہ رکھا اور تلوار کھینچکر جا پڑا لڑنا شروع کیا
لشکر نے بھی اسکے کفار کے قتل پر کمر باندھ لی اب اسّی ہزار تو مسلمان ہین اور کئی لاکھ

کفار مین تلوار چل رہی ہے عرصۂ کارزار مین صدائے بگیر و بزن بلند ہی قران ثالث نے بڑھکر صاحبقران سے عرض کیا کہ اقبال یاور ہوا دشمن کا طرفدار جمہور صید افگن حضور کا شریک ہو گیا اور چالیس ہزار سوارون سے لاکھون کا مقابلہ کر رہا ہی صاحبقران ثالث نے فرمایا کہ مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرد حق پسند معلوم ہوتا ہی ادھر نقابدار سرخپوش نے جو قہار عاد کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون شامت آئی ہی قہار عاد نے کہا کہ دیکھ معلوم ہوتا ہے یہ کہکر تلوار سر نقابدار پر ماری نقابدار نے پشت شمشیر پر وار اوسکا روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو معہ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے نقابدار نے رخ کیا تخت سموات شاہ کا اور لشکر سدراہ ہوا سرخپوشون نے اپنے مالک کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا اور جمہور بھی معہ لشکر نقابدار کے ساتھ ہوا تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی نقابدار چالیس ہزار سرخپوشون سے کئی لاکھ کے لشکر مین ڈوبا ہوا ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے بر خاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور رول گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرون پر اونکے تعریف الہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی یہ لشکر ہے رستم خان بن گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان و پوکش کا کہ یہ بھی برائے مدد بدیع الملک ملک سنجان سے چلے آتے تھے راہ مین یہ حالت سنی کہ بدیع الملک قتل ہوا چاہتے ہین معہ لشکر نعرہ کر کے جنگ کرتے ہین فوج کفار کو تہ و بالا کر دیا لیکن اب بھی جمعیت لشکر اسلام کی لشکر کفار سے بہت کم ہے اس لیے کہ تین لاکھ اسی ہزار کی فوج ادھر اور آٹھ نو لاکھ کی فوج سموات شاہ کی ہے عقب سے تیغ زنی ہو رہی ہی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے ہین زمین پر ایک دریائے خون موجزن ہے سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے ہین جابجا زرہون کے جال پھیلے ہوئے ہین چار آئینون کے سیکنے تہ نشین ہین گھوڑے کوتل جنکے سوار مارے گئے ہین تاپتے پھرتے ہین یکایک دوسری گرد بیابان سے پیدا ہوئی اور رستم خان بن گاؤ لنگی پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچے اور شریک اہل اسلام ہوئے اتنے مین پھر گرد اوڑی اور فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب پسر خواندہ حمزۂ صاحبقران اول ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچے اور یہ بھی لشکر اسلام کے شریک ہو کر لڑنے لگے یہ سب بیابان نطاق کو جا رہے تھے راستے سے خبر پاکر پلٹ پڑے سوا ان سبکے نام نامی بدیع الملک کے پہونچے تھے اب اسطرف بھی قریب ساڑھے پانچ لاکھ کے لشکر ہے اور ادھر آٹھ لاکھ مین سے بھی قریب لاکھ جوانون کے مارا جا چکا ہے لیکن پھر بھی جمعیت کفار اہل اسلام سے کہین زیادہ ہے اب سردارون نے گھوڑے ڈالے ہین اور لشکر کفار مین دھنس گئے ہین لشکر رستم خان بن گنجاب سے چالیس ہزار سوارون نے صاحبقران ثالث کو حلقے مین برائے حفاظت لے لیا ہے باقی لشکر مصروف جنگ ہی اب سب سے آگے نقابدار سرخپوش لہو کا مینہ برساتا ہوا مثل برق چہرہ مرکب کو ندھتا ہوا چلا جاتا ہی اور چالیس ہزار سرخپوش اسکے ساتھ ہی لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب علمہاے لشکر

سمٰوات شاہ پہونچ گیا اور ایک ہاتھ مار کر علم کو قلم کیا علمدار لشکر نے تیر مارا لقابدار نے تیر اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوتے اب لقابدار نے مرکب کو رانون مین مسلا اور تیر پکڑ چلا تخت سمٰوات شاہ کیجانب اودھر رستم خان بن گنجاب نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے لڑتا ہوا یہ بھی چلا جاتا ہے کہ راہ مین حریم شیر صورت سے سامنا ہوا حریم نے نیزہ مارا رستم خان بن گنجاب نے نیزہ ہاتھ سے اسکے ہوائی کیا اسنے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ گئی لیکن فوراً رستم خان نے بلچاپ دی کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی اسنے وہی ٹکڑا منھ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر و خود وبکتر کو کاٹتا جگر گاہ پر اوتر گئی حریم مرکب سے گرا لوٹ اسکی لاش کو لیکر بھاگے اب رستم خان بن گاؤ لنگی سے اور مقہور سرکش سے سامنا ہوا مقہور نے گرز مارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر جو گرز مارا تو مقہور کو پیوند خاک کر دیا قمقام کرگدن سوار نے فرامرز عاد مغربی کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ مین کون ہون صنم قمقام کرگدن سوار فرامرز نے آواز دی کہ اگر کچھ دعوئ مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچ زبان چلانے سے کام نہین نکلتا ہے قمقام نے کہا کیا ہاتھ اوٹھاؤن اگر خود صاحبقران میرے مقابلہ پر ہوتے تو مزا تھا بس یہ سُنکر فرامرز کو بہت غیظ آیا اور کہا کہ او بے ادب اس دہن نجس سے اس پاک نام کو نہ لے دیکھ کام تیرا یہین تمام کیئے دیتا ہون تو اونسے کیا لڑیگا پہلے اونکے غلامون سے تو لڑ لے قمقام نے میل فولادی مارا فرامرز عاد مغربی نے میل اسکا چھین لیا اور وہی میل ایسا مارا کہ قمقام کو نقش زمین کر دیا اسکے لشکری اسکی لاش کو بھی نہ لیجا سکے اسواسطے کہ راکب و مراکب دونون ایک ہو کر رہ گئے تھے اودھر لقابدار سرخیوش لڑتا ہوا قریب تخت سمٰوات شاہ کے پہونچ گیا ہے بس ہر وقت اسکی حفاظت کو دو سردار رہتے ہین کہ نام اونکے مذکور ہو چکے ہین یعنی مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن گویا انھین پر مدار سلطنت ہی قبل کی لڑائی مین جب لقابدار کے ہاتھ سے حدید روئین تن اور شدید روئین تن مارے گئے ہین تو سمٰوات شاہ انکو بچا لیگیا تھا لیکن آج یہی محافظ تخت تھے لقابدار سرخیوش جیسے ہی قریب تخت سمٰوات شاہ کے پہونچا اسنے آواز دی کہ لینا اس لقابدار کو آج یہ زندہ بچکر نہ جانے پائے یہ سنتے ہی مغرور روئین تن و عصفور روئین تن جھپٹ پڑے اور دونون نے تلوارین لقابدار پر برسانا شروع کین ایک کو ایک جواب دیتا ہے دو سے لڑنا ایک کا بالکل خلاف انصاف ہی مگر ان کافرون مین انصاف کہان یہ تو چاہتے ہین کہ کسیطرح ممکن ہو دشمن کو قتل کرو اسکے علاوہ لقابدار سرخیوش یہ بھی نہین جانتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن آہنی بدن ہین حربہ لقابدار کا انپر کارگر نہین ہوتا اور وار انکا لقابدار سرخیوش پر کافی ہوتا ہے کئی زخم لقابدار نے کھائے اور جو ہاتھ مارا تلوار نے جسم کو انکے نہین کاٹا اب انھین خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون روئین تن معلوم ہوتے ہین بس جیسے ہی مغرور نے تلوار ماری لقابدار نے بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مغرور روئین تن کا غرور جاتا رہا سر نیچے ہوا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زین سے اوٹھا لیا اور اسکو ہاتھ پر بجائے سپر بلند کر کے لڑنا شروع کیا جو وار عصفور روئین تن کرتا ہے وہ ادھر مغرور پر پڑتے ہین مگر لڑنا بھی نتیجہ نہ نکلا کہ یہ نہ مرتا ہے نہ وہ بس

جھلا کر ایک کو سر پر چرخ دیکر سمواتِ شاہ پر کھینچ مارا اور دوسرے کو اوٹھا لیا اودھر تو مغرور اور سموات شاہ دونون ٹکڑا کر تخت کے نیچے گرے اودھر عصفور کو ٹانگین چیر کر پھینکدیا مغرور پھر جھپٹا اور اس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ کر پھرا سے اوٹھا لیا اور سموات شاہ کے قریب پہونچکر آواز دی کہ دیکھ بہادر جو منھ سے کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین اب تجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہون سموات شاہ نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا سموات شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب مغرور رہ گیا تن کو بھی زمین پر مارا اور دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا بس بادشاہ کا مارا جانا تھا کہ لشکر کے پاؤن اوکھڑ گئے فوج بھاگ کھڑی ہوئی اہل اسلام نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اب ہر طرف سے شور امان بلند ہوا نقابدار نے فرمایا بشرط ایمان ان سب نے کہا کہ قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے اور نقابدار نے اپنے سر خیوشون کو ساتھ لیکر صحرا کی راہ لی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ جمہور صید افگن بہت نازک وقت مین کام آیا ہے اسکا خیال رہے یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران نے لوگون سے کہلوایا کہ برائے خدا آپ ہمارے محسن ہین تو دعوت بھی قبول کیجیے ایک روز تو لشکر مین رہیے جواب دیا کہ مین آپکا احسانمند ہون لیکن ابھی وقت یکجائی نہین آیا ہے انشاء اللہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہو گیا یہان اہل اسلام نقارہ فتح و فیروزی بجاتے ہوئے داخل ملک سمواتیہ ہوئے شب تو کسیطرح بسر کر لی صبح کو فرمایا صاحبقران نے کہ تبکدہ کو ڈھا دو لیکن مسجد کی بنا ابھی نہ ڈالنا انشاء اللہ یہ بعد فتح نہ طاق ہوگا اور رعایا اگر مذہب اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل عام جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی امرا و روسا شہر تحفے ہدیہ لیکر حاضر حضور ہوئے اور سب نے دین اسلام قبول کیا مذہب الوان پرستی کو ترک کیا بعد اسکے صاحبقران نے جمہور صید افگن کو یہان کا بادشاہ کیا اور ہوشمند دانا کو مرتبہ وزارت پر قائم رہنے دیا اور وہان سے کوچ کر کے اپنے لشکر مین آتے قیام فرمایا رستم خان بن گنجاب و رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی ان سب لوگون نے اپنے اپنے خیمہ جائے مناسب پر برپا کیے اور لشکرون نے انکی محافظت فوج نابینا کی کی اور طلایہ گشت کا مقرر کیا اب انکو بھی اسی حالمین چھوڑا جاتا ہی لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان اکوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین۔

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ اکوان تاجدار نے اپنی سرحد بھر مین ہوا کو تابع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر مین بات کرے تو ہوا وہ آواز اسکے کان مین پہونچا دیتی ہی اور ہر شخص کے حال کی خبر رہتی ہے جو واقعہ سامنے اسکے غلط بیان ہوتا ہی یہ اوسکی اصلیت بتا دیتا ہے لوگون کے اعتقادات اسکی طرف پختہ ہوتے جاتے ہین وہ آپسمین کہتے ہین کہ ہمارا خداوند کیا جاگتی جوت کا خداوند ہی کہ جو بات ہم اپنے گھر مین کہتے ہین خداوند کو اوسکی خبر ہو جاتی ہے ہمارا خداوند مثل زمرد شاہ باختری و فرعون شاہ و نمرود شاہ وغیرہ کے نہین ہے کہ یہ لوگ عجیب احمق خداوند گزرے ہین اور اسی ہوا کے ذریعہ سے اکثر نامہ و پیام بھی رہا کرتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوبان جادو وزیر اکوان تاجدار کا نامہ لیجاتا ہے اور

اور جواب نامہ بھی لاتا ہے چنانچہ نامہ سمٰوات شاہ و نامہ سمندر جادو بھی اسی ذریعہ سے پہونچے تھے لیکن نہین معلوم کیا مصلحت تھی کہ اکوان تاجدار نے جواب ان نامون کے نہین بھیجے یہانتک کہ ملک سمٰواتیہ برباد ہوگیا اور سمندر شاہ مارا گیا اور گنجور شاہ مطیع اسلام ہوا جب یہ خبرین اکوان کو پہونچین تو اسنے ایک ایک حکمنامہ لکھکر برروے ہوا اوڑا دیا کہ انمین سے ایک نامہ قیصر عاد کو پہونچا اور دوسرا چرخ آدمخوار کو مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بندگان خاص مابدولت تمکو ہم مسلط کرتے ہین گروہ خداپرستان پر کہ جاکر اونکا استقبال کرو اور جلد خدمت مین مابدولت کے حاضر ہو اور آدمخوارون کے یہان اتنا فقرہ اور زیادہ تھا کہ تمہاری خوراک ہم نے آج سے گوشت ان خداپرستون کا قرار دیا ہم نہین چاہتے کہ ان لوگون کو جو غیر ساحر ہین ساحرون سے قتل کرائین بہتر ہے کہ غیر ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے کیونکہ انصاف کے خلاف نہونے پائے جسوقت یہ نامے ان دونون سردارون کو پہونچے اوسیوقت انھون نے کوچ کیا چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے طرف بیابان نہ طاق کے روانہ ہوا اور قیصر و عاد کہ بہت بڑا سردار ہے بادشاہ ہے سات سرداران زبردست کا سات لاکھ عادیون کی فوج سے بیابان نہ طاق کو روانہ ہوا لشکر اسکا سات حصون مین ہوچلا ہے دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ ایک روز صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ ہم سب اس بلا مین کبتک مبتلا رہین گے آخر کبھی نجات بھی ہوگی یا نہین خواجہ زادگان نے حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران عالیشان سولہ شکلین رمل کی کھینچکر زائچہ کا بچار کیا اور بعد استخراج احکام کے دست بستہ عرض کی کہ یہ مصیبت چندروزہ معلوم ہوتی ہے ستارہ خانہ قسمت کا خانہ ہبوط مین آگیا تھا لیکن اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ خانۂ اوج مین آکر ترقی اقبال و جاہ کریگا لیکن بالفعل ستارہ خانہ راحت کا بھی خانۂ دشمن کے ستارہ سے نظر تربیع رکھتا ہے جو فتنہ و فساد کی دلیل ہے عجب نہین ہے جو کوئی بلائے تازہ پھر کسیطرف سے آئے لیکن جہانتک ممکن ہو ٹالیئے گا اور شاید کوئی بادشاہ یا سردار فوج لیکر آئے تو مقابلہ نہ فرمائیگا اسلیئے کہ آپکا سچا خادم خضران بن عمرو نہایت جانفشانی کر رہا ہے اور خدا سے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہوکر حاضر خدمت بابرکت ہوگا اور آنکھین بھی سبکی روشن ہوجائینگی اوسوقت ایک نہین ہزار لشکر آئین گے تو آپکا کیا کر سکتے ہین جس بارگاہ فلک پناہ مین پانچہزار یا پچسو بچپن تلوار ہو گیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ اوسکی طرف دیکھ سکے لیکن بالفعل آٹھ روز تک جس صورت سے ہو سکے جنگ کو ٹالیئے گا فرمایا خیر ایسا ہی ہوگا لیکن اگر دشمن سبقت کر بیٹھا تو کیا کیا جائے خواجہ زادگان نے عرض کی کہ وہ تو ایک امر مجبوری ہے لیکن عیاران لشکر پر تاکید اکید ہی کہ ہر چہار طرف کی خبر رکھین کہ کوئی دشمن عیار یا ساحر و غیر ساحر گھات مین نہو اس لیئے کہ ملک غیر کی سرحد مین ہین اور لڑائی چھڑی ہوئی ہے تو قران ثالث و برق ثانی و سرہنگ مصری و برق خطائی وغیرہ تمام پیک بچے بیابان نہ طاق کے گرد و نواح مین نکل جایا کرتے اور گرد آوری کیا کرتے ہین جو لوگ دن کو جاتے ہین

شام کو واپس آتے ہین جو شام کو جاتے ہین صبح کو سمت آتے ہین یہ انتظام بندھا ہوا ہے کہ ایک روز نامیان غیب رہی و نومیان خیبری و سرہنگ مصری و نرکہ ختائی وغیرہ دوڑتے ہوئے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے آستانۂ عبودیت کو بوسہ دیا دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی ۔ بیت

الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

اقبال روز افزون دوست شاد و دشمن ناہر داکوان تاجدار نے قوم عاد و مقابلہ لشکر اسلام کیواسطے بھیجا ہے قیصر عاد اون سبکا بادشاہ ہے سات سردار نہایت زبردست اور سات لاکھ عادیون کے لشکر و سپاہ سے اس جانب آتا ہی اور چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے ہراول لشکر بنا ہوا آگے آگے آتا ہی ہم لوگ صورتین بدل بدل کر داخل لشکر ہوئے اور مختلف ذریعون سے خبرین حاصل کرنے سے دریافت ہوا کہ یہ لوگ علمداران اکوان مین منتخب اور زبردستان روزگار سے ہین کہ اننسے بہتر سردار اب نہین ہین ایک ایک سردار کرگدن مست پر سوار ہی کوئی ایسا نہین ہے جسکو گھوڑا سواری دیسکتا ہو فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ کبتک داخلہ اونکا بیابان نہ طاق امین ہو جائیگا عرض کی کہ یقین ہے کل شام تک کل لشکر آجائے یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ افسوس آنکھین بھی نہین جو آمد لشکر کا تماشہ دیکھین مگر خیر سامان ہمارا باہر لشکر سے درست کیا جاتے ہم کل صبح سے جاکر وہین بیٹھین گے اور کچھ نہین تو آواز سم مرکب ہی کانین آجائیگی جو سرداران بینا ہین اونکی زبانی معلوم ہوگا کہ کون سردار آیا اور وہ کس شوکت و شان کا ہے غرضکہ حسب الارشاد فیض بنیاد خادمون نے ایک بارگاہ بیرون لشکر برپا کی اور سب سامان راحت مہیا کر دیئے دنگل کرسیان وغیرہ سب لگادی گئین جب دوسرا دن ہوا صبح سے بادشاہ اسلام و صاحبقران تمالت و دیگر سرداران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و رستم بن گاو لنگی و فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب وغیرہ آکر اوس بارگاہ مین رونق افروز ہوئے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا سب سرداران نگران ہوگئے اور اندھون نے آواز سم مرکب سے اندازہ آمد لشکر و کثرت فوج کا کیا یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار آدمخوارون سے چرخ آدمخوار پیدا ہوا دیکھا فرامرز عاد مغربی نے کہ انسان کا ہیکل ہے ایک دیو ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کون آیا اور کیسا سردار ہی فرامرز نے بیان کیا کہ دیو بیکر انسان معلوم ہوتا ہے بہت بڑا جوان ہے ایک کرگدن سیاہ پر سوار ہی اور کرگدن بھی اس قد و قامت کا کم دیکھنے مین آیا ہے مگر پھر بھی بوجھ سے سوار کے دبا جاتا ہے یہی ذکر تھا کہ پڑاق سے دوسری گرد پیدا ہوئی یہ گرد اوس سے زیادہ غلیظ تھی جتنے عرصہ مین چرخ آدمخوار مرکب سے اوتر کر اور جگہ تجویز کر خیمہ برپا کیا اتنے مین دوسری گرد بھی قریب پہونچکر شق ہوئی اور دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے اون علمون کے زنگاری تھے اور بخط سفید اوپر تعریف اکوان ملعون کی تحریر تھی آگے آگے طوفان عاد کرگدن ابلق پر سوار گیا رہ سومن کی چوب ہاتھ مین پشت پر

لاکھ عادی کرگدن پر سوار کہ ایک ایک قدو قامت مین دیو سے زیادہ ہی کم نہین معلوم ہوتا ہے اور سردار لشکر تو ایک بلائے مجسم معلوم ہوتا غرضکہ یہ بھی ایک مقام تجویز کر خیمہ زن ہوا صاحبقران ثالث فرما رہے ہین کہ افسوس ایسے ایسے زبردست جوان آرہے ہین اور ہم دیکھ بھی نہین سکتے کہ اتنے مین تیسری گرد اوٹھی یہ گرد بھی اوس گرد سے کم نہ تھی جو آمد طوفان عاد سے پیدا ہوئی تھی سب نگران تھے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک عادی فیل جثہ پیدا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اسکا افغان عاد ہے یہ بھی زور و طاقت قد و جسامت مین سرداران اول سے کسیطرح کم نہ تھا اسنے بھی برابر خیمہ طوفان عاد کے اپنا خیمہ برپا کیا اور لشکر نے اوسکے پڑاؤ کیا اب جو سردار آتا ہی وہ لشکر اسلام کیجانب غور سے دیکھتا ہی کہ اتنے مین چوتھی گرد پھر اوڑی یہ گرد بھی گرد اول و ثانی سے مشابہ تھی اور اوسی شان و شوکت کے ساتھ یہ سردار بھی ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا نام اوسکا جالوس عاد ہے ایک کرگدن سفید پر سوار ہے قد و قامت مین مثل طوفان عاد کے ہے یہ بھی خیمہ زن ہوا پانچوین گرد اوڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک سردار دیو خصال پیدا ہوا کہ نام اسکا سالوس عاد ہے یہ بھی اوسی شان و شوکت کا جوان ہے بعد اسکے بہرام عاد ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا اور خیمہ زن ہوا اب کچھ دیر تک سکوت رہا اور بہرام عاد کے آتے ہی ایک بارگاہ صدر لشکر مین قائم کی اور دورویہ خیمہ سردارون کے نصب کرائے اسطور سے کہ داہنی جانب خیمہ طوفان عاد اور جالوس عاد کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ افغان عاد اور سالوس عاد کا برپا ہوا اور پشت بارگاہ پر چرخ آدمخوار کو چالیس ہزار آدمخوارون سے رہنے کی جگہ ملی اور سامنے بارگاہ کے اپنا خیمہ برپا کیا اور میمنہ و میسرہ دو خیمون کے لیئے جگہ چھوڑ کر یہ منتظر ہوکر کھڑا ہوا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

ازسم ستوران دران پہن دشت		زمین شش شد و آسمان گشت ہشت	

بس اس گرد کا بلند ہونا تھا کہ سرداران لشکر کفار نے گڑگڑا گڑگڑا کر یوودے باگ کی لیئے اور قریب گرد پہونچے تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا چاک ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ رنگ سب پھریرون کی سیاہ زنگاری علامت کفر تھی اور آگے آگے کچھ جلوس شاہانہ ماہی مراتب وغیرہ انکے گزر جانے کے بعد دیکھا تو تخت بادشاہ کا سولہ عادی اوٹھائے ہوئے اور بالائے تخت دیکھا کہ ایک انسان دیو خصال فیل قامت لباس فاخرہ پہنے تاج شاہی بر سر و جامہ قبہ شاہنشاہی در بر کیئے ہوئے بیٹھا ہی اور داہنے جانب تخت کے ایک پہلوان زبردست کرگدن پر سوار اور بائین جانب دوسرا سردار کرگدن مست پر بیٹھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج یہ سردار جو برائے استقبال گئے تھے اپنی بادشاہ کو باعزاز تمام لائے اور داخل بارگاہ ہوئے فرامرز مغربی نے صاحبقران عالیشان سے بیان کیا کہ معلوم ہو گیا سات سردار اور ایک بادشاہ ہی مگر چھ سردار قوم عاد کے ہین اور ایک آدمخوار ہی جو پہلے آیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ کس درجہ کا

معلوم ہوتا ہے اسفندیار یا گیلانی و فرامرز عاد مغربی و رستم خان بن گاؤ لنگی کا گھوسوار وغیرہ سب نے کہا کہ بادشاہ خالی بادشاہ نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اور عجب نہین کہ اسیوجہ سے اسکو حکومت ان سرداروں پر حاصل ہوئی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ افسوس کسوقت مین یہ لشکر آیا ہی جبکہ ہم بے دست و پا ہو رہے ہین یہ فرما کر اوس بارگاہ سے اوٹھکر داخل بارگاہ گوہر بار ہوئے وہان عادیون نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا بہرام عاد لشکر کو تو پہلے ہی مرتب کر چکا تھا جو مقام و خیمون کے لائق مین و بسیار چھوڑ دیئے گئے تھی اونمین اصمعما هم عاد اور قمقام عاد نے اپنے خیمے نصب کرا کے لشکر اوتارا لیکن قیصر عاد بادشاہ لشکر عادیان جسوقت داخل بارگاہ ہوا اور سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا قیصر عاد نے دو تین جام پیئے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور آنکھون مین سرور آیا یہ معلوم ہوا کہ وہ دو کاسہ خون سے لبریز ہو گئے اس نے بہرام عاد سے کہا کہ دیر کرنا اچھا نہین ایسا نہو مزاج خداوند کے خلاف گزرے جہانتک ہو سکے دشمنان خداوند کا جلد خاتمہ کرنا چاہیئے تا کہ وہ خوش ہو اور ہماری قد و قامت زور و طاقت کو اور ترقی بخشی بہرام عاد نے عرض کی کہ پھر جیسا ارشاد ہو کہا کہ بجے طبل جنگی بہرام نے یہ حکم نقارخانہ مین بھیجا جس وقت یہ حکم نقارخانہ مین پہنچا اوسیوقت نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر عادیان مین تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر اسلام مین حسب ہدایت خواجہ زادگان یہ مشورہ تھا کہ کس بہانہ سے جنگ کو ٹالنا چاہیئے کہ شان و شوکت اسلام مین بھی فرق نہ آنے پائے اور جنگ بھی دو ایک روز کیواسطے ٹلجائے صاحبقران نے دارا بن جمشید بن قباد بن حمزہ اول بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی کہ اب ظل اللہ کی رائے عالی کیا ہے کس صورت سے دو ایک روز کے واسطے جنگ ٹالی جائے فرمایا کہ جو آپکی رائے ہو وہی النسب و اولاہی صاحبقران نے فرمایا کہ میرے خیال مین تو کوئی بات نہین آئی اسکو طبیعت گوارا نہین کرتی کہ مین بالتجا مہلت طلب کرون رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی کہ یہ دونون پسر خواندہ جناب حمزہ صاحبقران اول ہین امیر عالیمقام ہمیشہ انکو فرزند سمجھا کیئے یہ بھی اولاد صاحبقران کو اپنا عزیز جانا کیئے ہین یہی وجہ ہے کہ اولاد بدیع الزمان و علمشاہ وغیرہ سب انکا لحاظ کرتے ہین اور انکو عمو کہتے ہین ان دونون نے کہا کہ آپ کیون مہلت طلب کرین جبتک ہم لوگون کے دم مین دم ہے اوسوقت تک کیا تاب ہی کسی کی کہ نگاہ تند سے بادشاہ اسلام و صاحبقران وقت کیطرف دیکھ سکے اگر شیر ہو تو آنکھین نکال کر پھینکدین اگر یہ عادی دیو پیکر ہین تو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی غلامان صاحبقران سے ہین جنہون نے دیوون کو مارا ہے ہم بھی دیو کش ہین کچھ پروا نہین ہے اور جسوقت ہم نہون گے اوسوقت خداوند کریم اور کسی کو بھیجدیگا ابھی تو بہت سے جان نثار آسنے والے ہین کوئی گھر سے چل چکا ہے کوئی قریب آچکا ہے راہ مین بھی کوئی پہونچ گیا یہی ذکر تھا کہ آواز کوس حربی کے گوش زد ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ لیجیئے وہان طبل بج گیا اب وہ وقت بھی ہاتھ سے جاتا رہا کہ بہانہ ڈھونڈہین اور مہلت طلب کرین اب کوئی گفتگو سوائے جنگ آئین زمانہ کے خلاف ہے ہرکارون کو تصدیق کے واسطے روانہ کیا انھون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ لشکر دشمن مین نقارہ

رنجش بیجا سے ڈرنا ... ہرگز راست ہو حسب مصرع -

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا اسکے بعد سلسلدوار سب نقارخانہ گڑگڑائے شور طبل جنگ سے تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا اور لشکر ومین تیاریان ہونے لگی اودہر آدمخوارون کو خوشی کے مارے نیند حرام ہورہی ہے آپسمین کہتے ہین کہ کل کا وہ روز سعید ہے کہ خداوند ہمین غذا اسئے عمدہ کثرت سے بہم پہونچائیگا اور وہ شکم جو گوشت جانوران مردہ سے سیر ہو اکرتا تھا آج گوشت چرب و نرم سے بھریگا اودہر عادیان مین غل ہے کہ ہم فوج خداوند ہین ہمین کون مارسکتا ہے جب خداوند نے ہمین اپنی فوج قرار دیا تو فتح کا سہرا پہلے ہی ہمارے ہی سر باندھ دیا ہے کل یہ میدان ہے اور ہم ہین اور یہ خدا پرست نحیف الجثہ ہین یقین ہے کہ ہمارے مرکب انھین پامال کرڈالینگے ایک ایک سے کہتا ہے کہ انکا قتل ہی کرنا کیا جیسے مٹی کے کھلونے توڑے ویسے انکو قتل کیا اسلیئے کہ نہ وہ دیکھ سکتے ہین نہ وار کر سکتے ہین اگر بینا بھی ہوتے تو ہماری زور و طاقت کو کہان پہونچ سکتے تھے بعض نے کہا کہ کچھ لوگ آنکھون والے بھی معلوم ہوتے ہین لیکن وہ کیا ہین جنکی آنکھین ہین اونھین کور باطن تصور کرنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ خداوند کو نہین پہچانتے اور اوسکے جلوۂ قدرت کے قائل نہین ہین ہرچند کہ یہ لوگ بے شمار ہین مگر کس شمار مین ہین یہان تو یہ چرچے ہین اور پھر اہل عاد دلمین کہتا ہے کہ خداوند نے بڑی نا انصافی کی ہے کہ ہم لوگون کو اندھون کے مقابلہ مین بھیجا ہے بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اندھون کو قتل کرین مگر المامور معذور خلاف حکم خداوند بھی نہین کر سکتے نہ معلوم کیا مصلحت ہی مگر مین تو حتی الامکان مقابلہ نہ کرونگا اور لڑونگا تو ہوشیار کرکے اور بتاکے وار کرونگا بلکہ جب سپر بلند ہویگی تو سپر پر چوب مارونگا اور بغیر سپر اوٹھے ہوئے مجھسے سر پر وار نہ کیا جائیگا غرضکہ لشکر یئے آلات حرب و ضرب کو درست کررہے ہین اور اہل اسلام مین ایک دوسرے سے بغلگیر ہورہے ہین کہا سنا اپنا اپنا دوست دوست سے معاف کروا رہا ہے وصیت ایک دوسرے سے کررہا ہے کہ اگر ہم قتل ہون اور تم بچ جاؤ اور ممکن ہو تو لاش ہماری دفن کردینا شہید کے لیئے غسل و کفن کی تو ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ یہ قباک ہماری کفن ہے اور غسل ہمارا خون سے ہوجائیگا رہی نماز جنازہ اور قبر اسکو کسی طور سے ادا کردینا گڈھا کھود کر ٹٹول کے دفن کردینا وہ جواب دیتے تھے کہ ہم بھی تو اوسی حال مین ہین جو حال تمہارا ہے یہ امید ہی کہان ہے کہ کوئی زندہ بچیگا سنا ہے کہ چالیس ہزار آدمخوار اوس لشکر کے ساتھ ہین لاشون کا پتا بھی تو نہ ملیگا شکم اون آدمخوارون کا ہماری قبر ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ قضا اس صحرا مین لائی تھی خیر کچھ پروا نہین جو مرضی الٰہی اسوقت تو امیر غریب بادشاہ فقیر سب کے ایک حالت ہے اگر خدانخواستہ وہ وقت بد آیا تو بادشاہ و صاحبقران و دیگر اولاد صاحبقران بھی تو محروم تربت رہجائینگے ہم کس شمار مین ہین لیکن خداوند کریم مین بڑی قدرت ہے ہمت نہ ہارنا چاہیئے مرنا تو ہر طرح ہے ہم بھی جسکو پاجائینگے زندہ نہ چھوڑینگے مار کر مرینگے دشمن کو

کہانتک قتل کرینگے کوئی کفن پہن رہا ہے کسینے لباس کا گریبان چاک کرکے بصورت کفن بنالیا ہے کوئی سوار مرکب کو گلے لگا رہا ہے کہ کل ہمارے تیرے روز مفارقت ہے اے اسپ وفاشعار اگر تجھسے ممکن ہو تو لاش ہماری دشمنون سے بچا کر نکال لیجانا کوئی بہادر ٹٹول ٹٹول کو صیقل کر رہا ہے کوئی دلاور نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے کمانون کو گوشہ مین رکھدیا ہے کہ انکو تو بیکار سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ یہ حربہ دور کا ہے اس مین نگاہ کا کام ہے کوئی گرز کو تول کر قوت کا اندازہ کرتا ہے کہ اب بھی ذہن زور بل ہے یا آنکھون کی طاقت بھی ساتھ لیتی گئی ہے لیکن جو لوگ کہ صاحب بصارت ہین وہ انکو تسکین دیتے ہین کہ بھائیو نہ گھبراو جب تک ہمارے دم مین دم باقی ہے تمپر آنچ نہ آنے پائیگی اپنے جانین دینگے مگر تمکو بچائینگے حق تعالی بڑا رحیم و کارساز ہے کیا عجب ہے کہ فتح تمہاری ہی ہو بڑی بڑی آفتین ہر صاحبقران کے زمانہ مین اس دور فلک دوا کے ہاتھ سے لشکر اسلام پر بڑی بڑی آفتین آئین مگر حافظ حقیقی نے بچایا سیکڑون مرتبہ سامان موت کا نظر آیا مگر پھر زندگی طولانی نکلی اور جو بلا آئی تھی وہ رد ہو گئی ملک فرعونیہ بن ساحر مشمش کہ خداوند ساحران کہلاتا تھا جس کے رعب سے تمام ساحر کانپتے تھے جس کے سحر سے تمام لشکر صاحبقران کو پتھر کا بنا دیا تھا اور خود ساحر مشمش بسبب موجہ محیط قلزم بن نہنگ بنکر پوشیدہ ہو رہا تھا اور راستہ دریا کا کوکب جادو نے نظرون سے پنہان کر دیا تھا ہر چند تلاش ہوتی تھی پتا نہ ملتا تھا اور صرف تین روز باقی رہ گئے تھے کہ اگر اس عرصہ مین ساحر مشمش نہ ملتا تو کل فوج پتھر کے ہو جاتے تو پھر اپنی حالت اصلی پر نہ آسکتے جو سحر لاہوتی اوس نے بھیجا تھا وہ کسی سے رد نہو سکا اور جو لال جس پر بیٹھ گیا خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر وہ پتھر کا ہو گیا جب بمشکل تمام کوکب جادو ہاتھ سے برق جادو کے مارا گیا اور دریا نظر آنا اور عمرو کشتی مین بیٹھکر گئے تو اندر دریا کے ساحر مشمش نہنگ بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو نے اوس کو جال الیاسی سے گرفتار کیا اور باہر لائے تو کچھ ساعتین اور باقی رہ گئی تھین کہ اگر وہ گذر جاتین اور ساحر مشمش اوس زمانے کے اندر قتل نہو جاتا تو کوئی صورت مفر نہ تھی کسی خدا پرست کا نام بھی صفحہ ہستی پر نہ باقی رہ جاتا لیکن خداوند کریم تو بڑا کارساز ہے ہر چند کہ اسم اعظم صاحبقران نے بھی بسبب طلسم بند ہونے ساحر مشمش کے کام نہ دیا اور تلوار نے حمزہ صاحبقران کے اوس پر اثر نہ کیا مگر فطرت خواجہ عمرو کے تمام دنیا قائل ہو گئی کہ اونھون نے فرمایا مین ابھی اس کو مارے ڈالتا ہون اگر اس نے بیرون جسم کی محافظت کی ہے تو اندرون جسم کو کیون کر بچائے گا یہ کہکر سیسہ گرم کرکے پلا دیا کہ مشمش سا ساحر تڑپ کر مر گیا جب خداوند کریم نے ایسے ایسے مقام پر بچایا تو یہ فوج عادیون کے کیا حقیقت رکھتی ہے اگر وہ چاہے تو ہمارے یہان سے ان سرکشون کے گردنین نیچی کرادے غرضکہ یہ غازیان دیندار و ملازمان وفاشعار صاحبقران سر ہتیلی پہ لیئے ہوئے ہین اور تیاری جنگ مین مصروف ہین اندھیرے ایک ایک سے علامات صبح دریافت کر رہے ہین بعضون نے رات ہی سے اپنے کو زیور جنگ سے آراستہ کر لیا ہے کہ ہمین سفیدہ صبح سیاہی شب دونون یکسان ہین جب ہم وقت کا درستی سی اندازہ نہین کر سکتے تو ہمین پہلے سے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے جو لوگ صاحبان چشم بصیرت ہین وہ اپنے اپنے خوابگاہون مین محو خواب ہین کہ صبح کو معرکہ کارزار گرم ہوگا پھر دم لینے کی فرصت کہان

ملیگی ہان اگر دوسری شب دیکھین گے تو سو رہینگے لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑی دیر آرام
سے لینا مناسب ہے غرضکہ وہ ساری رات تیاری جنگ و جدل مین بسر ہوئے یکایک دور
قمر تمام ہوا اور وقت طلوع نیر عالمتاب نزدیک پہونچا سیاہی سب سمٹ کر گوشہ مغرب مین
پنہان ہو گئی اور افق چرخ سے سپیدۂ سحری کا ظہور ہوا بزم انجم مین ابتری نظر آئی روئے قمر پر
اوداسی چھائی رنگ عالم دگرگون ہوا علم کہکشان سرنگون ہوا فوج نور لشکر ظلمت پر غالب ہوئی
دیو سپید صبح نے اہرمن سیاہ شب کو زیر کیا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جگانا شروع کیا
گلہائے بوقلمون شگفتہ ہوئے گل چاندنے پر اوس سے پڑ گئی گل شبو کی رونق کم ہو گئی
چہرۂ گل آفتاب کا روشن منور ہوا طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر
شاخہائے درخت پر چہچہ زن ہوئے یا اپنی مذبان بیزبانی مین حمد و نعت الٰہی بجا لا رہے
تھے چرندے صحرا کے مصروف چرا ہوئے درندے فکر صید مین چلے پھرتے ہوئے
قافلون نے کوچ کا سامان کیا بستر بغل مین وبائے عاشق ہجران کشیدہ نے شکر کا
سجدہ کیا کہ خدا خدا کر کے رات گذر تو گئی لیکن وہ خوش نصیب جو رات بھر لطف
وصال اوٹھایا کئے اس وقت اون کا گریبان امید مثل صبح صادق کے چاک ہو گیا
اس لئے کہ یہ وقت رخصت محبوب جانی کا ہے اور وہ ظالم بے وفا بے دید کبھی
سنتے نہین دیکھتا کہ کوئی چاہنے والا تڑپ رہا ہے شاعر شعر نہ مڑ کے بھی بے درد
قاتل نے دیکھا ✽ تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے ✽ عابد شب زندہ دار رات بھر کی
عبادت صبح کے قریب وہ نیند پر نثار کئے دیتا ہے گوشہ مسجد مین بیٹھا جھوم رہا ہے
پہرے والے پہرہ بدلوا رہے ہین جاگے ہوؤن نے خواب کی تیاری کی ہے اور سونے والے
انگڑائیان لیکر اوٹھ رہے ہین اپنے اپنے کار ضرور کے انجام دینے مین مصروف ہین شعر علی
الصباح چو مردم بکار و بار روند ✽ بلاکشان محبت بکوے یار روند ✽ ادہر دونون لشکرون
آراستگی ہو رہی ہے بادشاہ اسلام کا تخت برآمد ہوا اول سلام صاحبقران کا ہوا جسکو
بادشاہ نے ہاتھ سینے پر لا کر جواب دیا بعد اسکے اور سردارون کے سلام کا جواب پلکون
کے اشارہ سے دیتے جاتے ہین سرداران نامی گرامی اپنے شاہ کے سواری حلقے مین
لئے ہوئے ہین اسی صورت سے میدان جنگ مین آ کر اک مقام پر صدر قرار دیکر تخت
بادشاہ کو قائم کیا اور خود ہر سردار اپنے رتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے
بڑھ کر ٹھہرا اور صاحبقران عالیشان بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھ کر
قیام پذیر ہوئے رکاب سعادت انتساب مین بجائے خضران بن عمرو چالاک
ثالث ہے علم سر پر سایہ افگن ہے جسوقت پھر پھرے مین اوسکے ہوا بھرتی تو آواز یا صاحبقران
یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اودھر طبل سے آواز یا صاحبقران پیدا اٹھی آج کسی مصلحت سے
صاحبقران عالیشان نے سپر گرشاسپ ترک صاحبقران اول کو زیب پشت فرمایا ہے
اور تیغہ عقرب باندھا ہے اور علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہے اور طبل سکندری بج رہا ہے
رات کو دربار بھی بارگاہ سلیمانی مین ہوا تھا سبب ان تبرکات کے استعمال کا شاید مدد
غیبی اور فال نیک تصور ہو غرضکہ صفین آراستہ ہونے لگین رستم خان بن گنجاب

بن گنجب بن ملک خرمان دیو کش کہ یہ ماموں ہین شہزادہ نور الدہر کے اور برادر نسبتی شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے ہین داداہوتے ہین صاحبقران ثالث کی تین لاکھ سوار کی جمعیت سے برائے مدد آئے اور ایک ایک لاکھ سوار رستم خان بن گاؤ لنگی و شاہزادہ بہار مغرب قرامرز عاد مغربی کے ہمراہ بھی ہین ان لوگون نے صاحبقران سے عرض کی ہے کہ جنگ عظیم ہوگی اور پانچ لاکھ سوار ہم لوگون کے ساتھ ہین بس یہی کافی ہین زیادہ کی ضرورت نہین ہے فوج نابینا کو تکلیف نہ دیجیے ورنہ باعث ابتری ہوگا صاحبقران نے رائے ان لوگون کی پسند فرمائی اور فوج نابینا کو میدان سے واپس کیا اور فوج کندہور شاہ کے و لشکر دیگر سرداران بینا جو کہ ان لوگون سے پہلے آئے تھے اونکی فوج موجود ہے سردار بھی بعض شہید ہوئے بعض موجود ہین مگر زخمی یا علیل ہین ان لوگون کے سپرد نگہبانی فوج نابینا کے ہوئے غرضکہ چشم زدن مین صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھیلا جھنڈا اول سب درست ہوا اودہر تحت قیصر عاد کا صدر مین قائم ہوا اور تمام عادی صف باندھکر کھڑے ہوے اور آدم خوارون نے پہلے لشکر عادیان مین صف اپنے لشکر کی درست کی اور آگے اونکے چرخ آدم خوار ارہ پشت نہنگ باندھے ہوئے کرگدن سیاہ زیر ران بمرتبہ سرداری ٹھہرا اسیطرح ہر سردار مثل طوفان عاد و افغان عاد و جالوس عاد و صمصام عاد و قمقام عاد و بہرام عاد یہ ساتون سردار سات لاکھ فوج کے آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمزادون کے مقابلہ مین دیوون کا لشکر صف بستہ ہے ہر پہلوان بلندی قامت مین حدود انسانی سے باہر معلوم ہوتا ہے اور ہر کرگدن ایک پیل مست کے مانند ہے غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردار دونون جانب سے نکلے اور جھاڑی جھنڈے کو کاٹ کر میدان کو صاف کیا جب یہ واپس گئے تو بیلدار پھاوڑے باندھے ہوئے نکلے اور پستی و بلندی زمین کو مثل آئینہ ہموار کردیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا میدان ایک دم مین مثل آئینہ صاف و منور ہوگیا اب دونون جانب سے نقیبون نے صفون مین جاکر آواز دی کہ اے بہادران صف شکن یہ وہ روز مسرت اور روز راحت ہے کوئی با فتح و فیروزی خوش و مسرور اپنے گھر کو آئیگا اور کوئی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دونون کے انجام اچھے ہین اگر مرے تو شہید اور جیے تو غازی کہلائے دنیا بھی ہی اور عقبے بھی رہی کہ وہان صلہ مین بہشت ہے اور یہان ناموری ہر شخص یہی کہے گا کہ فلان کا بیٹا اور فلان کا پوتا کیا سورما کال رکھتا تھا کہ مرتے مرتے قبضہ شمشیر کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور جو شخص کنارہ کشی کرے گا وہ دونون جہان مین خوار و ذلیل ہوگا اپنے ساتھ اپنے بزرگون کے نام کو مٹائیگا بس جسے جنس شہادت و عروس مرگ کی حاجت ہو وہ جان سے دست بردار ہوکر خریدار جنس آخرت و معشوق یوسف جمال مرگ ہو اس لیے کہ دنیائے فانی مین چند روزہ زندگانی کے طمع مین جان کا عزیز رکھنا اور آبرو سے ہاتھ اوٹھانا اچھا نہین اگر ہزار برس بھی جیے تو ایک دن مرنا ضرور ہے کیونکہ شعر ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے جو نام بزرگون نے پشت ہا پشت کی جانفشانی مین پیدا کیے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ اوسکو یون گنوا دین اور محنت اونکی رائگان کردین نام ایسی شے ہے جسکو بہادران آفاق

جائیں دیے دیگر حاصل کرتے ہین اور اوسکا نتیجہ ابد الآباد تک کے واسطے اپنی بقا تصور
کرتے ہین شعر رستم رہا زمین پر نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
جسوقت نقیبان خوش آواز عمدہ لہجہ مین نقابت کرکے بیٹھگئے اور جنگی باجے بجنے لگے ہر بہادر
و دلاور کی رگون مین خون شجاعت جوش زن ہوا ارادہ کرلیا کہ آج میدان جنگ کو خون سے
گلنار کر دینگے اور لباس سفید اپنا خون سے رنگ کر دولہا بنینگے اور آغوش مرگ مین جاکر عروس
اجل سے ہمکنار ہونگے کہ یکایک لشکر کفار سے طوفان عاد کہ گردن اپنا کجک مار کر بڑہایا اور سامنے
تخت صفیر عاد کے آکر اجازت مانگی صفیر عاد نے کہا کہ خداوند تیرا نگہبان طوفان عاد نے باگ
مرکب کی موڑی اور رخ میدان کارزار کا کیا اس کی آمد سے زمین کو زلزلہ تھا ہر گام پر سم گز گز بھر
کے زمین مین دہنستے جاتے تھے یہی ایسا مرکب تھا کہ بار اتنے بڑے جوان کا اٹھائے
ہوئے تھا کہ جسکے ہاتھ مین گیارہ سو من کے جو بدست تھے اسکا لنگر اور سوار کا لنگر
اس شان و شوکت سے طوفان عاد میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور نیزہ زمین پر
گاڑ کر اسنے نعرہ کیا کہ باشش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان آگاہ ہو کہ خداوند لقا کو ان
تاجدار عجب بہاگتی جوت کا خداوند ہے کہ اوس سے بہتر کوئی خداوند ہوا اور نہ ہوگا
بڑے حیف کی بات ہے کہ تم لوگ اوس سے دشمنی پر کمر باندہے ہوئے ہو جسنے تمکو پیدا
کیا اور اس مرتبہ جلیل کو پہونچایا کہ آج تمہارے جواب دینے والے پردۂ دنیا پر کم ہونگے
لیکن تم اوس کی شکر گذاری کے عوض اوسی خداوند کے قتل کا ارادہ رکہتے ہو کیا شامت
ہے بہلا خدا کسی بندہ کے قتل کئے سے قتل ہو سکتا ہے یہ بھی اوسی خداوند کی رحیمی
ہے کہ ابتک تمکو اوسی نے زندہ رہنے دیا شاید اس مین یہ مصلحت ہو کہ اب بھی تم
راہ پر آجاؤ ورنہ ابتک اگر وہ ملک الموت کو حکم دیدیتا تو وہ تمہاری روح کو اسطرح
قبض کر لیتے کہ ایک کو ایک کی خبر بھی نہ ہوتی جب تم نے کسی طرح اوس کو نہ پہچانا اور دیدہ و باطن
کو اپنے نور عقیدت سے روشن نہ کیا تو خداوند نے غضبناک ہو کر تم کو اندہا کر دیا لیکن
پھر بھی رحم کہایا کہ کسی ساحر کو تمہارے قتل پر مامور نہین کیا کہ تم سحر نہین جانتے ہو پہلوان
ہو تو اوس نے بھی پہلوان کے مقابلہ مین پہلوان بھیجے ہین اور ہم لوگ پہلوانان
خداوند مین سے ہین بہلا تم ہم سے کیا لڑ سکو گے اب بھی نصیحت میری مانو اور اپنے
ارادے سے باز رہو اور گناہان گزشتہ سے توبہ کرو تو مین خداوند سے سعی کر کے
گناہ تمہارے عفو کرا دون آنکھین تمہاری پھر سے روشن ہو جائین بس یہہ
تقریر جو اس کافر مرتد کے اہل اسلام نے سنی لاحول پڑہا اور جواب دیا کہ تو کیا بکتا ہے
وہ خداوند تیرا کیا گیدی ہے جو فوج سے کام لیتا ہے اور اپنے کئے سے کچھ
نہین ہوتا ہے بس یہہ میدان جنگ ہے مجلس وعظ نہین ہے کہ تو اپنی کتھا سنا رہا ہے
اگر کچھ دعوائے مردی و مردانگی ہو تو مبارز طلب کر یہان بھی بہت سے دیو تن
تیری ہمسری کو موجود ہین بس یہ سنتا تھا کہ طوفان عاد نے کہا کہ تم لوگ سیاہ قلب
ہو کیا مانو گے جبہی تو خداوند تم سے ناراض ہے خراب تمہاری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے
جب تقدیر بگڑتی ہے تو سیدہی بات اولٹی معلوم ہوتی ہے آپکے جسکو تمنا ہے مرگ و

وآرزو ہی قضا ہو یہ سنتے ہی رستم خان بن گاؤ لنگی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور
سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مرکب سے اوترا آستان عبودیت کو بوسہ دیا
اور اجازت حرب چاہی فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے یہ فرما کر جام
عفریت عنایت فرمایا رستم خان بن گاؤ لنگی نے ساغر ہونٹوں سے لگا کر جرعہ دو
کشید کیا اور سلام رخصت کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور کڑکڑا کر گھوڑا باگ کا اٹھایا
طوفان عاد سے سامنا کیا یہ بھی بہت بڑے جوان ہیں مگر جس وقت سامنے
طوفان عاد کے ہو پہنچے یہ معلوم ہوا کہ انسان وحشی جان کا مقابلہ ہے طوفان عاد
نے جو رستم خان بن گاؤ لنگی کی طرف دیکھا آواز دی کہ بس انہیں سرداروں لشکر پر
لشکر اسلام نے طاق پر چڑھائے ہیں جن کے سن آپ جیسے تھے ضعیف ہوتے
پوچھا طوفان نے کہ کیا نام ہے تمہارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ ایک گمنام
ملازم اوسنے صاحبقران ذیشان کا ہوں کیا کمینے نام بتلاؤں مجھکو رستم خان کہتے ہیں
طوفان عاد ہنس پڑا اور پکارا کہ اسے قد و قامت پر رستم خان نام رکھا ہے سچ ہے
برعکس نہند نام زنگی کافور + اسکے بعد رستم خان سے کہا کہ وہ شخص کہاں ہے جو تم سبکا افسر ہے
اور زور و طاقت مین سب سے زیادہ ہے یہ سنکر رستم خان نے اشارہ بدیع الملک کی طرف کیا طوفان عاد کو اور بھی حیرت ہوئی اور
اسنے کہا کہ یہ تجھسے بھی زیادہ ناتوان معلوم ہوتا ہے رستم خان نے کہا کہ وہ انسان ہے تیرے طرح قوم
حیوان سے نہیں ہے لیکن دیو کش ہے تجھ سے سیکڑوں دیوں کو اوس نے
ٹانگیں چیر کر پھینک دیا ہے بس یہ سنکر طوفان عاد نے کہا کہ تو بڑا دریدہ دہن معلوم
ہوتا ہے کہ اس طرح کے سخت کلامی کرتا ہے جان کو اپنی نہیں ڈرتا رستم خان
نے کہا کہ اگر جان کو ڈرتا تو تیرے مقابلہ کو کیون آتا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا
لا ضرب بہادری کے تاکہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہ جائے اور تجھکو لقمہ تیغ
شمشیر کر کے دوسرے کو دہان گور مین بھیجوں یہ سنکر رستم خان بن گاؤ لنگی
نے کہا کہ مجھکو لقمہ نرم نہ سمجھ مین لقمہ سخت ہوں اور تو پہلے وار کر اس لیے کہ آئین
اسلام کے خلاف ہم لوگ نہیں کر سکتے جب خدا تیرے ضرب سے بچائیگا
تو دیکھا لیا وے گا بس یہ سنتے ہی طوفان عاد نے خبردار کہکر نیزہ رستم خان
کے حوالے کیا رستم خان نے نیزہ کو اپنی نیزے پر گانٹھا رد و بدل
ہونے لگی طعنین چلنے لگیں بند بند مفاصل کے ہلا دیے ہوا سنانون سے
چنگاریاں اوڑ رہی تھیں قریب بیس بائیس طعنون کے چلے ہونگے کہ ایک
مقام پر رستم خان نے نیزہ کو طوفان کے نیزہ پر گانٹھا اور لپیٹ کر مثل
کاکل محبوبان کے اچٹکا دیا نیزہ ہاتھ سے طوفان کے ہوائی ہوا بس نیزہ اسکی
ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ طوفان کے نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا اور رستم خان
نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا فوج اسلام سے صدای احسنت و مرحبا بلند ہوئی
فوج کفار نے خجالت سے گردنیں نیچی کر لین لیکن طوفان عاد نے آواز دی
کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے اوس شخص کے نکال دیا کا گرد لیوکا

ہاتھ پکڑی تو چھڑا نہ سکے لیکن نہین معلوم ہوتا تو نے کیا ترکیب کی کہ نیزہ چھوٹ گیا
نیر کچھ پروا نہین نیزہ بازی خلال بازی روک اس چوب کو کہ یہ طمانچہ اجل ہے
بہت خبردار رہنا رستم خان نے کہا کہ ہم خبردار ہین وار کر بس طوفان عاد غصہ کے
سبب سے جھلایا ہوا تھا اس نے وہی چوب دست گران سنگ گیارہ سو من کے
ضرب کو اوٹھایا اور سر پر چرخ دیکر سر رستم خان پر دو دستی وار کیا رستم خان
نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب ولکت جو سپر پر پڑتی ہے تراقے کی
صدا بلند ہوئی اور سپر سے پھول اوڑے کمر مرکب رستم خان کی شکستہ ہوئی رستم خان نے چاہا
کہ کود کر توسن سے علٰحدہ ہون قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤن رستم خان کا رکاب مین اوجھا ادہر تو یہہ گر رہے
اور اودہر مرکب رکاب کے جھٹکے سے پاؤن پر آرہا کہ چینی گھٹنے کی سرک گئی طوفان عاد تو سمجھا کہ مار لیا
حریف کو لیکن حالت رستم خان کی جو فراہز عاد مغربی نے مشاہدہ فرمائے وہین سے مرکب کو
اپنی لاجولان کیا اور قریب آکر پوچھا کیا حال ہے رستم خان نے جواب دیا کہ فضل الٰہی
سے رد کیا مین نے وار اوس کافر کا مگر پاؤن رکاب مین اوجھا مرکب کی
کمر ٹوٹ چکی تھی بے حال ہو رہا تھا جھٹکے کے ساتھ ادھر آ رہا پاؤن رکاب سے
نکل سکا چینی گھٹنے کی جاتی رہی ہے مگر اس سے لڑون گا فراہز نے کہا
کیا جہالت ہے ہم تو موجود ہین جب اچھے ہو لینا اوس وقت مقابلہ کرنا یہ سنکر
رستم خان خاموش ہو رہے کہ درد سے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی تھی فراہز
نے سواری طلب کرکے رستم خان کو شفاخانہ شاہی کے جانب روانہ کیا
رستم خان کا تو علاج ہونے لگا کمگرون نے پاؤن بٹھایا مندرش کی لیکن یہان
فراہز عاد مغربی نے طوفان عاد سے سامنا کیا طوفان نے کہا کہ دیکھا تو نے
کہ مین نے کیا حالت کی اوس کی اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو مقابلہ نکر اور دین
الکوان پرستی اختیار کر کہ بہت اچھا دین ہے اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترک کر
فراہز نے جواب دیا کہ ضرب بہادری کے تو کیا گیدی ہے اور تیرا
خداوند کیا مسخرا فریب دہ ہے بس یہہ کلمہ سخت جو اوس نے اپنے خداوند کے
نسبت سنا کہا کہ تم سب لائق اسی کے ہو کہ تمکو سزائے موت دی جاوے
خداوند کا نام اس بےغیرتی سے لیتے ہو لو اس کو کہ یہہ طمانچہ اجل دست
ملک الموت ہے یہہ کہکر وہی گیارہ سو من کے ضرب سر پر چرخ دیکر فراہز کے
سر پر وار کیا شاہزادہ بہارستان مغرب نے وار اس کا سر گرز سپر رد کا تڑاقے کی
صدا بلند ہوئے شعلہ فلک کو نکل گیا نقش گردہ عتبار بلند ہوا کہ فراہز معہ مرکب
پوشیدہ ہوئے کمر مرکب فراہز کی شکستہ ہوئی مرکب پہلو کے بل گرا گر نہ
تڑپا ہلو نے سے چوب دست پہلو شانی پر گرے گیارہ سو من کے ضرب کا
لنگر شانہ سے کیونکر رکے ہاتھ فراہز مغربی کا جھول گیا چاہا کہ جوان اس کو
ہاتھ قابو مین نہ پایا یہہ حالت دیکھکر عیاران لشکر اسلام دوڑ پڑے اور فراہز
عاد مغربی کو لیکر شفاخانہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئی طوفان عاد نے سپہر مبارز طلب کیا

اور لاف وگزاف کرنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے عرض کی کہ رستم خان بن گاؤلنگی اور فرامرز عاد مغربی دونون ہاتھ سے طوفان عاد کے زخمی ہوئے رستم خان کا پاؤن ذبر مرکب دیکر ٹوٹ گیا اور فرامرز کا شانہ نشانہ ہوا اور مرکب دونون کے دشمن کے ضرب کا لنگر نہ اوٹھا سکے کمربن ٹوٹ ٹوٹ گئین فرمایا کہ ستارہ مسلمانون کا گردش مین ہے خیر جو منظور خدا ہو رستم خان بن کنجاب گھوڑا بڑھا کر قریب آچکا تھا اس نے عرض کی کہ حضور یہہ عادی بہت بڑا جوان ہے خداوند کریم فتح یاب کرے اب ایک مین باقی ہون تو کیا کر سکتا ہون جو مجھسے بدرجہا بہتر تھے وہ تو ہاتھ سے اوس کے زخمی ہوئے کیا بنا لونگا لیکن شاید اقبال حضور کا یاوری کرے اور آپ دعا دین اوس کی برکت سے عجب نہین ہے کہ فتح حاصل ہو مگر وہان تو جتنے ہین کوئی اس سے کم نہین ہے غلام کس کس سے لڑے گا اب اس خادم کو رخصت جنگ عنایت ہو اور پروردگار عالم سے مدد طلب کرین بدیع الملک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مجھے اس کے مقابلے کے واسطے جانے دو میدان کو فرق کر دو رستم خان نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کہ خادمون کے ہوتے آقا لڑنے کو جائے جس وقت ہم نہ ہونگے اوس وقت حضور کو اختیار ہے لیکن ہم اپنی موجودگی مین آپ کو نہ جانے دین گے یہان تو یہہ حجت درپیش ہے اور اودھر طوفان عاد بار بار مبارز طلب کر رہا ہے کہ یہ تقریر تقدیم و تاخیر بیکار ہے اس لئے کہ انجام سب کا ایک ہے جا ہے پہلے آؤ جا ہے بعد لیکن دیر کرنا اچھا نہین ہے یہہ سنکر رستم خان نے باگ مرکب کی لی اور صاحبقران کو قسم دیکر روکا تھا کہ جانب بیابان سے تتق گرد پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے دامن گرد چاک ہوا اب جو دیکھتے ہین تو صحرا نہین ہے لالہ زار معلوم ہوتا ہے گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے وہی نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے مرکب دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے صاحبقران نے پوچھا کون آیا ہے لوگون نے عرض کی کہ حضور وہی نقاب دار سرخپوش ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ تو مانند سایہ کے ہر وقت اور ہر جگہ موجود رہتا ہے خداوند عالم اس کو سلامت با کرامت رکھے نہین معلوم یہ مرد بزرگ کون ہے جس کو اس قدر مجھسے محبت ہی کہ ہر درد مین شریک ہر بلا مین سینہ سپر جیسے شمع پہ پروانہ ہوتا ہے سیکڑون احسان مجھپر کیے ہین کہان تک شکریہ نقاب دار کا ادا کرون ایسا ہے کوئی کہ میرے طرف سے بعد سلام مزاج پرسی نقاب دار کی کرے رستم خان بن کنجاب قریب کھڑے ہوئے تھے ابھی مرکب بڑہایا نہتا اور گرد کے اوڑنے سے اور تامل ہوا تھا کہ دیکھ لین کون آتا ہے تو پھر نکلین رستم خان پیام صاحبقران عالیشان کا نقاب دار سرخپوش کو دیا میر باتوقیر آپ کو سلام کہتے ہین اور مزاج پوچھتے ہین نقاب دار بہادر نے جواب سلام ادا کیا اور کہا کہ میرے جانب سے بھی مزاج پوچھو اور سلام مسنون الاسلام

اوسنے نعرہ اور یہ بھی کہا کہ آج نقاب دار اجازت جنگ مانگتا ہے ہر چند کہ آج تک
کبھی ایسا نہوا تھا کہ نقاب دار ہر چند وقت نے صاحبقران والاشان یا بادشاہ اسلام
سے اجازت مانگی ہو لیکن خلق صاحبقران نے نقاب دار کو بھی عجز و انکسار سکھا دیا ورنہ
یہ بانا اون لوگون کا ہے جو ہوا سے لڑتے ہین اور جن کی ہمت اونکی قوت سے ہمیشہ
بڑھی رہی ہے غرضکہ جواب مین صاحبقران نے فرمایا مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ میرے
بزرگ ہین یا خرد گر خرد ہین تو خیر اور بزرگ ہین تو کیا مجال ہے میری کہ مین آپ کو جنگ کی
اجازت دون نقاب دار نے جواب دیا کہ اسی وقت ہر خرد و بزرگ آپ کے سامنے
سب برابر ہین کیونکہ خداوند کریم نے آپ کو صاحبقران زمانہ کیا ہے آپ اس وقت
ہر خرد و بزرگ کے مالک ہین بس اب دیر نہ کیجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ خداوند کریم کے حفظ و امان مین دیا بسم اللہ کیجیے نقاب دار نے یا تو مرکب
روک لیا تھا اب اجازت لیکر باگ گھوڑے کی پھیری اور مثل شعلہ جوالہ سامنے طوفان عاد کے
آگیا آواز دی او قزاق بڑی بدعت کر رکھی ہے تو نے لاضرب بہادری کے اور دیکھ
تماشا میرے وار کا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا اور نقابدار مفلوک روزگار تو کہان سے آیلہ ہے
جا پلٹ جا کہ مجھے سن و سال پر تیرے رحم آتا ہے کیون اپنے جان سے عاجز ہوا ہے
تیرے قوا اس قابل نہین ہین کہ تو پیشہ سپہگری اختیار کرے نہین دیکھا تو نے کہ جو لوگ
تجھسے زیادہ قوی تھے اون کی مین نے کیا حالت کی نقاب دار نے جواب دیا کہ قوت
ہونا اور جرأت ہونا قوی پر موقوف نہین ہے دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہون بیہودہ مونے موٹے ہاتھ پاؤن
لکڑی کی طرح کاٹ کے ڈالدون گا لاضرب بہادری کے بس دیر نکر یہ سنکر طوفان عاد نے نیزہ سینہ
لعینہ نقاب دار پر مارا نقاب دار نے نیزہ طوفان عاد کا برچھے پر اونپر لیا اور طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگیا
طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ نقاب دار نے آواز دی کہ روک نیزہ کہ نیزہ جاتا ہے تیرا اس
یہ کہتے نہین معلوم کو نسا ہند باندھا کہ طوفان سے نہ کھل سکا اور نیزہ ہاتھ سے اس کے
نکل گیا لشکر نقاب دار سے تعریف کے صدا بلند ہوئی اور لشکر اسلام سے احسنت و مرحبا کی
آوازین آئین صاحبقران نے بھی بلند آواز سے فرمایا کہ اے نقاب دار بہادر سبحان اللہ
کیا کہنا ہر چند کہ مین دیکھنے سے معذور ہون مگر سنا مین نے کہ استنے بڑے جوان کے ہاتھ سے
تیر ہوین طعن مین نیزہ نکال دیا یہ آپ ہی کا کام تھا نقاب دار نے سلام کیا اور کہا کہ
یہ سب صدقہ ہے آپ ہی کے بزرگون کا یہ کہنا یہ نقاب دار کا نہایت پرمعنی تھا اور
جس وقت حال نقاب دار کا کھلے گا کہ نقاب دار کون شخص ہے اگر یہ معلوم ہو تو اوس
لطف ہو گا غرضکہ جس وقت نیزہ ہاتھ سے طوفان عاد کے نکل گیا اس نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے تم لوگ اس فن مین کمال رکھتے ہو تم سے نیزہ بازی کرنا بیکار ہے لو اسے
کہ یہ چوب بلا ملک الموت کا ہے یہ کہکر چوب اپنے آرا بہ پر سے اوٹھائی اور گیارہ سو من کی بھاری
ضرب سر پر چرخ و بگرد دستی ضرب لگائی کہ نوبت کو دون نقاب دار ہر چند شش سے
سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر چوب جو پڑتی ہے میرے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک
نکل گیا ہاتھ تو نقاب دار کے مانند ستون فولادی کے قائم رہے لیکن کمر مرکب نقابدار کی

اوپر اٹھائے رکھتے ہی نقابدار نے زین خالی کیا جب مرکب پر بڑھی مرکب نقش زمین ہوکر رہ گیا لیکن نقابدار
بہادر اوسکے ہاتھ گردن سے بائین جانب ڈیکر زیر گردن طوفان عاد پر پہنچ گئے ادھر تو طوفان
عاد نے زدم وبست کردم کا نعرہ کیا اور فوج کفار سے تعریف کی صدا بلند ہوئی قلب صاحبقران
عالیشان کا تھرا گیا کہ نہ معلوم نقابدار پر کیا گذری اہل اسلام کو گمان ہوا کہ نقابدار مارا گیا لیکن عیار
نقابدار پہلے تو چھپا کتا تھوڑی دور جا کر پلٹ گیا یہ معمہ کسی کی ذہن مین نہ آیا صاحبقران ذیشان
نے فرمایا کہ نقابدار بہادر پر کیا گذری رستم خان بن کنجاب نے عرض کی کہ نشق گرد
برطرف ہو تو حال نقابدار کا معلوم ہو فرمایا کہ کوئی عیار برائے خبر نہین گیا ہے عرض کی عیار
نقابدار جاتا تھا مگر راستے سے پھر آیا کہ نعرہ اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی دیکھا تو نقابدار
پر خروش طوفان عاد کو مع گرگدن اوٹھائے ہوئے لیے جاتا ہے رستم خان بن کنجاب
کے تو ہوش باختہ ہو گئے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور یہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے
اتنا بڑا جوان جسکے ضرب سے کمر مرکب نقابدار کی شکستہ ہوئی اوسکو مع مرکب اوٹھالیا ہے
اور اس فیل آہنی کی طرف لیے جاتے ہین جو حد بیابان نہ طاق کہا جاتا ہے اور ڈیڑہ سو قدم
کے فاصلہ پر ہے ہرچند طوفان عاد چاہتا ہے کہ مرکب سے کود پڑون مگر نقابدار نے
پاؤن اسطرح پکڑ لیے ہین کہ چھوڑتے نہین ہین بدیع الملک نے کہا یہ زور سوا دادا
صاحب یعنی عملشاہ رومی رستم بارگاہ جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور کسی کا نہین
تھا سبحان اللہ کیا یہ بھی کوئی اونہین بزرگ کی یادگار ہین ادھر عادیون کا لشکر تعجب سے دیکھ رہا تھا
کہ پھر انسان ہے یا جن ہے کہ اتنے بڑے پہاڑ کو بلکہ دو پہاڑون کو تلے اوپر اوٹھائے ہوئے
ہین لیکن دیکھا چاہیے کہ انجام کیا ہوتا ہے وہان نقابدار پر خروش طوفان عاد کو مع گرگدن اوٹھائے
ہوئے میل سرحد تک لگئے جسکا فاصلہ میدان جنگ سے ڈیڑھ سو قدم تھا اور پکار کر کہا کہ او
طوفان کیا تو نے زور دیکھے میرے ہاتھون کا اب کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین
طوفان نے کہا اے نقابدار یہ میرے غرور کی سزا مجکو خداوند اکوان نے دی ہے مگر موت میری
تو اوسنے معین بھی نہین کی پھر مجھے خوف کس بات کا ہے جو مذہب تیرا اختیار کرون فرمایا
نقابدار نے کہ شیطان تجھپر مسلط ہے اور تو راہ پر نہ آئیگا دیکھ سنبھل اور ہوشیار ہو جا کہ اب
کشتی حیات تیری طوفانی ہوا چاہتی ہے یہ کہکر دونون ہاتھون پر تولکر جزاو سے میل سرحد
پر مارا پیکر طوفان عاد کا مع گرگدن چور ہو گیا لشکر نقابدار سے شور مبارکباد بلند ہوا لوگ
خوشیان منانے لگے اور عیار نقابدار دوسرا مرکب لیکر چلا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی
صدا بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت آتشیزور رستم نوجوان کا دکھلا دیا یہ آپ ہی کے
واسطے تھا نقابدار نے جواب دیا کہ مین بھی غلام اونکا ہون ہان اونکا زور اولاد و کہا وینگے اونکی
ایسے ایسے لوگ اونکی اولاد مین موجود ہین قیصر عاد نے جو دیکھا کہ اتنے بڑے سردار کو نقابدار نے
اس ذلت و خواری سے مارا کہ کسی اوسنے کو بھی کوئی زبردست نہین مار سکتا اب اس نقابدار
سے کون لڑے گا بس اسنے زانو پر ہاتھ مارا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھتے ہو
نقابدار اتنے بڑے سردار کو مار کر یون صاف نکلا جاتا ہے گھیر لو اسکو جانے نہ دو یہ حکم پاتے ہی
ساٹھ لاکھ چالیس ہزار کا لشکر گھوڑے دوڑا کر نقابدار کیطرف چلا ہیں دیکھتے ہی لشکر نقابدار کے جسمین

کل چالیس ہزار سپاہی ہین لیکن ہر ایک بہادر اور منچلا ہے اپنے مالک پر زغہ دیکھکر جھپٹ پڑے
یہ معلوم ہوا کہ جنگاوران بیدسٹین یا کہ ہون کی آہین نہین کہ شہر شہاب بجز فوج قالم پہ گرین آواز ہم
دگر پہ جو صاحبقران کے گوشزد ہوئی فرمایا کیا کفار نے یلغار کر دیا ہے جوتا ہون کے کہ ایسے زمین
ہین زلزلہ سا پیدا ہوگیا ہے رستم خان نے عرض کی کہ کفار آپڑے ہین اور نقابدار تنہا ملکہ پیدل
ہین فرمایا کہ ہمارا لشکر کیا ہے دیکھنے کے واسطے ہے یاروان کافرون بدعہدون کو مدد کرو نقابدار کی
یہ سنتے ہی بہادران جو انوان نے پر دست باگون سے لئے اور فوج کفار پر جا پڑے لگی تلوار چلنے
صاحبقران کو بھی ... ہوئی لیکن سوار ان مین سوار رستم خان بن گنجاب کے اور باقی ہی کون تھے
اسکے بعد صاحبقران نے چالاک ثانی سے فرمایا کہ ہمارا مرکب طلسمی جسکا نام ابلق بادرفتار ہے
جلد نقابدار کیواسطے لیجاؤ چالاک قریب اوس مرکب کے آیا ساز و یراق سے آراستہ پایا جلدی
سے باگ ہاتھ مین لیکر دوڑتا ہوا اتنے جلد گیا کہ عیار نقابدار سے پہلے پہونچا اور مرکب پیش کیا
یہ مرکب بھیجنے کے صاحبقران عالیشان نے آواز بھی دی تھی کہ لے نقابدار دلاور یہ
تحفہ میری قبول ہو اس ہدیہ کو واپس نہ بھیجیگا ورنہ مجھے ملال ہوگا نقابدار نے جواب دیا کہ یہ مرکب
میرے واسطے خلعت سرافرازی اور سند صلہ جانبازی ہے بس جیسے ہی چالاک ثانی مرکب
لیکر پہونچا چاہتا تھا کہ رکاب مین ہاتھ دیکر عرض کردن کہ بسم اللہ سوار ہوجیئے یہ کچھ کہنے بھی نہ پایا
تھا کہ جھٹکے ہی نقابدار کو پشت مرکب پر پایا رکابین پاؤن مین آگئین لگام ہاتھ مین پہونچ گئی
رکابون نے جاکے چشم بنکر پاؤن نقابدار کی آنکھون مین رکھ لیئے اور لجام نے دست بوسی کا شرف
حاصل کیا چالاک ثانی تو اپنی چالاکی بھول گیا کہ اک برق تھی کہ چمک کر پشت مرکب
پر آگئی جلدی سے باگ چھوڑکر علیحدہ ہوا اور نقابدار نے تلوار کھینچی اور مثل شعلہ جوالہ فوج
کفار پر گرا اور کاٹنا شروع کیا اور پھر رستم خان بن گنجاب نے تلوار کھینچی اور تمام
لشکر اسلام لشکر کفار سے غلط ملط ہوگیا ہر طرف نیزہ و گرز و شمشیر و تیر چلنے لگے جو عادی
مرکب سے گرتا تھا زمین ہلجاتی تھی گر دیوون اور انسانون کی لڑائی تھی لیکن سات لاکھ فوج
سنگدل نے قدم اہل اسلام کے آگے بڑھنے سے روکدیئے نقابدار پر جوش تو
اس لشکر مین مثل موج طوفانی کے ہر طرح اپنا عمل بٹھائے ہوئے ہے اور ڈوب
ڈوب کر لڑ رہا ہے لیکن فوج اسلام سوا پیچھے ہٹنے کے آگے نہین بڑھ سکتی مرکب
دگاور کیندون سے نہین اوہٹا سکتے گھوڑے جر ... پا ہو کر بیٹھ گئے ہین سوار ہر چند
بڑھاتے ہین لیکن وہ کہدن کے تگاور کا کیونکر تحمل ہوسکتا تھا یہانتک کہ اب تخت بادشاہ
اسلام کا قلب لشکر مین آگیا ہے صاحبقران نے بھی تلوار کھینچ لی ہے اور آگے آگے
تخت بادشاہ کے چوکے ہاتھ نکال رہے ہین جو عادی قریب آتا ہے وہ مارا جاتا ہے
جو الگ رہتا ہے وہ ضرب صاحبقرانی سے محفوظ رہتا ہے سرداران لشکر
کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک جانب افغان عاد وجود بدست پکڑے ہوے
چلا آتا ہے اسکا حربہ طوفان سے کم نہین ہے نہ زور و طاقت مین یہ کم ہے لشکر اسلام
پر سات بلائین نازل ہین ایک طرف افغان عاد لڑتا چلا آتا ہے جیسے چوب دست ماری
راکب فی مرکب دونون ایک ہو گئے پشت پر آدمخوار ساتھ ہین جو باز آگیا لاش کا پتا

بھی نہ ملا کہ کیا ہو گئی دوسری جانب بہرام عاد اسی صورت سے پست کرتا چلا آتا ہے لاشین آدمخوار کہائی
جاتے ہین صرف سخت ہڈیان تو بچ جاتی ہین نرم استخوان تک چبا جاتے ہین شکم اونکے مردون کے
مرقد ہین بلکہ گنج شہیدان ہو گئے ہین ایک طرف جاسوس عاد ازہ پشت نہنگ سے نخل تن کو چیرتا
ہوا چلا آتا ہے آدمخوار دانت نکالکر دوڑتے ہین لاشین کہا جاتے ہین ایک سمت سالوس عاد
ساطور گران پکڑے ہوئے ہے جسپر ہاتھ مارا دستہ پڑا تو گرز کا کام دیا اور پہل پڑا تو راکب و مرکب کو
چار ٹکڑے کیا ایک طرف صمصام عاد دوسری جانب قمقام عاد کبھی تبر کبھی گرز سے کام لیتے
ہین ایک سمت چرخ آدمخوار گرز بہر کا کہوڑا تیغہ باندھے ہوئے مسلمانون کو قتل کرتا چلا آتا ہے اپشت
پر بیس ہزار آدمخوار ہین اور بیس ہزار اور سردارون کے ساتھ ہو گئے ہین یہ مردون کو کہاتے چباتے
چلے آتے ہین بلکہ اگر کوئی انکے ساتھ والا بھی مارا جاتا ہے تو لاش اوسکی حصہ بانٹ کر لیتے ہین
کہ یہ بیکار نہ جائے اسکو سوارت کر لینا چاہیے جنگل کے درندے کہائین اس سے بہتر ہے
کہ چار بھائیون ہی کے شکم سیر ہو جائین اس صورت سے یہ تمام سرداران کفار قیامت برپا کر رہے
ہین صرف لقا بدار اور رستم خان بن گنجاب تو عوض خون مسلمانان کا برابر لیتے جاتے
ہین اہل لشکر ہاتھ سے عادیون کے بہت تنگ ہین تھوڑے ہی عرصہ مین قریب لاکھ
آدمیون کے شہید ہوئے لیکن لقا بدار سرخپوش نے بھی ان عادیون کو ککڑی کی طرح
کاٹ کر ڈالدیا ہے اور مارے تلوارون کے زمین لال کر دی ہے آگ شعلہ مجسم بنا ہوا ہے
کہ جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اور لشکر لقا بدار کے لوگ مانند شعلہ آہ بیکسان کے خرمن ظالمان
کو پھونک رہے ہین اوس لشکر عادیون مین جسکا ہر ایک جوان دیو صورت کوہ پیکر ہے
یہ سرخپوش مانند لالہ کوہی کے پسند آتے ہین یا آسمان نیلے مین ستارے چمک رہے ہین
یا در ختون مین جگنو چمک رہے ہین ہر چند کہ لقا بدار سرخپوش کوشش کر رہا ہے کہ کسیطرح
اسی دن تک پہونچکر ان کا کام تمام کرون کہ جلد فیصلہ لڑائی کا ہو جائے لیکن سات
لاکھ کی فوج ہے اور فوج بھی عادیون کی فوج کہ ایک ایک سپاہی چار چار سپاہی
کے برابر اور سواری کر آین کے جنسے گھوڑا ہمنگا در نہین سکتا ہے بلکہ صورت دیکھکر
بھڑکتا ہے ہیا ایسا مرکب طلسمی ہے کہ بیان بھی اشارون پر چل رہا ہے جب لقا بدار
کسی سردار کیطرف جانے کا قصد کرتا ہے کثرت فوج سے راہ نہین ملتی عجیب طرح کی
حالت ہے کہ قبضہ تلوار کا کہسا جاتا ہے کہ نیزہ لنبے خون ٹپک رہا ہے جس عادی پر ہاتھ
مارا کٹ کے گرا گردن سے خون اچھلا کہ معلوم ہوا مشک کا دہانہ کہل گیا سر کردن کے
مضمون کی خون مین غرق ہین اب کسی طرح امید فتح نہین باقی ہے ایک لقا بدار
کس کس کو قتل کرے کس کس کا جواب دے فوج کے تاب نہین کہ سردارون سے لڑسکے
یہانتک کہ اب قریب پڑاؤ کے آگئے ہین پلٹ کر جو لقا بدار سرخپوش نے دیکھا کہ مین تو
آگے نکل آیا ہون لشکر کا کیا رنگ ہے کہ فوج جاتی ہین لڑ رہی ہے لیکن سات لاکھ پیدا
کیے دیتا ہے جنگ سے منہ نہین موڑا اگر نکالا نہین گردن کے آگے نہین ہٹے دیتے
ہین پیچھے ہٹائے دیتے ہین اور کفار قریب پڑاؤ کے پہونچ گئے ہین قریب ہے کہ فوج
محفوظ بھی فوج جنگی مین خود بخود شامل ہو جائے اور انہون کی حفاظت نہ کر سکے لقا بدار

اپنی طرف جو خیال کرتے ہین تو لشکر کے اس پار آگئے ہین درمیان مین سات لاکھ فوج حائل ہوگئی ہے
اول تو اپنے بڑے لشکر کا طے کرنا دشوار ہے اور بالفرض طے بھی کیا تو جتنے عرصہ مین لشکر اسلام
تک پہونچینگے اتنی دیر مین لشکر تاراج ہوجائیگا بڑا غضب ہوا دیکھئے کیا ہوتا ہے اگر خدانخواستہ
اندھون پر زوال آیا تو دنیا کیا کہے گی کہ نقاب دار سہرخیوش سے کچھ نہ ہوسکا اور اندھے
قتل ہوگئے مین نے بڑی غلطی کی کہ اپنے دولے مین اُس پار تک چلا آیا خداوندا اس وقت
مین تو ہی میری بات کا رکھنے والا ہے اور جان ان اپاہجون کی بچانے والا ہے صاحبقران
عالی شان کو دیکھا کہ آگے تخت بادشاہ کے ہاتھ تلوار کے نکال رہے دشمنون سے
بچا رہے ہین رستم خان بن گنجاب ایک طرف گھر گیا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے
اتنی گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے بس آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے نعرہ ہوا کہ منم موت بن ساریق یہ سردار لعل خفتان جو عزیز خاوری شاہزادہ
ملک قاسم کا رفیق قدیم ہے جس وقت نامہ شاہزادہ بدیع الملک کا رستم خان
بن گنجاب کو گیا ہے تو موت بن ساریق سے اور نامہ دار سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی
اس نے حال لشکر اسلام کا پوچھا تھا قاصد نے بیان کیا تھا کہ امیر مع لشکر اندھے
ہوگئے اور کفار کا یورش ہے اس بنا پر نامی رفقا کے نام تقسیم ہوئے ہین ایک نامہ
رستم خان بن گنجاب کے نام بھی میرے پاس ہے موت بن ساریق نے
پوچھا تھا کہ ہمارے نام کوئی پروانہ نہین آیا قاصد نے کہا کہ تمہارے نام کا کوئی خط نہین ہے
ہان قارون بلند گمان او فضل بن گیاہو رخون آشام اور رقامی زنجیرہ خوار کے نام ایک
ایک نامہ ہے موت بن ساریق نے پوچھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام کے نام بھی نہین
قاصد نے کہا کہ نہین اس نام کا بھی کوئی خط میرے پاس نہین ہے بس موت بن ساریق
سمجھ گیا کہ شاید ہم لوگون کے مدد سے اجتناب ہے تو سہی جو ہم اون لوگون سے پہلے نہ پہونچے
جن کو طلب کیا ہے اس لیئے کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان اور شاہزادہ رستم ثانی نے
قدمبوسی ہوگئے اور اونہون نے فرمایا کہ ہمارے عزیزون پر وقت بد آیا اور تم لوگون نے
مدد نہ کی تو ہم کیا جواب دینگے افسوس کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ہمین یاد نہ کیا اگر ادنی
چشمک ہے تو برابر والون سے ہم ملازمین سے کیون ایسا برتاؤ کیا ہے جیسا وہ ہین ویسا ہم بھی
ان کے غلام ہو بات قابل شکایت ہے اب وہین چل کر اس کے شکایت ہوگی یہ پہونچکر
موت بن ساریق نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی اطلاع کی تھی اور پچاس ہزار سوار سے
چل کھڑے ہوئے تھے بس یہان پہونچکر جو اس نے یہ حالت دیکھی کہ لشکر اسلام پسپا ہو رہا ہے
اور صاحبقران و بادشاہ اسلام غرغے مین گھرے ہوئے اپنے ساتھ والون سے کہا
کہ یہی موقع جانفشانی کا ہے ہان مار لو ان کفار کو یہ پچاس ہزار سے اگر جو گرتا ہے ابھی تازہ دم ہے تہلکہ
برپا کر دیا تھا دوسری گرد اڑی اور مظفر بن ضیغم خون آشام پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور لشکر اسلام
شریک ہوا تلوار چلنے لگی صاحبقران نے جوان دونون کے آواز سنی دل مین کہ ان کو تو
نامی بھی نہین گئے تھے یہ کیونکر آگئے لیکن بڑے وقت سخت مین کمک کی خدا انکو جزائے
خیر عنایت کرے موت بن ساریق نے جو لٹھ مارنا شروع کئی پہلا اسکا حربہ کسی سے رکتا ہے

کا کام شاہزادہ مالک قاسم ہی کا تھا کہ اس کے ضربون کو روک لیا تھا اب جو نوبت برن صاعقہ نے زنجیر پکڑ کر گردش دو کر کردار کرنا شروع کیا جس کافر کے سر پر لٹو پڑا اس کے پرخچے اڑ گئے پورا اثر اس کا ساظاہر ہی تین سو من کے ضرب ہے جس مین ہر ایک لٹو ڈیڑھ سو من کا ہے گرز کی کیا حقیقت ہے اسکے سامنے لیکن عادی بھی جا بجا مین لڑائی ہو رہی ہین ہر طرف یا خداوندا کو ان کے نعرے بلند ہین اہل اسلام تکبیر کی صدا دیتے ہین ان دونون سردارون نے لڑائی کو قائم کر لیا ہے لیکن قوم عادیون کے پیچھے نہین ہٹتے ہین ابھی گرداوڑی اور رول گردو قلقل بن گیا ہے رخون آشام ایک لاکھ سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کرکے گرا ساتھ ہی گرد پھر کر گرد اوڑی اور رقاص زنجیر خوار پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور تہ تیغ کیا اہل اسلام ہو اکثار پہ گرا اب جو اسنے خوار زنجیر مارنا شروع کئے ستر ادگرد پا کہ پھر گرد اوڑی اور رقارن بلند کمان چالیس ہزار سوار لانے سے آکر پہنچا اور قوم عادیہ گرداب خوب گھمسان سے لڑائی ہونے لگی یہ لوگ جو تازہ دم ہین یہ جا ان سے کمک ہوتا ہے تھکی ہوئی فوج کو ہٹاتے جاتے ہین اور خود سامنے لشکر کفار کے جاتے ہین جب یہ پانچ سردار آگئے ہین قوت لشکر اسلام کے زیادہ ہو گئی ہے اور زور کفار کا گھٹنے لگا ہے اب وہ حالت تو نہین ہے کہ جب عادیون نے ریلا کیا فوج اسلام کو سوا جگہ چھوڑنے کے چارہ نہ تھا لیکن یہ بھی ممکن نہین ہے کہ لشکر اسلام ان کو پیچھے ہٹا دے دونون فوجین قبضہ جمائے ہوئے برابر کا مقابلہ کر رہا ہے کوندا برق شمشیر کا ہر طرف لپک رہا ہے ابر ڈھالون کا دھواں دھار ہو رہا ہے بارش خون کے ہو رہی ہے سر مانند حباب کے گر رہے ہین خود بجز حباب کے دریائے خون مین تیرتے پھرتے ہین بازو زرہ پوشون کے کٹے ہوئے اس طرح تڑپ رہے ہین جیسے ماہی اسیر دام ہو کر پھڑکتی ہے ہر طرف ہنگامہ بلیر برپا ہو رہا ہے بازار موت گرم ہے جانون کی ارزانی زیست کی گرانی ہے جنس امن دامان کا قحط پڑا ہوا ہے راہ چارہ مسدود ہو رہی ہے سم مرکبون کے خون مین غرق ہین رنگ زمین کا ہر طرف ہے آسمان پر بھی عکس خون سے شفق پھولی ہوئی ہے سم مرکب سے گرد اوڑنا موقوف ہو گئی کیونکہ کوئی زمین خشک نہین رہی ہے سیلاب خون کا آیا ہے کشتی حیات طوفانی ہے باد مخالف زور شور سے چل رہی ہے جا بجا گرداب بلا مین پھنسی ہوئی ہین گوہر مراد نایاب ہے صدف آرزو خالی پایا جاتا ہے نہنگ اجل یہان منہ کھولے ہوئے شکم کو پھیر رہا ہے موجین شمشیرون کے پیچ و تاب بہرون کے جس عادی کا سر قلم ہوتا ہے خون نیزکن اوچھل کر زمین پر گرتا ہے زمین دوات شنجرف ہو گئی ہے صفحہ ہستی پر ہر چہرہ قلم زد معلوم ہوتا ہے شیرازہ لشکر کھلا ہوا ہے ہر دق جدا ہے کوئی رابطہ باقی نہین رہا ہے انتظام لشکر مین فرق آگیا ہے نہ میمنہ ہے نہ میسرہ نہ ساقہ نہ کمینگاہ ہر ایک جدا جدا لڑ رہا ہے میمنہ کے لوگ میسرہ مین شامل ہو گئے ہین میسرہ والے میمنہ مین مل گئے ہین قلب لشکر کے سپاہی جناح مین پہونچ گئے ہین جناح کے بہادر ساقہ مین آگئے ہین اگلا ہراول پچھلے چنداول سے مل گیا ہے اب نہ کوئی قاعدہ باقی رہا ہے نہ افسرون کے رائے شریک ہو سکتے ہین جس سے جو بن پڑتی ہے وہ کرتا ہے نہ باپ کو بیٹے کی خبر ہے نہ بیٹے کو باپ کا حال معلوم ہے بھائی سے بھائی جدا ہے ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے دونون لشکر اس طرح سے مل گئے ہین کہ اگر پوشاکین علیحدہ رنگ کی نہ ہون تو اپنے بیگانے کا امتیاز باقی نہ رہتا لیکن سردارون نے دونون لشکرون کے ستھراؤ

کردیا ہے جدہر جا اتنی لاشین گرادین کہ سڑک بنا دے ایک طرف موت بن سار نقی
کس ہمہمی سے لڑتا چلا جاتا ہے کہ نقاب دار سرخپوش تعریف فرمارہے ہین ایک
جانب ورقاے زنجیرہ خوار نے لاشون کے انبار کشتون کے پشتے لگا دیئے ہین ایک طرف مظفر
بن ضیغم خون آشام نے فوج کا سہراؤ کردیا ہے ایک سمت قارن بلند کمان کس ارمان
سے بڑھاپے مین جوانی کے ولولے دکھارہا ہے ایک طرف فضل بن کیاہور خون آشام
کہ ہمہمی کے ساتھ فوج کو روکے ہوئے ہے یہ تینون سردار یعنے قارن بلند کمان اور ورقاے
زنجیرہ خوار اور فضل بن کیاہور خون آشام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ
کے ہین اور فضل کو خصوصیت خاص حاصل ہے کہ ملکہ گوہر ملک مادر گرامی شاہزادہ نور الدہر والدہ
ماجدہ صاحبقران ثالث تہائی فرماتی ہین اور سامنے اسکے ہوئی ہین اوسوقت سے جب کہ باپ سے علیحدہ ہوکر
شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ جا باغ مین مقیم ہوئی ہین اور فضل نظر کردہ جناب خضر علیہ السلام سے
ہے یہ فضیلتین اوسکو برادران بدیع الزمان مین خاص کر حاصل ہین کہ دوسرے کو نہین ہین غرضکہ لڑتے لڑتے فضل
بن کیاہور خون آشام سے اور چرخ آدمخوار سے سامنا ہوا چرخ نے کہا کہ او بڈھے تو نے قیامت
برپا کر رکھی ہے خبردار رہو ہشیار ہو کہ مین آپہونچا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر اس نے تیغ مارا
فضل چوب دست پر ہاتھ ڈالا او کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا کھینچ لیا مرکب پر سے کہ چرخ آدمخوار اوندھے منہ آرہا بس
داہنے ہاتھ سے قبضہ شمشیر اس کے سر پر مارا کہ چرخ چرخی ہوگیا اور پھڑک کر مر گیا نقاب دار
سرخپوش نے تعریف کی اور صداے مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ واقع مین تم جوانی مین شاہزادہ
انجم گروہ کے ساتھ کس ولولے سے لڑتے ہوگے جواب تک یہ حالت ہے کہ اسے
بڑے پہلوانون کو کس آن بان سے مارا ہے جیسے طفل مکتب کو لڑا دیتے ہین فضل
نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیا حقیقت میری ہے یہ سب صدقہ خاندان صاحبقران
کے غلامی کا ہے اودہر نقاب دار سرخپوش نے دیکھا کہ بہرام عادی نے قیامت برپا
کردی ہے لشکر اسلام کو زیر و زبر کئے دیتا ہے جس پر چوب دست ماری برابر کا ہوگیا نقاب دار
نے آواز دی کہ او عادی کہان جاتا ہے ادہر آ یہ کہ ملک الموت تیرے جان کا مین ہون کیا
کمزورون کو مار کر نعرے کرتا ہے بہرام نے کہا کہ تم بڑے شہزور رہو تو کہین روکو اس ضرب کو
یہ کہکر دہیا جو بدست گران سنگ اوٹھا کر سر پر کھینچ دیا سر نقاب دار پر وار کیا نقاب دار
نے شمشیر و سپر ہاتھ سے چھوڑ دے کہ گرز سپر کا پشت پر جا پڑا اور تلوار نیام مین آرام لینے
لگی جیسے ہی چوب قریب سر آئی دونون ہاتھ بلند ہوئے تو معلوم ہوئے لیکن یہ
سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر چوب دست مین لپٹ گئے ہاتھ نہین بلکہ بیل
عشق پیچان کے تھے کہ ستون مین لپٹے ہوئے تھے اتنے بڑے
ہاتھون پر روکنا یہ کام نقاب دار ہی کا تھا فضل تو سمجھا تھا کہ نقاب دار کا بچنا
رہے گا بلکہ استخوان تک سرمہ ہوجائینگے بلکہ اس نے انجام اپنی راے کے
موافق سوچ کر افسوس کا نعرہ کیا تھا کہ غضب کیا نقاب دار نے کہین اتنا بڑا
حربہ ہاتھ سے روکا جاتا ہے لیکن اب جو خیال کیا تو چوب آتے آتے اس طرح
اٹک گئی جیسے کوئی چھڑی کو پکڑتا ہے بس نقاب دار نے ہاتھون کو چوب مین

لپیٹ کر جو کھینچا بہرام عاد دچونک مین آگئے آر ہالیس نقاب دار نے بائین ہاتھ سے کمر زنجیر کا
بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا اسن سے اوٹھا لیا اور سر پر بلند کر کے ہوا سے
سے لیا گیارہ سو من کے چوب کا لنگر اور بہرام عاد کے جسامت کہ ایک دیو النسان کے
ہاتھ پر بلند معلوم ہوتا ہے فضل نے پکار کر کہا کہ اے نقابدار عالیوقار سبحان اللہ کیا تاب و
طاقت ہے کسیکی جو اس دیو سے مقابلہ کر سکے اسوقت حضور نے شاہزادہ عمر بن حمزہ
یونانی کو یاد دلا دیا اسطرح چوب دست سوا اونکے کسینے نہین حریف سے چھینی اور اس حربے
کو ہاتھون کی قوت سے کسینے نہین روکا یا بہ زور او نکا دکھا دیا آج حضور نے یہ قوت دکھائی
یہ زور دیکھکر فضل سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑے شخص ہین لیکن صاحبقران نے جو یہ
الفاظ سنے اونکے بھی کان کھڑے ہوے نقاب دار تو صاحبقرانی کر رہا ہے نہین معلوم یہ کون صاحب
ہین لیکن قران ثالث نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیے بادشاہ لشکر مخالف شہنشاہ اسلام
کی طرف آتا ہے قریب ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرے صاحبقران نے فرمایا باگ میرے مرکب کی
اوس کی طرف پھیر دو قیصر عاد قریب تو آہی چکا تھا قران نے باگ اشہب صاحبقران
پکڑ کر سامنے کر دیا اور آواز دی کہ اوسنے تیغہ مارا ہے صاحبقران نے سپر گرشاسپ
کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو پڑا ہے سپر سے شعلے پیدا ہوئے اور تیغہ سے لپٹ گئی اسنے
تیغہ کھینچا کہ یہ کس بلا مین پھنس گیا لیکن تیغہ نہ چھوٹ سکا صاحبقران نے بند دست پکڑ لیا
اور جست کر کے اسکے تخت پر گئے اور ٹٹولکر کمر زنجیر کا بند پکڑ لیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور
کیا اسن سے اوٹھا لیا نقاب دار نے دیکھا کہ خاتمہ لڑائی کا ہوا چاہتا ہے صاحبقران
نے بادشاہ لشکر کو گرفتار کر لیا بس مرکب کو چمکا کر مثل برق قریب علمدار پہونچے اور ایک
ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ علم قلم ہو کر سرنگون ہوا علمدار لشکر نے تلوار ماری نقاب دار
نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا علمدار مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے
ادہر قیصر عاد نے صدائے امان بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ بشرط ایمان قیصر عاد
نے کہا دلسے قبول ہے مذہب آپکا بیشک برحق ہے اور اکوان حرامزادہ کافر ملعون
ہے ہمیں حقیقت اسلام ثابت ہو گئی صاحبقران نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا
قیصر عاد کی فوج یورش کر کے قریب پہونچ گئی تھی ایک آدمی نے صاحبقران
پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا کہ اس نے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ ہمارے لشکر مین طبل
امان بجواؤ ادہر تو نقارہ امان پر چوب لگی دونون لشکر علیحدہ ہونے لگے نقاب دار
کسیقدر زخمی بھی ہو چکے تھے اونھون نے باواز بلند کہا کہ یا صاحبقران
سلام رخصت میرا قبول ہو اور یہ امانت اپنی لیجیے یہ کہکر فضل بن گیا ہور
خون آشام کی طرف اشارہ کیا کہ روکو اسکو اور بہرام عاد کو اوسے بائین
ہاتھ سے فضل کی طرف پھینکا فضل نے داہنے ہاتھ سے روک لیا نقابدار
مسکرائے اور فضل کی تعریف کی اوس نے ادب سے سلام کیا صاحبقران
نے فرمایا کہ کب تک اپنے دیدار کو ترسائیگا اس عنایت کے ساتھ یہ بے اعتنائی
کہ دم بھر کو آپ نہین ٹھہرتے نقاب دار نے کہا کہ انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے

که ہم آپ سب ایک ہی مقام پر ہو گئے یہ کہکر نقاب دار نے باگ مرکب کی لی اور جانب
صحرا روانہ ہو گیا عقب مین اسکے تمام سرخپوش گھوڑے مارے ہوئے ہو دم بھر مین اسی طرح
نظرون سے پنہان ہو گئے کہ گویا بیابان نہ طاق مین تھی ہی نہین صاحبقران مع لشکر
فراوان اپنے فرودگاہ پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے آج کی خستگی ایسی نہ تھی کہ دربار ہو سکتا
قیصر عاد کو بھی رخصت فرما دیا شب کو آرام فرمایا ادھر قیصر عاد اپنی بارگاہ مین آیا رات
اسنے بھی سو کر تمام کی صبح کو حضرت صاحبقران ہین مع پانچہزار سردارون کے جو جنگ مین قتل
سے بچ گئے تھے روانہ ہوا یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن تھے
صاحبقران دنگل نادعنبر پر متمکن تھے سرداران نامی و گرامی گرد و پیش جمع تھے تعریف
نقابدار سرخپوش کی ہو رہی تھی بدیع الملک فرما رہے تھے کہ کل تو نقاب دار
نے قوت صاحبقران دکھا دی سبحان اللہ خداوند عالم نقاب دار عالیمقدار کو چشم
زخم سے محفوظ رکھے فضل بھی کھڑا ہے کہ حضور میرا تو چشم دید واقعہ ہے کہ چوب کو نہ جانے
دیا نہ سپر سے روکا ہاتھ سے روکا اور اتنے بڑے جوان کو مثل برگ درخت کے زین سے
اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بجائے سپر لیئے ہوئے لڑا کیئے موت بن سارق نے کہا کہ شاہزادہ
ملک قاسم کے ایسے دولوے نقاب دار کے ہین در فاتے زنجیر خوار نے کہا کہ قوت
شاہ انجم گردون کے دکھلا دیئے دست راسی و دست چپی متفق ہوکر تعریف کر رہے ہین
کہ اتنے مین چوبدار نے عرض کی قیصر عاد مع چار سرداران عاد کے حاضر ہے فرمایا بلالو
قیصر عاد حاضر حضور ہوا بطریق خداپرستان سلام کیا بادشاہ نے دنگل بیٹھنے کو مرحمت
فرمایا قیصر عاد دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام دیا دو چار جام پیئے اور عرض کیا کہ جو آپکے
دین مین آئے وہ کیا کرے صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا قیصر عاد از سر صدق مسلمان ہوا بعد
اسکے چار سو سن عاد و صمصام عاد و قمقام عاد جو اسکے ہمراہ آئے تھے
کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اب صاحبقران نے قید بہرام عاد کی طلب
کی داروغہ زندانخانہ بہرام کو مسلسل و مطوق لایا بہرام نے آتے ہی بطریق
اہل اسلام سلام کیا سب نے مرحبا کی ہتکڑیان و بیڑیان اسیوقت کہلوا دی گئین
اور دنگل اسکے لیئے بھی بچھایا گیا اور کلمہ تعلیم کیا گیا بہرام بھی کلمہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اوسنے عرض کی کہ مجھے پہلے ہی آپ لوگون کے مقابلے مین آتے
ہوئے غیرت معلوم ہوتی تھی کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آنکھون والے بے بصرون سے
لڑین اور حضور اپنے ملازمین سے دریافت فرمالین کہ مین نے سرداران نابینا
کی طرف رخ بھی نہین کیا تھا ہر چند کہ اب ظاہر ہو گیا کہ آپ مؤید من اللہ اور صاحب
اقبال و جاہ ہین مجھ ایسے کیا بلکہ مجھسے بہتر بہتر سردار آپکی غلامی کرتے ہین اور شکر ہے
خدا کا کہ ہم لوگ خوش نصیب تھے جو دولت ایمان بھی ملے اور آپ کی غلامی
مین آئے اب حضور اطمینان رکھین کہ عملداری اکوان مین ہم سے بہت سے سردار
نہین ہین جو آکر مقابلہ کرینگے اور ہم لوگ سر فروشی و جان نثاری کو ہر
طرح موجود ہین مگر یہان ساحر وہان کے بلا سے جید ہان آفت

روزگار ہین سے علی الخصوص بیابان ہولناک کے لوگ وہ مہیب صورتین رکھتے ہین کہ
دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے سنا ہے کہ آئینہ اندام جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ دعوائے
خداوندی کرتا تھا لیکن جب آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھاکر بھاگا اور عملداری
اکوان تاجدار مین آیا تو اوسنے اوسنے ساحر اوسکے سحر پر ہنستا تھا انتہا یہ ہے کہ جب اوسکو
تعلیم کیا گیا تو وہ یہان کے ساحرون مین بیٹھنے کے قابل ہوا ورنہ طفل مکتب تصور کیا
جاتا تھا قیصر عاد نے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو مین اپنے لشکر کو جاکر لے آؤن
اور اب سے حفاظت لشکر صاحبقران کے خدمت میرے سپرد ہو فرمایا کیا مضائقہ ہے
قیصر عاد رخصت ہوکر اپنے لشکر مین گیا اور ایک بلندی پر کھڑے ہوکر کچھ کلمات شان
وحدانیت ایزدی مین کہے اور کہا کہ مینے لعنت کی دہی اکوان پر جسکو ساتھ میرا دینا ہو
وہ مذہب اسلام اختیار کرکے مسلمانون کا شریک ہو ورنہ جہان خیر کا جی چاہے چلا جائے
سب نے عرض کی جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کہان جائین غرضکہ قیصر عاد نے
سبکو مرحبا کہی اور لشکر کو مع بارگاہ وغیرہ ہمراہ لیکر دوبارہ خدمت امیر با توقیر
مین حاضر ہوا اور اپنے لشکر کو مثل ایک دائرہ کی گرد لشکر اسلام کے برائے حفاظت
معین کیا طلایہ کے گشت کے واسطے کچھ لوگ الگ معین کرکے اوپر جالوس عاد و
سالوس عاد و بہرام عاد و صمصام عاد وغیرہ کو معین کیا اور خود افسرون کے نگرانی کا
ذمہ دار ہوا ابھی قیصر عاد حاضر خدمت صاحبقران تھا کہ چالاک ستانی جھپٹ کر آیا
اور عرض کی کہ کچھ آدمخوار جو جرح آدمخوار کے ساتھہ مارے جانے سے بچ رہے اور قیصر عاد
کے ہدایت کرنے سے مسلمان ہوئے تھے وہ صحرا مین مُردون کا گوشت کھاتے ہین
اتنا لحاظ تو ضرور کرتے ہین کہ لاشہ اہل اسلام کی نہین چھوتے ہین لیکن کفار کے
مُردون کو چبائے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ابھی تک لاشے میدان جنگ سے
اُٹھہ نہین چکے عرض کی برابر مسلمان کو دفن کیا جا رہا ہے اور لاشہائے کفار دریا مین پھینکے
جا رہے ہین کہ میدان کی ہوا خراب نہو لیکن لاکھون آدمی مارا گیا ہے کل سے
اس وقت تک کئی ہزار آدمی اسی کام پر مامور ہین مگر ابھی تک فرصت نہین ملی
صاحبقران نے قیصر عاد سے فرمایا کہ تم جاکر اون لوگون کو سمجھا دو کہ مذہب اسلام کے
آئین مین انسان کو انسان کا گوشت کھانا جائز نہین ہے خبردار کبھی ایسا نکرنا لوگ تو
سمجھے تھے کہ آدمخوارون پر عتاب آئیگا لیکن صاحبقران عقل سلیم رکھتے ہین سمجھہ گئے
کہ بسبب ناواقفیت کے یہہ لوگ ایسا کر رہے ہین قیصر عاد حسب الحکم صاحبقران
عالی شان میدان جنگ مین پہونچا اور آدمخوارون کو اونکی بدنوشی سے منع کیا اور
کہا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ انسان پر انسان کا گوشت حرام ہے آدمخورون نے کہا
کہ ہم تو سمجھے تھے کہ کوئی شے ضایع نکرنا چاہیئے جہانتک ہو سکے سوا اسکے صاحبقران کو
کھانا نہ کھلانا پڑیگا اسکے علاوہ زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ ہمینے کفار کی طرف سے مسلمانون
کا گوشت کھایا اب مسلمانونکی طرف ہین تو کفار کی ہڈیان چبائین کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے
میزان عدل مین برابر اوترین لیکن اگر مرضی صاحبقران کے خلاف ہے تو نہ سہی یہ کہکر آنے باتھون مین

بامحو ئین خون کفار رہا ہوا صاحبقران نے کچھ بوٹی آدمخوارون کے تعلیم و تربیت آئین دین کیواسطے
مقرر کئے اور حرکتون پر انکی بہت ہنسے فرمایا کہ یہہ بھی جانوران درندہ ولی سے کم نہین ہین غرضکہ اب
صاحبقران کو تو ایسی کیفیت مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے چند کلمہ داستان خواجہ ثالث
یعنے خضران بن عمرو کے گذارش کئے جاتے ہین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس داستان حیرت
نشان کو کہ خواجہ ثالث یعنے خضران بن عمرو عیار صاحبقران عالیشان ننگون کے ساتھ ننگے
بنے ہوئے بصیر جادو سے پوشاک طلب کرتے ہوئے چلے جاتے ہین بصیر جادو سب ہی کہتا جاتا ہے
کہ گھبراؤ نہ مین سبکو پوشاک دونگا کوئی تو کہتا ہے کہ میرا جوڑا سو روپیہ کے تیاری کا تھا کوئی کہتا ہے
کہ اب گاڑھے کی دھوتی ہی ملجائے جس سے ستر کرین آپ خواجہ سلامت اک طرف سے پکار رہے
کہ غلام کا عصا سونے کا تھا بصیر جادو نے پوچھا تو کون ہے کہا غلام فضلو مر رہا ہے جسوقت
بصیر جادو اپنے رہنے کے جگہہ پہونچا خادم سے کہا کہ پہلے اسے پوشاک دو خواجہ اوسی خادم
ساتھ ہوئے دامن سے لپٹی جاتے ہین کہ جلدی دو کہ مین ستر کرون لیکن کنکھیون سے بصیر جادو
کی طرف بھی دیکھتے جاتے ہین بصیر جادو نے برابر اسکے اک بت رکھا تھا اوس سے پوچھا
کہ ان مین قاتل تو میرا نہین ہے بت نے جواب دیا کہ یہہ کیا سامنے مرو ہا بنا کھڑا ہے بصیر
کے رونگٹے کھڑے ہوگئے چاہتا ہے گھیر سکے کہ خضران نے گلیم اوڑھ لی اب جو بصیر دیکھتا ہے تو
کچھ نظر نہین آتا لیکن خواجہ خضران نے قریب آکر اک چپت بصیر جادو کے رسید کی بصیر
ادہر متوجہ ہوا کہ یہہ کون بےادب ہے آپنے دوسرے ہاتھ سے بت اوٹھا کر داخل
زنبیل کرلیا اب جو بصیر پلٹ کر دیکھتا ہے تو بت بھی غائب اب تو بصیر جادو کی حواس گئے
اور اوٹھکر خود بھی بھاگا اور کہا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے جو یہان آئیگا مین تیغ سحر
مارونگا اب تو سب رکی دور فریاد کر رہے ہین بصیر جادو کوہ قضا و قدر سے اوتر کر صحرا کی طرف
بھاگا جاتے جاتے قریب بتخانہ سامری کے پہونچا اور مہنتون کو آواز دی کہ جلد نکلجاؤ یہان سے
مہنت ڈر کر بھاگئے بصیر بتخانہ مین داخل ہوا اور گرد حصار سحر کھینچدیا کہ کوئی اندر نہ آسکے اور عہد کرلیا
کہ خداوند سامری ہی کی خدمت مین یہہ آٹھ روز گذار دونگا جب ساعات بد گذر جائینگے
اوس وقت یہان سے نکلونگا اب یہ تو یہان بیٹھا ہے لیکن وہ بیچارے ننگے پھر فریاد کرتے ہوئے
قلعہ کیطرف چلے جسوقت قریب قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے دیکھا کہا کیا خوب تماشہ ہے ننگون کا
ڈربا کھل گیا ہے ادہر تو یہ سب فریاد کر رہے ہین کہ ہماری خبر برائے خداوند الوان تاجدار
طوفان بن سرکش جادو حاکم قلعہ کوہ قضا و قدر سے کردو اودہر اہل قلعہ شور کر رہے ہین
کہ خبردار ادہر نہ آیا بڑھے تم لوگ بیغیرت ہوا رہے کیا تم سب الکرم سے دیوانے ہوگئے جو اپنی
یہ حالت بنائی ہے وہ لوگ کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اک بلا ہے جسنے ہماری یہ گت بنائی ہے
تو یہ کہو اور ہم پر نہ ہنسو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی آفت مین مبتلا ہو اہل قلعہ نے گالیان دین
کہ کمبختو یہ حالت مبارک ہو جب تمہارے ساتھ ایسی بلا ہے تو خبردار اس طرف کا قصد
نکرنا ورنہ سزا پاؤگے بادشاہ شکار کو گیا ہے دادرسی تمہاری کون کریگا اب تو یہ سب اور
پریشان ہوئے ہین جانون سے عاجز ہین کہتے ہین دل مین کہ یا خداوند الوان ہمنے کون سی
خطا کی تھی جسکے عوض مین ہماری یہہ حالت کی ہے ہم توبہ کرتے ہین ہمکو اس بلا سے نجات دیجئے

اوراس

اور اس آسیب کو ہم سے دفع کیجئے کہ کوئی ہمارے پہلنے اور قریب آنے کا روادار نہیں ہے اب
یہ شور و غوغا کرتے ہوئے اور پتا پوچھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے عجب شان ہے کہ
جنہیں ذرا شرم دامنگیر ہے وہ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے بھاگے جاتے ہیں اور
جو بیغیرت ہیں اونہیں اسکی بھی پروا نہیں عورت مرد بچے بوڑھے سب ایک رنگ میں ہیں
جنگلیوں کیطرح پھر رہے ہیں عمرو ثالث ابھی تک اس غول کے ساتھ ہیں لیکن اب پاس کسی کے
کیا رکھا ہے جو لوٹیں لیکن یہ سب فریاد کنان پاس طوفان بن سرکش جادو کے پہونچے
اس نے جو دیکھا کہ برہنہ سیکڑوں آدمی چلے آتے ہیں یہ بھی گھبرا گیا کہ اس صحرا میں تو بن مانس
کبھی نہیں دیکھتے تھے آج یہ فوج کی فوج کہاں سے آگئے پہلے تو اوسنے ڈر کر سحر کرنے کا قصد
کیا تھا لیکن جب وہ لوگ قریب آئے اور اس نے اپنی رعایا کو پہچانا کہا ارے یہ کیا حال ہوا
تمہارا اونہوں نے سب سرگذشت بیان کی کہ اسطرح عیار اسلام آیا پہلے ماہیان خوش تقریر
و شعلہ افروز جادو کو مارا اور گنبد میں سے پتلی کو چرایا ہم سب کو ننگا کیا کپڑے اوتروا لئے
گھر کے گھر لوٹ لئے ہم فریاد کنان بصیر جادو کے پاس پہونچے بصیر نے پوشاکین دینے کا حکم فرمایا
لیکن اوس عیار بدکردار نے بصیر جادو کو بھی اک چپت رسید کی اور وہ بت جس سے
بصیر ہر وقت کی خبر دریافت کرتا تھا چرا لیا بصیر یہ حرکت اوسکی دیکھکر ڈرا اور بھاگ کر تہخانہ
سامری میں چھپا ہم لوگ تباہ و برباد یہان تک آکر پہونچے طوفان بن سرکش کبھی تو
پریشان ہوتا ہے کبھی بیساختہ ان واقعات کے تصور میں ہنس پڑتا ہے غرضکہ طوفان جادو
نے سب کو تسکین دی اور اپنے ہمراہ لیکر قلعہ طوفانیہ کے طرف چلا آگے آگے سواری طوفان
کی ہے پیچھے پیچھے ننگوں کی فوج ہے قلعہ طوفانیہ کو جا رہے ہیں راستے میں دیکھا طوفان
نے کہ اک لڑکی چودہ پندرہ برس کا سن و سال نگر پری جمال ہے ناک میں اسکی ایک
موتی کی نتھ پڑی ہوئی کچھ پتے درخت سے سمیٹے ہوئے اون سے اپنا ستر کئے بیٹھی
رو رہی ہے طوفان کو حالت اسکی دیکھکر ترس آیا اور طبیعت بھی راغب ہوئی
اس لئے کہ سینہ پر اس کے جو کچھ ابھار ہے وہ بالکل پوشیدہ نہیں ہے کپڑا تو
جسم پر نہیں ہے پتوں سے ستر کئے بیٹھی ہے سینہ کس چیز سے چھپائے
طوفان بن سرکش جادو نے اپنے خادم ابلق جادو سے کہا کہ تو چپکے سے
اسکو صندوق سحر میں بند کر کے ساتھ لے ابلق جادو نے قریب جا کر اس کو
صندوق سحر میں بند کیا اور خیمہ میں پہونچا دیا طوفان بن سرکش نے
شہر میں آکر سب کو اطمینان دلایا پوشاکین تقسیم کرائیں پورے پورے تہان
دے دیے کہ اس وقت تو یونہین ستر کر لو گھر پر جا کر کپڑے سلوا لینا
یہ سب دعائیں دیتے ہوئے رخصت ہوئے لیکن طوفان بن سرکش اپنے
خیمہ میں آیا اس کا قاعدہ یہ ہے اکثر سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے مکان کے
رہنے سے خیمہ کے رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہے صحرا ایسا ہی اسکی رغبت ہے
جس وقت شام ہوئی اور یہ بستر خواب پر جا لیٹا اسی عورت کا خیال آیا
نیت تو اسکی بد ہو ہی چکی تھی ابلق جادو سے کہا کہ وہ صندوق کہاں ہے

ابلق جادو نے صندوق حاضر کیا طوفان بن سرکش جادو نے صندوق کہولکر اُس
نازنین کو نکالا جس وقت نظر نازنین کی طوفان بن سرکش جادو پر پڑی اُس نے
عجب غمزہ سے کلمۂ شکایت زبان پر جاری کیا کہ واہ صاحب یہ بہی کوئی بات ہے کہ ابتک
مین برہنہ ہون تمام زنانے کو آپنے پوشاکین تقسیم کین اور مجھے کچھہ ندیا اس مہربانی سے
تو آپکی نامہربانی ہی بہتر تہی بقول داغ شعر

خوشنوائی نے رکھا ہم کو اسیر صیاد
ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوترنے والے

وہان اوس نے خوشنوائی کہا ہے مجھے بہی خوش جمالی کہنا چاہیے حالانکہ مین تو اپنے
نزدیک کوئی خوبصورتون مین نہین ہون اور ناک نقشہ رنگ روپ کچھہ نہین ہے اور برا ہو
اوس موئے عیار کا کہ جس نے لباس کی زینت بہی دور کرادی ہان یہہ اور بات ہے
کہ آپ کے چشم توجہ ہوئی اب مین بہی اپنے حسینون مین شمار کرنے لگون تو بیجا نہین
مثل مشہور ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن جس کا کوئی چاہنے والا پیدا ہو جاے
وہ ہزار حسینون کی حسین ہے طوفان اسکی باتون پر ریس گیا کہا اے جان جہان واے
آرام دل مشتاقان خفا نہو بیشک مجھے خیال نہین رہا اور زیادہ تر سبب اوسکا یہہ تہا
کہ تمکو مین نے مخفی کر دیا تہا اب لباس کی کیا ضرورت لباس اک ایسی شے ہے جس سے
جسم کو پوشیدہ کرتے ہین کیون گہبراتی ہو ہماری بہاری جوڑے تمہارے واسطے بنے
ہین سونے مین زرد اور موتیون مین سفید کردونگا مین اسوقت کوہ قضا و قدر اور تبنجانہ سامری
شبرنگ مقامات کا حاکم ہون گو اور سلطنتین میرے سلطنت سے بڑی ہون یہہ زر و جواہر کہین
جوان بتون کے بدولت میرے خزانہ مین ہے دنیا بہر مین جس سامری پرست کو کوئی عمدہ شے
دستیاب ہوتی ہے یہان لاکر چڑہادیتا ہے اور وہ شے بادولت کے قبضہ مین آجاتی ہے
لیکن اے جان جہان اسوقت تو تم اسی طرح اچہی معلوم ہوتی ہو لباس کی خوبصورتی جسم کی
اصلی حسن سے بہتر نہین ہے نازنین جہپی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ نا صاحب الگ ہٹ کی بیٹہو
دیکہو میرا کورا بنڈا ہے کہین چہو نہ لینا ابہی میری شادی تک نہین ہوئی ہے طوفان نے
کہا کہ ہم اپنے ساتھہ تمہاری شادی کرینگے تم کوہ قضا و قدر مین شہنشاہ بیگم کہلاؤگی نازنین
کہتے ہے کہ مجھے یہ باتین اچہی نہین معلوم ہوتی ہین باتین تو سب کچھہ ہین اور ابتک کوئی چادر
بہی نہ دی کہ مین لپیٹ لیتی مردون کی جعلسازی مین بہت کچھہ ہین چکی ہون کہ ہر فقرہ سے
اپنا مطلب کر لیتے ہین اور پہر پوچھتے بہی نہین ہین طوفان بن سرکش نے دیکہا کہ یہ بد مزاج
ہوتی ہے اسیوقت سیلا تہن کا کہولکر اسکو دیا کہ اسکو ساری کی طرح باندہ لو عوض اسکا بڑا ہے
صبح کو جسقدر کہو کی پوشاکین بنجائینگی نازنین نے کہا تم اپنا منہہ اوس طرف پہیر لو طوفان نے
منہہ پہیرا نازنین نے ساری باندہی اب جو طوفان نے دیکہا تو اور ہی جوبن ہین اتنے مین
ابلق جادو نے آواز دی کہ حضور مین حاضر ہون طوفان بن سرکش نے کہا کیا کام ہے اوسنے
عرض کی کہ نامہ بصیر جادو کا ہے ضروری ہے اسکو ملاحظہ کر لیجئے طوفان نے نامہ ابلق جادو
سے لے لیا اور ابلق جادو کو رخصت کر دیا نازنین نے کہا کہ نامہ کس کا ہی طوفان بن
سرکش نے کہا کہ بصیر جادو جسکی تلاش مین عیار اہل اسلام آیا تہا جسنے تم سب کی یہہ

حالت کی ہے نازنین نے کہا کہ اسمین کیا لکھا ہے طوفان بن سرکش نے کہا اوسنے لکھا ہے اب مجھسے آٹھ روز تک ملاقات نہوگی نہ مجھسے ملنے کا قصد کیجیگا اگر کوئی اشد ضرورت ہو تو قریب بتخانہ کے آکر مجھکو آگاہ کر دیجیگا اور مقام معین ہو کر ملاقات ہو جایا کریگی کل صبح بت اسود مین ملونگا اک امر ضروری بیان کرنا ہے مجھسے اگر ضرور ملیجیگا نازنین نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو یہ کسی آشنا کا تمہاری رقعہ شوقیہ ہے خدا ان مردونکے فریب سے بچائے بس اپنے مطلب بھر کے آشنا ہوتے ہین ابھی سے یہ حالت ہے تو آگے بڑھکر کیا ہونا ہے طوفان بن سرکش اسکی رکھائیسے اور مرا جاتا ہے کہتا ہے کہ قسم ہے خداوند لقا کی کہ مین سچ کہتا ہون اب نازنین خاموش ہو رہی طوفان بن سرکش جادو نے کشتی پر سے کشتی پوش ہٹایا دیکھا جام صراحی موجود ہے بادہ گلرنگ شیشون مین بھرا ہوا ہے یہ سامان اسکے خیمہ مین موجود رہتا ہے کیونکہ یہہ عادی شراب کا بہت ہے بس اسنے ایک جام بھر کر آپ پیا اور دوسرا نازنین کو دیا نازنین نے منہ سے لگاتی ہی ہٹا دیا اور کہا کہ کیا شراب تم پیتے ہو کیا بدبو آتی ہے اسمین طوفان نے کہا کہ مجھسے بہتر شراب کون پی سکتا ہے اسلئے کہ دولت کی کمی نہین اور شوق شراب کا عمدہ سے عمدہ شراب میرے یہان موجود ہے جو بری سے بری شراب ہے وہ بھی عمدہ ہے نہ کہ یہہ تو اول درجہ کی شراب کا جام ہے نازنین نے کہا اچھا تو پیکر دیکھ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے طوفان نے جام ہاتھ مین لیکر پی لیا اور کہا کہ یہ کیسے خوشگوار شراب ہے اوسکو بدبو بتلاتی ہے معلوم ہوتا ہے اسنے کبھی پی نہین ہے لیکن شراب پیتے ہی درد سر معلوم ہوا کیونکہ جام ہاتھ مین نازنین کے پہونچتے ہی نمک سرکاری مل گیا تھا طوفان گہبرا کر اوٹھا کہ دو جام جو برابر پی لئے تو گرمی معلوم ہونے لگی اوٹھنے لگا کہ ہوا لگے بے ہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آتے ہی دہم سے گرا بس اسکا گرنا تھا کہ نازنین چمک کر اپنی جگہسے اوٹھے اور ہمشہ خضران بن عمرو کا نعرہ کر کے مشکین طوفان کی باندھین اور زبان کھینچکر سوزن کر دیا اور اوٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور آب رنگ و روغن عیاری باطمینان تمام لگا کر صورت اپنی طوفان جادو کی ایسی بنائی اور وقت کے منتظر رہے جب دیکھا کہ صبح قریب ہے ابلق جادو کو پکارا ابلق حاضر ہوا بس طوفان نقلی ابلق کے ہمراہ خیمہ سے نکلکر چلے چونکہ اس مقام کے ہر ہر گوشہ سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہین ننگون کی ساتھ خوب پھرے ہین مقام بت اسود کا بھی انکو معلوم تھا کہ اک درخت پیپل کے نیچے نصب ہے جاتے جاتے قریب بت کے پہونچے اندر سے بت کے سلام کی آواز آئی طوفان نقلی نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس واسطے مجکو طلب کیا ہے بصیر جادو نے کہا کہ آپ کو معلوم تو ہوا ہوگا کہ وہ عیار مکار جسکے خوف سے مین نے دو دربند قائم کرائے تھے اور خود یہان آکر بحفاظت تمام چھپا تھا اوسنے وہ سارا انتظام بگاڑ دیا یہان تک کہ وہ بت جسمین سے مین حال موجودہ دریافت کر لیا کرتا تھا وہ بھی اوسنے چرا لیا اور ابھی آٹھ روز اور باقی ہین اور وہ عیار یہان موجود ہے لہذا یہہ پھول گلاب کا مین آپکو دیتا ہون اسے لیجا کر فلان اسم تسخیر جو آپکے ورد مین ہے طوفان نقلی نے کہا ہان کچھ مین سمجھ گیا کہا بس اوسے کو سات مرتبہ پڑھکر پنکھڑیان اسکی بکھرا دیجیے گا کہ ہر پنکھڑی اک درخت گلاب بنکر تیار ہو جائیگی لیکن یہہ عمل اوس دورا ہہ پر کیجیے گا جہان سے ایک راستہ آپکے قلعہ کو اور دوسرا ابتخانہ ساھری کو گیا ہے طوفان نے پوچھا

طوفان نے پوچھا پھر اس سے کیا فائدہ ہوگا بصیر جادو نے کہا کہ اگر وہ عیار مکار اسطرف
آئیگا اور خوشبو گلاب کی اوسکے دماغ تک پہونچ جائیگی بس دیوانہ ہو جائیگا اور اب
آٹھ روز تجھسے ملاقات نہوگی یہہ کہکر بصیر جادو نے وہان بت سے ہاتھہ بڑہا کر پھول دیا
طوفان نقلی نے پھول لے لیا اور کہا کہ تمنے اپنی حفاظت تو کر لی یہہ گل حیات میرا بھی
لیتے جاؤ اور اسکو بحفاظت تمام رکھنا بصیر نے کہا کہ ڈالدو وہان بت مین طوفان نے
اک دوسرا پھول موتیئے کا جیب سے نکالکر وہان بت مین ڈالدیا فوراً چھینک مارنے کی
آواز پیدا ہوئی طوفان نے دوڑکر لات ماری کہ بت گرا دیکھا تو بصیر جادو
بیہوش پڑا ہے آواز دی کہ حرامزادے بہت پریشان کیا تھا تو نے پہلوسے ابلق جادو
نے آواز دی کہ ای بادشاہ یہہ کیا حرکت ہے پلٹ کر کہا کہ تجھکو کیا دخل سنے اور
جواب بیہوشی مارا کہ ابلق جادو بھی بیہوش ہوکر گرا اب تو انہون نے نعرہ کیا کہ منم خفاہ
عیاران عیار بیک طرار خنجر گذار ریش تراشند کافران وسر برندہ جادوگران یعنے
عمرو ثالث اور جلدی سے زبانین دونون کی کھینچ کھینچ کر نکالا سوزن کر کے زنبیل مین ڈال لیا
اور وہان سے سامنے درخت تھا اوس درخت کے نیچے آئے اور اپنی ہیئت اصلی بنائی
اور پہلے طوفان کو زنبیل سے نکالکر درخت سے باندہا اور ہوشیار کیا فرمایا ای طوفان
نہین پہچانا تو نے مجھکو منم خضران بن عمرو کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین دیکھا تو نے
وہ کیسا قادر مطلق ہے اک نحیف الجثہ بے دست و پا مجھ ایسے گنہگار کو اوسنے اپنی مدد سے
اس درجہ کو پہونچایا کہ اس وقت تجھسا ساحر میرے قابو مین ہے اگر اگوان کے خداوندی
برحق تھی تو بچا نہ لیا تجکو طوفان دل مین قائل ہوا اور اشارہ سے قلم دوات طلب کیا
خضران نے قلم دوات جیب سے نکالکر پیش کیا اور کہا کہ لکھہ کیا لکھتا ہے طوفان بن
سرکش نے لکھا کہ واقع مین دین آپکا برحق ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مجھسے
آپکو بہت مدد ملی گی خضران نے بسم اللہ کہکر نکلا زبان سے طوفان کی کھینچ لیا طوفان پر
اف کی تمام قید حل گیا اب خضران نے کہا کہ بصیر جادو اور ابلق جادو بھی میرے
پاس ہین طوفان بن سرکش جادو نے کہا کہ بصیر کو تو رہنے دیجئے مگر ابلق جادو
کو نکال لیجئے خضران نے ابلق جادو کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور نکلا زبان سے
کھینچ لیا طوفان نے آواز دی کہ اے ابلق مطیع اسلام ہوا تو کیا کہتا ہے ابلق جادو نے کہا
جب آپنے اطاعت اسلام اختیار کی تو مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے اب طوفان نے
خواجہ ثالث سے کہا کہ دو چار روز اس قلعہ مین رہیے خضران نے کہا اے طوفان مین
ایک دم یہان نہیں ٹھہر سکتا اسلئے کہ کیا تجھے نہین معلوم کہ وہان تمام لشکر اندھا ہے اور
کفار کا یورش ہے اندھے آنکھون والون سے کیونکر لڑ سکینگے طوفان نے کہا بہتر ہے مین
آپکو ابھی اسطرح لے چلتا ہون کہ اگر آپ یون جائے دس روز مین تو اب پہر بہر مین پہونچ
جائیگا خضران نے کہا اے طوفان اگر ایسا ہے تو دیر نکر اسواسطے کہ اب مفارقت شہزادہ
بدیع الملک کی مجھے شاق ہے طوفان بن سرکش نے اوسی وقت تخت سحر اپنا طلب کیا اور چند ساحر
اپنے ہمراہ لیکر خضران کو تخت پر بٹھا لیا اور جانب بیابان تہ طاق روانہ ہوا وہان صاحبقران

عالیشان نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج وہ روز ہے جسکو
بقول آپ لوگون کے روز صحبت کہنا چاہیئے خواجہ زادون نے عرض کی کہ انشاء اللہ
مہتر مہتران خواجہ خضران آتے ہونگے اب دربار مین سب لوگ جمع ہین انتظار خواجہ خضران
کا ہے نگاہین سب کی جانب در ہین اور کان اوس مژدہ جانبخش کے مشتاق ہین کہ یکایک جانب
آسمان سے ابر نمایان ہوا کہ وہ ابر مثل قوس قزح کے دمبدم رنگ بدلتا تھا اور بارش مروارید کی
ہوتی ہوئی لشکر صاحبقران کیطرف آتا تھا یہہ رنگ دیکھکر بہرام عاد کہ اوسوقت گشت اوسی کے
حوالہ تھا دوڑا ہوا خدمت صاحبقران مین آیا اور عرض کی کہ آمد ساحرون کی معلوم ہوتی ہے
ایک بڑا ابر اوٹھا ہے اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے قیصر عاد نے بھی عرض کی کہ حضور اقبال آپکا یاور ہو
مگر ہم لوگ ساحرون سے نہین لڑ سکتے اب ہم حفاظت کی ذمہ دار نہین ہین یہہ ساحر طلسم نہ طاق کے ہین
انہین جو ادنے ہین وہ بھی اعلے ساحرون سے بہتر ہین تمام ساحران عالم مین کوئی ایسا نہین ہے جو
ساحران طلسم نہ طاق سے سامنا کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ حفاظت کرنے والا وہی
پروردگار عالم ہے جسنے آجتک ہر بلا سے بچایا ہے وہی آیندہ بھی بچائیگا دیکھو تو کون آتا ہے یہہ
سروران بینا مثل رستم خان بن گنجاب وفضل بن کیا ہنوز خون آشام وموت بن
سارق ومظفر بن ضیغم خون آشام وورقا بن زنجیرہ خوار وقارن بلند کمان کے
سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بیرون بارگاہ آکر تماشا ابر کا مشاہدہ کرنے لگے دیکھا کہ آتے آتے
وہ ابر شق ہوا اور ایک تخت بالائے ہوا اوڑتا ہوا نظر آیا پشت پر چند ساحر مرکبان سحر پر سوار
جھولیان پڑی ہوئی نمودار ہوئے لیکن وہ تخت لشکر اسلام کیطرف بالائے آسمان سے جانب
زمین اوترنا شروع ہوا جب تھوڑا فاصلہ باقی رہگیا تو سروران اسلام نے خضران بن عمرو کو پہچانا
اور دیکھا کہ پہلو مین اسکے اک شخص جلیل القدر بہ رنگ ساحر وضع بیٹھا ہے چہرہ سے اوسکے
رعب وجلالت ظاہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہین کا حاکم ہے لیکن صورت خواجہ ثالث
کے جو سردارون نے دیکھی ذکر تو آہی چکا تھا کہ آج عجب نہین ہے جو خواجہ آئین اور امیر
بالو قمر کو انتظار تھا سب انہین کے چشم براہ وگوش بر آواز تھے شور مچ گیا کہ خواجہ
آگئے یہہ سنتے ہی لوگ برائے استقبال دوڑ پڑے قریب تھا کہ خود صاحبقران بارگاہ سے
نکل آئین مگر اپنے مرتبہ کا لحاظ کرکے بیٹھے رہے اور کہا کہ اے دل نہ گھبرا جسطرح اتنا زمانہ
فرقت مین اوس ہمدرد جان نثار کے گذارا تھوڑا سا اور توقف کر کہ وقت وصل یار
آپہونچا ہے لیکن سردار پیشوائی کو آگے بڑھے اور سرداران نومسلم یعنی تہمیر عاد جالوس عاد
سالوس عاد وصمصام عاد وقمقام عاد کہ یہہ لوگ ابھی عزت و توقیر خضران سے آگاہ نہ تھے صرف
اتنا سمجھتے تھے کہ صاحبقران کا عیار ہے اور عیارون پر اسکو فضیلت ضرور ہے یہہ نہ معلوم تھا
کہ صاحبقران بھائی فرماتے ہین اور اتنے اتنے بڑے سردار انکے پیشوائی کو جاینگے
پہلے تو خیال تھا کہ جب وہ یہان آئینگے تو ہم بھی دیکھ لینگے لیکن جسوقت دیکھا کہ
سرداران نامی وگرامی برائے استقبال چلے ہین تو یہہ لوگ بھی ساتھ ہو لیئے وہان تخت
خضران کا زمین پر اوترا اور خضران بن عمرو تخت سے اوترے اور وہ شخص جو ہمراہ تھا اوسے
بھی ساتھ لیا طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے سردارون نے بڑھ بڑھ کر خواجہ سے مصافحہ کیا طوفان

بن سرکش دل مین کہتا ہے کہ بڑی عزت کرتے ہین صاحبقران اپنے عیار کی لیکن
خضران بن عمرو طوفان بن سرکش جادو کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی
سرداران نابینا علاوہ بادشاہ اسلام و صاحبقران کے خواجہ ثالث کی تعظیم کو اوٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی میرا جی چاہتا ہے کہ جسطرح مسافت راہ اوٹھائے ہوئے آئے ہو
اوسیطرح گرد آلودہ مجھسے بغلگیر ہو خضران نے پہلے ادب کے ساتھ بادشاہ اسلام کو سلام کیا
بعد اسکے صاحبقران کی خدمت مین تسلیم بجالا کر قدمون سے لپٹے صاحبقران نے سر
سینہ سے لگایا اور اشک جاری ہوئے خضران بھی رونیلگا اور عرض کی کہ اے شہریار
با اقبال ہنگام مسرت آگیا اب نہ گریہ فرمائے غلام آپکا بصیر جادو کو پکڑ لایا اور اب طلب کیجیے اون
کو جو سحر سے اسکے اندھے ہوگئے ہین تاکہ آنکھین سب کی روشن ہون امیر ثالث نے فرمایا کہ اے
خضران پہلے حجت تمام کر لینا چاہیے شاید دعوت اسلام وہ قبول کرے طوفان بن سرکش
نے عرض کی کہ حضور ایسا نکرین اسواسطے کہ اگر اسنے دعوت اسلام قبول کرلی تو آپ تمام
عمر بینا نہین ہوسکتے صاحبقران نے پوچھا یہ کون صاحب ہین یہہ تو کوئی نئی آواز سنائی دی
خضران نے سب حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا بیان کیا
امیر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے طوفان قسم ہے خدائے بزرگ کی کہ جسنے مجھکو تمکو
دونونکو بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے کہ اگر بصیر جادو نے مسلمان ہونا منظور کیا تو مجھکو تمام عمر
اندھا رہنا بچشم و دل منظور ہے طوفان آنکی ثابت قدمی پر وجد کر گیا لیکن دل مین کہتا تھا
کہ خداوند ملعون بصیر جادو مسلمان نہو ورنہ ایک کے مسلمان ہونے سے صدہا مسلمانونکی
جان جائیگی اور ایسے تیرے خاص بندے کہ کسی وقت مین تجھے نہین بھولتے خضران بھی دل مین
کہتا ہے کہ اگر اس ملعون نے نہ مانا تو غضب ہو جائیگا لیکن حکم صاحبقران سے مجبوری تھی بصیر جادو کو زنبیل
سے نکالا اور رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی اپنے کو اسیر پاکر سمجھا کہ دن برے ہین
خواب بھی نہین اچھے دکھائی دیتے آنکھین بند کر لین خضران نے آواز دی کہ یہہ خواب
نہین ہے اب ذرا چونک کہ نصیبا تیرا سویا چاہتا ہے مین ہون ملک الموت تیرے جان کا
یعنے خضران بن عمرو او ملعون تو نے بہت پریشان کیا تھا لیکن مینے تجھکو گرفتار کیا کہا کہتا ہے
شناخت پروردگار عالم کے بارے مین طوفان بن سرکش نے آواز دی کہ آپ بیکار پوچھتے
ہین یہہ خاص بندے ہین خداوند الکوان کے اگر آپ مار ڈالئیگا روح انکی فریاد
کرتے ہوئی جائیگی وہ دوسرے پیکر مین اوس روح کو اوتار دینگے اور اس سے زیادہ
مرتبہ انکا ہوگا یہہ چولا پرانا ہو گیا ہے اب نیا ملیگا یہہ ہم ایسے کچے نہین ہین کہ ڈر کر مسلمان
ہوجائین انکا خداوند گویا ہے جو چاہتے ہین کہتے ہین جو چاہتے ہین سن لیتے ہین ہر بات کا
ثواب حسب دلخواہ ملتا ہے گناہ اوسیوقت عفو ہو جاتے ہین قصاص وہان ہے ہی نہین
بصیر جادو نے دل مین کہا کہ یہہ گو خدا پرست ہوگیا ہے مگر باتین راستی کی کرتا ہے کہا کہ ہزار
ہا عیب ہون تو نام پر خداوند الکوان کے نثار مین صاحبقران طوفان کیطرف دیکھکر مسکرائے کہ مین تمہاری
شناسائی اور اشعاری سمجھتا ہون ابھی آئین اسلام سے اچھی طرح واقف نہین ہوئے ہو یہہ بھی ناجائز ہے کہ کسیکو بہکا دے
اور راہ پر نہ آنے دے فرض یہہ ہے کہ ہر طرح سمجھائے جب کسی طرح نہ مانے تو مجبوراً قتل کرے نہ کہ

قتل کے واسطے اور آپ کسی مطلب کے واسطے بہکا دے کہ وہ راہ پر آتا ہی ہو تو نہ آئے اسکے بعد مخاطب ہوئی
بصیر جادو کی طرف اور فرمایا کہ اے بصیر جادو تیری ترکی تمام ہو چکی جتنے انتظام تو نے کئے تھے
ہر شخص کو وہ ایسے تھے کہ جو ہمارے لگائے بسر نہ ہو سکتے کیونکہ تو ساحر ہے [illegible] سکتے ہیں یہ بھی سمجھن
جانتے ہیں کہ جو کچھ کہتے ہیں ہر آیا ہوا وہی حافظ حقیقی و قادر مطلق کا فضل تھا کہ ہمکو تیری مدد سے صاحبقران
نے پیر آب و آتش کو بیچ کیا اور ماہیان خوش تقریر و شعلہ افروز جادو کو مار کر تجھکو گرفتار کیا
اب تجھکو پروردگار عالم کو پہچاننا چاہئے اور الوان پر ہزار ہزار لعنت کرنا چاہئے کہ وہ کافر
بے دین گمراہ کئے ہوئے ہے تجھکو قسم [illegible] ہو نہیں اوسی خدا کے برحق کی جسنے تجھکو پیدا کیا کہ اس درجہ پر
پہونچایا اور تجھکو ذلیل و خوار کرکے دکھایا کہ اب بھی تو اس دین برحق کیطرف مائل ہو اور الوان سے
دست بردار ہو تو میں تجھے ہرگز نہ قتل کروں اور آپ تا حیات اندھا رہنا منظور کروں اگر نہ چاہے تو اسی
حالت میں قتل ہو جاؤں اس تقریر سے صاحبقران کی طوفان کا دل بھر آیا اور رونا کہ ایسے
بھی با خدا ہوتے ہیں لیکن دل بصیر جادو کا ایسا سیاہ و سخت تھا کہ نرم نہ ہوا [illegible] کفر [illegible] اور
جواب لکھا اسنے کہ اگر آپ اپنے مذہب میں قوی الاعتقاد ہیں اور ثابت قدمی ظاہر کرتے ہیں تو میں بھی
اپنے ایمان پر سے جان نثار کرونگا موجود ہوں آپ شوق سے مجھکو قتل کیجئے اگر میرا [illegible]
تو وہ پھر مجھے زندہ کر لیگا بس یہ سنکر صاحبقران برہم ہو گئے اور صاحبقران نے فرمایا [illegible]
ہوتے پہلے شرکت نفس [illegible] شامل رہتے طوفان تو خوش ہوا کہ [illegible] مسلمان [illegible]
تو امیر یا تو پھر اسکو چھوڑ دیتے مگر شکر ہے خدا کا کہ اس ملعون نے بہانہ بھی نہ کیا صاحبقران بھی دل میں
شکر کرتا ہوا بصیر کو لیکر بیرون بارگاہ آیا لیکن ساتھ ہی طوفان جادو نے کہا اے خواجہ ابھی اسکو
قتل نہ کرنا پہلے آنکھیں اسکی نکال لو اوسکے بعد قتل کرو ورنہ کوئی قیامت تک بینا نہ ہوگا خواجہ
نے کہا کہ خوب یاد دلایا تھا مجھے خواب میں والد ماجد ہی سمجھا گئے تھے لیکن اس وقت عجلت میں
بھول گیا تھا خواب میرا [illegible] یہ کہکر بیرون بارگاہ آکر آنکھیں نکال لیں اور جلاد کے حوالہ کیا
جلاد نے ایک ہاتھ گردن پر مارا کہ سر بصیر جادو کا کٹ گیا بس مرنا تھا اسکا کہ ایک آندھی چلی زمین
کو زلزلہ پیدا ہوا خاک اوڑنے لگی برف باری آتش باری دیر تک رہی جسوقت لاشہ بصیر کا گر
سرد ہوا اور روح نجس بصیر کی وادی الیہوت کے روانہ ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے
پھر خاک اوڑا کر یہ کہتے ہوئے روانہ ہوئے کہ مارا جوان [illegible] نام بن بصیر جادو بود
حیف مردیم و جاندادیم و مطلب خود نرسیدیم اب لاش تو اسکی اوٹھوا کر [illegible] پھنکوا دے اور
آنکھیں لاکر نذر صاحبقران کیں اور عرض کی کہ اب طلب فرمائی اون لوگوں کو جو سحر سے
نابینا ہو گئے ہیں اگر اس وقت کوئی شخص موجود نہ ہوگا تو پھر وہ قیامت تک نابینا رہیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ اون لوگوں کو جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ جسکو آنکھیں
اپنی روشن کرنا ہوں وہ آئے اگر اس وقت نہ آئیگا تو پھر قیامت تک پچھتائیگا یہ مژدہ
سنتے ہی یہ حالت ہوئی کہ جو جس حال میں تھا اوٹھ کھڑا ہوا ٹٹولتا ہوا راستہ
بارگاہ صاحبقرانی کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا جو سردار تھے اون کو تو لوگ ہاتھ پکڑ کر
لے آئے لیکن بیچارے غریبوں کو کون پوچھتا ہے انکا فریادرس تو وہی پروردگار عالم
ہے لیکن بیچارے اٹکل سے گرتے پڑتے کوئی خیمہ کی طناب میں اولجھکر گرا کوئی کسیکے

گھوڑے پر جا پڑا اک غدر سا ہو گیا کہ جلدی چلو لیکن وہاں بارگاہ سے دنگل کرسیان
وغیرہ سب ہٹوا دی گئیں سواد و کرسیوں کے کہ جنپر بادشاہ اسلام اور صاحبقران
عالیمقام متمکن ہوئے بسبب تنگی جا کے زمین کا فرش کر دیا گیا سرداران بلند اس انتظام پر
معین ہوئے کہ جا کر سرداروں کو لائیں اور حلقہ باندہ کر بیٹھائیں ہر چند کہ بارگاہ بہت
وسیع ہے لیکن اُتنے دنگل کرسیاں کہاں سے آئیں کہ تمام لشکر کو دی جائیں اور اس
سامان کے ساتھ لشکر بارگاہ میں جمع ہو غرضکہ سردار آنے لگے کوئی تو شہنشاہ گوہر
کلاہ کو لئے چلا آتا ہے اور کوئی آصف انجم طلعت کو کوئی اشد ثانی کو کوئی داراب
کشور کشا کو کوئی تورج یزدان پرست کو کہاں تک نام لئے جائیں سب سرداران
لشکر اسلام کو لا کر حلقہ باندہ کر بٹھالا جب سب آگئے صاحبقران با اقبال سے عرض کی
کہ سردار لشکر جمع ہو گئے ہیں امیر ثالث نے فرمایا کہ اہل لشکر کو بھی تو لاؤ وہ بندگان خدا انہیں بڑ
عجب تنگی سب نو جمع ہوں لیکن اوس وقت تک جمع نہ کرنا اب لوگ جا جا کر اہل لشکر کو لانے
لگے جو لوگ راستہ میں گر گر پڑے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا کسی کا پاؤں چھل گیا تھا
کسی کے سر میں چوٹ آئی تھی یا تو وہ لوگ پڑے رہتے تھے کہ غریبوں کو کون پوچھتا ہے امیرونکے
سب خبر لیتے ہیں اب جو لوگ آکر ہاتھ پکڑ پکڑ کر لے چلے کہ صاحبقران یاد فرماتے ہیں
سب دعائیں دینے لگے کہ خدا ایسے سردار کو برقرار رکھے جیسے ہمارا خیال بھی مثل
اپنے ہے کیوں نہو ایسے تھے جبتو خدا نے اس رتبہ عالی کو پہونچایا ابھی ہما شما ہوتے تو
ذرا سی عزت میں بھول جاتے سب کو بھول جاتے غرضکہ ہزاروں دعائیں دیتے ہوئے
شکر کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ سب آکر بارگاہ میں جمع ہوئے پھر امیر با توقیر سے
سب نے عرض کی کہ اب اہل لشکر بھی آگئے کوئی باقی نہیں ہے فرمایا پھر تلاش کر لو
ایسا نہو کوئی رہجائے تو اوس سے آنکھ نیچی ہو نگاہ نہ چار ہو سکے حسب تاکید پھر عیاران اسلام
گئے اور جا کر ایک ایک گوشہ تلاش کیا اور آکر عرض کی کہ حضور ایک ایک خیمہ ایک ایک
راؤٹی ہر گوشہ دیکھ لیا ہے اب کوئی اندھا وہاں نہیں ہے اودھر طوفان نے عرض کی
کہ اب تھوڑا عرصہ باقی ہے تھوڑی ساعتیں اور باقی ہیں اگر یہ بھی گذر جائینگی تو پھر کچھ نہو سکیگا
صاحبقران نے فرمایا کہ میری غرض یہ تھی کہ کوئی باقی نرہے لے اب اختیار ہے اپنا عمل کر
تاکہ آنکھیں روشن ہوں اے طوفان تجھے تو مجکو دیکھا میں بھی تو تمہیں دیکھوں اور اتنے
روز گذرے اس قدر گھبراہٹ نہ تھی جو اس وقت ہے امید بھی کیا چیز ہوتی ہے طوفان نے
عرض کی کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے وہ یہ کہ جو لوگ صاحب بصیرت ہیں اونکو دھواں
ان آنکھوں کا مضر ہے اگر چشم نابینا اس دہوئیں سے روشن ہوگی تو چشم بینا کور ہو جائیگی اور
پھر تا قیام قیامت روشن نہ ہو سکیگی خضران بن عمرو نے کہا کہ اے طوفان یہ بھی
خوش نصیبی ہماری ہے تھی کہ ہم مطیع اسلام ہوئے ورنہ یہہ بات ہمیں بھی نہ معلوم تھی اگر ہم
تو آج سے بینا ہو جاتے اور ہم ابد الاباد کے واسطے اندھے ہو جاتے خضران نے
کہا کہ خواجہ عمر سحر خداوند ساحران اکوان جادو کا ہے اوسی نے اس کو بنا کر بھیجا تھا
ورنہ بصیر جادو کی یہ لیاقت نہ تھی کہ سحر در سحر ترکیب دے سکے یہہ دہوکے پر دہو کا

اکو ان ہی کا کام ہے جب تو وہ خداوند بنا بیٹھا ہے خضران نے کہا کہ پھر غور کون کریگا
طوفان نے عرض کی کہ یہہ کام میرا ہے اب آپ اون لوگون کو لیکر یہان سے چلے جایئے
جنکی آنکھین روشن ہین خضران نے قیصر عاد و رستم خان و موت بن شاریق و
فضل بن کیا ہو اسی طرح تمام سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی جانب چلے گئے اور ہوا
کے رخ سے بحکم لشکر صاحبقران کی طرف سے یہان طوفان بن سرکش جادو سے
صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے آنکھین تو نہ جاتی رہینگے طوفان نے عرض کی کہ جی نہین مین
رد سحر اس بخور کا جانتا ہون اسلئے مالک کو وہ قضا و قدر بتخانہ سامری ہون اگر میری آنکھین
ضرریاب بھی ہوتین تو مین آنکھون سے یہہ خدمت بجالاتا چشم پوشی نہ کرتا حق تعالے انکو چشم
زخم سے محفوظ رکھے یہہ کہکر کچھ اسم سحر دم کرکے کاجل پارا اور وہ اپنے آنکھون مین لگایا بعد اوسکے
آنکھون کو بصیر جادو ریزہ ریزہ کرکے بہت سے بخور مین ملایا کہ جو تمام لشکر کو کافی ہو جائے
صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور خاموش ہو کر بیٹھیں مین بخور کرتا ہون صاحبقران
نے فرمایا کہ پہلے بادشاہ کی آنکھین روشن کرد کہ وہ چشم و چراغ دین اسلام ہین بادشاہ نے فرمایا
کہ نہین پہلے صاحبقران کی آنکھین روشن کرد چشم ما روشن دل ماشاد مجھے اپنی فکر نہین ہے کیونکہ
ہم اندھون کے لانبچی ہین طوفان نے عرض کی کہ آپ دونون صاحب برابر ہی تو تشریف
رکھتے ہین مین ساتھ ہی آنکھین روشن کرتا ہون یہہ کہکر طوفان نے وہ بخور جسمین ریزہا ے
چشم بصیر جادو شامل تھے منقل پر ڈالے گوگل لوبان صندل وغیرہ یہہ سب چیزین جلین
اور دھوان اونکا آنکھون مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام کے لگا کہ آنکھو سے
چند قطرہ ٹپکے اور یہہ معلوم ہوا کہ اک چادر سیاہ آنکھون پر سے ہٹ گئی اور روشنی ہوگئے
طوفان نے سلام کیا بادشاہ و صاحبقران نے دعا دی اور نظر کی اپنے لشکر و سرداران
لشکر پر سب کی حالت پر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنی حالت کو تصور کیا لیکن
طوفان نے اب چار چار اور آٹھ آٹھ سردارون کو برابر بیٹھے بخور دینا شروع کیا جس طرح
الکھارے پر پہلوان لوبان سلگاتے ہین اب سردار بینا ہونے لگے مگر کیا خوش نصیب تھا
طوفان بن سرکش جادو کہ جس کی آنکھ کھلی اوسنے پہلے اوسی کی صورت دیکھی جب
سردارون سے فرصت ہوئی تو اہل لشکر کو برابر سے سو سو کو بٹھا کر بخور منقل پر ڈالا اور
ایک طرف سے دوسری طرف برابر چلا گیا پرے کے پرے اور صفین کی صفین اوربہون
کی بینا ہوہو کر صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور اپنے اپنے خیمہ کی
طرف چلے شام تک سب بینا ہوگئے اب طوفان بن سرکش نے سرداران بینا او خضران
بن عمر کو اطلاع کی کہ تشریف لایئے سب حاضر بارگاہ ہوئے امیر و بادشاہ اسلام گلے
ملکر بہت روئے ہچکیان بندھ گئین بعد اوسکے صاحبقران عالی شان ہر سردار کو گلے لگاکر
بہت روئے بارگاہ مین اک کہرام تھا خضران قدمون سے لپٹا رو رہا تھا اک پہر کامل
یہی حالت رہی بعد اسکے قیصر عاد نے سلام کیا پوچھا صاحبقران نے یہہ کون ہے
قیصر عاد نے عرض کی یہہ وہی غلام ہے جس کو حضور نے زمانہ کور چشمی مین زیر کیا تھا
قیصر عاد میرا ہی نام ہے ابتو صاحبقران نے غور سے اسکی طرف دیکھا کہ بڑا سردار ہے

اوس وقت نہین معلوم کیا ہوا تھا کہ مین نے اتنی جلد اسیر کر لیا ورنہ لائق اسکے یہہ سردار تھا
بعد اوسکے جالوس عاد بہرام عاد سالوس عاد صمصام عاد قمقام عاد ان سب نے
قدمبوسی حاصل کی اور صاحبقران نے انکو دیکھا اوسی وقت خلعت طلب کر کے ان
تازہ مسلمانون کو معہ طوفان بن سرکش کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک خلعت
بہت بہاری خضران کو عنایت کیا نذرین بالفعل موقوف رہین حکم ہوا کہ اس سے زیادہ
خوشی اور مسرت کا کونسا دن ہوگا ہم چاہتے ہین ایک جلسہ ہو تین روز اسکا اور سامان عیش
ونشاط مہیا ہون پہلے روز نذرین گذرین اور دوسرے روز رقص وغنا تیسرے روز جلسہ خاص
ہو جس مین فقط خواجہ خضران نے تجائین یہہ حکم ہوتے ہی سامان جشن ہونے لگا اوس
روز تو شب راحت سے بسر کی تھی دوسرے روز پہلے بارگاہین اوکھاڑ دیگئین کہ اونپر خاک
جم گئی تھی جالے لگے ہوئے تھے مثل چشم کور بے رونق ہو رہی تہین کون دیکھنے والا تھا کہ
درستی ہوتی جبرئیل عادی نے فراشون کو طلب کر کے بارگاہین صاف کرا کے پہر سے
نصب کرائین اور مقبل ثالث کے سپرد روشنی کا انتظام ہوا ہر طرف شہر بندی ہونے لگی
بارگاہون کی آراستگی کا تو کیا بیان کیا جائے صحرا تک جگر جگر کرنے لگا درخت تمامی سے
منڈہے گئی قندیلین آویزان ہوئین بادلا شاخون پر لٹکایا گیا دوکانداروں نے دوکانین
آراستہ کین لوگون نے غسل کر کے لباس فاخرہ پہنے ہر طرف لطف نوروز حاصل تھا
کہ ہر شے جو بدلنے کے لائق تھی بدلی جا رہی تھی لوگ آپس مین گلے مل رہے تھے یہانتک
کہ شام تک سب تیاری ہوئی اور اب روشنی ہونے لگی تمام صحرا تا طاق روشن ومنور
ہو گیا فلک چشم انجم سے نگران تھا چراغان کی بہار دیکھ رہا تھا جنگل مین منگل نظر آتا تھا
ہر خیمہ مثل حجلہ عروس آراستہ تھا جہاڑ فانوس کنول سب روشن تھے فرش عمدہ کیا
ہوا تھا اہل عملہ نئی وردیان پہنے ہوئے دوڑتے پہرتے تھے مصروف انتظام تھے انتہا
یہہ ہے کہ اصطبل تک آراستہ کئے گئے تھے ہر چند کہ ضرورت ایک مرکب کی تھی مگر
جس کے پاس جتنے گہوڑے تھے سب ساز ویراق سے آراستہ کھڑے تھے سائیس کارچوبی
وردیان پہنے ہوئے باگین پکڑے کھڑے تھے انہون نے بھی اپنے راوتی کو اپنی
حیثیت وطبیعت کے لائق آراستہ کیا تھا کسی نے چراغ گبر دسی رنگ کر جلائے تھے
پہول جنگل کے شاخون سمیت لاکر آبخورون مین گلدستہ بنا کر لگائے تھے خواصین
خاصیان لئے ہوئے در بارگاہ پر استادہ تھے کہ مالک برآمد ہو اور سواری چلی تو
ساتھ ہولین ہر طرف سے خوشبو چلی آتی تھی کہین مشک کہین عنبر کہین عود سلگ
رہا تھا کم حیثیت والون نے لوبان ہی سلگا کر دماغ کو خوش ومسرور کر لیا تھا رئیسون نے
قرابے عطر کے لنڈہا دیئے تھے کہ ہوا جب خیمہ سے ہو کر نکل گئی دماغ جہان کو معطر کر دیا
ہر گلی کوچہ اس طرح آراستہ تھا کہ چوک کا لطف ہر مقام پر حاصل تھا دوکانداروں نے
دوکانون کو نہایت سلیقہ سے سجا تھا گلوری والون نے دوکانین قطعات وتصاویرات
سے مزین کی تہین پوشاکین عمدہ پہنے ہوئے بیٹھے تھے مٹھائی والون کے خوانچہ عجب عجب صنعت سے
بنائے گئے تھے کہ صورت عمارتون کی پیدا ہوتی تھی علاوہ معمولی مٹھائیون کے عجب عجب

چیزیں بنائی گئی تھیں کہ جنکی صورت و ذائقہ سے غربا کا تو کیا ذکر امرا بھی آگاہ نہیں پکوان تیار تھے
بازاریوں کا دوکانوں پر ہجوم تھا ہر شے خرید کرتے ہیں بڑا چھکڑے سے خانہ بدوشوں سے کچھ
کسان تھا جو کہیں لیجا کر بیٹھتے اہل و عیال کو دیتے ساقیوں متوالوں کے تخت برابر استادہ تھے
یاروں سے مجمع دائرہ بجا بجا کر نشہ یادگار رہتے ہیں دم بھر رہے ہیں کوئی یہ شعر پڑھتا ہے شعر

	پی پی ساقیں دم بھر کی ٹھیر رہتے	٭	ہیں محروم دم بغیر رہتے	

ہیں برابر سے چاندی بازار لگا ہوا ہے روشنی کے سبب سے ساکت ہونوں کا گمان ہے
ظروف نقرئی و زری جلا جل کر رہے ہیں رقاص دار امرا لشکر خرید رہے ہیں ایک ایک
پیسے کے چار چار دیتے ہیں دوکاندار نہایت خوش و مسرور ہیں ایک رنگ سے ہر
گلی کوچہ لشکر کا آراستہ ہے بہروپیے روپ بدلے ہوئے شکلیں مختلف بنائے ہوئے
پھر رہے ہیں دوکانداروں سے انعام لیتے ہیں کہیں سوانگ اپنے کرتب دکھا رہے ہیں
کسبیاں دار تماشا کر رہے ہیں اک عجب ہنگامہ عشرت انگیز ہے ہر سردار کے خیمہ میں محفل
رقص و سرود کا سامان موجود ہے ادنے درجہ والوں نے بھی چندہ کر کے ایک ایک
تشنی نچائی ہے ہر طرف قہقہے اور چہچہے ہیں جس مقام پر ہو کا عالم تھا وہی آج گلزار پر بہار
ہو رہا ہے طوائفیں جو پہلے مجرے کے واسطے جا رہی ہیں سماجی ہمراہ ہے ایک ایک زیور و
لباس سے آراستہ و پیراستہ ہے جس وقت نوبجے بادشاہ اسلام برآمد ہوئے سب سردار
در دولت پر دو پہر سے حاضر تھے اول سلام صاحبقران عالیشان کا ہوا بادشاہ نے
سینے تک لا کر جواب دیا کہ تمہارے جگر دلبند ہیں بعد صاحبقران کے اور سرداروں
کے سلام ہوئے بادشاہ سب کو پلکوں کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے بارگاہ کی
جانب روانہ ہوئے صاحبقران پایہ تخت تھامے ہوئے بارگاہ تک آئے بادشاہ
تخت رواں سے اوتر کر مسند جواہر نگار پر متمکن ہوئے آج عجب شان ہے بادشاہ کی کہ تاج شاہی
سر پر و چار قبہ شاہنشاہی در بر چتر بال ہما کا ہوتا ہوا نگاہ رو برو کے صدائیں بلند اول نذر
صاحبقران کی گذری بعد صاحبقران کے شاہنشاہ کو ہر کلاہ نے نذر دی انکے بعد
حسب مراتب ہر سردار مثل تمین الزمان نور الزمان قوس حج پیلدان پرست
خورشید تاجدار اسپہ شاہی وغیرہ نے نذر دی جب امرا نذر دے چکے تو اور سرداروں
کی نوبت آئی فصل میں گیا ہور خون آشام موت بن سارلق و رقا کے زنجیر دار
منظفر بن جعفر خون آشام قادر بلند کمان لیکن ان سب سے لندہور ثانی
کے نذر گذری تھی کہ یہ نوبت باقی ہے آخر میں سرداران نومسلم مثل قیصر عاد بہرام ثانی و
جالوس عاد و سابوس عاد و صمصام عاد و ضرغام عاد طوفان بن سرنش جادو
سب کی نذریں قبول ہوئیں اور خلعت عنایت ہوئے اب سرداران اولوالعزم رخصت
ہونے لگے پہلے صاحبقران باقبال رخصت ہوئے اور اپنے خیمہ میں آئے بعد صاحبقران
کے ترتیب وار نذر دے دیکر رخصت ہوئے کشتیاں اور خلعت حسب حیثیت بادشاہ کی
طرف سے سب کو عنایت ہوئے صاحبقران کو تو بادشاہ اسلام نے اپنے ہاتھ سے خلعت
عنایت فرمایا اور عزیزوں کو صاحبقران نے خلعت پہنایا باقی سرداروں کو لندہور ثانی

سب کے ہاتھ سے خلعت ملی یہہ سب عطیہ بادشاہ ہی کی جانب سے تھا لیکن سرداران اولوالعزم اس غرض
رخصت ہو آئے ہیں کہ جو لوگ جس کے خاص ملازم ہیں وہ اوسکو نذرین دین اول صاحبقران
با اقبال بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بارگاہ گوہر بار میں تشریف لائے اور جو لوگ رفیقان خاص
سے انکے تھے اونہوں نے نذرین دین خضران نے نذرین انکی لیکر داخل زنبیل کرنا شروع
کین صاحبقران نے سبکو مخلع کیا آخر میں خضران نے نذر دی صاحبقران نے
نذر قبول فرمائی اور ایک لاکھ زر سرخ مع خلعت عنایت فرمایا کیونکہ بڑا کام کیا ہی خضران
نے یہہ روز سعید اسیکی کوشش سے دیکھنے میں آیا ہے ورنہ سب مثل دیوار تھے اسی طرح
ہر سردار کے ملازمین نے اوسکو نذر دے ہر افسر کو اوسکے ماتحتوں نے نذر دی اور حسب
حیثیت انعام پایا جب سردار نذر بادشاہ اسلام سے فارغ ہوئے تو نوبت عیارون کی
آئی سب سے پہلے خضران کی نذر گذری بادشاہ اسلام نے نذر قبول فرماکر بہت بھاری خلعت
عنایت فرمایا اور فیروزہ ثالث نے یہہ خلعت اونکو پہنایا اور دو لاکھ زر سرخ عنایت ہوئے
سب لیکر آپنے نذر زنبیل کئے لیکن وہ اشرفیان اور جواہر جو بادشاہ کو نذر دیا گیا تھا اوکی قیمت
کثیر تھی اور حق تھا یہہ فیروزہ کا خواجہ خضران نے جو دیکھا منہ میں پانی بھر آیا دل میں کہا
کہ محنت ہم کرین اور مزے یہہ جوانا مرگ کرے کسی تدبیر سے یہہ روپیہ لینا چاہیئے چونکہ بعد
خضران کے منصب فیروزہ کا تھا یہہ جلدی سے باہر بارگاہ سے نکلا اور اپنے خیمہ میں
آکر چند اشرفیان صندوقچہ سے نکالکر چلا بس جیسے ہی خیمہ سے نکلا اک ناریل زمین پر پڑا تھا
اوسکی ٹھوکر لگی اور ناک اوڑی فیروزہ نے غصہ سے ایک ٹھوکر اور دی کہ یہان کسنے
یہہ ناریل پھینکا ہے ٹھوکر پڑتے ہی ناریل پھٹا اور فیروزہ چھینک مار کر گرا آپ ناریل بیہوشی
راہ میں رکھکر روپوشیدہ ہو رہے تھے اسکو تو اوٹھا کر خیمہ میں ڈالدیا اور وہ صندوقچہ جس میں یہہ اشرفیان
فیروزہ نے نکالی تھین جانا کہ آمین اور رقم ہوگی نذر زنبیل کر لیا اور ہیئت اپنی فیروزہ کے
بناکر بادشاہ کو نذر دی بادشاہ نے حسب دستور نذر اسکی بہی قبول فرمائی اور خلعت سے
سرفراز فرمایا عرض کی کہ یہہ روپیہ تو مراحق ہے پھر ایسے حفاظت سے رکھہ نہ آؤن کیونکہ
خواجہ سلامت ذرا بری نظر سے دیکھتے ہیں ایسا نہو کہ نظر اونکی اسے کہا جائے بادشاہ نے
فرمایا کہ تمہارا دل سے چاہے ابھی لے جاؤ چاہئے جب لیجاؤ آپ نے وہ روپیہ اشرفی کہ قریب
پانچ لاکھ کے تھی اک چادر سے میں باندہ کر چلدیئے باہر آکر نذر زنبیل کر لیا اور جلدی
سے خیمہ صاحبقران کیطرف روانہ ہوئے جاکر اپنے منصب کی موافق کرسی ہد بدر پر
بیٹھ رہے صاحبقران سے عرض کی کہ میں شاہ عیاران ہون یا نہین فرمایا بیشک
کہا صاحبقران سے گواہ رہیئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ گواہی کس بات کی کہا
اپنے قول کی صاحبقران نے فرمایا تمنے کب اپنے قول سے برگشتگی کی ہے جو تم سکہا رہے ہو
عرض کیا اک مطلب ہے تھوڑی عرصہ کے بعد کہونگا جب نذرین گذر چکین اور عیار واپس آئے
صاحبقران سے عرض کی ذرا تکلیف حضور کو ہوگی سامنے بادشاہ اسلام کے تشریف لے چلیے صاحبقران
نے فرمایا کیا کام ہے بیان تو کر خضران نے کہا کچھہ تو ہے جو اتنی بڑی تکلیف دیتا ہون
صاحبقران خاموش ہو رہے اور ہمراہ خواجہ ثالث کو لئے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام میں گئے شاہ اسلام نے

فرمایا کہ یہہ خلاف وقت آنا کس غرض سے ہوا عرض کی کہ یہہ ہمراہ لانے مین خضران سے بادشاہ نے
فرمایا کہ کیون خواجہ کیا مطلب ہے خضران نے عرض کی اک گستاخ بات پوچھونگا خطا عفو ہو تو عرض کرون
فرمایا کہو کیا کہتے ہو خضران نے عرض کی کہ حضور بادشاہ لشکر اسلام ہین یا نہین بادشاہ ہنسے اور فرمایا
کہ تم نہین جانتے ہو عرض کی کہ اسی طرح مین شاہ عیاران ہون یا نہین بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ بیشک عرض کی کہ اب تمام عیارون کو چاہیے کہ مجھے نذر دین بادشاہ نے فرمایا کہ بیشک ضرور چاہیے
عرض کی کہ اگر کوئی پہلوتہی کرے تو مجھے سزا جزا کا اختیار ہوگا صاحبقران اسکی طبیعت سے واقف تھے
کہ طمع مین زبردستی جرمانے کریگا فرمایا کہ جرمانہ حیثیت سے زاید نہ کرنا خضران نے کہا آپکو اسمین
کچھ دخل نہین ہے مین اپنے ملازمین کا اختیار رکھتا ہون ابھی آپ فرما چکے ہین کہ تو شاہ عیاران ہے
اور اسکے پہلے مین قول آپسے لیچکا ہون جو بادشاہ ہوتا ہے کوئی اوسکے کامون مین دخل دیتا ہے
صاحبقران خاموش ہو رہے اور خواجہ سلامت اپنے خیمہ مین آئے بانہاے عیاری تن پر آراستہ
کئے اور کلاہ عیاری مین اک کلغی لگا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہ تخت بھی لوٹا ہوا خدا جانے
کسی سے مانگ لائے تھے یا کہین سے لوٹ مین پایا تھا اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران آج روز سعید ہے
نذرین دو ہمکو یہہ سنتے ہی سب سے پہلے قران ثالث نے نذر دی آپنے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور
اک طرہ سال سوت کا عنایت کیا قران نے خلعت فاخرہ سمجھکر کانوں مین لٹکا لیا اور ادب سے
پیچھے ہٹے بعد اسکے سرسنگ ثالث بزرگ ثالث گلباد ثالث کلباد ثالث سماک ثالث
برق ثالث وغیرہ سبھی نے نذرین دین کسی کو طرہ کسی کو ازکار رفتہ ٹوپی کسی کو بیکار سی قطورہ جو
نئے کسی مصرف مین آنے کے لائق تھی وہ بجاے خلعت عنایت کی اور جسنے نذر اچھی دی اوسکی پیٹھ پر
ہاتھ پھیرا اور جسنے کمی کی ساتھ نذر دی اوسکو برا بھلا کہا وہ خلعت بھی نہین دیا جو قران وغیرہ
کو دیا تھا غرضکہ جب سب نذرین دے چکے تو پوچھا کہ یہہ دونون جوانا مرگ یعنی چالاک ثالث و
فیروزہ ثالث کہان ہین ابتک نہین آئے نوبت غرور انکو ہوگیا ہے خیر سمجھا جائیگا فیروزہ پر تو
ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کہ یہہ بڑا دولت مند ہے بادشاہ کا نوکر ہے اور چالاک ثالث پر
پچاس ہزار اور اگر ادا نکرے تو سو کوڑے کہ کہان تک جسم پر نرہے یہہ فرماکر دربار برخواست کردیا
لیکن وہان فیروزہ جو بیہوش دہر کاٹل کے ہوشیار ہوا اپنے کو خیمہ مین پڑے ہوے دیکھا سوچا
کہ یہہ کیا ماجرا ہے مین تو پہر رات رہے آیا تھا کہ اشرفیان لیلون تو بادشاہ کو نذر دون باہر
خیمہ کے ٹھوکر کھاکر گرا تھا پہر یہان خیمہ مین کون ڈال گیا اور اب تو صبح تک مین بیہوش
پڑا رہا کچھ نہین یہہ انہین حضرت کا کام تھا جیب مین جو ہاتھ ڈالا تو اشرفیان ندارد
خیال ہوا کہ شاید کہین گر گئی ہونگی خیر دیکھا جائیگا اور نکال یون صندوقچہ دیکھا تو وہ بھی خالی ہے
ایک حبہ نہین اب تو یہہ سر پیٹنے لگا کہ کس سے مانگنے جاؤن اور کہان سے لاکر
نذر دون وقت ایک تو گذر ہی چکا خفگی ضرور آئے گی مگر خیر آخیر ہی مین سہی ناغہ
تو نہوا ایسا نہو کہ خلعت سرفرازی سے بھی محروم رہجاؤن اور اگر عتاب آیا تو
نوکری بھی گئی جھٹ گر اک مہاجن پاس گیا اور چند اشرفیان اوس سے
قرض لیکر دوڑتا ہوا چلا کہ بادشاہ کو نذر دون لیکن وہان خواجہ سلامت نے
جس وقت دربار برخاست کیا تو بادشاہ کی خدمت مین پہنچے اور عرض کی

کہدیجیئے حضور چونکہ آپکے ملازم ہین تو میان فیروزہ کو اب یہ غرور ہوا ہی کہ ہمکو نذر دینا
عار سمجھے اور نہین آئے اور صاحبقران سے کہا کہ اوسکو یعنے چالاک ثالث کو دیکھئے کہ
اوسنے جو نامرگ ہے اسنے بھی نذر نہین دی قسم کہاتا ہون آپ ہی کے قدمون کی دونون پر
[illegible] کچھ رنگ لگا بلوایئے دونون کو بادشاہ نے فیروزہ کو طلب فرمایا کہ حبیب سے
[illegible] رہ گئے گئے ابھی تک واپس نہ آئے نہ شاہ عیاران کو نذر دینے گئے
[illegible] ہاتھ جلد نذر لے کر حاضر ہو اور اونکو خوش کرو چوبدار یہ سنتے ہی
[illegible] سنتے ہی فیروزہ دوڑتا ہوا نظر آیا چوبدار نے کہا حبیب
[illegible] سے ہین فیروزہ حاضر ہوا اور نظر دکہائی بادشاہ نے [illegible]
[illegible] فرمایا کہ یہ دوسری نذر کیسی اب تو فیروزہ اور پریشان ہوا [illegible]
[illegible] روپیہ جو بہت سا ملا ہے تو طمع بڑہی کہ نذر دون پہلی [illegible]
[illegible] ایک مرتبہ بھی نذر نہ دی فیروزہ نے عرض کی کہ مین حبیب کیا [illegible]
[illegible] ہوا کہ اوس سے کیا عرض کرون مین حاضر ہی کہان ہوا کہ نذر دیتا بادشاہ
[illegible] آیا تو ہین نذر کس نے دی تھی کیا تیرا ہمزاد تھا خضران نے
[illegible] ایسے شخص سے جو شاہون پر تہمت رکھے اور جہوٹ بولے
[illegible] نے میرے فیروزہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور
[illegible] کیا نام تو لے نہین سکتا مگر حضور خود ہی سمجھ لین کہ سوا
[illegible] کتا ہے کہ نہ صندوقچہ مین کچھ باقی رہگیا نہ جیب کی اشرفیان
[illegible] دکہائی دو پہر خیمہ مین بے ہوش پڑا رہا مین حضور کی خدمت سے
[illegible] حاضر ہوا ہون خضران نے کہا کہ دیکھیے یہ مجھپر اوسپر بہتان
[illegible] مین دی ہے تو چاہتا ہے اوسکی برأت کردون اور آپنے تو بجا [illegible]
[illegible] فیروزہ نے کہا واللہ ہے کہ مجھے خبر نہین کہ آپ نے دربار کیا تھا
[illegible] معلوم تو ہم اسکو کیا کرین کیون ایسے غافل سو گئے بادشاہ
[illegible] ہمارے ملازم ہوتے تو آج ہی برخاست کر دیئے جاتے لیکن
[illegible] دینے کا ہمنے تم پر ایک لاکھ روپیہ جرمانا کیا اور پچاس ہزار اس تہمت کا جو
[illegible] فیروزہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران یہ سوچتے ہین
[illegible] اتنا بڑا کام کرکے آیا کیا اسے جہوٹ کون [illegible] عجب نالایق
[illegible] سکتی ہین سب حیران ہین کہ فیصلہ کیون کر ہو سکے سچا سمجھے اور
[illegible] اتنے مین چالاک ثالث حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ
واد فیروزہ [illegible] خداوند سلامت نے جیسے ہی دیکھا کہ فیروزہ
اندر خیمہ [illegible] گیا یہ ایک ناریل جیب سے نکال کر دروازہ خیمہ پر ڈالدیا اور خود
پوشیدہ ہوا جب فیروزہ خیمہ سے نکلا ٹھوکر لگی بے ہوشی اوڑی فیروزہ
[illegible] حضور نے اشرفیان جیب سے نکال لین اوسکو خیمہ مین ڈالدیا اسکے بعد
مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا کیون کہین چلا گیا تھا خضران نے کہا حضور یہ دونون [illegible]

مجھسے عداوت رکھتے ہین حضور آنکی باتون پر خیال نہ فرمائین ان دونون مین سے کوئی مجھے نذر دیتے نہین آیا
اب بادشاہ اسلام بھی کچھ سمجھے اور مسکرائے فرمایا کہ خواجہ صاحب کا بیان لکھ لیا جائے کل ہم اسکا
فیصلہ کر دینگے منشی نے بیان خضران کا قلم بند کر لیا۔ بعد اسکے فیروزہ کا بیان لکھا اوسکے بعد چالاک کی
گواہی لکھی خضران رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا فیروزہ کو جو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ تیری صورت بنکر
نذر کا روپیہ بھی بادشاہ سے لیگئے جو خاص تیرا حق تھا یہ سر پیٹنے لگا کہ مجھکو مار ڈالا کہین کا نہ رکھا بادشاہ
اسلام نے دربار کیا مدعی مدعا علیہ مع گواہ حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ خواجہ
ان دونون سے جرمانہ لین اور جرمانہ کا روپیہ بیشتر سے فیروزہ چالاک کو دیدیا تھا فیروزہ و چالاک نے
روپیہ حاضر کیا خضران نے بادشاہ اسلام کو ہزارون دعائین دین اور کہا شاہ و شہریار ایسے ہوتے
ہین کیا حق و ناحق کو پہچانا ہے اور کتنا سچا فیصلہ کیا ہے اگر ایسی عقل نہوتی تو اس مرتبہ تک کیونکر ہوتے یہ فرماکر
فیروزہ کا روپیہ تو نذر میں قبول کیا اور چالاک کا روپیہ رہنے دیا اور عرض کی بادشاہ اسلام سے گزارش جو انا
مرگ کو سزا دونگا وہ عیار رہ گیا تھا اس سے مینے رعایت کی لیکن اوسکو ضرور سو کوڑے مارونگا بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی جب باصرار بادشاہ اسلام نے فرمایا تو خواجہ ثالث اس
شرط پر راضی ہوئے کہ خیر یہ روپیہ تو حضور کے فرمانے سے مین نے لے لیا اور خطا ان دونون کی معاف
کی لیکن مین بارگاہ مین چلتا ہون یہ دونون نذر بھی دین فرمایا خیر اسکا مضائقہ نہین ہے غرض کہ
خواجہ تو اوٹھکر بارگاہ آسمان جاہ مین اپنی آئے فیروزہ و چالاک حسب الحکم بادشاہ اسلام
نذرین لیکر حاضر ہوئے اور پندرہ پندرہ اشرفیان اور نذر دین آپنے فیروزہ کو اک طرہ جھوٹے تار کا
عنایت فرمایا کہ اسے کان مین لگاکر سامنے بادشاہ کے جانا کہ اونہین بھی معلوم ہو کہ شاہ
عیاران کیسا دل چالاک ہے اور چالاک ثالث کو اک پھٹا ہوا پاتابہ دیا دونون دل مین کوستے
ہوئے پیش بادشاہ آئے بادشاہ اسلام نے جو طرہ فیروزہ کے لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ
خواجہ تم سے بہت خوش ہوئے کہ خلعت عنایت فرمایا لیکن چالاک دل مین ہزارون
کوسنے دیتا تھا کہ خدا غارت کرے انکو کسی طرح انکی نیت سیر ہی نہین ہوتی اتنا روپیہ
نذر مین ملا اسقدر انعام عنایت ہوا اتنا روپیہ فیروزہ کا لے بھاگے پھر جرمانہ کر کے لیا
اوسکے بعد پھر نذرین لین غرضکہ پھر سامان جشن ہونے لگا آج کا عجیب جلسہ ہے کہ ہر سرار
کی بارگاہ کل سے زیادہ آراستہ کی گئی ہے اور سامان رقص و غنا ہو رہا ہے قرب و جوار
بیابان شہ طاق کے جو مقامات تھے وہان سے طائفہ بلوائے گئے ہین خواجہ خضران
ارباب نشاط کے داروغہ بنے ہین جو طائفہ دس روپیہ کا ہے آٹھ بیلے کرتے ہین اور
پچاس روپیہ سرکار مین لکھواتے ہین بلکہ فوراً وصول کر لیتے ہین خوب جیب گرم
ہو رہی ہے عیار اونکو دیکھ دیکھ کے جلے جاتے ہین چالاک ثالث سے ضبط
نہو سکا آخرکار بادشاہ اسلام سے کہدیا کہ خواجہ سینکڑون روپیون
کے غبن کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آخر یہ جلسہ کسکے دم
سے ہوا۔ یہ انہی کسی کے بدولت جشن ہو رہا ہے اگر وہ جانفشانی کرکے بصیر
جادو کو نہ مارتا تو آنکھین سب کی کیونکر جشن ہوتین اور یہ خوشی کسطرح
نصیب ہوتی چالاک اپنا سا منھ لیکر رہ گیا الحاصل راوی بیان کرتا ہے کہ یہ

اتنا بڑا جلسہ ہوا ہی کہ صاحبقرانی بدیع الملک مین آجتک ایسا جلسہ نہوا تھا
گھر گھر ناچ ہی ہر شخص کے اسقدر خیرات کی ہی کہ فقیر مالا مال ہوگئے ہین کھانے
کی تو یہ حالت ہی کہ بقول شخصے کتے اور کوے بھی نہین پوچھتے ہین ہر شخص بادۂ
مسرت سے متوالا ہی جابجا جلسہ مین جام شراب ناب کو گردش ہی ساقیان
سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھو مین لئے ہوئے اشعار رندانہ
پڑھ پڑھ کر جام دیتے جاتے ہین لوگ جام پر جام پی رہے ہین آواز ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہی آج کا جلسہ عجب طرح کا جلسہ ہی کہ چراغان کی بہار
ثوابت و سیارگان فلک پر چشمک کر رہی ہی سارا صحرا جگر جگر کر رہا ہی
بارگاہین مانند عروس شب اول کے آراستہ ہین لوٹے مخملخون کے
رکھے ہوئے ہین اگر وان روشن ہین بارگاہ شہنشاہ گوہر کلاہ مین جدا صحبت رقص ہی
اور متوسلین اونکے جمع ہین طوائفان پری جمال مصروف رقص ہین ایکطرف
بارگاہ آصف انجم طلعت مین محفل رقص و غنا بھی آواز ساز آرہی ہی ایک جانب
بارگاہ اسد ثانی مین جلسہ رقص ہی اور اونکے متوسلین جمع ہین اسی طرح
ہر سردار کی بارگاہ مثل بارگاہ نوشاہ کے سجی ہوئی ہی ہر گھر شادی کا سمان معلوم
ہوتا ہی - جن سرداروں مین باہم ارتباط زیادہ ہین تھوڑی دیر
ایک دوسرے کی محفل مین شریک ہوتا ہی جام ارغوانی سے ایک دوسرے
کی ضیافت کرتا ہی جام سلامتی ایک دوسرے کا پیتا ہی دوپہر تک یہ جلسہ
مستغرق رہا بعد دوپہر کے ہر سردار نے دربار کی تیاری کی اور اپنی بارگاہ
رفقا کے سپرد کی اور بارگاہ شاہی کے طرف روانہ ہوئے آج کی صحبت بارگاہ
جشن شاہی مین منعقد کی گئی ہی بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افروز ہین فرش پر دنگل
بچھے ہین ہر سردار حاضر ہو کر جہاں پناہ سے مجرا کرتا ہی اور اپنے دنگل پر بیٹھ
جاتا ہی صاحبقران دنگل ناد علی پر متمکن ہین بارہ بجے سارا دربار شاہزادوں اور
رئیس زادوں سے مملو ہوگیا تو مسلمانوں کے دنگل بھی جا بجا مناسب مقام پر
بچھائے گئے ہین قیصر عاد و جالوس عاد و سالعین عاد و ضمضام عاد و قمقام عاد
و بہرام عاد وغیرہ سب اپنے دنگلو پر بیٹھے ہین انکھین انکی کھل گئی ہین کہ یہ سامان
اہل اسلام کے پاس ہین اور صاحبقران بڑے اولوالعزم ہین کبھی ان عادیون نے
ایسا جلسہ کاہیکو دیکھا تھا وجد کر رہے ہین ادھر طوفان بن سرکش جادو خوش
ہو رہا ہی آج تو خواجہ خضر ان بھی ٹھاٹھ کئے ہوئے ہین اور سبب اسکا یہ ہی کہ
انکو یہ خلعت اسی شرط پر ملا تھا کہ جلسہ مین پہنا ورنہ یہ ایسے بیش قیمت چیز کب
استعمال مین لانے والے تھے اگر کوئی قریب سے نکل جاتا ہی بہت خفا ہوتے ہین کہ
عطیہ سلطانی خراب ہو جائیگا دامن بچا کر راستہ چلتے ہین جب تمام دربار
سرداروں سے مملو ہوگیا تو صحبت رقص شروع ہوئی اک پری جمال ہزار عشوہ و ناز
کے ساتھ آکر کھڑے ہوئے اسطرح کہ ناک مین اسکے ایک موتی کی نتھنی پڑی ہوئی

زیور مین سر سے پا تک غرق جوڑا بہت بھاری پہنے ہوئے اوس پر لشتواز وہ بھی جواہر نگار
گھونگھرو پاؤن مین بندھے ہوئے سنبل بھول حسن دیا ہی گویا ابر سیاہ کے بیچ مین
ستارہ روشن جلوہ گر ہی چوٹی وہ ناگنی ہی جسنے ہزارون دل ڈس لیے مانگ
بلطف کہکشان دکھا رہی ہی چھپکا کبوتر دل کی اسیری کا پورا سامان کیے ہوئے ہی
کانون کی بجلیان خرمن جان پر بجلیان گرا رہی ہین گلے کا طوق قمری کی طرح دیوانہ
بنا کر سیر و صیاد کیے دیتا ہی ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان ہر طرح اسیر کرکے
پابند کیے لیتے ہین گلے کی ہیکل دیکھنے والون کے دل مین اختلاج پیدا کرتی ہی آواز
خلخال سوتے فتنون کو جگا رہی ہی ضعیفون کو ولولۂ شباب یاد دلاتی ہی سرمہ آنکھون کا
پیسے ڈالتا ہی سرمہ کا اک تیر بے امان ہی کہ دیکھا اور دل سے پار گزر گیا ایک خنجر ہی کہ
خون حسرت دید کرتا ہی رنگ حنا بیگناہون کے خون ناحق سے دست بردار نہین
ہوتا سلیقہ کا اوبھار دل کے پار ہوا جاتا ہی دو قمقمہ نور ہین کہ اوس مین دست ہوس
دراز ہوا جاتا ہی لیکن دوپٹہ کا دوہرا آنچل بار بار نگاہ شوق پر پردہ ڈالتا ہی مگر اوچکتی ہوئی
بانہ و بازو خود نمائیون کی امنگین ہر مرتبہ سر کا دیتی ہین رنگ حجاب جمنے نہین دیتین
شعر اکیلے کا کہین دو سر کشون سے زور چلتا ہی + دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب سنبھلتا ہی
پہلے وہ پری جمال بصد عشوہ و ناز اک دلکش ادا سے کھڑی ہوئی اور پاؤن تال پر اوٹھا کر
ناچنا شروع کیا ہر ادا دیکھنے والون کے لیے تیر کا کام کر رہی تھی پاؤن کی روش
دلکو پائمال کیے ڈالتی تھی آواز گھنگرو کی دل پر قیامت کا اثر کرتی تھی ابروؤن کی جنبش
ذبح کرنے کو موجود تھی توڑے کا چکر گردش تقدیر عاشقون کے واسطے بنگیا تھا کہ اس
پھیر سے دل نہ نکل سکتا تھا غرضکہ جو ادا تھی ہوش باقی ہر دیکھنے والا تصویر بنا ہوا بیٹھا تھا
نگاہ کی گردش محفل بھر کو قابو مین کیے ہوئے تھی ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ ہماری طرف نگاہ تھی
جب کچھ دیر ناچ کا کمال دکھا چکی تو پھر سازندون نے ساز ملائے اور غزل شروع کی

غزل

خود نمائی سے تری شکل چھپائی نہ گئی
چوٹ تھی سامنے کی اوس سے بچائی نہ گئی
اوس نے دیدار رقیبان پہ اوٹھا رکھا ہی
زلف بگڑی ہوئی تھی بنائی نہ گئی
وعدۂ وصل پہ جھوٹے قسم کیا کھاتا
آج تک بشکت سے انکی جدائی نہ گئی

آگئی حسن میں تم مین کیتی ہوئی آئینہ کی
سنکے پیغام اجل جان ہی پڑی کھینچنے
ہائے نالونسے قیامت بھی اوٹھائی نہ گئی
سامنے تیغ کے مقتل مین بیٹھے ٹھہر اغیار
لطف نازک کی قسم جھوٹی بھی تم کھائی نہ گئی
تیغ ادائی جو تیری تمہی مارا ہو تا +

آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بین
ناتوان تھے جو بہت بات بنائی نہ گئی
وصل دشمن سے کھلا کیسے پریشان ہوئے
منھ کی کھایا کیے منھ پہ کبھی کھائی نہ گئی
ڈال دی جلوۂ دیدار نے پھوٹ آنکھون مین
جانِ جان تم سے نظر بھی تو اوٹھائی نہ گئی

ہمکو دعوے تھا کہ الفت مین اوٹھا سکتے تھے کام
وقت پر بول گئے بات اوٹھائی نہ گئی

عمر سب کٹ گئی باتین ہی بناتین جلیل
اپنی بگڑی ہوئی افسوس بنائی نہ گئی +

جسوقت وہ نازنین مہ جبین قاصہ فلک اس غزل عشق انگیز کو دلکش سرون مین گانے لگی سماں باندہ دیا یہ حالت محویت
کی تھی کہ ایک کو ایک کی خبر نہ تھی اشعار کا لطف موسیقی کے ہوش ربا اثر نے چوگنا کر دیا۔

ہر حالت کی تصویر کھینچدی ہر شخص کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند تھی اور چلبلی طبیعت والے پھڑک پھڑک کے آہ آہ کر رہے تھے جسوقت اسکا مجرا ہو چکا جی نہ چاہتا تھا کہ سامنے سے ہٹے یا گانا موقوف ہو لیکن دوسری آفت ہوش نے اُسکو بھی بھلا دیا جما ہوا رنگ اوکھاڑ دیا اور اپنا ایسا رنگ جمایا کہ اوسکو سب بھول گئے اور یہ غزل شروع کی غزل

کیا تیغ ادا قبضۂ قاتل مین نہین ہے
مین بھی ہون وہ حسرت جو کسی دلمین نہین ہے
اے قیس تصور کا تیرے نام ہے لیلے
وہ آئینہ تحیر قاتل مین نہین ہے
وسعت مرے گوشہ کی ہے صحرا سے زیادہ
اب کوئی تمنا بھی مرے دلمین نہین ہے
نیمچے تیری تلوار کے تڑپا مین گئے کیونکر
وہ تسمع ہون مین جو تری محفل مین نہین ہے
چھپایا جو کرے رشک کے میدہ بلو خوشی سلکے
کشتی ہون وہ ہون جو کف سائل مین نہین ہے
ہے لیلا تر لے قیس اگر حسرت پیدا
تابندہ چراغ ایک بھی منزل مین نہین ہے

کیون ذرہ محبت کی تجلی وہ مین نہین ہے
ہمراہ عدو لطف گیا نقش زنی کا
ورنہ کوئی اس پردہ محمل مین نہین ہے
ہون دفن جہان ساتھ لئے مجھ حسرت
او سون کسی ناوک کا پتا دلمین نہین ہے
مین اعر رکرون ترک محبت کا ارادہ
جب سالنس ہی باقی تن بسمل مین نہین ہے
ہر چند کہ نازک ہی بہت دل مگر اے جان
تاب اتنی تمہارے ستم یا مین نہین ہے
یہ داغ جگر بدر شب وصل کا بنتا
پھر کیا تجھے ہی کوئی کہ محمل مین نہین ہے
ہے ظلم گزشتہ کا گلہ وصل مین ہر بار
اے آرزو الفت کا مزہ کچھ نہین بے رشک
کیا لطف جو دشمن کوئی محفل مین نہین ہے

ذکر اپنا کبھی یار کی محفل مین نہین ہے
جس سے کہ مزا تھا وہ خلش دلمین نہین ہے
تصویر قضا جسکو کہین قتل کے مشتاق
اتنی تو جھلک چہرۂ قاتل مین نہین ہے
ناکامئ الفت کا نتیجہ ہوا کیا خوب
وہ بات نہ کیجئے جو مرے دلمین نہین ہے
جلنے پہ مرے کون ہے خوش کسکو ترس آتے
جی ہار نے والا کسی مشکل مین نہین ہے
حسرت نہین کہتا ہمہ تن گوش ہون اے گل
تاثیر مرے جذبۂ کامل مین نہین ہے
مٹے رہ رہ کا خاک ہوا افسردہ دلی مین
اوس زخم کا کیا ذکر جو اب دلمین نہین ہے

غرضکہ یہ صحبت صبح تک رہی منتخب روزگار طائفہ ناچار گئے جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور آواز اذان کان مین آئی یہ صحبت بھی مانند محفل انجم کے ابتر ہوئی صاحبقران عالیشان جانب مسجد کر پاس متوجہ ہوئے لاحول پڑھ کر وضو فرمایا مصروف اطاعت الٰہی ہوئے اور سردار بھی اپنے اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز سحری سے فراغ حاصل کر کر آرام کیا عجب انقلاب تھا کہ رات کا دن تھا اور دن کی رات تھی دوپہر تک سناٹا رہا بعد دوپہر کے جب سو کر اوٹھے کسل دفع ہوا پھر جلسہ کی تیاریان ہونے لگین آج کا جلسہ خاص تھا اور بارگاہ گوہر بار مین تھا وہ جلسہ بادشاہ کی طرف سے تھا اور یہ جلسہ صاحبقران کی جانب سے ہے آج پھر وہی سامان ہین اور وہی رنگ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا لیکن اس جلسہ کا سرداروں کو مع بادشاہ اسلام انتہا کا اشتیاق ہے سرداران لشکر کی دعوت بھی ہے اور بادشاہ اسلام بھی صاحبقران کے ساتھ خاصہ تناول فرماوینگے غرضکہ جب شام ہوئی پھر وہی عالم ہوا کہ تمام صحرا جگمگانے لگا روشنی ثوابت و سیارگان کو ماند کر دیا درختون مین قندیلون کی روشنی کا پرتو بادلہ کی اجھالرون کو برق تابندہ بنائے ہوئے تھا آنکھ نہین ٹھہرتی تھی ہر شجر رشک نخل طور ہو رہا تھا طائردان سمجھکر آشیانون سے نکل نکل کر چہچہا رہے تھے درندے روشنی سے ڈر ڈر کر صحرا سے نکل گئے تھے زمین و آسمان

دونون منور ہو رہے تھے ہر جا وہ لطف کہکشان دکھا رہا تھا قندیل کنول گیلاس جھاڑ جھابہ ہانڈی فانوس دور سے اک ستارہ تابندہ کے مانند نظر آتے تھے لمبے مشعلون کے شعلے جو ہوا سے لپکتے تھے تو ستارہ دنبالہ دار کی شکل پیدا کرتے تھے ٹٹیان برابر سے ہر راستہ پر لگی ہوئی ہین اور سامنے ہر خیمہ ڈیرے پر دروازے قائم کیے گئے ہین اونکی آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اسی طور سے ہر راستہ پر اک دروازہ قائم ہے اور سورج مکھی اوس پر نصب ہے کہ آنکھ نہین ٹھہرتی نگاہ خیرگی کرتی ہے لیکن جو راستے بارگاہ گوہر بار کو گئے ہین اونکے دروازون پر جھنڈے نصب ہین اور فرش راستے مین کیا ہوا ہے رسالے دو رستہ کھڑے ہین سردار پوشاکین نفیس پہنے ہوئے جا رہے ہین یہان تک کہ آٹھ بجے تک بارگاہ کا غلو ہو گیا مقبل ثالث نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے صاحبقران نے کھڑے ہو کر بادشاہ اسلام سے دست بستہ عرض کیا کہ نان و نمک نوش فرمائیے کہ باعث فخر میرا ہو۔ بادشاہ اسلام اوٹھ کھڑے ہوئے امیر ثالث اپنے ہمراہ لے چلے جس خیمہ مین دسترخوان بچھا ہوا تھا وہان تک پایہ تخت کو پکڑے ہوئے پیدل آئے اور بادشاہ کو اندر خیمہ کے نے گئے دیکھا تو خوان سربمہر رکھے ہین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے مہرین توڑین اور خاصہ سامنے بادشاہ کے چنا اور خود ہی آفتابہ لیکر ہاتھ دہلوایا بعد اسکے بادشاہ نے صاحبقران سے فرمایا کہ آپ بھی آئیے صاحبقران نے عرض کی کہ مین اول ش حضور کا کھاؤن گا اسلیے کہ آج مین میزبان ہون اور سب سردار مہمان ہین بغیر سبکو کھانا کھلائے مجھے مناسب نہین کہ مین کھانا کھاؤن غرضکہ جب بادشاہ اسلام خاصہ نوش فرما کر چلے امیر ثالث پھر پایہ تخت کا پکڑے ہوئے دربار گاہ تک آئے اور بادشاہ کو مسند پر بٹھایا اب شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے ہمراہ سردارونکو لیکر چلے اور مختلف خیمون مین بیٹھا کر ایک گھنٹہ مین فرصت کر کے پھر واپس آئے صاحبقران نے اس حسن انتظام کی تعریف کی اور فرزند سے نہایت خوش ہوئے اب صاحبقران اور شہنشاہ گوہر کلاہ اور دیگر سردارون نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا یہ وہ سردار تھے جو انتظام مین تھے اور انکو کھانا کھلا رہے تھے دس بجے رات تک فرصت ہو گئی اب صحبت رقص و سرود شروع ہوئی اور ساقیان سیمین ساق جام بلورین اور صراحی نقرئی و طلائی لیکر حاضر ہوئے جام شراب ناب گردش مین آیا اور ہر ایک ماہوش زہرہ خصال مشتری جمال نے غزل سنانا شروع کی

غزل

قطرے ہوے کے ہوتے ہی اچھو نکل پڑے
انجھ بادہ کش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل شوق مین جو توڑ کے پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی مین ابھی تو نکل پڑے

کیا تفرقے ہون گھر سے اگر تو نکل پڑے
گلشن سے پھول پھول سے خوشبو نکل پڑے

تھا اک بیان حال مرا ماجرائے عشق
پوچھی کسینے بات تو آنسو نکل پڑے

جستجو مین سیر دشت کو آئے مین گھر سے ہم
احباب کیون تلاش مین ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیون سے بڑھا یا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

دو نو طرف اثر ہوئی ہی لگی کا لطف +
اللہ ری کشش تری چشم سیاہ کی +
ہون سوز غم سے صورت شمع گداختہ
اتنی تو ہے مدد دل بسمل کو تیغ سے
نشتر سے کم نہین یہ تری مہربانیان
رنجیدگی مٹا دی مری اضطراب نے
ذی حوصلہ ہی گو کہ دل ناتوان بہت
کم التفاتیون سے ترے غم فزون ہوا
باہر حجاب ہوش سے ہی جلوۂ حبیب
آہون نے کسکی آج پریشان کر دیا
برسون مین رنج دل سے مٹا بعد ترک عشق
پہلو سے اوسطرف نہ زیادہ ہم گئے جاو
نالان سیا سلسلہ منقطع ہوا الم رنج کا
سامان قتل مین یہ تری خود نمائیان
اپنی خوشی کے ساتھ مرا غم نباہ دو
دے اک طرف سے یون نہ فشار اضطراب دل
ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو

کی مین نے جب فغان ترے آنسو نکل پڑے
دیکھے اُدھر تو دیدۂ آہو نکل پڑے
جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
تڑپے تو چاک کرکے یہ پہلو نکل پڑے
کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے
جو تیر تمنے جگر مین ترازو نکل پڑے
اتنا کہان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے
پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے
جسکو نہ اپنے دل پہ ہو قابو نکل پڑے
گھر سے جو تم کشادہ گیسو نکل پڑے
جب کچھ خیال آگیا آنسو نکل پڑے
دیکھو کہین نہ تابہ زبان تو نکل پڑے
نالہ رُکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے
سر کی نقاب سے خم ابرو نکل پڑے
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے
اُن پسلیون نے دب کے یہ پہلو نکل پڑے
جو آبلہ دبا دیا آنسو نکل پڑے

ادھر تو دور جام چل رہا ہی اُدھر ایک عالم ہو رقص ہجور قص و غنا ہی عجب طرح کا لطف ہی ہر ایک مست نا ہی آنکھون مین سرور دل میسرور ادھر تو نشۂ شباب ادھر نشۂ شراب آنکھون کے لال ڈورے عجب لطف دکھاتے ہین ہر شخص جھوم رہا ہی یہ جلسہ دو بجے رات تک رہا بعد دو بجے کے صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ اب آپکی باری ہی عمر تالث نے کہا کہ آپ نے مجھے کوئی گویا مقرر کیا ہی کہ ہر جلسہ مین مجھ سے فرمائش ہوتی ہی یہ امر میری شان کے خلاف ہی نہ کبھی باپ نے ایسا کیا نہ دادا نے ایک آدبار آپکی خوشی کے واسطے مین نے گایا اب آپ نے ہر مرتبہ فرمائش کرنا شروع کر دی صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھائی ہمارے ہو گویّے تمہارے دشمن ہون اپنے گھر مین کوئی فعل عیب مین داخل نہین ہی ہان صحبت غیر مین نہ چاہیے اور ایسا تو تمہارے باپ نے بھی اکثر کیا ہی خواجہ نے کہا چلیے آپکے خیمہ مین گا کر سناؤنگا جس مقام پر طائفہ ناچتے ہین وہان بیٹھ کر گاؤن آخر میرا اونکا کیا فرق رہا امیر نے فرمایا مین ابھی فرق بتائے دیتا ہون ایک تو اون لوگون کو روپیہ دیا گیا ہی جب ناچی گائی ہین دوسری زمین کے فرش پر گائی ہین تمہارے واسطے تخت بچھایا جائیگا اوسپر بیٹھکر گاؤ گے اور تمکو ہر سردار بطور نذر اشرفی و جواہر دیگا یہ فرق کچھ کم ہوا خواجہ نے کہا اگر تم بہت پریشان کرتے ہو مگر خیر تمہاری خاطر منظور ہی انکار کرنے مین تمہین ملال ہوگا صاحبقران نے جلدی سے حکم دیا کہ اک تخت لا کر وسط بارگاہ مین بچھا دو اوسی وقت تخت لگا دیا گیا حاکم کی دیر تھی بلکہ اوسپر اک مسند بچھا دی گئی اب خواجہ عمر ان تخت پر آکر چہار زانو ہو کر بیٹھے اور پہلے ستار ہاتھ مین لیا اپنا کمال دکھایا دو تین گتین بجائین کہ ستاریونکو مات کر دیا بعد اوسکے مین کا کمال دکھایا باجے بجائے ہر قسم کے باج کو اسطرح بجایا کہ یہ معلوم ہوتا تھا زندگی بھر یہی کام کیا ہی ہر طرف سے تعریف کی

صدا بلند بھی سردار جھوم رہے تھے آخر مین سازندہ بلا کر اپنے شاگردونکو دیئے اور خود ٹھمری ٹپہ ٹھمری خیال راگون کو اسطرح گائے کہ کلاونت بھی سنتے تو کان پکڑ لیتے بعد اوسکے دھن گانا شروع کیا تو جہان چاہا رولا دیا اور جہان چاہا ہنسا دیا سبکے گانے نظرون سے گر گئے

غزل

خوش ہی ہوتے نہ کبھی دین سے غم اور کوئی
ہین یہان موجود جو باقی ہو ستم اور کوئی
ہو جو فرار یہ نبھا کا کہ وہ دل نہ رہے
عہد تو آپ کرین کھائے قسم اور کوئی
اسی جھگڑے مین رہا آج بھی یہان نہ جانے والا ہی ابھی ہو کے عدم اور کوئی
ہر و مشتوق ہون افتادہ ہے منزل میری
ہمدم وہ یہ نہ کھے لے قسم اور کوئی
قیس ہین لا کر کسی نا ہکو نہی خدا ہو کوئی
کر کسی سے نہ ملین ہین نہ ہم اور کوئی

اب وہ ایجاد کرین طرز ستم اور کوئی
جا لے گا کیا کہ ہے سرمایہ وفا کا مرا دل
ورنہ ہین آپ کوئی اور نہ ہم اور کوئی
نہین چھپتی ہے چھپائے سے غم الین صورت
وہ ہین خاموش تو کیون کہا ستم اور کوئی
قدرک کر ظالم یہان ڈر ہی جو رسوائی کا
پاؤن تھمرا المین اوٹھائے جو قدم اور کوئی
جب سے رخ کو تیرے دیکھ لیے ہمدم
تو نہین آتا نظر اس سے ذم اور کوئی
آرزو شکوہ بیداد کا پایا یہ جواب

خوش ہون اس مین کہ نہو حصہ غم اور کوئی
تم سے جو کم ہوئی ہوگی وہ رقم اور کوئی
ان طریقون مین یقین پانا آگے کیونکر
نہ یہ کہنا ہے مناسب کہ ہے غم اور کوئی
لاغری دیکھ مری اے کمر نازک یار
ہین نہ ہو تو نگا تو کہیگا بھرم اور کوئی
اوسکی سوگند سے کیا جس سے لگا لی چھوٹے
دل جھور کا تازہ ہوا غم اور کوئی
جسکے نالے مین خدا ہے اثر ناہی معشوق
آپ دل اور کو دین ڈھونڈلین ہم اور کوئی

جسوقت خواجہ نے یہ غزل کے شعر ونکو اثر بھر کے گایا ہر حالت کا نقشہ دکھا دیا سر سے غصہ و نفے اقتضائی معشوق پیدا تھی کسی ہوک سے حالت دردمندان ہویدا تھی عجیب حالت کر دی سننے والون کی خواجہ نے غزل موقوف کرکے اوٹھنا چاہا مگر رات باقی تھی صاحبقران نے اصرار فرمایا اور کہا خواجہ ہمارے سر کی قسم ایک چیز اور گا دو کہ اتنی رات یہ بھی بسر ہو جائے میان اس صحبت کو غنیمت جانو کل کیا معلوم کیا ہو کیا نہو ہر وقت دھن اجل ہین تو بیٹھے رہتے ہین آگو ان ایسے ساحر سے لڑنا ہے نہ معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے ؎

غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل پنج روز است در بوستان

صاحبقران کے ساتھ ہی بادشاہ اسلام نے اصرار کیا سردارون نے بھی لجاجت کے ساتھ کہا خواجہ نے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

یہ کسطرح کہون کہ اذیت نہین رہی
مطلب نکل لیا تو مروت نہین رہی
کیونکر عذاب ہجران شب ہجر کی خلش
کیا تم نے کہہ دیا کہ وہ حاجت نہین رہی
ممکن ہے خیر بھی پر تصور کا ہو بھلا
انکھون نے کہہ دیا کہ مروت نہین رہی
ساکت بنا دیا مری آغوش تنگ نے
اتنا ہوا کہ دل کی وہ حالت وہ نہین رہی
پیر فلک ہی بیٹھ رہے کے آبلے کی طرح

پوچھا جو تم نے حال شکایت نہین رہی
سننے نہ حال اشتیاق ہمین کہنے کی فرصت غم
اک کہا الش ذرا ہنسکی بھی حسرت نہین رہی
خوبان ہین جسکا داغ ہے ہم درد عشق
اب آنکھ موند لے کی فرصت ذرا نہین رہی
جلوہ دکھا نے اب جو وہ آئے تو کیا حصول
وہ انکی شوخیان وہ شرارت نہین رہی
اک شب کا مثل شمع تھا فرق فرق
وہ ہو گئے گئی وہ طبیعت نہین رہی

دل لیکے اب وہ انکی طبیعت نہین رہی
جو چند بات کرنیکی طاقت نہین رہی
ایسا تھا مرا دل ہین کہ شاد ہو
یہ تم نے کیا کہ شکایت نہین رہی
دل اونکو دیکے پھر کیا عرض مدعا
جب کہ ہی دکھانے کی طاقت نہین رہی
آگو تھا وعدہ یان شکن نہین
جب آگئی تو وہ صورت نہین رہی
احسان یاد سینہ نے کیا

اوتھی دراز یہ شب فرقت نہین رہی
ساقی معاف ہو مری گستاخی طلب
تیوری بدل گئی وہ طبیعت نہین رہی
جس سے بنا فساد کی تھی کھو دیا اوسے
پہلو سے تم اوٹھے تو وہ عادت نہین رہی
سب حسن اگر غرور جوانی نے کھو دیے
جو دل مین رکھی تو وہ حسرت نہین رہی
راہین تمام مشق تصور نے کھولدین
جب لا دوا ہوئی تو اذیت نہین رہی

جب اوس نے کہدیا مین ستمگار ہی سہی
اس سے بہک گیا ہون کہ عادت نہین رہی
بسمل بنائین گی یہ تری شوخیان کسے
جب دل نہین رہا کوئی حسرت نہین رہی
کوچہ مین اسکے دفن ہوئے بھی تو کیا ہوا
چین جبین سے رخ کی وہ صورت نہین رہی
ہر بند آنکھ دیکھیگا کسکو مریض ہجر
ملنے مین اوس سے اب کوئی دقت نہین رہی
اک دن سے سو طرح کے بکھیڑے تھے آرزو

جب ہو رہے ہے کہ اب کوئی حجت نہین رہی
اظہار مدعا نے دکھایا بڑا اثر
کروٹ بھی اوتھ لینے کی طاقت نہین رہی
یون دل تسلیون سے ٹھہر بھی گیا تو کیا
جو کل بنی تھی آج وہ تربت نہین رہی
تقدیر کی وہ کوفت ہے ناکامیون کی پھانس
زحمت نہ کیجیے کہ ضرورت نہین رہی
غم کی خلش سے ہو گیا ناسور زخم دل
سر سے بلا ٹلی کہ وہ آفت نہین رہی

خواجہ نے جو بہ لحن داؤدی یہ غزل گائی سامعین وجد کرنے لگے اور عالم محویت اونپر طاری ہوا اور اسکے مضمون نے وہ دلکش اثر دکھایا کہ سب مبہوت ہو گئے واقعات و معاملات گذشتہ و موجودہ نگاہون کے نیچے پہرنے لگے جوانونکا تو ذکر ہی کیا ہی بوڑھے بھی اسطرح ٹھنڈی سانسین لیکر اسطرح رہگئے جیسے چراغ سحری بھڑک کر خاموش ہو جاتا ہی اور جوانونکو تو کئی روز تک اک سرور رہا عاشق مزاجون کے دل کی آگ اور بھڑک اوٹھی انتہائی محویت یہ تھی کہ وقت نماز صبح کا بھی کم باقی رہگیا تھا جسوقت خواجہ نے گانا اپنا ختم کیا اور سردارون نے خیال کیا کہ وقت تنگ ہی لاحول پڑھ کر اوٹھے کہ ایسے ہاؤ ہو کی لہو لعب مین گرفتار رہے کہ خدا کو بھولے ہوئے تھے دم بھر مین بارگاہ خالی ہو گئی۔ سردار جلدی جلدی اپنے اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نماز سحری بجا لائے اور کشتیان حسب حیثیت لگا لگا کر خواجہ خضر ان کی خدمت مین بھیجین **بادشاہ اسلام** و امیر عالی مقام نے بھی بہت کچھ عنایت فرمایا خواجہ کو مالا مال کر دیا اب تین روز کے کسل کی وجہ سے یہ لوگ آرام لیتے ہین

لیکن یہان سے داستان طلسم شطاق کی آغاز ہوتی ہی

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان ملالت عنوان و مصیبت نشان کو اس طرح سے معرض بیان مین لاتے ہین کہ جسوقت اوس کافر کافران اور دشمن دین و ایمان یعنے **اکوان تاجدار** کو یہ خبر پہونچی کہ جسقدر سردار واسطے لشکر اسلام کے یہان سے گئے تھے اونمین سے کئی مارے گئے اور بعض سب اہل اسلام کی پہونچی اور لشکر کفار نے شکست کھائی اور سب مسلمان ہو کر شریک اہل اسلام ہو گئے اور خضران نے جا کر **بہیمار جادو** کو گرفتار کیا مرحلجات توڑے **طوفان بن سرکش جادو** جو انمین تھا راز **بصیر جادو** کا وہ شریک اہل اسلام ہوا اور **بصیر** کو مار کر آنکھین سبکی روشن کر این نسبس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین نے تو یہ چاہا تھا کہ ان پاشکستونکو افسون ہی سے قتل کر دون کہ جو سحر نہین جانتے ہین مگر معلوم ہوا کہ جا مین انکی سخت ہین یون نہ مانین گی اب ساحرون کو بھیجنا چاہیے یہ خیال کر کے مین نے نامے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بالائے ہوا اوڑا دیے کہ ایک تو پاس مبہوت آسمان **ففکاف جادو** کے پہونچا اور دوسرا **امواج گرد باد** کے پاس جا کر زانو پر گرا اور تیسرا زوبان جادو کے پاس پہونچا جسوقت اپنا نامہ مبہوت جادو نے پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ اے مبہوت آسمان ششکاف جادو اب یہ خدا پرست بغیر ساحرون کے قتل نہو نگے لہذا تمکو حکم دیا جاتا ہی

کہ لشکر اپنا لیکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا اور لشکر خدا پرستان کا کام تمام کرو اور یہی مضمون نامۂ مواج گرد باد جادو کا تھا اور زوبان جادو کے نام تحریر تھا کہ اے مالک سرحد طلسمی تمکو چاہیے کہ بھوت آسمان شگاف و مواج گرد باد کو مع لشکر ساحران سرحد طلسم کے باہر پہونچا دو اور پھر راستہ مسدود کر دو واضح رائے ناظرین ہو کہ وہ دیوار جو بیرون طلسم بطور حصار ہے وہ اسی ساحر زوبان کے سحر کی ہے پس یہ حکم پہونچتے ہی بھوت آسمان شگاف و مواج گرد باد چالیس چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ طاق روانہ ہوئے لشکر اسلام مین جلسہ ہو چکا ہے ایک روز دربار برخاست رہا کہ ہر شخص کسل مند تھا جب دوسرا دن ہوا تو امیر ثالث بادشاہ اسلام جلوہ افروز تخت شاہی و زینت بخش دنگل صاحبقرانی ہوے سردار اپنی اپنی کرسیون دنگلون پر آکر متمکن ہوئے صلاح و مشورہ ہونے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے اسلیے کہ زبانی قیصر عاد کے معلوم ہوا ہے کہ اب کوئی سردار غیر ساحر لایق مقابلہ لشکر اسلام طلسم نہ طاق مین نہین ہے اور عجب نہین ہے کہ اب لشکر ساحرونکا آیے لہذا جس سردار کی نام فتاحی طلسم ہو وہ پہلے ہی کیون نہ روانہ ہو جائے کہ لشکر اسلام ستم ساحران و طلسم افسون گران سے محفوظ رہے یہی ذکر تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے پیدا ہوئی آتے ہی آستان عبودیت پر سر کو جھکایا اور آداب شاہی بجا لا کے دعا و ثناے بادشاہی مین لب و زبان سے کام لیا شعر رہے یہ شاہ یارب تا قیامت * مع جاہ و حشم تخت و حکومت * اے خداوند فلک بارگاہ و سلطان عالیجاہ جانب طلسم نہ طاق سے اک ابر اوٹھا ہے کہ گرج اور چمک اسکی خلاف معمول ہے اور عنوان آمد لشکر ساحران کا معلوم ہوتا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اوسوقت حکم ہوا کہ سراچۂ بارگاہ کے اوٹھا دیے جائین حسب الحکم خدام نے جلدی سے کام کو انجام دیا اور اب بادشاہ اسلام مع سرداران عالی مقام اوسطرف متوجہ ہوئے کہ جسطرف وہ ابر اوٹھا تھا دیکھا کہ اک ابر سیاہ ہے کہ برستا ہوا چلا آتا ہے کڑک اور گرج سے زمین کو زلزلہ ہے اور ابر مین ہزارہا برقین چمک رہی ہین بارش شعلہاے آتش کی ہوتی ہوتی ہے کہ جو شعلہ جس درخت پر گرا اوسکو نخل آتش بازی بنا دیا دہر دہر جلنے لگا جس سنگ پر گرا اور وہ چٹک کر زمین پر گرا تو اوسکو سنگ سیاہ بنا دیا دریا مین گرا تو پانی کھولنے لگا اور صدہا جانوران آبی جانبر نہو سکے اس شوکت و شان سے یہ لشکر ساحران قریب پہونچا اور اب جو ابر شق ہوا تو دیکھا کہ دو ساحر مہیب کرگدنان سحر پر سوار جھولیان کھاروے کی مثل جینو کے گلون مین پڑی ہوئین سانگ دونون کے سیاہ آنکھین زرد پشت پر اسی ہزار ساحر نہنگ و پلنگ و اژدر و مرکب طاؤس و باز و عقاب سحر پر سوار ڈمرو بجتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹیون کی صدا بلند ترسول پتسول چمکتے ہوئے خداوند اکوان کی صدائین جھولیان سحر کی گلو مین ہاتھون مین ناریل ترنج نارنج سحر سنبھالے ہوئے اس شوکت و شان سے روے ہوا سے بالاے زمین اوترے اور خیمے برپا کیے قیصر عاد نے پہچانا اور نام دونون کے صاحبقران کو بتلائے اور عرض کی کہ یہ دونون ساحر اگرچہ ساحران طلسم نہ طاق مین کوئی وقعت نہین رکھتے ہین مگر تمام ساحران عالم سے افضل و بہتر ہین کہ انکا مقابلہ کرنا بہت دشوار ہے سمجھکر اکوان نے ان دونون کو بھیجدیا ہے کہ یہ کافی ہین یا صاحبقران انکے مقابلہ مین اگر خداوند

کریم ہی اپنا فضل شریک حال کرے گا تو کچھ ہوگا ورنہ خیر و عافیت ہی اگر یہ خیال ہو کہ ساحران مطیع اسلام انسے لڑین گے تو ممکن نہین کہ کوئی ساحر انکا مقابلہ کرکے سرسبز ہو سکے فرمایا وہی پروردگار عالم انہیر بھی فتح دینے والا ہی جسنے بڑی بڑی خداوندیان اپنے پاشکستہ بندون کے ہاتھ سے برباد کرادین یہ فرما ہی رہے تھے کہ دیکھا جانب شمال سے اک چمک پیدا ہوئی اور آواز بادل کے گرجنے کی پیدا ہوئی دیکھا تو اک ابر فیروزہ رنگ پیدا ہوا کہ اوس ابر مین برق چمکتی ہوئی بارش فیروزہ و زمرد و یاقوت و نیلم کی ہوتی ہوئی نہایت زور شور سے آگے بڑھا اور لشکر اسلام کی طرف بڑھنے لگا سب نگران تھے کہ یہ کون آیا یکایک قریب پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور اک ساحر اژدر سحر پر سوار آفتاب اوسکے سر پر سایہ افگن جھولی سحر کی لگی ہوئی پشت پر چالیس ہزار جادوگر مرکبان سحر پر سوار سپر تیغ ہاتھون مین لئے ہوئے لیکن اونپر تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی صاحبقران نے پہچانا اور فرمایا کہ مریخ آفتاب علم مالک علم فیروزہ آتے ہین یہان سے طوفان شاہ بن سرکش جادو کو برائے استقبال روانہ کیا طوفان بھی تخت سحر اوڑا کر قریب پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا مریخ آفتاب علم نے جواب سلام دیا لیکن پہچانا نہین کیونکہ یہ ابھی تازہ مطیع اسلام ہی لیکن اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہی دشمن نہین ہی طوفان بن سرکش جادو مریخ آفتاب علم کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوا لشکر مریخ کا بمقابلہ لشکر کفار خیمہ زن ہوا مریخ نے صاحبقران کی دست بوسی کی اور یہ عرض کیا کہ غلام حسب وعدہ حاضر ہوا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خوب وقت پر پہونچے مریخ نے عرض کیا کہ قبل اسکے کچھ دن ایسے ناقص تھے کہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ حاضر خدمت ہون اسلئے کہ اوسوقت دشمنون کا ستارہ مجھپر غالب تھا اگر بور ہلاکے فکر کی علاوہ میرے بچانے مین بھی کوشش کرنا پڑتی صاحبقران نے فرمایا کہ بہتر ہوا ورنہ ایسے ہی مصایب سخت مین مبتلا ہم بھی ہوئے جیسی آفت مین تم پھنس گئے تھے بھی جو تمہارا روز ہی کہ اوس آفت سے نجات ملی ہی مریخ نے عرض کی مجھے معلوم تھا کہ حضور سحر اکہ ان مین گرفتار ہو گئے تھے اگر مین اوسوقت موجود ہوتا تو مین بھی نہ بچ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ان کی کوشش اور پروردگار کی مدد تھی کہ پہلے طوفان بن سرکش جادو بادشاہ کہ قضا و قدر جو ابھی تمہارے پیشوائی کو گئے تھے شریک ہوئے اور انہون نے اوس راز سے آگاہ کیا جو ہماگون کے بینا ہونے کے متعلق تھا ورنہ اگر ہم بینا ہوتے تو جو لوگ بینا تھے وہ نابینا ہو جاتے خیر پھر پروردگار عالم نے اوس بلا سے نجات دی یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک ابر اور نمودار ہوا کہ رنگ اوسکا مانند پر طاؤس کے تھا کڑک اور گرج بہت تیزی سے ہو رہی تھی بارش گلہاے زنگار رنگ کی ہوتی ہوئی آتے آتے یہ ابر بھی لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا جسوقت قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ اک ساحر تاج پر سر تخت پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحر غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان شہبولیان کاندھون پر ڈالے سپر تیغ ہاتھ مین لئے صاحبقران نے فرمایا کہ گنجور شاہ کی تعظیم لازم ہی یہ سنکر مریخ آفتاب علم اور طوفان بن سرکش جادو برائے استقبال روانہ ہوئے اور یہ دونون حسب الارشاد صاحبقران عالیشان اپنی شوکت و حشمت دکھلاتے ہوئے گئے

اور گنجور شاہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ لائے یہ بھی صاحبقران سے ملا اور دست بوسی کی صاحبقران نے اُس سے بھی سارا حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا اور قتل ہونا بصیر جادو کا سب بیان کیا اتنے مین جانب صحرا سے گرد اوڑی اور اک جوان رعنا دس ہزار جوان سے آکر پہونچا صاحبقران نے صدران دردگوش کو پہچانا واضح ہو کہ ناظرین پر کہ یہ وہی نوشاہ ہے جسکی برات جنگل مین صف ماتم برپا کرکے بیٹھی تھی صاحبقران نے سمند جادو کو مار کر اسے طلسم گنجورہ سے رہا کیا تھا یہ بھی آکر شریک لشکر اسلام ہوا غرضکہ آمد لشکر ساحران مین شام ہوگئی تھی صدران بھی قریب شام آکر پہونچا تھا آج کی شب تو ان لوگون نے براحت و آرام بسر کی فقط طلائے کا گشت جاگتا رہا ساحرون نے حصار سحر باندہ لیئے تھے کہ اگر کوئی دشمن آئیگا قصد کرے تو پہونچ نہ سکے مگر جب دوسرا روز ہوا بہبوت آسمان شگاف کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہر کارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان خضران بن عمر حکمت ہی لیکر نقار خانہ سلیمانی مین آئے دار و غہ نقار خانہ نے نذر دی خواجہ نے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور پہلے چوب اوٹھاکر بھی طبل پر ماری اور آواز طبل سے پہلے کودکر زمین پر آرہے صدائے طبل سکندری سے تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا درندے بھاگے پرندون نے شاخون سے اوڑکر شور مچایا گوش گردون دون کر ہوگئے ساحر اپنے اپنے مقام سے اوچھل پڑے کوئی اپنے عمل کا بگاڑ سمجھا کسی نے جانا کہ رجعت ہوئی عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہوا غرضکہ اب نقارچیون اور شہنانوازون نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون کے آگے منقلین پر آتش ہین چوب کے تپتے ہوئے ہین بخور گوگل لوبان صندل کافور رائی کالادانہ کا ہو رہا ہے اور کسی نے خوک کو جھٹکا کیا ہے اور اپنے پیرون کو بھینٹ دی ہے کسی نے بھتیجے کے خون سے غسل کیا ہے سحر جگائے جا رہے ہین آوازین یا سامری یا جمشید کی بلند ہین ڈپرو گھنٹے سنکھ بج رہے ہین کہ یکایک طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی آمد آمد شاہ خاور سے فوج انجم خوفناک ہوکر گریزان ہوئے اور مہتاب عالمتاب کا چہرہ فق ہوا سپر پشت پر رکھکر گوشہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج شعاع نے لشکر تیرگی کو شکست دی طایران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل مصروف نغمہ سنجی ہوئی مسلمانون مین شور اذان بلند ہوا کفار مین آواز یا خداوندا لقوان بلند ہوئی غرضکہ جب دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ کے موافق ادائے بندگی کرچکے تو صف آرائے میدان کارزار ہوئے اوس طرف بہبوت آسمان شگاف مع امواج گرد باد نے اپنی فوج کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری لشکر سے آگے نکل کر گردن سحر پر سوار کھڑے ہوئے اس طرف بھی اسی ہزار ساحرون نے پرے جمائے اور مریخ آفتاب علم گنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو اپنے اپنے مرکب پر سوار آگے لشکر کے کھڑے ہوئے بادشاہ اسلام مع صاحبقران عالیمقام و سرداران ذوالاحترام ایک طرف صف آرائے معرکہ کارزار ہوئے لیکن بعد صفوف آرائی بہبوت آسمان شگاف نے سحر کیا دستک دی کہ ایک پتلا تبر سحر لیئے پیدا ہوا پوچھا کیا حکم ہوتا ہے بہبوت نے کہا کہ جاکر میدان صاف کر پتلے نے آن واحد مین تبر سے درختون کو کاٹکر

میدان صاف کر دیا اور پاؤن مار کر غرق زمین ہو گیا اسطرف گنجور شاہ نے کچھ اسم سحر
پڑھا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی اسکے بعد موآج گرد بادنے
کچھ سحر کیا کہ جاروب سحر پیدا ہوئی اور ہواے تند چلی کہ تمام میدان صاف ہو گیا جہاڑی جھنڈ
سمٹ کر ایک جا ہو گئی اب طوفان بن سرکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کہ اک ملکہ ابر پیدا
ہوا۔ اور اُس سے بارش ہوئی اور گرد بیٹھ گئی طوفان بن سرکش جادو نے
مرکب سحر بڑھایا اور سامنے تخت پادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی
فرمایا کہ ابھی کیا ضرورت ہی تم تازہ مہمان ہو اسقدر عجلت نہ چاہیئے طوفان نے عرض کی
کہ ہر چند کہ مین لائق مقابلہ نہین ہون اسواسطے کہ جو ساحر اندرون طلسم نہ طاق کے رہنے والے
ہین وہ ادنے ادنے بیرون طلسم کے اعلے ساحرون سے بہتر ہین مگر ہم لوگ اسی واسطے ہین
کہ جان نثاری کرین اور اسکے ماسوا مین اون دونون کو سمجھا دونگا اگر نہ مانینگے تو مجبوراً
لڑونگا فرمایا اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طوفان بلبرد گر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان
کارزار کا کیا بیسوقت سامنے مہوت آسمان شگاف کے پہونچا کہا اے مہوت نشہ کفر کو
سر سے دور کر خواب غفلت سے چونک خداوند کریم کو پہچان اکوان پرستی سے باز آ
مہوت نے کہا کہ اگر تو براے مقابلہ آیا ہی تو ہوشیار ہو جا اور وار کر اور اگر سمجھانے آیا
ہی تو واپس جا کسی ایسے کو بھیج جو سر میدان داد سحر و ساحری دے اسلیے کہ یہ میدان جنگ ہی
محفل وعظ و پند نہین ہی طوفان نے کہا کہ پہلے تو مین براے فہمایش ہی آیا تھا لیکن اگر تو نہین مانتا
اور طالب جنگ ہی تو وار کر یہ سنکر مہوت بہت ہنسا اور کہا کہ تجھ سے کہتا ہی کہ وار کر پرے
واہسے بچ سکیگا طوفان نے کہا اگر خدا بچاے گا۔ تو بچونگا مین مطیع اسلام ہو چکا پیشدستی نکرونگا
اور میدان مین پہلے نکلنا یہ بھی آئین اسلام کے خلاف تھا مگر مین بارادہ جنگ آیا تھا اسی باعث
سے پیش قدمی کی اب تو مجھے عرصہ کارزار مین نہ سمجھ بلکہ صف لشکر اہل اسلام مین تصور کر مہوت
نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ تھوڑے پلٹ کے جلنے دونگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر اک دو ہتڑ مارا
کہ دو برقین اور کڑکین کڑک کر طوفان پر گرین طوفان بن سرکش مرکب سے کود کر زمین مین غرق
ہو گیا برقین مرکب پر گرین کہ مرکب کے دو ٹکڑے ہوے اور اک شعلہ نکلا کہ برقین مع مرکب جلکر
خاک ہو گئین لیکن طوفان بن سرکش جادو طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا برابر مہوت کے اور
اک ہاتھ تیغہ سحر کا مارا کہ گردن کر گردن مہوت کی قلم ہوئی مہوت کود کر علیحدہ ہوا لیکن خون
جو کر گردن کے گلے سے نکلا وہ اک شعلہ بنکر گرا کہ کر گدن کو جلا کر خاک کر دیا اس سحر کی گنجور شاہ اور شیخ
آفتاب حلم نے تعریف کی لیکن مہوت آسمان شگاف نے جو دیکھا کہ اس کے برابر سے جواب سحر دیا
مین نے اسکا مرکب مارا تو اس نے میرا مرکب مارا برسون کا ریاض خاک کر دیا اب پھر کہی چلے
کھینچون تو مرکب سحر تیار کرون بس اوسیوقت زمین پر قلطاک مار کر صورت اپنی اک فیل مست کی
پیدا کی اور طوفان بن سرکش جادو کی طرف چلا طوفان نے بھی اسکو آتے دیکھکر زمین پر اک لوٹ
لگائی اور صورت فیل کی پیدا کی اور دونون لڑنے لگے گھونسا چلنے لگا ٹکرون کی صدا سے تمام صحرا
گونج گیا دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ دونون ہانپنے لگے اگر یہ اوسکو
دس قدم تک ریل لیجاتا ہی تو وہ بھی اوسکو دس قدم تک ریل لاتا ہی کہ اک مرتبہ جھپٹ کر مہوت

آسمان شگاف نے اک ٹکر ماری کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو شق ہو جاتا طوفان نے ٹکر تو اوسکی روک لی
مگر دم کہڑی کر دی اور اک چیخ ماری کنجور شاہ اور مریخ آفتاب علم کو بے اختیار ہنسی آ گئی اور بادشاہ
اسلام سے کہا کہ اب اثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین وہان مہوت نے طوفان کو سونڈ مین لپیٹتا
اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر مین چلا گیا زنجیر سحر پاؤن مین ڈالکر اک نخل سحر سے باندہ دیا مواج گرد باد
جادو نے اپنا گردن نکالا اور میدان مین آکر نہیب دی کہ باش فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان
جسکو تمنا ہو مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر کنجور شاہ نے اپنا تخت سحر
بڑہایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا کی
حفظ و امان مین تمکو دیا کنجور شاہ نے سلام کیا اور بار دگر تخت پر بیٹھکر رخ میدان کارزار کا کیا
جسوقت سامنا مواج گرد باد جادو کا ہوا مواج نے آواز دی کہ اے کنجور شاہ تو بڑا
نمک حرام ہے کہ مسلمانون کا شریک ہوا اور وہ خداوند جسنے تجھے خاک سے پاک کیا
اور اس مرتبہ کو پہونچایا کہ تو بادشاہ کہلایا تو اوس سے پھر گیا کنجور شاہ نے جواب دیا کہ نمک حرام
تو ہی یا مین ہون جسوقت سمندر شاہ نے مجکو قید کر کے قتل کرنا چاہا اوسوقت جسنے مجھے بچایا وہ
میرا آقا و جان بخش ہے اکوان کیسا خداوند تھا کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے پر ظلم ہوتا اوس نے
روا رکھا اور پھر سنہ لی تب معلوم ہوا کہ اوسکی خداوندی باطل ہے اور وہ اک رنگا ہوا سیار ہے جسنے
میری جان بخشی کی مین نے بھی اوسکا ساتھ دیا اور تو اسوجہ سے نمک حرام ہے کہ ایسے بادشاہ
کو جسے تو خداوند سمجھتا ہے سمجھا کر توبہ نہین کرواتا راہ نیک نہین بتاتا بلکہ سجدہ کر کر کے اوسکے دماغ
مین بوے خداوندی پیدا کر دی ہے اب تو نمک حرام و بدخواہ ہے یا مین ہون اگر اکوان تاجدار اعلی
اسلام اختیار کرے تو مین اب بھی اسکی غلامی سے باہر نہین ہون ورنہ انہین مسلمانون
کے ہاتھ سے جنہین تو اور وہ بے دست و پا سمجھے ہوے ہین اوس خاک مذلت پر گرنا
ہوگا کہ ساری خداوندی کسی راستے سے نکل جائے گی اور اسطرح پامال ہو جائے گا کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اوسکے حال پر گریہ وزاری کرینگے مواج نے کہا کہ بس اپنی زبان کو
سنبھال اور توبہ کر ایسا نہو کہ زبان تیری زبان جلجاے تو خداوند کی شان مین ایسے
کلمات لاطایل زبان پر لاتا ہے دیکھ تو کیسی سزاے معقول اس زبان درازی کی تجھکو دیتا
ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کر کے زمین پر مارا کہ طبقہ
ہلگیا اور اک درخت پیدا ہوا کہ شاخین اوسکی بازو وان مین کنجور شاہ کے لپٹ گئین
پس یہ دیکھتے ہی کنجور شاہ نے پاؤن زمین پر مارا کہ تڑپ کر دو پتلے تبر ہاتھون مین لئے
ہوے زمین سے نکلے اور شاخین کاٹ کر بازو کنجور شاہ کے کھولدیئے اور درخت کو جڑ سے
کاٹ کر گرا دیا مواج نے یہ دیکھکر کہ سحر بیکار ہوا نارنگی جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ اوس سے
شعلہ پیدا ہوا۔ اور اون پتلون پر گرا پتلے جلکر خاک ہوے اور وہ کٹی ہوئی شاخین
درخت کی پھر بصورت شجر نئین اور ثمر پھل پیدا ہوے اور جو پھل اون مین سے گرا
وہ شق ہوا اور اس مین سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور کنجور شاہ کی طرف
چلا کنجور شاہ نے تیغ سحر کھینچی اور جو پتلا قریب آیا اوسپر اک ہاتھ چلایا کہ پتلے کے دو ٹکڑے ہوے
اور اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا لیکن دیکھا کنجور شاہ نے کہ جتنی دیر مین ایک قتل ہوتا ہے

دس اور پیدا ہو جاتے ہین اور ہوا سے درختونکو حرکت ہے پھل برابر گر رہے ہین اور
شق ہو رہے ہے تھوڑے عرصہ مین اک فوج جمع ہوگئی اور پتلون نے ہر طرف سے گھیر لیا
مرسح آفتاب علم نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ کس غفلت مین ہو یہ تمہارے قتل کیے
قتیل ہو سکین گے کیون نہین فوج طلسمی سے کام لیتے ہو اوسوقت گنجور شاہ نے جھولی سے
اک گلدستہ نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر زمین پر مارا کہ گرتے ہی اوسکی ہر ایک پنکھڑی علیحدہ ہوگئی
اور ہر پنکھڑی سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور اون پتلون سے لڑنے لگا خوب تلوار
چلنے لگی گنجور شاہ کے پتلہ طلسمی نے جس پتلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے اور مواج کے جس
سحر نے پتلہ طلسمی پر تلوار ماری کچھ اثر نہوا آدھر اونہین طلسمی پتلون مین سے اک پتلا ارا لیے
پیدا ہوا اور دم بھر مین درختونکو کاٹ کر ڈالدیا اور پتلونکو فوج طلسمی روکے ہو جب درخت
کٹ گئے تو اوسی پتلے نے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون لیا اور اون درختون پر مارا کہ آگ لگ گئی اور
سب دہر دہر جلنے لگے آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور پتلہاے طلسمی نظرون سے
پوشیدہ ہوگئے یہ دیکھکر مرسح آفتاب علم نے بہت تعریف گنجور شاہ کی لیکن
مواج گرد باد کو نہایت غصہ آیا اور جھولی سے خاک نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر دم کیا کہ وہ خاک
چکر مارتی ہوئی مانند بگولے کے چلی اور گنجور شاہ کو ہر چہار طرف سے آکر گھیر لیا
بس یہ معلوم ہوا کہ دم گھٹنے لگا اور گنجور شاہ نظرون سے پنہان ہوگیا اور مواج گرد باد نے
آواز دی کہ پکڑ لاؤ اسکو اور وہ بونڈلا چرخ کہاتا ہوا گنجور شاہ کو کھینچکر طرف لشکر کفار کے
لیچلا بس گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور دیکھا کہ وہ بونڈلا گرد کا شق ہوا اور اک آفتاب چمک کر نکلگیا
خاک زمین پر بیٹھ گئی اور اغبرہ گیا گنجور شاہ نے کہ دیکھا تو سنے یون نکل جاتے ہین اب
روک میرے وار کو یہ کہکر دونون اونگلیان جھٹکین کہ اوسنے دس آفتاب پیدا ہوے اور
کڑک کڑک کر مواج کی طرف چلے جب مواج گرد باد نے ہوا اون آفتابونکو اپنی طرف آتے ہوئے
دیکھا کچھ اسم سحر پڑہکر آواز دی کہ آؤ اور جو مقام اصلی تمہارا ہے وہان بیٹھو اور اصلی صورت اپنی
پیدا کرو یہ کہکر دونون ہاتھ بلند کر دیئے دیکھا تو وہ آفتاب طلائی حلقے بنکر دسون اونگلیون
مین اوتر آئے بس مواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ دیکھا تمنے بس یہی سحر تمہارا تھا
جسکو مین نے اپنی اونگلیون مین روک لیا اب اسی سحر کو دیکھو کہ دوست تمہارا دشمن ہوا
اور تمہارے ہی پیر تمہاری فکر مین آتے ہین ہشیار رہنا یہ کہکر اس نے کچھ اسم پڑہکر
وہی طلائی حلقے گنجور شاہ کی طرف کھینچ مارے کہ وہ دسون حلقے دس شعلے بنکر
گنجور شاہ پر چلے گنجور شاہ نے دیکھا کہ سحر میرا اسنے پلٹ دیا بس فوراً پاؤن مارکر
غرق زمین ہوگیا شعلے بالائے زمین ہر طرف تلاش کرنے لگے کہ اک مرتبہ گنجور شاہ
نے طبقہ زمین کا توڑا اور قریب مواج کے نکلا تو اک ناند پانی سے بھرے ہوئی اسکے ہاتھ
مین تھی شعلون نے جو گنجور شاہ کو دیکھا لپک لپک کر چلے لیکن جو شعلہ قریب پہونچا
گنجور شاہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شعلہ ناند مین گر کر گل ہوگیا اسیطرح دسون شعلے
گل کر دیئے مواج نے جھپٹ کر اک گولا فولادی ناند پر مارا کہ ناند ٹوٹی اور پانی نے اسکے
گنجور شاہ کو گھیر لیا دیکھا گنجور شاہ نے کہ یہ عمل بھی اسنے پلٹ دیا اور

پر چھپا ہر طرف دریا سے مواج نظر آنے لگا گنجور شاہ اوس دریا مین ڈوبنے لگا اور نہنگ اوسمین پیدا ہوا کہ گنجور شاہ پر حملہ کرنے چلا بس گنجور شاہ نے جھولی سے کچھ دانے ماش کے نکالے اور کچھ اسم سحر دم کرکے اوس نہنگ پر مارے کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور طبقہ زمین کا شق ہو گیا نہنگ مع دریا اوس غار مین سما گیا اور زمین پھر برابر ہو گئی ان دونون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین کہ دونون طرف کے ساحر تعریف کر رہے ہین لشکر اسلام مین لوگ حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ کیونکر یہ سامان غور آئے پیدا ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین کہ اک مرتبہ گنجور شاہ نے سامنے آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے عقربان سحر لینا دشمن کو کہ یہ سحر کشی و ایذا رسائی سے باز نہین آتا تم بھی وہ نیش زنی کرو کہ حقیقت اپنی بھول جاے اور سحر سے توبہ کرے بس یہ آواز سنتے ہی اک لکہ ابر پیدا ہوا اور سر پر مواج کے پہونچکر گرجا کہ بارش عقربون کی ہونے لگی جو بچھو مواج پر گرا اور اوسنے نیش مارا مواج چیخ اوٹھا اب یہ حالت ہوئی کہ ہزار ہا بچھو مواج کے بدن تن پر چمٹ گئے اور نیش مارنا شروع کئے موج کی یہ حالت ہوئی کہ سحر و ساحری بھول گیا چیخنا شروع کیا اور تمام جسم نوچنے لگا لیکن جہان ہاتھ لگایا بچھو نے ہاتھ مین ڈنک مارا تڑپ گیا تمام میدان مین ناچتا پھرتا ہے اوسی حالت اضطرار مین یہ تو دوڑ رہا ہے بچھو دم لینے کی فرصت نہین لینے دیتے جسطرف بھاگ کر جاتا ہے ابر سر پر ساتھ ہی بچھو برابر برس رہے ہین ہر چند آفتاب عالم کو یہ حالت اسکی دیکھکر ہنسی آگئی تمام لشکر اسلام مع بادشاہ و سرداران کمالی مقام کو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے تعریف گنجور شاہ کی ہونے لگی اوسی حالت اضطرار مین مواج نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا کہ صورت اوسنے اژدر کی پیدا کی اور دم کشی کرکے تمام بچھوونکو نگل گیا اور ابر کی طرف دیکھکر ایسی سانس کھینچی کہ تمام ابر دہن اژدر مین جا کر غائب ہو گیا اور شکم اژدر شق ہوا اوس سے سانپ پیدا ہوئے اور گنجور شاہ کی طرف چلی اژدر تو اک خول ہو کر رہ گیا لیکن سانپون نے گنجور شاہ پر حملہ کیا گنجور شاہ نے اک دھپڑ مارا کہ صحرا کی طرف سے اک سپیرا بانسری ہاتھ مین لئے ہوئے پیدا ہوا - اور بانسری بجانا شروع کی جتنے سانپ تھے سب مجتمع ہو گئے جوگی نے سبکو پکڑ پکڑ کر پٹار مین بند کیا اور صحرا کی طرف چلا مواج نے کہا او گنجور شاہ تو چاہتا ہے کہ مین سحر کو اسیر کردون مجھے بھی تو اپنی حکومت دکھاتا ہے خبردار ہوشیار ہو جا دیکھ مین سحر اپنا چھوڑائے لیتا ہون اور تیرا سحر مٹائے دیتا ہون یہ کہکر اک اسم سحر دم کرکے چند دانے ماش کے پڑھکر پھینکنے لگا دیکھا کہ جوگی نے پٹارا پھینک دیا گریبان پھاڑ ڈالا تو ہی خلق مین پھنس گئی پٹارا کھل گیا اور سانپ جوگی سے لپٹ گئے بس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے اک دانہ [illegible] گلی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکا کہ اوسنے پر پروانہ پیدا کئے

اور سنا پنون پر آکر گرا دم بھر مین سانپ نگل گیا بس یہ دیکھتے ہی مواج گرد باد جادو کو
طیش آیا اور آواز دی کہ اے گنجور شاہ غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو مٹا دیا کہان
جائے گا ٹھیر کہ مین بھی تیرے سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر زمین پر غلط لگ ماری اور
اور شکل اپنی اک باز کی پیدا کی اور طاؤس کی طرف اوڑ کر چلا طاؤس بھاگا باز نے
پیچھا کیا اور پکڑ کر طاؤس کو جوگی کے اوپر لایا اور منقار سے گلا کاٹ دیا کہ خون نکلا
وہ شعلہ بنکر گرا طاؤس اور جوگی دونون جلکر خاک ہوگئے یہ دیکھکر گنجور شاہ
نے بھی غلط لگ ماری اور یہ بھی باز بنکر اوڑا اور مواج گرد باد جادو کی طرف چلا دونون
لڑنے لگے پنجے چلنے لگے کبھی لڑتے ہوئے زمین پر آتے ہین کبھی پھر ہوا پر جاتے ہین پنجے پر
منقار چل رہی ہی لوگ دونون طرف کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ نہ کبھی یہ کم پڑتا ہی اور
نہ وہ مریخ آفتاب علم نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ یہ دونون برابر کے
ساحر ہین کوئی کسی سے کم نہین پڑے گا دیکھیے اسکا فیصلہ کیا ہوتا ہی یقین تو ہی کہ دونون
زخمی ہون اور اب دن بھی کم رہگیا ہی تاریکی ہوئی اور دونون علحدہ ہوجائین گے
اسلیے کہ اسوقت دونون باز بنے ہوئے بیٹھے ہوئے ہین انکین سب خاصیتین جانورون
کی سمجھیے قاعدہ سحر یہ ہی کہ ساحر جو پیدا کرتا ہی وہی خاصیتین بھی اوسمین پیدا
ہوجاتی ہین کل پھر یقین ہی کہ انھین دونون مین لڑائی ہوگی انجام مین دونون کے سحر
ناقص ہوجائین گے اور برسون کے ریاض خاک ہوجائین گے اگر ارشاد ہو تو گنجور شاہ
کو ہٹا کر مین سامنا کرون فرمایا یہ خلاف ہی آج رہنے دو کل تم ہی نکلنا گنجور شاہ کو
منع کر دینا مریخ آفتاب علم خاموش ہو رہا لیکن وہان دونون ساحر اوسی طرح
سے باز بنے ہوئے گتھے ہوئے ہین برابر پنجہ چل رہا ہی اسنے اوسکے پر نوچ
ڈالے ہین اوس نے اوسکے پر نوچے ہین خون بہ رہا ہی لیکن دونون برابر سے
لڑ رہے ہین کہ یکایک جانب طلسم نہ طاق سے کڑاکے کی صدا بلند
ہوئی اور بالائے ہوا اک جوگی بڑے بڑے جٹائین لٹکتی ہوئی جال ہاتھ مین لیے
پیدا ہوا اور بقریب آکر آواز دی کہ او مواج ہٹ جا یہ تیرا کام ہی کہ بادشاہ
طلسم کو اسیر کر سکے یہ سنتے ہی مواج الگ ہٹا جوگی نے اوس باز پر جال مارا کہ جو
دراصل گنجور شاہ تھا اور پکڑ کر مواج کے حوالہ کر دیا اور نعرہ کیا کہ انم وستاد
خداوند الیوان یہ کہکر ہوا پر اوڑتا ہوا جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا کیا یہان مواج
گرد باد خوشی خوشی گنجور شاہ کو باندھے ہوئے اپنے لشکر مین آیا اور اک قفس آہنی
جو سحر کا ساختہ تھا باز کو بند کر کے درخت سحر مین لٹکا دیا اہل اسلام گنجور شاہ
و طوفان بن سرکش جادو کے اسیری سے نہایت غمگین ہوئے لیکن چونکہ شام ہو چکی
تھی آفتاب قریب غروب تھا طیور اپنے اپنے آشیانون کی طرف جا رہے تھے سیاہی پردہ
پوش عالم ہوئی تھی راہ جنگ جدل مسدود ہو چکی تھی طبل باز گشت پر چوٹ پڑی کفار نقارہ فتح
فیروزی بجاتے ہوئے قید گنجور شاہ و طوفان بن سرکش کو ہمراہ لیے ہوئے اپنی فرودگاہ پر آئے اور
اہل اسلام نہایت غمگین و محزون اپنے پڑاؤ پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہوکے صاحبقران بادشاہ

بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی ہی مین فروکش رہین اسواسطے کہ لشکر ساحرون کا اوترے ہوئے ہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے بادشاہ اسلام نے صاحبقران عالیمقام سے اشارہ کیا کہ ملکہ آپ اور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ماہ طلعت وغیرہ جملہ سردار یہین رہین تو مناسب ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ جبسوقت تک غلام آپکے لشکر مین موجود ہے اسوقت تک کوئی تردد نہ فرمائیے مجال نہین ہے کہ پرندہ پر مار سکے صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے لیکن وہان مبہوت آسمان شگاف اور مواج گرد باد نے بہر طبل بجوا دیا اور تیاری جنگ کر دی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام نقارہ رزمی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہے اور چند کلمہ داستان ملکہ آسمانہ کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد اوٹھہ جانے سکندر رستم خو کے یہ لوگ رنجیدہ بیٹھے ہین کہ دیکھیے پروردگار عالم کب اوس شہریار عالیوقار سے ملاتا ہے اور کس دن زیارت اوس راہبر دین اسلام کی نصیب ہوتی ہے آسمان شاہ کو ہر وقت بھی فکر و خیال ہے اسلیئے کہ جب سے شاہزادہ سکندر رستم خو کو بچہ لیگیا ہے ملکہ کے صدمہ نے اسقدر ترقی کی کہ راز عشق ظاہر ہوگیا نوبت دیوانگی کی ہوگئی باغ مین دیوانہ وار پڑی پھرتی ہے وہ چاند سے رخسار ماند ہوگئے ہین غبار چہرہ زیبا پر پڑا ہوا بال سر کے کھلے ہوئے درختون سے لپٹ لپٹ کر رو دیتی ہو اگر کوئی سمجھاتا ہے اور منع کرتا ہے تو خودکشی کا قصد کرتی ہے لوگ مارے خوف کے قریب بھی نہین آتے یہ کون ایسی کو سمجھائے اور دامن نیکنامی مین بدنامی کا داغ لگائے کوئی یہ نہ کہیگا کہ اچھا کیواسطے منع کیا تھا بلکہ سب یہی کہینگے کہ فلان نے شاہزادی کی جان لی تھی نیکی برباد گنہ لازم ہمین کیا چاہیے سڑن بن کے تنکے چنے کوئی کہتا تھا کہ سچ مثل ہی کہ دولاری بیٹی چھنال ہوتی ہے ماں باپ کا لاڈ اولاد کو خراب کرتا ہے علی الخصوص بیٹی ذات کو اسقدر رو باد مین رکھے کہ ہمسے نڈر ورنہ ایسی ہی انجام پیش ہوئے ہین ہمنے مانا کہ وہ شخص عالیخاندان سہی اور یہ بھی فرض کر لیا کہ شادی بھی اوسی کے ساتھ ہوگی لیکن ابھی تک تو وہ محرم نہین ہے مثل شادی کے کواری لڑکی جب اپنے شوہر فرضی کے واسطے اپنی یہ حالت بنائیگی تو زمانہ سوا اس کے کیا کہیگا کہ پہلے ہی سے مین ٹھکا ہو چکا تھا جب یہ شاہزادی اوس لڑکی سے پھنس گئے بادشاہ نے بدنامی مٹانے کو اوسی کے ساتھ شادی بھی کر دی لیکن کون کہے شاہ دشہریار کا معاملہ ذرا کوئی بات منہ سے نکالین اور اونکے خلاف گذرے تو زن بچہ سب کو لہو مین پیلوا ڈالا جائے کس کی مان نے دھونسا کھایا ہے جو منہ سے نکالے جو جیسا کرے گا ویسا آپ ہی پائے گا ہمین کیا نمک کھایا ہے دل جلتا ہے تو اتنا بھی منہ سے نکالتے ہین لیکن ملکہ اپنے ہوش ہی مین نہین ہے کہ کسی کی شرم کرے دماغ قابو مین ہو تو ذہن مین آئے کہ ہم کیا کرتے ہین اوسے تو ہر وقت اک رٹ لگی ہوئی ہے کہ آئیے منت کی شمعین روشن کیجیے اتنے دونون کے بعد آئے آپ بھی سامنے نہین آتے کبھی اس درخت کے پیچھے چھپ جاتے ہو کبھی اور درخت کی آڑ مین ہو جاتے ہو دیکھو مین وہین آتی ہون یہ کہکر ادہر سے اودہر دوڑ جاتی ہے اودہر سے ادہر دوڑی آتی ہے کہتی ہے لو مین ادہر آئی تو اودہر چلے گئے ان صاحب سچ ہے چاہنے والون سے

بیٹھ جاتی ہین کبھی ہاتھ جوڑ کر رونے لگتی ہے بال منہ پر بکھرے ہوئے سناٹے آشنا ہین کہ [illegible] پر وحشت برس رہی ہے باتین اور حرکتین دیکھکر لوگون کے دل [illegible] بیٹھا جاتا ہے جب اس حالت نے طول کھینچا اور ہمنشینون کے چھپائے [illegible] ملکہ کی ماں کو ہوئی پہلے تو ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ یہ کیا حرکت ہے اسکو [illegible] لیکن جب وزیرزادی نے کہا کہ حضور کیسی باتین فرماتی ہین [illegible] انجام پر نظر نہین ہے لیکن اگر بادشاہ کو خبر ہوگئی اور جہان پناہ نے ملکہ کو [illegible] کا برتاؤ کیا تو ہاتھ مل کر رہجائیگا کہ ہائے مین کیا جانتی تھی کہ بادشاہ دشمن ہوجائے گا اس سے بہتر یہی ہے کہ اس معاملہ کو یونہین رہنے دیجیے ملکہ کی ماں نے کہا کہ بادشاہ کو کبتک خبر نہو گی ایک نہ ایک دن یہ حال کھلیگا ضرور پھر اوس وقت کیا ہوگا وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کہدیا جائیگا کہ آپ بھی دیوانے کی باتون پر جاتی ہین [illegible] باغ مین ٹہلنے آیا تو وہین لگ گئی کیا ستری کے فعل سمجھے بوجھے ہوئے ہین [illegible] جو سوچ آگئی جو دہن سوار ہوگئی ملکہ خاموش ہو رہی یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہی انجام پیش آیا کہ خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ ملکہ ماہ پارا کو جنون ہوگیا اور دیوانی بنی ہوئی ہین وہ ایسی ایسی باتین کرتی ہین جو عزت کے خلاف دامن عصمت کی چاک کرنے والی ہین آسمان شاہ نے آکر بی [illegible] سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تم نے اسوقت تک ہمین اطلاع نہ کی اوسنے جواب دیا کہ اطلاع مین کسر امر کی کرتی تمہاری بدولت حکیم طبیب سب حاضر ہین ہر طرح کے سامان مہیا علاج ملکہ کا برابر ہو رہا ہے مینے یہ خیال کیا کہ ایک تو تم یونہین پریشان ہو کہ جب سے وہ لڑکا گم ہوا ہے جو حالت ہے تمہاری پہلے ہی [illegible] زیادہ پریشانی ہوگی صدمہ مین صدمہ دینے سے کیا فائدہ ہے یہی خیال کرکے اطلاع نہ دی کہ تم پریشان ہوگی علاج ملکہ کا ہو ہی رہا ہے دو چار روز مین اچھی ہوجائے گی لیکن یہ مجھے نہ معلوم تھا کہ انجام علاج کا اولٹا ہوگا مرض بڑھتا جائے گا بادشاہ نے کہا کہ مرض تو اور ہے ہی مینے تو سنا ہے کہ اوس کی باتین رسوائے عالم کیا چاہتی ہین وہ سکندر کا نام لیکر روتی ہے ملکہ نے کہا کیا خوب یہ بھی تم نے خوب کہی کیون صاحب دیوانی ہین اور کیا ہوتا ہے انتہا ہے کہ کسی ملت و مذہب مین اوس پر حد شرع تو جاری نہین ہوسکتی ہے خدا کے نزدیک تو وہ مجرم ہے نہین مگر تم اوسے مجرم قرار دیتے ہو سلطنت کے فیصلے بھی ایسے ہی کرتے ہوگی بہت سے بیگناہون کو سزا دیدی ہوگی گناہگارون کو چھوڑ دیا ہوگا بلکہ انعام عنایت کردی ہوگی اگر اوس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو وہ ایسی بات منہ سے نکالتی میرے بچی شادی کی ذکر سے تو عرق عرق ہوجاتی تھی جیسے تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین شادی اس کی سکندر کے ساتھ کردونگا اوس وقت سے اوس نے مجھسے کہا نہین [illegible] آتے ہوئے شرماتی تھی اگر بلوا بھیجا اور سلام کو آئی تو گردن جھکائے بیٹھی اور گھڑی بھر بعد چلی گئی آسمان شاہ یہ سنکر خاموش ہو رہا یہان تو یہ حالت ہے لیکن اب حال سنیے دیوانہ دیلم آہن خوار کا

اکہ یہ ملک آسمانیہ سے قریب ایک بیشہ مین رہتا ہے چالیس ہزار دیوؤن کا افسر ہے نہایت زبردست ہے ایک روز اتفاقیہ کوئی ساحر طلسم طاق کا اس طرف نکل آیا تھا اوس نے کچھ شعبدے دکھلا کر اسکو اکوان پرست بنا دیا تھا اوس روز سے اوسکو بھی دھن سوار ہے کہ جس کو سن لیتا ہون کہ مذہب اکوان پرستی کے خلاف ہے اوسے آزار دیتا ہے ایک روز یہ دیوانہ تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ اوس بیشہ کی طرف سے دو مسافر گذرے کہ وہ بھی اکوان پرست تھے وہ آپس مین ذکر کرتے چلے جاتے تھے کہ آج کل خدا پرستون کا بڑا زور ہے ابھی حال کا واقعہ ہے کہ ایک لڑکا اولاد حمزہ سے کہ جس کا سن بارہ تیرہ برس سے زیادہ ہرگز نہوگا ملک آب پرستان مین فقیر بنا ہوا آیا تھا اب اوس نے وہ عروج پکڑا کہ پہلے دیو کو مارا بعد اوس کے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ اوس کو اوٹھا لے گئی تھی ایسا با اقبال تھا کہ باوجود سحر جاننے کے ساحرہ کو بھی مارا تمام ملک آب پرستان کو مسلمان کیا بادشاہ تک اوس کا مطیع ہے یہ خبر سنکر کہ مذہب اپنا آسمان شاہ نے تبدیل کر ڈالا ہے ملک ارژنگ زرہ پوش نے آسمانیہ پر چڑھائی کی سب کو زخمی کیا قریب تھا کہ قلعہ آسمانیہ کو وہ فتح کر لے وہ لڑکا پھرا ہوا پہنچا اب کی سپاہیانہ لباس مین تھا آتے ہی ارژنگ سے مقابلہ کیا اور ارژنگ زرہ پوش اوس کے ہاتھ سے اسیر ہو کر مسلمان ہوا بڑے غضب کی بات ہے کہ خداوند اکوان اپنے ماننے والے بندون کو کوتڑے دیتے ہین اور سرکشون کو اسقدر عروج دے رکھا ہے یہ باتین جو دیوانے نے سنین ان دونون مسافرون کو قریب بلایا اور سارا حال مفصل پھر سے سنا اور پوچھا کہ ملک آسمانیہ کس طرف ہے اور شہر ارژنگیہ کہان ہے مسافرون نے بیان کیا کہ یہان سے بہت قریب ہے ارژنگیہ تو اس بیشہ سے شمال کیجانب واقع ہے اور ملک آسمانیہ گوشہ شمال و مشرق مین آباد ہے دیلم آہن خوار نے مسافرون کو پکڑا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور راستہ بتاؤ جسوقت ہم ارژنگیہ مین پہونچ جاینگے تم کو چھوڑ دینگے انہون نے کہا کہ ہم بڑی ضرورت سے جاتے ہین ہمارا نقصان ہوگا ہمین آپ کیون روکتے ہین رہنما کی ضرورت نہین دیلم دیوانہ کہا کہ اگر نہ چلوگے تو ہم زندہ کر لے چلینگے اب یہ تو یہ دونون مجبور ہوئے دل مین کہتی تھی کہ کیون یہ ذکر اس کے سامنے ہمنے کیا کس مصیبت مین پہنسے مگر خود کردہ را علاج نیست کرین تو کیا کرین ناچار و مجبور کہا کہ چلئے ہم ساتھ ہین اوسوقت دیوانے نے صحرا کی طرف دیکھکر ایک چیخ ماری بس آواز صحراءین گونج گئی اب جو دیکھا تو چہار طرف سے زنجیرون کے کھڑکھڑاہٹ پیدا ہوئی اور ہزارہا دیوانے آکر جمع ہوگئے اب دیلم آہن خوار نے مرکب اپنا طلب کیا ایک دیوانے بہیڑیے کا ایک کرگدن کو پیش کیا دیلم پشت مرکب پر سوار ہوا مسافرون کو ساتھ لیا اور ارژنگیہ آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب شہر پہونچا خبر ارژنگ شاہ کو ہوئی ارژنگ شاہ نے ایک پہلوان کو بہیجا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہان کیون آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے جسوقت وہ ایلچی پاس دیلم کے پہنچا اور سبب دریافت کیا دیوانہ نے کہا کہ مینے سنا ہے بادشاہ تمہارا مسلمان ہوگیا ہے اور خداوند اکوان سے پھر گیا ہے ایلچی نے کہا کہ بیشک مذہب اسلام

حق تھا بادشاہ نے ہمارے اختیار کرلیا اور مذہب باطل کو ترک کر دیا یہ سنا تھا کہ دیلم کو نہایت
غصہ آیا اور کہا کہ ہائین تو بھی مذہب اکوان پرستی کو برا کہتا ہے یہ کہکر تھپڑ مارا کہ چرخ
کھا کر گرا دیوانے نے مشکین باندہ لین آرا نہ پر ڈال لیا یہ خبر اثر رنگ زرہ پوش کو ہوئی
اثر رنگ لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت شام ہوئی دیوانے نے حکم دیا کہ بجے
طبل جنگی اوسی وقت اک دیوانے نے نقارہ پیٹنا شروع کیا جسوقت صدائے کوس حربی
اثر رنگ شاہ کے کان مین پہونچی اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام پر نٹ
وغیرہ تماشا کر رہے ہین لیکن جب ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر دشمن مین نقارہ بجاتے
ہین تو اثر رنگ شاہ ہنسی کے مارے لوٹ گیا کہ آجتک اس طرح نقارہ بجتے نہ سنا تھا دیوانون کا
ہر فعل وحشت کی شان رکھتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اس طرف بھی کوس حربی
بجا لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ
شب سے صبح برآمد ہوئی جہونکے نسیم بہار کے چلنے لگے گل شگفتہ ہوئے طائران گلشن
محو نغمہ سنجی ہوئے لشکر اثر رنگ شاہ مین صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج کفار مین
نعرے یا خدا اکوان کے بلند ہوئے جس وقت دونون لشکرون نے اپنی اپنی آئین کے
موافق عبادت سے فرصت کی توسن آرائے میدان قتال و جدال ہوئے جسوقت صفین
بندہ چکین تبر دارون نے نکل کر جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے
پستی و بلندی زمین کو ہموار سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلایا نقیبان بلند آواز نے
نقیب دی کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو نام اپنے خاندان کا روشن کرے اور نام رستم و سہراب
مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے بس یہ سنتے ہی دیلم دیو آہن نے مرکب اپنا جولان
کیا اور میدان مین آکر نقیب دی کہ اے اثر رنگ شاہ مین نے سنا ہے کہ تو نے دین قدیم اپنا جو دین
برحق تھا اوسکو ترک کرکے خدائے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہے افسوس ہے کہ تو نے
خداوند گویا سے روگردانی کی اور خدائے ساکت کو برحق جانا تیری سمجھ مین نہین آتا کہ خدا
کس طرح کا ہے کہ نہ دکھائی دے نہ بات کرے مسلمانون نے زبردستی ہی اک فرضی خدا
بنا لیا ہے بس بہتر یہ ہے کہ اس دین جدید کو ترک کر اور وہی دین قدیم اختیار کر ورنہ مال
ومال تیرا برباد ہوگا بس یہ سننا تھا کہ اثر رنگ شاہ نے جواب دیا کہ او دیوانے دین اسلام
سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے مین تجھکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ مذہب اکوان پرستی پر
لعنت کر کہ وہ اک ساحر کافر ہے اوس نے بزور سحر اپنی خداوندی قائم کی ہے وہ بھی
مثل ہمارے تمہارے اک انسان ہے بندہ خدا کا ہے لیکن خدا کو بھول کر اوس نے
اپنے زور سحر پر اپنی خدائی قائم کی ہے انجام مین مثل فرعون شداد نمرود وغیرہ کے یہ
بھی مارا جائے گا مسلمان اس کا پیچھا نہین چھوڑنے والے ہین تو خیال تو کر کہ جو باتین ہم
مین ہین وہی خدا مین فرق کیا رہا دیوانے نے کہا او بیوقوف خدا نے ایک مخلوق اپنی
صورت کی بھی پیدا کی ہے یہی سبب ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اثر رنگ
زرہ پوش نے جواب دیا کہ خدا مین شان یکتائی ہے دوئی کی وہان بو بھی نہین ہے
اگر خداوند کریم کو دوئی پسند ہوتی تو وہ ایسا کرتا دیکھو اوسکے تئیں ملک تو بھی اس مذہب

باطل کو ترک کر اور دین حق یعنی اسلام کو اختیار کر ورنہ انجام تیرا خراب ہوگا ہم تو اک مدت سے یہ سنتے
سنتے آتے ہین کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار لیکن تو کیا اڑی ہے کہ اپنے انجام کو نہین سوچتا یہ سنکر
دیو اوپھٹ نے کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تو راہ پر نہ آئیگا بلکہ اور اگوان پر شتو کو اسی طرح بہکائیگا جس طرح
کہ اب تو تجھے سمجھا رہا ہے بس تیرا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے کل میدان مین یہ سنکر اثر رنگ
زرہ پوش نے جھلا کر مرکب کی باگ اٹھائی اور … دیوانہ سے سامنا کیا دیلم نے کہا کہ وار کر اپنا تاکہ آیندہ
تجھے ہوس نہ باقی رہے بجائے اثر رنگ کے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام ہین پیش دستی کرنا
ہمارا دستور نہین ہے تو وار کر اگر خدا تیرے ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا ہم بھی تجھے
تماشا اپنے ضرب کا دکھا دینگے یہ سنکر دیوانے نے تین سو من کی زنجیر جو ہری کر کے
اثر رنگ زرہ پوش پر وار کیا اثر رنگ نے زنجیر پشت سپر پر روکی لیکن سر زنجیر کا سپر
کے اوس پار سر پر پڑا کہ سر اثر رنگ کا شق ہو گیا خون جاری ہوا زخم ایسا کاری آیا
کہ اثر رنگ بیہوش ہو گیا اور مرکب اس کو لے نکلا دیلم نے ہر چند تعاقب کیا نہ پایا
لیکن فوج نے جو دیکھا کہ سردار زخمی ہوا اب کوئی اس دیوانے سے مقابلہ کرنے کی
تاب نہین رکھتا ہے فوج بھاگ کر قلعہ بند ہوئے دیوانے نے کہا کہ مجھے تم لوگون سے بحث
نہین ہے مطلب جس سے تھا وہ گم ہوا جب ملے گا تو دیکھا جائیگا اور وہان سے کوچ کر کے
طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال اثر رنگ
زرہ پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑا اس کو لئے ہوئے کنارے اک دریا کے پہونچا
جھک کر پانی پیا اور پھر ہری پائی کہ سوار نیچے گرا اور مرکب چپکا کھڑا ہو رہا گھاس چرنے لگا
اتفاق روزگار سے بڑی دیر تک یہ بادشاہ یونہین زمین پر پڑا رہا اور کوئی درندہ و
گزندہ اس طرف نہین آیا بعد اک پہر بھر کے اثر رنگ کو ہوش آیا تو اپنے کو صحرا مین
پایا ہر چند کہ خون بہ جانے سے قوت زائل ہو گئی تھی مگر ناچار و مجبور اوٹھا رومال سے زخم
سر باندھا اتنی قوت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکتا اک درخت سے تکیہ کر کے بیٹھ رہا اور
دعا کرنے لگا کہ پروردگارا ملک آسمانیہ مین بہت سے بندے تیرے ہین تو ہی اون کا
نگہبان ہے مجھکو تو مرکب یہان نکال لایا دیوانے نے شہر کی نہ معلوم کیا حالت کی ہوگی
اور دیکھیے اس صحرا مین میرا کیا انجام ہوتا ہے اسلیئے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن عجب
اولجھن ہے کہ بیان نہین ہو سکتی اگر کوئی درندہ یا گزندہ اس طرف نکل آیا تو اتنی بھی تاب و
توان نہین ہے کہ مین اوس سے جان بچا سکون گا اے کس بیکسان و اے فریاد رس
غریبان تو ہی مدد کرنے والا ہے نہ کسی کو خبر ہے کہ کوئی اس طرف آئے نہ یہ راہ گذر ہے
کہ آیندہ و روندہ سے امید کی جائے کہ وہ ملک مین ہمارے اطلاع کر دینگے نہ اتنی قوت
ہے کہ پیادہ ہی چلا جاسکون زخم ایسا سر مین ہے کہ گردن نہین اوٹھائے دیتا اس
وقت بیکسی مین سوا تیرے کوئی مدد کرنے والا نہین ہے مین ابھی نو مسلم ہون تیرا
ناچیز تو قدیم ہون لیکن شناسائی کو بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے میری مدد کر
اور اعتقاد کو میرے اور مضبوط کر لیں یہ کلمات اس کی زبان پر جاری ہوا تھے
کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے تتق گرد و غبار خفیف بلند ہوا

دیکھا کہ آگے آگے اک ہرن چوکڑی بھرتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اوس کے اک بگولہ گرد کا چکر مارتا ہوا چلا آتا ہے ہرن ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ ساحل تک چلا آیا اور دلدل میں پھنسا چوکڑی بھولا ساتھ ہی بڑاق سے گرہ شق ہوئی تیر کے سنسنانے کی آواز سنائی دی دیکھا کہ اثرنگ زرہ پوش نے کہ آہو اوچھل کر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا خیال جو کیا تو تیر دل پر اوس کے پڑا اتنا ساتھ ہی اک سوار آکر پہونچا اور کود کر گھوڑے سے ہرن کو ذبح کیا دیکھا اثرنگ زرہ پوش نے کہ اک لڑکا چودہ پندرہ برس کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی شہریار ہے بلکہ اس کو یقین کامل ہوا کہ سامنے رستم کھڑا ہے اودھر اوس لڑکے نے دیکھا کہ اک شخص سر سے رومال باندھے درخت سے لگا بیٹھا ہے کپڑے خون میں تر بتر ہیں مرکب ایک طرف چر رہا ہے ساز و یراق سے آراستہ ہے چاہتا تھا کہ حال اس کا دریافت کرے کہ کون شخص ہے مرد سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے نہ معلوم اسے کسی قزاق نے زخمی کیا ہے مگر ایسا ہوتا تو مرکب و شمشیر وغیرہ اس کے پاس نہوتی شاید کسی جنگ میں زخمی ہوا ہے گھوڑا اس کو نکال لایا ہے مرکب بھی اصیل اور عمدہ ہے سامان بھی شاہانہ ہے جبتک یہ پوچھے پوچھے اوس زخمی نے آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار پہلے آپکی جدائی کے صدمہ نے بہت پریشان کیا بعد اوس کے محبت نے آپکی اس کو پہونچایا آپ کے تشریف لیجانے کے بعد بہت انتظار کیا آخر مایوس ہو کر اپنے شہر میں آیا اور اس طرح دیوانے کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اس صحرا میں پہونچا اب نہ معلوم کہ وہاں شہر کی کیا حالت ہے اور دیوانہ ابھی وہیں ہے یا ملک آسمانیہ کو گیا یہ سنکر وہ لڑکا حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے میں تو پہچانتا بھی نہیں کبھی تیری صورت بھی نہیں دیکھی اور تو ایسی باتیں کرتا ہے جس سے انتہا کا پتا کا ظاہر ہوتا ہے اے شخص تجھے دھوکا ہوا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا میں نہونگا اثرنگ یہ سنکر رونے لگا کہ بعد اک مدت کے زیارت نصیب ہوئی تو آپ غلام کو بھول گئے یہ مروت اسلام کے خلاف ہے اور آپ سے بعید ہے اب تو خیال ہوا کہ یہ خدا پرست بھی ہے قریب اثرنگ کے آکر پوچھا کہ نام اونکا کیا تھا جنہیں تم سمجھے ہے ہو اثرنگ نے عرض کیا کہ شاہزادہ رستم خو اور والد ماجد اونکے شہریار عالی وقار ہیں یہ سنکر جواب دیا کہ وہ بھائی میرے تھے میرا نام سہراب بن رستم ہے اب جو غور سے اثرنگ نے دیکھا تو خط و خال میں بھی فرق پایا عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں بیشک غلام کو دھوکا ہوا اتنے میں عیار سہراب ثانی کا اور لوگ ساتھ والے بھی آگئے سہراب ثانی نے عیار سے کہا کہ سواری منگاؤ اور نام اثرنگ کا پوچھ کر فرمایا کہ انکو لے چلو اوسی وقت لوگ اثرنگ کو فینس میں ڈال کر خیمہ میں سہراب کے لائے سہراب ثانی نے جراحوں کو بلوا کر زخم سر دھلوا کر پٹی مرہم کی چڑھوائی اور کھانا کھلوایا کہ جو اس اثرنگ کے درست ہوئے اب سہراب ثانی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے رفیق میرے بھائی کے ہو اور مسلمان بھی ہو تمہاری امانت ہم پر فرض ہے لہذا چلو لڑتے ہیں اوس دیوانے کو سزا دوں اور ملک کو تمہارے اوس کے ظلم سے بچاؤں اثرنگ نے عرض کی کہ اے شہریار لشکر آپکے ساتھ کم ہے اور میرا لشکر بھی تباہ ہو گیا ہوگا اس طرح پہنچنا

احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے سہراب نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم لوگون نے ہمیشہ بمدد پروردگار سے اپنے زور بازو پر کام کیا ہے کبھی لشکر کی پرواہ نہین کی ہے یقین ہے کہ بھائی ہمارا بھی تنہا تمہارے ملک کی طرف آیا ہوگا اثر رنگ نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی ہوا تھا مفصل قصہ اونکا ملک آسمانیہ مین چل کر سن لیجیے گا یہ باتین ہوکر سہراب بن رستم ثانی نے کوچ کیا اور اول شہر اثر رنگیہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت شہر مین پہنچے امن و امان دیکھی معلوم ہوا کہ دیوانہ ملک آسمانیہ کیجانب گیا ہے ایک روز سہراب ثانی نے قیام کیا دوسرے دن کوچ کرکے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوے اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن حال دیلم دیوانہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملک اثر رنگیہ سے کوچ کرکے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب شہر پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ دیوانہ دیلم بقصد جنگ اس طرف آتا ہے اول شہر اثر رنگیہ پر گیا تھا اثر رنگ شاہ زخمی ہوکر کسی طرف نکل گیا اب اس طرف آیا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نے بھی حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے حسب الحکم لشکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا آسمان شاہ بارگاہ مین آیا سردار جمع ہوے قران قزاق نے عرض کی کہ اول اس دیوانہ سے ہمین مقابلہ کرونگا آسمان شاہ نے کہا کہ امانت ہو شاہزادہ سکندر کی ہمین تم کو نہ لڑنے دونگا میرے سردار کیا کم ہین اگر خدانخواستہ تم زخمی ہوئے تو مجکو شاہزادہ سے شرمندگی ہوگی قران قزاق نے کہا کہ اگر مجھسے شکایت ہوگی تو کیا جواب دونگا شاہزادہ فرمائیگا کہ تمہاری موجودگی مین بادشاہ نے مقابلہ کیا یہی باتین تھین کہ صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز زنجیرون کے آنے لگی کہ تمام صحرا گونج گیا آسمان شاہ و قران قزاق مع دیگر سردارون کے بارگاہ سے باہر آئے اور آمد لشکر دیوانہ کا تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ آگے آگے اک دیوانہ زبردست قوی بازو قوی ہیکل گرگدن مست پر سوار چالیس ہزار دیوانے زنجیرین کھڑکھڑاتے ہوے آئی جاے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا دن کم تھا جسوقت لشکر نے کمر کھولی اور خیمے برپا ہوے دیلم آہن خوار اپنے خیمے مین داخل ہو دو چار جام شراب کے پیے جسوقت دماغ اس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسلیے کہ سمجھانا ان خدا پرستون کو بیکار ہے اوسیوقت نقارہ رزمی کڑکڑایا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ فوج دشمن مین کوس حربی بجا ہے آسمان شاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون طرف تیاریے جنگ جدال ہونے لگی جوانان لشکر تلوارونکو صیقل کرنے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا جسوقت صبح ہوئی دونون لشکر میدان مین آئے صفین آراستہ کرکے کھڑے ہوے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول نہایت خوب جب درست ہوچکا تو نقیبون نے نقابت کی اور کڑکیتون نے کڑکا کیا بہادرون کو جوش شجاعت پیدا ہوا دیلم دیوانہ نے مرکب کی باگ لی اور میدان مین آکر نہیب دی کہ اے آسمان شاہ تو نے یہ کیا کیا کہ مذہب قدیم اپنا ترک کیا اور مذہب جدید اختیار کیا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہین ہے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو اس مذہب کو ترک کر اور اوسی مذہب قدیم پر آ یا پرستش خداوندان کی

اختیار ہے کر کہ وہ عجب خداوند گو یا ہے جو بات چاہو کرو اوسکا جواب حسب دلخواہ سنو یا مقابلہ کرو یہ سنکر آسمان شاہ نے اپنے لشکر کیجانب دیکھا بس فوراً افراط بن نقریطے نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور آسمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور دیوانے سے کہا کہ اظہار بہادری کر دیلم ہنسا کہ تو کیا مقابلہ کرے گا وار اپنا کر کے حوصلہ نکال لے تاکہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے اگرچہ شاید وار کارگر ہوتا اسلئے کہ میرے وار سے بچنا تجھکو دشوار ہوجائے گا افراط بن نقریطے نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے تو اپنا حربہ کر اگر پروردگار تیرے ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر دیوانے نے اک چیخ ماری اور کہا معلوم ہوا کہ شامت تیری آگئی ہے اسکو کہ یہ زنجیر موت ہے وار اسکا دیوانہ کردیتا ہے اور روح کو اسیر کرکے لیجاتا ہے یہ کہکر تین سو من کی زنجیر جوہری گرکے سر پہ پھرا کر افراط پر وار کیا افراط نے گھبرا کر سپر بلند کی لیکن زنجیر جسپر پڑتی ہے ہاتھہ تھرایا سپر چھوٹ گئی اور تیغہ کریان پشت پر پڑین اور پوری زنجیر سر پر بیٹھی کہ کاسہ سر شق ہوگیا افراط بیہوش ہوکر مرکب سے گرا دیوانے نے چاہا باندہ لیجاوے کہ قران قزاق دوڑ پڑا اور آواز دی کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے یہ فعل مردی کے خلاف ہے کہ تو زخمی کو اسیر کرتا ہے ادہر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون یہ سنکر دیوانے نے کہا تو بھی آ آپ تجھکو اور اسکو ساتھ بلند ہونگا یہ کہکر وہی زنجیر سر پہ پھرا کر قران قزاق پر وار کیا قران قزاق مرد ہوشیار تھا دیکھا کہ زنجیر کا روکنا دشوار ہے ہلا کر مرکب سے مرکب کو ہاتھہ کلائی پہ ڈال دیا دیوانہ ہنسا اور کہا کہ تو بڑا ہشیار معلوم ہوتا ہے کہ حربہ کو میرے خالی دیا خیر اچھا ہوا تجھکو ابھی باندھے لیتا ہون یہ کہکر ہاتھہ گریبان مین ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب دونون کے بیٹھ گئے کود کر مصروف تلاش ہوے ایک گھنٹہ کی کشتی مین دونون عرق عرق ہوگئے ہاتھہ پہیلنے لگے اب یہ حالت ہے کہ قران قزاق اگر پانچ قدم ریل لیجاتا ہے تو دیوانہ سات قدم ریل لے جاتا ہے قضائے کار پاؤن قران قزاق کا استخانہ مین جاتا رہا اسپر دیوانے نے زور کیا پاؤن اسکا ٹوٹا اور بیہوش ہوگیا دیوانے نے قران قزاق کو باندہا اور لیکر اپنے لشکر مین چلا گیا اور جاکر طبل بازگشت بجوا دیا آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانو کا ہرفعل دیوانگی کا ہوتا ہے یہ کونسا موقع طبل بازگشت بجوانے کا تھا سارا دن پڑا تھا لیکن دیوانے کو بھی دہن آگئی خیمہ مین آیا اور دو چار جام شراب کے پیے ہونگے کہ پھر وحشت نے زور کیا اور حکم دیا بجے طبل جنگ وہان آسمان شاہ اپنے سردار زخمی کو لیکر واپس ہوا اپنا پوشاک رزم اوتار رہا تھا لباس بزم سامنے رکھا تھا اہل لشکر کمرین کھول چکے تھے گھوڑون کو باندہ دیا تھا آواز طبل کی کان مین آئی اور ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانے نے پھر طبل بجوایا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ عجب حرکتین اس دیوانے کی ہین دیوانے اور بھی سنے ہین مگر یہ عجب سڑی ہے مجبور کرے تو کیا کرے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی نقارہ پر چوب پڑی لشکر کے سوار جلدی جلدی

مرکبون پر سوار ہو ہو کر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوے آسمان شاہ نے بھی کشتی پوشاک نرم
کی اوڑھوادی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر بیٹھکر میدان مین آیا تو دیکھا کہ
دیوانہ نعرے مار رہا ہے کہا او دیوانے یہ کیا حرکت تھی کہ ابھی تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے
پھر گیا اور ابھی پھر آیا دیوانے نے کہا کہ مین کوئی تابعدار کسی کا نہین ہون میرا جی گھبرایا تھا
پھر طبل بجوا دیا آسمان شاہ نے کہا پہلے ہی کیون طبل بازگشت بجوایا اگر لڑنا منظور تھا
تو میدان سے واپس گیا ہوتا دیوانے نے کہا کہ مین اپنی طبیعت کا مختار ہون ہیچ کسی
کو مقابلہ کیواسطے یا آپ نکل کر سامنا کر آسمان شاہ نے خیال کیا کہ تیرے منہ اور اس
سے لڑ نہ سکینگے ابھی کی بات ہے کہ اس نے افراط کا کیا حال کیا اور قران قزلق کو
باندہ لیگیا سردارونکو لڑوا کر مفت جان لیتا ہے اس سے خود مقابلہ کرنا چاہئے بس یہ
خیال کرکے ہودا باگ کا لیا اور سامنے دیوانے کے آیا دیوانے نے کہا کہ تو سر پر تاج
رکھکر مرغ زرین بنکر بیٹھنا جانے یا میدان جنگ مین لڑنا جانتا ہے ہیچ کسی اور کو
کیون اپنی جان سے عاجز ہوا ہے آسمان شاہ نے جواب دیا کہ مین سپاہی ہون فقط
بادشاہ نہین ہون لاضرب بہادری کے زیادہ گفتگو ہیچ ہے بس یہ سننا تھا کہ دیوانے
نے زنجیر ماری آسمان شاہ نے مرکب پیچھے ہٹایا اور چاہا کہ زنجیر خالی دون لیکن زنجیر سر مرکب
پر پڑی کہ مرکب مرکب آتشبازی ہو گیا آسمان شاہ گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور
تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو دیوانے کے بے سر کرون دیوانے نے جو یہ ارادہ آسمان
شاہ کا دیکھا گینڈے سے کود پڑا اور زنجیر پھینک کر آسمان شاہ سے لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی اودہر سے دیوانے بڑھ آئے ادہر سے لشکر آسمان شاہ کا قریب آگیا
دونون تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دوپہر کامل آسمان شاہ اور دیوانے سے کشتی ہوتی ہی
اب تھوڑا سا دن باقی ہے آسمان شاہ کی یہ حالت ہے کہ دم آگیا ہے بنھیا منجھیا کر لڑ
رہا ہے اور دیوانہ اوسی طرح زور کر رہا ہے قریب ہے کہ آسمان شاہ ہاتھ سے
دیوانے کے اسیر ہو کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے یکہ سوار پیدا ہوا کہ گھوڑا اڑائے ہوئے
مثل بگولے کے چلا آتا تھا جس وقت قریب پہونچا لوگ خوش ہوئے طبل شادیانی پر چوب لگی لشکر
آسمان شاہ مین خوشی ہونے لگی یہ خبر ملکہ کو بھی پہونچی کہ سکندر رستم خود آگئے قریب تھا
کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن چونکہ سنا ہے کہ آنا اون کا جنگ کے وقت ہوا ہے اور
جانتی ہے کہ وہ شعلہ مزاج ہین بھلا اونسے کب برداشت ہو سکیگی کہ دشمن سے مقابلہ
نکرین اور جنگ دو سردارون کی ہے کیا معلوم کس کی فتح ہو کس کی شکست ہو ہاتھ اوٹھا کر
دعائین مانگنے لگی کہ پروردگارا مجھے عجب تقدیر تونے دی ہے کہ دہڑکن مین
گھلی جاتی ہون تو ہی فتح یاب کرنے والا ہے وہان سہراب بن رستم قریب آکر کشتی کا
تماشا دیکھنے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لشکر بھی انکا مع اشرنگ زرہ پوش
کے آکر صف آرا ہو گیا کوئی پانچ ہزار آدمی سہراب بن رستم کے ساتھ تھے اور
چالیس ہزار سوار سپاہ اشرنگ کے تھے یہ بھی ایک طرف صفین باندہ کر

کھڑے ہوئے لیکن سہراب ثانی نے جو دیکھا آسمان شاہ زیر ہوا چاہتا ہے بس ایک
ہاتھ کمر زنجیر پر آسمان شاہ کی ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے دیوانے کے کمر بند کو پکڑ کر
دونون کو علیحدہ کیا اور کہا کہ کیون لڑتے ہو بس الگ ہو آسمان شاہ تو صورت
دیکھتے ہی علیحدہ ہو گیا لیکن دیوانے کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ او طفل غضب کیا تو نے
کہ دشمن کو میرے ہاتھ سے بچا لیا اب تجھے باندھ کر اسیر کرونگا یہ کہکر سہراب سے لپٹ پڑا
سہراب بھی دست بگریبان ہوئے زور ہونے لگے ہر چند دیوانے نے چاہا کہ یہ
لڑکا تو ہے پکڑ کر زنجیر کر اوٹھا لو مگر کیا تاب وطاقت تھی کہ جنبش بھی دے سکتا ادہر سہراب
ثانی نے ارادہ کیا کہ اس سے کشتی کون لڑے یونہی اوٹھا کر باندھ لون مگر دیکھا تو یہ
دیوانہ زمین نہین چھوڑتا اور زور کیے جاتا ہے غرضکہ جھگڑا کا کشتی کا بند ہا زور کشاکش
کے ہونے لگے لباس پارہ پارہ ہو گئے پہر بہر کامل کشتی رہی مگر نتیجہ نہ نکلا آخرکار شام
ہو گئی دیوانے نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہے کسی طرح مانتا ہی نہین اور اب شام بھی
ہو گئی ہے بس جھنجھلا کر چلت دی قریب تھا کہ گوشت شانے کا نوچ لیجائے بس سہراب نے
گھونسا کلے پر مارا کہ کلہ اس کا پھٹ گیا دیوانے نے چیخ ماری کہ صحرا گونج اوٹھا اور چلت مارنا
چھوڑ دی اودہر عیار سہراب نے آواز دی کہ اے شہریار اس قدر دیر فرمایا بھی
دیکھتے ہو کہ حریف بھی زبردست ہے کہین مانتا نہین یہ بغیر دو ایک روز کے کشتی کی زیر نہوگا
دیوانے نے جو یہ سنا ہوش جاتے رہے کہ یہ کئی دن لڑنے کا دم رکھتے ہین اور عیار
نے کہا کہ پھر سب دونون کا زور ایک ہی مرتبہ کیون نہین ختم کر دیتے کہ رات راحت سے
بسر ہو بس یہ سنتے ہی سہراب ثانی نے دونون بازو دیوانے کے پکڑے اور سر سینہ
سے ملا کر آواز دی سنبھل جا مین تجکو اوٹھائے لیتا ہون یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا دیوانے
نے کہا کہ یہ پاؤن ستون فولادی ہین کبھی جگہ نہین چھوڑتے ہین جواب دیا کہ دیکھو ان
ستونون کو ابھی گرائے دیتے ہین یہ کہکر جو زور کیا دس قدم دو ڑالے گئے اور آگے کو
جھکا دیا کہ دونون گھٹنے دیوانے کے زمین سے آشنا ہوئے ساتھ ہی کمر بند پکڑ کر نعرہ اللہ
اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا اور اوسی زنجیر سے دیوانے کی اس کو باندھ کر
آسمان شاہ کے حوالے کیا آسمان شاہ نقارہ فتح و فیروزی بجاتا ہوا سہراب ثانی
کو ساتھ لیکر میدان سے پھرا قلعہ مین آیا اور عرض کی کہ اسکے بارے مین کیا حکم ہوتا ہے
فرمایا ابھی قید اسی زندان خانہ مین بھیجدو کل دیوانہ ہین اس کا سمجھا جائیگا آسمان شاہ نے
جلادون کو بلا کر دیوانے کو مسلسل و مطوق کرا کے زندان خانہ مین بھیجدیا اور آپ
شاہزادہ سہراب ابن رستم ثانی سے عرض کی کہ پنجہ آپ کو کہان لے گیا تھا اور پھر کیونکر
اس طرف آنا ہوا اسپر تو سہراب ثانی حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا پنجہ کیسا اور کس
کو لے گیا ارژنگ زرہ پوش چونکہ ساتھ تھا اس نے آسمان شاہ سے کہا کہ پہلے
مجھے بھی شاہزادہ سکندر کا دھوکا ہوا تھا مینے بھی ایسے ہی کلام کیے مگر بعد کو معلوم ہوا
کہ آپ وہ نہین ہے مگر اسقدر مشابہ ہین کہ بادی النظر مین فرق نہین معلوم ہوتا آسمان
شاہ نے بھی جو غور سے دیکھا تو خط و خال مین تھوڑا سا فرق پایا عرض کی کہ پھر آپ کس

کس باغ کے پھول ہین اور کس آسمان کے چاند ہین کہ ہمارے شہر یار سے اسقدر مشابہ ہین شاہزادہ
نے فرمایا کہ مین بھائی سکندر رستم خو کا ہون بہت اشتیاق تھا مجکو اوس کے دیکھنے کا افسوس
کہ یہان آکر تم سب کو بھی پریشان دیکھا نہین معلوم اب وہ کہان ہین خیر اگر زندگی ہے تو کبھی
مل ہی جائینگے اسکے بعد ارژنگ شاہ نے آسمان شاہ سے سارا واقعہ اپنا بیان کیا
اب سہراب ثانی نے کہا کہ اگر وہ بھی آتے تو مدد تمہاری کرتے اور مدد مینے بھی کی مطلب
تمہارا ہر طرح حاصل ہو گیا اب مین جاتا ہون آسمان شاہ نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا کہ اتنی
جلد مین آپکو جانے دون کچھ دن تو اس قلعہ مین رونق افروز رہیے سہراب ثانی نے
کہا کہ مین شکار پر تھا وہان ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی حال دیوانہ کا سنا فوراً
چلا آیا لشکر مین میرے والد ماجد اور چچا اور دادا صاحب ہین وہ پریشان ہونگے تب
آسمان شاہ نے عرض کی کہ اونکو بھی اطلاع دیدیجیے مین جاؤن اور استقبال کر کے لے
آؤن اسواسطے کہ یہ بھی کفش خانہ آپ کا ہے بھاوج آپ کی یہان موجود ہے جیسے شاہزادہ
کو کچھ لے گیا ہے اوس روز سے اوسکی نوبت یہ ہوئی ہے کہ پریشانی بڑھتے بڑھتے جنون
کی حد تک پہونچ گئی ہے کچھ اوسے تسلی دیجیے تاکہ پریشانی اوسکی رفع ہو یہ سنکر سہراب
کو بھاوج کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاؤنگا اب مزاج پرسی اوسکی بھی واجب
ہوئی ہے آسمان شاہ سے کہا عقد ہو گیا ہے آسمان شاہ نے عرض کی کہ عقد تو ابھی نہین
ہوا ہے لیکن یہ امانت اونکی ہو چکی ہے سہراب ثانی نے عیار کو اپنے لشکر کیجانب روانہ
کیا اور کہلا بھیجا کہ مین ملک آسمانیہ مین ہون اور آپ کا بھی اس مقام پر آنا ضرور ہے
اسواسطے کہ یہان عجیب طرح کا سانحہ درپیش ہے جب آیئے گا تو معلوم ہوگا یقین ہے کہ خوشی
حاصل ہو عیار تو اس طرف روانہ ہوا اور سہراب ثانی آسمان شاہ کے ہمراہ باغ
ملکہ کی طرف چلے لیکن حال ملکہ کا یہ ہے کہ جب سے اسنے سنا ہے کہ سکندر آگئے اور
لڑائی بھی فتح ہو گئی نہایت خوش ہے سامان نذر و نیاز کا کیا ہے غربا کو کھانا دونون وقت
تقسیم ہوتا ہے دروازہ باغ پر مساکین کا ہجوم رہتا ہے لیکن بلقیس نے جسوقت یہ خبر
سنی تھی تو پہلے ہی جاکر دیکھ آیا تھا کہ یہ وہ نہین ہین مگر ہان کوئی عزیز وقریب ضرور ہین
لیکن اسنے ملکہ سے ظاہر نہین کیا تھا اسلیے کہ خوشی مین اسکی فرق نہ آئے ایسا نہو کہ پھر دل
اولٹ جائے جس طرح یہ سامان نذر و نیاز مین مصروف تھی اسکو اس کے حال پر چھوڑ دیا
تھا بلکہ جب ملکہ نے اصرار کیا تھا کہ تم کیسے رفیق ہو کہ شاہزادہ کی خبر بھی نہین لاتے ہو
تو بلقیس سامنے سے ٹلگیا تھا اور یہ اس انتظار مین بیٹھی تھی کہ اب شاہزادہ آتا ہوگا
اب آتا ہوگا یکایک دروازہ باغ پر روشنی نمودار ہوئی اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی
ملکہ خوشی مین پا برہنہ دوڑی لیکن ساتھ ہی حیا دامن گیر ہوئی کہ دیکھنے والے کیا کہینگے پھر
پلٹ آئی اور ایک آہ کھینچی کہ شرم دنیا بھی انسان کی حسرتونکا خون کرتی ہے اتنے مین
آسمان شاہ سہراب ثانی کو ساتھ لیے ہوئے قریب قصر ملکہ کے آیا ملکہ تو تڑپ رہی
تھی کہ جاکر لپٹ جاؤن اسواسطے کہ دل قابو سے باہر تھا خوشی مین کسی کا لحاظ نہ تھا بقول شاعر
شعر شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے ٭ جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

لیکن جسوقت نظر اسکی آسمان شاہ پر پڑی کہ ساتھ ہی تھا ہین جھکی گردن جھکاکر الگ کھڑی
ہو رہی آسمان شاہ نے کہا سلام نہین کرتی ہو کہ یہ بڑے بھائی سکندر کے ہین اتنو ملکہ
دھک سے ہو گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جلدی سے تسلیم کو جھکی سہراب ثانی نے سر سینہ سے
لگایا پشت پر دست شفقت رکھا اب سب ایک جگہ بیٹھے ہین لیکن ملکہ کی آنکھون سے آنسو
جاری ہوئے کہ افسوس تقدیر بھی کیا کیا دھوکے دیتی ہے مگر گونہ تسکین ہوئی شاہزادہ سہراب
ثانی چونکہ حالت ملکہ کی آسمان شاہ کی زبانی سن چکی تھی بہت کچھ تشفی کی اور فرمایا
کہ تم پریشان نہو یہ خاندانی بات ہے کہ بچہ لیجاتے ہین اوس مین دوست دشمن بھی
ہوتے ہین خداوند کریم ہر آفت سے بچاتا ہے اور مظفر و منصور کرتا ہے انشاء اللہ شہزاد
سکندر سے ملاقات ہوگی گھبراؤ نہین اور آنسو ملکہ کی اپنے رومال سے پونچھے سر سینہ سے
لگایا بہت دیر تک بیٹھے رہے اتنے مین عیار سکندر بہتر بلقیس بھی آیا اور جھک کر
سلام کیا پوچھا تو کون ہے اسنے اپنی حقیقت بیان کی کہ غلام آپکے بھائی کا ہون فرمایا تونے
کوئی تجسس نکیا بلقیس نے عرض کی کہ ہرچند تلاش کی مگر کہین پتا نہ ملا فرمایا مجھے پہچانتا
ہے بلقیس نے عرض کی کہ اتنا ضرور جانتا ہون کہ آپ ہمارے شاہزادہ سے بہت مشابہ
ہین اور اولاد صاحبقران سے معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے فرزند شاہزادہ رستم ہون
اسواسطے کہ جیسون آپکے بالکل ویسے ہی ہین یہ سنکر آپ مسکرائے اور اوٹھ کھڑے ہوے
آسمان شاہ سے کہا کہ ملکہ شرم کے سبب سے پریشان ہے اب قلعہ مین چلے جسوقت
یہ ہانسے اوٹھ کر چلے تو ملکہ نے کنکھیون سے صورت دیکھی اور پہچانا کہ ہان وہ نہین ہین لیکن
ایک صانع کبریائی ہوئی دونون تصویرین معلوم ہوتی ہین سہراب ثانی آسمان شاہ
کے ہمراہ قلعہ مین آئے مسہری انکے واسطے بچھی ہوئی تھی اسباب راحت جمع تھے ابھی
آکر بیٹھے ہی تھے کہ لوگون نے عرض کی کہ دیوانے کے لشکری بر دروازہ قلعہ پر شور مچارہے
ہین کہ اپنے سردار کو ہم لے لینگے ورنہ تمہارے سردار کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر آسمان شاہ
نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ اک رفیق آپکے بھائی کا دیوانون مین پھنسا ہوا ہے یہ دیوانہ
پہلے اوسکے باندہ لے گیا تہا بعد کو آپکے ہاتھ سے اسیر ہوا اب ملازم اوسکے کہتے ہین کہ ہمارے
سردار کو چھوڑ دو ورنہ ہم تمہارے سردار کو مار ڈالینگے سہراب ثانی نے کہا واقع مین یہ
دیوانے تو ہین اگر ایسا کرین تو کیا عجب ہے اونکو تسکین دو کہ صبح کو تمہارے سردار کو
چھوڑ دینگے جسوقت یہ کہا گیا دیوانون نے جواب دیا کہ اگر تم صبح تک اوسے مار ڈالو تو ہم
کیا کرینگے سہراب نے مجبوراً اوسیوقت قید دیلم آہن خوار کی طلب کی لوگ اسکو
مسلسل کئے ہوئے سامنے لائے سہراب ثانی نے پوچھا کہ اے دیلم مینے تجھے کیونکر زیر
کیا اسنے کہا کہ جس طرح بہادر بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب شناخت پروردگار عالم
مین کیا کہتا ہی اسنے کہا جو زبردست اوسکا خدا بھی زبردست اگر اکوان مسخری مین کچھ قدرت تھی
تو مجھے کیون نہ بچایا جب تمنے اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا ہے تو مینے بھی اکوان کو پکارا تھا اور کہدیا تھا
کہ اب لڑائی آیان کی ہے وقت مدد کا ہے لیکن کچھ نہوا اوسیوقت مین زیر ہو گیا تو معلوم ہوا ہی
کہ تمہارا خدا زبردست ہی کہ میرے خدا کا زور نہ چلنے دیا مینے لعنت کی اکوان پر ایسے کمزور

خدا کا بندہ بننا مجھے منظور نہین ہے مجھے اپنا دین تعلیم فرمایئے سہراب ثانی نے جلاد سے اشارہ
کیا کہ کاٹ دے قید اسکی جلاد نے تھوڑی سی قید کاٹی تھی کہ دیوانے نے گھبرا کر قید توڑ
ڈالی پہلے تو سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ بمکر مسلمان ہوا ہو لیکن دیوانے کا یہ فعل
بھی اک مالیخولیا کا تھا قید توڑ کر قدمون سے لپٹ گیا سہراب ثانی نے کہا کہ اب اپنے لشکر
مین جاؤ کہ ملازم تمہارے دروازہ پر شور کر رہے ہین اور قران قزاق کو رہا کر کے لے آؤ دیوانہ
اوسیوقت روانہ ہوا اور اپنے لشکر مین آیا جسوقت دیوانون نے اپنے سردار کو دیکھا قلقاریان
لگانے لگے لیکن دیلم آہن خوار نے کہا کہ مینے تو مذہب اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا
اگر تم لوگون کو ساتھ میرا دینا ہو تو یہی مذہب تم بھی اختیار کرو اور اکوان تاجدار پر لعنت کرو ورنہ
جس کا جدھر جی چاہے چلا جائے دیوانون نے کہا کہ اس مذہب کے کچھ اوصاف بیان کیجیے
اور ہمین سمجھا دیجیے کہ یہ مذہب مذہب اکوان پرستی سے کیونکر بہتر ہے تو ہم بھی تبدیل مذہب
کرین ورنہ بے سمجھے دین کا بدلنا اچھی بات نہین آپنے کس سبب سے اس مذہب کو اچھا جانا
دیلم آہن خوار نے کہا کہ خدا مسلمانون کا زبردست ہے اور اکوان کمزور ہے اسکا
تجربہ یون ہوا کہ جب مینے دیکھا کہ اب مین اس لڑکے پر غالب نہین آسکتا تو مینے بار بار
خداوند کو پکارا لیکن کچھ نہوا اوسنے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھے اوٹھا لیا تو معلوم ہوا کہ خدا
اونکا ہمارے خداوند پر غالب آیا لہذا ہم ایسے کمزور خداوند کو نہین پسند کرتے دیوانے
تالیان بجانے لگے اور تصویر اکوان کی گلون سے اوتار اوتار کر اوسپر موتا اور کہا کہ بیشک
یہ اسی قابل ہے اور مذہب اسلام برحق ہے ہم آپ کے ساتھ ہین دیلم آہن خوار نے
کہا کہ لاؤ اوس قیدی کو جسے باندھ کر ہم لائے تھے دیوانون نے قران قزاق کو لا کر پیش کیا
ایسا زنجیرون سے اسے باندھا تھا کہ تمام بدن مین نشان پڑ گئے تھے دیلم نے اپنے ہاتھ سے
زنجیرین کھولین اور قران قزاق کو رہا کیا اور عذر کیا کہ مجھسے خطا ہوئی کہ تم زخمی تھے مین
تمہین باندھ لایا سبب اوسکا یہ تھا کہ اوسوقت تک مین اپنے اسلام کا پابند تھا اور
مذہب اکوان پرستی کا پابند تھا مگر اب مینے اطاعت شاہزادہ سہراب ثانی کی
اختیار کی اور مسلمان ہوا لہذا پابندی آئین اسلام کی واجب و لازم ہوئی اب میرے
ہمراہ چلو کہ شاہزادہ نے تمکو طلب کیا ہے قران قزاق نے پوچھا کہ وہ کہان ہین کہا
قلعہ آسمانیہ مین قران قزاق نے شکل و شمائل دریافت کی دیوانے نے بیان کیا کہ سن و
سال ہے ایسی صورت ہے اب قران قزاق کو خیال ہوا کہ شاید میرا شہریار عالیوقار ہو
اور اوسی نے اسکو زیر کیا ہو چلکر زیارت سے مشرف ہونا چاہیے اسواسطے کہ جو باتین یہ دیوانہ
بیان کرتا ہے یہ سب اوصاف اوسی کے ہین غرضکہ دیوانہ اپنے لشکر کو مسلمان کر کے قران
قزاق کو اک آرابہ پر ڈالکر قلعہ مین لایا قران نے جو صورت دیکھی اسے بھی سکندر
رستم خو کا دھوکا ہوا اور سلام کر کے ایسی باتین کرنے لگا جن کے جواب مین سہراب
ثانی نے کہا کہ مین سکندر نہین ہون اس جتانے پر جو قران قزاق نے غور کیا تو سمجھ
مین آیا کہ کچھ فرق معلوم ہوتا ہے بیشک یہ وہ شہریار عالیوقار نہین ہے آسمان شاہ نے
قران قزاق سے قرابت شاہزادہ سہراب ثانی و سکندر رستم خو کی بیان کی اور

قران قزاق قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ مین جیسے اونکا خادم ویسی آپکا غلام لیکن
دیلم آہن خوار نے عرض کی کہ مجھسے اک قصور ہوا تہا اوسے آپ عفو فرمائین وہ یہ کہ پاؤن
قران قزاق کا ٹوٹ گیا تہا مین اوسی حالت مین انکو باندہ لیگیا تہا فرمایا اوسوقت تم
دین اسلام مین نہ آئے تھے رستے دیلم آہن خوار جسقدر تیرے گناہ زمانہ کفر کے تھے سب
خدا نے عفو کردیئے دیلم یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور قران قزاق نے عرض کی اگر
پاؤن میرا نہ بھی ٹوٹتا جب بھی یہ مجکو ضرور زیر کر لیتے اسواسطے کہ دم میرا آچکا تہا غرضکہ
قران قزاق کا تو علاج ہونے لگا گمنگردون نے آکر پاؤن کو بٹھالا بندش کی رات چونکہ
زیادہ آچکی تہی سہراب بن رستم نے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا جسوقت نماز صبح کا وقت آیا
خادم نے جگایا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد آسمان شاہ برائے استقبال بدرعم
وجد نامدار روانہ ہوئے تہوڑی دور پہونچے ہونگے کہ تیتق گرد و غبار بلند ہوا اور جسوقت
گردش ہوئی تو دیکھا کہ اک دیوانہ بارگاہ لئے چلا آتا ہے دیوانے نے اپنے شہریار یعنے
سہراب بن رستم نامدار کو پہچانکر سلام کیا اور پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین او وہی دیلم آہن
خوار نے دریافت کیا سہراب ثانی نے واقعہ بیان کرکے مصروف دیوانہ کو سب سے
ملایا اور دیوانے سے آسمان شاہ ارژنگ شاہ دیلم آہن خوار وغیرہ کو آگاہ کیا کہ یہ
ہمارا رفیق ہے اور سب تو جس طرح نئی ملاقات مین ایک دوسرے سے ملتے ہین اوسی طرح ملے
لیکن دونون دیوانے خوب گلے ملے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو ۔ ان دونون کی باتون پر سب ہنسنے تھے
اتنے عرصہ مین اور گرد اوڑی اور تین نقابدار کئی لاکھ کی فوج سے آکر پہونچے سہراب ثانی
نے استقبال کرکے سب کو سلام کیا دیکھنے والون نے قرینے سے سمجھ لیا کہ یہ سب درجہ
بزرگی کا رکھتے ہین سہراب ثانی نے استقبال کرکے نقابداردنکو قلعہ مین لائے
آسمان شاہ نے سامان ضیافت مہیا کیا فوج نے بیابان آسمانیہ مین ڈیرے ڈالدیے
جنگل مین منگل ہوگیا وہان آسمان شاہ نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ مین دیدار سے
محروم رہا جاتا ہون سہراب نے اشارہ سے منع کیا اور چپکے سے کہا کہ ذرا ملکہ ہو لینے دو اور
باغ مین چل لین تو نقابین اوٹھ جائینگے یہان اس کا موقع نہین ہے آسمان شاہ
خاموش ہو رہا لیکن اونمین سے اک نقابدار نے سہراب کیطرف دیکھکر فرمایا کہ جوکچھ
تمنے کہلا بہیجا تہا اوس مین صرف اتنا ہی سمجھ مین آیا کہ یہان آنا ضرور ہے اور مفصل
کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سبب کیا ہے سہراب ثانی نے اپنا واقعہ پہلے بیان کیا کہ اس
طرح شکار پر ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ارژنگ شاہ نے سکندر
رستم خو کے شبہ مین مجھسے باتین کین اور اس سلسلہ سے آسمان شاہ کا حال معلوم ہوا
کہ دیوانہ چڑہائی کی ہے یہان آکر لڑائی کو میں نے فتح کیا اور دیلم آہن خوار مطیع ہوا اب
سکندر کا مفصل حال آسمان شاہ سے سنیے یہ فرماکر آسمان شاہ سے کہا کہ ابتدا سے
حال بیان کرو آسمان شاہ نے فقیری بہیس مین آنا سکندر کا اور اپنا زمانہ آب پرستی
بیان کرنا شاہزادی کو شاہزادہ کا تلقین دین اسلام کرنا اور اپنی طبیعت کا اس مذہب کیطرف

مسلمان پانا اور ملکہ ماہ پارہ سے ارتباط پاک بڑھنا اوسکا بہی دین اسلام پر راغب ہونا بعد اسکے جاکر دیو کا مارنا اور پنجہ کا لیجانا اور بعد چند روز کے معہ قران قزاق وارد ہونا اور ارژنگ زرہ پوش کو زیر کرکے مسلمان کرنا اور باغ مین ملکہ کی ملاقات کو جانا پہر پنجہ کا لیجانا اور ملکہ کی حالت خراب ہونا سب بیان کیا اور ارژنگ زرہ پوش و قران قزاق کو تبلاکر عرض کیا کہ یہ دونون رفیق اوسی شاہزادہ کے ہین نقابدارون نے افسوس کیا اور کہا کہ اتنے سے سن مین یہ فقیر بنکر گہر سے نکل آیا خیر پروردگار عالم معین و مددگار ہے لیکن ایک نقابدار بہت روئی اور آسمان شاہ سے پوچہا کہ عقد تمنے کر دیا ہے یا نہین آسمان شاہ نے عرض کی کہ جب عقد کیواسطے اوسسے کہا گیا فرمایا کہ مین ایسا نہین کر سکتا تا وقتیکہ کوئی بزرگ موجود نہو اب آسمان شاہ نے عرض کی کہ حضور کی زیارت نہوئی قدمبوسی تو حاصل ہوئی لیکن دیدار سے محروم رہے اور نہ یہی آپنے بیان فرمایا کہ آپ تینون جناب اوس شاہزادہ سے کیا قرابت رکہتے ہین نقابدارون نے کہا کہ گہبراؤ نہین سب معلوم ہو جائیگا اسکے بعد فرمایا کہ ہمین ملکہ کو بہی دکہا دو کہ وہ امانت سکندر کی ہے آسمان شاہ نے نقابدارونکو اپنے ہمراہ لیا اور باغ ملکہ کیجانب روانہ ہوا جسوقت باغ مین پہونچا سب تو در باغ سے رخصت ہوگئے لیکن آسمان شاہ اور سہراب ثانی اور تینون نقابدار باغ مین آئے قصر ملکہ ماہ پارہ مین داخل ہوئے جسوقت نظر ملکہ کی نقابدارون پر پڑی مہتر بلقیس سے حال تو معلوم ہی ہو چکا تہا کہ یہ سب بزرگ اوس شہریار عالیوقار کے ہین برائے تعظیم اوٹہی سب کو سلام کیا نقابدارون نے دعائین دین دست شفقت سر و پشت پر رکہا سینے سے لگایا اور ایک نقابدار گلے لگا کر بہت روئی انکے رونے پر سب کا دل بہر آیا سب رونے لگے ملکہ سے بہی ضبط نہو سکا اسقدر روئی کہ ہچکیان بندہ گئین نقابدار نے آخر کار نقاب چہرہ سے اوٹہا دی اس نقاب کے ہٹتے ہی اون دونون نقابدارون نے بہی نقابین اوٹہا دین یہ معلوم ہوا کہ تین آفتاب ابر سے نکل آئے اب سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے بیان کیا کہ یہ شہریار عالیوقار بدر عالیمقدار سکندر رستم خو کے ہین یہی ملکہ کو گلے سے لگا کر بہت روئی تہی اور اوسکے بعد رستم ثانی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد چچا سکندر کے ہین اور ایرج نوجوان کو تبلا کر بیان کیا کہ یہ دادا ہم دونون بہائیونکے اور والد بزرگوار ان دونون صاحبونکے ہین آسمان شاہ دوبارہ دست بوس ہوا اور عرض کی کہ یہ امانت آپکے فرزند کی ہین اسکو مین آپ ہی کے سپرد کرتا ہون اسواسطے کہ اب مجہسے حالت اسکی دیکہی نہین جاتی شاہزادہ ایرج نوجوان نے ایک زیور پوت بہو کو دیا اور رستم ثانی و شہریار عالیوقار نے بہی زیور عنایت کیا اور شہریار نے اپنے ہاتہ سے اوسکو پہنا کر تسلی دی کہ نہ گہبراؤ ہمارے خاندان مین اکثر ایسا ہوا کیا ہی تمسے سکندر ملیگا اور نہایت عزت و شان پیدا کرکے آئیگا ملکہ گردن نیچے کئی بیٹہی رہے لیکن کسیقدر اسکو تسلی ضرور ہوئی ہر دو چار روز ملکہ کی تسکین کیواسطے سب نے یہان قیام کیا اوسکے بعد سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے کہا کہ اب ہم زیادہ ٹہر نہین سکتے اسلئے کہ سنا ہے ہمنے کہ آفتاب پرستون نے ہمارے ملک تباہ و برباد کئے ہین لہذا ہمکو اپنے ملکونکی خبر لینا ضرور ہے گر انشاء اللہ جسوقت سکندر آئیگا اور شادی ملکہ کی کرینگے تو تم کو اطلاع دینگے آسمان شاہ مجبور ہو

خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ حال سے اس خادم کے بھی غافل نہ رہیے گا اور اس کنیز کو اپنے ہمراہ لیتے
جائیے شہریار عالی وقار نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو اور حکم کوچ دیا لشکر تیار ہونے لگا شاہزادہ
رستم ثانی نے دیلم آہن خوار کو بھی مصروف دیوانہ کیشتا کیا کہ تم دونوں حفاظت بارگاہ کرتے رہنا
غرضکہ ان دونو دیوانوں نے اٹھالہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیا اور جانب ملک فرنگوشیہ کے روانہ
اب آگے آگے تو یہ دونوں جا رہے ہیں اور عقب میں اور لشکر روانہ ہوکر جاتا ہے آخر
میں شہریار عالی وقار اور رستم ثانی اور ایرج نوجوان نے نقابیں چہروں
ڈالیں بلکہ یہیں سے سہراب ثانی نے نقاب بر ڈالے اور طرف ملک فرنگوشیہ کے
روانہ ہوئے محافہ ملکہ کا انکے ہمراہ ہے ارژنگ شاہ رخصت ہو کر اپنے ملک کیطرف
روانہ ہوا اب انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب چند کلمہ داستان شاہزادہ
سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہیں۔ کہ ہمراہ نقابدار سفید پوش یعنی
ملکہ ماہ سیما داخل باغ ملکہ ہوئی دیکھا تو باغ نہایت آراستہ ہے درخت نہایت عمدہ عمدہ
لگے ہوئے ہیں میوہ اونمیں گونا گون پھلا ہوا ہے طائر نئی نئی وضع کے شاخہائے درخت
پر چہچہ زن ہیں ہر چیز نئی وضع کی اور نرالی ہے پھول نہایت خوشبودار مگر دنیا کے
پھولوں سے خوشبو انکی الگ ہے وضع نئی ہے روشیں پٹڑے سب درست وسط باغ
میں اک قصر رفیع ہی کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی آگے اوس قصر کے اک نہر ہے کہ پانی اوسکا
آب گوہر کو شرماتا ہے فوارے چھوٹ رہے ہیں ملکہ نے باغ میں پہونچتے ہی نقاب
چہرہ پر سے ہٹا دی اور سیر کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی مرکب کو چھوڑ دیا اک پریزاد آئی اور
وہ گھوڑوں کو لیکر اصطبل کیجانب روانہ ہوئی ملکہ ماہ سیما نے سکندر کو مسند پر
بٹھالا آپ بھی لباس تبدیل کیا اور اک جوڑہ نہایت نفیس پہنکر بیٹھی دفتر شکایتوں
کے کھل گئے اپنے اپنے دونوں کہہ رہے ہیں اور داد دینے والا کوئی نہیں ملکہ نے بیان کیا
کہ یہی محبت آپکی تھی کہ پتا نہ لگا سکے ہم تک نہ آسکے آخر ہمیں نے ڈھونڈہ نکالا ادھر
سکندر نے جواب دیا کہ اے ملکہ انصاف تمہارے ہی ہاتھ ہی ملک غیر میں ہمارا قیام جنگل
میں ایک مرتبہ صورت دیکھنے کے گنہگار ہیں آج خدا نے یہ جمال جہان آرا دکھلایا تھا کس
سے پوچھتے ادہر کیا کہکر پوچھتے نہ نام معلوم نہ نشان سکندر رستم خو یہ کہہ رہے تھے کہ
اک صدا دوسرے کمرہ کیطرف سے آئی کہ آپ سچ فرماتے ہیں عورت کو کیونکر پوچھے کسطرح
دریافت کرے مرد کا پتا ہر طرح لگ سکتا ہے اور ملکہ نے چہ می گوئیوں میں نہ آئیے گا
یہ بڑی بے مروت ہیں نہ معلوم کیا ہے جو اس وقت یہ ایسی باتیں کر رہی ہیں
ورنہ ان کو خیال بھی نہ تھا ہر وقت ہم نشینوں کے ساتھ چہلیں دل لگی ہوا
کرتی تھی یہ سنکر سکندر نے پوچھا کہ یہ کون ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اوٹھ کر اوس
کمرے میں گئے دیکھا طناز کھڑی ہنس رہی ہے ملکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی لیچلی یہ مچل گئی
کہ میں تو نامحرم کے سامنے نہ جاؤنگی آپ اپنے فعل کی مختار ہیں مجھے کیوں غیر مرد کے سامنے لیے
جاتی ہیں ملکہ نے ایک ساعت نہ کی اور کہا کہ جسکے سامنے ہم ہوں کیا تو اوس سے چھپیگی اور کھینچتی
ہوئی لے آئی عجب دیکھا طناز نے کہ سامنا ہو گیا تو روانہ ہوئی ادب سے سلام کیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار یہی مجھکو

یہی مجکو منع کرتی تھی ہزار ہلو سوجھاتی تھی کہ نام خاندان کا ڈبو دُگے مجنسو نہین ہنسی کراؤگے کہ پریزاد ہوکر آدمزاد پر فریفتہ ہوئی اب تمہارا منہ دیکھکر ایسی ایسی باتین بنائی ہے شاہزادہ مسکرانے لگا کہا شاید یہی لقا بدار سفید پوش نہی ہوئی تمہارے ساتھ آئی تہی ملکہ نے کہا ہان یہی تھی سکندر رستم خو نے اک آہ سرد بہری اور کہا ملکہ کیا کہون میرا رفیق ملک اسمانیہ مین مجسے چھوٹ گیا ورنہ ساری شرارت اسکی بتلا دیتا جیسی یہہ چنچل ہے ویسا ہی وہ بھی شوخ ہے خیر اگر حیات نے وفا کی تو انشاء اللہ اوسکی باتین بھی دیکھنا ملکہ ان دونون کو لڑواکر تماشا دیکھینگے ملکہ نے کہا کہ خیر وہ وقت تو ابھی دور ہے مگر مین کیا کہون کہ اسنے میرے زخم دل پر کیسی کیسی نمک پاشی کی ہے کہ میرا ہی کلیجا جانتا ہے سکندر رستم خو نے کہا ملکہ یہی حالت میرے رفیق کی میرے ساتھہ ہے کہ اوسکی باتین دلمین چٹکیان لیتی ہین اور اوقات تو نہایت ناگوار گزرتی ہین ملکہ یاد ہی رکہنا کہ ایسے لوگ خیر خواہ ضرور ہوتے ہین جس بات مین نقصان دیکھتے ہین اوسکو جتلا کر کہتے ہین بعد اسکے بہت سے شکوہ شکایتین رہین اب دن قریب ختم ہوا شام نزدیک ہوئی سکندر نے کہا کہ ملکہ ہرچند کہ جانے کو جی تو نہین چاہتا ہے مگر یہان رہنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا اسلئے کہ مین بادشاہ کا مہمان ہون اور بادشاہ میرے حال پر مہربانی کرتا ہے مین روز برائے شکار جایا کرتا تھا جو شکار ملتا تھا وہ بادشاہ کے واسطے بھیجا کرتا تھا لیکن جب سے تمہارے شہباز نظر کا صید ہوا خود مانند مرغ نسبمل کے پھڑکا کرتا تھا دربار مین بھی نہ جاتا سکندر رحال علالت سنکر خود تشریف لایا اور طبیب شاہی کو میرے علاج کے واسطے مقرر کیا اب اگر مین یہان رہونگا تو وہان میری تلاش ہوگی ایسا نہو کہ راز کھلجائے ملکہ نے کہا کہ تفرقہ انداز ہی چرخ کسیوقت باز نہین آتی بقول حسن ؎

کسی کا اسے عیش بہاتا نہین + یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین +

آپ ابھی آئے ابھی چلے نہ حال دل کہنے پائے نہ سننے پائے کچھہ دیر تو اور بیٹھئے پھر چلے جائیگا شاہزادہ پاتو اوٹھا تھا بخاطر ملکہ پھر بیٹھہ گیا اب شام ہوئی اور مرغ زرین فلک نے آشیانہ مغرب مین جاکر قیام کیا اور طائر نشیمنو نسے ملتفت ہوے بلبل نے الفراق کی صدا دی اور گل سے رخصت ہوئی پروانے تلاش شمع مین نکلے عاشقان ہجران نصیب نے شغل نالہ وزاری کو ترقی دی اور چشم منتظران جانب در متوجہ ہوئی کہ شاید کوئی وعدہ خلاف ہولکر چلا آوے لیکن جن لوگون کے نصیب جاگے ہوئے ہین معشوق بغل مین ہے اونہون نے شب ماہ کی تیاریان کی ہین سامان عشرت کیا ہی ؎

مے و معشوق و مینی و گلستان بہار		جمع سامان مسرت ہین سبھی خاطرخواہ	

ملکہ صحن باغ کے چبوترہ پر ساتھہ سکندر رستم خو کے مشغول ہے کوئی ہے اہیین جلیسین گرد و پیش جمع ہین گائین حاضر ہین ادہر تو جام چلرہا ہے اودہر طبلے پر تہاپ پڑ رہی ہے یہہ غنچہ ثریائے فلک کو شرما رہا ہے چار طرف مثل ستارون کے جہرمٹ ناز بنونکا بیچ مین ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو مثل ماہ چہاردہ شبی کے جلوہ افروز مسند عیش و عشرت ہین مطربہ خوش آواز کے صدائے دلکش کیفت شراب کو زیادہ کرتی ہے عجیب طرح کا عالم ہے کہ دونون کو ادہر تو نشہ شباب نے مجبور کردیا اودہر نشہ عشق ان سب پر طرہ نشہ شراب جس نے حجاب دور کردیا ہے آغوش تمنا وا ہوا جاتا ہے مگر پاکبازی کا چلن پھر بہی سد راہ شوق ہے اور دست گستاخ ہوس کو اس مجبوری مین باندہے ہوئے ہے بقول شاعر شعر

دل رند مشرب تو لب بستہ ہے		مگر پاک باطن کا پابند ہے	

اوسی عالم مین شاہزادہ نے ملکہ سے پوچھا کہ تم کس خاندان سے ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین دختر ہون بلبک اخضران پریزاد کی یہہ سنکر شاہزادہ تصویر سکوت بنگیا ملکہ نے کہا یہہ تمہارے خوش ہونے کا مقام تھا یا جائے رنج سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ اے ملکہ مقام مسرت اسوقت تھا کہ مجھ سے اور ملک

اخضران سے شناسائی نہ ہوچکی ہوتی اب خیال ہے کہ اگر یہ راز فاش ہوگیا تو زمانہ مجھے محسن کش کہے گا ملکہ نے کہا کہ مین ایسی تدبیر کرونگی کہ بادشاہ خود میری شادی تمہارے ساتھ کردے سکندر نے جواب دیا کہ پھر اسوقت تک جتنے عرصہ مین بادشاہ رضامند ہو اور شادی ہو میرا تمہارا ایک جا ہونا مناسب نہین معلوم ہوتا اس لئے کہ اگر راز افشا ہوگیا تو سارا کھیل بگڑ جائیگا اور یہ عشق کمبخت ہے کہ چھپ نہین سکتا شعر

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے	اڑ جاتے ہین تاڑنے والے

اور اگر ہم تم علیحدگی اختیار کرین تو یہ احاطہ اختیار سے باہر ہے دل ناصبو بھی اس جبر کو اختیار نکریگا شعر مر گئے ہم نجات کے غم مین + ایسے جنت پڑے جہنم مین + تا تریاق از عراق آورده شود مار گزیده مرده شود جبتک شادی ہو ہو اوسوقت تک زندگی کا ہے کو ہوگی شعر

جمال تو نے دل کیا کر بگاڑ دی عادت	یہ آنکھین اب نرہین انتظار کے قابل

ہان اگر نہ کیا ہوتا کچھ پروا نہ تھی اور پھر یہ بھی نہین معلوم کہ تمہاری کوشش کا نتیجہ دلخواہ ہو یا خلاف تمنا ہو اوسوقت اور بھی مشکل ہو جائیگی غرضکہ ہر طرح مشکل ہے مگر اب تو جو ہوا وہ ہوا نہ یہ ممکن ہے کہ تمسے دست بردار نہ اپنے کو رسوائے عالم کرنا منظور ہے حتی الامکان احتیاط سے کام لینگے پھر اگر تقدیر ہی مین رسوائی ہے تو ہو غزل

اپنے کئے کا رونا کیا ہے	اب رونے سے ہوتا کیا ہے	ہوتے ہی الفت اپنی دل پر
آگے دیکھین ہوتا کیا ہے	جاگ کے کٹتی ہین ہجر کی راتین	آنکھ لگی تو سونا کیا ہے
پھل نہین اچھا عشق کا ایدل	ایسے شجر کا بونا کیا ہے	سنگ در اوسکا خاک گلی کی
تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے	عشق سے کیون باز آئین ناصح	دل تو گیا اب کھونا کیا ہے
آرزو اپنے کئے کو بھگتو	پچھتائے سے ہوتا کیا ہے	

اے ملکہ واقع مین یہ سب شعر ہمارے حسب حال ہین اتنی باتون مین آدھی رات گزر گئی اب جو آسمان پر نظر کی تو ستارون کے شمار سے معلوم ہوا کہ آدھی رات گزر گئی ہے ملکہ سے کہا سکندر نے کہ اب مین جاتا ہون طناز نے کہا کہ اب کون موقع جانیکا ہے صبح کو چلے جائیگا اس لئے کہ اگر یہ خیال ہے کہ ایسا نہو کوئی پوچھے کہ رات بھر کہان رہے تو جو بہانہ نصف شب کے واسطے کیجئیگا وہی شب بھر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اس نے کچھ ایسی باتین کین کہ پھر رک رہے اب ملکہ نے پوچھا کہ آپکا نام نامی واسم گرامی کیا ہے اور آپ کس خاندان سے ہین سکندر نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا شعر

سرگزشت بلاکشان نہ سنو	نہ سنو میری داستان نہ سنو

مختصر یہ ہے کہ نام اصلی میرا سکندر رستم خو ہے لیکن مینے تمہارے باپ سے صفدر شیردل نام ظاہر کیا ہے اور پوتا ہون رستم داستان شاہزادہ طہم شاہ نوجوان کا پروتا حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان کا ہون جو کہ زوج ملکہ آسمان پری نواز داماد جناب سلیمان علیہ السلام کے ہین اب تو باچھین ملکہ کی تا بناگوش آگئین اور دل مین تصور کیا کہ اگر یہ راز کسیوقت مین فاش بھی ہو جائیگا تو کچھ پروا نہین اس لئے کہ مرتبہ میرا آسمان پری سے زیادہ نہین جب اونہون نے آدمزادے عقد کیا تو مین کیا ہون اور یہ بھی پروتے آسمان پری کے ہین انہین باتون مین ابھی جو نظر جانب آسمان جاتی ہے تو سفیدہ سحری نمودار ہے

چہرہ ان دونون کے فق ہو گئے اور یہہ شعر پڑھکر سکندر رخو خدا حافظ و ناصر کہکر اوٹھہ کھڑے ہوئے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

یہہ کہکر سکندر رستم خو نے تو قدم آگے بڑہایا اور ملکہ نے یہہ شعر پڑہا شعر

یہہ بھلا جان مری روٹھہ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کب ملاقات ہوگی سکندر نے کہا کہ کل صبح کو پھر آئینگے لیکن ملکہ شام کو ہمین رخصت کر دیا کرو اس لئے کہ دن کا بہانہ تو سیر و شکار ہو سکتا ہے رات کا بہانہ کیا ہو ملکہ نے کہا ایسا ہی ہو گا ادہر تو ملکہ ماہ سیما شل طائر بسمل کے پھڑککر رہگئی اودہر سکندر رستم خو مرکب پر اپنے سوار ہو کر روانہ ہوا مگر یہہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شے بھول چلا ہون بار بار رستے سے پھیر پھیر کر باغ ملکہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے جب مرکب بجینی کرکے چلتا تھا فرماتے تھے کہ یہہ وقت تیز رفتاری کا نہین ہے اس لئے کہ دل آگے نہین بڑہتا اودہر ملکہ کہہ رہی تھی کہ شعر

اوڑا کے خالک یہہ مشت غبار لیتا جا
مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

الحاصل جسوقت مرکب شاہزادہ کا نظرون سے پنہان ہو گیا ہے تو گرد کو دیکھا کی اسلئے کہ ابتابی مین دروازہ باغ تک چلی آئی لیکن جب گرد بھی نہ معلوم ہوئی تو طناز سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے باغ مین نجاؤن یا صحرا کو نکل جاؤن کہ اب میرے واسطے وہی مقام مناسب ہے یا در باغ پر بیٹھی رہون جسوقت وہ شہریار ہمایون وقار واپس آئیگا اوسکو ساتھہ لیکر اندر باغ کے جاؤنگی اس لئے کہ بغیر اوس گل رعنا کے بہار باغ خزان سے بدتر ہے ایک ایک پہول نگاہون مین خار گزرتا ہے اس کے ہنسی ناگوار طبع ہوتی ہے کہ ہم تو روئین اور غنچہ مسکرائین انکو اپنی ہنسی سے مطلب ہے چاہے کوئی مرے یا جیئے بقول شاعر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

جب صبح ہوگی ہم روتے ہوئے اوٹھینگے اور گل حسب عادت ہنسین گے طبیعت کھسیانی ہوگی طناز نے کہا اے بی ہوش مین آؤ حواس کی باتین کرو تمہاری محبت بھی نئی ہے جو بات ہے دنیا سے انوکھی ہے اگر ایسے ہی طبیعت ہے تو چند دن مین تھوکے گا بھی نہین نظرون سے گر جاؤگی پھر روؤگی آدمی کو زرا بردباری چاہئے اپنا رکھہ رکھاؤ بھی مقدم ہے دوسرے کے سہارے پڑ رہنا اچھا نہین ایسی باتین کین کہ ملکہ رونے لگی طناز قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ جب آپنے منہ لگایا تو میری بھی اتنی جرات ہوئی کہ جی جلاکر کہا اور غرض یہہ تھی کہ آپ معشوق کی نظر و مین حقیر نہون غرضکہ ملکہ کو سمجہا بجہا کر قصر مین لائی مسند پر بٹہالا ادہر اودہر کی باتون مین بہلایا لیکن وہان سکندر رستم خو جو اپنے مکان پر پہونچا ملازمون نے عرض کی کہ حضور کل دو بار چوبدار بلانے کو آیا تھا ہمنے کہدیا کہ دشمنون کے سر مین درد ہے آپ کہان تشریف رکھتے تھے کہ ساری رات نہ آئے یہہ سنکر سکندر نے اونکو انعام عطا کیا اور ٹالدیا وہ لوگ خوش ہو گئے اور آپس مین ذکر کرنے لگے کہ ماشاءاللہ جوان ہین کسی رنڈی منڈی کے یہان ہون گے ابھی کوئی ہم صحبت پوچھے تو بیان کرین ہم لوگون سے کیا کہین غرضکہ سکندر نے پوشاک اوتاری کچھہ دیر آرام کیا بعد اوسکے دربار اخضران شاہ مین گئے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا کہدیا کہ اقبال سے

حضور سے کہے اب اچھا ہون کل درد سر کی وجہ سے حاضر حضور نہو سکا آجتک اس ادب
سے سکندر نے گفتگو نہ کی تھی لیکن ابتو بزرگی اخضران شاہ کی ماننا پڑی ہر چند کہ
اخضران شاہ اس سبب سے تو آگاہ نہین کہ کیون خلق پیدا ہوا اور انداز گفتگو بدلا لیکن
آج کی طرز تقریر سے بہت خوش ہوا کہا کہ اے صفدر شیر دل چاہے تم آؤ یا نہ آؤ اس سے
تو مجھے بحث نہین ہے لیکن اگر دو ایک روز مین نہین دیکھتا ہون تو دل لگا رہتا ہے نہین
معلوم مجھے اسقدر انس تمسے کیون ہو گیا حالانکہ مجھے نہ چاہئے اس لئے کہ تم ایک مسافر ہو
آج یہان ہو کل نہ معلوم کہان ہو گے تمسے الفت بڑہانے مین نادانی ہے مگر مجکو اپنی طبیعت
سے سخت حیرانی ہے شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت ✤ یہہ جوگی ہوتے ہین بہلا
کس کے میت ✤ صفدر شیر دل نے گردن نیچی کر لی اور کہا کہ ہر چند مین بہت جلد گلستان
ارم کیطرف جانا چاہتا تہا مگر یہان کی زمین نے آکیسے پاؤن پکڑے ہین کہ آج ارادہ کرتا ہون
کل اوس قصد کو فسخ کر دیتا ہون واقع مین یہہ شہر اسم بامسمیٰ ہے مگر اسکو شہر نقش و نگار کے بدلے
نقش تسخیر کہنا چاہئے آپنے وہ مسافر نوازی فرمائی ہے کہ شکریہ اوسکا ادا نہین ہو سکتا ہے
بادشاہ نے کہا کہ دنکو بھی آپ اکثر نہین ملتے ہین سیر و شکار کیطرف بہت توجہ ہے صفدر
شیر دل نے کہا کہ مجکو ہمیشہ سے صحرا پسند ہے بلکہ جی یہہ چاہتا ہے کہ شب و روز صحرا مین
رہا کرون مگر آپکی دوری بھی منظور نہین ہے اس نے دنکی آزادی اور رات کی پابندی
اختیار کر لی ہے اخضران شاہ نے کہا کہ پابندی کی کوئی ضرورت نہین ہے جسوقت آپکا
جی چاہے یہان رہئے اور جبتک مزاج مین آئے صحرا مین سیر و شکار کا لطف اوٹہائے کلکو
ہم بھی چلینگے یہہ کہکر اوسیوقت حکم دیا کہ سامان شکار فراہم ہو اور صحرا مین جا کے عمدہ دلکش
خیمہ نصب کئے جائین قراول باز بحری شکرا تمام شکاری جانور و نکو لیکر آج رات ہی کو روانہ صحرا
ہو جائین کل صبح کو ہم بھی آئینگے اوسیوقت تیاری ہوئی بارگاہ مین خیمہ ڈیرے چہولداریان بار ہو
روانہ ہوئین قراولون نے جانوران شکاری ساتھ لئے اور صحرا کی جانب روانہ ہوئے جسوقت
دربار برخاست ہوا اور سکندر رستم خو اپنے مقام پر آیا نہایت تردد ہوا کہ مین تو ملکہ سے
وعدہ کر آیا تھا کہ کل صبح کو آونگا یہان بادشاہ نے شکار کا سامان کر دیا اور وہ بھی میری
خاطر سے اب نہ تو یہہ ہو سکتا ہے کہ شکار پر نہ جاؤن اس لئے کہ میرے ہی شوق سے
یہہ سب ہوا ہے اور مین نہ جاؤن تو کیا بادشاہ کہیگا اسکے علاوہ بہانہ کیا کرون اودہر
ملکہ اپنے دل مین کھینگی کہ پہلے ہی بسم اللہ غلط تو آگے بڑہکر کیا ہونا ایسے سے کیا امید کیجائے
اور وزیر زادی اوس کی نہایت ہی چالاک اور زبان آور ہین نہین معلوم کیا کیا طعنے دیگی
میری طرف سے اوسکو برخاستہ کرے گی رات بہر اسی اوجہن مین نیند نہ آئی کہ صبح ہوتے ہی
چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ سواری تیار ہے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے سکندر رستم خو
نے بھی جلدی سے لباس پہنا صرف تیرون کا ترکش اور کمان کے لی اور مرکب پر بیٹھکر ادل
در دولت اخضران شاہ پر آئے بادشاہ کو سلام کیا غرضکہ ساتھ بادشاہ کے شکار پر
گئے بادشاہ کا صحرا مین ایسا دل لگ گیا کہ بعد آٹھ روز کے شہر مین واپس ہوا ہر چند اشتیاق
ہو رہی تھی لیکن سکندر رستم خو بادشاہ سے کیا علیحدہ ہوئے کہ گویا قید سے چھوٹے اوسیوقت

جو باگ لی تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے اور وہان سے راہ باغ ملکہ ماہ سیمائی اختیار کی وہان ملکہ کا یہہ عالم تھا کہ جب سے سکندر کو رخصت کر کے قصر مین آئی گھڑیان گن گن کر اس نے دن کاٹا اور رات تو اختر شماری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی کسی پہلو دلکو قرار نہ آتا تھا طناز پاس بیٹھی ہی ملکہ طناز سے کہہ رہی ہے کہ کل اگر صبح کو بھی شاہزادہ نہ آیا تو کیا ہوگا طناز نے جھلا کر کہدیا کہ پھر خود پتا پوچھتے ہوئی چلی جانا کیا بڑی دور تھوری ہے نقاب چہرہ پر ڈال لینا کسی کو کیا معلوم ہوگا کہ عورت ہے یا مرد اور ہے تو کون ہی ملکہ طناز کا منہ دیکھکر رہگئی اور کہا کہ کیا اچھی دیتی تو کرتی ہے اے طناز یقین ہے کہ تیری باتین الگدن میری جان لے لینگی کوفت کہاتے کہاتے مدقوق ہو جاؤنگی خیر اچھا اس روز روز کی ایذا سے تو نجات ملجائیگی طناز نے عرض کی کہ دشمن آپکے وقت بد دیکھین اور مجھے جو آپ مورد الزام کرتی ہین تو اتنا فرمائی کہ پھر اسکا اور کیا جواب ہے یا تو صبر کی سل چھاتی پر دھر لیجئے یا شرم کا پردہ ہٹا دیجئے دو باتون مین سے ایک اختیار کر لیجئے اسلئے کہ سوا ان دو باتون کے تیسری تو میری سمجھہ مین نہین آتی ہے مین تو یہہ جانتی ہون کہ مرنے پر مرتے ہین راہ چلتے پر کوئی بھی نہین مرتا ہے اگر اوسے تمہارا خیال ہے تو ضرور آئیگا قلعہ آہن مین بھی ہوگا تو آئیگا اور اگر اوسکو تمہارا خیال نہین ہے تو تمہین بھی اسقدر بیتابی نہ کرنا چاہئے کہ اسکا کچھہ حاصل نہین غرضکہ انہین باتون مین صبح ہوگئی شمعین کافوری جو روشن تھین ہوا کے تھپیڑون سے جھلملا جھلملا کر گل ہوگئین اور طائران باغ نے چہچہہ زنی شروع کی ملکہ بستر پر سے انگڑائی لیکر اوٹھی بال پریشان آنکھین سرخ نگاہین جانب در چشم انتظار مثل آغوش تمنا کے وا۔ شعر

سلانے نیند کے غفلت کہ آئے خواب اجل
نہ بند ہونگی وہ آنکھین جو انتظار مین ہین

خواصون نے آکر منہ دہلایا طناز نے اپنے ہاتھہ سے کنگھی کی زلفین بنائین قسمین دیگر پوشاک بدلوائی کہ تھوڑا بہت وقت انہی مشغلون مین گذر جائے اسی حالت مین چار گھڑی دن چڑھہ آیا اور کوئی نہ آیا اتبو شاہزادی گھبرانے لگی طناز سے کہا کہ وہ نہ آئینگے ورنہ ابتک آچکتے طناز نے کہا کہ واری خیال تو کرو کہ وہ کتنی دور سے تو آتا ہے آخر کچھہ دیر راستہ کے طے کرنے مین بھی گزرے گی یا نہین پھر انسان کے ساتھہ ہزار طرح کے جھگڑے ہین اور پوشیدگی کی بات ہے جب سب طرح کے بندوبست کر لیگا تو آئیگا ملکہ خاموش ہو رہی یہان تک کہ دوپہر دن آگیا اتبو ملکہ کو طناز کے سمجھانے سے بھی تسکین نہین ہوتی ہے عجیب حالت ہے اسکی اوسی حالت اضطرار مین اس نے مرکب اپنا طلب کیا منہ پر نقاب ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھہ کر روانہ ہوئی عقب مین اسکے وزیرزادی بھی چلی جاتی جاتے کئی کوس نکل گئی اور کچھہ پتا نہ ملا وہ دوپہر کا وقت آفتاب کی تیزی جانور تک ہی تو ایسے وقت صحرا مین نہین نکلتے ہین مزدور تک چھپنے کے واسطے چلے جاتے ہین اور یہہ [illegible] کے رہنے والے اوس چٹیل میدان مین پھر رہے تھے اور کوئی اثر گرم ہوا کا بہم محسوس نہین ہوتا مبہوت ہو رہی ہے شام تک اسی طرح صحرا مین ماری ماری پھری آخرکار شام کو اگر پڑ رہی اور تپ ہو آئی حالت خراب ہوئی اتبو وزیرزادی نہایت گھبرائی اور کہا کہ اگر انکے والدین کو خبر کرتی ہون تو وہ آکر لیجائینگے وہان ملکہ اور بھی گھٹ گھٹ کر رہے گی ایسا نہو

دشمنون کی حالت سنبھل نہ سکی بیان رہنے مین الزام کا خوف ہے عتاب شاہی کا ڈر ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ کہے کہ تو نے ملکہ کے حال سے کیون نہ اطلاع دی وہ تو بیہوش تھی اوسوقت کیا جواب دونگی میری تو جان غضب مین ہے کیا کرون کیا نکرون لیکن مناسب وقت یہی معلوم ہوا کہ کسیکو خبر نہ کی اور آپ تیمار داری مین مصروف ہوئی تپ تو بسبب زحمت تلے کے آگئی تھی صبح تک مین دور ہو گئی لیکن تپ فراق کا اس کے پاس کیا علاج تھا سوا اسکے کہ ملکہ کو سمجھاتی تھی رسوائی کے پہلو سمجھا سمجھا کر ڈراتی تھی مگر اس سے کیا ہوتا ہے یہہ جن سر سے نہین اوترتا ہے جو ذہن مین آگئی وہ آگئی بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
اون فریب آمیز نظرون نے یہہ کیا سمجھا دیا

بلکہ سمجھانے کا اور اولٹا اثر ہوتا ہے بیقراری ترقی کرتی ہے شعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑہتا گیا جو جو دوا کے

اسیطرح آٹھہ روز گزرے ہر روز ملکہ کا اضطراب مایوسی کے ساتھہ ترقی کرتا جاتا تھا ناامیدیون کے ہجوم نے چارطرف سے گہیر لیا تھا تمنائین سرشک حسرت ہین بنکر آنکھون سے نکلی جاتی ہین آخر کار روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے توانائی لاغری سے بدل گئی چہرہ زرد دلمین درد لب پر آہ سرد نہ کھانا کھایا جاتا ہے نہ پانی پیا جاتا ہے شعر

غمنوش جدائی جب سے ہوئے غم کھانے لگے خون پینے لگے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانہ چھوٹا

ہان اگر غذا ہے تو لخت دل اور دوا ہے تو خون جگر مسیحا ہے تو قضا جس کے سوا کوئی اس درد کو دور نہین کر سکتا صرف پوست و استخوان باقی رہگئے آج وزیرزادی نے قصد کر لیا ہے کہ کل انکے والدین سے ضرور اطلاع کر دینا چاہئے اب انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ہرچند کہ اسوقت بھی ضرور پوچھا جائیگا کہ ہمین ملکہ کے حال سے فوراً کیون نہ اطلاع کی اگر یہہ کہتی ہون کہ ملکہ نے منع کیا تھا تو ملکہ سے پوچھا جائیگا وہ کیا جواب دیگی اور پھر مجھسے بھی کہا جائیگا کہ ہمارے ہوتے تو نے ملکہ کے کہنے پر کیون عمل کیا چپکے سے اطلاع کر دی ہوتی تاہم اوسوقت سے بہتر ہے جو خدانخواستہ آنے والا ہے ملکہ کی اب یہہ نوبت ہے کہ بار بار نگاہین حسرت بھرا کر جانب در دیکھتی ہین گردن ضعف کے مارے تکیہ سے نہین اوٹھتی مانند پیکر تصویر کے بستر پر بیحس پڑی ہے یہہ شعر ورد زبان ہے شعر

حسرتو تم نکا اپنے غم کھائے ہین ہم
تم نہ آئے خیر اب جاتے ہین ہم

کبھی یہہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر

نہ قاصدی نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

ملکہ کی یہہ حالت اب دیکھی نہین جاتی ہے جو انیسین جلیسین پاس بیٹھتی ہین جسوقت کچھہ سمجھاتی ہین تو ملکہ یہہ شعر پڑھ دیتی ہے شعر

کوئی اوسنے نہین کہتا ترس کھاؤ
جسے دیکھو مجھے سمجھا رہا ہے

اب طناز کی بھی یہہ حالت ہے کہ جب دل اوس کا بھر آتا ہے تو کنارہ جا کر کسی گوشے مین روتی ہے کبھی ملکہ کے واسطے دعا کرتی ہی آنسو پونچھہ ڈالتی ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بار بار چلی جاتی ہے

کہا اے طناز سچ ہے کہ مردہ سے کسیکو الفت نہین رہتی ہے اچھا ہے بیوسیا مجھسے دور ہو
خدا نکرے کہ کسی پر مجھہ نامراد کا پرچھاانوان پڑے اور کوئی ناشاد نامراد اسطرح دنیا سے جائے شعر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے ... چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

طناز قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور عرض کی کہ اے شاہزادی خدا آپکو سلامت رکھے ہم پرہیز نہین کرتے ہین اور آپ اسقدر کیون ہراسان ہین ایسی حالت آپکی نہین ہے جو لائق تردد ہو اگر ہم یہان سے اوٹھتے ہین تو کسی کام ہی کاج کو جاتے ہین یہہ کہکر سات بار گرد پھری اور تصدق ہوئی ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر نہ مانا جب قسمین دین تو ملکہ سے لپٹکر رونے لگی یہی حالت دیر تک رہی اس کے بعد ملکہ نے طناز سے کہا کہ اب اسکا موقع نہین ہے کہ تجکو سمجھاؤن مین خوب سمجھہ چکی ہون کہ ایسے بیمار بچ نہین سکتے ہین کوئی غمگساری وچارہ سازی کام نہ دیگی اے طناز وقت کو غنیمت جان جو مجھسے مانگنا ہو مانگ لے اور کچھہ وصیتین میری سن رکھہ طناز نے جو کلمۂ وصیت سنا دل اوٹلنے لگا چیخین مار مار کر رونے لگی کہ اوس دنکو موت کہ آپ مجھسے وصیت کرین اور مین اس ارادہ سے سنون کہ اگر وقت آیا تو بجا لاؤنگی خدا اوسوقت کے لئے مجکو زندہ نہ رکھے ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر تو سن نہین سکتی ہے تو کاغذ وقلم دوات لا کہ مین کچھہ لکھکر دیدون اوسے اپنے پاس رہنے دینا اور جب اوس بیوفا سے ملاقات ہو تو دیدینا طناز نے خواص سے اشارہ کیا اوس نے قلم دوات کاغذ لاکر رکھدیا اور ملکہ نے قصد کیا کہ اوٹھکر بیٹھون لیکن طاقت نے جواب دیا ضعف نے دبا دیا اوٹھہ نہ سکی لیٹے لیٹے لکھنا چاہا یہہ بھی ممکن نہوا کہا افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حسرت بعد مرگ بھی نکلنا منظور فلک نہین ہے یہہ زمانہ غدار بھی نہین چاہتا کہ کوئی پیغام زبانی ہی اوس یار جانی تک پہونچے کہ ہمتو مسافر راہ عدم ہوتے ہین اور آپکو خبر نہین اپنی مجبوری وبیکسی پر رونے لگی اور غش آگیا دانت بیٹھہ گئے طناز نے بازو باندہا پنکھے سے ہوا دینے لگی دل دہڑکنے لگا کہ دیکھیئے خدا کیا دکہاتا ہے کہ ایک مرتبہ آواز سم مرکب کانمین آئی طناز کے کان کہڑے ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ ہے کہین سکندر تو نہ آتا ہو یہہ تصور کرکے کسیسے کچھہ نہ کہا اور وہان سے اوٹھکر دروازہ باغ پر آئی دیکہا کہ سکندر نے گھوڑے سے اوترکر باغ مین جانیکا قصد کیا ہے کہ ملکہ نے ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا سکندر ٹھٹکا کہ کیون کیا ہے طناز نے کہا چلو مین علیحدہ کسی گوشہ مین بٹھائے دیتی ہون وہان ملکہ کے والد ماجد عیادت کے لئے آئے ہین ملکہ کی طبیعت ناساز ہو گئی ہے یہہ سننا تھا کہ سکندر کا دل ٹوٹ گیا حواس جاتے رہے کہ یہہ کیا غضب ہوا اوس نازک اندام سے غم فراق کی برداشت نہو سکی ساتھہ ہی یہہ خیال آیا کہ اعلیحضرت شاہ کو تو ابھی ابھی محل شاہی مین چھوڑ آیا ہون سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا ہون بھلا وہ مجھسے جلد یہان کیونکر آسکتا تھا پس تازیانہ پر ہاتھہ ڈالا اور کہا کہ تو شرارت سے اپنی باز نہین آتی ہے مجھے فقرہ دیتی ہے ابھی تو مین بادشاہ کو محل مین چھوڑکر آتا ہون اتنے جلد یہان بادشاہ کیونکر آسکتا ہے بس ہٹ جا میرے سامنے سے ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ اتنے کوڑے مارتا کہ کھال کھینچ کر پھینک دیتا طناز ڈر گئی کہا

اے شہریار ملکہ کا آپ کے غم مین برا حال ہے اور او سکو غش آگیا ہے اگر غش سے آنکھین
کہولکر صورت آپکی دیکہہ لے گی تو شادی مرگ ہو جائیگی اسی سے مین روکتی تھی آگے آپکو
اختیار ہے سکندر نے کہا تو صاف کیون نہ کہدیا ہم کیا ملکہ کے دشمن ہین یہہ کہکر داخل
ہوے انیسون جلیسون نے جو آتے ہوے دیکہا قصد کیا کہ خوشی مین ملکہ سے کہدین
سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور قریب پہونچکر سرہانے کہڑا ہو رہا ملکہ کی حالت دیکہہ کر
دل پہٹنے لگا بے اختیار جی چاہا کہ خنجر ماریون لیکن ضبط و تحمل سے کام لیا کہ اس کا اثر
ملکہ پر برا پڑیگا اودہر طناز نے کیوڑہ گلاب وغیرہ چہڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا اور کہا
کہ ابہی آدمی سکندر کا آیا تہا وہ کہہ گیا کہ شاہزادہ آج ضرور آئیگا ملکہ نے کہا کہ کیون
مجہے بہلاتی ہو بہلا اوسے آدمی بہیجنے کی کیا ضرورت تہی آنے والا ہوتا آچکتا مین خوب
جانتی ہون کہ وہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرینگے اونکے مزاج مین احتیاط بہت ہے
اب طناز نے اک رومال جو سکندر کے ہاتہہ سے لے لیا تہا ملکہ کو دیا اور کہا کہ اسے
پہچانو ملکہ کو یاد آگیا کہ یہہ وہی رومال ہے جو سکندر کے ہاتہہ مین تہا اتنے مین اوٹہہ بیٹہی
سکندر جلدی سے پلنگ کی آڑ مین ہو رہا ملکہ نے کہا اے طناز تو بڑی شوخ ہے
بہلا یہہ کیا حرکت تہی کہ تو نے رومال اونکا چرا لیا اگر اونکو خیال آئیگا تو کیا کہینگے
یہی سمجہینگے کہ ملکہ کے ملازمین عورتین نہایت خبیث ہین شاید ملکہ کے یہان سے
انکو اتنا نہین ملتا ہے کہ جسپر اکتفا کرین مگر وہ رومال سینے سے لگایا آنکہون پر رکہا
سونگہنے لگی جب تو نہ تسکین ہوئی تو طناز نے اک کمان سامنے رکہی کہ یہہ کمان کسکی
ہے ملکہ نے کہا کہ تو کسیکی کمان اوٹہا لائی ہوگی اس لئے کہ ملکہ سے کہونگی یہہ سکندر
کی کمان ہے جس مین وہ خوش ہوا ہے مین نہ مانونگی طناز نے کہا کہ اپنا ہاتہہ تو دیکہو
اب جو ملکہ ماہ سیما نے دیکہا تو اک انگشتری ہاتہہ مین بہی ہے جو سکندر بروز ملاقات
پہنے ہوئے تہے اب تو ملکہ کو تحیر ہوا کہ یہہ انگوٹہی اسکے پاس کہان سے آئی ہوگی ملکہ سے طناز
نے کہا کہ وہ ایسی ایسی نشانیان اپنی چہوڑ گئے ہین پہر بہی بیتاب ہوئی جاتی ہو ان سے
دلکو بہلاؤ ملکہ نے کہا اے طناز یہہ وقت اس قابل نہین ہے کہ تو مجہے اولجہن مین ڈالے
صاف صاف بیان کر طناز نے کہا کہ صاف صاف تو یہہ ہے کہ جو شخص کسیکا کہنا
نہ مانیگا انجام مین پچہتائیگا تم تو بیہوش پڑی تہین وہ تشریف لائے تہے کچہہ دیر بیٹہے رہے
جب تم کسیطرح ہوشیار نہ ہوئین اونکا دل گہبرایا اوٹہکر جانے لگے یہہ کہو ہملوگون نے
روکا کہ خدا خدا کرکے تو آئے ہو اور پہر جاتے ہو اونہون نے کہا کہ مین تہوڑی سی
دور جاؤنگا اور ابہی ابہی واپس آؤنگا ہملوگون نے کہا کہ ہمین کسطرح یقین ہو انہون
نے یہہ چیزین یہان چہوڑ دین جنہین تمنے دیکہا اب تو ملکہ کو عجب اولجہن ہے کبہی زخیر
[illegible] کبہی پہر مایوسی بڑہ جاتی ہے طناز نے کہا کس سوچ مین بیٹہی ہو
[illegible] حالت درست کرو مہمان کے واسطے سامان ضیافت کا حکم دو قصر کے
[illegible] باغ مین [illegible] کی تو [illegible] نہین ہے کرسیان بچہوالو یا مسہری لگادی جائے
[illegible] کہا [illegible] بالتون کے واسطے مجہسے پوچہنے کی کیا ضرورت ہے طناز نے اوٹہہ کر

چبوترہ پر کرسیان بچھوا دین ایک طرف مسہری بھی لگا دی گئی اور سکندر کو ایک
درخت شمشاد کے پیچھے چھپا دیا اور ملکہ کو لا کر کرسی پر بٹھالا اب اتنی ہی امید
دلانے سے ملکہ کے چہرہ پر اکثر رونق سی آ گئی طناز نے ایک پری زاد سے
اشارہ کیا مرکب شاہزادہ سکندر کا ٹہلاتی ہوئی سامنے سے گزری ملکہ کی
نظر جو اوس گھوڑے پر پڑی کرسی سے اوٹھ کھڑی ہوئی اور طناز سے کہا
کہ تو نے کہین چھپا دیا ہے مین خود اوٹھکر ڈھونڈہ لونگی یہہ کہکر چلی تھی کہ لڑکھڑا کر
گرنے لگی طناز نے فی الفور سنبھال لیا اور مسہری پر بٹھا دیا یہہ دیکھکر سکندر کو
تاب نہ رہی دوڑ کر ملکہ سے لپٹ گیا اور ملکہ سکندر سے لپٹی مگر ہاتھہ پاؤن
سنسنانے لگے اور قریب تھا کہ بسبب خوشی کے روح جسم سے پرواز
کر جائے اگر طناز اپنی حکمت عملی سے رفتہ رفتہ غم کو کم نکر دیتی تو ملکہ شادی مرگ
ہو جاتی بڑی دیر تک دونون روا کیے کہ ہچکیان بندہ گئین آخر کار طناز نے
باتون مین لگا یا دھیان ہٹایا اب ملکہ نے سکندر سے کہا کہ تمنے تو چوٹے
ہی گال کاٹا چلی ہی بسم اللہ غلط کی آیندہ کیا امید تمہارے اسوقت تو اسی شہر مین
موجود تھے اوسپر آٹھہ روز تک خبر نلی جب کہین چلے جاؤگے تو یقین ہی
کہ برسون مین بھی خیال نہوگا کہ ہم کسی سے وعدہ کر آئے ہین یا ہماری محبت مین
کوئی پریشان ہوگا مگر اب مین تمکو کب جانے دیتی ہون اگر اوٹھنے کا قصد کروگے
ہیرا چبا لونگی جان دیدونگی شاہزادہ نے کہا اے ملکہ مین مجبور ہو گیا تم سے
مجبور ہو گیا تمنے تو اپنی کہی لیکن میری بھی سنو کہ تمہارے باپ مجکو اپنے ہمراہ
شکار پر لے گئے اور آٹھہ روز بعد شکار سے واپس آئے مجھے قسم ہے لو جو بادشاہ
سے رخصت ہونے کے بعد مینے ایک ساعت بھی کسی مقام پر قیام کیا ہو یعنی
اکٹھرا ملکہ نے کہا خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط بس اب آپ اسی باغ
مین رہو اگر جاؤگے پھر کوئی جھگڑا نکل آئیگا آپ پھر نہ آئینگے ہم انتظار مین
مرینگے ایسے دھڑکے مین کہان تک اوٹھاؤن گی کسیدن جان پر بنجائے گی
مصرع ع ہماری جان گئی آپکی ہنسی ٹھہری ہاتھہ ملتے رہ جاؤگے افسوس کروگے
پھر کسی اور سے دل بہلاؤگے کبھی ہمارا خیال بھی نہ آئیگا ملکہ نے ایسی ایسی باتین
جو کین سکندر کا دل بھر آیا کہا اے ملکہ اب مین خود یہان سے نجاؤنگا چاہے
بادشاہ سے بگڑے یا رہے مجھے کسیکی پروا نہین ہے زیادہ ہو تو نیست کردیگا
لڑون گا مین خوب دیکھہ بھال چکا ہون تمہارے باپ کے یہان کوئی سردار
اتنا نہین نظر آتا جو مجھسے مقابلہ کر سکے ہان اگر کچھہ ہے تو سپہ سالار البتہ ہے وہ خیر
کچھہ لڑے گا جب اوسکو بھی مین سر کر دیا تو پھر کسون سے کیا ڈرنا اگر کوئی یہہ کہے گا
کہ فلان شخص نے ایسا کیا تو اوس کا صاف جواب یہہ ہے اگر کچھہ قصور کیا ہوگا
تو خود ہی سمجھہ لے گا کہ بغیر اوسکے رضامندی کے کوئی امر نہین ہوسکتا ملکہ کو یہہ
سنکر الگ عید تو ہو گئی لیکن ساتھہ ہی یہہ بھی خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب یہہ راز

ضرور ہوگا اور بہت جلد ہوگا ہرچند کہ یہہ سب کچھہ کہہ رہے ہین کہ مثل مشہور
ہے ایک سے دو دو اور دو کی دو اتین سورمان سنا ہمارا نہین چھوڑتا
ہے اوسکا ملک ہے لشکر اوس کے پاس ہے یہہ اکیلے کس کس سے
لڑین گے کس کس کا مقابلہ کرین گے انجام مین دشمن گرفتار ہو جائین گے
یا قتل ہون گے افسوس کہ میری وجہہ سے انکی جان جائے گی ہائے تقدیر
نے کس مصیبت مین پہنسا دیا کیا میری شامت تھی کہ مین یہان اوس روز
شکار کو آئی تھی جو اس ظالم کا سامنا ہوا بیٹھے بٹھائے اس درد مول
لیا اس سے تو پھر وہی بہتر تھا کہ جس طور سے اس نے آنے کو کہا تھا
دیر آید درست آید اوس صورت مین شاید کوئی پہلو ان آفتون سے
بچاؤ کا نکل آتا ایک تو راز بھی دیر مین افشا ہوتا جب تک شاید کوئی
تدبیر بھی بن آتی موقع پاکر اس کے ساتھہ نکل بھی چلتی یا اگر خدانخواستہ
کچھہ نہ بن پڑتی تو بھی کچھہ دنون دل کے حوصلے تو نکل جائین گے یہہ تو نہوگا
کہ راحت ہنس کر گزاری اور دہمو رونے کا سامنا ہوا ایسی ایسی باتین
سوچکر سکندر سے کہا کہ اے شہریار عالی وقار مین ہرگز نہین چاہتی
کہ میری وجہہ سے حضور کے دشمنون کو گزند پہونچے برائے مہربانی اس ارادہ
سے باز رہئے مجہپر جو گزرے گی جہیل لون گی یہہ تھوڑی سی مفارقت ہمیشہ
کی جدائی سے بہتر ہے ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور آپ کے دشمن
میری وجہہ سے کسی بلا مین مبتلا ہو جائین آپ نہین جانتے کہ باپ اوس
شخص کا دو لاکھہ سوار کے فوج جرار کا مالک ہے اسوقت اوس کے یہان
توحید سربلند سا سردار موجود ہے یقین ہے کہ آپنے دیکھا ہوگا بھلا اوسکا
کوئی کیا مقابلہ کرسکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجکو لیکر یہان سے کسیطرف نکل
چلئے یہہ سنکر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے ملکہ وہ توحید سربلند کیا
چیز ہے قسم ہے اوس خدائے عزوجل کی کہ جسنے میرے جد امجد کو زور
صاحبقرانی عطا کیا اگر توحید ایسے دو لکھ مجہسے مقابلہ کرین تو مجکو ہراس نہین ہے
خدا نے چاہا تو تمہارے سامنے اوسے باندہ لاؤنگا اور دو لاکھہ فوج سے تو
میرا کیا کرے گی مین پہلے ہی سردارون کو چن چن کر پکڑ لون گا اور عورت کو
لیکر بھاگنا پہلوانون کا شیوہ نہین ہے اور اسنے تو یا تم جانتی ہو یا مین جانتا
ہون یا خدا جانتا ہے جیسی محبت میرے تمہارے ہے لیکن ابنائے زمانہ مثل
اپنے دوسرونکو بھی خیال کرتے ہین مین دو باتون کا منتظر ہون ایک تو یہہ کہ
باپ تمہارا یزدان پرست تو ضرور ہے احدیت پروردگار کا اقرار کرتا ہے
لیکن رسالت محمدی کا قائل نہین ہے بس یا تو وہ پورا کلمہ پڑہے اور مسلمان
ہو اور برضا و رغبت عقد میرا تمہارے ساتھہ منظور کرے یا دین اسلام سے
انکار کرے تاکہ قتل ہو دوسرے یہہ کہ کوئی بزرگ میرا موجود ہو بغیر اسکے مین

شادی تمہارے ساتھہ نہین کر سکتا اور بغیر عقد و نکاح میرے تمہارے درمیان بناہ کا کوئی اور امر نہین ہو سکتا شعر

وصل کا شوق مین تجھسے دل نا خوش ہے | یا الہی زان محبت کو عجب مشکل ہے

بس اے ملکہ اسوقت کی باتون کو خوب کان دہر کے سن رکھو کہ جو میرے منہ سے نکلجائیگا جب تک جسم پر سر ہے اوس قول سے نہ پہرونگا اور اپنے جادہ سے نہ ہٹونگا بس اب مجھے سمجہانا فضول ہے اور جبر دار کوئی امر مجھسے نہ کہنا ورنہ تمکو ملال ہوگا کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہونگا قول مردان جان دارد اب مجھے یہہ دیکہنا ہے کہ افرسکی سپاہ کیسی ہے اور پہلوان کیسے کیسے جمع کئے ہین جب ملکہ نے دیکہا کہ یہہ کسیطرح ماننے والے نہین ہین عاجز آکر خاموش ہو رہی لیکن نہایت افسوس ہوا ساکت ہو گئی طناز نے سمجہایا کہ پہلے انجام نہ سوچے اب فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے بس اب اوسی خدا پر شاکر رہو جو بگڑے کامون کو بنا دیتا ہے سوچنے اور رنج کرنے سے کوئی فائدہ نہو گا جو منظور خدا ہوگا وہ ہو گا ان دہڑکون مین جو تہوڑا وقت خوشی کا ملا ہے اسے بھی بنواتی ہو آخر تو جو ہو گا وہ ہو گا اپنا عیش و عشرت و آرام کو کیون کہو دیتے ہو حوصلے نکالو بقول شاعر شعر

ابتو آرام سے گذر تی ہے | عاقبت کی خبر خدا جانے

جو دکہہ اوٹہاتا ہے اوسکو راحت بہی ملتی ہے اور جو آرام پاتا ہے وہی تکلیف اور رنج و الم و غم و غصہ بہی اوٹہاتا ہے بموجب شعر

وصل ہوا گلہ ہجر تبان کون کرے | سینہ سے لگائے ہین فغان کون کرے

یہہ تو ایک بلائے بید رمان قیامت کی ہزاروں اور ہے ایسی باتین کین کہ ملکہ اور سکندر دونون کو خیال ہوا کہ سچ کہتی ہے غرضکہ اوسیوقت دسترخوان بچہا سکندر و ملکہ نے کہانا ساتھہ کہایا اور ایک جام شراب کے پیے اب گانیوالو کو حکم ملا اونہون نے ساز ملائے اول مبارکباد گائین جسپر بہت کچھہ انعام ملکہ اور سکندر رستم خو نے دیا بلکہ ایک ایک خواص تک نے ملکہ کے تالیف قلب کے واسطے اپنی حیثیت کے موافق انعام دیا اسکے بعد اور عاشقانہ چیزین گانا شروع کین غزل

غزل

یاری تجہسے کیا کی پیدا اہرک سے یارانہ چھوٹا
احباب چھٹے اغیار چھٹے سر اپنا بیگانہ چھوٹا
غمنوش جدائی جبسے ہوئی غم کہا کے سکے خون پیکے جیے
کہانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا
کس مست سے ساقی آنکھ لڑی بے مے پیئے کیفیت یہہ ہوئی
اس ہاتھہ سے بوتل چھوٹ پڑی اوس ہاتھہ سے پیمانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تہا نہ مذہب بادہ پرستی تہا

جب سے کہ چھٹا اک متوالا اوسدن سے پیمانہ چھوٹا
بیڑی جو تری منت کی پڑہی ہوپنچا اثر اسکا اوسجا بھی
وہ قید جنون اوس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
کل کہتے تہے ہم کچھہ حال دلی اونپر بھی تہی محویت طاری
اس لطف مین یاد نہین کچھہ بھی کسجا سے وہ افسانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تہا تیرا ایمان اسکا اوسکا لیا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
تہا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھہ لیا
کیون آگ مین اپنے جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا الفت مین جو اس دلسے ہوا
اک بت سے بڑہا کچھہ ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

یہہ غزل اس رنگ سے اک نازنین نے گائی کہ اسکندر رستم خو اور ملکہ ماہ سیما کا تو کیا ذکر ہے اسکی انیسین جلیسین جسقدر بیٹھی تہین سب بے اختیار ہوگئین بے اختیار منہ سے واہ اور دلسے آہ نکل گئی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اور ملکہ ماہ سیما اور اسکندر رستم خو کی تو ہچکیان بندہ گئین بعد کچھہ دیر کے مصلحتاً یہہ جلسہ برخاست کردیا طناز اسوقت مین نہایت ہوشیاری سے کام لے رہی ہے ورنہ خدا جانے ان دونون کی کیا حالت ہوتی اب یہان تو دن عید اور رات شب برات ہے ایک دوسرے کے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہے نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبا انتہا یہہ ہے کہ ملکہ ماہ پارہ کا خیال بھی کم ہوگیا ہے لیکن جفائے چرخ دوار نے وہی سامان کر دیئے کہ جنکا خوف دونونکو تہا یعنے جس روز بادشاہ شکار سے واپس آیا تہا محل مین جاکر آرام کیا دوسرے روز چوبدار کو بہیجا کہ صفدر شیردل کو بلا لائے چوبدار نے جاکر عرض کی کہ وہ نہین ہین بلکہ ملازمین یہہ بیان کرتے ہین کہ جب سے ہمراہ حضور کے شکار پر گئے تہے یہان واپس ہی نہین آئے یہہ سنکر بادشاہ کو تردد ہوا کہ نہ معلوم یہہ کہان چلے گئے شاید فقیر کے پاس نہ گئے ہون لوگ برائے دریافت حال شاہ قلندر کوہ نشین پاس بھی گئے تو انہون نے بھی کہدیا کہ بابا وہ جسدن سے یہان سے تشریف لے گئے پھر نہین آئے اب بادشاہ کو یہہ خیال گذرا کہ وہ گلستان ارم جانیوالے تہے کہین نہ چلے گئے ہون لیکن یہہ کیا حرکت کی کہ نہ اطلاع لی نہ ملے سچ ہے کہ آدمزاد نہایت بیمروت اور کج خلق ہوتے ہین انکی دوستی بندر کی آشنائی ہے ہر طرف تلاش کرکے خاموش رہا اب کوئی تلاش بھی نہین کرتا خیال بھی جاتا رہا ایک روز حسب الاتفاق نگار شاہ پسر ملک اخضران پریزاد واسطے شکار کے گیا ہر طرف تلاش کی لیکن صید نہ ہاتہہ آیا تہک کر اک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھہ رہا اور مصاحبین تو چھوٹ گئے ہین لیکن توحید سربلند اسکے ہمراہ ہے یکایک تشنگی نے غلبہ کیا اور ہر چہار طرف دیکھا کوئی چشمہ و چاہ نظر نہ آیا خیال مین گذرا کہ یہان سے باغ ملکہ ماہ سیما کا قریب ہے وہین جاکر

دم بہر آرام لینا چاہیئے یہہ سوچکر توحید سربلند سے کہا اوس نے کہا کہ بہت مناسب
ہے غرضکہ دونوں پشت مرکب پر بیٹھکر باغ ملکہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت نگارشاہ
دروازہ باغ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور آواز غنا آرہی ہے اسے خیال
گذرا کہ آج نئی بات ہے اس صحرا مین آنے جانے والا کون ہے جس کے خیال سے
دروازہ بند ہے اور اگر کوئی آئے بھی تو سب جانتے ہین کہ یہہ باغ دختر بادشاہ کا ہے
اور وہ یہان رہتی ہے اتنی مجال کسکی ہے جو اسطرف کا رخ بھی کر سکے نہ آجتک ایسا
کبھی ہوا تھا کہ دروازہ بند رہتا اکثر مین اسطرف آیا ہون تو دروازہ باغ کو کھلا پایا
ہے نہ وقت شب کا ہے کہ یہہ سمجھا جائے کہ احتیاطاً چورون کے خوف سے دروازہ بند
کرلیا ہے اس مین کچھہ نہ کچھہ بھید ضرور ہے اسے دریافت کرنا چاہیئے اس لئے کہ آج مینے
والدہ ماجدہ سے سنا تھا کہ لڑکی پندرہ روز کے بعد سلام کو آئی تھی تو کچھہ عجب حالت تھی
اوسکی کہ رنگت زرد پڑگئی ہے منہ تُت کیا ہے نقشہ بھی بگڑگیا ہے اور طرہ اوسپر یہہ کہ یا تو
چوتھے دن صبح سے آتی تھی اور شام کو جاتی تھی اپنی ہجولیون سے چہلین رہتی تھین یا آتے
ہی جانیکا تقاضا شروع ہوگیا اور نہ وہ شان مزاج ہے نہ نفسی نہ مذاق یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ یہہ وہ لڑکی ہی نہین رہی چپ سی لگ گئی تو اے توحید سربلند اونکے منہ پر مین کیا کہتا
لیکن یہہ سب علامات تو ایسے ہین کہ کہتے غیرت آتی ہے خیر منہ سے نکالنا تو فضول ہے
اس لئے کہ اگر خلاف اوسکے ظہور مین آیا تو اک بری بات کا منہ سے نکالنا کیا ضرور
ہے اور صحیح ہوا تو جیسا کچھہ ہوگا ابھی دیکھہ لیا جائیگا توحید سربلند نے جو دیکھا کہ شاہزادہ
کچھہ کہتے کہتے پھر رک گیا اس نے بھی بات کو اولجھاوے مین ڈالدیا اور اک غیر مفید
جواب دیکر ٹالدیا کہ جیسا مناسب جانئے ہمین ان امور مین کیا دخل ہے سنتا ہون
شہریارون کے جھگڑے وہی ان باتونکو چاہے اولجھائین چاہے سلجھائین بقول شخصے
رموز مملکت خویش خسروان دانند ہمکو کیا معلوم زبان سے اچھی نکلے بری نکلے نتیجہ اوسکا
کیا پیدا ہو اس سے ایک خموشی سو بلا ٹالتی ہے مصرع خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید +
توحید تو بس اتنا ہی کہکر خاموش ہورہا اور نگارشاہ نے کمند ماری اور دیوار باغ پر چڑھکے
جھانککر دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ صفدر شیردل ملکہ ماہ سیما کے گلے مین ہاتھہ ڈالے
ہوئے سیر باغ کررہا ہے پیچھے پیچھے انیسین جلیسین ساتھہ ہین بس یہہ دیکھتے ہی آنکھون مین
نگارشاہ کی خون اوتر آیا اور آواز دی کہ او آدمزاد نمک حرام یہہ کیا حرکت ہے نگارشاہ
کی آواز سنتے ہی سب عورتین تو بھاگین انہین ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ اب
ناک چوٹی کی خیر نہین ہے ملکہ کو سکتا سا ہوگیا ہاتھہ پاؤن کانپنے لگے طناز اک درخت
کی آڑ مین ہوگئی لیکن صفدر شیردل نے کہا کہ اے نگارشاہ بس زبان سنبھالکر گفتگو کرنا
اسلئے کہ مین تمہارا اسقدر لحاظ کرتا ہون جیسا کچھہ سمجھتے ہو ایسا نہین ہے اندر آؤ اصل
واقعہ سنو مجھسے زبان نہ لڑاؤ ایسا نہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے تو پھر اوسوقت مجھے کسیکا
خیال نہوگا مین قسم کھاتا ہون پروردگار عالم کی کہ اسوقت تک مجھے اور ملکہ سے پاک محبت
ہے اسکے دامن عفت کو ہاتھہ بھی نہین لگایا ہے اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اپنی

بہن پر اتنی بڑی تہمت رکھتے ہو جو کسی غیر کے واسطے بھی زیبا نہین یہہ سنا تھا کہ نگار شاہ نے دیوار پر سے کود کر دروازہ باغ کا کھولدیا اور توحید سربلند کو بھی اندر باغ نے بلا لیا اور کہا کہ جب یہہ نوبت بہم پہونچی کہ اک غیر جنس کے ہاتہہ اس نے اپنی آبرو دی تو تم کوئی غیر ہو تم سے کیا پردہ اور اب یہہ گیسو بریدہ کیا میرے ہاتہہ سے زندہ بھی بچ کر جائیگی کہ یار کے ساتہہ مزے کرے مین بغیر ان دونون کو مارے نہ رہون گا اور صفدر شیردل کو آواز دی کہ مجھسے باتین بناتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے پاک محبت ہے اور تیرا لحاظ کرتا ہون اگر میرا لحاظ کرتا تو کیا کوئی اور پریزاد تجھے نہین ملتی تھی کہ میری بہن کو تو نے آوارہ کیا اور پاک محبت اسیکا نام ہے کہ گلے مین ہاتہہ ڈالے پھر رہا تھا آٹھہ دس روز سے تو غائب تھا کہان کہان تیری تلاش نہین ہوئی لیکن کہین پتا نہ لگا او چور تو یہان چھپا بیٹھا تھا اور اب تک پاک محبت کا دعوی ہے لیکن یہہ ممکن ہے کہ آگ اور باروداایک جگہہ رہین اور فساد نہ برپا ہو یہہ کہتا ہوا صفدر شیردل کیطرف چلا صفدر شیردل نے جو اسکو بارادہ فساد اپنی طرف آتے دیکھا ملکہ کو تو ہاتہہ سے ہٹا دیا اور خود آگے بڑہکر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے ذلت تیری تقدیر مین ہے اگر ہم بد تھے تو تیری بہن کیون بد ہوگئی اوسے نہ ردگا نگار شاہ نے کہا دیکہہ تجھے قتل کرلون تو اوسے بھی سزا دون یہہ کہکر قریب پہونچتے ہی تلوار ماری صفدر شیردل نے ہاتہہ بند دست پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ نگار شاہ اوندہے منہ آرہا بس دوسرے ہاتہہ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے یہہ دیکھتے ہی توحید سربلند جھپٹ پڑا اور کہا اے صفدر شیردل یہہ شاہزادہ ہے بہوتر سے کا پلا ہوا یہہ لڑائی بھڑائی کو کیا جانے بس اسکو چھوڑ دے اور مجھسے سامنا کر ہر چند کہ مین چاہتا تھا میرے تیرے مقابلہ ہو اس لئے کہ تو بھی اک مرد بہادر ہے اپنے جثہ سے زیادہ جرات و ہمت رکہتا ہے اور مجھے تیرے ساتہہ اک قسم کی محبت ہوگئی تھی مگر تو نے تو غضب کیا کہ ایسے نالائق حرکت کی کہ کوئی نگرتا اپنے ولی نعمت کی لڑکی کو خراب کیا بس ہوشیار ہوجا کہ تو لائق سزا ضرور ہے اب تجھے باندہ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا ایک وقت وہ تھا کہ میرے ہی بدولت تجھے بادشاہ نے کس عزت سے کہ خاص وزیر اعظم تجھے پیشوائی کرکے لایا آج ویسی ہی ذلت سے جائیگا یہہ سنکر قریب آیا صفدر شیردل نے کلائی نگار شاہ کی مڑوڑ کر تلوار تو چھین لی اور نگار شاہ کو چھوڑ دیا سبب یہہ تھا کہ تلوار بھی صفدر شیردل کے پاس نہتی اس لئے کہ سیر چمن کے وقت اسلحہ جنگ کا کیا کام ہے سکا وہم بھی نہتا کہ یہان ایک ایک خار کا وشن پیدا کریگا ایک ایک گل خار کہائیگا نگار شاہ تو چھوٹتے ہی علیحدہ کھڑا ہو رہا اور توحید سربلند نے آواز دی کہ وار کر صفدر شیردل نے جواب دیا کہ نہین جانتا ہین مسلمان ہون اور اہل اسلام پیشدستی نہین کرتے ہین اگر حافظ حقیقی تیرے ضرب سے بچائیگا تو خیر دیکھا جائیگا توحید نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تیری دامنگیر ہے لے اسے یہہ کہکر نیزہ مارا اسکندر رستم خو نے نیزہ اسکا تلوار سے مانند خیار کے قلم کیا توحید نے کہا تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ماری صفدر شیردل نے وار تیغہ آبدار کا پشت شمشیر پہ روک کر اپنا وار کیا اسنے سپر پر روکا اسیطرح کئی

ضربون کی ردوبدل ہی آخر جھنجھلا کر توحید نے تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو فن سپہگری
کو اچھی طرح جانتا ہے خیر اب تیرا اور علاج ہے تو یون نہ مانیگا تجھے کشتی لڑکر باندھونگا اور مجھے منظور
بھی یہی تھا کہ تجھے زندہ اسیر کرکے لیجاؤن تاکہ تو اپنی ذلت اپنی آنکھون سے تو دیکھے گرچہ فن کشتی کا کیا ٹھیک
ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ہاتھ سے پھینک دی اور صفدر شیردل سے لپٹ پڑا صفدر شیردل نے بھی تلوار پھینک دی
اور ہاتھ گریبانمین ڈال بازو در بغل کشمکش کے ہونے لگے کبھی یہہ اوسے کھینچ لاتا ہے اور کبھی وہ اسے کھینچ لاتا ہے
جب دیکھا زور بھی برابر ہے ہوئے اور کام نہ نکلا توحید سربلند نے داؤن پیچ کرنا شروع کئے لیکن صفدر شیردل نے
کوئی پیچ نہ چلنے دیا اور برابر کل بکل جواب دیا اب نگار شاہ تو الگ تماشا دیکھ رہا ہے اور ملکہ علیحدہ کھڑی ہوئی
دلمین دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا اس دیو سے سکندر کو بچا مین تجھے واسطہ دیتی ہون اسکے رسول مقبول کا
کہ تو سکندر کو فتحیاب کر نگار شاہ نے جو دیکھا کہ یہہ دونون تو مصروف جنگ ہین یہی موقع ہے ملکہ کا سر کاٹ
لینا چاہئے بس تلوار لیکر ملکہ کیطرف جھپٹا کہ او شوخ دیدہ کمبخت پریزہ تجھی مزا ہے کہ تجکو تیرے باپ کے سامنے قتل
کرون بس یہہ ارادہ ہو نگار شاہ کا سکندر نے دیکھا اور آواز دی کہ او نامرد کیا کرتا ہے عورت پر ہاتھ اوٹھاتا ہے اور
پھر سامنے نگار شاہ نے کہا کر کیا ہو تو روک لے بس یہہ سنتے ہی سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور جوش شجاعت مین
کمربند توحید سربلند کا پکڑکر جسطرف نگار شاہ جا رہا تھا اوسیطرف ریل کر پیلا اور ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ بلا ادھر
قتل آتا ہی بھاگ کر سکندر و توحید سربلند کی آڑ مین چھپی اور توحید و سکندر بیچ مین آگئے یہان نگار شاہ جبتک
ملتے جھپٹے سکندر نے نعرۂ اللہ اکبر جگا سے جھپکر جو زور کیا توحید کا ہاتھ پر لنگر لیا اور کہا کہ اب تو سربلند
ہو بس داہنے ہاتھ پر تو اسے تانے ہوئے تھے بایان ہاتھ کمر مین نگار شاہ کے ڈالکر اسکو بھی اوٹھا
لیا لیکن فوراً کمربند ٹوٹا اور نگار شاہ گرا بس یہہ زور دیکھکر اس کے جی چھوٹ گئے اور اوٹھکر
کپڑے جھاڑتا ہوا بھاگا سکندر نے آواز دی کہ اب کیون نہین اسکو قتل کرتا نگار شاہ ایسا
خفیف ہوا تھا کہ کچھ جواب نہ دیا اور بیٹھکر پشت مرکب پر روانہ ہوا چلتے وقت اتنی آواز دی
تہی کہ دیکھہ پلٹ کر نہ آئیگا خیال کرتا ہون فرمایا جا جو تیرے بنائے بنے وہ کر لینا توحید سربلند نے
شاہزادہ کی یہہ جرأت و طاقت دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہو گیا عرض کی امان فرمایا بشرط ایمان
اس نے کہا کہ قبول سکندر رستم خو نے اسکو ہاتھ سے چھوڑ دیا توحید نے عرض کی کہ جو آپکے دین مین
آئے وہ کیا کہے فرمایا میرے تمہارے دین مین کوئی فرق ایسا نہین ہے آدھے مسلمان تو ہو تم
یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو قائل ہی ہو ایک کلمہ اور کہو کہ محمد رسول اللہ توحید سربلند اسیوقت
کلمہ پڑھکر از سر نو صدق دل سے مسلمان ہوا لیکن عرض کی کہ اے شہریار عالی یہ وقت
کو غنیمت جانئے اور شاہزادی کو ہمراہ لیکر یہان سے نکل چلئے سکندر یہہ سنکر ہنسنے لگا اور
اور فرمایا کہ اے توحید تمہارے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ نگار شاہ جو یہان سے
گیا ہے جا کر باپ سے کہیگا اور وہ فوج لیکر آئیگا عرض کی کہ یہہ ضرور ہوگا فرمایا پھر کیا
پروا ہے تم نہین جانتے کہ مین بیٹا کس شخص کا اور پوتا کس بہادر کا اور پرپوتا کسکا ہون
جس نے ہرمزوق فرنگی کو بارگاہ مین لشکر مع تخت اوٹھا لیا تھا اے توحید سربلند تو بھی
جو اخضران شاہ کو بھی بیٹے مع تخت نہ اوٹھا لیا ہو یہہ ولولے دیکھکر توحید ہزار جان سے
نثار ہو گیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہہ سب بجا اور درست ہے لیکن سورما جنہا بہاڑ نہین
ہوتا ہی ایک کی دو دو اور اوسکے ساتھ پہلوان نامی وگرامی بھی ہین دو لاکھ فوجکا مالک ہے

کس کس کو قتل کیجئیگا اور بادشاہ تک پہونچیگا کسطرح سکندر رستم خو نے کہا کہ اگر تمکو اپنی جان عزیز
ہے تو یہان سے چلے جاؤ مین سمجھ لونگا جسکا بوجھ ہوتا ہے وہی خوب اوٹھاتا ہے تم مجکو بے
بزدل بنائے دیتے ہو توحید نے دیکھا کہ تیور بدلے ہوئے ہین اب کچھ کہونگا تو آئی گئی میرے
ہی سر ہو جائیگی خاموش ہو رہا اور عرض کی کہ مجھے اپنی جان عزیز نہین ہے جیسا آپکے
مزاج مبارک مین آئے وہ کیجئے جو خدمت مجھسے ہو سکیگی مین بھی بجا لاؤنگا یہہ کہکر خاموش ہو رہا
ملکہ نے شکر خدا کیا اور سکندر کو ساتھ لئے ہوئے قصر مین آئی طناز نے کہا کہ اے
یہہ کوئی خوشی کا محل نہین ہے دیکھنا تھوڑی دیر مین کیا قیامت برپا ہوتی ہے
بھائی تمہارا باپ کے سامنے جسوقت یہان کا واقعہ بیان کریگا اوسوقت اوسکی
کیا حالت ہوگی مع فوج آکر محاصرہ کرلیگا اوسوقت یہہ اکیلے کیا کرینگے بس معلوم ہوگیا
کہ تقدیر مین اتنے ہی دنون کی راحت تھی اب زمانہ خلاف آگیا خدا ہی اس بلا سے
نجات دے مرد وا تمہارا ایسا جبلی ہے کہ جو ذہن مین آجاتی ہے وہی کرتا ہے
کسیکی کب سنتا ہے توحید سربلند نے اچھی صلاح دی تھی کہ ملکہ کو لیکر نکل چلئے اوسکا
جواب سنا کہ کیا دیا انتہا کی جہالت مزاج مین ہے ملکہ نے کہا جس خدا نے
اب فتحیاب کیا وہی ظفر دینے والا ہے دل تو میرا بھی دھڑک رہا ہے اب یہہ
لوگ تو یہان اس انتشار مین بیٹھے ہین اور وہان نگار شاہ کی سنئیے کہ اوسی
طور سے گرد مین آلودہ لباس پارہ پارہ با حال خراب پہلے تو اپنے لشکر مین
پہونچا لوگون نے ہر چند پوچھا کہ یہہ حالت آپکی کیونکر ہوئی بیان کیجئے کہ
خاک اوسے زندہ خاک مین توپ دین نگار شاہ نے کچھ بیان نہین کیا اور سیدہا
ملک خسروان پریزاد کے پاس آیا خسروان شاہ یہہ حالت دیکھتے ہی پریشان
ہوا پوچھا یہہ کیا حالت ہے بیان کر نگار شاہ نے کہا کہ کیا عرض کرون تو ہم مشکل ورنہ تو ہم
مشکل ملکہ ماہ سیما نہایت خراب نکلی صفدر شیردل اسکے باغ مین ہے اوسی نے میری یہہ
حالت بنائی بس یہہ سننا تھا کہ بادشاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی اسیوقت
حکم دیا کہ کہان ہے توحید سربلند کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور ایک لاکھ سوار
ہمراہ لیکر جائے اور سر صفدر شیردل کا اوس گیسو بریدہ سمیت کاٹ لائے نگار
شاہ نے عرض کی کہ حضور توحید میرے ہمراہ تھا اوسے بھی گھڑی بہر مین اوس
آدمزاد نے زیر کرلیا یہان تک تو مینے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا لیکن اب نہین معلوم
کہ وہ وہان قید ہے یا قتل ہوا یہہ سنکر بادشاہ اپنے جلسہ سے اوٹھ کھڑا ہوا
اور کہا کہ مجھے واسطے ہاتھہ کا کہانا حرام ہے جب تک قتل کرون صفدر شیردل کو
یہہ کہا حکم دیا فوج کو تیاری ہونے لگی گھنٹہ بہر نہ گذرا تھا کہ دو لاکھ سوار تیار
اور توحید سربلند کی جگہہ نگار شاہ کو سالار لشکر کرکے آپ تخت پر بعون اللہ ہو کر
برائے محاصرہ باغ ملکہ ماہ سیما روانہ ہوا وہان توحید سربلند کو ملکہ نے بھائی کا خطاب عنایت
فرمایا اور کہا کہ اب کچھ تدبیر کرو اسلئے کہ لشکر آتا ہوگا توحید سربلند نے عرض کی کہ جبتک میرے دم مین دم
ہے اوسوقت تک شاہزادے پر آنچ نہ آنے دونگا بشرطیکہ آپ دونون صاحب اپنے مقام پر رہین

اور علیحدہ نہ ہون اس لیئے کہ مین جدا جدا کیونکر حفاظت کر سکتا ہون اتنا ضرور ہے کہ فضل خالق
لشکر بادشاہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو مجھسے مقابلہ کر سکے لیکن اے شاہزادے مین کہان
تک قتل کرونگا یہ وقت مدد پروردگار کا ہے یہی باتین تھین کہ کڑکڑ کر کے گھوڑون کے
سمون کی آواز پیدا ہوئی پس ملکہ ماہ سیما کا دل دہڑکنے لگا لیکن سکندر رستم خو جلدی
سے تلوار کھینچکر اوٹھ کھڑا ہوا اور توحید سر بلند سے کہا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرو مین لشکر کا مقابلہ
کرتا ہون توحید نے عرض کی کہ یہہ نہین ہو سکتا ہے کہ مین آپ کو تنہا چھوڑ دون اور خود نہ لڑون
فرمایا کہ گھبراتے کیون ہو تم کو بھی لڑنا پڑے گا اگر ہم تم دونون لڑتے ہون گے تو ملکہ کی حفاظت
نہ ہو سکیگی ایسا نہو کہ سنگار شاہ اسکو قتل کرڈالے کیا مین وہ وقت بھول گیا جبکہ تلوار
کھینچکر وہ ملکہ کی طرف چلا تھا اور مین تجھسے لڑ رہا تھا اب اگر وہ پورا موقع پاوے گا تو کیا زندہ
چھوڑ دے گا توحید سر بلند نے عرض کی کہ اچھا آپ ملکہ کی حفاظت فرمائین مین لشکر سے مقابلہ
کرون فرمایا یہہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچے گا اس لئے کہ تم اتنے نہین ہو کہ دو لاکھ فوج
کے ریلے کو سنبھالو اور صفین توڑتے ہوئے اخضران شاہ تک پہونچکر بادشاہ کو قابو مین
کرو فوج کو کہان تک قتل کروگے ایسی لڑائیان یونہین سر ہوتی ہین کہ افسر کو قابو مین
کر لیا فوج خود ہتیار رکھدے گی اور اگر قتل کرے گی تو ہم پہلے ہی اوسکو مار ڈالین گے
توحید سر بلند نے عرض کی کہ یہہ حوصلے تو نہ ہم نے دیکھے نہ سنے حقیقت حال یہ ہی
کہ مین ایسا دعوی نہین کر سکتا ہان یہہ دعوی ضرور ہے کہ لڑکر جان فدا کردون کا مرتے
مرتے قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہ چھوٹے گا قدم پیچھے نہ ہٹے گا غرضکہ ملکہ کو اک حجرے مین
بٹھا لالطناز اور جتنے انیسین جلیسین اوس کی تھین سب اوسی حجرے مین گرد و پیش ملکہ کے
بیٹھی تھین اور توحید سر بلند مرکب پر سوار ہو کر دروازہ پر حجرے کے ٹہلنے لگا کہ جب یہان تک کوئی
آئیگا تو دیکھا جائیگا لیکن شاہزادہ رستم خو نے مرکب پر سوار ہو کر دروازہ باغ کا رخ کیا ملکہ شہزادے
کے دامن سے لپٹ گئی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ جو کچھ ہو تم بھی اسی حجرے کے دروازہ پر رہو اسلئے کہ جو کچھ
انجام ہو گا وہ پیش نگاہ ہو گا جسوقت تمہارے دشمنون کو زخمی دیکھونگی اپنی بھی جان دیدون گی جام زہر
پی لونگی تاکہ مجھے کوئی زندہ نہ لیجا سکے دم آخر حسرت دیدار بھی نکلجائے شعر آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے
سامنے + تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے + ملکہ نے اس طرح کے کلام کیئے دل بھر آیا
مگر فرمایا کہ اے ملکہ پریشان نہ ہو اوس خدا مین بڑی قدرت ہے تم جنگ کے معاملات نہین
جانتی ہو پس اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہان رہنے مین شکست ہے اور باہر نکل کر لڑنے
مین فتح کی امید ہے اور میرے حال کی خبر تم کو ملتی رہے گی ہان جس وقت مین اور
توحید سر بلند دونون قتل ہو جائین اوس وقت تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
یہہ کہکر روانہ ہوئے توحید نے عرض کی اے شہریار فوج کو پھیل جانے دیجیئے ابھی نہ
نکلیئے ورنہ سامنے کی لڑائی مین بادشاہ تک پہونچنا دشوار ہو گا اور جب فوج باغ کو
گھیرے گی اور پھیل جائے گی تو بادشاہ تک پہونچنا آسان ہو گا شاہزادہ سکندر
رستم خو نے رائے توحید سر بلند کی پسند کی اور تھوڑی دیر منتظر رہے اودہر نگار
شاہ نے لشکر کو آواز دی کہ چہار طرف سے گھیر لو ایسا نہ ہو کہ نکل جائے سوار گھوڑے

گرد اگرد ہر طرف گئے اور باغ کو محصور کر لیا جس وقت محاصرہ پورے طور سے ہو گیا اور ملک اخضران پریزاد کو بھی اطمینان کامل ہو گیا کہ اب کسی طرف سے نکل جانے کی راہ نہیں ہی تو آپ دروازہ باغ کی طرف متوجہ ہوا کوئی دس ہزار سوار اس کے تخت کو گھیرے ہوئے ہیں اور ایک پہلوان قوی ہیکل آگے آگے ابھی تخت بادشاہ کا قریب دروازہ باغ نہ پہونچا تھا کہ ارشاد پری نژاد نے دروازہ باغ پر گرز مار کر دروازے کو توڑا اور نہیب دی کہ او صفدر شیر دل کہاں ہے ارے کیا چوڑیاں پہنکر بیٹھا ہے کہ اب باغ سے نہیں نکلتا اگر وہیں آ کر تجکو نہ مارا تو نام اپنا ارشاد پری نژاد نہ پایا بس یہ سنتا تھا کہ اب سکندر رستم خو کو تاب کہاں تھی کہا خبردار ہو ہوشیار ہو کہ میں آپہونچا او ملعون چوڑیاں تو ہیں کہ ایک پر تو دو دولا کھ سے چڑہائی کی ہے دیکھ مرد میدان ایسے ہوتے ہیں جن کی تلوار لاکھ دو لاکھ ہی پر گھینچی لا ضرب بہادری کہے یہ کہتے ہوئے قریب ارشاد پری نژاد کے پہونچے بس ارشاد نے جو دیکھا کہ صفدر شیر دل مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ کر سامنے آ گیا ہی اس نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اس نے آواز دی کہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اے کہ یہ طمانچہ ہے اجل کا یہ کہکر گرز سر سکندر پر مارا سکندر نے ضرب گرز کو سپر پر روک کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ارشاد نے یوں ہیں گرز بلند کر دیا بس تلوار جو پڑتی ہے سر عمود کو مانند خیار تر کے دو کرتے ہی بانہ خود سے گزر کر کاسہ سر و صراحی گردن سے مثل قطرہ آب نکل کر صندوق سینہ کو کھولتے ہوئے اور شکم کو چاک کرتے ہوئے زین مرکب پر پہونچے اب جو سکندر نے جھٹکا ملا یا ایک مرکب دونوں کے چار ٹکڑے ہوئے اخضران شاہ تو یہ کاٹ تلوار کا دیکھکر گھبرا گیا بس اسے مار کر سکندر رستم نے نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم سکندر رستم خو نبیرہ جناب امیر حمزہ صاحبقران اب تو اخضران شاہ کے کان کھڑے ہو گئے اور پکارا کہ تو تو اپنا نام صفدر شیر دل بتلاتا تھا یہ نعرہ تو نے سکندر کا کیا سکندر نے جواب دیا کہ مردان عالم میں جتنے اوصاف ہوتے ہیں وہ سب نام ہو جاتے ہیں ابھی تو نے کیا سنا ہے اور بھی بہت سے نام ہیں ایک نام ہمارا دشمن کش بھی ہے اور ایک نام کافر کش ہے اسی طرح بہت سے نام ہیں تو اپنا مطلب کہہ ملک اخضران شاہ نے کہا کہ ایک نام تیرا آج سے محسن کش بھی ہوا سکندر نے جواب دیا کہ اگر میری زیادتی ہے تو میں محسن کش ہوا اور اگر تیری زیادتی ہے تو تو مہمان کش ہوا ملک اخضران نے کہا کہ تو باغ ملکہ میں بغیر میری اجازت کے کیوں گیا سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ کیا خوب بات ہی باغ ملکہ کا اور اجازت میں تجسے لیتا ملکہ خود مجھے لے گئی جب میں گیا کہا کہ ملکہ کا مالک کون ہے میں ہوں یا کوئی دوسرا شخص ہی کہا وہ میری دختر نہیں ہے جواب دیا کہ ملکہ جب تک نابالغہ تھی اوسوقت تک تمہارا اختیار تھا اب ملکہ اپنے دل کی آپ مختار ہے اور اے ملک اخضران میں قسم کہاتا ہوں اوسی خدا برحق کی کہ جس نے مجکو زور صاحبقرانی ورثہ میں عنایت کیا اور عصمت مردانہ بخشی ہے کہ ابھی تک میں نے ملکہ کو نظر بد سے نہیں دیکھا ہاں اوس حالت دیکھکر البتہ مجھ سے

یہہ نہ ہوسکا کہ اوسکو بدو دانستہ جان دینے دون اور مین خبر نہ لون جو میرے واسطے جان دی مین اوسکے واسطے جان عزیز کردون اخضران شاہ نے کہا او دغا باز پر فریب بازیان کسی اور سے کر مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایک لڑکی کی باتون مین آجاؤن کیا کبھی میرا یہہ سن تھا مین نے ایسے حرکات نہین کیے تمام سرد و گرم عالم سے مین آگاہ ہون سکندر نے جواب دیا کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو بھی سمجھتا ہے اگر میرا ایسا ہوتا تو مجھپر تہمت نہ رکھتا اور اگر جب تھا تو اب انشاءاللہ ملکہ سے عقد کرونگا بس یہ کہتا تھا کہ ملک اخضران پسینے مین غرق ہو گیا کہا ارے کیا دیکھتے ہو یہہ مجھ سے زبان لڑاتا ہے اور ایسی ایسی بدزبانیان کرتا ہے مار لو اس کو جانے نپائے بس یہہ سنتا تھا کہ چار جانب سے فوج نے نعرہ کیا اور سکندر پر تلوار برسنے لگی سکندر نے جوہر کب کو اشارہ کیا مانند بجلی کے کوندکر تخت ملک اخضران کی طرف چلا لوگ سد راہ ہوئے لیکن جس پر ہاتھ تیغہ آبدار کا پڑ گیا معہ راکب و مراکب چار ٹکڑے ہوئے اخضران شاہ برابر فوج کو ترغیب دیرہا ہے اور فوج سکندر پہ ہجوم کیے ہوئے ہے صدائے بگیر و بزن بلند ہے سکندر یہہ ہی ایسا بہادر ہے کہ اکیلا سب کو جواب دیتا ہے جو قریب آیا ایک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک کو گرایا اور دس کو ریلتا ہوا آگے بڑھ گیا یہان تک کہ قریب تخت اخضران شاہ کے پہونچکر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا ملک اخضران کے للکارنے سے فوج یورش تو کرتی ہے مگر کیا تاب ہے کسی کی کہ سکندر کو روک لے جو بڑھا ایک ہاتھ مین دو ہوا کہنی سے خون ٹپکتا جاتا ہے پوشاک سرخ ہو گئی ہے دروازہ باغ سے تا تخت اخضران بہزاد کی لاشون کی ٹیکری بنادی ہے گھوڑے کو تل صحرا کی طرف بھاگے جاتے ہین دیکھنے والے کہہ رہے ہین کہ سبحان اللہ کیا بہادر ہے کہ اتنی بڑی فوج سے کس بشاشت کے ساتھ لڑ رہا ہے اگر اتفاقیہ کوئی زخم اوچھا سا پڑتا ہے تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ پارہ کو آگ دکھادی حوصلہ دونا ہو گیا کبھی ہمت کو نہین ہارتا بس جاتے جاتے پہونچ زیر تخت پہونچکر بائین ہاتھ پر تخت کو لیا اور یا حیدر کرار کہکر جو زور کیا معہ تخت اخضران بہزاد کو اوٹھا لیا اور سر پر پکڑکر آواز دی کہ بتا کہان پھینکون اخضران شاہ جست کر کے تخت سے علیحدہ ہوا سکندر کے دل مین آئی کہ یہی تخت اسپر کھینچ مارون پھر کچھ خیال آگیا اور تخت کو پھینک دیا قریب اخضران شاہ کے پڑا اخضران نے چاہا کہ ضرب کو سکندر پر ختم کرے کہ نیچے کردون بس سکندر نے جو یہہ ارادہ فاسد اس کا دیکھا فوراً زین خالی کیا اخضران شاہ نے تلوار ماری سکندر نے وار پر نظر ڈالی اور آتی تلوار کو خالی خیال مین رکھکر جھپکی دی کہ تلوار تو پیٹ پڑی بس ایک ہاتھ سے کلائی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے بند کمر کو پکڑ کر بائین اوٹھا لیا لوگ دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے چھین لین جس نے تلوار اوٹھائی سکندر نے اخضران شاہ کو بجائے سپر کے لیا اور کہا کہ لگاؤ ہاتھ اب اہل لشکر کیا کرین مجبور ہوئے ملک اخضران نے دیکھا کہ نہین قابو نہین اس کے آگیا پکارا کہ امان فرمایئے

قبضہ زیبا ان کہا قبول ہے سکندر رستم تو نے بادشاہ کو جھٹکے سے زمین پر چھوڑ
دیا اب اخضران شاہ نے فوج کو منع کیا اور سکندر کو ساتھ لیے ہوئے داخل باغ
ہوا دیکھا اہل لشکر نے تمام باغ کو پامال کر ڈالا ہے اوس حجرے کی طرف بلوہ کر رہے
ہیں جہاں کہ سکندر ملکہ کو چھوڑ کر گیا تھا اور توحید مہر بلند سب کو روکے
ہوئے ہے ہر چند کہ زخمی خود بھی ہوا ہے مگر برابر لڑ رہا ہے اور نگار شاہ فوج کو
ترغیب دے رہا ہے اور دور کھڑا ہوا ہے توحید مہر بلند اگر حجرہ کے پاس سے
ہٹتا ہے تو دشمنوں کا قابو ملکہ پر ہوا جاتا ہے اور اگر حجرے کی حفاظت کرتا ہے تو لڑائی کا
فیصلہ دشوار ہے اسلئے کہ اکیلا کس کس کو قتل کرے کیسے پسپا کرے جان
لڑا رہا ہے بس یہ حالت دیکھتے ہی سکندر نے ملک اخضران پریزاد سے
کہا کہ روکیے اپنے فرزند کو ورنہ مجھے تلوار کھینچنا پڑے گی کہ اک رتبہ
اخضران شاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے نگار شاہ بس کر لڑائی کا فیصلہ ہو گیا
نگار شاہ یہ سمجھا کہ شاید صفدر شیر دل مارا گیا اودھر ملکہ کو بھی یہی گمان گزرا
بس جیسے ہی اسے گمان اپنی گرفتاری کا ہوا جام زہر ہاتھ میں اوٹھا لیا چاہتی تھی
پی جائے کہ طناز نے اک ہاتھ مارا جام دور جا گرا کہا کہ بڑی نادان ہو اگر دشمن
اون کے قتل ہوتے تو حریف اپنی فوج کو لڑنے سے کیوں منع کرتا یقین ہے کہ کچھ
صورت معاملہ کی اچھی ہے ملکہ نے کہا دیکھا ایسا نہ ہو کہ میں گرفتار ہو جاؤں طناز
نے کہا کہ وصل دل دار مبارک ہو گرفتار ہونا کیا معلوم ہوتا ہے کہ سکندر نے
بادشاہ کو گرفتار کیا جیسے وہ مطیع ہوا اور ہم وزیر تمہارے وارث کا دروازہ پر برابر
لڑ رہا ہے کہ یکایک صدائے چقاچاق خنجر موقوف ہوئی توحید نے ہاتھ روک
لیا ہے مگر تلوار کھینچی ہوئی دروازے سے نہ ٹل رہا ہے کہ مبادا اس میں دھوکا
ہو دوست کے خلاف ہو جائے گا جب تک امانت سکندر کی اوس کے
حوالے نہ کر دوں گا اوس وقت تک ملکہ کی حفاظت سے باز نہ آؤں گا لیکن اور
وہاں نگار شاہ اپنے باپ کے قریب جو آیا دیکھا کہ سکندر رستم جو ساتھ
ساتھ ہے کہا کہ پسر تو ابھی زندہ موجود ہے اور آپ نے لڑائی کو ختم کر دیا اخضران
شاہ نے کہا اے نگار شاہ اب اطاعت اس کی تم پر واجب ہوئی اس
لیے کہ اس نے تاج و تخت مجھ سے چھین لیا اب یہ حاکم ہے اور تم محکوم ہو
اگر تم لڑے جاتے تو یہیں قتل ہو جاتا اس نے جان بخشی کی اب یہ محسن ہو چکے
ان پر تلوار اوٹھانا حرام ہے نگار شاہ یہ سنکر خاموش ہو رہا اب سکندر نے
کہا کہ پہلے لاشیں باغ سے اوٹھوا پھینکو اور اہل لشکر کو یہاں سے باہر کر دیجئے
اخضران شاہ نے حکم دیا اوسی وقت لاشیں اوٹھ گئیں کئی سو جوان توحید
مہر بلند نے قتل کیے تھے بعد اس کے اہل لشکر نے بھی باغ کو خالی کیا سکندر
بادشاہ اور پسر بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے قریب اوس حجرے کے آیا جہاں کہ
ملکہ تھی اور آواز دی کہ اے ملکہ تمہارے والد ماجد تشریف لائے ہیں او

اوسے تسلیم بجا لاؤ اخضران شاہ نے کہا کہ نامحرم موجود ہے یعنی توحید سر بلند اور آپ ملکہ
کو بلائے لیتے ہین سکندر نے جواب دیا کہ جب ملکہ اسکو بھائی کہہ چکین اور یہ بہن کہہ چکا تو اب پردہ
کیسا اور آپکے صاحبزادے سامنا کرا چکے باغ مین آکر سامنے ملکہ کے جو مجھسے لڑنے
توحید کو لڑوا آیا وہ زیر ہوکر سامنے ملکہ کے مطیع ہوا یہ خطا بھی اسی کی ہے جب سامنا
ہو چکا تو ملکہ نے بھائی کیا اور اسنے بہن کہا اب پردہ فضول ہے وہی ملکہ ہے جسے کہ دنیا
دیکھ چکا ہے یہ سنکر اخضران شاہ خاموش ہو رہا اور نگار شاہ نے گردن نیچی کرلی لیکن
ملکہ بسبب حجاب کے سامنے نہ آئی تھی کہ باپ کو کیا منہ دکھاؤن جب ملک اخضران
شاہ خود بخود حجرے مین داخل ہوا اور دختر کا ہاتھ پکڑکر اوٹھایا تو ساتھ آئی اب یہ سب
لوگ یعنی سکندر رستم خو ملکہ ماہ سیما ملک اخضران شاہ نگار شاہ توحید
سر بلند طناز وزیرزادی جسوقت یہ سب آکر قصر مین بیٹھے تو سکندر رستم خو نے
پھر ملک اخضران شاہ پر بڑا دسے کہا کہ ہر چند آپنے بڑی بھاری غلطی کی اور بغیر
سمجھے ہوئے اپنی دختر نیک اختر پر تہمت رکھی اور مجھے بدنام کیا لیکن اے بادشاہ
قرینہ تو آپ ہی کے خیال سے موافق تھا لیکن ہر شخص کو بدکار سمجھنا چاہیے نہ ہمارے بزرگون
سے کسی نے آجتک ایسا کیا نہ یہ ہمارے شیوے ہین خداوند کریم نے دنیا مین سب طرح
کے لوگ پیدا کیئے ہین کہ اون مین اچھے بھی ہین برے بھی ہین شعر نہ ہر زن زنست
نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + مین بھی قسم کہتا ہون اوسی پروردگار عالم
کی کہ جسنے مجھے اور تیری دختر کو دامن معصیت سے بچایا ہے کہ اسوقت تک ہم دونون
ویسے ہی ہین کہ جیسے قبل شناسائی کے تھے ملک اخضران نے کہا کہ بیشک آپ ایسے ہی
ہین اور اب یہ کنیز ہے اور تاج و تخت بھی حاضر ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم تاج بخش
ہین تاج گیر نہین ہین آپکا تاج و تخت آپ ہی کو مبارک رہے اخضران شاہ نے
کہا کہ اس کنیز کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ مین ضرور شادی
اپنی ملکہ کے ساتھ کرونگا لیکن اوسوقت تک مجبور رہون جبتک کوئی بزرگ نہ ملے اس لیئے
کہ ہمارے خاندان مین آجتک ایسا کسی نے کیا نہین ہے کہ اپنی شادی آپ کرلی ہو
ملک اخضران مجبور ہوا اور وہان سے رخصت ہوکر شہر مین آیا ملکہ کی مان سے
سب واقعہ بیان کیا اوسنے کہا خوش نصیب تمہارے کہ تم کو ایسا داماد ملا لیکن
اے بادشاہ یہ مناسب نہین ہے کہ اپنی شادی ہوئی نہین اور دونون یکجا رہتے ہین
اس مین بڑی رسوائی ہے اخضران شاہ نے کہا پھر مین اسے کیا کرون وہ راضی نہین
ہوتا کہتا ہے کہ جسوقت تک کوئی ہمارا بزرگ نہوگا ہم شادی نہ کرینگے ملکہ نے کہا اوسے میرے
پاس بلا لو مین راضی کرلونگی اخضران شاہ نے ایک چوبدار سکندر رستم خو کے
پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری ساس تمھین دیکھنا چاہتی ہین جسوقت چوبدار نے
آکر سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے طناز سے مشورت کی اوسنے کہا کہ جائیے
کیا مضائقہ ہے اوسیوقت سکندر سوار ہوکر روانہ ہوا جسوقت دردولت پر پہونچا اور خبر
ملکہ کو ہوئی اندر طلب کرلیا کہ اب مجھے کیا پردہ جب تم فرزند ہوگئے تو پردہ

پردہ کس بات کا رہ گیا غرضکہ سکندر رستم خو محل مین داخل ہوئے سیما اس کو سلام کیا
ملکہ نے سر سے پاؤن تک بلائین لین پاس بٹھایا سکندر سر جھکا کر بیٹھ گئے اب ملکہ نے
پوچھا کہ تمھین شادی کے بارے مین کیا عذر ہے اونھون نے وہی جواب دیا کہ جبتک میرا
کوئی بزرگ موجود نہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی شادی آپ کر لون ملکہ نے
کہا کہ اس کے سوا تو اور کوئی عذر نہین ہے سکندر نے جواب دیا کہ اور کوئی عذر نہین ہے
اب ملکہ نے کہا کہ مین کون ہون کہا آپ بھی بزرگ ہین کہا پس تو مین تمھاری شادی بھی
ماہ سیما کے ساتھ کرتی ہون اگر تم میرے فرزند ہو مین تمھاری مان ہون اور ماہ سیما بادشاہ
کی دختر ہے وہ اوس کی شادی کا بند و بست کرے اور مین تمھاری شادی کا انجام کرتی
ہون اب سکندر کو کوئی جواب نہ بن پڑا اس لیے کہ زبان ہار چکی ہین ملکہ نے اقرار
پہلے ہی لے لیا ہے کہ مین تو کیا کہون بس اوسی وقت سے سامان ہونے لگا اب
اخضران شاہ تو مع لشکر و سپاہ و ساز و سامان باغ ملکہ کے طرف روانہ ہوا اور ادہر
سکندر رستم خو کو محل شاہی مین رہنے کا حکم ہوا تیاری شادی کی ہونے لگی
تمام شہر آئینہ بند کیا گیا اور اول رسم مانجھے کی ادا کی گئی بعد اس کے ساچق مہندی آئی تک
کہ برات کی شب آئی آج کی تیاری قابل دیکھنے کی تھی کہ شہر سے باغ ملکہ تک دو رستہ
ٹٹر بندی ہوئی چراغان کی بہار نے بہار انجم کو شرما دیا بسبب کثرت روشنی کی رات دن
معلوم ہوتی تھی بارگاہ نوشاہ ایسی سجی ہوئی تھی کہ تیاری اوس کی دیکھنے سے تعلق
رکھتی تمام عزیز اخضران شاہ کے جمع تھے سکندر رستم کو دولھا بنا کر مسند پر
بٹھایا ہے ناچ ہو رہا ہے نکتی بھی پرستان کا پانچ پریان جھرمٹ کر کے ناچ رہی ہین اک
عجب سمان ہے لیکن ادھر تو سکندر کا دل پژمردہ ہو رہا ہے اس لیے کہ زبردستی کی
شادی ہو رہی ہے سکندر نے بہانہ کر کے ٹالنا چاہا تھا مگر بات بگڑ گئی فقرہ نہ بن پڑا
سبب یہ تھا کہ سکندر نے اور ملکہ ماہ پارہ دختر آسمان شاہ سے عہد ہو چکا
تھا کہ مین شادی تمھارے ہی ساتھ کرونگا ابھی خیال نے اس کو پریشان کر دیا تھا اگر
وہ سنے گی تو کیا کہے گی پہلے اوس سے عقد ہو لیتا پھر کچھ پروا نہ تھی اس طرح کے
خیالات دماغ مین چکر کھانے لگے ماہ پارہ کا تصور بندھ گیا دل بیچین ہو گیا کہ خدا
جانے وہ کس حال مین ہو گی جدائی مین اوس کی کیا صورت ہو گئی ہو گی ناچ اچھا نہین
معلوم ہوتا مگر ناچار ہین کیا کرین اوس طرف ملکہ ماہ سیما جب سے مانجھے بٹھائی گئی تھی
شاہزادہ کے پاس جانے کا حکم نہ تھا کئی روز گزر گئے تھے کہ سکندر کو نہ دیکھا تھا مثل ماہی
بے آب تڑپ رہی تھی سہاگنین گیت گاتی تھین غرضکہ اب وہ وقت آیا کہ برات سکندر
کی بڑی دھوم سے چلی وہ جلوس شاہانہ ماہی مراتب نیلان پرستانی پر ڈنکا بجتا تھا کثرت
جلوس سے یہ حالت تھی کہ نشان خانہ عروس تک پہونچ گیا تھا اور یہان ابھی دولھا سوار بھی
نہ ہوا تھا ہاتھیون کی کثرت سے تمام صحرا کالی بن معلوم ہوتا تھا اس کے بعد اونٹون کا تو
شمار نہ تھا تخت پر پریان رقص کرتے ہوئے سہرے پیرہن نقرئی طلائی ہوا سے
اوڑتے ہوئے پرستان کے باجے بجتے ہوئے دولھا اک مرکب پری پیکر پر سوار

سہرا منقش کا چہرہ پر عجب حسن دیتا تھا دیکھنے والون کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ آفتاب پر خطوط
شعاعی کے چلمن پڑی ہوئی ہے گھوڑا مثل عروس شب اول کے زیور سے آراستہ
نوشاہ خلعت پہنے ہوئے مرکب پر بیٹھا ہوا کیا شائستہ مرکب ہے بن بن کر چل رہا ہے
اہل شہر کا ہجوم ہے کہ بادشاہ کے داماد کو دیکھنا چاہیے کیسی صورت کا انسان ہے
کہ جس پر پریزاد شیفتہ ہوئی ہے جو لوگ اُن کو دیکھ چکے ہین وہ تو بیان کرتے ہین کہ انسان
نہین ہے بلکہ اوس کو ملک کہنا چاہیے جنھون نے نہین دیکھا ہے اشتیاق مین دوڑے
چلے آتے ہین جو دیکھ لیتا ہی سکتے مین رہجاتا ہے کہ خداوند کریم نے پردہ دنیا پر ابھی ایسے
ایسے حسین پیدا کر دیئے ہین کیونکر شاہزادی اس پر فریفتہ نہ ہو جاتی غرض کہ
سواری نوشاہ کے باغ مین پہونچے یہان سے مرد علیحدہ ہوئے خاص خاص لوگ
ساتھ ہین باقی عورتون کا ہجوم ہے کوئی بلائین لیتی ہے اور کوئی نثار ہوتی ہے کوئی
پانی وار کر پیتی ہے بیٹھے جھنتے چلے جاتے ہین یہان تک کہ اسی صورت سے حجلہ
عروسی کے پاس پہونچے اور ملکہ کی مان نے کہا کہ بیٹا آنکھین بند کر لو کہ عروس تمکو دیکھ
لے موافق رسم زمانہ کے سکندر نے آنکھین بند کر لین لیکن آنکھون کا بند کرنا اوسوقت
نہایت شاق گزرا اودھر طناز روز پریزادی نے کہا کہ ملکہ یہ رسم ہو گئی ہے آنکھ
کھول کر صورت شوہر کی اپنے دیکھ لو ملکہ ماہ پارہ جب سے نہلا کر بٹھائی گئی آنکھین بند
کیئے بیٹھی ہے بس اس نے آنکھون کو نیم باز کر کے جو دیکھا تو قریب تھا بسبب خوشی کے
بیہوش ہو جائے اس لیئے کہ آج تو سکندر رستم خو کے اور ہی شان ہے وہ شہانہ
جوڑا پھوٹا نکلتا ہے جی نہ چاہتا تھا کہ آنکھ بند کیجیئے مگر رسم دنیا سے مجبوری تھی ہنوز آنکھ
ملکہ کی کھلی ہوئی تھی اور نظر چہرہ سکندر رستم خو پہ جمی ہوئی تھی کہ کڑ سے بجلی کڑکی اور کڑک کر
اب جو گرتی ہے سکندر کو لیکر روانہ ہو گئے چمک سے برق کی آنکھین سب کی جھپک
گئی تھین اب جو دیکھا تو نوشاہ کو نہ پایا اک تلاطم ہو گیا کہ کوئی نوشاہ کو لے گیا دیکھنا
کون تھا کدھر گیا پریان عقب مین روانہ ہوئین لیکن نتیجہ کا پتا بھی نہ لگا سب کو سکتے کا
سا عالم ہو گیا وہ بزم شادی بزم غم ہو گئی اور صحبت عیش برہم ہو گئی ملکہ ماہ سیما نے تو
اک چیخ ماری اور اس کو غش آ گیا کہ یہ کیا ہوا اور مادر ملکہ ماہ سیما اپنے کو پیٹنے لگے
ملک اخضران شاہ بہت پریشان ہوا جنون کو ہر طرف دوڑایا کہ پتا لگائین کون لے گیا
اب ان سبکو اسی حالت پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان طبل بج چکا ہے پہلی میدان داری مین طوفان بن سرکش جادو وادیر گنجور رستاہ
مالک طلسم گنجورہ اسیر ہو چکے ہین لشکر اسلام مین صرف شاہزادہ مریخ آفتاب علم باقی
ہین ان کے لشکر مین تیاریان جنگ کی ہو رہی ہین اور مریخ آفتاب علم نے لشکر سے
بہت دور ہٹکر اک مارکی برپا کی ہے شبکو وہین چلے گئے ہین اور اپنا سحر جگانے مین مشغول ہین یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے صحبت انجم مین ابتری ہوئی افسون گر فلک نے رنگ انقلاب دکھایا کہ

سیاہی شب دور ہوئی اور سپیدۂ صبح کا نمودار ہوا اول اہل اسلام نے نمازون سے فرصت پا
فریضہ سحری کو ادا کیا سردار دربارگاہ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی کس جاہ و تجمل سے
نمودار ہوئی نقیب بولتا ہوا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی جلو مین تمام سرداران نامی و گرامی صاحبقران
پایہ تخت بادشاہ کو تھامی ہوئے آکر میدان کارزار مین پہونچے تمام لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ
دستہ فشون فشون آکر صف آرا ہوا ادہر شہنشاہ آفتاب علم نے اپنے لشکر کی صفین درست
کین اور خود بمرتبہ سرداری اک اژدر سحر پر سوار آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لشکر کفار نے
بھی صفوف قتال و جدال کو آراستہ کیا ساحر جانوران سحر پر سوار کوئی باز کوئی جھری کوئی
قمری وغیرہ پر جھولیان سحر کی کاندھون پر پڑی ہوئی قشقہ پیشانیون پر کھینچی ہوئی دف
اور زیر و بم بجتے ہوئے سنکھ پھنکتے ہوئے ترسول پر ترسول چمکتے ہوئے بہیرقین اوڑتی ہوئی
آوازین یا خداوندا لوان تاجدار کی بلند آگے آئے مہوت آسمان شگاف اور مولاج گرد
باد مرکبان سحر پر سوار کہ منہہ سے اون مرکبون کے شعلے نکلتے ہوئے جس وقت دونون
طرف صفین آراستہ ہوچکین قریب تھا کہ کوئی نہ کوئی عازم میدان کارزار ہو کہ دیکھا جانب
طلسم نرطاق سے اک ابر سیماب رنگ گرجتا ہوا اوٹھا معاذ اللہ آمد ابر سے اک زلزلہ سا پیدا
تھا گرج اور چمک دل ہلائے دیتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک دریائے سیماب ہے کہ بالائے ہوا
جوش مارتا چلا آتا ہے یہ آمد دیکھکر معلوم ہوگیا کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہے کہ یکایک قریب لشکر
کفار پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور اک ساحرہ مہیب پلنگ سحر پر سوار پیدا ہوئی پشت پر اس کی
چالیس ہزار ساحران غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان مخولیا کاندھون پر ڈالے ہوئے
نعرہ یا خداوندا لوان کے کرتے ہوئے پہونچے اور لشکر کفار سے ملحق ہو گئی اس ساحرہ کا کفار
نے استقبال کیا یہان سے ہرکارے برائے خبر روانہ ہوئے تھے دریافت حال کر کے عرض
کی کہ نام اس ساحرہ کا قہر نگاہ سر برہنہ ہے اس کے سحر کی پناہ نہین ہے بعد اس کے
ور اک ابر ط ویسی رنگ نمودار ہوا سب متحیر ہوئے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک وہ ابر
بھی قریب لشکر کفار پہونچکر شق ہوا اور اک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے اک جولی زربفت کی لگی ہوئی ماتھے پر تلک سیندور کا دیا ہوا
سن چودہ برس کا حسن قیامت کا دل فریب جادو نگاہ مین شوخی چتون مین فتنہ خیزی رفتار
مین اعجاز گفتار مین بانکپن طبیعت مین پشت پر سہیلیان ان کی بھی سن قریب قریب اسی کے
سب حسین اور نازنین صحرا روشن ہوگیا درحقیقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر سے اک چاند
ستارون کو ہمراہ لیئے ہوئے نکل آیا جس کی نظر اسکی صورت پر پڑی ہاتھ پاؤن مین سنسنی
ہونے لگی صاحبقران نے بغور اس کی جانب دیکھا کیئے سرداران لشکر اسلام کو سکتا سا
ہو گیا لیکن یہ پری جمال کبھی آکر لشکر کفار سے ملحق ہوئی اور قہر نگاہ سر برہنہ سے دوڑ کر
لپٹ گئی اور کہا کہ خالہ جان آپ خوب دھوکا دیکر چلی آئی تھین لیکن مجھے معلوم ہو گیا تھا
مین بھی آ پہونچی قہر نگاہ سر برہنہ نے اسکی طرف بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا کہ تو بڑی خود مختار ہو گئی
ہے ہم نے تو منع کیا تھا پھر تو کیون یہان آئی اس نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ تو خفا ہوتی
ہین ہماری محبت دیکھیے کہ ہم وزیر خداوندی متین کر کے اور اتنی دور سے تو آپکے واسطے

یہان آئی اور آپ کی نگاہ ہم سے پیری ہوئی ہے چلے تو قہر نگاہ نے کہا تھا کہ تو چلی جا لیکن جب
یہہ آنکھون مین آنسو بھر لائی تو قہر نگاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اور کہا کہ بیٹا یہہ میدان
جنگ ہے یہان دشمنون سے ہر وقت اندیشہ ہے مین نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام بلا کے
ہین اگر خدانخواستہ چشم زخم تیرے دشمنون کو پہنچا تو مین عظمت جادو کو کیا جواب دون گی اگر
تو نہین مانتی ہے تو خیر تیرے خوشی لیکن خبردار کسی نئے آدمی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دینا بہت
ہشیار رہنا یہہ کہکر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر کر داخل خیمہ ہوئے
ادہر سرداران لشکر اسلام اپنے خیمون کی طرف متوجہ ہوئے اوتنا دن تو گزر گیا جب شام
ہوئی بادشاہ اسلام نماز مغرب پڑھکر بارگاہ سلیمانی مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران
دنگال ناد عنبر پر بیٹھے اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے رتبہ کے موافق تحت دنوقاہین و پیش
دنگلون کرسیون پر جلوہ افگن ہوئے عیاران لشکر اسلام اپنے خشت زرین پر آکر کھڑے
ہو گئے خضران بن عمرو خواجہ ثالث کرسی ہفت پیکر پر متمکن ہوئے صاحبقران نے جس
وقت حیات جادو کو دیکھا ہے عجب کیفیت سے مریخ آفتاب علم سے فرمایا کہ آپ اس
ساحرہ کو جانتی ہین جو آخرین آئی ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ مین خوب اس سے
واقف ہون یہہ بھانجی ہے قہر نگاہ سر برہنہ کے اور بیٹی ہے عظمت جادو کے
سحر کی اس کی پناہ نہین ہے اس نے سات برس کے سن سے ایک سحر پر ریاضت کیا ہے
دوسرا سحر نہین جانتی لیکن وہ ایک سحر اس کا اس قیامت کا ہے کہ جو رو نہین ہو سکتا طریقہ
اس کا یہہ ہے کہ جس وقت حریف کے مقابلے مین جاتی ہے جب تک خاموش ہے اوس وقت
تک تو کچھ نہین لیکن ادہر اس نے لب کھولے اور کوئی بات منہ سے کہی بس ایک شعلہ اس کی
دہن سے نکلتا ہے اور مانند تیر شہاب کے سینہ سے پار ہو جاتا ہے اے شہریار مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ حریف نے سو سو سپرین سحر کی پیدا کی ہین کہ وار کو اس کے روکین مگر
نتیجہ نہوا اور وہ شعلہ تیر شہاب کے مانند سپرون کو اوڑاتا ہوا سینے سے گزر جاتا ہے اسی دعوی پر
یہہ طلسم مین آئی ہے اور یہہ لوگ وہ ہین جنہین زبان جادو وزیرا کوان کو تا حد کو کیسا ہے اور زمانہ ہے
کہ میرے ساحرون کا عالم مین جواب دینے والا نہین ہے اور یہہ گمان اوس کا بیجا بھی نہین ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ جو سن اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ اصلی ہے یا بزور سحر
یہہ بنی ہوئی ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اس کا یہی سن ہے اور حسن و جمال اس کا
تمام طلسم بیطاق مین مشہور ہے اور اس کی مان کے اور خالہ کے سحر کا تو جواب نہین ہے نہایت
زبردست ساحرہ ہین کہ ہر کس و ناکس ان کے مقابلہ مین منہ نہین کھول سکتا آئینہ اندام جادو
جس کو اپنے زور سحر پر دعوائے خداوندی تھا جب آپ کے خوف سے بھاگ کر اس طلسم مین داخل
ہوا ہے تو یہان کے ساحر اوس پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ساحرون کا نام خراب کیا ہے اور کس قوت
سے سحر یاد کیا ہے جب اوس کو یہان تعلیم سحر ہوئی ہے تو اب یہہ لوگ اوسے ساحرون مین شمار
کرنے لگے ہین ورنہ طفل مکتب سمجھتے تھے اور اے شہریار اس ساحرہ حیات جادو کے ایسا اطمینان
ہے کہ اوس کی مان باوجود اس سن و سال کے اور باوصف اس حسن و جمال کے کہ جو ہر دل عزیز کرتا ہے
جس کی اولاد ہے اوسے کسی قدر محبت چاہیے لیکن حریف کے مقابلہ مین بھیج دیتے مین جا ہے

جاتا ہے دشمن کیسا ہی زبردست ساحر کیون نہ ہو آج تک اس کا سحر کسی سے رد نہین ہوا ہے
یہ کلام سنکر عیاران نے باہم اشارہ کیے اور منہ پھیر پھیر کر کہا کہ ابھی جا کر مارے ڈالتے ہین کیا
حقیقت ہے ان جادوگرون کی لیکن کسی نے ان کے کہنے کو بالکل نہ سنا جس نے سنا بھی
تو اعتنا نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ اس کی خالہ کا کیا سحر ہے اور اس کو سحر عظیم کیون
کہتے ہین شاہزادہ بدیع آفتاب علم نے عرض کی کہ بالون سے اس کی ہزارہا جگنو پیدا
ہوتے ہین کہ جب یہ میدان مین آتی ہے اور حریف پر وار کرنا چاہتی ہے تو بال سر کے
کھول دیتی ہے اور جھٹکا دیتی ہے کہ بالون سے اس کے ہزارہا جگنو پیدا ہوتے ہین اور وہ بلند
ہو کر صورت انسانی پیدا کرتے ہین تلوارین اون کے ہاتھ مین ہوتی ہین وہی دشمن پر حملہ
کرتے ہین جس پر تلوار پڑتی ہے دو ٹکڑے ہوتے ہین یہ ایک جادوگرنی ایک لشکر سے
ساحرون کے تنہا مقابلہ کر سکتی ہے اس کا سحر نہین ہے بلکہ اک فوج ساحران طلسم بند ہے
اور اس کے اختیار مین ہے یہ سنکر صاحبقران نے سکوت کیا شاہزادہ بدیع آفتاب علم
نے عرض کی کہ حضور نہ پریشان ہون یہ غلام آپ کا ان مین کسی سے بند نہین شیخ شکستہ
خداوند کریم کے اختیار مین ہے لیکن دیکھیے گا کہ کیسا مقابلہ کرتا ہون کہ وہ بھی یاد کرے گی لیکن
اگر مناسب ہو تو ایک نامہ شہنشاہ جادوان ملک قیصر صاف باطن کو ہم لکھ بھیجیے میرا جی
چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے مقابلہ کا تماشا دیکھ لیتے اس واسطے کہ طلسم خاقانی کے سحرون
سے مقابلہ کرتا ہون ایک ساحر کا کام نہین ہے اگرچہ مجھے بھی یہ دعوی نہین ہے کہ مین فتح یاب
ہونگا لیکن اگر خدا نے چاہا تو ان ساحرون کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ فقط ہمین ہی ساحر نہین بلکہ
اس علم کے جاننے والے اور بھی ہین صاحبقران نے فرمایا کہ تمھین اختیار ہے مگر جانتے ہو
نامہ کا بھیجنا کیونکر ہے عرض کی کہ نامہ حضور تحریر کر دین بھیجنا میرا کام ہے مین اون الفاظ کو جو آپ
تحریر فرمائینگے نہین سمجھ سکتا اور آپ اس قدر جلد پہونچا نہین سکتے جتنی جلد مین نامہ پہنچا
دونگا فرمایا بہتر ہے وزیر کو حکم ہوا کہ فلان بادشاہ کے نام ایک نامہ تحریر کرو
حسب الحکم وزیر نے تحریر وہ کر کے سنا دیا صاحبقران نے کسی مقام پر کوئی نقطہ قلم زد کر دیا اور
کہین کوئی لفظ بڑھا دیا اصلاح فرما کر وزیر کو دیا وزیر نے نامہ صاف کیا اور خاص کر دیا صاحبقران
نے نامہ بدیع آفتاب علم کو دیا بدیع آفتاب علم نے اک طائر سحر کے ذریعہ سے روانہ کر دیا اتنا مین بڑھی سرکارون
کی گردن آندہ پیشی مین غرق حاضر ہوئے بعد دعا کے تسلیمات بادشاہی بجا لاکے عرض کی کہ
لشکر کفار مین طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہان بھی افضل یزدی و تابندہ ربانی بجی طبل
جنگی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ساحر اپنے اپنے سحر جگانے لگے مگر بدیع
آفتاب علم صاحبقران سے رخصت ہوا اپنے بارگاہ مین آیا اور سحر جگانے لگے لیکن
عیاران نمکحرام نے باہم چشمک کی کہ چلتے ہو سنا ہے کہ بزرگون نے بڑے بڑے کام
کیے کیسے جادوگرون کو مارا ہے ہم تم بھی قسمت آزمائی کرین یہ اشارہ آپس مین کر کے
اور اپنے اپنے خشت سے کود کر روانہ ہوئے بارگاہ سے نکل کر سب متفرق ہو گئے
اور اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے لیکن اول حال لشکر کفار کا سنئے کہ جیسے قہر نگاہ سحر پر سہم
اور خیالات جادو آئے لشکر مین خوشی ہے بہت آسمان شگافن اور مواج گردباد

جادو نے سامان دعوت مہیا کیا ہے نقارہ خوشی کا بج رہے ہین حیات سحر جادو سمندر سے اپنی
کنارے کے پاس پہنچی ہے بجلیان پہنچی ہین بہبوت آسمان شکاف بھی فوج کو دریا کے کنارے
پھرتے ہین احباب راحت فراہم کر رہے ہین لیکن جس وقت کیا [illegible] فراغ حاصل ہو چکا
اور محفل طرب کی تیاری ہونے لگی قہر نگاہ سر برہنہ نے بہبوت آسمان شکاف سے کہا کہ ہمیں
[illegible] شعبدہ و فراز دنیا سے آگاہ نہین ہے [illegible] لشکر اسلام ہم لوگون کے تاک
مین ہین مجھے اتنی دیر کی اجازت دو کہ مین ایک حلقہ بنا کر اسے بٹھاؤن بہبوت آسمان شکاف
نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اوسی وقت قہر نگاہ سر برہنہ جانب دریا روانہ ہوئے اور
چار سر کنڈے جھولی سے نکال کر زمین پر نصب کیے اور اون پر نیلا سوت [illegible] دیکے
لپیٹ دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اب جو دیکھا تو ایک قلعہ فولادی قائم ہو گیا کہ تین طرف
سے وہ بند تھا صرف دریا کی راہ کھلی ہوئی تھی کہ حیات جادو یہان [illegible] سیر کرے گی
شب بسر کرے گی جب صبح ہوگی تو میدان جنگ مین آکر مقابلہ کرے گی شب کو یہین رہا
کرے گی جب قلعہ تیار ہو گیا تو حیات جادو کے پاس آئی اور کہا کہ بی بی ہم نے
تمھارے لیے لشکر سے الگ دریا کے کنارے ایک قلعہ بنا دیا ہے اور سامان
راحت فراہم کر دیا ہے اپنی خوشی جاری کرو کہ رات وہین بسر کرو صبح کو میدان جنگ مین اگر
چاہیے مقابلہ کرنا چاہو تماشا دیکھنا ہے تمکو اختیار ہے حیات جادو نے کہا کہ بہتر اتنا کہنا تو مین
آپ کا کرتی ہون لیکن صبح کو مقابلہ مین ہی کرون گی قہر نگاہ نے کہا کہ ہان ہان یہہ تو مین خود ہی
کہتی ہون غرض کہ حیات جادو کو ساتھ لیا اور کچھ کشتیان لیکے اور نیر کشتی پوش [illegible] زرچوبی نہایت
نفیس پڑے ہوے شراب نہایت عمدہ عمدہ [illegible] رنگ زعفرانی رنگ ارغوانی رنگ ہر قسم کے
نہایت نفیس صراحیون پر بھیگے ہوے کپڑے پڑے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ عروس بیٹھی ہے
گویا دختر رز کی شادی ہوئی ہے ملکہ حیات جادو عجب ناز و انداز سے قہر نگاہ سر برہنہ
کے ہمراہ چلی جاتی ہے کہ جھٹ کر یہہ پھول توڑ لیا اوس درخت کے شاخ جھکا لی اور کہا
اچھے اچھے درخت اس جنگل مین ہین کہین سے ان کا بیج ملے تو مین اپنے باغ مین لگاؤن
مہندی ہاتھون مین رچی ہوئی پور پور چھلے انگلیون مین سر سر دیا ہوا اس طرح سے اٹھلاتے
[illegible] قلعہ مین پہنچے قہر نگاہ سر برہنہ جس وقت اس کو قلعہ مین پہنچا کر پھری ہے
اور اس سے [illegible] کرکے قلعہ کو نظرون سے پوشیدہ کر دیا اب تو کوئی یہان [illegible] آسکے گا
خود بہ اطمینان تمام اپنے لشکر مین آگئے اور سہ پہر وقت ہی تو [illegible] ہوئی وہان حیات جادو
نے جو قلعہ سے دریا کے سیر دیکھے عجب لطف ملا چاندنی کے عکس سے موجین زنجیر
[illegible] معلوم ہوتی تھین شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم + چاندنی مین دیکھ لو
[illegible] ملکہ حیات جادو نے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ کیا یہہ
[illegible] ہو جائے گی اونھون نے کہا کہ نہین ابھی سب کچھ ہوا جاتا ہے غرض کہ آئین
مین [illegible] اپنے سارنگی لی کوئی گانے لگی صحبت رقص و سرود گرم ہوئی جام چلنے لگا

غزل

یہ ہوش کہان دل کو ہو سمجھے کچھ ایسے کوئی کچھ کہتی ہین
ہر بات پہ کھنچتا ہے [illegible] دیکھا جب او دہر مار الستہ
اک بت سے ہوئی کیا یاد اللہ کچھ [illegible] دکھ درد یہ ہین
ان لوگون سے ہین تیر [illegible] جو [illegible] ہین

کیا جانے کوئی کیون روتے ہین ہم آتا ہے پسینا کیون تم کو
خیر آتا ہے جو کچھ ہونا ہے وہ ہو پہلے یہ خبر کیا تھی ہم کو
تم کہتے ہو فریاد نہ کر صبر آتے آتے ہین آخر کیون کر
جب ضبط کرون تمکین آنسو روکون تو نکلے اشک کوئی
کب تک دائی بہت یہ سکوت ہم ہم محو و فانی مجبوری ستم
اے ارزدی تقید جگر پیری ہین ہر جل مجھی کا ڈر

آنسو بہت سے ہین دل مین کچھ ہنستی ہین اور کچھ کہتے ہین
کرتے ہین تمنا وصل کی وہ ہجر [illegible] سہتے ہین
ہان ملتی ہے حبیب کی داد آخر تو ہم بھی نہین کچھ کہتے ہین
کیا [illegible] کا حال کیون [illegible] بہتے ہین
چپ رہ کے بہت تنگ آتے ہین ہم کچھ [illegible] کہتے ہین
[illegible] کو [illegible] باد سحر [illegible] چراغ بھی [illegible] نہین

اس طرح کی ؟ دو ایک غزلین ظلمہ نے سنی سنا تا ہو گیا ؟ جیون سے کہا کہ مخدوم یہ کیا بات ہے کہ لوگ گانے بجانے کا شغل دل بہلنے کے واسطے کرتے ہین مگر میری طبیعت کو تو پریشانی حاصل ہوتی ہے مجھ کچھ مین نہین آتا ہے کہ یہ لفظین کس قسم کا اثر رکھتی ہین میرے نزدیک یہ شغل صحبت ماتم کے واسطے رکھا ہوتا اس لیے کہ جی چاہتا ہے چیخین مار مار کر روؤن اون مین سے ایک آدھ کھیلی کھائی تھی اوس نے کہا ملکہ ابھی کیا جانو تم سے کسی سے دل لگایا ہوتا تو تمھین مزا اوسکا ملتا بقول شاعر شعر لطف مے تجھ سے کیا کہون اے زاہد + ہائے کمبخت تونے پی ہی نہین خیر اب تو میا ن آئی ہو سنا ہے کہ لشکر اسلام مین بڑے بڑے حسین جوان ہین کسی کی طرف تو طبیعت مائل ہو ہی جائے گی حیات جادو نے ہنسکے یا نیو یان چڑہائین اور کہا کہ ہم ان لوگون کو قتل کرنے آئے ہین یا اون سے محبت کرنے آئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل کسی پر آیا ہے میرے دشمن اون لوگون پر فریفتہ ہون دور پار چھائین پڑین ہیون مین سمندر اوس پار ایسا رنگ تیری جان کو لگے مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے اوسنے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا جب ایسا ہوگا تو جبک کرین تسلیم کر دلی ہی باتین تھین کہ دریا مین کچھ روشنی سی ہوئی حیات جادو اوس طرف دیکھنے لگی غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ دو چراغ سے روشن ہین اور روشنی اسی طرف بڑہتی چلی آتی ہے قیاس کرنے سے معلوم ہوا کہ کوئی کشتی چلی آتی ہے جب کچھ دیر گذری اور وہ روشنی قریب پہونچی تو دیکھا کہ ایک مور پنکھی دہارے پر چلی آتی ہے کیسی آراستہ ہے کہ سبحان اللہ سجاوٹ اوس کی مانند چشم معشوق کے ہے اور ایک نازنین ماہ جبین در در گوش مرصع پوش دریائے جوانی مین غوطہ مارے ہوئے برس بارہ یا تیرہ کا سن انتہائے سن طفولیت اور آغاز شباب دونون ملکر عجب قیامت عالم دکھا رہے ہین شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی + ہنوز حسن جو انی یار باقی ہے چہرہ زیبا کے عکس سے اک آفتاب دریا مین روشن معلوم ہوتا ہے کانون کے گوشوارے زہرے کے معلوم ہوتا ہے کہ لو دیے ہین عارضون کی ضیا ماہ کو شرمند کرتی ہے ابرو دل کے کمان قتل پہ بس مین پلکون کے تیر اپنی جگہ پر ہمارے کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہین ہنسی مین دانتون کی چمک خرمن جان پہ بجلی گراتی ہے سینہ کا ابھار ؟ نمود شباب کے دلیل ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو قمقمے نور مین کے روشن ہین قمقمے بھی نور کے بنے ہوئے ہین یا بلور کے رخ طور کا سرمہ لگا کر اوسکا سینا دیکھئے + سراپا عشوہ و ناز اک ستارہ بھی کاندھے پر رکھے ہوئے کرسی

جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی کس مزے کی گت بجاتی ہوئی چلی آتی ہے دو گہڑیاں سبز و سرخ
جو روشن ہین اون کی روشنی آپس مین لڑکر عجب لطف دیتی ہے کہ گویا قوس قزح کا پیدا
کرتی ہے صورت اوس نازنین کی دیکھکر حیات زرین پوش کے ہوش اوڑ گئے ساتھ
والیون سے کہا کہ نگوڑیون تم مجھے حسین بتاتی تھین الہو دیکھو یہ کیسی حسین ہے اونہون نے
عرض کی کہ ملکہ کہہ نہ سکتی تھی مگر آپ کی منصف مزاجی کے قائل ہوگئے جسکی صورت ذرا
بھی اچھی ہوئی چاہیئے ناک نقشہ نہ درست ہو خالی نیلے چمڑے پر عورتین وہ ناز کرتی ہین
کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتی ہین اور آپ تو درحقیقت ایسی حسین ہین کہ ہزارون
مین ایک ہین قسم ہے خداوند لقا کی کہ اس سے پہلے آپ سے زیادہ تو کیسی کہ اتنی اچھی صورت
کے حسین بھی نہ دیکھے تھے بیشک اوس خداوند کی بڑی خدائی ہے کون سمجھ سکتا ہے
ہمتو جانتے تھے کہ آپ سے بڑھکر حسین عورت خداوند نے پیدا ابھی نہ کی ہوگی حسن کا آپ
پر خاتمہ ہے مگر نہین معلوم ہوا کہ اور اور حسین بھی طبقۂ دنیا پر ہین ملکہ نے کہا کہ ہم سنتے آئے
ہین کہ پانی مین بھی اک مخلوق بصورت انسان ہے اوسمین لوگ نہایت حسین ہوتے ہین
کہین یہ جل پری تو نہین ہے اونہون نے عرض کی کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا اسرار ہی
یہ عورت ہے یا پری ہے یا حور ہے خدا معلوم کون چیز ہے اور کیا بھید ہے اگر
جل پری ہوتی تو اوسکو کشتی کی ضرورت نتھی اس لئے کہ وہ پانی کی رہنے والی ہے
جسطرح ہم آپ زمین پر چلتے ہین اسیطرح وہ پانی پر چل سکتی ہین اسکے علاوہ وہ قوم
برہنہ ہوتی ہے لباس و زیور کو جانتے ہی نہین کہ کیا چیز ہے نہین معلوم یہ کون انسان ہی
اور کہان سے آتی ہے یہی باتین تھین کہ وہ مور پنکھی یوہین برابر سے نکلکر چلے یہ معلوم ہوتا ہو کہ روشنی
ہوگئی چہرۂ تابان کے جوت پڑتی جاتی تھی بس حیات زرین پوش نے جو قریب سے دیکھا دل بیچین
ہوگیا آواز دی کہ بہن خدا کے واسطے اک ذرا دم بھر کو ادہر ہوتی جاؤ سنتی ہی اوس نازنین نے
جواب دیا کہ واہ واہ بی بی ذرا زبان سنبھالو اپنے پرائے کو دیکھکر بات کیا کرو مین کیا جانون
کہ بہن تمھاری کون ہے اور کہان رہتی ہے مین کیونکر تمھاری بہن ہون یہ وہی مثل ہوئی
کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام حیات زرین پوش نے کہا کہ مین نے تمکو بہن
کہا تو کیا برا کیا تم بھی انسان ہو مین بھی انسان ہون اس کے علاوہ میرا تمھارا سن بھی
قریب ہی قریب ہے ہمجولیون کو سبھی آپس مین بہن کہتے ہین اوس آشوب
روزگار نے جواب دیا کہ مین کیا کرون کہ تم انسان ہو یا پری ہو مین نے
سنا ہے کہ دریا کنارے پریون کا بھی گزر ہوتا ہے اون سے حذر کرنا چاہیئے
قوم بنی جان نہایت ظالم قوم ہوتا ہے ان لوگون کے دل مین درد نہین ہوتا ہے
جنیون سے ملتے ہوئے ڈرتے ہین نہ معلوم تم کس طرح بیٹھ آؤ حیات جادو
نے کہا کہ تم ہم سے قسم لے لو اگر ہم تمھارے ساتھ دغا کرین بس اتنی دیر کو ٹھہر جاؤ
کہ ایک جام ہلم تمھارے ہاتھ کا پئین اور ایک جام تم ہمارے ہاتھ کا پیو بس چلی جانا
اوس نے جواب دیا کہ بہی مجکو ڈر لگتا ہے ارے نگوڑیون کہین تم بن ڈھبیان تو
نہین ہو مین نے یہ بھی اپنے ودا سے سنا تھا دریا مین بن ڈوبی ہوتی ہین

وہ آدمی کو ڈبو دیتے ہین اور اوسے کبھی اپنی ساتھ لے لیتے ہین شاید ایسا ہی کچھ سبب
مین ہرگز نہ آؤن گی اگر تم نے مجکو ڈبو دیا تو مین اپنی لال سے جان کہان سے
پاؤن گی مان باپ میرے روتے روتے جان دیدین گے بس بی بی ملاقات دور کی
اچھی ہوتی ہے ہمارے تمھارے اتنی شناسائی ہو گئی ایک آدہ روز تین میں جھجکر
تم سے ملین گے اس ہیر کا اس طرف سے روز آتے جاتے ہین زیادہ دل اس
سے کھٹکتا ہے کہ ابھی کل تک کنارہ دریا کا صاف تھا آج یہان اتنی بڑی عمارت
معلوم ہوتی ہے یہ کیا سبب ہے خدا کے واسطے مجھے نہ بلاؤ حیات زرین
پوش ہے کہ بیتاب ہوئی جاتی ہے ہزارون قسمین کھا رہی ہے کہ ہم انسان ہین تم
خوف نہ کرو اک دم بھر کے واسطے میرے پاس ہو جاؤ تمھاری صورت اور آواز
دونون نے دل بیچین کر دیا کلیجا برما دیا نازنین نے جواب دیا کہ کیا خوب میری بھی
صورت اور آواز نہ ہوئی کوئی برما ہو گئی مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مین نے تمھین
بیچین کر دیا تو چین سے بیٹھی رہو مجھ سے دوری ہی اچھی پاس آؤن گی تو او خدا جانے
کیا کیا تہمتین رکھو گی کہو گی تم نے حلال کر ڈالا خدا بچائے تم سے آدمی چین ہوا اور
ڈھونڈھتا ہے تم ایسے انوکھی ہو کہ بیچین کرنے والی کو بلاتے ہو معلوم ہوتا ہے مجھ
عوض کرو گی تم نے مجھے بیچین کر دی گی نا صاحب تمھینی اپنی پسند نہین حیات زرین
پوش دل مین کہتی ہے کہ ابھی مجھ سے بھی زیادہ اکھڑ ہے کچھ جانتی ہی نہین ہے
کہا بی بی مطلب میرا نہین تمھین مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے نازنین نے جواب دیا
کہ عورت کو مرد سے عشق ہوتا ہے یا عورت عورت مین بھی عشق معلوم ہوتا ہے کہ
تم دوست باز ہو مجھے یہ شوق بھی نہین ہے مین بزرگون سے سنتی آئی ہون کہ
عورت عورت کی دوستی اچھی نہین ہوتی ہے وہ عورتین بھی خراب ہین کہ جو آپس
مین دوستی کرین حیات زرین پوش نے کہا کہ مجھے ویسی محبت نہین یا محبت
کرتی ہے مین تم سے اس قدر چاہتی ہون کہ مجھے بہنا پا کرو دوپٹہ بدلو اگر یہ خیال ہو کہ اپنی
ابھی کچھ فریب ہے تو دیکھ لو تم سادہ دوپٹہ اوڑھے ہو میرا دوپٹہ تمھاری اوڑھنی سے بیش بہا
قیمت ہے نازنین نے جواب دیا کہ تمھارا دوپٹہ بیش قیمت ہے تو تمکو مبارک ہے مجھے یہی
سادی اوڑھنی اچھی ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ اچھا جو کہو گی وہی ہوگا مین
دوپٹہ کبھی نہ بدلون گی لیکن تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب کی اور قسم ہے اوسی کی کہ جسکو
چاہتی ہو اب انکار نہ کرنا بس چلی آؤ نازنین نے ہیر پکڑ لیا اور کہا تم تو بلا ہو کر میرے
سر پیچھے لپٹ گئین یا میرے خدا مین ادہر کیون آئی تھی کہ اس بلا مین پھنسے بہت
تیری قسمین دیتی ہے اب مین انکار نہین کر سکتی مگر اپن موذیون سے تو ہی مجھے
بچانا یہ کہکر موربنکھی قریب لائی حیات زرین پوش اس کی باتون پر لوٹی جاتی
ہے اس کی بھی یہ صورت ہے کہ ہنسنے مین بجلی چمک جاتی ہے دانتون کا عکس
دریا مین ویسا ہوا کہ لڑی معلوم ہوتا ہے جیسے ہیرا موربنکھی قریب لائی حیات
زرین پوش نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور گود مین اوٹھا کر قدم میں لے آ

اک عورت نے موہنی کو کموی سے باندھ دیا اب یہ نازنین اگر بیٹھی حیات زرین پوش سے کہا کہ تم تو اس طرح بیٹھی ہو جس طرح دولہا دولہن کو اوٹھالاتا ہے اگر مرد ہوتین تو میرے آبرو تمھاری ہاتھ سے کاہیکو بچتی یہ کہو خدا نے دیکھکر جامہ عورت دیا ہے حیات زرین پوش نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اس کے سر پر ڈالا اور اس کی اوڑھنی گھسیٹ کر آپ اوڑھ لی کہا اچھو بہن ہوئین نازنین بھی ہنسی اور کہا کہ کیا زبردستی ہے مگر ہین جاتے وقت میری اوڑھنی مجکو دیدینا اپنا دوپٹہ لے لینا نہین تو امی جان خفا ہونگی لوگ تہمت کرینگے کہ یہ کسی یار نے اوڑھایا ہوگا حیات زرین پوش نے کہا کہ تم مان سے اپنی بہت ڈرتے ہو کہا کون مان باپ سے نہین ڈرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم ان باپ سے نہین ڈرتے ہو خدا تمسے بچائے غرض کہ بہت لطف کی باتین ان مین ہوتی رہین حیات زرین پوش نے کہا کہ ذرا وہی گت پھر بجادو جو تم ابھی ہمین بجاتی چلی جاتی ہین نازنین نے کہا کہ مجھے تو یاد بھی نہین ہے کہ مین کون سی گت بجا رہی تھی حیات زرین پوش نے کہا وہی کافی والی گت جس نے میرے بری گت کردی تھی بس وہی کافی ہے نازنین نے گت بجائے واقع مین سب کو بیچین کردیا اور ستار سے ہاتھ سے رکھدے حیات زرین پوش نے کہا کہ ایک گت اور اس نے پھر ایک گت بجادی اور ستار سے ہاتھ سے رکھدے حیات زرین پوش نے پھر اصرار کیا کہا اب تو نازنین بگڑ گئی کہ تم نے مجھے کوئی ڈومنی کسبی سمجھا ہے اب تم گاؤ حیات زرین پوش نے کہ کہ مین تمھارے سامنے گا سکتی ہون مگر خیر تمھاری خوشی کے لیے گاتی ہون کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ دماغ کی لیتی ہے یہ کہکر اس نے اپنی ہمجولیون سے اشارہ کیا اونھون نے جلدی سے طبلہ طنبورہ اوٹھا لیا اور حیات زرین پوش گانے لگی

غزل

دہن زندہ نرمی خام ہنسی کچھ اور کہتی ہے　｜　نہ کیون لرزے دلِ نازک مین لفظ مر کچھ اور کہتی ہے
تمناؤن کا مطلب اور ہی کچھ ہے سب وصلت　｜　جمالی پر جالی یار کی کچھ اور کہتی ہے
بظاہر خوش ہو مرگ غیر مین میرے دکھانیکو　｜　ولیکن گیسوؤن کی برہمی کچھ اور کہتی ہے
اوڑا کر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیتا جا　｜　ارے بیدید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے
تکلف ہانے والون سے ظاہر ادا ہان کیسی　｜　کہ غیرون سے تمھاری دشمنی کچھ اور کہتی ہے
فراق یار مین صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھون سے　｜　مگر آنکھ یہ دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے
لفظ بھی جبر لطف چارہ گر سے مطمئن کیا ہو　｜　روش مضمون کی وقت جان کنی کچھ اور کہتی ہے
دعائین مانگتے مین دوست میرے اچھے ہونیکی　｜　مگر تکلیف دل کی درد کی کچھ اور کہتی ہے
خداوندا بخیر انجام کرنا شام وعدہ کا　｜　دل پر شوق سے بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے
بظاہر پارسائی کا بڑا دعوی ہے محشر کو　｜　مگر رندون سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

یہ غزل حیات جادو نے بھی اس رنگ سے گائی کہ نازنین نے بے حد تعریف کی اور کہا کہ ابھی میرا دل سیر نہین ہوا ہے تم کیا مزے سے گائی ہو گو یون کے بھی تم نے کان کاٹے ہین یہ سنکے حیات زرین پوش نے کہا کہ کیا اچھی تعریف کی ہے ابھی ہم اسطرح کی تعریف کرتے

تو کہین ہم تم کو جانین لگر دو ایک چیز جو ہم سے چھپا دو اور گالی اور اب کہا کہ ہماری جان کی قسم ستار تو تمھارا سنا اب ایک چیز بھی اپنی منھ کی سنا دو انکار نکر نا نازنین نے کہا تم تو بلا کی طرح پیچھے پڑجاتی ہو یہ کہکر طنبور رنج ہانے مین ایا سر اوسکا پھیر مزاج کے موافق درست کر کے جو چھیڑا سردون کی تو بندھ گئی اب اس نے طبلہ کو بار حیات زرین پوش کو دیا کہ تم بجاؤ ہم گاتے ہین حیات زرین پوش کی طبلے پر تھاپ دی اور نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

خود بھی وہ تڑپے گا جو تڑپائے گا — صبر کیا عاشق کا خالی جائے گا
اون کو لینے جو یہان سے جائے گا — پھر پلٹ کر وہ بھلا کیا آئے گا
ہین تجکو بھی نہ دم بھر آئے گا — دے کے دکھ اور دل شکن پچھتائے گا
دل مین جب اوسکے خیال آجائے گا — خاک امیدین مری بر لائے گا
بات پر عاشق اگر آجائے گا — پھر کبھی نالہ نہ لب تک آئے گا
نالے کرنے کا سبب ہمدم ہے یہ — چپکا بیٹھون گا تو جی گھبرائے گا
پاس ہو دل کو کیا امید وصل یار — صبر اس کمبخت کو کیا آئے گا
کیا ستاؤ گے دل بسمل کو تم — ہاتھ کانپین گے جگر تھرائے گا
تھرتھراتے ہین یہ کیون غصے زبان — اب کبھی شکوہ نہ لب پر آئے گا
سخت جان مین نازک اوس قاتل کا ہاتھ — حوصلہ دونون ہی کو رہ جائے گا
لطف ہمدردی اوسے کیا خبر — دل کو مین اور دل مجھے سمجھائے گا
اشک خون پونچھو نہ چشم غیر سے — دامن عفت مین داغ آجائے گا
دست نیچے تک تھر مین غمزہ اریا تھ — جب اکیلا ہون گا جی گھبرائے گا
تو جفا سیکھی وفائی او سیکھے ترک — اب جو دل دے گا بہت پچھتائے گا
مبتلائے عشق دیکھین گے جسے — حال زار اپنا ہمین یاد آئے گا
کیا مٹے گا جوش گریہ ضبط سے — اشک رکتے ہی پسینا آئے گا
خودکشی مین وجہ بیتابی نہ پوچھ — پھر تڑپتا مجکو یاد آجائے گا
کھل گیا اون پر چھپاتے تھے جو راز — اب نظر جھپکے گی دل شرمائے گا
آہ کھینچین گے اثر ہو یا نہ ہو — کچھ نتیجہ تو نکل ہی آئے گا
بدگمان ہو لین ذرا دشمن سے وہ — پھر جو کہدونگا یقین آجائے گا
بلبل تہیدہ آرزو اچھا نہین — مطلب دل دیکھو پھر رہ جائے گا
آرزو او بس ہو فا کو دے کے دل — ہم کئے دیتے ہین تو پچھتائے گا

یہ غزل نازنین اس طرح گائی کہ سب کے دل بھر آئے بیقرار ہو گئین اونکو واقعات گذشتہ یاد آگئے جو نہایت طبیعت حزین اونکا دل بھی بھر آیا حیات زرین پوش تو بیخود ہو گئی اور ہر طرف پر نازنین سے لپٹ جاتی تھی عجب رنگ کی صحبت رہی اب نازنین نے کہا کہ رات زیادہ آگئی اب مین جاتی ہون حیات زرین پوش نے کہا کہ اب ایک جام ہمین پلا دو اور ایک جام ہمارے ہاتھ سے پی لو یہ کہکر صراحی پر سے صافی اوٹھائی عجب رنگ کی شراب تھی کہ آنکھون مین کھپی جاتی تھی جام بلوری بلوری لبریز کر کے نازنین کو دیا اور نازنین نے جام لبریز کر کے حیات زرین پوش کو دیا دونون نے وہ ساغر پئے لیکن نازنین نے جام پی کر منھ بنایا اور کہا کہ یہ شراب تم کس سے منگاتی ہو بڑی تند معلوم ہوتی ہے ایسی شراب کبھی نہین پی حیات زرین پوش نے کہا کہ پھر تم بڑھا دو کیا کرین

نازک مزاجی سے ڈرتی ہون نہین پوچھتی کہ تم کیسی شراب پیتی ہو نازنین نے کہا کہ تم میرے
پینے کی شراب پیوگی حیات زرین پوش نے کہا کہ بغیر پیتے ہوئے کیونکر فرق معلوم
ہوگا نازنین نے کہا کسی کو بھیجکر میری کشتی پر سے کشتی اوٹھوا منگاؤ مین ابھی پلاکر دکھادون
یہ سنکر حیات زرین پوش نے اک خواص سے کہا کہ جا کشتی پر سے کشتی شراب
کی اوٹھا لا وہ اوسیوقت گئی اور کشتی اوٹھا لائی جسوقت نازنین نے کشتی پوش
ہٹایا دیکھا تو حقیقت مین تین کنٹریان رکھی ہوئی ہین کہ ایک زعفرانی شراب سے
مملو ہے اور دوسری ارغوانی ہے تیسری کیتکی رنگ کی ہے بس نازنین نے ایک
کنٹری اوٹھا کر جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا اس نے اس نزاکت سے شراب اونڈیلی
کہ معلوم ہوا کہ گلابی مین موج آگئی مگر جسوقت حیات زرین پوش نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر
پیا تو بہت تعریف کی کہا اور پیوگی حیات زرین پوش نے کہا بس اب نہین اس ایک جام
نے تمہارے ایسا جھکا دیا کہ ضرورت دوسرے جام کی نہین رہی اور بیشک دعوی
تمہارا صحیح نکلا میری شراب ایسی خوشبودار اور معطر نہین ہے اب نازنین نے اون عورتون
سے کہا کہ لو مفت خوریون تم بھی پیو کیا یاد کروگی کہ کسی نے شراب پلائی تھی یہ سنکر سب
لوٹ پڑین اور ہر ایک نے جام بھر بھر کے بے اندیشہ انجام پینا شروع کر دیا تینون کنٹریان
خالی ہوگئین حیات زرین پوش بہت خفا ہوئی کہ تھوڑی سی پی ہوتی اب بہن کیا پیوگی
وہ اسقدر عادی ہین کہ کشتی پر بھی شراب ساتھ تھی نازنین نے کہا نہین بہن مین کچھ ایسی
عادی نہین ہون نہین تو کیا کوئی غیرت تھی تمہارے یہان سے شراب لیتی کہا ہان بہن
اگرچہ تمہارے لائق تو نہین ہے مگر ہر روز اچھی پیتی ہو آج بری ہی سہی پریشان تو نہوگی
نازنین نے کہا کہ یون تمہاری خوشی ورنہ ضرورت نہین ہے اور اب مین جاتی ہون بہت
دیر ہوگئی دیکھئے امی جان کیا کہتی ہین یقین ہے کہ بہت ناراض ہونگی اور عجب نہین جو کل
آنا بھی نملے حیات زرین پوش نے کہا یہ تو تم نے بری سنائی اگر ایسا ہے تو نہ جاؤ یہین
رہو نازنین نے کہا کہ کیا خوب کیا تمہارے واسطے مان باپ کو چھوڑ دون یہ کہان ہوسکتا ہے
حیات زرین پوش نے کہا تو مجھ سے قسم کھاؤ کہ کل مین ضرور آؤنگی نہین تو مین تمکو
جانے نہ دونگی نازنین نے کہا واہ واہ یہ اچھی کہی مین تو ضرور جاؤنگی اور اب اگر اجازت
ملیگی تو آؤنگی اور اگر اجازت نملی تو تمہین کو دعائین دونگی کہ تمہاری وجہ سے میری سیر
چھوٹی حیات جادو نے کہا اچھا تمھے ہمراہ لیتی چلو مین تمہاری مان سے کہدونگی کہ بہن
میرے یہان تھین اور مین نے روک رکھا تھا انکی خطا نہین میری خطا ہے مجھے جو
چاہئے سزا دیجئے نازنین نے جواب دیا کہ اب تم نے پورا قید کا سامان کر دیا مجھکو
اجازت نہین ہے کہ کسی اجنبی عورت سے مین بات بھی کرون نہ کہ تمہارے مکان
مین آنا اور پھر تمہین ساتھ لیجانا اگر ایسا ہوا تو یقین ہے کہ زندگی بھر نہ نکلنے پاؤنگی
بس آپ یہین بیٹھئے زیادہ مہربانی نہ کیجئے حیات زرین پوش نے کہا
تو ایسی فکر نکالو کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے نازنین نے جواب دیا کہ اب
جو فقرہ وقت پر بن پڑے گا اور جیسی سوجھے گی ویسا کرونگی بس اب زیادہ

نہ بالون مین لگاؤ یہ کہکر اوٹھی ساتھ ہی حیات زرین پوش بھی اوٹھی کہ مین تمھین پہونچادون بس اوٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا اتراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گری ہجولیان دوڑین کہ یہ ہماری ملکہ کو کیا ہوا جو اوٹھی دھم سے گری جو اوٹھی دھم سے گری یہانتک کہ سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئین اتنے مین نازنین نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق ثانی کے گذاریم کہ از دست من زندہ بسلامت روی یہ کہکر پہلے تو تمام لباس و زیور حیات زرین پوش کا اوتارا اور خنجر کھینچکر آواز دی کہ او محبہ تیری آمد نے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا یہ کہکر اسے ذبح کر ڈالا بعد اس کے اور جتنی تھین سب کو مار کر زیور و لباس اوتار لیا اور پشتارہ باندھا لیکن مرنا تھا اس ساحرہ کا کہ ایک تلاطم برپا ہوا آندھی چلی خاک اوڑی تمام دریا متلاطم ہوگیا برون نے لینا پکڑنا جانے نہ پائے کا غل مچایا جب کچھ قابو نہ چلا اور لاش پھڑ پھڑا کے پھڑکتے ساکت ہوئی آواز دی کہ کشتی مرا نام من حیات زرین پوش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم پھر اسکے سیر بیٹھے ہوئے روانہ ہوگئے جسوقت علامات سحر ہر طرف ہوئین اور روشنی ہوئی برق ثانی سوچا کہ اگر اسکی خالہ کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا کریگی اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا یہ مشورہ دل سے کرکے پشتارہ پوشاک و زیور کا مونڈھے پر رکھکر روانہ ہوا اب یہ تو اسطرف جاتا ہے لیکن حال بیان کیا جاتا ہے قہر نگاہ سر برہنہ کا کہ یہ اپنے خیمہ مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی تھی اور سحر جگا چکے تھے اب عیارون کے خوف سے یہ جاگ رہی ہے کہ مبادا کوئی چور غافل پاکر اپنا کام کر جائے صبح کو جنگ ہے اتنی رات اور گزار دینا ہے یہ خیال اسکے سوتی نہین ہے کہ یکایک اسکا دل گھبرایا اور خیال آیا کہ چلکر اوس چھوکری کو دیکھ آؤن لڑکیان لڑکیان سب ایک جگہ ہین ایسا نہو کہ قلعہ سے سیر کو ادھر ادھر نکل جائین تو عیارون کے ہاتھ سے بچنا انکا دشوار ہوگا ابھی سب الھڑ ہین دھوکا ضرور کھا جائین گی یہ خیال کرکے اوٹھی اور زیر پرواز پیدا کرکے قلعہ کی جانب روانہ ہوئی لیکن جسوقت قلعہ مین پہونچی تو سناٹا دیکھا سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے سب سو رہے ہین لیکن اندر قلعہ کے کیا دیکھتی ہے کہ حیات زرین پوش برہنہ ذبح کی ہوئی پڑی ہے بلکہ ساتھ والیان بھی ہمراہ ہین ایک زندہ نہین بس یہ دیکھتے ہی اس نے سر پیٹ لیا اور رونے لگی بال اپنے نوچ ڈالے کہ مین عظمت سحر ساز جادو کو کیا منہ دکھاؤنگی ہائے یہ کیا غضب ہوا کاش مین مر جاتی اور یہ زندہ رہتی یہ کہہ کہکر بہت روئی اور لاش کو حیات زرین پوش کی آغوش مین لیا اور قلعہ کو مٹا دیا وہان سے اپنے خیمہ مین آئی کہ کل صاحبقران کو سر میدان ذلیل کرکے عوض اسکے خون کا کرونگی لیکن اب حال خضران بن عمرو خواجہ ثالث کا سنیے کہ یہ بھی تلاش مین حیات زرین پوش کے روانہ ہوئے تھے اول لشکر کفار مین گئے اور پتا لگایا کہ دریا کنارے قلعہ آہن مین پوشیدہ ہے وہانسے دریا کیطرف چلے ہرچند ڈھونڈھا مگر پتا نہ پایا سبب یہ تھا کہ قہر نگاہ سر برہنہ نے اوٹھا کر قلعہ کو نگاہون سے پوشیدہ کر دیا تھا جب پتا قلعہ کا نہ ملا اور رات کم رہی تو دریا کنارے سیر کرتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف چلے جاتے ہین دیکھا کہ ایک نازنین مورنگھی پر سوار رہا ہے

تیزی سے دہارا کاٹتے چلی جاتی ہے صورت اوسکی دیکھکر دل بھر بھر آیا آواز دی کہ ارے تو کون ہے اور کہان جاتی ہے جواب دیا کہ مین دختر ہون گرداب شناہ کی سیر دریا کو آئی تھی اب اپنے گھر جاتی ہون خضران نے کہا کہ اک بات ہماری سنتی جاؤ اوسنے رکھائی کے ساتھ جواب دیا کہ نہین کیا غرض ہے ہم ایسے ویسون کی نہین سنتے خضران نے کہا کہ تمہارے فائدہ کی بات ہے جواب دیا کہ مجھے فائدہ درکار نہین ہے یہ سنکر خضران نے کہا کہ ٹھہر مین ابھی آتا ہون کہا آئیگا تو کیا کریگا بس یہ سنتے ہی آپ نے ایک ڈونگی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور بیٹھکر اوس ڈونگی پر مورپنکھی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز چلائی ڈونگی کہ قریب پہونچ گئی اتو وہ نازنین مجبور ہوئی اور کہا کہ دیکھو میرا پیچھا نہ کرو یہ اچھی بات نہین ہے کہا جان جہان کہان جاتی ہو جب اسنے دیکھا کہ اب اس سے بھاگ کر نکلنا دشوار ہے تو نازنین نے کہا کہ مرشدزاد کیون میرے پیچھے آتے ہو مین اس بلا سے ڈر کر بھاگا ہون اتو خضران نے غور سے دیکھا اور کہا کون برق ثانی جواب دیا کہ جی مین ہی ہون خضران نے کہا کہ تو کہان گیا تھا کہا کیا عرض کرون موت کے منھ مین گیا تھا مگر خدا نے بچایا لیکن ڈر لگا ہوا ہے کہ آفت آیا چاہتی ہی کہا ارے مفصل بیان کر برق ثالث نے تمام واقعہ حیات زرین پوش کے مار ڈالنے کا بیان کیا کہ مین اس صورت سے پہونچا اور یون بیہوش کر کے مار ڈالا خضران نے کہا کیا مار ڈالا اسنے جواب دیا کہ جی ہان عجب نہین ہے جو اوسکی خالہ تھا تب مین آئی ہو بھائیے خضران نے کہا کہ غضب کیا اور ڈونگی اپنی بھی بہگائی اور برق ثانی نے اپنی مورپنکھی اور بڑھائی دونون دریا کنارے پر نکلے خضران نے اپنی ڈونگی اور برق کی مورپنکھی دونون کو داخل زنبیل کیا اور کہا آتو بھی چھپ رہ برق ثانے لے تو انکی فقرون سے خوب آگاہ ہے کہا مجھے رہنے دیجیے خضران نے دیکھا کہ ایک پشتارہ ہے لیے ہے سمجھ گئے کہ زیور وغیرہ اسکے پاس ضرور ہے مین نے دیکھا تھا کہ حیات زرین پوش گہنے مین لدی ہوئی تھی کہا ارے برق تو نے بڑا غضب کیا کہ حیات زرین پوش کو مار ڈالا ارے کوئی ایسا غضب بھی کرتا ہے کہ ایسی نازنین کو یون ذبح کرتا بے نصیب تیرا ہاتھ بھی نہ تھرایا برق نے کہا مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا خضران نے کہا کہ اگر آئندہ وہ مسلمان ہوجاتی تجھے خیال نہین کہ صاحبقران کس رغبت کے ساتھ حال اوسکا شاہزادہ مریخ آفتاب علم سے پوچھ رہے تھے یہ نہ سمجھا کہ اونکی منظور نظر ہے اب جسوقت صاحبقران سنین گے تو نہین معلوم کیا قیامت ہوگی اتنا بتائے دیتا ہون کہ اب تو اپنے کو پوشیدہ کر اور بھاگ ورنہ یہ سن لے کہ جسوقت یہ حال کھلا اور قہرنگاہ نے امیر سے شکوہ کیا تو وہ برابر تجکو گرفتار کرا کے قہرنگاہ کی حوالے کر دینگے تمہین یاد نہین اکثر یہ ذکر آیا ہے کہ جد بزرگوار نے آسن بن الوس کی ناک کاٹ ڈالی تھی اس بناپر کہ آسن نے سکندر غرانہ انگیز کو تیر کا نشانہ کیا تو حمزہ صاحبقران نے خواجہ خواجگان کو پکڑ کر آسن بن الوس کے سپرد کر دیا تھا اور جسقدر محبت عمرو سے امیر کو تھی وہ مشہور ہے اور عمرو سا شخص جس نے ہزار ہا مرتبہ صاحبقران پر احسان کیئے سیکڑون جادوگرون کو مار اکس کس مصیبت مین امیر کے کام آئے مگر حمزہ صاحبقران نے کچھ مروت نہ کی یہ بھی اونھین کا پوتا ہے اور تمہین وہ خصوصیت بھی نہین ہے جو عمرو

کو صاحبقران اول سے تھی اور طرہ اوسپر یہ کہ تم نے جان سے مار ڈالا ہے ارے کاش زندہ پکڑ لایا
ہوتا تو یقین ہے کہ صاحبقران بہت کچھ انعام عطا فرماتے اور خوش ہوتے برق ثانی
نے کہا کہ میرے پاس مثل آپکے کوئی زنبیل تو تھی نہین جسمین ڈال لیتا مجھے کھٹکا اوسکی خالہ کا بھی
تھا کہ کہین آنہ جاتے تو قیامت ہوا ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا پچھتانے سے تو کچھ حاصل نہین ہے
جو مقدر مین ہوگا وہ ہوگا خضران نے کہا کہ یہ مال تو میرے حوالہ کرو اسے تم کہان رکھتے
پھروگے برق ثانی نے کہا سبحان اللہ یہ وہی مثل ہوئی کہ دکھ سہین بی فاختہ کوے
میوے کھائین خضران نے کہا ملعون مجھے کوا بناتا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ نصف
مجھے دے نصف آپ لے لے ورنہ ابھی صاحبقران سے اطلاع کیے دیتا ہون ساری
قدر عافیت معلوم ہوئی جاتی ہے اور اگر دیدو گے تو جان تمہاری بچانے مین کوشش ضرور
کرونگا آگے تمہاری قسمت ہے برق نے دیکھا کہ اب مال کے پیچھے جان جایا چاہتی ہے
بیشک یہ جلیے ہین صاحبقران سے کہدینگے پھر کچھ نہ بنیگی اور انکا اشتعال دلانا قتل ہی کرادیگا
مجبوراً نصف خواجہ کو دیا اور نصف مال اپنے قبضہ مین کرکے روانہ ہوا اودھر خضران چلے
برق ثانی سے کہدیا تھا کہ تو پوشیدہ رہنا ظاہر نہ کرنا رات کم رہگئی تھی لشکر مین پہونچے
پہونچتے صبح ہوئی صاحبقران نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے در دولت شاہی پر حاضر
ہوئے سرداران عالی مرتبت یکے بعد دیگرے آآکر جمع ہوئے سواری بادشاہ
اسلام کی بصد احتشام برآمد ہوئی اول صاحبقران کا سلام ہوا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ
رکھکر جواب دیا کہ تمہاری جگہ دلمین ہے بعد اور سردارون کے سلام ہوئے بادشاہ
پلکون کے اشارون سے جواب دیتے ہوے میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوئے
صاحبقران پایہ تخت تھامے ہوئے چلے جسوقت سواری عرصہ کارزار مین پہونچی تخت
بادشاہ اسلام قلب لشکر مین قائم ہوا صاحبقران باقبال چالیس قدم مرکب اپنا
بڑھا کر بمرتبہ صاحبقرانی قائم ہوئی اور سردار دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے
ہوئے اوسطرف مبہوت آسمان شگاف مواج گرد باد نے اپنے لشکر کے صفون کو
درست کیا اور آپ لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہوچکین
ہنوز نقیب مصروف نقابت ہین کہ یکایک لشکر کفار سے قہر نگاہ سر برہنہ باحال پریشان
گریبان چاک منہ پر خاک ملے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری چہرہ پر رنج طاری اک
لاش گود مین لیے ہوئے سینہ سے لپٹائے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آئے اور لاش
کو زمین پر رکھکر صاحبقران زمان کیطرف متوجہ ہوئے اور پکارے کہ بس اسی منہ پر دعوا
صاحبقرانی ہے کہ اس لڑکے کو عیار سے ذبح کرا ڈالا معلوم ہوا کہ تمہارے لشکر مین
کوئی لائق مقابلہ نہ تھا جو خوف زدہ ہوکر یہ حرکت کی بس معلوم ہوگیا کہ تم نے صاحبقرانی یونہین
لی ہے اور اسیطرح نام پیدا کیا ہے لطف تو یہ تھا کہ معرکہ جنگ مین مقابلہ کرکے اسے قتل کیا ہوتا
کہ عیارات کو دغا سے ذبح کرا ڈالا صاحبقران باقبال نے جو یہ کلمات سنے آب خجالت مین غرق
ہوگئے اور فرمایا کہ اے قہر نگاہ مجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو مین اس واقعہ سے آگاہ بھی
ہون اور مین نہین جانتا قہر نگاہ نے کہا کہ اگر آپکے حکم سے یہ قتل نہین ہوئی ہی تو قاتل اسکا لائق سزا ہی

یا نہین فرمایا بیشک کہا اب عدالت کیا چاہتی ہے اور انصاف کا کیا مقتضا ہی فرمایا تم نام بتاؤ
مین ابھی قاتل کو گرفتار کر کے تمہارے سپرد کرتا ہون جسطرح چاہو اوس سے قصاص لو مہر نگاہ
سہر برہنہ نے کہا کہ آپ کیسے حاکم ہین کہ پتا نہین لگا سکتے فرمایا مین تلاش کرتا ہون [illegible] قد
خضران بن عمرو سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کسکا فعل تھا خضران نے کہا مجھے کیا معلوم امیر ثالث
نے فرمایا کہ ابھی قاتل کا پتا لگاؤ سوا عیار کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے خضران نے عرض کیا کہ
یہ بجا ہے لیکن جسکا فعل ہے وہ آپ قبولیگا ہنوز خضران کو برق ثانی کی [illegible]
موقع بھی نہ ملا تھا کہ یہان یہ رنگ ہو گیا اب کون کہہ سکتا ہے سوا اوٹا لینے کے کیا چارہ تھا مہر
نگاہ سہر برہنہ نے یہ گفتگو سنی عرض کی کہ دیکھئے مین خود ابھی نام و نشان [illegible]
دیتی ہون یہ کہکر اپنے سر کو حیات زرین پوش کی گردن سے ملایا گلے مین [illegible]
کچھ دا اپنے پاس سے پڑھکر مارے کہ حیات زرین پوش اوٹھ بیٹھی مہر نگاہ [illegible]
کہا کہ نام اپنے قاتل کا بیان کر اور سارا واقعہ صاحبقران سے اپنے قتل کا [illegible]
وہ عادل مشہور ہین بس یہ سننا تھا کہ لاش حیات زرین پوش [illegible]
کیطرف رخ کر کے کھڑی ہوئی اور پکاری یا صاحبقران مین اپنے [illegible]
ہمجولیون کے ساتھ سیر دریا دیکھ رہی تھی کہ ایک عورت نکلی بہتی [illegible]
سوار تھی مین نے ہزارون منتین کر کے اوسکو بلایا کہ میری ہمجولی معلوم ہوئی [illegible]
میرے پاس آئی مین نے دوپٹہ بدلکر بہنا پا کیا اوسکے بعد مین نے اوسے [illegible]
اوس نے مجھے شراب پلائی مگر نہ معلوم اوس شراب مین کیا [illegible]
بیہوش ہو گئی میری ساتھ والیون نے بھی پی تھی وہ [illegible]
اوس نے لہرہ کیا تو معلوم ہوا کہ برق ثانی عیار تھا [illegible]
آپ سے اپنے خون ناحق کی داد چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ [illegible]
ہوشیار کر کے کچھ کہا بھی تھا یا نہین حیات زرین پوش [illegible]
مین نے بیان کیا مین بیہوش ہونے کے بعد اوسوقت ہوشیار [illegible]
روح جسم سے نکلنے کو گھبرا رہی تھی پھر سر پیٹ رہی [illegible]
رہی تھی ورنہ کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکل بھی جا سکتا تھا [illegible]
پوش پھر زمین پر گری اور معلوم ہو گیا کہ [illegible]
خونبہا اپنا خود صاحبقران سے طلب کیا تمام لشکر اسلام و فوج [illegible] کا دل بھر آیا [illegible]
وہ تو چیخین مار مار کر رونے لگی مگر کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جس کے دل پر اس [illegible]
نہ کیا ہو آپس مین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ارے ایسی حسین [illegible] کا یہ حال
کر اندھیرے گھر مین بیٹھے تو روشنی ہو جائے پھر اسوقت تک [illegible] سے کسی کو ایذا
بھی نہ پہونچی جسکا عوض سمجھا جائے ہائے کیا ظالم شخص تھا جس نے اسکو مارا عیارون
کے جسم مین تو رعشہ پڑ گیا کہ اب جان برق ثانی کی بچتی نہین معلوم ہوتی اور واقعہ
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا یاد آ گیا امیر ثالث [illegible] حسن [illegible] اسکے
پہلے ہی سے ہو چکے تھے جسوقت لاش نے اسکی صاحبقران سے [illegible]

جو حالت ہوئی وہ احاطہ تقریر سے باہر ہے دوسرے کا یہ ظرف نہ تھا کہ اسطرح خاموش کھڑا رہتا صاحبقران نے مریخ آفتاب علم کو طلب کیا جسوقت یہ قریب آئی فرمایا کہ بیان اس لاش کا اصلی ہے یا سحر کا نیرنگ ہے اس لیئے کہ بیہوشی کے حالت مین اسنے کیا معلوم کہ کس نے ذبح کیا مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ حضور اس سے آگاہ نہین ہین یہ قاعدہ سحر کا ہے کہ جب ہمزاد کو مردے کے اوس کے جسم مین قوت سحر سے داخل کرتے ہین تو جو حالت اصلی ہوتی ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے اس لیئے کہ انسان کی بیہوشی کے وقت ہمزاد نہین بیہوش ہوتا ہے بس یہ سنکر صاحبقران کی آنکھون کے تلے اندھیرا آگیا اور خضران سے فرمایا کہ جہان ہو ابھی گرفتار کر کے لاؤ اب خضران کیا کہہ سکتا ہے فوراً روانہ ہوا عیارون کو حکم پہونچا ایک لاکھ نوّاسی ہزار بیک بچہ تلاش کرنے لگا آخر کار اوسی وقت برق ثانی گرفتار ہو کر پیش صاحبقران حاضر ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے کیونکر حیات زرین پوش کو قتل کیا سچ سچ بیان کر برق ثانی نے سب واقعہ بیان کیا جسطرح لاش نے حیات زرین پوش کی بیان کیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ تو نے آئین اسلام کے موافق زبان پر کلمہ سوزن کر کے مسلمان ہونے کو کہا تھا برق ثانی نے عرض کیا کہ جی نہین مین نے بسبب خوف قہر نگاہ کے قتل مین جلدی کی فرمایا کہ یہ سب کچھ تو نے اپنے قصد سے کیا یا مین نے تجھے حکم دیا تھا برق ثانی نے عرض کی کہ آپ یقین ہے کہ اسوقت آگاہ ہوئے ہونگے آپکا فرمانا کیسا کہ مین نے ظاہر ہی نہین کیا تھا کہ مین اس ارادہ سے جاتا ہون فرمایا کہ اگر ایسی ہی خودمختاریان عیار کرینگے اور آئین اسلام کے خلاف حرکتین اونسے سرزد ہونگی تو مین کیا بلکہ دین کی بدنامی ہوگی لہذا اوسکو سزا دینا چاہیئے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو اور کوئی آئندہ ایسا حوصلہ نکرے فرمایا قہر نگاہ سر برہنہ سے کہ لو اسے یہ موجود ہے جسطرح چاہو اس سے قصاص اپنی بھانجی کے خون کا لو مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ سنکر قہر نگاہ قریب آئے اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر اپنے لشکر کیطرف لے چلے بس یہ دیکھنا تھا کہ عیاران لشکر اسلام کے تن بدن مین رعشہ پڑگیا اور خوف سے گھبرانے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ان لوگون سے ہم لوگون کو کسیوقت اُمید رعایت نکرنا چاہیئے اِنکے پردادا نے عمرو کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہی آج انھون نے برق ثانی کے ساتھ کیا یہ لوگ بڑے ہی طوطا چشم اور بیمروت ہین زندگی بھر جانبازیان کین اُن کن آفتون سے بچایا اگر ایک کافر کو اپنی طبیعت سے مار ڈالا تھا تو کیا قباحت تھی عیار کا کام ہی مکر و فریب ہے افسوس صد افسوس آج سے عورت کی عیاری کا خاتمہ ہوگیا لیکن قہر نگاہ سر برہنہ جو برق ثانی کو ہمراہ لیئے ہوئے قریب لاش حیات زرین پوش کے آئی دلمین سوچی کہ صاحبقران نے بڑی عدالت کی اور نہایت منصف مزاج ہین اب اس کے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائیگی قتل کرنا اسکا بیکار ہے پکار کر صاحبقران سے عرض کیا کہ یا امیر آپکو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا در حقیقت آپ منصف و عادل ہین ورنہ کوئی دشمن کے ساتھ عدالت کو دخل نہین دیتا ہے اور مجھے بھی آپکا امتحان منظور تھا کہ دیکھون آپ گرفتار کر کے میرے سپرد کرتے ہین یا نہین ورنہ جسوقت

مین قلعہ مین حیات زرین پوش کی خبر کو گئی ہون اور وہان یہ واقعہ جانگزا دیکھا ہے تو اوسوقت ایک مورنکھی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ قاتل اسکا بھاگا جاتا ہے مگر یہی سمجھ کر خاموش ہو رہی تھی کہ پہلے صاحبقران کے عدل وانصاف کو دیکھ لون بعد اوسکے ہر وقت اسکو گرفتار کر کے قتل کر ڈالنا میرے اختیار مین ہے لہذا اگر آپنے میری دادد ی اور انصاف گستری کی تو مین بھی اسے رہا کرتی ہون اس لیئے کہ اسکے قتل کرنے سے حیات زرین پوش زندہ نہو جائیگی یہ کہکر برق ثالث کو چھوڑ دیا لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ قہر نگاہ نے برق ثانی کو بھی قتل کیا اور پہلے لاش حیات زرین پوش کی دفن کی بعد اوسکے برق ثانی کو اک گڑھا حیات زرین پوش کے قبر کی پائنتی کھودکر توپ دیا متصل قبر حیات زرین پوش بیٹھکر مین جگر خراش کرنے لگی کہ اے حیات تو نے خیات کا مزا کھو دیا زندگی مجکو بھی تلخ و دشوار ہے مجھے جلدی بلانا اس لیئے کہ اگر مین یہان سے زندہ پھر کر گئی تو تیری مان عظمت سحر ساز کو کیا منہ دکھاؤنگی اور افسوس کس بہار کے زمانہ مین تجھپر خزان آگئی ایسے ایسے بین اسنے کیئے کہ دیکھنے والے آنکھون مین آنسو بھر لائے اسی حالت مین شام آگئی اور طبل بازگشت بجا صاحبقران عالیشان نہایت رنجیدہ و غمگین داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سردار اپنے اپنے خیمہ مین آئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا کچھ دیر آرام کیا اوسکے بعد بخدمت بادشاہ اسلام حاضر ہوئے مریخ آفتاب علم بھی داخل بارگاہ ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھی چونکہ صاحبقران کو نہایت ملول دیکھا تھا خاموش بیٹھی رہے بعد کچھ دیر کے خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے یہان بھی حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اسلیئے کہ طبل جنگ بج چکا ہے صبح کو مقابلہ ہے یقین ہے کہ قہر نگاہ غصہ مین بھری ہوتی ہے قیامت کے سحر کریگی مین بھی اپنا انتظام کرون اور کہا عرض کرون کہ حیات زرین پوش سے مقابلہ کی حسرت رہ گئی ورنہ یا تو وہ شعلہ جو زبان سے اوسکے نکلتا تھا میرے ہی سینہ کے پار ہو جاتا اور یا جس زبان سے وہ شعلہ نکلتا تھا مین اوسی کو پھونک دیتا مگر خیر اب انشاء اللہ تعالی کل اس خادم کی جانبازی کا تماشا دیکھیگا یہ کہکر رخصت ہوئے جسوقت دروازہ بارگاہ کے باہر آئی خضر الیاس عمرو بھی کسی بہانہ سے باہر چلا آیا اور مریخ آفتاب سے کہا کہ آپنے بھی کوئی فکر برق ثانی کے بچانے کی شاہزادہ مریخ آفتاب علم نے کہا اے خواجہ تمنے دیکھا کہ اسکا موقع ہی نہ ملا ورنہ مجھے خود خیال تھا ضرور صاحبقران سے سفارش کرتا مگر اس کا تو قہر نگاہ نے طعنہ دیکر ایسا بربھم کر دیا کہ جائے گفتگو نہ رہی خواجہ رونے لگے اور کہا کہ دیکھیئے مروتی اس عرب کی افسوس کہ ہمارے بیڑے کا ایک شخص ایسا کم ہو گیا کہ کمر ٹوٹ گئی مین بھی حیات زرین پوش کے فکر مین نکلا تھا کہ گرفتار کر کے صاحبقران کے نذر گذرونگا لیکن مجکو راستہ نہ ملا اور یہ ظالم نہین معلوم کیونکر پہونچ گیا اور اوسکو قتل کر آیا یہ کہیئے کہ اوسکے پاس تبرکات نہین ہین ورنہ کسی بات مین ہم سے پایہ کمی کا تھوڑے رکھتا تھا برق اول کا نام اسی سے روشن تھا افسوس کہ فرنگستان سے نام عیاری اور کار مکاری جاتا رہا جسوقت مریخ آفتاب علم نے خواجہ

کو لوں دیکھا کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ عمر ثالث مریخ آفتاب علم کے ساتھ چلے جسوقت تمام لشکر کو طے کر کے اپنے لشکر مین آئے اور ہاتھ خواجہ کا پکڑے ہوئے ایک خیمہ مین داخل ہو دیکھا کہ ایک زن جمیلہ مسہری پر لیٹی ہوئی ہے خواجہ ناموس شاہزادہ مریخ آفتاب علم سمجھے کہ پردہ نشین ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ آپ پردہ کی ضرورت نہین ہے اور اوس نازنین سے کہا کہ دیکھو خواجہ سلامت کو تمہاری تلاش ہے اوسنے کہا ہان کیا تم مجھکو ڈھونڈھ رہے تھے تو اپنے بہنوئی سے کیون نہ پوچھ لیا مین تو کئی روز سے اسی خیمہ مین ہون خواجہ ان نے کہا کہ بھائی ہمارا کون اور بہنوئی میرا کون ہے دیکھئے اے شہزادہ مریخ آفتاب علم اسکو منع کیجئے مین اپکے خیال سے کچھ نہین کہتا ہون ورنہ سخت جواب دیتا نازنین نے کہا واہ بھائی کیا دنیا کا لہو پیدہ ہے کہ بھائی بہن کو نہین پہچانتا تم نے خود میری شادی مریخ آفتاب علم کے ساتھ کی دو لاکھ روپیہ اوسنے لیا مان تمہاری راضی نہ تھین تم نے دنیا کی طمع مین ایک جادوگر کے ساتھ میری شادی کر دی اسی بنا پر مان تم سے ناراض ہو لیکن اسطرح یہہ فریب بیان کر رہی ہے اور خواجہ بگڑ رہے ہین کہ بڑی جعل ساز ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ نکالیئے ایسی عورت کو رکھنا اچھا نہین ہے ورنہ یہ کسی روز آپ پر بھی کوئی تہمت لگا بیٹھے گی کہ مہر میرا اتنا نہین بلکہ اس سے زائد تھا خدا اپنی پناہ مین رکھے ان عورتوں سے مین تو اب جاتا ہون یہ کہکر آپ پلٹے تھے کہ عورت نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا کہ جاتے کہان ذرا سنتے تو جاؤ وہ جو زیور میرا درست کرانے کو لے گئے تھے اب تک نہ لائے مین تو صاحبقران سے تمہاری فریاد کرونگی بلکہ یہ کہونگی کہ اس نے میرے ساتھ بجبر ایک فعل کیا میں راضی نہ تھی اوسیدن جوتیان لگوا کر دربار سے نکلوا دونگی گلی گلی کی ٹھوکرین کھاتے پھروگے نہین تو ابھی میرا زیور دو آپنے چاہا کہ بقوت تمام چھڑالو ممکن نہوا ابتو آپ مریخ آفتاب علم کیطرف پھرے اور کہا کہ یہ طاقت عورت کی نہین ہوسکتی کہ اسطرح ہاتھ گرفت کرے کہ ایک مرد نہ چھڑا سکے کیا یہ بھی ساحرہ ہے مریخ آفتاب علم ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ وہی ہین جنکے واسطے آپ رو رہے تھے اور افسوس کر رہے تھے فرمایا کہ برق ہے اتنے مین برق ثانی ہنسنے لگی اور کہا کہ مرشد آپ کیون رنج فرماتے تھے خدا بھلا کرے اس شہریار کا جس نے اپنے خیمہ مین پوشیدہ کر لیا خواجہ نے کہا بہتی تمہارا رنج ہمین زیادہ تر اسوجہ سے تھا کہ جو کچھ مال و دولت تم نے جمع کیا ہے وہ سب رائیگان ہوگا نہین معلوم کہان دفن ہوگا کس کے ہاتھ آئے اگر ہم سے تم کچھ کہہ جاتے تو اوسمین تمہارا نتیجہ چاہلسوان بہت اچھی طرح کر دیتے ورنہ یہ بوجھ ہمین پر پڑتا اور مال مفت مین ضایع ہوتا خیر شکر ہے خدا کا کہ تم زندہ ہو برق ثانی نے کہا کہ آپکو مال ہی کی فکر رہتی ہے پہلے تو آپ ایسے نہ تھے لیکن جس روز سے آپنے دریائے طمع کا پانی پیا اور وارث بانہائے عیاری ہوئے اوسی دن سے پوری پوری خصلتین خواجہ کی پیدا کر لین بلکہ اونسے بھی بڑھ گئے لیکن مریخ آفتاب علم نے کہا کہ خواجہ ابھی ضبط سے کام لینا بردباری کو دخل دینا خوشی مین آکر کسی سے بیان نہ کر دینا ورنہ یاد رکھو کہ اگر اوسکا پتہ کو خبر ہوگئی اور اوسنے صاحبقران کو سر میدان بہر طعنہ دیا تو یقین ہے کہ صاحبقران اسکے ساتھ مجھے بھی باندھکر

دیدہ سینگے یہ کہو کہ وہ اپنے بھانجی کے غم مین بیحواس ہو رہی تھی کہ اوس سے پہچانا نہین اور
مین نے اس کام مین نہایت عجلت کی کہ جسوقت برق کی تلاش ہونے لگی اور صاحبقران
کو غیظ آیا مین نے دیکھا کہ یہ غیظ ٹالے نہ ٹلیگا تو اتنے جلد اس کارروائی کو کیا کہ برق کو اپنے
خیمہ مین چھپا دیا اور برق ثانی کی صورت کا ایک دوسرا شخص بزور سحر بنا کر چھوڑ دیا جسے
گرفتار کرکے صاحبقران نے قہر نگاہ سر برہنہ کے حوالے کیا اور اوس نے قتل کر ڈالا
یہ اوسی لکاتہ کے فوج کا ایک خدمتگار تھا جو سحر سے آگاہ نہ تھا اب انشاء اللہ قہر نگاہ کے
قتل کے بعد خطا انکی صاحبقران سے معاف کرادونگا ابھی انھین پوشیدہ رکھا ہے میرے
خیمہ مین لوگ یہ نہین خیال کر سکتے کہ عیار ہی اگر کوئی دیکھیگا تو میرا ناموس سمجھکر خاموش ہو رہیگا
خواجہ خضران نے کہا بہت مناسب ہے جبتک اسکی خطا معاف ہونیکا وقت آئے
اوسوقت تک محنت تو اپنی وصول کر لیجیے خوب اسکی مچھیان لیجیے حقیقت مین عورت کی عیاری
مین کیا غضب کا روپ اسپر آتا ہے کہ بارہا مین نے دھوکا کھایا اور یہ عیاری اسکی خاندانی
ہے باپ اسکا دادا انکے سب اسی عیاری کے بادشاہ گزرے ہین یہ کہکر خواجہ نے
برق کو گلے سے لگایا اور رخصت ہوئے کہ اب زیادہ مین نہین ٹھہر سکتا ہون جو پریشانی تھی
وہ شاہزادہ فرخ کے بدولت دفع ہو گئی یہ کہکر رخصت ہوئے اور خدمت صاحبقران
مین حاضر ہوئے امیر نے پوچھا کہان گئے تھے کیا کہون تمہارے قانون دنیا سے الگ
ہین یہان جسطرح پایا دشمن کو مار ڈالا اوسوقت قہر نگاہ کو دیکھکر آنکھون مین خون اوتر آیا
جی چاہا ابھی جاکر مار ڈالون لیکن تمہارے ڈر کے مارے چپکا چلا آیا برق ثانی
کی تصویر میرے آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے اگر طبل نہ بجا ہوتا اور موقع نہ گذر گیا ہوتا
تو آج ضرور مین اپنے نام پر طبل بجواکر اس بیسوا سے خود مقابلہ کرتا خیر کل دیکھا جائیگا صاحبقران
زمان نے فرمایا کہ بیشک اگر تم جاکر قہر نگاہ کو بھی اسیطرح قتل کر آتے جسطرح حیات زرین
پوش کو برق نے مارا ہے تو تمکو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اگرچہ برق کا بھی مجھکو نہایت صدمہ
ہے اور تمہارا رنج اوس سے زیادہ ہوتا مگر مین خلاف عدل کبھی نہ کرتا خضران نے کہا اے
عرب بیمروتی کا بھی خاتمہ ہے تو نے ساری جانبازیان برق کی بھلا دین اور ایک کافرہ کے قتل
کر ڈالنے پر اوسکو گرفتار کرکے کافرہ کے حوالہ کر دیا یہ خون ناحق تیرے ہی گردن پر ہوا جسوقت
پیش خدا پرسش ہوگی کہ کافرہ کے عوض مین مسلمان کو قتل کیون کرایا تو کیا جواب دوگے
صاحبقران نے فرمایا کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے تم بچانے نہ آتا خضران نے کہا
بچانا کیسا مین تو خود برق کیطرف سے گواہی دونگا کہ اس عرب نے مفت خدا
اوس بیچارہ کو قتل کروایا اوسوقت وہ بے بس تھا آج اسنے انتقام لیا ہے اور کیون
امیر یہ بتاؤ کہ جن جادوگرون اور عیارون نے اہل اسلام کو قتل کیا تھا اونکے
بادشاہون اور حاکمون نے بھی مجرم کو تمہارے حوالہ کر دیا فرمایا اگر وہ بادشاہ عادل
ہوتے تو کافر نہوتے اور مین عادل نہوتا تو مسلمان کیون ہوتا خضران نے خاموشی اختیار
کی کہ زیادہ منہ لگنا اچھا نہین ہوتا غرضکہ دربار برخاست ہوا سردار اپنے اپنے خیمون کیجانب
چلے صاحبقران اپنے خیمہ مین آئے بادشاہ لشکر اسلام آرامگاہ مین تشریف لے گئے کہ

صبح کو معرکۂ قتال ہونا ہے تھوڑی دیر آرام لے لینا چاہئے لیکن ساحرون نے تمام رات
سحر جگائے تیار کئے جنگ مین بسر کی ہر طرف آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا لقا کی بلند
تھین دلبرہ بج رہے تھے سنکھ پھنک رہے تھے اگیاریان روشن تھین بخور گوگل لوبان
کافور لگن دھاک وغیرہ کا ہو رہا تھا کسی جگہ رائی کا دھوان پھیلا ہوا تھا کسی جانب سرسون
کی پیراہن مہی ہوئی تھی کسیطرف مال کنگنی کے بھبھوکے نکل رہے تھے کہین پر کالے آتش کے
چمک رہی تھی کسی جا شعلہ لپک رہے تھے کوئی گھی کے چھینٹے آگ پر دے دے کر
ہیرون کو اپنے ہوشیار کر رہا تھا کوئی تیل چھڑک چھڑک کر ہمزاد کو چونکا رہا تھا ہر طرف
مہیب صدائین بلند تھین کوئی میٹھے طبیعت کا حلوا پکا کر بھینٹ دے رہا تھا کوئی خبیث
مزاج خوک سے بہا کر جو کر دیر رہا تھا کسی نے بکرا بھینٹ دیا تھا کسی نے
بھینسے کو جھٹکا کیا تھا کوئی ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کر اوسمین جادو پھونک رہا تھا
خون انسان سے اوسکو نہلا کر دل کرے اوسکو کھلائے تھے زرہ بکتر خود چار آئینہ
وغیرہ پہنا کر تلوار ہاتھ مین دیکر پردہ سحر مین پوشیدہ کر دیا تھا کہ وقت پر اُس سے
کام لین گے کسی نے اپنی سواری کے واسطے اژدر آتش فشان تیار کیا تھا
کوئی دائرہ بجا رہا تھا کوئی خنجری بجا رہا تھا ہر ہر طریقہ سے ہیرون کو قابو مین کر رہے
تھے کوئی خوشامد سے کوئی دعوت سے کہ وقت پر کام دین اور جنگ سے منہ نہ موڑین
کسی نے انگشت چاک کر کے خون انسان کا مزا چکھا دیا تھا کہ دشمن پر حکم کے ساتھ جائین
اور کوتاہی نہ کرین کسی نے زبان مین سوئن چبھو کر لہو زبان کا پتلہ سحر کے ہونٹون مین لگایا
کہ خدا پرستون کا خون دل سے اسی طرح پی لینا کوئی دوہتڑ زمین پر مارتا تھا اور کوئی سر
کے بال کھولکر چیختا تھا کوئی کچھ بڑ بڑا رہا تھا کوئی سر ہلا رہا تھا کوئی دستک دے دیکر
اپنے سحر کو عادی کر رہا تھا کہ جسوقت تالی بجاؤن سحر کام کرے اور دشمن سے بچائے اور
اونپر حملہ کرے اوسکو رد کرے مہبوت آسمان شگاف اپنے ہیرون کو جگا کر اونکو بھینٹ
دے رہا تھا مواج گرد باد اپنے سحر کو عجب عجب طریقون سے جگا رہا تھا نئے نئے
منتر پڑھ رہا تھا جنتر زمین پر کھینچ کھینچ کر ہیرون کو سامنے طلب کر کے اونکی خوراک بھینٹ
دے دے کر بڑھا رہا تھا کئی بیگناہ انسان اوسنے خرابے لا کر ذبح کیے جو بیچارے مسافر
تھے اور نہ معلوم کہان جا رہے تھے قہر نگاہ سحر پر ہنسنے سر نے اور سب سحر تو جگائے
ہی تھے کہ جنکا اظہار بر وقت مقابلہ ہو گا لیکن اوس نے سحر حیات زرین لوح
کو بھی اپنے تابع کیا ہے اور دل مین کہتی ہے کہ غیر ساحرون پر اسی سحر سے کام لونگی
اور اسی کے سحر سے عوض اسکے خون کا لونگی دفن کرتے وقت زبان کی نوک اوس نے
قطع کر لی تھی اور اوسے امانت رہنے دیا تھا جسوقت اپنے سحر جگانے سے فرصت ہولی
اور اپنے سحر تیار کر چکے تو اوس نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک
بیگناہ جسکو لشکر خدا پرستان سے پکڑ لے گئی تھی کہ وہ بیچارہ حد لشکر سے نکلکر دریا
کی طرف جا رہا تھا ورنہ ہرگز آفتاب علم کی وجہ سے لشکر کے اندر قہر نگاہ
کچھ نہ کر سکتی تھی اور اگر ایسا قصد بھی کرتی تو حال کھل جاتا اور مقابلہ قبل از وقت

ہوجاتا یہ خیال کرکے گھات مین رہے جسوقت اس نے دیکھا کہ یہ اجل رسیدہ مسلمان حدلشکر
سے نکل آیا ہے بس بقوت سحر ہاتھ اپنا دراز کرکے اوٹھا لائی اور خون سے اس بیگناہ کے اوس
پتلی کو نہلایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے وہ نوک زبان جو حیات زرین پوش کے دفن کے
وقت قلم کرلی تھی اس پتلی کے منہ مین دی اور خون اپنے بائین چھنگلیا کا اوسکے منہ مین ٹپکایا کہ
وہ پتلی گویا ہوئی اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے سحر حیات زرین پوش اپنے مالک
کے خون کا بدلہ ان خدا پرستون کسے لے اور سحر ساحران کا جواب دے یہ کہکر اوسی پتلی کو ایک
شیشہ مین بند کرکے جھولی مین ڈال لیا اور منتظر وقت کے ہوئے یہان لشکر اہل اسلام سے
کچھ دور پر مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو اوتارا ہے یہان سحر جگاتے جارہے عطر وگلاب
وکافور وصندل سلگ رہا ہے کوئی کچھ لکیرین زمین پر کھینچ رہا ہے کوئی انگشت کے اشارے
سے ہوا کو مسخر کر رہا ہے کسی نے زمین کو لیپ کر صندل کے چھاپے دیئے ہین کچھ پھول کیوڑے
جوہی چنبیلی وغیرہ کے رکھے ہین منقلین روشن ہین مریخ آفتاب علم نے مشک وعنبر
اگر کے بخور سلگا کر تمام صحرا کو معطر کردیا بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین کبھی بجلی اچک کر نظرون سے
پوشیدہ ہوجاتی ہے کبھی ایک شعلہ سا لپک کر رہجاتا ہے کبھی پریان ہاتھ جوڑے
ہوئے سامنے آتی ہے کبھی دیو مہیب اپنی متابعت ظاہر کرکے نظرون سے پوشیدہ ہوجاتا
ہے غرضکہ رات بھر مین جتنے سحر انکے تھے سبکو جگا کر نماز صبح تک فراغ حاصل کرلیا جسوقت
سپاہ انجم میدان فلک سے شکست خوردہ گریزان ہوئے اور علم کہکشان سلامی ہوا بادشاہ
شبستان یعنے ماہ درخشان کا چہرہ دیہم فلک کے قبضہ سے نکلجانے نے بیرونق وغمگین کردیا
وبہر فلک نے چہرہ مریخ وکیوان ومشتری زہرہ کو قلم زد کیا تمام کشور افلاک عمل شاہ خاور
مین آئے سپاہ نور نے ہر ہر مقام پر اپنا قبضہ کیا اور سپاہ سیاہی کو شکست دیکر گوشہ
مغرب مین قلعہ بند کردیا طبقہ ارض کے رہنے والے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اپنے اپنی
حال سے خبردار ہوئے ٹھہرے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا صدائے کوس سفر
نے بیس ماندون کو پریشان کیا غربا تلاش معاش مین چلے اُمرا عیش شب سے فراغ
حاصل کرکے عشرت روز مین مصروف ہوئے پہرے والون نے پہرا بدلا یا جاگنے والون نے
سونے والون کو جگایا اور نیند نے جاگے ہوؤنکو سلایا پرند اپنے اپنے آشیانے سے نکلکر
کوئی شاخ درخت پر زمزمہ سنجی کرنے لگا اور کوئی زمین کیطرف فکر شکم پروری مین چلا چرند
گیاہ سبز کیطرف متوجہ ہوئے درندے تلاش شکار مین چلے باغون مین ناشگفتہ غنچے نسیم
سحری کے دست اندازی سے کھل کھلا کر ہنسے اور کھلے ہوئے پھول مرجھا کر شاخون سے
زمین پر گر کر بے ثباتے عالم کی خبر دینے لگے بلبلین بیقرار ہوکر نشیمن سے نکلین اور تڑپتے ہوئے
عاشق کیطرح گلون سے لپٹنے لگین قمریان شمشاد وصنوبر پر اور کر پہونچین طوق محبت گلے
مین ڈالے ہوئے عشق کے دم بھرنے لگین فاختہ سرو سہی کے عشق مین لباس فقیرانہ
پہنے نعرۂ حق سرہ بلند کرنے لگی نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جگایا اوسیقدر
خواب اوسکا زیادہ ہوا لالہ کوہی نے خون سر فرہاد یاد دلاکر عاشق مزاجون کی جان
شیرین کو تلخی مرگ یاد دلادی دامن صحرا کو گردیا نے اپنے پھولون سے بھر دیا۔

مشام جان کو ہر ذی روح کے نکہت گل نے معطر کر دیا خدا پرستون مین شور اذان بلند ہوا شوق عبادت دوچند ہوا کفار مین سنکھ کی صدا سے شان بت پرستی نمایان ہوئی صاحبقران عالیشان نے وضو کر کے نماز سحری کو ادا کیا اور صندوق اسلحہ وکشتی پوشاک رزم کو طلب فرمایا اول لباس رزم تن پر آراستہ کیا زرہ بکتر خود پہنا چار آئینہ لگایا دستانے ہاتھون مین پہنے موزے پاؤن مین چڑھائے اور اسلحہ مین سے صرف ایک سپر اور ایک تلوار لے لی اور مسجد کے پاس سے برآمد ہوئے اودھر اور سردارون نے بھی آلات حرب وضرب کو تن پر سنوارا لیکن بیکار سمجھکر اس لیئے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا اوس سے مقابلہ کرنے شان جانبازی دکھاتے داد مردی و مردانگی دیتے ساحرون کے مقابلہ مین جانا قبضے باندھکر کھڑے ہونا دوسرون کی لڑائی کا تماشا دیکھنا طبیعت پسند نہین کرتے لیکن کیا چارہ ہے شکست و فتح یون تو من جانب اللہ ہے لیکن بظاہر دوسرون کے اختیار مین اپنا کوئی قابو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت عین الزمان نو الزمان اسد ثانی وغیرہ یہ سب عزیز صاحبقران باقبال حاضر دردولت شاہی ہوئے تو صاحبقران کو موجود پایا تسلیم وآداب بجا لائے اودھر رفیقون مین لندھور ثانی ہشام بن مالک فضیل بن کیا ہوا رخو آشام رستم خان بن گنجاب رستم خان بن گاؤ لنگی منظر بن جنیم خون آشام قارن بلند کمان ورقا ئے زنجیر اخوار موت بن سابق قیصر عادل بہرام عاد جالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد مقام عاد یہ سب تارہ مسلمان ہنوز آفتاب نہین نکلنے پایا تھا کہ دردولت پر جمع ہوگئی وہان بادشاہ اسلام دارا بن داراب سیمین زرہ تاج شاہی برسر وچہار قبہ شاہنشاہی در بر کیئے ہوئے چتر پھرتا ہوا بصد جاہ واحتشام محل سے برآمد ہوئے سردارون نے ترتیب وار مجرا کیا نقیب نے نگہ روبرو کی آواز دی کہارون نے ہاتھون ہاتھ تخت باہر لاکر کہارون کے کاندھون پر رکھا اور سواری بادشاہ اسلام کے بصد جاہ وتجمل میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئی آگے آگے نقیب بولتا ہوا اڑنگا بجتا ہوا صاحبقران باقبال گوشہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان کارزار تک آئے آنکے بعد سردار اپنے اپنے لشکر کیطرف متوجہ ہوئے اور صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب جناح اگلا اول پچھلا چنداول ایک دم مین درست ہوگیا اب صاحبقران باقبال چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھکر مرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے کس شان سے کہ علم اژدہا پیکر کا پھریرا اڑتا ہے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران آتی ہوئی خضران بن خسرو رکاب سعادت انتساب تھا اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے ایک طرف مریخ آفتاب علم مع اپنے ساحرون کے آکر پہونچے اور صاحبقران عالیشان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میر الشکر آگے بڑھکر صف آرا ہو کہ آجکی میدان داری مین حضور ان جان نثارون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فرمایا صاحبقران نے کہ آپکو اختیار ہے جس مقام پر مناسب جانیئے وہان کھڑے ہوکر تماشا جنگ کا دکھائیے لیکن اسکے بعد آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ خداوند کریم آپکا حافظ ونگہبان ہے اس لیئے کہ تین ساحران زبردست کا سامنا آپ تن تنہا سے ہوگا۔

بہ بینم کہ تا کردگار جہان — درین آشکارا چہ دارد نہان

دیکھا چاہیئے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے شہزادہ ہرمز آفتاب علم نے عرض کی کہ فضل پروردگار اور آپکا اقبال چاہیئے تو کیا حقیقت ہی ان ساحرون کی ایک ایک انکے یہ سب ہین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ وہی خالق ذوالمنن معین و مددگار ہے جسکے واسطے ہم جانین اپنی ہتیلی پر لیے ہین یہ کہکر رخصت ہوتے اور اپنا لشکر سپاہ اسلام سے آگے بڑھاکر صفین قائم کین اور آپ بمرتبہ سرداری آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ دیکھا فوج کفار کے ساحر بھی میدان حرب مین آکر پہونچے ایک لاکھ بیس ہزار ساحر بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان منجھولیان کاندھون پر ڈالے کوئی گرگ سحر پر سوار کوئی پلنگ پر بیٹھا ہوا کوئی فیل کو زیر ران کیئے کوئی اژدر سحر پر سوار منھہ سے اژدر کے شعلے نکلتے ہوئے اسیطرح مختلف جانوران سحر پر سوار ڈھول ڈبرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ترسول پرسول ہاتھون مین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر لگائے ہوئے اوسمین ترسول ناریل ترنج کچھ سویون کا گولہ فولادی خاک قبر جمشیدی وغیرہ جنیو گاون مین پڑے ہوئے تلک ماتھون پر دیئے ہوئے قشقے کھنچے ہوئے آوازین یاسامری یا جمشید یا خداوند اکوان تا جار اسکی بلند آگے آگے مبہوت آسمان شگاف مار فسون اسکے ہاتھون مین پیٹے ہوئے آنکھین سرخ رنگ سیاہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو ساغر خون سے بھرے ہوئے پہاڑ پر رکھے ہین ایک طرف نیا سوار ج گرد باد جاد و نہا گیسی لباس پہنے ہوئے اژدر سحر پر سوار بات بات مین منھہ سے دہوان نکلتا ہوا اسباب سحر سے آراستہ گلے مین بجائے زنار اک مار سیاہ لپٹا ہوا ایک جانب قہر نگاہ سحر پیشہ غضہ مین بھری ہوئی اسباب سحر سنبھالے ہوئے سب سے آگے بڑھکر اک تخت سحر پر سوار میدان جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین اب تینون نے نکل نکلکر تنہا بدو گاہ سے بہادران صف شکن و دلاوران تہمتن یہ روز نام و ننگ ہے دیکھا چاہیئے آج کون کون میدان حرب و ضرب مین داد مردی و مردانگی دیکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے اور کون کون با فتح و فیروزی واپس ہوتا ہے اور کون کون خاک ادبار و ذلت پر لیٹتا ہے ہان اے جوانو آج نام رستم و سہراب کو پردۂ دنیا سے مثل حرف غلط کے صفحۂ دنیا سے مٹا دو اور اپنے شمشیر آبدار کی ضرب سے سکہ اپنی دلاوری و بہادری کا جاری کر دو اس لیئے کہ مرنا ہر طرح ہے آج مرے تو کل مرے تو ایک روز سبکو فنا ہے اوسی کی ذات کو بقا ہے کیسے کیسے بادشاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گیئے اور وہ حشم و جاہ اونکا ایسا خاک مین ملگیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا — مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

جن بادشاہون کے رعب و داب سے فلک لرزتا تھا زمین جنبش مین آتی تھی آج استخوان و گوشت اونکے کیڑون نے کھالیئے ہین قبر کا نشان تک باقی نہین ہے

پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئی — آج [illegible] سر اونکے [illegible] ٹھوکرین کھاتے ہین

جنکے آغوش تمنا کے معشوق تمنا کرتے تھے آج وہی آغوش قبر [illegible] اسطرح پڑے ہوئے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین وہ خوش لباس [illegible] پوشاک نفیس [illegible] پہنتے تھے آج [illegible] کفن [illegible]

مین لیٹیے ہوئے پڑے ہین مسند نشینان حکومت کے واسطے بھی وہی بستر خاک ہی اور تخت نشینون کے لیئے تختۂ تابوت ہے۔ ع

اشعار عبرت آثار

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین
سب دوست ہین اپنی مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

آئینہ و ساغر باہم حیرت مین ہے دل آنکھین پر نم
یاد آتی ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین

جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب تاج اوسکا اسکندر و دارا کوئی نہین

جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہی اسکا کوئی نہین

بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین

کل جنکو اندھیرے سے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
ایک شمع جلا دی تربت پر جز داغ اب اتنا کوئی نہین

قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین پڑے مرقد ان کے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین

ای آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا مضمون ہی نازک تر
اوس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

اے بہادر روئے تابانی عالم پوشیدہ نہین ہے اس لیئے کہ کبھی صبح ہے کبھی شام کبھی دن ہے کبھی رات کبھی سردی ہے کبھی گرمی کبھی آفتاب عالمتاب کے دور دورے ہین اور کبھی مہتاب جہانتاب کا عمل ہے اس زندگی مستعار کا کیا اعتبار ہے ایک نفس کی آمد و شد پر دار و مدار زندگی ہے جسوقت یہ انتظام بگڑا ہستی عدم ہوگئی اور بقا فنا سے بدلگئی جب اعتبار زندگی نہین تو کہیں روز کے واسطے جان کو بچانا نہ بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین کیا معلوم اگر آج جان بچالی تو کل ایسی موت نصیب ہو یا نہو جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ ہٹ گئے دونون لشکرون مین ایک غلغلہ ہوا باجے جنگی بجنے لگے علم جلوہ گری پر آئے رگون مین دلاورن کے خون شجاعت جوشزن ہوا اور قہر نگاہ سحر برہمن کی آنکھون مین خون اوتر آیا دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی حیات زرین پوش کی تصویر آنکھون کے نیچے پھرنے لگی بس دلمین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس سے تو بہتر ہو اگر عظمت سحر سازانہ سے میرا سامنا نہو یہ تصور کرکے اپنے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ وہ مانند لکۂ ابر کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان مین حیات زرین پوش کے خون کے بدلے اگر تم سبکو بھی مٹا دونگی تو بھی یہ داغ میرے دل سے نہ مٹیگا لیکن مین جہانتک قابو پاؤنگی کوتاہی نہ کرونگی جس نے میرا سحر روکتا ہو اور جواب دیتا ہو وہ ہوشیار ہو جائے یا مقابلہ پر آئے اس لیئے کہ مین اپنا وار کرتی ہون مرزا آفتاب علم نے جواب دیا کہ مین موجود ہون اور پہلے سے ہوشیار ہون جو بات تیرے ذہن مین بعد کو آئی ہوگی مین نے اوسکا پہلے سے انتظام کر رکھا ہے تو بھی ہرگز نہ کرنا یہ کہکر اپنا تخت فیروزہ اور آگے بڑھایا اور کہا کہ بس مقابلہ مین تیرے آنا بیکار ہے انشاء اللہ تیرے سحر کا جواب یہین سے دونگا یہ سنکر قہر نگاہ سحر برہمن نے کہا کہ آپ سے مقابلہ کرنے مین میرے واسطے ہر طرح بہتری ہے اس لیئے کہ آپ وہ شخص ہین جنہون نے طلسم فیروزہ کو فتح کرایا قیصر صدائے باطن کو مطیع اسلام کرایا اور بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو زیر کر کے مطیع اسلام کرایا آئینہ اندام جادو آپ ہی ذات سے شکست

کھاکر بھاگا اور یہان آکر پوشیدہ ہوا لہذا آپ ایسے عالی خاندان و بلند مرتبہ شخص سے مقابلہ کرکے اگر جان دی تو بھی باعث افتخار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ماری گئی اور اگر مارا اور فتحیاب ہوئی تو سحر سازی کے جھنڈے گڑ گئے تمام دنیا مین نام ہوگیا یہ کہکر اس نے وہی پتلی جھولی سے نکالی جسمین سحر حیات زرین پوش کو بند کیا تھا اور کہا کہ جا لشکر اسلام پر اور اپنے خون کا بدلا لے بس یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی تڑپی اور تڑپکر قد مثل انسان کے دراز کیا اور لشکر اسلام کی جانب چلی ایک آدھ ساحر لشکر مریخ آفتاب علم نے جھپٹ کر روکنا چاہا لیکن پتلی نے آواز دی کہ کیا تو بھی میرے خون مین شریک تھا بس منھ کھلنا تھا کہ ایک شعلہ دہن سے نکلا اور جسپر گرا جلا کر خاک کردیا اگر کسی نے سپر سحر چہرے پر روکے جب بھی رد نہو سکا اور سپر کو توڑکر سینہ کے پار گزر گیا اتو یہ حالت ہوئی کہ پتلی ادھر جا پڑی جس سے کہا تو میرے خون مین شریک تھا شعلہ نکلکر سینے سے پار گزر گیا اتو ساحر رکے اور بلکہ جان بچانے لگے جسوقت ساحرون نے کنارہ کشی کی تو یہ پتلی لشکر صاحبقران عالیشان کیطرف چلی اور پکاری کہ مین تو آج بغیر اپنا خون بہا لیئے نہ پھرونگی کیا حیات زرین پوش کا خون اوپر ہی اوپر جائیگا جبتک زمین شفق گون نہ کردونگی اوسوقت تک مجھے صبر نہ آئیگا جانبازون نے بڑھ بڑھکر اپنے سینون کو سپر کیا لیکن پتلی نے جس سے کلام کیا شعلہ نکلا اوسکے سینے سے پار ہوگیا بہت سے لوگ مارے گئے اور اب ایک تلاطم ہوگیا مریخ آفتاب علم کچھ دیر تو خاموش کھڑے رہے اس لیئے کہ رد سحر کی ترکیب ذہن مین نہ آئی تھی دل مین کہتے تھے کہ اس ریکاتہ نے بڑی چالاکی کی کہ سحر کو قید کر رکھا تھا کوئی نتیجہ حیات زرین پوش کے مرنے سے اہل اسلام کے فائدہ کا نہ نکلا اس لیئے کہ ہنوز سحر اوسکا اوسیطرح موجود ہے اگر وہ خود زندہ ہوتی تو اور کیا مقابلہ کرتی اور فکر یہ تھی کہ ایسا رد سحر ہو جو فہم نگاہ کبھی نہ کہا ہم نے کسی پر حملہ کیا تھا تو اوسکا جواب پایا تھا اس سے عرصہ گزرا اور ادھر ہی قوتی د سحر پر ہنسے سمجھی کہ میرا شرارہ چل گیا بس اب یہی سحر سازی لشکر اسلام کے غارت کرنے کو کافی ہے اودھر لوگ کہہ رہے ہین کہ بادشاہ طلسم فیروزہ کو بڑے دعوے تھے اور اتنا بڑا نام تھا مگر اب کچھ بنائے نہین بنتی ایک سحر ابھی اسکے رد نہین ہوتا مفت مین صدہا جانین تلف ہو رہی ہین ۔ ع

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا	جو چیرا تو اک قطرہ خون نہ نکلا

مریخ آفتاب علم تو اسی شعر کے مصداق ہو گئے اوسطرف پتلی بھر بھرا کیطرح منھ کھولے ہوئے جاتی ہے صفون پر صفین اور پرون پہ پرے گرتے ہین کہ یکایک مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے سحر حیات زرین پوش ادھر آ مین تجھے نام قاتل کا بتا دون کیون بیگناہون کا خون کرتی ہے اور قاتلون کو چھوڑے دیتی ہے یہ سنکر پتلی اسطرف پلٹی کہ آپکا احسان ہوگا آپ ہی بتادیجیئے یہ کہتی ہوئی جو مریخ آفتاب علم کیطرف چلی شعلہ دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب مریخ آفتاب علم کیطرف چلا بس جیسے ہی یہ شعلہ قریب

پہونچا ہرتیغ آفتاب علم نے کچھ اسم تیر دم کرکے زور سے مٹھی مین بند کر لیا اور قہر نگاہ
سحر پیشہ کو آواز دی کہ بس ابھی تو پہنانا تھا قہر نگاہ کے ہوش باختہ ہو گئے لیکن
ہرتیغ آفتاب علم نے پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا کا خون اس پتلی کے
منھ مین دیکر اوسکی انگلی سے اشارہ سے قہر نگاہ سحر پیشہ کو بتایا کہ قاتل تیرے
مالک کی یہی ہے اور سارا لشکر اسکا شریک ہے یہ اوسکو لائی نہ وہ یہان آکر قتل ہوتی
اب اسی سے خون کا بدلا لے اور وہ شعلہ جو مٹھی مین بند تھا اوسکو چھوڑ دیا بس یہ کہنا تھا
کہ اوس پتلی نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین پہلے مین نہ سمجھی تھی حقیقت مین اگر یہ نہ آتی
تو حیات زرین پوش کبھی طلسم سے باہر قدم نہ رکھتی اسی نے اوسکو قتل کرایا ہی
یہ کہکر وہ پتلی جھپٹ کر قہر نگاہ سحر پیشہ کیطرف چلی قہر نگاہ نے جو دیکھا کہ میرا سحر میرے ہی
طرف آتا ہے ہاتھ مین کر لی ہوئی چھڑی ... اور پتلی نے کہا کہ کہانتک بچوگی مین تمہین
زندہ نہ چھوڑونگی ... ہین ... ہرتیغ آفتاب علم کو تمہین نے یہان لاکر
اوسکو قتل کرایا اب یہ حالت ہے کہ پتلی آگے بڑھتی ہے اور قہر نگاہ پیچھے ہٹتی
جاتی ہے یہانتک کہ صف لشکر کے قریب ہوگئی اور لشکریون نے بڑھکر روکنا
چاہا پتلی نے کہا معلوم ہوتا ہے تم لوگ بھی اس قتل مین شریک تھے جب تو
سامنے آتے ہو لو تم بھی لو بس یہ کہنا تھا کہ منھ سے شعلہ نکلا اور جس شیطان خصال
پر مانند تیر شہاب کے گرا اوسکو جلا کر خاک کیا جس نے روکنا چاہا سپر سحر جیرہ کی
پناہ کی شعلہ سپر کو توڑ کر ... لشکر کفار کی بھی وہی حالت ہوئی جو کہ
لشکر اسلام کی ہوئی تھی صاحبقران نے ہرتیغ آفتاب علم کی تعریف فرمائی کہ کیا خوب
اوسی کے سحر کو اوسی کی طرف لگایا ہے نصران بن عمرو نے کہا کہ میان کی جوتی اور
میان کا سر سنتے تو بہت دنون سے ہین لیکن آنکھون سے آج دیکھا جتنے اہل اسلام
ہنس رہے ہین اور فوج کفار مین تہلکہ مچا ہوا ہے پتلی جھپٹ کر یہ آتی اور وہ آتی
جس نے روکا جلکر خاک ہوا ہر چند سحر کرتے ہین وہ پتھر زمین پر مارتے ہین لیکن
پتلی نہین رکتی جلاتی پھونکتی قہر نگاہ کیطرف چلی جاتی ہے کہ یکایک قہر نگاہ کو غصہ آیا
اور اس نے ایک اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اچھا مین تجکو تیرے مالک سے ملا دون
پتلی نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے قہر نگاہ کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی قبر حیات
زرین پوش کیطرف چلی پتلی بھی حملہ کرنے سے باز آئی اور قہر نگاہ کے ہمراہ ہوئی قہر نگاہ
قبر حیات زرین پوش کے اوپر آئی اور انگشت نر کا خون قبر پر ٹپکا کر آواز دی
کہ لے یہ قبر تیرے پہنٹ ہے اور اپنے مالک کو اس زمین مین ڈھونڈ لے
یہ سننا تھا کہ پتلی نے قبر پر گر کر ... تو وہ خون چاٹا ساتھ ہی ایک شعلہ جوالہ
بنکر قبر پر گر پڑی اور نظرون سے غائب ہوگئی ساحران لشکر کفار نے
قہر نگاہ سحر پیشہ کی رد سحر کی تعریف کی لیکن ہرتیغ آفتاب علم نے
پکار کر کہا کہ لعنت ہے تیرے اس رد سحر پر کہ اپنی بلا مرے کے سر تھونکی
ارے تجسے رد سحر ہو سکا تھا تو جان دیدی ہوتی یا مجھی سے کہا ہوتا

پہر کیا

یہہ کیا کیا کہ مردے پر ظلم کیا اور لاش کو حیات زرین پوش کے پھونک دیا معلوم ہو گیا کہ تجھے اپنی
بھانجی سے بڑی محبت تھی اگر وہ زندہ ہوتی اور اوسپر آنچ آتی تو بیشک تو سینہ سپر ہوتی مریخ آفتاب علم
نے جو ایسی باتیں کہیں قہر نگاہ شرمندہ ساحران عالم کے آگے ذلیل ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ بعد
جنگ جب ساحران طلسم نہ طاق داخل نہ طاق ہونگے اور گفتگو مریخ آفتاب عالم کی بیان کرینگے
تو بڑی بدنامی ہوگی اور عظمت سحر سائرہ شکایت کریگی کہ ایک تو لڑکے کو لیجا کر مروا ڈالا طرفہ یہہ
ہے کہ رد سحر نہ کر سکے اور لاش اوسکی جلادی تف ہے اس صورت پر خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا تقدیر
کی بدنامی مٹ نہیں سکتی اب لڑ مرنا چاہیے اور زندہ پلٹ کر نہ طاق نہ جانا چاہیے بلکہ اگر فتح بھی حاصل
ہو تو بھی کسی اور طرف نکل جانا بہتر ہے لیکن طلسم میں جانا اچھا نہیں یہہ خیال کرکے اسنے کچھ اسم
سحر دم کیا اور زمین پر یا خداوندا کوان یہہ کہکر ایک دوہتڑ مارا کہ سارا طبقہ ہل گیا زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے
زمین شق ہونیلگی لوگ زندہ درگور ہونیلگے اک قیامت صغرائی برپا ہو گئی سحر نے اسکے ساحر و غیر
ساحر سبکی ایک حالت کر دی ہے گھوڑے بیقابو ہو گئے ہیں سوار ان کے سنبھالے نہیں سنبھلتے
بارگاہیں اسطرح حرکت میں ہیں جیسے طوفان میں ناؤ ہوتی ہے اکثر خیمے گر پڑے جو لوگ اچانک
کھڑے تھے زمین پر گر پڑے کسیکا ہاتھ کسیکا منہ کسیکا گھٹنہ کسیکا سر ٹوٹ گیا جو گھوڑوں پر تھے
انکی یہہ حالت ہوئی کہ تھوڑا بہت کا بعضوں نے سنبھال لیا اور بعضوں سے نہ سنبھل سکا آخر گر گر کے
مرنا شروع ہو گئے بس یہہ حالت دیکھتے ہی مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے قہر نگاہ مینے
تو تیرا بڑا نام سنا تھا لیکن اسوقت تو ایسے سحر کر رہی ہے کہ ہر معمولی درجہ کا ساحر کر سکتا ہے
یہہ اور بات ہے کہ تیرا سحر بہ نسبت اونکے زوردار زیادہ ہے اب دیکھ تماشہ یہہ کہکر کوئی
اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ اے حامل زمین سحر و ساحری روک دے
اُترا سکو ابھی یہہ کہتا تھا کہ اک مقام سے طبقہ شق ہوا اور ایک زنگی تیرہ رو پیدا ہوا اک
میخ آہنی اور ہتوڑا اوسکے ہاتھ میں تھا بیچ لشکر میں پہونچکر اوسنے وہ میخ آہنی زمین میں
ٹھونک دی کہ زلزلہ موقوف ہو گیا اور پھر پاؤں مار کر غرق زمین ہو گیا قہر نگاہ نے جو
یہہ معرکہ دیکھا اور مریخ آفتاب علم کا طعنہ سنا بس اسنے غیظ میں آکر سر برہنہ کر دیا
بال بکھرا دیئے اور سر کو حرکت دی پیدا معلوم ہوا کہ روز روشن ظلمت شب میں گرفتار
ہو گیا تمام صحرائے نہ طاق پردہ ظلمت معلوم ہونے لگا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا
دم گھٹنے لگے اولجھن پیدا ہوئی نفس تنگی کرنے لگا ساحران شعلہ مزاج نے مشعل
سحر روشن کی کچھ نہوا یہہ معلوم ہوا کہ شب تاریک میں جگنو چمک رہے ہیں اور
اس تاریکی سے ایسا دم گھٹا کہ لوگ ہلاک ہونے لگے یقین ہے کہ اگر وہ تاریکی
پھر تھوڑی اوسی طرح چھائی رہتی تو ایک نفس نہ بچتا گھٹ گھٹ کر ہلاک ہو جاتے
یہہ دیکھکر مریخ آفتاب علم نے اک ناریل نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین
پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ہزارہا پتلی مشعلیں ہاتھوں میں لیے ہوئے
پیدا ہو گئے اور ہر چہار طرف پھیل گئے کہ روشنی مشعلونکی اوس تاریکی پر غالب
آگئی یہہ دیکھکر قہر نگاہ نے سر پر اک دوہتڑ مارا اور بال جھٹکے بالونکا جھٹکنا تھا کہ ہزارہا
جگنو اسکے بالوں سے پیدا ہوئے پہلے تو مچھر کے برابر تھے پھر اونکی چمکتے ہوئے نکلے

اب اونھون نے مثل کبوترون تاوے لگانا شروع کیے اور بلند ہونے لگے
تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ قد اونکے بالشت بالشت بھر کے ہوگئے اب تمام لشکر دیکھ
رہا ہے کہ یہ کیا کرتے ہین صاحبقران نے بھی ایسا سحر نہ دیکھا تھا غور سے ملاحظہ
فرمارہے ہین اور دلمین کہتے ہین کہ عجب سحر ہے تھوڑا عرصہ اور گذرا تھا کہ دیکھا
وہ جگنو نہین ہین بلکہ ہاتھ بھر کے تیلے ہین اور خنجر اونکے ہاتھون مین چمک رہے ہین
جسوقت سحر نے پوری ہیئت پیدا کی تو قہر نگاہ نے اشارہ کیا کہ لینا لشکر حریف
کو کہ ان لوگون نے خداوند سے سرکشی کرنا شروع کی ہے بس یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ تیلے
لشکر صاحبقران اور لشکر مریخ آفتاب علم کی طرف چلے اور خنجر تانے ہوئے سرداران
لشکر اسلام نے تلوارین کھینچ لین لیکن تیلے آتے ہی لپیٹ پڑے اسطرح آئے کہ یہ
معلوم ہوا کہ تیر آیا جسنے تیلون پر تلوار ماری تلوار تو ٹوٹ گئی لیکن تیلے کے جسم
پر چیر کا بھی نہ آیا ساحرون نے سحر کیے سحر بھی بیکار ہوگئے اور کچھ نہ ہوسکا اودھر ساحران
لشکر کفار ہنس رہے ہین اور قہر نگاہ کی تعریف کر رہے ہین اودھر جادوگران
لشکر مریخ آفتاب علم مین اک غدر ہے تیلے جسکو لپیٹ کر خنجر مارتے ہین وہ ہلاک
ہوجاتا ہے تیلون پر کوئی سحر اثر نہین کرتا بلکہ سحر بھی پلٹ پڑتا ہے اک قیامت
برپا ہے جسنے تیلے کو آتے دیکھا ترنج سحر مارا ترنج تیلے پر پڑتے ہی پلٹ پڑا
اور اوسی کو ہلاک کیا اگر کسی نے گولا فولادی مارا اور تیلے کے سینہ پر پڑا تیلا
گر پڑا گولا ایک طرف نکلا چلا گیا اب جو تیلہ لپیٹ کر خنجر مارتا ہے ساحر دم بدم
پھڑک کر ہلاک ہوگیا ساحران لشکر کی تو یہ حالت ہے جو غیر ساحر ہین اُنکا کیا ذکر ہے
تیلے ہر ایک سے لپٹے ہوئے ہین جان بچانا دشوار ہے اگر ایک روکا کلائی پکڑلی
تو دوسرا لپیٹ پڑا تیسرے نے آکر خنجر ماردیا کوئی صورت مفر کی نظر نہین آتی
ہے یہ دیکھکر مبہوت آسمان شگاف نے اک سحر کیا کہ آندھی چلی بڑے
بڑے پتھر اوڑکر لشکر اسلام پر گرنے لگے لوگون کو ہلاک کرنے لگے اور جسقدر
مشعلین سحر مریخ آفتاب علم سے روشن تھین سب گل ہوگئین پھر وہی تاریکی
چھاگئی ادھر تو آندھی اس زور وشور سے چل رہی ہے کہ سوار گھوڑون پر سے
گرے جاتے ہین مرکب قابو مین نہین ہین منہ پھرے جاتے ہین اودھر تاریکی
مین دم گھٹا جاتا ہے اندھیرے مین کچھ نظر نہین آتا ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا
تیلے اسطرح آتے ہین کہ اب دکھائی نہین دیتے جسکے لپٹ کر خنجر مارا وہ ہلاک
ہوگیا تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین اوپر تو آندھی سے دم گھٹ
رہا ہے پتھر برس رہے ہین خاک آنکھون مین بھر گئی ہے جو ساحر ہین
وہ سحر بھولے ہوئے ہین جسکے منہ مین تھوڑی سی خاک چلی گئی سحر فراموش
ہوگیا زبان اعتبار سے جاتی رہی اور تیلون نے لاشون پر لاشین گرا رکھی ہین
اس تلاطم مین لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اس
بلائے بد سے نجات دے تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین

کس کس سے بچین اور کیا کرین مرنا تو ہر طرح ہے مگر اسطرح بیدست وپا ہوکر مرنا عجب بے کسی کی صورت ہے پروردگارا صدقہ اپنے رسول برحق کا جنکو تو نے غار مین بچایا اور چاہ مین حضرت یوسف کی مدد کی طوفان سے نوح کو امان دی آتش نمرود سے خلیل کو نجات بخشی بلکہ اوس آگ کو گلزار کردیا ہمکو بھی ان بلاؤن سے نجات دے اور اپنے دامن پناہ مین چھپا لے ادھر تو یہہ لوگ مضطرب الحال مصروف دعا تھے ادہر مریخ آفتاب علم نے ایک ترنج سحر جوڑے سے نکالکر اپنے نشان پر مارا کہ اک شعلہ بھڑکا اور تمام صحرا روشن ہوگیا اک بدر کامل اوس نشان سے نمودار ہوا اور وہ تاریکی برطرف ہوئی صحرا روشن ہوگیا مبہوت آسمان شکاف جادو نے جو گھبراکر اوس بدر کی طرف دیکھا تو عجیب قیامت دیکھی کہ چاند کے اندر اک آفتاب حشر جلوہ گر ہے یعنے اک نازنین مہر جبین بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہوئی ہے گوشوارے کانون کے چمک مین وہ برق ہے جو خرمن جان کو پھونکتی ہے سر سے پاؤن تک زیور مین لدی ہوئی بال وہ لانبے لانبے کہ جان عاشق وبال مین پڑجائے بلکہ طائر دل کے واسطے دام فریب ہین اور سیاہی اونکی شب فرقت وتاریکی مدفن کا نمونہ ہے ہر حلقہ زلف اک کڑی زنجیر کی ہے جسکی سختی اوٹھانا دشوار ہے یا اک ابر کالکہ ہے جو آفتاب پر سایہ افگن ہے مانگ غیرت کہکشان جادہ راہ ظلمات یا یون سمجھے کہ اک لڑے موتیون کی کشتی حدید مین رکھی ہے ماتھا ساتوین تاریخ کا چاند جسکی صفائی سے چاند بھی ماند ہوتا ہے یعنی محفل حسن وخوبی کے شمع گوشش ایسے خوبصورت کہ تمام اعضا کی ناک یعنی لوئین کان کے مانند شعلہ شمع ستمے ضو دیر ہی ہین عارضون کے صفائی سے آئینہ بے نور غبار وکدورت سے پاک یا یہہ کہیے کہ دو چاند یا دو آفتاب ایک وقت مین پہلو بہ پہلو نمودار ہوئے ہین لب برگ گل سے زیادہ نازک تر دندان رشک اختر وگوہر جنکے چمک بجلیان گراتی ہے چاہ ذقن کی چاہ یوسف دل کو خود گر پڑنے پر آمادہ کرتی ہے سیب زنخدان کی تازگی روح افزائے دل پژمردہ ہے وہ صراحی دار گردن کہ جسپر ہزارون گلے کٹین دیکھکر مست شراب محبت ہوجائین بس یہہ دیکھکر مبہوت آسمان شگاف مبہوت ہوگیا عشق کا دم بھرنے لگا اوس نازنین نے اشارہ سے کہا کہ دور سے کیا دیکھ رہے ہو پاس کیون نہین چلے آتے یا کسی نے منع کیا ہے اری مین تو اس میدان کارزار مین تمہاری تلاش کو آئی اور تم مجھسے دور بھاگتے ہو بس یہہ اشارہ کرنا تھا کہ مبہوت دیوانہ وار اوسطرف چلا لیکن ساتھ ہی نظر مواج گرد باد جادو کی بھی اس نازنین پر پڑی یہہ بھی اوسی طرح دیوانہ ہوگیا اور پکارا کہ اس سے تو صورت مین ہزار درجے اچھا ہون مگر کیا قدر شناس ہو کہ تم اس کالے رہمیر دوزخ کے کندے تمباکو کے بنڈے پر فریفتہ ہوتی ہو نازنین نے کہا کہ تم مین وہ بات کہان جو اسمین ہے دیکھو تو یہہ زرد زرد آنکھین سیاہ رنگ مین کیا لطف دیتی ہین جیسے شب تاریک مین دو جگنو چمک رہے ہین مواج نے کہا کہ مین اسے مار ڈالونگا نازنین

نے کہا پھر دیر کیون کرتے ہو اگر تم اسکو مار ڈالو گے تو تمہین ہمارے ساتھ شادی
کرنا ہوگی مواج گرد باد جادو نے مبہوت آسمان شگاف کو للکارا کہ ارے ادھر آ خبردار
آگے نہ بڑھنا تیرا منہ بھی اس قابل ہے کہ تو ایسی نازنین سے وصال کی خواہش کرے
مبہوت نے پلٹ کر دیکھا تو مواج گرد باد عشق کے دم بھرتا ہوا آتا ہے مبہوت
نے کہا کیون شامت آئی ہے جا پلٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مواج
نے کہا کہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو مجھسے سخت کلامی کرتا ہے غرض کہ اسقدر گفتگو
کو طول ہوا کہ نازنین نے آواز دی کہ بس معلوم ہوگیا دونون زبان کے شیطان ہو باتین
ہو انہی سے کچھ نہین ہے بس یہ سنکر دونون کو تاؤ آگیا اور مواج گرد باد نے گولا فولاد کا
بھوبلے سے نکالا اور اسم سحر دم کرکے مبہوت آسمان شگاف پر مارا جیسے ہی گولا قریب
مبہوت کے پونہچا بس مبہوت نے دیکھا کہ یہ خالی جانیوالا حربہ نہین ہے پاؤن
مار کر غرق زمین ہوا اور وار اسکا خالی دیا لیکن گولا جو زمین پر گر کر شق ہوا تو اک بگولا اوس
سے پیدا ہوا اور ہر طرف چرخ مارنے لگا جیسے کوئی کسیکی تلاش مین ہوتا ہے
مبہوت آسمان شگاف نے جیسے ہی سر زمین سے نکالا بگولے نے آکر محاصرہ کرلیا
اور مبہوت کو گھیر لیا مبہوت نے جلدی سے اک شیشی آب سحر کی نکالی اور
پانی اوسکا چھڑکا گرد بیٹھ گئی اور بگولا غائب ہوگیا اب مبہوت نے ترنج
سحر مارا کہ ترنج سے شعلہ نکلا اور مواج پر چلا جیسے ہی قریب پونہچا اسنے کچھ اسم پڑھکر
پھونک دیا کہ شعلہ بجھ کر رہگیا اب ان دونون مین رد و بدل ہونے لگی سحر کھلنے لگے
ترنج نارنج گچھا سو ٹیونکا ترسول پر ترسول ہر قسم کے حربے بھی کام مین آئے سب طرح
کے سحر ختم ہوئے زخمی دونون ہوگئے مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا اسلیئے کہ دونون
ساحر زبردست ہین جو ذرا غالب آتا ہے نازنین اوسکی تعریف کرنے لگتی ہے
کہ بہتر ہے ہی ساتھ نکاح کرونگی یہ دونون جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین اودہر
فرخ آفتاب علم نے کچھ اسم کو پڑھکر دستک دی چاہر جوگی اک حوض طلائی سی
پیدا ہوا کہ بیچمین اوسکے شمع کافوری روشن تھی زبان شمع سے آواز پیدا ہوئی
کہ معشوق یون جلے اور عاشق مارے مارے پھرین ارے یہ تو اوسوقت ہوتا ہے
جبکہ کسیکا خوف ہو یا معشوق راضی نہو جب دونون طرف دل کی لگی کا اثر برابر ہے
اور کوئی مانع نہین تو مجھسے کیون دور بھاگتے ہو ارے ادہر آؤ بس اس آواز کے
سنتے ہی وہ پتلے جو لشکر سے لپٹے ہوئے تھے اسطرف پلٹے اور جو قریب حوض کے
پہونچا زمین پر غلطک ماری اور پروانہ بنکر شمع پر گرا جل کر خاک ہوگیا ہوا ایک
اور دو اور تین لگے وہ پتلے جلنے قہر نگاہ یا تو با اطمینان تمام مبہوت
آسمان شگاف اور مواج گرد باد کی لڑائی دیکھہ رہی تھی اور چلا رہی
تھی کہ ارے دیوانو اس فریب مین نہ آؤ آپس مین لڑ کر نہ جان دو
یہ سحر ہوا ہے اوسے رد کرو ورنہ مارے جاؤگے یہ کسکی سنتی ہین لڑ رہے ہین اور کہتے
ہین کہ بی قہر نگاہ معلوم ہوگیا کہ تم دوست بانتہا ہو اس نازنین پر قبضہ کرنا چاہتی ہو یہ کیسے ہم ہونگا ادہر یہی وقت کہ لیلو

اور پھر بھی سوچ سمجھ ہولتا تمکو اپنے ساحری پر بڑا ناز ہے قہر نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے آج کے جنگ
کا انجام اچھا نہیں ہے اب جو دیکھتی ہے تو وہ پتلے یا تو لڑ رہے تھے لشکر اسلام سے سرداران
اور سپاہیون سے مصروف جنگ تھے یا پروانے بن بنکر جلے جاتے ہین اسنے مرصع آفتاب
علم کو آواز دی کہ بڑا ہی شخص میرا برباد کیا کہ جسکو اتنی عمر کے ریاض مین مینے تیار کیا تھا اور سیندور
زور دیا تھا کہ نا پیاتھی کیسی جو روک سکتا مرصع آفتاب نے قہر نگاہ کو بے دست وپا
کر کے آواز دی کہ اور جو حوصلہ ہو اوسے بھی پورا کر لے اسنے جواب دیا کہ اب مین تو
آپکے سحر کی مشتاق ہون اور غم مین حیات زرین پوش کے جینے سے سیر ہون
اب آپ وار کیجیے کہ کام میرا تمام ہو سحر بھی مٹا اور ذلیل بھی ہوئی اپنا منہ لیکر ظلمت
سرطاق مین جاؤن مرصع آفتاب علم نے کہا کہ اگر نا امید ہوا اور یقین مرگ ہے
تو آکر مطیع اسلام ہو قہر نگاہ نے بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا گستاخی معاف مین ایسی
طبیعت کی نہین ہون کہ دین بدل ڈالون یہہ آپ ہی تھے کہ ایمان قدیم کو چھوڑ کر مذہب
جدید اختیار کیا جسوقت دو لڑینگے ایک کی فتح دوسرے کی شکست ضرور ہوگی اس مین جان کے
خوف سے ایمان بدلنا تو کچھ اچھا فعل نہین ہے بس اب آپ وار کیجیے یا تو مینے آپکا سحر بھی رد
کیا اور یا جان دی لیکن جسوقت عظمت سحر ساز سے مقابلہ پڑیگا اوسوقت آپکو معلوم ہوگا ادہر
تو یہہ گفتگو تھی ادہر مبہوت آسمان شگاف اور مواج گرد باد مین جنگ ہو رہی تھی مواج
فیل مست بنا ہوا تھا اور مبہوت آسمان شگاف پلنگ کی شکل ہو رہا تھا اسکا طمانچہ
اوسکا پھسونڈا چل رہا تھا اہل لشکر اسلام ہنس رہے تھے عیار پکارتے تھے کہ نکٹی کا ہارنے
اور جیتی کا جیتے اس فقرہ نے دونون لشکرون کو پھڑکا دیا صاحبقران و بادشاہ اسلام نے
منہ پر رومال رکھا اور مرصع آفتاب علم بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اودہر ادہر مبہوت
نے جو کہ شیر بنا ہوا تھا جب طمانچہ مارا بوٹا بوٹا گوشت کا نوچ لیگیا اور فیل چیخ اوٹھا دم
دبا کر کے بھاگا شیر اوسکے پیچھے جھپٹا اسنے دیکھا کہ اب بھی جان نہین بچی پلٹ کر سونڈ
سے گھونسا بنا کر مارا کہ شیر بھی چیخ اوٹھا اور یہہ بھی تھوڑی دور بھاگا نازنین نے
کہا ارے کہان بھاگا جاتا ہے پھر مین اوسکے ساتھ شادی کرلونگی تو یونہی رہجائیگا
شیر پھر پلٹا اور طمانچہ دیا کہ ہاتھی اوس سے زیادہ چیخا اور پھر بھاگا چاہتا تھا کہ نازنین
نے کہا دیکھ مین اوسکے ساتھ شادی کرلونگی تو رہ جائیگا پھر ہاتھی پلٹا دونون کی
بزدلی تمام لشکر پر کھل گئی اور نازنین ترغیب دے دے کر لڑوا رہی ہے
کہان تک بیان کرون کہ لڑتے لڑتے دونون زخمون سے چور ہوکر بیٹھ گئے
نازنین نے آواز دی کہ جو پہلے مجھ تک آجائیگا اوسکے ساتھ شادی کرونگی
یہہ سنکر دونون اپنی جگہہ سے اوٹھ کر دوڑے کبھی ہاتھی آگے اور شیر پیچھے اور
کبھی شیر آگے اور ہاتھی پیچھے دونون کو یہہ کد کہ ہم پہلے پہونچین یہانتک کہ شیر پہلے
پہونچ گیا بس جیسے ہی شیر سامنے پہونچا نازنین نے اف کی آواز دی بس ایک
شعلہ زبان سے چمک کر نکلا اور پھر پر شیر کے گرا کہ شیر آتشبازی بنگیا اور دیر
دیر جلنے لگا اب فیل جھپکا تھا کہ نازنین نے کہا او بےمروت ٹھہر جا ... تو

سے ملنے اوسکو جلا دیا تو بھاگتا ہے ادہر آیا یہ سنکر سوار دلمین خوش ہوا کہ اتنے
میرے ہی واسطے اوسکو پھونک دیا بس جیسے ہی قریب پہونچا اسنے انت
کی شعلہ جھوک کر چلا اور فیل بھاگا کہا کہ یہی آفت تو ادہر بھی آیا چاہتی ہے لیکن
یہہ ایسی آفت نہین ہے جو ٹالے سے ٹلے شعلہ جو گرتا ہے فیل بھی جلنے لگا اور
تو شیر جلکر خاک ہوا اور اودہر فیل جلکر گرا ان دونون کا مرنا تھا کہ اک طوفان
عظیم برپا ہوا زمین سے خاک اوڑی آسمان سے سانپ بچھو برسنے لگے شعلے
لپکنے لگے آتشباری برف باری ہوئی یہہ شور و غل مچانے لگے بڑی دیر تک اک
حشر برپا رہا بعد دیر کے آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ کشتی مرا نام من مہوت
جادو و ہوان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب
جو علامات سحر برطرف ہوئے اور میدان صاف ہوا دیکھا کہ دو لاشین
پڑی ہوئی ہین کہ جا بجا سے گوشت نچا ہوا ہے منہ جھلسا ہوا ہے لشکر داو
ان دونون کے سر اپنا پیٹنے لگے خاک اوڑانے لگے سرداران لشکر اسلام
نے مریخ آفتاب علم کی بہت تعریف کی صاحبقران نے بھی نہایت تعریف
کی لیکن قہر نگاہ سر برہنہ جاگئی اب مریخ آفتاب علم نے دستک دی کہ جانب
آسمان سے اک پری شیشہ ہاتھ مین لئے ہوئے پیدا ہوئی مریخ آفتاب علم
کے سامنے آکر عرض کی کہ کیا حکم ہے فرمایا کہ دیکھ سامنے ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ
کھڑی ہین انکو اپنے بھاگنے کا بہت غم ہے جاکر غم انکا غلط کر اور یہہ عطر ملدے
کہ انکو حیات زرین پوش سے ملنے کی امید ہے اب جہان وہ ہے وہان
یہہ بھی جایا چاہتی ہین یہہ سنکر وہ پری پرواز کرکے قریب قہر نگاہ سر برہنہ کے
پہونچی کہا ہائین ملکہ تم رنجیدہ کیون ہو قہر نگاہ نے کہا کہ تو مجھے فریب دیتی ہے
خبردار میرے عطر لگانے کا قصد نہ کرنا مین جانتی ہون کہ شیشے مین عطر نہین ہے
بلکہ آتش سحر ہے پری نے کہا واہ مین تو ضرور عطر ملونگی یہہ کہکر قریب پہنچ گئی قہر نگاہ
نے افسون کی کہ منہ سے شعلہ نکلا اور پری پر گرنے کو تھا کہ پری نے ایسی ہوا
بر دی کہ شعلہ گل ہو گیا اور پھر آگے بڑہی قہر نگاہ نے کہا تو جلنے
لگی اور پیچھے ہٹی اب یہہ آفت کہ شعلہ برسا رہی ہے اور پری پر
ہوا نے دیگر شعلہ بجھاتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ مریخ آفتاب علم
نے آواز دی کہ تو برابر اوسکے نہ پہونچ سکیگی انتظار نکر اور جس سے کام
اپنا کرکے روانہ ہو جا یہہ سنتے ہی اوس پری نے آواز دی کہ او قہر نگاہ
بھاگ کر کیا تو بچ جائیگی بے اسنے یہہ کہکر شیشے سر پر قہر نگاہ
کے کھینچ مارے بس وہ شیشی جو سر پر پڑی ہے اور ٹوٹتی ہے
تو بجائے عطر کے ایک شعلہ گرا اور اوسنے قہر نگاہ کو ہر
طرف سے گھیر لیا کپڑون مین اوس کے آگ لگ گئی اور قہر نگاہ
مثل پتلہ آتشبازی کے جلنے لگی ہر چند سحر پڑھا دوہائیان کھینچین مگر کچھ ہوا آخر کار اوسی جانب اک

شعلہ جوالہ بنکر شعلے سے لپٹ پڑی دونون شعلون مین داؤن پیچ ہونے لگے اور دونون شعلے ملکر ایک ہوگئے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ واقع مین یہہ بڑی لگاتر ہے کہ خود بھی شعلہ بن گئی کہ اب آگ کو آگ کیونکر جلائیگی خیر سمجھا جائیگا یہہ جاتی کہان ہے اور انگشت سے اشارہ کیا لشکر کفار کی طرف بس اشارے کا کرنا تھا کہ وہ ہی شعلہ لپک کر لشکر کفار پر گرا اور ہر ایک ساحر کو پھونکنے جلانے لگا پہلے تو اونھون نے رد سحر مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا کہ پانی برسایا جام آب مین وہ شعلہ کو گرایا مگر یہہ شعلہ دوہرے سحر کا بنا ہوا ہے اتنے اتنے بڑے دو ساحرون کے سحر مین انکا زور کس سے رکتا ہے یہہ شعلہ پانی مین آگ لگا دینے والا ہے کون اس سے بچ سکتا ہے انجام یہہ ہوا کہ صدہا ساحر جلے ہزارہا بھاگ کر طلسم نقاق کے جانب روانہ ہوئے جو دریا کی طرف بھاگا وہ بھی جانبر نہ ہوا اگر پانی مین جاکر چھپا تو شعلے نے پانی مین گر کر جلا دیا اور وہ اسیطرح صحیح و سالم بھڑکتا ہوا پھر نکلا یہانتک کہ آن واحد مین میدان صاف ہوگیا دو چار ہزار ساحرون کی لاشین تو پڑی ہوئی تھین اور خیمے گرے ہوئے تھے مال و اسباب کو کون پوچھتا تھا جانین بچانا دشوار ہوگئی تھین شعلہ نے ہزارون کو جلا دیا تھا باقی لوگ فرار کر گئے تھے شعلہ ہر گوشہ صحرا مین ڈھونڈتا پڑا پھرتا تھا جب اسنے کسی کو نہ پایا تو بیچ میدان کے آکر ہوا پر ٹھہرا یا اور مثل تیر شہاب کے لشکر اسلام پر چلا صاحبقران نے مریخ آفتاب علم سے کہا کہ لو وہ آفت اب اودھر آتی ہے یہہ کیا ہوا مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ اے شہریار یہہ بڑی لگاتہ تھی اسنے اپنے کو سحر مجسم بنا لیا ہے اور ہر انسان کی دشمن ہوگئی ہے خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ جس مقام پر الٹیگا کسیکو زندہ نہ چھوڑیگی دیکھیے مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہہ کہکر اک خالی شیشی نکالی اور کچھ اسم سحر دم کرکے آواز دی کہ ارے اودھر کہان جاتی ہے ادھر آ یہہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ مریخ آفتاب علم کی طرف پلٹا اور مثل تیر شہاب بنکر سناٹے سے ہاتھ اور پاؤن شیشی پر ہوتی تھی بس جیسے ہی یہہ شعلہ قریب پہونچا مریخ آفتاب علم نے شیشی کا منہ اوس شعلہ کی طرف کر دیا کہ شعلہ شیشی مین اوتر آیا بس فوراً انھون نے کچھ اسم سحر دم کرکے ڈاٹ لگا دیا کہ وہ شعلہ بند ہوگیا اب تو نقارہ شادمانی پر چوب پڑی لوگ آپس مین گلے ملنے لگے صاحبقران مریخ آفتاب علم کی طرف بڑھے مریخ آفتاب علم قریب صاحبقران کے آئے امیر ثالث نے تعریف کی انھون نے سلام کیا اور عرض کیا کہ اقبال حضور سے خداوند کریم نے فتح یاب کیا ورنہ اسنے کوئی کمی نہین کی تھی اور مہوت نے تو غضب ہی کیا تھا کہ سحر مین اسکے اپنا سحر شریک کر دیا تھا ایک رد ہونے پایا تھا کہ دوسرا سحر قیامت ڈھانے لگا یہہ کہیے کہ مینے اون دونون کو دیوانہ بناکر آپس مین لڑوا دیا ورنہ تین سحرون کے رد کرنے مین دیر ہوتی اور لشکر کے بہت سے لوگ ضایع ہوتی بادشاہ اسلام کو سردارون نے مبارکباد دی مریخ آفتاب علم پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے پھر

راہ مین خیال آیا کہ گنجور شاہ اور طوفان بن سرکش کا پتا نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک اونکی خبر لینا بھی ضرور ہے یہی باتین تھین کہ دیکھا جانب صحرا سے دونون تخت سحر پر سوار چلے آتے ہین مریخ آفتاب علم نے پوچھا کہ آپ لوگ کہان تھے اونھون نے بیان کیا کہ جسوقت مہوت آسمان شگافت و مواج گرد باد مارے گئے تو ہم قید سے چھوٹے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام مین آکر شریک ہون کہ قہر نگاہ شعلہ بتکر لشکر پر گری ہمارا سحر بسبب نہ جگانے جانے کے سست ہو رہا تھا اس سبب سے صحرا مین نکل گئے تھے جب معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے فتح پائی تو حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے انکو بھی ساتھ لیا اور داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے سب سردار اپنے اپنے دلنگران کرسیون پر بیٹھے صاحبقران نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ یہہ بلا جو آپنے شیشی مین بند کر رکھی ہے اسے کیا کیجیے گا عرض کی کہ جسوقت اسکی بہن عظمت سحر ساز سے سامنا ہوگا اوسوقت یہہ کام دیگا کہ وہ بھی ساحرہ زبردست ہے اب صاحبقران نے فرمایا کہ ہم آج کے آٹھوین روز طلسم نہ طاق کی طرف چلینگے لہذا اوس روز کوئی صاحب سیر و شکار کے واسطے نہ جاوین اور بارگاہ مین جمع ہون یہہ کہکر دربار برخاست کیا سردار اپنے اپنے خیمہ کی طرف چلے اب یہہ داستان تو اسی مقام پر چھوڑی جاتی ہے

اور راوی حال شہر فرنگوشیہ کا آغاز کیا جاتا ہے

یہہ بادی شہر فرنگوشیہ جسمین آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زہر و کے قتل ... یہہ داستان بسبب اختصار کے دفتر آفتاب شجاعت جلد دوم مین کم لکھی گئی تھی لہذا اس مقام پر بیان اوسکا ضرور ہے شعر بیا بشنو اے ہمدم رہستان کہ باز آدم بسر داستان + راویان جادو بیان و ناقلان ثقات دل افسردگان اس داستان مصیبت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت جاودان لقا بدار ملک آسمانیہ سے ملکہ ماہ پارہ کو لیکر حوالے شہر فرنگوشیہ مین پہونچی عجب مصیبت دیکھی کہ جابجا لاشین جلی ہوئی پڑی ہین کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہے خاک صحرا نے تھوڑی بہت پردہ پوشی کی ہے صحرا اسقدر بھیانک ہو رہا ہے کہ دیکھنے والوں کو خوف معلوم ہوتا ہے درخت جلے ہوئے ہین زمین پر گیاہ کا نام نہین دریاؤن مین پانی کم رہگیا ہے جانوران درندہ و چرندہ کوئی نظر نہین آتا ہوا سائین سائین کرکے چلتی ہے آگے بڑھ کر قبرستان ملا دیکھا تو نئی قبرین تعمیر ہین اور پرانی قبرین جلی ہوئی ہین ہر دو کی شکل قبرستان کی ہو رہی ہے پتھر چٹک چٹک کر ریزہ ریزہ ہوگئے ہین یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کون قبر کسکی ہے نام پتھر و نیز سٹ گئے ہین لیکن تازہ قبرون کے پتھر پڑھنا شروع کیے تو اپنے ملازمون و رفقا کے نام دیکھے ایرج نوجوان بہت رویا یہانتک کہ دو قبرین جو کسی قدر تزک و احتشام کی تھین قریب اونکے پہونچی دیکھا تو دو مجاور بیٹھے ہین قبرون کے پتھر پڑھے معلوم ہوا کہ ایک تربت خواجہ بازرگان کی ہے اور دوسری قبر مالک بن ملکوت شاہ کی ہے ایرج نے گریبان چاک کیا اور بہت رویا کیونکہ خواجہ بازرگان وہ شخص تھا جسنے ایرج کو زمانہ طفلی مین مثل بیٹون کے پرورش کیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ نے ایرج دو بیٹھ اسکی صحبت مین

آخر مین ساتھ ایرج کے ملک فرعونیہ مین مسلمان ہوا تھا ایرج ان لوگون کیواسطے بہت رویا تصویر
ان لوگون کی نگاہون کے نیچے پھر رہی تھی وہ ملک جو کیسا آباد تھا آج ویران پڑا ہے عمارتین خراب
ہو گئی ہین ہر گلی کوچہ مزبلہ سے مشابہ ہو رہا ہے کوڑا پڑا ہے مکان خالی ہین مکین زیر خاک آرام کرتے ہین ملتوی
اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے ✤ آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے ✤ تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر ✤
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر ✤ عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ✤ نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے ✤
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ✤ استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے ✤ اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ✤
اک فقط نامی نام باقی ہے ✤ نہ ہی شیرین دکوہکن کا پتا ✤ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا ✤
ایرج نوجوان اپنے ملک کی یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور داخل قلعہ ہوا قلعہ کو بھی جابجا سے
منہدم دیکھا چندروز یہان قیام کرنا پڑا جو لوگ خوف سے برجبیس آفتاب پرست کے بھاگ بھاگ
گئے تھے وہ خبر آمد ایرج نوجوان کی سنکر بہت خوش ہوئے اور حاضر ہوئے ایرج نے سب کو
تسلی دی اور کہا کہ اب مین اوسی کے تعاقب مین جاتا ہون تم لوگ اطمینان سے اور پہلے جس طرح
شہر مین رہتے تھے رہو غرضکہ پھر سے شہر فرنگوشیہ آباد ہوا اب ایرج نوجوان یہان سے کوچ کرکے
واسطے ملک خاور کے چلے کہ وہان دادی انکی خورشید خاوری رہتی ہین انہین راہ مین چھوڑا جاتا ہے

اور اول حال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے —

کہ بعد انتقال شاہزادہ لعل خفتان خونریز خاوری یعنے ملک قاسم کی ملکہ خورشید خاوری
دن رات رویا کرتی ہین تصویر قاسم کی آنکھون کے نیچے پھرا کرتی ہے یہانتک کہ اسی صدمہ مین علیل ہو مین
اور حالت خراب ہوئی اب انہون نے ایک نامہ بنام ملکہ رابعہ اطلس پوش کے تحریر کیا کہ یہان شاہزادہ
علمشاہ کی اور ساس ملکہ خورشید خاوری کی ہوتی ہین مضمون نامہ یہ تھا کہ اے والدہ مہربان
جبسے قاسم نے انتقال کیا مین دن رات پروردگار عالم سے موت کی خواستگار رہتی تھی اب زمانہ اجابت
دعا کا قریب معلوم ہوتا ہے لہذا امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے تاکہ مٹی میری خراب نہو اور علاج بھی
اچھی طرح ہو جسوقت یہ خط رابعہ اطلس پوش کو پہونچا تو گیتی افروز انھین کے پاس تھین
انہون نے بھی پڑھا اور بہت روئین اور عرض کی کہ مین بھی چلونگی غرضکہ یہ دونون شاہزادیان
خاور مین آئین خورشید خاوری نے رابعہ اطلس پوش کو سلام کیا اور گیتی افروز کو
پوشاک سفید پہنے دیکھکر اسقدر روئین کہ روح جسم سے مفارقت کر گئی رابعہ اطلس پوش
اور گیتی افروز بہت روئین اور خورشید خاوری کو دفن کیا سب نے لباس سیاہ پہنا ہنوز ان کی
صف ماتم بچھی ہوئی تھی کہ خبر سنی ارژنگ بن زمرد برائے بربادیٔ شہر خاور آتا ہے مظفر
بن ضیغم خون آشام بیابان نہ طاق سے واپس آچکے تھے انہون نے لشکر اپنا
قلعہ سے نکالا اور وقت کے منتظر بیٹھے الماس خان خاوری ماموں
قاسم کے ابھی تک زندہ تھے لیکن انتہا کے ضعیف ہو گئے تھے یہ بھی معہ لشکر قلعہ سے
باہر آئے لیکن رابعہ اطلس پوش صدمہ مین ہو کے خمیدہ ہو گئے
ہر وقت رویا کرتے ہین کبھی اپنے فرزند علمشاہ رومی کو یاد کرکے
مان باپ کا سہارا ہوتے تھے مین ایسے بدنصیب ہوا کہ بیٹا میرا

بہو مر گئی پوتے نے انتقال کیا خدا رکھے ایرج کو اوسکے ساتھ حمزہ ثانی نے ایسی بدخلقی کی
کہ مع اپنی اولاد کے وہ نہین معلوم کہان چلا گیا کچھہ اوسکی خبر نہین افسوس کہ ہماری خبر لینے والا
اسوقت سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین ہے شوہر جیسے خانہ کعبہ تشریف لے گئے اونکی خبر بھی
نہین کہ زندہ ہین یا نہین اب نرغہ کفار کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے ہر طرح مٹی خراب ہے جو سردار
اور ملازم ہین وہ لائق مقابلہ نہین ہین ہر چند کہ الماس خان خاوری اور مظفر بن
ضیغم خون آشام نے بہت کچھہ تسکین دی ہے کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے
آپ پر آنچ نہ آنے پائیگی لیکن رابعہ اطلس پوش اک زن جہاندیدہ کہن سال ہین
بڑے بڑے لڑائیون کے واقعات سنے ہوئی ہین خاموش رہین مگر گیتی افروز سے کہا کہ بیٹا
بہتیجا تمہارا تمہارے ملک کے خراب کرنے کو آتا ہے تمہین اوسکی ذات سے کیا امید ہے ملکہ
گیتی افروز نے عرض کی کہ جب وہ کافر ہے اور ابھی تک راہ راست پر نہین آیا ہے تو سوا
دشمنی کے اور کیا امید کرنا چاہیے خدا جانے کیونکر پیش آئے اور کس بے حرمتی کا سامنا ہو رابعہ
اطلس پوش نے کہا ہان میرا بھی ایسا ہی کچھہ خیال ہے اپنے اپنے سامان حفظ آبرو سے ہشیار
رہنا چاہیئے لیکن حال مظفر بن ضیغم خون آشام کا سنیئے کہ انھون نے قلعہ سے دور آگے
بڑھ کر خیمہ برپا کیا ہے اور الماس خان خاوری سے عرض کی ہے کہ آپ قلعہ کی حفاظت کا
خیال رکھین صبح کا وقت ہے صحرا رشک گلشن ہو رہا ہے سبزہ کی دید سے روح تازہ ہوتی ہے
کوہ ٹیلے کی بہار قابل دید ہے اوسنے ہر برگ درخت پر عجب لطف پیدا کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ
صدف مین گوہر آبدار چمک رہے ہین لیکن اک سناٹا سا ہے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی لٹ لے
گیا ہے جسوقت سے شاہزادہ ملک قاسم کا انتقال ہوا ہے دشت و کوہ کوچہ و بازار
سنسان معلوم ہوتے ہین کوئی گھڑی بہر دن چڑھا ہوگا کہ دیکھا مظفر بن ضیغم خون آشام
نے کہ جانب مغرب سے یتق گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر معلوم ہوئی مظفر بن خون آشام
نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا یکایک آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل
گرد سے کئی سو علم نشانہ کئے لاکھہ سوار کا نمودار ہوئے کہ ہر ہر دن پر علمون کی تعریف ارژنگ
بن زمرد ثانی کی تحریر تھی آگے آگے قرماسپ بن عمر ماسب بن طرناسب بن
طہماس بن عنقول دیو پر در ساڑھے چھہ سو من کا ساطور باندھے ہوئے بارگاہ کا
اٹالہ لئے ہوئے آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوا اسکے بعد ویلم بن نوح
اور اسلم بن تورج دو دو لاکھہ سوارون سے آکر پہونچے انکے بعد اور بہت سے
سردار آئے از ہے آخر مین ارژنگ بن زمرد تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا تاج
سر پر رکھے چتر پھرتا ہوا پشت پر بھی سپاہ بیکران آکر داخل بارگاہ ہوا اوس روز تو کوئی
فتنہ و فساد نہ برپا ہوا لیکن دوسرے روز ارژنگ نے اک سردار کو بھیجا کہ جا کر
مظفر بن ضیغم خون آشام سے کہو کہ آپ اوس شخص کے دادا ہوتے ہین یعنی بڑے
خداوند زمرد شاہ باختری کے خالو قدرت کے فرزند ہین تو خداوند کے
بھائی ہوئے اور خداوند زمرد ثانی کے چچا ہوئے اور جبھی بھی دعوائے خداوندی ہے
تو موجودہ خداوند کے دادا ہوئے بڑے حیرت کی بات ہے کہ جسکا رشتہ تین

خداوندون سے ہو وہ ایک مجاور زادہ ملکہ کے پوتے کا رفیق ہے مجھ کو
عبرت آتی ہے جس وقت لوگ آپ کا ذکر کرتے ہین لہذا آپ کو لازم ہے کہ خدا
پرستون سے کنارہ کیجئے اور میرے پاس چلے آیئے تو مین آپ کو مشیر قدرت
معین کرون کیونکہ آپ حالات سے ان خدا پرستون کے خوب آگاہ ہین
آپ کی راے سے جو تقدیر کی جائے گی وہ کبھی پٹ نہ پڑے گی اور اگر
اس کے خلاف کیجئے گا تو مین قسم کھاتا ہون اپنے خداوندی کی کہ ایسی تقدیر
بد کرونگا کہ پھر وہ تقدیر کبھی نہ بدلے گی قیلوس رعد آواز نے یہ پیغام مظفر بن
ضیغم خون آشام کو پہونچایا مظفر نہایت برہم ہوئے اور کہو کہ جا کہدینا کہ تو
بھی کافر ہے اور تیرا باپ بھی کافر تھا اور تیرا دادا بھی کافر تھا سب گمراہ تھے تجھے
نصیحت کرتا ہون کہ دنیا کا جاہ و حشم عزت عقبی کے آگے ہیچ ہے اسلیئے کہ
یہ فانی ہے اور وہ جاودانی ہے علاوہ اس کے بادشاہی بھی خدائی سے
کم نہین ہے صرف بادشاہت کر خداوندی دعوے سے باز آ گیا تو نے
سنا نہ ہوگا کہ تیرے دادا کے کیسے سامان تھے کہ دیو اور ساحر اور
پہلوانان زبردست اوس کے محکوم تھے اٹھارہ ہزار ملک باختر
کا بادشاہ تھا بلکہ خداوند کہلاتا تھا اوسے صاحبقران عالی شان نے جس
کو تو مجاور زادہ ملکہ کہتا ہے ساری خداوندی برباد کر دی اور کس ذلت
و خواری سے مارا گیا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوس کے حال پر گریہ
کرتے تھے بس دیدہ غفلت سے پردہ ظلمت کو اوٹھا اور نور ایمان کو دیکھ
اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر یقین ہے کہ پھر تو اوسی رتبہ اعلے کو پہونچے جو
تیرے دادا کو حاصل تھا اور تیرے باپ کو نصیب بھی نہوا اور مین مرنے سے
نہین ڈرتا ہون اگر تو نہ مانے گا اور لڑے گا تو ضرور لڑونگا ہر چند کہ لشکر
میرے ساتھ کم ہے اور فوج تیری بے شمار ہے اور مین ضعیف ہو چکا ہون اور
پہلوانان زبردست سے مقابلہ کرنا پڑے گا مگر پروردگار عالم توانا ہے
اگر اوس کو منظور ہوگا تو مین اون جوانون پر ضعیفی مین غالب آؤنگا اور
اگر قضا اسی بہانہ ہے اور مقدر مین خلعت شہادت ہے تو سبحان اللہ خوشا
نصیب اوس شخص کے جو راہ خدا مین مارا جائے جسوقت قیلوس رعد
آواز یہ جواب پیغام لے کر ارژنگ بن زہرد پاس پہونچا اور سب باتین
بیان کین ارژنگ بن زہرد کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جس نے مذہب
اسلام اختیار کیا عقل اوس کی زائل ہو گئی مصلحت وقت نہین دیکھتے بس خدا
پر بھروسا کئے بیٹھے رہتے ہین کافر سے مسلمان بہت جلد ہو جاتا ہے لیکن مسلمان سے
کافر نہین ہوتا یہ یون نہ آئینگے اب مین تقدیر قتل کرتا ہون بجے طبل جنگ
اوسی وقت نقارہ رزمی پر چوٹ لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر مظفر بن ضیغم خون آشام کے پاس آئے اور بیان کیا

کہ لشکر کفار مین طبل جنگی بجا ہے مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی مجھے بھی اب اپنی زندگی ناگوار ہے چاہتا ہون کہ جلد خدمت مین شاہزادہ ملک قاسم کے پہونچون یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ان ضعیفون نے بھی کمر ہمت کو چست باندہا اور مرنے پر آمادہ ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ بھائیو اب اگر بہت جیئے تو دو چار برس اور جیئے انجام مین مرنا ضرور تھا شکر خدا کرو کہ اگر اس جنگ مین مارے گئے تو خلعت شہادت سے سرافراز ہوئے ایک ایک کے گلے ملتا ہے کسی نے کفن پہن لیا ہے کسی نے خضاب کیا ہے کہ کل روز مرگ ہے عروس موت سے جوان بنکر ملنا چاہیئے اور شاہزادہ ملک قاسم اس صورت سے شاید دیر مین پہچانے تو وہ ہیئت بنانا چاہتے جس سے شاہزادہ جلد پہچان لے کیونکہ اوسکے سامنے ایسی مشقت نہ ہوتی تھی مظفر بن صمصم خون آشام شب کو بخدمت ملکہ رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز حاضر ہوے اور عرض کی کہ کل کا وہ روز ہے کہ یہ خادم دیرینہ حق نمک سے ادا ہوگا لہذا امیدوار ہون کہ میرے حق مین دعاے مغفرت فرمائیگا اسلئے کہ دعا آپ لوگونکی مستجاب ہوگی اور جو کچھ حضور آجتک ہوا ہو اوسے عفو فرما دیجیے رابعہ اطلس پوش نے کہا کہ اے مظفر مین سن چکی ہون کہ تمنے بڑی بڑی جانبازیان کین ہین اور قاسم کا بہت ساتھ دیا ہے یہ تو بتلاؤ کہ بعد تمہارے ہم لوگون پر کیا گذرے گی مظفر نے عرض کی کہ آپ ہراسان نہون پروردگار عالم مدد کرنے والا ہے ہم ایسے بہت سے جانباز ابھی آآکر جانین نثار کرینگے اور آپکو بچائینگے آپکی عزت کا نگہبان پروردگار خود ہے کہ آپ اوس کے بندگان خاص کے ناموس ہین بعد اوس کے گیتی افروز سے کہا کہ آپ میرے مالک و ولی نعمت بھی ہین اور بجاے فرزند بھی ہین اسلئے کہ والد آپکے میرے بھائی تھے لہذا امیدوار ہون کہ آپ بھی اگر کوئی قصور مجھسے ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دین گیتی افروز رونے لگی اور کہا کہ ایسے الفاظ زبان پر نہ لائیے کہ مین گنہگار ہون مین ابتک آپکو ہمیشہ سے اپنا بزرگ سمجھا کی ہون باپ کافر تھا اور دشمن خدا تھا میرا بھی عدو ہو گیا آپ ہی شفقت پدری فرماتے رہے اور مین آپکو یہ سمجھا کی ہان اگر مجھسے کوئی قصور ہوا ہو تو اوسے عفو فرما دیجیے اور اگر خدانخواستہ نصیب اعدا آپ کو چشم زخم پہونچا تو بہت جلد مین بھی راہی ملک عدم ہونگی اور ساتھ آپکے شاہزادہ ملک قاسم و پدر بزرگوار یعنے علمشاہ رومی سے ملونگی یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکیان بندہ گئین اک کہرام قلعہ مین برپا تھا اتنے مین الماس خان خاوری آئے اور مظفر بن صمصم رخصت ہوکر لشکر مین آئے الماس خان نے سب کو تسلی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ جس خدا نے بڑی بڑی بلاؤن سے نجات دی وہی اسوقت بھی بچانے والا ہے اسقدر ہراسان نہو ابھی عالم مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخ درخت پر محو زمزمہ سرائی ہوئے اپنی اپنی زبان بےزبانی مین حمد الہی بجالا رہے تھے نسیم بہار نے غنچون کو شگفتہ کیا فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی مسلمان بستر دن سے اوٹھے اور فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوئے مظفر

بن ضیغم خون آشام نے آلات جنگ تن پر آراستہ کئے اور اہل لشکر سے کہا کہ بھائیو عمر بھر
نمک شاہزادہ ملک قاسم کا کھایا ہے اب سن بھی آچکا جوان سے بوڑھے ہوئے
ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے آج ان کفار سے
ایسا جہاد کرو یہ بھی یاد کریں کہ کسی معرکہ میں بوڑھون سے سامنا پڑا تھا تو اونھون نے جوانوں کی
کیا حالت کردی تھی سب نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھئے گا کہ یہ دست رعشہ دار کس
کس سر پر غرور کو خاک مذلت پر گراتے ہیں مظفر نے کہا کہ آبرو تمھیں لوگون کے ہاتھ ہے
یہ معاملہ بنہایت نازک ہے کہ ناموس سب قلعہ میں ہیں یہ کہتے ہوئے مرکب پر سوار ہو کر
میدان کارزار میں آئے دیکھا تو تمام لشکر کفار قریب بیس بائیس لاکھ کے صف بستہ ہے
بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی مرکبون پر سوار آگے آگے لشکر کے پرا باندھے کھڑے
ہین پیچھے تمام فوج صف آرا ہے قلب فوج میں تخت سے ارژنگ بن زمرد کا بہادر دن
نکل کر میدان کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھا یا نقیب نقابت کرتے نکل
گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا جوانون کو جوش شجاعت ہوا تلوارین نیامون سے اوگلنے لگین
کہ اک مرتبہ قرماسب بن عرماسب بن قرماسب بن طہماس بن عنقویل دیو ورد
گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت ارژنگ بن زمرد کے آیا اور مرکب سے اوتر کر سجدہ کیا
اجازت میدان مانگی ارژنگ نے کہا کہ جا تجھکو اپنے دست قدرت کے حوالے کیا اور
جام شراب اپنے ہاتھ سے قرماسب کو دیا قرماسب نے جام ہونٹون سے لگا در کشید کیا اور
مار دیکر مرکب پر بیٹھکر کجک ماری کہ گینڈا ابلبلا کر چلا اور مانند کوہ کے میدان میں اوترا
پہلے اس نے سراپا میدان کا دیکھا یا نیزہ کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے میں غرق ہوگیا آواز دی
کہ باش اے گروہ خداپرستان جس کو آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے
مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے باگ گھوڑے کی لی اور پاشنہ
مارا کہ گھوڑا تڑپ کر چلا اور آگے ہی بیچ میدان میں چارون تپلیان جھاڑین ادھر
قرماسب بعزم تیغ زنی چلا تھا کہ اس بڈھے کو یوہین پامال کردون مظفر نے پھر
سے باگ کے اشارہ پر مرکب کو پھیرا اور تیغ اور خالی دیکر آواز دی کہ او نامرد یہ کونسا
طریقہ ہے ارے کہین گھوڑے اور گینڈے میں بھی تیغ چلی ہے قرماسب زور میں
دوڑا کر لے چلا تھا کہ گردن اس کا اپنے زور میں دور تک نکلا چلا گیا بمشکل قرماسب نے
اس کو روکا اور پھیر کر سامنے لایا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ او قرماسب
جائے حیف ہے کہ تیرا پردادا اور سکڑدادا دونون مسلمان ہوئے اور انجام
اونکا بخیر ہوا اور تیرے باپ دادا نے خدائے باطل کی پرستش کر کے اپنی عقبی
بگاڑی اور واصل جہنم ہو گیا ارے تو نے بھی وہی طریقہ اختیار کیا کہ قتل خداپرستان
پر کمر باندھی اور ایک کافر کی اطاعت میں انجام کو خراب کیا یہ ارژنگ
اوسی کا بیٹا ہے جس کی خدائی کو حمزہ صاحبقران نے برباد کر کے
اوس کو قتل کر ڈالا اور اسکے باپ کو حمزہ ثانی نے واصل جہنم کیا
یہ بھی ایک نہ ایک دن اوسی طرح اولاد صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جائیگا

نہ جا کر اپنے باپ دادا سے جہنم میں مل جائے گا اگر باپ دادا اس کے ہمراہ ہوتے تو بندگان خدا انکے ہاتھ سے قتل نہوتے قرماسب نے کہا کہ تو لاکھ مجھکو فریب دے میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں میں خوب سمجھتا ہوں کہ خدا پرستوں کی باتیں سحر کا اثر رکھتی ہیں انہیں لوگوں نے بہکا کر میرے پردادا اور سام دادا کا عقیدہ تبدیل کیا اور ان کی عاقبت بگاڑی میں بھی سمجھ گیا ہوں اگر تم اس طرف آنا چاہو اور شریک ہونا چاہو تو بہتر نہیں ہے اسلیے کہ عزیز تو خدا اور نصیر ہو ورنہ میدان جنگ سے ہٹ جا وعظ و پند نہیں ہے کچھ جرأت دکھا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں اور تجھی طالب حرب ہے وار کر اپنا اگر خداوند کریم تیرے حربے سے بچا لے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکر قرماسب نے خبردار خبردار کہکر برچھا مارا مظفر نے برچھا اسکا اپنے نیزے پر روکا طعن چلنے لگیں نیزہ بند ہونے لگے کوئی بیس بائیس طعنوں کے نوبت آئی ہوگی کہ اک مرتبہ مظفر نے نیزہ سے نیزہ کو گانٹھ کر جوکن دیا صاف نیزہ ہاتھ سے قرماسب کے نکل گیا بس نیزہ نکلتے ہی زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ اے مظفر غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا مگر خیر کچھ پرواہ نہیں نیزہ بازی خلال بازی ہے اسے کہ یہ دل کوہ کو چاک کرتا ہے یہ کہکر اپنا پرے سے ساطور گران ساڑھے چھ من کے ضرب کو اوٹھایا اور خبردار خبردار کہکر مارا مظفر نے برابر سپر کو اوٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن ساطور نہایت کڑا وار ہے اور ہاتھ بھی قرماسب کا زبردست اب جو پہل اس کا سپر پر پڑتا ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا خود کو کاٹا کاسہ سر و صراحی گردن قطع کرکے تا جگر کاٹ اوتر آیا مظفر تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح جانب جنت پرواز کر گئی الماس خان خاوری دوڑ پڑے کہ او نادان غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو مارا کہ جو شہرہ آفاق و رفیق قدیم ملک قاسم کا تھا جیسے ہی الماس خان قریب پہونچے وہی ساطور قرماسب نے انکے بھی حوالہ کیا الماس خان کا سر تو بچایا لیکن گردن گھوڑے کی قلم ہوئی الماس خان کود کر علیحدہ ہوئے اور جھپٹ کر گینڈے کو قرماسب کے بے سر کر دیا قرماسب بھی کود کر علیحدہ ہوا الماس خان نے تلوار ماری قرماسب نے تلوار انکی ساطور سے روک کر کے جو ہاتھ مارا یہ بھی شہید ہوئے لشکر اسلام سے آواز گریہ و زاری بلند ہوئی لوگ بھاگ کر قلعہ بند ہوئے اور زنگ بن زہرہ بافتح و فیروزی میدان سے پھرا اور دوسرے روز صبح کو طبل جنگ بجا کر قلعہ پر دھاوا کیا اہل قلعہ نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا تو تین چڑھا دن بانے کا

سنوالاکرٹک کا پولا بارود کی ہنڈیا آتش کا لڑاہ سب چیزین درست کر رکھی تھین
اون آگ روشن کردی بلکہ تختہ بچھا یا قرباسپ نے ارژنگ بن زمرد سے
کہا کہ اور لوگون کو کیون بھیجے دیتی کاتی ہون آپ دور سے تماشا دیکھئے ارژنگ
نے کہا اب قلعہ پر دہاوا کرنے کی تو کوئی ضرورت نہ تھی اسلیئے کہ قاسم کو
اور اوسکے بھائی عمر بن رستم کو تنکار پر قتل کیا یہان پہونچکر رفیقون کو
اوس سے قتل کیا لیکن مین نے سنا ہے نور قدرت خداوند اول یعنے ملکہ
گیتی افروز اس قلعہ مین ہین اونکا چھین لینا ضرور ہے اسلیئے کہ ایسا استیصال
خداپرستون مین نہ ہے یعنے سنا ہے کہ خداوند فرماتے تھے کہ ملکہ گیتی افروز
نور خالص ہے اسکی مدارات وخاطر خداوند کو ہر طرح منظور ہے اگر یہ خدا
پرستون کے قبضہ مین نہ چلی جاتی تو خداپرستون کو اسقدر زور نہوتا لہذا
اے قرباسپ اس کو خداپرستون سے جدا کرکے اپنے ہمراہ شہر بابل کو لے چلنا ضرور
ہے اسلیئے کہ زور خداپرستون کا کٹ جائیگا نگاہ ترحم خداوند کی ان لوگون کی
جانب سے پھرے اور ہماری طرف مبذول ہو قرباسپ نے کہا جو حکم ہوا ہے بارگاہ
خداوندی کی مصلحتین بندے کیا سمجھ سکتے ہین ارژنگ نے کہا تو بڑا مخلص بندہ
ہے مین تجھے رفتہ رفتہ صاحبقران قدرت بناؤنگا یہ سنکر قرباسپ پھول گیا اور
کہا کہ اب جلد آپ دست مبارک میری پشت پر پھیریئے اور اجازت عنایت فرمایئے ارژنگ نے
اسکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور کہا جا تجھے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا یہ سنتے ہی قرباسپ
چاہتا تھا کہ کرگدن بدمست کو جولان کرے کہ دیلم بن تورج نے کہا اے ارژنگ یہ کام
اسکا نہین ہے بلکہ ہمارا ہے اسلیئے کہ اس قلعہ مین ہمارے عزیزون کی ناموس ہین اگرچہ ہم
اونکے تشنہ خون ہین اور وہ ہمارے لہو کے پیاسے ہین لیکن عزت اونکی ہماری عزت ہے قرباسپ
کا جانا ٹھیک نہین ہے ارژنگ شاہ نے کہا کہ مینے تقدیر پلٹ دی اور اس قلعہ کی فتح تمہارے نام
کی ہے یہ سنکر دیلم بن تورج نے گھوڑا باگ کاٹا اور مرکب کو پاشنہ مارکر مانند برق جہندہ کے
تڑپ کر چلا کوئی دس ہزار سوار دیلم نے اپنے ساتھ لے لیئے تھے جسوقت قلعہ کے مقابل پہونچے آواز دی
کہ اے اہل قلعہ خبردار ہوشیار ہو کر سنو دیلم بن تورج بن ایرج نوجوان ملکہ
گیتی افروز سے میرا پیام دے دو کہ برادرزادہ آپ کا آپکے لینے کو آیا ہے اس غرض سے
کہ اب ساتھ خداپرستون کا چھوڑکر اپنے بھتیجے ارژنگ بن زمرد کے سرپرستی فرمایئے اور ہم
دونون کے سر پر ہاتھ رکھیئے کیونکہ آپ ہمارے واسطے باعث برکت ہین ہمین کسی اور سے
کچھ مطلب نہین ہے اہل قلعہ نے جواب دیا کہ تو کافر ہے اپنے کو اونکا بھتیجا کہتا ہے وہ
کبھی اونکی تو بہن نہ ہے اور وہ کبھی تیرے عرض کو قبول نہ فرمائینگی دیلم نے کہا کہ تمہین
ان جھگڑون سے کیا وہ قبول کرین یا نہ کرین تم پیام میرا کہدو جو وہ جواب دین
وہ مجھ سے کہدینا مین چاہتا ہون کہ کشت و خون نہو کام باسانی نکل آئے ورنہ
یہ یاد رکھنا تمام قلعہ خاور کو اولٹ پلٹ کردونگا اس سے زیادہ دراز کرنا ہے
لوگون نے جاکر ملکہ گیتی افروز سے عرض کیا کہ دیلم بن تورج اس طور سے

اظہار قرابت کر کے عرض کرتا ہے کہ ہمارے اور ارژنگ کے سرپرستی کیجئے کہ ہم پروردے
ہیں اور ارژنگ بھتیجا آپکا ہے اور ساتھ ان خداپرستوں کا چھوڑے ملکہ گیتی افروز
نے کہا اوسے کہدو کہ اگر مذہب اسلام اختیار کرے تو وہ اور ارژنگ بن زہرہ
دونوں فرزند ہیں اور اگر کافر رہے تو میں اونکی کوئی نہیں نہ وہ میرے کوئی ہیں اسلیے
کہ شعر پسر نوح با بدان بنشست ۞ خاندان نبوتش گم شد ۞ انبیا کے فرزند گمراہ
ہونے کے سبب اونکی نسل سے علیحدہ کر دیے گئے اور غیر کشتی پر بٹھا کر بچا لیے گئے اور
ظلفر بن خیبو خون آشام سے رشتہ اسقدر قریب کا نتھا جیسا تم دونوں سے
ہے مگر اوس نے نیک راہ اختیار کرکے ہمارا ساتھ دیا تمنے اوسکا ساتھ دیا تونے اور
تیرے باپ نے بدچلنی سیکھی ہم سے علیحدگی رہی اور اگر تجھے یہ خیال ہو کہ میں بزور شمشیر
گیتی افروز کو لیجاؤنگا تو یہ خیال دل سے دور رکھ تو قلعہ میں نہ داخل ہونے پاویگا
کہ میں بادشاہ [illegible] قاسم کی خدمت میں پہونچ جاؤنگی یہاں آکر سوا لاش کے کچھ نہ پاویگا
اہل قلعہ نے یہی سب باتیں دیلم سے بیان کیں اودھر گیتی افروز نے جام زہر تیار کرنے
کا حکم دیا لیکن رابعہ اطلس پوش نے منع کر دیا اور گلے سے لگا لیا کہ اے فرزند جلدی
نہ کرو اب تم میں رہو تو اوسکے بعد اختیار ہے یہ داغ مجھسے نہ اوٹھیگا چاہیے تھا تجھ کو تھا
کہ خورشید خاوری سے بھی پہلے میرا کوچ دنیا سے ہوتا اور تم دونوں سامنے ہوتیں
ملکہ میرا [illegible] کرتیں صعب ماتم بچھاتیں مگر مصلحت خدا یوں ہی تھی کہ ہم خورشید
خاور کی گور میں اے گیتی افروز اب تمہارا داغ مجھسے نہ دیکھا جائے گا گیتی
افروز نے عرض کی کہ یہ شرارت ارژنگ کی ہے کہ دیلم کو ابھارا ہے ورنہ اسے
یہ خیال بھی ہو گا کہ میں دادی کو لیجاؤں بہرطور یہ کفار اگر مجھ کو لیجا سکینگے تو میرے
ساتھ کیا سلوک کرینگے نہیں معلوم ذبح کرکے کہاں پھینکیں مردہ بھی خراب ہوگا
یہاں تو یہ صحبت ہو رہی ہے اور وہاں دیلم نے گرز ہاتھ میں لیا اور سپر سنبھالی اور
مرکب کو پاشنہ کیا مرکب تڑپ کر مانند باد صرصر کے چلا جیسے ہی اہل قلعہ نے دیکھا کہ
دیلم زد پر آگیا ہے توپیں سر کیں اور گولے مارنا شروع کیے دیلم دس ہزار سوار دن
سے اوہاوا کرکے چلا ہے اور قلعہ پر سے گولے برسنا شروع ہوئے ہیں جسکے گولہ لگا وہ گرا
گھوڑے پر سے اونٹ گیا برابر قلعہ پر سے باڑہ پڑ رہی ہے زمین ہل رہی ہے توپوں کی
آوازوں سے جو سے گھوڑے لشکر میں ہیں وہ بھڑک بھڑک کر پلٹ رہے ہیں جگر زمین
ہول سے شق ہو رہا ہے توپ خانے نے آواز رعد کو نظر سے گرا دیا ہے لیکن دیلم مانند شیر
نر کے برابر مرکب کو دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے اگر سامنے سے گولا آتا ہے گرز سپر سے
رد کرتا ہے داہنے پر آتا ہے تو بائیں پر ہٹ کر خالی دیتا ہے اور اگر
داہنے پر آتا ہے تو بائیں رکاب پر آرہتا ہے کبھی اس پہلو کبھی
[illegible] برابر بچتا ہوا گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ والوں
[illegible] کے دس یہاں گر گئے پندرہ وہاں گر گئے بارہ اودھر لوٹ گئے جسکے گولہ لگا
[illegible] کے واسطے [illegible] سے پھرتے ہیں دم لینے کی فرصت

لینے کی فرصت نہین ملتی ہے یہان تک کہ دس ہزار سوارون مین سے جو بھاگ کر بچے وہ تو بچے ورنہ سب مارے گئے گولہ اندازون نے اپنی قادر اندازی دکھادی لیکن دیلم کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے مارنے کا متواتر کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیا قریب کے حربے کئے لیکن سب دیلم نے رد کئے اس لیئے کہ قضا اسکی ابھی نہین ہے آواز دی دیلم نے کہا اے اہل قلعہ دیکھا تمنے کہ مین نے کیونکر حربے تمھارے رد کیئے بس اب خیریت اسی مین ہے کہ فقط گیتی افروز کو میرے سپرد کرو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین داخل قلعہ ہو چکا ہون ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اُس وقت تک گیتی افروز کو نہ دینگے ہمین مرنا قبول ہے اور یہ ہمسے نہ ہوگا یہ سُن کر دیلم نے کہا کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی میرے ہاتھ سے ہے لے ہوشیار ہو جاؤ مین آتا ہون یہ کہکر جو مرکب کو ایڑ کی گھوڑا اسمٹ کر جو اُڑتا ہے چارون ٹپلیان خندق کے کنارے پر جھاڑین اہل قلعہ نے دیلم کو تاک کر تیل کا کڑھاؤ اوپر سے پھینکا دیلم نے خالی دیا تیل کھولتا ہوا جو زمین پر گرا زمین سے بکنے لگی اب اہل قلعہ مایوس ہوکے اور دعا کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے داد رس غریبان ہماری داد کو پہونچ اور اس ظالم کے پھندے سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ پردۂ بیابان سے تق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ اُنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی آگے آگے سب کے ایک مرد ضعیف مرکب پر سوار لیکن پیر کہن سال ہے جیسے ہی وہ مرد ضعیف قریب پہونچے اور اہل قلعہ نے پہچانا نقارہ خوشی بجایا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش کو ہوئی کہ شاہ سلیمان فارسی مع اپنے فرزندون کے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے کمک کو آئے ہین ملکہ گیتی افروز یا تو ارادہ خودکشی کر رہی تھی اور رابعہ اطلس پوش اسے رنج کیے ہوئے تھی دل مین دعا مانگ رہی ہین یا خبر آمد سلیمان فارسی کی سُنکر خوش ہوئین ملکہ گیتی افروز نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا اور رابعہ اطلس پوش نے سجدۂ شکر ادا کیا لیکن سلیمان شاہ فارسی نے مرکب جولان کر کے آواز دی کہ اے دیلم خبردار کہان جاتے ہو ہر چند کہ محرم ہو نامحرم نہین ہو مگر ایسے محرم کس کام کے جو قصد بے ادبی رکھتے ہون اور بزرگ داشت نہ کرین بس مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہو اور پلٹ جاؤ بڑے تعجب کی بات ہے کہ وارث ان عورتون کے موجود نہین ہین اور تم نے دست جفا دراز کیا ہے لطف یہ تھا کہ جب شاہزادۂ ایرج نوجوان یا رستم ثانی موجود ہوتے تو سب کچھ مناسب تھا جس طرح چاہتے تم اُن سے وہ تم سے پیش آتے اس وقت مین ہم غلامون کو اُن شاہزادگان سے مجبور کرنیکا عبث ارادہ کیا یہ کہو پھر بھی خبر مجھے پہونچ گئی اور مین وقت پر آگیا ورنہ اس سن مین سفیدی پر سیاہی چڑھتی اور یہ مشہور ہوتا کہ ملازمان شاہزادۂ خاور سپاہ موجود رہتے برائے کمک نہ آئے اور ناموس اُن کا برباد و تباہ ہو گیا بس بہتر و انسب یہی ہے کہ تم واپس جاؤ جس وقت شاہزادۂ ایرج نوجوان تشریف لائین گے اُس وقت سمجھ لینا دیلم نے آواز دی کہ او بڈھے جا پلٹ جا ورنہ مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے یہی اتنا خیال ہے کہ تو دادا صاحب کے ملازمان قدیم سے ہے کیون میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے اور ملکہ گیتی افروز خداوندزادہ باختر کی

پھونکتی اور پھیری دادی رہتی ہم جس طرح چاہیں اُن سے پیش آئیں تجھے کیا حق حاصل ہے جو ہمیں
روکتا ہے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جسکا حیدر روح دین اسلام
کرے اُسکا پیرو تاراجی اسلام پر آمادہ ہوا ہے دیلم ساتھ ان کفار کا چھوڑ دو اور تمھیں لازم ہے
کہ خود ان لوگوں کی حفاظت کرو ورنہ تمھارے لیئے بھی بدنامی ضرور ہے دیلم نے کہا کہ تو مجھے
نصیحت نہ کر جو میری جی چاہتا ہے وہ کرتا ہون تجھے اگر روکنا ہے تو روک لے یہ کہکر برچھا سنبھالا
سلیمان شاہ فارسی نے بھی نیزہ لیا دیلم نے آواز دی کہ وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے
ایسا نہ ہو کہ دل کی دل ہی مین رہجائے اور انجام مین تو پچتائے یہ سُن کر سلیمان فارسی نے
جواب دیا کہ کیا تم اپنے بزرگون کے آئین سے نہین واقف ہو جنکا تبع مجھپر فرض ہے تم وار کرو
پھر مین بھی وار کرونگا پیشدستی کبھی نہ ہوگی دیلم نے خبردار خبردار کہکر آگے نیزہ مارا سلیمان
شاہ فارسی نے نیزے کو دیلم کے اپنے نیزے پر گانٹھا طعنین چلنے لگین بند بند کٹنے اور کھلنے
لگے پہلوانی کے کرتب دکھانے لگے یہانتک کہ نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پہ چھڑ پڑنے لگی آخر کو ڈانڈون
کے بھی پھول ٹوٹے اُڑنے لگے مانند مسواک کے ہو گئین ہاتھون نے پھینک پھینک دین لیکن
دیلم نے بہت کوشش کی کہ اس شیخی مین مجھے خوب نیزہ بازی کی لیکن یہ تلوار تمھارے
واسطے پیغام اجل ہے یہ کہکر مین سے تلوار کمر سے کھینچلی سپر پشت سے لے کر خبردار خبردار
کہکر تلوار ماری سلیمان شاہ نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان
کوندرہی ہین قضا نے کھا کھیلنے کو دیکھتی ہے سلیمان شاہ کے ٹھوکر لی بوڑھے آدمی سنبھلنا دشوار
ہو گیا جبتک سنبھلے دیلم نے شمشیر ماری تلوار دیلم کے سر پر پڑی نہ اُٹھ سکے جھونک مین خود بھی گر گیا تھا
تیغ دیلم کی کرچ کی ضرب سے پرزے پرزے ہو گئے اُتری چلی گئی دیلم نے جھٹکا مارا کہ مرکب سمیت چار ٹکڑے ہوئے
لاش زمین پر گری رفیق قدیم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم درجہ شہادت پر
فائز ہوا اہل قلعہ سے شور گریہ بلند کیا بعد سلیمان شاہ فارسی کے اِن کے فرزند بھی ہاتھ سے
دیلم کے قتل ہوئے سپاہ مغلوبہ ہو گئی کیونکہ کفار چاہتے تھے کہ سر ان مسلمانون کے کاٹین
اہل لشکر سے نہ دیکھا گیا دوڑ پڑے اور لاشین اپنے سردارون کی لے کر روانہ ہوئے لیکن
جس وقت یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی بہت روئین اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا ہماری نزدیک
آگئی ہے آنکھون کے سامنے کل سے آج تک کون کون لوگ قتل ہو گئے لیکن دیلم پھر طبل جنگ
بجوا کر قلعہ پر چڑھا اُسی طرح پھر گولون کی مار ہونے لگی گولہ اندازون نے جانین لڑا لڑا دین
لیکن کچھ کام نہ آیا دیلم کے ہاتھ نہ لگا اور یہ خندق کو پھاند کر در قلعہ پر جا پہونچا یہ خبر ملکہ گیتی افروز
اور رابعہ بلقیس پیکر کو ہوئی کہ قلعہ دشمنون کے قابو مین آگیا بس ملکہ گیتی افروز نے خیال
کیا کہ آبرو مین فرق آیا چاہتا ہے بس یونہین اپنے کو صحن قلعہ مین گرادیا کہ سر تختہ چٹان پر پڑا
دو پارہ ہو گیا لاش پھڑکنے لگی دیلم اتنے عرصے مین قلعہ کا پھاٹک گرز سے توڑ کر داخل قلعہ
ہوا اور دروازے تک پہونچ گیا ہر چند کہ راستے مین لوگون نے بہت روکا اور جانین دین لیکن
دیلم نے در قلعہ سے در دولت تک کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیئے اور دروازہ
مین داخل ہوا تو اپنی آنکھ سے گیتی افروز کو زمین پر تڑپتے دیکھا اور گرد عورتون کا ہجوم پایا
سمجھ گیا کہ ملکہ گیتی افروز نے جان دے دی بس وہین سے یہ پلٹا کہ اب کیا منھ لیکر سامنے

جاؤن اور جسکے واسطے یہان تک آیا تھا جب وہ ہی نہین تو پھر بیکار ہے یہ تو اس طرف پلٹا اور
یہان بعد ملکہ گیتی افروز کے رابعہ اطلس پوش نے بھی قصد خودکشی کیا تھا کہ عورتون نے
روک لیا کہ اگر آپ کے دشمن بھی ہلاک ہوئے تو ہمارا کون ہے اور ملکہ گیتی افروز کی صف
ماتم کون بچھائیگا رابعہ اطلس پوش نے ایک پچھاڑ کھائی اور غش آگیا یہ سبب ان کے بچنے کا
ہوا ورنہ آج ہی خاتمہ ہوگیا ہوتا مگر ابھی ان کی حیات باقی ہے دیلم تو قلعہ سے نکل کر لشکر
ارزنگ مین آیا اور سارا ماجرا ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو کوٹھے پر سے گرا کر جان دینے کا
بیان کیا یہ سُن کر ارزنگ بن زمرد نے کہا کہ افسوس آج نور خالص خداوند باختر سے دنیا
خالی ہوگئی لیکن یہ تمام فسادات قاسم کی ذات سے برپا ہوئے دریافت کرو کہ قبر قاسم کی
کہان ہے لوگون نے بعد دریافت ارزنگ سے بیان کیا کہا کہ ابھی قبر قاسم کی کھدوا ڈالو اور
لاش کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھوا اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر تشہیر کراؤ یہ سُن کر دیلم و اسلم غصہ سے
کانپنے لگے اور تلوارین پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اے ارزنگ احسان فراموش ہمنے
تو اسقدر تیرا پاس و لحاظ کیا کہ تیری طرف سے اپنے عزیزون کو قتل کیا ملک اُن کے تاراج
کئے ملکہ گیتی افروز اسی باعث سے ہلاک ہوئین اور تو ہمارے دادا کی قبر کھدوانے کو کہتا
ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اُن سے لڑتے یا قتل کرتے یا مارے جاتے مردے کی توہین
ہم سے نہ دیکھی جائیگی بس حکم اپنا منسوخ کر ورنہ مارے تلوارون کے بارگاہ کو خون سے
لال کر دینگے ارزنگ بن زمرد اپنے دل مین قائل ہوا اور خاموش ہو رہا ایک روز
یہان جشن کیا کہ عین جشن مین ایک سوداگر نے آکر تصویر ملکہ ثریا کے سمتن کی دکھائی
اور ارزنگ اُس پر عاشق ہو کر بہ جسیں آفتاب پرست سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا
یہ داستان مفصل لکھی جا چکی تھی اس وجہ سے اس مقام پر اختصار کیا گیا لیکن جس وقت
ملکہ رابعہ اطلس پوش کو ہوش آیا اور خیالات مجتمع ہوئے تو لاش ملکہ گیتی افروز دیکھی اور کہا کہ یہ
ابھی مجھ سے باتین کر رہی تھی ابھی بے حس و حرکت پڑی ہے زخم سر سے خون بہکر منجمد ہو لیا ہے لاش
سے لپٹ گئین اور اسقدر روئین کہ سر و زانو نیلے کر لیئے بعد اس کے ہمت بین جگر خراش سے
اور لاش کو پہلوئے مزار قاسم مین دفن کرا دیا اور خود لباس سیاہ پہنا دن رات رو رو کے
گذرتی تھی واقعی امر یہ ہے کہ جسکی آنکھون کے سامنے شمشاد سا فرزند قاسم سا پوتا دنیا
سے کوچ کر جائے اور دولون بہوئین جہان سے گذر جائین اُس کی کیا حالت ہوگی در و دیوار
پھاڑے کھاتے تھے ہر ایک کی نشانیان سینے سے لگا لگا کر روتی تھین یہان تک کہ اسی
صدمے مین انھون نے بھی انتقال کیا لوگ جنازہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کا با جاہ و
تجمل قبرستان کی طرف لیے جاتے تھے قبرستان شہر سے کسی قدر فاصلے پر تھا کہ جانب
صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن آتا ہو جنازے کو رکھ کر بھاگنے کا
قصد کیا تھا کہ گرد برطرف ہوئی اور چار نقابدار با لشکر بسیار آکر پہونچے نقابدارون
نے جو دیکھا کہ ایک جنازہ باشوکت شاہانہ قبرستان جا رہا ہے خیال گذرا کہ کسی امیر
یا رئیس نے انتقال کیا ہوگا شرکت کرنا چاہیے کہ ہمدردی دین اسلام کا مقتضا یہی ہے
اُدھر اُن لوگون کو جو ہمراہ جنازہ تھے یہ خبر ملی کہ یہ لوگ مسلمان ہین اور مشایعت کے لیئے

آئے ہین دشمن نہین ہین اِن کے جان مین جان آئی اور دل مین کہا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش بڑی خوش نصیب تھین کہ غیب سے سامان ہو گیا اور اتنا بڑا لشکر ان کی نماز جنازہ پڑھیگا غرضکہ چارون نقابدار قریب آئے اور پوچھا کہ یہ میت کسکی ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش والدۂ رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی کی یہ لاش ہے بس یہ سُنتے ہی نقابدارون نے نقابین اُٹھا دین گریبان چاک کئے سر برہنہ ہو کر خاک اُڑانے لگے اور کاندھون پر تابوت کو اُٹھا کر نزدیک قبر لائے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا اس کے بعد قلعہ مین آئے وہان سناٹا دیکھا ایرج نوجوان نے اپنی دادی کو پوچھا یہ سُنکر لوگون نے کہا کہ وہ بھی انتقال کر گئین ملکہ اُنھین کی تیمارداری کو ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی آئی تھین اس کے بعد آنا ارزنگ بن زمرد کا اور اول شکار پر شہید ہونا عمرو بن حمزہ کا اور محبت مین بھائی کی دوڑ پڑنا شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم کا اور ان کا بھی شہید ہونا اس کے بعد چڑھ آنا قلعہ پر ارزنگ بن زمرد کا فوج کثیر سے مقابلہ کرنا مظفر بن ضیغم خون آشام کا اور شہید ہونا ساطور قرماسب سے اور الماس خان خاوری کا شہید ہونا چڑھائی کرنا دیلم کا قلعہ پر پہونچنا سلیمان شاہ فارسی کا اور اپنے فرزندون سمیت شہید ہونا اس کے بعد پھر آنا قلعہ کی جانب دیلم بن تورج کا اور پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہونا اس ارادے سے کہ ملکہ گیتی افروز کو لے جا کر اُسکے بھتیجے کے سپرد کرون ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو فصیل قلعہ پر سے نیچے گرا کر جان دے دینا اور اسی غم مین مرجانا رابعہ اطلس پوش کا سب بیان کیا اب تو نقابدارون کی یہ حالت ہوئی کہ دیوارون سے سر ٹکراتے تھے کہ ہائے افسوس ہمارے یہان نہ ہونے سے سارا گھر تاراج ہو گیا کوئی باقی نہ رہا ایک ہو تو اُس کا نام لے کر روئین استنے صدمے جو ایک مرتبہ ہوئے تو آنسو خشک ہو گئے سکتہ سا ہو کر رہ گیا از سر نو ایرج نوجوان نے اُن سب کا ماتم برپا کیا چالیس روز تک خوب سینہ زنی رہی ان سب کی قبرون پر گنبد تعمیر کرائے شہر کو آباد کیا اور سہراب ثانی نے قسم کھائی کہ اب بغیر دیلم و اسلم کو قتل کئے ہوئے مجھے چین و آرام نہ آئیگا اور ارزنگ بن زمرد کو بھی سزا اسے معقول دونگا کہ اس بے حیا نامعقول نے میدان خالی پا کر بڑی بڑی بدعتین کین اس کو نہایت اشتیاق شاہزادۂ خاور سیاہ سے ملنے کا تھا اکثر واقعات اپنے پردادا ملک قاسم کے سُن سُن کر وجد کیا کرتا اسی باعث سے اس کو سب سے زیادہ صدمہ پہونچا اور ماہ پارہ بھی ان لوگون کو روتے دیکھ کر بہت روئی کہ افسوس ہم کس وقت مین یہان آئے کہ عورتون مین کوئی بزرگ سر پر نہ رہا پہلے قصد یہ تھا کہ ماہ پارہ کو خورشید خاوری کے حوالے کر دینگے اب یہ خیال ہوا کہ اس کا چھوڑنا مناسب نہین ہے اس لیئے کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور یہ امانت ہے سکندر رستم خو کی اسے بہت حفاظت سے رکھنا چاہیئے ہنوز شادی بھی اِس کی نہین ہوئی ہے بن بیاہی ہے مگر اپنے خاندان کی محبت مین پیشتر سے ماں باپ کا فراق گوارہ کر کے سسرالی بزرگون کے ساتھ ہوئی ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے ہر کارون کو بلائے

روانہ کر دیا تھا بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ ارزنگ بن زمرد سمندریہ پر ساتھ برجیس آفتاب پرست کے ہے اور وہان سے نہ طاق کو جائیگا بس یہ سُن کر پھران سب نے نقابین چہرون پر ڈالین اور بیس لاکھ سوار و پیدل کی فوج سے سمندریہ کی جانب روانہ ہوے کہ اسکے بعد بیابان نہ طاق مین ہوتے ہوئے بدیع الملک کو لوٹ لین گے اب تو یہ اس طرف چلتے ہین۔ لیکن چند کلمہ

داستان عظمت سحر ساز مادر ملکہ حیات زرین پوش جادو

بیان کیے جاتے ہین کہ یہ اپنے بستر خواب پر ایک روز سو رہی تھی کہ اس نے خواب مین دیکھا کہ حیات زرین پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بال اس کے پریشان منھ اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلی آتی ہے آتے آتے جس وقت سامنے عظمت سحر ساز کے پہونچی مان کو جُھک کر سلام کیا عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیون حیات خداوندا کو ان تیری حیات کو طولانی کرے نخل زندگی سے تو بار پائے مزاج کیسا ہے اور یہ کیا اپنی حالت بنائی ہے یہ کہہ کر گلے لگانا چاہا تھا کہ حیات زرین پوش پیچھے ہٹ گئی اور کہا کہ مجھ سے علیحدہ رہیئے اب مین اور عالم مین ہون آپ اور مقام پر ہین آپ سے گلے نہین مل سکتی فقط اپنا حال بیان کرنے آئی ہون کہ یہان سے مین ہمراہ خالہ امان کے بیابان نہ طاق مین واسطے مقابلہ لشکر اسلام گئی تھی ہر چند کہ خالہ امان نے میری حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا تھا کہ ایک قلعۂ آہن بزور سحر بنا کر تین راستے اُس کے مسدود کر دیئے تھے صرف دریا کی راہ کھلی تھی گو یا موت نے وہ راہ اپنی آمد و رفت کے واسطے کھلی رکھی تھی لیکن بموجب مصرعہ ؎ چون قضا آید طبیب ابلہ شود + اُسی راہ دریا سے ایک عیار لشکر اسلام کا کہ نام اُس کا برق ثانی ہے ایک نازنین کی صورت بنا ہوا مورپنکھی پر سوار نمودار ہوا مین اُسی لڑکی سمجھ کر بہت خوش ہوئی آپ تو جانتی ہین جیسا کہ مجھے اپنی ہمجولیون سے کھیلنے کا شوق تھا غرضکہ اُس کو بُلا لیا اُس نے شراب بیہوشی آمیز پلا مجھ کو ذبح کر ڈالا مین اب مردہ ہون زندہ نہین ہون اور خالہ امان بھی میرے ہمراہ آئی ہوئی ہین لیکن الگ پوشیدہ کھڑی ہین مارے شرمندگی کے آپ کے سامنے نہین آتین کہ بہن میری مجھے کیا کہینگی عظمت سحر ساز نے کہا کیا وہ زندہ ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ دوسرے روز لشکر اسلام سے مقابلہ کیا اور مریخ آفتاب علم بادشاہ طلسم فیروزہ کے ہاتھ سے وہ بھی قتل ہوئین بس یہ سُننا تھا کہ اس نے ایک چیخ اُسی خواب مین ماری اور اُچھل پڑی آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا اور دل اس کا دھڑکنے لگا اپنے ملازمین سے بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چراغ خانہ میرا گل ہوا اور سرو باغ تمنا میرا قلم ہو گیا ابھی ابھی مین نے حیات زرین پوش کو خواب مین دیکھا کہ وہ اِس اِس طرح بیان کر گئی ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہ خواب و خیال کی باتین ہین بھلا کسکی مجال ہے کہ اُن سے مقابلہ کر سکے یا اُن کو کسی فریب سے قتل کر سکے اس لیئے کہ اُن کی خالہ آپکی ہمشیرہ ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ اُن کے ہمراہ ہین وہ کیسی ہوشیار جہان دیدہ ہین بھلا ایسے مقام پر کب چھوڑینگی کہ جہان اندیشہ ہو اس لیئے کہ ایک تو وہ حیات زرین پوش کو اپنا مایۂ حیات سمجھتی ہین علاوہ اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کا خیال اُن کو ہوگا کہ اگر

اس سے کہ دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو بہن کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ بھلا ملکہ سے غفلت کر سکتی ہین آپ اس قدر پریشان نہ ہون دل کو قابو مین رکھیں اس کے علاوہ وہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوا کرتی ہے اگر ایسا ہی آپ نے خواب مین دیکھا ہے تو ملکہ کی حیات طولانی ہوئی وہ پروان چڑھینگی عظمت سحر ساز نے کہا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر بہن کیا کرون کسیطرح دل نہین مانتا مین طلسم سے باہر ضرور نکلونگی نہین معلوم کہ میری بچی پر کیا گذری کہ اس حال خراب سے وہ میرے سامنے آئی جب سے مین نے اُس کی ایسی حالت دیکھی ہے عجب عجب طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین دنیا نگاہون مین اندھیری ہے کچھ نہین معلوم ہوتا اُن لوگون نے عرض کی کہ اچھا مستقل ہی کہنا ہے طلسم سے باہر جاکر اپنا اطمینان کر لیجیے بلکہ اُن کو ساتھ اپنے لیتی آئیے گا کیا دشمن اُن کے ایسے قابو ہین کہ لشکر اسلام سے لڑین اگر بادشاہ طلسم کو غارت کرنا مسلمانون کا منظور ہوگا کسی اور ساحر کو بھیجینگے اُن کے یہان ایک سے ایک بڑھ کر ساحر ہے بھلا لشکر اسلام مین کوئی سحر کرنا تو جانتا نہین کوئی اُن سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے یقین ہے کہ ملکہ قہر نگاہ نے اب تک تمام لشکر اسلام کو برباد بھی کر دیا ہوگا اور با فتح و فیروزی آتی ہونگی آپ یہان سے چلنے بھی نہ پائینگی کہ وہ پہونچ جائینگی خیر اچھا ہے سیر ہو جائیگی دل آپ کا بہل جائیگا عظمت سحر ساز نے اُسی وقت تیاری کا حکم دیا گھڑی بھر مین چالیس ہزار ساحران غدار بدکردار نے اپنی اپنی سواری کا بندوبست کیا اور جانوران سحر تیار کر کے اُن کے اوپر بیٹھے جھولیان اسباب سحر سے مملو کر کے کاندھون پر ڈالین خدمت مین ملکہ عظمت سحر ساز کی حاضر ہوئے اس کے بعد ملکہ عظمت سحر ساز نے اپنا تخت سحر باہر نکالا اور اسباب سحر ساتھ لیا جس مین ایک صندوقچہ بھی تھا اور ابر سحر بنا کر اپنے لشکر کو اُسمین پوشیدہ و محفوظ کر کے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سرحد طلسم سے باہر نکلی ہزار ہا ساحرون کو تباہ حال فریاد کرتے ہوئے دیکھا کہ زیر دیوار طلسم نہ طاق شور کر رہے ہین کہ یا خداوند لقا و تاجدار ہماری خبر لیجیے سردار ہمارے مارے گئے اور ہم شکست کھا کر بھاگے صدقہ اپنی قدرت کا ہمین بچا لے یہ حال دیکھ کر عظمت سحر ساز ابر سے نکل کر زمین پر آئی اور اُن لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کسکی فوج کے ہو اور کہان سے آتے ہو کسکے ہاتھ سے تم سب نے شکست کھائی کچھ لوگون نے کہا کہ ہم ملازم ہین مبہوت آسمان شگاف کے اور بعض نے بیان کیا کہ ہم مواج گرد باد جادو کے نوکر ہین کہا ہان مین جانتی ہون اچھا بیان کرو کہ یہ کسکے ہاتھ سے قتل ہوئے اُنھون نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا اتنے مین کچھ اور لوگ ہائے ملکہ قہر نگاہ ہائے ملکہ قہر نگاہ کہکر روتے ہوئے نظر آئے اب تو عظمت سحر ساز اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوئی کہ ارے کیا ہوا کیون روتے ہو اور اپنی بہن کو ملازمون کو پوچھا اُن لوگون نے عرض کی کہ ملکہ قہر نگاہ نے انتقال کیا ہاتھ سے مریخ آفتاب علم کے ماری گئین انھون نے اپنے زور سحر سے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا قیامت برپا کر دی تھی صدہا مسلمانون کو پتلون نے ہلاک کیا مگر انجام کار قتل ہوئین عظمت سحر ساز

سر پیٹنے لگی کہ یہ تو کچھ آثار بڑے معلوم ہوتے ہین اُن لوگون سے کہا کہ حیات زرین پوش کہان گئی اُنھون نے جواب دیا کہ اے ملکہ حیات زرین پوش تو معرکۂ جنگ مین شریک بھی نہ ہو سکین پہلے ہی قتل ہو گئین بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز جادو نے ایک پچھاڑ کھائی اور ہائے میری بچی کہکر پیٹنے لگی آواز گریہ عظمت سحر ساز کی بلند ہوئی اور ساحرون نے اس کے ابر سحر سے حالت اسکی مشاہدہ کی جلدی سے زمین پر اُترے آکر عظمت سحر ساز کو گھیر لیا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے کیا خبر وحشت اثر ان لوگون سے سُنی عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو ہائے وہی ہوا کہ جو خواب مین حیات زرین پوش نے آکر مجھ سے بیان کیا تھا یہ کہکر اس قدر پیٹی اس قدر پیٹی کہ تمام جسم نیلا ہو گیا ساتھ والون نے سمجھایا کہ اب اس رونے پیٹنے سے آپکی حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائینگی اپنے کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے اس سے تو دشمنون کو قتل کیجیے کہ دل کی بھڑاس نکلے کلیجے کی آگ بجھے عظمت سحر ساز نے کہا تو سہی جو اس ایک خون کی عوض مین ہزارہا کو نہ قتل کیا ہو اور سب سے پہلے اُس کے قاتل کو مارونگی ذرا قبر اپنی بچی کی دیکھ لون اور اُس سے مل لون کہ جیسے وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ کے پاس گئی اسی طرف سے یہان چلی آئی ورنہ مین کاہے کو آنے دیتی کیا بُری ساعت تھی کہ پھر ملنا نصیب نہ ہوا خیر زندہ نہین تو مردہ ہی سہی یہ کہکر اُن لوگون سے کہا کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب مین آگئی ہون میرے سامنے کوئی تم کو قتل نہین کر سکتا ہے کسی کی مجال نہین ہے اطمینان رکھو اور ساتھ میرے چل کر مجھے پہلے تو قبر میری راحت جان کی دکھاؤ کہ مین جی بھر کے اُسکو رو لون اُس کے بعد لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے قصاص اپنی نور نظر کے خون ناحق کا لون پھر تم چاہے یہان ٹھہر کر تماشائے جنگ دیکھنا اور چاہے طلسم کو واپس جانا یہ سُن کر وہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور سیدھے جانب قبر حیات زرین پوش جادو روانہ ہوئے راہ مین بہت سی جلی ہوئی لاشین ملین کہ یہ سب سحر قہر نگاہ سے ہلاک ہوئے تھے جسکو آفتاب فرخ علم نے منقلب کر دیا تھا یہ ساحرہ ان سب کو بچشم غور دیکھتی ہوئی اور اپنے دل مین کہتی ہوئی کہ بڑا ارن بڑا یہ خیال بھی نہ تھا کہ خدا پرستون کی طرف بھی بہت بڑے بڑے ساحر شریک ہین غرضکہ باحال پریشان افتان و خیزان خاک بسر دریدہ گریبان عظمت سحر ساز قریب قبر حیات زرین پوش جادو کے پہنچی اور لوگون نے اشارے سے بتایا کہ یہی تربت ہے اس ماہ جبین مہر تمکین ملکہ حیات زرین پوش کی بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز نے اپنے کو کھڑے قد سے قبر پر گرا دیا اور بہت روئی پیٹی بعد اس کے تھوڑی قبر کھود کر تختہ ہٹایا تو لاش کو جلا ہوا پایا یہ دیکھ کر اسے نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کشتۂ سحر تو تھی نہین اور عیارون نے خنجر سے ذبح کیا تھا پھر یہ جلی کس طرح لوگون نے کہا کہ یہ بات ہمین بھی نہین معلوم اتنا جانتے ہین کہ ایک شعلہ سحر دشمن کا اس قبر پر بھی آکر گرا تھا اُسی نے جلا دیا ہوگا یہ سنکر عظمت سحر ساز نے کہا کہ معلوم ہوا یہ خدا پرست بڑے ظالم ہین خیر دیکھا جائیگا لیس

یہین خیمہ سیاہ برپا کرو فوج نے عظمت سحر ساز کی خیمہ سیاہ برپا کیا اور عظمت سحر ساز نے پوشاک ماتمی پہنی اب یہ ساحرہ داخل خیمہ ہوئی اور صندوقچہ اپنا کھول کر کاغذ و قلم و دوات نکالی اور کچھ اسم سحر دم کر کے دستک دی دیکھا تو کوئی اِدھر سے اور کوئی اُدھر سے قریب چالیس پچاس جوگیون کے آکر جمع ہو گئے کہ یہ سب پیرو سحر عظمت سحر ساز کے ہین اور برابر سے پرا باندھ کر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ہمین آج کے دن یاد کیا ہے یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے کہا کہ تم سے کام لیا جائیگا لہذا بہت ہوشیار رہو اور ایک پیر سے کہا کہ بتا حیات زرین پوش کا کون قاتل ہے اور نام اُس کا کیا ہے صورت کیسی ہے یہ سن کر اُس نے بیان کیا کہ قاتل ملکہ حیات زرین پوش کا برق ثانی عیار ہے رہنے والا وہ فرنگستان کا ہے اور صورت اُس کی ایسی ہے یہ کہکر اُس نے ایک لوٹ لگائی اور لوٹ لگا کر جو سیدھا ہوتا ہے تو صورت اس کی برق ثانی کی تھی حیات زرین پوش کے قاتل کی صورت دیکھ کر آنکھون مین عظمت سحر ساز کی خون اُتر آیا قریب تھا کہ اُسی غصے مین یہ سحر کو اپنے مٹا دے اور پیر کو پھونک دے لیکن ضبط کیا کہ یہ کیا حرکت ہے بعد اُسکے کاغذ پر قلم سحر سے نقشہ برق ثانی کا اُتارا اور اُس پر کوئی جنتر لکھا اور پیرون کو رخصت کر دیا بعد اس کے ایک ساحر کو طلب کر کے وہ تصویر اُس کو دی اور کہا کہ جا صحرا مین اور اس تصویر کو ایک پتھر کے نیچے دبا دینا تھوڑے عرصے مین ایک شخص تیرے پاس خود بخود چلا آئیگا اُسکی یہی صورت ہوگی جو اس تصویر کی ہے بس اُسے گرفتار کر لانا یہ سُن کر وہ ساحر تصویر لے کر بتلاش برق ثانی روانہ ہوا لیکن اول حال برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد فتح جنگ ساحران و مرگ قہرنگاہ سر برہنہ صاحبقران مریخ آفتاب علم سے نہایت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرماتے تھے جب انھون نے صاحبقران کو اپنی جانب زیادہ مخاطب دیکھا تو عرض کی کہ ایک قصور بھی خادم سے ہوا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور اُسے عفو فرمائین صاحبقران متحیر ہوئے کہ کیا خطا ان سے ہوئی مریخ آفتاب علم نے عرض کیا کہ اگر عفو فرمائیے تو اُسے عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسی باتین کر کے مجھے خجل نہ کیجیے وہ کیا بات ہے انھون نے عرض کی کہ حقیقت مین ایسا ہی ہے جیسا کہ مین عرض کرتا ہون یہ خطا نہین تو اور کیا ہے کہ آپ کے لشکر مین ہو کر بغیر اجازت حاصل کئے کوئی دخل اندازی کی تو کیا یہ قصور نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپنے کوئی تو مصلحت دیکھی ہوگی اور جو کچھ کیا ہوگا وہ ہمارے واسطے بہتر ہی ہوگا اور ایسے سردارون اور بادشاہون کے لیے جز و امور مین دریافت کی ضرورت نہین ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ مین نے برق ثانی کو بچا لیا ہے اور وہ میرے خیمے مین ہے یہ سُن کر صاحبقران حیرت مین آگئے اور دیکھا مریخ آفتاب علم نے کہ چہرے پر آثار مسرت ظاہر ہوئے مریخ آفتاب علم سے کہا کہ اُسے تو مین نے خود گرفتار کر کے دے دیا تھا اور سامنے دونون لشکرون کے قہرنگاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا مریخ آفتاب علم نے

عرض کی کہ اے شہریار یہ فعل میرا آپ سے مخالفت کی نظر سے نہ تھا بلکہ مین یہ دیکھنا تھا کہ آیا قہر نگاہ کچھ پہچانتی بھی ہے اس کو اصلی و نقلی کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے یا یونہین اٹکل کے سحر کرتی ہے وہ شخص جسے سب نے جانا کہ برق ثانی ہے وہ اُسی قہر نگاہ کا ایک ملازم تھا جس وقت برق ثانی کے واسطے حضور نے حکم گرفتاری جاری کیا ہے تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب تو صاحبقران زبان دے چکے ہین برق کو پکڑ کر ضرور دیدینگے زرا اسکی آزمایش تو کرو کہ یہ کچھ پہچانتی بھی ہے یا نہین لیکن اُس نے کچھ نہ پہچانا اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ مین خواہ مخواہ ایک مرد مسلمان کو قتل کرواتا صاحبقران یہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ برق ثانی کہان ہے بُلائیے اُس کو مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ میرے خیمے مین موجود ہے لیکن اتنا اور امیدوار ہون کہ اب اُس کی خطا بھی عفو ہو جائے فرمایا کہ مجھے ہر طرح خوشی آپ کی منظور ہے یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے ایک شخص کو بھیج کر برق ثانی کو بُلایا جس وقت برق حاضر ہوا تو مریخ آفتاب علم نے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر برق ثانی کا ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے قدمون پر گرا یا صاحبقران نے قصور اس کا عفو کیا تمام سردار اور عیار جن کو برق ثانی کے مرنے کا غم تھا نہایت خوش ہوئے اور عیار تو بغلگیر ہوئے صاحبقران نے خلعت بخشا مریخ آفتاب علم کو عیارون نے ہزار ہا دعائین دین برق ثانی اپنے عہدہ پر بھی بحال ہوا اور اپنی خشت ہائے زرین پر جا کر کھڑا ہوا غرضکہ وقت سے دربار برخاست ہوا اور دوسرے روز موافق معمول پھر سردار مجتمع ہوئے اب انتظار اُس روز موعود کا ہے جو صاحبقران نے طلسم نہ طاق پر جانیکا معین فرمایا تھا کوئی سیر و شکار کو بھی نہین جاتا ہے کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے بر وقت نہ پہونچ سکین تو مورد عتاب ہون روز دربار سردارون سے مملو رہتا ہے حسب الاتفاق فتح کے تیسرے روز بھی حسب دستور دربار مملو ہے سرداران عالیمقام اپنے دنگلون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہین عیار خشت ہائے زرین پر کھڑے ہین تعریف مریخ آفتاب علم کے مقابلے کی ہو رہی ہے یہ گردن بسبب حجاب کے نیچی کئے ہوئے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ برق ثانی کا کچھ دل گھبرا یا اور اس نے اپنی اُلجھن مین اپنے قریب کے عیارون سے کہا کہ اس وقت میرے دل کی اُلجھن بڑھتی جاتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کر روؤن اُنھون نے سمجھایا کہ تم پھرنے چلنے کے عادی ہو کئی روز ایک ہی مقام پر ہیئت بدلے جو بیٹھے رہے ہو تو اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے دو ایک روز دوا پیو گے تو اچھے ہو جاؤ گے لیکن چہرہ برق ثانی کا دمبدم متغیر ہونے لگا اور اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کئے ناپائداری دنیا بیان کر کے رونے لگا آخر کار ایسی اُلجھن بڑھی کہ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا چونکہ خضران بن عمرو حالت اس کی دیکھ رہے تھے انھین کچھ شک سا گذرا کہ کہین یہ مسحور بہ سحر تو نہین ہے کچھ نہ کچھ راز ضرور ہے ساتھ ہی یہ بھی بارگاہ سے نکل کر راہی ہوئے لیکن خضران بن عمرو جب تک آئین آئین برق ثانی لشکر سے نکل کر اُس ساحر کے قریب پہونچ گیا جو تصویر اس کے پتھر کے نیچے دبائے بیٹھا تھا ساحر نے جو صورت اس کی دیکھی اور تصدیق تو خیال کیا تو مطابق پایا کہا تو کون اس نے کہا کہ نام میرا

برق ثانی سے ہے اس نے کہا کیون آیا ہے اور کیا چاہتا ہے اس نے بیان کیا کہ کیا کہون جب سے مین نے ملکہ حیات زرین پوش کو قتل کیا دنیا سے نفرت ہو گئی جی چاہتا ہے کہ اپنی جان دے دون اور کسی طرح ملکہ تک پہونچ کر اپنی خطا معاف کراؤن یہ سُن کر اُس نے کہا کہ آؤ ہم تم کو ملکہ کی والدہ کے پاس لے چلین وہ تم کو ملکہ حیات زرین پوش کے پاس لے چلینگی یہ سُن کر برق ثانی نے کہا کہ اگر ایسا کروگے تو مین تمھارا بہت ہی احسانمند ہونگا یہ سُن کر اُس ساحر نے تصویر پتھر کے نیچے سے نکالکر مٹھی مین دبائی اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر لے چلا تھوڑی دور بڑھا ہوگا کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اکتارہ بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ میان جوگی اس صحرا مین کون سُننے والا ہے جو تم گا رہے ہو جوگی نے کہا کہ تمھین لوگ سُننے والے ہو جو آدھ سیر آٹا دے کر پیٹ فقیر کا بھر دیتے ہو اس نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر جو ہمارے ساتھ ہماری ملکہ کے پاس چلو تو وہ تم کو مالا مال کر دینگی جوگی نے کہا وہ کہان رہتی ہین ساحر نے جواب دیا کہ بالفعل تو اسی صحرا مین اُتری ہوئی ہین اور رنج مین ہین کہ مسلمانون نے اُن کی نور نظر ملکہ حیات زرین پوش جادو کو قتل کر ڈالا ہے وہ طلب خون کے ارادے سے آئی ہین لیکن بعد مقابلہ لشکر اسلام یقین ہے کہ وہ بہت بڑا جشن کرینگی جس وقت یہ خبر سُننا تو ضرور ضرور آنا جوگی نے کہا کہ اب مین اسی صحرا مین رہونگا اور کہین نہ جاؤنگا یہ کہکر جوگی نے ایک خوشہ انگور کا جھولی سے نکالا اور کھانے لگا ساحر نے پوچھا کہ یہ انگور کیسے ہین جوگی نے کہا کہ میرے مرشد نے مجکو دیئے ہین آج بہت دنون بعد اس صحرا مین مل گیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ بابا اگر اسے دشمن کھائیگا تو مر جائیگا دوست کھائیگا تو عمر بڑھیگی ساحر نے کہا کہ مین آپ کا دوست ہون یا دشمن جوگی نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر دوست کون ہوگا کہ جان نہ پہچان اور پھر میرے فائدے کی بات مجھ کو بتائی ساحر نے کہا کہ پھر اس مین سے ایک انگور مجھے بھی عنایت کیجیے کہ مین بھی کھاؤن اور عمر کو اپنی بڑھاؤن اس لیئے کہ ایسے مقام پر ہون جہان ہر وقت جان کا خطرہ لگا ہوا ہے اگر خداوند اکوان عمر بڑھا دیگئے تو مین قتل ہونے سے بچ جاؤنگا مسلمانون کا قابو نہ چل سکیگا جوگی نے کہا لو بابا جو کچھ پاس موجود ہے اُس مین بھی دینے مین عذر نہین ہے یہ کہکر خوشے مین سے دو ایک انگور اس کو دیئے ساحر نے انگور جوگی سے لے کر کھائے اب ساحر اُدھر چلا اور جوگی ادھر اپنی راہ آیا ابھی دو چار قدم بڑھا ہوگا کہ ہوا نے تمانچہ مارا چھینک آئی بیہوش ہوکر گرا بس اُس کا گرنا تھا کہ جوگی نے پلٹ کر آواز دی کہ باش او بے حیا منم خضران بن عمرو کے گزاریم کہ از دستم زندہ و سلامت روی اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اس کو قتل کر دن کہ برق ثانی نے کہا بس مرشد الگ رہنا خبردار اسے قتل نہ کرنا کہ یہ میرا دوست ہے مجھے عظمت سحر ساز کے پاس لیئے جاتا ہے خواجہ خضران نے کہا او برق ثانی اپنے ہوش مین آ تو مسحور سحر ہے جس وقت یہ قتل ہوگا تو تجھے ہوش آجائیگا برق ثانی نے جواب دیا کہ دیکھیے اب ایسا ارادہ نہ کیجیے گا ورنہ بہت پچھتائیےگا مین آپ کا بہت لحاظ

کرتا ہون آپ کو ابھی مار ڈالونگا یہ کہ کر تیغہ عیاری کھینچ لیا اور خواجہ خضران بن عمرو پر برس پڑا کہ ان کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گیا آخر کار جست کر کے علیحدہ ہوئے اور جلدی سے کمند آصفائے باصفا مار کر اس کو باندھا اور ناک مروڑ کر بیہوش کیا بیہوش کر کے داخل زنبیل کر لیا اور اس ساحر کو بصورت برق ثانی بنا کر گیند عیاری اس کے حلق مین اُتار دیا کہ سحر نہ کر سکے زبان سے نہ بول سکے اور خود رنگ و روغن عیاری کا مل کر صورت اپنی اُس ساحر کی بنائی اور برق نقلی کو پکڑ کر لے چلے اور جا کر سامنے عظمت سحر ساز کے رکھدیا اور کہا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے عظمت سحر ساز نے جو صورت برق ثانی کی دیکھی آتش عناد سینے مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ او بیدرد تجھے حسن وشباب پر حیات زرین پوش کے کچھ رحم نہ آیا اور اس بیدردی سے اُس کو ذبح کیا اُس وقت کی تجھ کو خبر نہ تھی دیکھ تو تجھے بھی ملکہ کی پائینتی بھیجے دیتی ہون یہ کہ کر ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے جو سینے پر مارتی ہے ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ایک شعلہ چمک کر گرا کہ یہ جل کر خاک ہو گیا بس اس کا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئے آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی عظمت سحر ساز اپنے دل مین کہتی ہے کہ کیا عیاران لشکر اسلام ساحر بھی ہین لیکن جس وقت آواز آئی کہ مارا جوان گشتی یعنے نام من ظلمات جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ تو وہی ساحر ہے کہ جسے مین نے گرفتاری برق ثانی کے واسطے بھیجدیا تھا یہ دوسرا کون شخص ہے شاید کوئی عیار ہو گا پلٹ کر آواز دی کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ او بے حیا تو نے مجھے نہین پہچانا منم خضران بن عمرو کیا تاب و طاقت ہے کسی کی جو میرے سامنے برق ثانی کو قتل کر سکے چاہتی تھی عظمت سحر ساز کہ گھیر کر پکڑ لے خضران کو خضران بن عمرو نے لبون کو متحرک ہوتے جو دیکھا فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے عظمت سحر ساز ہر چند تلاش کرتی ہے کہین پتا نہین ملتا اس نے دستک دی کہ ایک جوگی پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ بتا خضران بن عمرو کہان ہے اُس نے کہا کہ اے ملکہ عظمت سحر ساز اس کی تلاش بیکار ہے اس لیئے کہ وہ یہین موجود ہے مگر نظر نہین آتا یہ سن کر عظمت سحر ساز نے پوچھا کیا وہ سحر جانتا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہے لیکن ایسی چیز مین اپنے کو چھپائے ہوئے ہے جو نظر نہین آتی عظمت سحر ساز نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہر کارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اول خضران بن عمرو آ کر بارگاہ مین پہونچا اور تمام ماجرا برق ثانی کا اور ساحر کو قتل کرنے کا بیان کیا یہ سن کر مریخ آفتاب علم نے کہا کہ مجھے خیال ضرور تھا کہ یہ آئیگی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ اس طرح پوشیدہ طور سے آئیگی کہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا اس عرصے مین ہر کارے گرد مین اٹے وہ پسینے مین غرق آئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ

عظمت سحر ساز نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ساحرہ ہے
مہرخ آفتاب علم نے عرض کی کہ یہ ماں ہے حیات زرین پوش کی اب اُس آتش
کا تماشا دیکھئے گا جو میں نے شیشے میں بند کر رکھی ہے لہذا طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجئے
صاحبقران نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا تیاری جنگ ہونے لگی مہرخ آفتاب علم
صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے خیمے میں آئے اور سحر جگانے میں مصروف ہوئے
بخور عود و مشک و عنبر و اگر کا دے کر بیروں کو ہوشیار کیا اُدھر عظمت سحر ساز نے
اگیاری کی جو کہ دیا گوگل لوبان گندھک کافور سلگا کر بیروں کو بھینٹ دی غرضکہ تمام
رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکروں نے اپنے اپنے طور پر عبادت
پروردگار عالم سے فراغت کی اور میدان حرب و ضرب میں آکر صف آرا ہوئے ادھر
مہرخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو لشکر صاحبقران سے چند قدم آگے بڑھا کر
صفیں جمائیں پرے آراستہ کئے آج کی جنگ میں طوفان بن سرکش و گنجور شاہ
بھی شریک ہیں مہرخ آفتاب علم اپنے تخت سحر پر سوار ہیں پیچھے ان کے چالیس ہزار
جادوگر بازو بحری قرقرا طاؤس و اژدر و پلنگ و فیل سحر وغیرہ پر حسب مراتب سوار
پھرہرے علموں کے ہوا سے اُڑتے ہوئے ایک جانب گنجور شاہ بادشاہ طلسم
گنجوریہ مع سپاہ بیکران اور لشکر فراوان دوسری سمت طوفان بن سرکش چند ساحروں
سے جنکو یہ اپنے ہمراہ لیتے آئے تھے اُدھر عظمت سحر ساز ایک نہنگ سحر پر بیٹھی ہوئی
آگے اس کے صندوقچہ سحر کا رکھا ہوا پشت پر پچاس ہزار ساحران غدار بلائے بد انجام
کے پرکالے جھولیاں منجھولیاں کاندھوں پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ڈیرو بجاتے
ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے آوازیں یا سامری یا جمشید یا خداوند اکوان تاجدار کی
بلند بیرقیں سیاہ کھلی ہوئیں اور ہر بیرق پر تعریف اکوان تاجدار کی مرقوم عظمت
سحر ساز غم میں حیات زرین پوش کے لباس سیاہ پہنے ہوئے اور سب کسایان
اس کا سیاہ لبس جیسے ہی نقیبین بند ہو چکیں اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے عظمت
سحر ساز اپنا نہنگ سحر بڑھا کر میدان کارزار میں آئی اور آواز دی کہ کیوں اے
مہرخ آفتاب علم تم بادشاہ طلسم فیروزہ ہو کر تمہیں شرم نہ آئی کہ تم نے قبر حیات
زرین پوش کو آتش سحر سے جلا دیا کیا قتل کرانے کے بعد بھی عناد تمہارے دل
سے نہیں گیا تھا کہ مردے پر یہ ظلم کیا مہرخ آفتاب علم نے کہا کہ اے عظمت سحر ساز
کیا تونے واقعہ قتل حیات زرین پوش کا اور عدالت صاحبقران عالیشان
کی سُنی نہ ہوگی جس وقت بہن نے تیری خون حیات زرین پوش کا دعویٰ کیا ہے
تو صاحبقران عالیشان نے اپنے ایسے قدیمی ملازم کو پکڑ کر قہر نگاہ کے حوالے کر
اور کچھ اس کا خیال نہ کیا کہ تین پشتیں اس کی نمکخواری میں گذری ہیں اور تو یہ جو کہتی
ہے کہ قبر کو پھونک دیا یہ تیری بہن کا فعل ہے بتا پہلے اُس نے یہ ظلم کیا کہ تیری دختر
کی زبان قلم کر کے رکھ لی اور لاش کو بغیر زبان کے دفن کیا اُس کے سحر حیات کو زندہ
کیا اور دوسرے روز میدان جنگ میں اُس سحر سے کام لیا میں نے رد سحر کر کے اُس

شعلے کو پلٹا دیا قہر نگاہ نے ہر چند کہ رد سحر مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر سحر رد نہ ہوسکا انجام کار قہر نگاہ نے اپنی بھتیجی کو بھینٹ دے کر سحر کو رد کیا یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو بہت ناگوار گذرا اور کہا کہ کیا کہون اب تو وہ زندہ بھی نہین ہے ورنہ چرخہ کو اس بات کی سزا دیتی اور مزاج پوچھتی کہ کیا اچھی محبت بھانجی کے ساتھ ختم کی ہے مگر خیر اب مجھے بھی زندگی اپنی تلخ و دشوار معلوم ہوتی ہے جب حیات زرین پوش دنیا مین نہ رہی تو لعنت ہے میری زندگی پر مگر ذرا مزا تو چکھا دون تم لوگون کو کہ اگر کسی کو ناحق قتل کرتے ہین تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے یہ کہکر صندوقچہ کھولا اور ایک پتلہ کاغذ کا کتر کر اسم سحر اُسپر دم کر کے اور کچھ لکیرین بنا کر زمین پر پھینک دیا کہ وہ گرتے ہی تڑپا اور تڑپ کر اُسنے ہیئت انسانی پیدا کی اور سیدھا صحرا کی طرف بھاگا چلا گیا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جانب بیابان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب نگران تھے کہ دیکھا اُس گرد مین سے ایک نقابدار سیہ پوش ابلق سوار پیدا ہوا اول سامنے عظمت سحر ساز کے آیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے عظمت سحر ساز نے کہا جا اور خون حیات زرین پوش کا انتقام لے یہ سُن کر نقابدار میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان تم سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنتے ہی قارن بلند کمان مرکب اپنا دوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اجازت میدان مین جانیکی مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا اے قارن بلند کمان یہ معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہے تم نے کیون اس قدر جلدی کی اُدھر مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ یا صاحبقران عالیشان کسی کو میدان مین نکلنے نہ دیجیے گا آپ ان معاملات کو نہین جانتے ہین کسی سردار کا کام نہین ہے جو اس سے مقابلہ کرے اور سربرہو تماشا دیکھیے قارن بلند کمان نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھ کو کیا کہین گے یہی چرچے جا بجا ہونگے کہ قارن بلند کمان ڈر گیا اور میدان مین نکل کر پھر سوچ سمجھ کر پلٹ گیا اے شہریار میرے ذمے داغ بدنامی رہجائیگا بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے یہی نا کہ ہاتھ سے اس بے حیا کے مارا جاؤنگا اور کیا ہو گا مرنا تو ہر طرح ہے بلکہ اب ہم لوگون کا مرنا ہی بہتر ہے یہ زندگی کس کام کی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان تو نہ ہون اور ہم زندہ رہین یہ کہکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا بادشاہ اسلام نے مجبوراً اجازت دی اور مریخ آفتاب علم سے پکار کر کہا کہ اب ان کو تو جانے دیجیے اس لیئے کہ یہ نکل چکے ہین اب پلٹ جانا شان مردی و مردانگی کے خلاف ہے مریخ آفتاب علم نے کہا بہتر ہے لیکن دل مین سوچے کہ یہ خون ناحق مفت مین ہو گا چپکے سے کوئی چیز جوڑے سے نکال کر زمین پر پھینک دی جن لوگون نے دیکھا اُن معلوم ہوا کہ ایک سوار ہاتھی دانت کا مع مرکب ہے بعد اس کے دیکھا کہ وہ سوار دوڑتا ہوا صحرا کی طرف نکل گیا یہان قارن بلند کمان نے قریب اُس سوار کے پہونچ کر آواز دی کہ او نقابدار سیاہ پوش آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون کہ قبل مسلمان ہونے کے خداوند باختر میری عزت کرتا تھا اور بڑی بڑی لڑائیان مین نے سرکین میرے نام سے بڑے بڑے شجاعان زمانہ کانپتے تھے

ہر چند کہ اب زمانہ شباب نہین ہے اور پیرانہ سالی ہے لیکن تیرے واسطے بہت ہون
یہ سُن کر نقابدار بہت ہنسا اور پُکار کر آواز دی کہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون
منم نقابدار ابلق سوار لاضرب بہادری کی قارن بلند کمان نے کہا کیا تو نہین
جانتا کہ یہ دستور رہم اہل اسلام کا نہین ہم ہیشہ سبقت نہین کرتے ہین جب خداوند کریم
دشمن کی ضرب سے بچاتا ہے تو اپنا وار کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہو گیا
کہ قضا تیری آ گئی ہے اور جھپٹ کر تیغہ آبدار کا وار سر قارن پر کیا قارن بلند کمان
نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کی دیکھا تو تلوار سپر سے کوئی دو انگل اونچی رہی آگے نہ
بڑھ سکی قارن بلند کمان نے اس کے وار کو خالی جاتے دیکھ کر اپنا وار کیا کہ
سر پر نقابدار ابلق سوار کے پڑا چھن سے تلوار ٹوٹ گئی بس نقابدار نے دوسرا
وار کیا قارن بلند کمان نے دیکھا کہ تلوار میری بیکار ہو چکی ہے اب وار اِسکا
رد کرونگا تو جواب کاہے سے دونگا یہ تصور کر کے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
نقابدار ابلق سوار نے اپنا ہاتھ کھینچا کہ قارن یال مرکب پر آ رہا بس دوسرا
ہاتھ کمربند مین قارن بلند کمان کی ڈال کر مسند سے اُٹھا لیا اور لے کر عظمت سحر ساز
کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے پکار کر کہا کہ کیون اے مریخ آفتاب علم دیکھا
تم نے اس سحر کو یہ اسی طرح سے تمام لشکر اسلام کو باندھ لائیگا اور تم نے سحر مخفی
کر کے ضرب تیغ سے تو بچا لیا لیکن زور نقابدار کا نہ روک سکے یہ کہہ کر قہقہہ مار کر ہنسی
کہ دیکھا سامنے بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور مثل بگولے کے چرخ مارتا ہوا آ کر میدان
مین پہونچا اب جو دیکھا تو ایک نقابدار سفید پوش ہے اس نقابدار نے جو دیکھا
کہ یہ قارن بلند کمان کو لیئے جاتا ہے للکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ اتنے
بڑے جوان زبردست کو اس طرح اُٹھا لایا اور لیے جاتا ہے بس پلٹ جلدی کہ
حریف تیرا مین موجود ہون پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر اس کو لے جانا ابھی اِسکو
وہین چھوڑ دے اگر مین تجھے مارونگا تو مین اس کو لے جاؤنگا اور اگر تو مجھے قتل کرے
تو تو اسے لے جانا یہ سُن کر نقابدار سیاہ پوش نے قارن بلند کمان کو وہین
چھوڑا اور خود جھپٹ کر سامنے نقابدار سفید پوش کے آیا اُدھر عظمت سحر ساز
نے قصد کیا تھا کہ کسی ساحر کو بھیج کر اسے اُٹھوا لون کہ مریخ آفتاب علم نے پکار کر
کہا کہ اے عظمت سحر ساز اگر تم کسی ساحر کو بھیجو گی تو مین بھی کسی نہ کسی ساحر کو
بھیج سکتا ہون ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بُری ہو گی اب اِنھین دونون کا فیصلہ ہو جانے دو
بہتر و انسب یہی ہے جو زبردست ہو گا وہ قارن بلند کمان کو لے جائیگا یہ سُن کر
عظمت سحر ساز اپنے ارادے سے باز رہی لیکن یہان نقابدار سیاہ پوش نے
نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے سپر سے وار اِسکا
رد کر کے جو تلوار ماری نقابدار سیاہ پوش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے
بس اسکا قتل ہونا تھا کہ بجائے خون کے جسم سے ایک شعلہ نکل کر نقابدار
سفید پوش پر گرا اور جلا کر خاک کر دیا اب عظمت سحر ساز نے مریخ آفتاب علم

کو پکار کر آواز دی کہ بس اسی سحر پر دعوے تھا اور شعلہ کو للکارا کہ لے ان خدا پرستوں کو یہ سنتا تھا کہ شعلہ بلبلا کر چلا لشکر اسلام کی طرف ساحروں نے اس کو روکنے کا ارادہ کیا مگر یہ بھلا کسکے روکے سے رکتا ہے جس پر گرا مثل بجلی کے گرا خرمن جان کو پھونک دیا کبھی ادھر چمک کر آیا کبھی اُدھر چمک کر گیا ایک قیامت برپا کر دی ساحر جل جل کر مرنے لگے علامات پیدا ہونے لگی ہر طرف پیر شور وغل کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان جادوگر بود اُس آتش باری اور برف باری اور آندھی مین شعلہ چمک چمک کر گر رہا تھا اور کام اہل اسلام کا تمام کر رہا تھا مریخ آفتاب علم حیران ہین دل مین کہتے ہین کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی ساحرہ ہے واقعی یہ اپنی بہن سے بہت زیادہ ہے اب لشکر مین دوہائی مچ گئی اور لوگ بھاگنے لگے ایک مرتبہ یہ شعلہ لپک کر قریب طوفان بن سرکش جادو کے پہونچا چاہتا تھا کہ جلا کر طوفان بن سرکش کو خاک سیاہ کر دون طوفان نے فوراً نوک زبان مین نشتر دے کر خون ہاتھ مین لیا اور شعلے پر چھینٹا مارا اور کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور پلٹ جا اتنا تو ہوا کہ یہ شعلہ کچھ دیر ٹھرایا اور ان پر نہین گرا یہ اُس سے محفوظ رہے مگر پلٹا نہین پھر چمک کر لشکر اہل اسلام پر جا کر گرا ابکی مرتبہ جو یہ چمکتا ہے تو صاحبقران کی طرف چلا گنجور شاہ بڑھ کر سد راہ ہوا اور اپنے جسم کا خون بھینٹ دے کر انھون نے بھی کچھ دیر کے واسطے شعلے کو روک دیا مگر یہ فتنہ فرد کسی سے نہ ہو سکا جب حملہ لشکر اسلام پر گرا اب تو سب کے سب نہایت پریشان ہوئے صاحبقران عالیشان بھی دل مین اپنے کہتے ہین کہ یہ لکانتہ بہت بڑی ساحرہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے بچائے اب آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کہ اتنے بڑے ساحرون سے یہ سحر رد نہ ہو سکا اہل اسلام تو اس تباہی مین ہین اُدھر عظمت سحر ساز ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بس اسی منھ پر دعوئ سحر و ساحری تھا اب یہ سحر کسی سے نہین رکتا یہ سن کر مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ یہ ایسا سحر نہین جو نہ رک سکے کیا بیہودہ بکتی ہے او اجل رسیدہ وہ اور ہی شعلہ ہے جو تیری خرمن حیات کو پھونکیگا اور شمع حیات کو گل کر دیگا یہ کہہ کر ایک دستک دی دیکھا تو آسمان کی جانب سے ایک پری شیشہ ہاتھ مین لیئے ہوئے پیدا ہوئی جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچی جلدی سے مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ اُس پری کے ہاتھ سے لے لیا وہ پری تو اُڑ کے چلی گئی لیکن مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ لے کر عظمت سحر ساز کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ اے عظمت سحر ساز اس مین تمھارا شعلۂ قضا بند ہے یہ کہہ کر فوراً ڈاٹ اُس کی کھول دی ڈاٹ کا کھلنا تھا کہ مثل برق کے ایک شعلہ چمک کر نکلا اور ٹھرایا بس مریخ آفتاب علم نے اپنے بائین تلوے مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور طرف شعلے کے پھینکا اور پکار کر کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور اُس شعلے سے لپٹ کر عظمت سحر ساز پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک کر دے بس خون کا چھینٹا مارتے ہی وہ شعلہ بھڑکا اور بھڑک کر اُس شعلے کی طرف چلا جو لشکر اسلام کو جلا کر خاک کر رہا تھا بس پہونچتے ہی

یہ شعلہ اُس شعلے سے لپٹ گیا اور کھینچ کرکے چلا صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج نئی جنگ دیکھی شعلے سے شعلے کو بند ہوتے آج تک نہ دیکھا تھا لیکن شعلۂ سحر مریخ آفتاب علم آتشی سحر عظمت سحر ساز کو لپیٹ کرکے چلا بس جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچا مریخ آفتاب علم نے اشارہ کیا کہ نے عظمت سحر ساز کو اور اُسکے لشکر کو بس یہ سنا تھا کہ شعلہ بھڑک کر عظمت سحر ساز پر چلا اور ساحرون نے اسے روکنے کا ارادہ کیا بھلا اب دونی قوت ہے یہ سحر کب رُکتا ہے جس پر گرا اُسکو جلا کر خاک کر دیا اب جو حالت لشکر اسلام کی تھی وہ ہی حالت لشکر کفار کی ہوئی شعلہ جھپک کر گرنے لگا ساحرون مین غدر پڑ گیا بدحواسی مین ایک پر ایک گرا پڑتا ہے عجب حالت ہے جدھر شعلہ جھپک کر گرا اُس صف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ایک قیامت کبریٰ بپا ہے مریخ آفتاب علم نے پکار کر آواز دی کہ اے عظمت سحر ساز لشکر کو جلوا رہی ہو اب روکتی نہین اس شعلے کو یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو غصہ آیا اور کچھ اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ جھپک کر عظمت سحر ساز کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے جیسے ہی دیکھا کہ شعلہ قریب آیا ہے بس کچھ اسم سحر دم کرکے اور زبان مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور شعلے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ روغن چھڑک دیا شعلہ اور بھڑکا اب تو عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ کیا آفت ہے کچھ عقل کام نہین کرتی کیا مین نے گھبراہٹ مین کچھ غلطی تو نہین کی یہ دل مین سوچ کر سینے کی بوٹی کاٹ کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ لے اپنی بھینٹ لے اور جا لشکر اسلام کی طرف اس سے بھی شعلہ نہ پلٹا اب بھاگتی جاتی ہے اور شعلہ ساتھ ساتھ لپکتا چلا آتا ہے جب اس نے دیکھا کہ کسی طرح مفر نہین ہے بس ایک مشکیزے مین کچھ خون اپنا دے کر آواز دی کہ آ اُتر آ اس ترکیب نے اتنا اثر دکھایا کہ شعلہ خون کے لگاؤ سے مشک مین اُتر گیا بس جلدی سے عظمت سحر ساز نے منھ اُس مشکیزے کا باندھ دیا اور لے کر چلی کہ اسے سرحد طلسم مین پھینکدون اُدھر صاحبقران عالیشان نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ اب کیا ہوگا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ تماشا دیکھتے جائیے عظمت سحر ساز تھوڑی دور پہونچی ہوگی کہ ایک مرتبہ وہ مشکیزہ پھولتے پھولتے تڑاق سے شق ہوا اور اپ جو وہ شعلہ گرتا ہے تو عظمت سحر ساز کو جلا کر خاک کر دیا اور اب اس کی فوج پر جا کر گرا فوج بھاگی اور شعلے نے تعاقب کیا لیکن مرتے ہی عظمت سحر ساز کے ایک آندھی سیاہ چلی برقباری و آتشباری دیر تک رہی آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عظمت سحر ساز جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا میدان صاف ہے کچھ لاشین میدان مین پڑی ہین اور باقی ساحر بھاگ گئے ہین اب وہ شعلہ پلٹکر پھر لشکر اسلام کیطرف چلا تھا کہ مریخ نے ایک نانڈے مین پانی بھر کر رکھا تھا اشارہ کیا کہ تیرا یہ مقام ہے ادھر آ اب جو شعلہ جھپک کر اُس نانڈے مین گرا گُل ہو کر رہگیا لشکر اسلام مین نقارۂ فتح بجا باِ فتح و ظفر مریخ آفتاب علم پر سے زر نثار کرتے تھے انکو تو انبساط فتح و فیروزی مین یہان چھوڑا جاتا ہے اور اب چند کلمہ اسکنان نقابداران سُرخ پوش بیان کیے جاتے ہین

یہانتک یہ داستان تحریر ہو چکی ہے کہ نقابدارون نے یہ خبر سنکر کہ برجیس آفتاب پرست مع ارژنگ بن
زمرد کے سمندریہ پر پہنچے تو اونھون نے بھی سمندریہ کا قصد کیا تھا چنانچہ انکو راہ مین معلوم ہوا کہ برجیس
نے سمندریہ پر بڑا ہنگامہ برپا کیا ہے تمام فوج و لشکر اوسکا وہین مقیم ہے اور خدا پرست ظلم و بدعت سے
نہایت پریشان ہین اور برجیس آفتاب پرست نے تمام ملکون کو خدا پرستون کے خواہ دست
راستی سردارون کے ہون خواہ دست چپ والون کے اپنے سب کو برباد و تباہ کیا ہے اور وہان
کے ساکن کچھ تو بحالت تقیہ کے ہین اور کچھ قتل ہو گئے ہین یہ نقابدار نہایت غیظ و
غضب مین ہین کہ برجیس کو جا کر قتل کرون یہ بہت جلد بجانب سمندریہ چلے جاتے ہین کہ وہی راستہ
نطاق کا ہے کہ ادھر سے ہوتے ہوتے بقصد مقابلہ بدیع الملک روانہ نطاق ہون یہ تو سفر کو جاتے ہین کہ انکا ذکر پھر کیا

اب کچھ حال شہزادۂ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ اُنھون نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ مین بعد بارگاہ کے طلسم نطاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہون پس وہ سب لوگ جمع ہوئے ہین اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نطاق کیا ہے و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

نگارندۂ نقاش مانی فریب | عروس سخن را چنین داد زیب
و آنقان کہ در سخن فرد اند | ز شرح این داستان چنین کردہ اند

اب یہانسے راویان شیرین کلام اس داستان جہالت عنوان کو اس نمک سے بیان کرتے ہین کہ جسوقت
کل سرداران و مشیران پُر تدبیر بحضور بادشاہ جہان پناہ حاضر دربار ہوئے اوسوقت آپنے سرکشان شاہ کو طلب کیا
اور فرمایا کہ تم کچھ اس حقیقت سے واقف ہو عرض کیا کہ ہان حضور غلام حالات نطاق سے واقف ہے اور
بزرگون سے بھی سنتا آیا ہے بلکہ جو حقیقت حال غلام عرض کریگا کیا عجب ہے کہ وہ حالات اور لوگ جانتے
ہون چنانچہ گنج رستاہ اور طوفان بن سرکش باری باری حالات عرض کرنے لگے پہلے سرکشان
شاہ نے بیان کیا کہ حضور غلام کو یہان تک معلوم ہے کہ نطاق سے کیا مراد ہے یعنی وجہ تسمیہ نطاق
یہ ہے کہ آٹھ قلعہ ہین متعلق اسکے اور نوان مقام کیوان و آگوان کا ہے اول ہی قلعہ کی کیفیت جو مین نے
اپنے بزرگون سے سنی ہے اُسے مین عرض کرتا ہون اور گنج رستاہ کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ بھی
تو خوب واقف ہین کہ جو حالات میرے بیان کرنے سے رہجائین یا کوئی امر فروگذاشت ہو جائے تو
آپ بتادین کیونکہ مقصود یہ ہے کہ شاہزادہ عالیمقدار جملہ حالات طلسم نطاق و حوالی نطاق کے
واقف ہو جائے۔ فرمایا کہ کہو اسنے بیان کیا کہ ایک دریائے زخار بہتا ملتا ہے کہ نام اسکا دریائے
نسیان رکھا گیا ہے شہزادہ نے پوچھا کہ دریائے نسیان سے کیا مراد ہے عرض کیا اسنے کہ حضور اس دریا
پر جو پل واقع ہوا ہے اس پل کو اوتر کے اس پار کی حد پر حسب النسیان جاتا ہے تو ایک کیفیت نسیانی
اوس پر طاری ہوتی ہے اور خود فراموش سا ہو جاتا ہے مثلاً تلوار مارنا ہو تو نیزہ کا وار کرتا ہے چاہیے ضرب
گرز و کمند گرز پر وہ سپر اُٹھائے لیتا ہے گرز کو بھولا جاتا ہے یا جو چیز کہین رکھدی وہ بھول گئے جس سے جو
وعدہ کیا فراموش ہو گیا چنانچہ یہ کیفیت نسیانی جسقدر لوگ کہ بقصد مقابلہ اس پار جاتے ہین اون سب پر
یہ کیفیت طاری ہوتی ہے اور جو لوگ کہ بطریق سیر جاتے ہین یا تمام راہگیر ہین ان پر کسیقدر اسکا اثر نہین

جو شخص بہ نیت مقابلہ پل کو عبور کرتا ہی اوسکو ایک خبط سا ہو جاتا ہی اور حواس اوسکے مختل ہو جاتی ہین اور نسیان غالب ہوتا ہی یہ تاثیر اُس دریا کی ہی صاحبقران نے شہزادہ آفتاب علم کیجانب دیکھا اسنے عرض کیا کہ جو کچھ سرکشان شاہ نے کہا بجا و درست ہی جہانتک کہ اُنھون نے حالات بیان کئے ہین سب صحیح ہین گنجور شاہ نے عرض کیا کہ اب یہان سے غلام عرض کرتا ہی کہ ہرچند سرکشان شاہ نے جو بیان کیا بہت درست ہی مگر مین اُسکے اصلی کیفیت عرض کرتا ہون کہ یہ کردار کس شخص کا ہی اور کون اوسکا موجد و بانی ہی واضح خدمت ہو کہ حکیم فیلقوس ثانی نے اپنی مدت العمر مین ایک دریا اس قسم کا بنایا اور ایک دیوانہ ہی کہ نام اسکا اژدر شیر چشم ہی اوسکو اونھون نے بحکمت اپنی عملیات کی زور سے اور کچھ ادویات کھلا کر اوسکو رویین تن کیا ہی اور ایک گرز اوسکو ایسا بنا دیا ہی قریب تیرہ سو من کے اور باقی جو اسلحہ کہ دیوانہ کے لئے مناسب رکھتے ہین وہ اُسکو بنا دیئے اور وہ دیوانہ خود بالذات بھی بہت بڑا بہادر اور صاحب زور و طاقت ہی اور اُس گرز مین یہ صفت رکھی ہی کہ وہ دیوانہ جب کسی سردار پر گرز کا وار کرکے ضرب لگاتا ہی اور نگاہ اُسکی چار ہوتی ہی وہ سردار یا تو ضرب گرز سے ہلاک ہو جاتا ہی یا ایسا بیہوش ہو جاتا ہی کہ کچھ خبر اوسکو اپنے تن بدن کی نہین رہتی بس وہ دیوانہ اُسکو اسیر کر لیتا ہی اور باندھ لیجاتا ہی اور چونکہ وہ دیوانہ رویین تن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی اب یہ معلوم نہین کہ نگاہ مین اوسکے کونسی تاثیر رکھی ہی یا گرز مین اور اسی دریا کے قریب مین ایک قلعہ ہی کہ وہان کی بادشاہ کا نام ہزبر سرجوش ہے وہ بھی نہایت جری اور بہادر ہی اور قلعہ سب یاقوت نگار معلوم ہوتا ہی اور قریب تین لاکھ فوج جرار کی اُس قلعہ مین مقیم رہتی ہی لیکن وہ حکیم یہ تدبیر کہ جسنے یہ جملہ امور قائم کئے ہین اسنے اپنے جانب سے ایک شعبدہ باز کہ نام اوسکا عازم شعبدہ باز ہی اسکو اپنی جگہ پر بادشاہ کی پاس قائم کیا ہی کہ بجائے میرے حضور کی دربار مین حاضر رہیگا اور حکیم نے بادشاہ سے یہ عرض کیا ہی کہ جسوقت تک مین حریفون کی ہاتھ نہ آؤنگا اوسوقت تک کسی شے کی ہیئت مین کسیطرحکا فرق نہ آنے پائیگا اُس بادشاہ نے حکیم سے پوچھا کہ اب ہی کوئی شخص ایسا کہ جو ان اشیاء آپکی بنی ہوئی کو مٹا دیگا اور جسکا آپکو خوف و خیال ہے حکیم نے کہا کہ ہان بیشک مجھکو خیال ہی ایک شخص کا کہ جو صاحبقران ثالث کا عیار ہی خواجہ خضران نام کہ وہ بہت بڑا عیار زبردست ہی کہ اپنا شکل و نظیر نہین رکھتا ہی اور اوسیکی وجہ سے پوشیدہ ہو جاؤنگا اور مین ایسے مقام پر پوشیدہ ہونگا کہ کسی کو میرا سراغ نہ مل سکے اور آپکو بھی اُس مقام سے آگاہ نہ کرونگا بادشاہ نے اوسوقت دیکھکر کہا کہ ہم بھی جب اُس مقام سے ناواقف ہونگے اور ہم سے بھی پردہ رہیگا تو ہم آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہونگے ورنہ مجھ دم رہین گے اوسوقت حکیم صاحب نے دیکھکر کہا کہ سال بھر کے بعد عازم شعبدہ باز تمکو بھی دکھا دیگا اور عجائبات نہایت عمدہ و نادر جسکے پاس پیش کرینگے جسکو دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے بلکہ کنارہ دریائے نسیان اگر مثل حیلہ کی وسعت دیکھو تو نہایت عجیب سے [illegible] بادشاہ نے متعجب ہو کر گنجور شاہ نے اسقدر بیان کرکے عرض کیا کہ غلام ایک دفعہ کسی تقریب سے قریب دریائے نسیان کی پہونچا تو بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ بھی بندہ خداوند کیوان یعنی کیوان پرست ہی بادشاہ کی غلام کو بلوا لیا چنانچہ مین باریاب خدمت شاہ ہوا زمانہ میلہ کا قریب تھا جب غلام دریا کے اوس پار گیا تو دل اپنا سحر بھولا گیا اور کچھ بھولا یاد تھا کہ اگر کسی پر سحر کرون تو بیکار ہو گویا بالکل خود فراموش ہو گیا تھا اور ایک کیفیت نسیانی طاری ہو گئی تھی بادشاہ سے صفدر دین نے عرض کیا کہ ایک سبب مین حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہون۔ بیت یکے عرض دارم اگر گوش کن ✿ اگر خوش نیاید فراموش کن ✿ بادشاہ نے فرمایا کہ تمہاری

عرض سب قبول ہی تم شوق سی عرض کرو تم سے مین کسیطرح کا پردہ کسلی مرمین نرکھونگا چنانچہ بادشاہ ہر نبرہ ہمہ خوش نے
یہ ساری کیفیت حکیم فیلقوس ثانی اور انکی عجائبات کی بیان کی جو کہ مین نے حضور مین عرض کی اب یہ تابعدار مشتاق
میلہ کا ہوا بعد تھوڑے سے دنون کے زمانہ میلہ کا آیا تمام رعایائی شہر مین ایک غلغلہ ہوا کہ کل میلہ ہی اور غلام سے
ملاقات عازم شعبدہ باز سے بھی ہوئی اب وہ زمانہ ہی کہ کل میلہ ہوگا بادشاہ نے قصد کیا کہین خیمہ اور بارگاہ وغیرہ
مقام میلہ مین روانہ کرون تاکہ وہان آراستگی انکی ہوجائے عازم نے عرض کیا کہ کوئی ضرورت یہان سے کسی شئے کی روانہ کرنیکی
یا کسی سامان کی بھیجنے کی نہین ہی حضور اپنے ساتھ کوئی سامان جلوس شاہی وغیرہ لیجائین جسقدر ملازم کہ حضور کے
ہمراہ رکاب ہونگے وہ سب براحت جگہ پائینگے اور میلہ دیکھینگے اور حضور کے لیے بھی جملہ سامان شاہی آراستہ و
پیراستہ ہوگا پس بادشاہ نے منظور کیا الغرض حضور میلہ صبح سے ہونا شروع ہوا تمام رعایائی شہر صغیر و کبیر
جوان و پیر میلہ مین جانا شروع ہوئے چہار طرف سے جوق جوق تماشائی میلہ مین آنے لگے اب جو دیکھا تو سامنے
سے ایک بارہ دری یاقوت نگار جسمین تین درجہ واقع ہوے ہین اور تمام کار جواہر کیا ہوا ہی نمایان ہوئی عجیب خوشنما
بارہ دری ہی کہ شعاع آفتاب سے تمام مکانات گرد و پیش جو کہ وزیر و کوتوال و دیگر اراکین سلطنت کے لیے بنے ہوے ہین عجیب
سرخی اور عجب بہار دے رہے ہین اور چمن جو سامنے بارہ دری کے واقع ہوا تھا وہ لائق دید تھا کچھ درخت سرو کے جابجا اطراف
چمن مین لگی ہوئی جنپر قمریون کا ہجوم سنبل اپنی زلف عنبر افشان کھولی ہوئی تاریکی شب کا مزا دکھاتی تھی کہ جیسے کاکل محبوبون
ارد گرد پڑی ہوئی ہی نرگس شہلا آنکھین پھاڑ پھاڑ سنبل کیجانب نگران تھی کہین بیلا اپنا البیلا پن دکھاتا تھا اپنی مہک سے
تمام چمن کو بساتا تھا کہین جوہی کی لپٹین نسیم و صبا کی جا ہی جوہی ہین عجیب لطف دکھاتی تہین کسی مقام پر تختہ گیندے کا
کھلا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فوج سبز پوشان کو دستار بسنتی ملی ہی کوئی گل پکارتا تھا کہ ؎ جنون پسند ہین چھاؤن ہے
جو نکی عجب بہار رہی ان زرد زرد پھولونکی ؎ غرضکہ حال اس چمنستان کا کیا بیان ہوسکے کہ نمونہ گلزار خلد و رشک باغ
شداد تھا الحاصل بادشاہ بھی میلہ مین نہایت تزک و احتشام سے تشریف لائے اور بارہ دری کے قصر اعلی مین داخل ہوئے
ایک تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہوئے اور گرد و پیش تمام کرسیان جواہر نگار اراکین دولت و رؤسا امیر و وزیران خوش تدبیر
کے لیے آراستہ تھین وہ بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی مقامات پر متمکن ہوے سوا انکے اور جو مصاحبین و رفقا تھے انکو بھی انکی رتبہ
کے موافق خیمے وغیرہ ملی جنمین جملہ اسباب راحت مہیا تھا اب جو دیکھا تو کشتیان چنی ہوئی مے ارغوانی کی بوتل پوش زر دوزی
انپر پڑے ہوے شیشون کے منہ پھولون سے منڈھے ہوے اور سرخ شالباف لپٹا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پری شیشہ مین بند ہے
یا عروس حجلۂ محافہ مین بیٹھی ہوئی ہی اور ایک ساقی بچہ لباس فاخرہ پہنے ہوے مودب کھڑا ہی اور میلہ کی اب خوب گہما گہمی ہو رہی ہی
دوکاندار سب اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہوے ہین عجب رونق پاکیزہ دوکانون سے ظاہر ہوتی ہی کسی مقام پر گھنی گھنی چھاؤن
درختونکی پاکر کچھ افیونی بیٹھے ہین پیالیان سفید سفید رکھی ہوئی ہین افیون لالہ رنگ خون کبوتر گھل رہی ہی کوئی ڈبیا
نکالکر گولی کھاتا ہی کوئی لونڈا اچھل رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ یہ خاص فیض اللہ گنج ہی اسکی شیرینی کے آگے بمبئی لونڈا بھی مات
ہی آپ کھائینگے تو مزا اوڑائینگے کہین چاء کا سامان ہو رہا ہی بسکٹ اور نان پاؤ لیے حاضر ہین کوئی کھیر کی پیالی کھا رہا ہی
غرضکہ یہ مجمع بھی عجب لطف خیز اور فرحت انگیز تھا کسی مقام پر کلوار کی دوکان کیسی آراستہ ہی مجمع اوس مقام پر میکشون
کا ہی پیتے ہین اور بیخود ہوتے ہین کوئی اسمین پکار اٹھتا ہی ؎ کم ہین زر ہی رندونکی گھٹا اوٹھی ہی اتر سے ؛ یقین ہی آج
ساقی تیرے میخانے مین مین برسے ؛ اور کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ کیا ہی ذبح مجکو جس گھڑی سفاک بدخو نے
ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کی خنجر سے ؛ کسی نے دیکھکر کہا کہ دیکھو یارو کہ کمبخت یہ کاری کار رے دھو مرد ہوا ان سے بداز دھو
کا رہی کچل کچھار رے ؛ طوسی فالتا ہی جو نمی ذیت جو دکھائی ہین ؛ نیلے اور پیلی بھورے اور نارنجی سفید ہنستا بن آئی ہی ؛
برکھارت جو رنگ کم پھیرے جو ہون اور ایسی جو گیون نہ ہوے کام جام کی ہجائی ہے ؛ پکار اوٹھا کوئی متوالا کہ ؎

جھومتی آتی ہی متوالی گھٹا ÷ ہو سیہ مست آجکی کالی گھٹا + کسطرح سے مے و معشوق مجھی کل آتی ÷ بوندیان پڑنے لگین جھوم کے بادل
آئے ÷ غرضکہ ہر مقام پر دوکانین سب قسم کی آراستہ ہین اور میلہ خوب جمع ہی اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک تخت پیدا ہوا اسپر چند
نازنینان مرصع پوش در در گوش زیور و جواہر سے آراستہ پوشاکین نفیس پہنے ہوے مع اپنے ساز و سامان کی تخت پر بیٹھی ہین کہ
وہ تخت آتے آتے سامنے بارہ دری کے قائم ہوا اور وہ نازنینین جو کہ لائق حضور ہی بادشاہ تھین وہ اُس درجہ مین گئین اور
جو لائق صحبت وزرا و امرا تھین وہ اُنکے درجہ مین گئین غرضکہ شاہ کہتا ہی کہ حضور اوسوقت ایک محویت کا سا عالم سب
طاری ہوا کہ یہ نازنینان خوش صورت پری طلعت کہان سے پیدا ہوئین غرضکہ عازم شعبدہ باز ساقی کیطرف
متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ مشغول بزم میکشی ہو اب اُس نورہ پوش کشتی پر سے اٹھایا اور جام خاص جواہر نگار بادہ
ارغوانی سے مملو کیا بادشاہ پکار اوٹھے کہ ÷ ساقیا کان جواہر کیا ترا میخانہ ہی ÷ خم ہین مروارید کے الماس کا پیمانہ ہی
ساقی اُسی چال ڈھال سے آیا اور جام مے ارغوانی پیشکش کیا بادشاہ نے جام کو بے اندیشہ انجام نوش کیا آنکھوں پر
ایک متوالہ پن ثابت ہوا اسی عالم بیخودی مین ساقی جام پھر اٹھا لایا اور چند قطرہ شراب کے اسنے بہ جانب زمین پھینک
دیئے کہ بادشاہ نے فرمایا کہ ÷ ہین تو زاہد ہی ساقی ہو اور ایمان ÷ کہ پہلے جام کی مے خاک پر چھڑکوائی ÷ جو مین نے پوچھا تو مجھ سے
کہا کہ سوالی ÷ جو یا حبیب نسیمی و بادہ پیمائی + بیاد آن حریفان بادہ پیما را + غرضکہ وہ بادہ کش کہ جنہوں نے اسے ایجاد کیا تھا
وہ یاد آگئے اور بادشاہ و رفیق پکارے کہ ÷ ساقیا وہ شراب تو ڈھلکا + کہ اگ ورثا ہو جسکی بوتل کا + غرضکہ وہ
نازنینان مہ جبین کہ جنکے بارہ مین شاعر کہتا ہی کہ ÷ شکلین ہین رنگ رنگ کی کیڑی بہار کے + انسان پھول ہین چمن
روزگار کے + انھین مین سے ایک نازنین کہ جو حاضر حضور بادشاہ تھی اوسنے غزلین اور ٹھمریان گانا شروع کین تمام محفل
کو بیچین کر دیا حضور کچھ لوگون نے تو بیہوش ہو کر اپنی گریبان چاک کئے ایسا رنگ مجلس کا جما کہ ہر ایک محو ہو گیا الحاصل
اب وقت آیا ہو کہ آفتاب تابان اپنے آشیانہ کیجانب متوجہ ہوا ہی اور آمد آمد شب کا ظہور ہوا الاہی بدر کامل اپنی
فوج سیارگان ساتھ لیکر اسطرح سے آیا کہ جیسے کوئی حریف حریف کی فوج پر چڑھائی کرتا ہی بس یہ تھا کہ آفتاب کا اُس دریا مین
شکست اپنی جانکر غروب ہونا اور فوج ستارگان کا ہجوم کرنا بدر کامل کا اپنی تخت نور پر جلوہ گر ہونا اب جو یہ آیا تو دریا کا
دونا حسن پایا معلوم ہوتا تھا کہ شب تار کو سیج ستارہ ونکا دوپٹہ آبروان کا اوڑھایا ہی اب دریا کا حسن اور ہی ہو گیا
اور خود بخود ہزار ہا کنول دریا کے اندر روشن ہوئے اور سطح آب پر ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ جیسے کسی کی آمد آمد کا شور ہوتا ہی حباب اپنی
صفین باندھتے ہوئے اُسی جانب کو متوجہ ہو کہ جدھر سے یہ آمد ہونے والی تھی اور چراغان تمام دریا مین ہو رہا تھا اور یہ آواز
آتی تھی کہ ÷ عجب انداز سے گل صحن گلشن مین بہار آئی + بکر و فر سمند ناز پر ہو کر سوار آئی ÷ نسیم صبح ہر باغ مین جا کر پکار
آئی + مبارک بلبلو تمکو کہ اب فصل بہار آئی + غرض یہ سب اُسی جانب متوجہ تھی اور دیکھ رہے تھے کہ تختہ حباب کا گر روشن ہی
کوئی کہتا تھا کہ کیا دل کھلا ہوا ہو دریا کا کہ حباب نہین معلوم ہوتی ہین دریا پر آبلہ ہے ہماری طرح وہ بھی داغ بدل ہی جو
جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا حضور اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک تخت جواہر نگار اُسپر کرسی زمردی رکھی ہوئی حکیم صاحب
اوسپر جلوہ گر ہین اور چالیس شاگرد ارسطو فطرت فلاطون حکمت بقراط وقت جالینوس زہر چپ و راست دست بستہ
حاضر ہین ہر ایک اُنمین ثانی لقمان و ارسطا طالیس ہین بادشاہ کی نگاہ جو اُس تخت پر پڑی حکیم صاحب نے سلام کیا
اور تمام شاگرد مجرا بجا لائے بادشاہ نے دیکھ کے کہا کہ سال بھر کے بعد آپکی زیارت سے ہم مشرف ہوتے ہین اور وہ
سامان آپکی بدولت ہمنے دیکھا اور اس سامان عیش و نشاط مین بیٹھا ہون کہ خداوند مجھے دوسرا سامان نہ دکھائین یہی سامان
ہمیشہ میرے لئے مہیا رہی حکیم صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ اے بادشاہ سلامت مین خیال کرتا ہون کہ دور یکسان کسی
مین کبھی باقی رہا ہی جو لطف آجکی شب مین ہی کل کی شب نہ معلوم کیونکر گذرے ÷ غنیمت جان لے یہ صحبتین ایسکی اے دل
دگرگون حال ہوجاتا ہی اکدم مین زمانہ کا + کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس + عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

حکیم صاحب نے یہ فرما کر کہا کہ کیا عجب ہی کہ اب ملاقات نہو اور آپ مشغول صحبت ہون مین دریا کی سیر کرتا ہوا اوسیطرف سے
چلا جاؤنگا اوسوقت تمام رعایا و برایا جو میلہ مین جمع تھے حکیم صاحب کو جو دیکھا تھا تو اپنی اپنی لیاقت کی موافق روپیہ
اشرفی دریا مین پھینکنا شروع کیا یہانتک کہ بادشاہ نے بھی بہت کچھ جواہر و روپیہ دریا مین پھینکا گویا کہ مینہ برسا اوسوقت
صاحبقران خضران بن عمر ثانی کیجانب دیکھکر ہنسے اور کہا کہ یقین ہی کہ آپکے حال ایسا ہی سے وہ روئین کی خواجہ
نے دیکھکر کہا کہ بس مجھے ایسا فقرہ نہ کہئے مین حال سب انکا سنتا جاتا ہون اور میرے اندام مین رعشہ ہی رونگٹے کھڑے
ہوے جاتے ہین ابھی کل حال نہین سنا ہی آئندہ دیکھئے کیا بیان ہوتا ہی ہان بھئی گنجور شاہ بیان کرو گنجور شاہ نے
عرض کیا کہ بس حکیم صاحب تو سیر کرتے ہوی دریا کیطرف سے گذر گئے حکیم صاحب کے جانے سے سب صحبت کی
صحبت آبدیدہ تھی حکیم صاحب کے اس لفظ پر جو انھون نے فرمایا تھا کہ اب ملاقات ہونا معلوم غرضکہ بعد جانے
حکیم صاحب کے اوسیطرح جلسہ عیش و عشرت برپا رہا اور رات بھر میلہ کا لطف نہایت عمدگی اور رونق پر
رہا مگر بادشاہ بار بار آہ سرد بھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا کہ ؎ ای درد یہ دردجی سے کھونا معلوم + جون لالہ
جگر سے داغ کھونا معلوم + گلزار جہان ہزار پھولی لیکن + اپنی دل کا شگفتہ ہونا معلوم + ہرچند رفقا و مصاحبین نے بادشاہ کے
جی کو بہلایا اور ہر طرحکے لطف صحبت کیطرف مائل کیا لیکن انھین خیال حکیم صاحب کے اسی لفظ کا رہا کہ کیا عجب ہی کہ
اب ملاقات نہو غرض وہ شب ساتھ اس ناچ و رنگ و عیش کی بسر ہوئی اب جو دیکھا تو وہ شب تمام ہونے لگی اور وقت صبح کا
نمودار ہوا ستارے پردۂ شب مین مع بدر کامل کی لگے منہ چھپانے شور آمد آمد آفتاب تابان کا ہوا اوسوقت دیکھا کہ ناگاہ فراش
سپہر خبر آمد آمد مہر سنکے دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بصد جلوہ گری قبہ
چرخ اخضر کی چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنی چہرہ سے بصد آب و تاب بند بند نقاب کے بیحجاب ہوکر دور
کیا سبہون نے دیکھا کہ تاج زرین بر سر چار قب شہنشاہی در بر کرکے اس کروفر سے در شبستان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد
کو نور سے پر نور کیا از ضیاء حسن جبین پرتو رخسار سے مطلع انوار کیا از زمین تا سپہر برین مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے بکلی
حیران بلبیبر و سامان نوان دوان ہوکر نہایت پریشان دامن کہکشان مین پنہان ہوا ؎ مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے +
پھولا گل خورشید نسیم سحری سے + اب اوسہی رنگ نظر آنے لگا عازم شعبدہ باز نے اب صحرا کیطرف دیکھا بس کیا دیکھتے ہین کہ
ایک آندھی سیاہ سی پیدا ہوئی اور بڑھتی ہوئی چلی بادشاہ نہایت گھبرائے اور فرمایا کہ ای عازم شعبدہ باز یہ کیا آفت
ہی عرض کیا کہ جو سامان کہ حضور نے دیکھا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ خزان کیصورت آندھی آتی ہی حضور کسی کا شعر ہے کہ ؎
نازان شگفتگی پہ نہ ای گلعذار ہو + آتی خزان وہین ہی جہان پر بہار ہو + ایسا نہو کہ یہ گلدستہ عجائب کہ جو آپکے سامنے کھلا ہی گل
ہوجاوی وقت یہ ہی کہ وہ شمعونکا جھلملا جھلملا کر جلنا اور گل ہونا اسقدر تیرہ و تار آندھی آئی کہ سب عالم کو گھیر لیا اور آنکھین سبکی
بند ہوگئین اب جو آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا بادشاہ نے کہ کنارے دریا کی مین بیٹھا ہون اور ایک کھٹولی ٹوٹی پرانے
بانون کی بنی ہوئی بچھی ہی اسپر بیٹھا ہون نہ وہ عجائبات ہی نہ وہ نازنینون کا جلسہ ہی نہ وہ خیمے معلوم ہوتے ہین کہ جو رفیقون
کیلئے برپا تھے جو کہ مسند پر بیٹھے تھے وہ کنارۂ دریا کی خاک پر بیٹھے ہوئے نظر آئے دامن جھاڑ کر اوٹھ کھڑے ہوئے وہ رونق
میلہ کی بالکل جاتی رہی چند دوکانین جو اصلی تھین وہ باقی رہگئین بادشاہ نے پلٹ کر عازم سے کہا کہ بھئی مین کہان
ہون یہ کہکر اپنی آنکھین بند کرلین عازم نے عرض کیا کہ اسی خواب نہ تصور فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ یہ سامان کیا
تھا اور کیا ہوگیا اسنے عرضکیا کہ تمام سیر کیا ہی بادشاہ نے کہا کہ عازم شعبدہ باز بس اسنے عرض کیا کہ یہ ایک شعبدہ ہی
اور دفعہ تو سرکار کو اور رنگ سے دکھایا ابکی اس رنگ سے حضور نے مشاہدہ کیا بادشاہ نے کہا کہ ہان حد تک غنیمت تھا
کہ جو شعبدہ سابق مین تم نے دکھائی اوسمین گھر تک اپنی پہونچ گیا لیکن اس سامان سے تم نے کبھی نہین دکھایا تھا تمنے
بڑی خطا کی اور مجکو نہایت ذلت ہوئی اسنے یہ عرض کیا کہ حکیم صاحب جو شعر پڑھ گئے تھے تو مین نے حضور کو آخر کو

وہ رنگ نہ کھادیا کہ خاک مذلت پر آپ نے اپنی تئین بٹھایا پالیس بادشاہ نے حکم دیا عنقائی تیز رفتار عیار کو جو کہ حاضر تھا اس
کہا کہ اسے گرفتار کر لو اسیوقت عازم ستعیدہ باز کو عیار نے گرفتار کر لیا اور مسلسل بہ قید کر کے بادشاہ نے سواری
طلب کی جبس سواری پر آئی تھے غرضکہ بادشاہ سوار ہو کر داخل قلعہ ہوتے اور عازم ستعیدہ باز کو اوسیوقت
میرے سامنے زندانخانہ مین بھیجدیا آفتاب زرین علم نے کہا کہ پھر اسکے بعد کیا ہوا کہا کہ مین بادشاہ سے رخصت
ہوا اور اپنے طلسم مین پہنچا اسقدر مجھے یاد تھا کہ جو مین نے حضور مین عرض کیا آگے مجھے اور حال نہین معلوم ہے میرے سامنے گزرا
جب گنجور شاہ یہ کیفیت بیان کر چکا تو صاحبقران عالیشان نے یہ سنکر فرمایا کہ کل ہمارا پیش خیمہ سب طیار ہوا اور
ہم یہان سے کل کوچ کرینگے خضران بن عمر ثانی نے کہا کہ مین نے سب حال سنا آپ تو اودھر کو کوچ کرین اور غلام تو
کعبہ جاتا ہے کہ حال مجھے اپنے باپ دادا کا ثابت نہین ہوتا نہ کوئی خط آیا ہے نہ کسی نے کچھ حال بیان کیا ہے بس جی چاہتا ہے تو اپنے بزرگون
کو جو کچھ لکھنا ہو وہ خط آپ لکھیے مین لیتا جاؤن اور زبانی جو کچھ آپکا حال ہے وہ بھی بیان کرونگا کہ آپ تو صاحبقران سے
بھی بڑھ گئے کہ کوئی ملک چھوڑتے بھی نہین آپ تو یہ چاہتے ہین کہ عازم ستعیدہ باز کو بھی مارون اور ساحرون کو
بھی قتل کرون اور ملکون کو اونکے فتح کرون آپکی طبع تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے بس آپکی مہر و محبت سے ہاتھ اوٹھاتا
ہے خدا گواہ کسی سے نہ دل لگاؤنگا + کیا ہی عہد یہی اب تو جب مین جاؤنگا + ضرور تربت مجنون پہ گل چڑھاؤنگا ہو
اسکی خیر سے میری بہار مین گذری ہے + خواجہ نے شہزادان عالیشان کیطرف دیکھا اور کہا کہ میرا حق آپ سب صاحبون پر
بہت بڑا ہے جو کچھ جسے دینا ہو وہ مجھے دیدین پھر کا ہیکو مین لینے آؤنگا بادشاہ جمجاہ سے بھی عرض کیا کہ مجھے اب رخصت فرمائیے
شاہزادہ بدیع الملک نے بہت صبر فرمایا اور کہا کہ ہم دریاے نسیان تک تو ہمین پہنچا دو آپنے کہا کہ مجھے تو حضور
خالی فراغ نہین ہے جو مین وہان تک جاؤن اور ایسی بیرخی سے کہا کہ واقعی شاہزادے کو ایک رنج سا ہوا مگر چونکہ خواجہ
کا کام بہت مشکل ہے اور انجام وہی ہین اس سبب سے کچھ جواب سخت نہین دیا فرمایا کہ تمہارا بل بر صاحبقرانی نہین کرتا ہون
خدا کی عنایت اور اسمی کی اقبال سے میرے سب کام بنتے ہین اور بادشاہ سے عرض کیا کہ پروانہ رخصتی انکو عنایت
فرمائیے اور بہرداروں کو کچھ مین نہین دینا ہے مین مانع نہین ہوتا ہون کہ یہ سبکا خدمتگزار ہے اور اسکے احسانات سب پر
بہت ہین بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ عنایت فرمائے اور بہرداروں نے اپنے علیقدر حیثیت کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار خواجہ
دیے سبنے آپ نے لیکر کہا کہ کوئی خط خطوط کوئی صاحب دینگے مین خانہ کعبہ جاتا ہون فرمایا شہزادہ نے کہ کوئی خط
نہین ہے خدا ملائیگا تو مل ہی جائینگے زبانی کہہ دینا تم بھی جانتے ہین کہ سفر دور و دراز ہے آپ تشریف لیجائیے
جو گذر رہی ہے گذر جائیگی + طبیعت یہ ہوگا قلق چند روز + سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی + یہ کہکر آنسو آنکھون بھر
خضران نے کہا آئین کیا عرض کرون ہم نے جدا ہونا ہی تھا ہونگے عمر بھر تم سے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ خدا
کی رضا + کہنا سنا کیجیے معاف بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر ہے دل مت ہاتا ذرا + ہم تو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب خدا
جان تمہارے پاس ہے اب تن سے فرما دو کہ جا + یہ کہکر عمر ثالث اٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عیارون سے بغلگیر ہو کر یہ کہا
ہمارا خیمہ بر آستانی ہماری یہ یاد رکھنا اور قران ثالث سے کہا کہ ہمارا خیمہ ضرور قائم رہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ عمر ثالث بھی
ہی بس یہ کہکر آپ سب مال و زر اپنا داخل زنبیل کر کے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ کل ہم لوگون کو تو رخصت کریئیے
دیکھا کہا کہ مجھے اور قلق زیادہ ہوگا بس یہ کہکر چل کھڑے ہوئے یہان یہ سب افسوس کنان بیٹھے رہے بعد جانے
خضران بن عمر ثانی کے شاہزادہ نے حکم دیا کہ کوچ کا تیار ہے کہ پیش خیمہ ہمارا طیار ہے اور کل ہم پیش
لیکر طرف دریاے نسیان کی روانہ ہوا اور ہم بھی آتے ہین یہ عصمت رنجم طلعت سے ارشاد ہوا کہ مین جاتا ہون
آپ مع مال طلسمی کے یعنی جو اشیا کہ طلسمی بیت الجمال سے حاصل کین ہین اس اسباب طلسمی کو
آپ لیکر دریاے نسیان پر آئیگا انکو مین رخصت کرتا ہون کہ آپ اپنا انتظام کر کے اسطرف کو تشریف لائیگا خداوند

وناصر ہی آصف انجم طلعت اوٹھی بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کو سلام کری اور اپنے دوستون سی رخصت ہو کر اب یہ جاتی ہین کہ انکا حال آگے بیان کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران بجانب سگمند رفرخ لقا مخاطب ہوے اور فرمایا کہ آپکو بھی تکلیف مین وہین کی دیتا ہون کہ آپ بھی اشیاء طلسمی کو جو کہ آپنی طلسم رنگین فلک سے پائی ہین انکو ہمراہ لیکر دریای نسیان پر ملاقات فرمائیے انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب اور سبکو سلام و مجرا کر کے اوسیوقت رخصت ہو کر چلے اب صاحبقران طرف شاہزادہ امیر الزمان کے مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی مع اشیاء طلسمی کے کہ جو آپ طلسم ہیبت الحجران سے اپنے ہمراہ لائے ہین ان اشیاء نادر کو لیکر آپ دریای نسیان کیجانب روانہ ہو جیئے اور ہم بھی انشاء اللہ وہان پہونچتے ہین ہمارے آپکے وہین ملاقات ہوگی یہ بھی رخصت ہوے اور حسب ارشاد روانگی مین مصروف ہوے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ کیجانب متوجہ ہوے اور انسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تم بھی ان اشیاء نادرہ طلسمی کو جو کہ طلسم ذوفنون کی فتاحی مین تمکو دستیاب ہوے ہین تم انکو ہمراہ لیکر بجانب دریای نسیان روانہ ہو اور اسی مقام پر ہم سے ملو ہم بھی خدا نے چاہا تو بہت جلد وہان پہونچتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے اوٹھ کے مجرا کیا اور عرض کیا کہ آرزو تو کمترین یہ تھی کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب مین بھی غاشیہ برداری کرتا ہوا جاتا مگر الامر فوق الادب جیسا حکم ہوا ہی مطابق اسکے تعمیل کرونگا اور یہ کہکر اسیوقت رخصت ہو کر بعزم منزل مقصود ہونگا یہ عرض کر کے یہ بھی رخصت ہوے کہ انکا حال بھی آئندہ حوادث سوانح رقم ہوگا بادشاہ اسلام نے مخاطب ہو کر کہا کہ یا صاحبقران اگر آپ کہین تو مین ایک بات کہون عرض کیا صاحبقران نے کہ اے ظل اللہ آپکا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا آپ ارشاد فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ ہان مین نے ان امور صاحبقرانی مین دخل دینا پسند نہ کیا مگر ہان میری رائے یہ ہی کہ اگر کہئے تو خواجہ زادون کو بلا کر دریافت کیا جاے کہ یہ دریای نسیان کیا چیز ہی اور ادہر کا سفر ہمارے لئے کیسا ہی کیونکہ وہ مقام بہت سخت ہی اور خواجہ کا چلے جانا بھی مصلحت سے خالی نہین ہی وہ بڑا منجم ہی جانتے ہو آپ انکا بھی ہی سکجانا سے لشکر مین ایک اوداسی او نہیا تا معلوم ہوتا ہی صاحبقران نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہو آپ خواجہ زادون کو بلوائیے اور انسے استفسار حالات ضروری کیجئے اور عمر کے بارہ مین میرا کیا اختیار تھا بہتیرا انسے کہتا رہا اور روکا کیا مگر انھون نے کچھ سماعت نکی بلکہ اگر خیال کیا جاے تو انھون نے ایک نوع کی بیمروتی کی کہ ہمراہی کی حرکت انسی سرزد ہوئی خیر آپ خواجہ زادون کو طلب فرمائین حکم ہوا کہ اسیوقت چوبدار جاے اور خواجہ زادون کو بعد دعا کے ہماری طرف سے کہا جاے کہ آپکو طلب کیا ہی چنانچہ چوبدار روانہ ہوا خواجہ زادون کے پاس پہونچا اور دعا کی عرض کیا کہ آپکو بادشاہ جہاہ نے یاد فرمایا ہی آپ تشریف لے چلئے خواجہ زادون نے کہا کہ پہر رات باقی ہی کہ حال سفر نہین معلوم تھا اور یہی سبب ہی کہ نیند بھی ہمکو نہین آتی تھی کہ صبح کو لشکر کا کوچ ہوگا مگر حاضر ہوتے ہین یہ کہکر کہارون کو طلب کیا کہ میانے ہمارے نکالو چنانچہ کہارون نے میانہ باہر نکالا انھون نے جامے نیمے پہنے صندلی عمامے سر پر رکھے اور کتاب رمل و نجوم ہمراہ لیکر شکلین اپنی بزرگونکی ایسی بنا کر اور لباس درباری پہنکر اوسیوقت سوار ہوے اور راہ کو طے کر کے داخل بارگاہ ہوے تا لب فرش شاہزادہ بدیع الملک استقبال کر کے انکو لائے اور بادشاہ کیجانب سے انکی تعظیم کی ہوگیان صندلی بچھوادی گئین سب آ کر خواجہ والاگہر ثانی و خواجہ بزرگ امید ثانی و خواجہ سیاوش ثانی و خواجہ زیادول ثانی آ کر بیٹھے اور بادشاہ کی جانب متوجہ ہو کر عرض کیا کہ حضور نے اسوقت کہ رات پہر بھر باقی ہی غلامونکو یاد فرمایا ارشاد ہو کیا کام ہی بادشاہ نے فرمایا کہ دریای نسیان کیجانب صبحکو کوچ ہی اسکے بارہ مین کچھ دریافت کرنا ہی خواجہ زادون نے عرض کیا کہ حضور لفظ نسیان کو ذہن مبارک مین رکھین اور اسکا مفہوم ملحوظ خاطر رہے بس یہ کہکے انھون نے قرعہ تفکر تختہ نقل پر پھینک کر عرض کیا کہ عقلہ و فرح و انکیس کی مطابقت اور عطارد و مریخ و زحل و زہرہ و مشتری کی نظرات کواکب سے ثابت ہوتا ہی اور خانہ حیات پر نظر کر کے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اس نسیان سے کسیقدر نقصان لشکر اسلام کا بھی ہونا چاہئے مگر سالم سلامتی جان کی لہذا آپکا سفر مین جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ہی اب پوچھا بادشاہ نے کہ جانا خضران کا لشکر سے بجانب جا نہ کعبہ کیسا ہی خواجہ زادون نے عرض کیا کہ جانا خواجہ خضران کا کعبہ کیجانب ثابت نہین ہوتا ہی یقین ہی

کہ کسی مقام پر شاہزادہ سے بہت اچھی طرح ملاقات ہو اور کار نمایان اُنسے ظہور مین آئین کیونکہ خواجہ نہایت باوفا اور
دوست صادق شاہزادہ بلند اقبال کے ہین اب وہ وقت آیا ہی کہ طائران خوش بیان شاخہای درخت پر چہچہے زن ہونے
لگے اور بزبان بے زبانی حمد و ثنای صانع حقیقی مین زمزمہ سنجی کر رہے ہین اور نہالان سبز پوش اُسکی وحدانیت مین
ہوا خواہی نسیم سحری سے متحرک ہو کر زبان برگ سے کہہ رہے ہین کہ + برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتریست
معرفت کردگار + ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو وہ بولتا ہی مرغ سحر +
صبح صادق کی یہ نشانی ہی + کہ آواز مؤذن کانون مین آئی اور دیکھا فلک کیطرف وہ وقت تھا کہ لگی ہونے نظرون سے
تارے نہان + چھپا جادۂ نور مین کہکشان + رخ ماہ پر آئی زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مؤذن اذان
کہہ رہے ہو کے بلند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + وہ اُٹھے لوگ لیلیکے انگڑائیان + شاہزادہ
عالیمرتبت نے عرض کیا کہ اب نماز صبح آپکے یہین پڑھلیون اور پھر بھی آپکے سامنے رخصت ہولون بس تمام لوگ
لشکر اسلام کی صفین باندھکر کھڑے ہو گئے وہ تکبیر کی تسبیح و صبا کی فرحت بخشی چلنا اور نمازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار
کا رو بقبلہ کھڑے ہونا عجب لطف دیتا تھا اور ایک سمان بندھا ہوا تھا حاصل کلام یہ کہ نماز صبح ادا کرکے بادشاہ کی خدمت
مین عرض کیا کہ حضور تو یہی مقام پر تشریف رکھین اور مین آپسے رخصت ہوتا ہون آنکھون مین آنسو بھر لانا بادشاہ کا
کہ مین بھی ہمراہ چلونگا عرض کرنا انکا کہ ابھی جو اچھے اوصاف سے تعلیم پا چکے ہین کہ حضور کا جانا سفر مین مناسب نہین ہی سوائے اسکے
سے قرین مصلحت یہ امر ہی کہ حضور یہین قیام فرمائین یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سپہدار آفتاب علم رقم
اپنی سپاہ کامل کی سامان سفر بہم پہنچا کر حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ جمیل بن حادی چند سرداروں کے
ساتھ بارگاہ کو لیکر کچھ رات رہے روانہ ہو چکی ہین مجھے کیا حکم ہوتا ہی مین بھی عقب بارگاہ جاؤن یا حضور کے ہمراہ چلون
شاہزادہ نے فرمایا کہ ای سپہبد آفتاب علم تمہارا یہین رہنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ یہان تنہا ہین
معلوم نہین نہ طاق کیجانب سے کوئی سردار آجائے اور خدا نخواستہ کوئی امر خلاف ظہور مین آوے تو کوئی جواب دینے
والا بھی یہان نہین ہی اسنے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا اگر غلام تو کبھی قدم مبارک سے جدا نہین ہوا کیونکر ہو سکتا
ہی کہ حضور تشریف لیجاوین اور غلام ہمراہ رکاب فیض انتساب نہو یہ نہایت غلام کی کم نصیبی ہے اور حضور وہ مقام
نہایت سخت ہی جہان کا حضور قصد فرما رہے ہین معلوم نہین کیسی کیسی بد بختی پڑے اسوجہ سے اس جان نثار کا بھی ہونا انسب ہی انہون نے
حضور کی جو مرضی ہو فرمایا کہ بھائی تمہارا یہین رہنا بہتر معلوم ہوتا ہی اور تمہارے رہنے سے مجھکو اطمینان ہے گویا مین ہی بادشاہ
کی خدمت مین حاضر ہون اسوجہ سے تم بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہو کہ اسوقت تنہائی مین تمہین انکی محافظ ہوگے اسنے سر کو جھکایا
زیادہ تقریر کرنا خلاف ادب سمجھا اور عرض کیا کہ الامر فوق الادب جو ارشاد حضور کا ہی اوسیکو خادم اپنا فخر سمجھکر تعمیل ارشاد بجا
لائیگا یہ کہکر اپنے لوگون کو سامان سفر سے باز رکھا اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا صاحبقران بادشاہ کیطرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا
کہ حضور اب مجھے رخصت کرین حضور بھی شب بھر بیدار رہے ہین طبیعت عالی کسلمند ہو گی حضور آرام فرمائین اور مجھے اجازت دین کہ
مین عازم سفر ہون بادشاہ آبدیدہ ہوئے اور فرمایا کہ آپ اصرار کرتے ہین اور مجھے ہمراہ نہین لیجاتے مجھکو آپکی مفارقت و تنہائی کا
خیال ہی خیر خدا حافظ و ناصر ہی بسم اللہ کیجیے ؎ سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + خادم نے مرکب بادپا لا کر
حاضر کیا صاحبقران اُسپر سوار ہوئے گنجور شاہ نے عرض کیا کہ مین وہان کے حالات کچھ جانتا بھی ہون اور تحصیلدار جو مین نے
پیشکش کیلیے تھے وہ میرے ہمراہ ہین اور طوفان بن سرکش کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضروری ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر کیا مضایقہ
ہی چلیے اور چند عیار بھی ساتھ ہوئے لیکن شاہزادہ کا سوار ہونا خانۂ زین کو منور کرنا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگوٹھی پر نگینہ
جڑ دیا ہے ؎ ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑی پر + قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر + کبھی زمین پہ کبھی آسمان مثل پر
گمان پری کا ہوا بار بار گھوڑی پر + وہ مرکب خوشخرام کیا تھا + پہنچا نہ صبا کا دست کوتا + برچھون اُڑتا تھا وہ

فلک سپہر + مہمیز کر ذکر سے تھا اک ببر + جلد سکی تھی صاف شمع فانوس + باگھر کے گلون سے تھا وہ طاوس + بادشاہ جمجاہ بھی بارگاہ سے شاہزادہ کا جانا دیکھ رہے تھے پردے بارگاہ کر اوٹھے تھی آخر اہل لشکر سے رخصت ہو کر سواری مثل باد بہاری کی منزل مقصود کیجانب روانہ ہوئی اور یہان آواز گریہ وبکا مع بادشاہ کی بلند ہوئی ایک حشر کا سا سامان نظر آتا تھا کونسی چشم نہ تھی جو گریان نہو شاہزادی کے غم مفارقت مین غرضکہ سب روتے ہوے رخصت ہوے بادشاہ نے ہیوقت دربار برخاست کر دیا اب حال شہزادیکا آگے بیان کیا جائیگا کہ یہ منزلون کو طے کرتے چلے جاتے ہین -

اب دو قلمہ داستان شوکت بیان اوس غمگین وحزین کے جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمر ثانی کے بیان کیئے جاتے ہین

کہ یہ رہروی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ وقت قریب شام کی پہونچا جانوران صحرائی اپنے اپنے مقامونکو جانے لگے طیور اپنے آشیانون کیطرف رخ کیا آفتاب قریب غروب ہوا وہ آفتاب کا نقاب حجاب مین منہ چھپا نا ہو کا زرد زرد گیاہ سبز پر پڑنا عجیب کیفیت دے رہا تھا لیکن کاروانسرا کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا ایکطرف کو شیر ڈہاڑتے ہوے اپنے کچھار کیطرف جاتے تھے ایک سمت آہوؤن کا غول چلا جاتا تھا ایک دو سرے سے خبر نہو تا تھا خضران کہتے تھے کہ زلف کہتی ہی مسافر ٹھہر جا کہ کچھ کام ہی + دل یہی کہتا ہی جانا دور ہوا اور شام ہی + بس خدا خدا کر کے کہین بیٹھ جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے کہ ع حسرت یہ اس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک کاروانسرا نظر آیا شکر خدا کر کے یہ وہان پہنچے اور جا کر ایک مقام پر اپنا بستر لگایا بھٹیاری اپنے مقام سے اوٹھ کر حقہ لیے ہوے انکے پاس آئی اور کہا کہ میان مسافر بہت تھک گئے آپنے کچھ انگشتریان نکالین کہ دانہ یاقوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ نگینے پکھراج و نیلم وغیرہ انمین جڑے ہوے تھے دیکھکر کہا کہ مین انکی سوداگری کرتا ہون اسوقت کوئی بھی انکو مول لیلے تو مین کوڑیونکے مول بیچ ڈالون کھانا وغیرہ پکوانیکا بندوبست کرون بھٹیاری کہ نہایت نوجوان اور طرار تھی اپنی انگوٹھیون کو دیکھکر اور مسکرا کر کہا کہ گو یہ رقم زیادہ کی ہی مگر میرے پاس اسوقت سو روپیہ حاضر ہین جی چاہے تو مجھی کو عنایت کیجیے آپکی نشانی میرے پاس یادگار رہیگی اور کہا تو آپکی دعوت مین کرونگی اور شب کو جسطرح کہ جی چاہے مجھے تکلیف دیجیے مین حاضر ہون آپنے ہنس کے کہا کہ یہ تو مین نے قبول کیا لیکن اگر شبکو کوئی تمہین تکلیف دیتا تو کیا دیتا اسنے کہا کہ پچاس روپیے کیا کم دیتا خواجہ نے کہا کہ وہ پچاس روپیہ مجھی کو دیدو اور رقم کسی اور کو تکلیف دو اور مین تو اس کام سے محروم ہون بس بھٹیاری نے اپنی کسی تھے وانے سے پچاس روپیہ لیکر خواجہ کے پیشکش کیئے وہ پوٹلی آپنے باندھکر داخل زنبیل کی اور کہا کہ خداوند تیرا شکر ہی کہ کوڑی دو کوڑی کا روزگار تو ہو گیا دن بھر بھوکا پیاسا مین نے یہ سفر تمام کیا تو خالق ہی رزاق ہی صدا آئی مجھے یاد ہی کہ ع آسیا کہتی ہی ہر صبح باواز بلند + رزق سے بھرتا ہی رزاق دہن ہر کے + یہ ذکر تھا کہ دیکھا چار گھڑی رات گئی بھٹیاری کھانا انکے لیے لائی بہت تکلف سی انھون نے شکر خدا کر کے نوشجان کیا اور آب وطعام سے فراغت کر کے پلنگ اسنے بچھا دیا تھا اوس پر آپ نے آرام کیا اور مسافر بھی وہان تھے سب انکی حقہ پانی سے تواضع کرتے رہے اب انکا نفیر خواب بلند ہوا اور بھی سب سو رہے اب انھون نے عالم رویا مین دیکھا کہ عمر ثانی عجب پیر فرسائی سے گرد وغبار چہرہ پر پڑا ہوا کچھ کپڑے میلے سے پہنے ہوئے خواب مین نظر آئے اور دیکھکر کہا کہ شاباش و عرحبا یہی وقت رخصت ہونیکا تھا کہ تو وہان سے رخصت ہوا اپنے جان شیرین کو عزیز رکھا اور شاہزادیکو تنہا چھوڑ دیا تیری وضع سے تیرے تمام بزرگون پر حرف آئیگا اور لوگ تجھے نمکحرام کہینگی اور تیری وجہ سے ہماری بھی جو خدمتین کہ ہم نے اولاد حمزہ کی ساتھ کین یقین مختین ہماری بھی مٹی مین یہ کہتا تھا اونکو آنے لگا اور یہ عرض کیا کہ ای والد ماجد خدا جانتا ہی کہ دل سے مین شہزادہ کو تنہا نہین چھوڑکر آیا ہون فقط اس خیال سی کہ چل کر زیارت کرون انکی داد اصاحب کی اور جناب حمزہ صاحبقران کی اور پھر مصروف کوشش ہون اور مین نہین جانتا

ہون کہ آپ لوگون پر کیا گذری اسوجہ سے دل میرا بہت بیتاب رہتا ہی آنکھوں مین آنسو بھر کر عمر ثانی نے فرمایا ✿
قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو ÷ کھل ہی جائیگا ذرا فصل بہار آنے دو ÷ اگر تو یہ پوچھتا ہی کہ ہمپر کیا گذری اور ہم
کسطرح ہین یہ امر ارخدا ہی اسکو ہم نہین بیان کر سکتے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو اور دہنی جانب کو تو قصد کر
کہ شہر حیرانیہ ہی وہان پہونچکر جو کام کہ لائق تیرے ہین انکو بجالا یہ چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ اسکی آنکھ کھل گئی رات تھوڑی سی
معلوم ہوئی نماز صبح کا وقت قریب تھا ایسی انھون نے نماز پڑھی یہ خیال کیا کہ بھٹیاری صبح کو بلا ہو کر پیچھے پڑیگی کہ سب
انگوٹھیان مصری کی بنی ہوئی تھین بھاگو یہان سے یہ سمجھکر تو دہنی جانب کو سرا کی دیوار پھاند کر چلے ہوے اور یہان
بھٹیاری صبحکو انگوٹھیان پہنی ہوئی خوشی خوشی جو انگوٹھی اپ جو اسنے ہاتھ دھلوئے تو دیکھا کہ پانی کچھ سرخ کچھ سبز کچھ کاسنی کچھ
فیروزی ہر نگینہ کا رنگ بہنے لگا بھٹیاری پکاری کہ واہ کیا نگینے رنگین ہین کہ جنکا پانی بھی رنگین ہی وہ بیچارا مسافر اور بھی
تماشا دیکھنے لگا ایک بولا ای بھٹیاری یہ صفت تو نگینون کی نہ دیکھی تھی بھلا ایک کو پانی مین تو ڈال کی دیکھئے اب جو انگوٹھی
یاقوت نگار پانی مین ڈالی تو سب پانی سرخ ہو گیا بھٹیاری نے کہا دیکھو یہ عمدگی ہی یہ کہکی انگوٹھی کو جو ڈھونڈھا تو پانی
مین پتہ ہی نہین ہی۔ اسنے کہا ہے ہے انگوٹھی گھل گئی ایک آدھ دل لگی باز بھی وہان تھی کہ انھون نے کہا کہ یہ خون
ہی اسی بیلو تمہارے کوکا دھڑکا جاتا رہیگا جانتا عاشقون کا خون پیا اب تو جو انگوٹھی ڈالی وہ گھل گئی اسنے آواز دی کہ دروازہ
سرا کا نہ کھلنے پائے کوئی مسافر باہر نہ جائے اور یہ کہکر مسافر جہان سوتا تھا وہان جھپٹ کر آئی دیکھا کہ وہ دری جو بچھانے
بچھانے کو دی تھی اور وہ دولائی جو اوڑھنے کے واسطے دی تھی مع تکیون کی لیکر چلا گیا چہار طرف کو ڈھونڈھا کہین نہ
پایا بھٹیاری تو روتی رہگئی لیکن اب حال خواجہ کا سنئیے کہ بھٹیاری کا ردیہ اور بستر لیکر جو بھاگے تھے بسر رہروی
کرتے ہوے چلے جاتی ہین منزل کو طے کرتے ہوے قریب شہر حیرانیہ کے پہونچے دیکھا کہ شہر ویران و پریشان رعایا مغموم و
مضطر سرا سیمہ اجڑی ہوئی غرضکہ یہ شہر مین آے اور ایک شخص کو نہایت معقول پاکر اسنے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون مجھے نہین
معلوم تھا کہ اس شہر مین کوئی سامان استراحت کرنیکا اور بیٹھنے کا نہین ہی اگر جاؤ بیجا کہین پڑ رہتا ہون تو لوگ چور
تصور کر کے پکڑ لینگے اس شخص نے دیکھکر کہا کہ اگر ایسا ہی تو خیر آپ چلئے آج ہمارے مہمان ہو جئے یہ کہکر لایا اور ایک برج
مین چارپائی انکے لیے بچھادی اور شام تو ہو ہی گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد انکے لیے کھانا لایا اور کھانا کھلا کر یہ خیال کیا
کہ تنہا اس مسافر کو چھوڑنا اچھا نہین ہی شاید کوئی چور چکا رہو اور رات کو کسی کی مکان مین کو دی تو اچھا نہو گا اس سے
بہتر یہی کہ تو ہی اس مقام پر سو رہو غرض یہ بھی لیٹا اسوقت خضران نے پوچھا کہ بھائی یہ شہر بے بسیر و سامان کیون ہی اسنے دیکھکر
کہا کہ تمہین اس سے کیا کام انھون نے کہا اگر بتلا دوگے تو ہمین بھی اس شہر کی بے بسیر و سامانی معلوم ہو جائیگی اسنے دیکھکر کہا کہ
ای شخص ہم لوگ قوم اجنہ مین سے ہین اور مالک ہمارا اہرمان جنی ہی کہ وہ ہر کمال مین بہت بڑی لیاقت رکھتے تھے
اکوان و کیوان دو بھائی ہین کہ انھون نے دعوی خداوندی کیا اور ہماری قوم کو بھی وہان سے نکالدیا اور یہ شہر
حیرانیہ ہمارے بادشاہ نے آباد کیا تھا لیکن کیوان کو اسکی جانب سے ایسا کھٹکا تھا کہ اسنے آہوان جادو کو بھیجکر بادشاہ
کو ہمارے قید کر کے ایک صحرا ہی کہ اسمین ایک گنبد یاقوت نگار بنا ہوا ہی اسمین قید کیا ہی اور نہ معلوم زمین مین دفن کر دیا
اور اوس نے وہان ایک طلسم بنایا ہی اور آپ وہان رہتا ہی اور آہوان نے یہ انتظام کیا ہی کہ تین طرف تو دریا ہی کہ اگر
کشتی پر کوئی بیٹھکر گنبد تک جانا چاہے تو ایک برق گرتی ہی اور وہ ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہی اور دریا ہی مین اور جو تھا
راستہ ہی کہ اسمین بہت سے آہو ہین اور ایک آہوی کلان انکی ساتھ لیے پھرتا ہی جو شخص ادھر سے جانیکا قصد کرتا ہے
وہ آہوے کلان اسے مار ڈالتا ہی اور سوائے اسکے کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی تو اب کیونکر انھین چھڑائین اور کیونکر خبر پائین
عجب سخت مقام ہے کہ رکھ سکین قدم جنکی کیا جان ہی ÷ فرشتوں کی وان عقل حیران ہی ÷ یہ حال پرملال انکی زبانی
سے سنکر خواجہ خضران نے دلمین خیال کیا کہ اگر اسکو چھڑالیا تو کچھ احوال طلسم کا بھی معلوم ہوگا تین کوشش

ع شاید کہ ہمین ہفیہ برآمد چو بلبل + پس خواجہ یہ تصور کرکے اور اُس شخص سے رخصت ہو کر اُس بیابان کا پتہ و نشان مفصل دریافت
کرکے چلے تصور کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ اپنی جان شیرین کو مین تصدق کرتا ہون ہس حال کے دریافت کرنے اور وہان کی سب کیفیت
معلوم ہونے کیلیئے بمحبت شاہزادہ بدیع الملک کہ پیاس تک صاحبقران غرضکہ آتے آتے قریب اُس بیابان حیرت افزا کے پہنچکے جہانتک
ایک تحریر گیاہ سبز کی ہی کہ اُسکی اسجانب جب آدمی جاتا ہی تو وہ ہرن آکے مار ڈالتا ہی قد اُسکا برابر فیل کے ہی پس وہان جاکر ہاتھ دیکھا
اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا مگر یاد کرکے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے پس گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے بہت دیر کی بعد نخل مراد
اُس عیار بیرا ورنگ کے ہاتھ آیا سر کو اوٹھایا بشاش ہو کر زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال آہو کی قطع دار و خوبصورت کی نکالکر آپنے
زیب بدن کی اور شکل ہرنی کی بنائی گا مچیان بنی ہوئی سنگوٹیان طلائی و نقرئی چڑھی ہوئین نہایت خوبصورت آنکھین وہ کہ
غزالان ختن جنکو دیکھکر چوکڑی بھولین اس قطع پر طیار ہو کر چوکڑیان بھرتے ہوئے جست و خیز کرتے اُسی سبزہ کی لکیر کے پار
آکر اُسی آہوون کی غول مین یہ بھی شریک ہوگئے اب یہان کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ جب آہوان جادو کو یہان کی نگہبانی کا
حکم ملا تھا تو اسنے اپنی سحر سے وہ دریا بنائی تھے جنپر برقین گرتی تھین جو کوئی شخص جاتا وہ ہلاک ہوجاتے اور اس دشت مین آہوان صحرائی
کو لاکر جمع کیا تھا اور اپنی سحر سے مطیع کیا تھا کہ وہ سب حاضر رہتے تھے اور بھاگ نہ جاتی تھے لیکن کیوان و الوان نے خبر دی
تھی کہ وہ عیار بیرا ورنگ دوندہ بیدرنگ ضرور ایک وقت مین آئیگا اور بشکل آہوان متشکل ہوکے اور انمین داخل ہوکر
اپنا کام کریگا اسنے عرض کیا کہ غلام ان آہوون کو روز بروز شمار کرکے جائزہ انکا لیتا رہیگا اگر بڑھتی پاونگا
تو کل آہوونکو پھونک دونگا اسمین وہ بھی جل جائیگا اسنے اسیواسطے گلہ آہوان جمع کیا ہی چنانچہ خواجہ بھی بشکل ہرنی تھوڑے
سے دن رہے اُسی دشت مین آہوون کے جھرمٹ مین چرتے چگتے چلے جاتے تھے کہ پہر دن باقی رہا آہوان جادو سامنے
سے پیدا ہوا وہ بھی بشکل آہوی کلان بنا ہوا ہرنون کی غول کیطرف متوجہ ہوا اور اپنی ترکیب سے بلا بلا کر شمار کرنے لگا ایک آہو
کی بو سونگھی ہٹا دیا دوسرے آہو کو بلایا اسکی بو سونگھی ہٹا دیا غرضکہ اسی طرح ہرنیان خوش ہو ہو کر آتی تھین اور یہ بو سونگھ
سونگھ کر ایکطرف کو جمع کرتا جاتا تھا لیکن ہرنی تازہ بھی بڑھی اب جو اس نادرہ نے اسکی خوشبو سونگھی تو معلوم ہوا
کہ بیابان ختن مین ہون اور مشک تتار کی خوشبو سے دماغ اسکا بس گیا ایک چھینک اسنے ماری کچھ ہونٹون کو
دانتون میں کھینچکر زمین پر گر گیا اس ہرنی نے پنجون سے اوٹھا کر یون جو کیا تو یہ داخل زنبیل ہوا اور ہرنیان مارے ڈر کے
بھاگین کہ ایسا ہو کو بھی کھائی کیونکہ آپنے اس کھال پر وہ قاتل روغن بیہوشی مل لیا تھا اور اپنی نتھنون مین بتی دافع
بیہوشی رکھ لی تھی پس آپنے فرصت جو پائی چوکڑیان بھرتے ہوئی قریب گنبد پہونچ گئے وہان جاکے جو دیکھا تو معلوم ہوا
کہ ایک گنبد وسیع ہی اور اُسکے اندر کوئی نقارہ بجا رہا ہی یہ حیران تھے اندر گنبد کے جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک دیو چہار
منہ پہاڑ پیکر اسوار ہاتھ نفیر خوان باندھے اُسکے پھونکنے کی یہ صدا ہے آپنے جلدی وہ لباس اوتارا اور باب دو کفچہ عیاری کی نکالی اور
چار ضربتین مثقال بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون کی قریب لیگئے جب اُسنے نفس کشی کی بیہوشی دماغ مین سرایت کرگئی یہ سوتا کا سوتا
رہگیا آپنے جال الیاسی مارکر اسکو بھی داخل زنبیل کیا اور تمام گنبد مین حرمان حبشی کو ڈھونڈا کہین نہ پایا چہار طرف دیکھا ایک
دروازہ نظر آیا اور اسمین ایک زینہ نمایان ہوا نشیب کیجانب جیسے کوئی تہخانہ ہوتا ہی انھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر زینہ
پر قدم رکھا یہ کہکر کہ ع سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + پس انھون نے اُس زینہ پر قدم رکھا یہ
کہتی ہوئے کہ خداوندا تو گواہ رہیو کہ مینے اس راہ مین فقط صاحبقران کی محبت مین قدم رکھا ہی سوا آپکے ہماری کون امان ہو سکتا
اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے کہ ع چڑھا منصور سولی پر پکارا عشق بازون نے + یہ اُسکے بام کا زینہ ہی آئے جسکا جی چاہی یہ شعر
پڑھتے ہوئے چلے لیکن ایک حسن بچہ ہی کہ نام اُسکا بہرور داز حبشی ہی اور کھانا یہ نہایت تحفہ پکاتا ہی اسکو اسکے مالک نے کہ
نگہبانی مین یہ قفس ہی کہ جسمین حرمان حبشی قید ہی نام اس محافظ کا لشمہر جادو ہی کھانیکا اُسکو نہایت ذوق ہی اسوجہ سے
کھانا پکانے کے لیے یہان مقرر کرلیا ہی کہ یہ نہین جاسکتا ہی نہ آسکتا ہی نہ باہر نکل سکتا ہی اور بادشاہ کی کھانا پکانے کو بھی

تشتہیر نے برخوردار ہی کو تجویز کر لیا ہی غرضکہ بادشاہ کے لیئے بھی یہی کھانا طیار کرتا ہی اور لیجا کر خاصہ کھلاتا ہی لیکن
جب خاصہ لیکر گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ ای برخوردار جنی تو ہماری قوم مین سے ہی ای بھائی تو پھر انہین وہ شخص چن
چکا ہی کہ جو مجکو رہا کریگا تو اکثر زینہ کے وہان جا کر خیال رکھنا کہ تجھ سے ملاقات ہونا بدی ہی بلکہ وہ تیرا مہمان ہوگا یہ عرض کرتا ہی
کہ بھلا حضور یہان کیونکر کوئی آسکتا ہی اتنی مشکلات کو طی کرے تو یہانتک پہنچے وحشت آہوان سے نکلکر آنا اور دیوزاد ارسی بچکر
جب کہین زینہ تک رسائی ہو آپکو کیونکر معلوم ہوا ہین تو حضور یہ خیال کرتا ہون کہ اس قید سے تا عمر رہائی غیر ممکن ہی دیکھیئے کیونکر
یہان سے نجات ملتی ہی اسوقت بادشاہ نے کہا کہ بھائی روتی روتی آنکھ میری بند ہو گئی تھی اپنی اس تنہائی اور بیکسی پر مجکو نہایت
تاسف تھا اسی حالت رنج مین مجکو غنودگی سی ہو گئی تو دیکھا مین نے کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ ای حق پرست
باوصفیکہ تو نہایت بیکس ہی اکثر خاصان خدا پر اس قسم کی تکلیفین گذرتی ہین بقول نزدیکانرا بیش بود حیرانی ہا لیکن اپنے
معبود کو یاد کر جو تاریخ آج ہی اسی تاریخ کو فرمایا ہی کہ تیرا رہا کرنیوالا آئیگا اور برخوردار جنی سے ملاقات ہوگی اسوجہ سے مین نے
تجھ سے بیان کیا بھائی وہ دن آجکا ہی تو اسطرف کو پھیرا کرنا برخوردار جنی اس خبر فرحت اثر کو سنکے نہایت خوش ہوا
چونکہ یہ کھانا تشتہیر جادو اور چالیس ساحرونکو جو محافظ گنبد تھے اسکو کھلا چکا تھا بس یہ زینہ کیجانب کو روانہ ہوا اگرچہ
اودھر ایک سناٹا سا تھا لیکن یہ وہان گیا اور دیکھا تھا کہ ایک شخص زینہ پر سے اترکے اور اسکو دیکھکر کچھ سہما اور اشارہ
سے کہا کہ بھائی یہان آؤ تو مین ایک نامہ لیکر آیا ہون اسنے اپنے دل مین تعجب کیا کہ یہان نامہ بر کا آنا یا کسی غیر شخص کا کیونکر
ممکن ہو وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی یہ وہی شخص ہو جسکو بادشاہ نے کہا ہی جب
یہ قریب آیا تو دس اشرفیان اور ایک نامہ اسنے دیا اور یہ کہا کہ نامہ اپنے الک کو دیدینا اور اس سیب کی نسبت حکم ہوا تھا
کہ جو نامہ لیکی جائے اسکو دیدینا کہ وہ کھالے یہ ہنسا اور اسنے دیکھکر کہا کہ مین نے پہچانا آپکو یہ کہنا تھا کہ مجھ سے آپ گلیم اوڑھکے
غائب ہو گئے اسکو دیکھکر اور تعجب ہوا اسنے کہا کہ جناب آپ میرے ساتھ چلیئے اور کمالات نہ دکھلائیے مجھے سب حال
آپکا معلوم ہی کہ آپ ہی بادشاہ کو چھڑائینگے جب برخوردار جنی نے اسطرح کہا تو آپ گلیم اوڑھے ہی فقط سر اپنا گلیم
سے باہر کیا اب جو اسنے دیکھا باوصفیکہ جن تھا اور یہ جانتا تھا کہ ایک شخص آئیگا مگر اسیر بھی بوجہ خوف کے ایسا بولا یا گیا نہ
اسکا خطا ہو گیا اس حرکت پر خواجہ کو بھی ہنسی آگئی اور اسکے قیافہ کو دیکھکر آپنے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دہشت کے
مارے یہ شخص مر جائے یہ دوست معلوم ہوتا ہی بس آپنے گلیم اوتاری اور اپنی تعیین ظاہر کیا اسنے کہا کہ آپ آدمی کاہیکو ہین
بلا ہین آنے تو جنون کے بھی کان کاٹے ہین آیئے میرے مکان پر چلیئے آپ اسکے ساتھ چلے وہ جہان پر اترا
ہوا تھا انکو ہمراہ لیکر وہان آیا اور سارا حال اپنی تشتہیر جادو کا اور اپنا کھانا پکانے کے لیے معین ہونیکا اور گرفتار کرکے
لانیکا اور بادشاہ کے قفس مین اسیر کرنیکا اور اپنا بادشاہ کے لیئے بھی کھانا لیجانیکا اور کھلانیکا بیان کیا انھون نے سب
حال سنا اور کہا کہ تو فکر نہین انشاء اللہ آج ہی اس ملعون کا فیصلہ کیے دیتا ہون اور بادشاہ کو رہا کرتا ہون تم
جو وقت اس محافظ تشتہیر جادو کے پاس کھانا لیجانیکا ہو اسوقت مجھے بھی اپنے ساتھ لیچلنا مین خود کھانا طیار کرتا ہون محافظ
زندانخانہ کے لیئے لیچلونگا جب وہ وقت آیا تو انھون نے برخوردار جنی کو تو گھر مین چھوڑا اور خود اسکی شکل پر بنکے کھانے
چند اقسام کے طیار کیئے کچھ پلاؤ کچھ سفیدہ کچھ مطنجن و مزعفر کچھ شیر برنج و کباب وغیرہ نہایت تحفہ طرح سے طیار کیے
اور بیہوشی مین دم کیے بعد اسکے آکر برخوردار جنی سے کہا کہ جا اپنی مہر لگا سب کھانے طیار ہین برخوردار جنی نے
کہا کہ آپ تو جامع الکمالات ہین مین آپکا شاگرد ہوا آپ ہنسے اور دیکھکر کہا کہ اچھا مین کچھ بتاؤنگا اور کچھ دو چار ہاتھ کمند وغیرہ
کے اور پیچ کے نکالنے کے بتلا بھی دیتے ہین بس برخوردار جنی نے کھانا خوانون مین لگایا اور حسب قاعدہ کسنے کسے تو ردپوش
ڈالکے مہر لگا کی اب یہ کھانا محافظان زندانخانہ کے لیے لیکر چلا انھون نے برخوردار سے منع کر دیا تھا کہ تو اس کھانے مین سے ذرا
کچھ نہ چکھنا نہ بادشاہ کو کھلانا یہ کھانے خاص محافظان زندانخانہ کے لیے ہین بس خوانون کو اسنے آدمیون کے سرون پر

رکھوائی لیکر چلا آپنے بھی انھیں آدمیوں میں شامل ہو کر اور ایک خوان سر پر رکھکے آپ بھی چلے اور آکر داخل ہوئے تشہیر جادو کھانیکا منتظر
بیٹھا ہوا تھا انہیں برخوردار جینی نخوانوں کی مہر توڑ کے خاصہ لاکر دستر خوان پر چن دیا تشہیر نے اُن چالیس ساحروں کو بھی طلب کیا
یہ بھی ہاتھ دھو دھو کر بلکہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر دستر خوان پر جا بیٹھے چار خدمتگار کھانا کھلانے آب خاصہ وغیرہ پلانے کے لیے حاضر تھے
وہ مصروف کار و خدمت ہوئے غرضکہ تشہیر نے مع رفقا خاصہ نوش کرنا شروع کیا یہ کھانا کھاتا جاتا ہے اور تعریف کرتا جاتا ہے کہ واہ
آج تو تم نے نہایت خوش ذائقہ کھانا طیار کیا ہے اور سب کے سب ساحر بھی تعریف کرتے جاتے تھے اب جو دیکھا خضران نے کہ رنگ انکا بیرنگ
ہونے لگا کہ دستر خوان ہی پر سب ڈھیر ہوا چاہتے ہیں آپ بھی بشکل برخوردار بنکر سامنے دستر خوان کے کھڑے ہوگئے برخوردار کا
تو دم نکل گیا کہ یہ کیا ہوا یہ دوسرا برخوردار کہاں سے پیدا ہو گیا اوسوقت تشہیر نے نگاہ جو کی کہ دو ایک صورت کے باورچی کھڑے ہوے
ہیں گھبرا کے اسنے پوچھا کہ یہ دوسرا برخوردار کون ہے دیکھکر اسنے کہا کہ اوکیں ہی تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں ملک الموت جان کافران
و سر برندہ ساحران ہوں اسنے سنکے کہا کہ یہ الفاظ تو آپنے نئے بیان کیے آپنے کہا کہ تو کھانا کھاتا جاتا ہے اور تو نے کچھ شکر یہ خداوند کا ادا نکیا یہ
خاص خداوند نے تیرے لیے بھیجا ہے اٹھ اور تعظیم بجا لا اور یہ کہکے ایک مورت ہاتھ بھر کی نکالی بس یہ سب کے سب دوڑ کے تڑاق بزمین افتاد
یہ سب زمین پر گر پڑے گویا مورت پر ایسا سجدہ کیا کہ آپ ہی سر بسجود ہو گئے دنیا سے اوٹھ گئے بس انھوں نے جھپٹ کے خدمتگاروں کی پگڑیاں
چھینیں اور انھیں پگڑیوں سے سبکی مشکیں باندھیں اور داخل زنبیل کر کے چاہا تھا کہ مار ڈالوں مگر یکایک ایک جانب سے آواز آئی کہ شاباش و
مرحبا مگر خبردار ایسی حرکت نہ کرنا آؤ میرے پاس انھوں نے قریب قفس جا کے سلام کیا آواز آئی کہ مجھے آپکے آنیکی خبر تھی مگر اسم مبارک سے اپنے
آگاہ فرمایئے انھوں نے کہا کہ مجکو خواجہ خضران بن عمر ثانی کہتے ہیں بادشاہ نے انکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسطرح آپنے ان
دو بلاؤں کو زیر کر کے رکھا ہے اور کسی کو آپکے آنیکی خبر تک نہیں ہوئی جسطرح انکو آپنے رکھا ہے اوسیطرح انکو بھی رکھیے اور یہ تو بتائیے
کہ آپنے دیو راہدار کو اور اژدہان جادو کو کہاں رکھا ہے آپنے کہا کہ زنبیل میں داخل کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ بس ان چالیس ساحروں
اور اس ملعون تشہیر کو بھی داخل زنبیل کیجئے کہ میں خوش ہوں اور مجکو اس قفس سے نکالیے بس انھوں نے ایسا ہی کیا کہ چالیسوں ساحروں کو
مع تشہیر جادو اور چاروں خدمتگاروں کے داخل زنبیل کیا اور بادشاہ کو قفس سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپکے کمالات کی صفت میں نے شہر
حیرانیہ میں سنی تھی تو میں بہت مشتاق ہوا آپ کچھ کمالات اپنے دکھلایئے بادشاہ نے کہا کہ مجھ میں جو کسب و کمال تھے بہت اور رنگ جادو شیشہ
میں اپنے بند کر کے لیگیا اور آپ مثل نیابت کے کیوان کیطرف سے اوس مقام کا حاکم بنا اور وہ مقام وہ ہے کہ جدھر سے راستہ ہے
نطاق کے جانیکا ایک راستہ تو وہ ہے کہ جدھر سے عازم شعبدہ باز نے دریائے نسیان کیجانب سے رکھا ہے کہ جو ادھر جاتا ہے وہ
مسلوب الحواس ہو جاتا ہے اور ہوش و خرد اپنی طاق نسیان پر رکھدیتا ہے یہ دوسری سمت کی راہ ہے کہ یہیں دریائے نسیان نہیں
ملتا ہے اور سیدھی راہ طلسم نطاق کی یہی ہے بس اوسنے اوس مقام کو اپنے قبضہ میں کیا ہے اور میرے کسب و کمال کو شیشہ آہنی میں بند کر کے
رکھا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا تبتک میری وہ سب محنت و ریاضت بیکار ہے لہذا آپ اسکو بھی قتل کیجئے اور وہ شیشہ کہیں کھل جائے تو جو کچھ میں نے
حاصل کیا ہے اسکو ظاہر کرونگا اور آپکی مددگاری ہر طرح سے کرونگا بس اس مکان میں جو کچھ اسباب وغیرہ تھا وہ آپنے شکر خدا کر کے داخل زنبیل
کیا ایک تیلی تک کھانا پکانے کو نہ چھوڑی بس بادشاہ کو اوسی زینہ کی راہ سے گنبد سے باہر نکالا کہ وہ اپنی شہر حیرانیہ کو چلے شکریہ
ادا کرتے ہوئے خواجہ نے بادشاہ سے کہدیا تھا کہ ابھی اپنے تئیں ظاہر کیجیگا اور ان واقعات کی بو بھی پہونچنے نہ پائے واضح ہو کہ ابھی حیثیت اُن
مکانوں اور گنبد وغیرہ کی برقرار ہے کیونکہ تشہیر جادو ابھی زندہ ہے جبتک یہ مارا نہ جائیگا تب تک حیثیت ان مکانونکی بدستور قائم رہیگی
فقط برخوردار جینی کو اپنے ساتھ لیا اور اسی مکان تشہیر جادو سے راستہ لگا ہوا تھا بہت اور رنگ جادو کے مقام کا اسکو ہمراہ
لیکر اور کچھ عیاری کے فن اسکو سکھاتے ہوئے کہ یوں روغن عیاری لگاتے ہیں یوں حباب بیہوشی مارتے ہیں یوں تبدیل ہیئت کرتے ہیں سب باتیں
اسکو تعلیم کرتے ہوئے اسی راستہ سے چلے بعد عرصہ تین چار دن کے اوس راہ دور دراز و صحرا و ریگستان کو طے کر کے شہر میں داخل ہوئے وہ شہر نہایت
آباد و بارونق پایا نہ تھا کچھ ساحران پر دغا اور کچھ رعایا و برایا کے مکانات جا بجا بنے ہوئے یہ سیر کرتے ہوئے داخل ہوئے وہاں کے آدمیوں کو دیکھا بعض
ایسی شکلیں انھوں نے بھی بنا لی تھیں اور وہی وضع و لباس آپکا بھی تھا جیسی کہ اور ساکنین شہر کا تھا جب دن کم رہا تو برخوردار جینی سے کہا کوئی

مقام کرینگی تدبیر پہرے وغیرہ کی کرنا چاہیئے اسنے عرض کیا کہ جو مسافر سرائین ٹکتی ہین انکو بادشاہ کے پاس بھٹیاری لیجاتی ہی اور انکا امتحان لیا جاتا ہی اگر کوئی مخبر یا جاسوس یا عیار آتا ہی تو وہ گرفتار ہو جاتا ہی اور جو مسافر ہوا تو وہ بھی بغیر ضمانت کے نہین چھوٹتا ہی حوالات مین بھیجا جاتا ہی برخوردار نے جنی کی یہ بات کہا تو آپنے کہا کہ اگر یہ حال ہی تو بیٹا چلو کہین کوہستان کیجانب شب کہین بسر کرین صبح کو چیل کے دربار کی سیر کرینگی یہ کہکی ایک صحرا مین گئی اور درّہ کوہ مین جا کر دامن کوہ مین شب بسر کی صبح کو برخوردار جنی کو توہین چھوڑا اور آپ بشکل خدمتگاروں کی بنکر دربار مین داخل ہوے دیکھا ایک مہیب صورت شیطان پیکر بکمال غرور سر پر دست مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہی اور تین سو ساحران نابکار جھولیان شانونپر ڈالی جھولی کمخواب کی کہ ایسی کمخواب مین دیکھی ہوگی بریخ تاریخ ہاتھ مین لیے ہوے بیٹھے ہین خضر ان نے دیکھا لیکن وقت وہ ہی کہ جواہر خانہ کا داروغہ ہشیار جواہر کے صندوقچے لا لا کر بادشاہ کو دکھا رہا ہی اور وہ بنظر تاکید کرکے اپنے سامنے رکھوا رہا ہی آپکی جواہر جھلکرال ٹیک پڑتے ہی عرض کیا اے پروردگار شب اس مال کو مین مقام پر گمند رنیا پائی اور یہ مال تیرے پاس جاتین نیت کرتا ہون کہ سو اودھرکی کی شیرینی تیرے نام پر نذر کرونگا یہ کہکی وہان سے نکلے اور جواہرخانہ کو دیکھا کہ اور سب اسکو مکانات دیکھکر اور یہ کہا انکو لیکر برخوردار کے پاس آئی پنجی شنی دامن کوہ مین جہان انکو بٹھا گئے تھے غرضکہ وہان انکی کھانا کھائی لگا مین جو کچھ خیال آیا تو ایک آہ کا نعرہ مارا پھر اکر برخوردار نے پوچھا کہ استاد خیر تو ہی آپنے جو سقدر پھر آہ کا نعرہ مارا کیا کسی معشوق کا دھیان آگیا کہ دل آپکا بیچین ہو گیا آپنے کہا کہ بیٹا یہ بات نہین [illegible] اسنے کہا کہ کچھ ارشاد تو فرمائیے کہا کہ مین نے جواہرخانہ شاہی دیکھا ہی کہ دل بیچین ہو گیا کہ کیونکر ہاتھ آئی اسنے کہا کہ پھر آپکا مال [illegible] حضرت [illegible] کیونکہ قبضہ ہو سکتا ہی آپنے کہا کہ پرایا مال کیسا حرام [illegible] ایک سمت کو روانہ ہوے اسنے ڈرکی ماری کچھ نہ بولا کا ایسا نہو استاد کچھ کہ بیٹھین یہ استاد کی مارے ہوی جب شب کا وقت ہوا اسی جواہرخانہ کی پشت پر ایک غار سا تھا کہ اسمین سانپ بچھو کی چال چلکر غار مین بیٹھ رہی اور وہین سے نقب دینی شروع کی [illegible] رات پچھلی باقی تھی کہ صحن جواہرخانہ مین جسقدر کہ توڑ کر نکالا اور جسقدر کہ مال و صندوقچے جواہرات کی تھی سب روشنی دیکھکر داخل زنبیل کی اور جو چیزین [illegible] جہان جہان کہ رکھی ہوئی تھین سب چنکر زنبیل مین داخل کیے کل جواہرخانہ کی صفائی کر دی اور صحیح و سالم [illegible] آپ اسی نقب سے نکلکر اپنے مقام قیام پر آے برخوردار نے کہا کہ استاد رات بھر کہان رہے کیا اسی معشوق کی لگی لگائی رات بھر [illegible] اسنے کہا کہ کچھ مال لائے ہو بیٹا اسنے نہ پوچھا [illegible] صبح کو داروغہ جواہرخانہ جو آکر دیکھتا ہی تو ایک [illegible] ایک سوراخ بڑا سا بنا ہوا ہی اسی کی راہ سے کوئی مال نکال لیگیا ہی اور حضور [illegible] چیزین اور تار [illegible] وغیرہ جو زمین پہ پڑی تھے وہ [illegible] دیکھی لیگیا [illegible] کچھ نہ چھوڑا آخر کو یہ حرامزادہ جو اوٹھا اور جھنجھلا کر اسنے کوٹھی کو جو کھولا اور دوڑا اندر جا کی [illegible] کوتوال کو بلا بھیجا کوتوال حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ میرے گھر مین یہ چوری کون [illegible] کہ یہان سے سب مال لیگیا اور یہ کیسا انتظام ہی اور کیا تمہاری کارگذاری ہی ہوشیاری ہی کہ سبکی آنکھون مین خاک ڈالکی یہان سے سب مال و جواہرات لیگیا اور کسی کو خبر بھی نہوئی کوتوال نے اسیوقت مشتبہ اور بد وضع لوگونکو پکڑوا کی زد و کوب کرنا شروع کی اور کہا کہ بتاو حرامزادون یہ مال و اسباب کون لیگیا وہ دوہائی دیتے ہین اور روتی ہین کہ ہمارا یہ فعل نہین ہی اور شہر مین کسیکا یہ کام نہین کیا ہی آپ حاکم ہین چاہی ہمکو پہانسی دیدیجیے مگر یہ کام ہمارا نہین ہی کہ دیکھا سامنے سے ایک بڈھا چلا آتا ہی [illegible] لیکن جتنی استخوان بدن مین ہین سب صاف معلوم ہوتی ہین اور رگین جسم کی مثل تار مسطر کے نمایان ہین [illegible] جیٹ جیٹ بولتی ہین کھال مین جھریان پڑی ہوئی پشت خمیدہ پلکین تک سفید ریش دراز تا بناف آکر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ افسوس کرتا ہون کہ میرا مال بھی کل جسقدر چوری گیا دوہائی ہی کوتوال صاحب کی اور بہت اور رنگ جادو بھی کرکی پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا [illegible] اسنے کہا کہ بھائی ہم بھی تو ہی درد مین مبتلا ہین ہمارے یہان بھی چوری ہو گئی کل جواہرخانہ کے صندوقچے اور [illegible] ایک چیز باقی نہ رہی باوجود اسقدر پہرے چوکی اور سامان حفاظت و نگہبانی کے اسنے ہاے کہکے ڈاڑھی اپنی نوچ ڈالی اسنے پوچھا [illegible] کہ [illegible] اب مجھے کہنا پڑی عرصہ ہوا اشب کو مین نے دیکھا کہ ایک چراغ کی روشنی میرے مکان کی پیچھے [illegible] مین بھی حیران ہوا کہ یہ چراغ اس مقام پر روشن ہوا تھا غرضکہ مین تلاش مین دیکھتا ہوا چلا جب قریب اس چراغ کی پہونچا تو آواز میرے کان مین آئی کہ فقیر دہقانی آتا ہی دوسری آواز آئی کہ آبندہ اب جو مین اندر گیا تو دیکھا کہ خداوند ساحری و جمشید وزیر و شاہ باضری اور [illegible] مع خداوند [illegible] چھوٹا و خداوند [illegible] و خداوند

ہزار شکل چرخ گردان غرضکہ یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں اور آپسمیں خداوندی کی چہلیں ہو رہی ہیں کبھی خداوند یہ امری ہوتا تھا منہ پھیرے ہیں اور کبھی خداوند لقا جمشید کا منہ چومتی ہیں اسیطرح یہ سب خداوند آپسمیں خوش فعلیاں کر رہی ہیں کہ میں نے سامنے جا کر سلام کیا اُس نے ہانا ہیں ہمیرے یہاں بھی چوری ہو گئی تھی تو ہنس کر خداوندون نے کہا کہ ای پیر دہقانی تیرے یہاں جو چوری ہو گئی ہے تو اسکی تلاش میں آیا ہے وہ ہمارے فرشتوں نے دل لگی کی تھی جا فلان مقام پر تیرے لیے ہیں جو سب تجکو اس مقام پر گیا تو اپنا مال بجنسہ پا لیا یا خداوندون نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اس مکان صندلی میں مہینہ بھر کے بعد ایک صحبت یہاں ہوتی ہے اور ہم سب یہاں آتے ہیں کھبرائی بہت اور زنگی نے اپنی رفقا اور کوتوال سے پوچھا کہ تم نے بھی کبھی اس مکانکا حال سنا ہے انھون نے عرض کیا نہ کبھی دیکھا نہ حال سنا سوا ای آجکے لیکن حضور اوندرین کوئی اپنی قدرت سے مکان طیار کیا ہوگا خداوند کی کارخانہ قدرت بہت وسیع ہیں کیا عجب ہے کہ وہاں تشریف لاتی ہون یہ سنکے سب لوگ چپکے ہو بیٹھے تھے رہا کر دیا کہ یہ بیقصور ہیں انکو چھوڑ دو یہ خداوندہی کا فعل ہے وہ لوگ چھوڑ دیے گئے بہت اور زنگی نے کہا ہمکو بھی اس مکان میں لیچلو اور خداوندون کے حضور میں جا کر ہم بھی زیارت سے مشرف ہوں اور چور کا حال بھی دریافت کریں بڈھے سے کہا اسنے کہا کہ حضور آٹھ دن باقی ہیں میری بھی چوری اور آپکی بھی چور کا حال کھل جائیگا میں آکر حضور کو بھی لیجاؤنگا اور یہ کہکر اسنے اپنے مقام کی راہ لی لیکن برخوردار جنی حیران تھا کہ یہ بڈھا کہاں سے آیا یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا اب دیکھا تو کسی سمت کو جاتے ہیں اسنے دیکھکر کہا کہ پیر دہقانی آپ کہاں تشریف لیے جاتے ہیں ہنسکے کہا کہ بھئی تمہارے استاد ہی تو ہیں اسنے تعریفیں کرنا شروع کیں کہ استاد کیا کہنا آپ بڑی جامع الکمالات ہیں آپ پر عیاری ختم ہے لیکن یہ تو فرمائیے کہ وہ مکان ہے کہاں اور کیونکر آنکو دکھلائیگا کہا کہ چلو تو سہی دیکھا جائیگا یہ کہکر اپنے مقام پر آئے اور اپنی زنبیل سے بڑے بڑے موٹے بیلدارونکو نکالا اور ایک ایک مٹی کی گڑی آپنے ان بیلدارونکو دی اور کہا کہ ایک جگہ یہانپر کھودو وہ سب لگے کھودنے برخوردار حیران حیران لگا دیکھنے کہ یہ بیلدار کہاں سے پیدا ہو گئے غرضکہ ان بیلدارون نے گڑھی کو طیار کیا انھون نے اُس گڑھی میں سے ایک نقب صحرا کی طرف لگا دی اور زنبیل سے بارود نکالکر تمام غار بھر دی یہ متحیر تھا کہ اسقدر بارود کہاں سے آ گئی اور ایک توڑا یعنی فلیتہ باہر غار کے اور اسکے لیے لگا دیا اور چار طرف چارپیسے بارود کی رکھدیے اور بعد اسکے اسکو بند کر دیا اور زمین کو درست کرا کے ان سب بیلدارونکو داخل زنبیل کر کے اور آپنے کچھ چوبی پٹڑی صندل کی جسمین آئینہ لگی ہوئی انکو لگا کر ایک مکان کا ٹھیر اور ایک تصویر سامری کی اور جتنی کہ خداوندیان کہی ہیں ان سبکی تصویریں لگا دیں نہایت ہی مرتب کرا کے اس مکان کو اور فرش وغیرہ سے آراستہ کرا کے دروازہ بھی معقول قایم کر کے لگا دیا گیا اور وہ جو مال لیا تھا خالی صندوقچے نہیں چھوٹا مال سمیں بھر کے درخت کے نیچے گاڑ دیا اور برخوردار کو دکھا دیا کہ یہیں اسکا پتہ دینا اور اسکے واسطے زیر مکان ایک گڑھا کھود کے تیار رکھدیا اور کہا کہ جسوقت ہم انکہیں لائیں اور وہ بیٹھیں اور پوچھیں کہ خداوند ہم آپکو دیکھنا چاہتے ہیں تو آواز دینا کہ ہم ابھی اپنی صورت دیکھانا نہیں چاہتے ہیں تم جسواسطے آئے ہو وہ بیان کرو وہ کہیں کہ چوری کی نسبت تم کہنا کہ فلان درخت کے نیچے گڑا ہوا ہے جاؤ کھود لو جب وہ مال آ جائیگا تو وہ دیکھکر معتقد ہو نگے اور کہیں گے کہ ہمکو زیارت سے بھی مشرف کرائیے تو تم یہ کہنا کہ ایک کام کرو تمہیں ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ تم پاخانہ پھرو اور پیشاب کرو اسی مقام پر اور تبرکاً اسے آلایش کرو اور بول و براز کو اپنے جسم میں اور بالوں میں اور منہہ میں لگاؤ ہماری کرامات دیکھو کہ اسمیں کیسی خوشبو مشک و عنبر کی پیدا ہوتی ہے اسوقت ہم بھی ظاہر ہو جائینگے جب ایسی حرکتیں کرنے لگیں گے تو اسوقت میں اُسکا فلیتہ دیکر لگا دیگا یہ سب ملعون اڑ جائینگے ملک خالی ہو جائیگا اسنے عرض کی اور تعریف کی کہ واقعی نہ بینگ لگی نہ پھٹکری نہ کسیکی نکسیر تک پھوٹی اور ملک آپنے خالی کرا لیا واہ رے فطرت مآب سبحان اللہ الغرض کہ وہ آٹھوان دن آ گیا پیر دہقانی شہ سال سے دربار شاہی میں پہنچا یہ سب منتظر تھے کہا جا کر انھوں نے سلام کیا اور سبکو اپنے ساتھ لیکر اُس صحرا میں آ کر بشام پہونچے کیسا چراغان کیا تھا اور کچھ قندیلیں بخور اور خوشبو یات آپنے سلگائی تھیں دنیا جہان خوشبو مہک رہی تھیں غرضکہ یہ سب کے سب اندر مکان صندلی کے پہونچے اور سجدے کیے اور تصویرونکو دیکھا اتنے میں آواز آئی کہ جا مال تیرا فلان درخت کے نیچے سے نکال کوتوال کہ بڑی خواہش سے آیا تھا یہ جھپٹا ہوا گیا اور مال بجنسہ پایا اور لا کے سامنے زنگی کے رکھدیا اسوقت انکو نہایت ہی اعتقاد بڑھ گیا اور سجدے کرنے لگے اور عرض کیا کہ ای خداوند حق تو یہ ہے کہ آپکی کرامات اور خداوندی ظاہر ہو گئی اب ہم چاہتے ہیں زیارت سے بھی آپکی مشرف ہوں تو آواز آئی کہ پہلے اپنے تئیں خوشبو سے بساؤ عرضکیا کہ جیسا ارشاد ہو وہ خوشبو کونسی ہے آواز آئی کہ تمہارے ہی پاس تو ہے عرضکیا کہ ہم نہیں سمجھے کہا کہ پاخانہ پھرو پیشاب کرو اور سب اپنے جسم پر لٹو اور اپنے

کپڑون مین لگاؤ دیکھو تو کیسی خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہی اور اُسی مین عمرین بھی تمہاری زیادہ کردی جائینگی اور یہ جو کچھ کہ اسباب ہم سکو یہ دہقانی کو دیدو کہ اپنی یہان رکھے آئیگا بعد اسکے جلسے کے پھر تمکو لا دیگا غرض یہ پیر دہقانی اپنا چھوٹا اسباب بھی لیکر چلے آگے بڑھکر جنکو بھی اخل نہیں کیا اور ان حرام زادون نے واقعی اُس مقام پر پاخانہ پھر ایسا شاباب کیا آواز آئی کہ جو بندہ خاص ہونگے جنکے اعتقاد درست ہونگے انکو خوشبو مشک و عنبر ہی کی معلوم ہو گی اور جنکی دل مین کچھ شک ہی انکو بدبو غلیظ کی معلوم ہو گی غرضکہ ان لوگون نے کس مشکل ور دقت سے کی ساتھ بول و براز کیا اور اپنی جسم و لباس مین ملا اور خوف کی مارے کسی نے دم نہ مارا کہ بدبو آتی ہی تا کہ بداعتقادی ثابت نہو کہنے لگے کہ واقعی کیا خوشبو آتی ہی کہ مشک و عنبر کی خوشبو بھی شرماتی ہی برخوردار جنی بی اختیار ہنس رہا ہی کہ واقعی کیا عیاری کی ہی کہ گو کی کیڑے انکو گو ہی سے مارا واہ استاد کیا کہنا عیاری اسی کا نام ہی آپکا مثل و نظیر نہیں اُن آئی کہ جسقدر خوش فعلیاں کرو گی اُسیقدر ہم خوش ہونگے ہم تمہارا تماشا دیکھ رہی ہین چنانچہ ایک دو سیر کی منہ مین چھاؤ غلیظ کی لگاتی تھے اور قلقاریان مارتی اور خوش ہوتی تھے خضران اپنی عیاری پر آپ بھی بہت ہنسا اور برخوردار جنی کو وہان سے لیکر دہنہ نقب پر آیا اور اسنے آگے ایک بڑی جیب آگ برابر بھی بارود کی بہونچی ایک دھندنانا سا ہوا اور یہ سب اُڑ کر ہوائے آسمان ہو گئے جہتری اور اُڑ گئی یہ دونون کی دونون طرف حرمان جنی کی روانہ ہوے یہان جو صبح ہوئی تو لاشین جلی ہوئی تین سو ساٹھ ساحرون مع بادشاہ کی شہر مین گرین اور جا بجا نوبتین اول تو لوگ ساکنان شہر آواز ہی سے گھبرائے تھے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی اب جو یہ لاشین جلی ہوئی دیکھین تعجب اور زیادہ گھبرائی اور بد حواس ہوے اور کہنے لگے کہ تو قہر خداوندانا نازل ہوا نہ معلوم کونسی خطا ان لوگون سے بے ادبی کی ہوئی تھی کہ بادشاہ خود بھی جلی اور اور کیسے کیسے رفقا کامل بھی جلی انکو تو اسی تشویش مین چھوڑئے اور حال خضران اور برخوردار جنی کا سماعت فرمائیے کہ خضران مع برخوردار جنی کی پاس حرمان جنی کی پہونچے بادشاہ نے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای عیار جہان کیا بات ہی سبحان اللہ عیاری آپ پر ختم ہی برخوردار جنی نے کل عیاری کا حال مفصل جو کہ گذرا تھا بیان کیا بادشاہ بہت ہنسے اور فرمایا کہ جو جیسا کا نتیجہ اور نیت تھی ویسی ہی آپنے عیاری کر کے انکو غارت کیا واہ واہ زبان سے آپکی صفت و ثنا نہین ہو سکتی اسکی بعد خواجہ خضران بن عمر ثانی نے آٹھوان جادو دیو راہدار کو زنبیل سے نکالا اور مذہب کے بارے مین اُس سے استفسار کیا کہ حالا ورشتا فتنہ پروردگار عالم جو میگوئی یعنی اُسنے سوال اسلام کیا اور بشرائط صاحبقرانی کی جب اُسکو ہدایت کی آٹھوان نے نہ مانا کسیطرح زنگ کفر اُسکی دل سے دور نہوا

کلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ + بآب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد +

ہر چند فہمایش کی اور ہیت خدا اُسکی سامنے بیان کی مگر اُسکے قلب پر پند و نصائح خواجہ نے کچھ تاثیر نکی آخر الامر لاچار ہو کر اُس کافر خاسر کو قتل کیا وہ گنبد اور دریا سب اُڑ گئی چشم زدن مین معلوم بھی ہوئی کہ کہان تھی اس نویں مکار نے دیکھا کہ یونہی جان جائیگی لاؤ مکر سے جو یہ کہین اُسکو قبول کرین تو اب عمر و ثالث نے اُس سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہی مذہب کے بارے مین نہ یہی حال تیرا بھی ہو گا بتا کیا کہتا ہی کہا کہ کہیے آپ کیا کہتے ہین کہیے تو آپکو سجدہ کرون فرمایا کہ معاذ اللہ مجھکو کیا سجدہ کریگا سجدہ معبود کرنا چاہیے تو کلمہ پڑھ اور از سر صدق مسلمان ہو اسنے قبول کیا مثل طوطی کے کلمہ زبان پر جاری کیا نفاق اسکی پیشانی پر شک دیکھکر بادشاہ سے جھکے سے عرض کیا کہ یہ مسلمان دلسے نہین ہوا اسکی قیافہ سے مکر پایا جاتا ہی بادشاہ نے کہا کہ آپکو اختیار ہی چاہیے اسے قتل کیجیے چاہیے رہا آپنے کہا کہ آئین صاحبقرانی کے خلاف ہی کہ شرع ظاہر پر اعتماد کرنا چاہیے ع حال [illegible] بجز پروردگار + غرضکہ اُسکو رہا کیا آپ علیحدہ ہو کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ او انسان سفید دندان تو نے مجھکو سے ہی مین اسیر کیا اب سمجھی کب چھوڑتا ہون یہ کہکے بیساختہ یہ جھپٹا کہ آپنے جلدی سے سفید مہرہ نکالکر اور لگے آپ اُسکو بجانے اور غزل لیو کی زبان مین آپ لگے گانے یہ تا دہنا دہنا لگا ناچنے جب اسے مست پایا حرمان جنی نے نہایت تعریف کی کہ جیسا آپنے فرمایا ویسا ہی ہی ملعون کیا غضبکہ ہی عالم مستی مین تو مست تھا ہی آپنے سفید مہرہ سے بیہوشی اوڑا کر گانا شروع کیا آخر کو بیہوشی نے تاثیر کی ناچتے ناچتے دھم سے گرا ایسے آپنے اسکی مشکین باندھکر اور ہوشیار کر کے انکی دفعہ اسے قتل کیا بادشاہ نے اور بھی تعریف کی اور کہا کہ یہ تخت و تاج آپ ہی کے لیے ہین اور بادشاہت کو ہن آپنے عذر کیا کہ بادشاہت آپکو مبارک رہے ایسی فکر کیجیے کہ ہم شعبدہ باز تک چلے اور کچھ میرا اسکے شعبدہ بازی کا مقام پر ہو لطف دیکھیے اور آپکو جسقدر راستے معلوم ہون اور جو جو عنوان کہ اس طلسم نطاق کے فتح ہونے اور بند ہونے وغیرہ کا حال جو معلوم ہو بیان فرمائیے اُنھون نے کہا کہ آج تو نہین کل بیان کیا جائیگا لہذا یہ شب یہین مقیم ہوئے اُنکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

خواجہ کو حرمان حبشی کے یہان چھوڑتا ہون اور حال خونخوار بن دجال کے خروج کا بیان کرتا ہون

اب بفرمان سرکار ابد قرار یہ حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہے.

بزم سخن طوطی خوش نوا ۔ جاری زمزمہ شد ترنم سرا

راویان اخبار واقعات درد و اندوہ و ناقلان آثار حقیقت پژوہ اس داستان مصیبت کو یون آغاز کرتے ہین کہ درمیان پردۂ دنیا و پردۂ ظلمات کے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان پر آشوب ہے اس صحرا مین ایک قزاق رہا کرتا تھا کہ نام اسکا خونخوار بن دجال تھا یہی حاکم یہان کا سمجھا جاتا تھا رفتہ رفتہ اپنے زور بازو دکھا کر ویسے ہی اسکی جرات اسقدر بڑھی کہ اسنے خروج کیا چالیس ہزار رہزن سے جس ملک پر چڑھ گیا اوسے فتح کر لیا اب ملک گیری کرتے کرتے اسکے پاس جمعیت سپاہ بھی بہت ہو گئی اور ساڑھے تین سو سرداران زبردست زیر دست ہو کر مطیع ہو گئے اب یہ بیابان پر آشوب شہر کے نام سے مشہور ہوا اور سلطنت خونخوار بن دجال کی قائم ہوئی بارگاہ اسکی ایسی وسیع ہے کہ جسمین تخت شاہی کے علاوہ ساڑھے تین سو صندلی بچھتے ہین اور سرداران نامی و گرامی حسب مراتب بیٹھتے ہین اب اسکے دور دورے ہین اور یہ تمام لوگ ابلیس پرست ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ خونخوار بن دجال تخت شاہی پر متمکن اور داہنے جانب طوفان زور آزما پھید زور آزما مچھر رحیل سپہدار زنگ ہیبت ناک قحبیل کرہ زن نقبان ازدر سوار شہیر سوار تمغام شیر زور قندیل نیزہ باز تجیل شتر لب یہی کہ پانسو سو سردار قوی ہیکل اپنے اپنے لنگرون پر بیٹھے ہین اور بائین جانب احوال آہن کلاہ احول عقرب چشم اجیل گور باطن ہشام سپر گردان الہام سپر گردان عنبران فیل سوار اہبال کوہ پیکر جاکل فیل زور اتفال گراز دندان گرشست آہن کلاہ اعوان نیزہ باز قرینہ مغزن ایسی صورت کے ڈیڑھ دو سو سردار دست چپ بیٹھے ہین اور عملک زشت خو اوسکا وزیر درجہ وزارت پر بیٹھا ہے باتین ہو رہی ہین کہ اب کس ملک پر چلنا چاہیے ایک اوسنے بیان کیا کہ بالفعل خدا پرستون کا بڑا زور ہے اور چہار طرف یہی پہیلے ہین بقوت شمشیر گویا تمام دنیا پر اونہین کا قبضہ ہے جسقدر یہ لوگ قتل کیے جائینگے اوسی قدر خوشنودی خداوند کا باعث ہوگا یہی باتین تہین کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ کیطرف سے ایک شخص عجیب الخلقت نمودار ہوا آواز دی اوسنے کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند ہبت زرین سخنگو کا ہون اسلیے آیا ہون کہ خداوند کوہ اسود پر تشریف لائے ہین اونکی تشریف آوری سے آگاہ کردون خونخوار بن دجال نے کہا ہم سوا خداوند ابلیس کے کسی کو نہین جانتے اوسنے کہا کہ یہ نائب خداوند ابلیس کے ہین اگر نہ تم لوگ چلوگے تو یقین ہے کہ مورد عتاب ہو گے اس لیے کہ اونکو خداوند ابلیس نے اسی لیے بھیجا ہے کہ مرتبہ تم لوگون کا بڑہائین جس طرح قزاق سے بادشاہ بنا دیا اسی صورت شہنشاہ بنا دینا منظور ہے اور اگر خلاف اسکے کروگے تو پہر اوسی حالت اصلی کو پہونچ جاؤگے یہ سنکر خونخوار بن دجال ڈرا اور کہا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ نائب اونکا تشریف لائے ہین مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر معہ تمام اراکین سلطنت کے جانب کوہ اسود روانہ ہوا لیکن اوسکا حال اس بت

زرین سخنگو کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین حمزہ صاحبقران اول نے دیوان قاف کو مارا اور شکست دیکر بھگایا تھا تو اون شکست یافتہ دیوون نے مختلف مقامات پر قیام اختیار کیا بہت سے وقتاً فوقتاً آکر لڑا کئے اکثر مسلمان ہوگئے بعض پوشیدہ رہے دور دور نکل گئے اونہین دیوان قاف مین سے اک دیو اس طرف بھی بھاگ کر نکل آیا تھا اور صحرا بصحرا پھرا کرتا تھا نام اس دیو کا دیو بادبان ہے ایک مدت مدید تک یہ تباہ رہا کوہ صحرا مین پھر کی اکثر ابلیس ملعون کو یاد کرکے اپنا مدعائے دلی بیان کیا کرتا تھا ایک شیطان اوسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے دیو بادبان نے کہا کہ آپ کون ہین شیطان نے جواب دیا منم خداوند ابلیس دیو بادبان نے سجدہ کیا شیطان نے ہاتھ اوسکی پشت پر رکھا اور کہا کہ مطلب تیرا یہی ہوگا کہ خداپرستون کو زک ملے اور حمزہ کسی طرح قتل ہو دیو بادبان کا اعتقاد یہ سنکر اور بھی قوی ہوگیا کہ بیشک یہ خداوند برحق ہین تب تو دل کی بات بتادی کہا کہ آپ تو خود ہی جانتے ہین میرے بیان کرنے کی اب کیا ضرورت رہی شیطان نے کہا اچھا ہم ایک فرشتہ تیرے ساتھ کرتے ہین اور تجھکو نائب اپنا قرار دیتے ہین اور تدبیر بتاتے ہین کہ تو خداپرستون پر غالب آئے دیو بادبان اوسکے پاؤن پر سر رگڑنے لگا اور کہا جلد ارشاد ہو کہ وہ کیا تدبیر ہے شیطان نے بیان کیا کہ تو اک بت سونے کا تیار کر اور خود اوس بت مین پوشیدہ ہوکر بیٹھ اور نام بت کا بت زرین سخنگو رکھ اور ہر شخص سے بت کے اندر سے کلام کیا کر کہ اعتقاد لوگون کے تیری طرف جمین اور مطیع تیرے ہون اور اپنے کو نائب خداوند ابلیس ظاہر کرکے فرمان ہمارا پہونچا کہ خداوند کا حکم ہے کہ خداپرستون کو قتل کرو اور دین ہمارا پھیلاؤ لیکن خروج تیرا کوہ اسود سے مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہان سے عملداری خونخوار بن دجال کی قریب ہے یہ فرشتہ جو ہم تیرے ساتھ کرتے ہین یہ تجھکو ہر قسم کی مدد دے گا اور اسے بتلایا کرے گا اور لوگون کو گمراہ کرکے لائے گا اور یہ تیرا مطیع بنا رہے گا یہ کہکر آواز دی کہ اے فرشتہ ادہر آ یہ کہنا تھا کہ دیکھا اک شخص عجیب الخلقت سامنے سے نمودار ہوا کہ قد اوسکا مانند انسان کے ہے اور چہرہ مانند دیو کے مگر سر پر ایک ہی شاخ ہے یہ ہمزاد دیو بادبان کا تھا کہ جس کو شیطان نے دیو بادبان کے تابع کردیا تھا کہ جو کچھ اس سے پوچھو گے یہ حالات تمام دنیا کے تم سے بیان کیا کرے گا اور مشکلین آسان کیا کریگا یہ کہکر شیطان تو نظرون سے غائب ہوگیا اور دیو بادبان اپنے ہمزاد کو ساتھ لئے ہوئے کوہ اسود پر آیا اور بت سونے کا تیار کرکے خود اوسی بت کے اندر در گیا یہ اسی کا فرستادہ تھا جو اول خونخوار بن دجال پاس پہونچا اور اوس کو بہکا کر اس طرف لایا الحاصل جس وقت خونخوار بن دجال درہ کوہ اسود مین داخل ہوا تو دیکھا اسنے کہ ایک بت طویل القامت سونے کا رکھا ہے آنکھین دونون یاقوت سرخ کی ہین اور ایسی ضو دیتی ہین کہ معلوم ہوتا ہے دو چراغ روشن ہین دانت مروارید آبدار کے ہین بس جیسے ہی خونخوار بن دجال نے بت کو

دیکھا سجدہ کیا بعد اسکے تمام سرداروں نے مع قہبل زشت خو وزیر خونخوار کے سجدہ کیا اور نہایت خوش ہوئے کہ ہم اس وقت اپنے خداوند کے سامنے ہیں جس وقت ان لوگوں نے سر اوٹھایا بت میں سے آواز پیدا ہوئی کہ کیوں خونخوار بن دجال ہم تیرے رہبر سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور تو آج تک یہاں نہ آیا جب ہم نے طلب کیا تو حاضر ہوا خونخوار بن دجال نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ میں واقف نہ تھا کہ حضور تشریف لائے ہیں جیسے ہی خبر پائی اوسی وقت حاضر حضور ہوا کہا ہاں پہلے تم نے کہا تھا کہ ہم بت زرین سنگخو کو نہیں جانتے ہیں خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ یہ قصور تو ضرور ہوا لیکن میں ناواقف تھا اس امر سے آگاہ نہ تھا کہ آپ نائب ہیں خداوند ابلیس کے چونکہ ہم لوگ ابلیس پرست ہیں اسوجہ سے کسی دوسری خداوند کو سجدہ نہیں کرتے جس وقت ہمیں آپکے حال سے آگاہی ہوئی کہ آپ نائب خداوند ہیں اوسیوقت حاضر ہوئے اب ارشاد ہو بت کے اندر سے جواب آیا کہ اے خونخوار بن دجال مجکو خداوند ابلیس نے اس لئے بھیجا ہے کہ میں اونکے خاص بندوں کو اونکی جانب سے ہدایت کروں اور جو عمل کرنے کا اقرار کریں اون سے فرمان خداوندی بیان کروں خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ ہم بسر و چشم موجود ہیں جو کچھ ہوگا اوسے بجا لائینگے یہ سنکر بت زرین سنگخو نے کہا کہ بہت دنوں سے خدا پرستوں نے اپنا عمل ہتھیا رکھا ہے اور ہزارہا بندگان ابلیس کو قتل کیا ہے پہلے یہ گنہگار بندے ہمیں اس قدر پسند آئے کہ ہم نے اونکو زور دیا اپنے ماننے والوں کو انسے زک دلوائی مگر اب ظلم اونکے بہت بڑھ گئے اور غرور اس قدر دماغوں میں سما گیا ہے کہ وہ ہم کو بھول گئے اور ایک جھوٹ موٹ کا اپنا خدا الگ بنا لیا ہے اور اوسکی پرستش کرتے ہیں اور یہ امر ہمارے ناگوار گذرا ہے لہذا تمکو اس قدر قوت عنایت کی گئی کہ تم ان لوگوں کا استیصال کرو اور نشان طبقہ ارض سے مٹا دو یہی وجہ ہے کہ پہلے تم قزاق تھے اب درجہ بادشاہت کو پہونچے اور اس قدر فوج و لشکر فراہم ہوا کہ ساڑھے تین سو سردار تجنسے زیر کر اگر تمہارے مطیع ہوئے اور اب اطاعت خداوند و حکم خداوند کے موافق جس سے لڑو گے اوس پر غالب آؤ گے یہ سب سامان تمہیں اس لئے عنایت ہوئے ہیں کہ تم خروج کرو ہم تمہارے ساتھ رہینگے اور اول خانہ کعبہ کو برباد کرو بعد اسکے حمزہ اور اولاد حمزہ کو قتل کر کے نام انکا صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو اپنی اصلی حالت کو پہونچ جاؤ گے بلکہ اس سے بھی کمزور کر دیئے جاؤ گے کہ پیشہ قزاقی کے بھی لائق نہ رہو گے اب غمزدہ پیشہ جس میں سوا حلال کر کے لینے کے حرام کا ذکر تک بھی نہیں ہے تمسے ترک ہو جائے گا اوس لقمہ پر بسر ہوگی جو کوئی بخوشی و رضا تمکو کچھ دیدے گا یہ سنکر خونخوار بن دجال کانپ اوٹھا اور عرض کی کہ خداوند مجھسے ناراض نہوں جو حکم میرے نام آیا ہے اوسپر عمل کروں گا یہ سنکر بت زرین سنگخو نے کہا کہ اول سامان خروج کا تیار کرو اوسکے بعد یہاں سے خانہ کعبہ کی طرف چلو خونخوار بن دجال نے کہا کہ وہ سامان بیان فرمایئے بت میں سے آواز آئی ایک تخت بہت بڑا نہایت مضبوط و مستحکم جواہر نگار بنواؤ اور ایک چترا سی

سامان کا تیار کرو اور ایک نوبتخانہ جو ہمارے تخت کے آگے آگے
بجتا ہوا چلے اور چار فیل زبردست سدھاؤ کہ تخت اونپر رکھا جاے اور
دو فیل تخت کو لیکر چلیں خیمے قیام کے واسطے سیاہ رنگ کے تیار ہوں
اسلیے کہ یہ رنگ خداوند کو نہایت پسند ہے اور پھریرے بھی علموں کے
سیاہ ہوں اونپر تعریف خداوند ابلیس اور نائب خداوند ابلیس کی
تحریر ہو جس وقت یہ سب سامان درست ہو جائے تم ہم سے اطلاع کرنا اور
بس اب جاؤ یہ سنکر خونخوار بن دجال کوہ اسود سے شہر آشوب میں آیا
اور تیاری کا حکم دیا بعد چند روز کے جس وقت یہ سب سامان درست ہوگیا
تو تخت و تاج چتر وغیرہ سب اپنے ہمراہ لیکر کوہ اسود کے جانب روانہ ہوا
اور بت زرین سنگلو کو اطلاع دی حکم ہوا کہ تم سب آنکھیں اپنی بند کرو سب نے
آنکھیں بند کرلیں دیو بت میں سے نکلکر قریب اوسی تخت جواہر نگار کے
آیا کہ خاص اوسی کیلیے تیار کرنے کا حکم دیا تھا اور بت کو اوٹھاکر تخت پر رکھا اور خود اوسی بت میں
پوشیدہ ہو رہا اور دیو شیطان پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا چنور ہاتھ میں
لیکر مگس رانی کرنے لگا اب جو سب نے آنکھیں کھولیں بت کو تخت پر دیکھا
سب نے سجدہ کیا نوبتخانہ بجنے لگا آواز سے اوسکی دیو خوش ہوکر قہقہے
کرنے لگا یہ لوگ سمجھے کہ خداوند خود بہت خوش ہوئے غرضکہ خونخوار بن
دجال بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اکیس لاکھ سواروں کی جمعیت سے طرف خانہ کعبہ
بارادہ قتل صاحبقران و بربادی خانہ کعبہ روانہ ہوا جاتے جاتے
اول قریب شہر مرصع حصار کے پہونچا خبر شہنشاہ مرصع حصاری و
شہریار مرصع حصاری کو پہونچی کہ کوئی کافر ہے کہ نام اسنے بت زرین سنگلو
رکھا ہے اور خونخوار بن دجال کو اپنا سپہ سالار کیا ہے ساڑھے تین
پہلوانان زبردست اوسکے ہمراہ ہین براے استیصال مالک خدا پرستان و قصد
انہدام خانہ کعبہ آتا ہے اور راستہ اسی طرف سے ہے یقین ہے کہ یہاں بھی آکے
یہ کفار فتنہ و فساد برپا کرینگے یہ سنکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری
نے وزرا و امرا سے مشورت کی کہ کیا کرنا چاہئے خیرخواہان دولت نے عرض کی
کہ دشمن کی فوج زبردست ہے سرداران قوی ہیکل اوسکے ہمراہ ہین یہ
حالت ہے کہ صاحبقران اول و صاحبقران ثانی
جب سے خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین کوئی خبر نہین معلوم ہوئی شاہزادہ گرد
لشکر شکن کا انتقال ہو گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا پتہ نہین
کہ کیا ہوئے صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک
قاف کی طرف گئے ہوئے ہین آپ کا لشکر اس لائق کہان ہے کہ ان کفار کو تاب
مقاومت لا سکے لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقیہ سے کام لیجیے اول
مال و جان آبرو کو بچائیے شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے کہا

اب سن شباب گزر چکا زمانہ پیری آگیا بہت سے ساتھ والے جانب ملک عدم
راہی ہو گئے اس وقت ضعیفی مین سفیدی پر سیاہی چڑھانا اور تقیہ کرکے جان بچانا
کی روز کی عمر کے واسطے بہتر یہی ہے کہ ان کفار سے لڑکر مرین کہ غازی و شہید کے خطاب سے
ممتاز ہون عاقبت بخیر ہو یہ کافر بھی جانین کہ غلامان صاحبقران ایسے تھے
کہ جان دی مگر عزت و ایمان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا یہ عزم بالجزم کرکے جو بادشاہ کہ
یہان سے قریب تھے اونکو برائے مدد نامے تحریر کئے کہ اس طور سے
کفار نے خروج کیا ہے اور ارادہ بربادی دین اسلام کا رکھتے ہین لہذا ہمین تمھین سبکو
مناسب ہے کہ ایک ہی مقام پر اچھی طرح جمع کر لڑین ورنہ فواج کفار بہت ہے جس
ملک پر آ پڑین گے بغیر لڑے بھڑے برباد کر دین گے جسوقت نامۂ شہنشاہ و شہریار کے
لوگون کو پہونچے سات بادشاہ معہ شاہزادہ آذر کوہ مرصع حصار کی جانب روانہ ہو
یہان شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار حصاری نے اپنا لشکر قلعہ کے باہر نکالا
بارگاہ برپا کی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کئے کہ اب لشکر کفار کہان تک آیا اور
اب کس طرف کا رخ ہے پہلوان کیسے کیسے اوسکے ہمراہ ہین ہرکارے متواتر
خبرین پہونچا رہے ہین کہ آج فلان مقام تک لشکر پہونچا اور آج فلان صحرا مین مقام کیا
کل فلان مقام تک پہونچین گے اور سامان اس اس طرح کے ہین اور فوج بیشمار اون کی
ہمراہ ہے یہان تک آٹھ روز کے بعد داخل ہو جائینگے اب انتظار ہے کہ جن
بادشاہون کو برائے مدد طلب کیا ہے دیکھیے وہ کس وقت پہونچتے ہین الحاصل
جب وہ روز آیا کہ جسکی خبر ہرکارون نے دی تھی شہنشاہ مرصع حصاری اور
شہریار مرصع حصاری منتظر چشم براہ ہوکر بیٹھے صبح کا وقت ہے دھوپ
ہلکی ہلکی درختون پر نمودار ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہو رہی ہے تارے
غائب ہو چلے ہین طائران صحرائے غول کے غول اس درخت پر سے اوڑ کر اوس
درخت کے طرف جاتے ہین اوس طرف سے اوڑ کر ادھر آتے ہین عجب طرح کا
عالم ہے سبزہ لہلہا رہا ہے دریا لہرین مار رہا ہے شفق کا رنگ دھوپ مین
اوڑا جاتا ہے برگ ہائے درخت شعاع مہر کے پرتو سے سنہرے
معلوم ہوتے ہین اور جس وقت ہوا سے متحرک ہوتے ہین عجب چہل پہل
پیدا کرتے ہین چشم تماشا مین بجلیان سی کوندہ جاتے ہین گویا عجب
بہار دے رہا ہے کہ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحرا مین دور تک ایک فرش سفید بچھا
ہوا ہے چرند مصروف چرنے مین پرند غول باندہ کر ادھر سے ادھر آتے جاتے ہین
عجب لطف ہے کہ یکایک جانب صحرا مشرق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آندھی
آتی ہے سب نگران تھے کہ کون آتا ہے شہنشاہ مرصع حصاری نے شہریار سے
کہا کہ یہ علامت تو آمد لشکر کی نہین ہے شہریار بھی حیرت زدہ تھے کہ واقعی
اس طرح کبھی لشکر کو آتے نہین دیکھا لیکن جب آتے آتے وہ گرد قریب
پہونچکر شق ہوئی تو گھوڑون کے ٹاپون سے زمین کو زلزلہ ہو رہا تھا یہ معلوم ہوا

کہ قریب ایک لاکہہ سوار کے گہوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے اونکے
شاہزادہ آذر کوہ مرکب پر سوار پشت پر ایک لاکہہ سوار ہین شہنشاہ و شہریار نے
بڑہکر استقبال کیا اور سبب اس طرف آنے کا دریافت کیا شاہزادہ آذر کوہ نے
بیان کیا کہ نامہ آپکا مجہے شکار میں ملا یہ خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن آجائے تو بیشتر
پہونچنا چاہیے اسی خیال سے مین اپنے لشکر سمیت گہوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آتا ہون
یہی سبب تہا کہ گرد اس قدر تیز آرہی تہی کہ آندہی معلوم ہوتی تہی الحاصل بارگاہ شاہزادہ
آذر کوہ کی جانب راست تجویز کر برپا کی اور لشکر اوتر کر لشکر شہنشاہ و شہریار مین
شامل ہوا اب یہ تین بادشاہ ایک جا بیٹہے ہین باتین عبرت آمیز و دردانگیز ہونے لگین اوسکے
بعد اور گرد اوڑی اور چار لاکہہ سوار سے چار بادشاہ رفقائے شاہزادہ نور الدہر سے
آکر شہنشاہ و شہریار سے ملے انکی لشکر بہی لشکر شہنشاہ و شہریار مین شامل ہوئی اور بارگاہین
انکی بہی برپا ہوئین یہ روز ان سردارون اور بادشاہون کی آمد مین تمام ہوا شام ہوئی
طلایہ گشت کا پہرنے لگا آوازین ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئین سب ان بادشاہون
نے اپنے اپنے خیمہ مین راحت و آرام سے کے ساتہ بسر کی کہ کسل راہ دفع ہو جب
دوسرا روز ہوا اب یہ سب ایک جگہہ ہوئے باتین ادہر اودہر کی ہونے لگین
شہنشاہ مرصع حصاری نے شاہزادہ آذر کوہ سے کہا کہ جس دنسے قدم مبارک
صاحبقران یہان سے گئے ہین اوس روز سے برکت جاتی رہی ہر
چہار طرف سے نرغہ ہے کفار کا خروج ہو رہا ہے ملک اہل اسلام کی غارت
و برباد ہو رہے ہین نوبت باینجا رسید کہ اب یہ ملک بہی ہاتہہ سے ابلیس پرستون کے
بچتا نہین معلوم ہوتا اور اسکے بعد دیکہیے کس کی نوبت آتی ہے جس وقت تک صاحبقران نے
گوشہ نشینی نہین اختیار کی تہی اوس وقت تک اول تو کسی نے سر نہین اوٹہایا اور اگر کوئی
اوبہرا بہی تو وہین پست کر دیا گیا بڑے بڑے کفار مارے گئے صدہا خدائیان مٹا دے
افسوس آج کل زمانہ کی گردش اہل ایمان سے ایسے ناموافق ہو رہی ہے
کہ سامان بربادی و تباہی کے ہر طرف نظر آتے ہین شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران زمانہ فتح طلسم قطاق کے لیئے گئے ہین سب سردار اونکے
ہمراہ ہین چند سردار امیر کے ساتہہ گئے تہے اون کا پتا نہین کہ زندہ ہین
یا راہی ملک عدم ہوئے ایک طرف ارزنگ بن زمرد نے خروج کیا ہے
دوسری طرف چنگیز نگ اوس کا بہائی دعویدار خداوندی ہوا ہے سنا ہے
کہ آپس مین جنگ ہوتی تہی پہر نہین معلوم کیا ٹہری ایک جانب سے بہرجیس
آفتاب پرست ملکون کو پہونکتا تاراج کرتا ہوا قطاق کی طرف جا رہا ہے ادہر
ان ابلیس پرستون نے سر اوٹہایا ہے نہین معلوم کہ منظور الٰہی کیا ہے اور انجام کیا ہو

شعر ببینیم تا کردگار جہان		درین آشکارا چہ دارد نہان	

یہی باتین ہو رہی تہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ
سر بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ شعر

زسم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا آکر پہونچے پھر پھرون پر نشانون سے تعریف اطلیس پرتلبیس کے اور بت زرین سخنگو کی تحریر تھی اور رنگ پھریرون کا سیاہ تھا آگے آگے دو پہلوان قوی تن و قوی من کوہ پیکر دیو صورت کرگدن مست پر سوار طالہ بار گاہ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ سوار سیاہ وردی پہنے ہوئے یہان سے ہرکارے روانہ ہوئے لیکن اون کافرون نے آتے ہی لشکر شہنشاہ و شہریار کے مقابل بارگاہ برپا کی خیمہ استادہ ہونے لگے فوج نے پڑاؤ کیا بعد کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کو اطلاع دی کہ پیش خیمہ بت زرین سخن گو کا آیا ہے اور یہ جو دونون سردار ہراول لشکر بنکر آئے ہین ایک کا نام طوفان زور آزما اور دوسرے کا نام تمہید زور آزما ہے یہ سنکر شہنشاہ و شہریار مرصع حصاری نے کہا کہ دیکھا چاہیئے کہ کل فوج کس قدر ہے اور سردار کیسے کیسے ہین ہنوز سخن در دہان تھا کہ دوسری گرد اوڑی اور مخمور فیل سر چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور مقابل مین لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا ابھی یہ لوگ خیمہ نہین برپا کر چکے تھے کہ پھر گرد اوڑی اور ارژنگ ہیبت ناک پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا پھر گرد اوڑی اور فرسیل مشت زن دس ہزار سوار سے آکر پہونچا اوسکے بعد فرسیل گرز زن آیا اب تو تانتا بندہ گیا اور ثعبان اژدر سوار قمقام قیرزرد فرول نیزہ باز سحل شیر لب یکے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے کوئی چالیس ہزار کی سپاہ سے کوئی تیس ہزار کوئی بیس ہزار غرضکہ دس ہزار سپاہ سے کم اور ایک لاکھ سوار و پیادہ سے زیادہ کسی کے ہمراہ نہ تھے شام تک یہ سلسلہ یونہین جاری رہا آج جو شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری پلٹ کر بارگاہ مین آئے تو نہایت متردد ہین کہ فوج دشمن ابھی نصف سے کم آئی ہے اور ہماری سپاہ اس موجودہ لشکر سے بھی کم اور کمزور ہے اسلئے کہ جو سردار ہین وہ ضعیف ہوئے پوست و استخوان باقی ہین گوشت سب گل گیا ایک جوانی کیا گئی کہ اپنے ہمراہ بہت سے سامان لیتے گئی شعر

ابھی جو آگ کی ہے یہ بجھی ہوئی آگ کا دہوان ہے
گیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان ہے

اب یہ لوگ ان کفار سے کیا لڑ سکین گے بلحاظ تعداد اونکی زیادہ قوت اونکی زیادہ بیان سن آچکا دلولے جاتے رہے امنگین باقی نہین رہین وہان خاص زمانہ سرکشی و دل آزاری ہے مگر وہ پروردگار توانا ہے اگر چاہے تو مور کو فیل پر فتح یاب کر دے مگر یہ سب آثار قواعد زمانہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور اب یہ سمجھنا چاہیئے کہ قضا ہماری آگئی غرضکہ شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی اہل اسلام نمازین پڑھ پڑھ کر مصروف دعا ہوئے شہنشاہ و شہریار وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ مین بیٹھے کہ دیکھیئے اب کیا نظر آتا ہے شعر

ہے ظلم تازہ ستم دیکھتے ہین
فلک جو دیکھاتا ہے ہم دیکھتے ہین

یہ تمام فوجین ہماری بربادی کے واسطے جمع ہو رہی ہین خیر کچھ فکر نہین ہے ہم بھی جنگجو
سپر ہین خوش قسمت اوسکی شہادت کی موت میسر ہے اوسکو مردہ نہ سمجھنا چاہئے بلکہ
وہ زندہ جاوید ہے اس طرح کے خیالات ان بادشاہون کو دماغ مین چکر مار رہے تھے
کہ جانب صحرا سے پھر گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور کسقدر
سپاہ اوسکے ہمراہ ہے کہ ناگاہ یک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے آواز آئی آہن کلاہ
چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد پھر گرد اوڑی اور احول عقاب جبین
تیس ہزار سوارون سے آکر لشکر کفار مین شامل ہوا تیسری گرد اوڑی اخطل کوہ بالین
بتیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد انعام سپر گردان اور ہمام سپر گردان
بتیس بتیس ہزار سوار سے آکر پہونچے پھر شام ہو گئی اہل اسلام پریشان ہو گئے پھر
تیسرا دن ہوا پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی اول احمال کوہ پیکر بتیس ہزار سوار سے آیا بعد اوسکے
اجمال فیل نژاد اسی قدر فوج سے آکر شامل لشکر کفار ہوا اسکے بعد اشغال گراز دندان
گرگ ہیبت آہن کلاہ عقاب [illegible] قہرمان سب سردار با فوج
سپاہ بسیار آکر پہونچے اور فوج کفار مین شامل ہوکر بمقابلہ اہل اسلام
خیمہ زن ہوئے پریشانی اہل اسلام کی ان فوجون کو دیکھ دیکھکر بڑھتی جاتی ہے
اور زندگی سے مایوس ہوئے جاتے ہین عوض سامان حرب درست کرنے کے سامان
موت و زاد آخرت کی فکرین ہو رہی ہین چوتھا دن ہوا آج بھی وہی حالت رہی کہ صبح سے
شام تک برابر سردار آیا کئے اور سرداران کفار برائے استقبال جایا کئے یہی حالت
گیارہ بارہ یوم تک برابر رہی ادہر اہل اسلام نے مرنے پر کمر کسی دل اپنا دنیا کی طرف سے
ہٹا لیا اب تیرہوان روز ہے کہ پھر دن چڑھا ہوگا تمام صحرا فوجون سے بھر گیا ہے ہر طرف
سنانون کی چمک ہتیارون کی جھنکار گھوڑون کے ہنہنانے کی آوازون کے سوا برگ
گیاہ تک نظر نہین آتا ہے زمین پوشیدہ ہو گئی ہے آسمان کو بھی گرد نے چھپا لیا ہے
یہ کثرت لشکر ہے اور ابھی تک انتہا نہین ملی ہے بادشاہ کی سواری نہین آئی ہے کہ
ناگاہ یک از جانب بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد
بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے ادا گرد کو گرد
مارا ہوا کو دل گرد چاک ہوا اور تین سو علم نشانہ نمایان ہوا کہ سوار کا پیدا ہوئے پھر پھریرے
علمون کے تعریف ابلیس پر تلبیس کے مرقوم تھے اور صفت بت زرین ششگلو
تحریر تھی نشان بردار فیلان مست پر سوار تھے اور تن و توش مین خود بھی مانند
دیو کے تھے پھر پھریرے نشانون کے سیاہ ہوا سے اوڑتے ہوئے فیل جو مست ہو رہے
سوار لباس سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے اک رنگ مشکی زیر ران تمام صحرا سیاہ ہو گیا
یہ دیکھتے ہی جو سرداران لشکر کفار تھے گھوڑے اوڑا اوڑا کر برائے استقبال
دوڑنے ہوئے اوسپر لشکر مین سپاہی کی تو مین سر ہونے لگین باجے بجنے لگے
کفار خوشیان کرنے لگے کوئی گنڈا بجا رہا تھا کوئی [illegible] ہو رہا تھا عجب طرح کا ہنگامہ
برپا تھا نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند تھے اوس طرف لشکر نے دور سے

صف باندہی اور بیچ مین راہ خالی رکھی اب دیکھا تو آگے آگے ماہی مراتب اور ڈنکا
بجتا ہوا بہت سا جلوس گذر کے شتر آب پاشی کرتے ہوے گرد کو بٹھاتی ہوئے
نظر آئے اوسکے بعد دیکھا تو آگے آگے اک گبر ناہنجار دراز قد کوتاہ گردن تنگ پیشانی
زرد آنکھیں کٹر بڑے بال اک خچری پر سوار آلات حرب ضرب جسم پر آراستہ کیے ہوے
پیچھے اک تخت چار ہاتھیون پر کسا ہوا گرد تخت کے ساڑہے تین سو سردار رستم وقت
و سہراب زمانہ اور اوس تخت پر اک بت بہت بڑا سونے کا بصورت انسان بیٹھا ہوا
پشت پر اک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا اس عظم و شان سے آکر پہونچا
ہرکارون نے بیان کیا کہ خونخوار بن دجال سالار لشکر کفار یہی ہے جو خچر پر سوار ہے
اسکے بار کا تحمل مرکب نہین کر سکتا ہے اور خچر اک مضبوط جانور ہے اسوجہ سے اوسکی لنگر کو
اوٹھاتا ہے غرضکہ اب گروہ ان کفار کا پورا ہوا خونخوار بن دجال داخل بارگاہ ہوا
تمام سردار اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوے آج بسبب کسلمندی کی جنگ موقوف رہی
جب دوسرا روز ہوا اور خونخوار بن دجال آکر بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے کہا کہ اول ان لوگون سے حجت ختم کر لینا چاہئے اگر یوہین یہ لوگ
اطاعت قبول کر لین تو کیا ضرورت ہے کہ کشت و خون ہو اک نامہ خداپرستون کو
تحریر کیا جائے مضمون نامے کا یہ ہو کہ اے فرقہ خداپرستان آگاہ ہو کہ تمہاری گمراہی نے
طول کھینچا اور مجبوراً نائب خداوند ابلیس کو خروج کرنا پڑا تاکہ اب بھی تم اپنے اعتقادات بدلو
اور خداوندی ابلیس کے قابل ہو اور نائب خداوند کی دیدار سے آئینہ دل کو روشن کرو
اور اگر اس پر بھی قلب تمہارے برگشتہ ہون تو جنگ منظور کرو جس وقت دبیر نے یہ
نامہ لکھکر تیار کیا خونخوار بن دجال نے مہر ثبت کی اور اجہل کور باطن سے کہا کہ تم
جاؤ اور جلد اس نامے کا جواب لیکر حاضر ہو اجہل کور باطن اپنے دنگل پر سوار ہوا اور
نامہ ہاتھ سے خونخوار بن دجال کے لیکر سر سے باندہا اور دس ہزار سوار اپنے
ہمراہ لیکر طرف لشکر مسلمانان کے متوجہ ہوا جس وقت یہ خبر شہنشاہ مرصع حصاری
شہریار مرصع حصاری کو ہوئی کہا آنے دو جس وقت اجہل کور باطن سامنے
بادشاہ لشکر اسلام کے پہونچا بطریق ابلیس پرستون کے سلام کیا کسی نے
جواب سلام نہین دیا اور دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا اجہل کور باطن دنگل پر بیٹھا
ساقی نے جام دیا جس وقت دو چار جام پی چکا اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا
پکارا منم نامہ دار شہنشاہ مرصع حصاری نے نامہ طلب کیا اجہل کور باطن نے
نامہ شہنشاہ مرصع حصاری کو دیا شہنشاہ نے دبیر کو دیا دبیر نے باواز بلند پڑہا تحریر تھا
کہ اے فرقہ خداپرستان آگاہ ہو کہ خداوند بت زرین سنگ نے خروج کیا ہے
اور دین ابلیس پرستی کو رواج دینا چاہتے ہین اگر تمکو یہ دین برحق اختیار
کرنا ہو تو آکر نائب خداوند کو سجدہ کرو اور اپنے گناہان گذشتہ سے توبہ کرو
کہ تمام عمر اپنی تمنے عبادت خدائے نادیدہ مین بسر کی ہے اب بس تمہارا
وہ ہوا کہ جو دم ہے غنیمت ہے ہر وقت سامان سفر تیار ہے لہذا وقت کو غنیمت جانو

اور یہ خوش نصیبی تم لوگوں کی تھی کہ تمہاری حیات میں خداوند بہت زرین سخنگو نے
خروج فرمایا اور تمکو گھر بیٹھے ہدایت کی اب بھی نہ مانو تو یہ تمہاری بدنصیبی ہے
جس وقت مضمون نامے سے سب آگاہ ہوئے غیرت ایمانی نے جوش مارا
نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیکر پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا اُس جہل کور باطن
جواب نامے کا لیکر خونخوار بن دجال کے پاس آیا اسکو یہ خیال تھا کہ خدا پرستوں
نے دین ابلیس پسند کر لیا ہوگا خواہ مخواہ سختی خواہ بجبر لیکن جس وقت پشت نامہ پر
جواب جنگ تحریر پایا تو نہایت برہم ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے قضا ان خدا پرستوں کی
آگئی ہے اور یہ ایسے کور باطن ہیں کہ کسی طرح اونکو حق نظر نہ آئیگا پس
اوسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ حکم پہونچتے ہی لشکر کفار میں نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوے
یہاں شہنشاہ صاحبقران حصاری و شہریار صاحبقران حصاری و شاہزادہ اور کوہ باہم
باتیں کر رہے تھے کہ ہم سب کو آمادہ مرگ دنیا سے فنا ہو جانا چاہیے اس لیے کہ انجام جنگ
موت کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ سامنے سے جوڑے ہرکاروں کی گرد میں آلودہ پسینے میں
غرق آکر پہونچے دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کی بعد عرض کی کہ فوج کفار میں طبل جنگ
بجا ہے شہنشاہ و شہریار نے کہا کہ کچھ پروا نہیں خدائے ما بزرگ است ہماری یہاں
بھی طبل جنگ بجے کل دیکھا جائیگا یہاں بھی کوس حربی نوازش آیا ہماری جنگ
ہو نے کی اوس طرف انیس لاکھ کی فوج ہے ادہر کل ساڑھے چار لاکھ آدمی ہیں
وہ بھی ضعیف و ناتوان ایک دوسرے رخصت ہو رہا ہے ایک خطائیں
معاف کرا رہا ہے کوئی تلوار کو صیقل کر رہا ہے کوئی اسلحہ جنگ کو صاف کر رہا ہے
جو لوگ پیر دیرینہ ہیں اونہوں نے پٹکوں سے کمر کو کس کر مستعد ہوا کیا ہی عجب طرح کا
ہنگامہ ہے گشت طلایہ کا پھر رہا ہے آواز بھی ہوشیار باش بیدار باش کی
بلند ہے اہل اسلام پروردگار عالم کی طرف متوجہ ہیں جناب باری میں عرض
کر رہے ہیں کہ جو کچھ تو اپنے بندے کے حق میں کرتا ہے وہی بہتر ہے خوش
نصیب ہمارے کہ اس آخر زمانہ میں یہ سامان ہمارے واسطے مہیا ہے
کہ تلوار کی موت مرینگے جامہ شہادت پہنینگے جوانی بھر خوب خوب لڑتے
اور غازی لوگوں میں نام ہوا بڑھاپے میں شہید کہلائینگے شعر

رات کو خوب سی پی صبح کو توبہ کر لی	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

کیا شکر تیری بے نیازی کا ادا ہو اور جس قدر کافر ہمارے ہاتھ سے مارے جائیں گے
سعادت کما سکے کی ہے ادہر فوج کفار میں نعرے یا خداوند ابلیس کے
بلند ہیں آپس میں کفار باتیں کر رہے ہیں کہ کل خدا پرستوں کے خون سے اپنی
اپنی زمینیں رنگینگے اور سامنے خداوند بہت زرین سخنگو کے سرخرو ہو کر آئینگے
اپنے گھر ہو آئینگے اسی عالم میں زمانہ شب کا بر طرف ہوا خانہ شب سے
ستارے غروب ہونے لگے خیمہ نیلگون فلک بے رونق ہوا فضا نکل

.

انجم برہم ہوئی عابد شب زندہ دار فلک نے گوشہ مغرب مین جاکر قرار لیا تمام عالم پر نیر اعظم سے پرتو ہوا شعر

وقت الصباح چو مردم بکار و بار روند	بلاکشان محبت بکوی یار روند

ہر چشم خواب آلودہ نیند سے ہوشیار ہوئی کوئی غریب تلاش معاش کو چلا کوئی امیر
خواب گاہ سے اوٹھکر بارگاہ مین رونق افروز مسند ہوا عبادت گزار مسجدون کی طرف
روانہ ہوئے بت پرستون نے مندرون کو آباد کیا ہر طرف یاد معبود یگانہ ہونے لگی
سبزہ لہلہانے لگا لالہ کو بھی رنگ لانے لگا شفق نے کشت و خون کی خبر دی گویا جلاد فلک نے
لباس قاتلانہ اختیار کیا شبنم نے گریہ کی کہ شام کو ہزار رہا کہ بے چراغ ہو جائینگے گلون نے
لباس اپنا پارہ پارہ کیا طالبان مرگ نے نماز صبح سے فراغت کرکے کفن پہنے اسلحہ
جنگ کو تن پر آراستہ کیا آلات حرب و ضرب کو سنوار نشست مرکب پر بیٹھکر میدان جنگ کی راہ
دیکھتے ہین اوس طرف سے آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی دستے کے دستے پرے کے پرے
قشون کے قشون گروہ کے گروہ گھڑی بھر دن چڑھے تک تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا
اس طرف شہنشاہ صبح حصاری و شہریار صبح حصاری و شاہزادہ آذرکوہ
وغیرہ وغیرہ مرکبون پر سوار آکر میدان مین پہونچے اور صفون سے آگے بمرتبہ سرداری دس بیس قدم
آگے بڑھکر کھڑی ہوئی اوس طرف وسط لشکر مین تخت بت زرین سنخگو کا آکر قائم ہوا آگے آگے
نوبتخانہ بجتا ہوا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی اک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا تخت چار
فیلان مست پر کسا ہوا کہ وہ فیل جھومتے چلے آتے تھے آگے آگے فوج کے ساتھ
تین سو سردار زبردست گینڈون اور گھوڑون پر سوار سب سے آگے خونخوار بن دجال
اپنی خچری پر سوار بمرتبہ سالاری لشکر آکر مقابل ہوا صفین بندھنے لگین میمنہ و میسرہ قلب
جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول ساتون صفین آراستہ ہوئین تبردار دونون لشکرون سے
نکلے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر پھینک دی بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کرکے
میدان کو مثل آئینہ کے بنایا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا اب نقیب صفون سے
نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھکر ترغیب جنگ دینے لگے اودھر کے نقیب خوف خدا و
ناپائداری دنیا بیان کرکے ثواب شہادت و اجر آخرت یاد دلا رہے تھے اور اوس طرف کے
نقیب حصول دنیا کو امر واجبی کہکر جوش جنگ دلا رہے تھے غرضکہ جب
دونون طرف نقابت ہو چکی اور نقیب پلٹ پلٹ کر صفون مین آگئے بس لشکر کی
علم جلوہ گری پر آئے خونخوار بن دجال نے گردن پھرا پھرا کر دہنے اور
بائین نظر کی بس اسکا دیکھنا تھا کہ تنجیل شغلب نے گینڈا اپنا صف سے
نکالا اور سامنے تخت بت زرین سنخگو کے آکر گینڈے سے اوترکر سجدہ کیا
اجازت جنگ مانگی بت مین سے آواز پیدا ہوئی کہ جا تجھکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا
تنجیل شغلب بار دگر مرکب پر سوار ہوا اور مانند فیل مست کے آکر میدان مین
ہوسنے لگا آواز دی کہ ہوشیار باش اے فرقہ خداپرستان اے گروہ مسلمانان منم
تنجیل شغلب بندۂ خاص خداوند ابلیس پرستار تم مین سے جسکو اطاعت خداوند
بت زرین سنخگو کی منظور ہو وہ آکر اطاعت کرے اور جان دینا ہو تو وہ

مقابلہ کو نکلے بس یہ سنا تھا کہ لشکر اسلام سے احرام یزدان پرست نے مرکب
اپنا صف سے نکالا اور شہنشاہ شہریار سے اجازت جنگ لیکر تنجیل کا
سامنا کیا یہ ترک جوشن پوش المعروف احرام یزدان پرست اک مرد ضعیف ہیں
سن انکا قریب نوے سال کے ہوگا تنجیل نے جو احرام کو دیکھا کہا او بڈھے
تو کیا لڑے گا پھر جا میدان سے تجھ سے مقابلہ کرنے میں ننگ و عار ہے احرام نے کہا
او ملعون مصرع ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ اگر تجکو یہ گھمنڈ ہے کہ میں جوان ہوں ہاتھ
پاؤں میرے توانا ہیں اور یہ ضعیف ہے تو وار کر دیکھ تماشا اس دست رعشہ دار کا
تنجیل کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو جوانی میں خوب خوب لڑا ہے کسی زبردست سے
سامنا نہیں پڑا ہے وہی غرور تیرے سر میں سمایا ہوا ہے میں پھر سمجھاتا ہوں کہ پہلے اپنا
وار کر کے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے وار سے جانبری تیری محال ہے دل کی دل ہی میں
رہجائیگی احرام نے جواب دیا کہ ابھی تو آئین خداپرستان اور اہل اسلام سے
آگاہ نہیں ہے ہم لوگ حریف پر پیشدستی نہیں کرتے ہیں ہاں اگر خداوند کریم
تیرے حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر تنجیل نے نیزہ ہاتھ میں سنبھالا اور
خبردار خبردار کہکر سینہ احرام پر وار کیا احرام نے نیزہ کو اوسکی نیزہ پر گانٹھا طعنین چلنے
لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخر کار اک مقام پر احرام نے پھرتی سے بند
باندہ کر جو ہاتھ سے کھینچ دیا نیزہ تنجیل سے نکل گیا بس نیزے کا نکلنا تھا کہ
زمانہ نگاہوں کے سامنے تیرہ و تار ہوگیا اہل اسلام میں احسنت و مرحبا کی آوازیں
بلند ہوئیں اور کفار سب شرمندہ ہوکر گردنیں نیچے کریں تنجیل نے غیظ و غضب میں آکر
تلوار اپنے نیام سے کھینچ لی اور کہا کہ لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہے یہ کہکر سر احرام پر
وار کیا احرام نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار کیا تنجیل نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی
پناہ لیا لیکن تلوار احرام کی پڑتے ہی سپر کو قلم کرکے خود پر چلتی تھی کہ تنجیل نے
سر نیچے کو کھینچا تیغہ سر کرکن پر پڑا گردن گینڈے کی قلم ہوئی تنجیل کود کر علیحدہ ہوا
اور مرکب عرصہ آتش بازی ہوگیا تنجیل چاہتا تھا کہ مرکب کو اوسکی بھی بے سر گردن
احرام ارادہ اوسکا فاسد دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا تنجیل نے سپر تلوار ہاتھ سے
پھینک دی اور احرام سے لپٹ گیا ادھر احرام نے بھی تیغ و سپر پھینک دی اور تنجیل
دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کامل کشتی رہی ہوگی کہ قضائے کار
اتفاقات روزگار پاؤں احرام کا موش خانہ میں جا رہا لنگی نہ رک سکا حریف نے
جو زور کیا تو گھٹنا ٹوٹ گیا احرام بیہوش ہوگیا بس تنجیل نے غنیمت جانکر
اوسکو باندہ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اہل اسلام
دردناک ہوئے کفار میں شور مسرت افزا بلند ہوا اسکے بعد افواج آہن کلاہ
بہت زرین سنگ سے اجازت عرصہ لیکر میدان کارزار میں آیا
اور مبارز طلب کیا ایک مرتبہ حکیم یزدان پرست بھائی احرام یزدان پرست
لشکر اسلام سے نکلا اور اوسکے آہن کلاہ سے سامنا کیا بعد گفتگو

بیشمار کے نیزے بازی شروع ہوئی حرمہم نے نیزہ ہاتھ سے اقوائی آہن کلاہ کے
نکالدیا اوسنے غصہ مین آکر تلوار ماری حرمہم نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ سر اقوائی کا
زخمی ہوا لوگ اوسکو لے گئے حرمہم نے کئی سردار زخمی کئے گئے جان سے مارے آخر کار
خلعت شہادت سے سرفراز ہوا شام ہو چکی تھی طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر
میدان سے پہرے آج کے میدان داری مین کئی سردار لشکر اسلام کے زخمی اور
شہید ہوے اور کفار کی حالت بہی ایسی ہی کچھ ہوئی اب دوسرا روز ہوا پہر دونون لشکر
باہمدیگر مقابلہ مین صفین باندہ کر کہڑے ہوے مین آج فوج کفار سے عفریت نہرس پیشانی
میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توحید پاک باطن اسکے مقابلہ کو نکلے
نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی آئی توحید بہی خلعت شہادت سے
سرفراز ہوا ہوے بعد توحید کے اکرام خداپرست نکلا یہ مرد مومن بہی شہید ہوا
شام تک گیارہ بارہ سردار ہاتھ سے عفریت کے مارے گئے شام کو طبل
بازگشت بجا دونون لشکر میدان حرب سے اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوئے
سردارون نے پوشاکین رزم اوتارین اور لباس بزم پہنا کفار نقارہ شادمانی
بجاتے ہوے عفریت پر سے زر نثار کرتے ہوئے پہرے اور ہوتے ہی پہر
طبل جنگ بجوادیا کہان تک بیان کیا جاوے کہ آٹھہ نو روز خداپرستون سے
میدان رو کا اور جانین راہ خدا مین نثار کین آخر کار نوبت باینجا رسید کہ
اب کوئی اس قابل نہ رہا جو سرداران کفار سے مقابلہ کرتا مجبور و ناچار ہو
بادشاہون نے کمر جنگ پر کسی اور یہ ساتون تاجدار سپاہی وضع ہو کر میدان مین
آئے لشکر کفار سے محلول ہلاہل کہ بہت بڑا سردار ہے میدان مین آیا
مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے چہوٹے چہوٹے افسرون نے نکلنا
شروع کیا لیکن جو گیا ہاتھ سے محلول ہلاہل کے مارا گیا اب شہنشاہ
مرصع حصاری نے شہریار سے کہا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو ان غریبون کی
جانین لینے سے کیا فائدہ خود مقابلہ کرنا چاہئے جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا شہریار نے
کہا پہلے مجہکو اجازت ہو کہ اس کافر سے لڑکر یا تو اسے جہنم مین بہیجدون یا آپ پر
جان بحق تسلیم ہون شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ میرے ہوتے کیونکر
ہوسکتا ہے کہ تم جنگ مین جاؤ جس وقت مین نہون گا اوس وقت اختیار ہے
یہ باتین ان دونون کی دیکہکر شاہزادہ آذر کوہ و دیگر بادشاہان اسلام نے بہی
ایک دوسرے سے اجازت طلب کی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ پہلے ہم جائین کے انجام کار
شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا کہ آپ سب لوگ مہمان ہین اور مین میزبان ہون
کیونکر ہوسکتا ہے کہ پہلے آپ کو جانے دون اور یہ حجت و تکرار عبث ہے
اسلئے کہ شام تک سب ایک ہی منزل پر پہونچ جائینگے کوئی پہلے کوئی بعد
ہاتھ سے ان کفار کے بچنا دشوار ہے یہ کہکر بدقت تمام رخصت جنگ حاصل کی
اور رخ میدان کارزار کا کیا عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین تھا

سپاہیون کو اپنے ناز پروردہ بادشاہ کا میدان جنگ مین حریف کی مقابلہ کو
جاتا نہایت شاق تھا اور دیکھا نہ جاتا تھا یہ حالت تھی کہ منہ پھیر پھیر کر رو رہے تھے
جس سر پر تاج شہنشاہی رہتا تھا آج اوسپر کلاہ آہن ہے مگر جس وقت شہنشاہ
مرصع حصاری سامنے محلول ہلاہل کے پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر ابلیس پرست
تو شیطان کے بہکانے مین آگیا اور اپنے خدائے برحق کو بھول کر ابلیس پرستی
اختیار کی ہوش مین آ اور غفلت کو دور کر محلول ہلاہل نے کہا کہ تم مجھکو بہکاتی ہو
اگر نہین جان اپنی عزیز ہے تو خداوندت زرین سنگو کو سجدہ کر کہ وہ عجیب
خداوند ہے جو چاہو کہو جو چاہیے سنو تمھارا خدا اک زبردستی کا خدا ہے
کہ نہ کوئی اوسکو دیکھ سکتا ہے نہ اوس سے کلام کر کے جواب پا سکتا ہی
یہ کیسا خدا ہے ہماری سمجھ مین نہین آتا شہنشاہ نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب
تیرا سیاہ ہے اور تو راہ راست پر نہ آئیگا شیطان کا تجھپر تسلط ہو گیا ہے پس لا ضرب
بہادری کے محلول نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو
اوسکے نیزہ پر گانٹھا چنگاریان چلنے لگین سنانون سے چنگاریان اوڑنے لگین تھوڑا
عرصہ گزرا ہوگا کہ شہنشاہ نے نیزہ ہاتھ سے محلول کے رہا کیا محلول نے
گرز مارا شہنشاہ نے گرز کو تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ محلول
دو ٹکڑے ہوے یہ دیکھکر لشکر اسلام سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج
کفار مین اک غل ہوا حابیل بن محلول کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکا کے سامنے
شہنشاہ کے آیا اور پکارا کہ ای بدبخت غضب کیا تو نے کہ باپ کو اوس شخص کے مارا
یہ کہکر تلوار ماری شہنشاہ نے وار اوسکا رد کر کے اپنا وار کیا کہ اوسکے بھی دو ٹکڑے
ہو گئے یہ دیکھکر خونخوار بن دجال نے خر اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بت
زرین سنگو کے آکر اجازت مانگی آواز آئی کہ جا فتح تیرے ہی نام ہے خونخوار
بن دجال نے باگ پھیری اور رخ میدان کارزار کا کیا دیکھا شہنشاہ مرصع حصاری
نے کہ اک دیو ہے کہ چلا آتا ہے دل مین کہا کہ خدا ہی اسپر فتح دے لیکن خونخوار
بن دجال نے سامنے آکر آواز دی کہ اے شہنشاہ مرصع حصاری کیون مصیبت مین
اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہو تم ایسے جہاندیدہ ہو کر اور خداوند ابلیس کے
خداوندی سے انکار کرتے ہو اور خدائے نادیدہ کی پرستش کرتے ہو مرصع
شمشیرہ سے کے بود و باشندہ ہین — اگر اب بھی تم توبہ کرو اور خداوند ابلیس کے
قائل ہو کر بت زرین سنگو کو سجدہ کرو تو مین تمھارے ملک و مال سے
تعرض نکرون اور [illegible] ہون ورنہ مفت جان و مال برباد ہون گے
سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا تو مجھکو اولٹی نصیحت
کرتا ہے کیا مجھکو خبر نہین کہ ابلیس راندۂ درگاہ ایزدی ہی جب اوس نے سجدہ
آدم سے کراہت کی تو لعنت الٰہی کا مستحق ہوا اور یہ قوم بنی جان سے ہی دشمن ہے
انسان کا حیف کی جا ہے کہ تم انسان ہو کر اوس کو خدا مانتے ہو اور یہ بہت کوئی بلیت

اس مین سما گیا ہے اسرار شیطانی ہے جو کلام کرتا ہے اسکے بہکانے پر نجاؤ اور انجام کو اپنے خراب نکرو اگر خدا کو دیکھہ لیا اور مثل دیگر ابنائے جنس کے اوس سے باتین کرلین تو ہم مین اور خدا مین فرق کیا رہا خونخوار بن دجال نے کہا معلوم ہو گیا کہ تم لوگ راہ پر نہ آؤ گے خیر ہمنے ہر طرح سمجھا دیا اب وار کرو اور حوصلہ اپنے دل کا نکال لو اسلئے کہ بچنا مرے ہاتھ سے تم لوگون کا دشوار ہے اس دلیل سے کہ مجھے خداوند نے خود یہ خدمت سپرد کی ہے کہ اہل اسلام کو قتل کرو اور مذہب ابلیس پرستی کو رواج دو شہنشاہ صبح خصاری نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام سبقت نہین کرتے ہین تو اپنا وار کر اگر خداوند کریم تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر خونخوار بن دجال نے نیزہ سنبھالا اور سینہ کو تاک کر وار کیا شہنشاہ نے نیزہ کو اوسکے تلوار سے قلم کیا بس خونخوار غصہ مین آیا اور ارہ پشت نہنگ خبردار خبردار کہکر مارا شہنشاہ نے برابر سپر کو اوٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہین ہے برابر سپر کو چیرتا ہوا سر پر بیٹھا اور تا جگر گاہ اوتر گیا شہنشاہ پھڑک کر زمین پر گری روح مقدس اونکی جانب جنان پرواز کر گئی اہل اسلام مین شور فریاد و زاری بلند ہوا کفار نے جوش مسرت کا اظہار کیا خونخوار بن دجال نے پھر مبارز طلب کیا اب شہریار مرصع خصاری میدان مین آئے اور خونخوار کا سامنا کیا خونخوار نے کہا دیکھا تمنے کہ مین نے کسطرح تمہارے بھائی کو مارا اگر تمہین اپنی جان عزیز ہے تو اطاعت بت زرین سنجگو کی اختیار کرو ورنہ یہی حال تمہارا بھی ہوگا شہریار نے لاش تو اوٹھوا دی اور خونخوار سے کہا کہ بس دماغ میرا تیری باتون کا متحمل نہین لا ضرب بہادری کہ خونخوار نے وہی ارہ مارا شہریار نے اپنے کو بچایا مگر گردن مرکب کی قلم ہو گئی شہریار کودکر علیحدہ ہوئے چاہتے تھے کہ مرکب کو خونخوار کے دیگر دن کردن کہ خونخوار گھوڑے سے کودکر علیحدہ ہوا شہریار نے پلٹکر خنجر مارا کہ پاؤن خونخوار کا فگار ہوا خونخوار نے بھی کٹار مارا کہ شہریار زخمی ہوئے اب دونو مین خنجر اور کٹار چلنے لگا یہ حالت دیکھکر دونون لشکر قریب آ گئے اور جنگ دیکھنے لگے لڑتے لڑتے شہریار بسبب زخمہای کاری کے بیہوش ہو گئے خونخوار نے تلوار سے سر قلم کرنا چاہا تھا کہ شاہزادہ آذر کوہ نے آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے کہ بیہوش پر حملہ کرتا ہے حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر سامنے پہونچے لیکن کفار نے جو دیکھا کہ خونخوار زخمی ہوا ادہر خونخوار بن دجال نے آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اسکو کہ یہ میرا مخالف ہے مجھسے جیتنا چاہتا ہے سارھے تین سو سردار تلوارین پکڑ پکڑ شاہزادہ آذر کوہ کیطرف چلے ادہر شاہان اسلام بنے پودے باگون کے لئے تلوار چلنے لگی یہ رنگ جو دیکھا لشکرون نے کہ سردارون سے جنگ ہو رہی ہے دونون طرف سے لشکر آ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا

شعر

چقاچاق خنجر بہ گردون رسید	زمین خون شد و خون بہ جیحون رسید

الکسین لاکہہ کی فوج ایک طرف سارھے چار لاکہہ سوار ایک طرف ہنگامہ

قیامت برپا ہوا شور تکبیر بزن بلند ہوا لامش کا شہریار کی پتا بھی نہ ملا کہ کیا ہوئی کفار
خونخوار بن دجال کو اوٹھا کر لے گئے عین گرمی جنگ مین شاہزادہ آذرکوہ کو
سرداروں نے گھیر کر قتل کیا فوج کفار نے لشکر اسلام کو پامال کر دیا سارے
چار لاکھ آدمی وہ بھی ضعیف و ناتوان ادھر اکیس لاکھ کا یورش ریلا فوج کا نہ رک سکا
سیکڑون پیس پیس کے مر گئے اہل اسلام نے وہ تلوار کی کہ زمین خون سے لال کر دی
اتنا ہزارین ہوا کہ کئی لاکھ آدمی مارے گئے سرداروں کی لاشین بھی نہ ملین
انجام کار تمام اہل اسلام کام آگئے اور شہر مع حصار ہاتھ سے کفار
نابکار کے تاراج ہو گیا بعض مسلمانوں نے بخوف جان تقیہ کر لیا اکثر جلاوطن ہو گئے
باقی مارے گئے اب ان کفار نے اپنی طرف سے یہان حاکم معین کرکے چند روز
قیام کیا جب زخمیوں کو صحت ہوئی تو جشن فتح کرکے قصد کوچ کا تھا کہ خبر ملی کہ
کل فتح خداپرستوں کا بیابان قاف مین ہے اور سمندریہ مین ہرجیس
آفتاب پرست ملک خداپرستوں کو برباد کر رہا ہے اس خبر کو سنکر خونخوار نے
کہا کہ خانہ کعبہ مین صرف حمزہ اول و حمزہ ثانی ہین جنکے ساتھ نہ لشکر ہے نہ
فوج نہ سامان حرب اتنا بڑا لشکر لیکر خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنا فضول معلوم ہوتا ہے
لہذا تین سردار تین لاکھ سوار لیکر اوس طرف روانہ ہون اور مین کل فوج لیکر سمندریہ
کی طرف جاتا ہون اور ہرجیس آفتاب پرست کو اپنا شریک کرکے یا خود اوسکے
شریک ہوکر خداپرستوں کو برباد کرونگا یہ کہکر اسنے گرشیسپ آہنین کلاہ اور
عقاب نیزہ باز اور قرینہ تیغزن کو ایک ایک لاکھ سوار کا افسر کرکے برائے بربادی
خانہ کعبہ روانہ کیا اور آپ کل فوج اپنے ہمراہ لیکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا اب
ان کو تو راہ ہی مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

داستان رفیقان قدیم صاحبقران اول کی تحریر کیجاتی ہے

بیا بشنو اے ہمدم راستان — کہ باز آمدم بر سر داستان

ہرچہ نویسان ممالک عالم و خبر دہندگان اخبار بنی آدم اس داستان حقیقت عنوان کو یون
تحریر کرتے ہین کہ جب رفقائے قدیم صاحبقران عالیشان کو جو صاحبقران مین ایک زمانہ گزرا
اور سن اونکی درجہ آخر تک پہونچ گئے ہاتھون مین خوش قوت کی رعشہ پیدا ہو گیا گوشت
گھل گھل کر استخوان سے علیحدہ ہونے لگا آنکھون کا نور رخصت طلب ہوا انتظار
مرگ مین نیند آنکھون سے اوڑ گئی اور پھر آشوبی زمانہ نے عروج پکڑا ہر طرف سے
کفار نے خروج کیا اور ممالک اہل اسلام کو تاراج کرنے لگے ہر شخص کے دل مین یہ
خیال ہوا کہ بچپن بھی اچھا گزرا اور جوانی بھی خوب کٹی بڑھاپے کے بھی دن اب تک
اچھی طرح بسر ہو گئے اب سوا مرنے کے کسی چیز کا انتظار نہین ہے پھر ایسا
سامان کیون نہ ہو کہ عاقبت بخیر ہو اور وقت نزع اپنے آقا کے دیدار سے
محروم نہ ہین اور اونکے ہاتھ سے کفن پائین اونکے سامنے دنیا سے کوچ کرین یہ سوچکر
ہر شخص اپنے ملک سے لشکر قلیل ہمراہ لیکر اول بجانب ملک ایران روانہ ہوا اس غرض سے

کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کی قدمبوسی کا شرف حاصل کرین اوس کے بعد خانۂ کعبہ مین حمزہ صاحبقر
ان کی زیارت سے مشرف ہون یہ سوچ کر اسد اسدان اسد شیر گیر اسد دیوانہ اسد بحر گیر
اسد یار گیر اسد ارشد گیر گرشتت سپہرگردان سیف ذوالیدین خسرو قہستانی فضل گرجستانی طوق
پران گرد ابوالمعدن گرد اسی طرح تین سو ساٹھ رفیقان قدیم جناب حمزہ صاحبقران کوچ بکوچ
منزل بہ منزل کے بعد فیروزے شہر ایران مین داخل ہوئے اور قدمبوسی شاہ قدم سعد بن
قباد شہریار کی حاصل کی اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ بادشاہ روم و خاقان
بن چین و جمشید بن قباد سے شرف ملازمت حصول کیا اسوقت خبر انتقال ملکہ رابعہ اطلس
پوش و ملکہ خورشید خاوری و ملکہ گیتی افروز کی معلوم ہوئی تین روز تک تمام ملک
ایران مین ماتم داری رہی اس کے بعد اسد اسدان وغیرہ نے بادشاہ اسلام
سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب ہمارا قصد خانہ کعبہ جانیکا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمیں
بھی چاہتا ہے زیارت خانہ کعبہ سے اور دیدار صاحبقران سے مشرف ہون لیکن خیال یہ ہے
کہ آجکل زمانہ پر آشوب ہے ہر طرف اور اکثر عالم ہمارا دشمن ہے اگر معہ فوج و سپاہ جاتے ہین تو اسکی
شہرت ہوگی اور کفار چرہائی کرینگے [illegible] فتح و شکست کا اختیار کسی کو نہین خدا جانے ہنگام
جنگ کیا ہو اور حرمت خانہ کعبہ زائل ہو اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہان سے پوشیدہ
اور بے شکل چلین اور [illegible] لباس تبدیل کرکے سوداگرون کے بھیس مین
روانہ ہون تاکہ کوئی شخص پہچان نہ سکے اس رائے کو سب نے پسند کیا اول یہ انتظام کیا گیا کہ ناموس
کو قلعہ [illegible] روانہ کیا اور قافلہ سالار [illegible] کو کیا باقی تمام ناموس کو
مثل ملکہ فیروزہ [illegible] و ملکہ [illegible] و ملکہ [illegible] شیرگیر و ناموس خواجہ
عمران سب کو [illegible] بعد بادشاہ اسلام نے تاج و تخت کو چہوڑا اور چالیس عیاران قدیم
انتخاب کرکے ہمراہ لیا [illegible] زیارت خانہ کعبہ و قدمبوسی صاحبقران و دیدار [illegible]
سے زیادہ تہا وہ عیار یہ تھے [illegible] مصری
سعد [illegible] ابوشہاب حرقہ [illegible] اسلی پیادہ [illegible] و کلباد
وغیرہ [illegible] تین سو ساٹھ سرداران
و رفیقان امیر تھے اور چالیس عیار تھے اول بادشاہ اسلام شہر سے نکلکر [illegible] روانہ ہوئے
اور بوقت شب کوچ کیا [illegible] عیارون کے ذریعہ سے لباس تبدیل کرکے سوداگرون اور تاجرون
کے بھیس مین خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے اس قافلہ مین دو چار گہوڑے بھی ہین اور
جس طرح برائے نام حفاظت جان کے لیے سوداگرون پاس ہتھیار ہوتے ہین اسی طرح
چند شمشیرین زنگ آلودہ [illegible] ان لوگون نے بھی اپنے ساتھ لے لی ہین جس وقت
خشکی کا سفر طے ہوا اور سمندر کے کنارہ سے پہونچے جہاز طلب کیے اور ان جہازون
پر بیٹھ بیٹھ کر خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے بعد چند روز کے دریا کا سفر طے ہوا
اور پھر خشکی کا راستہ ملا لنگر جہازون کا صبح کے وقت ہوا آفتاب نکل آیا تہا اور موسم گرما تہا
دن بہر قیام کیا اور شب کو چلے وہ ریگستان کا سفر اور سخت منزلون کی صعوبتین
کبھی ان نازپرورون نے کاہیکو ایسی سختیان اوٹہائی تہین اور سن بھی ضعیفی کا

ہر قدم پر طاقت جواب دیے دیتی تھی ہر چند کہ ملازمان دولت ہاتھون ہاتھ بادشاہ کو لے جاتے
تاہم تکلیف و زحمت سے خالی نہ تھا اسلیئے کہ وہ سامان شاہی کہان جسکی کہ طبیعت عادی ہو چکی
تھی اسی حال پر ملال سے منزل بہ منزل چلے جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اس راہ کو سر سے طے
کرنا چاہیئے تیسرے روز قریب شام اک دامنہ کوہ مین پہونچے اور قیام کیا تھوڑی دیر
نہ گذری تھی کہ جانب صحرائے شرق گرد و غبار بلند ہوا خیال مین گذرا کہ کوئی قافلہ حجاج کا
ہوگا لیکن آثار سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بڑا قافلہ ہے لیکن جسوقت آتے آتے دامنہ
گرد کا شگافتہ ہوا تو علامات لشکر کے معلوم ہوئے یہان سے ایک آدہ عیار صورت
اپنی بنجارون کی بنا کر واسطے تفحص کے روانہ ہوا اور بعد دریافت حال کے بادشاہ
اسلام سے آکر عرض کی کہ تین سردار تین لاکھ سوارون سے بربادیٔ خانہ
کعبہ کے ارادہ سے جاتے ہین اور اوسی کوہ پر قیام کیا ہے جو سامنے معلوم ہوتا ہے یہ
سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اب تقدیر مین دیدار صاحبقران
اور زیارت خانہ کعبہ نہین خیر کچھ پروا نہین جو مرضی معبود شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب
ہر چہ آید بر سر من یا نصیب ✦ لوگون نے عرض کی کہ حضور ایسا خیال نہ فرمائین اگر یہ کفار
یہان اوترے بھی ہین تو کیا فکر ہے اسلیئے کہ ہم لوگ اوس ہیئت مین نہین ہین کہ کوئی
پہچان سکے کہ یہ کون ہین وہ جس ارادہ آئے ہین اودھر چلے جاینگے بادشاہ اسلام
نے فرمایا کہ انجام ایک ہی ہے یہان جنگ ہوگی تو اور خانہ کعبہ مین جنگ ہوگی تو
ہم لوگ بے دست و پا کیا کر سکتے ہین خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ یہ
کافر کیا کر سکتے بھلا انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ خانہ کعبہ پر چڑھائی کرکے [illegible]
ہو سکین وہان دو شیر بیشہ شجاعت موجود ہین جناب حمزہ صاحبقران
اول و امیر ثانی کہ جن کے رعب سے اک عالم تھرّاتا ہے بادشاہ
اسلام تو یہ سنکر خاموش ہو رہے لیکن جس طرح یہان کے
عیار وہان کی خبر لائے تھے اوسی طرح عیاران کفار ہیئتین بدلے ہوئے
یہان بھی موجود تھے یہ تمام باتین اونہون نے سنین اور اچھی طرح دریافت
کیا کہ کون کون اس قافلہ مین ہے اور جا کر اپنے سردارون کو فوراً
اطلاع دی کہ آپ بڑے خوش نصیب ہین اور خداوند ابلیس کا
افضال آپ کے شریک حال ہے جن لوگون کے ہاتھون صدہا خداوندیان
برباد ہوئی ہین اور جو خاص مالک تخت و تاج تھے وہ بے سر و سامان دامنہ
کوہ مین اوترے ہوئے ہین اور خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہین گرشیب
آہن کلاہ وغیرہ نے پوچھا کہ نام اوس بادشاہ کا کیا ہے عیارون
نے بیان کیا ایک سعد بن قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران بادشاہ
اول اور دوسرے سلطان سعد یہ ہی پوتے امیر اول کے اور بادشاہ
دوم لشکر اسلام بہت باقی اور رفیقان قدیم جو ضعیف ہو چکے ہین لیکن بڑے
بڑے شجاع و بہادر جنہون نے ہزار ہا معرکہ جیتے ہین اور اب تک زندہ و سالم

موجود ہین لیکن سب بے سرو سامانی کی حالت مین ہین نہ تو مرکب بھی اتنے ہین
کہ اون سب کی سواریون کے واسطے کافی ہین اور جو کچھ ہین وہ بھی ایسے ہین
کہ جن پر سوار ہوکر جنگ کرنا بسا دشوار معلوم ہوتا ہے ہتیارون کی بھی یہی
کیفیت ہے کہ سوا چند زنگ آلودہ تلوارون کے اور کچھ بھی نہین ہے اور جمعیت
بھی تین سو کے اندازاً معلوم ہوتی ہے یہ سنکر گرشسپ آہن کلاہ و اعقاب
نیزہ باز و قریتہ تیغزن نہایت خوش ہوئے اور کہا اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ
آئیگا ان لوگون کو مار لینا چاہیئے اگر یہان یہ لوگ قتل نہ ہوجائینگے اور خانہ کعبہ
تک پہونچ جائینگے تو جمعیت انکی زیادہ ہوجائے گی اور قوت بڑہ جائیگی بس
اوسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ سنتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرجی جس وقت آواز کوس حربی کی سمع اقدس بادشاہ اسلام
مین پہونچی ملازمین سے فرمایا کہ دیکھا تم نے معلوم ہوتا ہے ان کفار کو بھی ہماری
خبر مل گئی جو منظور رب ہے فرماکر آبدیدہ ہوئے خیال مین گذرا کہ کہان ہے
اسوقت بارگاہ سلیمانی کہان ہے اساسہ صاحبقرانی کہان ہے طبل
اسکندری کہان ہے علم اژدہا پیکر کہان ہین وہ جوانان صف شکن و تہمتن
جو رونق افزا بارگاہ سلیمانی رہا کرتے تھے افسوس کہ تفرقہ پردازی فلک
کجدار نے سب کو متفرق کردیا اور اس مجمع کو پریشان کردیا اور موت گریبان پکڑکر کس
بے سرو سامانی کیساتھ اس صحرا مین لائی جسکا ہم پوشیدہ ہوکر چلے تھے اور تکلیفین گوارا
کی تھین اور جس خیال سے احتیاط کو دخل دیا تھا اوسی کا سامنا ہوا کہ دشمن موجود
ہوگئے شعر ہیچ کے کانٹون سے چلین کی ہمنے گو تدبیر پا ٭ گو کھڑ و تلوے نہین نکلے واہ ری تقدیر پا
لیکن ان عافیت بینون نے مطلق خوف نہ کیا اور یہ صلاح ہوئی کہ شب آخر معلوم
ہوتی ہے اس تھوڑے زمانہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے اور زندگی یاد معبود مین گزارنا
چاہیئے یہ تصور کرکے سب نے وضو کیئے اور طاعت الٰہی مین مصروف ہوئے اوس طرف
آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھین اس طرف وہ محویت خدا کی
جانب تھی کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا وہان فوج کفار تلوارون پر صیقل کر رہے
تھے زرہ چار آئینہ عرق چین زرہ کرب خود و موچینہ دستانے موزے وغیرہ
صاف درست کیئے جارہے تھے یہان کسی نے کفن پہنا تھا کوئی کافور ملائی کر رہا
تھا کوئی غسل کر رہا تھا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا عجب حالت تھی کہ ایک
دوسرے کے حال پر رو رہا تھا وہان تو طبل جنگی بج رہا تھا یہان سناٹا تھا
کوئی ایسا بھی نظر نہ آتا تھا جس سے یہ امید ہوتی کہ یہ لاش پر ماتم کریگا
غرضکہ اسی حالت مین وہ شب مہیب تمام ہوئی اور سفیدہ سحر گردون
پر نمودار ہوا غب زندہ دار فلک گوشہ مغرب مین عافیت پذیر ہوا اور
نیر عالم افروز افق مشرق سے نیزہ بکف تاج بر سر نمودار ہوا عبادت
گزارون نے مصلے اوٹھائے اور آمادہ مرگ و ہتیار رکھتے ہوئے کفار نے حملہ

بدعت بلند کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے ادہر بادشاہان لشکر
اسلام یعنی سعد بن قباد و شہریار اور سلطان سعید و شیخ معصوم گھوڑون
پر سوار ہوئے سپر تلوار لے لی اور میدان جنگ مین پہونچے ادہر کفار نے صفون
کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ کو لاہور چنداول صفون کو درست کیا یہان
صرف دونون بادشاہ توسن کہون پر سوار آگے آگے ہین پیچھے تین سو سات
سردار مثل اسد اسدان اسد شیردل اسد پولاد اسد شیر گیر اسد گیرگوان
سیف ذوالیدین خسرو فضل کوہستانی طوق حران ابوالمدن نوروز
ہین جنہون نے صفین عمارہت پر صف بستہ ہین آج یہ شان اسلام کی ہے
بادشاہ اسلام اپنے شوکت قدیم کو یاد کرکے جانب فلک دیکھتے ہین اور آنکھون
مین آنسو بھر آتے ہین تو ضبط سے کام لیتے ہین کہ دشمن طوق حران
گرد علم ارغوان ہیکر کو یاد کرکے دلون سے غم آہ بلند کرتے ہین تمام سرداران قدیم
جو اس وقت سپاہی ہونیکی طرح ہین صفین باندھے کھڑے ہین اپنے اپنے مرتبہ سرداری
کو پامال کرکے اس حالت پر نظر کرتے ہین تو کلیجا منہ کو آتا ہے لیکن سب کے سب
استقلال کے ساتھ مرنے پر تلے ہوے کھڑے ہین اگرچہ اس قابل ہین
کہ میدان جنگ کی تکلیف برداشت ہوسکے گر ہمتین اب وہی ہین
سوار کیا چیز ہین مرنے والا اکیلا سو پر بھاری ہوتا ہے انشاء اللہ
انہین رنگ آگو وہ تلوارون کو خون کفار سے صیقل کرینگے شاہ نصیب
خانہ کعبہ مین پہونچ چکے ہین اور سامان سفر مہیا ہوگیا ہے یقین ہے کہ صاحبقران
کو ضرور اس حالت کی خبر پہونچے گی اور وہ یہان تشریف لائینگے خراب
ہوگی یہان تو یہ رنگ ہے اور اوس طرف لشکر کفار مین باجے بجے رہتے ہین
علم لہرا رہے ہین بیرقین اڑ رہی ہین کلغیان خودون کی نیزون کی
سریان کے پھل تلوارون کے پھول ڈہالون کے دھوپ مین چمک رہی ہین
کفار مین ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دے رہا ہے کہ ہان اے جوانو دلاورو آج
روز نام و ننگ ہے دیکھو شان خداوند ابلیس کی کہ آج اوس نے کیسے
سامان عنایت کئے ہین اور ان لوگون کو کس حال خراب سے اس صحرا مین لاکر
پیش کر دیا ہے کہ جس طرح چاہو مار لو اب یہ کہین جا نہین سکتے ہین ارے
یہ وہی لوگ ہین جنہون نے سیکڑون خداوندیان برباد کردین شہر کے شہر
اجاڑ کر دیے سلطنتین بگاڑ دین اپنا سکہ تمام عالم مین
بٹھایا جو ان لوگون کی خون سے ہاتھ بھریگا سامنے خداوند لب
زرین سخن گو کے سرخرو جائیگا اور جو تامل کریگا بہت پچھتائیگا
پھر ایسا وقت نہ ہاتھ آئیگا یہان نہ نقیب ہین نہ کیت ہین
ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دلا رہا ہے کہ اے بہادرو آج سے زیادہ
کوئی بہتر وقت آزمائش کا نہوگا جو اس وقت مین استقلال کے ساتھ

راہ خدا مین شہید ہوئے مردے یہ جنگ ہی قیامت تک یادر ہیگی لوگ اس
افسانہ کو سینگے اور دیکھینگے کہ رفیقان صاحبقران کیا بہادر تھے کہ کس وقت مین
اور کس بے سرو سامانی مین کفار سے لڑے اور تقیہ نہ کیا اور اپنے حیات مین اپنے
بادشاہ پر آنچ نہ آنے دی نہ اس لشکر مین تبردار بیلدار وغیرہ تھے کہ میدان
جنگ کو درست کرتے لشکر کفار سے تبردار نکلے جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کر مٹا دین
اور بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو برابر کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے
گرد کو بٹھلا ایک طرف میدان مثل آئینہ کے تھا اور ایک جانب وہی بیہڑ تھا جابجا
کہین گڑھا کہین موشخانہ کہین ڈھیا کہین جھاڑی غرضکہ ہر حال اک تصویر عبرت تھا
اب لشکر کفار سے اعتقاب نیزہ باز نے باگ مرکب کی لی اور پاشنہ مارا کہ گھوڑا
تراره بھر کر میدان مین آیا اس سپاہی نے پہلے خوب نیزہ کے ہاتھ نکالے پھر اپا میدان
کا دکھایا جسوقت عرق مین غرق ہو گیا اک مقام پر نیزہ گاڑ کر ٹھہرا اور دم کو آراستہ
کر کے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقۂ مسلمانان سنو مین
اعتقاب نیزہ باز بندہ خاص خداوند ابلیس و فرستادہ خداوند
بت زرین سخن گو ہون اسواسطے آیا ہون کہ اول تم لوگون کو ہدایت اوس دین
برحق کی کرون کہ جسکا مین پابند ہون اگر تم راضی ہو تو تمکو اپنے گروہ مین شامل
کرون اور خانہ کعبہ کو برباد کر کے خدمت خداوند مین روانہ ہون اور گناہ تمہارے
عفو کرادون اور اگر نہ رضامند ہو تو تم کو قتل کرون بس تم کو آگاہ ہونا چاہیے کہ
خداوند ابلیس کیا خداوند ہے کہ جس نے سوا انکار پرستی کے کسی فعل کو
گناہ قرار نہین دیا ہے چاہے چوری کرے یا ڈاکا مارے یا کسی کو قتل کر ڈالے
یا زنا کرے سب جائز اور مباح ہے اسلئے کہ ہر چیز خداوند نے راحت انسان کے
واسطے پیدا کی ہے مال و دولت جس جگہ سے ممکن ہو اپنے صرف مین لائے جسے
کمزور پائے اور اپنا فائدہ دیکھے اوس کو قتل کر ڈالے کیونکہ کمزور وہی لوگ ہین
جنہون نے دنیا پر آنے مین جلدی کی اور ثمر اونکا خام رہگیا گویا نافرمانی کی اسلئے
خداوند کی وہ لائق اسی کے ہین کہ قتل کیے جاوین اور عورتین پروردگار عالم نے
مرد کے لئے پیدا کی ہے اوس مین اسکی تفریق کی کوئی ضرورت نہین ہے
کہ ایک عورت حلال ہے اور دوسری عورت حرام ہے کوئی عورت
کسی مرد پر حرام نہین ہے خواہ وہ ماں ہو یا بہن یا بیٹی بلکہ جہان تک ایسی
ایسی عورتین ممکن ہون غیر عورت پر توجہ کرنا کفر ہے اسیسے اقبال حالص نہین
رہتے ہے تم لوگون کو چاہیے کہ آئین اس مذہب کی اختیار کرو اور دین اپنا
ترک کرو کہ طریقہ اسلام مین بڑی بڑی دقتین ہین سخت سخت پابندیان ہین
لاحق رہتی ہین یہ شے پاک ہے وہ نجس اور پانی یون نجس ہو جاتے
ہین اس طرح نجس پاک ہوتی ہے یہان کوئی شے نجس ہے نہ
حرام ہے ہر چیز پاک ہے اور سب حلال ہے تمہارے خدا نے

تم پر کیسی سختیان ڈالی ہین اور ہمارے خداوند نے ہم کو کیسی کیسی سہولتین بخشی ہین آپ بھی اس دین عمدہ کو نہ اختیار کرو تو سوا ناانصافی اور بدنصیبی کے کیا کہنا چاہیے یہ کلام اس ملعون کے سن سنکر اہل اسلام لاحول پڑھاکئے اور کوئی بات اس قابل نہ سمجھے جسکا جواب دیجے لیکن اک امر ضروری و واجبی جانکر چند کلمات نصیحت آمیز بادشاہ اسلام نے بھی بیان فرمائیے اور تعریف پروردگار عالم مین بھی جو نکو جتنیان کیا اور مذمت ابلیس پر تلبیس کی بیان کی جب سنکر اعقاب نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ تم لوگ بڑے بے ادب ہو کہ شان خداوند مین ایسے ایسے کلمات کہتے ہو جس کا سننا اور اعادہ کرنا دونون گناہ سے خالی نہین ہین معلوم ہوا کہ قلب تمہارے سیاہ ہین اور تم کبھی راہ راست پر نہ آؤگے لہذا جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ فوج اسلام سے کرتیت سپر گردان مرکب کو اپنے بڑھاکر سامنے بادشاہ اسلام کے آگئے اور اوسی قاعدہ قدیم کے موافق گھوڑے سے اوترکر اجازت میدان مانگی بادشاہ رونے لگے اور وہ سامان یاد آیا کہ جو سردار اجازت طلب کرتا تھا اوسے جام دیا جاتا تھا یہان انجام اچھا نہین معلوم ہوتا فرمایا کہ پروردگار کی حفظ و امان مین دیا ہے اور اے کرتیت سپر گردان کیون تم نے اس قدر جلدی کی اسواسطے کہ تم مجھ سے زیادہ مسن ہو پہلے مجھی کو جانا چاہیے تھا تمہارا زمانہ راحت اوٹھانے اور آرام سے بیٹھنے کا ہے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خدا اقبال کو آپ کے زیادہ کرے اور ان دشمنون پر بھی ظفر دے کیونکر یہ ہوسکتا ہے کہ ہم بیٹھے دیکھا کرین اور بادشاہ دشمنون سے لڑنے کو جائے وائے ہو ہماری زندگی پر کہ ہم یہ دیکھنے کو زندہ رہین کاش اور لوگون کی طرح کسی اور جنگ مین مارے گئے ہوتے اور یہ حالت بے سر و سامانی حضور کی نہ دیکھتے یہ کہکر کرتیت سپر گردان بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار کا کیا جیسے ہی مرکب کو بڑھاکر سامنے اعقاب نیزہ باز کے آئے اعقاب نے کہا کہ تو کون ہے کہ وہان اجل مین دیدہ و دانستہ چلا آتا ہے یہ سن تیرا کمر خمیدہ بال سفید تن پر جھریان پڑی ہوئی تو مجھسے کیا لڑے گا جا پلٹ جا اور کسی کو بھیج مینے تو سنا تھا کہ رفیقان حمزہ کا یہ مجمع ہے اور بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی ہین کرتیت سپر گردان نے کہا کہ مین اک ادنےٰ خادم اونکا ہون اور بیشک میرا سن کہنت ہے مگر تجھ ایسے ہزارون کافر چڑھکر آئے اور رفیقان امیر کشورگیر کے ہاتھ سے مارے گئے تیری کیا حقیقت ہے کہ تو اون سے لڑ سکتا پہلے اس دست رعشہ دار کا وار تو روگ لے اعقاب نے کہا کہ دیر کیا ہے اور تامل کیون کرتا ہے کرتیت سپر گردان نے

جواب دیا

جواب دیا کہ پہلے تیری طاقت تو دیکھ لون کہ تو کیسا پہلوان زبردست ہے
یہ سنکر اعقاب نیزہ باز نے کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری دامن گیر ہے
دل کی دل مین رہجائیگی لے اسے یہ کہکر نیزہ مارا کربیت سپہر گردان
نے وار نیزہ کا خالی دیکر تلوار ماری اُسکے پاس نیزہ کہان تہا نیزہ بازی کرتے
اعقاب نے وار کربیت سپہر گردان سپر سے رد کرکے دوسرا وار کیا اسی طرح
کئی وار کی رد و بدل مین یہ نوبت ہوئی کہ اب نہ تو گہوڑے مین کربیت
سپہر گردان پہرنے اور پلٹنے کا دم رہا اور نہ سوار مین قوت رہی پسینہ بہنے لگا
ہاتہہ پاؤن کانپنے لگے آخر کار یہ مرد مومن شہید ہوا بس یہ دیکہکر سلطان
سعد نے گہوڑا دوڑایا اور سامنے اعقاب نیزہ باز کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ لاضرب بہادری کے اعقاب نے جواب دیا کہ دیکہا تم نے کہ کیونکر مین نے
اوس بڈہے کو مارا بیکار اپنی جانین دیتے ہو کیون اطاعت خداوندیت
زرین سخن گو کی اختیار کر لیتے ہو یہ سنکر سلطان سعد نے جواب
دیا کہ تو نصیحت اپنی رہنے دے اگر تیرا قابو چلے تو ہم سب کو قتل کر ڈال
یہ سنکر اعقاب نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کا سلطان سعد پر وار کیا سلطان
سعد نے ترچہے ہوکر نیزہ کو خالی دیکر ہاتہہ نیزہ پر ڈالدیا اور اک جہٹکا مارا کہ اعقاب
اوندہے منہ آرہا اس ابلیس پرست نے اک گہونسا مرکب سلطان سعد پر مارا
کہ گہوڑا گہوم گیا اور سر پہٹ گیا سلطان سعد نے نیزہ تو ہاتہہ سے اعقاب کے چہین
لیا مگر مرکب آتشبازی ہوکر رہگیا بس کودکر گہوڑے سے مرکب اعقاب
پر ایسا گہونسا مارا کہ وہی حالت مرکب اعقاب کی ہوئی بلکہ کہیں چکر کہاکر زمین
پر گرا اور تڑپ کر مر گیا اعقاب نے کہا تو بڑی شہزوری دکہاتا ہے یہ کہکر
سلطان سعد سے لپٹ گیا سلطان سعد نے بہی نیزہ ہاتہہ سے پہینک کر
گریبان مین ہاتہہ ڈالا زور کشمکش کے ہونے لگے دونون طرف دار قریب
قریب آکر تماشا دیکہنے لگے تہوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ سلطان سعد نے لنگر
اعقاب کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا
پوچہا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار مین بارے مین اعقاب نے جواب دیا کہ
تیرے گاؤ زوری سے مین دبنے والا نہین ہون اسلیے کہ خداوندیت
زرین نے میری موت ہی معین نہین کی ہے مین خود تجہے قتل کرونگا بس یہ
سننا تہا کہ سلطان سعد تڑپ کر اُس کے پہیرون کی طرف آئے
اور ایک پاؤن ہاتہہ سے پکڑا اور دوسرا پاؤن پاؤن کے نیچے دبایا اور اللہ اکبر
کا نعرہ کرکے جو جہٹکا مارا ساغری سے نرخرہ تک چیر کر پہینک دیا یہ قوت
دیکہکر سعد بن قباد شہریار نے آواز مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ اسوقت تمنے زور
اپنے والد ماجد عمر بن حمزہ یونانی کا دکہا دیا سلطان سعد نے عرض کی
کہ یہ سب آپکا اقبال اور بزرگون کی دعا کا اثر تہا ورنہ من آنم کہ من دانم لیکن

اقوات آہن کلاہ و شیر بیشہ مغز ان شہید ہوئے دیکھا کہ اتنا بڑا سردار اس بیدست
دپا کس ذلت و خواری سے مارا گیا صلاح کی کہ ان لوگوں سے یوں لڑنا ٹھیک
نہیں ہے سب مل کے یورش کرکے قتل کر ڈالو ورنہ ایک ایک کرکے تو یہ سارے
لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ مشورہ کرکے ان دونوں نے باگین اوٹھادین اور
لشکر کو آواز دی کہ مارلو اسکو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے
جوان کو یوں مارا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار کے لشکر نے باگین اوٹھادین بس یہ
دیکھکر سعد بن قباد شہریار نے بھی اپنے رفیقوں سے کہا کہ لینا ان کافروں کو
اور خود بھی تلوار کھینچکر آپڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا خوب
گھمسان کی تلوار چلنے لگی سلطان سعد نے اک سوار کو مارکر مرکب اوس کا
چھین لیا اور بیٹھکر گھوڑے پہ کفار کو قتل کرنا شروع کیا رفقاے بادشاہ کے پاس
بھی تلوارین اور گھوڑے نہ تھے اسد اسدات پر اک سوار نے نیزہ مارا اس فرد
جہاندیدہ نے نیزہ خالی دیکر کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ اوندھے منہ آرہا مڑکر
ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور اوسی کافر کو گھوڑے سے گرا کر آپ اوسکے مرکب پر سوار
ہوکر اور اوسکو قتل کرکے آگے بڑھے اسی طرح جن جن سرداروں کے پاس گھوڑے
اور تلوارین نہ تھیں انہیں کافروں سے چھینیں اور لڑنا شروع کیا طوق حران
گرد و ابوالمعدن گرد نے علمدار لشکر کفار کو مارکر سر اوسکا نیزہ پر بلند کیا اور
تلوار کھینچکر لڑنا شروع اسد بچہ گیر کے پاس مرکب تھا نہ تلوار پھرتی جیسے ہی
اک سوار لشکر کفار کا قریب اونکے آیا اوسنے تلوار ماری اسد بچہ گیر نے وار اوسکا
خالی دیکر گھونسا مارا کہ وہ سوار بلبلا گیا ساتھ ہی دوسرا اکڑا البغوث تمام مرکب کو
اوسنے مارا کہ مرکب نے الف ہوکر سوار کو گرا دیا بس اپنا گھوڑا اوس سوار پر
دوڑا دیا کہ استخوان چور ہو گئے تلوار اوسکی قبضہ میں کی اور لڑنا شروع کیا
عیاروں نے پیچھے سے پہنچے اور کفار پر گرے مارنا اور قتل کرنا شروع کیا جس سوار کو
جست کرکے پیچھے مارا سر تن سے اوڑا دیا مرکب کو چابک مارا کہ وہ اوس لاش
کو لیکر بے تحاشا بھاگا جس سوار پر گرا گھوڑا اوس سوار کا بھی بھڑکا بعض نے پتھر
مارنا شروع کئے نہ تو اسکے پاس سامان عیاری ہے کہ کوئی کام ہو سکے آپس میں
مشورت کی کہ کیا کرنا چاہیے چالاک نے راے دی کہ اگرچہ عیار ان لوگوں
کے ساتھ بھی ضرور ہونگے اگر اون پر قابو چلے تو کچھ کام نکل سکتا ہے سب نے اس
راے کو پسند کیا فوج کفار تو اس طرف مصروف جنگ تھی کسی کو یہ خیال
بھی نہ تھا کہ کوئی خیموں کی طرف آسکیگا اسلئے کہ اہل اسلام
کی اتنی جمعیت ہی کہاں تھی کہ وہ فوج جنگ آور علیحدہ کرتے اور فوج
محفوظ جدا قائم کرتے لیکن یہ غیر معلوم تھا کہ عیار بلا کے جیدرمان ہیں کفار کو اپنے
پڑاؤ سے غافل دیکھکر اودہر متوجہ ہوگئے اور جاکر تمام خیموں چھولداریوں میں
آگ لگادی نقارہ پھاڑ ڈالے اور جسقدر سامان عیاری عیاران کفار کی خیموں میں

موجود پایا سب کو لوٹ لیا اور جو اپنے سے بیکار سمجھا اوسے برباد کر دیا اوس کے بعد تب بھی فوج کفار کی طرف متوجہ ہوئے لیکن خیمے جو کافرون کے جلے اور شعلے بھڑکے تھوڑی سی فوج ادھر بھی دوڑ پڑی کہ یہ کس ظالم نے ستم کیا کہ خیمے کا ٹھکانا نہ رکھا لیکن وہان جاکر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ہر چند چاہا کہ خیمون کی آگ بجھائین لیکن اوس ریگستان مین اتنا پانی کہان تہا کہ سینکڑون خیمون کو آگ کے شعلون سے بچا سکتے لیکن غول عیارون کا اب جو وہان سے پلٹا اور فوج کفار کی طرف متوجہ ہوا کسی نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیا جس سوار کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا گھوڑے سے چکرا کر گرا اور پامال ہوگیا کسی کے گھوڑے کے سر پر پڑا وہ تڑپ کر دوسرے پر جا رہا بعض نے حقہ ہا آتشبازی مارنا شروع کیے کوئی سوار جلا کسی کا مرکب جلا اور بھڑکا ایک دوسرے پر گرا غرضکہ جدہر یہ عیاران لشکر اسلام متوجہ ہوئے آگ لگادی اور تہلکہ ڈالدیا جب اپنی طرف سے کسی سردار کو دیکھا کہ گھر گیا ہے جھٹ گردا ایک حقہ آتشبازی کے دس بیس پتھر مار دیے کہ بھیڑ منتشر ہو گیا ایسی گرمی جنگ مین قرینہ تیغزن لشکر سامنے سعد بن قباد شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغ مارا سعد بن قباد نے مرکب کو دبا اور زیر بغل آکر کلائی پکڑ لی اور کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جو کر کے کھینچکر زور کیا کہ زین سے اوٹھا لیا پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین اوسنے انکار کیا بس سعد بن قباد نے اوس کو چورنگ ہوائی کیا لیکن اقوائے آہن کلاہ اور چوگان بن حمزہ سے سامنا ہوا اوس وقت کہ چوگان زخمون مین چور جھوم رہے تھے کہیں کہیں خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گھر بیٹھا تھا آنکھین بند ہوئی جاتی تھین اقوائے آہن کلاہ نے نعرہ کیا کہ باش اے خدا پرست تو کون ہے کہ حالت زخمداری مین اس طرح شیرانہ حملے کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو حمزہ عرب کا کوئی عزیز ہے کہ ایسی جرأت سوا اوسکے خاندان کے دوسرے مین نہین دیکھی فرمایا نام میرا چوگان بن حمزہ ہے افسوس کہ کس وقت تو سامنے آیا ہے جبکہ مجھے خود سنبھلنا دشوار ہے مگر خیر تو وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ اس سے بڑھکر تجھکو موقع نہ ہاتھ آئے گا اقوائے آہن کلاہ نے کہا کہ غرض ہماری اب بھی پوری ہے اسلیے کہ مطلب تم لوگون کے قتل کرنے سے ہے یہ کہکر تلوار ماری چوگان بن حمزہ نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغ آبدار کا مارا اسنے بھی برابر سپر کو اوٹھا کر چہرے کے پناہ کیا لیکن تلوار جو سپر پر پڑی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود کو دو ٹکڑے کیا اور سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا جگر گاہ اوتر گئی اقوائے آہن کلاہ گھوڑے سے گرا ادھر چوگان بن حمزہ کو غش آگیا کفار یورش کر کے آپڑے لاش اپنے سردار کی اوٹھالی اور چوگان بن حمزہ پر تلوار برسنے لگی یہ حالت دیکھکر جمشید بن قباد دوڑے لیکن جس وقت تک پہونچین پہونچین چوگان بن حمزہ کو کفار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تہا کہان تک بیان کیا جائے کہ تلوار چلتے چلتے تمام دن گذرا اب کوئی چار گہڑی دن باقی ہوگا کہ قریب

ایک لاکھ سرداروں کے فوج کفار کام آئے اور تین سو ساٹھ سرداران لشکر اسلام قتل ہوئے اور پچاس عیار مارے گئے آخر میں سلطان سعد و سعد بن قباد شہریار و جمشید بن قباد بھی شہید ہوئے ایک ایک بہادر نے سو سو اور دو دو سو کو مارا لیکن کہانتک زخمی اور کس کس کو قتل کریں لیکن چونکہ سردار لشکر کفار کے بھی مارے جا چکے تھے اس وجہ سے سران خداپرستوں کے بچ گئے فوج کفار لاشوں کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور یہی بے سروسامانی کی وجہ سے کہ خیمہ بھی جل چکے تھے بیٹھے کا سہارا بھی خداپرستوں باقی نہ رہا تھا اپنی طرف کی لاشیں بھی نہ اٹھائیں اور چل کھڑے ہوئے دیکھا چاہئے کہ اب یہ لوگ کس طرف جاتے ہیں لیکن اب حال کچھ تھوڑا سا گلستان ارم کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ملکہ آسمان پری نے دیو جندک کو روانہ کرنے کے بعد ایک روز عبدالرحمن جنی سے کہا کہ بہت روز سے خبر حمزہ صاحبقران کی نہیں معلوم کہ اون پر کیا گذری ذرا اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجئے کہ صاحبقران اور اولاد صاحبقران کی کیا حالت ہے اور خانہ کعبہ میں کون کون اونکے ہمراہ ہے عبدالرحمن جنی نے زائچہ کے خانہ درست کر کے سولہوں شکلوں کو رمل کی پیش آکر جو غور کیا اور نظر تعمق سے دیکھا تو سر پیٹ لیا اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ غضب ہوا بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اور چوگان بن حمزہ ایک صحرا میں تین سو ساٹھ رفیقوں کے ساتھ خون میں ڈوبے نظر آ رہے ہیں اور فوج کفار انکو قتل کر کے روانہ ہوا چاہتی ہے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے راشد جنی اور ارشد جنی سے کہا کہ جلد جاؤ اور لاشیں خداپرستوں کی اوٹھا لاؤ یہ سنکر دونوں سردار فوج جنیان ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اوس وقت پہونچے جبکہ کفار مسلمانوں قتل کر کے علیحدہ ہو چکے تھے راشد جنی نے یہ حال دیکھکر ارشد جنی سے کہا کہ یہان تو تمہ ہو چکا سب اہل اسلام قتل ہو چکے ہیں اور کفار انھیں قتل کر کے جان بچا کر جاتے ہیں پہلے انسے انتقام کر لیجے بعد کو لاشیں اوٹھا کر لے چلیں گے ارشد جنی نے کہا کہ ایسا نہو یہ امر صاحبقران اعظم کے خلاف گذرے اونکی اجازت نہیں ہے کہ دیو آدم زاد سے لڑیں راشد مجبور ہو کر خاموش ہو رہا لیکن آنکھوں سے جوش خون جاری ہو گئے جس وقت لاشیں اوٹھانا شروع کیں اور قریب لاش سعد بن قباد شہریار کے پہونچے تو دیکھا کہ زخموں میں چور ہیں مگر سانس برابر آ رہی ہے اور یہی حالت سلطان سعد کی بھی تھی غرضکہ دیوؤں نے تمام لاشوں کو اوٹھایا اور گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے جس وقت خدمت میں ملکہ آسمان پری کی پہونچے اور تین سو ساٹھ لاشیں سامنے رکھدیں اسوقت آسمان پری و قریشہ ثانی اسقدر پیٹیں کہ منہ اور زانو نیلے ہو گئے اسی [illegible] سعد بن قباد شہریار کو ہوش آیا اشارہ سے پانی طلب کیا ملکہ آسمان پری قریب آئیں اور پانی منگوایا لیکن سلطان سعد راستہ میں مر گئے تھے صرف سعد بن قباد

شہریار میں رمقِ جان باقی تھی اور سانس چل رہی تھی جس وقت اپنے
گرد پریون کا مجمع دیکھا نہایت متعجب ہوا کہا کہ مین اس وقت کہان ہون
ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ اے فرزند تم پرستان مین ہو مینے تمھین
اوٹھوا منگایا ہے مین تمھاری دادی ملکہ آسمان پری ہون سعد بن قباد
شہریار نے سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ بہت سے رفیقان صاحبقران تھے
اور سلطان سعد اور عمرو صاحب یعنے چوگان بن حمزہ و برادرم جمشید
بن قباد بھی آسمان پری نے کہا مین نے سب کو اوٹھوا منگایا ہے سعد بن
قباد نے کہا کہ رن بہت بڑا پڑا تھا اور قریب ڈیڑھ لاکھ کے کافر بھی مارے گئے تھے
دیوون نے کیونکر لاشین مسلمانون کی پہچانی ہونگی آسمان پری نے
کہا اے فرزند مجھے بھی یہ خیال گذرا تھا کہ دیوون نے کس طرح پہچانا ہوگا لیکن دریافت
کرنے سے معلوم ہوا کہ نشان سجدہ سے پہچان کر لاشین مسلمانون کی اوٹھائین
اتنے مین سعد بن قباد نے پہر پانی طلب کیا اور ملکہ آسمان پری نے دو چار
چمچہ حلق مین ٹپکائے ہونگے کہ اک ہچکی آئی اور روح جانب جنت پرواز کر گئی پہران
ہمہ پریون مین اک تلاطم برپا ہوا تمام گلستان ارم مین اک کہرام برپا تھا
جس وقت رونے اور پیٹنے سے فراغت ہوئی سامان لاشون کے اوٹھانے کا ہوا
جلوس پرستانی منگوایا گیا صندل کا تابوت کارچوبی شامیانہ آگے آگے دونون
بادشاہون کے تابوت تھے کہ تاج اون پر رکھے ہوئے تھے اگر سلگتا ہوا منقلین
عود و عنبر کی روشن پریزادان تابوتون کو کاندھون پر اوٹھائے ساتھ ساتھ
پہلن روتی اور پیٹتی آواز مین کلمۂ طیب کی بلند کیے ہوئے اور سردارون کے جنازہ
اونکے بعد عیارون کے صندوق عجب عبرت کا سمان تھا کہ تین سو ساٹھ تابوت
آگے پیچھے چلے جاتے تھے دیکھنے والون کو بے سبب رونا آتا تھا یہانتک کہ اسی حال پر ملال
سے تکیہ گلستان ارم مین پہونچے اور ان چاند سی صورتون کو زیر خاک چھپا دیا
خیال کرنے کی بات ہے کہ مقدر سے انسان کا کچھ زور نہین چلتا جہان کی خاک ہوتی
ہے وہین لیجاتی ہے رہنے والے کہان کہان کے اور قتل کس مقام پر ہوئے اور دفن
پرستان مین آکر ہوئے مگر کیا کیا رفیق جانثار بادشاہ اسلام کو میسر ہوئے
تھے کہ مرکر بھی ساتھ نچھوڑا ایک ہی تکیہ مین دفن ہوئے پرستان مین چالیس
روز تک ماتم انکا برپا رہا تمام پرستان سیاہ پوش تھا پریون کے بال چہرون پر
بکہرے ہوئے کپڑے سیاہ پہنے ہوئے اسی زمانہ مین صاحبقران
اعظم بھی آکر پہونچے کہ یہ اتفاقیہ شکار پر گئے ہوئے تھے ورنہ یہ ضرور جا کر
لاشین طلب کر لاتے انکو یہ حالت معلوم ہوئی اور تمام شہر کو سیاہ پوش
دیکھا بہت پریشان ہوئے خیمہ مین آکر مفصل حال معلوم ہوا
تو یہ بھی بہت روئے اور نہایت صدمہ اس امر کا ہوا کہ مٹی مین
بھی نہ شریک ہو سکے اب ان سب کو تو اسی حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہانسے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کئے جاتے ہین

شعر وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی ٭ کرے کبھی نہ الفت کا اعتبار کوئی ٭ رباعی
الفت پہ کسی کی نہین جانا اچھا ٭ ہر عہد وفا کا آزمانا اچھا ٭ اس رشتہ خام کو ذرا کھینچ کے
بھی دیکھو ٭ بودا ہے اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ٭ راوی بیان کرتا ہے کہ دیو
ابلق جو کہ مثل طوطے کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوا تھا لیکن دل سے اس کے
زنگ کفر برطرف نہوا تھا خوف بری چیز ہوتا ہے جبتک سہراب ابن رستم
کے ساتھ رہا کچھ سرکشی نہ کی مگر جب شاہزادہ نے اس کو رخصت کیا اور یہ پردہ
قاف کیجانب روانہ ہوا راستہ ہی سے یہ سوچتا چلا کہ کیا فکر کرون کہ ملک اخضر
پریزاد کو قتل کر کے تاج و تخت پر قبضہ کرون یہی سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین
آئی کہ جزیرہ نہنگان مین چل کر دیو تہمتن گرز زن کو اپنا شریک کرون
کہ وہ دیو تمام دیوان قاف سے زبردست و بزرگ تر ہے اور کوئی مذہب
نہین رکھتا ہے اگر وہ شریک ہو گیا تو یہ مشکل دم بھر مین آسان ہو جائیگی
اور وہ آدم زاد بھی اگر کمک کو آئیگا تو اوسکے ہاتھ سے مارا جائیگا اسلیے کہ دیو تہمتن
بائیس سو من کا گرز باندھتا ہے یہ تجویز کر سیدھا جزیرہ نہنگان کی جانب
روانہ ہوا یہ جزیرہ سمندر قاف مین بصورت نہنگ واقع ہے اسی سے اسکو
جزیرہ نہنگان کہتے ہین جس وقت دیو ابلق اپنے ہمراہیون سمیت جزیرہ
نہنگان مین پہونچا اور خبر دیو تہمتن کو ہوئی اک دیو کو بھیجا کہ تو کون ہے اور کس
غرض سے یہان آیا ہے دیو تہمتن کا لشکر نہایت قلیل ہے محض اپنے زور بازو پر
اس جزیرہ کی بادشاہت کرتا ہے جس وقت فرستادہ دیو تہمتن گرز زن
نے جاکر دیو ابلق سے پوچھا دیو ابلق نے لشکر کو وہین چھوڑا اور تنہا اوس
دیو کیساتھ پاس تہمتن گرز زن کے آیا اور بطور ابلیس پرستان
سلام کیا دیو تہمتن ہنسنے لگا اور بسبب اپنے خلق کے دیو ابلق سے کچھ نہ کہا
پوچھا کہ کس غرض سے تم میرے پاس آئے ہو دیو ابلق نے اپنی ساری روئداد
سہراب ثانی کے ہاتھ سے زیر ہونے کے بیان کی اور کہا کہ مین بحکم مسلمان
ہوا تھا جس وقت اوس آدم زاد نے مجھے رخصت کیا اور مین قاف
مین آگیا تو پھر اپنے دین قدیم پر قائم ہو گیا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ میری
حمایت کرین تو مجھے بادشاہی ملک اخضر پریزاد کی حاصل ہو جاوے
دیو تہمتن نے کہا کہ مین نا انصاف نہین ہون کہ اک بے گناہ سے سلطنت اوسکی
چھین کر تیرے حوالے کرون مجھ کو دیکھ کہ اس جزیرہ مین
رہتا ہون اور جو کچھ سامان یہان میسر ہے اوسی کو کافی سمجھتا
ہون زیادہ ہوس نہین کرتا جو شخص ہوس کو ترقی دیتا ہے
خراب ہوتا ہے اے دیو ابلق اس ارادہ سے باز آ ورنہ

خراب ہوگا اگر تجھے کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ہے تو یہین رہ اجازت
دیتا ہون اگر یہان کوئی تجھپر چڑھ کر آئیگا تو مین تیری طرف سے بیشک
لڑون گا دیو ابلق نے دیکھا کہ یہ دیو حق پسند ہے یون تیرا شریک ہوگا
کہا کہ معلوم ہوا کہ تم دیکھنے ہی بھر کے ہو یہ گرز مقوی کا بنا ہوا ہے اتنے بڑے ہاتھ
پاؤن ہو کر جب اسقدر احتیاط سے کام لیتے ہو تو ظاہر ہوگیا کہ نام جنگ سے
ڈرتے ہو اب وہان وہ آدم زاد بھی نہین ہے جس نے مجھکو زیر کیا تھا
دیو ہمتن کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او مکار مین تیرے فریب مین تو آنیوالا
نہین ہون جب وہ آدم زاد ہوگا اوسی وقت چلونگا اور اوس سے لڑون گا بشرطیکہ وہ
مجھ سے لڑے ورنہ مین دیو ہو کر اک آدم زاد بے بنیاد کو ہرگز نہ ٹوکون گا
تو جا اور جس وقت وہ آدم زاد وہان آئے تو مجھے لے چلنا یہ سنکر دیو ابلق
زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا افسوس کیا حمیت دیوون کی قوم
جاتی رہی کہ پریون کو آدمزادون سے منسوب کرتے ہین جو خوبصورت پری
ہوتی ہے وہ تو آدم زادون کی نذر ہو جاتی ہے جو ایسی ویسی پریان ہوتی ہین
وہ ہم لوگون کو نصیب ہوتی ہین اول حمزہ صاحبقران داخل پرستان ہوئے
اور آسمان پری سے اونکی شادی ہوئی بہار پری اونکی رفیق
لندھور کی نذر ہو گئی اب حال مین مضراب پری جو کہ منگیتر میری تھی اوسکو
بھی اک آدم زاد آکر لے گیا اور ملک اخضر پریزاد نے جو کہ باپ مضراب
پری کا تھا ہمارا خیال نہ کیا اور اوس آدم زاد بے بنیاد کے ساتھ شادی کر دی
مین اوس سے لڑا تو زیر ہو گیا جب مذہب اوسکا اختیار کیا تو جان بچی ورنہ مار ڈالا
جاتا آپ پاس یہ سمجھکر اپنی داد مانگنے آیا تھا کہ آپ رستم دیوان
قاف ہین میرا انصاف کیجیئے گا مگر آپ نے بھی جواب صاف دیا یہ کہکر رونے لگا
اس مکر مین آ کے دیو ہمتن گرز زن آگیا اور ساتھ چلنے پر راضی ہوا کہ اگر
ایسا ہے تو مین چلتا ہون اور اخضر پریزاد سے مضراب پری کو چھین کر
تجھے دیدون گا بشرطیکہ جو کچھ تو کہتا ہے اوس کا اوس نے بھی اقرار کیا دیو ابلق
نے کہا کہ اب بھلا وہ یہ سچ کیا کہینگے وہ تو ضرور کرینگے اچھا چل مین تیری ساتھ ہون لیکن دلمین یہ خیال کر لیا تھا کہ یہ
دیو مکار معلوم ہوتا ہے چل کر اول تحقیق کر لینا چاہیئے کہ یہ معرکہ کیا ہے یہ سمجھکر
دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لئے اور دیو ابلق کے ساتھ قلعہ اخضر
کے جانب روانہ ہوا کوئی چالیس ہزار دیو ابلق کے بھی ساتھ ہین اور
دس ہزار دیو دیو ہمتن گرز زن کے ساتھ ہین جس وقت یہ
دیو جمعیت کرکے قریب قلعہ اخضر کے پہونچے اور خبر اخضر پریزاد کو
نہایت پریشان ہوئی اور خیال کیا کہ اب رستم ثانی یا
سہراب ابن رستم یا شہریار عالی وقار یا ایرج نوجوان
تو موجود نہین ہین جو اسکے سر کوبی کرین میرے لشکر مین کوئی

دیو ایسا نہیں جو دیو ابلق سے لڑ سکے اور طرہ اوس پر یہ کہ سنا ہے وہ ہمراہ
اپنے دیو تہمتن کو بھی لایا ہے بھلا اوس سے کون لڑ سکتا ہے ایسی ایسی
باتیں سوچکر داخل قلعہ ہوا اور خندق میں آگ روشن کرا دی پل تختہ کروا دیا
توپیں بہر چہار گوشہ لگین ہائے کہ مع آلات آتش کا گولا بارود کی ہانڈی تیل کا
کڑاہ سب چیزیں درست کر رکھیں کہ اگر دشمن یہاں تک پہونچ بھی جائے تو
قلعہ پر قابو نہ پائے ملکہ مضراب پری بھی بجز حال دیو ابلق کے آنے کا سنکر نہایت
پریشان ہوئیں دعا درگاہ الٰہی میں کر رہی ہیں کہ خداوندا عزت میری بچانا تمام اہل
قلعہ متردد ہیں کہ اک مرتبہ جانب صحرا سے تق گرد و غبار بلند ہوا جس
وقت قریب پہونچ کر گرد شق ہوئی تو دیکھا آگے آگے دیو تہمتن کہ اکسکوہ جاندار
معلوم ہوتا ہے گرز بہت بڑا ہاتھ میں لئے ہوئے کہ کلہ گرز مثل اک گنبد دراز
کے ہے اگرچہ دیو ابلق بھی بہت بڑا دیو ہے لیکن اس دیو کے سامنے بچہ
معلوم ہوتا ہے اور دیو ابلق بھی اسکے ساتھ ساتھ ہے پشت پر چالیس
پچاس ہزار ہزارہ بشت نہنگ چوب چماق چادریں فولادی جو بدست دار شمشاد تر ستول بلوط
باندھے ہوئے قلقاریاں لگاتے ہوئے شور کرتے ہوئے آکر پہونچے اور سامنے قلعہ کے
توپوں کی زد سے دور قیام کیا ملک اخضر پریزاد کے جسم میں بسبب
خوف کے تھرتھری پڑ گئی اور کیوں نہو دشمن قوی کا سامنا تھا اور کوئی مددگار
موجود نہیں لیکن دیو ابلق نے جو اخضر پریزاد کو قلعہ بند دیکھا دیو
تہمتن سے کہا کہ دیکھئے اگر یہ خطاوار نہوتا تو قلعہ میں کیوں چھپکر بیٹھتا دیو تہمتن
گرز زن نے کہا کہ دیکھو میں نامہ لکھتا ہوں یہ کہکر اک خط اس مضمون کا
تحریر کیا کہ اے اخضر پریزاد آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا تہمتن گرز زن ہے
اور چشمہ نہنگان میرا مسکن ہے اس غرض سے نہیں آیا ہوں کہ
ملک تمہارا چھینوں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں فہمائش کروں اگر بات میری
قابل ماننے کے ہو تو مانو اور نہیں تو مجھے معقول کردو وہ یہ ہے کہ دیو ابلق
کے بیان کے موافق مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری دختر نیک اختر ملکہ مضراب
پری جو کہ منگیتر دیو ابلق کی تھی تم نے کسی آدم زاد کے سپرد کر دی
ہے لہذا یہ حرکت بالکل خلاف شرافت و ریاست ہے اپنے کئے سے پشیمان ہو
اور اوس کی منگیتر اسکے حوالے کردو یا جواب شافی لکھو اور سبب
اسکے ساتھ شادی نکرنے کا بیان کرو ورنہ یہ سمجھ لو کہ اگر تم نے کسی
آدم زاد کے بہروسے پر بیجی ہو اور مجھ سے خلاف قاعدہ گفتگو کی
اور معقول نہوگی تو دم بھر میں قلعہ کو برباد کر دوں گا اور مضراب
پری کو بجبر تم سے چھین کر اوس کو دیدوں گا جس وقت یہ نامہ
تیار ہوا اک دیو شعیف کو دیا کہ جاکر جواب لے آ اور سخت کلامی نکرنا
دیو نامہ تہمتن کا لیکر زیر قلعہ آیا اور اس نے آواز دی کہ

سے کہان قلعہ مجھ سے خوف نکر دیکھو کہ مین ایلچی ہون صرف جواب نامہ لینے
آیا ہون اخضر پریزاد نے دیو کو اندر قلعہ کے طلب کرلیا جس وقت دیو اندر قلعہ
کے داخل ہوا نامہ بہمن گرز زن کا اخضر پریزاد کو دیا اخضر پریزاد نے نامہ
پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی دوسرا کاغذ اور قلم دوات طلب کرکے جواب اس
مضمون کا تحریر کیا کہ اے بہمن جسقدر باتین کہ آپ نے زبانی دیو ابلق کے کہین
اور مجھکو تحریر کی ہین یہ سب غلط ہین مضراب پری سے اور اس سے کیا نسبت
تھی کہ وہ اس کی منگیتر ہوتے اس کی بھی یہ لیاقت تھی کہ شاہزادیون سے
اس کی شادی قرار پاتی محض تہمت لیتا ہے علاوہ اس کے اگر ایسا بھی ہوتا تو جس وقت
ہمارے اس کے اختلاف مذہب کا جھگڑا آپڑا یعنے وہ ابلیس پرست اور ہم خدا
پرست اس صورت مین اگر شادی قرار بھی پاچکی ہوتی تو ترک کرنا پڑتی
اور تم یہ جو لکھتے ہو کہ آدم زاد بے بنیاد اسکا جواب تو وہ آدم زاد موجود ہوتا
تو تم کو جواب دیتا مین تو حقیقت مین تجھ سے مقابلہ نہین کرسکتا جس وقت یہ جواب
نامہ لکھا دیو نے لاکر بہمن گرز زن کو دیا بہمن نے تو صاف انکار کیا اور دیو ابلق
سے کہا کہ مین تیری الحاح وزاری کے سبب یہانتک چلا آیا تھا ورنہ تیرے مکر فریب
مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا اب تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے میرا قاعدہ نہین کہ چوہے سے
بھاگے قلعہ مین چھپے مین اوس پر چڑھاوا کرون ہان اگر وہ آدم زاد یہان موجود
ہوتا تو بیشک مین اوس سے لڑتا اور تجھکو بھی غیرت ہو تو کبھی قلعہ اخضر کا رخ نکرنا
اور مضراب پری سے دست بردار ہو جب وہ دوسرے کے تصرف
مین آچکی اور لڑکا اوس کا جوان موجود ہے تو اب تیرے کس کام کی رہی دیو ابلق
نے کہا کہ یا مین اپنی جان دونگا اور یا مضراب پری کو اس سے لونگا اگر
آپ نہین شریک ہوتے نہ سہی میرا تماشا دیکھئے مگر شاید وہ آدم زاد آجائے
تو اوسے روکئے گا دیو بہمن نے کہا کہ ایسے وقت مین مدد اوسے بھی نہ دونگا کہ تو
ناموس کو اوس سے چھینے جاتا ہے ہان اگر وہ طبل جنگ بجوا کر میرا سامنا کرے گا تو خبر
لے لونگا ورنہ مین سبقت طبل بجوانے مین بھی نکرونگا دیو ابلق کو اگر خوف تھا تو
سہراب ثانی وغیرہ کا تھا یہان قلعہ مین اب کوئی ایسا نہین ہے جس سے دیو
ابلق کو خوف ہو بس اس نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا ادہر اخضر پریزاد
کو معلوم ہوا کہ دیو بہمن نے تو مدد دینے سے انکار کیا مگر دیو ابلق نے خود
اپنے نام پر طبل بجوادیا ہے اخضر پریزاد نے بھی نقارہ بجوادیا جب صبح ہوئی
تو دیو ابلق نے قلعہ پر دہاوا کیا جس وقت سامنے قلعہ کے پہونچا
گولون کی مار ہونے لگی دیو ابلق نے گرز و سپر کو سنبھالا اور چلا قلعہ
کی طرف جو گولہ سامنے آیا گرز سے روکا جو بائین سے آیا سپر پر
روک لیا پاؤن کی طرف آتے دیکھا اچھلکر اوسے خالی دیا سر پر
آتے دیکھا تو بیٹھ گیا کہ گولہ سر سے نکلا چلا گیا ساتھ والے تو

دیوابلق کے بہت سے گر گئے مگر اسکی قضا نہ تھی کہ گولے رد کرتا ہوا برابر قلعہ کے
پہونچ گیا اور قلعہ پر سے نزدیک کے حربون کی مار ہونے لگی مانے کا متوا کرکے کا
گولا بارود کی ہانڈی تیل کا کرتا و سب حربون کو رد کرکے اسنے جست کی کہ خندق کو
پھاندکر برابر فصیل بند دروازے کے پہونچگیا کہ جہان اخضر پریزاد بیٹھا ہوا تھا
چاہتا تہا کہ پہاٹک کو توڑکر داخل قلعہ ہون کہ اہل قلعہ نے دست مناجات بدرگاہ
قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب پاکذات ہم تیرے بندے ہین
اور تجہے خدائے برحق جانتے ہین بحق محمدؐ و آل محمدؐ ہمین شر سے ابلیس پرست
کے بچا ہنوز سخن در دہان تہا کہ تیر دعا کا ہدف مراد پر بیٹہا کہ قضائے کار اتفاقات
روزگار گذر دیو جندک بن ہندک کا اس طرف سے ہوا کہ وہ شاہزادہ
سکندر رستم خو کو شہر نقش و نگار سے بجبر ہنکر اوٹھا لایا تہا اور گلستان
ارم کی طرف ان لئے جاتا تہا پہلے تو دیو نے اور سکندر سے خوب لگر چلے مل
دیو تنندک اسبن کو بہی عاجز کر دیا تہا آخر کار مجبور ہوکر اس نے اک صحرا مین
ان کو اوتار دیا اور ہاتہ باندہ کر عرض کی تہی کہ اے شہریار آپ کی دادی نے
آپکو بلایا ہے چاہے چلئے چاہے نہ چلئے میری مجال نہین ہے جو مین زبردستی آپکو
لیجا سکون یہ سنکر سکندر رستم خو نے کہا کہ زبردستی ہین کوئی بہی نہین لیجا سکتا
تو کیا ہے تیرے باپ کو بہی مارکے لنگرون کے دیوانہ کر دیا تہا آخر کار اوس نے
بہی اسی طرح مجہے کوہ پر اوتار دیا مگر افسوس کہ نہ معلوم کون دشمن اوسکا تہا کہ اوسے
قتل کرکے چلا گیا مجہے بڑا صدمہ ہوا دیو جندک بن تنندک نے کہا کہ غلام اسی
واسطے ہوئے ہین دو حق نمک سے ادا ہو گیا خدا مجہکو بہی حضور کے حق نمک سے
ادا کرے سکندر نے کہا کہ ہمنے سنا ہے دیو ہر چیز کی صورت بن سکتے ہین جندک
نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہو سکندر نے کہا تم گہوڑا بنو تاکہ ہم سیر صحرا بانول
کی دیکہتے ہوئے چلین جندک نے غلطک مار کر ہیئت اپنی گہوڑے کی بنائی اور
سکندر رستم خو کو سوار کرکے روانہ ہوا اوس وقت صحرائے اخضر مین
پہونچا جبکہ دیوابلق دروازہ قلعہ پر پہونچ چکا تہا اور اہل قلعہ مصروف
دعا تہے کہ صحرا سے ستون گرد مثل بگولے کے بلند ہوئی سب دیکہنے لگے
دیوابلق بہی ٹہر گیا تہا کہ اب جلد ہی نکلنا چاہئے شاید کوئی آدمزاد
ہو کہ اک مرتبہ گرد شق ہوئی دیکہا کہ اک لڑکا تیرہ چودہ برس کا چہرہ مثل ماہتاب
کے روشن مرکب پردار پر سوار چلا آتا ہے معرکہ دیکہکر سکندر نے دیو سے پوچہا
کہ یہ قلعہ کس کا اور کون مالک قلعہ ہے دیو جندک بن تنندک نے
عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ دیوابلق نے دغا کی اسکو آپ کے بہائی
سہراب بن رستم ثانی نے زیر کرکے مسلمان کیا تہا معلوم ہوتا ہے
کہ یہ قبل اسکے کلمہ پڑہکر مسلمان ہوا تہا یہ قلعہ سہراب ثانی کے انانا اور
رستم ثانی کی خسر کا ہے بلکہ والدہ ماجدہ سہراب ثانی کے ہین سکندر نے پوچہا کہ بہائی ہمارا

کیا موجود نہیں ہیں نہ چچا صاحب ہیں جندک نے عرض کی اونکا قصہ طولانی ہے بیان میں دیر ہوگی اور دیو دروازہ قلعہ پر ہوچکا ہے ایسا نہو اہل قلعہ کو زک دے سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ کیا مجال ہے اوسکی اس سے اطمینان رکھو جب ہم آگئے تو اب دیو کی اتنی مجال نہیں ہے یہہ کہکر اشارہ کیا کہ گھوڑا قلعہ کیطرف چلا اودہر دیو ابلق نے جو دیکھا کہ اک آدمزاد مرکب پر سوار چلا آتا ہے قلعہ سے پہرا اور دم اسکا فنا ہونے لگا کہ کہین سہراب ثانی نہوں اپنے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس آدمزاد بے بنیاد کو دیو سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوئے اس حرکت پر دیو بہمن نے دیو ابلق کیطرف سے منہ پھیر لیا کہ ایک طفل آدمزاد جو کہ پورا لقمہ دہن بھی نہیں ہے اوس سے اسقدر خوف کہ فوج کو حکم دیا ہے اودہر اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ ہمارے مددگار پر یورش ہے اور وہ تنہا ہے دروازہ قلعہ کا کھولکر نکل پڑے اور لشکر دیو ابلق کو روکا مقابلہ ہونے لگا پہلے تو اخضر پریزاد اور دیو ابلق اور اُن دونوں کے اہل لشکر کو بھی خیال ہوا تھا کہ معلوم ہوتا ہے سہراب ثانی آگئے کیونکہ صورت دونوں کی بہت مشابہ ہے یہی دہوکا ملکہ آسمانیہ میں ہوا تھا کہ سہراب ثانی کو لوگوں نے سکندر تصور کیا تھا اوسی طرح یہاں سکندر پر سہراب کا گمان گذرا تھا اور دیو ابلق نے بھاگنے کا قصد کیا تھا لیکن جس وقت سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خو باش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہ میں اپنا یہہ نہ خیال کرنا کہ برادر عالیمقدار شاہزادہ سہراب ثانی موجود نہیں ہیں اونکا خادم تو موجود ہے اب دیو ابلق نے جانا کہ یہہ کوئی اور لڑکا ہے اس سے کیا خوف بس نعرہ کرکے چلا کہ او طفل تیری بھی یہہ حقیقت ہے کہ تو مجھسے مقابلہ کرے سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ پھر کیوں سامنے نہیں آتا دیکھیں ہم کیسے طفل دیو کش ہیں اگر سر تیرا دھڑ سے تلوار نہ پھینک دیا تو نام اپنا سکندر نہ رکھنا ادہر دیو بہمن دیکھ رہا ہے کہ اوس فوج کے بادل میں اک چاند ہے کہ کبھی چھپ جاتا ہے اور کبھی پھر نظر آنے لگتا ہے جب سکندر فوج میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں تو دیو بہمن افسوس کرتا ہے کہ شاید کسی دیو نے کھا لیا اور جب نظر آنے لگتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے جی تو اسکا چاہتا ہے کہ آکر اس لڑکے کو علحدہ کر لیجاؤں کیسا منچلا ہے کہ دیو پر مثل شیروں کے حملے کر رہا ہے اور بہت سے دیو مار بھی ڈالے ہیں مگر اس خیال سے خاموش ہو رہا تھا کہ آیا تو میں دیو ابلق کے ساتھ اور شریک ہو جاؤں اوسکے دشمن کا یہہ کون سی بات ہے مگر وہاں سکندر رستم خو مثل شیروں کے برابر حملے کر رہا ہے جس دیو کی شاخ پکڑ کر جھٹکا مارا اوندھے منہ آرہا کسی کی شاخ توڑ دی کسی کے سر پر گرز مارا یہہ معلوم ہوا کہ اک گنبد شق ہوگیا جس دیو کے گردن پر تلوار ماری ہے اس طرح سے علحدہ ہوگیا کہ معلوم بھی نہوا کسی کے پاؤں پر تلوار ماری اور لنجا کرکے بٹھا دیا اودہر دیو ابلق دیوان قلعہ اخضر کو قتل کر رہا ہے ادہر سکندر رستم خو نے کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دئے ہیں خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے تیر سول پنج سول اور پشت نہنگ چوبدست چوب چماق میل فولادی چقماق چادر یہاں تو معرکہ جدال و قتال گرم ہے قضائے کار اتفاقات روزگار اس طرف سے ارسطون پریزاد کا گذر ہوا سابق میں ذکر اونکا ہو چکا ہے کہ یہہ صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہوکر اپنی والدہ کی مدد کو روانہ

ہوئے تھے پچاس سردار اسکے ہمراہ ہین یہان جو یہہ معرکہ دیکھا اپنے دیوسے دریافت کیا کہ یہہ
کون مقام ہے اور لڑائی کیسی ہورہی ہے دیوون نے نام و نشان قلعہ اخضر کا بتایا اور
قرابت رستم ثانی کی بیان کی کہ اخضر پریزاد رستم ثانی کے نسبتی سسر ہین دیو ابلق سے
جنگ ہورہی ہے یہہ دیو کافر ہے بس ارشیون نے فرہاد خان یک ضربی سے کہا کہ
اب تو اس جنگ مین شریک ہونا جملہ واجبات سے ہے فرہاد خان نے کہا کہ بیشک یہہ نہین ہوسکتا
کہ آنکھون سے دیکھکر ٹال جائین فرسنگ بن لندہور سے کہا کہ بس انتظار کیجئے فوراً اپنے
دیوون سے کہا کہ گھوڑے ہو دیو زمین پر اوترے اور غلطین لگا لگا کر مرکب بنکر تیار ہوئے
ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرہاد خان یک ضربی سب کے سب اپنے
پچاس جوانون سمیت نعرے کرکے لشکر دیو ابلق پر گرے اور دیوونکو قتل کرنا شروع کیا
آواز نعرونکی سنکر اخضر پریزاد اور بھی خوش ہوئے کہ سرداران لشکر امیر برائے مدد آئے
اگرچہ دیکھا نہ تھا لیکن شاہزادہ رستم ثانی کی زبانی نام تو اکثر سنے تھے اسیطرح سکندر رستم خو
نے بھی نام ان لوگون کے سنے تھے پلٹ کر دیکھا اب تو خوب لڑائی ہونے لگی دیو تہمتن بھی
ایک طرف کھڑا سیر دیکھ رہا تھا کہ آدمزاد دیوون سے کس ہمت کے ساتھ لڑ رہے ہین کہ
اسطرح دیو بھی دیو کا مقابلہ نہین کرسکتا اسی اثنا مین دیو ابلق اور سکندر رستم خو
کا سامنا ہوا دیو ابلق نے کہا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ سیکڑون دیو میرے لشکر کے
قتل کیئے تو کون ہے اور کیا طرفداری ہے تجھے اخضر پریزاد کی سکندر رستم خو نے جواب
دیا کہ تجھے اس سے کیا مین کوئی ہون اک خدا پرست پر تو ظلم کرتا ہے مین بھی خدا پرست
ہون اسوجہہ سے تجھے کافر سمجھکر برائے مقابلہ آیا ہون تو دیو ہے مین آدمزاد ہون
لاضرب بہادری کی دیو ابلق نے کہا کہ سہراب ثانی تیرا کون ہے سکندر رستم خو
نے کہا کہ وہ میرے برادر عالیقدر ہین او ملعون تو او نکا نام اس بے ادبی سے میرے
سامنے لیتا ہے اب تیرے کلے پھاڑے بغیر مجکو قرار نہ آئیگا یہہ سنکر دیو ابلق نے
چوب چماق سر پر سکندر کے لگائی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا
جھٹکا مارا کہ دیو ابلق اوندھے منہ آرہا یہہ معلوم ہوا کہ ہاتھ شانہ سے جھول گیا دیو نے اک
چیخ ماری دیو تہمتن نے تعریف کی اور بے اختیار ہوگیا سکندر رستم خو نے جو ہاتھ کو
مروڑ کر ذرا ساکن دیا دیو ابلق چت ہوگیا بس کود کر مرکب سے چھاتی پر اسکی چڑھکر
خنجر کمر سے کھینچکر منہ مین دیو ابلق کے دیا دیو نے چاہا کہ خنجر کو چبالون سکندر نے اسکی
باچھ پر رکھکر جو کھینچا تا بناگوش چاک کرڈالا اسیطرح دونون کلے پھاڑ دیئے اور کہا کہ یہہ سزا
اوس زبان درازی کی ہے یہہ کہکر دیو ابلق کو چھوڑ دیا دیو ابلق اوٹھکر بھاگا تھا کہ تہمتن
گرزن نے آواز دی کہ لعنت ہے تجھپر کہ اک طفل آدمزاد کے سامنے سے بھاگا جاتا ہے
اور تیرے بنائے کچھ نہین بنتی دیو ابلق کو یہہ سنکر غیرت آئی اور پھر پلٹ پڑا انھون
نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ دیو پھر آتا ہے غفلت سے کام نہ لیجیئے سکندر رستم
خو نے جو دیو ابلق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ مینے تو
تجھے چھوڑ دیا تھا مگر تو خود موت کے منہ مین چلا آیا اب مین مجبور ہون دیو ابلق نے

اگلی مرتبہ اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا سکندر رستم خو کو معلوم ہوا کہ یہہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے پس جست کرکے تلوار ماری کہ اژدہ قبضہ کے پاس سے کٹ گرا اور خبردار خبردار لکر آپنے دیو کے پشت پر سے جست کرکے تلوار ماری تو سپر دیو ابلق کے پڑی ہرچند اس نے سپر کو اوٹھایا سر کے پناہ کیا تھا مگر تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر دو ٹکڑے کئے پیمانہ خود و کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن سے مثل قطرہ آب کے گذری اور صندوق سینہ کو کہولکر شکم و کمر کے دو دو حصہ کرتی ہوئی زمین تک پہونچی کہ دیو ابلق تو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ستر اگر رہگیا فوج اسکی بہاگی دیو ہمتن نے آواز دی کہ اے صاحبزادے کیا ہاتہ مارا ہے کہ اتنے بڑے دیو کے برابر دو ٹکڑے ہوئے اور یہہ دیو ہمتن اسیوقت سے عاشق ہوگیا دلمین کہا کہ کسیطرح یہہ لڑکا ہاتہ آئے تو قابل ساتہ رکہنے کے ہے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور تو اوچہل پڑے اور کہا کہ اے شہریار عالی وقار سبحان اللہ آپ ہی وارث زور صاحبقرانی معلوم ہوتے ہین اگرچہ مجہے یہہ نہین معلوم کہ آپ فرزند کس بزرگ کے ہین لیکن اتنا سمجہہ لیا کہ نسل صاحبقرانی سے ضرور ہین یہہ کہکر قریب آئے اور ہاتہون کے بوسے لئے اور حال اپنا بیان کیا کہ باپ اوس شخص کا صاحبقران گزر جانشین جناب حمزہ صاحبقران کہلاتا تہا سکندر رستم خو کہا ہان ہان مین سمجہا جسکو رستم ہمتن شاہزادہ علمشاہ وحشی نے مع فیل اوٹہالیا تہا ارشیون پریزاد نے سر ہلکالیا سکندر رستم خو نے ان لوگون کو گلے لگایا اور دست کرم پشت پر رکہا فرہاد خان یک ضربی نے عرض کی کہ غلام شاہزادون سے کہین مقابلہ کرسکتے ہین بیشک شاہزادہ علمشاہ نے مع فیل اونکو اوٹہالیا تہا اب میدان خالی ہوگیا دیوان دیو ابلق بہاگ کر لشکر دیو ہمتن کے عقب مین چہپے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکہا پکار کر آواز دی کہ اے دیو ہمتن گردن بہی یہ ہے اور یہی میدان ہے اگر تجہے بہی کچہہ دعوے ہے تو نکل آ میدان مین مین بہی ہاتہ آزماؤن اور دیکہون کہ تیرا بازیس سوسن کا گرز کیسا ہے دیو ہمتن نے کہا کہ مجہے معلوم ہوا کہ تو بڑے حوصلے کا صاحبزادہ ہے مین تجہسے مقابلہ کرنا پسند نہین کرتا اس لئے کہ اگر میرے ہاتہ سے تو مارا گیا تو جب بہی مجہے صدمہ ہوگا بہتر یہہ ہے کہ میرے تیرے قوت کی آزمائش دوسرے طریقہ سے ہوجائے یہہ فیل آہنی میرا ہے کہ جسکو سوا میرے آجتک کسی دیو نے نہین اوٹہایا ہے جس ارابے پر یہہ رکہا ہوا ہے اسے کئی دیو ملکر کہینچتے ہین پس اگر اس فیل کو تو اوٹہالے تو مین اطاعت تیری اختیار کرتا ہون ورنہ تو میری اطاعت اختیار کرنا سکندر رستم خو نے منظور کیا اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرہاد خان یک ضربی قریب اوس فیل کے آئے اول ارشیون پریزاد نے زیر فیل جاکر دونون پاؤن ٹیککر پشت شکم فیل مین لگاکر زور کیا تو صرف ایک پاؤن فیل کا اپنی جگہہ سے اوٹہا باقی دوسرے پاؤن نے جگہہ بہی نچہوڑی اور منہ ارشیون پریزاد کا سرخ ہوگیا پیشانی پر پسینہ آگیا ارشیون فیل کو چہوڑ کر علحدہ

ہوئے دیو تہمتن نے ارشیون کی بھی تعریف کی اور کہا کہ اک آدمزاد کے واسطے اتنا زور
بھی بہت ہے کہ جو لنگر دیوون سے نہ اوٹھے اوسے تمنے تھوڑا سا اوٹھا لیا لیکن بعد
ارشیون پریزاد کے فرسنگ بن لندہور نے زور کیا دو پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ
گئے اس کے بعد فرسنگ مین بھی تحمل زور کرنے کا باقی نہ رہا دیو تہمتن نے فرسنگ کی
بھی تعریف کی اسکے بعد فرہاد خان یک ضربی نے زور کیا تین پاؤن فیل کے زمین
سے اوٹھ گئے لیکن چوتھا پاؤن زمین سے نہ اوٹھ سکا آخر کار مجبور ہو کر یہہ بھی الگ
ہٹ گئے لیکن دیو تہمتن اور سکندر رستم خو نے فرہاد کی تعریف کی اب شاہزادہ
سکندر رستم خو نے دامن گردانے اور آستینین اولٹین اور زیر فیل جا کر دونون
پاؤن فیل کے ہاتھو نمین پکڑ کر سر شکم فیل سے ملا کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور
کیا تو پہلے ہی زور مین چارون پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے اب جو گھٹنہ ٹیککر
دوسرا زور کیا تو سر سے بلند کر لیا چار پانچ قدم لئے ہوئے چلے آئے اور پھر اسطرح
گھٹنا ٹیک کر فیل کو زمین پر رکھ دیا تب دیو تہمتن دوڑ کر قدمونپر گر پڑا اور عرض کی
کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع مین کہ یہہ قدرت مجھ مین بھی نہین کہ جسطرح اوٹھا فرن اسیطرح
پھر اسے رکھہ بھی دون مین سر سے بلند کر کے پھینک دیا کرتا تھا ہر چند قصد کیا کہ کھڑے
ہونے کے بعد اس لنگر کو سنبھالے ہوئے پھر بیٹھ جاؤن ممکن نہوا شاہزادہ سکندر رستم خو
نے دست شفقت دیو تہمتن کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ تم بڑے نیک طبیعت ہو اور
منصف مزاج ہو لیکن مذہب تمہارا کیا ہے دیو تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار
مینے خوب غور کیا مذہب کا معاملہ میری سمجھہ مین نہ آیا میرے باپ دادا سب ابلیس پرست
تھے لیکن مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون اور تلاش مین ہون کہ اگر کوئی مذہب حق مجھے
تحقیق ہو تو اوسے اختیار کرون شاہزادہ نے چند ادلہ وجود ذات باری تعالے
مین ایسے بیان کئے کہ دیو تہمتن احدیت ایزدی کا مقر ہوا اور عرض کی کہ جو آپکے
مذہب مین آئے وہ کیا کہے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا دیو تہمتن گرزان از سر
صدق مسلمان ہوا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین گلستان ارم کیطرف
جانے والا ہون دیو تہمتن نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون مگر اخضر پریزاد نے
کہا کہ اسنے میری مدد کی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولاد صاحبقران سے ہین لہذا
ایک روز قلعہ مین قیام کیجئے کسل راہ دفع ہولے تو جدہر مزاج مین آئے اوسطرف
چلے جائیگا اور اسم گرامی اپنے والد ماجد کا بیان کیجئے شاہزادہ سکندر رستم خو نے
بیان کیا کہ نام والد ماجد کا شہریار عالیوقار ہے اور اسم گرامی دادا صاحب کا ایرج
نوجوان ہے مینے سنا ہے کہ آپ عمو صاحب یعنے شاہزادہ رستم ثانی کے تخنر
اور بھائی صاحب سہراب ثانی کے جد مادری ہین مجھسے ایسی لفظون مین بات
کیجئے جسطرح خردون سے کلام کرتے ہین یہہ سنکر اخضر پریزاد نے سکندر رستم خو
کو گلے سے لگایا اور ساتھہ اپنے لئے ہوئے داخل قلعہ ہوا ساتھہ سکندر کے فرہاد خان
یک ضربی فرسنگ بن لندہور و ارشیون پریزاد اور تازہ رفیق سکندر کا دیو تہمتن بھی

قلعہ مین واخل ہوئے اب اخضر پریزاد نے اپنے دیوون سے سامان دعوت کا حکم دیا
اور خود سکندر رستم خو کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے محل مین داخل ہوا مضراب پری نے
جو صورت سکندر کی دیکھی سہراب ثانی کے دہوکے دوڑکر گلے سے لگالیا اور کہا کے
فرزند اپنے باپ اور چچا اور دادا کو کہان چھوڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ یہہ وہ فرزند نہین
ہے جسے تم سمجھی ہو یہہ تمہارے دیور شہریار کا فرزند ہے تمہارے فرزند کا چچازاد
بھائی ہے یہہ سنکر مضراب پری نے سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کہا کہ یہہ اور خوشی
کی بات ہے کہ پہلے ایک ہی آنکھ مین روشنی تھی اب دونون مین ہوئی مجھے دوہرا سہارا ہوا مگر یہہ
فرزند سہراب سے کسقدر مشابہ ہے اخضر پریزاد نے کہا کہ پھر تعجب اسکا کیا ہے
آخر بھائی اوسکا ہے یا کوئی غیر ہے لیکن سکندر رستم خو کو جو مضراب پری نے جوڑا شہانا
پہنے دیکھا اور خوشبوئے نوشاہی دماغ مین پہونچی کہا اے فرزند یہہ کیا معمہ ہے تم تو
اس ہیئت سے ہو جیسے کوئی دولھن کو بیاہنے جاتا ہے سکندر کی آنکھون مین آنسو بھر آگئے
اور تصویر ملکہ ماہ سیمائی نگاہون کے نیچے پھر گئی لیکن ضبط کیا اور شرم سے گردن نیچی
کرلی اخضر پریزاد نے اشارہ سے منع کیا کہ لحاظ نہ توڑو وہ شرماتا ہے مین حال اسکا
دریافت کرونگا اور وہان سے دیو جندک بن بندک کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس
شہریار کو کہان سے اوٹھا لائے جندک نے تمام واقعہ شہر نقش و نگار کا بیان
کیا کہ اسطرح یہہ شاہزادہ دولھن کو بیاہنے گیا تھا باغ مین پہونچ چکا تھا کہ مین اوٹھا لایا
راہ مین یہہ واردات دیکھکر یہان اوتر پڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ کوئی ایسا ظلم بھی
کرتا ہے جندک بن بندک نے عرض کی کہ مین حکم ملکہ آسمان پری سے مجبور تھا کہ اونھون
نے فرمادیا تھا کہ بغیر بزرگون کے شرکت کے شادی کیسی جلد تو جاکر اوٹھا لا اخضر پریزاد
نے اکر مضراب پری سے سب کیفیت بیان کی اور سکندر رستم خو سے کہا کہ
ہم ساتھ چلین گے اور تمہاری شادی کرینگے سکندر نے کہا کہ مجھے دادی صاحبہ
ملکہ آسمان پری نے طلب کیا ہے سنا ہے کہ دیوون نے اونکے ملک پر چڑہائی کی
ہے مجھے اونکی مدد کے لئے جانا ضرور ہے بعد اوس مرحلے کے دیکھا جائیگا اور مین
آپکو بھی اطلاع دیکر تکلیف دونگا جتنے عرصہ مین اخضر پریزاد نے جندک سے حال
سکندر کا دریافت کیا تھا اتنے عرصہ مین سکندر رستم خو نے مضراب پری سے
اپنے بھائی اور باپ اور چچا اور دادا کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ لقا بداختر کے
پردہ دنیا کیطرف گئے ہین اور مقابلہ کرکے بدیع الملک سے صاحبقرانی چھینینگے
یہہ سنکر سکندر کو بھی جوش شجاعت پیدا ہوا اور دلمین تہیہ کرلیا کہ بعد فراغ مرحلہ
گلستان ارم کے جاکر اپنے بھائی کے شریک ہونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ
کرونگا الحاصل تین روز تک سکندر رستم خو قلعہ اخضر مین مقیم رہے اسکے بعد
اخضر پریزاد سے کہا کہ اب مجھے اجازت ہو اسلئے کہ پہلے بہارستان قاف
پر جاکر مجھے بہار پری کی خبر لینا ہے اور اُس کے بعد گلستان ارم کیطرف جاؤنگا
ایسا نہو کہ دیو ان کفار ان ممالک اسلام کو تباہ و برباد کردین اخضر پریزاد نے

شہزادی سولن در رستم خو کو رخصت کیا اور سکندر رستم خو مع دیو تہمتن قلعہ اخضر سے
نکلکر بہارستان قاف کیطرف متوجہ ہوئے جندک بن بندک نے کہا کہ اے شہریار عالم
آسمان پری پریشان ہوگی کہ کیا سبب ہوا جو اتنا عرصہ گذرا ایک واقعہ ہوچکا ہے علاوہ اسکے
ایسا نہو کہ دیو لفرت آگیا ہو سنا ہے کہ اوسکی مرتبہ بڑی جمعیت اوسکے ساتھ ہے سکندر
رستم خو نے کہا کہ ارسیون پریزاد نے جنگ مین میرا ساتھ دیا ہے مین اسکے ساتھ
ضرور جاؤنگا اور اوسکی مان کا ملک دیوان زندانی کے ہاتھ سے بچاؤنگا بعد اسکے
گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ہر چند دیو جندک نے اصرار کیا نہ مانا ارسیون پریزاد نے بھی
عرض کی کہ غلام آپکے ان دیوون سے سمجھ لینگے فرمایا واہ یہہ کب ہوسکتا ہے کہ مین تمہارے
ساتھ نہ چلون الحاصل یہہ سب بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب کچھہ کم گیارہ
ہزار یہہ دیو زاد و آدمزاد ہین دس ہزار دیو تہمتن گرزن کے ساتھ ہین اور پچاس سردار
ارسیون پریزاد کے ہمراہ ہین اور سکندر رستم خو اپنے لیے دیو جندک کو گھوڑا بنائے ہوئے
سب سے آگے آگے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک تو یہہ دیو تیز رفتار ہے کہ کوئی
دیو اس کے برابر آ نہین سکتا طرہ اوسپر یہہ کہ آپ رانون سے مسلتے جاتے ہین جندک
مارے ڈر کے بھاگا چلا جاتا ہے اور دیو جو ساتھ ہین دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگے
ہین اسیطرح سے طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب بہارستان قاف کے پہونچے
تو دیکھا کہ کچھہ دیو بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آئے ہو دیوون نے بیان کیا کہ ہم ملکہ بہار پری کیطرف سے خزانہ بہارستان قاف
کے محافظ تھے جب سے بہارستان قاف تاراج ہوا اور دیوان گلستان عدم کے
قبضہ مین آیا تو ہمنے خزانہ کو مخفی کیا اور کچھہ نشانات ایسے بنا دیئے کہ جنکو ہمین پہچان سکتے
ہین دوسرا انہین جان سکتا اوسکو روز دیکھہ آتے ہین کہ اوسی طرح خزانہ برقرار ہے
یا نہین سکندر رستم خو نے کہا کہ اب یہان کون حاکم ہے اور بہار پری کہان گئین
دیوون نے بیان کیا کہ ملکہ ہماری ملک قمر پری مین ہین اور یہان دیو ارزال برق
پیرلقا کی طرف سے حاکم ہے اور دو لاکھ دیو اوسکے تابع ہین اور دو سردار دیوون
کے بڑے زبردست ہین کہ اونکا مقابلہ ہر ایک دیو نہین کر سکتا بس شاہزادہ
نے اسی مقام پر قیام کیا اور دیو تہمتن سے کہا کہ تم جاؤ اور اوسکو سمجھاؤ کہ ملک خالی کرکے
اور یہان سے چلا جائے ورنہ بہت خراب ہوگا دیو تہمتن گرزن پیغام سکندر رستم خو کا
لیکر دیو ارزال کے طرف روانہ ہوا لیکن دیو ارزال کو جو خبر ہوئی کہ فرزند بہار پری
اولاد حمزہ سے کسی لڑکے کو ساتھ لیکر آیا ہے اور تھوڑی سی فوج بھی اوسکے ہمراہ ہے
بس اس نے اپنے دونون سپہ سالارون سے حکم دیا کہ لشکر قلعہ سے باہر نکالو اور
بارگاہ برپا کرو حکم پاتے ہی دیو فیل سر اور دیو شیر سر نے لشکر قلعہ بہارستان سے
باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی سکندر رستم خو نے لشکر کو باہر نکلتے دیکھکر اپنے دیوون کو
بھی سامنے لشکر دیوان گلستان عدم کے اوتارا اور خیمہ برپا کیا لیکن دیو تہمتن جو لشکر
حریف مین پہونچا یہہ خبر دیو ارزال کو ہوئی کہ حریف کی طرف سے اک دیو زبردست

ایلچی بنکر آیا ہے دیو ارزال نے بلایا تہمتن نے آواز دی ہمتم نامہ دار دیو ارزال
نے کہا کہ لاؤ نامہ تہمتن نے کہا کہ نامہ میری زبان ہے صرف اتنا حکم اپنے شہریار کا
لایا ہون کہ تو اس ملک کو خالی کر دے اور مع لشکر جہان جی چاہے یہان سے چلا جا
ورنہ سزا پائیگا دیو ارزال یہ مضمون سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ قدرت خدا کی
کہ آدمزاد دیونکو دہمکی دین اور اسے دیو تو اتنا بڑا قوی ہیکل ہو کر اک آدمزاد کا
ایلچی بنکر آیا ہے اور اوسکا مطیع ہوا ہے تجھے شرم نہین آتی دیو تہمتن نے کہا
کہ جسوقت آدمزاد سے سر میدان سامنا پڑیگا اسوقت حقیقت کھلے گی دیو ارزال
نے کہا دیکھا جائیگا تم جاؤ ہم طبل جنگ بجواتے ہین دیو تہمتن وہان سے پلٹ کر خدمت
شاہزادہ مین آیا اور عرض کی کہ وہ نہین مانتا لڑنے کو کہتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا
وہان دیو ارزال نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی یہان
صرف دس ہزار دیو دیو تہمتن کے ساتھ ہین انہین کے ساتھ دو چار نقارہ تھے
وہ یہان بھی بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے شاہزادہ سکندر رستم خو
سے عرض کی کہ اب کل اس تازہ غلام کی جانبازی کا تماشا دیکھئے گا شاہزادہ
سکندر رستم خو نے نماز سحری سے فراغت کر کے رخ میدان کارزار کا کیا ارشیون
پریزاد و فرہاد خان یک ضربی مع فرسنگ بن لندہور ہمراہ رکاب ہوئے
دیو تہمتن گرزن نے اپنے دس ہزار دیونکا پرا جمایا کیسے کیسے دیو انتخاب روزگار
دیو تہمتن کے لشکر مین بھی ہین کہ ہر ایک لایق سرداری معلوم ہوتا ہے اودہر دیو
ارزال تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا دو لاکھ دیو پرے جما کر کھڑے ہوئے
آگے اون کے دونون سردار یعنے دیو فیل سر اور دیو شیر سر بتہ سرداری
کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے
کڑکا کہا دیو فیل سر سامنے دیو ارزال کے آیا اور رخصت جنگ طلب کی دیو
ارزال نے کہا کہ جا تجکو خدا دیو پیلسن کے نگہبانی مین دیا فیل سر میدان مین
آیا اور مبارز طلب کیا دیو تہمتن گرزن نے شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہا
کہ آپ مجکو بھی اجازت دیجئے شاہزادہ نے فرمایا کہ جاؤ حفاظت پروردگار مین دیا
اور آستین ہمت پشت پر جہاڑی دیو تہمتن نے گرز اپنا ہاتھ مین سنبھالا اور
مثل فیل مست کے میدان مین آکر چنگھاڑا دیو فیل سر نے شمشاد کا وار کیا دیو تہمتن
نے وار اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ دیو فیل سر اوندھے منہ
آرہا بس وہی دستہ چوب جو سر پر اسکے مارا سر پاش پاش ہو گیا اور دیو فیل سر
پھڑک کر مر گیا یہ دیکھتے ہی دیو شیر سر دوڑ پڑا کہ غضب کیا تو نے کہ بھائیکو اوس
شخص کے مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور آتے ہی دیو تہمتن گرزن پر
گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا اور خود گرز مارا کہ دیو شیر
سر کو سنبھلنے بھی نہ دیا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ ٹوٹ پڑا بائیس سو من کی ضرب جو سر پر
پڑی سر سینے مین اور سینہ گردن مین سر و گردن و سینہ شکم مین دہنسا زمین پر ال

گوشت کا ہلتا چلتا ہوکر رہگیا شاہزادہ نے اپنے رفیق کی بہت تعریف کی لیکن دیو ارزال نے لشکر کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اس دیو کو یہہ سنتے ہی دو لاکھ دیو دوڑ پڑے اور ہمتن گرززن کو گھیر لیا لنگر گرز چلنے لگا ادہر دیو ہمتن کے دیو بھی آپڑے شاہزادہ سکندر رستم خو بھی دیو جندک کو گھوڑا بناکر دوڑ پڑا اور ارشیون پریزاد و فرہاد خان یکہ ضربی فرسنگ بن لندہور سب آپڑے تلوار چلنے لگی دیو ہمتن نے آواز دی تھی سکندر کو کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین آج اس غلام کی لڑائی کا تماشا دیکھتے جائیے کہ دو لاکھ کو مین اکیلا کیونکر شکست دیتا ہون بس یہہ دس ہزار دیو میرے کافی ہین سکندر رستم خو نے کہا کہ یہہ ہمارا شیوہ نہین کہ رفیقون کو قتل کروائین اور اپنی جان بچائین یہہ فرماکر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا ادہر ارشیون پریزاد دیونکو قتل کر رہا ہے جس دیو نے حربہ کیا اوسے روک کے جو تلوار ماری سر الگ جا گرا ایکطرف فرسنگ بن لندہور گرز سنبھالے ہوئے جس دیو کے سر پر وار کیا ایک سہ کے سو ٹکڑے ہوئے ایک جانب فرہاد خان یکہ ضربی اپنی چوب دست اوٹھائے ہوئے لڑ رہا ہے جس دیو پر چوب دستی ماری اوسکو پست کردیا ایک طرف دیو ہمتن تو لڑ کیا رہا ہے کہ کھیل رہا ہے جو دیو قریب آیا یونہین جو گرز مارا سراپا اوتہا ہوکر رہگیا اسیطرح دیو دونکو ٹکتا ہوا چلا جاتا ہے سکندر رستم خو قریب دیو ارزال کے پہونچ گئے دیو ارزال نے چوب چماق کا وار کیا سکندر نے چوب اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دی دیو ارزال نے چاہا کہ پلٹ پڑون شاہزادہ نے پہلو کی طرف آکر بند کمر پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کر لیا دیو ہمتن اس زور پر نثار ہوگیا اور کہا اے شہریار یہہ بات آپ ہی کے واسطے ہے دوسرے کی کیا طاقت ہے جو اتنے بڑے دیو کو اسطرح اوٹھالے شاہزادے نے فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارہ مین اس نے بکر منظور کیا جیسے ہی شاہزادے نے اسکو چھوڑا دیو ارزال اوٹھکر بھاگا اور پکارا او آدمزاد اب تو مجھکو کیا پائیگا جاتا ہون اور دیکھ کتنے دیو تیرے سرکوبی کے واسطے لاتا ہون دیو ہمتن نے دیکھا کہ یہہ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا ارزال نے پلٹ کر گرز مارا دیو ہمتن نے گرز اسکا چھین لیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ احتیاط اسوجہ سے تھی کہ یہہ شکار انکا ہے ایسا نہو مار ڈالون تو خلاف مزاج ہو لیکن جسوقت شاہزادہ نے فرمایا کہ یہہ مرتد ہے چیر کر پھینک دو اسکو بس اجازت پاتے ہی دیو ہمتن نے دونون پاؤن اسکے دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے یونہین جو جھٹکا مارا ساغری سے برخری تک چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی بھاگی دیو ہمتن نے تعاقب کیا اور کئی کوس تک انکو بھگا دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بس بھاگتے کا پیچھا نہین کرتے ہین یہہ سنکر دیو ہمتن پلٹا اب شاہزادہ نے ارشیون پریزاد سے کہا کہ قلعہ کا بندوبست کرو ارشیون نے عرض کی کہ لشکر کے فراہم کرنے مین عرصہ ہوگا اور حضور کو ابھی گلستان ارم جانے کی جلدی ہے اسے ابھی یونہین رہنے دیجیے جسوقت گلستان ارم سے پھر آئینگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ وہان سے ملک قمرزاد و قہرزاد کی طرف روانہ ہوئے جسوقت

خبر بہار پری کو یہ پہنچی کہ فرزند تیرا آتا ہے اور ساتھ اوسکے ایرج نوجوان کا پوتا بھی ہے اُس نے خود شاہزادہ سکندر کا استقبال کیا اور چلاچل پری سلاسل پری وغیرہ سب ساتھ آئین اور شاہزادہ سکندر کو استقبال کر کے قلعہ قمر پہ ین لائین ملکہ قمر پری و لہر پری بلاگردان ہوئین اور حال قتل قمرزاد و لہرزاد کا بیان کیا سکندر رستم خو وہان سے قبر پہ آیا اور فاتحہ خیر پڑھکر رویا پیلے تو شور گریہ بلند رہا بعد اس کے بہار پری نے اپنے فرزند کو گلے لگایا پوتے کو پیار کیا ارشیون پریزاد نے بہار پری سے کہا کہ ملک آپکا فضل خدا سے دشمن کے ہاتھ سے چھوٹا سب دیو مارے گئے اب مین تو شاہزادہ کے ہمراہ گلستان ارم کو جاتا ہون آپ قلعہ کی طرف تشریف لیجائیے اس لئے کہ شاہزادہ کی بدولت قلعہ فتح ہوا اور انھون نے میرا اسقدر خیال کیا کہ اپنی دادی ملکہ آسمان پری کی مدد کو جاتے تھے لیکن پہلے بہارستان قاف پر گئے اب یہ کیونکر ہو سکتا کہ مین اس شہریار عالیمقدار کا ساتھ نہ دون بہار پری نے کہا کہ نہایت مناسب ہے بلکہ مین بھی ساتھ چلونگی اور کسی دیو کو سردار کر کے فوج برائے حفاظت ملک بھیجے دیتی ہون یہ کہکر دیو نخوت بلند بالا کو سالار لشکر کر کے قلعہ کی جانب روانہ کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری و لہر پری سے کہا کہ آپ میرے ہمراہ گلستان ارم کیطرف چلئے اس لئے کہ آجکل قاف مین بڑی ابتری ہے اور زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی دیو اسطرف بھی چڑھ آئے اور خدانخواستہ آبرو کے عوض جان دینا پڑے قمر پری اور بہار پری نے آپس مین کہا کہ ہے تو بچہ لیکن بات فہم کی کہتا ہے کہا اے فرزند جیسی تمہاری رائے ہو ہمین عذر نہین ہے غرضکہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری و لہر پری و بہار پری و سلاسل پری و چلاچل پری ان سب پریون کو ہمراہ لیا اور ارشیون پریزاد سے اصرار کیا کہ تم بہارستان قاف مین جاکر انتظام کرو مگر ارشیون نے نہ مانا اور عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون اور یہی فرہاد خان یک ضربی اور فرسنگ بن لندھور نے بھی جواب دیا آخر شاہزادہ سکندر رستم خو ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا کہ اب حال اسکا وقت پر تحریر ہو گا لیکن

اب یہاں سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے

بفضل خدائے زمین و زمان | ابتدا ست آغاز این داستان

مصوران معرکہ جدال و قتال و نقشہ نویسان صورت خیال اس داستان جرأت نشان کو صفحہ قرطاس پر یون قلم بند کرتے ہین کہ بعد ماتمداری سعد بن قباد شہریار بادشاہ دوم لشکر اسلام و سلطان سعد بادشاہ سوم فوج مسلمانان وچوگان بن حمزہ انتظار مین سکندر رستم خو کے بیٹھے ہین کہ اک مرتبہ چند دیوون نے آکر عرض کی کہ دیو نفریت بن عقریب بڑی جاہ و حشم سے بارادہ جنگ پھر آتا ہے اب کی مرتبہ اوسکے ساتھ قریب اکیس لاکھ دیوون کے ہین اور پچاس ساٹھ دیو نہایت زبردست ہمراہ ہین کہ جنمین ایک ایک دیو لاکھ لاکھ دیو کا افسر ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پروا نہین

ہے کہو راشد جنی و ارشد جنی سے کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکالیں اور بارگاہ برپا کرین
حسب الحکم راشد جنی و ارشد جنی نے لشکر کو قلعہ گلستان ارم سے باہر نکالا اور بارگاہ
برپا کی صاحبقران اعظم مع عبدالرحمن جنی آکر بارگاہ مین مقیم ہوئے اوسوقت اک عجب
سمان تھا کہ صحرا ابھار پر تھا سراپچۂ بارگاہ کے اوٹھے ہوئے تھے صاحبقران اعظم سیر
صحرا کر رہے تھے صبح کا سہانا وقت تھا طائران پرستان مصروف زمزمہ سرائی تھے
بوٹا بوٹا پھولا ہوا تھا سبزہ ایسے خواب غفلت مین تھا کہ گویا اس نے بیداری کبھی خواب
مین بھی نہ دیکھی تھی لالہ کوہی کا رنگ حنا کو شرمندہ کرتا تھا شفق کا رنگ اوکھار سے دیتا
تھا خون سر فرہاد کے رنگ کو مٹاتا تھا اور داغ بیرنگی دیتا تھا دہوپ ہلکی ہلکی درختون
کی چوٹیون پر آگئے تہی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شجر تاج زر سر پر رکہے ہوئے ہے صاحبقران
اعظم محو صنعت صناع عالم ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے بہ خاست مگر گرد تیرہ تیرہ
و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین چسپیدہ

شعر

از سم ستوران دران پہن دشت	زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یہہ معلوم ہوتا تھا کہ اک طبقہ آسمان کیطرف جا رہا ہے کہانتک بیان کیا جائے کہ آسمانے آنے
ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول تین سو علم نشانہ
تین لاکھ جوانون کا نمودار ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف ابلیس پر تلبیس کی مرقوم
تھی اور اک دیو دراز قد بلند بالا ازرق چشم کور باطن سیاہ فام جسم پر چیتھڑے پہنے ہوئے
شاخین بڑی بڑی وار شمشاد باندھے ہوئے گاؤ دیوا وسکے دونون پہلوون مین پشت
پر ہین لاکھ دیو مہیب صورت بدطینت کریہ منظر اتالہ بارگاہ کا بار کئے ہوئے آکر پہونچے
اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوئے بارگاہ وسط صحرا مین برپا کی صاحبقران
اعظم نے اپنے دیوون سے دریافت کیا کہ یہہ کون دیو ہے لوگون نے بعد دریافت
حال آکر عرض کی کہ نام اسکا دیو اشتقال ہے یہہ سات دیوون کا افسر ہے جنمین کا ہر دیو
ایک ایک لاکھ دیوونکا افسر ہے اور یہہ دونون دیو جو اسکے ہمراہ ہین یہہ بھی اسکے
تابع ہین اور ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہین نام ایک کا دیو کنیزال اور دوسرے کا
دیو منیزال ہے یہہ سب دیو پیش خیمہ دیو نفریت بن عفریت کا لیکر آئے ہین یہہ سنکر
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اتنے جلد یہہ ملعون ایسے شوکت پیدا کرے بہرا ہے خیر
دیکھا جائیگا کہ اتنے مین پہر جانب بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور دو دیو دو لاکھ دیوون
سے آکر پہونچے اور فوج اشتقال مین شامل ہو کر خیمہ زن ہوئے صاحبقران اعظم نے نام
ان دونون کے بھی دریافت فرمائے دیوون نے بیان کیا کہ انمین ایک دیو کا نام دیو
کرکلہ اور دوسرے کا نام دیو تن تنا ہے یہہ دونون بھی اسی دیو کے ماتحت
ہین اتنے مین پہر گرد اوڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پہر دو سو علم سیاہ رنگ
نظر آئے کہ جنپر تعریف ابلیس ملعون کی مرقوم تھی دو دیو اور نہایت زبردست
کریہ رنگ اونکے سرخ تھے اور بدن پر نیلے چیتھڑے پڑے ہوئے تھے شاخین ان کی پیچ
کہائی ہوئی صاحبقران اعظم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انمین ایک دیو کا نام

ہامون اور دوسرے کا نام ہومان ہے یہہ دونون بھی لشکر کفار مین شامل ہوئے
ان دیوون کی آمد مین شام ہوگئی جب دوسرا روز ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ
مین آکر فروکش ہوئے تو دیکھا کہ پھر گرد اوڑی آتے آتے ہوا نے تارا زگرد کو گرکاسے
مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا تو پھر دل گرد سے دو سو علم زنگاری نمودار
ہوئے اونکے پھریرون پر بھی تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی آگے آگے اونکے دو دیو نہایت
زبردست و قوی سر جہاڑ منہ پہاڑ رنگ دونون کے سیاہ گردنین کوتاہ پیشانیان
تنگ بال سر کے جھبیر گئے ایسے دانت کبود آنکھین مثل ساغر خون کے سرخ پشت
پر دو لاکھ دیو ار دپشت تہمتنگ بستہ قماق چادر چوب جماق دار شمشاد میل فولادی
ساطور گران گرز گاو سر فیل سر شیر سر ترسول نیخ سول باندھے ہوئے آکر لشکر
کفار سے ملحق ہوئے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نام ایک کا دیو ہرید بن ہرودا اور دوسرے
کا ہرودو بن ہرید ہے یہہ دونون آپس مین عجب طرح سے قرابت رکھتے ہین جو فہم سے
باہر ہے ہنوز یہہ خیمے برپا کر رہے تھے کہ پھر گرد اوڑی جسوقت دامنہ گرد کا چاک ہوا
اور نظر نے کام کیا تو دیکھا کہ پھر دو دیو سفید رنگ جسم پر اونکے سیاہ چھتے پڑے
ہوئے شاخین کبود دانت سرخ آنکھین زرد پتلی نیلی بال تمام جسم پر مثل خرس کے
بڑے بڑے پشت پر دو لاکھ دیو نہایت بھیانک اونکی صورتین صاحبقران اعظم
نے نام دریافت کئے دیوون نے بعد تفحص عرض کیا کہ نام ایک کا اہلق بن سمندون اور
ہزار دست اور دوسرے کا تبلق بن سمندون ہزار دست ہے یہہ بھی آکر دیوان
کفار کے شریک ہوئے پھر تیسرا دن ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ مین آکر بیٹھے
ہر روز یہہ خیال ہوتا ہے کہ آج کفریت بن عفریت آجائیگا لیکن ہر دن پر لشکر آیا
کرتا ہے اور شام تک کفریت کا پتا بھی نہین معلوم ہوتا جس سے دریافت کرتے
ہین وہ یہی جواب دیتا ہے کہ حضور ابھی فوج تو اوسکی آئے اوس کے ساتھ
انتیس لاکھ دیوون کا لشکر ہے کہانتک گذارش کیا جائے کئی روز تک برابر لشکر
دیو نہلت بن عفریت کا آیا کیا ساتوان روز تھا کہ صبح کو پھر صاحبقران اعظم منتظر
ہوکر بیٹھے کہ دیکھا چاہئے آج کون کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے منتق گرد
و غبار بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی اور دل گرد سے تین دیو تین لاکھ
دیوون سے آکر پہونچے عجب صورتین اون دیوون کی ہین جسامت مین اونکو مر کہنا
مبالغہ نہوگا اور درازی مین قد اونکا الف منارہ بلند سمجھنا چاہئے سر مانند گنبد کے
بال اس طرح بڑھے ہوئے جیسے ٹیلے پر گیاہ خودرو نکل آتی ہے پشت پر ان دیوون
کے تین لاکھ دیو شور و غل مچاتے ہوئے قلقاریان لگاتے ہوئے دریافت کرنے
سے معلوم ہوا کہ ان مین ایک دیو تخمیف بن خفیف اور دوسرا دیو شلیلا ہے
آہن کلاہ اور تیسرا دیو گراز بن گراز ہے یہہ بھی ایک ایک لاکھ دیو کے افسر
ہین جسوقت یہہ بھی لشکر دیوان کفار مین آکر شریک ہوئے تو تمام صحرا دیوون سے
بھر گیا اور اب گنجائش آمد لشکر کی باقی نرہی ہر طرف سوا دیوون کے کچھ نظر نہ آتا تھا

صاحبقران اعظم متحیر تھے کہ اسقدر فوج اس کو کہان سے دستیاب ہوئی ب لطف
راوی بیان کرتے ہین کہ تعداد اس فوج کی اکتالیس لاکھ کی تھی اب کچھہ دیر سکوت
رہا اور دیوان افسر مجتمع ہوکر صحرا کے جانب روانہ ہوئے کہ یکایک از پردہ بیابان
گردی برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در
زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے کئی سو علم سیاہ و زنگاری رنگ پیدا ہوئے آگے آگے
کچھہ جلوس شاہانہ ڈنکا بجتا ہوا اوسکے بعد اک تخت زنگار پر دیو نفریت بن
عفریت بیٹھا ہوا اسطرح کہ تاج سر پر رکھے ہوئے چتر پر تا ہوا اک شاخ جو اسکی
ٹوٹ گئی تھی اب اسنے وہ شاخ سونے کی بنا کر لگائی ہے پشت پر اک دیو مگس پرانی
اڑاتا ہوا گوشہ تخت پر اک دیو بمرتبہ وزارت بیٹھا ہوا آگے تخت کے تمام دیو انتظام
کرتے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا قریب لشکر پہونچکر فوج تو دو رویہ کھڑی ہوگئی اور
سرداران لشکر دیوان مع برائے استقبال روانہ ہوئے تخت کو ہاتھون ہاتھ
لئے ہوئے بارگاہ شاہی تک لائے دیو نفریت بن عفریت تخت پر سے اوتر کر مع
دیو برق برق داخل بارگاہ ہوا باجے خوشی کے لشکر مین بجنے لگے لیکن آمد اسکی
دیکھکر عبد الرحمن جنی کو نہایت انتشار ہوا اور ملکہ آسمان پری یہہ دیکھکر نہایت
پریشان ہوئین صاحبقران اعظم نے بھی فرمایا افسوس اسوقت والد ماجد ہوتے کہ دیکھتے
اس یورش کو ایسا نہ کبھی اونکے زمانہ مین بھی گلستان ارم پر ہوا تھا دیکھا چاہئے
کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے لیکن دیو نفریت بن عفریت کی آمد مین شام ہوگئی
تھی وہ رات تو خیریت سے گذری لیکن جب دوسرا روز ہوا تو نفریت بن عفریت
تخت پر آکر بیٹھا اور تمام سرداران لشکر دیوان آکر اپنے دنگل آہنی پر بیٹھے
ایک طرف دیو گاکنیزال دیو منیزال دیو گرگرا دیو تن تنا دیو مرید بن جرذود دیو
مردود بن مرید شاکیلا کے آہن کلاہ دوسرے جانب دیو ابلق بن سمندون
ہزار دست دیو بلق بن سمندون ہزار دست دیو ہامون دیو ہوبان دیو خفیف
بن خفیف دیو کراز بن کراز وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کہ قریب اسی نوے
دیوان افسر کے بارگاہ مین جمع تھے اور رستم دیوان دیو اشتقال سب سے
بالادست اک دنگل بلند پر بصد نخوت بیٹھا ہوا تھا دور جام شراب کا چل رہا تھا
پریان محو رقص و غنا ہین جسوقت دیو نفریت نے تین چار جام پئے کہ ہر جام مثل
اک کاسہ سر دیو کے تھا ایک ایک خم ایک ایک جام مین سما جاتا تھا دماغ
دیو نفریت بن عفریت کا بادہ ناب سے گرم ہوا انکھین سرخ ہوگئین غفلت
کے پردے پڑے بیخودی طاری ہوئی شیطان مسلط ہوگیا کم ظرف تھا چھلک گیا حکم دیا
کہ بجے طبل جنگ حکم ملتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز اکتالیس نقارون
کی بلند ہوئی تمام صحرا گونج اوٹھا طائر ڈر کر آشیانون سے اوڑے چرندے اور
درندے مارے خوف کے کھوؤن سے نکل نکل بھاگے دیوان نقارہ نواز نے

نقارون کو زور زور پیٹنا شروع کیا لیکن اطلاع لشکر صاحبقران اعظم مین خبر ہوئی کہ لشکر مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است تجہ پر وعظمین کہو ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اوسیوقت حسب الارشاد صاحبقران اعظم یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا

شعر

از نقارہ آواز آمد برون | گردون ست دون است گردون دون

دونون طرف طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جنگ ہونے لگی طلایہ گشت پہرنے لگا آوازین بیدار باش وہشیار باش کی بلند ہوئین جوانان لشکر تیاری مین مصروف ہوئے آلات حرب وضرب کو درست کیا کسی نے خود پر جلا کی کسی نے ارہ کو دھار کیا کسی نے ساطور کے پہل کو زہر مین بجہایا کسی نے اپنے گرز کو وزنی کرنے کی غرض سے اوسپر اور ایک خول چڑہایا کسی نے ترسول کو صیقل کیا کسی نے پنج سول کے سرونکو ٹہیک کیا کوئی چقماق چادر کی سلون کو ہاتہو نپر تول رہا تہا کوئی حلقے کمند کے کہول رہا تہا کسی نے تیغہ کو جلا دی تہی اسی طرح ہر شخص اپنے اپنے حربہ کو درست اور کمر ہمت کو چست کر رہا تہا دیوان لشکر مین یہہ شب شب عید تہی یہہ خیال کیا بلکہ یقین تہا کہ کل گلستان ارم پر قبضہ ہو جائیگا اس لئے کہ صاحبقران اعظم اول تو آدمزاد وبے بنیاد ہے اور بالفرض اگر وہ زبردست بھی ہے تو کس کس سے لڑیگا کس کس کو قتل کرے گا ہمارے ساتہ اکتالیس لاکہ دیو ہین اور اسی نوے دیو ایسے ہین جنہین ایک ایک دیو زبردستان قاف مین سے ہے مثل مشہور ہے کہ سورمان چنا بہار نہین پہوڑتا ہے انجام مین صاحبقران اعظم ضرور مارا جائیگا اور فتح ہماری ہی ہوگی یہہ سوچ سوچ کر یہہ دیو نہایت خوش ہین قلقاریان لگاتے ہین اسمین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ میان فوج مین کون کون لڑیگا وہان دو چار لاکہ دیو ہین اودہر تو جنگ ہوگی ادہر قلعہ مین گہسکر ہم خوب مال لوٹینگے سنا ہے کہ آسمان پری بہت مالدار ہے نواسی ہے جناب سلیمان کی کہانتک نہو گا مثل مشہور ہے کہ لاکہ لٹیگا پہر بھی سوا لاکہ ٹکے کا ہے ان دیوون مین تو یہہ خیالی پلاؤ پکا رہے ہین لیکن لشکر اسلام مین سخت انتشار ہے کہ ہونا کیا ہے اتنے دیوون سے یہہ چہوٹا سا لشکر کیونکر مقابلہ کرے گا ایک ایک دیو اپنے اپنے عزیزون سے خطا بخشواتا ہے گلے مل ملکر رخصت ہوتا ہے کہ کیا معلوم کل پہر شب دیکہنا نصیب ہو یا نہو کوئی کسی سے وصیت کر رہا ہے کوئی اپنے اہل وعیال کو ملکہ آسمان پری کے سپرد کر رہا ہے کہ کل ہم تو اپنی جان نثار کرینگے انکے پرورش آپکے ہاتہ ہے آسمان پری رو رو کر دعا درگاہ خدا مین کر رہی ہے کہ اے رب بے نیاز میرا بچہ تنہا ہے مزاج اسکا بہلا ہے دشمن اسقدر قوی اور کثرت سے ہین تو ہی اسکے جان کا حافظ ہے اودہر عبدالرحمن جنی بار بار قرعہ پہینکتے ہین اور انجام جنگ پر نظر ڈالتے ہین لیکن دلکی پریشانی عقل کو جمنے نہین دیتی نتیجہ ذہن مین نہین آتا پہر خاموش ہو رہتے ہین ملکہ قریشیہ سلطان وملکہ قریشیہ ثانی بال سر کے کہولے ہوئے درگاہ الٰہی مین فتح ونصرت کی دعائین مانگ رہی ہین عجب طرحکا انتشار ہے لیکن

صاحبقران اعظم سپہ پروری کے ساتھ بارگاہ مین آرام فرما رہے ہین صندوق سلیحہ کا
کشتی ہتھیارون کی سرہانے رکھی ہے کہ صبح کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرنے
مین دیر نہو کہانتک گذارش کیا جائے کہ طبل جنگ بید رنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف
ہوا اور رخسارہ شب سے صبح برآمد ہوئی شعر

اریزان گشت مہ با فوج اختر	عیان گشتہ ز مشرق شاہ خاور

وہ عجب صبح تھی کہ شام دیکھنے کی دعائین مانگی جاتی ہین جس نے اوس دن کو اپنے حیات
مین بخیر و عافیت تمام کیا گویا دوبارہ پیدا ہوا اہل اسلام مصروف عبادت خدا تھے
دعائین مانگ رہے تھے پیشانیان خاک عجز پر رکھے ہوئے رو رہے تھے راشد حبشی
اور ارشد حبشی صاحبقران اعظم پر سے بلاگردان ہو رہے تھے کہ ہم جانین اپنی
نثار کرین مگر یہہ شہریار عالی وقار ثانی صاحبقران نامدار باقی رہے عرض کہ جب نمازون
اور وظیفون سے فراغت ہوئے تو ہر ایک نے آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ
کیا اور میدان کارزار کی طرف متوجہ ہوا جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون
تمام لشکر دیوان سلیمان میدان کارزار مین آکر پہونچا ارشد حبشی اور راشد حبشی ہمراہ
رکاب سعادت انتساب صاحبقران اعظم میدان مین آکر پہونچے اور صفین اپنے لشکر
ظفر اثر کی درست کرنے لگے آن واحد مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا
ہراول پچھلا چنداول ساتون صفین درست ہوگئین اوس طرف دیکھا تو اکتالیس لاکھ
دیو صفین باندہے ہوئے کھڑے ہین پھریرے علمہاے سیاہ و زرنگاری کے لہرا رہے
ہین ترسول پنجسول چوب چماق ارہ پشت نہنگ وار شمشاد میل فولادی ساطوران
چقماق چادر ساریق زنجیر آہنی گرزگران سپر باندہے ہوئے سنانین نیزون کی چمک رہی
ہین قلب لشکر مین تخت دیو کفریت بن عفریت کا ہے سولہہ دیو اسکے تخت کو اوٹھائے
ہوئے ہین گوشہ تخت پر دیو برق ریق بیٹھا ہوا ہے آگے لشکر کے افسران فوج بمرتبہ
سردار دس دس پانچ سات سات قدم آگے بڑہے ہوئے حسب مراتب بمرتبہ
سرداری کھڑے ہوئے ہین اور دیو اشتقال سب سے بیس قدم آگے بڑہا ہوا بمرتبہ
سرداری کھڑا ہے غرض کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردار دونون لشکرون
لنگے اور جہاڑ کرے جہنڈے کاٹ کر پہینک دیئے اس کے بعد بیلدار نکلے اونہون
نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے نکلکر آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا
اب میدان مثل آئینہ کے شفاف ہوگیا نقیبون نے صفون سے نکل نکلکر نقابت
کرنا شروع کی اور مذمت دہر ناپائدار مین یہہ چند اشعار پڑہے نظم

ہان دلا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھہ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دنیا کی آرائش	نہین دنیا مقام آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی کہے اور رچالا ہے	کہین افضال حق لقائے ہے
ہے کہین شادی حنا بندان	اور کہین شور مرگ فرزندان

	یہ دنیائے دون کا سر رشتہ		نوٹتی اسکا ہے ہمیش آغشتہ	

گردش چرخ کج مدار اور انقلاب دہر ناپائدار سے کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہا ہوئے جنکی شجاعت وجوانمردی آجتک صفحہ دہر مین ضرب المثل ہے زمانہ کا یہی رد و بدل ہے رستم و اسفندیار باوصف زور و قوت دہر و مالک عدم ہوئے کیسے دم نہ مارا کوچۂ فنا کا رستہ لیا جمشید و کیکاؤس و افراسیاب و فریدون نامدار و کیقباد ذوی الاختیار و دارا و سکندر کیسے کیسے شاہان اولوالعزم تھے مگر پنجہ موت سے کیسکو رستگاری نہ ہوئی بادشاہون کو جانے دو انبیا و رسل کو دیکھو جو خاص بندے مقبول بارگاہ کبریائی تھے اُنھون نے بھی ذائقہ موت کا چکھا اور راہی رضاے خدا تعالی ہوگئے اے دلاور و صف شکن آج روز نام و ننگ ہے جسنے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا چہرہ اوسکا بہادران عالم کے دفتر مین تحریر ہوگیا اور جسنے روگردانی کی نام اوسکا شجاعون کے دفتر سے قلمزد ہوگیا اور وہ ننگ ہون سے دلاوران عالم کے ہوگیا لہذا اے بہادر و جنگ مین کوتاہی نکرنا اس لیئے کہ یہی ہوئی بات کا بگڑنا آسان ہے اور بگڑی ہوئی بات کا بننا بہت دشوار ہے خیال تو کرو کہ کس مشکل سے دنیا مین نام پیدا ہوتا ہے اور کیا جلدی مٹ جاتا ہے اہل اسلام کے نقیب اشعار حیرت آثار پڑھ پڑھ کر کہہ رہے ہین کہ دنیا مقام رہنے کا نہین ہے اس سے کنارہ بہتر ہے اور بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین ہے اے غازیو جہاد راہ خدا کا ہے اور رواج دین اسلام کے لیئے ہے اگر قتل کروگے غازی کہلاؤگے قتل ہوگے جنتی اور شہید کے نام سے موسوم ہوگے دنیا اور عقبا دونون تمہارے واسطے ہین جب ایک روز دنیا سے جانا ضرور ہے تو جیسے آج گئے ویسے کل گئے اگر آج نام کے ساتھ مرنا ہوا اور کل بدنامی کے ساتھ تو آج ہی کی موت کو فوق دینگے دیکھو مالک کی رفاقت دست بردار ہونا چاہیئے کہ کیسے کیسے اولوالعزم صاحب زور و قوت گوہر دریائے سطوت و صولت صفحۂ دہر مین نامی و نامور گذر گئے ہین کہ کارنامے اُنکی شجاعت و مردانگی کے تواریخ عالم مین ابتک یادگار ہین ہر چند پنجہ مرگ سے اونکو بھی رستگاری نہین ہوئی مگر نام انکا بسبب شجاعت و مردانگی کے دنیا مین ابتک قائم ہے

شعر

	مرد ونکا آسمان کے تلے نام رہگیا		رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا	

خیال کرو کہ اونکو مرے ہوئے ہزارون برس گذر گئے لیکن ذکر اونکا ہر وقت مین زبان زد خاص و عام ہے اے بہادرو ن شاہان ماضی کا حال تمنے سنا ہوگا جیسا اس نظم سے ظاہر ہے

	کشاسنے نہ از کاسہ مغز اوست		باحوال جم جائے عشرت نگوست	
	ز آئینۂ مرگ چون رنگ باخت		سکندر کز آئینہ عمر آئینہ ساخت	
	کہ بشکست چون فرق کسری بسنگ		نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ	
	نداری ز کاؤس و دارا بہ یاد		کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد	
	ز دنیا بناچار بر بست رخت		فریدون خداوند اکلیل و تخت	
	کہ گشتی از دز نہ شمشیر آب		جگر خون شد از دہر افراسیاب	
	کہ دزدیدہ از گرز او کوہ سر		بخاک سیہ فرق رستم نگر	

مگر آنکہ نام شجاعان عصر — بماند نکو تا بفرداے حشر
شجاعت خدا و رسول را پسند — شجاعان ز دنیا بجنت رسند
کدام ست آن کوئی ارجمند — کہ آید بمیدان تیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر — بہ پیش شجاعان شود جلوہ گر

نقیبون کی صدا سے ہر ایک بہادر کو مرنے کی آرزو جتائی لڑائی کی ہوس بڑہائی غرضکہ جب نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے اور ترکیستا گرد کا کہکر روانہ ہوئے تو دونون لشکرون مین ایک سناٹا سا ہو گیا بہادرون کے جسم مین خون شجاعت جوش مارنے لگا چہرے سرخ ہو گئے آنکھون مین خون اتر آیا تلوارین نیامون سے آلودگی لگین ہاتھ قبضون پر پڑ گئے ہر بہادر یہی چاہتا تھا اور شوق جنگ مین یہی ارادہ رکھتا تھا کہ پہلے مین ہی جاکر حریف سے مقابلہ کرون اور زد بہر کے عرصہ کارزار مین اپنا نام کر جاؤن کہ ناگاہ ایک لشکر کفار نابکار سے دیو تخنیف بن خفیف اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت لقفریت ابن عفریت کے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ جنگ ہوا کہ مین جاکر حریف کو زار و زبون کرون اعدا کا نام صفحہ دہر سے مثل حرف غلط کے مٹا دون راہ کوچہ فنا دکہا دون لقفریت نے کہا کہ جا تجکو خداوند ابلیس کے حوالہ کیا جان خدا پرستون کا کام تمام کر یہہ سنکے تخنیف بن خفیف میدان رزم مین آیا اور پہلے سراپا میدان کا دکہا کر وار شمشاد یکر کے آواز دی کہ ہان اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم دیو تخنیف بن خفیف جسکو آرزوے مرگ و تمناے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور آگاہ ہو کہ میرے حربہ کی پناہ نہین کوئی شجاع و بہادر پردہ قاف مین جنگ میں میرے منہ چڑہا نہین اور کوئی زیر دست مجہہ سے لڑ بہڑ کر سیر نہوا نہین تمہارے نقش ہستی کو دم بہر مین مٹا دونگا گور مین سبکو سلا دونگا نظم

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور — کہ میرے سامنے سے دیا بھی مور
نہین ہے کام اژدر جانے آرام — کہ شیشہ کا ہے خار اسے بد انجام
بہادر نامور تھے جو کہ سرہنگ — کیا دم بہر مین مینے انکو بیرنگ
بجاتے تھے وغا مین جو قدم کو — گئے وہ ضربت سے میرے عدم کو
بہادر جو مقابل میرے آیا — فنا کا راستہ اسکو دکہایا
میرے منہ پر چڑہا جو مرد دل گیر — مین اسکا مدعی ہون مثل شمشیر
شراب تند تیغ سے نہ کہا جوش — خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اگر کچہہ حوصلہ دل مین ہو آؤ — یہی گو اور یہی میدان ہے اب تو

غرضکہ بڑی لاف و گزاف کے بعد اس دیو مغرور و متکبر نے نہیب دی کہ جس بہادر کو اپنی جان فالتو ہو وہ آکر مجہسے مقابلہ کرے یہہ کلام سنکر لشکر اسلام سے دیو ہیلان اپنی صف سے نکلا اور سامنے صاحبقران اعظم کے حاضر ہو کر میدان جنگ کی اجازت طلب کی صاحبقران اعظم نے فرمایا اے ہیلان یہ کہ تمنے کیا غضب کیا کہ اسقدر جلدی کر بیٹھے تمہارے ابھی عرصہ رزم مین جانے کی کیا ضرورت تہی کوئی اور بہادر چلا جاتا تم اس کے ہم نبرد نہین ہو یہ دیو

دلیر نہایت زبردست ہے دیو ہیکلان نے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا ہون پلٹ جانا اچھا نہین
اگر حیات مستعار باقی ہے تو بچ نکلونگا ورنہ جو مقدر کا لکھا ہوگا غرض یہ کہہ کر
شمشیر حمایل کی ... ہے ادا ہو جاؤنگا صاحبقران
اعظم نے فرمایا اچھا جاؤ ... فرمایا جام شراب عنایت فرمایا
دیو ہیکلان ... ہو کر ... میدان جنگ مین
سامنے دلیر خفیف بن خفیف کے آیا اور نعرہ کیا کہ اضرب بہادری کے خفیف
بن خفیف نے کہا کہ تیری ... لیاقت ہوئی کہ تو میرے مقابلہ کو نکلا ہے جا چلا جا کیون
موت کے منہ مین آیا ہے میرا ہاتھ تجھپر نہین اٹھتا ہے کہ تو کمزور ہے دیو ہیکلان نے کہا کہ
جھک مارتا ہے اگر دست و بازو مین زور نہین ہے لاضرب بہادری کے ابھی حال
کھلا جاتا ہے یہ سنکر دلیر خفیف بن خفیف نے خبردار خبردار کہکر شمشیر کا وار کیا
دیو ہیکلان نے وار کو خالی دیا اور پہلو کی طرف پھرانے سے اگر گرز مارا کہ شانہ دلیر خفیف
بن خفیف کا ... ہوا اور ہاتھ شانہ سے جھول گیا بس پھر خفیف جو دلیر خفیف
کو گھائل ہوئی ... اہل اسلام نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کیا دیو ہیکلان کو ...
... جلدی سے دلیر خفیف نے بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے نکالکر
دیو ہیکلان پر مارا کہ بازو اسکا بھی زخمی ہوا ہیکلان نے ... اگر دوسرا
... خفیف بن خفیف کا دوسرا شانہ بھی ٹوٹا ... دلیر ... بیکار ہو گئے
جاتا تھا دیو ہیکلان ... صاحبقران
... نے منع کیا ... لشکر
کفار کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ... دیو غراب
اور خفیف بن خفیف کو میدان سے ... صاحبقران اعظم
نے دیو ہیکلان کو طلب کیا کہ وہ زخمی ہو چکا تھا اور دیو غراب نے
مبارز طلب کیا یہ دیو نہایت جسیم ... معلوم ہوتا ہے
لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو ایک دیو ... نام اوس کا دیو ... از شاخ
... دیو غراب نے چوب ... کا وار کیا دیو ... از شاخ
نے چوب کو اپنے سر پر روکا اس ... کی صدا بلند ہوئی ... نکل گیا
... کہ دیو ... از شاخ اوس کی گردن ... دیو غراب
نے نعرہ کیا ... صاحبقران اعظم نے ایک دیو ... کے
روانہ کیا دیکھا تو دیو ... از شاخ کی ایک شاخ ٹوٹ گئی ہے خون ... لیکن
زندہ ہے دیو نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کرتا ہے یہ سنکر دیو ...
شاخ ... تو معلوم ہوا کہ پاؤن بھی اسکا لنگر سے ضرب غراب سے زخمی
ہوا ہے دیو غراب نے جو دیکھا کہ یہ زخمی ہے اب مار لینا اسکا آسان ہے
... دوسرا وار کیا ... دیو ...
شاخ کا پاش پاش ہو گیا ... دیکھتا تھا کہ زمانہ نگاہ مین صاحبقران

اعظم کے تیرہ و تار ہو گیا اور آواز دی کہ او نامرد کیا کیا تو نے میٹے تو تیرے زخمی کو خود بھگا کر
میدان سے پھیر دیا اور تو نے زخمی کو مار ڈالا دیکھ تو اسی کی سزا ابھی دیتا ہون یہ فرما کر
مرکب کو دوڑا دیا اور بادہ دیو غراب کے پر پہنچ کر نعرہ کیا کہ لاضرب اسکے پھر تا اسقدر
دیکھ کہ کیا ہوتا ہے دیو غراب نے وہی چوب چماق سر پر صاحبقران اعظم
کے لگانے صاحبقران اعظم نے تلوار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغ آبدار کا گردن پر
لگایا سر اوسکا دس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا اور لاش پھڑکنے لگی خون جو زخم سے
اسکے نکلا صاحبقران اعظم لہو مین ڈوب گئے لیکن دیو خراب ابن غراب نے
جو دیکھا کہ باپ اوس شخص کا مارا گیا بغیر اجازت لیے دوڑ پڑا اور آدمزاد غضب کیا تو نے
کہ باپ کو اوس شخص کے مارا دیکھ تو کیا حال کرتا ہون تیرا یہ کہہ کر پیلی فولادی مارا صاحبقران
اعظم نے پیل اوسکا خالی دیکر پہلو پر آکر جو کمر کا وار کیا دیو خراب کے دو ٹکڑے ہوئے
صاحبقران اعظم نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا تھا کفار کے دوڑ پڑے تھے لیکن
دیو اشتقال نے منع کیا کہ شرم نہین آتی ہوا ایک آدمزاد کا یہ خوف ہے کل مین اس
سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نقارہ
شادمانی بجانے لگے صاحبقران اعظم پر سے زر نثار کرتے ہوئے
میدان جنگ سے پھرے ملکہ آسمان پری نے کنگرے اوتارے بلا گردان ہوئین
لیکن جسوقت شام ہوئی تو دیو اشتقال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا خبر صاحبقران
اعظم کو ہوئی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا حسب دستور رات تیاری
جنگ مین بسر ہوئی اور صبح کو دونون لشکر معرکہ آرائی جدال و قتال ہوئے لشکر
کفار سے دیو اشتقال نکلا اور سامنے تخت افریت مین عفریت کے آکر اجازت جنگ
مانگی افریت نے آستین رحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جا عنایت کیا تجھکو
خداوند ابلیس نے یہ سنکر دیو اشتقال دراز قامت میدان مین آیا
یہ دیو تمام دیوان زندانی سے بلند قامت تھا قریب ڈہائی سو گز کے اسکا
قد تھا اور حربہ اسکا چوب چماق کٹی کہ وزن اوس چماق کا ساڑھے تیرہ سو
من کا تھا میدان مین آکر پکارا کہ او آدمزاد سیاہ سر سفید دندان آ میرے
مقابلہ کو واقعی مین تو بہادر ہے لیکن ہے ایک مشت استخوان ہے اگر میرے
ہاتھ مین آجاتا تو تجھے چٹکی سے مسل کر پھینک دون صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ آتا ہون دیکھون تو تیرے ہاتھ مین کیا زور ہے یہ فرما کر باگ مرکب کی لے
یہ مرکب بھی ایک دیو دراز قامت ہے جو بصورت مرکب بنا ہوا ہے غرضکہ
صاحبقران اعظم سامنے دیو اشتقال کے آگئے اور فرمایا کہ
کیا کہتا ہے لاضرب بہادری کے دیو اشتقال ہنسا اور کہا کہ تو نے جو دو ایک
اسے باشی دیو نکو قتل کیا تو اب تجھے غرور ہو گیا ہے میرے ضرب کا لنگر
کیا سہیگا دل کی دل ہی مین رہجائے گی پہلے تو اپنا وار کر کے حوصلہ نکال لے
صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ قد تو تیرا بیشک بلند ہے لیکن

زور تیرا میں سمجھے ہوئے ہوں تو عفریت بن عفریت سے زیادہ زبردست
ہے اور اس بات پر گھمنڈ کئے ہے کہ کئی مرتبہ زیر ہو گیا اور شکستیں کھا کر بھی اکڑتا ہے دیو اشقال
کو یہ سنکر غصہ آیا اور چوب گران سنگ آسمان رنگ پر جو کوہ ساڑھے تیرہ سو
من کے ضرب سر پر صاحبقران اعظم کے خبردار خبردار کہکر
لگائی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اگر وار اسکا خالی دونگا تو یہ
سمجھیگا کہ یہ لنگر سے ضرب کے دلمیں دبا وار اسکا روکنا چاہیئے یہ خیال
کرکے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب چماق جو آکر سپر پر جمی
ہی ہوا ذ انقد تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ چمک کر نکل گیا تتق گرد بلند ہوا
جگہ زمین ہول سے شق ہو گئی اور مرکب صاحبقران اعظم کا سینہ
تک غرق زمین ہوا دیو اشقال سمجھا کہ مینے کام اس آدمزاد کا تمام کیا
پکارا کہ زدم و بیست کردم لو خبر اس آدمزاد کی یقین ہے کہ لاش تک کا پتا
نہ ملیگا یہ سنکر عیار صاحبقران اعظم کا قریب گرد کے آیا اور
گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے داخل ہوا دیکھا کہ صاحبقران اعظم
صحیح وسالم موجود ہیں لیکن ہر سر مو بن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن
ہاتھ دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے آواز دی کہ اے
شہریار ہوشیار ہو جیئے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر ہوش میں
آئے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب کچلی ہو گیا ہے لبس کود کر
مرکب سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا اور دیو اشقال
کو آواز دی کہ الیست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں فوج کفار یا تو جوش
پر تھی ہر ایک دیو کو یقین تھا کہ دیو اشقال نے کام حریف کا تمام کیا
یا اب جو دیکھا کہ صاحبقران اعظم گرد سے صحیح وسالم نکلے اور دوسرے
مرکب پر سوار ہو کر نعرے کر رہے ہیں کہیں چھینٹ بھی نہیں آئی ہے نہایت متعجب
ہوئے کہ یہ انسان ہے یا کوئی بلا ہے کہ اتنے بڑے ضرب اوٹھائی اور پھر
زندہ رہا اودھر دیو اشقال نے آواز دی کہ اے آدمزاد حقیقت میں تو بڑا سخت
جان اور بڑا بہادر ہے اگر یہ ضرب میری کوہ پہ پڑتی تو پارہ پارہ ہو جاتا اب
لا ضرب اپنی کہ میں بھی تیری ضرب کا مشتاق ہوں صاحبقران اعظم نے
فرمایا کہ لے اسے نہ پھیر گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا شعر

تو ضرب لے زدی ضرب ما نوش کن	ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ فرماکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جو کوہ سر سے بلند کیا
اور پندرہ سو من کی ضرب کو چرخ دیکر دیو اشقال پر وار کیا
دیو اشقال نے برابر چوب چماق کو اوٹھا لیا چہرہ کی پناہ کیا
لیکن گرز جو آکر چوب پر پڑتا ہے عیاذاً باللہ یہ معلوم ہوا کہ آسمان
پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا جگر زمین ہول سے

شل ہوگیا ہاتھ دیو اشقال کے کانپنے اور قائمہ رہ سکا گرز سے چوب سر پر پہنچا اور سر گردن میں
آگیا دونوں منخنین اور سینہ شکم میں سے گذر کر دونوں پیر اندر زمین پاؤن میں زمین میں اک ایک
چبوترہ تھا میں رکھا تھا چھتری گرد بلند ہوا تھا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا کہ زود هم میبت
کمر دم لو جنگ اس کی کیا حال ہوا ہے یہ کہکر کہ کیونکر دیو چہیٹ کر آئے اور اکر دیکھو پانی کے
دہوئے دیکر بہا لالاب ... دیکھیں تو ال دھبا سا بنا ہوا ہے اور دیو اشقال
کا پتا بھی نہیں ہے یہ دیکھکر وہ دیو چیخ مار کر رونے لگے لیکن دیو لعل میت
بن عفریت نے جو دیکھا کہ سالار لشکر میرا اس طرح مارا گیا ہے پکارا او کشتا
کہاں ہے کیا ... ہو ارادا اس آدمزاد کو بس یہ سننا تھا کہ تمام دیو حربہ
سنبھال سنبھال کر دوڑ پڑے ادھر ارشد جنی اور راشد جنی نے جو دیکھا کہ تمام
لشکر کا ایک تن تنہا پر یورش ہے فوج سے کہا کہ لینا ان حرامزادوں کو بس فوج
دیوان اسلام بھی ٹوٹ پڑے دونوں لشکر آکر غٹربٹ ہوگئے وار ہونے چلنے لگین میل
فولادی کے ضرب سے زمین میں زلزلہ سا پیدا اتحاد ہوا ہم کی آواز زمین آپڑی تھین
سر دیوؤں کے پھٹ رہے تھے لاشین زمین پر گر رہی تھین ہنگامہ سردار گیسر
ہر ایک طرف پڑ رہے خون کے گردنون سے بہ رہے تھے جابجا لاشین پھڑک
رہی تھین رنگت زمین کی سرخ ہو رہی تھی صاحبقران اعظم گرز
سنبھالے ہوئے جنگ کر رہے تھے جس دیو پر گرز مارا وہ پیوند خاک ہو گیا
ادھر ... صاحبقران اعظم لاشوں پر لاشین گرا رہے تھے
ادھر دوسری طرف ... دیو ... اوران لشکر ... سے مثل دیو کر ... اور
دیو ... دیو تنومند دیو نکیزال دیو شیرال دیو ...
... دیو شکیب ... آہن ... دیو
پاہون دیو ... دیو ... سمندون ہزار دست دیو ...
... ہزار دست اس طرح سے بڑے دیو لشکر اسلام
کے دیوؤں کو بیدردی سے قتل کر رہے تھے کہ اثنائے جنگ میں دیو تنومند
سے اور صاحبقران اعظم سے سامنا ہوا اور دیو تنومند
نہایت زبردست دیو ہے ایک لاکھ دیو ونکا افسر ہے اور کسی طرح دیو
اشقال سے کم نہین ہے آواز دی اسنے کہ او آدمزاد تو کون سی بلا ہے
کہ تو نے ... دیوون کو اس ذلت و خواری سے مارا لے میرے ضرب تو روک
یہ کہکر وار ... کیا صاحبقران اعظم نے وار اوس کا
خالی دیکر ... ہاتھ آبدار کا سر پر دیو تنومند کے ... معلوم ہوا کہ کوہ پہ بجلی
گر پڑی ... پیر ... دونوں ٹانگوں کے نیچے سے نکل گیا اک مینار بلند ...
ہو کر ... گرا ... دونوں ٹکڑے تھرتھرا کر رہ گئے صاحبقران اعظم
نے نعرہ ... کیا ... کہاں تک بیان کیا جائے کہ شام تک یہ جنگ قائم رہی
اور ... ہزار ... دیوان لشکر اسلام کام آئے تھے اور بارہ ہزار

دیوان لشکر کفار مارے گئے اور کئی سردار دیوان لشکر نقابت کے کام آئے سمت ہم تو
لقریت بن عفریت نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر تھمے ہوئے
اور اپنے اپنے فرودگاہون پر آئے ملکہ آسمان پری نے قبہ زندہ دلی کی
لگنے لگایا اور بلائین گردان ہوئین کہ اب یہی زندگی کا سہارا ہے ملکہ نور لشکر
نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار عالم نے زندہ و سالم دکھلایا ورنہ زندہ رہنے کی
امید نہین ہوتی ہے کہ صاحبقران اعظم میدان جنگ سے زندہ
پھرینگے آج بسبب خستگی کے میدان داری موقوف رہی دوسرے روز لقریت
بن عفریت نے پھر طبل جنگ بجوایا صاحبقران اعظم کو خبر ہوئی
فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی وبہ تائید ربانی بجے طبل جنگی اور اسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی
دیوان پھر دو لشکر حوب چماق دار شمشاد دیل فولادی ارہ پشت نہنگ اور
ساطور گران ساریق تبر سول پنجبول اپنے اپنے حربون کو درست کرنے لگے یہانتک
کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے
نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائے ہوکے نمازاون
نے فریضہ سحری کو ادا کیا کفار نے آوازین یا خداوند ابلیس کی بلند کین
جبکہ دونون گروہ اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کرچکے
گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون رسکے صف آرائی میدان جنگ ہو
بالون صفین آراستہ کرکے مقابل ہوکر کھڑے ہوگئے بعد آراستگی صفوف
قتال جدال نقیب نقابت کرکے نکل گئے کہ فوج کفار سے دیو مہیب
قوی تن نکلا اور سامنے تخت لقریت بن عفریت کے آکر اجازت خواہ
ہوا لقریت بن عفریت نے کہا کہ جا تجکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا دیو مہیب
قوی تن میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا آج راشد حبشی اور ارشد حبشی
نے صاحبقران اعظم سے عرض کی حضور کئی روز سے برابر لڑ
رہے ہین ایک روز نہ لڑے آخر جان نثار کس دن کے لیے ہین یہی ناکہ مارے
جائنگے حق نمک سے ادا ہوجائینگے ادھر ملکہ آسمان پری نے بھی سمجھایا
تھا کہ اے فرزند میرے سر کی قسم آج تم نہ نکلنا فوج کو لڑنے دینا کئی روز سے
برابر میدان داری کر رہے ہو تھک رہے ہو اگر خدانخواستہ دشمن ہمارا ہوگیا
تو کون ان ظالمون کا روکنے والا ہے اس سبب سے صاحبقران اعظم
خاموش کھڑے ہین نکلنے کا قصد نہین کیا ہے اتنا تو جتنے وقت اونھون نے
مان سے کہدیا تھا کہ اگر کوئی مجکو بلائیگا تو ضرور لڑونگا ورنہ خود سے نہ نکلونگا
بس جسوقت دیو مہیب نے مبارز طلب کیا ہے اور ارشد حبشی نے سمجھایا ہے
تو صاحبقران اعظم خاموش ہو رہے ہین اور فوج اسلام
سے ایک آدھ دیو نے نکلکر دیو مہیب سے سامنا لیا لیکن جو گیا یا زخمی ہوا یا مارا گیا

دو پہر مین سات دیو زخمی ہوئے اور چار مارے گئے بعد اسکے دیو میدان سے پلٹ
گیا اور شکیلا ئے آہن کلاہ دیو نفریت بن عفریت سے اجازت
لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اب ارشد حبشی نے صاحبقران اعظم
سے رخصت جنگ طلب کی فرمایا کہ جاؤ تمہین حفظ خدا مین دیا اور جام عنایت
کیا ارشد حبشی جام پیکر میدان جنگ مین آیا اور شکیلا ئے آہن کلاہ سے
سامنا کیا شکیلا ئے آہن کلاہ نے ارہ نیست نہنگ مارا کہ اگر ارشد حبشی خالی
نہ دیتا تو بچنا محال تھا اس وار اوسکا خالی دیکر ارشد حبشی نے اپنا وار کیا کئی ضربون
کے رد و بدل ہوئے آخر کار ارشد حبشی ہاتھ سے شکیلائی آہن کلاہ
کے زخمی ہوا ارشد حبشی نے نکلکر مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا یہانتک کہ اسنے بھی شام تک
نو سردار زخمی کئے اور پانچ دیو جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون
اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے دیو نفریت بن عفریت شکیلائے آہن کلاہ پر سے
زر نثار کرتا ہوا اور طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھرا ادھر اہل اسلام نہایت
پریشان و اداس اپنے فرودگاہ پر آئے لاشین دیوون کے اوٹھالین اونکو دفن
کیا زخمیون کو شفاخانہ مین بھیجا صاحبقران اعظم نے نہایت افسوس کیا کہ اگر مین
خود نکلکر لڑتا دیو کیون مارے جاتے اور آسمان پری سے کہا کہ آج آپکے حکم کی تعمیل
کا یہ نتیجہ ہوا کہ کئی دیو مارے گئے اب کل کے بارے مین کچھ نہ ارشاد فرمائیگا اسی اثنا مین
پھر آواز طبل جنگ کے کان مین آئی اور یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اوسی طرح
رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان قتال مین آئے قیفہ باندھ کر
ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے آج پھر دیو مہیب قوی تن لشکر کفار سے
نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے آدمزاد یا تو مجھسے ڈر گیا جو میدان مین نہین نکلتا کبتک
اپنی جان بچایا کریگا یہ سنکر صاحبقران اعظم نے مرکب کو جولان کیا اور
سامنے دیو مہیب قوی تن کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرے سردار کو تو مین نے
کس ذلت و خواری سے مارا تیری بھی یہ حقیقت ہوگی کہ مین تجھسے ڈر جاؤنگا لا ضرب
بہادری کے دیو مہیب نے وار شمشاد ماری صاحبقران اعظم نے
دار اوسکے ہاتھ سے چھینکر جو دہنا ہاتھ مارا دیو مہیب پیوند خاک ہوگیا دھمک سے
ضرب کی زمین ہلگئی لیکن اسکا مرنا تھا فوج اسلام سے نعرہ ہائے خوشی بلند ہوئے اور
لشکر کفار مین غریو فریاد کا ہوا یہ دیکھکر شکیلا ئے آہن کلاہ نے دیو نفریت
بن عفریت سے اجازت جنگ لی اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر
آواز دی کہ [illegible] تونے دیو اشقال کو مارا ہے خون میری آنکھون مین اوترا ہوا
ہے کل بھی [illegible] اسی غرض سے نکلا تھا کہ اگر تو میرے مقابلہ کو نکلے تو تجھسے عوض خون
دیو اشقال کا لون مگر کل تو مارے خوف کے سامنے نہ آیا آج تجھکو میرے ہاتھ سے
کہان جائیگا [illegible] ضرب کوہ گران سے بھی [illegible] رکھتی ہے یہ کہکر ارہ نیست نہنگ
کا وار کیا صاحبقران [illegible] ہتھی مارے کہ دستہ سے کٹ کر ارہ علحدہ ہوا

شعلہ اسکے آہن کلاہ نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ مارا تھا صاحبقران اعظم نے خالی دیکر تیغہ آبدار کا
وار کیا کہ شعلہ اسکے آہن کلاہ سے دو ٹکڑے ہو گئے بس اسکا گرنا تھا کہ کثیر فوج کفار سے
ایک دیو نکلا وہ بھی مارا گیا شام تک صاحبقران اعظم نے ستر دیو جوان نے مارے شام
کو طبل بازگشت بجا دونوں لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام تو نہایت شاد و خرم
ہیں اور کفار نہایت ملول اپنے فرودگاہ پر آئے اور طبل نہیں بجوایا بارگاہ میں دیو لفریت
کے آدھے سردار نظر آتے ہیں اور آدھے دیو مارے گئے ہیں صاحبقران اعظم
نے ستر اکو کر دیا ہے دیو لفریت بن عفریت نے دیو کراز بن گراز کو سپہ سالار کیا ہی
کہ یہ دیو دیو اشتغال سے بھی زبردست ہے اور اسنے اکثر یہ کہا تھا کہ میں دیو اشتغال
کا ماتحت کبھی نہیں ہونگا لفریت بن عفریت نے اس سے وعدہ کیا تھا
کہ میں تجھی کو سپہ سالار کرونگا مگر وقت اسکا آئے جب دیو اشتغال مارا گیا تو دیو
لفریت بن عفریت نے اسکو سالار لشکر کرکے دیکھا دیو اشتغال کراز بن گراز
کو دیا لیکن بالفعل جنگ کو ملتوی کیا اور اس سوچ میں بیٹھا کہ یہ آدمزاد کسی دیو سے
قتل نہ ہوگا اب کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ یہ بغیر لڑے بھڑے قابو میں آجائے یہ خیال کرکے
بس ایک مکر اسنے دل سے سوچا اور دربار برخاست کیا اپنے خیمہ میں آیا اور دیو قرسی
کو طلب کیا کہ یہ دیو چالاک اور فن عیاری میں طاق و مشتاق تھا جسوقت دیو قرسی
حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے کیوں یاد فرمایا ہے لفریت بن عفریت نے کہا کہ اے
قرسی اگر تو صاحبقران اعظم کو کسی تدبیر سے گرفتار کر لائے تو جو تو کہیگا وہی میں تجھکو
دونگا یہ سنکر دیو قرسی نے کہا کہ اے بادشاہ میں ایک مدت سے تیری بہن پر
شیفتہ ہوں اگر تو اسکے ساتھ میری شادی کر دینے کا عہد کرے اور خداوند ابلیس کو ضامن
دے تو میں اس کام کو انجام دوں اس لیئے کہ اگرچہ اس کام کا مجھکو گران بہا معلوم ہوتا ہے
اگرچہ یہ کام کچھ آسان نظر نہیں آتا لشکر اسلام میں جا کر اوسکے سردار کو گرفتار کر لانا ایسا سہل
کام نہیں ہے اسمیں جان جوکھم ہے دیو لفریت کو اگرچہ یہ امر شاق تھا مگر غرض بڑی شے
ہوتی ہے دیو قرسی سے اقرار کر لیا اور لکھکر مہر کر دی یہ سنکر دیو قرسی جان پر کھیل کر طرف
لشکر دیوان اسلام کے روانہ ہوا جسوقت قریب لشکر پہنچا دیکھا کہ گشت طلایہ کا پھر
رہا ہے آوازیں بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہیں ہر چند اسنے کوشش کی کہ کسیطرح
چھپ چھپا کر داخل لشکر ہوں لیکن ایسا انتظام تھا کہ ممکن نہ ہوا آخرکار یہ صحرا کی طرف
گیا اور وہاں جا کر نقب لگانا شروع کی تمام رات نقب کھودی مگر اسقدر فاصلہ تھا کہ کام
ناتمام رہا قریب صبح واپس چلا آیا اور دہانہ نقب کا ایک سنگ سے چھپا دیا دوسرا
دن گذار کر جب شام ہوئی تو پھر یہ دیو سنگ پھر ہٹا کر داخل نقب ہوا
اور تمام رات پھر نقب کھود آیا خلاصہ یہ کہ تین روز میں نقب صحرا سے خیمہ
صاحبقران اعظم تک لگایا اور ٹھیک نقب کا پشت خیمہ
میں توڑا یہ وہ وقت تھا کہ صبح قریب تھی [illegible] واسطے تین رات بھر جاگتے
جاگتے سرد ہوا پاکر سو گئے تھے بارہ بیدار بھی غافل تھے شمعیں بھی جھلملا رہی تھیں بس

دیو قرشی نے بیہوشی صاحبقران اعظم کے دماغ مین پھونک دی اور پشتارہ
باندھ کر اوسی نقب کے راستے سے لیکر روانہ ہوا اوسوقت پہونچا کہ صبح ہوگئی تھی
وہان دیو لفریت بنتظار ہی مین بیٹھا تھا قرشی پہونچا اور پشتارہ صاحبقران
اعظم کا سامنے رکھدیا لفریت بن عفریت نے کہا کہ جاکر اسکو چاہ پشتہ
تاریک مین پھینک آ کہ وہ چاہ نہایت عمیق ہے اور جانوران گزندہ اوسمین بہت
رہتے ہین یہ اوسی چاہ مین گرتے ہی ہلاک ہو جائیگا اور اگر یہان مین اسکو قتل کرونگا تو قیامت
کبری برپا ہوگی پرندہ دنیا سے رسد بند ہو جائیگی اور ہزارہا اسکے عزیز اگر عوض خون لینے کو
موجود ہو جائینگے اور دیو مہدی بن مردود اور مہدود بن مہدی کو بلا کر دولا کھ
دیو ساتھ کر دیگے اراہ پر صاحبقران اعظم کو ڈالکر اونکے حوالے کیا یہ دونون
دیو خوشی خوشی صاحبقران اعظم کو لیکر طرف پشتہ تاریک کے روانہ ہوئے کہ اب
انکا حال تو پھر عرض کیا جائیگا اور دیو قرشی نے کہا کہ مینے اپنا کام کر دیا تو اپنے وعدہ کو
ایفا کر دیو لفریت بن عفریت نے اک رقعہ اپنی مان کے نام لکھا کہ مین جب یا
دیو کو یہ رقعہ دیکر بھیجتا ہون اس کے ساتھ شادی حمالہ پری کی کر دینا تامل نکرنا
اس لیے کہ مین نے اس سے اقرار کیا تھا اور اسنے بہت بڑا کام کیا ہے دیو قرشی
تو نامہ لیکر اودھر روانہ ہوا لیکن آپ خوش وخرم بیٹھا کہ اب جب جائینگے دیو داکر سے
گلستان ارم پر قبضہ کرینگے مگر اب حال پر ملال لشکر اسلام کا سنیے کہ جب صبح ہوئی اور
خادم داخل خیمہ صاحبقران اعظم ہوا کہ چل کر شہزادہ کو جگائین کہ وقت نماز کا
تنگ رکھا ہے وہان جاکر عجیب حالت دیکھی کہ مسہری خالی ہے پشت خیمہ کے چاک
ہے باہر جاکر دیکھا تو ہر طرف نقب کا کھلا ہوا ہے یہ خادم سر پیٹنے لگا کہ کوئی مکار
صاحبقران اعظم کو چرا لے گیا بس یہ سنتے ہی لشکر مین تہلکہ پڑگیا دیو سر دے
پٹختے دوڑے بعض دیو نقب مین بہانہ پکڑے کہ شاید ہم رہ راستے مین ہو لیکن اب کون
ہوتا ہے جسے گرفتار کرین اودھر اودھر ڈھونڈ کر چلے آئے رفتہ رفتہ یہ خبر
ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان اور قریشہ ثانی کو ہوئی سب رونے
پیٹنے لگین اور ملکہ آسمان پری اسقدر روئین اور سر پٹکین کہ بیہوش ہوگئین قریشہ
سلطان نے سر زانو پر رکھکر سب اپنے حال مین مبتلا تھے اور ملکہ آسمان
پری بیہوش پڑی تھین انکی خبر کسی نے نلی ایک تو سن شعیفی دوسرے
جوان فرزند کا صدمہ یقین ہوگیا تھا کہ یہ گنہگار اب میرے فرزند کو زندہ کیا چھوڑینگے دشمن
اوسے قتل ہو گئے ہونگے اسی دہشت کے سانس اولٹ گئی اور طائر روح
آشیانہ تن سے پرواز کر گیا ابھی تک کسی کو خبر نہین ہے جب جوش
گریہ کم ہوا اور نقب قریشہ سلطان کی مان پر پڑی دیکھا کہ مطلق حس و حرکت
نہین ہے کہا کوئی ہے ذرا دیکھو تو کہ والدہ مہربان کی حالت کیا ہے دیکھا
راہ نفس بھی منقطع ہو چکی ہے نبض بسا قط ہین کوئی علامت زندگی نہین پائی جب نانی
عبدالرحمٰن جنی نے جو دیکھا کہا مالک نے انتقال فرمایا اسوقت سے تیاری مرام ہوا

سب پیٹنے لگے دوپہر تک قیامت کبریٰ برپا رہی آخر کار میت اوٹھانے کا سامان کیا اور
قریب گل بستان صاحبقرانی سعد بن قباد و شہریار کے دفن کیا تین روز تک ماتم
عظیم برپا رہا تمام شہر معہ فوج کے سیاہ پوش تھا ایسی حالت تھی کہ دیو لفریت بن عفریت
کو بھی رنج و غم آگیا اور کہا کہ ذرا ہوش ان لوگون کے ٹھکانے ہو لین تو قلعہ پر دہاوا کرون

لیکن اب یہان سے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ قریشیہ سلطان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بھی خبر لشکر کشی دیو لفریت کی سنکر بقصد مدد چلے بقطع مراحل و قطع منازل کرتے
چلے آتے تھے راستے مین دیکھا کہ بہت سے دیو آرابہ کسی کے بندے کا لیے جاتے ہین
اپنے دیون سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسے قید جاتی ہے دیوؤن نے دریافت
کر کے عرض کی کہ غضب ہوا صاحبقران اعظم کو یہ دیو نہین معلوم کس طرح
اسیر کر لائے ہین اور چاہ بستہ تاریک مین پھینکنے کو لیے جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ
سلیمان ثانی نے کہا کہ مار لو ان حرامزادون کو اور چھین لو قید اسے یہ کہکر مرکب کو جولان
کیا اور مانند برق کے آکر لشکر دیوان پر گرے قتل کرنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر دیو مرید
نے کہا کہ مین تو اس آدم زاد کو روکتا ہون اے دیو مردود تو قید کو لیکر بھاگ اور کسیطرح
بستہ تاریک مین پھینکدے یہ کہکر دیو مرید تو سلیمان ثانی کے سدراہ ہوا اور دیو
مردود آرابہ لیکر چاہ تاریک کی طرف بھاگا مگر نعرہ سلیمان ثانی کا ہوا اور آواز
سلیمان ثانی کی کان مین صاحبقران اعظم کے پہونچی بس ہتکڑی بیڑی
بکڑ دامن آرزو مین آکر اب جو چیرخ مارا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا
یہ کہکر دیو مردود بن مرید نے کہا کہ اے آدمزاد غضب کیا تو نے کہ قید کو توڑ ڈالا جسکو
دیو بھی نہین توڑ سکتے کب چھوڑتا ہون تجکو کہ پھر تو جاکر دیو لفریت بن عفریت
کو پریشان کرے یہ کہکر ساطور مارا صاحبقران اعظم نے بغلی بیٹھ کر کے ساطور کو
خالی دیا اور میل ساطور پکڑ کر جھٹکا مارا قبضہ ہاتھ سے دیو کے نکل آیا اور دیو مردود
سامنے اوندھے منھ آرہا بس اسکا سامنے آنا تھا کہ وہی ساطور جو مارا تو دیو مردود
کے دو ٹکڑے ہوگئے اودہر سلیمان ثانی سے اور مرید سے سامنا ہوا دیو مرید
پکارا کہ اے آدمزاد تو اسکا کون ہے جو چھڑانے کو آیا ہے چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا سلیمان ثانی نے کہا او مردود لعین تیرے مارنے مین کب
جاتا ہون طول تقریر سے کچھ حاصل نہین ہے اگر کچھ دعواے مردی و مردانگی ہے
تو لا ضرب بہادری کے دیو مرید نے ساریق کا وار کیا سلیمان ثانی نے
ساریق کو تیغ سے قلم کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا آئینہ بالا تو سر پر چمکا تھا یا زمین پہ
نظر آیا دیو مرگئے و ڈنکے ہوئے اب تو سلیمان ثانی اور
صاحبقران اعظم نے دیوون کو تلوار کے تلے دہر لیا
اور لاشون پر لاشین گرانا شروع کین کشتون کے پشتے اور لاشون کے
انبار لگا دئے لیکن دو لاکھ دیو ہین کہان تک قتل ہون دیو بھی برابر یورش

لیے چلے آتے ہین شور کر رہے ہین کہ مارلو ان آدمزادون کو جانے نپائین غضب کیا انھون نے سرداروں کو ہمارے مار ڈالا بہت دیر تک یہ دیو لڑا کیے ہزارہا کا کھیت ہوا آخر کار فوج لیے سردار کہان تک لڑتی سب بھاگ کھڑے ہوے یہان سلیمان ثانی ادہر حاسقران اعظم سے ملاقات ہوئی سلیمان ثانی نے پوچھا کہ کیا حال ہے گلستان ارم کا در تک کیونکر ان دیوون نے اسیر کیا صاحبقران اعظم نے سارا احوال جنگ کا اور اپنی اسیر ہونے کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب نہ معلوم وہان کیا کیفیت گذری ہوگی جلد چلنا چاہیے اسلیے کہ ایکی مرتبہ دیو نفریت کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے اگرچہ تئیس چالیس سردارون کو مارا مگر ابھی بڑے بڑے دیو باقی ہین سلیمان ثانی نے کہا آپ جلد چلنا چاہیے اب یہ دونون سالے بہنوئی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوے دیکھیے کب پہونچتے ہین لیکن اب یہان سے

احوال دیو نفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اوسنے بعد انتقال مالکہ آسمان پری تین روز تک تو سکوت اختیار کیا بعد تین روز کے طبل جنگ بجوا دیا کہ ایسا نہ ہو ان خداپرستون کی کمک آ جاے یہ خبر لشکر آسمان پری مین ہوئی عبدالرحمن حبشی نے فوج کو قلعہ مین کر لیا خندق مین آگ روشن کرا دی پل تختہ اٹھوا دیا لیکن جسوقت یہ خبر ملکہ قمر لقیہ سلطان کو ہوئی عبدالرحمن حبشی سے کہا کہ مین ان حرامزادون سے لڑونگی یہ فرما کر سلاح سنجوف سے آراستہ ہوئین تیغہ کمر سے لگا کر سپر پشت پر ڈالی خود سر پر رکہا موزے پاؤن مین پہنے دستانے ہاتھون مین پہنے اور آمادہ جنگ ہوکر بیٹھین لیکن عبدالرحمن حبشی نے کہا کہ اب متردد نہون اور خلاف حکم اپنے شوہر کے نکیجیے قاعدہ سے پایا جاتا ہے کہ بروقت کمک پہونچیگی اور انجام مین فتح آپ ہی کے نام ہوگی کہا خیر دیکھا چاہیے غرض کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان مصروف نغمہ پیرائی ہوے اہل اسلام نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا نفریت بن عفریت نے بائیس تئیس لاکھ دیوون کی فوج لیکر میدان جنگ مین آیا تو میدان کو خالی پایا پکار کر آواز دی کہ تمھین جسپر بھروسا تھا وہ ایسا گیا کہ قیامت تک ملاقات نہوگی بہتر ہے کہ حلقہ اطاعت کان مین ڈالو تو جان تمھاری بچ جائیگی ورنہ ایک ایک کو چن چنکر مار ڈالونگا اہل قلعہ نے گالیان دین کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے ہم کبھی تیری اطاعت نکرینگے بس یہ سنکر اسنے دیوکرکرا اور دیو تنا کی طرف دیکھا اور کہا لے لو قلعہ ان خداپرستون سے بس یہ سنتے ہی یہ دونون دیو دو لاکھ دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کی طرف چلے اہل قلعہ نے جو ان دونون دیوونکو اپنی طرف آتے دیکھا تو پونکے زوبر لاکر توپین سر کین اور گولے مارنا شروع کیے ان دونون دیوون نے گرز سپر کو سنبھالا دامن کمر مین لگا کر قلعہ کی طرف چلے قلعہ کیطرف سے لوگون کی مار ہونے لگی توپ خانہ رعد آواز گرجا تمام صحرا دہوان دہار ہوگیا ہزارہا دیو لشکر دیو تن تنا کے اور دیوکرکرا کے مارے گئے جس دیو کے گولہ لگا سینہ توڑ کر نکل گیا

بالشوں ہاتھ لاشین زمین پر بچھی ہوئی ہین لولہ اندازوں نے جسے تاکا اوسے مارا دیو تن تنا اندر
دیو کمر کرا پر بھی گولوں نے بوچھار ہوا کی لیکن ان دونوں سے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ برابر
ہر گولے کو گرز سپر سے رد کرتے رد ہوئے قریب خندق پہونچ گئے جسوقت وہان ہر طرف ہوا
دیکھا اہل قلعہ نے کہ دونوں دیو زندہ و سالم موجود ہین بس مانے کا منہ ڈالا کڑک کالا بارود کی
ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین پھینکین مگر ان دونوں نے ان حربوں کو بھی روکا اور جست
کر کے دروازہ قلعہ پر جا پہونچے بس یہ دیکھکر قلعہ مین تہلکہ مچ گیا لوگ دست بدعا ہوئے
کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان اپنے بندوں کو ان کافروں کے ہاتھ سے نجات
دے ادہر ملکہ قرلیتہ سلطان نے سپر تلوار سنبھالی اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ تمہارے
باعث سے یہ نوبت بہم پہونچی ورنہ مین ان کو قلعہ کے قریب ہی نہ آنے دیتی خیر اب تو جو ہوا
ہوا اب بس دروازہ قلعہ کا کھولدو مین ان حرامزادوں کو سزاے سرکشی دیے دیتی ہوں عبدالرحمن
جنی نے یہہ کہا کہ یوں آپکو اختیار ہے مگر میری راے نہین ہوتی اگر شوہر آپنے یہ پوچھینگے
کہ ہمنے تو منع کیا تھا تم میدان جنگ مین کیون نکلین تو آپ کیا جواب دیجیے گا قرلیتہ
سلطان نے کہا کہ یہ اوسوقت کے لیئے ہے جب کوئی مددگار موجود ہو ہے اسوقت مین اپنی
حفاظت اور کسطرح ہو سکتی ہے یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور چہرہ پر نقاب ڈالے اور دروازہ
قلعہ کی طرف چلین اور آواز دی کہ ای ابلیس پرستو خبردار دروازہ قلعہ ہرگز نہ توڑنا مین آتی
ہون یہ فرماکر ادہر تو یہ چلین ادہر دیو کمر کرا اور دیو تن تنا نے جو نعرہ کی آواز سنی
کہا کہ پہلے سے کیا غفلت تھی جو نکل کر مقابلہ نہ کیا قرلیتہ سلطان نے کہا کہ دیکھ تجھے سب
کچھ بتائے دیتی ہین یہ فرماکر قلعہ کا پھاٹک کھلوا دیا اور چاہتی تھین کہ قلعہ سے نکلین کہ یکایک
از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ بہر گرد بر آسمان رسیدہ دیا ہے
گرد در زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے دیو لفریت تو دل مین ڈرا کہ معلوم
ہوتا ہے کمک اہل اسلام کی آگئی اور دیو کمر کرا و دیو تن تنا بھی منتظر ہوئے
ملکہ قرلیتہ سلطان بھی رکی کہ ایسا نہ ہو کہیں وہی مردوا آجائے تو مجھے طعنہ دے گا کہ اسی
اثنا مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے سے سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم
پیدا ہوئے پشت پر چالیس ہزار دیو قرلیتہ سلطان تو صورت اپنے شوہر کی دیکھتے
ہی الٹے پاؤن پھرین اور اہل قلعہ نے پاٹوں پاٹ دروازہ کھولدیا اور قلعہ سے نکلنے لگے
دیو کمر کرا اور دیو تن تنا قلعہ سے پھرے دیو لفریت نے جو صورت صاحبقران
اعظم کے دیکھے دم فنا ہوگیا کہ یہ کیونکر چھوٹا اتنے مین دیکھا تو فوج دیو مہ پارہ اور
دیو مردواد کی لاشین لیئے ہوئے اور خاک اڑاتے چلے آتی ہین دیو لفریت
نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا یہ کیونکر چھوٹا اونھوں نے تمام ماجرا سلیمان ثانی کے
آنے کا اور قید توڑنا صاحبقران اعظم کا اور مارے جانا اپنے
سرداروں کا بیان کیا ادہر صاحبقران اعظم نے آتے ہی دیو
کمر کرا کو ٹوکا کہ او ملعون تجھے غیرت نہ آئی کہ مجھکو دغا سے قید کر کے ادہر بھیجا اور آپ
ادہر میدان خالی پاکر قلعہ پر یورش کی کہ اب مین آگیا ہوں اب تو قلعہ کی طرف قدم بڑھا پاؤن توڑ

ڈالا تھا دیو کرکرا نے کہا کہ اے آدم زاد قسم ہے خداوند اہلیس کی کہ مین اس واقعہ سے آگاہ بھی نہین
کہ تجھے کسنے اسیر کیا اور کیونکر اسیر کرکے کسطرف بھیجا ہان قلعہ پر بیشک مینے دہاوا کیا تھا
تو یہ فعل بھی بادشاہ کے حکم سے تھا میرا فعل نہ تھا اور مین تجھسے ڈرتا نہین ہون اب بھی تیرے
مقابلے کو موجود ہون یہ سنکر صاحبقران اعظم نے فرمایا دیر کا ہے کی ہے لا ضرب
بہادری دکھیے اودھر دلیو تن تنہا نے سلیمان ثانی کا سامنا کیا دیو کرکرا نے
صاحبقران اعظم پر جتاق جادر کا وار کیا یہ حربہ عجیب ظالم حربہ ہے کہ اس
سے بچنا دیوون کو دشوار ہے نہ کہ آدمزاد کو چند زنجیرون کے جال مین بڑی بڑی شیلی
بندھی ہوتی ہے صاحبقران اعظم بھی ایسا بہادر تھا جسنے اس حربہ کو
بفنون سپاہ گری رد کیا اور ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ تلوار دہنے شانے پر دیو کرکرا کے
چمکی اور بائین کمر سے نکل چلی گئی اودھر کا دہڑ ایک طرف گرا اور نیچے کا دھڑ دوسری جانب
سے یہ معلوم ہوا کہ اک منارہ بلند دو ہوکر گر پڑا زمین ہل گئی دونون ٹکڑے اسطرح پر
پھڑکے کہ زمین کو زلزلہ آگیا اودھر دلیو تن تنہا نے شاہزادہ سلیمان ثانی پر وار شمشاد
کا وار کیا سلیمان ثانی نے زیر بغل آکر ایسا ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ بہنڈارہ
کھل گیا آنتین باہر نکل آئین دلیو تن تنہا اوندھے منہ گرا لبس ان دونون کا
مارے جانا تھا کہ افریت بن عفریت نے چالیس لاکھ کے لشکر کو آواز دی
کہ ارے کیا دیکھتے ہو مارو آدمزادون کو غضب کیا انہون نے کہ اتنے اتنے بڑے
سردارون کو مار ڈالا اچھا تھا لیکن آج اسے بغیر فیصلہ کئے نہ بیٹھنا بس
یہ سننا تھا کہ چالیس لاکھ دیو یورش کرکے چلے صاحبقران اعظم
نے سلیمان ثانی کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی صاحب آج سامنا موت
کا ہے بچنے کی تو کوئی صورت نظر نہین آتی ہے مگر اتنا خیال رہے کہ جہان تک ممکن ہو
چن چن کر سردارون کو قتل کیجیے یہ کہکر تلوار کھینچی اور لشکر دیوان پر گرے اور وہ سلیمان ثانی
افسوس بادل مین ڈوبے اور قتل کرنا شروع کیا جس دیو کو تلوار ماری اسکے
دو ٹکڑے ہوئے اودھر دیوان گلستان ارم اپنے مالک کے شریک ہوکر
مصروف جنگ ہوئے لیکن صاحبقران اعظم نے جو لشکر کو اپنے
سیاہ پوش دیکھا نہایت پریشان ہوئے کہ یہ کیا معاملہ ہے خدا خیر کرے مگر ایسی حالت مین
پوچھین کس طرح فرصت تو ملتی نہین ہے اگر ایک دیو قتل ہوتا ہے تو چار مقابلہ
پر نظر آتے ہین برابر لڑ رہے ہین صدائے تکبیر دیوان بلند ہے لاشین
گر رہی ہین بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے گوشت امن نایاب
ہے بھاٹ بھٹ کر گر رہے ہین جو دیو گرتا ہے زمین ہل جاتی ہے ہنگامہ
قیامت برپا ہے ڈھالون کا دھوان دھار ابر چھایا ہوا ہے کوندا برق شمشیر کا
چمک رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون مین سیلاب
پر سیلاب آرہے ہین جو دیو قتل ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہانہ مشکیزہ
پر خون کا کھل گیا زمین گلنار ہو رہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین ادھر تو

صاحبقران اعظم نے جدہر کا رخ کیا ستہراؤ کر دیا ادہر سلیمان ثانی
نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ہین یہ دونون شیر سرداران
لشکر دلیوان کی تلاش مین رہتے ہین جسے پایا لقمہ دہان شمشیر آبدار کیا کئی سردار اور
مارے گئے ادہر لشکر اسلام اور لشکر کفار کے دیو دلان مین چقماق چار چوب
چماق ساطور گران ارہ لشت نہنگ دار شمشاد چوبدست گران میل فولادی ترشول
بجسول ساریق گرز برابر چل رہے ہین قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے ادہر
تو دلیوان کفار کو یہ خیال ہے کہ تعداد انکی ہمیشہ بہت کم ہے اگر ایک ایک مٹھی خاک
ڈالین گے تو یہ تپ کے رہجا ینگے ادہر دلیوان لشکر اسلام یہ سمجھ رہے ہین کہ
مرنا تو ہر طرح پر ہے پھر دشمنون کو اچھی طرح مار کر کیون نہ مرین دونون فوجین
اڑی ہوئی ہین مقابلہ ہو رہا ہے کہان تک گزارش کیا جائے کہ دوپہر کامل
تلوار چلی اب سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم
کی یہ حالت ہے کہ خود بھی زخمی ہوئے ہین طاقت نے جواب دے دیا ہے
کہان تک لڑین کس کس کو قتل کرین چالیس لاکھ دیو ہین اگرچہ اب تعداد
کم ہوگئی ہے تاہم تیس چھتیس لاکھ ہین تو شک نہین ہے قریب ہے کہ لشکر اسلام
شکست کھائے اور صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی
شہید ہوجائین ملکہ قریشہ سلطان ان بام قلعہ پر سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور
بھائی اور شوہر کے واسطے بیتاب ہین بال بکھر کے کھولدیئے ہین مصروف دعا ہین
کہ اے بیکسان واے دادرس غریبان مشکل کو ہماری آسان کر اور مدد کر اپنے
بندون کی کہ تیری راہ مین کفار سے جہاد کر رہے ہین عبد الرحمن جنی
نے پریشان ہوکر زائچہ کیا ہے اور احکام استخراج کر رہے ہین لیکن کچھ سمجھ
مین نہین آتا ہے ہر مرتبہ انتشار طبیعت کی وجہ سے دماغ پریشان ہے ادہر
صاحبقران اعظم اور سلیمان ثانی گھوڑون پہ جھوم
رہے ہین اگر کوئی دیو خود قریب آجاتا ہے تو اس سے لڑ لیتے ہین ورنہ آگے
بڑھنے کی قوت نہین ہے بازو شل ہو گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گہ بیٹھا ہے
کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے قریشہ سلطان اور قریشہ ثانی دونون
مان بیٹیون نے قصد کیا ہے کہ چلکر شریک جنگ ہون سلح سجوک سے آراستہ ہونے لگی ہین
کہ یکایک ازپردہ بیابان گردی برخاست گرد خفیف سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے
اہل اسلام دعا کرنے لگے کہ خداوندا ہماری کمک بھیج کہ ہم تو بیت بجان ہین ادہر کفار بھی
خیال کیئے ہوئے ہین کہ اگر اہل اسلام کی کمک بھی آجائیگی تو ہمارا کیا کریگی کیا انکو بھی جمعیت
پر خاطر جمع ہے مگر نگاہین سب کی اوسی طرف ہین کہ کون آتا ہے یکایک آگے آگے فوج منہ گرد کا شگافتہ ہوا
اور دل گرد سے ایک شہزادہ چاند کی تصویر مرقع صاحبقرانی چہرہ خال و خط ابرا کے بھی
علامات اولاد صاحبقران کے ہویدا ہیں یا طرف فرہاد خان یک منزلی فرسنگ
ہن لندہور ثانی دوسرے جانب ارشیون پر فرہاد لشت پر اک دیو در انتہا مست

قوی الجثہ بہت بڑا گرز ہاتھ مین لیے ہوے عقب مین اوسکے دس ہزار دیو وہ بھی ایسے ہی
زبردست ہر ایک اونمین کا قابل سردار ہے لشکر ہے مگر اپنے افسر کے سامنے وہ مرتبہ
اک سپاہی کا رکھتے ہین ملکہ قریشہ سلطان وغیرہ نے سکندر رستم خو کو کبھی دیکھا
تو تھا نہین جو پہچانتے ویسے کہا کہ غضب ہوا کہ یہ لڑکا کس وقت آیا ہے ایسا نہو کہ مبتلاے
بلا ہو لیکن سکندر رستم خو نے یہ قیامت برپا دیکھی کہ لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہے
اور وہ سردار نہایت زخمی ہین دیوونکا اونپر یورش ہے وہی ایسے بہادر ہین کہ اس
حالت مین بھی برابر حملہ شیرانہ کر رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی سکندر نے آواز دی
کہ ہان مارلینا ان حرامزادون کو کہ بڑی سرکشی انہون نے کر رکھی ہے یہ کہکر گھوڑا
ڈالدیا ساتھ ہی ارشیون پریزاد فرہاد خان یک ضربی فرسنگ بن لندہور
نعرے کر کرکے فوج کفار پر گرے اودہر تو دیو تہمتن گرز زن نے گرز سیدہا کیا
اور اگر فوج کفار پر دس ہزار دیوون سے گرا اور اپنے گرز گران سے ان دیوونکو
تھپکنا شروع کر دیا جسپر گرز مارا ایک چبوترہ بنا دیا اب یہ قتل کرتا ہوا علمدار لشکر
دیوان کیطرف چلا اور سکندر رستم خو پہلے صاحبقران اعظم کے پاس آئے
سلام کیا اور کہا کہ اب آپ نہ تکلیف فرمائین مین ان مردودون سے سمجھ لیتا ہون
یہ کہکر اپنے ساتھ کے دیوونسے کہا کہ حلقہ مین لے لو اوسکے بعد سلیمان ثانی کو حفاظت
مین کیا اور اب دیوان کفار پر تلوار برسانا شروع کی یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمک چمک کر گر
رہی ہے خرمن جان برباد ہوتا ہے اب یہ قوم دیوان گلستان ارم کی جمی اور انہون
نے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرف فرہاد خان یک ضربی جو بدست گران سنگ
سے دیوونکو پست کر رہا ہے دوسری جانب ارشیون پریزاد تلوار سے سر قلم
کر رہا ہے ایک سمت فرسنگ بن لندہور لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک
طرف شاہزادہ سکندر رستم خو مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے اور اسنے دیو
زفرت بن عفریت کو تاک لیا ہے کہ تخت ہی اسکا الٹ دو کہ بکھیڑا پاک ہو ورنہ
یہ انبوہ کہانتک قتل کروگے اوسطرف دیو تہمتن گرز زن اپنے گرز سے دیوون
کو پست کرتا ہوا [illegible] خاک بناتا ہوا چلا جاتا ہے جو گرز پڑتا ہے زمین ہل جاتی ہے
جو دیو سامنے آتا ہے وار کرتا تو لڑکر تا ہے لیکن وار رد کرنے کے بعد تباہی معلوم ہوتا
کہ کیا ہوا زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا مگر سردار دیوان کفار برابر جمے ہوے
لڑ رہے ہین اور ابتک انکے یہی حوصلے ہین کہ ہم فتح یاب ہونگے اگر ایک لڑکا چند
دیو ہمراہ لیکر آگیا ہے تو کیا کرلیگا برابر فوج کو ترغیب دیتے ہین کہ ہان مارلو اس طفل
کو جانے نپائے ایک طرف دیو گیزال ارہ پشت نہنگ پکڑے ہوے دیوان لشکر
اسلام کو قتل کر رہا ہے ایک جانب دیو شیزال لاشون پر لاشین گرا رہا ہے
ایک سمت دیو ابلق بن سمندون زبردست ایک جانب دیو تلق بن
سمندون ہزار دست ایک طرف کو گرز آہن گران لیے لڑ رہا ہے اسیطرح
اٹھارہ انیس دیوان زبردست لشکر اسلام کا سہرا کیے دیتے ہین سکندر رستم خو نے

یہ دیکھا اپنے ساتھیون کو آواز دی کہ افسران فوج سے مقابلہ کرو اور مین بادشاہ لشکر
کی طرف جاتا ہون یہ کہکر مرکب کو باشہ مارا اور تخت نفریت بن عفریت کی طرف
چلا ادہر دیو تہمتن گرززن نے علمدار لشکر کی طرف رخ کیا اس دیو کی صورت
دیکھکر زہرے دیوان کفار کے آب آب ہوے جاتے ہین اودہر ارشیون پریزاد
نے دیو گکنزال کی طرف رخ کیا اور خرسنگ بن لندہور نے دیو منیزال کا سامنا
کیا فرہاد خان یک ضربی نے دیو ابلق بن سمندون ہزار دست کو روکا اور
سہراہ ہوا دیو تہمتن گرززن نے دیو تبلق کو روکا اور سکندر رستم خو نے
دیو گراز بن گراز سے سامنا کیا اول جنگ ارشیون پریزاد کا بیان کیا جاتا ہی
کہ جیسے ہی یہ سامنے دیو گکنزال کے پہونچے دیو نے کہا کیا شب آدمزاد اب ایسے
ہوگئے کہ دیوون سے مقابلہ کرین ارشیون نے کہا کہ دیکھ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے
لاضرب بہادری کے دیو گکنزال نے ارشیون پر نہنگ مارا ارشیون نے وار اسکا
خالی دیکر جو کمر کا ہاتھ مارا دیو گکنزال کے دو ٹکڑے ہوگئے اودہر خرسنگ بن لندہور
پر دیو منیزال نے تلوار شمشاد ماری خرسنگ نے زیر بغل آنے دیا ہاتھ تیغ اندازی کا مارا کہ آہنی
بغل کے نیچے تلوار چمکی اور ادس بغل سے نکل گئی اوسکا منہ لال ہوگیا اوسکا جسم الگ
جاکر گرا فرہاد خان یک ضربی سے اور دیو ابلق سے سامنا ہوا دیو ابلق نے
گرز مارا فرہاد خان نے ضرب اسکی جو بدست پر روک کر جو وار کیا تو سینہ
مین جا رہا اور دیو ابلق پھڑک کر مر گیا ادہر دیو تہمتن گرززن نے بہت سے
افسران فوج کو مارا انجام کار دیو تبلق بن سمندون ہزار دست
سے سامنا ہوا دیو تبلق نے چوب چنار کا وار کیا دیو تہمتن نے چوب اسکی
گرز پر روک کر خبردار خبردار کہکر جو گرز مارا دیو تبلق پیوند خاک ہوگیا اکہاڑ
تھا کہ نیست ہوگیا تشق گرد بلند ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے تعریف کی
اب اسنے لڑائیکا ڈھنگ بدل دیا اور دیوون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا
فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی کہ یہ بلا کہان سے آگئی لیکن شاہزادہ سکندر رستم خو قریب
تخت نفریت بن عفریت کے پہونچ گئے تھے کہ دیو گراز بن گراز بڑھکر
سہراہ ہوا اور کہا کہ او طفل بڑی ہمت کی تونے کہ تخت بادشاہ تک لڑتا ہوا
آگیا بس اب اپنے ارادہ سے باز رہ اور اطاعت اختیار کر ورنہ دانت لگاونگا نہ ڈاڑھ
بلبلا بلبلا کر کہا جاؤنگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین لقمہ تخت ہون گلے مین
پہانسی پہنچاؤنگا لاضرب بہادری کے بس یہ سننا تھا کہ دیو گراز بن گراز نے وار
شمشاد کا وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے دستہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا
مارا کہ پیوند سے منہ آدھا لبن چین کر وار دستہ جو اسی سے مارا وہ
آتشبازی ہوگیا اور چیخ مارکر زمین پر گرا پھڑک کر مر گیا دیو تہمتن
نے تعریف کی اے شہریار عالی وقار صد آفرین آپ ہی کے
واسطے ہے سکندر رستم خو نے اسکو مارکر تخت

دیو نفریت کا رخ کیا کہ دیوان زبردست بے راہ روکی سکندر رستم خو
نے جسپر تلوار ماری دو ٹکڑے ہو گئے اسیطرح لڑتے ہوئے قریب تخت دیو
نفریت بن عفریت کے پہونچ گئے دیو نفریت نے جو دیکھا کہ یہ لڑکا اس
ہماہمی کے ساتھ یہانتک آپہونچا ہے پس اسنے آواز دی کہ اے طفل واقع میں
تو دلاور اور بہادر ہے اگر اطاعت میری قبول کرے تو تجھے سالار لشکر بناؤں فرمایا کیا
جبتک مارتا نہ پہلے اپنی جان تو میرے ہاتھ سے بچا لے دیو نفریت نے کہا
معلوم ہوا کہ قضا تیری دامنگیر ہے یہ کہکر وار شمشاد کا وار کیا سکندر نے
وار اوسکا خالی دیا کہ گرد اوڑھی نفریت بن عفریت خوش ہوا کہ میں نے
مار آواز دی کہ زخم دست برد م دیو تہمتن نے پلٹ کر دیکھا تو گرد میں شاہزادہ
پوشیدہ تھا سمجھا کہ وہ شہریار تعالی وقار مارا گیا پس اسنے چاہا تھا کہ گریبان
پارہ کرے اور خود اس دیو سے عوض خون کا لون کہ یکایک سکندر نے
گرد سے نکل کر آواز دی کہ آواز دے کر ایست کر دی حریف تیرا میں موجود ہوں
یہ کہکر جو تلوار ماری نفریت نے جست کی اور تخت سے کود کر وار کو خالی دیا تلوار
جو پڑی تو تخت کے دو ٹکڑے ہوئے نفریت نے چاہا کہ ہاتھ بڑھا کر اوٹھا لوں
اور لقمہ کر جاؤں پس ہاتھ اوسکا قریب پہونچا تھا کہ سکندر نے کلائی ہاتھ سے
پکڑ کر جھٹکا مارا اسلیے کہ کلائی اسکی ایک ہاتھ میں نہ آئی تھی جیسے ہی دیو نفریت
جھکا پس شاخ اسکی پکڑ کر جو جھٹکا مارا شاخ بھی اسکی ٹوٹی دیو جان بچا کر بھاگا ادھر
دیو تہمتن نے علمدار لشکر کفار کو سرنگون کیا علمدار کو مارا ادھر تو سردار مارے گئے علم
سرنگون ہوا بادشاہ لشکر بھاگا پس تمام دیوں کے پاؤں اوکھڑ گئے اور بھاگے دیوان
زندانی دل میں کہتے تھے کہ اس سے تو وہیں اچھے تھے کہ کھیتی کرتے تھے یہاں تو نخل
حیات قلم ہونیکا کھٹکا ہے خرمن جان پر بجلیاں تلواروں کی کوندرہی ہیں ہم اس ملک گیری
سے باز آئے یہ خیال کر کے بھاگے آن واحد میں یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس میدان میں
کوئی تھا بھی یا نہیں مگر ہاں لاشیں بہت سی پڑی ہوئی تھیں اب اہل اسلام با فتح
وفیروزی نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے سکندر رستم خو
نے اپنا حسب نسب بیان کیا صاحبقران اعظم نے گلے سے لگایا ملکہ قریشیہ
سلطان وقریشیہ ثانی بلاگردان ہوئین لیکن سکندر رستم خو نے سیہ پوشی کا سبب
دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ آسمان پری نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ سکندر نے
اک چیخ ماری اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہو گیا صاحبقران اعظم نے اپنی حالت تباہ کی اور
سلیمان ثانی بہت روئے فتح کی جسقدر خوشی تھی وہ سب ماتم آسمان پری نے خاک کر دی
قلعہ گلستان ارم میں پھر سے ماتم برپا ہوا اور سکندر نے بھی جوڑا شاہانہ دور کیا اور لباس ماتمی پہنا
قبر آسمان پری پر جا کر بہت روئے کہ افسوس ای جدہ ماجدہ مجھے تو طلب کیا اور آپ راہی جنت
ہو گئیں بہار پری قمر پری گہر پری نے قریشیہ سلطان کو یہ سنا دیا اور حال مرگ قمرزاد
وگہرزاد کا بیان کیا غرضکہ بعد فاتحہ خوانی ملکہ قریشیہ نے سکندر رستم خو کو گلے سے لگایا اور

حال سلیمان کوچک کا بیان کرنا شروع کیا کہ فرزند میرا طلسم نیرنگ قاف مین قید ہو گیا ہی اور تمہارے نام پر فتاحی اوس طلسم کی ہے اسواسطے مینے تمکو طلب کیا ہے کہ تم جاؤ اور اوسے رہا کرکے لاؤ شاہزادہ نے عرض کی کہ بہت بہتر ہی آپکی تعمیل ارشاد مین مجھے کیا عذر ہو سکتا ہی مین فی الفور روانہ ہونگا اور انشاء اللہ تعالی سلیمان کوچک کو طلسم سے رہا کرکے آپکی خدمت مین حاضر ہونگا۔ ملکہ قریشہ سلطان نے دیو طنطنہ کو تہمتن گرز زن کا خطاب مرحمت کرکے اسکو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا بعد اس انتظام کے بھی شاہزادہ سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی و راشد حبشی و رشید حبشی و ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی اور کل لشکر کو ہمراہ لیکر بجانب قلعہ بلوریہ روانہ ہوئے منزلونکو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعہ بلوریہ کے مع عبدالرحمن حبشی کے پہونچے یہ خبر ساکنان قلعہ کو معلوم ہوئی یہ بھی اپنی لشکر کو مرتب کرکے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بیرون قلعہ آئے اور آکر طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو بامر جاسوسی یہان مقرر تھے وہ یہ خبر لیکر اپنی لشکر مین آئے شہزادہ سے عرض کیا یہان بھی بفضل خداوند کریم طبل جنگ نوازش مین آیا رات بھر دونون لشکر مین سامان جنگ کی درستی ہوا کی جبکہ آفتاب عالمتاب دریچۂ مشرق سے باہر آیا اور ماہ تاب نے اپنا پیش خیمہ جانب مغرب روانہ کیا دونون لشکر نکلکر میدان جنگ مین آئی صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین لشکر دیوان کفار سے دیو ثقیل نکلا اور مبارز طلب کیا ادہر سے دیو طنطنہ یعنی تہمتن گرز زن نکلا اور اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر آیا دیو ثقیل نے گرز کا وار کیا تہمتن نے گرز کو گرز پر روکا اب جو اسنے اپنا گرز مارا تو دیکھا کہ بعد تحقیق گرد کے ایک چبوترہ ہڈیون کا معلوم ہوتا ہی یہ معرکہ دیکھکر تہمتن گرز زن پر سب دیو لشکر مخالف کے جھپٹ پڑے لگے وار پر وار کرنے ادہر سے بھی لشکر دیونکا مع صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی کے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے جا پڑے ایک جانب سے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور نعرے کرکے لشکر دیوان سے ملحق ہو گئی وہ جنگ عظیم واقع ہوئی کہ چرخ فلک بھی یہ معرکہ دیکھکر ٹہر گیا تا زوال آفتاب ہنگامہ جنگ و پیکار خوب گرم رہا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین ڈیڑھ دو لاکھ دیو مارے گئے اور کوئی دس ہزار دیو دیوان لشکر اسلام سے جان بحق تسلیم ہوئے دیوان مخالف تاب مقابلہ نہ لاکے بھاگ کر طرف دیو نیرنگ روانہ ہوئے فرار کو قرار پر اختیار کیا سیدھا دیو نیرنگ کیجانب رخ کیا یہان قلعہ بلوریہ فتح ہو گیا قبضہ دیوان اسلام کا اوسپر ہو گیا تمام پریزادون نے تہنیتین فتح کی صاحبقران اعظم کو دین ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے تمام لشکر نے یہین اپنی مقام پر قیام کیا اب یہانسے سکندر رستم خو نے یہ طلسم نیرنگ قاف کا دریافت کرکے ایک دیو کو ہمراہ لیکر قصد روانگی طلسم نیرنگ قاف کیا صدا ہمی خدا حافظ و ناصر و نصر من اللہ و فتح قریب ہر طرف سے بلند ہوئی اب یہ خود اوسجانب جاتے ہین اور باقی سب فوج کو اور سردارونکو اسی مقام پر چھوڑے جاتے ہین کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا اب کچھ حال قلعہ بلوریہ کا بیان کیا جاتا ہی کہ یہان زبانی ہرکارون وغیرہ کی یہ خبر معلوم ہوئی کہ سب دیو جو یہان سے فرار ہوئے وہ نیرنگ کے پاس جمع ہوئے ہین اور وہان پہونچکر ایک جمعیت کثیر فراہم کی ہی صاحبقران اعظم نے یہ خبر پاکر اپنی فوج طیار کرکے مع بارگاہ کوچ کیا یہ بھی جانب دیو نیرنگ روانہ ہوتے ہین انکو بھی راہ مین چھوڑ کر سنیے اور

دو کلمہ داستان نابکار حبشی کے سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن + زجای دگر داستان گوش کن + راویان خوش تقریر اس داستان مصیبت عنوانکو صفحہ قرطاس پر یون رقم کرتے ہین کہ لشکر دیوان مکار جو قلعہ بلوریہ سے بھاگ کر نیرنگ شاہ کے پاس آیا اور ضرب تہمتن گرز زن سے بدحواس و سراسیمہ ہو کر یہان پہونچا تو نیرنگ شاہ کو بھی نہایت تردد ہوا بادشاہ سے نابکار حبشی نے جاکر عرض کیا کہ آپ کیون اسقدر تردد فرماتے ہین مین نے ایک تالاب سحر طیار کیا ہی کہ اوسمین لکڑیان سلگ رہی ہین شعلے اوس سے مشتعل ہوتے ہین جسکو

دروغ حرف صدق بیان نہیں آپکی مین پر ایک ایسا بھبوکا کرادینگے جو بارش ہوگی اور جسپر ایک بوند بھی پڑجائیگی خواہ دیو
خواہ انسان وہ مثل چراغ کے جلجائیگا ہمسب کو ایکدم مین خودہی جلادینگے اور اس تالاب مین گر کر ہلاک ہوجائینگے آپ بالکل کچھ اندیشہ
نفرمائین اور اطمینان رکھین ہمنے سب بندوبست اپنا پختہ کرلیا ہے بادشاہ کو نابکار حبشی نے اس کلام سے فی الجملہ
ہوا اب اسنے یہان اگر ایک جام فراموشی طیار کیا ہے کہ کچھ پانی اسنے جام مین بھرا ہے اور کچھ نقوش تیر نجات اوسپر منقش
کیے ہین اور کل لوازمات اسکے درست و فراہم کرکے اب اس مکار نے شکل اپنی تبدیل کی ہے اور ہیئت بدلکے برابر قلعہ
الموریہ کے آیا ہے قضائے کار و اتفاقات روزگار سے ہر سلہ بنت عمرو باغ سے آتی تھی کہ اس مکار نے اسکو فریب دیا
شکل تو یہ تبدیل کیے ہی ہوئے تھا اسنے ہر سلہ سے کہا کہ اگر میرا ایک کام تم کردو تو مین تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہونگا
کیونکہ مین ایک مرد مسافر ہون میری حاجت روائی کردوگی تو مین تمہارا شکریہ مدت العمر ادا کرونگا تا زندگی بندہ احسان رہونگا
اسنے ایک پرچہ نکالا اور اسکے ہاتھ مین دیا پرچہ دینے کے ساتھ ہی ہر سلہ پر ایک بیخودی سی طاری ہوئی اسوجہ سے کہ وہ
قرطاس پر جو نقش تحریر تھا وہ ایسی ہی تاثیر رکھتا تھا کہ جسکے ہاتھ مین دیا جائے وہ شخص بالکل بیخود ہوجائے غرضکہ جب بیخودی
تو یہ مکار ہر سلہ کو لیکر ایک کنج کیطرف لایا کہ یہان مقام تنہائی تھا اور بیخود ہوچکی تھی بس اس ملعون نے اوس مقام
کو تنہا پاکے اس بیچاری کو شہید کیا افسوس ہے کہ یہ ایک نشانی مہر سپہر عیاری کی قاف مین باقی تھی اسکو بھی
نے مٹادیا پس اس مکار نے اسی کنج مین صورت اپنی اسنے تبدیل کی اور اسکی صورت بنکر اب عبد الرحمن حبشی
کے پاس آیا حسب اتفاق انکو پانی کی خواہش ہوئی اسنے وہی جام پیش کیا یہ پینے کے انجام یہ ہوا کہ وہ جو
درعہد و ثالث یعنی حفاظت جان کے لیئے پڑھ رہے تھے وہ فراموش ہوگئے عبد الرحمن نے پوچھا کے
ہر سلہ یہ پانی تو کہان سے لائی کہ تمام علم میرا مجھسے فراموش ہوگیا اوسوقت اسنے دیکھکر کہا کہ ماموں جان مین ہر سلہ
نہین ہون نابکار حبشی ہون اب آپکو نابکار حبشی کا دیا ہوا پیتے آپکا کام تمام کیا یہ کہکے دستک دی کہ دو زنگی
پیدا ہوئے ایک نے گلا دبایا اور ایک نے ہاتھ پکڑ لیئے انکا کام تمام ہوا قفس تن سے طایر روح نے پرواز کیا
یہ وہان سے تیز بھاگ کر اپنے لشکر مین پہنچا یہان ساکنان قلعہ نے لاش ہر سلہ کی پائی اور عبد الرحمن حبشی
کی لاش کو گستاخانہ حرم مین لاڈالا ملکہ فتنہ سلطان نے انکی سب سے زیادہ انکا ماتم کیا اور نہایت صدمہ عظیم ملکہ کو ہوا لیکن
ان کو ... نہایت تعظیم و تکریم سے دفن کرایا شب کو خواب مین عبد الرحمن حبشی آئے اور کہا کہ ملکہ خدا حافظ
مین نابکار حبشی کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اسنے مجھکو جام فراموشی علم پلا کے شہید کیا اب آپ میرے بیٹے کو خبر کردیجیے کہ مین
نابکار حبشی کے ہاتھ سے شہید ہوا تم میرے خون کا عوض اس ملعون سے لینا کہ اوسنے بیگناہ مجھکو شہید کیا چنانچہ اسی
صبح کو ملکہ فتنہ سلطان نے خط ایک مضمون دلالت خیز مصیبت انگیز حکیم شمس حبشی کو لکھا یہ اسی وقت
خبر پاتے ہی مع ہمراہیان کتاب عملیات کے آئے اور ملکہ سے ملاقات ہوئی انکے کل حال وفات عبد الرحمن کا بیان کرکے
نہایت رنج و افسوس کیا اور ملکہ ماتم پرسی ... حکیم شمس حبشی کو ہمت فرمایا حکیم شمس حبشی یہ حال اپنے والد بزرگوار
کا سنکے خوب روئے اور بعد گریہ و بکا کے انہون نے حسب وصیت اپنے والد بزرگوار کے ایک عبادت خانہ مین بیٹھکر اسمای
تیر نجات پڑھنا شروع کیا چوتھے دن چار موکل دست بستہ حاضر ہوئے انکو حکم دیا کہ جاکر اس نابکار حبشی کی ٹانگین چیر
کر پھینک دو چنانچہ چارون موکل بارگاہ تیر ناک شاہ مین پہنچے اور ... چارون موکلون نے نابکار
حبشی کو پکڑ کر گرادیا ایک نے زبان کھینچ لی اور دوسرون نے ٹانگین چیر کر وہین پھینک دیا اور آپ غائب ہوگئے اور
نابکار ... اسکو مرا پایا وہ کل ہوگئی بادشاہ یہ حال دیکھکر بہت گھبرایا اور ... بادشاہ تیر ناک شاہ
... موکلون نے حکیم شمس حبشی کے پاس آکر کل
احوال انکے قتل کا بیان کیا انہون نے شکر خدا کیا اور آج چار روز ... کھانا کھایا جبکہ باپ کے ... بیٹے ہون ہے والد کا

سے لیا اب حکیم شمس جنی نے ملکہ سے کل کیفیت اس طوفان کے وصل جہنم ہو نیکی بیان کی ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ آپ فتح طلسم کے باہر طلسم نیرنگ قاف میں تشریف لیجائیے اور تدبیریں انکو معلوم فتح طلسم کے بتلائیے کیونکہ آپکا علم بالتمام اسم اعظم والد ماجد سے پڑھا ہوا ہے کیونکہ شہر آلبولاتہ بالاجیبہ غرض کہ حکیم شمس جنی اسی سے بادشاہ ملکہ نازم طلسم نیرنگ قاف پہنچے اور ملکہ سے رخصت ہو کر سکندر رستم خو کے پاس آئے تو اب آئندہ بیان ہوگا

ایک دو کلمہ داستان گل گلزار صاحبقرانی روز بازی ثبوت نجم سپہر صولت اسد بن کرب کی اور کچھ عرض کیجے جاتے ہیں

نگارندہ قصہ باستان چنین می نگارد بطلسم بیان + راویان جبار ونا قلان آثار اس داستان جلالت عنوان کو لکھ کر قرطاس بیا اہماس یہ شہسوار گلک گہر سلک سے یوں جولانگری کرتے ہیں کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بیابان مرجانیہ کی جانب امیر ثانی جمعیت لیکر شکار کو جاتے ہیں کیونکہ فرمایا تھا امیر ثانی ذکہ تمہارا جانا میری ساتھ اچھا نہیں ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بنی صاحبقران کیلئے تم انکی اعانت و امداد کیجے یہ شاہ اسد مجبور ہو کر شکار کو گئے تھے قضا اتفاق اس بیابان میں آہو وغیرہ صید کئے آپکی کباب لگ رہی تھے سب رفقا پیچھے تھے کہ ایک پنجہ فلک پر سے گرا اور شاہزادہ کو اٹھا لیگیا بعد اس تشویش کے ایک روز بیاڈ کری کہ جب آٹھ دن گذر گئے اور پتہ شاہزادہ اسد بن کرب کا نہ معلوم ہوا تو قتلغ بلغلنیہ پوش نے ضرغام شیر دل سے کہا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ آج زمانہ آٹھ دن کا ہوا کہ شاہزادہ کا پتہ کہیں معلوم نہیں ہوتا اس وقت ایک زبان ہو کے اور سب نے کہا یعنی امیر آہم ت مالک و علقہ بن جمہور لند ھادہ بن لند ہور و عدیل بن عادی و مقبول بن مقبل و شرزیل بن فراہم و ہماد مغربی و ہر زنگ بن ہرزبان خراسانی و معروف غازی ابن اسد غازی و غضنفر غازی ابن اسد غازی و شاہزادہ رستم خو بن کرب غازی وغیرہ ان سب سرداروں نے کہا کہ بہت عجیب ہوا ہے ضرغام شیر دل کہ تم بھی بیٹھے رہے اور کچھ تلاش شاہزادہ کی نہیں کی کہ کہیں کچھ سراغ لگایا عرض کیا ضرغام نے کہ اچھا انعام ذکر میں تلاش کیا مگر کہیں پتہ نہ پایا اب اگر سب صاحب اسی مقام پر قیام فرمائیں تا وقتیکہ میں نہ آؤں اور بیا کسی کو اس مقام پر قصد جانیکا نہ کریں تو میں جاتا ہوں اور حتی المقدور پتہ لگاتا ہوں اور جہاں کہیں کچھ بھی سراغ رسانی کا فرو گذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو بائیل مرام واپس آؤنگا یہ کہکے اسنے اپنا سامان عیاری ہم کر کے صدا نعرہ انا و قادر کی بلند کی اور بتوکلت علی اللہ صحرائے مرجانیہ کیجانب چلنکلا مسافت راہ کو طے کر کے جب قریب شہر مرجانیہ کے پہنچا اور دیکھا کہ یہانکا بادشاہ مرجان پنجہ کش بڑا بادشاہ اولوالعزم ہے بڑی شوکت و شان سے اور سکڑوں بازار آراستہ ہوتا ہے بڑے بڑے سردار اور پہلوان اسکی سرکار میں ہیں اور ہر طرح کا سامان شاہی موجود ہے فی الحال ضرغام شیر دل شہر مرجانیہ کی سیر کرتا ہوا صورت اپنی ایکسجوگی کی ایسی بناتے ہوئے آتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ ایک محافہ بہت زرق برق سادہ پہ پڑا ہوا سپاہی اور قاصد بردار چوبدار برچھی بردار وغیرہ جلوس شاہی سواری کے ہمراہ ہیں کہاریاں زربفت کے لہنگے پہنے زیور و پوشاک سے آراستہ عمدہ ہاتھوں میں لئے محافہ کا پایہ پکڑے ہوئے چلی جاتی ہیں ضرغام ہٹو بچو کی آواز سنکے ایک مقام ٹھہر گیا اور بیساختہ ہو کر پکارا کہ دیکھ لیجیئے میں اوپر ٹوٹ نہ جائے تری ہاتھ لیلیٰ تنہا تو نہ تھا کہ اچھا بیچاری اقتضائے کار صبائے بیباک نے بدست درازی کو دراز کر کے پردہ کو الٹ دیا کہ چھپے ہوئی کسی نے تجی کہ سے عشق ... پردہ بہت نازک ہی لیکن + سیرت میں جو پردہ اوڑجاتا ہوا ہے + بس ہوا کہ جھونکے سے پردہ محافہ کا جا اوڑا ضرغام کی نگاہ اٹھی جو پڑی تو دیکھا اسنے کہ ایک آفتاب روشن ہے جلوہ سے اس شمع رو کے دل اسکا جلکر خاک ہوا تنزا رجانسے عاشق و شیدا ہو گیا سے کوئی نظر سے حسن کی آفت تھی + وہ نظر بھی دل و طاقت تھی + صبر جاتا رہا اک آہ کیساتھ ہوش جاتے رہے نگاہ کیساتھ + طلسم کر گیا لیلیٰ بدن ناز کیا پردہ اٹھا کا جمال جہاں آرا دیکھکر ضرغام کا تو یہ حال ہوا کہ آئینہ وار ششدر و حیران رہگیا اور دھر اس صاحب محافہ کہ نام اسکا محبوب چنگ نواز ہے پہلی نگاہ اسکی روش سادہ مرلج پر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تارہ ہاتھ میں لئے ہوئی اس طرح دیکھتا ہے کہ جیسے شاہ کو

گدا دیکھتا ہی اور صدا یہ کہہ رہا ہی کہ ؎ قیس جو دشت میں پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا + اُسے لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا آواز دی کہ ؎ ہر نامقدم ہی ارمان نکل جائے + سر زانو پہ تیرے ہو اور جان نکل جائے + ای شاہ حسن اب اس اپنے گدا کو کسی دربار کے جانیکا محتاج نہ رکھیو یہیں دیوار ہی دفن کر محبوب جنگ نواز یہ اشعار سنکے مسکرائی ایک آدہ خواص بہنو میں پکاری کہ اس مونڈی کاٹے شاہ جی کی شامت آئی ہی کہ ملکہ کی خدمت میں ایسے سخن لاطائل یہ بکتا ہی ملکہ نے کہا کہ فقیرون کی باتیں دہی یہ لوگ بادشاہ زہرہ و ملکہ سامنے ایسے کلمے کہتے ہیں میری کیا حقیقت ہی گو میں شاہزادی ہون لیکن یہ اللہ والے لوگ ہیں انکو سب معاف ہی شاہزادی نے دیکھکر کہا کہ جی چاہتا ہی کہ شاہ صاحب سے اکتارہ پر کچھ سنون کہ فن موسیقی میں بھی کامل معلوم ہوتے ہیں ایک مصاحب بول اُٹھی کہ لیجئے یک نشد دو شد معلوم ہوتا ہی کہ توجہ حضور کی اسکے گانا سننے پر ہوئی آواز دی اپنی کہ بلا آج ور حضور یہ تو آس کو لگائے ہوئے + شاہ جی یہ تمہارا کشکول گدائی زر و جواہر سے بھر دیا جائیگا کہ تمنائے گدائی نہ رہیگی غرضکہ یہ فقیر بھی ساتھ ساتھ سواری کے روانہ ہوا ملکہ قریب اپنی باغ کے پہونچکر داخل باغ ہوئی شاہ صاحب سے کہا کہ چلے آؤ فقیرون سے کیا پردہ ہی فقیر بے تدبیر یہ شعر پڑھتا ہوا کہ ؎ نشان پا پہ نہیں بیباک کا ہی + تصدق جان ہی اور دل فدا ہے + پتہ اٹکھیلیو نکا دے رہا ہی + ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی + کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی + داخل باغ ہوا آنکھ دیکھا تو ملکہ اپنے مسند ناز پر جلوہ گر ہے مصاحبین گرد و پیش حلقہ باندھے ہوئے بیٹھی ہیں جیسے ماہتاب کے گرد ستارونکا ہجوم ہوتا ہی مغلانیان پیش خدمتیں کہاریان ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کچھ سرگرم کار ہیں کہ یہ روشیں کچھ ڈرتا ہوا اندیشہ کرتا ہوا کہ ایسا نہو کوئی شخص سد راہ ہو اور منع کرے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا جب یہ بارہ دری کے اندر پہونچا تو ملکہ نے دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تم جو تشریف لائے کچھ گاتے ہو عرض کیا کہ گانا رونا ہر بشر جانتا ہی لیکن حضور کی جنگ نوازی کی شہرت سنکر اس شہر جانیمیں میرے آنیکا باعث ہوا ملکہ نے کہا کہ جو مجھے برا سرا آتا ہی میں سناتی ہون اور یہ کہکے کشتی چنگ کی طلب کی اور محبوب جنگ نواز نے اسے بجانا شروع کیا واقعی در و دیوار کو مست کردیا ہر ایک پر عالم محویت طاری تھا سب کے سب نقش بدیوار ہو رہے تھے بیٹھتے کے عالم میں جھوم رہے تھے کوئی صاحب بلائین لیتی تھی کوئی ماشاء اللہ چشم بددور کہتی تھی کوئی انہیں کیسلئے پانون کی خاک اٹھا کے ملکہ پر سے اُتار کے پھینکتی تھی درویش نے دیکھا کہ اس مشقت میں پسینہ جو جبین و رخسارون پر آیا ہی وہ عجب طرح کا لطف دے رہا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ ؎ قطرہ نہیں عرق کے رخ لاجواب پر + گویا پڑی ہی اوس گل آفتاب پر + یہ کیفیت دیکھکر ہزار جان سے عاشق تو تھا ہی اور بھی فریفتہ ہو گیا ملکہ نے مسکراکر کہا کہ شاہ صاحب میں خوب جانتی ہون کہ آپنے میری داد بھی اور بہت تعریف کی لیکن میرا جی چاہتا ہی کہ میں بھی کچھ آپکا دستون میں تکلیف دینا چاہتی ہون کہ آپ بھی کچھ فرمائیں عرض کیا کہ حضور میں تعمیل ارشاد بسر و چشم کرتا ہون مگر حضور ایسے کاملوں کے بعد گانا گویا منہ چڑہانا ہی حضور کا اس فن میں مثل نہیں کیا مجال ہی کسیکی جو آپکے سامنے منہ کھول سکے گانا تو شئی دیگر ہے لیکن الامر فوق الادب فرمانا حضور کا بجا لاتا ہون اور فقیر کو جو کچھ برا بھلا آتا ہی حضور کو سناتا ہون یہ کہکے اپنے اکتارہ کو اٹھا کر قائم کرکے شاہ جی نے یہ غزل شروع کی ؎ اندنون جوش جنون ہی ترے دیوانہ کو + لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانیکو + منع کرتا ہی مجھے یار کی گھر جانیکو + ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانیکو + شہر میں اپنے یہ لیلی نے منادی کردی + کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانہ کو + ساقیا بہر خدا ازرہ الطاف و کرم + بادۂ وصل سے بھر دے میرے پیمانہ کو + خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو + یہ غذا ملتی ہے ترے دیوانہ کو + اس غزل کو ایسا گائے کہ ملکہ بھی آنکھون میں آنسو بھر لائی اور یہ کہا کہ شاہ صاحب واہ وا آپ کامل و سحر بیان ہیں آپکا مثل نہیں مگر ہمارا دل ابھی سیر نہیں ہوا ہی کچھ اور بھی گائیے معلوم ہوا کہ آپ بھی کسی کے عاشق ہیں اسوقت آپکے گانے سے یہ ثابت ہوا کہ آپکی آواز سے بوئے درد پیدا ہی فقیر نے کہا کہ فقیر کو عشق خدا [illegible] دوسری غزل شروع کی کہ ؎ کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہم کنار ہی + ہمسے تو ایک دہی دل دردمند ہی + آنکھون [illegible]

یہ سبزہ نو دمیدہ ہمین نوک خار ہے + ایکدن گیا جو گور غریبان کی سیر کو + یعنے جہان بزرگونکا اکثر مزار ہے + دیکھا تو ایک قبر پہ نرگس
ہے سرنگون + پوچھا جو مینے اُس سے تو کیون شرمسار ہے + کہنے لگے عزیز تو نرگس مجھے نہ جان + آنکھین ہو نہین ہم اسیکی یہ جسکا
مزار ہے + سودا لقین تھا کہ جو اُسی روز سے ہوا + عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے + اس غزل عبرت آمیز کو سنکر ملکہ نے
بہت تعریف کی اور اس صحبت کو موقوف کیا اور اشارہ کیا کہ ہان صحبت مینوشی آراستہ کیجائے کہ شاہ صاحب
کو بھی اسکا ذوق ہے اور عرصہ ہوا کہ اسکا چرچا نہین ہوا غرضکہ بزم مینوشی برپا ہوئی بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا
جام مے لالہ فام بے اندیشہ انجام چلنے لگا ساقیان سیمین ساق اپنے دست نازک سے شراب ناب کنٹر و نیسا انڈیل
انڈیل کر جام کو لبریز کرکے دیتے جاتے تھے جام مے ارغوانی گردش مین تھا عجب لطف کی صحبت مینوشی تھی کہ بزم
جمشید کا نمونہ دکھلا رہی تھی کوئی مصاحب کہتی تھی کہ ؎ ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ + جبتک بس چل سکے ساغر
چلے + کوئی رفیق رنگین ادا عجب ناز و ادا سے یہ شعر پڑھتی تھی کہ ؎ غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی ای نادان
دگر گون حال ہو جاتا ہے اکدم مین زمانہ کا + بس عین گرمی صحبت مین دیکھا تو ایک ستارہ فلک پر سے ٹوٹا اور باغ مین گرا
گرتے کے ساتھ ہی ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا تو ایک عورت حسین مہر تمکین جبین نورانی مثل ستارۂ سحری سے چمکتی
ہوئی بارہ تیرہ برس کا سن و سال نہایت صاحب جمال سامنے سے نمایان ہوئی مگر زلفین الجھی الجھی آرایش مین فرق لباس
ملگجا پہنے ہوئے کچھ بدحواس و دیوانہ وار اسکی صورت نظر آتی تھی کبھی گل کو نگاہ حسرت سے دیکھا کبھی عندلیبان چمن کو منقار
رکھے گل پر دیکھا کبھی آہ کھینچتی تھی اور کہتی تھی افسوس ؎ کسینے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
کبھی یہ کہنا کہ ای فلک مین تیری ممنون ہون حال آن کہ تو نے میرے ساتھ جو در اندازی کی اسکو مین کیا بیان کرون
؎ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبونکی تربت پہ شامیانہ ہوا + یہ کہتی ہوئی قریب صحبت آئی ملکہ تو اسکو
دیکھکر جھک کر کھڑی ہوگئی کہ ہاتھ سے جام چھوٹ گیا درویش یا مرشد یا مرشد کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے کوئی مصاحب
پکاری کہ حضور یہ کوئی راگنی معلوم ہوتی ہے کسینے کہا معلوم ہوتا ہے کہ بھیرویں سٹرن ہوکے آگئی ہے کسینے کہا کہ
بیوقت کی نکہو کوئی پکاری یہ تو برج معلوم ہوتی ہے شاہ جی پکارے کہ مین تو پردیس مین ہون مگر معلوم ہوتا ہے کہ مین
کلیان رام کلی کی ہمشیرہ بھیرون کی چاہنے والی آگئی اوسوقت اس عورت نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی
اور کہا شاہزادی سچ ہے جو کچھ چاہو پھبتیان کہو مین وہ ہون کہ جا ہون تو ابھی شہر جا بنیہ مثل دیپک راگ کے
اُفنکر کے جلا دون میرا نام شعلہ افروز جادو ہے اسوقت تک تمہاری بزم صحبت مین دیکھ رہی تھی اور انکا
گانا شاہ صاحب کا سن رہی تھی اور رو رہی تھی مشتاق ہو کر آئی ہون ای ملکہ ؎ معلوم تمکو بھی ہو کسی پر جو آئے دل +
ناحق ستایا کرتے ہو صاحب پرائے دل + اے عندلیب ہمتو گرین مل کے زاریان + تو ہائے گل پکار مین چلاؤن
ہائے دل + جب یہ شعر پڑھ چکی تو ملکہ اوٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھا کہا کہ حضور مین امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے
؎ رواق منظر چشم من آشیانہ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست + اور میری بے ادبی کو معاف فرمائیگا آپ
شوق سے تشریف لائیے یہ نازنین آئی اور آکر بیٹھی شاہ صاحب نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ایسی اشعار درد آمیز صوبت خیز آپنے
پڑھے کہ دل اہل درویش کا بھی دکھ گیا یہ کون ایسا محبوب بیوفا ہے نا قدر کہ آپ ایسی مہر جبین پر تمکین کو نہین چاہتا دلگیر
اس ساحرہ نے کہا کہ یہ اپنی مقدر کی خوبی ہے درویش نے کہا کہ کچھ فرمائیے تو مین سنون کیا عجب ہے کہ کچھ علاج دردل
مجھسے ممکن ہو سکے شاید کہ ہمین نفیسہ برآرد پر و بال + ساحرہ نے دیکھا کہ شاہ جی صاحب کمال معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے کہ تیرا
نخل تمنا شاہ جی کی آبیاری عنایت سے سرسبز ہو جائے بس اسنے بیان کرنا شروع کیا کہ چند روز کا عرصہ ہوا کہ ایک مقام پر عجب
رنرلہ مین ایک شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا سر اگدر جو اسطرف ہوا تو مین اوس صنم دلربا کو اوٹھا لائی اور لاکر ہر چند اسکو باغ سبز دکھا
اور حال اپنی طبیعت کی آشنائیکا کیا اور اظہار وصل کے کلمے زبان پر آئے مگر یہ نازنین کہنے لگی کہ کیا کہون ؎ سوال وصل کیا تھا

جواب صاف ملا۔ غضب ہوا نہ ہی جائے گفتگو باقی ۔ بس اس ظالم بدخو نے وصل کسیطرح منظور نکیا اور اسکو مینے قید کیا ہے اور اسکے فراق مین
ماری ماری پھرتی ہون آج اسکو تیسرا فاقہ ہے اور مینے بھی قسم سامری و جمشید کی کچھ نہین کھایا ہے دلبین کہا ضرغام نے کہ تجھہ سے
کہ یہ شاہزادہ کا معلوم ہوا اب یہ لکاتہ میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے اسوقت ضرغام نے شعلہ افروز سے دیکھکر کہا
کہ اگر اس شہریار باوقار کے پاس مین پہونچ جاؤن کہ جسپر آپ عاشق ہین کیا عجب ہے کہ چند انجمیز آپکی جانب سے
ایسے بیان کرون کہ وہ شربت وصل سے آپکا جام تمنا بے اندیشۂ انجام بھر دے اس فقرہ پر یہ ساحرہ ہنسی اور رو دیکھکر کہا
کہ آج کئی دنکے بعد مسکرائی ہون اور دلبیش تیرے اس ظرافت آمیز فقرہ نے تو غنچۂ دل کو شگفتہ کردیا ہے غنچۂ دل
کو بس نسیم سے ہے تو مرض عشق کا حکیم ہے تو ۔ دلبین شاہ جی نے کہا کہ ہنسی اور پھنسی اب جاتی کہان ہے مارے لیتا ہون یہ
خیال کرکے خاموش ہو رہے اور ایک آدھ جام بھر کے اسکی سامنے پیشکش کیا اور کہا ہے بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان
نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ آپ شوق فرمائین اور دل مضطر کو ذرا تسکین دین اور کہا کہ مجھکو لیچلیے مین آپکا علاج درد کرون
اور اسکو سمجھاؤن ساحرہ نے فورا اس امر کو منظور کیا اسوجہ سے کہ اسکی عین تمنا تھی بس اسکے سنتے ہی فی الفور ایک جوگی سحر سے
طیار کی اسپر آپ بیٹھی اور شاہ جی کو ہمراہ لیا ملکہ محبوبہ چنگ نواز نے جو یہ کیفیت دیکھی آنکھوں مین آنسو بھر لائی اور نہایت
اداس ہوگئی اور دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے شاہ جی نے کہا کہ حاضر ملکہ یہہ کہکر شاہ صاحب کو علحدہ لیگئی
اور کہا کہ افسوس کہ مین آپکی محبت و اخلاق سے سیر ہونے پائی تھی کہ ہے حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم
و بہار آخر شد ۔ مگر افسوس ہے کہ بعد آپکے جانیکے کیا عجب ہے کہ ہم مر جائین کیونکہ آپکو محبوب خوش وضع ملگیا اب ہمین
کاہیکو آپ یاد کرینگے ہائے افسوس کہ ان آنکھون نے کیون شکل آپکی دکھائی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تقدیر مین آپکی
اشتیاق مین رونا اور قید سخت کا اٹھانا ہے ۔ اٹھا کاش کہ اودھر سے سواری نجاتی کیون آپکو دیکھا اور کیون مجھکو محبت نے آپکی
بلایا اپنی جوانی مین روگ لگایا یہ شعلہ افروز کیا آئی کہ میرے سینہ مین آتش فراق کو بھڑکا گئی اب جو دیکھا تو واقعی اسکی چشم
پرآب مین آنسو بھرے ہوئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ ہردم آبی گل رخسار کو تر کیا چاہتے ہین اور آبشاری کرکے چاہ
زنخدان مین آب پہونچایا چاہتے ہین بس یہ دیکھکر شاہ جی کا دل بیچین ہوگیا اور یہ کہا کہ ملکہ اگر حوران بہشتی بھی میرے
سامنے آئین تو میری آنکھون مین سب خاک ہین لیکن ملکہ اسوقت یہہ بات راز کی ہے جو مین تجسے کہتا ہون ایسا نہو
کہ کسیکے سامنے اس راز کو بیان کرے مبادا کوئی در انداز سن لے اور یہ فلک ناہنجار نیا رنگ لائے اس سے بہتر ہے کہ زبان سے
نہ نکالا جاوے صندوق سینہ مین مثل امانت کے محفوظ رہے اس راز سربستہ کا اظہار کسیکے سامنے نہو کہ دیوار ہم گوش دارد
ہے نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ یعنی میرا اسرار میرا مالک اسکا پتہ ایک عرصہ سے نہ معلوم ہوتا
تھا اس ساحرہ کی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ یہی اٹھا لیگئی ہو اسوجہ سے مین اسکے ساتھ جاتا ہون اور اے
ملکہ یہ صورت زیبا اسکی اصلی تھوڑی ہے سحر سے اسنے یہ اس طلعت زیبا کو آراستہ کیا ہے اور تجسا محبوب دلنواز نیرنگی
تلون کی برابری بھی یہ ساحرہ نہین کرسکتی ہے مین تیری اس محبت پر خود جان و دل سے نثار اور قربان [illegible] ملکہ
تم اپنے دل مین رنج و صدمہ نکرنا استقلال کو کام فرمانا قالب خاکی میرا ادہان [illegible]
رہیگی اور اے ملکہ خدا نے چاہا تو مین بہت جلد پلٹ کر آؤنگا اور اس [illegible]
جمال جہان آرا کی دید سے روشن و منور کرونگا اور تم کسی طرح [illegible]
لے خدا حافظ اب کوئی بات ایسی نہ نکالو جو میرے دل کو [illegible] ہے
ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ۔ کاسۂ نرگس مین جون شبنم [illegible] بت
اشکبار [illegible] کہا کہ ہے اوڑا کے خاک یہ مشت غبار [illegible] شہسوار
لیتا [illegible] دیکھکے کہا شاہ جی نے کہ اب ہمین زیبا [illegible] کچھ آپ بھی

سا ملکہ روتا ہوا جوگی پر ہمراہ شعلہ افروز کے سوار ہوا ملکہ تھوڑے عرصہ تک تو جوگی کی جانب نگاہ
حسرت دیکھتی رہی جب کہ جوگی نظرون سے اوجھل ہو گئی تو ملکہ غمگین و دل حزین باغ مین خالی گئین
اور بارہ دری مین جا کر منہ لپیٹ کے پڑ رہی یہان شاہ صاحب و شعلہ افروز کی چھ کی بھر مسافت
راہ کو طے کر کے ایک مقام پر پہونچی جوگی کو شعلہ افروز نے اتارا اب جو دیکھا تو ایک باغ بے
نمونہ بہشت عنبر سرشت نہرین و آبشار جاری ہین کثرت گلہائے خوشبو سے سارا باغ مہک
رہا ہے اشجار میوہ دار کثرت اثمار سے سربسجود طائران خوش الحان زمزمہ سنج حمد و ثنائے
رب ودود سے برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار +
ہر گیاہے کہ بر زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + سبزۂ نو دمیدہ جو لہلہا رہا ہے عجب شان دکھاتا
ہے گویا فرش زمردی صحن چمن مین گسترده ہے عنادل شاخ گل پر نغمہ سرا ہین قمریان نعرہ حق
سرہ سنج خوش ادا ہین غرض کہ تمام باغ نہایت آراستہ و پیراستہ درمیان مین ایک بارہ دری
بہت خوش نما شیشہ آلات و فرش فروش سے مزیب و مزین مکان عالیشان کی خوبصورتی اور
زیبائش کا کیا بیان کیا جائے زبان قاصر ہے کیا پاکیزہ قصر دلکش ہے کہ سے زہے
صفائے عمارت کہ در تماشائش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار + قد آدم آئینہ لگے ہوئے
جھاڑ سقفی و فرشی قرینے سے لگے میز و کرسی و تمام سامان آرائش سارا ہی کوٹھی مثل
عروس شب اول کے آراستہ غرض کہ یہ دونون بارہ دری کے ایک قصر مین فروکش
ہوئے شاہ جی نے دیکھا کہ باغ تو ایسا نادر نمونہ بہشت برین بارہ دری ویسی ہی آراستہ
و پیراستہ مگر اسباب عیش و طرب سب درہم و برہم شیشہ کہین جام کہین ساقی گلفام کہین
ایک ویرانگی سی صورت پیدا دیکھکر شاہ صاحب نے کہا کہ کیون ملکہ شعلہ افروز کہ مکان ایسا
نزہت سرشت اور سامان سراسیمگی یہہ سنتے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ شاہ صاحب مین اپنی
ویرانگی اور مکان کی سراسیمگی کا کیا حال بیان کرون کہ وہ محبوب بیوفا مجھسے ملتفت نہین ہوتا
نہین معلوم کسقدر فاقے گذر گئے کھانا پینا یکسلم خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کھاتے ہین +
یہ غذا ملتی ہے بیمار ترے دیوانہ کو + سب سامان عیش و طرب بیکار ہے جب خانہ دل ہی ویران پڑا
ہے تو پھر شگفتگی کہان سے نہین ہے بزم مین ساقی تو میکشی ہے خراب + نمک شراب مین ڈالو کباب
کے بدلے + شاہ صاحب نے یہہ کلمات حسرت و یاس سنکے فرمایا کہ آپ پوشاک بدلیے زیور
و جواہر سے اپنے تئین آراستہ کیجیے سامان عیش و راحت درست فرمانیکا حکم دیجیے مین آپکے
محبوب کو آپسے شگفتہ کرائے دیتا ہون آپ اپنی غنچہ خاطر کو منقبض نہ کیجیے ایسا اثر پڑھون کہ وہ خود
آپکے وصل کی خواہش کرے آپ مجھکو اُس کی گرفتاری کا مقام بتلائیے مجھے وہان پہنچا دیجیے تاکہ مین اُس غزال
رمیدہ دشت محبت کو رام کرون آپکو اُسکے وصل سے شاد کام کرون یہ دیکھکے اُسنے حکم دیا ملازمون کو کہ
سامان آرائش بارہ دری از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کشتیان لائے لالہ فام کی اور جام و صراحی جملہ سامان
عیش مہیا کرو ساقیان پریرو و مغنیان کمان ابرو کو بزم نشاط مین حاضر کرو کہ آج مژدہ وصل سے شاہ صاحب
کی بدولت کامیابی کی امید ہے کیا عجب ہے کہ یہ دل پژمردہ شگفتہ ہو ملازمون نے چپکے سے اپنے دلمین کہا اور متعجب
ہوئے کہ کون ایسا شخص آیا کہ جو اسقدر خوش ہے معلوم نہین کہ آپ کسکو لگا کے لائی ہے چنانچہ حسب الحکم فی الفور
جملہ سامان عیش و راحت مہیا ہو گیا اور کلید حجرہ شاہ صاحب کو دیدی اور بتلایا کہ اسی حجرہ مین وہ شخص بند ہے

اور شاہ صاحب کیجانب مخاطب ہوکر اسنے کہا کہ ع غنچۂ دلکو بس نسیم سحر تو + مرض عشق کا طبیب ہی تو + ای شاہ صاحب میرے دلکی شگفتگی آپکے اختیار مین ہی میرے بلبل دلکو جو اس تن مین پھڑک رہا ہی اس گل رعنا کے مژدہ وصل سے نغمہ سنج کیجئے بس شاہ صاحب مسکراتے ہوئے حجرہ مین آئے اور وہ تالا نام حق تعالی لیکر کھولا کنجی کو جھٹکے سے گرایا دروازونکو جھٹ پٹ کھولکے اندر گئے تو دیکھا کہ شاہزادہ کے چہرہ پر ایک اداسی اور پژمردگی اسقدر ہی کہ پہچان نہین پڑتا یہ دیکھکر آنکھون مین آنسو بھر لایا تھا اور یہ شعر پڑھا ع ورنہ ماہ کو ایک شب کمال رہتا ہے + یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی + بس یہ شعر پڑھکے اسنے کہا ای دردریائے فتوت ای انجم سپہر صولت ای شیر مردان عالم آپکا کیا حال ہی اوسوقت دیکھکے آپنے کہا ای شناسائے عالم اسوقت تری آواز سے افسوس کرتا ہون کہ تری آواز سنے ایک دوست صادق یار وفادار غمگسار یاد آگیا اور رو دیکھکر کہا کہ افسوس کرتا ہون ای بھائی ع آپکی باتونکا رہتا ہی مجھے ہر دم خیال + جو کوئی بولا صدا کانون مین آئی آپکی + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی درویش نے پوچھا کہ مجھے تو پردہ فرمائیے مین تو دو دل باہم کرنیکو آیا ہون آپنے کسکو یاد کیا اور آہ سرد کسکے واسطے کھینچی کیا حضور کی طبیعت کسی پر آگئی ہی جو ایسے معشوق سے آپ کنارہ کرتے ہین ہاتھون ہتکڑیان پانوؤن بیڑیان ایسی کڑی جھیلنا آپ ہی کا کام ہے اوسوقت اسد غازی نے دیکھکر کہا کہ آپ میرے ناصح نہین ہین بس زیادہ مجھے نہ سمجھائیے اپنا مطلب بیان کیجئے بس یہ کہنا تھا کہ اسکو بھی تاب نرہی اسنے کہا کہ ای شہریار مین آپکا غلام ہون جسے آپنے یاد کیا تھا در پردہ یعنی غلام آپکا عمر غازی شیر دل ہون بس یہ سننا تھا کہ شہزادہ نے گلے سے لگا لیا اور چاہا کہ رو دین اسنے منع کیا اور عرض کیا کہ یہ محل عیاری ہی نہ موقع آہ و زاری اسیسے ہم عیار وہم سردار ہوکے دھوکا کھا گئے اس حرامزادی کے پھندے مین پھنسے رہے اب مین جاتا ہون اور آپکو بلواتا ہون آج ہی تو اس قصہ کا فیصلہ کئے دیتا ہون ابھی کچھ زیادہ کیفیت دریافت کرنی اور بات چیت کرنیکی ضرورت نہین ہی بس وہ آویگی اور آپکو لیجائیگی اور مین اوسکو فریب دیکے ابھی مارے لیتا ہون یہ کہکر باہر آیا اور کہا ای ملکہ شعلہ افروز مبارک ہو محبوب کا رضامند ہونا جائیے جاکر لے آؤ کہ وہ تمہارے مشتاق ہین اونکے نانہ اٹھاؤ انکو بعزت تمام و اشتیاق مالا کلام لاؤ یہ کہکر آپ کونہ پر مسند کے بیٹھ گیا ملکہ بھی عجب انداز سے ایک ناز معشوقانہ کرتی ہوئی اور بشاش ہوکر اٹھلاتی چال مستانہ چلتی ہوئی قریب حجرہ کے آئی اور آگے دیکھکر کہا کہ او بیوفا آجتک ہمکو بھی ہلاکت مین ڈالا اور آپ بھی ہلاک رہے ہر طرح کی سختیان اٹھائین کڑی جھیلین مگر قرار وصل نکیا شاہزادہ نے مسکرا کے سر کو جھکایا اور دیکھکر کہا کہ عشق بازی سہل تھوڑی ہی ع نہین آسان کسی معشوق پر آنا دلکا + جان لیتا ہی مری جان لگانا دلکا + یہ عشق وہ ہی کہ پتھر کو دم مین آب کرے + لگائے دل وہی جسکو خدا خراب کرے + عشق و عاشقی کچھ آسان کام نہین ہی کہ جلدی سے ہمین اٹھا لائین اور طالب وصل ہوئین اتنا جلدی تم چاہتی تھین کہ ہمین وصل سے شاد کام کرین ارے مین اسیطرح ترساتا اور تجھے ہلاک کرتا مین بھی ہلاک ہوتا ع جو مزا انتظار مین دیکھا نہ کبھی وصل یار مین دیکھا + بس اسنے دیکھکر کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور یہ کہکے اسنے سحر دفع کیا اور آپ شہزادہ کا ہاتھ پکڑکے اٹھلاتی ہوئی بل کھاتی ہوئی شہزادہ کے ہاتھ مین ہاتھ لاکر مسند پر بٹھایا درویش ہنسے اور کہا کیون ملکہ آج کیا خوشی کا دن ہی اور یہ کہکر کچھ میوہ خشک جو منگوا رکھا تھا آپ بھی کھایا اور کچھ شہزادہ کو کھلایا اور ساحرہ کو بھی کھلایا کسیقدر قلب کو فرحت حاصل ہوئی اب دیکھکر شاہ جی نے کہا کہ آؤ ملکہ ہم تمہین دلھن بناوین کیونکہ تمہارے ماں باپ یہان نہین ہین تو ہمین تمکو زیور و لباس سے درست کرین یہ سنکے ملکہ نے سر کو جھکایا شرمائی اور لجائی عرق شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی شاہ جی نے کہا خدا نکرے کہ کسی کے ماں باپ ایسی کم سنی مین مرجائین ابھی عمر کیا ہی

ملکہ سچ کہیے کیا عمر آپکی ہوگی سر جھکا کے کہا کہ کوئی پونے تیرہ سو برس کی درویش نے اسد کیجانب دیکھکر کہا کہ
یا اسد غازی ایسی نازنین کہیں میسر آتی ہے آپ بھی اپنی زلفوں میں شانہ کیجیے دل کو شگفتہ کیجیے میں
نہیں دولھن بناتا ہوں کیا سادہ مزاج ملکہ تھی کہ اسد کو بھر بھر دیکھتی ہوئی درویش کے ساتھ حجرے
میں آئی شاہ جی نے وہ ریگ میا یائی جھپتی ہوئی بجائے افشان کے اسکی پیشانی پر لگائی جھولی سے نکالکر
کچھ توے کی سی سیاہی مثل مسی کے اسکے دانتوں پر لگائی ایک پوٹلی کاجل کی نکال اسکی آنکھوں میں
لگائی اور آئینہ نکال کر دیا کہ دیکھیے کیا عجیب ہو کہ آپ ہی اپنے مردم دیدہ کی غلطی تحریر کو جو سد راہ ہوئی ہی اپنی
تیرہ بختی کی دلیل سمجھکر پسند فرمائیں دیکھیے کیا کیفیت دیتی ہی ملکہ آئینہ دیکھکر بہت مسکرائی شاہ جی نے کہا ایسے
استخوان صدموں سے پس کے سرمہ ہو جائیں اگر + تیری نظروں میں کسی صورت سمایا چاہئیے + جی چاہتا ہی
کہ اُس ظالم کے پاس تمہیں دلھن بنا کے نہ بھیجوں پہلے اپنے ہی دلکو شاد کروں اسنے دیکھکر کہا کہ کسنے منع
کیا ہی جب وہاں جاؤنگی جب جاؤنگی گو وہ میرا معشوق ہے مگر کیا مضائقہ ہی لیکن پہلے جسکی نیت آپکی
کی ہے اُسکے پاس ہو آئیے دیکھیے پھر آپکو اختیار ہے دلہن اسنے کہا کہ لعنت ہے اس مردار پر کہ کسی پر بند ہی
نہیں اور یہ کہکر عطر سہاگ نکالا اور دیکھکر کہا کہ ملکہ اس عطر کو اپنے تمام جسم پر ملوا اسنے خوشی خوشی وہ
عطر لیکر اب جو ملا تو دل اسکا کچھ نڈھال سا ہو گیا اور شاہ صاحب کی طرف دیکھکر اُسنے کہا کہ شاہ جی کچھ نیند سی
آئی جاتی ہے بوئے عطر یہ خبر دیتی کہ اب ایسا سوؤگی کہ پھر نہ جاگوگی اور یہ کہکر کچھ آنکھیں جھپکانیلگی درویش صاحب نے ہنس
کے کہا کہ ؎ نسیم غفلت کی چل رہی ہی منڈ رہی ہیں تھما تھما نیندیں + کچھ ایسے سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی
دیکھو ملکہ اب اور رہی حسن ہی ذرا اپنی قد و قامت کو کھڑی ہو کر دکھلو بس اسیقدر اُٹھی اور چند قدم چلی کہ فورا دہم سے گری اسکو حجرے
میں چھوڑکے کہا کہ آئیے عروس بلاتی ہی اسد درویش کے ساتھ ہنستے ہوئے چلے اور کہا کہ تو نے کیا کیا اسنے عرض کیا کہ
بیٹے اُس خفتہ بخت کو سلا دیا اب حشر کو اُٹھیگی ؎ تصور میں تمہارے ہو کہ زیر خاک سوتے ہیں + نہ جاگینگے سوا تیری جگائے
جیسکا جی چاہی + اسد آگے اور بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری کیا کہ ؎ یہ کیسی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسا سوئے
کہ پھر نہ چونکے بھلے ہم اُنکو جگا جگا کر + اسد نے کہا کہ اب تو ہی اسے مار ڈال مجھے ترس آتا ہی عرض کیا کہ واقعی اسکی برائی پر مجھ
بھی ترس آتا ہی مگر بغیر اسکے مارے رہائی غیر ممکن ہی یہ کہکر کسوت عیاری سے سیسے کی گولی نکالی اور جلدی سے کرچھے میں گرم
کر کے اُسکے دہن میں ڈال دی کہ دل و جگر اسکا چر گیا اور تڑپ کر روح اسکی واصل جہنم ہوئی آواز آئی کہ مارا جوان کشتی علم
میں شعلہ افروز جادو بود افسوس مردیم و جاندادیم و مطلب خود نہ رسیدیم ابھی کوئی گل نشا اپنے باغ جوانی کا نہ چنا تھا کہ اجل
گریبان گیر ہوئی کہ ؎ نخل سر سبز ہوئے پھول کھلے پھل آئے + ابھی آئی جوش جنوں روپ پہ جنگل آئے + اسکے لاشہ
پہ یہ صدا آتی تھی ؎ اس گلشن ہستی میں عجب دید ہی لیکن + جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہی خزاں کا + اب جو دیکھا تو ایک
شور و قیامت برپا ہی پیر غل مچا رہی ہیں آندھی سیاہ پھیل رہی چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی ہے کہ سارا باغ و مکان
سب تیرہ و تار ہو رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے یہ ہنگامہ برطرف ہوا اب جو دیکھتے ہیں تو نہ وہ باغ ہی نہ وہ عندلیبان
چمن کے چہچہے ہیں نہ بارہ دری ایک کچی سی سہ دری معلوم ہوتی ہی اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا ہوا ہی کہ جسپر لاش اسکی
پڑی ہے نہ وہ نازنینان گل پیرہن ہیں نہ انیسین نہ جلیسین نہ خادم نہ خدمتگار نہ زنگی نہ پتلے سحر کے سب
فلکے خاک سیاہ ہو گئے لاش کے قریب آئے اور اسکی ہیئت کو دیکھا عجب رنگ تھا کہ ؎ بھوت بنی ہوئی
اور بہاسی ڈروتی چوطے کی سی لاونی مانو نیل میں رنگا دی ہی + کوئی ایسی سیاہ تیں شام چڑویہ رنگ کہاں پائی ہے +
اسکی لاش کو دیکھکر اسد نے نہایت نفرت کی اور عمر عیار کی بہت تعریف فرمائی گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی
؎ اے پیک رہستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + آپکو حال ہمارے لشکر کا معلوم ہی کہ کہیں ہے

اور تمہارے مقام پر سب کو چھوڑا ہے عرض کیا کہ سب بیابان مرجانیہ مین مقیم ہین اور مین آپکی تلاش مین
نکلا الحمدللہ کہ آپکو پایا اب تشریف لے چلئے غرضکہ شہزادہ اسد غازی مع ضرغام شیردل بیابان سے روانہ ہوئے
مسافت راہ کو طے کرتے ہوئے جب قریب شہر مرجانیہ کے پہونچے تو ضرغام نے بنگاہ حسرت شہر مرجانیہ کو
دیکھا اور ایک سرد آہ کھینچی شہزادہ نے پوچھا کہ یہ آہ پُر سوز تو نے کیون کھینچی اس شہر کیطرف
دیکھکر سچ بتاؤ مجھسے نہ چھپاؤ عرض کیا اسنے کہ حضور اسکا حال کچھ نہ پوچھیے یہ ایک داستان عظیم ہے ملکہ محبوبہ
چینک تو اسکا نام تھا اس ملک کے بادشاہ کی دختر اسی باغ مین ہی اُسی کی وجہ سے مین آپ تک پہنچا اور فقیر بنا ہوا مین تھا
تو مجھسے ملکہ نے بوقت چلنے کے کہا تھا کہ مجھسے پھر ملنا لیکن اب خوشی یہہ ہی کہ آپ اپنے سردارون سے ملین لشکر
کے لوگ سب حضور کے انتظار مین چشم بر راہ ہونگے تاکہ آپ منزل طے کرین اور کیون پھیر لگاتے ہین اور اُسطرف
کو آپ جائین شہزادہ نے فرمایا کہ خوب تمنے مجھسے کہدیا اب مین بغیر تمہارا عقد کیئے یہان سے کب جاتا ہون
بس باغ کی سمت چلو غرضکہ یہ تو جانب باغ روانہ ہوئے حال یہان کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس حال کی
خبر مرجان پنجہ کش بادشاہ کو ہوئی کہ یہ شوخ دیدہ ایک شاہ جی کو لگا لائی اپنے باغ مین بلایا اور صحبت آرا ہوئی
تھی اُسوقت غصہ سے حکم دیا اب ہاتے شیر سوار کو کہ ملکہ کو گرفتار کرلا اب یہ حکم پاتے ہی اپنی مقام سے چلا اور آکے
ملکہ کو گرفتار کیا لیکن بروقت گرفتار ہونے کے ملکہ نے ایک خواص نیک اطوار سے کہ نہایت اُسکی رفیق تھی اُس
سے کہا کہ شاید بعد میرے وہ درویش صاحب آئین تو میرے حال کی انکو خبر دینا اتنا احسان تم میرے اوپر کرنا
یہ کہکر ملکہ تو اسیر پنجہ سوار ہوئین اور گرفتار ہوکر چلین باپ کے پاس پہونچین مرجان پنجہ کش نے ملکہ پر بہت تقصیر
و تشدد کر کے ایک قفس مین بند کیا اور کہا کہ آواز گریہ نہ نکلے نہ پھڑکنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہی اجازت
کہ مرجاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی + غرضکہ ملکہ کو نہایت بے بسی و لاچاری سے اسیر کیا اودھر تو ملکہ اسیر ہوکے
جاتی ہین اور اودھر اسد غازی مع ضرغام شیردل کے ملکہ کے باغ مین پہونچے دیکھا تو باغ پر عجب ویرانی کا
عالم ہی در و دیوار سے سراسیمگی و پریشانی پائی جاتی ہی پردے سر نگون ہین بارہ دری کے سامان پر عجب
عالم یاس ہی ہر شی سے ویرانی ظاہر ہی صبا قریب گل پیام خزان لیکر جاتی ہی عندلیبان چمن گلون سے رخصت
ہوتے ہین پژمردگی گلون سے ظاہر ہے نہ گلچین ہے نہ سنبل ہے لٹا ہی باغ ویرانہ + نہ غنچہ ہے نہ سبزہ ہے
نہ ساغر ہے نہ پیمانہ + نرگس آنکھون مین آنسو ڈبڈبائے تکتی ہی سنبل بال کھولے ہوئے پریشانی کے عالم مین مبتلا ہی
لالہ داغ بدل دست خزان سے پژمردہ تھا سوسن سوزبان سے اپنی پریشانی کا اظہار کر رہی تھی بیلا البیلا بن بھول
گیا تھا جوہی اور جوہی کی شکل پژمردہ تھی گیندے کے چہرے پر عجیب زردی چھائی تھی گل اشرفی پر یرقان کا عالم
تھا جو گل تھا گویا گل ماتم تھا۔ ضرغام باغ کو دیکھکر بے اختیار رو دیا اتنا کہ چمن کے تخت پر جسم شتہ گل کا
تحمل تھا ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا + خزان کے دن جو جا دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین + بتاتا باغبان
رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا + باغ کی یہہ حالت دیکھکر ضرغام کی آنکھون مین اسوقت آسمان پھر گیا یہ باغکو حسرت زدہ دیکھ
ہی رہا تھا کہ وہ خواص آئی اور ضرغام سے کہنے لگی کہ آپ اس باغ کو کیا دیکھتے ہین جس تن سے روح
نکل جائے تو وہ تن کیونکر قائم رہ سکتا ہے والی اس باغ کی نہین ہے کل تک اس باغ کا تحمل و رہی کچھ تھا
ضرغام نے اسد غازی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہہ خواص سچ کہتی ہی بچشم خود اس باغ کی شان و شوکت
دیکھی ہے کل چمن میں ہر طرف تھا آشیان عندلیب + آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
باغبان بھی تبسم سے رو رو کے یہ کہتا + کچھ پتہ گل کا بتا اور نہ بے نشان عندلیب
سنتے ہی صحن چمن سے ڈھونڈ لایا دم کے بعد + ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب

دیکھکر خواص نے کہا کہ بفراق شاہ صاحب میری ملکہ پر بہت کاہل کرکے بادشاہ نے اسیر قفس کیا ہی
اور یقین ہی کہ دو ایک دن مین ملکہ کا سر تن سے جدا ہو جائے اور ناشاد و نامراد ہجران کشیدہ روی راحت
نہ دیدہ دنیا سے گذر جائے ہائے یہ اُسکی جوانی کہ اپنے باغ حسن کی کچھ سیر نہ کرنے پائی تھی کہ صرصر اجل نے پامال
کردیا ملکہ نے اپنے باپ سے بھی اظہار عشق کردیا اور کہا کہ درویش کا عشق تھا تو اب ہی اور درویش صاحب
کی یاد مین ملکہ نے قفس مین کچھ شعر حسرت آمیز پڑھے تھے کہ ؎ کہیو اے باد صبا مر گیا عاشق تیرا + کوچۂ یار مین
گر ہو کبھی جانا تیرا + اور ؎ ہے کون یہان جو یار کی لادے خبر مجھے + ای سیل اشک تو ہی بہا دے اودھر مجھے + اور
کوئی اُس تغافل شعار سے یہ کہدے کہ بوقت قتل کے اور دفن کے وقت ضرور آجانا اور اپنے عاشق کے بھی
کشتہ کا تماشہ دیکھنا ؎ بجرم عشق توام میکشند غوغائیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست + اور
کبھی یہ کہنا کہ ؎ تمہین لحد مین اوتارو تمہین پڑھو تلقین + کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے + اور گاہ آہ سرد
دل پردرد سے کھینچکر بچشم اشک آلودہ یہ پڑھتی تھی کہ ارے ؎ ہوا وہ محو تیرا دیکھکر کے حسن ای یار کہ تن
بدن کا نہ مطلق رہا کچھ ہوش البار قسم خدا کی نہین دلکو ایک آن قرار + یہ تجھے کرتی ہون لاچار ہو کے یہ اظہار +
درون سینہ من زخم بے نشان زدۂ + بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدۂ + ارے ہوا تری چاہت مین مرا دل
پڑی تڑپتی ہون ویران صورت بسمل + جگر مین دل ترے تیغ ادا کا ہی گھائل + غضب یہ اور کیا او سیہ
تو نے ای قاتل + درون سینہ من زخم بے نشان زدۂ + بحیرتم کہ عجیب تیر بے کمان زدۂ + یہ شعر دردانگیز
پڑھتی ہین اور روتی ہین وہ درویش بالکل ابتک نہین آیا کہ جو اُسکو پیام دون جو میری ملکہ کو مبتلائے غم
کرگیا اب دشمنون کی جان کے لالے پڑے ہین ہائے یہ اُسکی جوانی اور اسیر یہ غم + ستم ہی ستم ہی ستم ہی ستم
مجھے حق محبت ملکہ ابتک ادا نہین ہوا ضرغام شیر دل یہ کلام مفارقت انجام سنکے آہ کرکے بیٹھ گیا اور
دیکھکر خواص کیطرف کہا کہ وہ درویش مین ہی تھا اپنے آقا کو چھڑا کر لایا یہان ملکہ سے چھوٹا یہ سنکے اسد نے
کہا کہ بھائی اب تو اپنی شکل درویشی قائم کرتا کہ تجھے سب پہچانین اور مین بایمان خود بھی جاتا ہون اگر وہ
لاکھ ہین تو کیا غم ہے تیری محبت مین اپنے سر کو تصدق کرتا ہون اور انشاء اللہ الرحمن ملکہ کو مع قفس
ابھی لاتا ہون یہ کہکے یہ شیر بیشۂ شجاعت مردانہ وار ایک تیغہ آبدار پکڑ کے طرف بارگاہ مرجان پنجہ کش کے
روانہ ہوا جبکہ قریب دربارگاہ پونہچے دربان نے روکا عقب مین ضرغام شیر دل صورت درویش کی بنا ہوا تھا
دربان کو اسد نے طمانچہ مارا کہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا اسد تے اندر بارگاہ کے پونہچکر یہ آواز دی کہ ؎ اسد
شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + بس جیسے ہی اس نعرہ کی صدا بادشاہ کے کانمین پہنچی
ساتھ ہی بادشاہ مرجان پنجہ کش نے اکبر ہاے شتر سوار کو حکم دیا کہ دیکھو تو یہ نعرہ خداپرست کی صدا کہان
صحن بارگاہ مین آئی حکم پاتے ہی جھپٹا تھا کہ سامنے سے اسد کو آتے دیکھا یہ سمجھا کہ میرا ہی شکار ہی بس جھپٹ کے
تلوار اسنے ماری شہزادہ نے وار کو بچا کر زبردست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مار کر تلوار کو اسکے قبضہ سے باہر کردیا
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا جسطرح بہت دنونکا شیر بھوکا اپنے شکار پر جاتا ہی اسیطرح اس شہریار عالیتبار نے
اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا اور بائین ہاتھ مین کر کے آگے بڑھے لوگ انپر ٹوٹ پڑے انہون نے اسکو بجای
سپر کے کر لیا جو شخص تلوار مارتا تھا یہ اسکو سامنے کر دیتے تھے وہ منع کرتا تھا کہ یارو مجکو نہ مارو شاہ
زادہ فرماتا تھا کہ ہماری سپر خود بولتی ہے حریف کو منع کرتی ہے بس یہ معرکہ دیکھکر مرجان پنجہ کش
خود جھپٹا اور ایک ہاتھ شاہزادہ پر مارا انہون نے اسی سپر کو سامنے کردیا اپنے بادشاہ سے گھبرا کر کہا کہ کیا
مجھے مار ڈالیئے گا ادھر تو بادشاہ کا ہاتھ رکا اودھر اس شہریار کا ہاتھ کمر زنجیر پر تھا اسد نے اللہ اکبر کہکے اسکو بھی اوٹھا

اُٹھالیا اور دونون کو سر سے بلند کیا اور فرمایا کہ جا لا در شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی عرض کیا مرجان پنجہ کش
نے کہ تازہ بندہ ایم بندہ ایم یعنے دین آپکا قبول کیا آپ جسکو سر سے بلند کرتے ہین اوسکو خاک مذلت پر نہین ڈالتے
ہین اسد نے آہستہ سے مرجان کو زمین پہ اوتار دیا مرجان قدمونپر گر پڑا اور کہا جو آپکے مذہب مین آپ نے
وہ کیا کہے شہزادہ نے اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ تلقین فرمایا یہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا چالیس
ہزار فوج سے ہمراہ اسکے تین سو سوار کے اوسوقت شہزادہ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے ایک کام اور بھی
ضروری ہے کہ جس بلبل ہزار داستان کو آپنے قفس آہنی مین بند کیا ہے کہ جسکی یہ صدائے دردناک آرہی
ہے کہ وہ اس پہ ٹوٹتے یہ مہر ہے تو نہ خفا ہو صیاد + قفس تنگ ہے اور تازہ گرفتاری ہے + اُس آزار رسیدہ
کے پاس ان درویش کو لیکر چلو کہ جسکے فراق مین اسنے اسقدر ایذا اُٹھائی ہے اور یہ درویش میرا بھائی ہی
کہ نام اسکا ضرغام شیر دل ہے مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ زہے فخر وسعادت میری کہ یہ حضور کے
زمرہ کنیزان مین داخل ہو وہی پھول جو بہ بستر چڑھے یہ کہکے ساتھ ساتھ شاہزادہ کو لایا اور دیکھا کہ بال ملکہ
کے کھلے ہوئے پشت پر پڑے ہین زلفین ویران و پریشان اُس عارض جانانہ پر لوٹتی تھین چہرہ اوداس عالم یا
وہ پھول سے رخسار ملکہ کے قفس تنگ کے صدمہ سے کمہلا گئے ہین گل عارض مرجھا گئے ہین آنکھین نرگس
بیمار کیطرح زار و نزار ہین فراق شاہ صاحب مین اشکبار ہین ضرغام نے عرض کیا کہ حضور خیال فرمائین کہ
وہ قد سے بڑے جو بال ہین اوسمین یہ راز ہے + دن وصل کا ہی کم شب ہجران دراز ہے اور حضور سے
زلف کو عارض جانان پہ جو ٹوٹتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + اسد نے بڑھکر ملکہ کے
حال زار کو دیکھا اور کہا کہ کسکے غم مین ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت
تیری + ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی کہ وہ ڈبڈبائی آنکھہ آنسو تھم رہے + کاسئہ نرگس پہ جیسے شبنم
رہے + اور ایک آہ سرد دل پردرد سے کھینچکر عرض کیا کہ وہ سامنے میرا دلانے والا کھڑا ہے اسکی بدولت
یہ سب زیب بہ بنا ہے اور یہ سختی وکٹری سب اسی کیوجہ سے جھیلی ہے وہ عالم کا ترے جہان بیان ہے +
بینائی دل یہان جہان سے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پاون درمیان ہے + ذرے کا بھی چمکنا
گا ستارہ + قائم ہو زمین و آسمان سے + حضور سرور کے اس شب ہجر کو مینے جسطرح کاٹا ہے میرا ہی دل
اسکے ہوے مزے اٹھاتا ہے قفس تنگ و تاریک کی گرفتاری رات بھر کی گریہ وزاری و اختر شماری دل کی
بیقراری و اشکباری تڑپ تڑپ کر شب ہجر کو کاٹا رو رو کے صبح کرنا کیا حال اپنا عرض کرون یہ کہکے ایک
جوئے اشک چشم خونبار سے جاری کی اور رو کے کہنے لگی کہ وہ کہون کیا جو گذرتے ہین مجہپہ الم غم
دل کی کسیکو خبر ہی نہین + میرا ہجر مین جسکے یہ حال ہوا میرے حال پہ اُسکو نظر ہی نہین + نہ تو آتی ہے نیند
کہ سو ہی رہون نہ انیس ہے کوئی کہ باتین کرون + شب ہجر کی کیسی ویرانہ ہی کہون یہ وہ شب ہی
کہ جسکی سحر ہی نہین + کہان بخت جو پائین بھی کو اُڑا نہین اُنکے نصیبون مین ہوا لگی ہوا + جو اسیر قفس سے چھٹے بھی
تو کیا اُنسے طاقت جنبش رہی ہی نہین + مین جہان کی چمن کی جو سیر کیا نہین ایک طرح یہان کی ہوا + جہان
کل گل و سرو سہی تھے میاں وہان دیکھا تو آج شجر ہی نہین + ہے الم سے ہوس ترا حال زبون ہے
عبث تجھے دعوی عشق و جنون + شب ہجر مین کیسا تو رو یا تھا خون ترا دامن وجیب تو تر ہی نہین
اور حضور سے اپنی تو یہ حالت ہے کہ جون بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہین اور پاس
چمن ہے + شاہزادہ نے یہ حال پر ملال ملکہ کی زبانی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہین
اب زمانہ مفارقت کا برطرف ہوا انشاء اللہ اب ہنگام عیش و نشاط آیا دل کو اپنے بشاش کرو

بہت صدمہ ہجر اُٹھا چکین اب براحت وآرام بسر ہوگی عشرت سے شب وصل کی سحر ہوگئی یہ کہکر ملکہ کو قفس سے باہر نکالا داخل محل کیا اور ضرغام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین جاکر خبر کرو ہمارے آئینگی بس ضرغام شیر دل گیا اور اپنے جاکر لشکر مین اطلاع کی کہ شاہزادۂ عالیوقار بخیر و سعادت تشریف لائے اہل لشکر اس مژدۂ جانفزا اور خوشخبری فرحت افزا کو سنکے نہایت درجہ شاد و خرم ہوئے انکے تن بیجان مین جان آئی ہرطرف لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے اب لشکر مین اور ہی گہما گہمی ہوگئی ہر شخص کے چہرہ پر آثار خوشی و خرمی کے ظاہر ہوئے مثل برگ خزان رسیدہ کے جو شہزادہ کی عدم موجودگی مین پامال رنج و الم ہو رہے تھے وہ مژدہ تشریف آوری سنکے مثل گل کے شگفتہ ہوگئے آنکھ انکی نور قلب کو سرور حاصل ہوا پس کل اہل لشکر و سرداران مفرز جو اشتیاق قدمبوسی شہزادہ مین ہمہ تن چشم انتظار تھے وہ بہت جلد شہر مرجانیہ مین داخل ہوئے خیمے و بارگاہین سردارونکی برپا ہوگئین اہل لشکر نے شہر مرجانیہ مین قیام کیا اب اور ہی رونق لشکر مین ہوگئی اسد نے ضرغام شیر دل کا عقد ملکہ کے ساتھ کیا اب یہ دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوئے تمنائے دلی بر آئی جام تمنا انکا بادۂ مراد سے لبریز ہوا بخت رسا کی مددگاری سے شہزادۂ عالیجاہ کی بدولت دولت وصل معشوق حاصل ہوئی غنچہ دل طرفین کا نسیم وصل سے شگفتہ ہوا سب رنج و الم برطرف ہوگئے زمانہ کلفت عیش و راحت سے مبدل ہوگیا گلے شکوے سب جاتے رہے ؎ بشب وصل شکوہ ہا مکنید * شب کوتاہ و قصہ بسیار ست * بس یہ دونون عاشق دل دادہ وصل سے ایک دوسرے کے شادکام ہوئے شب ہائے وصل بعیش و آرام بسر ہونیلگی لیکن ملکہ محبوب چنگنواز کو حمل رہتا ہے اور اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اسکا بجنیل شیر دل ہوگا اور یہ بھی نہ طاق پر پونہچکر کچھ کام کریگا ہے بانکی مدد کریگا غرضکہ شاہزادہ نے کچھ حال لشکر اسلام کا بیان کرنا شروع کیا اور مرجان پنجہ کش نے کچھ کیفیت اپنی ارشاد کی کہ مین ایک لٹیرا گرہ کے مشہور تھا کہ نام میرا اسد ہے اور یہ سب میرے مہربان اور میرے رفیق جان نثار ہین مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اسی زمرہ مین مین بھی داخل کیا جاؤن اور آپکی رفاقت کا فخر حاصل کرون یہ بانا مجکو بھی عنایت ہو اسد غازی نے پہلے تو اسکی دقتین بیان کین کہ بھائی اسمین بڑی بڑی سختیان جھیلنا پڑتی ہین کہ بے آب و دانہ رہنا اور جنگلون مین پھرنا لباس سخت پہننا غرضکہ بہت تکلیفین برداشت کرنا پڑتی ہین اسنے عرض کیا کہ مجھے سب گوارا ہین اُن تکلیفون کو مین راحت سے بڑھکر سمجھونگا اور حضور کی رفاقت ترک کرونگا۔ پھر شہزادہ نے فرمایا کہ مین تو قید ساحرہ مین تھا معلوم نہین کہ آجکل زمانہ کا کیا رنگ ہے عرض کیا کہ آجکل زمانہ نہایت پرآشوب ہے کہ خونخوار بن دجال ایک بندہ ابلیس پرست ہے کہ اُسنے ایک عالم کو ہلا دیا ہے ہزارہا خداپرستون کو اُسنے قتل کیا ہے بالفعل اُسنے خانہ کعبہ پر قصد کیا ہے کہ ناموس صاحبقران و عزیزان صاحبقران کو قتل کرے کہ اسکے یہان انکا قتل کرنا موجب ثواب ہے اور اُس سفاک نے اس ظلم پر کمر باندہی ہے ؎ کمر باندہی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے * اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین * اور حضور دوسرا شخص سنئے کہ نام اُسکا برجیس آفتاب پرست ہے اور اُسکے ساتھ اورنگ بن زہرہ مع فوج فراوان اور چترنگ بن زہرہ اسکا بھائی مع لشکر گران اسکا شریک ہوا ہے اور کئی لاکھ فوج لیکر بجانب نہ طاق کہ جہان فی الحال شاہزادہ بدیع الملک ہین وہان چلا ہے اور راہ مین جو ملک خداپرستون کے اسکو ملے ہین سب کو

برباد کرتا ہوا اور پھونکتا ہوا چلا آتا ہے یہ سنکے اسد نے کہا کہ پھر کیسا کیا رفیقان وجان نثاران صاحبقران
مر گئے ہین جو کہ یہ کفار اسقدر ظلم و ستم کر رہے ہین مرجان نے عرض کیا کہ حضور اُسکا سحر ایسا ہی کہ جو ابلیس کی شکل
دیکھتا ہی وہ سجدہ کرتا ہے دوسرے اُسکا سحر یہ ہے کہ جہان ہنسے آسمان کی جانب دیکھا ایک آفتاب فلک پر
سے گرا اور صاحب مقابلہ کو جلا کر خاک کر دیا اور اگر ظلم کیا تو لشکر بھر بلکہ ملک بھر کو پھونک دیا اسد نے
کہا کہ ایسے مکار سے شب کو مقابلہ کرے کہ وہ آفتاب ہی نہ باقی رہے اور یہ کہکر اسد نے اپنی طیاری کی
مع اپنے رفیقون کے مرجان نے عرض کیا کہ میری تمنا یہی ہے کہ حضور کے قدمون سے جدا نہون
شہزادہ نے کہا کہ تم اپنے ملک کا بندوبست کرو اور رملہ محبوب جنگ نواز کی تیاری مین مصروف ہو پھر کسی وقت
پر مین تمکو طلب کرونگا مرجان نے عرض کیا کہ حضور ابھی اور چند سے قیام فرمائین کہ ہم لوگ حضور کے دولت
دیدار سے سیر بھی نہین ہوئے ہین ع حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روئے گل سیر ندیدیم و
بہار آخر شد ٭ یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ امان ظلماتی تاجر شہر مرجانیہ مین آیا بادشاہ نے اسکو طلب
کیا تاجر نے حاضر ہوکر مال تجارت و اشیائے نادر ہر ملکون کے پیش کیے اسد غازی نے خواجہ امان
ظلماتی سے پوچھا کہ تمہارا آنا کہان سے ہوا عرض کیا کہ شہر مرصع حصار کیطرف مین گیا تھا اُس ملک کو مینے
نہایت تباہ اور تاراج پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خونخوار بن دجال نے شہر مرصع حصار کو خراب کیا ہے
اور قربوس خرس پیشانی کو یہان کا حاکم کرکے آپ قلعہ زرین حصار کیجانب روانہ ہوا ہے چنانچہ قربوس
خرس پیشانی یہان کا حاکم ہوا وہ ابلیس پرستی ہے یہ کافر جہان پتہ کسی خدا پرست کا پاتا ہی اُسے قتل کرتا
ہی یا بجبر تصویر ابلیس کو سجدہ کراتا ہی مین نے دیکھا کہ خدا پرست اسکے دست ظلم سے تنگ آکر جنگلون مین
چھپے ہوئے پڑے تھے اور اپنے تئین پوشیدہ کر رکھا ہے بخوف جان و ایمان حضور یہ حال پر ملال دیکھکر مجھے نہایت
صدمہ ہوا اور زمانہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران کا یاد آیا مین اُس زمانہ کو یاد کرکے بہت رویا
اور افسوس کیا غرضکہ تاجر کے اس بیان تاسف خیز پر اسد غازی اور افتاح پلنگینہ پوش بھی نہایت رنجیدہ اور
سب سردار خاموش بیٹھے رہے خواجہ امان تاجر نے عرض کیا کہ حضور غضب مین آیا ہی کرہ ایرج کا بقامت اُس کا فرما
ہی اسد نے یہ سنکے اسیوقت آواز دی کہ ایہا الناس خیال کرنا چاہیے کہ ستمگر یا زمین پر بہرام لکھا مرد و زنان
آسمان کی طرح نام رکھا ہے اُسکو خیال کرنا چاہیے کہ سوائے ذات خدا کی اور کوئی نہ رہا ہی نہ رہیگا ع رہیگی غنچہ مین نکہت نہ گل مین
بو باقی ٭ یہ سب سنکے جی پر رہیگا تو باقی ٭ شہزادہ نے یہ شعر پڑھکر اور اٹھا کر بوق کو دم کیا رفقائی جان نثار سب
کہ سب تیسری آواز بوق مین آکر حاضر ہوئے چنانچہ یہ سب غازیان دیندار و جانبازان شور شعار اور
شہزادہ اسد غازی اسیوقت سوار ہو کر طرف شہر مرصع حصار کے روانہ ہوئے مرجان
پنجہ کش نے اپنے وزیر کو انتظام ملکی سپرد کرکے اور ملکہ کی حفاظت و پاسداری کا حکم دیکر یہ بھی ہمرکاب
شاہزادہ والاجاہ روانہ ہوا منزلون کو طے کرکے یہ شہریار صحرائے مرصع حصار مین پہنچا وہان مقام کیا
جہان کہ شہر شاہ باختری کو شاہزادہ نور الدہر ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ۱۲ کوس تک لیگئے تھے اُسی مقام پر یہ
ہی شہزادہ عالیوقار نے بھی قیام فرمایا اور سب کے سب انکی ہمراہی اور رفیق بھی وہان فروکش ہوئے مرجان پنجہ کش
نے ایک خیمہ برپا کرایا اور سامان عیش وہان فراہم کر دیا اسد غازی مع اپنے رفقا کے کرسیون پر
بیٹھے وہ لوگ جو کہ قربوس خرس پیشانی کے خوف سے مانند طائر بے بال و پر کے مارے مارے
پھرتے تھے انہون نے جو خیمہ برپا دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم کیا کہ دردریا سے فتوت
اقلیم شہر صولت اسد بن کرب قلا اور تشریف رکھتے ہین ٭ سووقت یہ لوگ جمع ہوئے

اور خبر دی یاقوت مرصع حصاری کو کہ عمر اسکی کوئی بارہ برس کی ہوگی یہ بھی شہزادہ اسد غازی
کے پاس حاضر ہوا اور حال اپنے باپ اور چچا کے مرنیکا عرض کیا اور پھر اپنا جینا مع اپنی ناموس کے
اور سب حال اپنی تباہی اور بربادی کا بیان کیا کہ میں اور میری ماں اپنے حال زار پر روتے تھے کہ ایک بزرگوار
خواب میں تشریف لائے اور عالم رویا میں انہوں نے ارشاد فرمایا کہ اب رنج نکر کہ شیر بیشہ صاحبقرانی
یعنے اسد غازی تشریف لائیگا اور تیری امداد کریگا اور اس ابر کفر و ضلالت کو جو چھایا ہوا ہے اپنی تیغ
صاعقہ بار سے اُسکو برطرف کریگا اُسدن سے حضور کی تقویت ہوئی اور انتظار حضور کا ہم کر رہے ہیں
پوچھا اسد غازی نے کہ شہنشاہ مرصع حصاری کی قبریں کہاں بنائی ہیں عرض کیا کہ قبریں کہاں نصیب
ہوئیں مثل گنج شہیدان کے ایک مقام پر دفن کردیا اور بھی خدا پرستوں کو وہاں دفن کیا اسد اسکے ساتھ چلے
دیکھا تو یہ آواز آتی تھی نظم کیا کہیں عالم میں ہم انسان یا حیوان تھے + غرض جو کچھ کہ تھے ایک آن کے
مہمان تھے + اکدن ایک استخوان او پر پڑا میرا جو پاؤن + کیا کہوں اُس دم مجھے غفلت میں کیا کیا دہیان تھے + پاؤن
پڑتے ہی میرے اُس استخوان نے آہ کی + اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے + رات کے
سونے کے خاطر نرم و نازک تھے پلنگ + بیٹھنے کو رنگے اعلی طاق اور ایوان تھے + صبح رہتے تھے کبھی
اور اوڑہے رہتے تھے قبے + ساقی و ساغر صراحی عطر و پھول و پان تھے + لگ رہا تھا دل کبھی چنچل پری زادوں کے ساتھ
کچھ کسی سے عہد تھے اور کہیں پیمان تھے + گلبدن اور گلعذاروں کے کنار و بوس تھے + کچھ نکالی تھی ہوس اور
کچھ ابھی ارمان تھے + ایک ہی جھونکا اجل نے آنکر ایسا دیا + پھر نہ وہ ہم تھے نہ کچھ عیش کے سامان تھے
ایسی بیدردی سے ہم پر پاؤن مت رکھ او میاں + او میاں تیری طرح ہم بھی تو صاحب جان تھے + اے
شخص دیکھ سو پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر دیکھیے اُنکے ٹھوکریں کھاتے ہوئے
شہزادہ اسد اس حال پرملال کو دیکھکر بہت رویا اور فاتحہ اُن سب کی قبروں پر پڑھی جگہ دہان سے واپس
آکر خیمہ میں داخل ہوا آواز دی کہ میں چاہتا ہوں کہ نامہ لیکر اس ملعون قرپوس خرس پیشانی کے پاس
جاؤن عرض کیا فتاح پلنگینہ پوش نے کہ حضور کا جانا مناسب نہیں ہے سوا اسکے کہ یہہ جان نثار جامۂ شوق
شہادت پہننے کے مشتاق ہیں فرمایا کہ اچھا ایک جام منگواکر آپنے رکھدیا اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں تم میں سے
کوئی صاحب اس قاعدہ نامہ داری کو ادا کریں فتاح پلنگینہ پوش اپنی مقام سے اٹھے اور رو کہکر کہا کہ ای شہریار
تمہارے باپ کی رفاقت کی اور اب میں تمہارے پاس ہوں چاہتا یہہ ہوں کہ میں بھی راہی عدم ہوں کہ وہ جتنا
ندیم سامنے سے میرے اُٹھ گئے ایک میں تنہا باقی رہگیا- اسد غازی کی آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور فرمایا کہ چچا میں
آپکو مثل والد ماجد کے جانتا ہوں عرض کیا کہ اب تو میں اپنی جگہہ سے اُٹھ چکا یہ کہکر جام کو لب سے لگایا اور دم آواز دیکر
کہ سے لگا منہ سے پیالا ہی یہ بات ٹھاتی + کہ اللہ باقی و من کل فانی + اور یہہ کہکر اُس نامہ کو اپنی سر سے باندھا
اور تمام اسباب جنگ اپنی تن پر آراستہ کیا اور اپنے چالیس ہزار رفقائے قدیم اپنے ساتھ لیکر شہزادہ
کو مجرا کرکے چلے جب قریب بارگاہ قرپوس خرس پیشانی پہنچے تو چوبداروں نے عرض کیا کہ ایک
نامہ دار آتا ہی حکم دیا کہ ہمارے یہاں نامہ دار کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے چہرہ پہ جو مثل
پھرکنی پھرتا ہے اُسکو حکم دو کہ وہ آنے ندے جب یہہ قریب دربارگاہ پہنچے تو اس نے روکا
انہوں نے نعرہ کیا اور نعرہ کرکے مرکب کو قریب مرکب ملاکر ایک طمانچہ اسکے مارا کہ منہ اسکا
پھر گیا اور چرخ کھاکے گھوڑے پر سے گر پڑا یہہ مع مرکب دورانہ صحن بارگاہ میں آئے
یہاں قرپوس نے ایک وزیر اپنا مقرر کیا ہے کہ وہ بھی مرصع حصاری سے اور نعمان

مرصع حصار ہی اوسکا نام ہے - قربوس چاہتا ہے کہ حکم دون کہ اسکو مار ا او سوقت اسنے
ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شہریار یہہ نامہ دار کی توقیر نہین ہوتی ہے کہ اُسکو آپ قتل کرین ایلچی
رازوا ہے نیت کسی مذہب اور ملت مین ایلچی کو نہین مارتے ہین مجھے خوب معلوم ہے کہ خداوند
زمرد شاہ باختری بھی توقیر نامہ دار کی فرماتے تھے + وزیر کے اس طرح سمجھانے سے کچھ غصہ
اسکا فرو ہوا اور کہا کہ بلالو اور ایک صندلی بچھوا دیا - انہون نے آکر کہا السلام علیکم جو خدا کو برحق جانتا
ہو میرا سلام اوسپر ہے اور یہہ کہکر اُس صندلی پر بیٹھ گئے اسنے پھر وزیر سے پوچھا کہ اوسکی کیا توقیر ہونا
چاہیے اسنے توجو کچھ کہنا تھا کہہ لیا اب وزیر نے عرض کیا کہ جام سے سیراب کرائیے جیسا کہ سنتا ہون اور شہر
یارون کے دربار کا دستور ہوتا ہے تاکہ آپ کے خلق و اخلاق کی مدح و ثنا کرے اور خلعت سے
بھی تخلیع کرائیے گا اس نے کہا کہ بہتر ہے بس قربوس نے حکم دیا کہ ساقیان شوخ چشم حاضر ہون حکم
دیتے ہی ساقیان مہر طلعت جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے اور جام بھر کے نامہ دار کے سامنے پیش
کیا انہون نے کہا کہ اے بدانجام مین کافر کے یہان کا جام نہ پیونگا بس تو نامہ کو دیکھ اور جو لکھا ہو وہ
کہلا بھیج اور اگر کسی طرح نامہ کے ساتھ بے ادبی کی تو جان لینا کہ مثل لفافہ کے مین بھی ٹکڑے
ٹکڑے اوڑادونگا پرزے پرزے کر ڈالونگا - یہہ ہنسا اور کہا کہ یہہ ساتھ لے دے کے اپنے یارون کا
عینڈ کی بھی کل یہی ہدایتون کو + یہہ خوب نامہ دار جو یہہ سخت زبانی کرتا ہے اور مین برداشت کرتا ہون تو
فقط وزیر کے سمجھانے سے ہے جب اسکے کلام درشت کا تحمل کیا تو اسنے شاید یہ خیال کیا کہ مین دب گیا
یہ اسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے خیر لاؤ نامہ - انہون نے نامہ دیا اور کہا کہ اٹھکر نامہ ادب سے
لے اسنے وزیر کیطرف دیکھا وزیر نے عرض کیا مضائقہ ہے نامہ کو تعظیم سے لینا چاہیے بس قربوس
نے قیام قدر آستادہ ہو کے نامہ لیا - نامہ کو کھولکر پڑھا - بعد تعریف پروردگار عالم کے لکھا تھا کہ او ظالم اللہ
جیسی تو نے بیدادگری پر کمر باندھی ہے اور ہزارہا بندگان خدا کا بیگناہ کشت و خون کیا ہے اسکی سزا
انشاءاللہ تجھکو دینے آیا ہون اگر تو سجدۂ ابلیس پرستی سے باز آ تو مین تیری اس بیدادگری کو معاف
کرتا ہون اور پہچان پروردگار عالم کو تو بہتر ہے اور نہین تو اس حال خراب سے تجھکو قتل کرونگا
کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر گریہ و زاری کرینگے اور صدا تیری لاش سے یہ آئیگی
کہ سب ہماری لاش چورا ہے پہ کوئی دفن کیا کرے چراغ صدقہ رکھدیگا کوئی گور غریبان پر - یہہ سنکے
اسے کچھ غصہ سا آگیا ساتھ ہی وزیر نے سمجھایا کہ حضور یہہ محل غصے کا نہین ہے ع ہر سخن موقع
و ہر نکتہ مقامے دارد آپ جواب جنگ نامہ یہ تحریر فرمائیے چنانچہ قربوس خرس پیشانی
نے جواب جنگ نامہ میں تحریر کردیا خلعت جو قتاق پلنگینہ پوش کے واسطے رکھا تھا اسکو
یہہ ٹھوکر مار کر اُٹھے اور کہا کہ اگر کسی کو حوصلہ جنگ ہو تو مین حاضر ہون لیجیے جواب مدعا یہی
یہ اُسی دم و خم سے چل کھڑے ہوئے ساتھ ہی ساتھ چھپا ہوا ضرغام شیر دل
بھی آیا تھا اسنے اپنی بارگاہ مین پہنچکر سارا حال اسد غازی سے قتاح پلنگینہ پوش
کی جرات و مردانگی کا بیان کیا - اسد نے کہا کہ اے ضرغام فی الواقع وہ بوڑھے
شیر ہین اونکی جرات و دلاوری کا کیا مذکور ہے یہہ کہکر اسد نے اپنے بیٹون
سے آنکا استقبال کرایا اور وہ استقبال کرکے بکمال اعزاز و اکرام بارگاہ
مین لائے لیکن اب حال وہان کا سنیے کہ قربوس خرس پیشانی ۸۰

نے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہوکر اسد کے مقابلہ مین روانہ ہو ہم بھی آتے ہین اسلی فوج یہان قریب ساٹھ ہزار کے ہے ہر ایک ابلیس پرست جنگ کے ولولہ مین کہتے تھے کہ یہ قزاق ہمارا کیا کرسکتا ہی چنانچہ چار گھڑی دن باقی تھا کہ قرلوس بھی آیا اور داخل بارگاہ ہوا صحبت مینوشی کی آراستہ ہوئی دو چار جام جب متواتر چلے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت اسنے آواز دی کہ ہان طبل جنگ بجے چنانچہ طبل جنگ بہو رنگ بجنے لگا جب خبر نواخت طبل جنگ شہزادۂ عالیوقار کو معلوم ہوئی تو آپنے بھی حکم دیا کہ پروردگار عالم کے عنایت پر نظر کرکے ہمارے یہان بھی تبل جنگ بجے حکم دینا تھا کہ انکے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب پڑی سے بجا اسطرف فوج مین طبل جنگ + اُڑا اپر اُگردِ ملال کے چہرہ سے رنگ + رات بھر دونون لشکرونمین طیاری سامان جنگ ہوا کی آلات حرب و ضرب صیقل و صیقل ہونے لگے طلایہ دار دونون لشکرون کے طلایہ پھرنے لگے آواز حاضر باش و ناظر باش سے جو رفت بلند تھی غرضکہ اسی امید و بیم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی سے گئے ہوئے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مسیحا نفس تھی نسیم زوان + اُٹھے لگ رے لیکے انگڑائیان + یہ بہادر سب کے سب نماز صبح پڑھ پڑھ کے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہوکر میدان کارزار کیطرف عازم ہوئے اور صفین باندھین اودھر لشکر کفار بھی داخل میدان رزم ہوا اسنے بھی اپنی صفین آراستہ کین نقیب نقابت کیواسطے آئے سرودمستانہ چھیڑ چھیڑ کے یہ سب اٹکی بڑھنے لگے راوی کہتا ہی کہ نقیب نامردون کے رقیب یرون کے قریب قریب آکر نقابت کرنے لگے جرارون کے سینہ مین شجاعت نے جوش مارا جابجا آما سینے تان تان کے اُبھرنے لگے نقیب للکار کر یہ کہنے لگے کہ دلیرن

سے لڑائی بھڑائی کا بس دن ہی آج
جو مر جاؤ لڑ بھڑ کے تو نام ہے
فریدون نہ وہ گنج قارون رہا
وہی بات کرنا کہ ہو جس سے نام

یہان سکہ تیغ کا ہے رواج
سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے
نہ تخت شہی پر ہمایون رہا
نہ مر کر چھٹے قبضۂ ذوالفقار

سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہی
کسے زندگانی کی امید ہے
تمہین بھی مناسب ہی اے خاص و عام
زمانہ مین کچھ تو رہے یادگار

یہ صدا سنکر سردار جھومتے تھے تلوارون کے قبضے چومتے تھے غرضکہ ایک سردار کہ نام اسکا تجمیل ہیبت زن تھا اسنے نکلکر سلحشوری دکھائی اور آواز دی کہ اے گروہ خداپرستان وای زبردستان جسے کہ آرزوی مرگ ہو آکے میرے سامنے بس یہ سنتا تھا کہ فتاح پلنگینہ پوش یا تو خاموش کھڑے تھے یا مرکب کو صف سے نکالا اور عرض کیا شہزادے سے کہ خداحافظ ہی کافر سے مین مقابلہ کرونگا اسنے سر جھکا لیا اور یہ کہا کہ سپردم بہ پروردگار عالم یہ اُڑ اکر مرکب کو سامنے اُس شیطان پرست کے ہو پہنچے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پہلے اپنا وار کر یو آرزو اپنی نکال لو انہون نے کہا کہ جانتا ہے کہ ہم خداپرستون کا دستور پیش قدمی کا نہین ہی پھر تقریر کرتا ہے برچھا تر چھے ہو کر مارا انہون نے اوسکے برچھے کو خالی دیکر دوبارہ سنان کو سنان پر گانٹھ کر ستائیس طعنون کے بعد نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسنے جھنجھلا کر تیغ آبدار کا وار کیا انہون نے اُسکی تیغ کو سپر پر گانٹھ کر یہ ہاتھ جو مارا تھا جگرگاہ تیغ انکی اُتری گھوڑے پر سے گر پڑا اسیطرح سے پانچ سردار اس بہادر نے واصل جہنم کیے اب جھنجھلا کر قرلوس خرس پیشانی اپنے گینڈے کو جھپٹ کر نکلا اور کہا اللہ رے خداپرست تو نے بہت سی بندگان ابلیس کو سیر بہشت مین متوجہ کیا لیکن مین تجھے اب

چھوڑتا ہون یہ کہکر گرز اسنے پکڑے ہان ہان کہکر جھپٹ کر مارا انہون نے سپر کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کہا لیکن سپر کجا ضرب گرز تجا وہ گرز سپر کو توڑ کر سر پر آیا اور سر گلو مین آیا یہ گھوڑے پر سے پھڑک کر گرے جھپٹ کر لوگون نے انکو اٹھایا اسد نے نعرہ آہ کا مارا اور کہا کہ چچا آج ہمارا ساتھ آپنے چھوڑا افسوس کوئی ہمارا چاہنے والا اب نہ رہا والد ماجد یعنی کرب خانہ کعبہ گئے اور بھائی صاحب نور الدہر کا حال نہین معلوم اور یہ کہکر آبدیدہ ہوکر بمقابلہ قرنوس خرس پیشانی پہونچے اس ملعون نے وہی گرز خون چکان انکے بھی سر پر مارا انہون نے خالی دیا اسکی جھونک مین جھکا ہوا تھا کہ انہون نے تلوار جو ماری تو اسکے گردن کے سر پر پڑی یہ کود کر الگ ہو گیا اور چاہا کہ اونکے مرکب کو بیکار کرے یہ گھوڑے پر سے کود کے اسکے گریبان گیر ہوئے لگی کشتی ہونے دو پہر کی کشتی مین شہزادہ اسد نے اسکا لنگر اوکھیڑ کر زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے باب مین اسنے کہا کہ ہزار جانین خداوند ابلیس پر صدقہ کیجیے مذہب ابلیس پرستی کو ہاتھ سے نہ دیجیے اسد نے بڑھا کر پاؤن اسکی ران پر رکھا اور ٹانگ پکڑ کر جو جھٹکا مارا تو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا فوج اسکی ٹوٹ پڑی ادھر سے یہ لوگ بھی مرکبون کو بڑھا کر جا پہونچے لگی تلوار گھمسان کی چلنے یہ تو اس عالم مین تھے یہ وہ لوگ جو خانہ کعبہ سے پھرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی فوج آتی تھی انکو معلوم ہوا کہ قلعہ مرصع حصار پر خونخوار بن دجال حاکم کر گیا تھا وہ مارا گیا بس یہ لوگ بھی آکر اسد پر گرے اب شہزادہ اسد پر وقت تنگ ہوا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ اتفاقات وقت سے اسد ثانی جو اجازت لیکر سمندر پر گئے تھے وہ حسب اتفاق رستہ بھول کر مرصع حصار کیطرف آنکلے انہون نے جو یہ صدا اسکے گیرودار کشتی اور نعرہ کی آواز جو انکے کان مین پہونچی کہ ع اسد شہسوارم کہ در روز جنگ * بدرم دل شیر چرم پلنگ * یہ آواز اپنے باپ کی سنکر بیتاب ہو گئے اور بعجلت تمام لشکر کفار پر آکر گرے اسکے آنیسے اسد مین جان آگئی وہ مضطرب [illegible] ہوا اسد ثانی جو تازہ دم آکر لشکر کفار پر گرے تو سب کو درہم وبرہم کر دیا غرضکہ فوج کفار بیشمار روان دوان ہو کر چارون طرف منتشر ہو کر بھاگے قریب شام فتح ہوئی شہزادہ اسد نے بیٹے کو گلے سے لگایا اور [illegible] کیطرف سب حال دریافت [illegible] لاش فتاح بلنگینہ پوش کی میدان جنگ سے اٹھوا کر لائے اور قریب شہنشاہ مرصع حصاری [illegible] مرصع حصاری کے فتاح بلنگینہ پوش کو دفن کیا اور نہایت افسوس کے ساتھ [illegible] شجاعت کو زیر زمین کیا بعد اس غم والم کے انکے ہمراہیون کی لاشین اٹھوا کر انکو بھی دفن کیا اور کمال رنج و افسوس فاتحہ خیر پڑھکر چلے خیمہ مین آکر بیٹے سے حال دریافت کیا کہ تم تو ہمراہ صاحبقران ثانی کے گئے تھے اسنے کسطرح جدا ہوئے اسد ثانی نے آنکھون مین آنسو بھر کر کل واقعہ میدان کاج باج کا باپ کے سامنے بیان کیا اسد غازی نے پوچھا کہ پھر وہ کہان گئے کہا کہ مجھے کیا معلوم وہ اسی آگ مین تھے اسد نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ دیکھیے ابھی حال کسی کا مفصل معلوم نہین ہوا - اب شہزادہ اسد غازی انتظام مرصع حصاری جانب متوجہ ہوئے اور یاقوت مرصع حصاری فرزند شہنشاہ مرصع حصار کو بادشاہ کے دین اسلام کو اس ملک کو آباد کیا اور اس انتظام سے فارغ ہو کر بیٹھے تھے کہ انکا حال بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین

جب خونخوار بن دجال قلعہ زرین حصار پر پہونچا تو گلبن زرین حصاری و گلباش زرین حصار

کو اطلاع ہوئی۔ نہایت پریشان ہوکر اپنے رفقا کو جمع کیا اور کہا کیا صلاح ہے عرض کیا رفیقون نے کہ
جو حضور کی صلاح ہو وہی مناسب ہے ؎ صلاح ما ہمہ آنست کو صلاح شماست ۔ بادشاہ نے ارشاد
فرمایا کہ وہ زمانہ جوانی کا اور زور و قوت و امنگ کا گذر گیا بقول شاعر ؎ زمان طفلی کو رو یمن کیا
ہم قریب آیا ہے وقت پیری ۔ جوانی رخصت سنا رہی ہے گذر چکا ہے شباب آدھا ۔ یہ شعر پڑھکر
رفیقون سے کہا کہ میری رائے تو یہی ہے کہ قلعہ بند ہوکر بیٹھو لڑنا میرا اچھا ہے۔ رفقا نے مکین زن و زرین
حصار ہی کو جنگل کیطرف روانہ کردیا اور آپ قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرکے گولہ اندازون
ناوک اندازون خشت اندازون کو مہیا کرکے مثل اژدر آتش فشان تیار کیا اور مہیا قضا و قدر ہوکر
بیٹھے اور خندقہای قلعہ کو پرآب کرکے پل تختوں کے اٹھوا دیئے۔ ادھر شاہین خونخوار بن دجال کو
خبرداروں نے خبر پہونچائی کہ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہیں تاب مقابلہ حضور نہیں لاسکتے ہیں اسوقت
دجال نے اپنی فوج میں سے حیران آدم خوار کو حکم دیا کہ اس قلعہ کو تو ہی فتح کر جو تیرے ہاتھ
آئے سبکو کھا لے اور جاگیر کی اس قلعہ کا حاکم کیا۔ یہ ملعون یہ حکم سنکے بہت خوش ہوا اور دجال کو
رخصت ہو کر نکلا ہوا سامنے قلعہ کے آیا اور طبل جنگ بجوا کر صبح کو دھاوا کیا جب توپ کی زد پر آیا
تو توپہا سیاہ مست نے کی تو تمام آسمان دھوان دھار کردیا اہل قلعہ سے وہ آتشبازی کی کہ زمانہ کو
تیرہ و تار کردیا۔ مگر کوئی گولہ قضا کا اسپر پڑا یہانتک کہ قریب خندق آگیا اسوقت ناوک اندازون و خشت
اندازون نے اپنا حربہ کیا اور ہاتھ والا کہ ترک کا پولا باروت کی ہانڈیاں اسپر ماریں لیکن یہ بھی ضرب سے
نہ رکا اور آتے ہی خندق کے پار آگیا اسوقت ساکنان قلعہ مجبور ہوکر تلواریں پکڑ کے نکل پڑے
اور گئے بار گھر ہی کی تیغ زنی میں بادشاہ بھی مارے گئے اور انکے رفقا بھی قتل ہو گئے اور بعد قتل یہ
اور مزید ظلم ہوا کہ لاشے بھی کھا گیا ظالم بہنگ اجل ہو گئے یعنی آدم خوار سبکو کھا گیا قلعہ میں اسکی
عملداری ہو گئی تمام لوگ بھاگ کر صحرا میں چلے گئے بھگدڑ پڑ گئی اسقدر خوف اس ظالم کا رعایا اور
اہل فوج پر غالب ہوا کہ جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر کو روانہ ہوا کسی کی کسیکو خبر نہ تھی ایک غدر
مچا ہوا تھا اور تہلکۂ عظیم برپا تھا غرضکہ خونخوار بن دجال نے حیران آدمخوار کو حسب وعدہ یہ
ملک دیدیا اور اسی کو بادشاہ وہان کا کرکے کل انتظام ملکی و مالی کا اسکے اختیار میں دیدیا اور
خود مع فوج و لشکر کے دیدۂ خونریز کیطرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طے مراحل کے قریب درہ
خونریز کے پہونچا۔ حارب خونریز و ضارب خونریز کو معلوم ہوا کہ قاتل ہمارا آپہونچا اسنے
اپنے رفقا اور اہلکارون سے مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کیجائے سبنے عرض کیا کہ حضور موت کی
کوئی تدبیر ممکن نہیں قضا و قدر کسیکے ٹالے ٹل نہیں سکتی کیونکہ ؎ کچھ کام نہیں کرتی سپر تیر کے
آگے ۔ تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔ حارب خونریز نے ضارب خونریز سے کہا
کہ دروازہ قلعہ کا بند کرنا ہمارے نزدیک بڑے عیب کی بات ہے اور کمال نامردی اور بزدلی ہے ایسلئے
مثل مشہور ہے کہ قلعہ بغیر ٹوٹے نہیں رہتا اور قیدی بغیر چھوٹے بس یہ تدبیر مناسب معلوم ہوتی
ہے کہ ناموس کو تو مع تمام اہل و عیال کے جانب صحرا روانہ کردینا چاہیے اور یہان سے ہم تم
چلکر اسکا استقبال کرکے قلعہ میں لائیں اور دعوت میں عداوت کرکے زہر کھلا کر مار ڈالیں بس
دونوں باہم یہ مشورہ کرکے ساتھ آدمیوں سے استقبال کے لیئے روانہ ہوئے۔ لیکن جہتر جاسوس
عیار خونخوار بن دجال کا اسمقام پر حسب اتفاق بہ تبدیل ہیئت ایک خدمتگار کی شکل

بنا ہوا موجود تھا وہ سب حال کھڑا ہوا سن رہا تھا اسنے جلد اپنے تئین خونخوار کے پاس پہونچایا اور کل
حال مشورہ کرنا اور دعوت کرنے کا عرض کیا خونخوار بن دجال سب کیفیت سنکے خاموش ہورہا
کہ اس اثنا مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ حضور حارب خونریز وضارب خونریز دونون آپ کی
خدمت مین حاضر ہوئے ہین کیا اجازت ہی اسنے کہا کہ بلالو چنانچہ حارب وضارب دونون اسکے
حضور مین حاضر ہوئے دیکھا کہ تمام سردارون کا مجمع بکثرت ہی اوسوقت ان دونون نے آکر سلام کیا
اور یہ عرض کیا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ہم لوگون پر بڑا ظلم کیا کیونکہ حضور ہم لوگ پہلے زہرہ
پرست تھے پھر انہون نے یہ جبر کیا کہ اپنے مذہب مین ہمکو لائے چونکہ وہ زبردست تھے ہم انکا
کچھ نہ کرسکے بحالت مجبوری ظاہر مین ہمنے انکا مذہب اختیار کرلیا مگر حضور جیسے لقا ویسے خداوند
ابلیس ہم پھر اپنا مذہب قدیم قبول کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضور قدم رنجہ فرمائین قلعہ مین تشریف
لیچلین مع تصویر خداوند ابلیس کے تاکہ تمام ساکنان قلعہ بھی تصویر سے خداوند کی مشرف ہون اور مذہب
ابلیسی اختیار کرین اور حضور کی دعوت ہے جو نان ونمک ہملوگون کو میسر ہے حضور اسکو قبول
فرمائین ہم سب حضور کی تابعداری وجان نثاری مین حاضر ہین۔ یہ سنکر خونخوار بن دجال ہنسا
اور دیکھکر کہا کہ ادھر آؤ دونون تم مجھے فقرہ دیتے ہو مجھے پہلے ہی خبر تمہاری اس عنوان دغابازی کی
پہونچ گئی ہے مین اب تمہارے مکر مین کب آتا ہون یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ انہین مار لو بس لوگ ان پر
تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے انہون نے بھی تلوارین میان سے نکالین ساٹھ آدمی و دوسو آدمیون کو مار کر
بدرجۂ شہادت فائز ہوگئے کجا اسقدر کفار کا مجمع کہان یہ قلیل ساٹھ آدمی کیا کرسکتے تھے مگر بسکہ ڈٹکر
وار کرتے رہے اور خوب شمشیرزنی کرتے رہے جوہر شجاعت کے دکھا دئیے اور زمرۂ شہدا مین داخل ہوگئے
بس بعد ان دونون کے شہید ہونے کے خونخوار نے جاکر قلعہ کو تاخت وتاراج کیا اور تمام قلعہ
کو مسخر کرکے اپنے قبضہ مین کیا عالیہ ویرانا وہان کی جو باقی تھی وہ صحرا کیطرف روانہ ہوگئے اور
تمام مخلوق ہائے ہائے کرتی ہوئی اسنے قلعہ کو فتح کرلیا اور یہان کی حکومت اگوا کو بلند آواز سے
سپرد کردے اور اسکو یہان کا حاکم معین کرکے آپ شہر عنطلی آباد کیطرف روانہ ہوا منزلون کو طے کرتا
ہوا جاتا ہی یہن کوچ درکوچ ومقام درمقام کرتے صحرائے عنطلی آباد مین جا پہونچا یہ خبر ناموس
عمرو کو پہونچی یا جھتر برق فرنگی کیا نسوز بن قران دل سمک ایلطاقی جواہر بن عمرو فیروز
بن عمرو وتبان خنجر گزار بن عمرو عمران خطائی برک خطائی یہ سب کی سب واسطے اپنی
استانی یعنی ملکہ جادو کے دیدار کو آئے تھے اور کہ رہے تھے کہ افسوس کیون ملکہ وہ زمانہ شہر
عنطلی آباد مین ہمارے استاد کے اور ہمارے آئینکا یاد ہی اب پیری نے ایسا ہمکو نحیف وناتوان
کردیا کہ کسی عیاری ومکاری کے قابل نرہے بس یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ خبردارون نے آکر خبر دی
کہ شہر عنطلی آباد مین اس کافر نابکار خونخوار بن دجال کا لشکر آپہونچا ہے ملکون کو اجاڑتا ہوا یہ
ظالم جفا شعار چلا آتا ہے ہم نے یہ خبر پائی ہے کہ یہان ناموس عمرو ملکہ جادو رہتی ہین تو وہ بھی
اس ملک کو برباد کرنے آیا ہی جھتر برق فرنگی نے کہا کہ حضور گو سحر سے توبہ کرچکے ہین اگر
اب توبہ کو توڑکر اور پھر سحر کرکے اسکو مٹا دیجئے تو کیا بات ہے کچھ بعید نہین ہی کہ ملک بربادی سے
بچ جائے اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین بچ جائین ملکہ آنکھون مین آنسو بھرلائی اور ڈکھکا
کہا کہ اے برق فرنگی کہین ثابت قدمون کی توبہ ٹوٹ سکتی ہی مین انہین نہین ہون کہ

ے کی تو سو بار پر اگر دم نہ نباہی تو یہ پتہ مین بھی وہ توبہ شکن ہون کہ الٰہی توبہ ٭ پس اگر میرا وارث مہر سپہر عیار
ہوتا تو یقین تھا کہ اس ملعون کو اسی بیابان مین قتل کرتا اور آگے نہ بڑھنے دیتا اسکی حسرت دلی دل ہی مین رہ گئی
پر ارمان رہ انہ ملک عدم ہوتا بس یہ سنکر برق فرنگی نے کہا کہ استانی ابھی استنے فلاسم آپکے حاضر ہین ہم
لوگ جاتے ہین اور عیاری بن پڑی تو اس ملعون کو وہین ذبح کرینگے اور اسکے لشکر کا کام تمام کرینگے یہ کہکر سب
عیار ملکہ کے پاس سے خداحافظ کہکر اٹھے اور گوشہ مین آکر مشورہ کیا کہ اے برق فرنگی تم سے بہتر کوئی
عورت کی عیاری نہین کر سکتا پس اپنی اگلی عیاری کرو اور اس ملعون کو جا کر مارو برق فرنگی نے ہنسکر
کہا کہ بوڑھا چونچلا جنازہ کے ساتھ اب وہ عیاری کیا کام دیگی یہ کہکر کھولکر کسوت عیاری اپنی شکل
اٹھارہ انیس برس کی نازنین کی بنائی اور یہ کہا کہ یہ عیاری بھی آخر ہی اور ہم تم بھی آخر ہین یہ کہکر ایک
رتھ نہایت خوشنما منگوائی اور ایک دو اصیل بیل سے سارسنگے بنے اور ایک طبلچی بنا اور ایک مجیرا اور ایک
انہین سے گاڑی بان بنا اس رتھ کے اوپر برق فرنگی بیٹھکر اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اس صحرا
کیطرف چلا بیل ایسے خوشنما تھے کہ پانون پر انکے گھنگرو بندھے ہوئے اور سینگون پر انکے نقش و نگار
کیا ہو رتھ کیسی خوشنما مثل ہوا کے اڑتی ہوئی چلی جاتی ہی باقی یہ تین عیار عمران خطائی تعبان
خنجر گزار جانسوز بن قران ایک صورت بیراگی کی بنکر کہ جسکو کتھک کہتی ہین اور ان دونون کو
کتھک کی صورت بنا کر اپنے ساتھ لیکر یہ بھی چل کھڑا ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ خونخوار بن دجال نے
اس صحرا مین اپنی بارگاہ کو برپا کیا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے بیٹھا ہی کہ اسکی دربارگاہ پر ایک
رتھ اسپر ایک عورت نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہوئی سازندے نے آکر دربان سے عرض کیا کہ بی جی برق
قہر نگار ایک طوائف ہی آپکا نام سنکر آئی ہے دربان نے جاکر عرض کیا حکم ہوا کہ بلا لو [illegible] صحبت
مینوشی کی ہوا چاہتی تھی کہ اسکا آنا بھی ضرور تھا طلب ہوئی مع اپنے سازندون کے دیکھا تو ایک نسیم
بہار کے مانند ہوا سے اپنی زلفون کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی چال مستانہ وار چلتی ہوئی یہ شعر برجستہ پڑھتی
ہوئی ؎ چال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ٭ ہر قدم پر ہی یقین یان رہ گیا یان رہ گیا ٭ خدا ابرا
کرے اس ہوا سے تیز کا کہ مجھے گرائے دیتی ہی - یہ سازندے ہوا سے بجاتے ہوے سامنے خونخوار کے
لائے خونخوار اس ادا و وضع کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہو گیا کہ ساتھ ہی آدمی نے آکر عرض کیا کہ تین
کتھک دو لڑکے اور ایک بوڑھا سا کتھک بھی چاہتے ہین کہ وہ آکر اپنے کمال سے اپنے بادشاہ کو آگاہ کرین
انعام مین مال و زر پائین از بسکہ اسکو دونون شوق ہین یعنی دونون جانب ملتفت ہی عورت سے بھی اور کم سن
لڑکون سے بھی کہا کہ بلا لو - اب جو دیکھا کہ یہ دونون کیسے خوش قطع ساریان باندھے ہوئے کچھ زیور تن
پر آراستہ کیے ہوئے - جوڑے نکیلے نکیلے بندھے ہوئے - آنکھ وہ آنکھ کہ اگر نرگس شہلا دیکھ لے انکے
دیدار مین عمر اپنی ساتھ غم کے بسر کرے بقول شاعر ؎ چشم تو جادو ست یا آہو ست یا صیاد خلق ٭ یا دو
بادام سیہ یا نرگس شہلاست این ٭ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ داغ بدل انہین صورتون کا ہی سنبل آج تک
باحال پریشان انہین کے خیال مین ہی - سوسن نے ہزار زبان درازیان کین مگر انکے مسی مالیدہ
لب کا مقابلہ نکر سکی خاموش ہو رہی غنچے ان غنچہ لبون کو دیکھکر چٹکنا بھول گئے ایسے دل بستہ ہوئے
کہ رشک کے مارے پھول گئے ہی غرضکہ ان دونون تینون نے بھی آکر مجرا کیا خونخوار بن دجال ہنستا
ہنسا اور کہا کیا خوب بات ہے ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہر دو ٭ دو حلقہ مین ہمارا آشیان ہے ٭ یہ
بڑھکر انے انکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا - بی قہر نگار طوائف نے ان تینون کو دیکھکر اور خونخوار کیجانب

آنسو بھر کر کہا کہ خدا غارت کرے ہماری کوئی کاہیکو قدر کریگا ان کم سن لڑکو نکو لگے۔ اسنے کہا کہ کچھ قباحت کی بات نہین ایک صراحی کا پانی سب مرد و زن پیتے ہین تم کاہیکو برا مانتی ہو یہ کہکر اوسکی جانب دیکھکر کہا کہ کچھ گاؤ آنکھو نمین آنسو بھری تھی سازندون نے ساز ملا لیے اور اسنے یہ غزل میر کی شروع کی۔

غزل

جیون شور سے میر روتا رہے گا | تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہے گا | ہین وہ رونے والا اوٹھا ہون جہان سے
جیسے ابر ہر سال روتا رہے گا | تو ٹے شوق سے غیر کو گالیان | جو ہمکو کہیگا وہ ہوتا رہے گا
اس غزل کے جو چند شعر گائے | خونخوار نہایت محظوظ ہوا اور کہا کہ دیکھو | کہ جھومتی آتی ہے متوالی گھٹا
ہے سیہ مست آج کی کالی گھٹا | اسطرح بن مے و معشوق مجھ کل آ سکے | بوندیان پڑنے لگین جھوم کر بادل آئی
تند و پر شور و سیہ مست رکہیار آمد | میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد | ارے او ساقی کہان ہے جو ہم رندی کی دور مین

کیون نہین تا پیش دیکھا ساقیان شوخ چشم مع صراحی مرصع نگار و جام زرنگار بیچھے کشتیان مئے لالہ فام کی لیے ہوئے حاضر ہوئے اور تو ری پوش کشتیون کی الٹ کر دکھائی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر کشتی مین ایک ایک عروس لباس سرخ پہنے ہوئے بیٹھی ہے کیونکہ وہ لچکی سر گلو کی صراحی بندھی ہوئے جو ہر نگار کا لگا ہوا ہے پس دیکھکر بیساختہ اس نازنین نے ایک جماہی لی خونخوار نے ہنسکر کہا کہ کیا کچھ تم بھی پیوگی سازندون نے بڑھکر کہا کہ حضور آپکی بات انپر ہاتھ پھیر کر ہر ایک سے او را کیا ہے ادر بلا ساقی اور معشوق کے ہولی ساقی کی کیا ضرورت ہے خونخوار نے دیکھکر کہا کہ مین منظور کرتا ہون انطرف کو یہ دونون کتھک پا ئین اور اس طرف ہم تم لگا کہ میری سرکار محروم رہین گھٹا آئی ہوئی تھی عجب سمان بندھا تھا عجب وقت تھا ابر چھایا ہوا ہلکی سی بہار ین گر رہی تھین شیشہ چھلکا ہوا ساقی بھی پری وپیکر بس دونون نے آدھی کشتیان اپنے قبضہ مین کر کے اور گھنگرو انکے پاؤن مین باندھکر اور جام لبریز کر کے دونون نے لگا لگا پیالا جام پیتا ہر اس نازنین نے خونخوار بن دجال کو پلایا جھپٹ کر کتھک نے بھی ایک ساغر دوستی آمیز اسکو پلایا تیسرے نے بھی ایک جام بیہوشی آمیز خونخوار کو پلایا اب دماغ سبکا دماغ سب کے گرم ہوئے لگا اور باقی دور کیا گیا کہ جتنے رفیق سپاہی بیٹھے تھے سب کو سیر کر دیا یعنی خدمتگار تک کو پلایا اور کتھک کہتا تھا کہ میرے بچو ن نے آج اہل ہنجواری کی ہے جو نشہ مے کی پیاس مین وہ پی لین۔ یہ کہکر سبکو خوب پلائی کل حاضرین خفیف سیر و سیراب کر دیا اب انکی آنکھون مین سرسون پھولی ایک ایکو کہنے لگا کہ بھئی تمہاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے دیکھو لاکچھ دیوانہ ہو گیا ہے سکو وہ مسا کو معلوم ہونے لگا ہنسکر کہا کچھ تجھی سودا ہے انکو کہا دکھا کے دیتا ہون سودا اور یہ کہکر اسنے اسکی مونچھ پر ہاتھ مارا اور مونچھ کو نوچ لیا اور کہا کہ کوا تو اوڑ گیا پر ہاتھ مین رہگئی یہ حرکت دیکھکر اسنے کہا کہ او دیوانے تو نے میری مونچھ نوچلی۔ اسنے بھی اسکی مونچھ نوچلی آپس مین لگی دہینگا مشتی ہونے یہ لوگ بچا نیکو وسیلے اٹھے خونخوار یہ حال دیکھکر اب بھی جھپٹا۔ دو ایک قدم چلا تھا کہ سب کے سب سر تلے ٹانگین اوپر کر کے گرنے لگے ایک دم مین سبکو کچھ نظر آنے لگا سب کے سب بیہوش ہوگئے بقول شاعر ؎ ایسا ایک جام دیا ہے ساقی مینوش نے ۔ دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے بس طبلے اور سارنگیان پھینک مع گاڑیان ان سب نے تلوارین ان سیہ مستونکی کمرون سے نکال نکال کر کھینچکر قصد انکے قتل کرنیکا کیا۔ لیکن اسمقام پر عرض کیا جاتا ہے کہ ؎ نقوش کلک قدرت سے ہے اندیشہ کو حیرانی ۔ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ۔ عقل ہر فرد بشر کی بسکہ حیرانی مین ہے ۔ پیش آتا ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے ۔ بس یہ چاہتی ہین کہ تلوارین مارین کہ زمین شق ہوئی اور نامرد جادو کہ ہنکا او بڑا ایک عرصہ سے عاشق تھی یہ حسب اتفاق زمین سے پیدا ہوئی اور اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آٹھ آدمی قتل کیا چاہتی ہین ان لوگون کو مع خونخوار کے اسنے آواز گیر دی یہ آٹھون کمر تک زمین مین گڑ گئے اور تلوارین ہاتھو نسے چھوٹ گئین گویا زندہ درگور ہو گئے حسرت و یاس فلک کی جانب دیکھنے لگے۔ معاملات قضا و قدر بھی عجیب نرالے ہین کہ جا بجا

دم زدن نہین ہے بسکہ قسمت تو دیکھو کہ کمان ٹوٹی جا گمند دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا آپس مین کہنے لگے ای بھائیو اپنا بخت نا ہموار ہوا کلمہ آخری پڑھ لو اور تصور خدا کی جانب کرو۔ یہ کہکر ہر ایک عیار نے دعائے توبہ پڑھی اور درگاہ خالق بے نیاز مین استغفار کرنے لگے اس اثنا مین ناہر جادو نے ان سیہ مستان بادہ غفلت کو ہشیار کیا اور یہ رنگ بارگاہ کا دکھایا۔ ہکار عیار سامنے سے اب آیا خونخوار اسپر بہت خفا ہوا اور کہا کاٹو سر ان سب کے بس یہ آٹھون عیار ہاتھ اس نابکار سے قتل ہوئے حق جان نثاری اپنے مالک کا ادا کر گئے مرتے مرتے تدبیر سے غافل نہ رہے مگر قضا و قدر سے مجبور تھے کہ بنی بنائی بات بگڑ گئی اجل آکر گریبان گیر ہوئی قابض الارواح نے مہلت دم زدن نہ دی بمصداق اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سب کے سب تیر اجل کے نشانہ ہوئے نمک حلالی مین ضرب المثل جان نثاری مین مشہور زمانہ ہوئے جو جو امنگین دل مین تھین سب خاک مین مل گئین قضا کے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہ ہوئی کوئی منصوبہ کارگر نہوا اگر تھوڑی دیر اور کمبخت ناہر جادو نہ آتی تو ان عیارون نے قیامت برپا کر دی ہوتی ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑتے سب کے سر کاٹ کر جہنم رسید کر دیتے۔ یہ وہ عیار تھے کہ جنکا فن عیاری مین مثل و نظیر نہ تھا آٹھون بڑے چالاک و اپنے کام مین ہوشیار تمام عیارون مین منتخب اور معزز تھے۔ خواجہ عمرو جو کہ شہنشاہ عیاران مشہور تھے اور اپنے زمانہ مین عدیل و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے وہ بھی ان عیارون کے معترف و مداح تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ سب شاگرد ہمارے نہایت لائق و فائق ہین اور انکی وجہ سے مجکو بہت مدد ملتی ہے اور اکثر مقامات پر انکی امداد و اعانت سے کامیابی ہوئی وہ کیا عیاری کی تھی کہ تمام لشکر کو رکھا تھا سب کا صفایا کر دیتے مگر ان لوگون کے ہاتھ سے ان نابکارون کی قضا نہ تھی بچ گئے اور عین وقت پر ناہر جادو پہونچ گئی اسنے سب کھیل بگاڑ دیا کل معاملہ درہم و برہم ہو گیا پیمانہ عمر ان بادہ نوشان خمخانہ عیاری کا لبریز ہو چکا تھا کیونکہ جان بحق ہوئے سب محنت و مشقت رائیگان ہوئی اور بے نیل مرام اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف چلے گئے یہ وہ عیار تھے کہ جنہون نے اپنے عہد شباب مین بڑے بڑے کارہائے نمایان کیے تھے اور نہایت سخت اور دشوار گزار مقامات پر عیاریان کی تھین کہ جہان آدمی کا گذر بہت مشکل تھا اکثر ساحران پر دغا و کافران بے حیا کو عیاری سے جہنم داخل کیے تھے بڑے بڑے بادشاہونکی بارگاہون اور سردارونکے خیمون مین جا کر عیاریان کین اور انکو بیہوش کر کے اپنا کام کیا اور صاف نکل چلے گئے کسی نے بھی انکی گرد کبھی نہ پایا صاحبقران انکی کارگزاریون سے بہت خوش تھے اور اکثر انعام دیا کیا کرتے تھے اور عزت و آبرو کی نظر سے انکو دیکھتے تھے انعام و اکرام سے ہر ایک کو مالا مال کر دیتے تھے جب کہ انکے مارے جانے کی خبر حال انکی عیاری کا اور ہونا خونخوار ابن دجال جفا کار کا اس عیاری کے ذریعہ سے اور عالم بیکسی و بے بسی مین قتل ہونا سبکا صاحبقران زمان کو معلوم ہو گا تو نہایت افسوس کرینگے ان کاملان کار آزمودہ عیارونکے قتل ہو جانیکا اور کفار مین گھر جانیکا بہت رنج و ملال ہو گا اور کل سرداران باقیماندہ اور شاہزادے انکے حالات سنکر افسوس کرینگے ہر ایک عیار ان مین سے مخصوص ایک ایک عیاری مین کامل تھا مثلاً مہتر برق فرنگی عورت کی عیاری نہایت عمدہ کرتا تھا اور ایسی شکل تبدیل کرتا تھا اور اس طرز سے اپنے کو نازنین مہ جبین مہر تمکین بناتا تھا اور پوشاک و زیور وغیرہ سے آراستہ ہوتا تھا کہ عابد و زاہد بھی دیکھنے سے تو ہزار جان سے عاشق فریفتہ ہو جائے علی ہذا القیاس کوئی درویش کی شکل ہمشکل بنتا تھا اور فقیرانہ لباس مین اپنے تئین آراستہ کرتا تھا کہ کیا مجال ہے کہ کوئی پہچان سکے بڑے بڑے ساحر دہوکے کھا گئے اور یہ عیاری کر کے صاف نکلے چلے گئے اسیطرح کوئی نقب زنی مین بے مثل و بے نظیر تھا کوئی فن موسیقی کا ماہر کوئی فنون سپہ گری مین کامل خلاصہ یہ کہ ہر ایک ایک ایک صفت خاص مین متصف تھا اور وہ عیاری ان پر ختم تھی کہ یون تو سبھی فن عیاری مین مشہور و معروف تھے کہ اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے ہر ایک زبان سے واقف ہر ایک ملک کی وضع و طرح کا چربہ اتارنے مین کامل طرز رفتار و گفتار سب اسیطرح کی کہ اگر کیسا ہی اہل

ہوشیار دیکھے تو وہ بھی ایک مرتبہ دھوکھا کھا جائے اور پہچان نہ سکے۔ فن عیاری بھی نہایت مشکل فن ہے کہ کل علوم و فنون کی تھوڑی تھوڑی اجانب کی ضرورت ہوتی ہے جیسا جہان موقع و محل ہو ویسا وہان رنگ جمایا جائے مثلاً کہین مولوی بنے کہین شاعر کہین حکیم کہین درویش کہین عابد زاہد کہین رند و اوباش کہین عورت کہین مرد کہین رنڈی کہین بھڑوے کہین جوگی بیراگی کے بھیس مین اپنے کو ظاہر کیا کہین پنڈت تلک لگائے کہین نجومی و رمال کہین گویّے کہین کلاونت قوال غرضکہ ہر ایک رنگ و ہر ایک وضع پر اپنے تئین بنانا پڑتا ہے تو جب تک کہ کسیقدر بھی اُس طرز و روش و محاورات سے واقف نہو گا تو وہ کیا عیاری کر سکتا ہے اور کیونکر اُسکا رنگ جم سکتا ہے اور کسطرح وہ دھوکھا دے سکتا ہے غرضکہ فن عیاری بہت مشکل فن ہے ان لوگون نے بڑی محنت و مشقت سے اسکو حاصل کیا تھا اور عمر ہا ایسے کامل فن کی شاگردی کی اور برسون اُنکی صحبت مین رہے اور انکی خدمت کی جب اس درجہ پر پہونچے مگر افسوس کہ اس چرخ جفا کار اور گردون غدار کی جفاکاری و بیمہری سے اپنی مراد کو نہ پہونچے اور سب کسب کمال اپنے ہمراہ لیئے ہوئے بحسرت و یاس عازم ملک بقا ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بقول شاعر

شعر: نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا | مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کون ذی حیات ہے کہ جسنے اس دہر ناپایدار مین چاشنی مرگ نہ چکھی ہو کل نفس ذائقة الموت کا مصداق نہوا ہو

شعر: ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ❊ ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

الحاصل خونخوار بن دجال نے بعد قتل و قمع ان عیارون کے اپنی بارگاہ مین داخلہ کیا اور آج کی شب نامراد جادو سے ہمبستری کی رات بھر عیش و نشاط مین مصروف رہا اُس زانیہ سیہ کار کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا۔ صبح کو ہنگام رخصت نامراد سے اسنے کہا کہ اب تو جا مین شہر عنطلی آباد کی طرف جاؤنگا پھر ملاقات ہوگی اسکو رخصت کرکے خونخوار نے اپنے سردارون کو بلا کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا طیار ہو اب ما بدولت شہر عنطلی آباد کیطرف جائینگے اور کہا کہ اب ہم شہر عنطلی آباد کو تباہ و برباد کرکے اُسکو خاک مین ملا دینگے اینٹ سے اینٹ بجا دینگے نام و نشان تک مثل حرف غلط کے مٹا دینگے اور یہہ کہکے فوج و لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا اسکا ارادہ یہہ ہے کہ جاتے ہی ایک بارگی دھاوا کرکے سب کو نیست و نابود کر دے چنانچہ اس ظالم اظلم نے یہی قصد اپنا کرکے عنطلی آباد کا رخ اور کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

اب شمہ حال پر ملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے

شعر: ازین قصہ یکدم فراموش کن ❊ ز جائے دگر داستان گوش کن

راویان صداقت شعار و حاکیان صدق گفتار اس داستان مصیبت عنوان کو بطرز بائستہ و آئین شائستہ یون زیب رقم فرماتے ہین اور اشہب کلک گہر سلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین اور سوانحات رنج و الم متعلق تباہی و بربادی مقیمان شہر عنطلی آباد اس طرح سے تحریر و تسطیر کرتے ہین

شعر: واقفان کہ در سخن فرد اند ❊ شرح این داستان چنین کردند

جبکہ یہ آٹھون عیار نامراد جادو کے دفعتاً آجانے سے گرفتار اور خونخوار کے خونخواری سے قتل ہوئے اور نامراد جادو اپنے مقام پر واپس گئی تو تمام لشکر خونخوار اور اسکی کل سپاہ اس امر سے مطمئن ہوگی کہ اب ان عیارون کی طرف سے کوئی خلش باقی نہین رہی تو اسنے جانب عنطلی آباد رخ کیا۔ یہان قلعہ کی ہرکارے نے اس افسوسناک واقعہ کو دیکھکر واپس گئے اور جبکہ

ملکہ جادو کو ان عیارون کے مرنے کی خبر پہونچی تو وہ بہت بیقرار ہوئی اور ان بیچارون کے حال زار پر بہت روئی۔ اوسکو اس بے بسی اور بیکسی سے قتل ہونے پر کف افسوس ملتی تھی مگر مجبور و ناچار تھی کیا کر سکتی تھی اس حادثہ جانکاہ کا اثر دل غمگین سے کم نہوا تھا کہ ایک اور بلا آسمان سے اوترتی ہوئی معلوم ہوئی گیا دیکھتی ہے کہ دامن کوہ سے ایک گرد اوٹھی ہے اور وہ آندھی کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے یہ دیکھکر ملکہ کو اور زیادہ فکر ہوئی اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد خبر لاؤ یہ کس کا لشکر دھاوا کیئے ہوئے چلا آرہا ہے آیا کسی دوست کی فوج ہے یا دشمن نے چڑھائی کی ہے ایک جاسوس گیا اور بہت جلد گھبرایا ہوا واپس ہوا اوسنے عرض کی کہ خونخوار بن دجال نے آپکے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اوسکا قصد ہے کہ آپکے دشمنون کو قتل و غارت کرے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے ملکہ یہ سنکر بہت ہراسان ہوئی اور مایوسی سے آسمان کیطرف دیکھنے لگی اور دست دعا بلند کر کے اپنے خدا سے دعا مانگنے لگی کہ اے میرے پروردگار مین بالکل بے یار و مددگار اور ناچیز و خاکسار ہون اور میرا دشمن زبردست اور خونخوار ہے بس تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تیرا ہی بھروسا ہے اب سوائے تیرے تیرے بندون کی جان بچانے والا کوئی نہین ہے تو ہی ہم لوگون کی غیب سے اعانت کر اور ہماری جان بچالے لیکن اگر تیری یہی مرضی ہے اور تیری مصلحت اسی مین ہے کہ ہم سب مسلمان اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہون اور تیری آغوش رحمت مین جگہ پائین تو ہم جان و دل سے حاضر ہین اور استقلال و ثابت قدمی سے اپنا سر تیری راہ مین قلم کرانیکو موجود ہین۔ یہ دعا کر کے ملکہ زار زار روئی۔ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر ایک لکہ ابر نمودار ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی صحرا سرسبز و شاداب نظر آنے لگا۔ منہ بند کلیان سب یکبارگی کھل گئین اور شاخین مستانہ وار جھومنے لگین آسمان سے ترشح ہونے لگا اور آمد خونخوار کی گرد جاکر گویا خاک مین ملادی۔ دفعتہً قریب قلعہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک تخت مرصع پر ایک ساحرہ نورانی بیٹھی ہوئی اوڑی چلی آتی ہے اوسکا چہرہ چاند کیطرح روشن ہے اور تمام جسم ایک نور کا بکا معلوم ہوتا ہے ملکہ جادو تعظیم کو سروقد کھڑی ہوگئی وہ ساحرہ مسکراتی ہوئی تخت پر سے اوتری ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹی تو نے مجھے پہچانا میرا نام لؤلؤ جادو ہے تیرا باپ زردشت میرا بھانجا تھا ایک عرصہ سے میرا خیال یہ تھا کہ ہم ساحرون کا خدا بالکل ذلیل اور ناچیز ہے وہ لوگ بھی ذلیل و حقیر ہو کر مرے اور ہم سب ساحر بھی مسلمانون کے ہاتھ سے کتے کی موت مارے جاتے ہین مسلمانون کا خدا البتہ سب پر غالب اور بڑا زبردست ہے وہ جسکی مدد کرتا ہے اوسکو غلبہ ہوتا ہے اور پھر کوئی اوس سے مقابلہ نہین کر سکتا۔ جب مین نے یہ سنا کہ تو مسلمان ہو گئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ ارادہ تھا کہ مین تجھے دیکھنے کو آؤن مگر دنیاوی امور نے اتنی فرصت نہ دی کہ مین یہانتک پہونچتی آج مین اس خیال مین لیٹی ہوئی تھی کہ دفعتاً آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہون کہ قلعہ غنطلی آباد پر خونخوار بن دجال نے چڑھائی کی ہے اور وہ قتل و غارت پر آمادہ ہے اور سب مسلمان بہت پریشان ہین کوئی دریا مین کود پڑا ہے کوئی قلعہ سے پھاند پڑا ہے

یہ حادثہ دیکھکر مین خواب مین گھبرا گئی اور فوراً مین نے آنکھ کھولدی اوسیوقت تخت سحر تیار کر کے اور
چند آدمیون کو ہمراہ لیکر تمہارے پاس آئی یہان آکر دیکھا تو درحقیقت خونخوار بدکردار تمہارے
قلعہ کیطرف آرہا ہے۔ ملکہ جادو نے کہا کہ ہمارے خدا نے آپکو خواب مین مطلع کیا اور مین نے
دعا کی تھی کہ پروردگار غیب سے میری مدد کر تو بس اوسنے آپکو اسطرح بھیجا یا اب تامل نہ کیجیے
جلد اسکے لشکر کو غارت کر دیجیے نور جادو نے کہا کہ اچھا دیکھو مین ایک ایسا سحر کرتی ہون
کہ کسی سے رد نہ ہو سکے یہ کہکے اوسنے ایک اسم سحر پڑھا اور پڑھکر دستک دی۔ دستک
کی آواز سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ شعلہ ایک نور کا پتلا بنکر سامنے آموجود ہوا نور جادو
نے اوسکو آواز دی کہ اے موکل نورانی تو اسیوقت غرق زمین ہو کر لشکر خونخوار
مین جا اور اوس طبقہ زمین کو جسپر اوسکا لشکر ہے متزلزل کر دے تاکہ خونخوار بدکردار
کی تمام فوج زمین مین دفن ہو جائے وہ نور کا پتلا پھر شعلہ بنا اور ایک مار بلتے ہی زمین
کے اندر اوتر گیا جاتے ہی اوسنے اوس طبقہ زمین کو نرم کر دیا جسپر خونخوار کا لشکر
قدم اوٹھاتے قلعہ کیطرف آرہا تھا زمین کے نرم ہوتے ہی ساری فوج کمر کمر تک زمین
مین دھنس گئی گھوڑے بالکل غرق زمین ہو گئے اور سوار گھوڑون پر سے کود کود کر
الگ ہوئے مگر جس نے زمین پر پاؤن رکھا وہ کمر تک اوتر گیا ہر ایک پہلوان جو
رستم ثانی اپنے کو سمجھتا تھا زمین مین دھنسنے لگا اور ہر ایک بہادر جو اپنے کو بہرام فلک
سے بڑھکر سمجھتا تھا زندہ درگور ہوا کسی کو جیتے جی عذاب فشار کا مزہ چکھنا پڑا کہ کمر اور
کولے کی ہڈیان ٹوٹی جاتی تھین اور زمین اوسکو دبائے دبائے دباتی تھی اور کوئی اپنے
ظلم و بدعت کی سزا بھگتنے کے لیے کھڑے قد سے گویا پتھر بار دی کے نیچے چن دیا گیا تھا تمام
سپاہیون کے ہتیار بیکار کل بہادران فوج کی دم بخود سمجھ کسی کا کچھ زور نہ چلا کوئی داؤ پیچ
کام نہ آیا زمین نے زنجیر کمر مین ایسا ہاتھ ڈالا تھا کہ دھڑ نہ ہل سکا ایک ساتھی اپنے دوسرے
ہمراہی کی اوکھڑ لگاتا تھا مگر لنگر ایسا قائم تھا کہ جنبش نہ تھی پہلوانون کی دستی اور زبردستی
زیردست ہو گئی چرخے کی عقل چکر مین تھی کیلی کو جیسے کسی نے کیل دیا تھا قلعہ جنگ اور
ڈھولی پاٹ قلعہ بازیان کھانے لگا ٹانگ بیکار ہوتی بغلی بغلین جھانکنے لگی ہتھہ کوڑا بیدستہ
وبال ہو گیا ہفتون پر سنیچر سوار ہوا انہاڑ بند سلام کر کے فرار ہوا ہیرا بھنا یا حلقون
آپ اپنا گلا دبایا بال شینگر دا جان کا وبال ہوا آگو گھبل کیطرح ڈبل ہوا اردم ڈوبا
غرق زمین ہوا غرضکہ سب پہلوان اپنے اپنے پیچ بھولے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے تلوار والون
نے تلوار تو نیام سے نکال لی مگر خود میان زمین مین اوتر گئے نیزہ باز تیر انداز ترکش مین پھنسے
جاتے تھے نیزہ بازون کو جانکنی تھی اونکی جان پر آن بنی تھی کوئی تیر کام نہ آیا لاکھ ہاتھ
پاؤن مارے مگر یہ وہ دریا تھا جسمین کوئی بھرا باتھ نہ آیا ہر ایک ڈھنڈ کیطرح تہ نشین ہوا
جاتا تھا شرم کے مارے زمین مین گڑا جاتا تھا۔ خونخوار کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہین ساری
خونخواری بھول گیا غصہ کے مارے سڑے ہوئے چوہے کیطرح پھول گیا ادھر اودھر
دیکھتا تھا مگر سوائے قضا کے اور کوئی بلا بھی اوسکے سر پر تھی جسکو دیکھتا تھا اپنے
جامے سے باہر پاتا تھا گویا ایک حمام مین سب ننگے تھے قضا کے حوض مین تاکمر اوترے ہوئے

تھے لشکر بھر مین ایک غل بلند ہوا ہر ایک سپاہی اور پہلوان درد مند ہوا چارون طرف سے
ہائے واویلا کی آوازین آنے لگین جسم تو شکنجے مین تھے تڑپ نہ سکتے تھے مگر جانین نکلی جاتی
تھین اور زمین اژدہا بنکر سب کو نگلی جاتی تھی خونخوار کا نام لیکر سب پکارتے ہین کوئی اوسکو
رو رو کے بلاتا تھا کوئی غصہ مین گالیان سناتا تھا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی قیامت کا سما
تھا نفسی نفسی تھی خونخوار دیوانہ ہوا جاتا تھا کہتا تھا ارے یارو مجکو ہاتھ پکڑ کے گھسیٹ لو
تو پھر مین تمکو نکال لون زمین مین گرنے سے سنبھال لون قضا اوسپر ہنستی تھی دیوانگی آوازے
کستی تھی غرضکہ یہ حال دیکھکر نور جادو نے بارہ سو آدمیون کو حکم دیا کہ جاؤ اِن حرامزادون کے سر
کاٹ لاؤ میری بیٹی کو اکیلا سمجھکر دھاوا کرنے چلے تھے دیکھو اب کیا دھاوا ہو گیا - خبردار سب سے
پہلے خونخوار ناہنجار کا سر کاٹنا اور اوسکو زندہ نہ چھوڑنا - بارہ سو سپاہی تلوارین پکڑ پکڑ کی
دوڑے کسی نے نہلے سے نیزہ تانا کسی نے خونخوار پر پہلے سے تیر کا نشانہ تاکا بارہ سو آدمی
ایکدم سے ریلا کر گئے جو بڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب چلا ہے اور ایکدم سے سبکو ڈبو دیگا
کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا یہان تو یہ سامان ہوا اور اودھر یہ افتاد پڑی کہ ایک ساحرہ نامراد
جادو خونخوار پر عاشق تھی مگر اسکو اوس سے ذرا بھی محبت نہ تھی وہ ہمیشہ اسکی خبر گیری
کرتی رہتی تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اسکی مدد کو عین وقت پر آئی خفیہ سحر کرکے اسکے
دشمن کو زیر کیا اور چلی گئی اسی وجہ سے کوئی پہلوان اور کوئی بہادر آجتک اسپر غالب آیسکا
جو مقابل پر آیا اوسکو نامراد جادو اگر سحر سے کمزور اور بالکل بیکار کر دیتی تھی اسوقت
بھی اوسکے مخبرون نے اوسے اطلاع دی کہ نور جادو نے خونخوار پر سحر کیا ہی اور وہ کوئی دم مین
مع تمام فوج کے قتل ہونے کو ہے نامراد جادو ہیر کیطرح پرپرواز پیدا کرکے وہان سے
اوڑی تو عین وقت پر یہان آپہونچی خونخوار کا حال دیکھا تو آنکھون مین خون اوتر آیا پوچھا یہ
کیا ہوا کہا زندہ درگور ہین جان نکجادو سے کہا کہ کیون پہلے ہمارے آغوش مین کیون نہ آئے
جو زمین نے ہمارا بدلہ لیا آخر ہمارا صبر اوپر ہی اوپر نہ گیا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت گذر گیا ہی بات
رہگئی خونخوار نے کہا کہ باتین نہ بناؤ میرا دم نکلا جاتا ہی اور وہ دیکھو جلاد سر پر آپہونچے آج اپنی
محبت کا کمال دکھاؤ نامراد جادو نے کہا کہ اس سحر کو مین بآسانی رد نہین کر سکتی یہ نور کا جادو
ہے اسمین میری جان جائیگی جب تمھاری جان بچیگی - خونخوار نے تیوری پر بل ڈالکے کہا کہ ہمیشہ
تم میری محبت کا دم بھرتی تھین - جان دینے پر مرتی تھین اب معلوم ہوا کہ یہ سب دم دیتی تھین
اصلیت کچھہ نہ تھی فقط بہانہ تھا خیر اب جاؤ مجکو اپنی صورت نہ دکھاؤ جان دینے مین ہچکچاتی ہو
اور پھر مرنے پر مری جاتی ہو نامراد جادو نے ہنسکر کہا کہ خیر میرا تو نام ہی کا ہنون نے یہی سوچکر
رکھا تھا کہ ناکام و نامراد رہونگی اور یونہی اپنی جان فدا کرونگی خیر تم بھی کیا نہ کہوگے تو آج
مین اپنی محبت کے ساتھ اپنا بھی خاتمہ کرتی ہون یہ کہکر نامراد جادو نے اوسی زمین محو رو
تزلزل مین سے ایک چٹکی خاک اوٹھا کر اپنے گریبان مین ڈالی اور کچھ پڑھنے بیٹھی
نور جادو بھی سامنے آکر موجود ہوئی تھی اس نے اوس سے آنکھ لڑاکے کہا کہ اے
آتش محبت مجکو اور میرے ساتھ میرے دشمن نور جادو کو بھی جلا کے خاک کر ہمیشہ
کے لئے قصہ پاک کر یہ کہنا تھا کہ اودھر تو نامراد جادو ہمہ تن شعلہ بن گئی اور اودھر

نور جادو شمع کیطرح روشن ہو گئی دونون ایکدم ساتھ جلکر خاک ہو گئین زمین نے خونخوار کے پاؤن چھوڑ دیتے سب نے اپنے کو نکال دیا اور ایکبارگی قلعہ کیطرف دوڑے بارہ سو آدمیون نے مقابلہ کیا مگر خونخوار کی فوج بے شمار تھی معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ بارہ سو سپاہی کدھر گئے کچھ قتل ہوے کچھ کچلکر مر گئے بزن اور بکش کے نعرے آسمان تک جاتے تھے حرب و ضرب کے صدمون سے پہاڑ تھراتے تھے خون کا دریا بہنے لگا مقتولون کے سر حباب کیطرح تیرنے لگے تلوارون کی موجین بلند ہو ہو کر اوٹھتی تھین اور بسمل مچھلیون کیطرح تڑپتے تھے - نور جادو کے ملازم دوڑ کی لاش اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اون بارہ سو آدمیون مین سے تو ایک بھی نہ بچا سب کے سب قتل اور پامال ہوے مگر ملکہ جادو نے قلعہ کے دروازون کو بند کر لیا اور حتی الامکان حفاظت کا بندوبست کر لیا - لیکن جب خونخوار در قلعہ پر پہونچا تو اوس بدکردار کو تاب نہ رہی غصہ سے چہرہ لال ہو گیا حکم دیا کہ دروازہ توڑ ڈالو کئی سو پہلوان دروازہ مین چمٹ گئے اور اپنے زور بازو سے دروازہ توڑ ڈالا ایکبار کی نرغہ کر کے جو قلعہ کے اندر گھسے تو قیامت برپا ہو گئی محافظ اور تمام اہل قلعہ کیا رعایا کیا سپاہی بلکہ دوکاندار تک سینہ سپر ہوئے مگر خونخوار کا لشکر ایک طوفان تھا کہ سمندر کیطرح موج مارتا ہوا جو قلعہ مین گھسا تو پناہ پانی مشکل ہو گئی ہر طرف سے فریاد و فغان کی آوازین آنے لگین در و دیوار سے حسرت ٹپکتی تھی زمین و آسمان ان بیبسون پر روتا تھا کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا ایک کی ایک کو خبر نہ تھی باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے مدد نہ ملسکی جو جہان تھا وہین قتل ہو گیا مکانات منہدم ہو گئے ہزارون گھر جلا دیئے گئے دوکانین لٹ گئین سارا قلعہ قلعہ آتشبازی بنگیا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا ملکہ جادو کو کچھ بن نہ پڑا فصیل قلعہ کے نیچے ایک دریا بہرہا تھا اوسمین کود پڑی اور اوسکے ہمراہ سو سوا سو مصاحب تھے اونھون نے بھی اپنی جان دریا کو سپرد کر دی تمام قلعہ اور اوسکی کل آبادی تہس نہس ہو گئین مال و اسباب لوٹ لیا گیا مکانات خاک مین مل گئے اور سب آدمی کام آئے اسوقت خونخوار نے دم لیا جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوئے تھے اونھون نے امان مانگی اور پھر مرتد ہو گئے اونھین مین مل گئے خونخوار نے پھر سے قلعہ کی درستی کرائی اور اوس ویرانہ کو آباد کیا - خوب خوب جشن ہوتے دو ایک روز ناچ رنگ مین مصروف رہا لشکر مین خوشی کے شادیانے بجے کوئی دن رات شراب پیتا رہتا کوئی ہر وقت نیند کے نشہ مین بیہوش رہتا غرضکہ جب خونخوار اور اوسکی فوج سستا چکی تو اوسنے انتر گرانڈ ذندان کو وہانکا حاکم بنایا جو کہ اوسکے تمام سردارون مین ظالم اظلم مشہور تھا اور بڑا بد دماغ اور مغرور تھا تمام لوگ اوس سے تھراتے تھے اور غریب زیادہ تر تھراتے تھے اسکی ہیبت سب پر طاری تھی اور اسکی طینت مین مکاری اور خصلت مین خونخواری تھی انتہا کا بدکردار اور بدمست تھا اسکا مذہب شیطانی اور یہ ابلیس پرست تھا جب خونخوار اس کام سے فراغت کر چکا تو خود جانب ہفت منقار روانہ ہوا اور یہان انتر گرانڈ ذندان کو مع فوج کافی و لشکر وافی چھوڑ گیا اب غنطلی آباد مین کوئی مسلمان اور اسلام کا نام لینے والا نہ رہا -

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان اسد بن کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ قلعہ مرصع حصار کو تسخیر کر کے مطمئن ہوئے تھے کہ وہان کوئی کافر باقی نہ رہا تھا تمام کفار کو قتل و غارت کر کے اسلام آباد بنایا تھا اور اسلام کا سکہ خوب جمایا تھا ایک روز دربار آراستہ تھا خود تخت زرین پر جلوہ افروز تھے اور چپ و راست سرداران نامی و گرامی متمکن تھے درمیان مین رقص و سرود ہو رہا تھا اور چہار جانب بہادران فوج تماشائی بنے ہوئے جشن کا لطف اٹھا رہے تھے ضرغام عیار نے اسد بن کرب غازی کے قریب آکر یہ عرض کی کہ حضور آج لشکر مین کچھ لوگ فقیرون کا بھیس بدلے ہوئے پھر رہے ہین اور لوگون کا بھید لیتے پھرتے ہین۔ چہرون سے تو باغی اور کافر نہین معلوم ہوتے مگر انکی حالت ظاہری ضرور مشتبہ ہے اگر حکم ہو تو گرفتار کر کے حاضر دربار کرون انسے دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسد بن کرب غازی نے اجازت دی مگر تاکید کر دی کہ زیادہ سختی اونپر نہ کرنا شاید مسلمان ہون یا فقیر ہون غریب الوطن اور سائل پر ظلم و بدعت نہ کرنا چاہیئے ضرغام بہت خوب کہکر واپس گیا ادھر جلسہ رقص و سرود موقوف کیا گیا اور سوائے سرداران خاص کے باقی سب لوگ اپنے اپنے قیامگاہ پر چلے گئے اتنے مین ضرغام شیر دل چند فقیرون کو ہمراہ لیتے ہوئے حاضر دربار ہوا اونھون نے دربار مین آکر ڈرتے ڈرتے سلام بقاعدہ اسلام کیا اور رعب اسد بن کرب غازی کے سامنے آکر کھڑے ہو گئے اسد بن کرب غازی نے بیٹھنے کو کہا اور پھر حال پوچھا کہ تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو یہان کیون آئے اور کب سے ہمارے لشکر مین پھرتے ہو اونمین سے ایک نے دست بستہ گذارش کی کہ ہم لوگ قلعہ زرین حصار کے رہنے والے ہین وہین رہتے تھے اور ہمارا مذہب اسلام اور دین محمدی ہے خونخوار بن دجال نے آکر ہمارے شہر کو تباہ و برباد کر دیا تمام مسلمانونکو قتل کر ڈالا اب وہان سوائے کفر کے اسلام کا نام و نشان نہین ہے اسقدر ظلم اوس نے ہم لوگون پر کیا کہ ہم مین بیان کرنے کی طاقت نہین ہم چار پانچ آدمی اتفاق سے زندہ بچکر نکل آئے اور سنا تھا کہ حضور نے قلعہ مرصع حصار کے کفار کو خاک مین ملا دیا ہے اور فرطوس خرس پیشانی کو قتل کر کے مسلمانون سے بسا دیا ہے اس لیئے یہان آئے تھے کہ حضور سے فریاد کرین اور داد کو پہونچین۔ اب قلعہ زرین حصار کو خونخوار بد کردار نے اکوان بلند آواز کے قبضہ مین دیا ہے اور ظلم و بدعت کے ساتھ وہان حکومت کرتا ہے چالیس ہزار فوج اوسکی حفاظت کے لیئے چھوڑ گیا ہے اور خود نہین معلوم کسطرف کوچ کر گیا ہے یہ کہکر ادھر تو فقیر خاموش ہوئے اور ادھر اسد بن کرب غازی کو ایک جوش ہوا غصہ مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہونٹ چبانے لگے طیش مین آکر قسم کھائی کہ مجھے قسم حقیقی کی قسم جبتک خونخوار کو قتل نہ کر دونگا دہنے ہاتھ سے کھانا کھانا مجھکو حرام ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سفر کی تیاری ہو ہم صبح کو قلعہ زرین حصار کیطرف روانہ ہونگے

فوراً تمام لشکر مین یہ حکم شایع ہوگیا اور تیاریان ہونے لگین سپاہیون نے اپنی تلوارین اور تیر و خنجر صاف کیئے اور سوارون نے ساز و یراق درست کیئے پہلوانون نے کثرت و ورزش سے اپنے ہاتھ پاؤن چست کیئے ساری رات تمام لشکر مین تیاری سفر اور سامان جنگ کا غلغلہ رہا علی الصباح اسد بن کرب غازی نماز سے فارغ ہوکر بارگاہ کے باہر آئے ضرغام شیر دل کو بلایا اور پوچھا کہ فوج کوچ کے لیئے تیار ہے ضرغام نے کہا کہ حضور سب کے سب مستعد و آمادہ ہین کہ ہمراہ رکاب ہون مگر کچھ لوگ اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے بھی رہنا چاہیئے۔ یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے اپنے چند معتبر سردارون کو مع فوج ظفر موج اسی قلعہ مین رہنے کا حکم دیا اور باقی تمام لشکر کے دو حصے کیئے ایک کو اپنے ہمراہ رکھا اور دوسرے حصہ کو جسمین ابراہیم بن مالک اژدر و جمہور بن مقہور اور عدلان قباد بن فضلان شاہ ایسے نامی و گرامی سردار تھے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا افسر معروف بن اسد بن کرب غازی کو بنایا اودھر تو وہ روانہ ہوئے اِدھر دوسری راہ سے خود اسد بن کرب غازی اپنی آزمودہ اور جرار فوج کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے مرغزارون اور سرسبز و شاداب صحراؤن کیطرف سے ہوتے ہوئے سیر و شکار کرتے ہوئے چلے۔ اِن کے ہمراہ بھی بڑے بڑے سرداران نامی و پہلوانان گرامی موجود ہین چنانچہ اسد ثانی بھی ہمراہ رکاب ہے۔ یہ اِدھر سیر و شکار کرتے ہوئے اور پر بہار صحراؤن کی ہوا کھاتے ہوئے پہاڑون کے دامنون مین جا رہی ہین کہ یکبیک دامن کوہ مین ایک جمعیت نظر آئی اسد بن کرب غازی نے پلٹ کر کہا کہ دیکھنا یہ کسکا لشکر ہے ایک جاسوس فوراً گھوڑے کو تیز کرکے آگے بڑھا اور ہوا ہوگیا دم کے دم مین پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ اکوان بلند آواز حاکم قلعہ زرین حصار یہان مصروف شکار ہے اور دس ہزار سوار اوسکے ساتھ ہین اسد بن کرب کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی گھوڑے کو ایڑ دی وہ بجلی بنکر چمکا اور یہ اوڑے اسد ثانی نے اپنے سردارون سے یہ کہا کہ مین بھی ہمراہ جاتا ہون جسوقت بوق بجاؤن تم ان دس ہزار سوارون کو چارون طرف سے آکر گھیر لینا اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر اسد ثانی نے بھی گھوڑا دوڑایا اب دونون بہادر اکوان بلند آواز کے لشکر مین در آئے اور جاتے ہی نعرہ کیا۔

(نعرہ اسد)

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اودھر اسد نے للکارا کہ باش او قرمساق مین آپہونچا اکوان یہ رعد کی سی گرج سنکر گھبرایا اپنی بلند آوازی بھولا لشکر مین ہر طرف سے ایک غریو بلند ہوا ہلچل مچ گئی یہ معلوم ہوا کہ دو شیر بکریون کے گلے مین گھس آئے ہین اور سب کو کھائے جاتے ہین اکوان بلند آواز چلایا کہ یارو ان دو آدمیون سے اسقدر گھبرائے ہوکہ ہوش و حواس درست نہین تیر و خنجر سنبھالو ان دو آدمیون کو گھیر لو اب

سواروں نے اپنے گھوڑے سنبھالے تیغ وخنجر نیام سے نکالے ادھر اسد ثانی نے بوق بجایا تمام لشکر نے چاروں طرف سے ان دس ہزار سواروں کو آکر گھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند آدمی پہاڑوں کے سلسلہ مین آکر قید ہوگئے ہین اور پامال ہوتے جاتے ہین ایک ایک کا فشار ہوا جاتا ہے اب تلواروں کا ابر چاروں طرف سے گھر آیا اور ریسرو نکا مینھ برسنے لگا تیغوں کی جھنکار اور بہادروں کے نعرے پہاڑوں مین گونجنے لگی بگیر وبکش کی آوزین بلند ہونے لگین خون کا دریا بہنے لگا اور لاشین موجوں کیطرح اوس دریائے خون مین نظر آنے لگین لشکر کفار مین دوہائی مچگئی حرب وضرب کے اصول وقواعد بھولے خوف جان سے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے ملک الموت جلد جلد روحین قبض کرنے لگا موت کا بازار گرم ہوا سرفروشی ہونے لگی ہر ایک پر خود فراموشی طاری ہوئی - اودھر معروف بن اسد نے جاتے ہی ایک دم سے قلعہ زرین حصار پر دھاوا کردیا قتل وغارت کرتے ہوئے قلعہ مین گھسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر جوشش مارتا ہوا آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آتا ہے - قلعہ کی فوج کا کوئی سردار نہ تھا اکوان بلند آوازتو یہان معروف شکار ہوکر خود شکار بنا ہوا تھا وہ بیچارے کیا لڑتے کچھ مارے گئے کچھ قید ہوتے مگر ہر کس وناکس بدحواس تھا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی جو تھا وہ بے حواس تھا دوکاندار اور مکاندار اپنے اپنے دوکانون اور مکانون کو چھوڑکر بھاگے جو مسلمان چھپے ہوئے اور نیک بخت جاگے آکر جہاد مین شریک ہوئے کافرون سے اپنا بدلہ لینے لگے اور داد شجاعت دینے لگے چالیس ہزار فوج مین سے جو تیس ہزار یہان اکوان چھوڑ گیا تھا اکدم مین غارت ہوگئی پتہ بھی نہ لگا کہ کہان گئی کیا ہوئی تین ہزار گرفتار اور باقی قتل ہوکر فی النار ہوئے رعایا نے امان مانگی معروف بن اسد نے اب ہاتھ روکا تلوار نیام مین کی سب کو امان دی انکی فوج نے بھی قتل وغارت سے ہاتھ اوٹھایا اور قلعہ مین پھریرے اسلام کا سکہ بٹھایا ادھر اسد غازی اور اسد ثانی ایک ایک وار مین صفین کی صفین اولٹ رہے ہین کفار بدکردار بھی حتی الامکان ان شیروں پر جھپٹ رہے ہین مگر کوئی آگے بڑھنے نہین پاتا تلوار کا منھ چڑھنے نہین پاتا جو جہان تھا وہین کام کسی کا ہاتھ مع تلوار کے اوڑ گیا کسی کا سر دھڑ سے ندارد ہو گیا کسی کے کمر کے دو ٹکڑے ہوئے کوئی تیر کھا کے گرا ادھر اکوان بلند آواز اسد ثانی کیطرف بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے چاہتا ہے کہ کسیطرح اس سردار کو مارون عین غفلت مین وار کرون اودھر اسد ثانی بھی اسی تاک مین ہے اسد بن کرب غازی بھی اسی فکر مین ہی تھا کہ اوسنے دیکھا اکوان لڑتا بھڑتا اسد ثانی کیطرف جارہا ہے اور وہ کفار کو قتل کرنے مین مصروف ہے یہ دیکھتے ہی اسد بن کرب غازی کے للکار کر آواز دی کہ اے فرزند اکوان بے ایمان تمہارے قریب آگیا ہے لینا اسکو یہ شکار ہاتھ سے جانے نہ پائے یہ سنتے ہی اسد ثانی اسکی طرف متوجہ ہوا اکوان نے سنبھل کر تیغ کو تولا اور اسد ثانی کے سر پر وار کیا جیون ہی کہ تیغ شکار اشگاف بلند ہوا

اسد نے بوق بجادیا بوق کی وحشت خیز آواز سنتے ہی اوسکا گھوڑا چمکا اور الف ہوگیا الف ہوکر اودھر وہ تڑپا اودھر اسد نے صفائی سے ایک ہاتھ جو تلوار کا لگایا تو چاروں سُم ندارد ہوگئے اور گھوڑا سکندری کھا کر زمین پر گرا اور اوسکے ساتھ اکوانہ بھی مُنھ کے بل گرکے اوٹھا اور اوٹھکے اوسنے بھی چاہا کہ اسد کے گھوڑے کو مارکے اور حریف کو پیادہ پا کردے مگر وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اسد کا منجا ہوا ہاتھ اسطرح اوسکی کمر تلے نکل گیا جس طرح صابون سے تار پار ہوتا ہے ناگاہ اکوانہ کے دو ٹکڑے ہوئے اسد بن کرب غازی کے منھ سے واہ نکلی اور اکوانہ کے لشکر سے صدا ہائے آہ اب کیا تھا ساری فوج ایک تو یونہی بھاگ رہی تھی اب بے سردار ہوگئی تلاطم برپا ہوگیا آنکھیں بند کرکے سر کو ڈالے ایک دم سے سب کا صفایا ہونے لگا نہ بھاگنے کی راہ ملتی تھی نہ جان کی مفر تھی نہ ایک کو دوسرے کی خبر تھی کفار گرفتار ہونے لگے اور بعض ان کے طلبگار ہونے لگے امان امان کی پکار ہوئی اسد تاکی اور اسد بن کرب غازی نے ہاتھ روکا علم امان بلند کیا حساب لگایا تو چھ سو آدمی گرفتار اور مطیع ہوئے باقی سب قتل ہوگئے پہاڑ کے اندر زمین خون بہہ بہکر جا رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے برفباری کے بجائے خون جاری ہوا ہے اور کوہ و بیابان رنگین ہوکر زعفران زار اور گل لالہ کا رنگ دکھا رہا ہے لہلہاتا ہوا سبزہ مہندی کی طرح رنگ لایا خود رو اشجار کے پیچھے سروں کے پھل گرے پڑے ہیں اور تیغ دشمنان کی شاخیں ٹوٹی پڑی ہیں شکارگاہ کو شاخیں لوٹی پڑی ہیں شکارگاہ کو قتلگاہ بنادیا تھا زمین نے آسمان کا رنگ دکھایا تھا غرض کفر کی بیخ بن کیا سے کیا ہوگیا دس ہزار کا نام و نشان تک نہ رہا ہر ایک فنا ہوگیا اسد نے قلعہ کی خبر کو دو مخبر روانہ کیے اور خود وہاں سے ہٹ کر ایک پہاڑ کے دامن میں قیام کیا سپاہیوں نے اپنی تلواروں سے خون صاف کیا اور زخمیوں نے مرہم پٹی کی لباس کو درست کیا اور چاق چوبند ہوکر اب قلعہ کے اندر کی لڑائی کے آرزومند ہوئے مگر مخبر واپس آئے اور اونھوں نے عرض کی کہ قلعہ فتح ہوگیا معروف بن اسد نے تمام کفار کو جہنم واصل کیا اور تیس ہزار سپاہی قتل و بند کر دیئے یہ سنکر اسد بن کرب غازی کو بہت خوشی ہوئی اور ارادہ کیا کہ قلعہ ہی میں جاکر قیام کرنا بہتر ہوگا اب یہاں ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہیں تمام لشکر پھر سے تیار ہوا اور قلعہ کیطرف روانہ ہوا راستے میں کوئی اتفاق درپیش نہیں ہوا جب اسد قلعہ میں پہونچے تو نقارہ فتح و ظفر بجنے لگا اور تمام فوج ظفر موج میں غلغلہ شادمانی بلند ہوا ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے صدائے مبارکباد آسمان تک پہونچی دربار منعقد ہوا تمام سرداران اسلام اپنی جگہ بلکہ دنگلوں اور کرسیوں پر متمکن ہوئے جلسہ رقص و سرود شروع ہوا تمام رات عیش و عشرت میں بسر ہوئی صبح ہوتے ہی اسد بن کرب غازی نے قلعہ کی منہدم اور سوختہ عمارتوں کی تعمیر و مرمت شروع کی بتخانوں کو گرایا اور انکے بجائے مساجد کو تعمیر کرایا رعایائے اسلام پھر سے آباد ہوئی بلکہ کفر بیخ و بنیاد سے

برباد ہوئی جب اس کام سے فراغت ہوئی تو تحقیق کی گئی کہ اس قلعہ کے حاکم سابق کی نسل مین سے کوئی باقی ہے یا نہین معلوم ہوا کہ عنقا بن گلبن شاہزادہ زرین حصار موجود ہے اسد نے اوس شہزادہ کو بلایا اور خلعت سے سرفراز کرکے اس قلعہ کا حاکم بنایا اصول حکمرانی سکہائے اور کچھ نصایح وہدایات کرکے تمام اہل قلعہ کو مطیع کیا کہ عنقا بن گلبن اس قلعہ کا حاکم بنایا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین پر اونکی اطاعت لازم و واجب ہے ہر ایک نے بدل وجان عنقا کی حکومت تسلیم کی اور امن وامان کا دور دورا ہوا جبکہ اسد نے اس کام کو بھی انجام دے لیا تو قیدیون کو بلاکر سمجھایا کہ دیکھو ابلیس پرستی اور بت پرستی جہنمیون کا کام ہے اور اسکا برا انجام ہے مذہب حق درحقیقت اسلام ہے کفر والحاد سے منہ موڑو کافران بدانجام کا ساتھ چھوڑو ورنہ دنیا مین کتے کی موت مارے جاؤگے اور عاقبت مین عذاب الہی اوٹھاؤگے انمین سے بعض تو دین حق اسلام کو سمجھے مسلمان ہوئے اور بعض اپنے انجام کو نہ سمجھے روگردان رہے اسد نے اونکو بہت بری طرح قتل کرایا اور فوراً جہنم مین پہونچایا یہ قصہ بھی پاک ہوا انتظام قلعہ پھر سے شاد کام وفرحناک ہوا اب اسد بن کرب غازی نے چند مخبرون کو خونخوار کی خبرگیری کے لیئے روانہ کیا تاکہ اوسکا حال معلوم ہو کہ وہ ملعون کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے مخبرون کو روانہ کرکے اسد بن کرب غازی اونکا منتظر رہکر قلعہ مین مقیم رہا۔ **اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان کیا جاتا ہے** کہ وہ بدکردار قلعہ عنطل آباد کو تاخت وتاراج کرکے جانب قلعہ ہفت منظر جارہا ہے راستہ مین سیر وشکار کرتا ہوا باطمینان تمام قطع مسافت وطے منازل کررہا ہے اوسکا مصمم قصد ہے کہ خدا پرستون کے ممالک کو تباہ وبرباد کرتا پھرے اور ابلیس پرستی کو رواج دے چنانچہ اب ارادہ کرچکا ہے کہ ہفت منظر کے مسلمانون کو خاک مین ملائے اور اپنی خونخواری ودجالی اون غریبون کو دکھائے یہان یہ حال ہے کہ ملکہ مہرچہرہ شہزادہ نور الدہر کے فراق مین غمگین وبیقرار ہوئی ہے اور شب وروز گریہ وزاری مین بسر ہوتی ہے کبھی روتی روتے بیہوش ہوتی ہے اور کبھی ہوش مین آکے پھر روتی ہے جو کوئی مسافر اوس شہر مین وارد ہوتا ہے اوس سے شہزادہ کا حال دریافت کرتی اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو وہان قاصد روانہ کرتی ہے اور اوسکے واپسی کے انتظار مین ہر وقت دیدۂ دل سے منتظر رہتی ہے اور اگر کچھ خبر نہ ملتی تو پھر دلگیر وبیقرار ہوتی ہے کبھی یاد نور الدہر مین آہ سرد بھرتی کبھی اپنے فرزند بدیع الملک کے غم مین نالہ وفغان کرتی بھوک وپیاس جاتی رہی تھی اور خواب راحت آنکھ سے نہ دیکھ سکتی تھی آخرکار اسی غم مین گرفتار ہوکر بیمار ہوئی اور صاحب فراش ہوگئی ملکہ کا باپ کیوان فلک رفعت اگرچہ ضعیف وناتوان تھا مگر شاہزادی کے حال پرملال کو دیکھکر بہت پریشان تھا جہانتک ہوسکا تیمارداری مین مصروف رہا اور تسکین وتسلی کے کلمات سے ڈھارس دیتا رہا مگر شہزادی کا غم روز بروز زیادہ ہونے لگا اور ضعف ونقاہت کی ترقی ہوتی رہی کوئی دوا کوئی علاج کارگر نہ ہوا کسی حکمت وتدبیر کا کچھ اثر نہ ہوا آخرکار بقول میر تقی میر ؎

اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا   دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

یعنے شاہزادی قمر چہرہ کا انتقال ہوا ہر کس ناکس کو سخت ملال ہوا اور باپ کا تو عجب ہی حال ہوا تمام قلعہ مین ماتم برپا ہوگیا رعایا اور ملازم سبھی تو روتے تھے اور اس شہزادی کے غم مین اپنی جان کھوتے تھے در و دیوار اور کوہ بیابان سے گریہ وزاری کی آوازین آتی تھین لوگون کے کلیجے شق ہوتے تھے کسی کو غش آگیا تھا اور کوئی پچھاڑین کھاتا تھا شجر و حجر روتے تھے اور دوست دشمن سبکا حال یکسان تھا کوئی ایسا نہ تھا جسکو اس غمی کا غم نہو۔ کیوان فلک رفعت کے صدمہ کی انتہا نہ تھی اس پیری مین یہ داغ کہ جوان بیٹی نور چشم لخت جگر آنکھ سے اوجھل ہوگئی موت سے بدتر تھا لوگون کو شاہزادی کا تو غم کم تھا مگر اس ضعیف و ناتوان بادشاہ کی حالت زار دیکھکر ہر شخص کی حالت عجیب طرح کیسے پریشان تھی بادشاہ کے ہوش و حواس بجا نرہے قلب اولٹ گیا چلا چلا کی نورالدہر اور بدیع الملک کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ نورالدہر اور اے شاہزادہ بدیع الملک آؤ اس غم مین تو ہمارے شریک ہو تم کہان ہو کیون ہماری بات کا جواب نہین دیتے مصاحبین خالی بادشاہ کو سمجھاتے تھے مگر سمجھانے کیا تھے خود ان کے کلیجے پھٹے جاتے تھے کبھی کیوان فلک رفعت کو غش سے چونکاتے کبھی تسکین دہ کلمات سے تسلی دیتے اور صبر و جبر کیطرف اشارہ کرتے مگر ہر شخص پر ایک دلگداز کیفیت طاری تھی اور ہر ایک کی جان ناتوان جسم مین تنگ اور عاری تھی۔ جب بادشاہ کو ہوش آتا تھا تو وہ اپنے مصاحبون سے کہتے تھے کہ ایہاالناس تمکو وہ زمانہ یاد ہے کہ ملکہ قمر چہرہ اس مقام پر شاہزادہ نورالدہر کے غم مین آکر گوشہ نشین ہوئی تھی اور فقیرانہ زندگی اختیار کرلی تھی پھر ایرج نوجوان کا حمید زنگی کے ہمراہ آنا اور ملکہ کے عاشق کو کوڑے مارنا اور شہزادہ بدیع الزمان کا آنا اور طہماس بن عنقویل دیو بیرور کا آنا اور حمزہ صاحبقران کی تشریف آوری اور اس قلعہ ہفت منظر پر چارون طرف سے کفار اور سرداران اسلام کا نرغہ کرنا اور لاکھون آدمیون کا جمع ہونا اور شاہزادہ نورالدہر کو آق قلیاس کا دریا مین پھینکدینا اور آق قلیاس کا ملکہ کو اوٹھا لیجانا اور پھر شاہزادہ نورالدہر کی شادی ملکہ قمر چہر کے ساتھ ہونا اور عمرو کا اہما بلبل بننا اور وہ مجمع داراب کشور کشا اور خورشید ستارہ پرست اور لور رج ماہ پرست تم لوگون کو یاد ہے افسوس ہزار افسوس کہ جس کے لیئے یہان اس سرزمین پر ایسی ایسی مجمع ہوئے تھے آج ہم اوسکو اوسی زمین مین دفن کیئے جاتے ہین یہ کہکر بادشاہ اسقدر روئے کہ غش آگیا اور مصاحبین و ارا کین نے سنبھالا مگر سب کے سب اسی حال مین تھے بہزار خرابی بادشاہ معہ سرداران و مصاحبین داخل قلعہ ہوئے اور صف ماتم درست کی گئی تمام اہل قلعہ رعایا و ملازمین شاہی سیاہ پوش ہوئے اور چہلم تک رسوم ماتم داری کا ارادہ کرلیا مگر اسی غم سے ابھی جی نہ بھرا تھا اور آنسو بھی خشک نہ ہونے تھے کہ یکایک جاسوسون نے خونخوار بن دجال کی خبر سنائی کہ وہ بدکردار ہفت منظر پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہا ہے اور قریب قلعہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنکر

بادشاہ نے آیہ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن پڑھی اور اوسی وقت سے یقین کامل ہوگیا کہ اب وقت پورا ہوگیا اسی بہانہ سے درجہ شہادت نصیب ہوگا خیر بعد شاہزادی کے جینے کا لطف بھی نہ رہا تھا بحمد للہ کہ اوس نے اپنے پاس بلانیکا سامان کردیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے نعمان ہفت منظری کیجانب دیکھا اوس نے دست بستہ عرض کی کہ جبتک یہ غلام حاضر ہے حضور کوکچھ فکر و اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ہم بسر وچشم پہلے اپنی جانین نثار کرلین گی اوس کے بعد خدا کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرے یہ کہہ کے نعمان ہفت منظری اپنی فوج مین آیا اور آراستگی کا حکم لشکر کو دیا تمام فوج لڑنے مرنے پر تیار اور برسر پیکار ہوئی برجہائی قلعہ درست کیئے گئے فصیل اور خندق پھر سے درست ہوئے اور نعمان ہفت منظری نے قلعہ کو خوب اچھی طرح حتی الامکان مستحکم و مضبوط کرلیا اور منتظر موت ہوکر مستعد کارزار و مشتاق حرب وضرب ہوا خونخوار نابنجار نے قلعہ کے دو کوس کے فاصلہ پر ایک دامن کوہ مین لشکر کو روک لیا بادشاہ اور نعمان ہفت منظری نے برج قلعہ پر سے دیکھا کہ سات سَو علم کے پھریرے ہوا مین لہرا رہی ہین اور اونپر ابلیس کی تعریف لکھی ہوئی ہے نعمان ہفت منظری نے کہا کہ حضور سات لاکھ کا لشکر ہے مگر خدا کے ہاتھ مین فتح وظفر ہے اگر اوس نے امانت کی تو آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ مین چند آدمیون سے کیونکر ان سات لاکھ ابلیس پرستون کا حملہ روکتا اور مقابلہ کرتا ہون اور اگر انھین کفار کے ہاتھ سے خدائیتعالی نے میری موت موقوف رکھی ہے تو بھی مین شکر ادا کرتا ہون کہ وہ مجھے درجہ شہادت پر پہونچائیگا۔ نعمان ہفت منظری نے دیکھا کہ وہ سات لاکھ کا لشکر سایہ کوہ مین فروکش ہوا اور خونخوار نے وہین خیمہ اور بارگاہین نصب کرائین اور باطمینان تمام ایک نامہ لکھکر طوفان زور آزما کو دیا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت کے پاس لائے وہ بڑی شان وشوکت سے نامہ لیئے ہوئے در قلعہ پر آکر رکا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ خونخوار کا نامہ دار حاضر ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلالو طوفان زور آزما حاضر دربار ہوا اور بقاعدہ ابلیس پرستان سلام کرکے بآواز بلند مطلع کیا کہ منم طوفان زور آزما نامہ دار خونخوار بن دجال یہ کہکر اوسنے نامۂ خونخوار پیش کیا تعریف ابلیس علیہ اللعنت کے بعد لکھا تھا کہ اے بادشاہ قلعہ ہفت منظر آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست ہین اور تم سب مسلمانون سے زبردست ہین تم بھی ہمارے مذہب مین داخل ہو جاؤ یہ مذہب سب سے زیادہ آسان ہے جا ہو نشہ اب پیو چاہو سور کھاؤ جو عورتین تمہارے یہان حرام ہین اونکو ہمارے خداوند نے حلال کردیا ہے اور انھون نے ہمکو دنیا مین مالا مال اور خوشحال کردیا ہے بہتر ہے کہ ہمارا مذہب اختیار کرو ورنہ ہمارے مقابلہ پر تیار رہو اور ہوشیار ہوجاؤ کہ ہمارا لشکر سات لاکھ جوانان ہیلتین اور بہادران صف شکن سے آراستہ ہے یہ تمہارے قلعہ کو ایک دم مین تباہ و برباد کردینگے اور مسلمانون کو قتل کرکے ابلیس پرستون سے بھر دینگے تم نے سنا ہوگا کہ مین نے کیسے کیسے قلعون کو تسخیر کیا ہے اور

کس بہادری سے اپنے دین کو مشتہر کیا ہے ہر ایک بادشاہ میرے مقابلہ مین کچھ مال نہین اور کسی پہلوان مین میرے مقابلہ کی مجال نہین زرین حصار اور عنطلی آباد کے واقعات تمکو معلوم ہوتے ہونگے کہ میرے سامنے ساحر وغیر ساحر سب یکسان ہین اور میری تلوار سے جن اور دیو حیران و پریشان ہین لہذا میری اطاعت اور ابلیس کا دین قبول کرو ورنہ ملک الموت کے مقابلہ کے لیئے تیار ہو رہو۔ یہ خط جو کہ واہیات خرافات اور لاف وگزاف سے بھرا ہوا تھا دیکھکر بادشاہ کو غصہ آیا اور فوراً چاک کرواکے زمین پر پھنکوا دیا۔ طوفان کو یہ دیکھکر جوش آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر بادشاہ کیجانب بڑھا نعمان ہفت منظری نے للکارا کہ او گستاخ کدہر جاتا ہے مردان عالم کو پیٹھ دکھاتا ہے طوفان غصہ مین آکر پلٹا اور تیغہ خار اشگاف کا وار نعمان ہفت منظری کے سر پر کیا نعمان ہفت منظری نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین کے پھینکدی طوفان زور آزما پہلوان زبردست تھا اپنے زور کے غرے پر لپٹ گیا نعمان ہفت منظری جوان شجاع نے کلائی چھوڑ کر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منھ اوسکا پھر گیا طوفان زور آزما نے جھلا کے خنجر کھینچا اور چاہا کہ سینہ بے کینہ کے پار کردے نعمان ہفت منظری بکیت اور پھکیت تھا خالی دے کے ایک اوکھیڑ ایسی ماری کہ دو گز زمین سے بلند کرلیا آواز دی کہ او مسخرے دربار شاہی مین یہ بے ادبی اگر قاصد کو مارنا خلاف قاعدہ و اصول شہنشاہی نہ ہوتا تو اب تک کبکا جہنم واصل ہوچکا ہوتا یہ کہکر نعمان ہفت منظری نے ایک چرخ دیا اور گھما کے جو پھینکتا ہے تو دربار کے باہر زمین مین گرد برد ہوگیا ساری طوفانی خاک مین ملگئی شرم سے عرق عرق ہوگیا اسی چلو بھر پانی مین ڈوب مرا گرد جھاڑتا ہوا اوٹھا اور للکارکر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ یارو جلدی میری خبر لو مجھے اِن خدا پرستون نے گھیر لیا ہے اوسکے ہمراہ دس ہزار جوان در قلعہ پر موجود تھے سب کے سب الدم سے گھس پڑے یہان بھی ساری فوج تلوارین گھسیٹ لین دست بدست تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی اوٹھ کھڑے ہوتے ولایتی کمر سے نکال کے صفایا کرنا شروع کیا وہ منجھے ہوئے اور تلے ہوے ہاتھ اس مشاقی سے نکلتے تھے کہ تلوار کا آنا جانا معلوم نہ ہوتا تھا اور صرف دشمن کی لاشیں پھڑکتی ہوئی نظر آتی تھی نعمان ہفت منظری کی جب تیغ بیدریغ بلند ہوتی ہے دس پانچ کو نیچا دکھا کے دم لیتی ہے صفین کی صفین کاٹ چھانٹ کے رکھدین اسی اثنا مین طوفان زور آزما کا مقابلہ ہوگیا نعمان ہفت منظری نے پھر للکارا اور چاہا کہ لوٹک کے مارے طوفان زور آزما سنبھلا مگر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ قضا کا وار سر پر آپہونچا طوفان زور آزما نے سپر کو پناہ کے لیئے بلند کیا تلوار سپر پر پڑی اور اوسکو خیار ترکیطرح کاٹتی ہوئی سر مین در آئی طوفان زور آزما نے داستانہ مار اتلوار اوچٹ کر بیٹھ ہوئی نعمان ہفت منظری جھپٹ کر لپٹ گیا زنجیر کمر مین دست زبردست ڈالکر سر سے بلند کیا اور اوچھال کے جو زنگ ہوائی کھیا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی

کہ طوفان زور آزما مع اپنے سات ہزار ہمراہیون کے گستاخی اور بے ادبی کی
باعث مارا گیا یہ سنکر اوسکی آنکھون مین خون اوتر آیا سات لاکھ کا لشکر لیکر چڑھ دوڑا
آتے ہی قلعہ کا دروازہ توڑ ڈالا اور قلعہ کے اندر گھس آیا خونخوار بن دجال کے
لشکر مین سب سے بڑا سردار تمہید زور آزما علمدار فوج تھا قلعہ کے اندر آتے
ہی بہادرون کو للکارنے اور نام لے لیکر پکارنے لگا نعمان ہفت منظری
نے فوج کفار مین غوطہ مارا جب اوبھرتا سو سو پچاس پچاس سپاہیون کو فی النار
کرتا اسیطرح دریائے خون مین شناوری کرتا ہوا تمہید زور آزما کے مقابل آیا
تمہید زور آزما تو اسی اشتیاق مین تھا کہ نعمان ہفت منظری ایسے جوان سے مقابلہ
ہو نیتیرا بدل کے سامنے آیا اور آتے ہی خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا نعمان ہفت
منظری نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اوچھا وادیکر جوا ایک ہاتھ جنیو کا مارا او دو انگل تلوار
اوتار دی تمہید زور آزما اس پھرتی پر حیران ہوا حریف کو سست سمجھا تھا یہ چستی
وچالاکی دیکھکر سخت پریشان ہوا تیور پر بل ڈال کے دوسرا وار کیا ابکی مرتبہ نعمان نے
چاہا کہ سپر پر روکے اور پھر فوراً ہی اسکا جواب دے یہ خیال کرکے بائین ہاتھ سے
سر پر سپر کی آڑ کی اور سیدھے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ طمانچہ کا مارا یہان تلوار سپر کو کاٹکے
صرف زخمی کرگئی وہان تیغ بیدریغ گردن مین اوتر گئی سر کٹ کے جھول گیا اور ساری
زور آزمائی دوسرے ہی وار مین بھول گیا گر کے فوراً تڑپا اور ایکدم مین تڑپ کے
ٹھنڈا ہوگیا خونخوار بن دجال کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اتنا بڑا سردار مارا
گیا جسکا مثل ونظیر اوسکے لشکر مین نہ تھا کلیجہ پکڑ کے رہگیا اس سوختی مین نعمان
ہفت منظری کیطرف راستہ کو صاف کرتا ہوا چلا کہ اسنے دو بڑے نامی وگرامی
سردارون کو مارا تھا اور سر میدان للکارا تھا نعمان ہفت منظری خود بھی جرأت
وہمت رکھتا تھا کہ خونخوار بن دجال کو مارے تو لڑائی کا مزا ہے ورنہ ہر کس وناکس
کا قتل کرنا کیا ہے اسی دُھن مین نشہ شجاعت سے جھومتا ہوا کفار کا ستھراو کرتا چلا
ہے کہ خونخوار نے آواز دی کہ او نعمان ان دو پہلوانون کو مار کر تو بہت شیر ہوا ہی
ایسے ایسے سپاہی میرے لشکر مین لاکھون ہین آ میرے سامنے دیکھون تو کیسا بہادر ہی
کیا ہنر رکھتا ہے نعمان نے جواب ترکی بہ ترکی دیا اور کہا کہ او شیطان ملعون اگر
خدا نے چاہا تو تجھے اوتھین دونون کے پاس جہنم مین بھیجتا ہون یہ کہتے ہی کہتے نعمان
ہفت منظری قریب آگیا خونخوار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا اور
خود بھی ایک انی کی چوٹ تاکی اوسنے خالی دی چند طعن ردوبدل ہوئے ایک مقام
پر خونخوار نے جو نیزہ مارا تو نعمان نے چوٹ بچاکر اوسے بغل مین لے لیا اور دبا کے
بلیہرا جو بدلتا ہے تو نیزہ خونخوار کے ہاتھ سے نکل گیا خونخوار غصہ مین تلوار کھینچکر دوڑا
خبردار خبردار کہہ کے کمر کا ہاتھ مارا نعمان ان ضربون کو کب مانتا تھا تیغزنی مین اپنے
مثل ونظیر نہ رکھتا تھا کمر کا ہاتھ خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا کہ تلوار چھین لے
خونخوار بن دجال نے خود تلوار چھوڑ دی اور لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی

خوب خوب زور آزمائیان ہوئین داؤ پیچ کی مشق دونون نے دکھائی خونخوار
بن دجال مین کس زیادہ تو نعمان مین دم بہت وہ پہلوان تھا تو یہ نوجوان تھا
اوسکی قوت بے پناہ اوسکی پھرتی بے انتہا ایک مقام پر جرأت کرکے کمر مین ہاتھ
ڈالدیا جھٹکے ایک ہکہ مارا تو پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ کمر
تیسرے زور مین سر سے بلند کیا۔ دونون لشکر مین ایک غل بلند ہو گیا نعمان کی
فوج کی صدائے واہ اور خونخوار کے لشکر مین صدائے آہ بلند ہوئی نعمان کی اس
جرأت و طاقت پر بادشاہ کا کلیجہ ہاتھ بھر کا ہو گیا اس قوت و ہمت کو تائید
غیبی سمجھا مگر امر شدنی ہو کے رہتا ہے آئی ہوئی کبھی ٹلتی نہین جنگ ایک حال پر
قائم نہین رہتی یہ تو سمندر کا مدوجزر ہے طوفانی ہوا کا کیا اعتبار کبھی اودھر کی کبھی
ادھر کی ہے کبھی مشرق مین جوش کبھی مغرب مین خروش مگر نعمان ہفت منظری
نے جو کیا تھا وہ کرکے دکھا دیا کہ جان نثار اور بہادر یون لڑتے ہین اور خدا نے
بھی خونخوار بدکردار کے غرور کا سر نیچا کر دیا پھر قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہو کر
رہا ایک سردار خونخوار نے دھوکے مین آکر جبکہ نعمان ہفت منظری
اوسے سر سے بلند کر چکا تھا اوسکی کمر مین آکر خنجر بھونکدیا اس زخم کو نعمان
برداشت نہ کر سکا خونخوار ہاتھ سے چھوٹا اور اوسکے ساتھ ہی خود بھی زمین پر
گرکے واصل بحق ہوا اب خونخوار کی بن آئی تلوار لیکر کے قتل عام کرنے لگا
کفار سات لاکھ اور اہل اسلام چند ہزار یہ نعمان ہی کا دم تھا کہ اوسنے تیور پر
بل نہ آنے دیا اور اوسیطرح لڑتا رہا اور ایسے ایسے نامی سردارون کو مارا اور زیر کیا
اب اوسکی جگہ پر کون تھا جو فوج کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑتا اور اونھین سنبھالتا
بادشاہ کا وقت قریب ہی اوسے معلوم تھا خونخوار بدکردار نے اس ضعیف و ناتوان
بزرگ کو بھی قتل کیا تمام فوج اسلام مین اس حادثہ سے قیامت برپا ہو گئی
مگر ہفت منظر کا ایک ایک سپاہی گویا ہزار ہزار جانین رکھتا ہے بادشاہ اور
سردار دونون قتل ہوئے مگر جو سپاہی یہان کھڑا تھا گویا پہاڑ تھا کہ نہ کاٹے کٹتا تھا
اور نہ مارے مرتا تھا پیچھے ہٹنے کی قسم جس کے جسم مین جبتک جان رہی ثابت قدم
رہا نہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹا اور نہ اپنے مذہب سے منحرف ہوا خونخوار بد اطوار نے
چن چن کے مسلمانون کو مارا چوبیس گھنٹے موت کا بازار گرم رہا سب مسلمان
شہید ہوئے ہفت منظر مین اسلام کا نام نہ رہا کچھ رعایا اور چند دوکانداران
نے ہجرت اختیار کی باقی وہ بھی جہاد مین شریک ہو کر راہی جنت ہوئے سارا
اسباب رعایا اور دوکانداران کا اور کل مال و متاع بازارون کا فوج ابلیس نے
آپسمین تقسیم کر لیا اور شاہی خزانہ خونخوار بن دجال نے اپنے قبضہ مین
کیا جواہرات اور موتیون کا انبار اشرفیون اور سونے چاندی کا ڈھیر
لگ گیا ہفت منظر کا قلعہ مال و دولت مین تمام قرب و جوار کے قلعون سے
اور آبادی مین زیادہ تھا خونخوار بن دجال اس فتح پر جامہ مین پھولا نہ سماتا تھا

تھا آپ ہی آپ قہقہے لگاتا تھا شراب پی کے کبھی ناچتا کبھی گاتا تھا کبھی غصہ مین آکر اپنے
ہی سپاہیون سے لڑتا تھا خود بخود رجز خوانی کرتا تھا بے موقع بے محل شجاعت کا
دم بھرتا تھا دن بھر مسجدون کو گرواکے ابلیس خانے بنواتا اور رات بھر ناچ
گانے اور شراب و کباب مین مصروف رہتا یہان تو یہ رات دن عیش و عشرت
کر رہا ہے اب ایک نیا جملہ سنئیے کہ کچھ روز سے قلعہ ہفت منظر کے چند سردار
نامی گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر سیر و شکار کو گئے ہوئے تھے منجملہ اونکے
کیوان انجم سیاہ اور دراج درد گوش زرہاب خان و بیجن خان و
سہیل ستارہ پیشانی اور ایرج تاج بخش وغیرہ تھے اور انکے ہمراہ فتاح بن عمرو
بھی تھا جب یہ لوگ مع اپنی فوجون کے شکارگاہ سے واپس ہوئے تو انھون
نے اس حادثہ جانکاہ کو سنا کہ ادھر تو ملکہ قمر چہر کا انتقال ہوا اور ادھر خونخوار
بن دجال نے قلعہ پر سات لاکھ جوانون سے ایسا حملہ کیا کہ ایک مسلمان بھی نہ بچا
یہ سنکر سب کے ہوش اڑ گئے تمام سردارون نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے ملکہ اور
بادشاہ اور نعمان ہفت منظری کے غم مین دیوانے ہو گئے لیکن سب کے سب منچلے اور
بہادر تھے یون کب اپنی جان دینے والے تھے سب نے یہی صلاح کی کہ لڑ بھڑ کر جان
دیدینا چاہیئے جہان شاہ کیوان فلک رفعت گئے ہین ہم بھی اونھین کے عقب
مین چلے جائین دس ہزار سپاہیون سے یہ شکار کو روانہ ہوئے تھے انھین کو ہمراہ لیکر قلعہ
کے دروازے پر آڈٹے خونخوار نے اسد کے خوف سے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
اور فصیل قلعہ کے اوپر چڑھکر ایک لاکھ تیراندازون نے تیرباری شروع کی اب
لشکر اسلام زخمی ہونے لگا ادھر سے بھی تیراندازی کی جاتی تھی مگر اکثر تیر ہوائی ہو جاتے
تھے اور پایا نہین زیادہ توڑ نہ رہتا تھا ایرج تاج بخش نے دروازہ قلعہ پر دہلیز کے
نیچے ہاتھ ڈالا اور یا شاہ خیبر کہہ کے جو جھٹکا مارا تو پہلے ہی زور مین دروازہ کے بازو
پاکھون سے الگ ہو گئے اب جو پیچھے ہٹ کے ایک لات مارتے ہین تو دونون پٹ
اڑا اڑا کر دھم سم کرکے جا رہے ہے سیکڑون ابلیس پرست جو اوسطرف پھاٹک کے کھڑے
تھے کچل کر مر گئے اور دیوار کا بھی کچھ حصہ گر پڑا بہت سے زخمی ہو کر بھاگے اب کیا
تھا بیجن خان زرہاب خان اور کیوان انجم سیاہ اور دراج سہیل ستارہ پیشانی
بھی گھسے دسون ہزار جوان تلوارین گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے پھر تو بزن اور بکش
کے ٹھہر گئی ہر طرف سے دار و گیر کی آوازین آنے لگین قلعہ مین قیامت کبری برپا ہو گئی خونخوار
بن دجال برج قلعہ پر جا کر چھپ رہا ان شیرون کے نعرون اور تیغ زنی کو دیکھکر آنکھین بند کر لیتا
تھا مگر اوس ملعون نے زہر مین بجھے ہوئے تیر لیکر جھروکے سے ان نامی سردارون کو
مارنا شروع کیئے پہلا تیر اوسنے ایرج تاج بخش کے سینہ پر مارا تیر آکے سینہ مین گڑ گیا مگر
ایرج وہ دلاور تھا کہ اوسنے اسطرح تیر نکال کے پھینکدیا کہ جیسے ایک پھانس چبھ گئی تھی وہ
نکال ڈالی سینہ سے خون کا فوارہ جاری ہوا ایرج کو غش آنے لگا مگر وہ غش کو روکتا تھا
اور سنبھل سنبھل کر کافرون کی صفون پر آ پڑتا تھا جب اوسکی تلوار بلند ہو کے جھکتی تھی تو سو سو

پچاس پچاس کے خون مین ڈوبکر نکلتی تھی اب خونخوار اسی تاک مین وہان بیٹھا ہوا ہے کہ جو سردار کفار کے نرغے مین سے اونکو قتل کرکے اوبھرتا ہے اوسکو یہ تیر مار دیتا ہے اودھر دس ہزار سات لاکھ سے مقابلہ کر رہے ہین اودھر تمام زخمی ہو ہو کر بیہوش ہونے لگے ستارہ سہیل پیشانی کے حلق مین ایک تیر ایسا لگا کہ وہ پہلوان لڑکھڑا نہ رہسکا اور فرش زمین پر آیا در اج دُر در گوش ایک ایک وار مین صفین اولٹتا تھا مگر جب اوسکے بھی تیر لگا وہ بھی جانبر نہو سکا یہی حال زرہاب خان اور یحییٰ خان کا بھی ہوا انہین سے ہر ایک سردار نے کئی کئی ہزار ابلیس پرست مارے انکی تلوارین تجلی کیطرح گر کے ایک ایک حملہ مین سو سو دو دو سو کو جہنم واصل کرتی تھی آخرکار دسون ہزار جو ان کام آئے اور ڈھائی لاکھ ابلیس پرست مارے اور کل سردار جان بحق تسلیم کر گئے قریب ایک لاکھ کافرون کے قلعہ سے بھاگ گئے تھے فتاح بن عمرو نے یہ کیفیت جو دیکھی کہ ہر ایک سردار تیر کھا کے گرا ہے تو اوسنے خیال کیا کہ کدہر سے تیر آتے ہین معلوم ہوا کہ برج قلعہ پر سے کبھی کبھی کوئی تیر آجاتا ہے یہ فورا برج قلعہ پر پہونچا اوسکا دروازہ خونخوار بند کر کے بیٹھا تھا مگر فتاح بن عمرو نے ایک دوسرا راستہ پیدا کیا اور لوٹتی ہوئی فصیل کیطرف سے چڑھ گیا دیکھا تو خونخوار بداطوار تیرون کا نشانہ تاک رہا ہے اور جھروکے مین سے جھانک رہا ہے فتاح نے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ کیا مردانگی نہ دکھاتا ہے کہ عورتون کیطرح چھپا ہوا تیر لگا رہا ہے لے تیری قضا سر پر آپہونچی خونخوار نے وہین سے ایک تیر مارا فتاح نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا اور جھپٹ کے سر پر پہونچا خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا خونخوار بیدست اپنی جگہ سے پیترا بدل کے ہٹے تب تک تلوار سر تک پہونچگئی اور دو اونگل اوتر گئی خونخوار نے اب داستانہ مارا فتاح کی تلوار اوچھٹ کے اوچھی ہوگی اوسنے چاہا کہ اب سنبھلنے نہ دے دوسرا وار پھر کرے کہ عقب سے خونخوار کا ایک سردار آپہونچا اور اوسنے آتے ہی فتاح کے کہین خنجر بھونکدیا فتاح جگر کھا کے گرا اور وہ بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ ملک عدم کو چلا گیا خونخوار کو پھر فتح حاصل ہوئی اور برج سے نیچے اوترا تو دیکھا کہ قلعہ کے اندر خون کا نالا بہ نکلا ہے اور سرون اور لاشون کا اسقدر انبار ہے کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لاشون پر لاشین دکھائی دیتی ہین کہین پاؤن دھرنے کی جگہ نہین ہے اب خونخوار نے جو حساب لگایا تو سات لاکھ مین صرف تین لاکھ آدمی رہگئے تھے تھوڑے سے بھاگ گئے تھے اور باقی سب کے سب قتل ہوگئے تھے ان باقیماندہ سپاہیون کے بھی حواس درست نہ تھے اور اسقدر گھبرائے ہوئے تھے کہ آپس ہی مین لڑ رہے تھے اور آنکھین بند کیے ہوئے تلوارین چلا رہے تھے خونخوار نے علم بلند کیا اور نقارہ بازگشت بجوایا اب سب کے ہاتھ رک گئے اور کئی ہزار آدمی بیہوش ہو کر گر گئے لاکھون آدمی انمین زخمی بھی تھے خونخوار بن دجال کی اس لڑائی مین دانت کھٹے ہوگئے تھے اوسنے دروازہ قلعہ کا پھر سے بنوایا اور ابکی مرتبہ بہت مضبوط و مستحکم تعمیر ہوا کیونکہ ایرج تاج بخش نے اوسے اوکھاڑ کے پھینکدیا تھا اور برجون اور کنگرون کی بھی از سر نو مرمت کرائی اور اونپر جھنڈے گاڑ دیئے اور پھریرون پر ابلیس علیہ اللعنت کا نام

اور اوسکی تعریف لکھی فصیل کو پھر سے درست کیا خندق زیادہ گہری کھودوادی اور اوسکا راستہ سرنگ لگا کے بنوایا غرضکہ از سر نو تمام قلعہ کی درستی ہوئی تجیل زور آزما بر اور تمہید زور آزما کو وہان کی حکومت دی اور پچاس ہزار جوانون کو اوسکی حفاظت کے لیئے مقرر کیا جب ان تمام کامون سے فراغت ہو گئی تو اب اپنے اپنے مصاحبین سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ اب کسطرف کا رخ کرنا چاہیئے کون کون سے ممالک مسلمانون کے یہان سے قریب ہین ہر ایک نے اپنی اپنی واقفیت اور معلومات کے موافق رائین دین کسی نے قلعہ ذو الامان کیطرف توجہ دلائی کہ وہان مال و اسباب بہت ہی اور وہین ناموس صاحبقران بھی قیام پذیر ہین کسی نے ملک اندلس کا حال بیان کیا اور اوسکی رونق و عظمت منوانے کی درخواست کی مگر خونخوار بن دجال کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ اندلس کو پہلے فتح کرنا چاہیئے اوسکے بعد قلعہ ذو الامان کی جانب روانہ ہونا مناسب ہوگا اس مشورہ کے بعد اوسنے حکم دیدیا کہ ہماری فوج کل کی روانگی کے لیئے تیار ہو جائے۔ تمام رات آلات حرب و ضرب اور ساز و یراق کی درستی کے لیئے تمام فوج مین انتظام و اہتمام ہوتا رہا علی الصباح خونخوار بن دجال معہ اپنے سرداران نامی و گرامی کے پہلے اپنے بت زرین سخنگو کے پاس آیا اسنے اوس بت کے آگے دست بستہ مؤدب ہو کر عرض کی کہ اے نائب خداوند مین نے جو کچھ کارہائے نمایان کیئے ہین اور مسلمانون کے تمام قلعون کو تاخت و تاراج کر کے اپنا سکہ بٹھایا اور بجائے دین اسلام کے ابلیس کا نام چلایا ہے اور تمام اہل اسلام کو قتل و غارت کیا ہے تو آیا کچھ خوشنودی آپکی ہوئی یا نہین بت زرین سخنگو نے جواب دیا کہ ہان اے بندۂ نیک تو نے بہت بڑا کام کیا اور ابد ولت اور خود خداوند ابلیس تجھ سے بہت خوش ہوئے بہشت مین تیرے لیئے جگہ تجویز ہو چکی ہی خونخوار نے گھبرا کے کہا کہ کیا اے نائب خداوند مین اب بہت جلد ابلیس کی خدمت مین بھیجدیا جاؤنگا ابھی تو مجھے بہت سے مہمون پر جانا ہے اور کئی قلعے فتح کرنا ہے یہ کہکے وہ گڑگڑانے لگا بت نے آواز دی کہ نہین ابھی تو نہین بلایا جائے گا ابھی بہت دیر ہے خداوند ابلیس سے کہکے ہم تیری عمر بڑھوا دینگے اب ہمارے واسطے حلوا اور شراب و کباب جلد لا خونخوار نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم دیا وہ کئی من حلوا اور کباب اور دو سو پیپے شراب کے مہیا کر کے لائے وہ سارا سامان اس بت کے جہنمی پیٹ مین جھونکا گیا وہ سب کھا لی گیا اور ڈکار کی آواز تک نہ آئی تمام شیاطین جو انسانون کے قالب مین وہان بیٹھے تھے کہنے لگے کہ یہ نائب خداوندی کی کرامت ہے کہ اسقدر حلوا اور اتنے پیپے شراب کے چڑھا گئے اور معلوم بھی نہوا کہ کیا ہوئی کہان گئی کسی اور بت مین یہ طاقت نہین کہ ایسا معجزہ دکھا سکے خونخوار بھی بہت خوش تھا کہ اوسکا تحفہ قبول ہوا اور نائب صاحب سبکا سب ہضم کر گئے غرضکہ خونخوار بن دجال نے اس خوشنودی اور قبولیت کے شکریہ مین بہت کچھ زیورات طلائی و نقرئی اور جواہر بیش بہا جو قلعون مین لوٹ مار کر کے خصوصاً قلعہ ہفت خندق سے پائی تھے نائب خداوند کے نذر کیئے اسنے اسے بھر زیادہ خوشنودی ظاہر کی اور مصاحبین اوسکے خونخوار کی تعریف سفارش کرنے لگے کوئی شیطان تو کہتا تھا کہ اے نائب خداوند اوسکو

کوئی عہدہ پیغمبری شیطانی کا دلا دیجیئے کوئی کہتا تھا کہ نہین آپ خود اسکو تنبی کر لیجیئے غرضکہ خوب آو بھگت ہوئی۔ پھر یہان سے رخصت ہو کر اپنے قیامگاہ پر آیا اور لشکر کو حکم دیا کہ کل ہم قلعہ اندلس کیطرف کوچ کرینگے تمام لشکر مین تیاریان ہونے لگین زنگ آلود اسلحہ صاف اور مصیقل ہونے لگے نیزون کی درستی اور نیامون کی چستی گھوڑون کے ساز و یراق درست کیئے گئے تیر زہر مین بجھائے گئے کمانون مین لوچ دیا گیا اور چھرون پر باڑھ رکھی گئی تمام شب سارا لشکر تیاری مین مصروف رہا جب شاہ خاور میدان مشرقی مین بر آمد ہوا اور سیاہ انجم نے روشنی کا گھونگٹ منھ پر لیا تو خونخوار بن دجال کی فوج تہار نے جانب ملک اندلس قدم اوٹھا دیئے اور تگ و پو سے ذرہائے گرد فلک تک پہونچا دیئے دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ہوا اچلا جا رہا ہے اور دماغ مین خیال تباہی اندلس پکار رہا ہے اوسکے سر مین جنگ و جدال کا ایک سودا ہے کہ سما گیا ہے اور بار بار اپنے سردارون سے کہتا ہے کہ دیکھو اب ملک اندلس قریب آ گیا ہے جاتے ہی قلعہ پر چڑھ دوڑونگا اور ذرا بھی توقف نہ کرونگا اکدم مین تو قلعہ فتح ہو جائیگا کونسا ایسا بہادر وہان ہے جو میرا مقابلہ کریگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھے روک لے اور سر میدان لوٹ لے یعقوب شاہ بادشاہ اندلس مجھ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے وہ میرے نام سے لرزتا ہے اور اوسپر کیا موقوف ہے ہر ایک پہلوان اور بہادر مجھ سے اسیطرح ڈرتا ہے غرضکہ یہ لاف و گزاف کرتا ہوا اچلا جا رہا ہے وہان اندلس مین یعقوب شاہ کو خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال نے قلعہ پر حملہ کرنیکا عزم کیا ہے اور بہت قریب پہونچ گیا ہے یعقوب شاہ نے وزیرنیکو کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا انتظام کرنا چاہیئے وزیر خوش تدبیر نے مہتر ادریس بن اندلس کو بھی اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ وہ بڑا ہی عاقل و فرزانہ تھا اور اوسکی ہوشیاری و عیاری کے آگے بھی ہر ایک اہم سے اہم معاملہ اور مشکل سے مشکل کام ہیچ تھا اوسنے عرض کی کہ حضور پر نور سپاہی کے چھتیس فن ہین اور بقول الحرب خدعۃ ہمکو اسوقت تھوڑا اور زیادہ دلیری سے کام نہ لینا چاہیئے کیونکہ فوج خونخوار سات لاکھ کے قریب ہے اور ہماری فوج چند ہزار گویا اوسکے لشکر کے مقابلہ مین کچھ نہین لہذا میدان جنگ مین مقابلہ کرنا بہتر نہین ہے ؎

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دینا چاہیئے اور بیس ہزار فوج ہمراہ لیکر اوس وادی کوہ مین جا کر چھپ رہنا چاہیئے جدہر سے اوسکا راستہ ہے اگر موقع ملے تو ایک لڑائی وہان لڑنا چاہیئے اور ضرور موقع ملیگا کیونکہ وہ راستہ ایسا تنگ ہے کہ دو سوارون سے زیادہ اوسطرف گزر نہین سکتے بس دو دو سوارون کو دو دو تیر کافی ہونگے درہ کوہ مین وہ اکدم سے کسیطرح نہین آسکتے ہمپر غالب آئین اسکے بعد اگر ہم دیکھین گے کہ اب یہان موقع ٹھہرنیکا نہین ہے تو وہان سے دوسرے کوہ پر شکوہ کے درے مین چلے آئین گے وہ سر ٹپک کے مر جائیگا اور کبھی ہمارا پتہ نہ پائیگا پھر جب وہ قلعہ مین آئیگا تو اوسے یہ خیال ہوگا کہ اہل قلعہ بھاگ گئے اور پھر وہ اطمینان سے آرام کریگا جسوقت ہم دیکھین گے کہ اب وہ غافل ہے تو پھر شبخون مارین گے

اس حکمت سے امید ہے کہ اوسپر غالب آسکین گے ورنہ بر سر میدان مقابلہ کرنا مضر ہوگا یعقوب شاہ مرد شجاع تھا اوسنے کہا کہ شبخون مارنا تو ہماری مردانگی سے بعید ہے ادریس نے گذارش کی کہ ہر کار بڑے بڑے بہادرون نے شبخون مارے ہین کرب غازی ایسے بہادر وجری نامور نے میرے باپ اندلس کو ہمراہ لیکر حاکم سومنات مغرب سکندرون ہیکلان کی فوج ظفر موج پر صدہا شبخون مارے ہین غرضکہ سپاہیون کا یہ کام ہے کہ جیسا موقع ہو ویسا کرین کچھ ضرور نہین سر تکہ مقابلہ کرکے اپنی فوج کو کٹوا دین اسمین بدنامی اور ذلت کی بات نہین ان کفار کے مقابلہ مین جسطرح ہوسکے غلبہ حاصل کرنا چاہیئے اگر دوچار شبخون ہمنے مار لیئے تو بس پھر کیا ہے خونخوار کی ساری خونخواری کرکری ہوجاینگی شاہ و وزیر نے آخرکار بعد رد و قدح کے اس مشورہ کو منظور کیا اور بیس ہزار فوج کو فوراً ہمراہ لے کر ایک وادی کوہ مین آکر جاگزین ہوئے وہان تک ابھی خونخوار بن دجال نہ پہونچا تھا لیکن جب اوس مقام پر آیا تو دیکھا کہ کوہ کے اندر بالکل تاریکی ہے اور راستہ اسقدر تنگ ہے کہ زیادہ آدمی ایک ساتھ نہین چل سکتے دو سوارون اور تین پیدلون سے زائد ایک ساتھ نہین چل سکتے مجبوری دو دو سوار آگے بڑھنے لگے تیر اندازون نے تیر کمان سے درست ہوکر یہ قصد کر لیا کہ جو دہانہ کوہ پر آئے فوراً اوسکے سینہ پر نشانہ پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے جو مقدمۃ الجیش کے دو سوار آگے بڑھے دونون کے سینون سے دو تیر زہر مین بجھے ہوئے پار ہو گئے گھوڑے تو آگے بڑھ آئے اور اونکی جگہ پر دو سوار اور آگے آگئے وہ بھی نشانہ تیر قضا نے اور آگے بڑھ کے گر پڑے ابتو جو سامنے آیا اوسنے فوراً تیر کھایا یہانتک کہ وادی تنگ تھی آگے بڑھنے کی جگہ نہ رہی پس ماندہ فوج مین تشویش پیدا ہوئی کہ یہ کیا بات لاشون سے وادی کوہ پٹ گئی ساری فوج وہین آکر ڈٹ گئی خونخوار کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دہانہ کے قریب آیا مگر خود تو خوف جان سے اندر نہ گھسا ایک عیار جاروس کو حکم دیا کہ اس حادثہ کو تحقیقات کرے وہ لیٹے لیٹے پیٹ کے بل چلتا ہوا اندر گھسا اور لاشون کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تیر خوردہ ہین اوسیطرح واپس آیا آکر خونخوار سے بیان کیا کہ جو سوار یا پیدل اندر جائیگا وہ ضرور تیر کھائیگا کیونکہ وادی کے اندر قزاق معلوم ہوتے ہین۔ خونخوار کو بہت ہی غصہ آیا کہ قزاقون کے چند نفر اتنی بڑی فوج کو روک لین یہ خیال کرکے اوسکا قہر و غضب اور بھی بڑھگیا اوسنے جاروس سے کہا کہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی فوج کے سد راہ چند اشخاص قزاق ہوجائین ضرور تمکو اسوقت کوئی تدبیر کرنا چاہیئے جاروس حکم خونخوار سے مجبور و ناچار ہوا مگر سوچتا تھا کہ اس اندھیری کوٹھری مین کیونکر گھسون اور کدھر جاؤن جس قزاق کے سامنے جاؤنگا وہ میری گردن توڑ ڈالیگا تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات یہ خیال کرکے وہ فوراً اوندھا ہوکے پیٹ کے بل غار مین گھسا اور بہت سارا رستہ اسیطرح طے کرتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ وادی کے اوس پار ہوگیا تو دیکھا کہ سامنے قلہ کوہ پر قلعہ اندلس نظر آ رہا ہے چارون طرف نظر دوڑائی تو کسی کا نام و نشان نہین قلعہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ بارڈ پاٹ کھلا ہے اب بے خوف و خطر

اندر داخل ہوا رعایا نے اندلس سے صاحب سلامت بھی بقاعدہ اسلام کیا اور کچھ حالات
دریافت کیے معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ حاکم قلعہ اور اوسکی فوج قلعہ کو خالی کر گئی ہے
اس نے چند واقفکار مزدورون کو بلایا اور اونسے کہا کہ ہم سوداگر ہین ہمارا کچھ اسباب
دہانہ کوہ کے باہر رکھا ہوا ہے مگر وہ اسباب گھاٹی کے اندر آ نہین سکتا اگر کوئی اور
راستہ ہو تو ادھر سے ہمارے ساتھ چلکر لے آؤ ہم تمھین بہت خوش کرینگے مزدورون
نے کہا کہ سب راستہ تو ہے مگر کئی کوس کا پھیر پڑیگا سارے پہاڑ کا چکر کاٹنا پڑیگا
جاروس نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہم تمکو اجرت پوری جو کہوگے وہ دیدینگے مزدور
راضی ہوئے اور جاروس کو ہمراہ لیکر چلے درحقیقت دو تین کوس کا چکر پڑ گیا اور
جاروس کو راستہ معلوم ہو گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب لشکر قریب ہے تو اوس نے
مزدورون سے کہا کہ اب یہ بتاؤ تمہاری اجرت کیا ہوئی اونھون نے کچھ رقم مانگی اور
جاروس نے فوراً حوالے کرکے رخصت کیا اور اپنے لشکر مین آکر خونخوار سے ملا خونخوار کو یہ
یقین ہو گیا تھا کہ جاروس کام آیا اسلیئے وہ برابر گھاٹی کے اندر آدمیون کو بھیج بھیج کے
نشانہ تیر اجل بنوا رہا تھا صدہا بیگناہ مارے گئے یہانتک کہ اب گھاٹی کے اندر گنجایش
نہ رہی تھی کہ کوئی قدم رکھے جاروس نے جاتے ہی خونخوار بن دجال کو دوسرا
راستہ بتایا اور قلعہ کا سب حال سنایا کہ یعقوب شاہ آپکے خوف سے قلعہ کو
چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اوسکی فوج بھی تتر بتر ہو گئی ہے دوسرے راستہ سے
چلکر فوراً قلعہ پر قبضہ کر لیجئے خونخوار جاروس کے اس کارگذاری سے بہت خوش
ہوا اور فوج کو واپسی کا حکم دیا ایک میل پیچھے ہٹ کر پہاڑ کی پشت کیجانب جو
راستہ پڑتا تھا ادھر روانہ ہوئے اور بہت ہی سرعت کے ساتھ چلکر قلعہ مین
پہونچ گئے کسی نے مقابلہ نہ کیا اور نہ کوئی مقابلہ کرنے والا وہان تھا قلعہ کا تمام
انتظام و اہتمام اپنے ہاتھ مین لیا اور سرگروہون کو بلوا کر اپنی اطاعت کا عہد لیا
رعایا اور بقیہ فوج کو احکام حکومت جدید سنائے سب نے طوعاً و کرہاً موقع و مصلحت
سے اقرار و عہد کیا گویا خونخوار نے قلعہ کو تسخیر کر لیا خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر طرف
سے مبارکباد کی آوازین آنے لگین ناچ رنگ شروع ہو شراب کباب کا دور چلنے
لگا نصف رات تک یہی شور و شغل برپا رہا اوسکے بعد تھکے ماندے منزلین طے کیے
ہوئے چلے آرہے تھے سب کے سب اپنے بسترون پر آکے سو رہے خونخوار بھی
شراب پی کے بدمست ہوا اور بالکل بیہوش ہو گیا یہان کا حال سنیئے کہ جب
مہتر افزلیس نے دیکھا کہ شام قریب آئی اور اب وادی مین کوئی قدم بھی
نہین رکھتا تو وہ قلعہ کیطرف تبدیل ہیئت کرکے روانہ ہوا یہان قلعہ مین خونخوار
کی گرما گرمی دیکھی نصف شب تک شریک جلسہ رہا جب دیکھا کہ اب سب کے سب
خود فراموش اور مست و مدہوش ہو گئے ہین تو واپس آیا اور یعقوب شاہ
سے عرض کی کہ حضور اب یہی موقع ہے فوراً لشکر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین گھس چلیئے اور
قتل عام ایک سرے سے شروع کر دیجئے پھر جب موقع دیکھیگا کہ اب یہان ٹھہرنا کچھ

ضرور نہین اور دست بدست مقابلہ ہونے لگا تو فوراً واپس آ جائیے دوسرے دن آپکی کمین نکلوائیگا
یہ سونچکر یعقوب شاہ نے بیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیئے اور بہت ہی خاموشی سے
قلعہ مین داخل ہوئے جس مقام پر لشکر خونخوار اوترا ہوا تھا اوسکے کنارہ آکر بیس ہزار
سوار صف باندھ کے نیزے ہاتھون مین لیئے ہوتے اور تلوارین میان سے نکالے ہوئے
کھڑے ہوگئے یعقوب شاہ کا اشارہ پاتے ہی پہلے ہی ہاتھ مین بیس ہزار کفار
جہنم واصل ہوئے پھر دوسرا اور تیسرا اسیطرح پے در پے چند حملے ایسے ہوئے کہ
پچاس ساٹھ ہزار سونے والون کو خواب عدم مین پہونچا دیا اب تو سارا لشکر چلا اوٹھا
یک بیک سوتے سوتے جو آنکھ کھول کے اجل کو سر پر سوار دیکھا تو مخبوط الحواس ہوگئے
کوئی کسی کی ٹانگ لاٹھی سمجھ کے پکڑ کے گھسیٹنے لگا کسی نے اپنے دشمن کو پتھر کھینچ مارنے کے لیئے اپنے
ہمراہی کی کھوپڑی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ لی کوئی اپنے دوستون سے دشمن سمجھ کے
لپٹ گیا بعضے غافل بدمست اس غل غپاڑے اور مار دھاڑ کو خواب سمجھ کے پھر آنکھین
بند کرکے لیٹ رہے غرضکہ سارے لشکر مین قیامت برپا ہوگئی ہر شخص کا حال دگرگون
تھا خونخوار بمقدار جو ہوش مین آیا تو اور بھی بدحواس ہو اچلا چلا کے لوگون کو پکارنے
لگا اور اپنے بستر ہی پر سے پکار کے للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ پائین یہ قزاق
ہین بدمعاش ہین شہرۂ آفاق ہین انکو فوراً گرفتار کر لینا رفتہ رفتہ قتل ہوتے ہوتے
لوگ ہوشیار ہوکر جنگ وجدال کے لیئے خوب تیار ہوئے سوار گھوڑون پر سوار ہوگئے
پیدلون نے تیر وخنجر سنبھالے سوارون نے نیزے نکالے مہتر ادریس موجود تھا
اوسنے یعقوب شاہ سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنیکا موقع نہین ہے نکل چلیئے جینک دو
سردار دم ممکن ہے کہ گرفتار ہوجائین یا کوئی پہچان لے پھر موقع غفلت کا نہ ملیگا یعقوب
شاہ نے اپنے سوارون کو روکا اور مہتر نے جو علامت واپسی مقرر کی تھی اوسکے
ذریعہ سے سب کو اطلاع دی اور خود قلعہ سے باہر نکل آئے جسکو جسوقت موقع ملا
فوراً نکل بھاگا تھوڑی دیر مین بیسون ہزار سوار وادی کوہ مین آکے جمع ہوگئے مہتر
ادریس نے انکی کارگذاری کا اندازہ کیا تو قریب ایک لاکھ آدمی کے انکے ہاتھوں
مارے گئے تھے مگر یہ لوگ یہان چلے آئے وہان آنکھین بند کیئے ہوئے وار پر وار
کیئے جا رہے ہین خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو مار رہا
تھا بلکہ جو جہان کھڑا تھا وہ اپنے آس پاس والون کو اپنا دشمن سمجھ کے قتل کرنے کے لیئے برچھیون
اور تلوارون کو جنبش دے رہا تھا صبح تک خوب مزے کی لڑائی رہی خونخوار بھی دور رہی سے
ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا اور بہت اچھی طرح اپنی فوج کو لڑوا رہا تھا جب سپر آفتاب
سے سیاہ انجم نے اپنے چہرے کی پناہ کی اور نور صبح نے سیاہ رویون کو آئینہ دکھایا تو
کیا دیکھتے ہین کہ ہر ایک اپنے ساتھی پر حملہ آور ہے کوئی غیر سارے میدان مین نظر
نہین آتا اسوقت ہر ایک نے نادم وخجل ہوکر سر جھکا لیا تلوارین شرم کے مارے
ہاتھون سے گر گئین ڈھالون مین منہ چھپایا خونخوار بہت جھنجھلایا ایک ایک سے
کہتا تھا کہ یارو یہ کیا ماجرا ہے آپس مین ساری رات لڑتے رہے مفت مین اپنی

ہی فوج کو پکڑتے رہے کوئی دشمن نہ تھا عجیب معاملہ ہے غرضکہ لاشین اٹھوائی گئین۔
زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی قیدی چھوڑے گئے خونخوار کو بہت قلق تھا جاروس
عیار کو بلوایا اوس سے کہا کہ تو بڑا غافل رہتا ہے تجھے خبر رکھنا تھی یہ تیرا منصب تھا کہ
تو ہوشیاری رکھے اور فوج کو مغالطہ نہونے دے اب تحقیقات کر کہ یہ کیا معاملہ
تھا آیا قزاق تھے یا اس قلعہ کی فوج نے شبخون مارا تھا۔ جاروس یہ سنکر بہت
محجوب ہوا مگر بہت خوب کہکر وہان سے روانہ ہوا یہان مہتر ادریس اسوقت یہ تبدیل ہیئت
ولباس موجود تھا خونخوار بن دجال اور جاروس کی گفتگو سنکے اوسکے پیچھے ہولیا
جاروس در قلعہ سے نکلکر نشانہائے سم اسپ دیکھتا ہوا قریب کوہ پر شکوہ پہنچا
ایک فقیر کی شکل بنکر اندر داخل ہوا تمام فوج کو وادی مین پوشیدہ دیکھکر واپس ہوا
لیکن مہتر ادریس نے جب یہ معلوم کر لیا کہ جاروس تمام حالات سے واقف ہوگیا یہ
جائیگا اور ہمارا سب کام خراب جائیگا تو اوس نے ایک عورت کا بھیس بدلا اور بہت
خوبصورت اور خوش وضع بنکر اپنی جسم پر مصنوعی زخم لگا اور کپڑون کو خون سے رنگا یہ تمام
ہیئت اختیار کر کے جاروس کے راستہ مین ایک کوہ کے غار مین لیٹ رہے
اور آہ وفریاد کرنا شروع کی جاروس جب اودھر سے واپس ہوا تو رونے پیٹنے کی
آواز سنکر متوحش ہوا ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ کدھر سے یہ دردناک آواز آرہی ہے
معلوم کیا کہ غار مین سے یہ صدائے فریاد وفغان آرہی ہے فوراً اوسطرف دوڑا
تو دیکھا کہ ایک حسین نوجوان عورت زخم خوردہ پڑی ہوئی چلا رہی ہے کہ اوسکی افسوسناک
آواز سے کلیجہ شق ہوتا ہے اوس کیطرف متوجہ ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نیکبخت یہ تیرا کیا
حال ہے کیون زخمی ہوئی ہے کس نے تجھپر یہ ظلم کیا ہے اوسنے رو کر کہا کہ ہائے مین کیا
کہون مجھپر ادریس عیار نے یہ ظلم کیا کہ مجھے دھوکہ دیکر اپنے ساتھ لگا لایا اور ہمصحبت ہوکر مجھے
تلوارون سے بلاوجہ کر گیا ہے بھلا مینے اوسکا کیا قصور کیا تھا ہان یہ خطا البتہ کی تھی کہ اوسکے
ہمراہ یہانتک چلی آئی اور جو اوسنے کہا وہ کیا جاروس بہت رنجیدہ ہوا اور اوسکو
ادریس پر کمال غصہ آیا کہنے لگا کہ اچھا تو اوس عیار مکار پر لعنت بھیج اور میرے ساتھ
چل اوسنے کہا کہین تم بھی میرے ساتھ وہی کام نہ کرنا جو اوس موئے نے کیا اور پھر
زخمی بھی کر گیا مین تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی مجھے تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے جاروس
نے کہا کہ نہین ہم تجھپر ظلم نہ کرینگے تیرا علاج کر کے تجھے بہت آرام سے رکھین گے
چل جلدی اوٹھ مجھے اور بہت سے ضروری کام ہین اسنے جواب دیا کہ کچھ خیر ہے مین اگر
چلنے کے قابل ہوتی تو یہان کیون پڑی رہتی مجھ سے اوٹھا نہین جاتا اسقدر پاس مو
نے مارا ہے جاروس نے کہا کہ اچھا میری پشت پر سوار ہو جا مین تجھے لیچلونگا
غرضکہ بہزار خرابی و دقت مہتر ادریس نے اوسپر سواری گانٹھی اور وہ لے کر
چلا تھون ہی کہ وہ کھلے میدان مین آیا ادریس نے پیرون سے تو تسمہ پا کیطرح اوسکی
پسلیون کی بڑی زبردست گرفت کر لی اور ہاتھون سے حلقہائے کمند اوسکے
گلے مین لٹکا دیئے اب جاروس نے یہ چاہا کہ تڑپ کے نکل جاتے مگر قفس

سر پر سوار ہو چکی تھی نکل کے کہان جا سکتا تھا فوراً گلقہائے کمند ہچی ہو گئے اور سواری مضبوط گتھہ گئی جاروس نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے لیکن اوس نے جنبش نہ کرنے دی اور کمر سے حباب بیہوشی نکال کے منھ پر مارا آواز دی منم مہتر ادریس بن اندلس او جاروس کیسا عیار ہے تو کہ مجکو نہ پہچان سکا دیکھ تو اب تیرا حال کیا ہوتا ہے تونے سب حالات ہم لوگون کے دریافت کیے تھے غضب ہی ہوا تھا یہ کہہ کے پشت پر سے سامنے آیا اور وہ بیہوش ہو کے گرا ادریس نے اوسکا پشتارہ باندھا اور اوپر ڈیرہ گرہ عیاری کی لگا کے پیچلا وادی کوہ مین پہونچکے یعقوب شاہ کے سامنے رکھدیا یعقوب شاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کس کو باندھ لائے ہو عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا تھا یہ جاروس عیار خونخوار بدکردار ہے قلعہ مین خونخوار نے اسکو لعنت ملامت کی کہ تیری غفلت سے شب کو یہ حادثہ ہوا اور اب تک تو نے خبر نہ لی کہ کیا معاملہ تھا قزاق آئے یا دشمن نے شبخون مارا تھا یہ طیش مین وہان سے اگر روانہ ہوا مین بھی موجود تھا پیچھے ہو لیا یہ صاحب یہان تشریف لائے اور اپ لوگون کا قیامگاہ اور کل حال دریافت کرکے واپس ہوئے تھے راستہ ہی مین سے ایک عورت کی شکل بنکر عیاری کی اور اسطرح اوسکو گرفتار کر لیا یعقوب شاہ نے اوسے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے کہا مین جاروس عیار خونخوار ہون بیشک مین نے اپنے مالک کی خیرخواہی کی تھی مگر نہ چلی یہ عیار زبردست ہے مین نے نہین پہچانا اب جو چاہیے سزا دیجیے یعقوب شاہ نے چاہا کہ اوسے گرفتار کر رکھے مگر دیگر سرداران ہوشیار و عاقبت اندیش کی یہ رائے ہوئی کہ اسکا قتل کرنا بہتر ہے قید رکھنے کا یہان کوئی موقع نہین ہے قلعہ ہوتا تو مضائقہ نہ تھا ادریس کی بھی یہی رائے ہوئی یعقوب شاہ نے اوسے قتل کر ڈالا اور مہتر ادریس کو خلعت عطا ہوا اور بادشاہ بہت خوش ہوئے ادریس نے آہ کی اور آنکھون مین اشک بھر لایا اور عرض کی کہ حضور! ہم لوگ اک دریائے مصیبت مین غوطے کھا رہے ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ساحل تک پہونچتے ہین یا نہین اس خلعت کی مجھے کیا خوشی ہوگی جبکہ مین یہ جانتا ہون کہ یہ آخری خلعت ہے ہان اگر خونخوار ملعون مارا جائے اور وہ پھر سے قلعہ ہمارے قبضہ مین آئے تو بیشک مین خلعت اور انعام خوشی سے لون بادشاہ نے اوسکو تسکین و تشفی دی اور کہا کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ ہم ان کفار کے ہاتھ سے خانمان برباد اور شہید ہون تو ہم راضی ہین اور ہماری بھی یہی خوشی ہے جو چاہے وہ کرے مالک و مختار ہے کسی کا کیا اختیار ہے اور اگر خونخوار کی قضا اوسے اس قلعہ مین لائی ہے تو دیکھنا کہ کس بری طرح سے مارا جاتا ہے تاہم تم لوگون کو مایوس نہ ہونا چاہیے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرتے رہو یہ سنکر ادریس دوڑا اور اوس نے جاروس کی پوشاک پہنی اور رنگ و روغن لگا کے اوسکی شکل بنکر قلعہ کیجانب روانہ ہوا یہان جاروس کا سخت انتظار ہو رہا تھا جب جاروس نقلی پہونچا تو خونخوار بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ جاروس کامیاب واپس آیا پوچھا کہ کیون اے مہتر جاروس کچھ پتہ بھی لگا اسنے کہا کہ خداوند بہت اچھی طرح مین

جاکے بچشم خود دیکھ آیا یعقوب شاہ چند ہزار سوارون کو لیئے ہوئے ایک کوہ کے اندر
پوشیدہ ہے رات کو اوسی نے شبخون مارا تھا اور کلہ تیر باری بھی اوسی کی فوج نے کی تھی
جسکی وجہ سے ہمکو چکر کھاکے قلعہ مین داخل ہونا پڑا تھا خونخوار اس پتہ کے معلوم ہونے سے
بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب اونکا قلع قمع کرنا چاہیئے جاروس نقلی نے کہا کہ ہان
یہ تو ضروری امر ہے اور اسی واسطے مین نے عرض کیا ہے مگر ترکیب یہ کرنا چاہیئے
کہ پانچہزار پیدلون کو ارزنگ ہیبت ناک اور مہمل زشت خو کے ہمراہ
بھیجدیجیئے مین بھی ساتھ جاؤنگا اور وہ مقام بتا دونگا جہان یہ لوگ پوشیدہ ہین بس
یہ فوج ظفر موج جاکر عین غفلت مین اونکا کام تمام کر دیگی خونخوار نے کہا کہ پانچہزار
پیدل کافی ہونگے جاروس نقلی نے کہا کہ حضور ساری فوج تو یعقوب شاہ کی بھاگ
گئی کچھ لوگ اوسکے ہوا خواہ اوسکے ساتھ رہگئے ہین اونمین وزیر اعظم اور اوسکا عیار مہتر
اور نیس بن اندیس بھی ہے خونخوار بہت خوشی سے اس تدبیر پر راضی ہوا
اور اوسنے ارزنگ ہیبت ناک اور مہمل زشت خو کو حکم دیدیا کہ پانچہزار
جرار سپاہی اپنے ہمراہی کے لیئے انتخاب کرکے لے جاؤ اور دشمنون کو قتل و غارت
کرکے جلد واپس ہو جبتک یہان تیاری ہوتی رہی اوسوقت تک جاروس وادی
کوہ مین اپنے بادشاہ یعقوب شاہ کے پاس گیا اور اونسے سب حال کہہ کے فوج کو ایسے
مقام پر متعین کرادیا کہ جب ارزنگ اپنے سپاہیون کو لیکر آئے تو زد مین رہے یہ
انتظام کرکے فوراً واپس گیا اور خونخوار سے جاکر عرض کی کہ حضور اب مین سبکو لیکر جاتا
ہون صبح سے دوڑ رہا ہون میرا عجب حال ہو گیا ہے خدا جانے کتنی مرتبہ مین
یعقوب شاہ کے لشکر مین گیا اور قلعہ مین آیا خونخوار نے پوچھا کہ آپ کیون گئے
تھے جاروس نقلی نے کہا کہ مجھے اطمینان نہ تھا اور مین نے یہ خیال کیا اگر یعقوب شاہ
بھاگ گیا تو مفت مین ہمارے پانچہزار جوان ہلکان ہونگے اور کوئی نتیجہ نہ نکلیگا
مگر آپکے اقبال سے ابھی تک سب موجود ہین بس یہی موقع ہے اس سے بہتر
موقع پھر نہ ملیگا خونخوار بن دجال یہ سنکے بہت خوش ہوا اور خلعت نیکنامی اور
ایک مالائے مروارید انعامی عطا کیا یہ خوشی خوشی اوسے لیکر ارزنگ کے پاس آیا
اور کہا کہ جناب آپ تیار ہوگئے اور آپکی فوج بھی تیار ہے ارزنگ نے کہا کہ ہان
سب تیار ہین جاروس نقلی ان سب کو پیدل ہمراہ لیکر چلا پہاڑون اور خندقون
کی ٹھوکرین کھلواتا ہوا اوسطرف لے جارہا ہے کوئی منہہ کے بل گرکے چلا اوٹھتا ہے
کوئی ٹھوکرین کھاکے گر پڑتا ہے یہ سب سوار تھے اور منتخب و آزمودہ کار تھے
انکو پیدل چلنے کی مشق نہ تھی اور پھر ایسے مقام پر کہ جہان دو گز زمین بھی برابر اور ہموار
نہ تھی ہر جگہ پتھرون کے انبار اور پہاڑون کے نشیب و فراز خندقون اور نالون اور
گھاٹیون کا عبور کرنا اوسکے علاوہ ایک مصیبت تھی اور اوسپر طرہ یہ کہ جاروس نقلی
خاصکر ان لوگون کو ایسے راستے سے لیگیا تھا کہ جو بہت ہی خراب اور ناہموار تھا
اسوجہ سے اور بھی وہ سب کے سب ہلکان ہوئے خصوصاً افسرون کی تو بہت ہی

بڑی گت ہوگئی اور ارزنگ اور رہحل زشت خو خونخوار بد دیانت پیٹتے رہ گئے تھے کیا ہمین کو بھیجنا تھا لاکھون آدمیون مین کوئی اس مصیبت کا اوٹھانے والا نہ تھا۔ ان کے پیرون مین بڑے بڑے آبلے پڑ گئے تھے اور بہت سے گر گر کے زخمی ہوگئے کسی کا منہ ٹوٹ گیا کسی کا کولا اور ترکیب کوئی نظر نہ آتا ہوا اور وہ اچھلا جا رہا ہے کوئی کولے پر ہاتھ رکھ کے منہ بنانے لگتا ہے غرضکہ عجیب وغریب چالون اور مختلف حالتون سے یہ پانچ ہزار اوس کوہ تک پہونچے جس کے اندر اونکے ملک الموت منتظر تھے جیون ہی کہ پانچون ہزار آدمی اوس تاریک اور تنگ وادی مین پہونچ گئے تو چار دس نقلی غائب ہوگیا اور فوراً پہاڑ کے دونون دہانون سے دونون فوجون نے گر کے قتل کرنا شروع کیا اب انکو بھاگنا تو درکنار ایک طرف جنبش کرنیکا بھی موقع نہ تھا اور اتنی گنجایش بھی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائین بعضے تو ایسے گھبرائے کہ دیوار کوہ سے سر ٹکرائے مر گئے اور باقیماندہ کو ان لوگون نے قتل کیا ارزنگ اور رہحل دونون معمولی حشرات الارض کیطرح مارے گئے کوئی لطف اونکی لڑائی کا دیکھنے مین نہ آیا چند ساعت مین سب کا خاتمہ ہوگیا ایک بھی بچکر نکل نہ سکا اونکی لاشین گھسیٹ کے گھاٹی مین ڈالدی گئین اور راستہ صاف کر دیا گیا اب ادریس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارگزاری کی بہت تعریف کی اور گلے سے لگا لیا ادریس نے عرض کی کہ حضور جو دم ہے غنیمت ہے دیکھئے اب خدائیتعالیٰ آگے کیا دکھاتا ہے ان پانچ ہزار سپاہیون کے قتل ہونے سے ہمکو اطمینان نہین ہو سکتا اب ادریس نے پھر قلعہ کا رخ کیا ادہر خونخوار بن دجال کے لشکر مین پہونچا تو یہان خونخوار ارزنگ اور رہحل کے لیئے بہت پریشان تھا کیونکہ دیر بہت ہوگئی اور شاہ خاور ندامت سے پردہ افق غربی مین روپوش ہو چکا تھا شب نے اپنی سیاہ چادر زمانہ پر ڈالدی تھی ادہر خونخوار بن دجال نے کئی آدمی اونکی خبر گیری کے لیئے روانہ کئے مگر جب وہ واپس آئے تو اونھون نے سوا اسکے اور کچھ نہ کہا کہ ہمین کوئی نہین ملا تمام پہاڑون اور گھاٹیون کو دیکھ آئے خونخوار بن دجال اب اور زیادہ پریشان ہوا آخر کار یہ امر طے پایا کہ بت زرین سخنگو سے اس معاملہ کو پوچھنا چاہیئے یہ بت ہمیشہ خونخوار بن دجال کے ہمراہ رہتا تھا اور بہت بڑی حفاظت اور تعظیم کے ساتھ ہمسفر رہتا تھا چنانچہ جب خونخوار بن دجال اس قلعہ مین داخل ہوا تو یہان بھی اوسنے اس کے لیئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا تھا اور وہ اوسی مین مع اپنے مجاورون کے موجود تھا اب خونخوار بن دجال اور چند سردار اس خیمہ مین آئے خونخوار بن دجال نے پہلے تو سجدہ کیا پھر کچھ جواہرات اور زر و گوہر اوس پر سے نثار کیئے اوسکے بعد دست بستہ عرض کی کہ اے خداوند مین اس معاملہ مین بہت پریشان ہون کہ چار دس عیار ارزنگ اور رہحل زشت خو کو مع پانچ ہزار جوانون کے لے گیا تھا تاکہ مسلمانون کو قتل

کرلئے مگر اب تک اونمین سے ایک شخص بھی واپس نہین آیا خدا جانے یہ سب کے سب
کیا ہوئے اور کدھر چلے گئے مین نے بہت سے جاسوس اور مخبر روانہ کیئے تھے
لیکن کسی کو اونمین سے ایک نفر بھی نہین ملا لہذا مین امیدوار ہون کہ اس امر
مین کچھ ارشاد ہو تاکہ مین اونکے حالات سے واقف ہو جاؤن بت زرین سنگنو ایک
مرتبہ جنبش مین آیا اور آواز دی کہ اے خونخوار بن دجال تو نہین جانتا ہی
کہ مسلمان بہت بڑے ہوشیار اور سخت جان ہوتے ہین سن پہلے تیرا عیار
جاروس ادریس کی عیاری سے گرفتار ہوا اور اوسے یعقوب شاہ نے
قتل کیا پھر ادریس اوسکی شکل بنکر تیرے دربار مین آیا اور تجھے یہ مشورہ
دیا کہ ارزنگ اور مہل زشت کو کہ پانچ ہزار پیدلون کے ہمراہ میرے ساتھ کردے
تاکہ مسلمانون کو قتل کرواؤن اس بہانہ سے وہ ان سبکو لے گیا اور ایک وادی مین لیجاکر
یعقوب شاہ کی فوج سے پامال کرادیا او خونخوار تو بڑا ہی غافل اور بیخبر ہے
خونخوار بن دجال یہ سنکر بڑا ہی نادم ہوا اور گڑگڑائے پوچھنے لگا کہ اے
نائب خداوند اب جلد کوئی تدبیر بتایئے کیونکر ان خدا پرستون پر فتح حاصل کیجائے
ہر چند کہ بت زرین سنگنو اوسکا نائب خداوند اوس سے بہت ہی ناراض تھا
مگر جب خونخوار بن دجال نے بہت منت سماجت کی تو اوسنے کہا کہ ان مسلمانون
کے تباہ کرنے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ قریب بیابان پوشیدہ جو کوہ ہے اوسکی وادی
مین یعقوب شاہ مع بیس ہزار سپاہ کے چھپا بیٹھا ہی تم اپنی فوج کو روانہ کردو کہ دونون
جانب سے آگ لگادے سب کے سب جلکر خاک ہو جائینگے یہ سنکر خونخوار بہت
خوش اور مطمئن ہوا اور چند ہزار آدمیون کو مع ایک سردار کے منتخب کرکے
اس کام پر مستعد کیا یہ تمام لوگ روانہ ہوئے ادریس عیار کو یہان خبرگیری
مین اسقدر دیر ہوئی کہ جب یہ لوگ طیار ہوچکے تو وہ آکے پہونچا اوسکی سمجھ مین نہ آیا
کہ یہ لوگ کیون اور کس لیئے قلعہ سے باہر جارہے ہین مگر تبدیل ہیئت کیئے ہوئے
یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا راستہ مین بھی اسکو کوئی پتہ نہ لگا اور نہ آخر تک اونکے
ہمراہ رہ سکا کیونکہ وہ سوار تھے اور یہ پیدل تھا ان سوارون نے جاتے ہی پہاڑ
کے دونون جانب آگ لگادی جب ادریس وہان پہونچا تو دیکھکر کف افسوس
ملنے لگا اس نے بہت کوشش کی کہ اندر چلا جائے مگر راستہ نہ ملا اور نہ
یعقوب شاہ کا کوئی سپاہی باہر نکل سکا وہان یہ حالت ہوئی کہ چارون طرف
سے آگ کے شعلے بلند ہوتے اور لوگ جلنے لگے پہاڑون مین جو آگ لگی تو چٹخنے لگا
اور پتھر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کے لوگون کو زخمی کرنے لگے چشمہ کا پانی کھولنے لگا اور
ایکدم سے اوچھلنے لگا بیابان پوشیدہ کے تمام اشجار انار آتشبازی بن گئے اور
ہر طرف سے قلنا یا نار کونی بردًا و سلامًا علی ابراہیم کی آوازین آنے لگین آگ کے
شعلے اک لمحہ مین اسقدر بلند ہوئے کہ قلعہ کوہ سے گذر گئے اور اس آتش کے
مقابلہ مین آتشخانہ نمرود شرمندہ تھا یعقوب شاہ کی تمام فوج خدا سے فریاد کرنے لگی

اور یہ مناجات پڑھنے لگی ؎

مناجات

اے خداوند کارساز و کریم — مالک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند — آسمان ساز اور زمین پیوند
نقش پرداز کارگار جہان — کاتب نسخہ زمین و زمان
تونے برپا کیئے ہین یہ افلاک — خاک کو تونے دی یہ صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر — نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر
تجھ سے گوہر نے یہ چمک پائی — تونے انسان مین دی یہ رعنائی
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ — تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے — مرہم زخم سینہ ریشان ہے
رحم پر ہی تیری سب کو ناز — اے کریم اے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب مین ہون بہت حیران — شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روسیہ شرمسار و پر تقصیر — روز و شب بند معصیت مین اسیر
مبتلائے بلائے حرص و ہوا — پائے بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھپہ حال دل مولا — تیرے آگے بھلا کہین ہم کیا
ہم سزاوار نار تو ہے نور — ہم گنہگار تو خدائے غفور
اپنے ہر حال سے ہے تجکو خبر — تجھپہ روشن ہے اپنا خیر و شر
تو رحیم اور گناہگار ہین ہم — مغفرت کے امیدوار ہین ہم

مگر خدا کی مصلحت اسی مین ہے کہ اس دعا و مناجات کا نتیجہ عاقبت مین ملے لہذا اوسکو یہی منظور تھا کہ یہ لوگ اسیطرح درجہ شہادت کو پہونچین چند ساعت مین بیسون ہزار جوان جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور لوگ کفن کے بھی قابل نہ رہے ادریس کا یہ حال ہوا کہ اگرچہ وہ اس آگ مین نہ جلا تھا مگر بغیر آگ کے اوسکے تمام جسم مین آگ لگ گئی تھی وہ روتے روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے دیکھا کہ صدہا کوس تک چنگاریان اور پہاڑون کے پتھر چیخ چیخ کے جارہے ہین اب یہ وہان سے اوٹھا اور یعقوب شاہ اور دیگر اشخاص کے نام پر فاتحہ پڑھکے سوچا کہ اب یہان پہاڑون مین سر ٹکرا کے مرجانے سے بہتر تو یہ ہے کہ اسد کی خدمت مین چلا جاؤن اور اونسے کہون کہ یعقوب شاہ کی یہ کیفیت ہوئی اور اسطرح بے گور و کفن رہگئے عجب نہین کہ وہ اچھی طرح عوض لین کے صاحب اقبال و شجاع اور صاحب غیرت ہین بغیر بدلہ لیئے ہوئے چین نہ لین گے یہ سوچکر ادریس تو ادھر روانہ ہوئے ادھر نوتخوار بن دجال کا حال سنیئے کہ جب اوسکی فوج یعقوب شاہ وغیرہ کو جلا کر واپس گئی تو وہ بہت خوش ہوا اور بت زرین نسخنگو کی خدمت مین آکر شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ جواہرات اور نقرہ و طلا نثار کیئے اور سیکڑون من حلوا اور صدہا خم شراب کے منگا کے اوسکے پیٹ مین جھونکے اوسکا پیٹ قعر جہنم تھا کہ جو چیز اوس مین پڑتی

تھی وہ غائب ہوجاتی تھی جب وہ سب دھر مار کرچکا تو خونخوار نے اوسکے خیمہ سے باہر
آکر اپنے تمام مشیران سلطنت کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اب یہان سے کسطرف روانہ ہونا
چاہئیے اور یہان کی حکومت کسکو دینا مناسب ہوگا۔ تمام سرداروں کی یہ رائے ہوئی کہ
فرسیل مشت زن کو قلعہ کا حاکم مقرر کرنا چاہئیے خونخوار بن دجال نے اوسکو بلاکر
خلعت حکومت سے سرفراز کیا اور تمام قلعہ مین احکام جاری کیئے کہ فرسیل مشت
زن کا حاکم قرار دیا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین کو لازم ہے کہ انکی حکومت اور احکام
کو تسلیم کرین اور دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ تمام آبادی قلعہ کے سرگروہون اور
معززین شہر کو بلاکر اونسے عہدنامہ لیئے اقرار اطاعت کرایا اور پچاس ہزار فوج جرار
اور آزمودہ کار اوسکی ماتحتی مین چھوڑی جب اس کام سے فراغت ہوگئی تو فوج کو
فراہم کرنا شروع کیا۔ ان لڑائیون مین جسقدر نقصان اوسکے لشکر کا ہوا تھا وہ چند روز
مین پورا ہوگیا اور سات لاکھ فوج جمع کی۔ اور دو سو جہازون کو طیاری کا حکم دیا۔ دریائے
اندلس مین بیڑہ جہازات لنگر زن ہوا۔ اور فوج مین تیاری ہونے لگی۔ واقف
کاران منازل نے بیان کیا کہ ملک زنگبار کو دریائی راستے سے روانہ ہونا چاہئیے
طویل شاہ زنگی اور ثریا تے زنگی حکومت کرتا ہے۔ خونخوار بن دجال نے پہلے
بت ورین سنخنگو کو ایک جہاز پر سوار کیا اور اوسکے ساتھ اوسکے خادمون کو بھی بٹھا
اپنی تمام فوج کو جہازون پر سوار کرکے اور خود سب جہازونکے درمیان مین ایک اعلی
درجہ کے جہاز پر بیٹھ کے روانگی کا حکم دیا۔ بیڑہ جہازات چند روز تک مناسب رفتار
سے روانہ رہا مگر ایک تند ہوائے مخالف ایسی چلی کہ اپنے سیدھے راستہ پر قایم نہ رہسکا
اور جدھر ہوا لے گئی اوسطرف روانہ ہوتے خونخوار اور اوسکی تمام فوج بہت پریشان
ہوئی ہر شخص خداوند ابلیس کو یاد کرنے لگا اور نائب خداوند کو پکارنے لگا جہاز
اوسی تباہی مین تھا اور کوئی اپنی اختیار سے وہانتک نہ پہونچ سکتا تھا خونخوار
نے بہت کچھ کوشش کی کہ اپنے جہاز کو اوسکے جہاز سے ملاوے اور اپنی تباہی پر مہربانی کی
امداد طلب کرے مگر یہ ممکن نہوا۔ ہرایک شخص کے پاس جو کچھ تھا اوسنے سمندر کو بھینٹ دیا
اور ابلیس کے نام پر لاکھون روپیہ کی اشیاء دریا مین ڈالدی گئین۔ کئی روز تک
ہوائے مخالف یکسان حالت سے چلتی رہی اور ساحل بیڑا نہ لگا مگر آخر کاران تمام
جہازون کا سلسلہ اپنی اختیاری رفتار سے روان دوان ہوتا ہوا ایک ساحل کے قریب
آکر رک گیا خونخوار اسکو غنیمت سمجھا کہ تمام جہازات دریا مین غرق ہونے سے بچے
اور خشکی کا منظر آیا اوس نے فوراً جہازون کو لنگر انداز کیا اور کشتیون کے ذریعے سے
مع چند سردارون کے ساحل پر اوترا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحرائے لق ودق ہے
اور کف دست میدان جہانتک نظر کام کرتی ہے ریت اور بالو کے ذرون کے سوا کوئی
شئے نظر نہین آتی نہ پہاڑون کی بلندی ہے نہ دریا کی روانی ہے نہ درختون کی سبزی
اور نہ مرغزارون کی بہار۔ سوائے بالو کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی سردارون کی یہہ
رائے ہوئی کہ اگرچہ یہ مقام سخت تکلیف دہ ہے مگر جبتک راستے معلوم نہو اور ان ممالک

سے پوری وقفیت نہو جاوے اور جبتک کہ ہوا موافق چلنے نہ لگے اسی میدان مین قیام
کرنا چاہیئے - خونخوار کی بھی یہی تجویز ہوئی اور خیمہ نصب ہونے لگے - تمام میدان
خیمون اور بارگاہون سے بھر دیا گیا اور سات لاکھ فوج جہازون سے اوترکر اوسمین
قیام پذیر ہوئی بڑی تلاش اور جستجو کے بعد دریافت حال کے لیئے ایک
شخص میسر ہوا اوسکو خونخوار نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ آیا یہ کوئی
ملک ہے یا جزیرہ یہان آبادی ہے یا نہین اگر ہے تو کون حکومت کرتا ہے اور
یہان کا زمین دار کیا مذہب رکھتا ہے اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ آغا بڑا بہت
عظیم الشان ملک ہے جیسا کہ تم نے کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا کئی کروڑ
باشندگان نے اس سرزمین پر آباد ہین اور یہان کی حکومت ہوت آئینہ پرست
کے قبضہ مین ہے - وہ خود اور اوسکی تمام رعایا طائفہ مین مذہب آئینہ پرستی
رکھتے ہین یہ سب لوگ پہلوان اور سپاہی ہین مگر ہوت آئینہ پرست
کی بیوی مبہوت جادو ساحر زبردست ہے اور صلصال بن دال بن دلہ
بن شمامہ جادو اور اوسکا بیٹا ہیکل بن صلصال بھی موجود ہین ایک زمانہ مین
زمیم جادو اور حزیم جادو ان دونو کو اوٹھا لائی تھین اسکا ذکر دفتر لعل نامہ
مین ہے - وہ دونون جادوگرنیان بھی یہان موجود ہین اور ارجال دیو سفید
اور قارن کوہ پیکر اوسکے سپہ سالار ہین ان دونون کی ماتحتی مین سات لاکھ
فوج جرار و آزمودہ کار ہر وقت تیار رہتی ہے - اس ملک کے بادشاہ
کی ایک دختر بھی جسکا نام طوفان سبز پوش ہے - ہم لوگون کی پرستش
کا یہ قاعدہ ہے کہ صبح اوٹھتے ہی آئینہ سامنے رکھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین اور
ہم لوگون کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا خداوند ہماری شکل مین ہمکو جلوہ دکھاتا ہے
خونخوار بن دجال اور اوسکے ہمراہی بہت ہنسے اور کہا کہ اے خود پرستو
آئینے مین تو اپنی آپ ہی صورت نظر آئیگی یہ تو خود پرستی ہوئی خداپرستی
کیسی غرضکہ اسی قسم کی گفتگو کرکے خونخوار بن دجال نے تسخیر ہرزہ گو کو
بلایا اور اپنے دبیر سے نامہ لکھوا کر تسخیر کو دیا نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اے
گروہ خود پرستان و سادہ لوحان تم بہت بڑے خوش نصیب ہو اتفاقات
روزگار و گردش لیل و نہار سے ہم اس مقام پر آکر فروکش ہوتے ہین
خونخوار بن دجال ہمارا نام ہے اور تسخیر ممالک ہمارا کام ہے تمہارا
مذہب خود پرستی ایک دین مہمل ہے ہر شخص اپنا آپ خداوند ہے آئینہ
پرستی کا بہانہ مقصود ہے اپنی صورت آپ دکھاتا ہے آگاہ ہو کہ ہم ابلیس
پرست اپنے عبودیت اور دین حق مین مست ہین بہتر ہے کہ اس
مذہب کو اختیار کرو اور ہماری اطاعت کا اقرار کرو - نائب خداوند میرے
ہمراہ ہے جو کہ ہر ایک حال موجودہ اور گذشتہ سے آگاہ ہے اور تمام
حالات ظاہری و باطنی سے ماہر ہے اوسکی قوت و عظمت بیان سے باہر

ہے ورنہ تمہارا ملک و فوج برباد ہوگی اور رعایا مفت مین ناشاد ہوگی یہہ نامہ لکھکر
خونخوار نے تسخیر کو دیا اور کہا کہ اس شخص کے ساتھ چلا جا تجھکو دربار شاہی
کا پتہ بتادیگا دہان جاکر یہ خط ہمارا جوت آئینہ پرست کے سامنے پیش
کرنا اور فوراً جواب لیکر واپس ہونا خونخوار بن دجال نے کچھ انعام اوس
مرد آئینہ پرست کو دیکر تسخیر کے ساتھ کر دیا ۔ دہان جوت آئینہ پرست
کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ کچھ لوگ طوفان سے تباہ ہوکر ساحل پر اوترے ہین اور
اونکے ہمراہ کچھ آدمی ہین مفصل حال دریافت کرنے کے لیے چند عیار جاسوسون کو روانہ
کیا تھا اتنے مین تسخیر ہرزہ کو اطلاع ہوئی کہ ایک نامہ دار اون مسافران تباہی زدہ
نے خدمت شاہنشاہی مین بھیجا ہے ۔ جوت جادو نے اوسکے اندر بلانے کا
حکم دیا جب وہ بارگاہ مین پہونچا تو دربان نے کہا کہ یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی دربار
مین جاتے پہلے آئینہ کو سجدہ کرلے اور ایک بہت بڑا آئینہ پھاٹک پر لگا ہوا تھا ۔
تسخیر سوچا کہ یہان کا قاعدہ یہی ہے حجت و تکرار کرنا فضول ہے اور بغیر اس رسم
کی پابندی کے اندر جانا محال ہے جب ایسا ہی ہے پھر اسکو اختیار کرنا چاہئے
اور اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا کوئی بیعزتی کی بات نہین ہے یہ سوچکر یہ راضی
ہوا ۔ دربان نے آئینہ کا پردہ اوٹھایا تسخیر سجدہ کرکے اندر آیا دیکھا کہ ایک
تخت عظیم الشان پر جوت آئینہ پرست نشہ شجاعت مین مست بیٹھا ہوا ہے
اور اوسکے قریب ملکہ جھوت جادو ساحرہ بدخو بصد غرور و ناز بیٹھی ہوئی ہے
چپ و راست ارجال اور قارن کوہ پیکر سپہ سالار دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے
ہین ۔ ایک جانب صماصال بن وال اور ہیکل بن صلصال آہنی دنگلون پر
بیٹھے ہین ۔ اور بڑے بڑے سرداران نامی قرینہ قرینہ اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون
پر بیٹھے ہین ۔ ہر شخص شجاعت سے جھوم رہا ہے قبضۂ شمشیر کو چوم رہا ہے ۔
قہر و غضب سے ہر ایک کے چہرہ پر خشم کا پردہ اور تار چڑھا ہوا ہے ۔ بار بار قبضہ
پہ ہاتھ اور مونچھون پہ تاؤ ہے تسخیر یہ شان دربار دیکھکر تھرا گیا جس کے چہرہ
پر نظر ڈالی خوف سے چلا آیا ۔ جوت آئینہ پرست نے چوبداران کو اشارہ کیا
کہ اوس کو ایک کرسی پر بٹھا دیا جب ذرا دل ٹھکانے ہوا اوس نے خط نکالکر
باادب پیش کیا ۔ چوبدار نے اوسکے ہاتھ سے خط لیکر دبیر کو دیا ۔ ادہر
صلصال نے جس کے قریب تسخیر بٹھایا گیا تھا کہا کہ تمہے کچھ حال خداپرستون
کا بھی معلوم ہے اوس نے دست بستہ عرض کی کہ صاحبقران اول و دوم
جب خانہ کعبہ کی طرف روانہ ہوتے بیابان کانچ پاج مین آگ لگی تو پھر
یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ جل گئے یا زندہ بچکے نکل گئے ۔ ادہر بدیع الملک
کوئی جوان اولاد صاحبقران ان مین سے ہے اوس نے خروج کیا ہے ۔
اور طلسم نہ طاق کے فتح کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے اجل اوسکا زور بندھا
اور ہر طرف اوسکی شجاعت و بہادری کا شہرہ ہے لیکن ہمارے حاکم

خونخوار بن دجال نے صدہا قلعہ مسلمانون سے خالی کرا لیئے چنانچہ اب اسوقت قلعہ اندلس کو فتح کرکے آرہے ہین اور جانب زنگبار جارہے تھے کہ راہ مین ہواے مخالف نے ادھر پہونچایا اور آپکا ملک دکھایا۔ ہمارے ہمراہ خداوندیت زرین سخنگو بھی ہین جنکو ابلیس نے اپنی نیابت دی ہے اونھون نے ہمارے ساتھ اقرار کیا ہے کہ ہم تمکو مسلمانون پر فتح دینگے تین لاکھ فوج خانہ کعبہ کیطرف بھی روانہ کی گئی ہے لیکن اوسکا حال نہین معلوم ابتک اوس نے کیا کارہاے نمایان کیئے۔ صلصال نے امیر حمزہ اور بدیع الملک کے ذکر پر ایک سرد آہ کھینچی تسخیر کو یہ معلوم ہوا کہ گویا اژدہے نے سانس کھینچی ہے اگر یہ جگر نہ بیٹھ جاتا تو اوسکے منہ مین چلا جاتا صلصال نے غمگین ہوکر کہا کہ اے ابلیس پرست اسوقت تو نے میرے دلپر برچھا مارا مین وہ بادشاہ تھا جسکے دامن مین نوشیروان نے آکر پناہ لی تھی روے زمین پر میری ہی صولت و عظمت کا مد مقابل نہ تھا میرے چار سردار [illegible] ایسے زبردست تھے کہ روے زمین پر اونکا مثل و نظیر نہ تھا ایک طہماس خان ترک خجندی دوسرا یزک خطائی تیسرا التمغاچ خان ترک اور چوتھا قیماس خان خاوری تھا میرے ساڑھے تین سو بیٹے اور دو سو داماد تھے انمین سے ہر ایک رستم اور روئین تن تھا۔ ترک فلک میرے ایک ایک بہادر سے تھرّاتا تھا لیکن کمبخت عمرو عیار نے ایک دم سے ان سبکو پھونک دیا اور حمزہ صاحبقران نے میرے تمام ممالک تباہ و برباد کر دیئے کوئی میرا نام لینے والا باقی نہ رہا ساری دنیا کے کانون مین نعرہ امیر حمزہ گونج کر بیٹھ گیا تھا اور اوسکی ضرب شمشیر کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہونچ گیا تھا ادھر تو حمزہ کی صولت و شجاعت اور ادھر خواجہ عمرو کی عیاری اور جرأت بس ان دونون نے مجھے خاک مین ملا دیا اب صرف مین اور میرا ایک بیٹا ہیکل زندہ ہے اور وہ بھی اسی وجہ سے کہ دونون جادوگرنیان جو اسوقت میرے قریب بیٹھی ہوئی ہین بزور سحر مجھکو یہان اوڑا لائی ہین ذرہ خان میرا [illegible] حمزہ سے ملگیا اور میرا ایک عیار یزک خطائی عمرو کا ایک شاگرد ہو گیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اپنے فرزندون اور پوتون کا بدلہ صاحبقران اور خواجہ عمرو سے یا اونکی ذریات سے لون خوت آئینہ پرست بادشاہ جلیل القدر ہے اور اسکے یہان بھی ایسے ایسے سرداران نامی و گرامی ہین کہ اولاد حمزہ اور شاگردان خواجہ عمرو دیکھکر بدحواس ہو جائینگے یہ بادشاہ میرے ساتھ دیگا اور مجکو قوی امید ہے کہ میرا ساتھ دیگا تسخیر خاموش سنتا رہا ادھر خونخوار بن دجال کا نامہ پڑھا گیا تو خوت آئینہ پرست قہقہہ مارکر ہنسا اور ایک عرصہ تک لاف و گزاف کرتا رہا

پھر منشی کو بلا کر جواب لکھوایا کہ اے خونخوار بن دجال تجکو اپنی سلطنت
پر غلو ہے تجھے کچھ سزا دینا ضرور ہے میرے کاہنون اور نجومیون نے
مجھے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ خونخوار بن دجال ہوائے مخالفت
سے بدنہاد ہو کر اس طرف سے گذریگا وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی اور
اب مجھے تیرے حالات سے مطلع کردینا ضروری ہے آگاہ ہو کہ بت
زرین سنجلو جو تیرا نائب خداوند ہے ایسے ایسے میرے سیکڑون غلام
ہین کیونکہ تیرا یہ نائب خداوند دراصل کوہ قاف کا ایک دیو ہے جو کہ
اپنے ملک سے خوف زدہ ہو کر بھاگ آیا ہے اسکا نام دیو بادبان ہے
میرے یہان ایسے ایسے پہلوان از قسم انسان و اجنا و دیوزاد موجود ہین جو کہ تیرے
دیو بادبان کو کان پکڑ کے لے آوینگے بہتر ہے کہ تو اوسکی بندگی سے
باز آ اور ہمارا مذہب قبول کر مین نے جو کہا وہ کر کے دکھادونگا اور
تیری ساری خونخواری خاک مین ملادونگا یہ خط لکھکر مسخیر کے ہاتھ مین دیا اور اسکی
خلعت و انعام دیکر رخصت کیا۔ یہان دیو بادبان کا ہمزاد موجود تھا وہ تمام
سردارون کو دیکھکر اور خط کا مضمون معلوم کر کے اوس دیو کے پاس واپس گیا اور
کل حال بیان کیا اور بہت ہی پریشان ہوا کیونکہ جوت آئینہ پرست نے جو کچھ
کہا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے جوت آئینہ پرست ایسا زبردست ہے اوسکی قوت خونخوار سے
دس حصے زیادہ تھی اس دیو کے ہمزاد نے یہ بھی یقین کرلیا تھا کہ جوت آئینہ پرست
کا سپہ سالار اوس دیو سے قوی تر ہے جسکو خونخوار نے بت زرین کے نام سے مشہور
کیا تھا اور نائب خداوند شیطان سمجھکر اوسے سجدہ کرتا تھا اس دیو نے خط کا مضمون
اپنے ہمزاد کے ذریعہ سے معلوم کر کے سوچنا شروع کیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے
مگر اسنے اوسوقت تک خونخوار بن دجال پر ظاہر نہین کیا جبتک کہ مسخیر نامہ
لے کر واپس نہین آگیا۔ اب جو نامہ خونخوار بن دجال کے پاس آیا
تو بہت ہی برہم ہوا اور اپنی عادت کے موافق اوس نے جوت آئینہ پرست
کو بے ہودہ باتین سنائین یہان ایک مخبر تبدیل ہیئت کیے ہوئے
مسخیر کے ساتھ آیا تھا وہ خونخوار بن دجال کی برہمی دیکھکر اپنے دربار مین
مین واپس گیا اور کل حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا اوسکو
جو غصہ آیا تو اوس نے ارجال دیو سہاک کو سامنے بلایا جب وہ دست
بستہ حاضر ہوا تو اوسکو حکم دیا کہ تو اسی وقت خونخوار بن
دجال کے لشکر مین گھس جا اور اوسکے بت زرین سنجلو کو
جو کہ دیو بادبان ہے اپنے آہنی گرز گران سے ہلاک کر یہ حکم
سنتے ہی ارجال دیو سہاک ایک لاکھ فوج ہمراہ لیکر فی الفور لشکر
خونخوار بن دجال باستعجال کیطرف روانہ ہوا۔ خونخوار بن دجال
کو جو اسکی ہنگامہ کی خبر ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور بت زرین کے پاس آیا

یہان

یہان بت زرین خود پریشان تھا ساری شیطنت بھولے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤن پھولے
خونخوار نے عرض کی کہ ارجال سپہ سالار حوت مقابلے کے لیئے آیا ہے بت زرین
بت بنا ہا بڑی دیر تک چپکا بیٹھا رہا جب خونخوار بہت رویا اور چلایا تو آواز آئی او
بندہ خود سر تیرا غرور حد سے گزر گیا تو یہ نہ سمجھا کہ خداوند ابلیس اور خود این جانب نے
تجھ کو صرف خدا پرستون سے مقابلہ کرنے کیلئے مقرر کیا ہے اور تیری مدد کا اقرار کیا ہے
نہ کہ تمام دنیا سے تو مقابلہ کرتا پھرے اور ہر ایک کے سامنے حکومت اور شجاعت کے دعوے
تو نے یہ نہ خیال کیا کہ آئینہ پرستی بھی ابلیس پرستی کی ایک شاخ ہے اور گو وہ ہماری
نیابت کو نہین قبول کرتا ہے مگر ہماری ہی بنائے اور بڑھائے ہوئے بندے ہین اب
ہم ان کو تباہ و برباد کرنا نہین چاہتے اب خداوند ابلیس تجھ سے ناراض ہو جائینگے
اور ہم اُن کے پاس چلے جائین گے کیونکہ اگر ہم تیرے پاس رہین گے تو تیری اعانت
کرنا ضرور لازم و واجب ہو گی ابلیس کو اس معاملے مین تیرا ساتھ دینا منظور نہین ہے
لہذا اب یہان ہمارا ٹھہرنا کچھ ضرور نہین یہ کہہ کے بت زرین خاموش ہوا اور دھوان
بن کر نکلنے لگا تھوڑے ہی دیر مین تمام دھوان خیمے سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو کر
غائب ہو گیا خونخوار اور زیادہ پریشان ہوا اُسے کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تھی اپنے سردارون
کو بلایا دل مضبوط کر کے حکم دیا کہ جاؤ اس ارجال کو راستہ ہی مین روک لو خبردار یہ آگے
بڑھنے نہ پائے سردارون نے کہا کہ حضور کسکی طاقت ہے کہ اُسے روک لے آپ دیکھیے
تو سہی کہ اُس کا قد کتنا بڑا ہے ساٹھ گز کا لانبا اور بیس گز کا چوڑا ہے تیرہ سو من کا گرز
اُس کے ہاتھ مین ہے ہم مین اتنی طاقت و قوت نہین ہے کہ ارجال کو روکین اور سر
میدان ٹوکین اُدھر ارجال آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا یکایک سامنے سے آکر
اُس نے قدم جمایا اور للکار کر آواز دی کہ او خونخوار ابلیس پرست بھیج اپنے بت
زرین سخنگو کو میرے مقابلے مین تا کہ مین اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرون اور
اپنے اس گرز گران سے اُس کا بھیجا نکالون خونخوار ابلیس پرست جرأت کر کے سامنے
آیا اور کہا کہ اے ارجال تم کو مجھ سے مقابلہ کرنا منظور ہے یا میرے نائب خداوند بت
زرین سخنگو سے اُس نے کہا کہ اس وقت تو مجکو یہی حکم ہے کہ مین اُس دیو بادبان
کا سر کچلون اور تو بھی اُس کے پھندے سے نجات پائے درحقیقت وہ ایک بھاگا ہوا
دیو ہے جو کہ قاف سے بھاگ کر یہان روپوش ہوا اور تجھ کو گمراہ کرتا ہے خونخوار
ابلیس پرست نے کہا کہ اب وہ یہان نہین ہے کسی طرف چلا گیا اور یہ کہہ گیا ہے
کہ مین خداوند ابلیس کے پاس جاتا ہون اگر اعتبار نہ ہو تو تم خود آ کے دیکھ لو اُسکا بت
خالی پڑا ہوا ہے اور قالب مین کچھ نہین ہے ادھر خونخوار سے یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر
ارجال کے پہلو سے ایک نعرہ ہوا کہ منہم سوار قدرت سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار
کھاروا پوش ارجال کے روبرو آکر کھڑا ہو گیا ہے اور للکار رہا ہے کہ او دیو زاد
تو بندگان ابلیس کو بہکاتا ہے اور اپنی بیدینی کی طرف بلاتا ہے آگاہ ہو کہ مجھ کو ابلیس
نے تیری سرکوبی کے لیئے بھیجا ہے اور میرا یہ گرز گران ہے اور تیرا بھیجا ہے ہمقدر بلند آواز

سے اُس نے یہ گفتگو کی کہ دونون فوجین تھرا اُٹھین اب اُس نقابدار نے خبردار خبردار کہکر اپنے گرز گران کا ارجال کے سرپر وار کیا ارجال فن سپہ گری مین ایک کامل تھا ضرب حریف زبردست دیکھکر اپنی جگہ سے ہٹ گیا گرز کا وار خالی گیا اور زمین پر اس زور سے دھاکا ہوا کہ گویا طبقۂ ارض پھٹ گیا غبار اس قدر بلند ہوا کہ ارجال اُس مین چھپ گیا نقابدار سمجھا کہ مین نے حریف کو مار لیا ہے اور پیوند زمین کر دیا ہے مگر دامن گرد شگافہ ہوا ارجال نے نعرہ کیا کہ باش ای یا دبان ــ۵ تو ضربے زدی ضربے مانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + یہ کہکر ارجال نے تیرہ سو من کا گرز گھماکر جو اُس کے کلے پر مارا تو اُس کا سر اس طرح پاش پاش ہوکر دھڑ پر سے اُڑ گیا کہ گویا تھا ہی نہین دیو نقابدار کی لاش زمین پر گرکر تڑپنے لگی ارجال نے طیش مین آکر اُسکو چیر کر پھینک دیا اور بڑی زور سے لشکر خونخوار کی طرف چلا یا کہ اے خونخوار لو سردار تمھارا نائب خداوند مارا گیا اب ابلیس کو بُلاؤ تاکہ اُس کو بھی مین اسی طرح چیر کر پھینکدون اب اپنے مذہب باطل سے باز آؤ ورنہ تمھاری بھی سرکوبی اسی طرح کیجائیگی اگر بجھے اسی وقت حکم آتا تو مین تم سب کو اسی وقت کچل کر مار ڈالتا خونخوار ابلیس پرست مین اب دم کہان تھا جو دو بدو گفتگو کرتا سمجھ گیا کہ درحقیقت بت زرین سخن گو دیو بادبان تھا جو کہ نقابدار بن کر آیا اور ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خیال کرکے اُس نے ارجال سے کہا کہ اے سپہ سالار مین اپنے اس خیال خام سے باز آیا ہون تم حوت آئینہ پرست سے میری سفارش کرو مین تم سے مقابلہ کسی طرح سے نہین کرسکتا تمھارے بادشاہ نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک تھا اگر تمھارے بادشاہ مجھے بلائین گے تو مین خود حاضر ہوکر اظہار اطاعت کرونگا اور اپنی خطا اُن سے معاف کرا ؤنگا۔ ارجال دیو بادبان کی لاش کو ہاتھیون پر لدواکر مع اپنی فوج کے واپس گیا۔ اور تمام معاملہ اور نقابدار کا مقابلہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا آخر مین خونخوار کی سفارش کی اور کہا کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہے اگر اُس کی خطا معاف کیجئے اور بلا بھیجئے تو وہ دست بستہ حاضر ہوگا ہر وزیر و مشیر کی بھی یہی رائے ہوئی کہ خونخوار کی خطا معاف کردینا چاہیئے کیونکہ خدا پرستون کی دشمنی مین ہمارا ہم خیال ہے اُس نے بیسیون قلعہ مسلمانون کے قبضے سے نکال لیئے ہین اگرچہ ہم کو اُس کی شرکت ضرورت نہین لیکن اُس کو ہماری مدد کی ضرور احتیاج ہے اور جو شخص اپنا دوست بنے اُس پر ظلم کرنا شاہون کی شان کے خلاف ہے غرضکہ یہان یہ مشورہ طے پاگیا کہ خونخوار دربار مین بُلا لیا جائے اور ایک چوبدار کو روانہ کیا وہ چوبدار خونخوار کے خیمے مین حاضر ہوا اور اُس نے بادشاہ کا پیغام کہا کہ حوت آئینہ پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہے خونخوار یہ سُنکر بہت ہی خوش ہوا اور پانچہزار سردارون کو منتخب کرکے اپنے ساتھ لیا پوشاک جواہر کار سے مرصع اور اسلحہ جوہر دار سے مسلح ہوکر دربار شاہی مین داخل ہوا وزرا و امرا نے اُس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے تعظیم دی بڑی عزت و حرمت کے ساتھ حوت آئینہ پرست نے اپنے گوشۂ تخت پر خونخوار کو جگہ دی باہم کلام دوستانہ

و سخن محبتانہ ہو رہا ہے خونخوار کل احوال اپنی تمام لڑائیون کا بیان کر رہا ہے اور حوت آئینہ پرست بہت ذوق و شوق سے اُس کو سُنتا رہا جس قدر حالات خونخوار بیان کرتا جاتا تھا حوت آئینہ پرست کے دل مین قوت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا کچھ مشکل نہین اُس نے صلصال سے کہا کہ جب خونخوار نے خداپرستون کو اس طرح تباہ و برباد کیا کہ اُن مین مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا اور جس قلعے پر چڑھائی کی اُس مین کا ایک بھی متنفس نہ بچا تو تم کو بھی اپنی آل و اولاد کے خون کا بدلہ لینا کیا مشکل ہے صلصال نے کہا کہ خونخوار کی لڑائی خداپرستون سے ابھی نہین ہوئی البتہ مین خداپرستون سے لڑا ہون صاحبقران کی فوج کا ایک شخص خونخوار کی ایک لاکھ فوج پر بھاری ہے امیر حمزہ صاحبقران وہ شخص ہے کہ جس نے بڑے بڑے عفریتون کی ٹانگین چیر کے پھینکدین اور اُس کی نسل مین جس قدر ہین سب کے سب ایسے ہی ہین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طرار اُس کے ساتھ ہین اُنمین سے ایک عیار اگر خونخوار کی سات لاکھ فوج مین آجاوے تو سب کو جلا کر خاک کر دے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ تم خداپرستون کے رعب مین آگئے ہو اگر ایسا ہوتا تو خونخوار کی کیون نہ خبر لیجاتی غرضکہ آپس مین یہی گفتگو ایک عرصے تک ہوتی رہی بادشاہ نے خونخوار کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور کئی روز تک جلسہ رقص و سرود و شغل شراب و کباب ہوتا رہا پھر خونخوار نے رخصت کی اجازت طلب کی یہ صلصال اور حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا تم زنگبار کی طرف روانہ ہو ہم لوگ بھی عقب مین آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین

کہ اسد غازی نے قلعہ زرین حصار سے جو ہرکارے خونخوار بدکردار کی خبر لانے کو روانہ کئے تھے وہ واپس آئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ مہتر برق فرنگی اور جانسوز بن قران اول و سمک بلطائفی و چوا بن عمرو و فیروزہ بن عمرو اور نعبان خنجر گزار بن عمرو و عمران ختائی و یزک ختائی یہ آٹھون عیار خونخوار بن دجال کے مقابلے مین بڑی بڑی عیاریان کر کے شہید ہو گئے اور ملکہ جادو کو ان کا بہت بڑا غم ہوا آخرکار خونخوار نے اُس کے قلعہ پر حملہ کیا ملکہ جادو سوا سو مصاحبین کے ساتھ دریا مین غرق ہو گئی اور تمام قلعہ تباہ و برباد ہو گیا ہزارون لاکھون مسلمان رعایا شہید ہو گئی ایک متنفس بھی اسلام کا نام لینے والا نہ بچا اب خونخوار نے قلعہ عنطلی آباد کی حکومت انتر گر از دندان کی سپرد کی اور خود جانب اندلس روانہ ہوا یہ سُنکر اسد غازی کو ان آٹھون عیارون اور ملکہ جادو کے قتل و غرق ہونے کا کمال درجہ صدمہ ہوا اور بڑی دیر تک روتا رہا اپنے سردارون سے کہا کہ اب جانب عنطلی آباد روانہ ہو کل صبح کو ہم یہان سے چل کھڑے ہونگے تمام لشکر مین تیاری کوچ کی ہونے لگی آلات حرب و ضرب زنگ و خون سے صاف ہونے لگے سپاہیون

نے خود و زرہ درست و چست کیے سوارون نے ساز و یراق آراستہ کیے ساری رات انتظام و اہتمام مین بسر ہوئی جب شاہ خاوری نے قلعۂ مشرقی سے برآمد ہو کر لشکر سیارگان کو پسپا کیا تو اسد غازی اپنے خیمے سے نکل کر جانب عنظلی آباد روانہ ہوا پہلو مین ضرغام شیر دل مشورہ کنان ہم رکاب تھا اُس نے عرض کیا کہ قلعۂ عنظلی آباد ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر قلعہ مین ہزار آدمی ہون تو غنیم ایک لاکھ فوج سے اُس مین داخل نہین ہو سکتا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیے کہ انتر گرز دندان قلعے سے نیچے اُتر آئے اسد غازی نے اسد ثانی سے اس معاملے مین مشورہ کیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ عدلان شاہ اور فضلان شاہ اول مقابلے کے لیے روانہ کیے جاوین جب مقابلہ ہو تو یہ پسپا ہو جاوین تا وہ ان کا تعاقب کرے جب وہ تعاقب کرتا ہوا قلعے سے بہت دور نکل آئے اور پہاڑون کے تنگ و تاریک راستے ختم کر کے میدان مین آجاوے تو اُس وقت پلٹ پڑین اور ابراہیم بن مالک قلعے پر حملہ کر دین اس ترکیب سے بہت جلد فتح حاصل ہوگی یہ مشورہ آلکین مین طے ہو کر اسد غازی کو اطمینان ہوا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جاتے ہین جب قریب عنظلی آباد پہونچے تو فوج کے تین حصے کیے دس ہزار سوارون کی افسری عدلان شاہ اور فضلان شاہ کو مرحمت کی اور حکم دیا کہ تم در قلعہ کے مقابلے مین جا کر میرے نام کا نعرہ کرنا تا کہ وہ سب تم سے مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہون اور بارہ ہزار جو اُن قلعے پر حملہ کرنے کے لیے منتخب کیے گئے ان کے سردار ابراہیم بن مالک مقرر تھے اُن کو حکم ہوا کہ قلعہ کی بائین جانب وادی کوہ مین پوشیدہ رہین جس وقت انتر عدلان شاہ کا تعاقب کرے اور قلعے سے کسی قدر فاصلے پر آجائے تو تم اُس وقت قلعے پر دھاوا کرنا اور فوراً قلعے کے اندر داخل ہو جانا تیسرا حصہ فوج کا اسد غازی نے اپنے پاس رکھا اور ایک جنگل مین پوشیدہ ہو کر منتظر اس امر کے رہے کہ ان دونون فوجون مین سے کسکو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسد غازی نے مالک بن ابراہیم اور عدلان شاہ و فضلان شاہ کو اپنے موقع پر روانہ کر دیا اور کہا کہ تم مین سے جس کو اعانت کی ضرورت ہو گی مین فوراً پہونچ جاؤنگا کیونکہ ہم ایسے موقع پر قیام پذیر ہونگے جہان سے دونون مقام صاف نظر آتے ہین ادھر ضرغام شیر دل تبدیل ہیئت قلعے کے اندر داخل ہوا اور وہان کے کل حالات ضروری دریافت کر کے واپس آیا اسد غازی سے تمام حالات بیان کیے کہ قلعہ بہت مضبوط اور مستحکم ہے اگر وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا تو بڑی دقت ہوگی ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ مع دس ہزار سوارون کے روبروے قلعہ آکر مقیم ہوئے اور للکار کر آواز دی کہ باش او قرم سیاق نعرۂ اسد ۔ اسد شہسوار ارم کہ در روز جنگ * بدرم دل شیر و چرم پلنگ * انتر گراز دندان کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی کہ اسد غازی دس ہزار سوارون سے قلعے پر حملہ کرنے کے لیے آگیا ہے وہ مقابلے کے لیے بیٹھا تھا اسد کے نام کا نعرہ سنتے ہی قلعے سے باہر نکل آیا اور اپنے چلیپنوں

سواروں کو للکار دیا کہ خبردار یہ جانے نہ پائیں انھیں گھیر کر مار لو تمام فوج ایک دم سے
حملہ آور ہوئی دست بدست تلوار چلنے لگی عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو کفار جہنم واصل کر دیئے مگر ایک دم سے رُخ بدل دیا
اور پیچھے ہٹ کر گھوڑوں کو ایڑ دی دس ہزار سوار جو ایک دم سے مفرور ہوئے
اور انتر گراز دندان نے للکارا تو سب نے بڑے زور و شور سے تعاقب کیا
اسی زور مین قلعے سے بہت دور تک نکل آئے اُدھر مالک بن ابراہیم نے
موقع پا کر قلعے پر حملہ کر دیا اور ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے جگہ دیکھ کر
رُخ بدل دیا اب پھر نہایت زور و شور سے تلوار چلنے لگی اور لاش پر لاش دھڑا دھڑ
گرنے لگی نیزے کلیجے کے پار ہوئے ملک الموت نے جلد جلد روح قبض کرنا
شروع کی اُدھر اسد غازی نے دیکھا کہ ابراہیم بن مالک تو قلعے مین داخل
ہو گئے ہین اب کیا ہے غالبًا اب بہت جلد فتح کر لین گے اس لیئے دوسری جانب
سے انتر گراز دندان کی فوج پر حملہ کر دیا اب جو اسد غازی نے اپنے نام کا
نعرہ کیا تو انتر گراز دندان بہت گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہوا مین نے تو اسد کا
مقابلہ کیا اور اُس کا تعاقب کرتا ہوا یہان تک آیا اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے
لیکن پھر عقب سے اسد کے نعرے کی آواز کیونکر سے آئی پلٹ کر جو دیکھتا ہے
تو اپنی فوج کو چارون طرف سے گھرا ہوا پایا سمجھ گیا کہ قضا نے گھیر لیا اب جان بچا کر
نکلنا دشوار ہے دل مین سوچا کہ اب اسد کو ٹوکنا چاہیئے اگر اُس کو مار لیا تو لڑائی
فتح کی ورنہ قضا تو آہی چلی ہے کیا چارہ ہے دل مین یہ خیال کر کے وہ اسد غازی
کی آواز پر دریائے فوج مین شناوری کرتا ہوا آرہا ہے ادھر اسد غازی بھی اسی
فکر مین ہین کہ کسی نہ کسی طرح انتر گراز دندان سے مقابلہ ہو جاوے تو بہتر ہے
تاکہ جلد وارا نیارا ہو جاوے آخر کار دونون ایک دوسرے کے سامنے آ گئے
اسد غازی نے للکارا کہ باش او قرم ساق کدھر جاتا ہے میرے سامنے آ یہ سُنکر
انتر گراز دندان نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے خالی دے کر
ایک تھپڑ ایسا مارا کہ اُس کا منھ ٹیڑھا ہو گیا وہ فورًا گھوڑے پر سے کودا اور چاہا کہ
اسد غازی سے لپٹ جاوے اسد غازی نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
ایک جھونک دے کر بلند کیا اور اُچھال کر آتے آتے چور رنگ ہوا ہی کیا اب انتر
گراز دندان کی فوج نے گھونٹ کھایا ایک تو یونہین چارون طرف سے
پامال ہو رہی تھی اب بے سردار ہو گئی کیونکر لڑتی بھڑتی بھاگ کھڑی ہوئی مگر
بھاگنے کا راستہ کہان تھا سب نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور علم امان
بلند کیا اب اسد غازی نے ہاتھ روکا اور عدلان شاہ اور فضلان شاہ نے
اپنی اپنی تلوار نیام مین کی لڑائی کا خاتمہ ہوا قلعے کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ ایک
معمولی لڑائی کے بعد ابراہیم بن مالک نے قلعے پر قبضہ کر لیا اسد غازی بھی جانب
قلعہ روانہ ہوئے داخل قلعہ ہو کر ابراہیم بن مالک سے ملے ہر جانب سے [illegible]

مبارکباد بلند ہوئی لیکن اسد غازی کو ملکہ جادو اور عیارون کا اس قدر غم تھا کہ اس فتح کی کچھ خوشی حاصل نہ ہوئی قلعے مین پھر سے مسلمانون کی آبادی ہوئی اور کفر کا نام مٹایا گیا تمام خونخوار کی تابع فوج مطیع اسلام ہوئی اور سب نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اب چند ملازمان ابتر گراز دندان سے جو خونخوار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت منظر کی جانب روانہ ہوا ہے اب اسد غازی نے عدلان شاہ کو اس قلعے کی حفاظت کے لیے یہین چھوڑا اور فرمایا بہت ہی ہوشیاری سے رہنا اور ہر امر کی ہم کو اطلاع کرتے رہنا اور خود تیاری کوچ کرکے جانب ہفت منظر روانہ ہوئے ان کو تو اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے ان کا حال وقت پر بیان ہوگا لیکن اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان ہوتا ہے کہ خونخوار بن دجال جانب زنگبار منزل بمنزل براستہ تری و خشکی طے کرتا ہوا جا رہا ہے جب قریب زنگبار پہونچا تو طویل شاہ زنگی کو یہ خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال مع فوج بے شمار مقابلے کے لیئے آیا ہے طویل شاہ زنگی نے ثریا سے زنگی کو بلا کر مشورہ کیا کہ اے فرزند اس وقت کیا مصلحت ہے سننے مین آیا ہے کہ سات لاکھ فوج جرار خونخوار بن دجال اپنے ہمراہ لایا ہے یہ سنکر ثریا سے زنگی نے دست بستہ جواب دیا کہ سواے جنگ کے اور کوئی چارہ نہین معلوم ہوتا اور یہ تو سراسر ظاہر ہے کہ ہم کو اس کے مقابلے کا یارہ نہین طویل شاہ نے کہا اپنے تمام اعزا و احباب و خراج گزارون کو اس مضمون کے نامے لکھ کر روانہ کرو کہ خونخوار بن دجال نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ہے ہم سے کچھ بن نہین پڑتا یہی وقت اعانت و مددگاری ہے لہذا تم سب کو بہتر و مناسب ہے کہ جس قدر فوج فراہم ہوسکے اپنے ساتھ لے کر جلد آؤ یہ نامے لکھوا کر طویل شاہ نے چارون طرف روانہ کئے تین چار روز مین قریب تین لاکھ کے فوج جمع ہو گئی اب طویل شاہ نے حسین مغربی کہ جسکی عمر قریب بارہ سال کے تھی تمام عورتون کے ہمراہ بیابان سومنات مغرب مین روانہ کر دیا تا کہ وقت شکست ناموس کی بے حرمتی نہ ہو اور سلطان زرین اور فاخر سلطان بن زرین کو قلعے سے دو کوس کے فاصلے پر صف آرا ہونے کا حکم دیا اس کے یہان ایک عیار ہشام تیز پران تھا جس کو فوج خونخوار بن دجال کی خبر گیری کے لیئے روانہ کیا تھا اس نے ایک فقیر کا بھیس بدل کر لشکر خونخوار بن دجال کا رخ کیا اور وہان کے کل حالات دریافت کرنا شروع کیے رفتہ رفتہ بارگاہ خونخوار مین داخل ہوا عرض بیگی نے خونخوار سے آکر عرض کی کہ ایک فقیر در بارگاہ پر کھڑا ہے خونخوار تو اس فکر مین تھا ہی کہ کوئی شخص زنگی دستیاب ہو تو اس سے کچھ حالات دریافت کرے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس فقیر کو اندر بھیج دو فقیر اندر آیا خونخوار بن دجال نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور اسی ملک کا باشندہ ہے یا اور کہین کا اس نے عرض کی کہ مین اسی ملک کا رہنے والا ہون اور بھیک مانگ کر اپنی بسر

اوقات کرتا ہون آپ کا جو لشکر یہان آیا تو مین نے خیال کیا کہ سپاہی و بہادر بہت سخی ہوتے ہین مجھے میری حالت دیکھ کر خوشحال کر دین گے لیکن یہان آکر جو دیکھا تو سپاہی ہونے مین ان سب کے شک نہین ہر ایک پہلوان نامی رستم ثانی ہے اور ہر ایک سردار گرامی اسفندیار وقت ہے لیکن دیا کسی نے بھی کچھ نہین ان سات لاکھ آدمیون سے تو وہ تین لاکھ فوج بدرجہا اچھی ہے اگرچہ کم ور ہے مگر ہمین بہت کچھ دیا مالا مال کر دیا خونخوار بن دجال کو فقیر کی یہ آزادانہ گفتگو پسند آئی اُس نے کہا شاہ صاحب اگر آپ میری ملازمت کرین تو بہت مناسب ہے مین بہت خوشی سے آپ کو نوکر رکھ لونگا یہ سُن کر فقیر نے کہا کہ بابا اگر تیری یہی خوشی ہے تو یہی سہی کچھ دنون یونہین گزار دونگا لیکن مذہب کے بارے مین کبھی کسی طرح کی گفتگو نہ کیجاوے مجھے اپنے فعل کا اختیار رہے جو مذہب چاہون اختیار کرون یہ سُن کر خونخوار بن دجال نے جواب دیا اس سے آپ مطمئن رہین اس کا کبھی درمیان مین ہمارے آپ کے ذکر بھی نہ آویگا مذہب سے ہمین کیا مطلب ہے عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود کل باتین طے کر کے فقیر یہان رہنے لگا اور دربار خونخوار بن دجال کے یہان اس درجہ اس نے اپنا اعتبار بڑھایا کہ اُس کو اور کسی کا اُس کے مقابلے مین اعتبار نہ رہا جب شام ہوئی اور خونخوار بن دجال کے سونے کا وقت آیا تو ہشام تیز پران نے بارگاہ کے دربانون کو شربت کے ذریعے سے بیہوشی پلا دی سب پی کر بیہوش ہوئے اُس کے بعد اندر بارگاہ کے داخل ہو کر خونخوار بن دجال کے پاؤن دبانے لگا جب دیکھا کہ وہ غافل سو گیا ہے تو نفحہ عیاری مین بیہوشی رکھ کر اُس کی ناک کے نتھنون کے پاس لے گیا سانس لیتے ہی خونخوار بن دجال بیہوش ہوا ہشام تیز پران فوراً اُس کا پشتارہ باندھ کے اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگا کر لے چلا دربان تو بیہوش ہی تھے بعض اور لوگون نے پوچھا کہ شاہ جی صاحب یہ کیا آپ لیے جا رہے ہین تو اس نے جواب دیا کہ بھائی ہمارے سردار کے خیمے مین کتا گھس آیا تھا ہمین حکم ہوا ہے کہ اسے لے جا کر دریا مین چھوڑ دو یہ کہتا ہوا لشکر سے نکل کر سومنات مغرب کی طرف روانہ ہوا جب قریب فوج زنگبار پہونچا اور اپنی فوج مین داخل ہوا تو ثریا سے زنگی سے ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا کہ اے ہشام تو اس وقت ایسا فقیر بنا ہوا ہے کہ مین نے بمشکل تجھے پہچانا مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب آسیا جرد پر امیر حمزہ صاحبقران کا لشکر قیام پذیر تھا اور ہرمز و فرامرز کی فوج بھی فروکش تھی تو تو نے شرط بد کر لندھور بن سعدان اور کرب غازی پر عید کی تھی اب یہ کس کا پشتارہ لایا ہے ہشام نے دست بستہ عرض کی حضور یہ سات لاکھ فوج کا سردار ہے دجال کا بیٹا خونخوار ہے تو یہ بہت خوش ہوا اور فوراً حکم دیا کہ آہنگر کو بلاؤ اُسی وقت آہنگر حاضر ہوا خونخوار کو پابزنجیر کرنے کا حکم دیا آہنگر نے پابندی حکم کی جب خونخوار بن دجال کو ہوش آیا تو اپنے کو مقید پایا

اور دیکھا کہ غیر آدمیون مین قید آہن سے مسلسل پڑا ہون لوگون سے اُٹھ کر اُ کے پوچھنے لگا
کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ
مین کیا تھا مجھ سے آپ کو یہان اُٹھا لایا تھا یہان پر آکر ہم اور آپ دونون قید
ہو گئے یہ لشکر سلطان زنگی کا ہے افسوس ہے کہ آپ اتنے دور و دراز ملک
تو طے کر کے یہان آئے اور کچھ ہاتھ نہ آیا آہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے
مسلسل و مطوق کر دیا ہے ثریائے زنگی نے حکم دیا کہ اس بے حیا کو دربار مین
لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو خونخوار بن دجال پابزنجیر دربار
مین پہونچایا گیا ثریائے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو مین آکے
کھڑا ہو گیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کونسا قیدی ہے اسے اس وقت یہان
کیون لائے ہو ثریائے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ خونخوار
بن دجال ہے ہشام تیز پران اسے عیاری کر کے باندھ لایا ہے یہ سُنکر
طویل زنگی بہت خوش ہوا اور ثریائے زنگی سے اشارہ کیا کہ اس کو
ہدایت کرو شاید راہ راست پر آجاوے ثریائے زنگی نے بفصاحت و بلاغت
یہ تقریر کی کہ اے خونخوار بن دجال مین نے سُنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے
کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھ سے
پوچھتا ہون کہ کیا تجھ کو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے
کبھی یہ نہین سُنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے
کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اُٹھا لیا ہے تو نے اُس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا
ہے میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہین اور تیرا یہ
طریقہ دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ کوئی شیطان
بت زرین سخنگو کے نام سے تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ
و موجودہ کہتا ہے خونخوار بن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس
پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہون اور یہ وہ بت زرین سخنگو دراصل دیو بادبان
تھا وہ ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا جوت آئینہ پرست کی مین نے اطاعت قبول
کی ثریائے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اُس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی
بنایا یہ مذہب اُس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی
کی بات ہے بہتر ہے کہ خداوند حقیقی کو مان اور اُسی کو پہچان کہ اُس کے سوا کوئی
قابل سجدہ نہین اور سوا اُس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سُن کر خونخوار بن دجال
نے چین بجبین ہو کر جواب دیا کہ مجھکو قید کر کے جو چاہتے ہو کہتے ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ مین مجبور و
بیکس و بے بس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی
عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریائے زنگی نے جواب دیا
اگر زیر ہو گا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بے بس
کر کے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہونا

ہمارے خدا پر ایمان لانا اور اگر غالب آنا تو اپنے لشکر مین چلے جانا طویل نے یہ تقریر سُن کر آہنگرون کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار بن دجال درحقیقت بڑا زبردست و طاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ لاکھون آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج مین داخل ہوئے اور ہزارون سردارون کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا سُنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے مین زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا اور طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آکر بیٹھا اِدھر تو یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اور وہان اس کے لشکر مین جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ کے جاکر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے لشکر مین ہلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار کے لشکر مین جا کر جستجو کرین یہان ثریائے زنگی نے دو گھوڑے ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار بن دجال کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزین دو دو ہین ان مین سے ایک ایک اپنے واسطے منتخب کر لو خونخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ مین سے ایک ایک چیز اپنے لیئے پسند کی اور دریائے آہن مین غرق ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیئے تیار ہوا سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول مین اس سے مقابلہ کرونگا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے یہ سُن کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب ہے کہ مین اس کا مقابلہ کرون مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سُنی آخر ثریائے زنگی مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار بن دجال کے مقابلے مین آیا دونون باہم تگادرزن ہوئے کوئی تین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور اس سے کچھ کم سلطان کا دونون نے نیزے سنبھالے خونخوار بن دجال نے نیزہ تان کر مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزون سے چنگاریان نکلنے لگین اور دونون شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ ہر دوست دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعن کے آپس مین رد و بدل ہوئی ایک مقام پر جو خونخوار بن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان نے اُس کے نیزے کو اپنے نیزے مین اُلجھا کے ایک ایسی جھٹکی دی کہ نیزہ خونخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین کی صدا بلند ہوئی خونخوار نے نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی خالی بازی کوئی چیز نہین

مردان عالم ہر ایک لڑائی کا تصفیہ تلوار سے کرتے ہین یہ کہکر اور جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا سلطان زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ جوہر دار اور دست زبردست خونخوار سے سپر خیار تر کی طرح کٹ گئی اور تلوار سر مین اُتر گئی سلطان نے چاہا کہ دستانہ مارے مگر تلوار بجلی کی طرح گلو تک پہونچ کے کھنچتی ہوئی نکل آئی فاخر بن سلطان بے اختیار ہو گیا اور شاہ طویل زنگی بھی بیتاب ہو گیا اسی بے اختیاری مین اِن دونون کے منھ سے نکل گیا کہ مارلو اِس قرم ساق کو ہر چند ثریائے زنگی ہان ہان کرتا رہا اور اُس نے چاہا کہ مین تنہا مقابلہ کرون مگر بادشاہ اور سپہ سالار کا حکم پاتے ہی سب سردارون نے اُس پر ایک دم سے حملہ کر دیا خونخوار بن دجال اک نہنگانہ لڑنے لگا اور ثریائے زنگی خاموش ہو کر الگ کھڑا ہو گیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار کیا کہیگا کہ اکیلے آدمی پر اتنے ٹوٹ پڑے اور تنہا کوئی اُس سے مقابلہ نہ کر سکا اُدھر سرداران خونخوار بن دجال قریب لشکر زنگیان پہونچ چکے تھے اپنے مالک کے نعرے کی جو ان سب نے آواز سُنی تو اُنھون نے بھی وہین سے للکارا اور تلوارین اپنی اپنی کھینچ کھینچ کر دریائے فوج مین کود پڑے اور شناوری کرنے لگے اُنکے پیچھے باقی کل فوج بھی خونخوار کی آگئی اور اُدھر یہ تین لاکھ فوج بھی تیار ہو گئی بات کرنے مین دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے اور گھمسان کی تلوار چلنے لگی تلوارون کی بجلیان گرتی تھین نامرد خوف سے سہمے جاتے تھے اور بہادر سینہ سپر کئے ہوئے رستمانہ و دلیرانہ لڑ رہے تھے ہر جانب سے نعرون کی گرج سے کلیجے ہلاتی تھی اور ہر سو سرون کا مینھ برس رہا تھا خون کا دریا نہایت زور و شور سے بہنے لگا اور لاشین تیرنے لگین موت کا بازار گرم ہوا سر فروشیان ہونے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بحر ذخار بڑے ہی جوش و خروش مین آکر مل گئے ہین دونون فوجون کے نقیبون نے بڑھ کے خوش آیند آوازون سے دار فانی کی مذمت مین کچھ اشعار گانا شروع کئے اور اپنی اپنی فوجون کو جوش جرأت دلانے لگے اشعار

اے جوانان صف شکن دیکھو　　نہین رہنا ہمیشہ یان تمکو
آخر اک روز سب کو مرنا ہے　　سب کو دن زندگی کے بھرنا ہے
پھر سبھی کیون رہے کوئی باقی　　زندگی کسکی رہگئی باقی
ہے نہ رستم جہان مین نے سہراب　　نہ ہے دارا جہان مین نے دارا
نہ سکندر رہا نہ ہے جمشید　　نہ فریدون رہا نہ ہے خورشید
گو نہین انمین ہے کوئی باقی　　نام ہین اُنکے پر ابھی باقی
ہان یہی وقت ہے شجاعت کا　　ہان یہی وقت تو ہے جرأت کا
پیچھے ہٹنے نہ پائین پانون کہین　　آگے بڑھنے کی بھی جگہ تو نہین
رستم اسوقت مین اگر ہوتا　　وہ بھی جان اِس لڑائی مین کھوتا
روح اُسکی تمھارے ساتھ ہی ہان　　آبرو بس تمھارے ہاتھ ہی ہان

دیکھو دشمن کی فوج گھٹتی ہے	جتنا بڑھتے ہو تم وہ ہٹتی ہے
ایک حملے کی ہے کسر باقی	تھوڑے سے رہ گئے ہین سر باقی

اشعار پڑھ کر جانبین کے نقیبون نے اِس قدر جوش دلایا کہ ہر ایک نامرد مرد ہو گیا اِس لڑائی مین رستم و اسفندیار کا نام گرد ہو گیا ہر ایک سپاہی یہ چاہتا ہے کہ اپنے غنیم کی کل فوج کو ایک دم سے قتل کر ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے اور اپنے نام پر نقارۂ فتح و ظفر بجوا دے ادھر تو یہ جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے اُدھر طرفین کے سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے مقابل کے سردارون کو ٹوک ٹوک کے لڑ رہے ہین خونخوار بن دجال کے ایک سردار قسیل مشت زن نامی نے ثریائے زنگی کو ٹوکا آگے بڑھنے سے روکا خبردار خبردار کہکے تلوار کا وار کیا ثریائے زنگی نے خالی دے کر جو ایک ہاتھ جنیون کا مارا گردن سے قلب تک تلوار اُتر گئی اور ایک دم مین اُس کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈھی ہو گئی فاخر بن سلطان بھی لڑتا ہوا جا رہا تھا اور یہ ہاتھ جو ثریائے زنگی نے بڑی صفائی سے نکالا تھا اس نے بھی دیکھ لیا تھا بے اختیار واہ واہ کرنے لگا یہ تو ادھر محو چشم تھا اُدھر پشت پر سے خونخوار بن دجال کے ایک سردار فرزیل گرز زن نامی نے ایک گرز جو آکر مارا تو فاخر بن سلطان کے ہٹتے ہٹتے وار کارگر ہو چکا تھا ایک ہاتھ تلوار کا اس صفائی سے نکال کر گھوڑے سے گرا کہ ادھر اس کی لاش تڑپ رہی تھی اُدھر دشمن کا دم نکل رہا تھا اب ثریائے زنگی کو آکر زرہا دفیل زور نے للکارا ثریائے زنگی اُس کی آواز پر پہونچا پہلو سے خونخوار بن دجال کے نعرے کی آواز آئی اب ادھر مخاطب ہوا اور یہ تھا ہی اسی فکر مین کہ خونخوار سے تنہا مقابلہ ہو خونخوار نے دوڑ کے تیغے کا ہاتھ مارا ثریا گھوڑے سے کود کے خالی دے گیا کیونکہ اُس کا وار بلائے بے درمان تھا روکنا عین حماقت تھا خونخوار بن دجال بھی گھوڑے پر سے کودا پھر دوسرا ہاتھ مارا پھر ثریائے زنگی نے خالی دیا اور جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین کے خونخوار کے ہاتھ سے پھینک دے خونخوار پہلوان زبردست تھا تلوار اس نے نہ چھوڑی ثریائے زنگی نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی کلائی پر ڈال دیا خونخوار نے مجبور ہو کر ہاتھ سے تلوار کو گرا دیا اور لپٹ گیا ثریائے زنگی نے چاہا کہ خونخوار بن دجال کو اپنا زور دکھائے ایک ہی حملے مین چاہا کہ سر سے بلند کرے قضائے کار زرہا دفیل زور لڑتا ہوا یہان پہونچ گیا اس نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک برچھا لپک کے ثریائے زنگی کی پشت پر زور سے مارا سینے کے اُس پار سے اِس پار نکل آیا اب ثریا مین کیا تھا تڑپ کے زمین پر گرا یہ حادثہ دیکھ کر طویل زنگی کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا جھپٹ کر زرہا دفیل زور کے سر پر تلوار ماری اس نے سپر بلند کی تلوار جوہر دار سپر کو کاٹتی ہوئی سر مین زرہا د کے در آئی زرہا دفیل زور نے دستانہ مارا طویل زنگی کی تلوار اُچٹ کے پیٹ پڑی

اُدھر پہلو سے خونخوار ابن دجال نے خنجر مارا طویل زنگی کے جگر کے پار ہو گیا اور تڑپ تڑپ کر یہ بھی ٹھنڈا ہوا سلیم تیر انداز نے ہشام تیز پر ان کو تاکا کہ وہ بھی بفنون عیاری لڑ رہا تھا سلیم تیر انداز نے ایک تیر ایسا تاک کر ہشام کے سینے پر مارا کہ پشت سے نکل گیا وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا شہیر شیر سوار نے للکار کر آواز دی کہ اے بہادران خونخوار اب بقیہ فوج کو بھی گھیر کے مارو سردار تو ان کے مارے گئے اب یہ سب بے سردار کے ہین ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے کیونکہ شاہ زنگبار اور سپہ سالار تک کام آچکا ہے یہ سُن کر فوج زنگیان کے دل ٹوٹ گئے اور سب کے جی چھوٹ گئے ایک تو یون ہی شمار مین کم تھے اب بے سردار ہو گئے بالکل مجبور و ناچار ہو گئے اور فوج حریف شیر ہو گئی پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئی چند ساعت مقابلہ کر کے فوج زنگبار نے شکست کھائی ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل اور زخمی ہوئے باقی ماندہ قید ہوئے اور کچھ آزاد ہو کر جدھر سینگ سمایا اُدھر چلے گئے خونخوار ابن دجال نے طبل امان بجوایا فتح پائی اور قلعہ کا کل سامان ہاتھ آیا سبھون نے کمرین کھولین ہاتھ سے ہتھیار رکھے کوئی اپنی جگہ پر آ کے بیہوش ہو گیا کسی کا لڑائی مین دم اٹکا ہوا تھا خاتمے پر خود بھی ختم ہو گیا لاشین اُن کی اٹھوا کر دریائے زنگبار مین ڈالی گئین زخمیون کی مرہم پٹی کی گئی قلعے پر آ کے خونخوار نے قبضہ کیا مذہب آئینہ پرستی کا اعلان کیا اہل اسلام کو بلوا کے جلا وطن یا قید کیا خونخوار مردار خوار تھا اس طرح بھی اپنا صید کیا جہان تک ہو سکا اسلام کا نام مٹایا آئینہ پرستی کا سکہ جمایا مسجدین اور خانقاہین کھُدوا کے آئینہ خانے بنائے گئے کل عمارات اسلامی گرائے گئے ہر طرح سے مسلمانون کی خبر لی جہان تک ہو سکا اچھی طرح کسریٰ تخت شاہی پر بیٹھ کے لاف و گزاف کرنے لگا ہمچنین دیگرے نیست کا دم بھرنے لگا تمام سرداران و مشیران خونخوار ابن دجال آ آ کے اپنی اپنی جگہ پر کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہوئے ایک سردار نے پوچھا کہ حضور آپ غنیم کے لشکر مین کیونکر آئے تھے ہم لوگون کو سخت پریشانی تھی کہ یہ کیا حادثہ ہوا جو دفعتاً آپ گم ہو گئے تھے خونخوار ابن دجال نے جواب دیا کہ وہ فقیر نمک حرام جس کو نوکر رکھ لیا تھا در اصل عیار تھا بڑا ہی مکار تھا مجھے سوتے مین بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا یہان لا کر زنجیر و طوق مین خوب اچھی طرح سے مسلسل و مطوق کر کے دربار مین لایا ثریا کے زنگی نے مجھ کو نصیحت کرنا شروع کی مین نے کہا کہ یہ تو بڑی ہی نامردی ہے کہ قید کر کے ایسی باتین سُنائے ہو یہ نامردانگی اور شجاعت کے خلاف ہے یہ میدان مصاف ہے اگر ایک سے ایک آدمی مقابلہ کرے گا تو معلوم ہو کہ کون کیسا ہے اور یون تو جو ہو وہ بجا درست ہے ثریا کے زنگی نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری قید دور کئے دیتے ہین مجھ سے مقابلہ کرو اگر زیر ہونا تو ہمارا مذہب اختیار کرنا ورنہ اپنے لشکر مین سیدھے چلے جانا مین نے اس شرط کو منظور کیا اُنھون نے چاہا کہ آہن گر ملا کر

قید کو تڑوا ڈالیں میں کسی کا محتاج نہ تھا میں نے خود ہی ایک جھٹکے میں زنجیرون
اور بیڑیون کو توڑ ڈالا اُس وقت میں مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا
سلطان زنگی نے مجھ سے مقابلہ کیا فوراً میرے ہاتھ سے مارا گیا ایسی تلوار
مین نے ماری تھی کہ مع سپر کے سر سے کمر دو حصے ہو گئے بادشاہ نے تمہارے
سب سردارون سے کہا کہ اُس کو گھیر کے مارلو میں اب چارون طرف لڑنے لگا
مجھ کو یہ لوگ ہلوا سمجھے تھے مجھ اکیلے نے جس طرف رُخ کیا ستھراؤ کر دیا لاش
پر لاش گرا دی دہائی بلوا دی اتنے میں تم سب لوگ آ گئے حالانکہ تم لوگون
کی کچھ ضرورت نہ تھی ان سب کے لیئے میں اکیلا ہی کافی تھا جب میں چاہتا
سب کو مار کر نکل آتا غرضکہ اس طرح کے کلمات غرور و تکبر کے خونخوار بن
دجال ایک عرصے تک بکتا رہا اور سب سردار سر جھکائے ہوئے سُنتے رہے
اور ہان میں ہان ملاتے رہے اس کے بعد مشورہ ہوا کہ یہ خوشخبری حوت
آئینہ پرست کو بھی پہونچانا چاہیئے یقیناً وہ اس خبر کو سُن کر بہت خوش ہو گا
خونخوار بن دجال نے اس تجویز کو قرار دیکر ایک منشی کو بلایا اور اس سے حکم کیا کہ
شاہ حوت آئینہ پرست کی خدمت میں ایک نامہ اس مضمون کا لکھو جسکا مضمون
یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ میں بعد قطع مسافت و طے مراحل ملک زنگبار
میں پہونچا اور قلعے کے روبرو کچھ فاصلے پر صف آرا ہوا کہ اتفاق سے ایک
عیار کی عیاری مجھپر چل گئی اور وہ مکار مجھے بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا وہان
نے جاکر آہنی قید کا بندوبست کیا اور اپنے نزدیک ہر طرح سے مجبور و
ناچار کر دیا اور سپہ سالار اور بادشاہ زنگبار نے یہ ہدایت و نصیحت کی
کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور مذہب آئینہ پرستی چھوڑ دو کیونکہ یہ مذہب بالکل
خراب و واہیات ہے یہ سُن کر مجھ کو اس قدر غصہ آیا کہ میں نے زنجیرون
اور تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اُس وقت سب سے پہلے میرا مقابلہ
سلطان زنگی سے ہوا یہ پہلوان اور سب سے بڑا زبردست و توانا اور
نامی سردار تھا گویا سارے لشکر کی جان تھا میں نے جو اُس پر تلوار کا وار
کیا تو پہلے ہی وار میں مع سپر و خود و زرہ اور راکب و مرکب دو ٹکڑے
کر دیئے بس اُس کے مرتے ہی اُس کی فوج نے مجھپر چارون طرف سے حملہ کر دیا
میں نے باقبال شاہی دریائے فوج میں غوطہ مارا اور تن تنہا تین لاکھ فوج
سے لڑنے لگا کئی گھنٹے اکیلا لڑتا رہا ہزارون سردارون کو جان سے
مارا یہان تک کہ طویل زنگی شاہ زنگبار و ثریائے زنگی و سپہ سالار
سلطان زنگی و فاخر بن سلطان و زرہا دفیل زور اور تمام سرداران
زنگبار مارے گئے اُس کے بعد میرے سردار بھی سات لاکھ فوج کو ہمراہ
لیکر چڑھ دوڑے اب تو جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک گھڑی بھر میں سبکو قتل اور قلع
و قمع کر ڈالا ہر طرف سے آواز الامان الامان بلند ہوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی

جان سے مارے باقی لوگ قید و مقید ہوئے تعداد سے چند نکل بھاگے ہونگے ورنہ
کسی کو بھاگنے کا موقع حتے الامکان نہین دیا گیا قلعے پر آپ کے اقبال سے قبضہ
کر لیا ہے اور اب آپ کے حکم کا منتظر ہون اور راہ دیکھ رہا ہون کیونکہ آپ نے
تشریف لانے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ کو ابھی تشریف آوری مین دیر ہو تو مجھے
اطلاع دیجیے تاکہ مین دیگر ممالک اسلام کا قصد کرون۔ خونخوار بن دجال
نے اِس مضمون کا نامہ لکھوا کر تسخیر ہرزہ گو کو دیا کہ یہ بہت عقیل و سنجیدہ ہے اور
آداب شاہی اور قواعد نامہ بری سے واقف ہے یہ نامہ لے کر مع چند
جوانان جرار کے قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا شہر جوتیہ مین داخل ہوا
درِ بارگاہ پہ پہونچ کر اطلاع کرائی کہ نامہ بر خونخوار بن دجال کا حاضر ہے امیدوار
باریابی ہے تسخیر ہرزہ گو کے آنے کی خبر جوت آئینہ پرست کو ہوئی اُسی وقت
حکم باریابی ہوا یہ حکم باریابی پا کر داخل بارگاہ ہوا جوت آئینہ پرست تخت پر
بیٹھا ہوا تھا گرد سرداران نامی اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے تسخیر
پہلے تو آداب شاہی بجالایا بعد اُس کے نامہ خونخوار کا دونون ہاتھون پر
رکھ کر پیش کیا جوت آئینہ پرست نے میر منشی کو پڑھنے کا اشارہ کیا بموجب حکم
اُس نے پڑھنا شروع کیا جوت آئینہ پرست مضمون نامہ سُن کر بہت خوش ہوا
اور جواب نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے دوست وفادار و اے خیر خواہ
ما بدولت تمھاری اِس لڑائی کے فتح ہونے سے ہمارا دل بہت خوش
ہوا کیا کہنا تمھارا روے زمین پر کوئی مثل و نظیر نہین اگر رستم و اسفندیار رو
ئین تن ہوتے تو وہ داد تمھاری بہادری کی دیتے اور حلقۂ اطاعت اپنے کان
مین ڈالتے اور صلصال بن دیو بن شمامہ بھی تمھاری شجاعت اور مردانگی
کی تعریف مین رطب اللسان ہین لیکن اب این جانب کا قصد جانب ملک
زنجبار روانہ ہونے کا نہین ہے کیونکہ اب تم اُس کو فتح ہی کر چکے ہو اُس طرف
جانا تحصیل حاصل ہے لہذا میرا قصد ہے کہ مع صلصال بن دیو بن شمامہ
و دیگر سرداران نامی و گرامی قلعۂ ذوالامان کی طرف روانہ ہون راہ
مین چند مرحلے طے کرنا پڑین گے اُن کے بھی حالات سے تم کو اطلاع
دینا خالی از فائدہ نہین اوّل طولابہ سمرقندی کو قتل کرنا پڑیگا
پھر وزیر زرہ خان کو اور بلخ کو لیتے ہوئے براہ بخارا قلعۂ ذوالامان کے
اوپر چڑھائی کرین گے وہان پر بہیر فرخاری اور ملک قہرش بن ہوقیہ
طوفانی اور اقاش خون آشام اور مقبل خان اور دیگر سرداران
و ملازمان حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ سخت ہوگا بڑے بڑے معرکے پڑینگے
بہتر و مناسب ہے کہ تم بھی قلعۂ ذوالامان کی طرف جلدی روانہ ہو دیر نہ ہووے
کیونکہ عین وقت پر اپنے کو وہان پہونچاؤ اور جو راستہ کہ مین نے تم کو بتادیا
ہے اُسی طرف کے ممالک تسخیر کرتے ہوئے آؤ مین بھی عنقریب روانہ ہوتا ہون

یہ نامہ لکھ کر حوت آئینہ پرست نے تسخیر ہرزہ گو کو دیا اور دو روز اُس کو آرام دے کر روانہ کر دیا وہ تمام مسافت راہ کی طے کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیوں کے صحیح و سالم ملک زنجبار مین پہونچ گیا اور اپنے سردار کی خدمت مین حاضر ہوا خونخوار بن دجال نے جواب نامہ جو پڑھا تو خوشی اور کبر و نخوت سے گدھے کی طرح سے اور بھی پھول گیا جو کچھ الفاظ تکبرانہ باقی رہے تھے وہ بھی بک ڈالے دو ایک روز خوب جشن ہوئے شبانہ روز ناچ گانا ہوتا رہا اور رات و دن شراب و کباب کا شغل جاری رہا آخر کار روانگی کا انتظام ہونے لگا فرزیل گرز زن کو اِس قلعہ کی حکومت دی اور ساٹھ ہزار جوانان تہمتن اور دلیران صف شکن کو اُس کی اور قلعے کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا اور سب سے اقرار و عہد اطاعت فرزیل گرز زن لے کر قلعے کو خوب مضبوط و مستحکم کرا دیا اُس کے بعد جہازات کی تیاری کا حکم دیا کئی سو جہاز تیار ہوئے اور دریاے زنگ مین لنگر زن ہوئے خونخوار بن دجال اپنی نقصان فوج کو پورا کر کے اُن جہازون کے اوپر سوار ہوا اور مال و اسباب قلعہ از قسم جواہر قیمتی ہمراہ لے لیا اور جانب ہندوستان روانہ ہوا اب یہان سے کچھ حال اسد غازی بن کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ وہ قلعہ عنظلی آباد سے جانب قلعہ ہفت منظر روانہ ہوئے تھے تاکہ خونخوار بن دجال کی خون آشامی کا بدلہ لیا جاوے اور کفار کا خون اچھی طرح سے بہایا جاوے یہان یہ حادثہ ہوا کہ دُر دُر گوش عظیم بن دراج در در گوش نے قلعہ ہفت منظر سے الگ مع اپنے والد کے ایک صحرا مین پوشیدہ طور پر بود و باش اختیار کی تھی لیکن مخبرون نے تمہید زور آور برادر تمہید زور آزما کو آکر یہ خبر دی کہ ایک عزیز دار بادشاہ کیوان فلک رفعت کا ایک صحرا مین چھپا ہوا ہے تمہید زور آزما نے چند سوارون کو حکم دیا کہ اُس شہزادے کو جا کر گرفتار کر لاؤ وہ بمجرد حکم پانے کے فوراً اُس صحرا مین آکر موجود ہوئے بتلاش بسیار آکر در در گوش کو گرفتار کیا اور گرفتار کر کے تمہید کے پاس لائے تمہید زور آزما نے اُس غریب سے کہا کہ تمھاری جان کی خیر اِس امر مین ہے کہ تم مذہب ابلیس پرستی اختیار کر و یہ سُن کر در در گوش نے تمہید کو جواب دیا کہ اے تمہید کیا بیہودہ بکتا ہے جو مذہب ہمارے بزرگون کا تھا وہی مذہب ہمارا ابھی ہے ہم جان و مال کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے ہین کہ اُس کے خوف سے اپنے قدیم مذہب کو بدل دین اور ہمارے نزدیک مذہب اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب حق نہین ہے اِس مذہب کے آگے سب مذہب باطل ہین اگرچہ ایک زمانہ ہمارا وہ تھا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت نے مجکو اپنا بیٹا بنایا تھا اور اِس قدر مجھ سے محبت کرتے تھے کہ میری تکلیف سے اُنکو تکلیف ہوتی تھی مگر اب فلک نے یہ زمانہ دکھایا کہ نہ وہ خود رہے اور نہ میرا باپ ہی زندہ

ہے اور نہ سواے خدا کے کوئی اور ہے جو کہ ایسی مصیبت اور خوف آبرو کے
وقت مین ہماری مدد کرے اب جو تیرے اختیار مین ہو تو اُس سے دریغ نہ کر اگر ہمارا
خدا چاہیگا تو ہماری اعانت کریگا اور اگر اُس کو یہی منظور ہے کہ ہم بھی اپنے
بزرگون کے پاس جائین تو بہت ہی مناسب و انسب ہے تمہید پلید نے کہا کہ اگر
تمھارا خدا ایسا قادر ہوتا تو تمھارے بزرگون ہی کو کیون قتل ہونے دیتا ضرور
اُن کی مدد کرتا یہ بات دردرگوش کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ وہ رونے لگا اور
اپنے دل سے دعا کی کہ اے پروردگار اگر تیری یہی مصلحت ہے کہ تو مجھے میرے
بزرگون کی خدمت پہونچا دے تو خیر مجھے اسکی بہت ہی خوشی ہے مگر مین یہ دعا کرتا ہون
کہ تو بہت جلد اس مردود کو اس گستاخی کی سزا دے تاکہ اسے بھی معلوم ہو جائے کہ
ہمارا خدا کیسا قادر و زبردست اور منتقم حقیقی ہے ادھر تمہید نے جلاد کو حکم دیا کہ سر
میدان اس لڑکے کو قتل کر دو اور فوراً لیجاؤ ادھر اسکی مان نے جو اسکے ساتھ گرفتار
ہو کر آئی تھی بیتاب ہو کر یہ دعا کی کہ اے پروردگار یہ معصوم بیگناہ ہے اسکو کفار بلا
وجہ قتل کرتے ہین اور اسکے بعد مجھے اپنی آبرو کا خوف ہے میرے پروردگار مجھے ان
ذلت سے بچانا اور اسکی گستاخی کا مزا چکھانا ادھر اسکی مان یہ دعا کر رہی اُدھر دو حکم
قتل کے جلاد کو پہونچ چکے تھے تیسرا حکم ہونیوالا تھا کہ جانب مشرق سے ایک غبار نمودار
ہوا لوگون کی نظر اُس طرف لگی کیا دیکھتے ہین کہ ایک شیر دلیر سامنے سے للکارتا ہوا قضائے
مبرم کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے اُس شیر نے پوچھا کہ میدان مین یہ کسکو قتل کرنے
لائے ہین لوگون نے عرض کی کہ حضور عظیم دردرگوش بن دراج دردرگوش کو تمہید
نے قتل کا حکم دیا ہے وہین سے جلاد کو روکا اور ایک ڈانٹ ایسی بتائی کہ اُسکے
ہاتھ سے تیغ چھوٹ پڑی جلاد سہم کر پیچھے ہٹ گیا اُس جوان نے اپنے ایک آدمی کو کہ جسکا
نام طلحہ بن حنظلہ تھا تمہید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا کمسن ہے قتل کے قابل
نہین ہے بہتر ہے کہ اسکو چھوڑ دے تمہید یہ سُنکر بہت ہی چراغ پا ہوا اور کہنے لگا کہ
کہ مسافرون کو امور مملکت و سیاست مین کیا دخل ہے مین جہانتک پاؤنگا نام خدا پرستان
مٹاؤنگا تم اپنے جوان پہلوان سے کہدینا کہ تم اس معاملے مین دخل نہ دو تم جانو اور
ہمارا کام جانے طلحہ یہ کہکے اُٹھا کہ ہمارا جوان ایسا ویسا نہین ہے جو اپنی بات
کو ٹل جانے دے بات تو ذرا سی ہے مگر اسی مین خون کے دریا بہ جائینگے اور
کیا مجال ہے کسی کی جو اس نو عمر لڑکے کو قتل کر سکے طلحہ یہ کہکر اپنے لشکر مین آیا
واپس آکر کل کیفیت بیان کی جوان کو جو غصہ آیا تو جلاد اور سپاہیون کو کہ جنکی
حراست مین عظیم دردرگوش بن دراج دردرگوش تھا پٹوا کے نکلوا دیا اور عظیم
دردرگوش کو اپنی حفاظت مین لے لیا تمہید زور آزما اس واقعہ سے مطلع
ہو کر بہت غضبناک ہوا اور اپنے چند سردارون کو ہمراہ لیکر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر
آکر میدان مین [illegible] کے فوج آیا اور للکارا کہ او نو واردان و مسافران آوارہ گرد تم
کون ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو اور تمہین کیا حق تھا کہ ہمارے معاملات مین دست اندازی

اوس جوان نے جواب دیا کہ اے خود سر مغرور آگاہ ہو کہ ہم لوگ آئینہ پرست ہین اور حوت آئینہ مریت کی خدمت مین جا رہے ہین یہان ہم نے ماجرائے عجیب دیکھا کہ کمسن بچہ کو جلاد ناشاد قتل کر رہا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تمھارے حکم سے یہ بیگناہ قتل کیا جا رہا ہے بڑا افسوس معلوم ہوا کہ ایسے کم عمر معصومون کو اپنی تیغ ظلم سے ذبح کرتا ہے یہ تقریر سنکر تمہید کو سخت غصہ آیا مغلوب الغضب ہو کر تلوار کھینچ لی اور اپنے سپاہیون کو بھی للکار دیا ادھر سے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا جوان بڑی آن بان سے لڑنے لگا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ آگاہ ہو منم طلحہ بن عنظلہ تمہید لڑتا بھڑتا ہوا قریب طلحہ آ رہا ہے اور طلحہ بھی اپنے زور بازو سے صفون کو درہم برہم کرتا ہوا چاہتا ہے کہ تمہید کے نزدیک اپنے کو پہونچائے اور اس ظالم کو ظلم کا مزا چکھلائے آخر کار مقابلہ ہو ہی گیا تمہید نے جھپٹ کر تلوار کا وار کیا طلحہ نے دیکھا کہ ہاتھ اوچھا وارے کے بہت پھرتی سے نکلا ہے سپر کام نہ دیگی یہ ضرب روکنے سے نہ رکیگی فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اوسکے وار کو برق کیطرح آنکھ سے اوجھل ہوکے خالی دے گیا اور خود ایک ہاتھ مارا تو مرکب تمہید کی گردن قلم ہوئی وہ بھی گھوڑے سے کودا دونون پہلے سوار تھے اب پا پیادہ ہوتے حرب وضرب پر آمادہ ہوئے تمہید نے ایک وار وار انیارا کردینے والا کیا طلحہ نے تیغ کو تیغ پر گانٹھا اور اوچھا وار دے کے ایک ہاتھ جو مارا تیغ بیدریغ سر پر چڑھ کے گردن تک کاٹتی ہوئی کھینچکر نکل آئی اور تمہید گر کر تڑپنے لگا تھوڑی ہی دیر مین تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تمہید کی بے سردار فوج بیقرار ہوئی کچھ لوگ نکل جانیکا موقع دیکھنے لگے کچھ خون کا بدلہ لینے کے لیئے رہے کہ دفعتہً دامن صحرا سے غبار بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آندھی بڑی زور شور سے آ رہی ہے ایک لاکھ اسی ہزار کا لشکر جرار نمودار ہوا ایک دم سے سب نے بوقون کو دم دیا صحرا مین آواز گونجتی ہوئی پھیل گئی لڑنے والون کے ہوش پران ہوئے گھوڑے الف ہو کر پریشان ہوئے متواتر طرارے بھرنے لگے بدلگامی کرنے لگے دفعتہً اس فوج ظفر موج نے دونون فوجون کو گھیر لیا اور اسد نے نعرہ کیا ؎

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اس آواز سے سب کی رہی سہی جان بھی نکل گئی آسمان تک آوازہ پہونچا زمین دہل گئی اسد نے گرشاسپ دیلمی کو للکارا اور بجوش و خروش پکارا ؎

ابا تاج داری زمردی نشان	کمان کیانی و گرز گران

طلحہ بن عنظلہ یہ معاملہ دیکھکر بہت گھبرایا دوڑ کر اسد کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل ہوئی نیکی برباد گناہ لازم ہمنے تو ایک بیکس کی جان بچائی جسکی وجہ سے ہم پر یہ آفت آئی تمہید کو مارا اوسکی تمام سردارون کو للکارا وہ مسلمان تھا جسکو مین نے اپنی حفاظت مین لے لیا آپ بھی اوسی مذہب کے معلوم ہوتے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تنگ ہین اور آمادہ جنگ ہین اگر یہی ارادہ ہے تو بندہ بھی آمادہ ہے لیکن اوسکی بقیہ فوج کا قلع و قمع کر لون تو پھر آپ سے بھی فیصلہ کر لون اسد نے جواب دیا کہ ہم تم اوسی سے لڑنے کو آئے تھے تم سے کچھ مطلب نہین بلکہ اگر تم نے کسی مسلمان پر احسان کیا ہی تو

گویا ہمپر بھی احسان کیا یہ کہکر اسد نے ابراہیم بن مالک کیطرف رخ کیا اُنھون نے بوق بجایا اور اپنے زبان مین سبکو سمجھایا کہ گرشاسپ رود نیلی کی فوج کو چھوڑو اور تہمتید کے لشکر کیطرف منہ موڑو دوسرا بوق عدیل بن عادی کو سنایا گیا اور اونکو یہ سمجھایا گیا کہ دس ہزار سوار ہمراہ لیکر آگے بڑھ جائین اور قلعہ پر چڑھ جائین اودھر ابراہیم نے چن چن کے فوج تہمتید کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا اودھر عدیل بن عادی نے قلعہ ہفت منظر کیطرف رجوع کیا یہان انتظام ہوا کہ لشکر ابراہیم بن مالک نے تین صفین اسطرح جما دین کہ گویا حصار کی تین دیوارین اوٹھا دین طلحہ کے سوارون کو نکل جانیکا موقع دیا اور تہمتید کے سپاہیون کو پہچان پہچان کر مار لیا ایک دم مین سبکا فیصلہ ہوگیا کوئی قید کوئی قتل ہوگیا گرشاسپ اور طلحہ آپسمین انگشت بدندان اور حیران و پریشان تھے کہ ایسی قواعد دان فوج دیکھنے مین نہین آئی یہ چالاکی اور یہ پھرتی اور یہ ہاتھون کی صفائی یہ نہین معلوم ہے یہ کون شخص کون صاحب جرأت و ہمت ہی کوئی شاہزادہ عالی تبار معلوم ہوتا ہے چہرے سے وقار اور شان و شوکت آشکارا ہے نہین معلوم کس آسمان خسروی کا ستارہ ہے حساب لگایا گیا تو ایک ہزار آدمی قید ہوا اور بقیہ لشکر گرگ اجل کا صید ہوا ہے اب اسکو طلحہ نے لاکر بارگاہ مین باعزاز و اکرام صدر مقام پر بٹھایا بہت کچھ تعریف شجاعت و لیاقت کرکے اپنا حال سنایا کہ ہم لوگ آئینہ پرستی مین حوت کے پاس جاتے تھے اثنائے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک بیگناہ اور کمسن لڑکے کو زیر تیغ جلاد دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا اوسکو اپنی حفاظت مین لیکر تہمتید سے مقابلہ کیا شکر ہے کہ فتح پائی اور پھر آپکی دولت دیدار ہاتھ آئی اسد نے عظیم رد در گوش سے ملاقات کی تمام حالات پوچھے اور بہت افسوس کیا ایوان فلک رفعت کو یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور بہت رنج ہوا اوسکے بعد قلعہ کی خبر منگائی معلوم ہوا کہ عدیل بن عادی نے بہت آسانی سے قبضہ کرلیا ہے اور تمام فوج کفار کا قلع قمع کردیا ہے اسد نے گرشاسپ اور طلحہ سے کہا کہ قلعہ خالی کرالیا گیا ہے اب وہین چلکر قیام کرنا مناسب ہوگا گرشاسپ کو اور بھی حیرت ہوئی کہ اسقدر جلد قلعہ کو کیونکر مسخر کرلیا بڑے ہی بہادر اور کارگذار لوگ ہین غرضکہ تمام لوگ داخل قلعہ ہوتے صدائے مبارکباد بلند ہوئی سرداران اسد وغیرہ تختون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہوے اسد سے گرشاسپ نے عظیم رد در گوش کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ اگرچہ تو غریب ہے مگر اپنے مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی اسنے اپنی زبان اور دل کو قابو مین رکھا یہ نہ کہا کہ مین اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اسد نے کہا کہ ہان ہم لوگون مین یہ بات تو کچھ ایسی اہم نہین ہے بالکل معمولی اور ایک ایسا فرض منصبی ہے جو کسی وقت اور کسی حالت مین نہین بدل سکتا ہم مین سے کسی نے سخت سخت مصائب اور تکلیف کے حالت مین یہ خیال بھی نہین کیا کہ دشمن سے ملجائین اور اوسکی ہان مین ہان ملائین یہ سنکر گرشاسپ اہل اسلام کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات قابل ستائش نہین ہوسکتی اب گرشاسپ رود نیلی نے اسد کا نام و نشان

دخاندان پوچھا اسد نے کہا کہ میرا نام اسد بن کرب غازی ہے اور مین صاحبقران اول کا نواسا ہون میرے بزرگ تو خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین اور یہان کفار ناہنجار نے قلعون مین شور وغل مچا رکھا ہے جہانتک پاتے ہین مسلمانون کو قتل کرتے ہین مین ایک اکیلا قلعہ بہ قلعہ شہر بہ شہر اونکی سرکوبی کو جاتا ہون اور اپنی جان کھپاتا ہون اب آجکل خونخوار بن دجال بدخصال ہمارے قلعہ تباہ کرتا پھرتا ہے مین اوسکا پیچھا کر رہا ہون دیکھیئے کب مقابلہ ہوتا ہے اور میرے دل کا حوصلہ نکلتا ہے گرشاسپ نے کہا کہ مین نے آپکا اور آپ کے بزرگون کا نام واقعہ نگارونکی تحریرون مین دیکھا ہے اور آپ کی شجاعت وبہادری اور جنگ آزمائی بمقابلہ شہزادۂ ایرج نوجوان تاریخون مین دیکھی ہے درحقیقت آپ نے جو کارنمایان کیئے ہین وہ کسی سے آج تک نہین ہوئے اور تمام سرداران صاحبقران آپکا نام بڑی عزت سے لیتے ہین اور ایرج تو آپ سے بہت دبے حالانکہ دعوے صاحبقرانی رکھتے تھے اسد بن کرب غازی اوسکی خوش بیانی اور کلمات تحسین وتعریف سنکر بہت خوش ہوا اوسکے بعد باری تعالی کی حقیقت ومعرفت کے باب مین ایک عالمانہ مدلل تقریر کی جسکا اختصار یہ تھا کہ اے گرشاسپ ہمارا پروردگار اور مالک حقیقی خدائے عزوجل ہے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو وہ خدا نہین اور ہمارا خدا وہ خدا ہے جو سب پر حاکم اور قادر ہے اور اوسکو کسیطرح کا زوال نہین ہوا اور نہ ہوگا وہ ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا تمام مخلوق اوسی نے پیدا کی ہے اور سوائے اوسکے کوئی پرستش کے قابل نہین ہے تم لوگون کے جسقدر خدا تھے وہ سب مثل ہمارے تمہارے ایک مخلوق تھے کہ پیدا ہوکر فنا ہوگئے نہ وہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہسکے ان مخلوقات مین سے بعض کسیقدر صاحب کمال یا بہادر وشجاع تھے اس لیے انھون نے گمراہ ہوکر دعوی خدائی کیا بیوقوف اور جاہل لوگون نے اونسے ڈرکر یا کسی طمع اور غرض سے تسلیم کرلیا مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ آخر کار فنا ہوگئے تو جسطرح سب لوگ خدا کی مخلوقات مین شامل تھے اوسیطرح وہ بھی خدا ایسا ہونا چاہیئے کہ جسکو زوال نہو اور اوس نے سب کو پیدا کیا ہو کوئی اوس سے وصف مین زیادہ نہو۔ بقول شاعر ؎

جس نے ہے پیدا کیا افلاک کو　　نور ایمان جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پر نور سرتاپا کیا　　قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
لائق حمد خالق اکبر وہ ہے　　خالق اشیائے بحر وبر وہ ہے
ہی یہ ادنی وصف اُس خلاق کا　　باغبان ہے گلشن آفاق کا
ہے عجب وہ صانع رنگین نگار　　جس نے پیدا کین بہارین بیشمار
یہ نگارستان عالم کا چمن　　ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن
اُسنے دکھلائین بہارین بیشمار　　گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
ہے وہی بس قابل حمد وثنا　　جسکی ہے نی ابتدا نی انتہا

وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہے
درک و عقل و فہم ہیان نارسا
سن گیا کیون طبیعت و تنگ ہے
کس سے اوسکی قدرتون کا ہو حساب
کس زبان سے ہو ادا اوسکی ثنا
وہ نہین محتاج توصیف جہان
ذات اوسکی بے عدیل و بے مثال
اوس سے روشن ہی زمین و آسمان
کُن کے کہنے سے کیا عالم بپا
خاک کے پتلے کو وہ گویا کرے
نار کو دم مین گلستان وہ کرے
باش رعنا روک تو اپنا قلم

اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
ادعا عرفان کا ہے محض افترا
خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے
جس کے دریا کا فلک ہی اک حباب
ہو سکے کیا بندے کی عقل نارسا
ہم سے کیا ہو اوسکی قدرت کا بیان
پاک ہے ہمتا قدیر و ذو الجلال
اوسکی قدرت کی ہین سب نیرنگیان
اور جب چاہی اوسے کردی فنا
قطرۂ ناچیز کو دریا کرے
مور کو دم مین سلیمان وہ کرے
ہر سلون نے بھی نہین مارا ہے دم

لہذا ہمارے مذہب کے سوا باقی جسقدر مذاہب ہین وہ سب باطل ہین اور ہمارے سوائے کوئی حق پر نہین ہے تمہارا خاص مذہب آئینہ پرستی ہے آئینہ کو سجدہ کرنا کسقدر سادگی اور سادہ لوحی کی بات ہے یا تو وہ شیشہ ہے یا اوسمین اپنی صورت نظر آتی ہے شیشہ عام کاریگرون نے بنایا ہے اور ہم جب چاہتے ہین اوسمین صورت نظر آتی ہی تو اگر اوس شیشہ کو خدا کہتے ہو تو وہ ایک بہت معمولی دھات ہے جو کہ ڈھال کے تختون اور سلون کی شکل بنا کر چوکھٹون مین جڑدی جاتی ہے تاکہ انسان اوسکے ذریعہ سے اپنی صورت کے عارضی عیوب دیکھکر دفع کردے اگر بال پریشان ہون تو انھین درست کرے اگر کہین خاک یا تنکا لگا ہوا ہو تو اوس سے اپنے چہرے کو صاف کردے بس آئینہ اسی لیئے بنایا گیا ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ سکتا ہے جب ہم چاہین اوسے توڑ پھوڑ کے برابر کردین تو وہ شیشہ کسیطرح ہمارا تمہارا خدا نہین ہو سکتا ہے جسپر ہمکو اختیار حاصل ہے اوسکو ہمپر کوئی غلبہ اور اختیار نہین اب رہا عکس تو یہ ایسی عارضی اور فانی شے ہے کہ ہمارے روبرو ہونے سے وہ موجود ہو جاتی ہے اور ہمارے علیحدہ ہونے سے وہ معدوم ہو جاتی ہے تو جو چیز ہمارے قبضہ قدرت اور اختیار مین ہو بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جو شے ہمارے تابع ہو ہم اوسکے بندے اور پرستار کبھی نہین ہو سکتے کیونکہ ہم سے وہ ذلیل اور ہمارا محکوم و تابع ہے تیسری شے اوسمین ہماری صورت ظاہری ہے تو گویا خود پرستی یہ بھی عقل کے خلاف ہے کہ ہم اپنے خدا بنین کیونکہ خدا اور بندہ دونون چیزین علیحدہ علیحدہ ہین نہ کہ ایک اور ان دونونکو ایک کردینا بالکل عقل و قیاس کے خلاف ہی کوئی شے اپنی خالق نہین ہو سکتی اور نہ اپنی مخلوق ہو سکتی ہی چنانچہ تم اگر غور کروگے تو معلوم ہوگا ہر ایک چیز کو کسی کسی نے بنایا ضرور ہی خود بخود کوئی شے نہین بنگئی جب کبھی کسی شے کی تحقیقات کروگے تو معلوم ہوجائیگا کہ اسکا موجد اور صانع فلان شخص ہی اسیطرح ہم سب آدمی اگرچہ بظاہر اپنے والدین کے بنائے ہوئے ہین مگر درحقیقت ہم سبکا خالق

حقیقی وہی خدائے برحق ہے اور اوس نے سب سے پہلے ایک آدمی بنایا تھا اپنے دست قدرت سے اوسکی جسم کو تیار کرایا اور اوسکے اندر روح پھونکی اور پھر ایک عورت بھی اوسکے پہلو سے پیدا کی اوسکے بعد اون دونون کے ذریعہ سے اور انسان ہوئے پھر یہ خلقت بڑھتی گئی یہان تک کہ ساری دنیا آباد ہو گئی خدا نے یہ دنیا اور آسمان وغیرہ ہماری خلقت سے پہلے پیدا کر دیئے تھے غرضکہ وہ ایک اکیلا خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین اگرچہ وہ ہمکو ان آنکھون سے نظر نہین آتا مگر اتنی عقل خدا نے ضرور دی ہے کہ ہم یہ سمجھین اور غور کرین کہ ہم سب مخلوقات خود بخود نہین پیدا ہو گئے بلکہ ہم سب کو اور ان تمام آسمانون اور زمینون اور تارون اور سمندرون کو کسی نے ضرور بنایا ہے بس جس نے بنایا ہے وہی ہمارا خدا ہے اور وہ ہمکو کیونکر نظر آسکتا ہے جبکہ ہم مین اتنی قابلیت ہی نہین کہ ہم معمولی درجہ کی لطیف چیزون کو بھی دیکھ سکین مثل عقل اور روح کے کہ اوسکا دیکھنا ہماری قوت سے باہر ہے بلکہ صاف ہوا کو بھی ہم نہین دیکھ سکتے چہ جائیکہ خدا تعالیٰ کہ محض نور اور غیر مجسم ہے اوسکو ہم دیکھ سکین ہا وسکو ہم مین سے صرف وہ لوگ دیکھ سکتے ہین جو دل کی آنکھون کو کام مین لاتے ہین اور جو اوسکے عاشق صادق ہین اونھین یہ مادہ پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ اوسے دیکھ سکتے ہین اور وہ وہی خدا ہے جسے آپ لوگ خدائے آسمانی اور خدائے نادیدہ کہتے ہین اس خوشبیانی کے ساتھ توحید خالق ارض و سما بیان کی کہ جو زنگ کفر گرشاسپ رودینلی اور طلیحہ بن حنظلہ کے آئینہ دل پر چھایا ہوا تھا وہ اس بیان فیض آثار سے بالکل دور ہو گیا اور دل اونکا مانند آئینہ کے صاف و شفاف ہو کر مقر اسلام ہو گیا اسد بن کرب غازی سے کہا کہ جو شخص آپکے مذہب مین داخل ہونا چاہے وہ کیا کرے اسد غازی نے اوسکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ مرد حق پسند از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اوسکے اپنے لشکر سے کہا کہ مین نے تو دین اسلام اختیار کیا تم مین سے جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب برحق کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ چلا جائے سب نے کہا کہ ہم آپ کے تابع ہین جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب اب اسد غازی کو جسقدر قلعہ ہفت منظر کے بربادی کا رنج تھا اوسیقدر بلکہ اوس سے زیادہ ان لوگون کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوئی کیونکہ یہ دونون سردار نہایت قوی دل اور بہادر تھے انکی جرأت کا حال آئندہ داستانون مین اپنے موقع اور محل پر ظاہر ہوگا۔ اسد غازی نے گرشاسپ گرد سے کہا کہ آپ یہان کی حکومت اپنے اختیار مین لین اس لیئے کہ اعظم دروزگوش ابھی بچہ ہے اور آپ اسکے محسن و جان بخش ہین گرشاسپ رودینلی نے عرض کیا کہ مین قدم مبارک آپکے چھوڑنا اچھا نہین سمجھتا اگر بادشاہی ہفت کشور بھی ہاتھ آئے تو آپ کے قدمون سے دور نہون اسد غازی نے فرمایا کہ اے برادر من مین خانہ بدوشون کی طرح ہون مجھے ایک مقام پر رہنا پسند نہین تم میرے ساتھ کہان تک تباہ پھروگے ؎

اودھر وہ سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سایہ کیطرح ہم نہ ادھر کے نہ اودھر کے

آپ ان تکلیفون کو کیونکر برداشت کرسکین گے کیونکہ یہ بات عادت پر موقوف ہے

مین بچپن سے عادی اسید کا ہون میرے واسطے دامن صحرا آغوش مادر ہے آپ اپنے
عیش کو نہ ترک کرین مین بہ طیب خاطر کہتا ہون کہ آپ حکومت یہان کی اختیار کرین
گرشاسپ نے کہا کہ غلام تو عرض کر چکا کہ آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین رہونگا
اور انشاء اللہ مرتے دم تک یہ قدم نہ چھوڑونگا اب اسد بن کرب غازی نے اپنے
فرزند دلبند یعنی معروف بن اسد کو بلایا اور گرشاسپ رودینلی کیطرف اشارہ کر کے
فرمایا کہ آپکی فوج کا لباس مثل ہماری فوج کے کرو اور طلحہ بن عنطلہ کو تم اپنے گروہ
کے ساتھ رکھو حسب الحکم اسد کے اور معروف نے سب انتظام کر دیا اب اسد غازی نے
غنطیم دردر گوش کو تخت پر بیٹھایا اور فنون سپہ گری سکھانے والے استاد اس بچہ پر معین کئے
ہنوز کوچ نہین کیا تھا کہ دیکھا ایک نوجوان آنکھون مین آنسو بھرے ہوتے چلا آتا ہے اسنے
آکر اسد کو مجرا کیا اسد نے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کیا کہ حال میرا قابل بیان
نہین ہے اگر آپ سنین گے تو بہت رنج فرمائین گے مین نے آپکی آمد کا حال جو سنا
تو اپنا ماجرا بیان کرنے چلا آیا اسد نے فرمایا کہ پھر کیون نہین بیان کرتا اسنے کہا کہ خیر
میرا حال تو جو ہے وہ ہے آپ کے والد ماجد کے برنانا یعقوب شاہ اندلسی کو مع لشکر
خونخوار بن دجال نے بیابان پوشیدہ مین پھونک دیا یہ سنکر اسد دلاور بہت
روئے اور کہا کہ اب وہ حرامزادہ کہان گیا ہے اوس نے عرض کیا کہ ملک زنگبار
کی طرف گیا ہے وہان جاکر دیکھئے کیا آفتین برپا کرتا ہے پوچھا کہ حاکم اندلس کسے
مقرر کیا ہے کہا اپنے ایک سردار کو کہ نام اوسکا فرنیل ہشت زن ہے مین خبر
آپکی سنکر اسطرف آیا تھا الحمد للہ کہ آپکے قدمبوسی حاصل ہو گئی اسد نے نام اوسکا
پوچھا کہا غلام کو نہین پہچانا مین خانہ زاد ہون ادریس بن اندلس
میرا نام ہے اسد غازی نے اوسکو گلے سے لگایا اور عیار ہوشیار جانکر
اسد ثانی سے کہا کہ اے فرزند یہ اوسکا بیٹا ہے جو ہمارے والد ماجد کرب غازی
کا عیار تھا تم اسے بھائی اپنا سمجھکر اپنا عیار مقرر کرو اور اپنے ساتھ رکھو پھر یہ
بانہائے عیاری اوسکو منگوا دئیے لباس بدلوا دیا ادریس بن اندلس
اسد ثانی کے ساتھ ہو لیا اب شاہزادہ اسد غازی نے معروف بن اسد طلحہ بن عنطلہ
اور گرشاسپ گرد کو پہلے مقدمۃ الجیش بنا کر روانہ کیا اور معروف کو سمجھا دیا کہ جسوقت
تم قریب اندلس کی پہنچنا تو طلحہ بن عنطلہ اور گرشاسپ کے مسلمان ہونے کا حال
ظاہر نہ کرنا بعد اسکے خود بھی مع کل لشکر کوچ کر کے طرف شہر اندلس کے روانہ
ہوئے اب اول منزلون کو طے کرتے ہوئے گرشاسپ رودینلی اور طلحہ بن
عنطلہ اور معروف بن اسد قریب شہر اندلس کے پہونچے اوس طرف اہل
قلعہ نے جو گرد آمد لشکر کی دیکھی چار سوار برائے دریافت حال روانہ کئے
یہ سوار گھوڑے دوڑا کر قریب لشکر معروف بن اسد کے آئے دیکھا کہ ایک
بادشاہ ساٹھ ہزار سوار سے چلا آتا ہے انھون نے مؤدب ہو کر سلام کیا گرشاسپ
نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے آئے ہو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہمارے

بادشاہ نے ہمکو دریافت حال کے واسطے بھیجا ہے کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کیا ارادہ رکھتے ہین اور مذہب آپکا کیا ہے گرشاسپ رودینلی نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مین اس ارادہ پر چلا ہون کہ جہان خدا پرستون کو پاؤن اونکو مین قتل کرون مین نے سنا کہ بادشاہ تمہارا ہمارا ہم مذہب اور کشندہ خدا پرستان ہے مجھے شوق ملاقات پیدا ہوا اسی غرض سے اسطرف آنکلا ہون سوارون نے کہا کہ یقین تو ہے کہ بادشاہ ہمارا آپ سے بہت خوشی کے ساتھ ملے ہم جاکر اطلاع کرتے ہین گرشاسپ تو اسے مقام پر ٹھہرے اور سوار گھوڑے اوڑاتے ہوئے فرسیل مشنت زن کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ سنکر فرسیل بہت خوش ہوا اور برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ کے اندر تشریف لے چلئے گرشاسپ رودینلی نے کہا کہ جب ہم اور آپ ایک ہین تو تکلف کس بات کا ہے چلئے فرسیل گرشاسپ کو لیئے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور نہایت اعزاز سے مہمان کیا گرشاسپ رودینلی نے کہا کہ آپ کچھ متفکر سے معلوم ہوتے ہین فرسیل نے کہا کہ جی ہان اوسکا ایک سبب ہے وہ یہ ہے کہ مین نے سنا ہے کہ اسد نامی کوئی شخص پیدا ہوا ہے کہ وہ مذہب اسلام رکھتا ہے اوسنے تمام مشہور قلعے خونخوار بن دجال کے اپنے قبضہ مین کر لیئے اور سردارون کو خونخوار بن دجال کے قتل کر ڈالا وہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اوس سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا مجھے یہ خوف ہے کہ کہین وہ اسطرف بھی نہ آئے اسی خیال سے مین نے قلعون پر توپین چڑھوا دی ہین گرشاسپ ہنسا اور کہا کہ مین تو دعا مانگتا ہون کہ وہ جلد آجائے تو میرے اوس کے مقابلہ ہو دیکھنا تمہارے سامنے کیا حالت کرتا ہون کیون بھئی ظلمہ تمہارا کیا خیال ہے ظلمہ نے کہا حضور بھلا آپ سے وہ کیا مقابلہ کریگا عالم مین کوئی بھی آپ سے عہدہ برآ نہین ہونے کا اب فرسیل کے دل کو تقویت ہوئی کہ یکایک انپر دہ بیابان گرد سے برقا ستہ مگر گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گردندہ مین بحدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان پوشیدہ کی جانب سے ایک آندھی اٹھی ہی فرسیل نے ہمراہی سرکار سے برائے دریافت حال روانہ کیئے ہمکارے گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر عرض کی کہ حضور وہی بلا آئی ہے جسکا آپکو خوف تھا یعنے اسد کا لشکر چلا آتا ہے یہ سنکر فرسیل کا رنگ فق ہو گیا گرشاسپ نے کہا کہ آپ پہلوان ہو کر ڈرے جاتے ہین جب ابھی سے آپ کی یہ حالت ہے تو بروقت مقابلہ کیا ہوگا بڑے تعجب کی بات ہے کہ سنی سنائی بات کو آپ مان لیتے ہین مع شنیدہ کے بود مانند دیدہ جس وقت مقابلہ ہو نرم گرم کا حال کھلے اور یہ تو لوگ ہر ایک نئی شخص کی ہوا باندھ دیتے ہین اسکا کچھ اعتبار نہین آپ لشکر اپنا قلعہ سے نکالیئے ہم آپ کے ساتھ ہین پہلے ہم لوگ مقابلہ کرین گے اگر آپ کا برا دیکھا

قلعہ مین آکر پھاٹک بند کر لیجیئے گا ایسا اسکو ورغلانا کہ فرسیل مشت زن راضی
ہوا اور لشکر کو لیکر قلعہ سے نکلا معروف بن اسد تو دس ہزار سوار سے قلعہ
مین رہا کہ اگر یہ پلٹ کر قلعہ کا رخ کرے تو پھاٹک بند کر دین اور گرشاسپ دیلمی
نے آگے طلحہ بن عنظلہ اور فرسیل مشت زن کو کیا اور تھوڑے سے فوج بھی طلحہ کے
ساتھ کر دی اور بعد اسکے فرسیل کی فوج ہوئی اور پیچھے اس فوج کے اپنے فوج کے بھی
صف بندی کی اور قلعہ سے نکل کر باہر آئے اب یہ لوگ اپنے اپنے کام سے ہوشیار
ہوکر کھڑے ہوئے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ شیرانہ کی صدا
آئی اور اسد دلاور مع فوج ظاہر ہوا فرسیل مشت زن نے طلحہ بن
عنظلہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ کیسا دلیر و بہادر ہے کہ فوج قلیل سے کسطرح
چلا آتا ہے کہ اسے کوئی بھی خوف نہین ہے یہ سنکر طلحہ بن عنظلہ نے کہا
کہ اوسکا تو کیا ذکر تیرے لیئے تو اوسکے ملازم و خادم بھی بہت ہین فرسیل نے
کہا یہ کیسا طلحہ بن عنظلہ نے ہاتھ کمر مین ڈال دیا اور کہا کہ زور کرکے آزمائیش
کر لے فرسیل نے کہا آزمائش کی ضرورت نہین جلد خبردار ہو جاؤ کہ دشمن قریب
آگیا ہے اوسکی خبر لو طلحہ بن عنظلہ نے کہا دشمن تو بغل مین ہے اور تجھے خبر نہین
یہ کہکر جو زور کیا تو فرسیل مشت زن کو قاش زمین سے اوٹھا لیا
اور ہاتھ پر بلند کر لیا فرسیل پکارا کہ یہ کیا حرکت ہے ہم تو کہتے تھے کہ ہم تمہاری
طرف سے لڑینگے طلحہ بن عنظلہ نے کہا بیوقوف کافر کیطرف سے مسلمان مسلمان
سے لڑیگا تو بھلا کیا ہے منم طلحہ بن عنظلہ غلام اسد غازی فوج نے
جو یہ رنگ دیکھا کہ سردار گرفتار ہو گیا بھاگنے کا قصد کیا لیکن آگے فوج طلحہ
بن عنظلہ کے تھے ان لوگون نے روکا اب چاہا کہ پلٹ کر داخل قلعہ ہو جائین اسطرف فوج
گرشاسپ سد راہ ہوئے اودھر اسد دلاور نے قریب پہونچکر جو بوق پھونکے
فوج نے گھوڑے اوٹھا دیئے اور چارون طرف سے آکر گھیر لیا اور راہ گریز
ہر طرف سے مسدود کر دی اب تو سب کے سب گھبرائے گرشاسپ نے کہا کہ ہتیار
رکھدو تو جان بچیگی ورنہ سب قتل ہو جاؤگے اور یہی آواز اسد بن کرب غازی
نے بھی دی اس کشمکش مین سوا ہتیار ڈال دینے کے اور کچھ نہ بن پڑی
ایک ایک قزاق نے ایک ایک سوار کو باطمینان تمام باندھ لیا طلحہ بن عنظلہ
فرسیل مشت زن کو ہاتھ پر بلند کیئے ہوئے تھے فرسیل مشت زن
نے کہا کہ کونسی دوستی تھی کہ تم نے میری فوج کو گرفتار کرا دیا اور مجھے اپنے
قابو مین کر لیا طلحہ بن عنظلہ نے جواب دیا کہ او ملعون تو اسی قابل تھا جو تیرے
ساتھ کیا گیا بلکہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے اسد بن کرب غازی نے جسوقت
گرفتاری لشکر سے فراغت پائی تو اسد بن کرب غازی نے حکم دیا کہ جنگل کاٹ
کاٹ کر لکڑیان ڈھیر کرو اور جسقدر روغن ممکن ہو وہ لاکر چھڑک دو تا کہ ان ملعونون
کو بھی اوسی طرح پھونک دون جسطرح ان ظالمون کے ہاتھ سے

اہل اسلام بہوکے ہین یہ حکم پاتے ہی قزاق روانہ ہوئے اور جسقدر لکڑی قلعہ سے ممکن ہوئی وہ لاکر ڈھیر کی اور باقی جنگل کٹوا کر انبار کرا دیئے اور ان لکڑیون کا ایک قلعہ سا بنا کر تیار کیا اور فرسیل شست زن کو مع لشکر اوس قلعہ میں بند کرکے لکڑیون پر تیل ڈال کر آگ لگا دی اور شعلے بھڑک کر [illegible] کفار فریاد کرنے لگے کہ ہمین پناہ دو مگر اسد بن کرب غازی نے [illegible] نہ سنی اور یہ جواب دیا کہ تم وہی ظالم ہو جنہون نے اہل اسلام کو پھونکا ہے اب مجھے بغیر خونخوار بن دجال کو مارے قرار نہ آئیگا کیونکہ تمہاری طرف سے دل جلا ہوا ہے کلیجے مین آبلے پڑے ہوئے ہین غرضکہ یہ سب کافر جلکر خاک ہو گئے اب اسد بن کرب غازی اوس مقام پر آئے جہان خونخوار بن دجال نے خدا پرستون کو پھونکا تھا اسد بن کرب غازی نے سوا خاک اور کچھ نہ پایا پہلے تو اسد بن کرب غازی ان سب کے حال پر ملال پر بہت روئے اوسکے بعد ایک گڑھا کھدوا کر تمام خاک جمع کرا کر اوس گڑھے مین دفن کر کے نشان قبر کا بنوا دیا اور اوسپر ایک پتھر نصب کرا دیا جسپر یہ شعر لکھا عبرت آمیز حال مین ان سوختہ بختون کے تھے بعد اسکے گنج شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھا اور وہان سے پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے اور طلحہ بن حنظلہ کی نہایت تعریف کی کہ تم نے کیا اشارون پر کام کیا ہے فضلان شاہ کو یہان انتظام کے واسطے چھوڑا اور فرمایا کہ ہم قلعہ زنگبار کیطرف چلتے ہین تم جلد یہان کا انتظام کرکے ہمارے پاس آؤ اور صرف ایک ہزار آدمی فضلان شاہ کے حوالے کیا اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر قلعہ زنگبار کیجانب روانہ ہوئے فضلان شاہ نے مابعدہ تعمیر کرانا شروع کیا شہر کا انتظام کیا اودھر اسد بن کرب غازی نے رسد ہی کرنا شروع کی کہ کسیطرح جلد قلعہ زنگبار تک پہونچون ایسا نہو کہ زنگبار بھی مثل اندلس کے برباد ہو جائے انکو تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کئے جاتے ہین -

راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال نے جسوقت بربادی شہر زنگبار سے فراغت پائی تو دست تعدی اسکا ہندوستان کیطرف دراز ہوا اور مع لشکر جہازون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوا جبکہ راہ دریا طے ہوئی اور جہازون نے لنگر کیا اہل ہند سمجھے کہ [illegible] زنگبار سے آئے ہین اکثر لوگ دیکھنے کو آئے تو یہان سب گھبرا گئے [illegible] خونخوار بن دجال کو دیکھا ان لوگون مین ہرکارے بادشاہ ہندوستان شہپال ہندی کے بھی تھے یہ خبر دریافت کرکے گئے اور جاکر بیان کیا کہ کوئی کافر ہے کہ نام اوسکا

خونخوار بن دجال ہے وہ فوج بیشمار سے آیا ہے شہپال ہندی نے
عادل شیر دل اور فاضل شیر دل اور طلحہ بن لندھور سے کہا
کہ تم جاؤ اور حال اس کافر بدکیش کا دریافت کرو کہ کس قصد سے آیا ہے یہ سنکر
یہ تینوں دلیر تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب سرحد روانہ ہوئے جسوقت
قریب لشکر خونخوار بن دجال پہونچے تو دیکھا کہ فوج بے شمار اس کے ہمراہ ہے
اور سرحد ہند میں [illegible] اترا ہوا ہے یہ دیکھکر انکو بہت غصہ آیا اور اوسطرف
خونخوار بن دجال کو خبر ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کی جانب سے تین
سردار آئے ہوئے ہیں خونخوار بن دجال نے کہا کہ بلالو اونکو اور تینوں کو یہان
[illegible] خونخوار [illegible] دیکھکر بہت [illegible] ان سے شیر دل اور طلحہ
بن لندھور اور فاضل شیر دل نے بارگاہ خونخوار بن دجال ہوئے
بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ جو شخص خدا کو برحق جانتا ہو اور تمام
ادیان کو سوائے مذہب اسلام باطل سمجھتا ہو اوس پر سلام اسلام پہونچے
یہ سنکر تمام سرداران لشکر خونخوار بن دجال جو رستم وقت تھے اور دربار
مین موجود تھے نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ہر چند ایسے دریدہ دہنون کا قتل
کرنا جملہ واجبات سے ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ اپنے گھر پر آئے
ہوئے ہیں قتل انکا باعث بدنامی ہے ہم سکوت اختیار کیا کہ بروقت مقابلہ
سمجھا جائیگا لیکن جسوقت سرداران اسلام کرسیون پر بیٹھے تو خونخوار بن دجال
نے کہا کہ لندھور نے انتقال کیا عادل شیر دل نے جواب دیا کہ اے
خونخوار بن دجال بحمد للہ ہمارے خاندان میں سب تلوار کی موت مرے
اور بستر خواب پر کوئی ہلاک نہیں ہوا [illegible] پریشان تھے کہ ہمارا کیا انجام
ہوگا مگر تیرے آنے سے وہ پریشانی دور ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ ہم بھی
تلوار کی موت مرینگے اور قتل [illegible] کے بستر پر ہلاک نہونگے اب تو
اپنا ارادہ ظاہر کر کہ تیرا کیا قصد ہے اوسنے کہا کہ میں خداوندان گذشتہ
کا [illegible] ہون اور دشمن خدا پرستان ہون کیونکہ پہلے دو سو خداوند مانند
خداوند ابلیس و [illegible] لوتا [illegible] و خداوند
جمشید و سامری [illegible] شداد [illegible] شاہ ہامان شاہ
فرعون شاہ [illegible] شاہ نمرود شاہ [illegible] وغیرہ ان خدا پرستون کے
ہاتھ سے پریشان ہوکر جانب آسمان [illegible] برکت اس زمین سے اوٹھالی
مین نے اس لیے صرف کیا ہے کہ میں تمام خدا پرستون کو اس صفحہ ہستی سے مٹا دون
اور اوسی [illegible] ملک خدا پرستون کے
راستے میں [illegible] سب کو میں [illegible] کیا کہ کوئی خدا پرست
باقی نرہا [illegible] ویران کرتا ہوا قلعہ ذوالاذان
پہونچا ہونگا اور [illegible] قتل کرکے اوس قلعہ کو بھی برباد کرونگا کیونکہ جڑ فساد

کے وہی مقام ہے وہین حضرت مسیح کے ناموس بھی ہین کہا ہے سو اسقدر اتنی رعایت
کرتا ہون کہ خیر اب تک جو کچھ اندیشہ ازیان تم سے ہوئے ہین وہ ہو چکین اونکو مین
مین نے معاف کیا لیکن آیندہ سے تم دین عیسوی کو ترک کرو اور پرستش
خداوند آئینہ کی اختیار کرو کہ وہ عجب خداوند ہے ہر بندہ کے سامنے
اوسی کی صورت بنکر آتا ہے تا کہ وہ خوش ہو اور اپنی رضامندی پر رحم کرکے کہنا
میرا مانو اس لیے کہ اب بھی وہ لوگ ہین جو سب سے زیادہ جادو علم کے ساتھ
قوت آئینہ پرست خرچ کیا چاہتے ہین اونکے ساتھ خان اعظم
یعنی صلصال بن دال بن دلوین شماہیم جادو بھی ہین اور چند ساحر
بلاے بد آفت روزگار ہین بلکہ بہوت جادو کہ ساحری وقت ہین اونکا جواب
دینے والا نہین ہے یہ سنکر بادل سے شیر دل نے فاضل شیر دل
کیطرف دیکھکر کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون کیا پوچھتا ہون صاحب بیت المقدس مین
سعدان گرد خواب مین ارشاد فرماتے تھے وہ سب درست ہے اور اوسکا
ظہور ہوا ہی چاہتا ہے خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خونخوار بن دجال کی
طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے خونخوار بن دجال ہم تو
کہہ چکے کہ ہمین مرنے کا خوف نہین بلکہ حسرت یہی ہے کہ تلوار کی موت
مرین تم اپنی فوج میدان ہندوستان مین اتارو ہم بھی لشکر اپنا قلعہ
سے نکالتے ہین یارب تمہارے مقابلہ ہوگا جس وقت تک ہم زندہ ہین پرستش
اوس معبود حقیقی اور رب تحقیقی کی ترک نہ کرین گے پھر تینون سردار
اوٹھ کھڑے ہوئے اور قلعہ مین شہبال ہندی کے روانہ ہوئے
جس وقت قلعہ مین پہونچے شہبال ہندی سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا
کہ آپ تو قلعہ کو آراستہ کرین اور ہم لشکر لیکر خونخوار بن دجال کے مقابلہ کو جاتے
ہین اور حاکمان ہندوستان کو نامے لکھتے ہین اگر خدا نے فتح دی فہو المراد
ورنہ آپ تو لوگون سے ان کافرون کی امداد کیجیئے یہ کہکر نامے تحریر کیے مضمون سبکا
یہ تھا کہ اے بھائیون اگر ملک بچانا اور ایمان اور شریعت بچانا ہے تو دیکھتے ہی اس
نامہ کے جلد اپنے فوج لشکر بھیجو شاید بدل کر مقابلہ کرین تو فتح
پائین اسواسطے کہ فوج حریف کے ساتھ جیتا اسباب اور بڑے بڑے پہلوانان
زبردست اوس کے ہمراہ ہین جس وقت یہ نامے تیار ہوئے ایک
نامہ بنام عبد العزیز ہندی روانہ کیا اور ایک نامہ بنام
بختیار شاہ کو بھیجا اور ایک بہشت شاہ کو اور ایک فیروز
شاہ کو اور ایک محمود شاہ کو اور ایک نامہ اسد لیث کو روانہ کیا
اور زبانی بھی کہلا بھیجا کہ اب ناموس تمہارے آپکا ہے اگر تم جلد بھی آلو تو ہم فوج
قلعہ سے نکالین اور لشکر حریف کے مقابل بارگاہ بپا کرین اسطرح ہو جلد پہونچو
اور اس ملک کو بچاؤ کہ یہ ملک جناب شیث علیہ السلام کا بسایا ہوا ہے

ہم سب اوسی کی اولاد مین سے ہین اور جن لوگون سے کہ قوت تھی یعنی صاحبقران
اور اولاد صاحبقران اونسے تو زمانہ خالی معلوم ہوتا ہے اب اس ملک
پر حکم تباہی آئی سب یکدل ہو جاؤ

دوستان بات شود بشکند کوہ را	پراگندگی آرد انبوہ را

جسوقت یہ نامے روانہ ہو چکے تو گوہر ملک اور بلند خان قندھاری اور خضر خان
کشمیری کو حکم دیا کہ تم جا کے مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرو اور لشکر کو اوتارو
ہم بھی آتے ہین یہ حکم پاکر یہ تینون سردار قلعہ سے نکل کر اپنے کام مین مشغول ہوئے
اور اہل قلعہ انتظار مین اپنے مددگارون کے بیٹھے ہین لیکن جسوقت یہ نامے
ہر دیار میں ہندوستان مین پہونچے اور خبر آمد خونخوار بن دجال
کی مشتہر ہوئی تو تمام ہندوستان مین ایک تہلکہ مچ گیا ہزارہا آدمی اہل و عیال
کو لیکر ایک طرف پناہ لینے روانہ ہوئے الغرض جو لوگ کہ مستقل
مزاج تھے وہ کفنون سے کمر ہمت پر کس لی اور کہا کہ ہم اپنا گھر نہ چھوڑین گے
جو مرضی خدا ہوگی وہ ہر طرح ہوگا ع

جو کچھ پیشانی کی ہے بات وہ پیش آئی ہے	

الحاصل شہزادون نے سے گرد اوڑی اہل قلعہ دیکھنے لگے جسوقت دامنہ
گرد کا شق ہوا تو علم اسد ہندی چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا
اہل قلعہ استقبال کو گئے اور سکولاتے کہ دوسری گرد اوڑی اور نجابت شاہ
ہندی پچاس ہزار سوار سے پہونچا اسی طرح دولت شاہ اور
فرخ شاہ اور محمود شاہ اور راے دلیپ وغیرہ
دس دس بیس بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے دو چار روز مین یکے بعد دیگرے
آ پہونچے اب قریب مین لاکھ کے فوج ہندوستان تیار ہو گئی مگر یہ سب سردار
ضعیف ہو گئے ہین نہ وہ زور انمین ہین نہ کثرت ہے نہ قضا پر اختیار اب طلوع
ہوتے ہی عادل شیر دل اور فاضل شیر دل ان سب سردارون کو لیکر
میدان مین آئے اور بارگاہین برپا ہو گئین سب لشکر ایک ہو گئے قلب لشکر
مین خیمہ ... کا برپا ہوا تھا کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست
کہ گردے تیرہ و تیرہ ... گردے بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان
ایک آسمان خاکی نمود ار تھا کہ ایک ہوا نے مار اگرد کو گردنے مارا ہوا کو دامن گرد
کا شق ہوا اور دل گرد سے ساڑھے سات سو علم نشانہ سات لاکھ پچاس
ہزار سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر اونکے صفت و ثنا خداوند آئین
کی مرقوم تھی اور آگے آگے ایک سردار زبردست ایک تخت پر سوار گرد بہت سے
سرداران زبردست یہ آکر پہونچے عقب مین اونکے غول کے غول پرے کے
پرے تھے کے تھے اور دستے کے دستے سوارون اور پیدلون کے آنے لگے
یہانتک کہ تمام میدان فوجون سے مملو ہو گیا اور خونخوار بن دجال نے مقابل

لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اور لشکر اوترا سرداران گھوڑون سے اوتر اوتر کر داخل بارگاہ ہوئے آہ لشکر مین شام ہو گئی تھی اہل اسلام آپس مین کہتے تھے کہ یہ کافر کہان سے اسقدر جمع ہو گئے اودھر خونخوار بن دجال داخل خیمہ ہوا اور سردار آ آ کر کرسیون دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگا آوازین ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہوئین طایفے حاضر ہوئے مجرا ہونے لگا یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط برپا ہے اور اوسطرف لشکر اسلام مین بہادران و نیمداران نے نازون سے فراغ حاصل کیا ہے سب ایک جگہہ آکر بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو بچپن سے جوانی آئی جوانی سے بڑھاپا اسکے بعد سوا موت کے اور کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہم لوگون کی آگئی ہے جو یہ کافر بدکیش اتنے بڑی فوج سے چڑھکر آیا ہے خیر کچھ پروا نہین اگر بستر پر مرجاتے تو کیا حاصل ہوتا تلوار کی موت مرنے مین دین و دنیا دونون بنتے ہین اگر زندہ بچے تو غازی کہلائے اور مرگئے تو شہیدون مین داخل ہوئے مرنا تو ہر طرح سے کل وہ تلوار کرو کہ یہ کافر بھی یاد کرین کہ کسی سے سامنا پڑا تھا اور لشکر اسلام کے بڈھے بھی جوانون پر فوقیت رکھتے ہین یہان یہی چرچے تھے خونخوار بن دجال نے طبل جنگ بیدرنگ بجوا دیا نقارہ رزمی کی صدا نے اہل اسلام کو بھی آمادہ جنگ کیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی دلاوران اسلام باوجود ضعیف ہونے کے جھکی ہوئی کمرون کو تکیون سے سیدھا کر رہے تھے اور مصروف اہتمام جنگ تھے ایک ایک کے گلے ملکر کہتا تھا کہ کل اس دار فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ ہے اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ سحر نمودار ہوئی جس کے شفق خونریز نے اہل اسلام کی گواہی دے رہی تھی غازیان دیندار و تہور شعار نے نمازین پڑھین اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے رخ میدان کارزار کا کیا گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان دو رویہ فوجون سے مملو ہو گیا اسطرف اہل اسلام نے صفین باندھین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا جنڈاول آٹھون صفین درست کین اور سردار اپنے مرتبون کے موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے اوسطرف خونخوار بن دجال نے سامنے لشکر اسلام کے اپنی فوج کو صف آرا کیا اوسوقت دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکلے اور پستی و بلندی زمین کی درستی بے تعبر دستی کرکے نکل گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے باواز بلند کہا کہ

رومی مصری کہا درے کفر کی شب ان جو تلوار کے منہ چڑھے وہ شہید کہلائے	آج ڈنگر ان بیچ خوب کرو گھمسان جو جگ مین جیتا رہے وہ غازی کہلائے

شعر

بیاہ لیجا کی عروس موت کو	دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

جسوقت نقیب یہ آواز دیکر پیرون سے ہٹے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے
جوش مارا ہر کیون پہ جھومنے لگے ہاتھ قبضہ شمشیر کیطرف بڑھ گئے کہ
یکایک لشکر خونخوار بن دجال سے تاریک خرس رو میدان مین
آیا اور نعرہ مارا کہ باشین اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو
تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ سامنے میرے آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام
سے گوہر ملک اسکے مقابلہ کو گیا تاریک خرس رو نے نیزہ مارا
گوہر ملک نے نیزہ اسکا نیزہ پہ لگا غرضکہ طعنین چلنے لگین ستر ہوین طعن کے بعد گوہر
ملک سے نیزہ ہاتھ سے تاریک کے ہوائی کیا بس اس نے غصہ مین تلوار
کھینچ لی اور گوہر ملک پر وار کیا انھون نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے
لگی ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی کہ گوہر ملک جھکے نکچین ایال مرکب پر جھک پڑے
خود سر سے گر گیا تلوار جو سر پر پڑی تا کاستہ سر مین در آئی تاریک نے جھٹکا مارا کہ تلوار
جگر تک اتر آئی اور یہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھکر عبد العزیز ہندی دوڑ پڑے
اور تاریک سے سامنا کیا بعد رد و بدل کے عبد العزیز ہندی نے بھی زخم
قضا کہ پر کھائی اور یہ بھی شہید ہوئے اب عادل شیر دل نے باگ مرکب کی
لی اور سامنے تاریک کے پہونچکر مقابلہ کیا اور ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے
ہوئے لشکر اسلام سے صدائے مرحبا بلند ہوئی لیکن خونخوار بن دجال نے
نعبان اژدر سوار کیطرف دیکھا نعبان اپنا مرکب بڑھا کر میدان مین آیا اور
عادل شیر دل سے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی
کی پہونچی عادل شیر دل نے اسکو بھی مارا شام تک تین چار سردار جان سے
مارے اور دو ایک کو زخمی کیا شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے
مسلمانون نے اپنے کشتون کو دفن کیا کفار نے اپنی لاشین اٹھوا کر دریا مین بہا دین
خونخوار بن دجال نے پھر طبل جنگ بجوا دیا تمام رات پھر تیاری ہوئی کی صبحکو
دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدگر صفین باندھکر کھڑے ہوئے کہ
لشکر کفار سے الماس شیر غضب میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو
بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند آتش کی قبول کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ سنکر
طلحہ بن لشکر اسکے مقابلہ کو آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی الماس
شیر غضب نے کہا کہ پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ پورا کر لے اس لیئے کہ پھر
میری ضرب سے بچنا دشوار ہوگا طلحہ نے کہا کہ او ملعون ہم مسلمان ہین شیوہ ہمارا
سبقت نہین ہے جس وقت خدا تیرے حربے سے بچا دیگا تو دیکھا جائیگا
یہ سنکر الماس نے نیزہ مارا طلحہ نے بغل کشادہ کر دی جسوقت نصف
نیزہ بغل سے ہوکر گزرا طلحہ نے برچھا بغل مین دبا کر جھٹکا مارا کہ ڈانٹ اسکی
ٹوٹ گئی الماس نے ٹکڑا ڈنڈ کھینچ ماری طلحہ نے خالی دی الماس
نے غصہ مین آکر تلوار کھینچ لی اور سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے ہاتھ کلائی پر ڈال دیا

اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر اوسی تلوار سے الماس کو قتل کیا بس یہ دیکھتے ہی بھائی اسکا بلیناس فوجی تن دوڑ پڑا اور گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو اوسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے یہ حال دیکھکر اغلب بن مغلوب یک حبشی میدان مین آیا اور طلحہ کا سامنا کیا طلحہ نے اسکو بھی واصل جہنم کیا بعد اسکے ہر دو زنگی نکلا اور پکارا کہ او ہندی غضب کیا تو نے کہ تین سردارون کو مارا اب کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے آتی ہوئی تلوار خیال مین رکھکر گردہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا کر جھولی اور پنجہ بلی مین دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر قاش زین سے اوٹھا لیا اور سر پر پھرا کر بروئے زمین مارا کہ پیکر اسکی چورا ہو گئی مگر یہ سخت جان زندہ رہا اسنے طلحہ بن لندھور کو دشنام دیئے اور چاہا کہ اوٹھکر بھاگے طلحہ بن لندھور نے گھوڑے سے کود کر سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی صدا بلند کی اور عادل شیر دل نے کہا کہ بھائی صاحب سبحان اللہ اسوقت آپ نے ماموں صاحب کی شوکت یاد دلائی طلحہ نے کہا کہ سب فیض تعلیم و تلقین بزرگون کا ہے لیکن خونخوار بن دجال ملعون نے خیال کیا کہ یہ جوان نہایت منچلا ہے اسکا یون قتل ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے لیکن اس نے مجھکو باگ لی لوگ سمجھے کہ برائے مقابلہ آتا ہے اور مردانہ وار مقابلہ کرے گا لیکن اس ملعون نے اور ہی کچھ سوچ لیا تھا جلدی سے قریب طلحہ بن لندھور پہونچکر آواز دی کہ کیا خوب آپ نے اس زنگی کو مارا ہے لا ہاتھ کہ مین چوم لون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا طلحہ بن لندھور اسکی باتون سے حیرت مین رہے کہ یہ کہتا کیا ہے کہ یہ کافر بدکیش قریب پہونچگیا اور سر طلحہ پر گرز مارا اس جوان کو بچنے کی فرصت نہ ملی گرز سر پر پڑا کہ کاسئہ سر چورا چورا ہو گیا یہ دیکھکر عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او دغا باز بے ایمان یہ کیا حرکت تھی لیکن یہ گھوڑا دوڑا کر چلے تو قضائے کار تنگ مرکب کا ٹوٹا اور عادل شیر دل گھوڑے سے گر کے خونخوار بن دجال نے جھپٹ کر انپر بھی گرز مارا اور مہلت سنبھلنے کی نہ دی یہ بھی شہید ہو گئے یہ دیکھکر فاضل شیر دل نے ہائے بھائی کا نعرہ مارا گریبان چاک کیا اور دوڑ پڑے خونخوار بن دجال نے دیکھا کہ اب کوئی سردار لشکر اسلام مین مثل طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل کے نہین ہے لہذا بس اس نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ ہان مار لو ان خدا پرستون کو یہ سنکر تمام لشکر کفار نے باگین لین اور گھوڑے اوٹھا دیئے اہل اسلام بھی بیچ وسط میدان مین دونون لشکر مل گئے اور تلوار چلنے لگی اودھر فاضل شیر دل قریب خونخوار بن دجال کے پہونچے خونخوار بن دجال نے گرز انپر

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کلہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب مرکب
آتشباز ی ہو گیا اور پیدل ہار افاضل شیر دل گھوڑے کو سنبھالنے لگے خونخوار
بن دجال نے دوسرا گرز مار کر انکا بھی کام تمام کیا او دونون لشکرون مین
تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین
کھینچ کھینچ کر گرے ایک طرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی
اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور تیمور شاہ اور فرخ شاہ
لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین زور جوانی دکھا رہے
تھے ایک سمت خضر ان شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راسے دلیپ
وغیرہ قتل کفار میں لگے ہوئے تھے ہر کافر کو دو دو کر کے جانب دوزخ روانہ کر رہے تھے

چلے خون کے غول اور غٹ کی غٹ	گئے سارے گبر اور روئین لپیٹ
پیادون کے ایک سمت ٹھٹ کے ٹھٹ ہوئے	سوار اونسے کلہ بکلہ ہوئے
لگے چھٹنے سر دمامے وڈھول	دیئے سر کے بال اپنی علمون نے کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھی خریدارون کو
نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریا ئے
خون رواں تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق
شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے
گھوڑے انکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے
ہر طرف نعرے تکبیر و نعرہ بلند تھی کیا کیفیت بیان کیا جائے کہ ہندیون نے اور
تیغ زنی کی کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی
آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے
سے دل پہلے ہی ٹوٹ چکا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب
دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہو گئے اسی حالت مین بختیار شاہ
لڑتے ہوئے قریب خونخوار کے ہوئے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا
تلوار انکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مارا انکا بھی کام تمام ہوا اور راسے دلیپ
زخمون مین چور چور جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو
توڑ کر پار ہو گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ پھر کر پہنچے کہ ایک دیو نے ایک
پیادے نے تلوار ماری مرکب پر کہ مرکب زخمی ہو کر گرا فرخ شاہ بھی
گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہو گئے اسیطرح تیمور شاہ
و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام
کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتی اور کسکی امید پر لڑتے
قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے
ہوتے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے
جو گھرے ہوئے تھے وہ قتل ہو گئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کافرون کے نہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے قبضے مین کیئے لاشین اپنے لشکریون کے اُٹھوا کر دفن کین اور ان خدا پرستون کو اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان اِن کشتگان تیغ قضا پر عجب حسرت و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ تھا لاشین ہزار ہا آدمی کی پڑی ہوئی ہین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار بن دجال جس وقت سامنے قلعۂ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمھین چاہیئے کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آئینہ کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند الیسار رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ تمھارے معاف کر دیگا اور تمھاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا اُنھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اے خونخوار دائے بر حال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذارے اور زمانۂ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا کے جاتا ہے اب وہ خدا چاہیے جسے سمجھا ہو نہ کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر بنون مین تجھ سے نصیحت کرتا ہون کہ دین آئینہ پرستی گویا خود پرستی ہے تو اِس مذہب خود ساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا اور مین تو آمادۂ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یون ہی دو چار روز مین مر جاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سُن کر خونخوار بن دجال نہایت برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان تک بھی نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے تمیز مرنے پر کسی اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو شہپال ہندی فیل دروازے پر آکر بیٹھا گولہ انداز توپون پر آ کے پہتا مین روشن کر کے بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیئے اور سرداروں سے کہا کہ یہ قلعہ نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر جانب قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیئے توپخانہ رعد آواز نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا ہر طرف سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے توپون کے مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گر رہے تھے ہزار ہا آدمی واصل جہنم ہوا آخر کار سب کا رُخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ گئے لیکن کوئی گولہ

قضا کا خونخوار بن دجال کے نہ لگا اور یہ ملعون گولون کو رد کرتا ہوا بر لب خندق جا
پہونچا قلعہ پر سے مارنے کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہنڈیاں تیل کا کڑھاؤ پھینکا گیا مگر
اس کی قضا نہ تھی کہ بچ گیا اور لب خندق جا پہونچا مرکب کو اشارہ کیا کہ یہ خندق کو پھاند کر
قلعے کے پھاٹک پر پہونچا اور تیسرے گرز مین پھاٹک قلعے کا توڑا اور داخل قلعہ ہوا
جس وقت دھوان ہر طرف ہوا اور لشکر نے خونخوار بن دجال کے دیکھا کہ سردار
ہمارا داخل قلعہ ہو گیا پھر فوج نے یورش کیا اور قریب پہونچ گئی وہان قلعے کے
دروازے پر خونخوار بن دجال سے تلوار چلنے لگی اب اس کی فوج بھی کمک
کے واسطے آ گئی اہل قلعہ بھی آمادۂ مرگ ہو گئے خوب گھمسان سے لڑنے لگے
اہل اسلام تو مرنے پر تلے ہوئے تھے ایک ایک نے دو دو تین تین کو مارا
پر انون سے بچاے آب خون بہ رہا تھا زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا بازار
موت گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت کو قبض ارواح سے مہلت نہ
تھی روحین وادی السلام اور وادی البرکات کو برابر قافلے کے قافلے چلے جاتے
تھے یہان تک کہ تمام اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایک روایت یہ
ہے کہ جس وقت شہپال ہندی نے رنگ لڑائی کا دگرگون دیکھا تو اندر جا کر
تمام زنان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد آپ بھی لڑ کر جان دے دی کہ
بعد ہماری بےحرمتی نہ ہو اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ان عورتون نے جام
بھر بھر کر سامنے رکھ لیے تھے جس وقت کفار قلعہ مین داخل ہوئے تو ان خاتونان با
عصمت نے خود زہر پی لیا اور جانین دے دین کہ حرمت ہمارے خاندان کی برباد
نہ ہو الحاصل ان کفار نے شہپال ہندی کو بھی شہید کیا بچون کو ذبح کیا تمام
قلعہ کا مال و اسباب زر و زیور وغیرہ لوٹ کر اپنے قبضے مین کیا اب اس بیرحم نے
قتل عام کا حکم دیا اس کو یہ غصہ تھا کہ ہندیون نے سخت مقابلہ کیا اور بہت اسا
لشکر کام آ گیا ہر طرف ہندی قتل ہو رہے تھے ایک قیامت کبریٰ برپا تھی ہر
طرف سے آواز الامان بلند تھی مگر یہ بیرحم امان نہ دیتے تھے حتے کہ تمام ہندی
قتل ہو گئے سوا فوج خونخوار بن دجال کے کوئی ہندی نظر نہ آتا تھا لاشین
گلیون اور مکانون مین پڑی ہوئی تھین کوئی ان کو دفن کرنے والا بھی نہ تھا جب
خونخوار بن دجال کو یہ معلوم ہوا کہ اب ہندوستان بالکل تباہ و برباد
ہو گیا نام کو بھی کوئی ہندی زندہ نہین آخر کو اس ملعون نے بارگاہ اپنی اندر
قلعہ کے برپا کی اور لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر جلوا دین اور اپنے کشتہائے
نجس کو دفن کیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ آدمی مارے گئے اسے
اپنی فوج کا نہایت افسوس ہوا اب خونخوار بن دجال نے قلعے مین قیام کیا
کہ کسل ہر طرف ہو تو آگے کو روانہ ہون تیسرا روز تھا اور خونخوار بن دجال فصیل
قلعے پر سے شہر کی بربادی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یکایک از پردۂ بیابان
گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائی گرد

درزمین پیچیدہ خونخوار بن دجال نہایت پریشان ہوا کہ اب کون آتا ہے اس لیے
کہ نہ میرا کوئی سردار پیچھے رہ گیا تھا جسے سمجھون نہ ملک ہند کا کوئی وارث باقی ہے
یہ اسی سوچ مین تھا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چار سو علم نشانہ
چار لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھر دن پر علمون کے تعریف لقائے بے لقا
زمرد شاہ باختری کی مرقوم تھی سردار آگے آگے اور پشت پر چار لاکھ جوان اسلحہ جنگ
سے آراستہ خیمہ و بارگاہ وغیرہ سب ہمراہ از دوسرے دار نہایت زبردست اپنے
تحت مین اس فوج کو لئے ہوئے آکر سامنے قلعے کے پہونچے اور بارگاہ برپا کی
لشکر کو اُتارا ہرکارے لشکر خونخوار بن دجال کے روانہ ہو گئے تھے اُنھون
نے خبر حاصل کی اور آکر خونخوار سے بیان کیا کہ زیر باد ہند سے دو سو کوس
پر ایک مقام ہے کہ نام اُس کا شہر مخمور ہے مالک وہان کا مخمور منارہ گردن
ہے وہ ایک مدت سے لندھور کے ملک کی تاک مین تھا اور فوجین فراہم
کر رہا تھا جس وقت لشکر اُس کا اُس کے ارادے کے موافق پورا ہو گیا
تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک کو آپ نے فتح کر لیا
اُدھر مخمور منارہ گردن کے ہرکارون نے اُسے اطلاع دی کہ اب حکومت
اس قلعہ کی ہندیون کے ہاتھ مین نہین ہے خونخوار بن دجال کوئی شخص
ہے اُس نے آکر تمام ہندیون کو قتل کیا اور کسی وارث سلطنت کو زندہ نہین
چھوڑا اب وہ ہی اس قلعے مین مقیم ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر برجین
تیغزن کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے برجین تیغزن نے کہا کہ
ہمین تو اس ملک کے لینے سے مطلب ہے جو یہان کا حاکم ہو گا وہ ہی بجائے
لندھور اور اولاد لندھور ہے آپ حملہ کی تیاری کرین یہان تیاری جنگ
ہونے لگی یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی کہ لشکر حریف مین حملے کی تیاری
ہو رہی ہے یہ ایک ہی فطرتی اور مکار ہے دیکھا اس نے کہ اب مقابلہ برابر
کا ہے سات لاکھ مین تین لاکھ آدمی میرے مارے جا چکے ہین اب چار لاکھ آدمی
میرے ساتھ بھی ہین اور چار لاکھ اُس کے پاس بھی ہین جنگ دوسرے دار
معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر کہا کہ دیکھو مین اسکا
ابھی ابھی انتظام کرتا ہون اور چند سردار اپنے ساتھ لے کر قلعے سے نکل کر جانب
لشکر مخمور منارہ گردن روانہ ہوا ادھر خبر مخمور شاہ کو ہوئی کہ افسر فوج اور بادشاہ
ہندوستان یعنے خونخوار بن دجال آتا ہے مخمور شاہ نے برجین تیغزن
کو برائے استقبال روانہ کیا برجین تیغزن روانہ ہوا اور راہ مین ملاقات ہوئی
برجین تیغزن خونخوار بن دجال کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے داخل بارگاہ
ہوا ایدھر مخمور منارہ گردن خود بھی تا در بارگاہ استقبال کے واسطے آیا اور
خونخوار بن دجال کو لا کر دنگل پر بٹھایا یہان تیاری حملے کی ہو رہی تھی لیکن
خونخوار بن دجال کے آجانے سے وہ ارادہ تھوڑی دیر کے واسطے ملتوی

ہوگیا کہ مبادا باہم کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جائے وہ ہی ہوا کہ خونخوار بن دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سُن کر جواب دیا کہ مین لقا پرست ہون خونخوار بن دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر اس ملک پر آنے کا اتفاق کیونکر ہوا مخمور منارہ گردن نے بیان کیا کہ مین ایک مدت سے اس فکر مین تھا کہ کسی طرح ہندوستان پر قبضہ حاصل ہو لیکن چونکہ بادشاہ یہان کا یعنی لندھور بن سعدان کرد پہلوان زبردست تھا اور فوج بھی اُسکے پاس بے شمار تھی اس وجہ سے میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اِس زمانے مین مین نے سُنا ہے کہ لندھور سے ہندوستان اس طرح خالی ہوا ہے کہ اب شاید لندھور پلٹ کر بھی اِس طرف کبھی نہ آئے مین نے اس موقع کو غنیمت جانا اور لشکر فراہم کر کے چڑھ آیا یہان پہونچ کر آپ کو قابض پایا اب آپ بھی ارشاد کرین کہ آپ کیا دین رکھتے ہین خونخوار بن دجال نے کہا کہ مین پہلے ابلیس پرست تھا بلکہ پونے دو سو خداوندون کو مانتا تھا جس مین سے ایک زمرد شاہ باختری بھی ہین جنکے تم بندے ہو لیکن بالفعل ہدایت حوت آئینہ پرست سے مین نے خداوند آئینہ کو پہچانا اور اُس کی پرستش بھی شروع کر دی میری راے یہ ہے کہ خداوندان قدیم تو اِن خداپرستون کے ہاتھ سے نہایت حیران و پریشان ہو کر بہشت کو چلے گئے کیونکہ اِن لوگون نے بڑا زور پکڑا تھا اور خداوندون کی توقیر نہ کی لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تم بھی پرستش خداوند آئینہ کی اختیار کرو ہرچند کہ اُس مین صورت اپنی ہی نظر آتی ہے مگر اُس مین بھی جلوہ خداوندی نظر آتا ہے اِس لیئے کہ تمام عالم مین ایک صورت کے دو نہین ہین یہ خداوند آئینہ ہی کی قدرت نمائی ہے کہ وہ ہر شخص کو اُس کی صورت کا دوسرا دکھا دیتا ہے کہ اب بھی قدرت نمائی خداوند آئینہ کے قائل ہو اور اُس کو سجدہ کرو بعد اِس کے ہم تم ایک ہو کر خداپرستون کا استیصال کرین اور دنیا کو ان لوگون سے پاک کرین بعد اِس کے ایک ہندوستان پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے ممالک قبضے مین آجائینگے جس قدر ملک تمہارا جی چاہے اپنے قبضہ اقتدار مین رکھنا اور بے خوف و خطر حکومت کیا کرنا یہ سُن کر مخمور منارہ گردن بہت خوش ہوا اور کہا کہ اِس راے کو مین دل سے پسند کرتا ہون مگر ایک بات میری آپ کو ضرور ماننا پڑیگی وہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے مذہب سے سروکار نہ رکھے مین اپنے مذہب پر قائم رہون آپ اپنے مذہب پر تو بدل مین آپ کا شریک ہون اِس بات کو خونخوار بن دجال نے منظور کیا اسپہ یہ دونون گلے ملے اور دونون لشکرون مین اِس کی اطلاع ہوئی طبل شادمانی بجا دونون لشکر ایک ہوئے اور افسران فوج باہم گلے ملے خونخوار بن دجال نے اپنی طرف سے تشہیر شتر سوار کو بیس ہزار سوار دے کر یہان کا حاکم کیا

اور انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور دریافت کیا کہ یہان سے آگے کونسا ملک خدا پرستون سے معلوم ہوا کہ گیلان مین بھی خدا پرستون کا قبضہ ہے اور وہ ہند و دستان سے قریب ہے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی وہان کے حکمران ہین خونخوار بن دجال نے گیلان کی طرف کوچ کیا اب اسے تو رہروی راہ گیلان مین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان ضلالت نشان خروج حوت آئینہ پرست کے گزارش کیے جاتے ہین

شعر پلا ساقیا دو مئے خوشگوار کہ بیتاب دل کو ہو میرے قرار — مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کہے حال بوستان صیاد
مین ماجرائے چمن کیا کرون بیان صیاد
اٹھی ہے گنج قفس مین مری زبان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
جو اسیر باختہ ہون مجھپہ یہ مصیبت ہے
عجیب قصۂ دلچسپ یہ حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

کلام کرتا ہے وہ دلکو جو خوش آتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
اُداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے
بہت دنون مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
جو پوچھے تو تو کیا انتہا کا ہے مرا پاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن مین اُداس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سُنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

عزیز رکھتے ہین مینخوار ساغر مل کو
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو
کہ چھا نکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہوئے تا مری جانب سے بدگمان صیاد

راویان شیرین کلام و حاکیان نیک انجام اس داستان حیرت بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ اسی زمانۂ پر آشوب مین جبکہ تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی تھی خواجہ کمیل ایرانی وارد ملک حوتیہ ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرا بھیجی کہ ایک سوداگر ایران کچھ اسباب تجارت اور اشیاء نادرہ لے کر حاضر ہوا ہے اور امیدوار باریابی ہے حوت آئینہ پرست نے خواجہ کمیل کو طلب کر لیا خواجہ کمیل حاضر ہوئے اور تحفہ جات پیش کیے بادشاہ نے سب قبول کیے اور اُس کا معاوضہ بہت کچھ کیا اُس کے بعد پوچھا کہ تم سوداگر ہو اکثر ممالک مین تمھارا جانا ہوا کرتا ہے ہر مقام کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہین بالفعل خدا پرستون کے ملکون کی کیا کیفیت ہے خواجہ کمیل نے عرض کیا حضور وہ دفتر گاؤ خوردہ ہو گیا صاحبقران خانہ کعبہ تشریف لے گئے بہت سے سرداران نامی و گرامی اُن کے ہمراہ چلے گئے جو کہ

نوعمر اور جوان باقی رہے وہ بدیع الملک کے ساتھ نہ طاق پر گئے ہوئے ہین
میدان خالی پڑا ہے لیکن چار تصویرین اب بھی صفحۂ ہستی پر ایسی ہین جو ممالک
اسلام کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہتی ہین وہ چارون تصویرین میرے پاس
موجود ہین اگر حکم ہو تو پیش کرون جوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین ضرور
دیکھونگا یہ سن کر خواجہ کمبل نے چارون تصویرین پیش کین ان مین ایک
تصویر دُرِّ دریائے فتوت و نجم سپہر صولت یعنی اسد بن کرب دلاور کی تھی
اور تین تصویرین ان کے تینون فرزندون کی تھین اور ہر تصویر پر نام تحریر تھا
جس وقت جوت آئینہ پرست نے نام پڑھے تو صلصال کانپ اُٹھا اور رنگ
رو اُس کا متغیر ہو گیا جوت آئینہ پرست کی نظر جو چہرۂ صلصال پر پڑی کہا
اے خان اعظم تم تو اس قدر ڈرے کہ جیسے کوئی شیر کے نام سے ڈرتا ہے صلصال
نے کہا کہ حضور یہ شیر سے کم نہین ہین بلکہ شیر کش ہین ان کا زندہ رہنا حمزہ کے
زندہ رہنے سے کم نہین ہے اگر یہ مر جاتے تو پھر کوئی سرپرست خدا پرستون کا نہ
تھا اور جو ملک تباہ و برباد ہوئے وہ پھر نہ آباد ہو سکتے یہ سن کر جوت آئینہ پرست
خاموش ہو رہا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا تصویرین سوداگر سے لے کر رکھ لین اور
خواجہ کمبل کو پچاس ہزار روپیہ دے کر رخصت کیا حسب اتفاق اُس وقت
ہمائے تیز رفتار کوکا طوفان سبز پوش کا دربار مین حاضر تھا اُس نے
بھی ان تصویرون کو دیکھا تھا جس وقت یہ خدمت مین ملکہ طوفان سبز پوش
کی گیا اور ملکہ طوفان سبز پوش نے اس سے حالات پوچھے کہ سوداگر کیا کیا
چیزین لایا تھا کوئی شے ہمارے واسطے بھی والد بزرگوار نے خریدی ہے یہ
سن کر ہمائے تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یون تو بہت سی چیزین
عمدہ عمدہ از قسم زیور و جواہر بادشاہ نے خریدی ہین کہ اُن کا ذکر ہی کیا
خود ہی ملاحظہ فرمائیے گا لیکن چار تصویرین وہ سوداگر لایا تھا وہ درحقیقت ایسی
ہین کہ دیکھنے کے لائق ہین بلکہ آپ کے قصر مین لگانے کے لائق ہین کہ ایسے
حسین و جمیل مرد بھی کم دیکھنے مین آتے ہین یہ سن کر ملکہ طوفان سبز پوش کو
اشتیاق حد سے زیادہ پیدا ہوا کہا کہ مین ایک عرضی والد ماجد کو تحریر کرتی ہون
تم اُسے لیجاؤ اور وہ تصویرین اُن سے لے آؤ یہ کہ کر اس نے ایک تحریر اپنی
دی اور کہا کہ جلد اُس کا جواب یا تصویرین لاؤ ہمائے تیز رفتار وہ نوشتہ
لے کر روانہ ہوا اور وہ تحریر ملکہ طوفان سبز پوش کی جوت آئینہ پرست کو دی
جوت آئینہ پرست نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ مین نے سُنا ہے کچھ تصویرین آپ نے
دشمنان خداوند کی خریدی ہین مین چاہتی ہون کہ وہ تصویرین آپ مجھے
دکھا دیجیے کہ مین بھی دشمنان خداوند کو پہچان لون جوت آئینہ پرست یہ پڑھکر
مسکرایا اور اُلغز یہ سب کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اس شخص کی دختر کو بھی
خدا پرستون سے ایسا عناد ہے کہ تصویرون کا حال سن کر جس نے طلب کی ہین

اور لکھا ہے کہ مین چاہتی ہون دشمنان خداوند کو پہچان لون حکیم زرہا دشتر لب
کہ وزیر حوت آئینہ پرست کا ہے بول اُٹھا کہ اے بادشاہ میری راے
نہین ہے کہ آپ ملکہ کو تصویرین دکھائیے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے ٹال دیجئے
کہ ان تصویرون کا دیکھنا بھی گناہ ہے یہ سُن کر حوت آئینہ پرست نے جواب دیا
کہ وہ اِس کا یہ جواب دیگی کہ پھر آپ نے وہ تصویرین کیون دیکھین اگر ایک
گناہ آپ نے کیا تو ہم بھی کرین گے اور تصویرون کے دکھانے مین مضائقہ
کیا ہے زرہا دشتر لب نے کہا کہ اے بادشاہ تو ناعاقبت اندیش ہے
اور مین دور تک سوچ لیتا ہون اس لیئے کہ مین نے تواریخ سے معلوم کیا
ہے کہ زمرد شاہ باختری نے جس وقت خروج حمزۂ صاحبقران کا حال سُنا
تو مہتر گردمرد کو اور مہتر ارم زاد نقش بین کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تصویرین سب خدا
پرستون کی لے کر جلد حاظر ہونا کہ مین اُن بندگان خدائی کو دیکھون جنہین مین
پیدا کر کے بھول گیا ہون دونون عیار زمرد شاہ باختری کے جس وقت
داخل لشکر اسلام ہوئے تو عمرو نے ایک روز مین پانچ ہزار پانچ سو پچیس
تلوریون کی تصویرین کھینچ کر دے دین گردمرد اُن تصویرون کو لے کر پلٹا
اول ملک سنجان مین پہونچا کہ یہ ملک راہ باختر مین واقع تھا اور مالک
وہان کا گنجاب بن گنجوب بن ملک حرمان دیو کش تھا اور یہ گنجاب پیغمبر
زمرد شاہ باختری کہلاتا تھا جس وقت گنجاب کو خبر ہوئی گردمرد تصویرین
خدا پرستون کی لایا ہے اور خدمت خداوند مین لیئے جاتا ہے تو گنجاب کو
بھی اُن تصویرون کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور مہتر گردمرد کو طلب کیا اور
تصویرین مانگین گردمرد نے وہ تصویرین دے دین گنجاب ایک عجیب و غریب
چیز سمجھ کر اور اُن تصویرون کو لیئے ہوئے محل مین چلا گیا اور اپنے اہل و
عیال کو دکھائین کہ یہ بندگان خدائی ہین جن کو خداوند نے خواب مین پیدا
کیا ہے یہ تو اُن لوگون سے بھی اچھے ہین جن کو بیداری مین پیدا کیا ہے کاش
خداوند خواب ہی مین رہا کرین کہ اُن کا خواب بیداری سے بہتر ہے اب
عورتون نے ان تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جس وقت نظر گوہر ملک کی
تصویر بدیع الزمان پر پڑی ہزار جان سے عاشق و شیفتہ ہو گئی اور پھر
گوہر ملک کی ذات سے جو جو فسادات ظہور مین آئے اُس کا خلاصہ یہ ہے
کہ ملک سنجان تباہ و برباد ہو گیا اور گوہر ملک بدیع الزمان کے ساتھ
نکل گئی اور ہنیچہ خاتون زوجۂ گنجاب لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی اور
گنجاب کے مرنے کے بعد لندھور سے نکاح کیا اور مسلمان ہو گئی بعد اسکے
عیار تصویرین لے کر لقا کے پاس آئے لقا نے اُن تصویرون کو دیکھ کر
بختیارک سے کہا کہ مین نے ان بندون کو جیسا زور دیا ویسی ہی صورت
بھی دی مگر افسوس کہ اِن کو اس قدر خود سر بنا دیا کہ یہ کسی سے نہین دبتے

خیر جس وقت یہان آئین گے اور اپنے خداوند کو دیکھین گے تو پہچان لین گے بعد
اُس کے اِن تصویرون کو لے کر محل کی جانب چلا بختیارک مردود انا تھا
اُس نے منع کیا کہ یا خداوند یہ اچھا نہین ہے مگر لقا نے اُس کا کہنا نہ مانا اور
تمام اہل وعیال کو تصویرین دکھائین کہ ہم نے ایسے ایسے پیدا کیے
ہین مگر یہ ہم سے منحرف ہو گئے ہین اور اپنے دل سے ایک خدا فرض کر لیا ہے
اُس کو سجدہ کرتے ہین ملکہ گیتی افروز انتہا کی حسینہ و جمیلہ تھی کہ لقا اُسے نو
نور چکیدہ قدرت اور نور خالص کہتا تھا جس وقت ملکہ گیتی افروز نے تصویر
شاہزادہ خاور سیاہ لعل خفتان خونریز خاوری ملک قاسم کی دیکھی اُس پر عاشق
ہو گئی اور تصویر کی نقل کر کے گلے مین پہنی اور جہان افروز جو گیتی افروز سے
بڑی تھی وہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی اور اُن کی تصویر نقل کر کے اپنے
گلے مین پہنی آخر کار وہ ہی ہوا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھا دے ساری سلطنت تباہ و
برباد ہو گئی لہذا میرے نزدیک اِن تصویرون کا گھر مین لے جانا مناسب نہین
ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کلمہ حوت آئینہ پرست کو بہت ناگوار گذرا اور
کہا کہ اے زرہا دشتر لب کیا کہون کہ تم وزیر ہو اگر کوئی دوسرا شخص ایسی
بدگمانی کرتا تو اُس کی زبان گُدی سے کھنچوا لیتا کیا لقا کی بیٹیان چھنال نکلین تو سب
بادشاہون کی اولاد آوارہ ہوتی ہے یہ کہ کر تصویرین لیئے ہوئے داخل
محل ہوا اور طوفان سبز پوش کو بُلایا اور اول تصویر اسد بن کرب غازی
کی پیش کی اِن کا سن و سال تو درحقیقت اِس قابل نہ تھا کہ کوئی دیکھے تو تعریف
کرے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہت مذمت کی اور پھبتیان کہین بعد اِس کے
تصویر غضنفر بن اسد کی دکھائی اسے بھی دیکھ کر ملکہ نے ناک بھون چڑھائی
بعد اِس کے تصویر معروف بن اسد کی دکھائی گئی ملکہ طوفان سبز پوش نے ظاہر
اِس تصویر کو بھی برا بھلا کہا لیکن جس وقت سے تصویر معروف ابن اسد کی دیکھی
رنگ رو بدل گیا لب پر مہر سکوت لگ گئی آنکھون مین تری جو اِس مین ابتری پیدا
ہوئی دل دھڑکنے لگا یہ تصویر ہمہ تن دل پر نقش ہو گئی حوت آئینہ پرست اِس
تصویر کو دے کر چلا گیا تھا ملکہ نے خوب اطمینان سے ساتھ تصویر اسد ثانی کا چربہ
اُتارا اور اپنے گلے مین پہن لیا کہ مبادا بادشاہ تصویر کو طلب کرے تو پھر مین
کیا کرونگی نشانی بھی پاس نہ رہیگی باقی تصویرین خود بھیج دین اور کہلا بھیجا
کہ ابا جان اِن تصویرون کو پھنکوا دیجئے کہ یہ منحوس صورتین کوئی نہ دیکھے یہ مغضوب
خداوند ہین ان کی صورتون پر شقاوت برستی ہے یہ سُن کر حوت آئینہ پرست
دختر سے بہت خوش ہوا اور زرہا دشتر لب سے کہا کہ سُنا آپ نے کہ میری دختر
نے کیا کہلا بھیجا ہے وہ مانند اور شاہزادیون کے نہین ہے زرہا دشتر لب یہ
سُن کر خاموش ہو رہا اور کہا خیر خداوند ایسا ہی کرین جیسا کہ اُس نے کہا ہے
لیکن اب ان تصویرون کو چاک کر ڈالیئے کہ اِن کو دیکھ کر مجھے خوف آتا ہے معاذ

ہوتا ہے کہ یہ دربار شاہی کو لوٹ رہے ہین حوت آئینہ پرست نے اُن سب
تصویرون کو چاک کر ڈالا باوجودیکہ ہزارہا روپیہ تصویرون کے معاوضہ مین
سوداگر کو دیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خیال نہین کیا گیا ادھر ملکہ طوفان سبز پوش
دختر حوت آئینہ پرست تیر عشق کھا چکی تھی اور تصویر شاہزادہ اسد ثانی زیب
گلو فرما چکی تھی اُس کی حالت آناً فاناً مین ترقی کرنے لگی اور رنگ رو متغیر
ہونے لگا ہر وقت کی خوش مزاجی سکوت سے بدل گئی اِس کو خیال ہوا کہ
ابھی تازہ بات ہے ایسا نہو کہ کوئی شبہہ کرے اب مان باپ کے ساتھ رہنا
درست نہین ہے بہتر یہ ہے کہ کسی بہانے سے کنارہ کشی کرو یہ سوچ کر ہمائے تیز رفتار
کو حکم دیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم باغ فیروزہ نگار کو جائین اور وہان جلسہ
رقص کرین لہذا تم اُس کی تیاری کرو یہ سن کر ہمائے تیز رفتار اُسی وقت روانہ
باغ ہوئی غرض سب سامان درست کر دیا گاڑیان حاضر کر دین اور وہان سے سواری
آراستہ کی ملکہ بجلوس شاہانہ کے ساتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ ہوئے
اور وہان صحبت عیش برپا کی یہان حوت آئینہ پرست نے ایک نامہ حاکم ملک
ترکمانیہ کو لکھا کہ نام اُس کا حرمان آدمخوار ہے مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل
ہمارا قصد ہے کہ ہم خروج کرین اور خدا پرستون کا استیصال کرین لہذا تم
دیکھتے ہی اِس نامہ کے سرداران وعیاران ذیل کو ہمراہ لے کر حاضر ہو
وہ سردار یہ ہین بہمن دیو سگ طوماس شیر سر فربوس خرس پیشانی زوبہر
ذوفنون و ہشت قیاس جہان تک ممکن ہو اپنے کو ہم تک جلد پہونچاؤ جس وقت
یہ نامہ حرمان آدمخوار کو پہونچا حرمان آدمخوار اسی ہزار آدمخوارون سے
سرداران مذکور و عیاران مسطور کو ہمراہ لے کر کل چار لاکھ کی فوج سے
بجانب شہر حوتیہ روانہ ہوا یہان حوت آئینہ پرست انتظار مین تھا کہ خبر آمد
حرمان آدمخوار کی پہونچی حوت آئینہ پرست نے حکیم زرہاد شتر لب
دارجبال دیو ساب وقارن کوہ پیکر کو اسی ہزار سوار سے برائے استقبال
روانہ کیا یہ لوگ گئے اور حرمان سے ملے اور نہایت اعزاز سے اُس کو
اپنے ہمراہ لے کر داخل ملک حوتیہ ہوئے ملک حوتیہ فوجون سے مملو ہو گیا
اور دونون لشکر گلے مل کر ایک ہوئے حوت آئینہ پرست نے ذنگل سردارون
کے واسطے جھوار رکھے تھے جس وقت حرمان آدمخوار داخل دربار حوت ہوا
حوت آئینہ پرست کو سلام کیا حوت آئینہ پرست نے اشارہ بیٹھنے کو کیا
حرمان آدمخوار ایک ذنگل زرین پر بیٹھا اور صحبت میخواری شروع ہو گئی دور جام
چلنے لگا عین گرمی صحبت مین حرمان آدمخوار نے حوت آئینہ پرست سے پوچھا
کہ آپ کا کیا ارادہ ہے مفصل بیان کیجئے اب حوت آئینہ پرست نے صلصال
کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مالک ترکستان کے بیٹے ہین خان اعظم
بعد صلصال انھین کا نام ہے خدا پرستون نے ملک اِن کا اُن سے چھین لیا ہے

یہ میرے پاس فریادی آئے ہین تو میرا قصد ہے کہ خروج کر کے ملک اِن کا ان کو واپس دلاؤن وزیر اِن کا ان سے منحرف ہو کر خدا پرستون سے مل گیا تھا اور فرزند بھی اِن کے سرداران حمزہ سے زیر ہو کر مطیع ہوگئے تھے مین اُن کو سزا اسے معقول دونگا کہ اب وہ ہی وہانکے حاکم ہین اور راہ مین جس قدر ممالک اہل اسلام کے ملین گے اُن پر اپنا قبضہ کرونگا اول شہر سمرقند ہے حاکم وہان کا طولا بہ سمرقندی ہے پہلے اِسی ملک پر قبضہ کرونگا بعد اس کے بلخ ملیگا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وہانکے حاکم ہین اُن کو سزا دونگا اُس کے بعد ختن ہے ختن کے بعد ترکستان ہے جو ملک خان اعظم کا ہے وہان کئی سردار ہین ایک تو زرہ خان وزیران کا ہے دوسرے مالک ترک سفید جامہ ہے اور تین بیٹے اِن کے اژدر خان اور صعب خان اور بلب خان ہین سب کو مطیع یا قتل کر کے اِن کا ملک اِن کو دلاؤنگا اور وہان سے جانب قلعۂ ذو الامان جا کر اُس قلعہ کو تاراج و برباد کرونگا کہ وہان کل ناموس حمزہ مقیم ہے بعد اُس کے سُنا ہے کہ بدیع الملک نبیرۂ حمزہ دعویٰ صاحبقرانی رکھتا ہے اور طلسم نہ طاق کی طرف گیا ہوا ہی وہان جا کر اُسے قتل کرونگا اُس کے بعد بر جیس آفتاب پرست کو سزا دونگا سُنا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کراتا ہے بعد اُس کے نقابداران قاف کو قتل کرتا ہوا اُس لٹیرے کو مارونگا جس کا نام اسد بن کرب غازی ہے کہ وہ خدا پرستون کا زور بازو ہے اُس کا قتل سب سے اول ہے یہان تک کہ تمام عالم پر قبضہ کر کے پھر اپنے ملک کو واپس آکر آپ دعویٰ خداوندی کرونگا اور تم کو نائب خداوند کرونگا اور تمکو اور تمھارے لشکر کو ہمیشہ گوشت آدمزادون کا کھلاؤنگا یہ سُن کر حرمان آدمخوار نہایت خوش ہوا کہا چلیئے مین آپ کے ساتھ ہون اور جانبازی کو موجود ہون اب حوت آئینہ پرست نے سامان دعوت کا حکم دیا اور تیاری جشن ہونے لگی غرضکہ نہایت دھوم دھام سے دعوت حرمان آدمخوار کی ہوئی کہ تمام آدمخوارون کو کباب انسانون کے کھلائے گئے جہان تک واجب القتل اور مجرم دستیاب ہوئے اُن کو ذبح کیا جب وہ کافی نہ ہوئے کہ اسیّ ہزار کھانے والے موجود تھے تو بے گناہ اور لاوارث گرفتار کئے جانے لگے شہر مین ایک غوغا تھا لوگ گرفتار ہو رہے تھے رعایا کہتی تھی کہ ایسا ظالم بادشاہ ہمارے اوپر حاکم ہے خدا جلد اِس کو غارت کرے اگر اس کی حکومت مین ترقی ہوئی تو نہ معلوم کیا کیا ظلم کریگا لیکن فوج حوت آئینہ پرست کی ظالم کسی کی فریاد نہ سنتی تھی لوگ برابر گرفتار ہو کر ذبح کئے جا رہے تھے جس وقت شام ہوئی حوت آئینہ پرست نے حرمان آدمخوار کی دعوت کی بعد دعوت کے جلسۂ رقص و سرود شروع ہوا اب یہ تو اِدھر محوِ عیش و عشرت ہین اور اُس طرف ملکہ طوفان سبز پوش کی سواری باغ مین اُتری ملکہ طوفان سبز پوش سیر باغ کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی عجب طرح کا یہ قصر تھا کہ تمام قصر مین فیروزے جڑے ہوئے تھے

شیشہ آلات جس قدر تھا وہ بھی فیروزہ نگار تھا مسند بھی فیروزہ نگار تھی غرضکہ ملکہ طوفان سبز پوش آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی گائنین حاضر تھین اُنھون نے ساز چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

تم سنو جسکی وہ چپ رہکے پریشان کیون ہو — یا خموشی سے بنے بات تو نالان کیون ہو
سر کے ٹکرانے کو سنگِ درِ جانان کیون ہو — جب ہوا خاک اُڑانا تو بیابان کیون ہو
مرکے ہو جاتی ہے درد و غم و ایذا سے نجات — ہے وہ دشمن تو مری جان کا خواہان کیون ہو
کرکے دعواے وفا ہے گلۂ ظلم عبث + — جو خرابی کی ہے بنیاد وہ عنوان کیون ہو
کیا کرین وصل پر اصرار جب انکو ہے یہ ضد — کہ نہین منہ سے نکلجائے تو پھر ہان کیون ہو
ناتوان ہون مدداے کاوشِ جوشِ وحشت — ہاتھ قابو مین نہین ہین تو گریبان کیون ہو
تیری باتون کو ہم اے عہد شکن جلنتے ہین — جسکا انجام ہو بے سود وہ سامان کیون ہو
نہ اٹھے ہوک تو کیون رازِ محبت ہو عیان — نہ اُڑے رنگ تو ظاہر غمِ پنہان کیون ہو
حاجبِ چشم تصور نہ کبھی ہو گی نقاب — جسکو چھپنا نہین آتا ہے وہ پنہان کیون ہو
دل سے عاشق کے جو نکلی تو بہت ہو گی تباہ — صدر مین جسکی ہے جا وہ کہین مہمان کیون ہو
جان ستان ناز ہین جنکے کوئی اُنسے کہہ آئے — مہربان آپ جو ہون موت کا احسان کیون ہو
بدگمان کرتی ہے رہ رہ کے اسے غیرتِ عشق — دلمین رہکر نگہ شوق سے پنہان کیون ہو
ہم تو پہلے ہی سے سمجھے ہین محبت کا مآل — جان پر آپ جو کھیلا وہ پشیمان کیون ہو
طالب داد ستم حشر مین آتے ہین تو آئین — تم کسی کے نہین قاتل تو پریشان کیون ہو
خواہش عیش ہی دنیا مین ہے ایذا کا سبب — گر نہو وصل تو اندیشۂ ہجران کیون ہو
اے اجل شام سے بیٹھا ہون آمادۂ مرگ — کہ یہ ہونا ہے تو صبح شب ہجران کیون ہو
طولِ ایذا سے جدائی مین اگر طولِ حیات — جز اجل خواہش صبح شب ہجران کیون ہو
کوئی مجرم نہین اے سوزِ جگر عاشقِ زلف — رہنے والا ہے اندھیرے کا چراغان کیون ہو
رہ سکین گے نہ کبھی آپ وفا کے پابند — جسکا نبھنا نہین آسان وہ پیمان کیون ہو
امتحان گاہ محبت مین نہ جانا تھا ہمین + — آپ ڈالی ہے جو مشکل وہ اب آسان کیون ہو
ایسے نکلے بسہولت بخوشی تو کھینچون + — میری حسرت ہی نہ وہ ہو ترا پیکان کیون ہو
حالتِ شمع پہ ہنستے تھے بہت تم کل تک — آج اک سوختہ جان کے لیئے گریان کیون ہو
گھات مین اپنے اُدھر وہ ہین یہ سوچ ادھر — ٹوٹنا جسکا ہے آسان وہ پیمان کیون ہو +
بردہ در راز محبت کا نہین دست ہوس — نہ کشیدہ ہو تو پرزے ترا دامان کیون ہو
آرزو جسکے لیئے ہوگئے برباد اُس سے — کبھی یہ بھی تو نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

اس غزل کے اکثر اشعار کے مضامین جو ملکہ طوفان سبز پوش کے دل پر درد کی داد دیے رہے تھے طوفان سبز پوش کی آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا چشمہاے چشم اُبل پڑے سیلاب اشک نے اُس تصویر تصور کو غرق کردیا جو ہر وقت ملکہ کے روبرو رہتے تھے بیساختہ یہ دوہا زبان پر جاری ہوا دوہا روتے روتے بیتین پیا نہ آئے پاس + نینن بیچ لگا نہی ڈھونڈن لاگے آس + جبقدر

ملکہ ضبط کرتی تھی اُسی قدر جوش رقت زیادہ ہوتا تھا بموجب شعر شعر جب ضبط کرون پلکین آنسو روون تو نہ نکلے اشک کوئی + کیا کہون ان آنکھون کا یہ دریا اُلٹے بہتے ہین + آخر کار راز دل چھپانے کے واسطے ملکہ طوفان سبز پوش اُٹھ کر حجرے مین چلی آئی صحبت رقص وغنا برخاست کر دی اکیلی مسہری پر لیٹ رہی اور بخار دل کا رو رو کر نکالنے لگی یہ حکم پہلے سے دے دیا تھا کہ سوا ہما کے تیز رفتار کے اور کوئی میرے پاس نہ آنے اس لیئے کہ شدت سے دھڑکن ہو رہی ہے وہ آئے تو مین اُس کو حکیم صاحب کے یہان بھیجون اور حال اپنا کہلا بھیجون سب انیسین جلیسین پریشان ہین کہ یہ دفعتاً ملکہ کو کیا ہوا اس باغ مین آنا تو آج اُلٹا اثر دکھا رہا ہے تفریح کے بدلے اختلاج نہین معلوم کس بُری گھڑی سے آج اِس باغ مین قدم رکھا کوئی کہتی تھی کہ ان پر سایہ کسی پری کا ہو گیا ہے یا جن عاشق ہو گیا ہے اِن لوگون کی یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جس شخص پر عاشق ہوتے ہین اُس کو پریشان کرتے ہین لو کہو یہ بھی نیا عشق ہے کہ جس سے محبت کرین اُس کو پریشان کرین باز آئے مثل ہے کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان یہان تو یہ حالت ہے اور ادھر ملکہ کی عجب کیفیت ہے کبھی تصویر کو اُٹھا کر دیکھتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے کبھی کہتی ہے اے پیکر بے حس تو جس کی شبیہ ہے تجھے اُسی کی قسم کہ مجھے اتنا تو جواب دے کہ وہ رہنے والا کس دیس کا ہے کہ مین خاک چھانتی ہوئی خود وہان جاؤن یا اپنا آدمی بھیج کر اُس کو بلاؤن ہائے مجھ تو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کہان ہے طرہ اُس پر یہ کہ اُسے مجھ بدنصیب کے حال کی خبر بھی نہین کہ ایک زخمی تیغ ادا ہمارا مانند مرغ بسمل کے پھڑک رہا ہے اور ایک بلبل زار ہمارے گل سے چہرہ کے شیفتہ ہو کر بیمار ہو گئی ہے نرگس وار ہر طرف نگران ہے سنبل کے مانند پریشان ہے لیکن ہوا ئے باغ اُس کے واسطے ناساز ہے اُن خارون مین گھری ہوئی ہے کہ نکلنا دشوار ہے ہر وقت گلچین کا خوف صیاد کا کھٹکا آشیانے سے نکلنے کو مانع ہے فریاد کو روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو حال ظاہر ہو جائے شعر غم صیاد فکر باغبان ہے + دو علے مین ہمارا آشیان ہے + یہ اس اس طرح کی باتین دل سے کر رہی تھی کہ ہما ئے تیز رفتار باغ مین آیا صحبت کو برہم دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا عورتون سے پوچھا کہ ملکہ طوفان سبز پوش کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ فلان حجرے مین آرام فرما رہی ہین ہم لوگون کے جانے کی ممانعت ہے لیکن تمھارے لئے اجازت دیدی ہے ہمائے تیز رفتار جلدی سے حجرے مین آیا تو ملکہ کی عجب حالت دیکھی پوچھا کہ مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہانہ درد سر اور اختلاج قلب کا کیا ہمائے تیز رفتار سمجھ گیا کہ جب یہ تصویر کو اُنھون نے دیکھا تھا تو رنگ چہرے کا بدل گیا تھا کچھ طبیعت اُس صاحب تصویر

کی طرف مائل ہوئی ہے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھین اپنی گو دیون مین کھلایا
ہے اور پالا ہے مین نادان نہین ہون کہ تمھاری باتین نہ سمجھ سکون صاف صاف
بیان کرو مجھ سے نہ چھپاؤ لیکن ملکہ طوفان سبز پوش کی غیرت کب گوارہ کرتی
تھی کہ وہ صاف صاف بیان کر سکتی ہماے تیز رفتار نے وہ ہی تصویر یعنے
اسد ثانی کی سامنے کی اور کہا اے ملکہ یہ چیز بڑی کوشش سے تمھارے لیئے
لایا ہون یہ دیکھتے ہی ملکہ طوفان سبز پوش یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اُٹھ کھڑی ہوئی
اور کہا کہ تم کیونکر اسے لائے ہماے تیز رفتار نے کہا کہ جس وقت سواری
مین نے آپ کی باغ مین پہونچا دے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ تصویرین
تلف ہو جائین اور حکیم زرہاد ان تصویرون سے بغض اپنا نکالے مین نے یہ
انتظام کیا کہ خود دربار بادشاہ مین چلا اور حاضر رہا جیسے کہ حکیم زرہاد نے ان
تصویرون کے چاک کر ڈالنے کی راے دی بادشاہ نے تصویرین مجھے
دین مین نے اُس مین سے تین تصویرین چاک کر ڈالین اور یہ تصویر آپ کے
خیال سے چھپا لی اور لیتا آیا مین سمجھ گیا تھا کہ یہ تصویر آپ کو پسند آئی ملکہ نے کہا
کہ مین نے بھی ایک نقل اِس تصویر کی بنائی تھی یہ کہکر گلے سے تصویر اُتار کر
دکھائی ہماے تیز رفتار نے ملکہ طوفان سبز پوش کے صناعی کی نہایت
تعریف کی کچھ دیر تو ملکہ طوفان سبز پوش اُس تصویر کو غور سے دیکھا کی بعد اُسکے
پھر رونے لگی ہماے تیز رفتار نے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ
والد ماجد آپ کے سفر کرنے والے ہین آپ بھی ساتھ ہی چلیئے گا مین اُس
صاحب تصویر کو آپ سے ملا دونگا آپ اطمینان رکھیے اور اگر یہان رہیئے گا
تو مین وعدہ نہین کرتا ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اے ہماے تیز رفتار
تم جہان کہوگے مین وہان چلونگی اب ملکہ کو کچھ تسلی ہوئی ہماے تیز رفتار
نے سمجھا بجھا کر اور صاحب تصویر کی تسکین دے کر ملکہ طوفان سبز پوش کا منھ
دھلوایا کھانا کھلایا لیکن ملکہ کو حرارت ہو آئی تھی یہ نازپروردہ نازک اندام
اِس تعب کو برداشت نہ کر سکی اور باغ مین جی بھی نہ لگا آخر صبح کو سوار ہو کر محل
شاہی مین چلی آئی ملکہ طوفان سبز پوش کی مان نے جو یہ حالت دیکھی کہ بیٹی کا
منھ اُترا ہوا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین رنگ چہرے کا زرد ہے
کہا واری مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ
امان جان کیا عرض کرون کل ایسا دورہ اختلاج کا ہوا کہ جسنے دفعتاً میری یہ حالت
کر دی اِس لیئے باغ گئی تھی کہ شاید سیر کی دریا مین سے دل بہل جائے لیکن کچھ
نہ ہوا آخر کو چلی آئی اِس وقت بھی دھڑکن ہو رہی ہے ابھی دیکھیے یہ دل
ہاتھون اُچھل رہا ہے اور حرارت بھی ہو آئی ہے طوفان سبز پوش کی حالت
اُس کی مان نے جو دیکھی بیتاب ہو گئی حکیم زرہاد شتر لب کو طلب کیا
نبض دکھائی یہ حکیم تو پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھا کہ یہ تپ عشق ہے ایک

نسخہ لکھ دیا کہ جس مین کچھ مفرحات تھے اور کچھ دوا صندل کا ہو وصندل وغیرہ کے زبانی بھی بتلادی کہ اگر درد سر ہو تو یہ پیس کر ماتھے پر لگا دینا اور آپ وہان سے خدمت حوت آئینہ پرست مین آیا بادشاہ نے پوچھا کہ آج دیر ہونے کا کیا سبب ہے زرہا دشتر لب نے بیان کیا کہ طبیعت شاہزادی کی کچھ ناساز ہو گئی تھی میری طلبی ہوئی تھی تو وہین گیا ہوا تھا نسخہ لکھ آیا ہون یہ سُن کر حوت آئینہ پرست نہایت حیران و پریشان ہوا اور حکیم زرہا دشتر لب سے کہا کہ مین آمادہ سفر ہون اور دختر کی یہ حالت ہے نہ اُسے ساتھ رکھ سکتا ہون اور نہ یہان چھوڑ سکتا ہون حکیم زرہا دشتر لب نے کہا کہ آپ کچھ تردد و فکر نہ فرمائین ملکہ طوفان سبز پوش بہت جلد اچھی ہو جائینگی مگر اُن کو اپنے ہمراہ لیتے چلیے یہان اُن کو چھوڑنا بہتر و مناسب نہین اس سے لئیے کہ وہ آپ سے مانوس زیادہ ہین ایسا نہ ہو کہ دل نازک پر اُن کے کچھ صدمہ پہونچے راہ مین تبدیل آب و ہوا سے مرض جلد زائل ہو جائیگا اور صحت حاصل ہو گی ظاہر تو یہ تھا اور باطناً مقصود اس حکیم کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اس حالت کی خبر اُس جوان کو پہونچ جائے کہ جسکی تصویر پر ملکہ طوفان سبز پوش عاشق و شیفتہ ہے اور وہ میدان خالی پاکر یہان آئے اور ملکہ کے اوپر قبضہ کرے اور لے جاوے اگر ملکہ طوفان سبز پوش ساتھ رہیگی تو پھر اُس کی حفاظت آسان ہو گی الحاصل حوت آئینہ پرست حکیم زرہا دشتر لب سے حال دختر کا سُن کر محل مین آیا اور ماتھے پر ملکہ طوفان کے ہاتھ رکھا گرم پایا کہا اے فرزند اب میرا تو ارادہ سفر کرنے کا ہے اور تمھاری طبیعت کی یہ حالت ہے پہلے میرا قصد تھا کہ تمھین اپنے ساتھ لے چلون مگر اب میری راے نہین ایسا نہ ہو کہ زحمت سفر سے مرض مین طول ہو لہٰذا تم اپنی مان کے پاس رہو ملکہ طوفان سبز پوش یہ سُن کر زار زار مثل ابر نو بہار کے رونے لگین اور کہا کہ مین نے کسی وقت آپ کی فرقت گوارا نہین کی ہے اور ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہی ہون مین ضرور آپ کی ہمراہی مین چلونگی اور اگر یہان مجھے چھوڑ دیجئے گا تو بیشک مرض میرا طول کھینچے گا اور انجام خراب ہو گا پھر شاید آپ آنے بھی نہ پائین گے کہ ہم اس جہان سے رخصت ہو جائین گے یہ کلام سُن کر حوت آئینہ پرست کا دل ہل گیا کہا اے فرزند ایسی باتین نہ کرو مین تمھین اپنے ساتھ لیتا چلونگا یہ کہکر دو جادوگرنیون کو بلایا اور اُنسے کہا کہ ہم آگے چلتے ہین تم تخت ملکہ کے واسطے تیار کرو اور اُس کو اُس کی خواصون سمیت اور خدمتیون سمیت ساتھ لے کر میرے لشکر کے پیچھے پیچھے آؤ یہ کہکر باہر آیا اور حکم کوچ دیا قارن کوہ پیکر پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوا بعد اس کے خود حوت آئینہ پرست مع صلصال و حرمان آدمخوار و مبہوت جادو وغیرہ لشکر گران ہمراہ لے کر جانب سمرقند روانہ ہوا اس کے بعد ملکہ نے نہا تیز رفتار عیار اور دیگر کنیزون کو ہمراہ لیا اور جانب سمرقند روانہ ہوئے

اب ان سب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے دقت پر تحریر ہوگا

چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان ہوتے ہین

بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راویان اخبار و حاکیان خوش گفتار اس داستان ظفر نشان کو اس طرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب وقت اسد غازی مع فوج جرار داخل سرحد زنگبار ہوئے صحرا مین ایک آدھ آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا سوارون کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ ان کو ان سے حالات زنگبار کے دریافت کرین سوارون نے گھوڑے دوڑائے وہ بیچارے اور بھاگے لیکن کہان بھاگ سکتے تھے سوار آن واحد مین گھوڑے دوڑا کر سرون پہ پہونچ گئے جب اُنھون نے دیکھا کہ بھاگ نہین سکتے اُن لوگون سے بمنت کہا کہ اچھا اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے اہل وعیال کو جا کر ایک نظر دیکھ آئین پھر قتل کر ڈالنا سوارون نے کہا کہ ہم تمھین قتل کرنے نہین آتے ہین چلو ہمارے مالک نے تمھین طلب کیا ہے وہ تم سے کچھ حالات شہر زنگبار کے دریافت کرینگے اور تمھین انعام دینگے اب ان لوگون نے جو دیکھا کہ سوار مسلمان وضع ہین کہا تمھارے مالک کا کیا نام ہے انھون نے بتلایا کہ اسد غازی یہ سن کر وہ نہایت خوش ہوئے اور سوارون کے ساتھ خدمت مین اسد دلاور کی حاضر ہوئے فرمایا کہ افسوس اب تم لوگ ایسے منحرف ہوگئے کہ ہم بلاتے ہین اور تم دور بھاگتے ہو اُن ستم رسیدون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے جو ہم آپ سے منحرف ہون لیکن سبب ہمارے بھاگنے کا یہ ہے کہ جو خونخوار بن دجال کی طرف سے جو حاکم ہے اُس کا حکم یہ ہے کہ جس زنگی کو پاؤ اُسے قتل کر ڈالو ہم لوگ سب کے سب بھاگ کر صحرا مین پناہ گزین ہوئے اگر سوار اُس کے یہان آئے اور جس کو پایا اُسے قتل کر ڈالا وہ کافر یہ چاہتے ہین کہ کوئی مسلمان باقی نہ رہے ہم ان سوارون کو آپ کا فرستادہ نہ سمجھے تھے اسد غازی کو یہ سنکر نہایت صدمۂ عظیم ہوا اور فرمایا کہ افسوس کیا کیا تباہیان اہل اسلام پر پڑ گئی ہین خیر دیکھا جائیگا کچھ حال حاکم قلعے کا بیان کرو اُن لوگون نے عرض کی کہ فرزیل کفر زن ایک گبر ہے وہی اس قلعے کا حاکم ہے اور قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے توپین ہر وقت چڑھی رہتی ہین نگہبان پھرا کرتے ہین عجب نہین جو حضور کے تشریف لانے کی خبر اہل قلعہ کو ہوگئی ہو اور وہ آگاہ ہوگئے ہون یہ سنکر اسد غازی نے اُن پریشان حالون کو کچھ روپئے اور کچھ اشرفیان عنایت کین اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اپنے اہل وعیال کی پرورش مین صرف کرو ہم قلعے پر جاتے ہین جس وقت قلعہ فتح ہوجائے تو پھر ہمارے پاس آنا ہم ہر ایک کی دادرسی کرینگے اور

جسکا مال و اسباب و جائداد جسقدر تلف ہوا ہوگا اُسے اُسی قدر اور دینگے
وہ لوگ تو خوشی خوشی دعائین دیتے ہوئے روانہ ہوئے ادھر اسد دلاور
نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے عرض کی کہ ہماری رائے آپ کی رائے
سے بہتر نہین ہے اسد غازی نے ضرغام شیر دل اور ادریس بن اندلس
سے فرمایا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ قلعے کی کیا حالت ہے اب اسد غازی تو تیاری
لشکر مین مصروف ہوئے اور یہ دونون عیار طرار جانب قلعۂ زنگبار روانہ ہوئے
راستے مین انھون نے ہیئت اپنی تبدیل کی اور فقیر بن کر چلے جس وقت قریب
قلعے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ اے فقیر و کسبی اور مقام پر جاؤ
خبردار اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ عوض نفع کے نقصان جان کا
ہوگا اور نشانۂ تیر قضا ہو گے یہ کہتے ہی اُنھون نے تیر چلۂ کمان مین پیوست
کر لیئے یہ رنگ دیکھ کر دونون عیار خوف جان سے آگے نہ بڑھے مجبور و ناچار
ہو کر وہان سے واپس آئے اور سارا ماجرا روبرو دیکے اسد غازی حرفاً
بحرف بیان کیا کہ اہل قلعہ آپ کی آمد سے باخبر ہو گئے ہین قلعہ آلات حرب
و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور کسی کی کیا مجال ہے
کہ وہان تک جائے بڑے انتظام ہین حتے کہ فقیر بھی نہین جانے پاتے ہر وقت
دروازہ قلعے کا بند رہتا ہے ہم دونون عیارون نے ہر چند بڑی کوشش
اور جانفشانی کی لیکن کسی طرح اندر قلعے کے نہ جا سکے وہ لوگ بہت ہوشیاری
سے قلعہ بند ہین یہانتک کہ ہوا سے بھی بدگمان ہین کہ مبادا اس مین بھی
جاسوسی شامل نہ ہو یہ سُن کر اسد غازی نے سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا
کہ کیا کرنا چاہیئے اس لیئے کہ قلعے کی تین طرف پانی ہے صرف ایک جانب
راستہ خشکی کا ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے اور زد
قلعے کی ایسی ہے کہ کوئی شخص گولے سے بچ کر جا نہین سکتا سب نے
متفق اللفظ عرض کیا کہ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہین اسد غازی اسی فکر و تردد
مین تھے کہ مہتر ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ اے شہریار میرے ذہن
مین ایک ترکیب ہے بشرطیکہ آپ بھی اس ترکیب کو پسند فرمائین یہ سُن کر
اسد غازی نے فرمایا کہ اے ادریس بیان کر ادریس نے عرض کی کہ مین
تاجر بن کر سفر دریا سے قلعے کی طرف جاؤن اور صندوقون مین بجائے مال
سردارون کو بند کر کے رکھا جائے اور ایک نامہ فرضی خونخوار کی طرف سے
قلعہ دار زنگبار کو لکھا جائے جس وقت نامہ خونخوار کے نام سے پہونچیگا
تو جو تحریر ہوگی اُسی پر عمل درآمد ہوگا اور ہم داخل قلعہ ہو جائین گے داخل
قلعہ ہو کر بس جس وقت ہم صندوقون کو کھولین گے ادھر آپ لشکر لیئے تیار
رہیئے گا جس وقت سردار اندرون قلعہ جنگ شروع کر دین تو اُس وقت
آپ دھاوا کر کے آجائیے گا اور قلعے پر قبضہ کر کے کفار کو گھیر کر قتل

ڈالیگا اسد دلاور نے راے ادریس کی پسند کی اور سردار صندوقون مین بند کرنے
کے واسطے منتخب ہوئے گرشاسپ رومیتلی ایک طلحہ بن عنطلہ دو معروف
بن اسد تین غضنفر بن اسد چار یہ چار سردار تو صندوقون مین بند ہوئے اور
بارہ پندرہ قزاق سوداگر کے ملازمین سنے اور ادریس بن اندلس
سوداگر بنا اب صندوق جہاز پر لادے گئے اور ادریس بن اندلس
قزاقون کو لے کر سوار ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ جس وقت
قلعہ مین شور و غوغا بلند ہو فوراً آپ وہان داخل ہو جائیگا ہم توپون کو بند کردینگے
یہ کہکر روانہ ہوا پہلے جہازون کو دور لے گیا اور راہ ہندوستان کی سیدھی
دیکر اب قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دوربین لگا کر دیکھا معلوم ہوا
کہ جہاز اسطرف چلا آتا ہے بس فوراً جسقدر ناوک انداز تھے سب
لیس ہو گئے کہ مبادا کوئی حریف راہ دریا سے نہ آتا ہو جسوقت
یہ جہاز تیر کے زد پر آگیا ادریس بن اندلس نے چادر ہلائی تیرانداز
رُکے کہ شاید کوئی تاجر ہے حریف نہین ہے اور اجازت آنے کی دی
جسوقت یہ جہاز قریب قلعہ پہونچکر لنگر انداز ہوا اہل قلعہ نے پوچھا کہ
تم کہان سے آتے ہو جواب دیا کہ ہم ہندوستان کے تاجر ہین اور ایک
نامہ خونخوار بن دجال کا حاکم قلعہ کے نام لائے ہین اہل قلعہ نے
جواب دیا کہ بالفعل یہان زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے حریف مقابلہ پہ آیا ہے
قلعہ کے اندر کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے اونھون نے جواب دیا
کہ یہ نامہ خونخوار بن دجال کا لیجاکر اپنے مالک کو دو جیسا وہ کہے
اوسپر عمل کرو اور بغیر جواب نامہ لیئے ہم نہ جائینگے اسواسطے
کہ خونخوار بن دجال کو یہ شبہ گزریگا کہ معلوم ہوتا ہے اس تاجر نے
بہانہ کیا اور قلعہ تک نہین گیا اون لوگون نے آپسمین مشورت کی اور
کہا کہ یہ سچ کہتا ہے نہین معلوم کیا ہو کیا نہو ایسا نہو کوئی ضروری بات ہو تو
اوسکا الزام ہمارے سر آئیگا لہذا ہم اپنے سر الزام کیون لین فرزیل
گرزن جیسا مناسب جانے گا وہ کریگا یہ سوچکر نامہ سوداگر کے
ہاتھ سے لیا اور خدمت مین فرزیل گرزن کے آئے اور سارا ماجرا
سوداگر کے آنے کا بیان کیا فرزیل نے لفافہ کو چاک کرکے نامہ
نکالا اور پڑھا۔ لکھا تھا کہ اے فرزیل گرزن خداوند آئینہ کی مدد سے
ہم نے ہندوستان کو بھی فتح کیا اور اب ہم گیلان کیطرف جاتے ہین یہان
جو بیش بہا اور نادر چیزین دستیاب ہوئین وہ ان چارون صندوقون
مین بند کرکے بدست غفتائے ظلماتی تمہارے پاس بھیجے
جاتے ہین تمہین لازم ہے کہ ان صندوقون کو لیکر اپنے قبضہ مین
رکھو اور سوداگر کی مہمانی کرنا کہ یہ لائق مہمانی ہے اور جو تحیہ

پیغام زبانی یا خط وغیرہ بھیجنا ہو اوسکے ہاتھ بھیجنا کہ یہ مرد معتبر ہے اب ہم قلعہ گیلان مین ہین
وہین نامہ ہمکو ملجائیگا یہ مضمون دیکھکر فرزیل دریا کیجا نب آیا اور سوداگر سے
کہا کہ آپ تشریف لائیے ادریس بن اندلس پہلے آپ قلعہ مین
داخل ہوا بعد اوسکے چارون صندوق رسون مین باندھکر اوپر کھینچ لیئے اسکے
بعد اور ہمراہیان سوداگر داخل قلعہ ہوئے اب سوداگر صندوقون کو اوٹھوا کر صحن
مین لایا اور جلدی جلدی قفل صندوقون کے کھولدیئے کہ آپ دیکھ لین اور
فردون سے مقابلہ کر لین فرزیل نے کہا کہ فردین لاؤ ادریس
بن اندلس نے فردین ہاتھ مین دین فرزیل گرزن نے داروغہ
کو طلب کیا اور فردین اوسکی سپرد کر دین کہ جانچ اسکی کرلو داروغہ نے دیکھا
کہ صندوق بہت بڑے بڑے ہین مال بھی زیادہ ہوگا جاکر تیس پینتیس آدمی اپنے ساتھ
لایا جتنے عرصہ مین وہ پلٹ کر آتے آئے یہان ادریس نے سب کو
ہوشیار کر دیا اور کہا کہ جسوقت مین نفیر عیاری پھونکون اوسوقت تم سب
پیٹرے اولٹ اولٹ کے باہر نکل آنا اور جنگ شروع کر دینا جسوقت
داروغہ قریب آیا فرد کو اوٹھا کر پڑھا اوسمین تحریر تھا
کہ یاقوت رمانی ایک نفر یہ حیران ہوا کہ یاقوت کے ساتھ نفر کا لفظ
آج تک کسی فہرست مین نہین دیکھا یہ کیا ماجرا ہے ادریس
بن اندلس نے کہا کہ اہل ہندوستان یوہین تحریر کرتے ہین اوسکے
بعد لکھا تھا کہ الماس ایک نفر یہ اسی حیرت مین تھا کہ ادریس نے
نفیر عیاری پھونکی اور سرداروں پٹرے اولٹ اولٹ کے اور نعرے کرکے
نکلے تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے داروغہ نے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے ادریس
نے کہا کہ فرد سے ملت لیجیے ان بہادرون نے تلوارین مارنا شروع کین
ان تیس آدمیون کا تو دم بھر مین خاتمہ کر دیا اور اب نعرہ کرکے توپون کیطرف
چلے فرزیل گرزن نے جو یہ حال دیکھا نہایت پریشان ہوا کہا کہ یارو
ان لوگون کو کہ یہ چند کس ہین کیا کرین گے لوگ ہجوم کرکے چلے لیکن انھون نے جا کر
ایک ایک ہاتھ مین گولندازون کا کام تمام کر دیا اور توپون پر قبضہ کر لیے
اب جو شور و غوغا بلند ہوتا ہے کہ مسلمان آگئے مارو انکو جانے نہ پائین بس
اسد غازی نے بھی کل فوج سے دھاوا کر دیا توپون پر تو پہلے ہی قبضہ
ہوگیا تھا کفار کچھ نہ کر سکے اور اسد غازی مع فوج داخل قلعہ ہوا اور
فوج کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ محاصرہ کر لینا تا کہ کوئی کافر نکلکر نہ جانے
پائے اب کچھ فوج تو باہر قلعہ کے ٹھہری باقی فوج نے اندر قلعہ
کے دخل کیا اور تمام پھاٹکون اور دروازون پر پہرے قائم کر لیئے اور تلوار
برسانا شروع کر دی لاشون پر لاشین گرا دین ایک جانب گرگ اشتا سب
رو و تیلی کے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ایک طرف

طلحہ بن حنظلہ نے قتل شروع کیا ایک طرف اسد ثانی شجاعت اسد دلاور کا نمونہ دکھا رہا تھا ایک جانب خود اسد دلاور مانند شیر غضبناک کے حملہ آور تھا ایک سمت غضنفر بن اسد لڑتا ہوا چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین غضنفر کا اور فرزیل گرزن کا سامنا ہوا فرزیل گرزن نے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کمر پر پڑا فرزیل کے دو ٹکڑے ہو گئے لشکر بے سردار بددل ہوکر بھاگنے کو تھا کہ راہ مسدود پائی ہر طرف خدا پرستون کو راہ روکے ہوئے دیکھا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین اسد غازی کے لشکر نے تمام کفار کو تہہ تیغ کیا جسوقت جنگ سے فراغت پائی تو شمار لاشون کا ہوا معلوم ہوا کہ پانچسو آدمی اسد غازی کے شہید ہوئے اور بیس ہزار آدمی کفار کے مارے گئے اب لاشین علیحدہ کرکے مسلمانون کو دفن کیا اور کفار کو دریا برد کردیا کہ نہنگ وغیرہ کے پیٹ بھرے بعد اس کے رعایا کو طلب کرکے آبادی شہر کا حکم دیا اور جسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا وہ رعایا پر حسب حیثیت تقسیم کردیا بعد اسکے خیمہ برپا ہوگئے دوسرے روز اسد غازی نے اونھین لوگون مین سے ایک شخص کو انتخاب کیا کہ خاندان شاہی سے سلسلہ قرابت رکھتا تھا نام اوسکا طوفان زنگباری تھا اسے حاکم قلعہ کیا اور فرمایا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کیئے جائین کیونکہ اب ہندوستان جائین گے دیکھین وہان کی کیا حالت ہے حسب الحکم کشتیان تیار کی جانے لگین اور جسقدر جہاز ممکن ہوئے وہ فراہم کر لیئے گئے جبتک یہ سامان باہم کیا جائے ان لوگون کو مجبوراً اس مقام پر قیام کرنا پڑا ایک روز معروف بن اسد نے غضنفر دلاور سے پوچھا کہ کیون بھائی تمہارے پاس مرکب بادخور اور انگشتری مہر وماہ اور تیغہ سحر کش تھا جسے تیغہ زوبین شگاف بھی کہتے ہین یہ چیزین کیا ہوئین غضنفر نے کہا کہ بھائی یہ چیزین ساحر مستقش نے بنائی تھین جو خداوند ساحران عالم کہلاتا تھا جب وہ ساحر جہنم واصل ہوا تو بہت زمانے تک اون چیزون نے کام دیا بعد اوس کے رفتہ رفتہ اوسکی تاثیر باطل ہونے لگی گھوڑے کی رفتار مین کمی ہونے لگی اور تیغہ کے کاٹنے مین کمی پائی انگشتری کی تڑپ کم ہوتے ہوتے بالکل تاثیرین باطل ہوگئین آخرکار مین والد ماجد کی خدمت مین چلا آیا معروف بن اسد نے یہ سنکر بہت رنج کیا اور کہا کہ ایسے چیزون کے اثر نہ ہونے سے بڑے بڑے کامون مین خلل واقع ہوگیا اگر وہ اشیاء نادرہ موجود ہوتین تو آجکل کسقدر کام دیتین الغرض یہ سب سردار انتظار جہازات مین ہین اب تیسرا روز ہے شبکا وقت ہے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ مین آرام سے سو رہا ہے کہ تفرخواب اسد ثانی کی بلند ہوئی اسد نے خواب مین دیکھا کہ ایک باغ جنت

نظیر ہے کہ گلہائے بوقلمون شگفتہ ہین میوے گونا گون لگے ہوئے ہین نہر جاری ہے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین گویا بزبان بے زبانی صفت و ثنا باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین سامنے ایک قصر فلک رفعت ہے کہ سراپا فیروزہ نگار ہے اندر قصر کے نازنینون کا ہجوم ہے صحبت رقص و سرود آراستہ ہے جام بادہ ناب کو گردش ہے اور ایک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے تن نازک پر زیور سنوارے بیٹھے ہوئے ہین مسند بھی فیروزہ نگار ہے اور تمام زیور مین فیروزے جڑے ہوئے ہین لباس اوس آفت ہوش کا سبز ہے لیکن نگاہین اوسکی بتا رہی ہین کہ یہ کسی کے انتظار مین بیٹھی ہے نگاہ اسد ثانی کی جو اوس ماہ جبین پر پڑی دل نے داغ محبت کھایا عشق نے رنگ اپنا جمایا ہزار جان سے والہ و شیدا ہوگیا اور بیخودی کے جوش مین اوس نازنین کیطرف چلا نظر اوس نازک اندام کی جو چہرۂ اسد ثانی پر پڑی بیساختہ کھڑی ہوگئی چہرہ پر بحالی آگئی پکاری کہ اے شہریار عالیوقار یہ مشتاق دیدار تڑپ رہی تھی لیکن یہ امید نہ تھی کہ آپکا دیدار فیض آثار میسر ہوگا مگر الحمد للہ کہ آپ کے فیض جمال نے اس سیہ خانہ دل کو روشن و منور کیا ؎

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

یہ کہتی ہوئی وہ نازنین اوسطرف سے چلی اور اسد ثانی اس طرف سے بڑھے ہر قدم پر کمر کی لچک خرمن جان پر بجلی گراتی تھی یکایک صراحی مین پانچا اولجھا وہ اولجھکر گری اسد ثانی سنبھالنے دوڑے اسی عالم مین آنکھ کھل گئی اب دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ ملکہ نہ اوسکے مصاحبین اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہون اسد ثانی نے پھر آنکھین بند کین مگر اب وہ سمان کہان ایک جلوہ برق تھا کہ چمک کر نگاہون سے پنہان ہوگیا گھبرا کر پھر آنکھین کھولدین ابتو اسد ثانی کی بری حالت ہوئی تڑپنے لگے آہین بھرنے لگے یہ شعر زبان پر جاری ہوا ؎

یہ تصور کے کرشمے تھے سب اے غنچہ دل
ادھر آیا بھی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

الحاصل تمام رات اسیطرح تڑپ تڑپ کر گذاری صبح کو جو اوٹھتے ہین تو تپ کی شدت سر مین درد اسد غازی نے جو یہ حالت اپنے فرزند دلبند کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہ اے فرزند مین اپنا سفر نہین ملتوی کرسکتا اس لیئے کہ جسقدر میرے جانے مین عرصہ ہوگا اوسیقدر بندگان خدا زیادہ قتل ہونگے نہین معلوم وہ ملعون خونخوار ابن دجال کیا کیا بدعتین کر رہا ہوگا تمہین حافظ حقیقی کے حوالہ کیا اور اب مین ہندوستان جاتا ہون جسوقت تمہین صحت ہو جائے تو میرے پاس چلے آنا مین عقب خونخوار

بن

بن دجال مین جاتا ہون یہ فرماکر بازو پر دعائے صحت پڑھی اور خود معہ لشکر جہازون اور کشتیون پر سوار ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوئے یہان اسد ثانی کے جنون عشق نے ترقی کرنا شروع کی اور حالت انکی دن بدن زیادہ خراب ہونے لگی ہر وقت تصویر خیالی اوس یار جانی اور محبوب جاندانی کی پیش نگاہ تھی اور نعرے آہ کے مارا کرتے تھے یہ غزل

یاری تجھ سے کیا کی پیدا ہر آتے یارانہ چھوٹا ۔ احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا
غمنوش جدائی جیسے ہوئی غم کھاتے ہین خون پیتے ہین ۔ کھانا کیسا پینا کیسا - پانی چھوٹا دانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تھا - نہ مذہب بادہ پرستی تھا ۔ جیسے کہ چھٹا اک متوالا - اوسدن سے میخانہ چھوٹا
کس مست سے ساقی آنکھ لڑی - پی مے نئی کیفیت ہوگئی ۔ اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی - اس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی - اونپر بھی تھی محویت طاری ۔ اوس لطف مین یاد نہین یہ بھی کسجا سے وہ افسانہ چھوٹا
بری جو تری الفت کی بڑھی - پہونچا اثر اسکا سیجا بھی ۔ وہ قید جنون اوسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا - ایمان شکادین اسکا لیا ۔ زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا - ہندو سے بتخانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو جلتا - تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا ۔ کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا - الفت مین جو دل سے آہ ہوا ۔ اک بت سے بڑھایا ربط ایسا پر سوز کا یارانہ چھوٹا

اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کے بیان ہوتا ہے کہ یہ اپنے فرزند دلبند کو مبتلائے تپ ہجران چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوئے ہین اسطرف تو یہ راہ دریا کو جلد ہی جلد ہی طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہان تشہیر ستمر سوار جو خونخوار بن دجال کیطرف سے مالک قلعہ ہندوستان ہوا ہے اوسنے یہ انتظام کیا کہ کنارہ دریا پر نگہبان مقرر کیے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسد دلاور اسیطرف ضرور آئیگا جسوقت کشتیان اور جہاز قریب ہندوستان پہونچے یہ خبر تشہیر ستمر سوار کو ہوئی اس نے بلبل غوطہ خور کو طلب کیا کہ اس ملعون کو بہت بڑی مشق پیرنے کی ہے جسوقت یہ حاضر ہوا اوسے حکم دیا کہ اپنے سات سو شاگردون کو ہمراہ لیکر جاؤ اور سرداران لشکر کو گرفتار کرلاؤ کہ وہ سب کشتیون مین سوار چلے آتے ہین یہ سنکر بلبل غوطہ خور نے سات سو غوطہ خورون کو ہمراہ لیا اور جانب دربار روانہ ہوا بعد اس کے تشہیر ستمر سوار بھی پندرہ ہزار سوار ساتھ لیکر چلا اور کنارہ دریا پر صفین باندھین اور غوطہ خور لنگوٹ باندھ باندھ کر دریا مین کود پڑے قضائے کار اتفاقات روزگار آگے آگے کشتی گرشاسپ رودینلی کی چلی آتی تھی اور یہ لوگ غوطہ خورون کیطرف سے بالکل غافل تھے کیونکہ خیال انکا اسطرف تھا کہ کنارہ دریا پر فوج جمع ہے اور ناوک انداز تیرانداز سے کھڑے ہین مبادا زد پر پہونچ جائین اور باڑھ تیرون کی چلی ان لوگون نے سپرین سنبھال لین اور کھینچ لین کہ جسوقت تیر چلین گے تو اونکو کاٹین گے اور ادہر کشتیون کے غوطہ خورون نے آکر کشتی کا پیندا توڑا اور کشتی مین پانی بھرنے لگا یہ دیکھتے ہی گرشاسپ

رود نیلی ٹھہرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جبتک یہ کوئی فکر کرے اوسوقت تک کشتی چکر مارکر غرق ہوگئی اور گرشاسپ اپنے چالیس مصاحبون سمیت غرق ہوا غوطہ خور تو گھات مین لگے ہوئے تھے افقون نے کمندین مار مارکر انکو باندھا اور لیکر خدمت مین تشہیر شتر سوار کے روانہ ہوئے سو آدمی تو انکو لیکر تشہیر شتر سوار کے پاس آئے تشہیر شتر سوار نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ بھجوادیا اور یہ لوگ پھر پلٹے اور دریا مین کودے اور ڈھر بلبل غوطہ خور طلحہ بن عنظلہ کی کشتی کے پاس پہونچا جسوقت سے کشتی گرشاسپ رود نیلی کی غرق ہوئی تھی طلحہ بن عنظلہ نہایت پریشان تھا کہ یہ کیا غضب ہوا افسوس کہ کس بےبسی سے گرشاسپ نے جان دی اگر تلوار کی لڑائی ہوتی دشمن سے سامنا ہوتا مقابلہ کرتے جان لڑاتے دو چار کو مارتے خود بھی مرتے تو افسوس نہ تھا مگر جو منظور الٰہی ہوا رہ کیا ہے ۔

درین دریاے بے پایان درین طوفان شور افزا		دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

یہ اسی رنج و تردد مین تھا اور کہتا تھا پروردگار عالم یہ کیسا غضب ہوا تھا کہ بلبل غوطہ خور نے اسکی کشتی کا پیندا بھی کاٹا اور یہ کشتی چکر کھانے لگی اور غرق ہوگئی اور غرق ہوتی ہوتی طلحہ بن عنظلہ نے اسد دلاور کو آواز دی کہ اے شہریار خدا حافظ ہمارا ہی تو طالب ہوگئی اب آپکو حوالہ پروردگار عالم کیا یہ کہتے ہوئے یہ بھی غرق دریا ہوئے اور غوطہ خورون نے انکو بھی باندھا اور لیکر خدمت تشہیر شتر سوار مین روانہ ہوئے تشہیر شتر سوار نے مرحبا کہی اور کہا کہ جس وقت سب کو گرفتار کر لاؤ گے تو بہت کچھ انعام دونگا کہ ایسا کسی نے غوطہ خورون کو نہ دیا ہوگا اور طلحہ بن عنظلہ کو بھی انکے ہمراہیون سمیت گرفتار کرکے زندانخانہ مین بھجوادیا لیکن اسد غازی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا کہ ہم سمجھ گئے آج وہی مصیبت ہمارے لشکر پر آئی ہے جو نانا صاحب پر جزیرہ نارونار مین پڑے تھے اوس مین دادا صاحب یعنی خواجہ عمرو سے اور امیر صاحبقران سے ملال تھا تو خواجہ عمرو بھاگ کر جزیرہ نارونار مین آئے تھے اسوقت وہان کا لکنت بن لکنات زنگی تھا خواجہ عمرو لکنت بن لکنات زنگی کیصورت بنکر دریا مین کودے تھے اور تمام لشکر کو پکڑ لے گئے میرے خیال مین یہان بھی غوطہ خور آتے ہین اور پیندا کشتی کا کاٹ کر سوارون کو گرفتار کرکے چلے جاتے ہین مین ہمیشہ سفر دریا مین ہوشیار رہتا ہون اور اوسی دن سے اسکا انتظام کر لیا ہے یہ فرماکر مقبول بن مقبل سے کہا کہ اپنی کشتی قریب لاؤ جسوقت کشتی مقبول بن مقبل کی قریب آئی فرمایا تمہارے ساتھ کشتی پر کسقدر آدمی ہین عرض کیا بات سو فرمایا کہ تم ان سب کو ساتھ لو اور لنگوٹ باندھکر دریا مین کودو اور ان غوطہ خورون کا بند و بست کرو مقبول بن مقبل نے یہ سنتے ہی جلدی سے کپڑے اوتارے لنگوٹ باندھا سب انکے ساتھ ہی تیار ہوگئے اور چھم چھم کرکے دریا مین

کو دے اودھر بلبل غوطہ خور چالیس غوطہ خورون سے زیر کشتی اسد غازی آچکا تھا اور پیندا کشتی کا کاٹ رہا تھا کہ مقبول بن مقبل سات سو آدمیون سے پہونچ گیا وہ لوگ سمجھے یہ سب بھی ہمارے ہمراہیون مین سے ہین انھون نے باطمینان تمام قریب جاکر حلقہاے کمند مار مار کر سب کو پکڑ لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بڑی مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی ہین اور اونکو باندھکر اوپر لائے کشتی مین ڈالا اسد غازی نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سے کوئی کیا فریب کرسکتا ہے تمام زمانہ کا نشیب و فراز تو ہم خود ہی دیکھے ہوئے ہین اودھر کشتی جو اسد غازی کی آگے بڑھی ایک غول چالیس پچاس کا اور چلا اور زیر کشتی پہونچتے ہی یہ بھی اسیر ہوا الغرض اسیطرح سب اسیر ہوگئے جو دو چار بھاگے اونکو تعاقب کرکے گرفتار کر لیا اب کشتیان کنارے پہونچ گئین اور اسد دلاور نے نعرہ کیا ؎

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ

ساتھ ہی نعرہ غضنفر و معروف بن اسد نے بھی کیا لشکر کفار نے تیر و تفنگ مارنا شروع کیے اور چاہا کہ انھین روک لین کشتیون سے نہ اوترنے دین مگر یہ شیران بیشہ شجاعت کب جھجکے رکتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے اور تلوار سے قلم کرتے ہوئے کنارے اوتر گئے اور اب لشکر پر خود ہی حملہ کیا آگے کشتیان سردارون کی تھین اور بھی لوگ پہلے سے یہہ بھی نعرہ کر کرکے جو گرے لشکر کو درہم و برہم کردیا بعد اسکے لشکر بھی اوترا اور شریک جنگ ہوا مقبول بن مقبل وفادار کہ بالکل برہنہ تھے اپنی کشتی سے سب کشتیون کے لائے اور کنارہ پر اوترے قیدیونکی کشتی کا پیندا کاٹکر غرق کردیا کہ تمہارے لیئے یہی سزا ہے سات سو غوطہ خور معہ بلبل غرق دریا ہوئے اور اب یہ لوگ بھی اسلحہ لگاکر اور مرکبون پر سوار ہو ہوکر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی شور دار و گیر بلند ہوا اسد غازی نے ہرچند کوشش کی کہ انکو گھیر کر مارلون مگر ممکن نہوا اس لیئے کہ یہ کفار بھاگتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے تھے تاہم اسد غازی نے کنارہ دریا سے لیکر قلعہ تک زمین لاشون سے پاٹ دی پندرہ ہزار مین دس ہزار بچ کر داخل قلعہ ہوتے اور پانچ ہزار آدمی مارے گئے لشہر شتر سوار نے دروازہ قلعہ کا بند کرادیا خندق مین آگ روشن کرادی اور خود فصیل دروازے پر آکر بیٹھا اسد غازی نے جو دیکھا کہ کفار داخل قلعہ ہوئی اور شام ہوگئی ہے خیمہ اوسی جگہ برپا کیا اور لشکر کو اوتارا کہ صبح کو سمجھا جائیگا وہان اہل قلعہ نے خوب قلعہ کو آراستہ کیا دو پہری دو پہری تو یہین چھوڑئین یہان اسد غازی نے طبل جنگ بجوادیا پھر اہل قلعہ کو بھی ہوہان بھی

نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو سامان جنگ مین چھوڑا جاتا ہے۔

لیکن احوال خونخوار بن دجال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ اس نے کئی منزلین طے کین قریب شہر گیلان کے پہونچا خیمہ برپا کیا ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی مدعی سلطنت آجاتے کیونکہ ہندوستان مشہور اور زرخیز ملک ہے ہر ایک اس ملک کی ہوس رکھتا ہے اور فوج تشہیر کے پاس کافی نہین ہے پس اس نے ایک سردار کو چالیس ہزار سوار ہمراہ کر کے براے مدد تشہیر شتر سوار روانہ کیا کہ تم جاکر عہدہ سپہ سالاری اختیار کرو اور ملک کی حفاظت کرو اور اس ہدایت کو خود بھی یاد رکھو اور تشہیر شتر سوار سے بھی کہدینا کہ اگر کسی خدا پرست پر کبھی قابو پاجانا تو اسیر نہ رکھنا بلکہ فوراً قتل کر ڈالنا یہ ستمگر مستوق قوی بازو بیالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوا یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے بہادران اسلام نے مانند شیرون کے انگڑائیان لین اور بسترون سے اوٹھ اوٹھ کر وضو کر کے نماز سحری کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارنے لگے لیکن اسد غازی کی نگاہون مین بہار صبح خزان سے بدتر معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہندوستان کی تباہی دیکھ دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھرے آتے تھے قطرات شبنم دیکھکر اشک برسانے تھے گلون کے گریبان چاک پر لباس ماتمی کا شبہ ہوتا تھا سنبل بال پریشان سے کہتے تھا کہ اب اس ملک مین وہ سواد نرہا نرگس چشم حیران اون تصویرون کو دیکھتے تھے جو ہر وقت پیش نظر رہتی تھین مگر اب نظرون سے پنہان ہوگئین۔

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین	خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

اسی حالت رنج و اندوہ مین آلات حرب و ضرب تن پر آراستہ کیے ہمہ تن انتقام جنگ ہوکر سامنے قلعہ کے آئے اور یوزا باگ کا لیا ساتھ ہی سب قزاقون نے گھوڑے ڈالے اہل قلعہ نے دوربینون سے دیکھا اور شست باندھ کر گولی مارنا شروع کر دیئے تمام میدان دھوان دھار ہوگیا اور اسد غازی گولیون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ سامنے سے آیا اوسے گرز سے رد کیا جو داہنے جانب آیا بائین رکاب پر آگرا اوسے خالی دیا بائین طرف آیا تو داہنے جانب آکر خالی دیا اسی صورت سے رد کرتے چلے جاتے ہین قزاقون کی بھی یہہ حالت ہے کہ ساتھ ہی ساتھ لپٹے چلے آتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہورہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے اور اوسے

برس رہے ہین اسمین سوار گرتے ہین لیکن کوئی پلٹ کر بھی نہین دیکھتا جانین ہتیلی پر لیئے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ یہ سب خندق پر جا پہونچے اب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو قزاق مارے گئے باقی سب زیر قلعہ پہونچ گئے اور اسد دلاور نے پھاٹک قلعہ کا توڑنا چاہا لب خندق کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیر آسمان ایک گنبد خاکی نمودار ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے تھوڑی دیر کے واسطے اسد دلاور نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ یکایک ہوا نے مار اگرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گبر ناہنجار چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا ہرکارے برائے خبر روانہ ہو گئے تھے کہ اہل قلعہ نے نشان اپنا پہچان کر طبل شادمانی بجایا اودھر ہرکارون نے اسد غازی کو اطلاع دی کہ مسحوق قوی بازو خونخوار بن دجال کیجانب سے برائے انتظام قلعہ و مدد اہل قلعہ آیا ہے اودھر مسحوق قوی بازو کو معلوم ہوا کہ اسد دلاور قلعہ پر قبضہ کیا چاہتا ہے بس مسحوق قوی بازو گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا منم مسحوق قوی بازو اسد نے فرمایا کہ تو بھی آ شیرون کو شکار سے بحث ہے چاہے آہو ہو چاہے فیل لاضرب بہادری کی یہ فرما کر باگ گھوڑے کی پھیر کر سامنے مسحوق قوی بازو کے آئے مسحوق قوی بازو نے کہا کہ تو تشہیر شتر سوار کو اپنے دل مین تنہا سمجھا تھا یہ خبر نہ تھی کہ مددگار اوسکا آتا ہے اسد غازی نے فرمایا کہ تو اکیلا آیا ہے تو کیا کرے گا وہ حرامزادہ قرمساق یعنے خونخوار بن دجال ملعون کہان ہے مجکو تو اوسکی تلاش ہے کہ وہ ملے تو جھگڑا پاک ہو کیونکہ اوسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے تاخت و تاراج کر ڈالے ہین جبتک اوس ملعون کو نہ مارونگا قرار نہ آئیگا یہ سنکر مسحوق قوی بازو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او خدا پرست زبان دراز تو میرے سامنے میرے مالک کو برا کہتا ہے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے نیزہ اسد غازی کے حوالے کیا اسد غازی نے ترچھے ہو کر نیزہ اسکا خالی دیا اور پہلو پر آکر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ ہاتھ مسحوق قوی بازو کا قلم ہوا نیزہ بھی سمیت زمین پر گرا مسحوق قوی بازو نے بائین ہاتھ سے تلوار ماری اسد نے یہ بھی وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ مارا یہ بازو بھی اسکا قلم ہوا فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے ابتو مسحوق بے دست ہو کر پریشان ہوا کہ کیونکر بھاگ جاؤن گھوڑے کو اسنے پاشنہ مارا اور مرکب اسکو لیکر خندق کی طرف بھاگا اسد دلاور نے گھوڑا دوڑا کر ایک تازیانہ اور رسید کیا

گھوڑا بلبلا کر معہ سوار خندق مین پھاند پڑا راکب و مرکب دونون جل کر مر گئے لیکن فوج نے اسکی جو یہ معد کہ دیکھا تلوارین کھینچ کھینچ کر اسد غازی پر چڑھے اسد نے بھی تلوار کھینچی قزاق اسد دلاور کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ قتال و جدال برپا ہوا ہر طرف سوار تلوارون کی چمک اور ڈھالون کی تیرگی کے کچھ نظر نہ آتا تھا لاشون پر لاشین گر رہی تھین آوازین بگیر و بزن کی بلند تھین اسی دار و گیر کے عالم مین قزاقون نے چار جانب سے ان چالیس ہزار سوارون کو گھیر لیا اور آواز دی کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو تلوارین رکھدو فوج نے دیکھا کہ اب مفر مشکل ہے چارون جانب سے گھر گئے بھاگ بھی نہین سکتے اب بغیر اسکے چارا نہین ہے کہ ہتھیار رکھدین سب نے ہتھیار رکھدیئے اسد غازی نے حکم دیا کہ باندھ لو مشکین انکی دلاورون نے انکی مشکین کس لین اسد غازی نے ان لوگون پر پہرہ دو ہزار قزاقون کا قائم کیا اور آپ پھر قلعہ کیطرف متوجہ ہوا قلعہ پر سے پھر گولہ باری ہونے لگی میدان جنگ کرہ نار ہو گیا ہر طرف سوائے دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا ابکی اہل قلعہ نے ایسی گولہ باری کی تھی کہ انکو یقین تھا کہ حریف مارا گیا اور اب ہم تک نہ پہنچ سکیگا۔ لیکن جس وقت بعد چند ساعت کے ہوا نے دھوئین کو منتشر کیا اور میدان جنگ مثل آئینہ کے نظر آیا اسد غازی کو دیکھا کہ برلب خندق کھڑا الغرے کر رہا ہے ابتو اہل قلعہ نہایت پریشان ہوئے لیکن لشتہیر ستمگر سوار ایک ہی مکار ہے اس نے کہا لاؤ قیدیون کو اوسی وقت داروغہ زندان تخانہ قید گرشاسپ روئیلی اور طلحہ بن عنطلہ کے لایا لشتہیر ستمگر سوار نے ان لوگون کو سامنے اسد غازی کے زیر تیغ بٹھایا اور اسد غازی کو آواز دی کہ بس بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جاؤ ورنہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم ان ہمراہیون کو تمہارے ابھی قتل کر ڈالینگے یہ منظر کہ دیکھکر اسد غازی نہایت پریشان ہوئے اور غضنفر سے کہا کہ اب کیا فکر کیجائے غضنفر نے کہا کہ سوا پلٹ چلنے کے کوئی چارہ نہین اس لیئے کہ دیدہ و دانستہ تو اپنے سردارون کو قتل نہین کرایا جائیگا لیکن طلحہ بن عنطلہ نے جو دیکھا کہ اسد غازی رک گئے اس نے آواز دی کہ اے اسد دلاور آپ کچھ خیال نہ فرمایئے اگر ہم قتل ہو جائینگے تو مرتبہ شہادت پائین گے آپ اپنے ارادہ کو ملتوی نہ کیجیئے ورنہ یہ کفار روز ہمکو زیر تیغ بٹھا کر آپ کو گھیر دیا کرین گے ہم ایسے غلام آپ کو بہت ملجائین گے اپنی محنت رائگان نہ فرمایئے بہتر یہی ہے کہ جو ہونا ہو وہ آج ہی ہو جائے اسد دلاور نے فرمایا کہ اے بہادر شاباش و مرحبا جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین مگر مین روز اسی طرح پلٹ جاؤنگا اور آگے نہ بڑھونگا جبتک ہم لوگون کو نجات ان کافرون سے نہ ہو لیگی

طلحہ بن عنطلہ نے کہا آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ پلٹنے کا قصد نہ فرمائیگا
اسد غازی نے فرمایا کہ اے طلحہ بن عنطلہ مجھے قسمین دیدیکر
مجبور نہ کرو مین کفارہ بھی دیدونگا مگر اب آگے نہ بڑھونگا یہ کونسا انصاف
ہے کہ مین تمہین قتل کرادون طلحہ بن عنطلہ نے کہا کہ اگر آپنے قدم
پیچھے ہٹایا تو مین اپنے کو قلعہ سے نیچے گرادونگا اب اسد غازی نہایت
پریشان ہوا اودھر نگہبان نے جو دیکھا کہ یہ اپنے کو قلعہ سے گرادینے پر
آمادہ ہے جھنجھلا کر تلوار ماری کہ ایسا جان سے عاجز ہے تو لے ہم تجھے
قتل ہی نہ کرڈالین تو اپنی جان آپ کیون دے خدا کی قدرت کہ کہیات
طلحہ بن عنطلہ کی طولانی تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی طلحہ بن
عنطلہ نے ہاتھ بلند کردیئے تلوار ہتکڑی پر پڑی اور کاٹ کر ہتکڑی کو دونون
ہاتھون کے درمیان سے نکل گئی طلحہ بن عنطلہ کے ہاتھ کھل گئے
بس اسنے اور قید کو بھی مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرڈالا اور تلوار
نگہبان کی چھین کر ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر
وہ جلاد جو گرشاسپ رودنیلی کیطرف کھڑا تھا جھپٹا اور طلحہ
بن عنطلہ پر تلوار ماری طلحہ بن عنطلہ نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اسکے
بھی دو ٹکڑے ہوگئے اودھر گرشاسپ رودنیلی نے مہلت پائی اسنے
بھی اپنی ہتکڑی بیڑی کو پکڑ کر امن آرزو مین آکر جو چرخ مارا قید کو
مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر اہل قلعہ ٹوٹ پڑے
اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا اودھر اسد غازی نے
مرکب کو اشارہ کیا مرکب سمٹ کر جو اڑتا ہے خندق کو پھاند گیا چارون
ٹیلیان اس نے قلعہ کے پھاٹک پاس پہونچکر جھاڑین اسد
نے گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا اڑا اکر گرا اسد غازی نے
اسی پھاٹک کے تختون کو خندق پر بچھا کر پل بنا دیا اور آپ داخل قلعہ
ہوا فوج اوس پل پر آنے لگی یہانتک کہ ساری فوج اسد غازی
کی داخل ہوتی اور ہر دروازے پر پہرے قایم کر لیئے کہ کوئی کافر
بچکر نہ جانے پائے اور چارون طرف سے لشکر لشتہیر شتر سوار کو گھیر کر
تلوار برسانا شروع کردی دریائے خون بہادیا عین گرمی جنگ مین
گرشاسپ رودنیلی کا اور لشتہیر شتر سوار کا سامنا ہوا لشتہیر شتر سوار
نے تلوار ماری گرشاسپ رودنیلی نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور
دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اوٹھالیا یہ
جنگ فصیل قلعہ پر واقع ہوئی تھی لشتہیر شتر سوار کو گرشاسپ
رودنیلی نے فصیل قلعہ سے خندق مین پھینک دیا کہ اول تو پیکر اس ملعون کے
چور ہو گئے اور بعد اوسکے جلکر خاک ہو گیا یہانتک کہ پہر بھر کی جنگ مین

اسعد غازی نے تمام کافرون کو واصل جہنم کیا اور لاشین ان سبکی خندق مین پھنکوادین کہ یہہ سب کے سب جلکر خاک ہو گئے اب اسعد غازی نے دو تین دن رہکر ڈہنڈ ہوا اپٹوادیا جو لوگ بھاگ گئے ہین وہ اپنے مکانون مین آنکرآباد ہون وہ کہ تمام رعایا جو تباہ ہوگئی تھی اور شہر کو چھوڑ کر جنگلون کو نکل گئے تھے کہ اگر جان بچیگی تو صحرا مین بھی بسر ہو جاویگی اونے جسوقت یہ خبر مشتہرہ ہوئی کہ اسعد غازی نے قلعہ کو فتح کیا اور کفار کو مار الوگ خوشی خوشی داخل شہر ہوتے اور اپنے اوجڑے مکانون کو پھر سے آباد کیا اب اسعد غازی نے بہا تلاش کرکہ خاندان لبندفغور مین کوئی بھی زندہ ہے بعد دریافت کرنے کے معلوم ہوا کہ صرف ایک شخص ہے کہ نام اوسکا کلیم ہندی ہے اسد غازی نے کلیم ہندی کو تخت پر ابٹھالا اور یہان کا بادشاہ کیا بت خانون کو منہدم کرایا کہ ان کافرون نے یہان آتے ہی مسجدون کو خراب کیا تھا اور بہت سے بتخانے بناتے تھے کہ ہر چہار جانب ایمین آتشکدے تھے بعد اسکے مسحوق کی فوج کو طلب کیا یہ سب مسلسل و مطوق حاضر ہوئے اسد غازی نے ایک دیوار قلعہ کے سامنے تعمیر کرائی اور اوسمین ان سب کو چنوادیا بعد اوسکے گولندازون کو حکم دیا کہ بارہ مین توپون کی مار کر ان دیوارونکو منہدم کردو ابھی تک بعض کافر زندہ تھے جسوقت گولے پڑنا شروع ہوئے تو یہ سب چیتھڑے ہوکر اوڑ گئے اور دیوار مسمار ہو گئی جب یہان کے کامون سے فرصت ہوئی تو اسد غازی نے پوچھا کہ اب وہ ملعون یعنے خونخوار بن دجال کہان گیا ہے لوگون نے عرض کی کہ جانب گیلان گیا ہے اسد غازی نے معروف وغضنفر سے کہا کہ جلد کوچ کی تیاری کرو ایسا نہو کہ وہ گیلان کو بھی خراب کرے اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرے غضنفر و معروف نے تیاری لشکر کا حکم جاری کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کرکے جانب گیلان روانہ ہوتے اب انکو تو رہروی گیلان مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیئے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب خونخوار بن دجال مسحوق قوی بازو کو جانب ہند و ستان روانہ کر چکا تو اسنے بارگاہ برپا کی نشان اسعد کا اٹھوا تمام صحرا فوجون سے مملو ہو گیا ہر طرف خیمہ ہائے سیاہ و زنگار سی

نصب ہو گئے بازار لشکر کے کھل گئے بارگاہین برپا ہوئین خونخوار بن دجال
داخل بارگاہ ہوا فرش شاہی پر متمکن ہوا سردار گرد و پیش آکر جمع ہوئے
خونخوار بن دجال نے دبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوا کہا کہ ایک نامہ ہمارے
جانب سے شاہان گیلان کو لکھو مضمون اوسکا یہ ہو کہ اے شاہ گیلان
آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جس نے صدہا ملک خدا پرستون کے تاراج
کر دیئے عورت مرد بچہ بوڑھا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب مین تمہارے
ملک پر آیا ہون تمکو لازم ہے کہ دین خدا پرستی ترک کرو اور مذہب
آئینہ پرستی اختیار کرو اور ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تو ملک تمہارا
واپس دیا جائیگا ورنہ قسم ہے خداوند آئینہ کی کہ ایک دن مین یہ بھی
نہ معلوم ہوگا کہ کوئی مسلمان کبھی اس مقام پر تھا بھی یا نہین دبیر نے
نامہ تیار کیا خونخوار بن دجال نے نامہ عفریت زحل پیشانی
کو دیا اور کہا کہ جاؤ اور جواب اسکا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی
سے لاؤ یہ سنکر عفریت زحل پیشانی نے نامہ خونخوار بن
دجال کا لیکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ
گیلان روانہ ہوا وہان حاکمان قلعہ کو خبر وحشت اثر آمد خونخوار بن دجال
کی پہونچی ان دونون بھائیون نے آپسمین مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیئے
یہی رائے قرار پائی کہ ہم اوسکا کیا کر سکتے ہین اس لیئے کہ اوسکے ہمراہ
فوج فراوان ہے اور سرداران زبردست ہین لہذا قلعہ بند ہونا چاہیئے
ان لوگون نے اوسیوقت سے تیاری قلعہ کا حکم جاری کیا خندق کو پانی
سے بھروا دیا پل تختہ بیڑا دیا توپین برجون پر چڑھا دین گئین گولنداز
توپون پر معین ہو گئے اتنے مین خبر پہونچی کہ نامہ دار خونخوار بن
دجال آتا ہے عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے باہم مشورت
کی کہ کم سے کم اس کافر کو تو زندہ پلٹ کر نہ جانے دو اس لیئے کہ خود بھی بچ
نہین سکتے پھر مرنے مین تو حتی الامکان کفار کو مار کر مرینگے یون تو جان
اپنی نہ دین گے یہی مشورے تھے کہ سامنے سے عفریت زحل پیشانی
بھی بارہ ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور کہا کہ اہل قلعہ مین نامہ اوس
شخص کا لایا ہون جس کے نام سے تمام عالم کانپتا ہے لہذا تمکو لائق و لازم
ہے کہ اس نامہ کی تعظیم کرو اور بعزت تمام مجکو پیشوائی کرکے لیجاؤ اور
جو کچھ لکھا ہو اوسپر عمل کرو ورنہ جسطرح اور ممالک اسلام برباد ہوئے ہین
اوسیطرح یہ ملک بھی خراب ہوگا اہل قلعہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا
اور خاموش بیٹھے رہے اب یہ ملعون اور آگے بڑھا اور بر لب خندق
آپہونچا اور پھر پکار کر اسنے کہا کہ ابھی تک خیریت ہے ورنہ اسیوقت
قلعہ مین گھسکر تمام قلعہ کو تاراج کردونگا پھر اہل قلعہ نے کوئی جواب

نہ دیا اب اس نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اسکا خندق کو پھاند کر زیر دیوار قلعہ پہونچا اور چاہتا تھا عفریت زحل پیشانی کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑوں کہ اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ باطمینان تمام عفریت زحل پیشانی پر اونڈیل دیا کہ یہ کافر اکفر واصل جہنم ہوا کچھ تیل مرکب پر بھی پڑا تھا وہ جو تڑپتا ہے تو سوار کو لیکر خندق مین گرا دونون جل کر خاک ہوگئے ہمراہیان عفریت زحل پیشانی روتے اور پیٹتے پلٹے تھے کہ عالیجاہ گیلانی نے کہا مار لو ان ملعونون کو جانے نہ پائین یہ سنکر گولندازون کی توپون پر بتی دی تو بجائے رعد آواز گرجا اور باڑھ گولون کی چلی پہلے ہی باڑھ مین صف کی صف لیٹ گئی دوسرے صف کا بھی خاتمہ ہوا یہانتک کہ بارہ ہزار مین سے شاید سو دو سو آدمی بچکر نکل گیا ہو باقی سب مارے گئے سامنے قلعہ کے سوا لاشون کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ لوگ جو بھاگ کر بچے تھے روتے پیٹتے سامنے خونخوار بن دجال کے پہونچے اور سارا ہی سرگذشت بیان کی کہ اہل قلعہ نے پہلے تو خاموشی اختیار کی بعد اسکے جب مالک ہمارا زیر قلعہ پہونچا تو کڑاہ تیل کا اونڈیل دیا خونخوار بن دجال کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور اسنے کہا کہ تو سہی جو گیلان کو ہندوستان سے زیادہ نہ برباد کیا ہو کہدو کہ بجے طبل جنگ اوسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی اونھون نے بھی طبل جنگ کا حکم دیا دونون جانب نقارہ بجنے لگے تیاری جنگ وجدال ہونے لگی لیکن عالیجاہ گیلانی نے شہر مین منادی کرادی کہ جسکو اپنی جان بچانا ہو وہ آج رات ہی کو اپنے اہل وعیال سمیت نکل جائے کل اس کافر کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا جسوقت یہ منادی ہوئی ہزارہا آدمی گھربار چھوڑ کر صبح اسیطرف نکل گیا تمام شہر گیلان خالی ہوگیا صرف تھوڑی سی فوج اور افسران فوج باقی رہگئے اب یہ سب آمادہ مرگ ومہیائے قضا ہوئے ایک ایک سے بغلگیر ہوتا تھا ایک ایک سے اپنا کہا سنا بخشواتا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ برپا تھا عورتون کو ایک محل مین بند کردیا تھا اور کہدیا تھا کہ جسوقت ہم لوگ مارے جائین اور تم سامان اپنی خونریزی کا دیکھنا تو تمھین اختیار ہے جسطرح ہو عزت اپنے خاندان کی بچانا ان بیچاریون نے بھی جام ہائے زہر تیار کرکے رکھ لیے ہین پھاٹک بند کرلیا ہے کوٹھون پر چڑھی ہوئی بال کھولے ہوئے زار زار رو رہی ہین اور نہایت عجز وانکسار سے کہہ رہی ہین کہ اے رب بے نیاز ہمارے حرمت رکھ لینا اسوقت ہمین اپنی جان کا خوف نہین ہے لیکن آبرو کا پاس ہے اور عالیجاہ گیلانی نے جابجا خم شراب کے زہر آلودہ کروا دیئے پانی کھانا جسقدر رہتا سب مین زہر ملا دیا کہ بعد ہمارے جو لوگ ایسے کام مین

اونکا کام بھی تمام ہوا الحاصل طبل نجتے نجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور صبح کا ظہور
ہر طرف ہوا طائران خوش الحان بزبان بیزبانی کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ کی آواز دینے
لگے شاہ خاور افق سے نمودار ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ تابان مانند
بادشاہ بد اقبال کے شکست کھائے گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا فوج شعاع
شمس نے اپنا عمل بٹھایا شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئین جوانان اسلام
نے نماز آخری پڑھی اور آمادۂ مرگ ہوکر فصیل قلعہ پر آکر بیٹھے گولندازتوپون
پر مسلط ہوئے اور عالیجاہ و والاجاہ گیلانی نے فیل بند دروازے
پر آنکر معاینہ کیا پھر دوربین ہاتھ مین لی اور آمد حریف کے منتظر ہوکر بیٹھے کہ یکایک
سامنے سے خونخوار بن دجال خچیر پر سوار آٹھ لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیئے
ہوئے نمودار ہوا ہر طرف سواد ڈھالون کے سیاہی اور تیغون کی چمک
کے کچھ نظر نہ آتا تھا عالیجاہ نے یہ کثرت لشکر کی دیکھکر بھائی کیطرف دیکھا
اور کہا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اور دونون بھائی آپسمین گلے ملے اور کہا کہ
افسوس جب سے قدم صاحبقران سے جدا ہوئے عجب عجب تباہیان
پڑین اتنے مین خونخوار بن دجال نے سامنے قلعہ کے پہونچکر آواز دی
کہ اے اہل قلعہ کیا تم میرے جاہ وجلال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے میرے
پیامبر کو مارا دیکھنا کہ اب تمہارا کیا حال کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا
حال پر تمہارے گریہ وزاری کرینگے اہل قلعہ نے بہت سی گالیان دین اور
کہا کہ او ملعون ہم لوگ قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین کیا مرنے سے ڈرتے ہین
تو بکتا کیا ہے اگر آج تلوار کی موت نہ مرے تو چند دن مین یون بھی اس دار
فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ ضرور ہونا ہے الحمد للہ کہ تیرے
باعث سے مرتبہ شہادت حاصل ہوگا تیرے ہی سر ہورہینگے یہ سنکر
خونخوار بن دجال نے گھوڑا ڈالا اور سپر و گرز کو سنبھالا عقب خونخوار مین
آٹھ لاکھ سوار و پیدل یورش کرکے چلے جیسے ہی دیکھا کہ یہ کافر زد پر آگیا ہے بس
عالیجاہ گیلانی نے ہوائی اوڑائی اس سے یہ اشارہ تھا کہ گولے مارو
حریف زد پر ہے بس ادھر تو ہوائی جانب آسمان روانہ ہوئے اور ایک
سناٹا پیدا ہوا اودھر گولندازون نے توپون پر بتی دی اور باڑھ گولون کی
فنا فنا کی صدا دیتی ہوئی چلی اودھر خونخوار بن دجال نے گرز کو سنبھالا
اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور بھی کتنے سردار ہین
مثل مخمور منارہ گردن اور برجین تیغزن کے یہ بھی برابر مرکب سے
مرکب ملائے ہوئے اور گرز و سپر سے گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین قلعہ
پر سے برابر مار ہو رہی ہے لشکر خونخوار بن دجال کے کئی سو
سوار گر گئے تمام میدان دھوئین سے تاریک ہو گیا اب جو روشنی
ہوئی ہے تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال خندق کے کنارے کھڑا ہوا ہے

اودھر اہل قلعہ نے توپون کو تو بند کر دیا اور قریب کے حربون کا اہتمام کیا کہ مانے کا متوالا گڑک گا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین خونخوار بن دجال پر پھینکین مگر رسی اسکی دراز ہے وقت اسکی اجل کا ابھی نہین آیا ہے اور مدت عمر اہل قلعہ کی بسر ہو چکی ہے سب حربون سے یہ ملعون بچا اور مرکب کو اشارہ کر کے خندق کو پھاند کر قریب پھاٹک کے پہونچا اور کئی گرز مار کر پھاٹک کو توڑا اور مع لشکر داخل قلعہ گیلان ہوا اہل قلعہ نے بھی تلوارین کھینچین اور خونخوار بن دجال پر آپڑے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی مگر کہان تک آٹھ لاکھ آدمیون نے چند ہزار کو کاٹ کر ڈال دیا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی بھی اوس دریائے مواج مین شناوری کرتے کرتے تھکے آخر کار غرق ہوئے کشتی حیات طوفانی ہوئی ادھر یہ ہنگامہ دیکھکر عورتون نے زہر کے جام پی لیئے اور سب نے جانین دیدین جسوقت خونخوار بن دجال محل شاہی مین داخل ہوا تو عورتون کو بھی مردہ پایا اور صرف بچون کو زندہ دیکھا اس شقی نے بچون کو بھی ذبح کر کے عورتون سمیت سب اہل اسلام کو خندق مین ڈالدیا اور جلا کر خاک کیا کوئی مسلمان گیلان مین باقی نرہا خونخوار بن دجال نقارہ فتح بجاتا ہوا داخل شہر ہوا لیکن جسوقت اپنی فوج کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ آدمی توپون سے اوڑ گئے اسکو نہایت صدمہ ہوا اسنے ان لاشون کو بھی نہایت تکلف سے دفن کیا اور جو لوگ قلعہ کی جنگ مین مارے گئے پچاس ہزار تھے انکو بھی دفن کر کے مال و اسباب و خزانہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا اور جسقدر شراب دستیاب ہوئی اوسکو منگوایا اور اہل لشکر پر تقسیم کر دیا اور جشن مقرر کیا یہ وہی شراب تھی جسمین عالیجاہ گیلانی نے زہر ملادیا تھا مگر رسی ان کافرون کی دراز تھی کہ افسران فوج نے یہ شراب نہین پی تھی لشکر کے سپاہیون نے تھکن مٹانے کی غرض سے شراب پی اوسی وقت کلیجا کٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئے یہ خبر خونخوار بن دجال کو ہوئی اوسنے سب شراب پھنکوا دی بعد اسکے جشن کیا اور اپنی جانب سے قمقام ستیز و کو حاکم قلعہ گیلان مقرر کر کے اور تھوڑی سی فوج اسے دیکر جانب اردبیل کے روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہانبانی شاہزادہ اسعد ثانی کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو اے ہمدم راستان ۔ کہ باز آمدیم بر سر داستان

دشت پیمایان عشق و محبت و سرگشتگان کوچۂ الفت و اسیران رسن گیسو و مسحوران سحر نرگس جادو و حریفان لب جان بخش جانان و دردمندان تمام ہجران اس داستان محبت نشان کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ بعد جانے اسعد غازی کے

شاہزادہ اسد ثانی کا جنون عشق ترقی کرنے لگا اور ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے رگ جان پر اسقدر نشتر زنی کی کہ قرار نہ لینے دیا اور مرغ بسمل بنا دیا ؎

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ایک نہمت شنجرفی باندھے اور لباس فقیرانہ مانند قمری کے اوس شمشاد قد کی جدائی مین اختیار کیا اور طوق محبت گلے مین ڈالا سر و پا برہنہ جانب صحرا روانہ ہوا وہ بہار کا زمانہ آمد فصل گرما ترشادی کا پھولنا پپیہے کی صدا کوئل کی کوک قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ ہر دل زخم خوردہ کی ایذا کو زیادہ کیئے دیتی تھی کہ وہ دل جو ہجران کشیدہ ہو کسطرح قابو مین رہسکتا ہے شاہزادہ اسد ثانی خاک صحرا کی چھانتا ہوا بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہی نہ یہ معلوم کہ کسطرف جاتے ہین نہ یہ ارادہ کہ فلان مقام پر جائینگے ؎

جسطرف لیجائے از خود رفتگی
بے ارادون کی کوئی منزل نہین

جس جگہ ٹھہر گئے وہین منزل ہوگئی نہ کوئی یار رہی نہ غمگسار رہی نہ ہمسفر ہے نہ رہبر ہے بیکسی رفیق تنہائی بے کسی باعث شکیبائی ہے کبھی دن کو قیام شام کو سفر کبھی شام کو قیام دن کو رہروی ہے دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جانورن سے انس آدمیون سے بیزاری اگر کسی مقام پر کوئی راہی نظر آتا تھا تو دل گھبراتا تھا بموجب شعر ؎

پسند آئی ہی کچھ وحشت مین تنہائی ایسی
کہ اپنے سایہ سے بھی پڑتا گر اد لجانہ آتا ہی

نہ کھانا ہی نہ پینا ہے نہ بستر ہے نہ فرش جسوقت میسر ہے جو تھے وقت زیادہ بھوک معلوم ہوئی کچھ پھل درختون کے کھالیئے پانی کسی چشمہ سے پی لیا یا یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو
یہ غذا ملتی ہی جانان ترے دیوانے کو

رات دن اسی طرح گزر رہے ہین دل سے باتین ہوتی ہین نالے ہمدم ہین آہین محرم ہین ہر وقت ایک تصویر خیالی ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش نظر ہے کبھی بے اختیاری مین اوس تصویر خیالی کو محبوب اصل تصور کرکے دوڑ پڑتے ہین کہ لپٹ جاؤن لیکن جب آغوش تمنا کو خالی از شاہد مدعا پاتے ہین تو بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتے ہین ؎

سب تصور کے کرشمے تھے یہ اے حضرت دل
ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

کبھی کسی ادا کو یاد کرکے متاثر ہوتے ہین اور آپ ہی آپ سوالات فرضی کا جواب دیتے ہین بموجب شعر ؎

قاصد فراق یار مین خوش دل کو کر لیا
کچھ خود ہی لکھ کے اپنے خطون کے جواب مین

کبھی کسی درخت سے لپٹ جاتے ہین کبھی خاک پر بیٹھ جاتے ہین کبھی یہ کہہ اوٹھتے ہین مطلع ؎

آنکھین پھیر کر نظر دیکھین ادائین کسکی
بیٹھے بیٹھے اٹھی لین یہ بلائین کسکی

کبھی یون فرماتے تھے ؎

شوق کی حسرت نصیب نے نہ مرغ نامہ بر
گئے رنگینی مانند بی برد خبر سے

کبھی مانند ابر نو بہار کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

آہ کسی یاد کو پہونچیت پہلے نفرت جسکو تھی
اشتیاق ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہوگیا

ہر چند بہ نسبت گھر کے یہان زیادہ دل لگتا ہی مگر جسوقت بزم جانان کا خیال آتا ہی تو لطف صحرا بھی وبال ہوتا ہے بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بہلا | دل کی گر پوچھو تو ستے کوچۂ جانان بہلا

اسی دشت نوردی و بیابان گردی مین ایک روز تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے مہینون کے جاگے ہوئے منزلون کے تھکے ہوئے ہوائے سرد جو چلتی ہے تو اوسی فرش خاک پر ہاتھ کو تکیہ کرکے سو گئے قضائے کار اسطرف سے ایک سوداگر کا گذر ہوا کہ نام اسکا قیصر شامی تھا اسنے بھی اسی صحرا مین قیام کیا لوگ اسکے تلاش آب نکلے تھے جسوقت کنارے ایک چشمہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک جوان حسین بلباس فقیری لیکن چہرے سے شان امیری ہویدا زیر سر ہاتھ رکھے ہوئے فرش خاک پر سو رہا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعب سفر سے بیہوش ہو گیا ہی پاؤن پر ورم ہی رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی ہے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین چشم نیم باز مرض انتظار کا پتا دے رہی ہی علامات سے بیمار محبت معلوم ہوتا ہی ان لوگون نے جو یہ حالت اسد ثانی کی مشاہدہ کی اپنے مالک سے بیان کیا کہ عجب طرح کا معاملہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس صحرائے پر ہول مین کہ جہان سے قافلون کا گذر نا دشوار ہوتا ہی بستی یہان سے منزلون دور ایک تن تنہا اسطرف کیونکر نکل آیا اور اس مقام پر کیونکر قیام اختیار کیا اگر یہ کہیئے کہ بھولکر نکل آیا تو بھولا ہوا یہانتک آکر راستے کی کھکھیڑون سے بچ بھی نہین سکتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہین کا رہنے والا ہی اور بارہا تنہا چلا آیا ہی تو یہ اور بھی عقل کے خلاف ہی اسلیے کہ اس مقام پر رہکر تنہا کوئی شیر بھی زندہ نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا سانحہ ہے کوئی ملک ہی یا آسیب ہی یا جن ہے نہین معلوم کیا ہی قیصر شامی ہمراہ اون لوگون کے جو کہ اسد ثانی کو سوتا ہوا دیکھ گئے تھے قریب اسد ثانی آکر کھڑے ہوئے یہ سوداگر نہایت مرد معقول اور مسلمان ہی ملک شام مین انکا مکان ہی اولاد صاحبقران سے بخوبی واقف ہے انکی نظر جو صورت زیبائے اسد ثانی پر پڑی انکین فوراً خیال اسد دلاور کا آیا کہ ہو نہو یہ کوئی پودا اوسی باغ کا ہوگا چہرے سے خال و خط ابراہیمی نمودار تھے لیکن رگ ہاشمی صرف امیر کی اولاد نرینہ کے واسطے ہی اور یہ نواسہ ہے اس بنا پر رگ ہاشمی نہین ہے بھورے بھورے بال اسکے چہرہ پر اوڑتے ہین قیصر شامی نے خود شانہ پکڑ کر ہوشیار کیا پھر اکر آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ تم کون ہو قیصر شامی نے بیان کیا کہ مین ایک مرد سوداگر ہون حضور اپنی نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائین جواب دیا کہ تم مرد سوداگر ہو مین مرد فقیر ہون میرا اسم بھی ایسا ہوا کہ جسکو اسم گرامی کہا جائے بس زیادہ گوئی نہ کیجیے اور مجھ غریب کو نہ بنایئے اس لیے کہ مین خود آزار رسیدہ ہون قیصر شامی نے عرض کی کہ اے شہریار باوفا آپکو شہزادہ اسد غازی سے کچھ قرابت ہے اسد ثانی نے فرمایا کہ کیا تم ان سے واقف ہو قیصر شامی نے عرض کیا کہ مین اکثر امیر عالیوقار کی خدمت مین جایا کرتا تھا تو سب عزیزان و فرزندان صاحبقران سے آگاہ ہون اوسوقت اسد ثانی نے نام بتایا اور آگاہ کیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اس صحرا مین تن تنہا کیونکر تشریف لانا ہوا فرمایا

سرگذشت بلاکشان نہ سنو | نہ سنو میری داستان نہ سنو

بس

بس اتنی ہی ہمدردی تمہاری بہت ہے کہ تم نے نام پوچھ لیا مکان دریافت کر لیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اتنا تو بتا دیجیے کہ اب کہان کا ارادہ ہی اسد ثانی نے کہا کہ جہان کو تم کہو ہمارا کوئی قصد نہین جسطرف ذہن مین آگئی اودہر چلے گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ہمراہ خادم کے تشریف لے چلیے تاکہ راہ مین زحمت سے محفوظ رہیے اسد ثانی نے کہا کہ ایک شرط سے مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون وہ یہ کہ اگر میرا جی گھبرائے اور مین کہین کو چلا جاؤن تو مجسے تعرض نہ کرنا اور یہ نہ پوچھنا کہ کہان گئے تھے قیصر شامی نے جواب دیا کہ مجھے اسکی کیا ضرورت ہی کہ جو بات آپکے خلاف ہو وہ کرون لیکن اتنا ضرور ہے کہ بغیر مجھ سے اطلاع کیے ہوئے ایسا نہ کیجیگا کہ آپ تشریف لیجائین اور مجھے خبر بھی نہو مین انتظار مین رہون اور آپ پلٹ کر تشریف نہ لائین اسد ثانی نے کہا کہ نہین ایسا نہو گا تم اطمینان رکھو الغرض جسوقت باہم یہ عہد و پیمان ہوگئے تو اسد ثانی قیصر شامی کے ہمراہ ہولیے قیصر شامی اپنے خیمہ مین لایا اسباب آسایش مہیا کیا شاہزادہ بسبب تعب راہ کے بیمار ہوگیا تھا جو طبیب سوداگر کے ہمراہ تھا اوسنے نبض دیکھکر نسخہ لکھدیا جو مرض صعوبت سفر کی وجہ سے تھا وہ تو دور ہوگیا لیکن جو بخار عشق کا تھا وہ بغیر وصل یار جانی کے کیونکر دفع ہوسکتا تھا تھوڑی تھوڑی حرارت رہی ابتک قیصر شامی نے سفر معطل رکھا تھا جسوقت اسد ثانی کو تخفیف ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ اے قیصر شامی اب تم میری وجہ سے منزل نہ کھوٹی کرو اسلیے کہ یہ حرارت جو باقی رہگئی ہے اسکا دفع ہونا ابھی محال ہے جبتک اسکا وقت نہین آتا ہے یہ دفع نہوگی قیصر شامی نے عرض کی کہ حضور ایسا نہو تعب سفر سے پھر دشمن علیل ہوجائین اور وہ کونسا ایسا مرض ہے جسکی دوا خداوند عالم نے نہین خلق کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہان دوا تو ہر چیز کی ہے اور اس مرض کی بھی ہے لیکن وہ دوا نا ممکن ہے جسوقت دوا ملجائیگی مرض دفع ہوجائیگا یہ وہ مرض ہے جسکی تشخیص اطبا نہین کر سکتے ہے

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
دگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

بس اب مجکو میرے حال پر چھوڑدو زیادہ نہ کہو ؎

لطف مے کیا بتاؤن اے زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

تم جس بات کو نہین جانتے اوسمین بحث بیکار ہے قیصر شامی نے دیکھا کہ تیور بدلے ہوئے خاموش رہا اور حسب الارشاد اسد ثانی حکم کوچ دیا تیاری سفر ہونے لگی دوسرے روز کوچ کیا اور رطے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد ثانی کی یہ حالت ہے کہ یا تو خیمے مین تنہا بیٹھے رہتے ہین یا جانب صحرا نکل جاتے ہین نہ درندون کا خوف نہ گزندون کی پروا جان ہتیلی پر ہر وقت رکھے ہوئے چلا جاتا ہی کبھی کسی کوہ کی دامن مین بیٹھکر گذاردی کبھی کسی درخت کے اوس نونہال گلشن خوبی کو یاد کرکے اپنی بے دردی کی خاطر پر رو لیے جبتک بستر خواب پر پڑے رہتے ہین کروٹین لیا کرتے ہین نیند نہین آتی ہے ؎

شب بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین
تنہا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤنگا خواب مین

دیگر

یاد جنکو کسی کی رہتی ہو
کب اون آنکھون مین نیند آتی ہے

اسی حال پر تمام دن طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر شام ہو گئی قیصر شامی نے اپنے لوگون سے کہا کہ دریافت کرو یہان سے آبادی کتنی دور ہے انھون نے ہر چند تفحص کیا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا جس سے حال دریافت کرتے اور آبادی کا پتا لگاتے آخرکار مجبور ہو کر واپس آئے اور اپنے مالک سے کہا کہ دور دور تک کوئی قصبہ قریہ گاؤن کہین بھی نظر نہین آتا قیصر شامی نے مجبوری سے اسی مقام پر قیام کیا خیمہ برپا ہو گئے قافلہ اوترا پڑا جا بجا کھانے پکنے لگے روشنی ہو گئی کوئی گا رہا تھا کوئی بجا رہا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ تھا جنگل مین منگل ہو رہا تھا ہر چہار جانب درندون کے خوف سے آگ روشن کر دی تھی پہرے ڈاکوون کے خوف سے متعین ہو گئے تھے لیکن چونکہ وہ شب ماہ تھی عجیب طرح کی کیفیت تھی تمام صحرا منور تھا درخت جھوم رہے تھے ہوا سے سرد چل رہی تھی آٹھ نو بجے تک تو سب جاگ رہے تھے آخرکار دن بھر کے تھکے ماندے سب سو گئے ہر طرف نفیر خواب بلند تھی ایک سناٹا سا ہو رہا تھا پہرے والون نے بھی خیال کیا کہ اس صحرا مین کوسون تو بوے انسان نہین ہے چور یہان کہان سے آجائیگا جاگنا بے سود ہے یہ بھی سو رہے لیکن اسد ثانی کو بستر پر تڑپتے تڑپتے بارہ بج گئے نصف شب گذر گئی اور نیند انکو نہ آئی آخرکار خیمہ سے باہر آئے دیکھا تو سناٹا ہے ہوا سائین سائین چل رہی ہے تمام جنگل گونج رہا ہے درختون کے پتون مین عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے عکس مہتاب سے برگہاے سبز سونے کے ورق معلوم ہوتے ہین جانوران صحرائی آشیانون سے نکلے نہین مگر صبح کے شبہ مین بول رہے ہین ڈالیان درختون کی مستانہ وار جھوم رہی ہین جنگلی پھولون کی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ دماغ کے پار ہوئی جاتی ہے شاہزادہ کا جنون ترقی پر ہو گیا اور تن تنہا ایک شتر مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا ہر وقت تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی نگاہون کے سامنے پھر رہی ہے خواب کا سمان بندھا ہوا ہے دل سے کہتا ہے کہ اس بیداری سے وہ غفلت ہی اچھی تھی کہ وہ یار جانی پہلو مین تھا ہماری تو وہی حالت ہے کہ آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا اے پروردگار وہ کوئی حور تھی یا پری تھی یہ کیا اسرار تھا کچھ سمجھ مین نہ آیا زندگی بھر دیدار اوس محبوب جانی کا نصیب ہوگا یا نہین اگر نام اور پتا معلوم ہوتا اوسکے ملک مین جاتے التجا کرتے پھر آگے تقدیر تھی یہ کیا قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین دم نکلتا ہے اور اسکو خبر بھی نہین ہے ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر
کسے ز بیکسی ما کہ می برد خبرے

کیا کرون اور کسطرف جاؤن یون تو اکثر واقعات عشق سنتے ہین لیکن وہ لوگ خوش نصیب تھے کہ اونکو اپنے اپنے معشوق کے مکان معلوم تھے کسی نے ادمی در پر سر پھوڑ پھوڑ کے جان دیدی کوئی وصل سے کامیاب ہوا ہم ایسے بدنصیب ہین کہ یہ بھی نہین معلوم کہ وہ محبوب دلفروز کس آسمان حسن کا تارا ہے اور کس باغ شاداب کا غنچہ ناشگفتہ ہے قیس برسون لیلی کے ساتھ ایک مقام پر پلا پرورش پائی مکتب مین دونون ایک ساتھ پڑھتے تھے

لطف دید ہر وقت حاصل تھا امیدین ترقی پر تھین لیکن مقدر کی بدی نے وصل نہونے دیا راز افشا ہوگیا اور والدین کے ظلم نے تفرقہ ڈالدیا آخر کار وہ دیوانہ ہوکر صحرائے نجد مین مارا مارا پھرتا تھا مجنون کا خطاب سرکار عشق سے عنایت ہوا لیکن اوسکی تسکین خاطر کے واسطے کبھی کبھی لیلیٰ ناقہ پہ سوار ہوکر صحرائے نجد کیطرف آہی نکلتے تھے ہرچند کہ وہ محمل مین سوار ہوتے تھے پردے پڑے ہوتے تھے لیکن قیس کو کتنی بڑی تسکین تھی کہ جسکے واسطے یہ حالت بنائی ہے وہ آکر دیکھ جاتا ہے داد ملجاتی ہے ہم ایک مرتبہ دیکھنے کی گنہگار ہین اگر ہم قیس کے مانند اپنے یار جانی سے ہم صحبت نہے ہوتے تو کبھی اوس سے علیحدہ نہوتے زیادہ برین نیست کوئی قتل کرڈالتا شہید محبت کہلاتے مریض فرقت تو نہوتے یا اوس محبوب کو ترس آجاتا تو سارا غم عمر بھر کے لیئے غلط ہوجاتا ؎

قیس جنگل مین جو پھرتا تھا تو دیوانہ تھا ۔ اونہی لیلیٰ ہی کے دروازے پہ مرجاتا تھا

ہماری بیابان گردی بیجا نہین ہے اس لیئے کہ حبیب کو چۂ جانان کا راستہ نہین معلوم اور ہم یار جانی کے نال سے خبر ہین تو کہان جائین گھر مین بیٹھے بیٹھے کچھ حاصل نہین بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا ۔ دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا

یہ تو اسی حال مین دیوانہ وار مارے مارے پھر رہے ہین کبھی کسی درخت سے لپٹ کر یہ شعر پڑھتے ہین ؎

ترا بوٹا سا قد اے سرو گل ہم یاد کرتے ہین ۔ نہالون سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی بسوز عشق مین کوسون نکلے جاتے ہین انکو تو اسی صحرا نوردی کی حالت مین رہنے دیجئے لیکن حال سنیئے قیصر شامی کے قافلے کا کہ جسوقت یہ قافلہ وارد صحرا ہوا ہے تو کچھ خبر لہراسپ قزاق کے پوشیدہ طور سے آگئے تھے جسوقت اونھون نے دیکھا کہ قافلے نے مقام کیا اور بستی یہان سے دور ہے اب کہین جا نہین سکتے مال و اسباب انکے ہمراہ بہت ہے بس اوسی وقت یہ سب خوشی خوشی اپنے مالک کے پاس پہونچے اور سارا حال بیان کیا لہراسپ قزاق نہایت خوش ہوا اور اسنے حکم دیا کہ ہمارے ہمراہی تیار رہین ہم ایک بجے سب کو چلین گے یہ سنکر اسکے ایک ہزار آدمیون سے دو سو آدمی تیار ہوئے لہراسپ قزاق نے دریافت کرلیا تھا کہ کسقدر لوگ مین ہین خبردارون نے بیان کیا تھا کہ پانچسو آدمیون کا قافلہ ہے بس لہراسپ قزاق نے دوسو آدمیون کے تیار رہنے کا حکم دیا اس لیئے یہ قزاق نہایت مرد بہادر اور زبردست ہے ہمیشہ تھوڑی جمعیت سے بڑے بڑے قافلے اسنے لوٹے ہین زیادہ آدمی اپنے ہمراہ نہین رکھتا اکثر جنگلون مین تن تنہا پھرا کرتا ہی اور دو چار کی خبر منا لیتا ہے الحاصل جسوقت بارہ پر ایک بجا اور وقت پورے سناٹے کا ہوا تو یہ کوہ پر سے اوترا اور وہی دو سو آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ کوہ قیصر شامی کے قافلے سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ بھی اتفاق کہ قیصر شامی کا آدمی اسطرف نہ آیا ورنہ اوسیوقت آبادی کے دھوکے مین قافلہ اسطرف

آگر اوترتا اور شام ہی کو لوٹ لیا جاتا الحاصل لہراسپ قزاق دو سو قزاقون سے ایک گھنٹے کے عرصے مین قیصر شامی کے قافلے تک پہونچگیا یہ لوگ ایسے گھوڑے بیچکر سورہے تھے کہ انھین ہوش نہ تھا لہراسپ قزاق نے یہ حالت دیکھکر ساتھ والون سے کہا کہ کسی کو قتل نہ کرنا اول تو ہتھیار سب لے لو اور بعد اسکے محاصرہ کرکے کھڑے ہو رہو قزاقون نے ایسا ہی کیا اب لہراسپ قزاق چند آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ قیصر شامی مین داخل ہوا اور اسکے ہتیار بھی اپنے قبضہ مین کرکے اسباب تلاش کرنا شروع کیا جو کچھ یون ملا اوسکو تو اپنے قبضہ مین کرکے روانہ کیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہانے قیصر شامی کے کھڑا ہو رہا اور سوداگر کو ہوشیار کیا قیصر شامی کی آنکھ جو کھلی بالین پر ملک الموت کو پایا دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل تلوار کھینچے کھڑا ہے قیصر شامی کی گھگھی بندھ گئی اور کہا کہ آپ کون ہین مجھ سے کیا قصور ہوا ہے جو سزاے موت میرے واسطے تجویز کی گئی ہے لہراسپ نے کہا کہ تیرا مال و اسباب کہان ہے جلد بتا ورنہ ابھی ایک ہاتھ مین فیصلہ ہے اب قیصر شامی سمجھا کہ یہ ڈاکو معلوم ہوتا ہے دم فنا ہوگیا کہ مال بھی گیا اور جان بھی گئی سوچتا ہے کہ بتاؤن یا نہ بتاؤن اگر بتاتا ہون تو جب بھی یہ لوگ مار ڈالین گے نہ بتاؤنگا جب بھی جان نہ بچیگی پھر بتانے سے کیا فایدہ لہراسپ قزاق نے کہا اگر مال بتادے تو تیری جان نہ لین گے تجکو زندہ چھوڑ جائینگے ورنہ ابھی قتل کرینگے قیصر شامی نے ہر ہر خیمہ کا پتا دینا شروع کیا اس لیئے کہ جان بچی لاکھون پائے اگر جیتے رہے تو پھر پیدا کرلین گے کسیطرح زندگی بسر ہی ہو جائیگی اور جان گئی تو کیا فائدہ ہوگا مثل مشہور ہے کہ جان کا صدقہ مال ہوتا ہے یہ سمجھکر سب اسباب بتادیا اب لہراسپ قزاق سب مال و اسباب روانہ کرکے آپ کچھ دیر ٹھہرا رہا جب اسے یقین ہوگیا کہ ساتھ والے مال لیکر دور پہونچ گئے ہونگے اوسوقت یہ بھی خیمہ سے نکلا اور راہ فرار اختیار کی قیصر شامی کے اتنی بڑی جماعت قافلے مین کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ یہ اکیلا جاتا ہے اسی کو گرفتار کرلین تو ابھی سب مال ملا جاتا ہے ہر ایک نے آنکھین بند کرلین غفلت مین ڈالدیا جو دور تھے اونھون نے شور و غل کرنا شروع کیا تھا کہ لہراسپ نے تلوار چمکائی وہ بھی ڈرکر خاموش ہو رہے کہ میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب کوئی لوٹتا نہین تو ہمین کیا ضرورت ہے کیا ہمین ایک تنخواہ دار ہین اور یہ سب شیرخوار ہین جانے بھی دو الزام آئیگا تو سبھی کے سر آئیگا ہم اکیلے کیا کرلینگے ایک تو ہتیار پاس نہین اور اگر ہوتے بھی تو سورمان جینا ہمارا کام نہین چھوڑتا ہے جانے بھی دو الحاصل لہراسپ قزاق مال و اسباب لیکر صاف نکلا ہوا چلا گیا جب یہ دور پہونچ گیا اوسوقت لوگون نے شور کیا کہ لینا پکڑنا جانے نہ پائے قیصر شامی بھی خیمہ سے روتا ہوا نکلا کہ مین تو کہین کا نہ رہا لٹ گیا لوگ بھی ادھر اودھر دوڑنے لگے مگر اب کیا ہوتا ہے سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو وہان قزاق بہ اطمینان تمام کوہ پر پہونچ گئے اور تمام مال و اسباب رکھا لہراسپ قزاق نے سب اسباب دیکھا نہایت خوش ہوا

لیکن اب حال شاہزادہ اسد ثانی کا سنیئے کہ انکو اوسی عالم محویت مین صبح ہوگئی جس چاند سے آنکھین لڑائے ہوئے تھے اور اوس سے باتین کر رہے تھے کہ تجھے کس بات پر غرور ہے اور کسواسطے دماغ تیرا آسمان پر ہے کیا تو حسن و خوبی مین ملکہ طوفان سبز پلوش سے بہتر ہے شاید تو نے آئینہ کبھی نہین دیکھا ہے جو تجھے اس چھائیون دار چہرہ کے اوپر صفائی کا گمان ہے میرا قمر منزل حسن و خوبی اور مہر برج خوبی کا اگر تو دیکھ لے تو صورت تیری تکتا ہون سے گر جائے اور خود بینی و خود پسندی کل دعوی غلط ہو جائے اسی حالت مین دیکھا کہ نور قمر زائل ہونے لگا ستارے جھلا جھلا کر غروب ہونے لگے چرخ نیلی فام پر زردی چھا گئی عارض ماہ مانند تابہ نقرہ کے جسپر جلا نہو بیرونق ہو گیا ہے مرغان باغ کے چہکنے کی صدا کانون مین آنے لگی ابتو اسد ثانی نے خوش ہو کر کہا کہ شاید وہ برق تجلائے حسن و خوبی کسی جانب پر تو فگن ہے جو ایک عالم کو اوسنے بیرونق کر دیا مگر نہین معلوم کہ کہان ہے اور کسطرف ہے خوشا نصیب اونکے جو لطف دیدار اوٹھاتے ہونگے ہماری آنکھین تو رونے کیواسطے خلق ہوئی ہین اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر نظم کر گیا ہے ؎

جو سمجھے جاتے تھے نہین دیدار یار کے قابل
وہ آنکھین ہوگئین اب انتظار کے قابل
جمال تو نے دکھا کر بگاڑ دی عادت
یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل

یکایک طائرون کی زمزمہ سنجی نے اسد دلاور کو اس خواب سے چونکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ وقت شب کا گذر گیا اب صبح ہے رنگ عالم دگرگون ہے ایکمرتبہ جو اسد ثانی کو کچھ خیال آگیا لاحول پڑھکر اپنے مقام سے اوٹھے اور ادھر اودھر دیکھا تو کہین چاہ یا چشمہ قریب نہ معلوم ہوا اور وقت نماز صبح کا کم رہگیا تھا بس جلدی سے اوسی مقام پر تیمم کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو عجیب رنگ دیکھا کہ لوگ رو رہے ہین قیصر شامی فریاد کر رہا ہے کہ مجھے لوٹ لیا اب مین کیا کرون یہ حالت دیکھکر شہزادہ جلدی سے قریب آیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے لوگون نے بیان کیا کہ شب کو قزاق آئے اور تمام مال و اسباب لوٹ کر لے گئے اسد ثانی نے پوچھا کہ کسقدر لوگ ہونگے اہل قافلہ نے عرض کیا کہ ہم سے اونکی جمعیت بہت کم تھی شہزادہ نے فرمایا کہ واہ تم ہو تعجب کہ وہ کم تھے تم سے اور تمہین لوٹ لے گئے تم سے کچھ نہو سکا اونھون نے عرض کیا کہ ہم سب بیدہوا پاکر سو گئے اوسی حالت مین قزاقون نے آکر محاصرہ کر لیا ہتیار اپنے قبضہ مین کر لیئے ہم کیا کرتے فرمایا بلاؤ قیصر شامی کو جسوقت لوگ قیصر شامی کو لائے فرمایا کہ کدھر کو قزاق گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ انھین لوگون سے دریافت کر لیجئے اسواسطے کہ مین تو اپنے حال مین نہ تھا شہزادہ نے اون لوگون سے کہا کہ دریافت کرو لوگون نے عرض کی کہ وہ کوہ جو یہان سے جانب مشرق معلوم ہوتا ہے وہ قزاق اوسیطرف گئے ہین یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا ہرچند کہ چلتے وقت قیصر شامی نے منع کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ تن تنہا جانے کا قصد نہ فرمایئے اس لیئے کہ قزاق

نہایت زبردست ہے اور اوسکے ساتھ بہت لوگ ہین لیکن یہ شیر بیشۂ شجاعت اونکے سامنے کب
کسی کو موجود جانتا ہی فرمایا کہ تم مجھ سے ابھی آگاہ نہین ہو قسم ہے والد ماجد کے سر اقدس کی کہ ضرور
جاؤنگا اور تنہا جاؤنگا اگر کوئی شخص میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا تو وہ میرا دشمن ہی اب جو دیکھا
قیصر شامی نے کہ تیوری پر بل پڑگئے زلفین پر گرہ پڑی ہے بل کھانے لگین بس اپنے تو ٹھٹر کر گردن
نیچی کرلی اور اسد ثانی مرکب کو اوڑا کر جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے
اور نظر قزاقون کی پڑی اونھون نے اپنے سردار سے کہا کہ ایک سوار اسطرف آتا ہے
لہراسپ قزاق نے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کہ ادھر کیون آتا ہے یہ سنکر ایک قزاق کوہ سے
اوترا ادھر شہزادہ زیر کوہ پہونچا اور آواز دی کہ او دزد مکار ادھر آ یہ سنتے ہی وہ قزاق
جو کوہ سے اوتر رہا تھا اور دریافت حال کے واسطے چلا تھا پکارا کہ تو کسی پکارتا ہے اسد
ثانی نے جواب دیا کہ تیرے افسر کو اوسنے کہا کہ اس بے ادبی کی باتم پکارتا ہو ٹھہر تو کہ زبان تیری
کھینچ لون یہ کہتا ہوا کوہ سے اوتر کر سامنے آیا اودھر اور قزاق جو کوہ پر بیٹھا تماشا دیکھ رہے تھے
اونھون نے لہراسپ دزد سے خبر کی کہ وہ یکہ تنہا سوار جو آیا ہے نہایت سرکش
اور بدزبان ہے ہمین فسادی ہوتے معلوم ہوتا ہی لہراسپ نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو کیا
پائیگا جان دیکر جائیگا ہم سے کیا لیجائیگا اکیلا کیا کرسکتا ہی لوگون نے کہا کہ جو آمادہ فساد ہو کر آئیگا
اوسنے اپنا انتظام نہ کر رکھا ہوگا ممکن ہی کہ کچھ فوج وسپاہ پوشیدہ طور پر اوسکے ہمراہ ہو لہراسپ
نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو تم لوگ بھی مسلح وکمل ہو جاؤ اور یہ خود بھی ہتیار لگا کر بالا سے کوہ اوتر کر ادھر آیا
یہان جو فرستادہ لہراسپ قریب اسد ثانی کے پہونچا شہزادہ نے فرمایا کیا ارادہ رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ تجھے سزا سخت کلامی کی دونگا فرمایا کہ پھر دیر کیا ہے کی ہے قزاق نے کمند ماری اسد
ثانی نے تلوار سے حلقے کمند کے کاٹ دیئے تب قزاق نے منجنیق مین پتھر رکھکر گردش دیئے
اسد ثانی نے پھرتی سے ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہاتھ اسکا مع منجنیق کٹ کر بالاے کوہ
سامنے لہراسپ قزاق کے گرا اور یہ قزاق بھاگا ادھر اسد ثانی نے آواز دی کہ کہان
ہے وہ دزد مکار جو افسر ہے تم سبکا کہ مین اوسکی فکر مین آیا ہون یہ کلمہ جو لہراسپ کے
گوشزد ہوا کہا کہ کیا تو مجھے ڈھونڈھتا ہے لے مین آتا ہون ادھر تو لہراسپ نے ہاتھ اوس
فرستادہ کا اپنے قلم دیکھا ادھر اسد ثانی نے اسکو للکارا یہ کہتا ہوا کوہ سے
اوترا ساتھ اسکے اور بھی قزاق اوتر آئے کہ مبادا اسکے ساتھ مین لشکر ہو اور موقع
پاکر ہمارے سردار کو گھیر نہ لے یہ لوگ بھی کود کے تیغ آگئے لیکن ان سبکو حیرت ہے
اور دل مین کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو ہم لوگون کے سر چڑھتا ہے اسکو فہمید ہے
یا جان سے بیزار ہے جو تنہا اسطرف آیا ہے کبھی کوئی بادشاہ تو ہم سے مقابلہ کا
قصد نہین کرتا ہے فوجین تو اسطرف آئی ہوئی قزاقی ہین لیکن یہ نہین معلوم
دل گردے کا شخص ہے جو اسنے یہ جرأت کی اچھا لہراسپ دزد
پہونچا آواز دی کہ لے مین آگیا تو کیا اسد ثانی نے فرمایا کہ شب گذشتہ جو مال و اسباب
قافلہ قیصر شامی سے لوٹ کر لایا ہے وہ واپس کر لہراسپ ہنسا اور کہا کہ
ہم لوگ مال اسلیے لیتے ہین کہ پھر واپس کردین لا جو کچھ تیرے پاس ہے دے

کیدیا

وہ بھی دیتا جا اسد ثانی نے کہا کہ اگر نہ دیگا تو سزا پائیگا لہراسپ قزاق نے کہا تو اپنی جان کو نہین ڈرتا کہ تنہا کھڑا ہوا اسطرح کی بدزبانی کر رہا ہے اسد ثانی نے کہا کہ اگر ہم ایسی ویسی بوتون سے ڈر جائین تو پہلوانون اور لشکرون سے مقابلہ کیا کرین گے بس بہتر اسمین ہے کہ مال قیصر شامی کا واپس کردے اور آئیندہ سے عہد کر کہ اب کسی قافلہ کو نہ لوٹین گے اور معاش کا کوئی اور طریقہ اختیار کر یہ بدمعاشی ترک کر لہراسپ قزاق نے کہا واقع مین تو بہادر ضرور ہے کہ اپنی جان کو نہین ڈرتا اور اسطرح کی باتین کر رہا ہے لیکن اب اس جہالت کو دور کر ٹھنڈا ٹھنڈا یہان سے چلا جا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے یا میرے لشکر مین آکر شریک ہو جا مین تیری بہت عزت کرونگا اس لیئے کہ تو مرد بہادر ہے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اسد دلاور نے کہا کہ بس زیادہ گوئی موقوف کر اگر یون مال نہ دیگا تو مین تجھ سے بزور شمشیر لونگا لہراسپ نے کہا اگر تو محتاج ہے اور بسبب تنگدستی کے اپنی جان سے بیزار ہے تو کچھ مجھ سے لے لے لیکن اپنی سخت کلامی سے باز آ اور معذرت کر اسد دلاور نے تلوار کے بدلے کوڑا سنبھالا اور فرمایا کہ مجھے کیا فقیر سمجھا ہے بس خبردار اب بیہودہ نہ بکنا ورنہ کھال کھنچوا دونگا یہ دیکھکر لہراسپ قزاق کو بھی طیش آیا اور نیزہ اسنے سنبھالا آواز دی کہ جہانتک مین ٹالے جاتا ہون تو سر پر چڑھا آتا ہے تو یون نہ مانیگا بس یہ کہکر اسنے نیزہ کا وار کیا اسد ثانی نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور ہاتھ چوب نیزہ پر ڈالدیا قصد کیا کہ نیزہ اس سے چھین لون لیکن لہراسپ قزاق بھی مرد جہاندیدہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اسنے نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑا زور ہونے لگے یہ اپنی طرف کھینچتے تھے اور لہراسپ اپنی جانب کھینچتا تھا اسی کشمکش مین نیزہ کی کیا بساط تھی جو زور اسطرح کے روک سکتا ڈانڈ بیچ سے دو ٹکڑے ہو گئے جبھی دیکھا لہراسپ نے کہ نیزہ بیکار ہو گیا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر اسد پر وار کیا اسد نے مرکب کو رانون مین مسل کر جو اشارہ باگ کا کیا گھوڑا اشارہ کے ساتھ زیر بغل آگیا بشانے ہاتھ نے کلائی اسکی پکڑ لی اسنے تلوار پھینک کر دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈالدیا اور دل مین خوش ہوا کہ اب یہ اور بھی جلدی زیر ہو جائیگا کہ قوی اسکے کم ہین اور زندہ ہاتھ آجائیگا زیر ہوکر ضرور اطاعت قبول کریگا ورنہ اگر تلوار کی جنگ رہتی تو نہ معلوم کیا ہوتا تیغ کی برش کے آگے قوی اور ناتوان سب برابر ہین ماسوا اسکے کیا معلوم یہ قتل ہوتا یا مین مارا جاتا خیر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت + اب ہاتھ چلنے لگے زور ہونے لگے مرکب لنگر نہ سنبھال سکے چارون پاؤن ٹیک کر بیٹھ بیٹھ گئے اسد و لہراسپ گھوڑون سے نیچے کود پڑے کشتی ہونے لگی قزاق چہار طرف سے گھیرے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ بھی کیسا غضب کا شخص ہے آدمی ہو کر دیو سے لڑ رہا ہے اور کسی مقام پر دبتا نہین دیکھیے مآل اس کشتی کا کیا ہوتا ہے اودھر قیصر شامی نے جن لوگون کو پوشیدہ طور پر واسطے خبر کے بھیجا تھا وہ قریب درختون کے آڑ مین چھپے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے اونھون نے جاکر قیصر شامی سے بیان کیا قیصر شامی اپنے لوگون کو لیئے ہوئے کوہ سے آدہ کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا کہ اوسمین درخت گنجان لگے

تھے وہان چھپا کھڑا تھا جیسے خبر کشتی کی پہونچی سبکو ساتھ لیکر دوڑ پڑا اور خیال کیا کہ ایسا نہو اسد ثانی تنہا سے قزاق ملکر لپیٹ پڑین اور اُس شیر بیشہ شجاعت کو گرفتار کرلین خدا نکردہ کوئی اونچ نیچ پڑے تو مین اسد دلاور یعنی اوسکے والد ماجد کو کیا جواب دونگا ہر چند کہ مین نے منع کیا کہ آپ تنہا نہ جائین لیکن سننے والے یہ تھوڑے کہین گے کہ منع کیا ہوگا بلکہ یہ الزام دیا جائیگا کہ اسنے اپنے مال کے لالچ مین ترغیب دلائی ہوگی اب تو کچھ ہی ہو مگر شرکت کرنا ضروری یہ کہتا ہوا اپنے ہمراہیون سمیت زیر کوہ آکر پہونچا اور اسد ثانی کی کشتی کا تماشا دیکھنے لگا اودھر قزاق بھی ہٹے اور اونھون نے جگہ دیدی اب دونون گروہ تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین اور اسد ثانی و لہراسپ دزد مصروف تلاش ہین دوپہر کامل کشتی رہی آخرکار لہراسپ کا دم پھولنے لگا سانس پیٹ مین نہ سمائی تھی لیکن اسد ثانی کے پسینا بھی نہ آیا تھا لہراسپ قزاق نے کہا اے شخص تو جن ہے یا کوئی آسیب ہے کہ مجھ ایسے زبردست سے دوپہر لڑا اور اسوقت تک تازہ دم معلوم ہوتا ہے اگر آپ شہید مرد ہین تو یہ فرمائیے کہ کس مقام پر قبر ہے وہان حاضر ہوا کرون اور کچھ پھول ریوڑیان وغیرہ چڑھا جایا کرون میری جان چھوڑ دیجئے اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم زندہ مرد ہین اور انسان ہین او بیوقوف جب تو دبا تو آسیب بتانے لگا تجھے یہ نہین معلوم کہ انسان سے زبردست کوئی قسم آسیب کی ہے خداوند کریم نے انسان کو اشرف مخلوقات قرار دیا ہے پھر انسان سے کون لڑ سکتا ہے مین بھی ایک شیر ہون اور بندۂ ضعیف ہون اوس توانا کا جس نے بڑے بڑے بہادر اور زبردست دنیا مین پیدا کیئے ہین۔

لہراسپ قزاق نے عاجز ہوکر آواز دی کہ اچھا اکی مرتبہ وہ زور کرتا ہون جس سے زیادہ کبھی کسی پر زور نہین کیا اگر تو نے اس زور کو روک لیا تو گویا دیو کو مارا اور پہاڑ کو اوٹھا لیا یہ کہکر دونون بازو اسد ثانی کے لہراسپ نے پکڑے اور سر سینے سے ملاکر پوری قوت سے ریل کرکے چلا دیکھا اسد ثانی نے کہ لہراسپ پوری قوت سے لیے چلا آتا ہے بس تین قدم تو یہ پیچھے ہٹے اور بعد اوسکے یوہین دہنے جانب جو ذرا سا کن دیا تو دیکھا کہ لہراسپ اپنے زور مین اوندھے منہ جا رہا اور اسد پینترا بدل کر اسکے پہلو مین آرہے لہراسپ کا اوندھے منہ گرنا تھا کہ دم اسکا لوٹ گیا پلیھڑی پھول گئی سانس مانند دھونکنی کے چلنے لگی بس اسد ثانی نے کہا کہ اے ہوشیار ہوجا کہ مین بھی یہ زور آخر کرتا ہون اگر تو اس زور مین مجھ سے زیر نہو سکا تو مین بھی پھر تجھ سے متعرض نہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ مجکو لہراسپ نے زیر کرلیا یہ فرماکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اودھر لہراسپ بھی ہوشیار ہوگیا اور اوسنے بھی زمین پکڑی لنگر اپنا قائم کیا ہر چند کہ سانس اوسکی پھولی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اسے یہ گھمنڈ ہے کہ تن و توش کا میرے لنگر کیا کم ہے اگر یہ اوٹھا نہ سکا تو مرد بہادر رہے اور بات کا دہنی معلوم ہوتا ہے پھر مجھ سے متعرض نہوگا اور چپکا چلا جائیگا لیکن اسد ثانی نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر آواز دی کہ ہوشیار رہنا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہے لہراسپ کو سر سے بلند کرلیا وہ قزاق جو لہراسپ قزاق کے گروہ کے تھے چاہا اُنھون نے

کہ سردار کو اپنے اسد ثانی سے چھین لین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر اسد ثانی پر چلی اسد
دلاور نے جو انکے یہ ارادے دیکھے لہراسپ کو بجائے سپر ہاتھ پر لے لیا جس نے
تلوار دکھائی اسد نے لہراسپ کو پیش کر دیا کہ تمہارا وار تمہارے ہی مالک پر پڑیگا
ادھر لہراسپ نے اپنے ساتھ والون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اسپر ہاتھ نہ اوٹھائے
اور شاہزادہ سے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے کہا کہ قبول ہے شاہزادہ نے
لہراسپ کو زمین پر چھوڑ دیا لہراسپ جرأت اسد ثانی کی دیکھکر از سر صدق
مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی
اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ مسلمان ہو ورنہ میرے گروہ سے علیحدہ ہو جائے یہ
سنکر تمام قزاق مسلمان ہوتے اور کہا کہ جب آپنے اطاعت اختیار کی تو ہم کس شمار مین
ہین اب شاہزادہ نے فرمایا کہ اے لہراسپ قبل مقابلہ جو باتین مین نے کہین تھین
اونکا بھی خیال ہے یا نہین لہراسپ نے عرض کی کہ خوب خیال ہے مین نے صرف مذہب
اسلام ہی نہین قبول کیا بلکہ کل افعال ناجائز سے اجتناب کرونگا اور اسکے بعد اوسنے اپنے
قزاقون سے کہا کہ جاؤ اور وہ سب مال لے آؤ جو کل لوٹ کر لائے تھے یہ سنکر لوگ اسکے
کوہ پر گئے اور تمام مال و اسباب لاکر پیش کیا اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ مال حاضر
ہے جانچ لیجئے شاہزادہ نے قیصر شامی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مال کی اپنے
جانچ کر کے اپنے قبضہ مین کرو قیصر شامی نے جو آکر جانچ کی تو سر مو فرق نہ پایا سب کے
سب اشیاء بدستور تھین اب اسد ثانی نے فرمایا کہ اے لہراسپ جس خدا نے
پیدا کیا ہے اوسنے رزق بھی پیدا کیا ہے اب یہ اپنا فعل ہے کہ خواہ اوس رزق کو اپنے
سعی سے حرام کر دے یا حلال یہ تو طریقہ حصول پر موقوف ہے لہذا اب اس لوٹ مار کو
ترک کر کے توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے خطائین تمہاری بخش دیگا لہراسپ نے قسم کھائی
کہ اے شہریار آج سے سوا کافرون کے مسلمانون کو نہ لوٹونگا الحاصل لہراسپ نے
عرض کی کہ امیدوار ہون کہ اب جسوقت تک یہان رہنے کا قصد ہوا وسوقت تک
مہمانی میری قبول فرمائیے اور جب یہان سے تشریف لیجانا منظور ہو تو مجھ سے ارشاد
کیجئےگا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے
جو تمہاری خوشی لہراسپ قزاق نے قیصر شامی کیطرف ہنسکر دیکھا اور فرمایا کہ اب
اس مال کو انھین چورون کی حفاظت مین دیجئے اور آپ آرام سے رہئے بلکہ چاہیے
اسی صحرا مین چھوڑ دیجئے کیا مجال ہے کسی کی جو اسے چھو سکے اور کیا ممکن ہے
جو کوئی شے بھی اسمین کی جاتی رہی قیصر شامی نے کہا کہ جب ہمارے سردار نے
مہمانی قبول فرمائی تو ہم کیا چیز ہین لہراسپ قزاق ان سبکو اپنے ہمراہ لیئے
ہوئے بالائے کوہ آیا اور سامان دعوت مہیا کر دیا شام تک خیمہ ڈیرے جدا جدا
ہو گئے یہی قزاق نہین معلوم کہان سے جاکر کچھ طائفے بھی پکڑ لائے کھانے
انواع واقسام کے تیار ہوئے جسوقت شام ہوئی قزاقون نے تمام صحرا مین
چراغان کیا بالائے قلعہ روشنی کی بڑی دھوم سے شہزادہ اسد ثانی کی

دعوت کے دوسرے روز شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب ہم جائینگے لہراسپ نے عرض کی مین بھی ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم ابھی یہین رہو جسوقت ہم نامہ بھیجکر طلب کرین اور جس مقام سے طلب کرین وہان آجانا لہراسپ رنجیدہ ہوکر خاموش ہورہا اتنا تو عرض کیا کہ اس غلام کو فراموش نہ کرجائیگا اور تمام مال واسباب قیصر شامی کا پھر انکے حوالے کیا اور خود بھی اپنی جانب سے کچھ جواہرات شاہزادہ اسد ثانی کے نذر کرنا چاہا مگر شاہزادہ نے واپس دیا اور کچھ نہین لیا اب قیصر شامی یہان سے کوچ کرکے جانب شہر سجابیہ روانہ ہوا جسوقت قافلہ چلا ہے تو لہراسپ دور تک پہونچانے آیا آخر شاہزادہ اسد ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا شام کو یہ قافلہ قریب شہر سجانیہ کے پہونچا اور صحرا مین مقام کیا اس لیئے کہ شہر یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر رہتا سرائے کوئی نہ تھی قیصر شامی نے یہ خیال کیا کہ اسوقت شہر کے اندر لائق قیام مقام مشکل ملیگا رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا شب کے وقت شاہزادہ اسد ثانی کو ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے پریشان کیا اور جوش شوق اتنا بڑھا کہ جنون کے حد تک پہونچ گیا آخرکار یہ شہریار عالیوقار گریبان چاک کرکے صحرا کیجانب یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا ؎

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو | خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

یہان قیصر شامی نے پوچھا کہ دیکھو شاہزادہ تشریف رکھتا ہو تو میرے حاضر ہونے کی اطلاع کرو لوگون نے آکر دیکھا تو خیمہ خالی قیصر شامی نے کہا اگر وہ تشریف فرما ہوتے تو مین اونکو سفر مین لے چلتا ذرا دل بہلتا نہین معلوم کہان نکل گئے لیکن اسد ثانی اوسی حالت اضطراب وبیقراری مین پھرتے پھرتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور کچھ اشعار عشق انگیز پڑھکر رونا شروع کیا انکی آواز دردناک جو بلند ہوئی تو ایک عابد شب زندہ دار کے گوش زد ہوئے یہ عابد اسی پہاڑ کی گھاٹی مین رہتا ہے نہایت مرد متبرک ہے دن رات اسکو عبادت سے کام ہے اہل دنیا سے کنارہ کشی کیئے ہوئے رہتا ہے اور اسقدر چلہ کشی کرکے نفس کو پاک کیا ہے کہ روشنضمیر ہی نام ہے جسوقت آواز گریہ اسد ثانی کا نین عابد روشنضمیر کے پہونچی بیتاب ہوگیا اور اپنے مقام سے اوٹھا اور گھاٹی سے نکل کر اوس آواز کی طرف متوجہ ہوا جو اسکے کان مین پہونچی تھی دیکھا کہ زیر کوہ ایک جوان حسین سر برہنہ گریبان چاک آنکھون پر وحشت برس رہی ہے کبھی آپ ہی آپ رونے لگتا ہی کبھی خودبخود ہنسنے لگتا ہے اشعار عشق آمیز زبان پر جاری ہین یہ حالت دیکھکر عابد کو نہایت رحم آیا اور قریب آکر سلام علیک کی آواز دی اسد ثانی جھجک گئے کہ یہ کون آگیا کوئی شناسا نہو کر راز اوسپر فاش ہوجائے اور کچھ مشکل ہو یہ جھجک اسد ثانی کی بخوف افشائے راز تھی کہ اچانک عابد روشنضمیر سامنے آگیا ورنہ اس شیر بیشہ شجاعت کو خوف کسیطرح کا نہ تھا جواب سلام دیا اور نظر کو اوٹھا کر دیکھا تو ایک مرد متبرک باریش دراز وسفید صورت اوسکی نورانی پیشانی چمکتی ہوئی رخ سے نور انداز [illegible] پر سجدہ کا گھٹا سر پر عمامہ باندھے ہوئے جریب تلخ بادام

کے ہاتھ مین سفید پوشاک پہنے کھڑی ہین اسد ثانی کی ساری وحشت جاتی رہی گھبرا کر تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور اسم گرامی آپکا کیا ہی عابد روشن ضمیر نے کہا کہ میرا تو مسکن یہی کوہ ہی اور نام میرا روشن ذو الکمال ہی آپ یہ فرمایئے کہ اسد غازی کے فرزند نبیرہ صاحبقران اول ہو کر یہان کیونکر تشریف لائے اب تو اسد کے کان اور بھی کھڑے ہوئے اور کہا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہین عابد نے کہا کہ اگر نہ جانتا تھا تو اب جان گیا اسد نے کہا اب آپنے کیا جانا اس لئے کہ مین نے اپنی زبان سے کچھ بھی نہین کہا آپنے تمام حسب ونسب میرا بیان کر دیا آپ ضرور صاحب کمال ہین اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس حیلہ سے میرا اسطرف آنا ہوا درویش نے کہا بابا سارے کمال اللہ کے خاص بندون کے واسطے ہین مین ایک بندہ گنہگار ہون ماں باپ نے جینے کے واسطے ذو الکمال نام رکھدیا لوگ بھی کہنے لگے اور سبب تمہاری پریشانی وسرگردانی کا وہی ہی جسکا انجام ہمیشہ خراب ہوا کیا ہے تمکو طوفان سبز پوش دختر حوت آئینہ پرست کی محبت نے تباہ کیا ہے دیکھو اب بھی اس ارادہ سے باز آؤ کیونکہ یہ امور شایان نہین ہین تم کس شیر کے فرزند اور کیسے شیر ہو کر ایک عورت کی محبت مین ایسے دیوانے ہوئے کہ نہ شرم ہے نہ غیرت بشر کو چاہیئے کہ سوا عشق خدا کے عشق مجازی کے پھیر مین نہ پڑے ورنہ بہت خراب ہوگا بقول شاعر ؎

یہ عشق ہے آفت سماوے اسی کے سختی سے تنگ ہو کر
ہوئے ہزارون ہے دل شکستہ گرا ہے شیشون پہ سنگ ہو کر
ہزارون چراغ اسنے گل کر دیئے سیکڑون بستیان اوجاڑ دین شہر سنسان کر دیئے ؎

کیئے سیکڑون گھر محبت نے خالی	سنو جس محلہ مین رونا پڑا ہے

اسد ثانی دلمین پریشان ہے زبان سے کچھ نہین کہتا شرم وغصہ دونون نے آکر ایک عجیب سکوت کی حالت پیدا کر دی ہے کہ نہ کہتے بنتا ہی نہ خاموش رہتے بنتا ہے دلمین کہتا ہے کیا شامت میری تھی کہ مین اسطرف آیا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ یہان بھی ایک حضرت موجود ہین تو کیون اسطرف آتا اور آیا بھی تھا تو اتنا کیون ٹھہرتا کہ یہ آکر پریشان کرتے اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ بک بک کے جان کھائین گے اولٹی سنائین گے ورنہ صورت انکی دیکھتے ہی ٹل جاتا ؎

حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ	کوئی کہدے یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائین گے کیا

انکو تو اپنے بڑے بحث سے یہ کیا جانین کہ درد رسیدہ دل کیسا ہوتا ہے نہ وہ سن باقی ہے کہ کسی پر دل آئے نہ اپنے جوانی کا زمانہ یاد ہوگا جو سوچکر پشیمان ہون علاوہ اسکے بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے مثل خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت + اپنا عیب معشوق ہوتا ہی اور دوسرے پر نکتہ چینی کو سب موجود ہو جاتے ہین ہرچند عابد نے سمجھایا ہے کہ انجام اس محبت کا خراب ہوگا گو کتنی ہی دیر عابد سمجھایا اور بکا کیئے یہ ظاہر مین تو گردن جھکا سب سنکر سنا کیئے اور درحقیقت یہ اپنے دل سے باتین کیا کیئے خاموش بیٹھے رہے آخر مین کہا کہ شاہ صاحب ہے ؎

عشق ہم اب نہ کرینگے ہو قہر ہی ناصح	چوٹ جو کھا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

اور دوسرا شاعر تو مجھکو بالکل ہی اس جرم سے بری کیئے دیتا ہی وہ کہتا ہے ؎

یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا ۔ نادان ہو تم عشق کیے سے نہین ہوتا

پھر جو فعل اپنے ارادہ سے نہین ہے اوسمین ہم مجرم کیونکر ہو سکتے ہین جو بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی آنے والی تھی وہ آچکی اب اوسے ہر طرح انگیز کرینگے یہ بھی ہمت مردانہ کے خلاف ہے کہ جب سختی پڑے تو کنارہ کش ہو جائین ۔ غزل ۔

جو دلپر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل ۔ کیا ہی جو اوسے بھلتین گے بچھتانے سے کیا حاصل
ندامت تمکو دونی ہوگی میرا غم سوا ہوگا ۔ جسے تم سن چکے وہ حال دوہرانیسے کیا حاصل
ذرا اتنا تو ہٹ کر دیکھو ہم کیونکر تڑپتے ہین ۔ جھلک دکھلا کے منھ پھیرے چلے جانیسے کیا حاصل

بس یہ شعر زبان پر آتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے نہ یہ لحاظ رہا کہ ایک ایسا شخص جو اس حالت کا پورے طور سے اندازہ نہین کر سکتا وہ ہنسیگا نہ یہ شرم آئی کہ یہ راز چھپانے کا ہی جسوقت درویش نے یہ حالت اسد ثانی کی دیکھی دلمین سمجھ گیا کہ یہ عشق سچا ہے اسکا اثر دل سے مٹنا دشوار ہے کوئی نصیحت کارگر نہوگی بلکہ جتنا منع کرینگے اوتنا غم بڑھتا جائیگا ولولہ زورون پر آئیگا اب اس ذکر کا قطع کرنا مناسب ہے درویش نے کہا بہتر ہے آپ ترک محبت نہ کرین جہانتک دلمین گنجائش ہو یاد معشوق کو جگہ دیجیے لیکن ایک وقت سخت آپ پر ایسا آنے والا ہی کہ یقین ہے اوسوقت آپکو میری ضرورت ہوگی وہ ایک راز سربستہ ہے جسے مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ بروقت کہونگا شہزادہ نے فرمایا کہ اوسوقت آپ مجھ تک کیونکر پہونچینگے اور مین کس ذریعہ سے آپکو خبر کرونگا درویش نے بیان کیا کہ مجھے اطلاع ہونیکا سہل طریقہ یہ ہی کہ ایک چیز آپ اپنے پاس رکھین وہ یہ ہی یہ کہکر جیب سے ایک تعویذ نکالکر شہزادہ کو دیا اور فرمایا کہ جسوقت کوئی سخت مصیبت آپ پر پڑے اور ایسا مرحلہ سخت و دشوار ہو کہ آپسے طے نہو سکے اوسوقت اس تعویذ کو منھ کی بھاپ دیجیگا مین فوراً حاضر ہونگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا شاہزادہ نے وہ تعویذ عابد روشنضمیر سے لیکر بازو پر باندھ لیا اور عابد نے سلام رخصت کیا شاہزادہ اسد ثانی برائے تعظیم اوٹھ کھڑا ہوا اور درویش جانب صحرا روانہ ہو گئے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جاکر غائب ہو گئے اسد ثانی انکے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد متبرک سے مین نے اسطرح کی گفتگو کی اور اونسے ترک محبت طوفان سخن پوشی سے صاف صاف انکار کردیا کاش مین اونکے منھ پر یون نہ کہتا اور اقرار کر لیتا کہ مین ترک عشق کی کوشش ضرور کرونگا آئندہ مقدر ہے تو اونکو ملال نہوتا اور اسطرح صاف صاف اونسے مخالفت کرنے مین یقینی مجھ سے ناراض ہو گئے ہونگے مگر مین کیا کرون کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہر چند کہ بقول سعدی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مگر وہ شخص مجبور ہے جسے عادت نہو اسطرحکی دل سے باتین کرتے ہوئے اور لاحول پڑھتے ہوئے اپنی جگہ سے اوٹھے اور جانب خیمہ روانہ ہوئے جسوقت قافلہ مین پہونچے ہین تو وقت نماز صبح کا تھا چراغ جھلملا رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی طائر چہچہا رہے تھے گویا اپنی زبان بے زبانی مین حمد الٰہی بجا لا رہے تھے آواز اذان بلند تھی اہل قافلہ وضو کر رہے تھے

اسد ثانی نے جلدی سے وضو کیا نماز پڑھی حالانکہ انکو ایسا عشق تھا کہ کسی وقت یاد ملکہ طوفان سبز پوش کی نہ بھولتی تھی لیکن یہی ایسے مرد باخدا تھے جو اس حالت مین بھی بندگی رب بے نیاز کی بجا لاتے تھے اور تھوڑی دیر کے واسطے دل سے یاد ملکہ کی دور کرکے یاد خدا اُنکو جگہ دیتے تھے بعد نماز کے اگر کوئی دعا تھی تو یہی تھی کہ پروردگار وہ کونسا دن ہوگا جو دیدار اوس یار جانی کا نصیب ہوگا وظیفہ مین سوا یا جامع المتفرقین کے اور کوئی نام پروردگار عالم کا زیادہ دلچسپ تھا الحاصل جسوقت نماز صبح سے فرصت ہوئی تو قیصر شامی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اب چلکر ملک کی سیر کیجئے کہ دل بہلے شاہزادہ نے بخاطر قیصر شامی منظور کیا حالانکہ دل تو سوا تنہائی کے کسی سیر و تماشے کو نہ پسند کرتا تھا۔ ع

دل چاہتا تھا پھر وہی فرصت کہ روز و شب | بیٹھا رہون تصور جانان کئے ہوئے

لیکن زمانہ کی گردش کس کو ایک پر رہنے دیتی ہے مروتاً قیصر شامی کے ساتھ ملک سحابیہ مین داخل ہوئے ساتھ ساتھ قیصر شامی کے چلے جاتے تھے لیکن سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم کہان جاتے ہین چہرہ کی زردی دل کے درد کی خبر دیتی تھی لوگ صورت دیکھ دیکھکر اپنے مذاق کی موافق رائے زنی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ مدقوق ہے کوئی کہتا تھا مصیبت زدہ ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا لیکن جو اس آفت مین پھنس چکے تھے اس درد سے آگاہ تھے مذاق عشق رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہو نہو یہ کسی کا شیدا ہے حسرت اسکی نگاہون سے پیدا ہے۔ ع

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالی | تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

مگر انکو کچھ خبر نہ تھی قیصر شامی نے مکان قابل قیام تلاش کیا اور اسد ثانی سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے قابل درجہ پسند فرمالین جواب دیا کہ ہمارے پسند کی جگہ تو قبر ہے وہ کا ہیکو ملے گی اس لیئے کہ جان ایسے سخت ہوگئی ہے کہ تن سے نہین نکلتی جبتک یہ زندگی باقی ہے یہ کوہ و صحرا مین بسر ہو جائیگی تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے برا نام ایک جگہ ہونا ضرور ہے اوسمین صرف تنہائی اور علیحدگی کی شرط ہے بس اس سے زیادہ کوئی خواہش نہین ہے قیصر شامی نے مرضی کے موافق کے ایک کمرہ جو سب سے علیحدہ تھا دروازے اوسکے پائین باغ کے جانب تھے تجویز کرکے مسہری بچھوا دی سامان آسایش مہیا کردیا اور کہا کہ اب مین بادشاہ کی خدمت مین جاتا ہون امیدوار ہون کہ یہ ملک پرایا ہے یہان ادھر اودھر بے سمجھے نہ چلے جائیگا نہین معلوم لوگ یہان کے کیسے ہین برتاؤ اونکا مسافرون سے کس قسم کا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو آزار نہ دینگے تو ہمین کوئی کیون ستانے لگا اور قید ہوکر ہم سے نہ رہا جائیگا جہانتک ہم سے ہوسکیگا یہان سے نہ نکلین گے اور اگر زیادہ جی گھبرایا تو سوا صحرا کے ہمین آبادی سے خود نفرت ہے جنگل مین کون آکر فساد کریگا نہ مین برائے شکار جاتا ہون کہ کسی سے صید پر جھگڑا ہو مین خود آہو تیر خوردہ ہون تم اطمینان رکھو اور اگر ایسے ہی زبردستی ہے تو سمجھا جائیگا

قیصر شاہی خاموش ہو رہا اور کچھ اشیاء لائق بادشاہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دربار ملک سحاب لنگر گیر روانہ ہوا جسوقت سحاب لنگر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو اطلاع ہوئی کہ ملک شام سے ایک سوداگر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اسنے بلوا لیا اور کچھ اشیاء پسند کرکے خرید لین اور چند ایسی چیزون کی فرمائش کی جو قیصر شاہی کے پاس تھین ضرور مگر وہان موجود نہ تھین اسنے عرض کیا کہ کل یہ چیزین بھی لے کر حاضر ضرور ہونگا یہ کہکر سوداگر رخصت ہوا اور مکان مسکونہ پر آیا اور آتے ہی اسد غازی کو پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد وحشت نے زور کیا اور کچھ اشعار جنون آمیز پڑھتے ہوئے کہین چلے گئے قیصر شاہی کو یہ اطمینان تھا کہ اکثر یہ صحرا مین نکل جاتے ہین اور جسوقت مزاج مین آتا ہے پلٹ آتے ہین یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس سے قیصر شاہی پریشان ہوتا لیکن شاہزادہ اسد ثانی جو بعد قیصر شاہی کے جانے کے یہان سے نکل کر چلے تو بستی سے علیحدگی اختیار کی اور جانب صحرا روانہ ہوئے ادھر اودھر پھرتے پھرتے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اپنے حسب حال مختلف اشعار پڑھنے لگے۔ ع

ہین نئے سامان جنون فتنہ سامان کے لیئے	ر	بڑھ رہے ہین ہاتھ کے ناخن گریبان کے لیئے
	دیگر	
آئے دنیا مین ہم اندوہ و مصیبت کے لیئے	ر	دل ہے زخم بلا زخم اذیت کے لیئے
نالے کرتا ہون بیکار نہین ہے شب ہجر	ر	مشق کرتا ہون غم دل کی شکایت کے لیئے
	دیگر	
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا	ر	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
	دیگر	
جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے		یہین ہے داغ فراق بہار لے کے چلے

افسوس کہ ہمین نہین امید کہ زندگی مین ہماری حسرت نکلی اور پھر دیدار اوس محبوب دلفریب کا نصیب ہو کیونکہ خواب کی بات تھی نہ معلوم وہ خواب صادق تھا یا محض طلسم خیال تھا جسکو بیداری کی لوح نے شکستہ کردیا یا الٰہی اگر وہ صورت زیبا دراصل نہین ہے تو میرے دماغ مین پھر وہی حالت پیدا کردے جس سے وہ دلکش پھر پیش نظر ہوجائے مجھے اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا پسند ہے اور یہ تو میرے دل سے نہین ہوسکتا کہ اگر وہ ایک خیالی تصویر ہے سمجھ لون تو اوسکے دیدار کی حسرت کو دل سے دور کردون یہ تو اسی جنون عشق کے لطف اوٹھا رہے ہین اور خاک پر بے تکلف بیٹھے ہوئے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ سحابیہ بانو دختر ملک سحاب لنگر گیر برائے شکار ایک مرکب پر سوار نیزہ ہاتھ مین لباس مردانہ پہنے ہوئے مرکب پر سوار کمان دوش پر ترکش کمر مین لگا ہوا سیر کرتے ہوئے ادھر آنکلے نقاب اسکے چہرہ پر پڑے ہوئے تھے لیکن حسن عالم افروز اسکا پردہ نقاب سے باہر آرہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعاع شمع فانوس کو توڑ کر باہر نکلی آتی ہے جسوقت یہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے اسطرف سے نکلی تو نظر اسکی اسد ثانی پر پڑی اتنی

حالت ایسی نہ تھی جسکو دیکھکر انسان کو فکر نہ پیدا ہو جائے کہ یہ کس رنگ مین ہین۔ سہ

آداب عاشقی کا رہے پاس اے جنون | حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہین جسے

انکو تو انکے جنون محبت نے ایسا تماشا بنا دیا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ ایسا محو ہوتا تھا کہ خود بھی قابل تماشا ہو جاتا تھا۔ سہ

ہوے بیخود کچھ ایسے اوسکا جلوہ دیکھنے والے | تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے

ملکہ غور سے اسد ثانی کو دیکھا کی اور ایسی متاثر ہوئی کہ جی چاہا پاس جاکر حالات اسکے دریافت کرون مگر حیا مانع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کی تو بیٹی ہو کر ایک معمولی آدمی سے ایسے مقام پر باتین کرے مجھے شایان نہین یہ سوچکر پلٹ گئی لیکن جسوقت اپنے باغ مین پہونچی تو یہ خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کون شخص تھا اور کہان سے اس صحرا مین نکل آیا کس حالت مین مبتلا تھا اوسکو بلوا کر دریافت کرنا چاہیئے اسکا حال سننا بھی دلچسپی سے خالی نہوگا یہ سوچکر وہان سے پھری اور اپنے مین باغ مین آکر مہتر صمد کو طلب کیا یہ عیار اسکا کوکا بھی ہے جسوقت مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ حوالی باغ مین ایک درخت کے نیچے ایک وحشی مزاج آدمی بیٹھا ہے اوسکو کسی ترکیب سے یہان لے آ یہ سنکر مہتر صمد باغ سے نکلکر روانہ ہوا ادھر اودھر دیکھتا ہوا قریب اسد ثانی کے پہونچا قطع وضع سے سمجھا کہ یہ کسی کا عاشق ہے سلام کیا اسد ثانی نے کہا کہ تمکو میرے نام و مکان سے کیا کام ہے ایک مرد مسافر ہون تمہارے ملک مین آیا ہوا ہون صحرا سے میری طبیعت زیادہ مانوس ہے اکثر جنگلون کی سیر کیا کرتا ہون مہتر صمد نے کہا کہ اس دریافت سے ایک غرض ہے شاید آپکا بھی کوئی مطلب نکلے اسد ثانی نے کہا کہ میرا مدعا ایسا نہین ہے جو میری زندگی مین نکلے ہان تمہارا کوئی مطلب ہو تو مجھے نام بتانے مین عذر نہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا میرا ہی مطلب سہی آپ اپنے اسم گرامی سے آگاہ تو فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ مجکو اسد ثانی کہتے ہین صاحبقران اول میرے جد امجد اور میرے والد کے جد مادری ہین مہتر صمد نے کہا آپ سے نامی و نامور صاحب جاہ و حشم یہان اس حال پر ملال سے کیونکر تشریف لائے دشمنون پر ایسی کیا بنی کہ نہ لشکر نہ فوج انتہا یہ کہ کوئی خادم تک ساتھ نہین اسد ثانی نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو اپنا مطلب بیان کرو مہتر صمد نے کہا کہ ہماری شاہزادی نے آپکو بلایا ہے اونکا یہ معمول ہے کہ جو مسافر اس ملک مین آئے اور اس صحرا مین اوسکا گذر ہو جائے تو وہ دعوت و ضیافت کرتی ہین جیسے مرتبہ کا ہو ویسا ہی سامان اوسکے لیے مہیا کرتے ہین اونھون نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے۔ سہ

بر اروی منظر چشم من آشیانہ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اگر آپکے مذہب مین رد دعوت جائز ہو تو مین زیادہ نہین عرض کر سکتا ورنہ چلنا ایک ضروری امر ہے یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی نے اک آہ کھینچی اور فرمایا کہ بہتر ہے مہتر صمد شاہزادہ اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیچلا راہ مین اسد ثانی نے مہتر صمد سے کہا کہ تم ملکہ کو میرے نام و نشان سے نہ آگاہ کرنا اسواسطے کہ مجھے اظہار اپنا منظور نہین ہے مہتر صمد نے کہا کہ اگر اظہار حسب و نسب نہ کیا جائیگا تو ملکہ ایک معمولی

آدمی سمجھ کر اوسی سامان سے دعوت کرینگی وہ آپ کے خلاف مزاج ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ کچھ اسکی پروا نہین ہے انھین باتون مین راستہ طے ہوگیا کیونکہ باغ ملکہ کا وہان سے قریب تھا اسد ثانی دروازہ پر ٹھہرے اور مہتر صمد نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے کہا کہ بلالو اوس سے پردہ کیا وہ اپنے ہوش مین کب ہی لیکن مہتر صمد نے ملکہ سے یہ کہدیا تھا کہ مین دعوت کے بہانہ سے لایا ہون ملکہ نے سامان دعوت کا حکم دیدیا تھا مہتر صمد آکر اسد ثانی کو باغ مین لے گیا اسد ثانی کی نظر جو ملکہ سحابیہ پر پڑی دیکھا کہ ایک زن حسینہ ہے چہرہ پر آثار راستبازی ہین ملکہ نے قریب اپنے بیٹھنے کو کہا اوسکے بعد مزاج پرسی کے اسد ثانی نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہر حال مین بعد لوازم [illegible] و تعظیم کی ملکہ نے پوچھا کہ آپکا اسم گرامی کیا ہے فرمایا کہ سرگشتہ صحرائے محبت و آوارہ کوچۂ الفت ملکہ نے کہا کہ یہ تو آپکی صورت سے ظاہر ہے لیکن نام اصلی کیا ہے شاہزادہ کو تردد ہوا فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم نے مسافر نوازی کی مین سادہ مزاجی سے چلا آیا ملکہ نے کہا آپکی سادہ مزاجی میری سادہ لوحی سے زیادہ نہین ہے اس لیئے کہ مین اس ملک کی شاہزادی اور عورت ہوکر ایک نامحرم مرد سے اسطرح بیجابانہ ملی اور آپکو نام تک بتانے مین تامل ہے کیا آپ مجکو دشمن سمجھتے ہین مین قسم کھاتی ہون اپنے دین و مذہب کی کہ اگر نام معلوم ہونے کے بعد مجھپر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ میرے دشمن ہین تو بھی مین آپ سے بہ لطف و مدارا پیش آؤنگی اور اگر آپ نام نہ بتائینگے تو مجھے رنج ہوگا شاہزادہ نے گردن جھکالی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مین یہ جانتا کہ تم دشمن ہو اور نام دعوت مجھسے لیاجاتا تو بھی مین رد دعوت نہ کرتا نہ مجھے یہان آنے مین کوئی تکلف ہوتا نہ مجھے کسی وقت مین دشمن سے خوف ہے ہر چند کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین زمانہ عسرت مین حال تونگری بیان کرون مگر تمہاری خلق و اصرار نے مجبور کردیا یہ فرماکر یہ شعر وردزبان فرمایا ؏

دل میرود زدستم صاحبدلان خدارا	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مجکو اسد ثانی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اس ملک تک اس حال خراب سے کیونکر آنا ہوا اسد ثانی نے کہا بس اب آگے نہ پوچھو ملکہ نے کہا اگر غیر لوگون کی شرم ہے تو مین سب کو ہٹائے دیتی ہون اتنا اشارہ پاتے ہی سب اٹھ گئین [illegible] چلی گئین مہتر صمد بھی چلا گیا ملکہ نے ہاتھ جوڑے کہ برائے خدا اپنی حالت کہیئے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو تمہاری عنایت نے تھوڑی دیر کے واسطے میرے حواس درست کردیئے اب تم پھر وہی ذکر لاتی ہو کہ جس سے میرے ہوش و حواس مین فرق آجائیگا اور دماغ مین بات نہ آ سکیگی کچھ کا کچھ جواب دونگا کی طبیعت اسد کی حالت سے ایسی متاثر ہوتی جاتی ہے کہ شوق اسکا بڑھتا جاتا ہے جب ملکہ نے دیکھا کہ یہ کسی طرح نہین بیان کرتا ملکہ نے کہا تمکو اوسی نازنین کی جان کی قسم ہے کہ جسپر تم فریفتہ ہو اور جس کے عشق نے تمہین اس درجہ کو پہونچایا ہی مجھ سے نہ چھپاؤ شاہزادہ نے مجبور ہوکر گردن جھکالی اور سارا احوال ملکہ طوفان سبز نوش کے عشق کا بیان کیا

آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ یہ بھی رونے لگی اب ایک مرتبہ اسد ثانی کا دم گھبرایا اور طبیعت پریشان ہوئی بس اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ کہان اسد ثانی نے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اسے بیمروت و بیوفا اپنا ہی سا دل دوسرے کا بھی سمجھ تعجب کی بات ہے کہ صاحب درد ہو کر دوسرے کے درد کی پروا نہین کرتا ہے کہ کسی شعر پڑھا ہے

جو طبیب اپنا ہے دل اوسکا کسی پر زار ہے	اثر وہ باد اسے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے

اسد ثانی اور نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ اے ملکہ مین اس رمز کو اچھی طرح نہین سمجھا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے شخص جسوقت سے مین نے تجکو دیکھا تھا اوسوقت سے مین نے اپنی قسمت کا مالک تجکو سمجھ لیا تھا مگر مین یہ نہ جانتی کہ میری تقدیر مجھسے برگشتہ ہو گئی ہے کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے میرے باپ سے میرے خواہشمند ہوئے لیکن صرف میرے انکار پر اونکو مایوسی نصیب ہوئی اب میرا دل تجھپر آیا تو نے مجھ سے روگردانی کی یہ سزا ہے اوسی کی جو مین نے اورون کے حق مین کیا ہر چند کہ یہ رشک اسطرح کا ہے جسے کوئی بھی نہین گوارا کر سکتا اور یہ زہر ایسا ہے کہ کام انسان کا تمام کر دیتا ہے مگر مین تجھ سے وعدہ کرتی ہون کہ درد تیرا مٹا دونگی اور جہان سے ممکن ہوگا تیرے معشوق کو پیدا کر کے تجھ سے ملا دونگی لیکن صلہ اسکا میرے واسطے کیا ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ گویا تم نے مجھے مول لے لیا سحابیہ بانو نے کہا کہ نہین بلکہ صلہ اسکا اسیقدر چاہتی ہون کہ جیسی خوشی مین تجکو دون تو ویسی ہی خوشی مجھے بھی دے یعنے اگر شادی تیری ملکہ طوفان سبزپوش کے ساتھ ہو جائے تو مجھے بھی اپنی کنیزی مین قبول کر یہ سنکر اسد ثانی نے فرمایا کہ مجھے بسر و چشم منظور ہے اب جو ملکہ نے دل کی بات کہی تو وہ ساری وحشت تشریف لیگئی اور بیٹھ گئے ملکہ سے نہایت توجہ کے ساتھ باتین کرنے لگے کہ کیا تم اوسکو جانتی ہو وہ کہان رہتی ہے تمہین اوسپر کیا اختیار ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اگرچہ اسوقت مجھے یہ یاد نہین آتا کہ وہ کہان کی شاہزادی ہے مگر مین تم سے یہ کہے دیتی ہون کہ بہت جلد پتا ملجائیگا یہ نام مینے کسی سے سنا ضرور ہے اور اپنے کوکا مہتر صمد کو آواز دی مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ تم ملکہ طوفان سبزپوش سے آگاہ ہو کہ وہ کسکی دختر ہے کہان رہتی ہے مہتر صمد نے کہا کہ جی ہان مین اوسکو جانتا تو ہون مگر اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ حوت آئینہ پرست کی دختر ہے یہ نہین معلوم کہ حوت آئینہ پرست کہان کا حاکم ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے مہتر صمد اگر تو پتہ اوس شاہزادی کا لگا دے تو مین کچھ انعام دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین حتی الامکان کمی نہین کرونگا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ بس جاؤ دیر نہ کرو اور بہت جلد پتا لگا کر واپس آؤ یہ سنکر مہتر صمد اوسیوقت روانہ ہوا بعد جانے مہتر صمد کے ملکہ سحابیہ نے اسد کے واسطے کھانا منگایا دونون نے ساتھ کھانا کھایا ایک مرتبہ اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورتون کے فریب مین بھلا یہ اوس محبوب کو کیا جانے جسکا پتہ ہم نہ لگا سکے یہ کیا لگا ئیگی بس ان خیالات نے ایسا پریشان

کیا کہ فوراً اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے پھر روکنا چاہا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے نہ روکو اس لئے کہ میرا جی گھبرا گیا ہے اور وحشت دل زور پر آ چلی ہے ایسا نہو کہ کوئی بات تمہارے خلاف مجھ سے سرزد ہو اور تمہین ملال گزرے ملکہ سحابیہ نے کہا تم کیسے ہی کج خلقی کرو گے مگر میرے خلاف نہوگا کیونکہ مین تمہارے حال سے واقف ہوگئی ہون اسد ثانی نے کہا کہ اگر تمہارے خلاف نہ ہوگا تو اب مجھے یہان کا بیٹھنا جبر ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اچھا مجھ سے اقرار کرتے جاؤ کہ پھر آنا اسد ثانی نے وعدہ کیا کہ مین ضرور آؤنگا اوسکے بعد باغ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور یہ شعر پڑھتا ہے ؎

صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا	جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا

اسی کے حسب حال اشعار پڑھتے چلے جاتے ہیں اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہی لیکن اول

چند کلمہ داستان مہتر صمد عیار کے بیان کیے جاتے ہین

کہ جسوقت ملکہ سحابیہ نے مہتر صمد کو برائے تلاش طوفان شہر آشوب روانہ کیا تو یہ باغ سے نکلکر چلا اور شہر کے ناکے پر پہونچکر آیندہ روندہ سے غیر ممالک کا حال دریافت کرنا شروع کیا اتفاقاً کچھ سوداگرون سے ملاقات ہوئی اوسنے پوچھا کہ آپ لوگ کہان سے آتے ہین انھون نے بیان کیا کہ ہم شہر سمرقند سے آتے ہین جو اس ملک سے بہت قریب ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ حال شہر سمرقند کا کیا ہی سوداگرون نے بیان کیا کہ شہر پر آشوب ہو رہا ہی بادشاہ نہایت پریشان ہے ملک پر حوت آئینہ پرست چڑھ آیا ہے اوسکے ساتھ فوج بیشمار ہے اور ساحر بھی ہین بس یہ سنتے ہی مہتر صمد جانب شہر سمرقند روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا دیکھا کہ لشکر اوترا ہوا ہے صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل لشکر ہوا اور دریافت کیا کہ یہ کسکی فوج ہے لوگون نے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست کا یہ لشکر ہی اب مہتر صمد سوچا کہ یہ کیونکر دریافت ہو کہ دختر اسکی کس مقام پر ہے اسی فکر مین یہ لشکر سے علیحدہ ہوا اور صحرا مین ایک درخت کے نیچے سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت کرون کہ شام ہوگئی طائر اپنے آشیانون مین بیٹھے مسافرون نے منزل کی تمام صحرا مین تاریکی چھا گئی ایک ہو کا عالم نظر آتا تھا مہتر صمد گزند یا درندون کے خوف سے ایک درخت پر چڑھ گیا کہ رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا جسوقت یہ درخت کے ایک بلند شاخ پر پہونچا تو نظر اسکی جانب شمال گئی دیکھا اسنے کہ کچھ روشنی ہو رہی ہی مہتر صمد نے غور کیا کہ یہ کیسی روشنی ہے کوئی گاؤن یہان آباد ہے یا کسی قافلے نے قیام کیا ہے فاصلہ زیادہ تھا اچھی طرح محسوس نہوا آخر درخت سے اوترا آیا اور جان پر کھیل کر اوسی جانب روانہ ہوا جہان ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا تو درندون کے خوف سے یہ حقہ آتشبازی کھینچ مارتا تھا جب روشنی ہوتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ راستہ ہے پھر آگے بڑھتا تھا اوسی روشنی کے سیدھ پر چلا جاتا تھا یہانتک کہ جاتے جاتے قریب پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک بارگاہ برپا ہے سراپچے اوسکے اوٹھے ہوتے ہین اور اندر بارگاہ کے محفل عیش آراستہ ہے شغل سرود و ستار بھی ہو رہا ہے مہتر صمد سوچا کہ کیا تدبیر کرنا چاہیئے اور کیونکر اس محفل مین داخل ہونا چاہیئے بس ویسے ہی ایک

مکر تجویز کرکے صورت اپنی ایک عورت کی بنائی اور قریب بارگاہ ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رونا
شروع کیا اسقدر رو او یلا مچائی کہ آواز اسکی اون لوگون نے سنی جو اوس محفل مین شریک تھے
کانون سے کہا کہ خاموش ہو رہو دیکھو تو یہ شور وغل کیسا ہے اس محفل مین سوا عورتون
کے مرد کا نام نتھا دو چار عورتون سے اونکی مالک نے کہا کہ دیکھو تو یہ کون رو رہا ہے
اور اوسپر کیا مصیبت پڑی ہے وہ عورتین آئین اور پوچھا کہ اے نیک بخت تو کیون
رو رہی ہے تجھپر کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ بی بی تم سے کیا بیان کرون مین جس حال مین
ہون مجھے رہنے دو اونھون نے کہا کہ اگر ہم سے دوا تیرے درد کی ہو سکے گی تو تامل
نہ کرینگے اوسنے کہا کہ ہمین اپنی ملکہ کے پاس لے چلو تو اونکے سامنے بیان کرون گے
وہ عورتین اسکو اپنے ہمراہ لیکر ملکہ کی خدمت مین آئین اسنے ادب سے ملکہ کو سلام کیا
ملکہ نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک کمسن عورت ہے نہایت قبول صورت ہے پوچھا
کہ تو اس صحرا مین کیونکر آئی اوسنے کہا کہ شرم کی بات ہے اوس سے کیا بیان کرون
ملکہ نے فرمایا کہ شرم مردون سے کی جاتی ہے عورتین عورتون سے شرم نہین کرتی ہین
اسنے کہا کہ یہ صحیح ہے مگر درد صاحب درد سے بیان کرتے ہین ـــ ع

آرزو جسکی ہی ہین کافر بنانے		جسکو اپنا نہو وہ کیا جانے	

ملکہ سمجھ گئی کہ یہ بھی کسی کی عاشق ہے کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا کہ بس اب برخاست
کرو مجھے نیند آتی ہے یہ فرماکر اوٹھ کھڑی ہوئی اور اوس عورت کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے
خوابگاہ مین آئی باریدارون کو بھی منع کر دیا کہ آج ضرورت اسکی نہین ہے اور تخلیہ کر دیا
اب اس عورت سے کہا کہ اے نیک بخت ابتو حال اپنا بیان کر مین بھی تیری طرح دردمند
ہون عجب نہین ہے کہ میرا تیرا درد ایک ہی سبب سے ہو اسی باعث سے مین نے
تخلیہ کر دیا اور ان لوگون کو ہٹا دیا جو قابل سننے درد نہین ہین یہ سنکر اوس عورت نے
بیان کیا کہ اے ملکہ آفاق اول تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ آپ کس
ملک کی رہنے والی ہین اور یہان اس صحرا مین کیون قیام پذیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ مین
تجھ سے پوچھتی تھی تو مجھسے پوچھنے لگی مجھے تیری طرح چھپانے کی ضرورت نہین ہے
اس لیئے کہ مین نے صحرا مین رہنا اسی غرض سے اختیار کیا ہے کہ آیندہ روند سے دوا
اپنے درد کی پوچھون سچ پہلے ہی مین بیان کیئے دیتی ہون مگر اول یہ بتا کہ تو فنا ہون
اور شہریارون کے حالات سے واقف ہے اسنے کہا کہ خوب جانتی ہون مجھے
برس دن گذرا ہے اسی تباہی کو ملکون ملکون مین پھرتی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے
کہا کہ مین تجھ سے سب حال اپنا بیان کیئے دیتی ہون نام میرا طوفان سبز پوش ہے دختر ہون
ملک حوت آئینہ پرست کی باپ نے میرے ملک سمرقند پر چڑھائی کی ہے
اور ملک گیری کرتا ہوا یہانتک پہونچا ہے لیکن مین بسبب ایک مصلحت کے
اوسکے ہمراہ آئی ہون اور اوس سے علحدہ صحرا مین رہا کرتی ہون اس لیے
کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا چاہتی ہون کہ اوسی کے تعبیر عالم بیداری مین نظر آئے
اوس عورت یعنے مہتر صمد گردیا نے کہا کہ وہ خواب بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ ایک روز

شب کے وقت مین اپنے بالاخانہ پر سو رہی تھی مین نے دیکھا کہ میرے باغ مین محفل رقص و سرود گرم ہے دور بادۂ ناب کا چل رہا ہے کہ ایک شہریار عالیوقار اچانک میرے باغ مین چلا آیا پہلے تو مجھے نہایت غصہ آیا کہ یہ کون مرد اجنبی نامحرم میرے باغ مین چلا آیا لیکن جسوقت نظر میری اوسکے جمال جہانفروز پر پڑی تو سارا غصہ فرو ہوگیا اور مین نے اوسکی تواضع کی وہ صحبت عیش مین شریک ہوا اوسی عالم مین میری آنکھ کھل گئی اوسوقت سے مین نہایت پریشان ہون کہ کیونکر پتا اوس شہریار عالیوقار کا لگاؤن اوس عورت نے پوچھا کہ نام اوس شہریار کا کیا تھا ملکہ نے کہا کہ نام اوسنے اپنا اسد ثانی بتایا تھا مگر یہ مین نے نہ پوچھا تھا کہ وہ رہنے والا کس مقام کا ہے اب اگر تو آگاہ ہو کہ یہ شہریار کس ملک کا رہنے والا ہے تو بیان کر مہتر صمد دل مین نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مین اوس سے واقف ہون اتنے ملکہ اوٹھ بیٹھی چہرہ پر بحالی آگئی اور کہا کہ اگر تم پتا اوسکا لگا دو تو جو مانگو گی مین دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین بہت جلد اوسکو آپسے ملا دونگی مگر ہاے اپنے درد کا علاج کس سے پوچھون ملکہ نے کہا کہ اب اپنا درد بیان کر مہتر صمد جو بصورت عورت بنا ہوا تھا کہا کہ مین اوسی شہریار کے دو میرے بھائی پر عاشق ہون جسکا نام غضنفر بن اسد ہے ملکہ نے کہا کہ اگر تم اسد ثانی کو مجھ سے ملا دوگی تو مین اوس سے کہہ سنکر غضنفر کے ساتھ تیرا عقد کرا دونگی غرضکہ اس عہد و پیمان کے بعد اوس عورت نے کہا کہ اب مجھے جانے دیجئے تاکہ مین اوس شہریار کو راضی کرکے آپسے ملاؤن ملکہ نے کہا ایسا نہ کرنا کہ تم نہ آؤ تمہین سے مجھکو ایک تسکین ہوئی اگر تم بھی نہ ہوگی تو اور میرا جی گھبرائیگا مہتر صمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتی ہین آپ ہی کے ساتھ تو میری بھی غرض اٹکی ہوئی ہے غرضکہ چلتے وقت اسنے ملکہ سے کہا کہ کوئی نشانی اپنی دیجئے تاکہ وہ شہریار عالیوقار آپکی محبت کا یقین تو کرے ملکہ نے اپنی ایک تصویر اسکو دی اسی حال پر ملال کی تھی کہ بال پریشان چہرہ زرد لب پر آہ سرد زانو فکر پر سر اور کہا کہ کہدینا کہ تمہاری محبت نے ہماری یہ حالت بنا رکھی ہے مہتر صمد تصویر ملکہ کی لیکر رخصت ہوا اب دیکھئے یہ باغمین کسوقت پہونچتا ہے اور کب ملکہ سحابیہ سے حال طوفان سبز پوش کا بیان کرتا ہے لیکن اول چند

کلمہ داستان سرگشتہ راہ الفت و آوارۂ کوئی محبت شاہزادہ اسد ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ یہ ملکہ سحابیہ سے دامن چھوڑا کر اور پھر آنے کا اقرار کرکے چلے تھے کہ چند کوتوالی کے آدمیون نے آکر انکو پکڑ لیا کہ تم کون ہو اور کہ ملکہ کے باغ مین گھس لئے گئے تھے یہ اپنے ہوش مین کب تھے کہ مصلحت وقت کے موافق اونسے بہانہ کرتے یا کسیطرح اپنی جان بچاتے الٹے اولٹے سیدھے جواب دیئے کہ وہ لوگ انکو گرفتار کرکے کوتوال شہر کے پاس لے گئے اور تمام حال بیان کیا کوتوال شہر نے پوچھا کہ تم کیا جواب رکھتے ہو

اسد ثانی نے فرمایا کہ مین غلطی سے راہ بھولکر باغ مین چلا گیا تھا کوتوال ہنسا اور کہا کہ
ایسا بھونڈا فقرہ مثل مشہور ہے کور و عگور احافظ نا شد کیا باغ مین دروازہ نہ تھا یا
چہار دیواری نہ تھی خیر تمہاری اطلاع بادشاہ سے کیجائیگی فرمایا کچھ پروا نہین مین خود جان سے
عاجز ہون کوتوال شہر نے پرچہ بادشاہ کے نام تحریر کیا کہ ظل اللہ کو ایک ایسے امر کی
اطلاع دی جاتی ہے جسکے بیان مین ہاتھ کو رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا ہے مگر المامور
معذور پر خیال کرکے عرض حال کیا جاتا ہے کہ ملکہ آفاق کے باغ سے ایک شخص نکلا
تھا اوسے گرفتار کیا ہے اب اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ عرضی کوتوال
کی بادشاہ کو پہونچی اور بادشاہ نے اوسے پڑھا نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے
سرخ ہوگیا پسینا ماتھے پر آگیا غیرت دامنگیر ہوئی پروانہ کوتوال کے نام تحریر کیا کہ ابھی اوس
مجرم کو لیکر حاضر ہو چوبدار پروانہ شاہی لیکر روانہ ہوا اسوقت قیصر شامی سوداگر بھی دربار مین
موجود تھا اور کچھ جواہر بیش بہا بادشاہ کو دکھا رہا تھا ابھی رخصت نہونے پایا تھا جو یہ
گزرا اور بادشاہ غصہ مین خاموش بیٹھا ہی نہ سوداگر کو جانے کا حکم دیا اور نہ جواہر خریدا لیکن
جسوقت حکمنامہ کوتوال کے نام پہونچا وہ اسد ثانی کو لیکر حاضر دربار ہوا راہ مین لوگ
اسد ثانی کو دیکھکر آپسمین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ بیچارہ کہان سے آکر اس آفت مین مبتلا
ہوا اور کیا جرم اسنے کیا ہے جو اسکو اسطرح قید کیے ہوئے لیے جاتے ہین چہرہ سے
اسکے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہین دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے غرضکہ جسوقت
اسد ثانی سامنے بادشاہ کے پہونچا بادشاہ کی نظر صورت زیبا پر پڑی پکارا کہ او
اجل رسیدہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون باغ مین گیا تھا اسد ثانی کو ایسے کلمات کے
سننے کی کب تاب تھی غصہ مین آکر جواب دیا کہ او بادشاہ زبان سنبھال شریفون سے اسطرح
کی گفتگو کرتے ہین اگر مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو اپنی خوشی سے نہین گیا تھا تیری دختر
نے جب مجکو طلب کیا تو گیا بس یہ سنکر بادشاہ کو اور غصہ آیا کہ یہ میری دختر پر تہمت
رکھتا ہے اگر وہ کسی بدنیت سے طلب کرتی تو یہ ایسے حال خراب سے کیونکر نکل سکتا جو
گرفتار ہوتا یقینی یہ چھپ کر گیا تھا اور یا تو وہا سے نکالا گیا یا خود بسبب خوف جان کے
بھاگا ہوگا بس فوراً حکم دیا کہ قتل کرو اسد ثانی نے اتنا تو کہا کہ الحمد للہ کہ آج دنیا کے
جھگڑون سے نجات ملجائیگی لیکن قیصر شامی نے جو یہ معرکہ دیکھا بیتاب ہوگیا اور کہا کہ
اے شاہ یہ شخص مجنون ہے جنگل سے یہ میرے ساتھ ہوا تھا اور یہانتک میرے ساتھ
آیا بستی سے اسکو نفرت ہے آدمی کے سایہ سے بھاگتا ہے نہین معلوم کیا اتفاق ہوا ہے
اور کیونکر یہ ملکہ کے باغ تک پہونچ گیا دریافت حال اسکا کسی دوسرے ذریعہ سے کر لینا
چاہیے کیونکہ کوتوالی کے لوگ ہمیشہ ہوتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اپنی نیکنامی کے لیے ہزارون
بیگناہون کو پھنسا دیتے ہین بادشاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور دوسرا حکم دیا کہ قتل کرو
اسکو لیکن یہ خبر ملکہ سحابیہ کو بھی پہونچ گئی بس فوراً یہ وہان سے سوار ہوکر خدمت
بادشاہ مین حاضر ہوئی اور کہا کہ قبل اس مجرم کو قتل کرنے کے کچھ میری عرض بھی سن لو
بادشاہ نے دختر کے پاس آکر فرمایا کہ او شوخ دیدہ تو بھی اوسپر فریفتہ ہے جو سفارش

آتی ہے اب تجھے بھی اوسی کے ساتھ قتل کرونگا سجابیہ بانو نے کہا کہ یوں تو ہر وقت آپ جان و مال کے مالک ہین لیکن یہ شخص بالکل بے قصور ہے واقعہ اسکا یہ ہے کہ یہ باغ کے نزدیک صحرا مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور مجنونانہ حرکتین کر رہا تھا مین واسطے شکار کے نکلی تھی مجھے اسکی حالت پر رحم آیا اور مین نے بطور مہمانی اسکو باغ مین بلایا اور اسکی دعوت کی مسافر سمجھکر اوسکے بعد اسکو رخصت کردیا جب یہ میرے باغ سے نکلکر چلا تو کوتوالی کے سپاہیون نے اسکو گرفتار کرلیا اور اگر حضور کو کسی نوع کا مجھپر شبہ ہے تو یا قسم مجھ سے لیجیے یا مجھے قتل کیجیے اس لیے کہ اسمین تھوڑا سا بھی میرا قصور ہے یا بالکل بے خطا ہے حضور کی بدنامی ہوگی اور بادشاہ عادل مشہور ہین ظالم کے نام سے مشہور ہوجائیگا اب تو بادشاہ کو ایک فکر پیدا ہوئی کیونکر اسکا حال دریافت کرون بس فوراً ایک قابلہ کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھ تو کہ اسکی لڑکی کی عصمت باقی ہے یا نہین اور اگر تو نے کسی طرح کا ساز کیا یا رشوت لیکر خلاف بیان کیا تو تجھ بھی قتل کرونگا قابلہ نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے میری اور علحدہ ملکہ کو دیکھکر بادشاہ سے بیان کیا کہ بالکل غلط ہے اور ابھی تک ملکہ پاک دامن ہے اگر اسمین فرق نکلے تو شاہ کو اختیار ہے کہ جیسی چاہے مجھکو سزا دین سنتے ہی انفعل کیا یہ سنکر بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور اسد ثانی کو رہا کیا اور فرمایا کہ جہان چاہے رہے کوئی اس سے تعرض نکرے اور اب جو حالات اسد ثانی کے دریافت کیے تو اسکی وحشیانہ حرکتون پر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور قیصر شامی نے بھی شکر خدا کیا کہ جان اسد ثانی کی بچ گئی اور اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے جائے قیام پر آیا وہان ملکہ اپنے باغ کیجانب روانہ ہوئی اور اس نے عہد کیا کہ اب زندگی مین ایسے باپ سے سامنا نکرونگی جسکی طرف سے بدگمانی ہوئی دوسرے روز پھر اسد ثانی جانب صحرا روانہ ہوئے اور ملکہ اپنے باغ سے تلاش اسد ثانی مین چلی لیکن اول اسد ثانی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ صحرا مین ایک چشمہ کے قریب بیٹھے ہوئے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے عمرو صحرانورد ظاہر ہوا اور اسد کو دیکھکر سلام کیا اسد ثانی نے عمرو صحرا کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا خبر لائے عمرو صحرا نے کہا کہ مین نے پتا لگا لیا مگر آپکو نہ بتاؤنگا اسد ثانی نے کہا کہ آخر اسکا کیا سبب اوس نے کہا کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہان پہونچنا آپکا ممکن نہین ہے یہی باتین تھین کہ سامنے سے ملکہ سجابیہ مرکب پر سوار نقاب چہرہ پر ڈالے نمودار ہوئی اور اپنے عیار کو دیکھکر اشارہ سے منع کیا کہ اس سے مفصل حال نہ بیان کرنا ورنہ یہ ابھی وہان جائیگا اور اپنے ہوش مین ہے نہین ایسا نہو کہ کوئی آفت آ پڑے اور اسد ثانی سے کہا کہ میری باغ مین چلیے یہان بیٹھنا آپکا مناسب نہین ہے اور اسد کو ہمراہ لیکر باغ مین آئی اسد ثانی سے کہا کہ اب خاطر اطمینان رکھو اب کسیکی اتنی مجال نہین ہے جو تمہین گرفتار کرے اسد ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مجھے تمہاری رسوائی کا خیال نہوتا تو مین کیسے استطاعت تھی کوتوالی کے سپاہیون کی جو مجھے لیجاتے اور تمہارا لحاظ نہوتا تو تمہارا باپ مجھ سے سخت کلامی کرتا اور مین خاموش رہتا

اسی وقت زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا کہ میرے منھ پر میرے باپ کو تم اس طرح
کہتے ہو یہ کہکر مسکرائی اسد ثانی کو پھر ملکہ طوفان سبز پوش کا خیال آیا اور مہتر صمد سے کہا کہ
تمنے یہ تانہ بتایا مہتر صمد نے تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی نسبت کی بس تصویر دیکھتے ہی اسد کو شادی
مرگ کا عالم ہو گیا فوراً بیہوش ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ غضب کیا تمنے جو تصویر تمنے اسکو دیدی
اور تصویر اسد ثانی کے ہاتھ سے لیکر آپ دیکھی صورت ملکہ طوفان سبز پوش ایسی دلچسپ
تھی کہ ملکہ سحابیہ سکتے مین آگئی اور دلمین قائل ہوئی کہ اگر اسد ثانی اسکے فراق مین یہ حالت ہم
پہونچاتا ہے بجا نہین ہے بقول شاعر شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ ٭ شنیدہ کے بود مانند دیدہ ٭ اسکے
حسن کے افسانہ ہی سنتے ہین مگر ایک زمانے مین اسکے حسن کا فسانہ بھی شہرۂ آفاق ہو جائیگا
بھلا جو ایسی نازنین کا شیدا ہو چکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خیال مین لائے ملکہ نے اس تصویر
کو چھپا لیا اور صمد سے حالات دریافت کیے اور کہا کہ تم کیونکر اسکی عقل مین پہونچے اور کسطرح یہ
تصویر دستیاب ہوئی مہتر صمد نے سارا واقعہ اپنے پہونچنے کا عورت بنکر بیان کیا اور کہا کہ
ملکہ جیسا خواب انھون نے بیان کیا تھا ویسا ہی وہ بھی بیان کرتی ہے اور عشق ظاہر کرتی
ہے مین نے عورت بنکر اُسکے دل کا سارا بھید دریافت کر لیا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ
اب شاہزادے کو اس سے ملانا زیادہ دشوار نہین ہے لیکن اب کیا فکر کرنا چاہیے مہتر
صمد نے کہا کہ فکر کیا بتا بتا دیجئے یہ آپ جاکر اُس سے مل لینگے ملکہ نے کہا کہ یہ تو
آسان ہے مگر اے بھائی صمد اس مین میرا مطلب رہجائیگا جب وہ خود جاکر اپنی
معشوقہ سے ملیگا تو میرا احسان کیون ماننے لگا اور وہ شاہزادی میری حقیقت
کیا سمجھے گی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین خود جاکر اُس کو لاؤن اور اسی باغ مین ان
دونون کو یکجا کرون کہ دونون میرے احسانمند ہون اور میرا بھی خیال رکھین یہ
فرماکر اسد ثانی کو ہوشیار کیا اسد ثانی نے کہا وہ تصویر کہان ہے ملکہ نے کہا
کہ تصویر موجود ہے مگر مین اب ملکہ کو لینے جاتی ہون آپ اس تصویر سے اپنا دل
بہلائیے جب تک مین واپس نہ آؤن اس باغ سے باہر جانیکا قصد نہ کیجئے گا شاہزادہ
نے فرمایا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہین ملکہ نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہین ہے
سارا کھیل بگڑ جائیگا اسد خاموش ہو رہا اور ملکہ سحابیہ بانو اپنے عیار مہتر صمد کو
ہمراہ لے کر باغ سے نکلی اور دونون مرکبون پر بیٹھ کر جانب صحرائے سمرقند
روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن اب کچھ حال حوت آئینہ پرست
کا گزارش کیا جاتا ہے جس وقت اس کا لشکر صحرائے سمرقند مین آکر اترا اسنے
ایک نامہ طولابہ سمرقندی کے نام لکھا کہ بہتر یہ ہے کہ حاضر ہو کر مذہب آئینہ پرستی
اختیار کرو ورنہ تمام ملک کو تاراج کر دونگا جس وقت ایلچی یہ نامہ لے کر طولابہ
سمرقندی کے پاس پہونچا اور نامہ حاکم سمرقند کو دیا طولابہ سمرقندی مضمون
نامے سے آگاہ ہوا اس نے بہت کلمات سخت حوت آئینہ پرست کو لکھے اور پشت
پر جواب جنگ تحریر کر دیا حوت آئینہ پرست کو یہ خیال تھا کہ میرے خوف سے اطاعت
اختیار کریگا جس وقت جواب نامہ پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا بس اپنے سے برہم ہو کر

حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے
خبر لیکر طولابہ سمرقندی کے پاس آئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ
لشکر دشمن مین طبل جنگ بجا ہے طولابہ سمرقندی نے بھی نقارہ بجوایا اور فوج لیکر
قلعے سے باہر نکلا رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان جنگ
مین آکر ایک دوسرے کے مقابل صفین باندھ کر کھڑے ہوئے اول تبردارون نے
نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین کو
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھالا گھڑی بھر مین میدان کو مثل آئینے کے
روشن کر دیا نقیبون نے باواز بلند اشعار عبرت آمیز پڑھ کر لشکر کا دل بڑھایا کڑکیتون
نے کڑکا کہا باجے جنگی بجنے لگے بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا بہمن دیو
سنگ اپنا کرگدن بڑھا کر سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے آیا اور اجازت
میدان چاہی حوت آئینہ پرست نے کہا کہ جا تیرا خداوند تیرا حافظ و نگہبان
ہے یہ سنکر بہمن دیو سنگ میدان مین آیا مبارز طلب کیا فوج سمرقندی سے
محراب سمرقندی نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بہمن دیو سنگ نے
محراب سمرقندی کے مرکب کو مارا محراب سمرقندی نے تلوار کھینچ کر بہمن کے
مرکب کو پے کیا بہمن دیو سنگ جست کرکے مرکب سے علیحدہ ہوا دونون مین پیادہ
تلوار چلنے لگی آخر کار محراب سمرقندی ہاتھ سے بہمن دیو سنگ کے قتل ہوا اسکے
بعد سہراب سمرقندی نکلا وہ بھی ہاتھ سے بہمن دیو سنگ کے مارا گیا یہانتک کہ شام تک
بہت سے سردار طولابہ سمرقندی کے قتل اور زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
میدان سے پلٹکر اپنی فرودگاہ پر آئے وزرا نے طولابہ سمرقندی کو یہ صلاح دی کہ اب
قلعہ بند ہو جیئے اسلیئے کہ آثار اچھے نہین ہین طولابہ سمرقندی قلعہ بند ہوا یہ خبر حوت آئینہ پرست
کو پہونچی کہ طولابہ سمرقندی قلعہ مین چلا گیا بس یہ سنکر مبہوت جادو کہ معشوقہ ہے
حوت آئینہ پرست کی اُسنے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل شہر سمرقند کو
پھونکدونگی حوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی نہایت پریشان
ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے ناچار و مجبور ہو کر انھون نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون طرف
تمام رات نقارۂ رزمی بجا کیئے صبح کو حوت آئینہ پرست لشکر لیکر قلعے کے سامنے آیا مبہوت
جادو میدان مین آکی مبارز طلب کیا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر
آسمان کی طرف اشارہ کیا بس اشارہ کرنا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور ایک
ابر سُرخ جانب شمال سے نمودار ہوا اور قلعۂ سمرقند کی طرف متوجہ ہوا ابر مین چمک رہی تھی
کوندا لپک رہا تھا رعد کے گرجنے کی صدا دل ہلائے دیتی تھی اہل سمرقند دست بدعا تھے اور
پریشان تھے کہ دیکھیئے کیا ہوتا ہے مگر وہ ابر آکر پھیلنے لگا اور قلعہ پر مثل سائبان سُرخ کے
چھا گیا اور بارش آتش ہونے لگی ہر طرف آگ برس رہی تھی شعلے لپک رہے تھے اہل قلعہ اضطراب
کی حالت مین اِدھر سے اُدھر دوڑتے پھرتے تھے اور فریاد کرتے تھے مگر جسپر شعلہ گرا اُسے جلا کر خاک
کر دیا ہر چہار جانب سوا آگ کے کچھ نظر نہ آتا تھا برابر شعلے برس رہے تھے اور انسان کو جلا رہے

تمام قلعہ کرۂ نار ہو رہا تھا نمونۂ دوزخ نظر آتا تھا یہانتک میگزین مین آگ لگ گئی دروازے
جلنے لگے لوگ اضطراب کی حالت مین نہر مین کود پڑے وہان بھی مفر نہ ہوئی شعلون نے پانی
کے اندر جا کر جلا کر خاک کر دیا یہانتک کہ تمام قلعے کے لوگ مع طولابہ سمرقندی جلگئے اور اہل شہر نے
آکر حوت آئینہ پرست سے فریاد کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو سے کہا کہ اب
ان لوگون کو امان دو اگر یہ میری اطاعت نہ کرینگے تو انکو بھی پھونکدینا مبہوت جادو نے
دوسرا اسم سحر پڑھ کر دم کیا اور انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ابر جسطرف سے اٹھا تھا اُسی طرف جا کر
نظرو سے غائب ہو گیا حوت آئینہ پرست نے ایک منادی کو بھیجا کہ جا کر ندا کرے کہ اے
اہل سمرقند اگر تم کو جانین اپنی عزیز ہون تو اطاعت ملک حوت آئینہ پرست کی اختیار کرو
اور مذہب آئینہ پرستی کو قبول کرو ورنہ سب کی یہی حالت ہوگی جو اہل قلعہ کی ہوئی ہے
یہ سُنکر تھرتھرانے لگے سیکڑون نے ترک وطن کیا بہتون نے تقیہ کر لیا اور اکثر ایسے تھے
جنہون نے بدل و جان مذہب آئینہ پرستی کو اختیار کر لیا امراء شہر حوت آئینہ پرست
کے پاس آئے اور نذرین دین حوت آئینہ پرست نے انکو خلعت دیئے اور عہدے سپرد
کیئے بہمن دیو سگ کو شہر سمرقند کا حاکم کر کے آبادی شہر کا حکم دیا اور آپ داخل شہر ہوا
اور ایک عیار کو روانہ کیا کہ جا کر ملکہ طوفان سبزپوش کو لے آئے اب عیار تو ملکہ کی طرف
جاتا ہے اور حوت آئینہ پرست شہر سمرقند مین مقیم ہوتا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑیئے
لیکن چند کلمہ داستان حیرت بیان سحابیہ دُرِ دُرگوش کے عرض کیئے جاتے ہین
کہ یہ ساحرہ اپنے مہتر صمد گرد پا کو لیکر برائے تلاش مخمل طوفان سبزپوش روانہ ہوئی تھی جسوقت
طے مراحل و قطع منازل کے بعد سرحد سمرقند مین پہونچی تو اسنے گھوڑا انکو تو وہین چھوڑا اور مہتر
صمد کے حوالے کیا آپ منھ پر بھبھوت ملا بیراگی ہاتھ مین لے لٹین بالون کی منھ پر چھوڑین اور
انڈوا سر پر رکھ کر گیروے کپڑے پہنکر جوگن کا لباس اختیار کیا اور گاتی ہوئی چلی مہتر صمد
سے کہدیا تھا کہ اگر تمھارے آنے کی ضرورت ہوگی تو مین کوئی نشانی اپنی تمھین بھیجدونگی
تم اسی نشانی پر چلے آنا یہ تو یہان ٹھہر گیا اور ملکہ سحابیہ دُرِ دُرگوش بتلاش مخمل ملکہ طوفان
سبزپوش روانہ ہوئی اسطرف سے تو یہ جاتی ہے اور اُدھر حال ملکہ طوفان سبزپوش کا
بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے وہ عورت اسد ثانی سے ملنے کی تسلی دیکر گئی ہوئی تھی ملکہ
کی عجب حالت ہے کہ شوق مین بیتاب ہے اکثر انیسون جلیسون کو لیکر صحرا مین نکلتی ہے اور
انتظار اس عورت کا کیا کرتی ہے آج صبح کا وقت ہے ہوائے سرد چل رہی ہے طائران باغ
مصروف نغمہ سرائی ہین گلون پر بہار ہے کوڑیالا تمام صحرا مین پھولا ہوا ہے درختون کے پتون
پر جو پڑی ہے تو عجب لطف دکھا رہی ہے ہر شجر رشک نخل طور معلوم ہوتا ہے جلوہ قدرت معبود
کا نظر آتا ہے پپیہے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی ہے ملکہ اپنے قاصد کے انتظار مین سیر صحرا
کرتی چلی آتی ہے جھرمٹ عورتون کا اسکے ساتھ ہے جسمین ایک ایک پری جمال آفت ہوش ہے
ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہے شعر یارب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہے + یا راستہ ہی بھولا یا راہ
پھیر کی ہے + نہین معلوم ہمارے پیغامبر سے اور اس یار جانی سے ملاقات بھی ہوئی یا نہین
اور ہمارا پیام اگر سنا تو کیا جواب دیا امید تو ہے کہ اُسے بھی ہماری تلاش پیدا ہوگئی ہوگی

کیونکہ مثل مشہور ہے شعر دل را بدل راہیست درین گنبد سپہر + از روئے کینہ کینہ و از روئے مہر مہر + مگر دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو اُسکا دیدار پھر نصیب ہوتا ہے حالانکہ اس فلک جفا کار کی رفتار سے تو یہ امید نہین ہے کہ ہماری زندگی مین وہ دن بھی آئے جسے مسرت کہتے ہین کیونکہ ہمیشہ سے اسکا شیوہ دل آزاری و جفاکاری ہے بقول شاعر شعر ہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین + کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + ہمیشہ اسنے اہل دل پر ظلم ہی کیے ہین وہ کون ہے جو اِسکے ظلم کا شاکی نہین ہے مگر ہان اپنے جذب دل پر اتنا بھروسا ضرور ہے کہ عجب نہین ہے جو یہ اُسکو کھینچ لائے اسی طرح کی باتین دلبیہ کرتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کان مین تونبی کی آواز آئی ملکہ نے پھر کر داہنی جانب دیکھا تو ایک جوگن نظر آئی کہ سن و سال اُسکا پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہ ہو گا بھولی بھولی صورت دھونی رمائے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چاند ہے جسپر ہلکا ہلکا ابر آیا ہوا ہے ملکہ طوفان سبز پوش کا دل بس گیا اور اس درد سے تونبی بجا رہی تھی کہ ملکہ بے اختیار رونے لگی اُدھر اُس جوگن نے جو ملکہ طوفان سبز پوش کو دیکھا کہ ایک آفتاب جسکو ستارون کو ساتھ لیے ہوئے زمین کی سیر مین مصروف ہے اندام مین اسکے رعشہ پڑ گیا قریب تھا کہ تونبی چھوٹ پڑے اور اسے غش آ جائے لیکن اپنے کو سنبھالا اور اسطرح جھوم جھوم کر تونبی بجانے لگی جیسے اسنے کسیکو دیکھا ہی نہین ملکہ خود قریب اسکے آئی اور تونبی سننے لگی ادھر تو ملکہ طوفان سبز پوش کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور اُدھر جوگن کی یہ حالت تھی کہ دونون رخسارون پر ایک سیلاب آیا ہوا تھا ملکہ کے ساتھ جسقدر عورتین تھین وہ بھی مبہوت ہو رہی تھین آخر کار ایک آدھ مصاحب نے ملکہ سے کہا کہ دن زیادہ چڑھ آیا ہے آئندہ روند کا خوف ہے اگر حضور کو گانا اس جوگن کا پسند ہے تو اسکو خیمہ مین لے چلیے وہان اطمینان سے سنیے یہان صحرا کا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ذرا پوچھے حال تو اسکا دریافت کر لینے دو دیکھون تو میرے مکان پر چلنا قبول بھی کرتی ہے یا نہین ان عورتون نے کہا کہ مجال ہے جو قبول نہ کریگی اور اگر یہ نہ بھی مانیگی تو ہم زبردستی اسکو لے چلینگے یہ سُنکر ملکہ نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور کہا کہ مین اسے نہین روا رکھتی کہ کسی کو مجبور بلواؤن اُسکا جی چاہے چلے نہ جی چاہے نہ جائے اُس جوگن سے خود ملکہ نے کہا کہ بی جوگن اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ایک آدھ روز ہماری مہمانی کو قبول کرو جوگن نے عرض کی کہ آپ شاہزادی ہین ایک فقیرنی انکار تو نہین کر سکتی مگر حضور کو میری ذات سے پریشانی ہوگی کیونکہ مین مبتلا ئے درد آفت کی ہاری ہر وقت سوا گانے اور رونے کے اور کسی بات سے مجھے غرض نہین ہے اگر کسی وقت ایسا ضعف ہو گیا کہ اُٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہوا تو کچھ کھا پی لیا کہ سہارا ہو جائے ایک تو در اصل اسکی یہ حالت تھی دوسرے جوگن نے اور زیادہ کے بیان کیا اور اپنے اوپر حالت طاری کر لی تھا کہ ملکہ کی طبیعت نہایت متاثر ہوئی اور فرمایا کہ مین بھی دردمند ہون جو تم اپنا شغل جتلاتی ہو یہی میرا بھی شغل ہے پھر تمھارے خوب سیر ان نبھیگی بقول شخصے شعر نیم جنگلی مین اکیلا ہے مجھے جانے دو خوب گزریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو یہ بیٹھین تو اسیسے ہی لوگون کی صحبت پسند کرتی ہون جوگن بولی کہ یہ آپ غریب نوازی کرتے ہین ورنہ مجھ سے آپ کا جی کیا بہلیگا غرضکہ

جوگن اٹھکر ملکہ کے ساتھ ہوئی ملکہ اپنی بارگاہ مین آئی جوگن کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جسوقت ہاتھ منھ دھونے سے فراغت ہوئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی انیسین جلیسین بھی آکر بیٹھین ملکہ نے گائنون کو طلب کیا گائنین آکر دیر تک گایا کین لیکن ملکہ کو کوئی حظ نہ حاصل ہوا اور جوگن سے کہا کہ اگر تمھارے خلاف مزاج نہ ہو تو کچھ تم بھی گاؤ اسلیئے کہ ان کمبختون کا گانا تو مجھے خاک بھلا نہین معلوم ہوتا سراسر اُنکے گانے مین بناوٹ ہے اور تمھارے گانے مین اثر ہے جوگن نے کہا کہ یہ تو آپ کی قدردانی ہے مجھ سے یہ لوگ اچھا گاتی ہین مگر آپ کا فرمانا نہین ٹال سکتی اور جو کچھ مجھے آتا ہے سنائے دیتی ہون یہ کہکر اسنے دونی ہاتھ سے رکھدی اور گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

نہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا
نہ مین اپنی جان دیتا نہ اُسے خیال ہوتا

وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا
مری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا

جو امید وصل ہوتی تو برا مآل ہوتا
کہ جواب ہے اسی سے بدتر مرے دلکا حال ہوتا

وہ وفا کا سُنکے دعوی ہوئے امتحان کے طالب
ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیون سوال ہوتا

جو بچارے نکلتے مرے دل کا میرے ناصحے
تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا

وہ خوشی تو میری کرتے اُنھین ہوتی کچھ ندامت
نہ قدم بھی اُٹھنے پاتا کہ مین پائمال ہوتا

جو کچھ اُنسے مانگتے ہم تو اُنھین کو مانگتے ہم
جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا

جو بلائے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا
اُنھین اس سے کیا تھی زحمت انھین کیون ملال ہوتا

گلہ جفا کیا تو ہوئے خود ہی پشیمان
وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا

مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا
کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا

یہ ہمارا ہی جگر ہے کہ وہی نظر ہے اب بھی
کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا

یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ
جو حرام بھی تھا وہ تو ابھی حلال ہوتا

ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ
ہم اُسے سمجھتے دو بھر وہ ہمین وبال ہوتا

نہ اُٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ
یہ چھری کسی پہ چلتی تو ہمین حلال ہوتا

شب وعدہ آپ ہی مین نہ خوشی کے مارے ہم تھے
جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا

یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لے گئی دل
جو یہ بال بال بچتا تو ہمین وبال ہوتا

نہ سنا یہ کہکے اُسنے کہ اثر ہے ذکر غم مین
اسے ایسی کیا پڑی تھی جو شریک حال ہوتا

جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیون بدلتا
وہی حسن ظن کسیکا رخ پر جمال ہوتا

کچھ اسی مین بہتری تھی کہ ہوا نہ اُسنے وعدہ
نہین دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا

مرے عرض مدعا پر ہوئے دوست بھی تو ساکت
کوئی ہان مین ہان ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا

یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا تمھین نہ آئی
نہین اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا

کبھی پہلوے جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے
وہ جسے بچا کے چلتے وہی پائمال ہوتا

ہمین مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی
جو غم اپنا دور کرتے تو اُنھین ملال ہوتا

جو نہ خواب مین تم آتے تو فضول عذر بھی تھا
جسے نیند ہی نہ آئے اُسے کیا خیال ہوتا

وہ حسینون ہی کا دل ہی نہین جسمین رحم اصلا
کبھی ہم نہ دیکھ سکتے جو یہ تیرا حال ہوتا

اس غزل کے جو اکثر اشعار ملکہ کے حال زار کے مطابق تھے تو دل بھر آیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ورق طلا پر موتی ڈھلک رہے ہین یا عارض گل پر شبنم بہ رہی ہے اُن سرمہ آگین آنکھونسے آنسوؤنکا نکلنا اور نوک مژہ پر ٹھہرنا عجب لطف دکھاتا تھا بقول شاعر شعر در ابلق کسے کم دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + اُدھر جوگن کی بھی حالت ملکہ کے قریب ہو گئی کہ بہت دیر تک سناٹا رہا بعد اسکے جوگن نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا خدا کے لیئے کوئی چیز ایسی ہی اور سُنا دے تو نے تمام زخم میرے دل کے تازے کر دیئے جوگن نے عرض کی کہ یہ کیا اچھا کام کیا اسکے عوض مین مجکو سزا ملنا چاہیئے نہ کہ آپ پھر اسی چیز کی فرمایش کرتی ہین جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے ملکہ نے کہا ایسے اذیت دینے والونکو انعام دیا جاتا ہے اور اس ایذا مین ایسی لذت ہے جسکو ہر شخص خوشی سے گوارا کرتا ہے ہم تو تمسے کہتے ہین تمھین اسمین کیون عذر ہے جوگن نے عرض کی کہ بہت خوب اور گنگنا کر یہ دوسری غزل گانا شروع کر دی

غزل

رنگ فق منہ پر اداسی بیخودی چھائی ہوئی + آج ہر صورت سے اُس محفل مین رسوائی ہوئی
غم رہیگا یہ کہ ترک اُنسے خود آرائی ہوئی کاش آجاتی مجھی کو غیر کی آئی ہوئی +
خوف رسوائی مین آنسو بھی بہا سکتے نہین بجھتی ہی کب آسمان کی آگ برسائی ہوئی
کھلگیا رندونپہ ساقی ورد گردن کا سبب + بال ساغر مین تھامی زاہد کی ٹھکرائی ہوئی
حضرتِ واعظ بھی ہین اک مہربان مجھ رند کے یہ نہ پوچھو کس جگہ ان سے شناسائی ہوئی
عاشقونکے موت دشمن اُنکی آرائش کی ہے جان دیدی پھر کسی نے جب خود آرائی ہوئی
ترک اے ناصح کرین نظارہ بازی کسطرح میری آنکھین اور دل شیدا کی سمجھائی ہوئی
صبح کو دیتی ہے یاد لذت شب کا پتا + چھپی چھپی مسکراہٹ آنکھ شرمائی ہوئی
نامہ و پیغام برسون اور نتیجہ کچھ نہین منہ تھکے بیکار بیجا خامہ فرسائی ہوئی +
فیصلہ کو رنجش باہم کے برسون چاہیئے جب ہر اک شکوہ کے خاطر محفل آرائی ہوئی
کب بنائے سے بنے کب کوششونسے رہ سکے بے نشانونکی لحد اور اُنکی ٹھکرائی ہوئی
مجمع احباب مین ضبط بکا مشکل ہوا + خشک آنسو ہو گئے جسوقت تنہائی ہوئی
راز پوشی مجھپہ واجب نیز خودداری ہی فرض ایک بھی ہوگا اگر دونون کی رسوائی ہوئی
جوشِ رحمت مانع خوف گنہ ہی آرزو توبہ تڑواتی ہے پھر کالی گھٹا چھائی ہوئی

جوگن نے ایسی دردانگیز آواز سے یہ غزل سُنائی کہ ملکہ طوفان سبز پوش کا جوش عشق اور زیادہ ہو گیا اور چشمہاے چشم اسقدر بہے کہ صحرائے دامن تک سیلاب اشکون کا پہونچ گیا دریائے شوق مین طغیانی ہوئی دل کی کشتی گرداب بلا مین پھنس گئی ساحل مراد نظرون سے پنہان ہو گیا آہون کی باد مخالف نے جہاز دل کو تباہی مین ڈالدیا اور امیدون نے منصب ناخدائی سے کنارہ اختیار کیا تلاطم بحر غم مین کشتی امید طوفانی نظر آنے لگی آخرکار ملکہ سے ضبط نہ ہو سکا اور جوگن کا ہاتھ پکڑ کر تخلیے مین لائی اور کہا کہ بھیر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس سن مین یہ فقیری اختیار کی افسوس کہ یہ تیرا حسن وجمال اور یہ سن وسال خاک مین ملنے کے واسطے پیدا ہوا تھا جوگن نے عرض کی کہ جب شاہزادیان

اور شہریار زادیان مبتلا ہے درد و الم ہون تو میری کیا حقیقت ہے طوفان سبز پوش نے کہا
کہ دل کی موج سب کو ڈبوتی ہے چاہے غریب ہو چاہے امیر عشق کے ظلم مین اتنی ہی تو
عدالت ہے کہ اُسے اس سے غرض نہین ہے کہ یہ کون ہے جوگن نے عرض کی کہ
کہان ان معنون سے تو حضرت عشق عادل ہین مگر دراصل اپنے بڑھکر ظالم اور قابو پرست
کوئی نہو گا جسکو دبا پایا اُسے اور بھی پیس ڈالا اور جو خود بے پروا ہوا اُس سے یہ خود نہین بولتے
ہائے کیا اُن لوگون کے دل پر بنتی ہی ہزارون نے جانین دے دین اور اُنکو پروا بھی نہین
ملکہ طوفان سبز پوش کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل مین کہا کہ اسکی باتین تو زہر مین
بجھے ہوئے نشتر سے کم نہین ہین جوگن سے پھر اصرار کیا کہ حال اپنا بیان کر جوگن نے
کہا کہ ایک شرط سے مین بیان کرتی ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیا جوگن نے عرض کی کہ اپنا
حال بھی مجھ سے نہ چھپایئے گا ملکہ طوفان سبز پوش نے تیور بدل کر کہا کہ کیا مین کسی کی
عاشق یا عاجز ہون جو اپنا حال بیان کرون میرا تو حال یہی ہے کہ ہزارہا شاہزادے
میرے حسن کا شہرہ سنکر آئے اور تصویر میری تلاش کر کے منگائے لیکن میرا دیدار
اُنکو میسر نہوا جوگن نے کہا کہ خدا اُن لوگون کے صبر سے بچائے آپ نے تو مجھے
ڈرا دیا ایسے بیدرد ہونے کا ہے کو ہین بس آپ سے داد ملچکی مین تو جاتی ہون یہ کہکر
اُٹھی ہی تھی کہ ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا بی بی بیٹھو پہلے مغز سخن کو تو پہونچ لو پھر مجھسے
بھاگنا یہ کام بیسواؤن کا ہے کہ ہر ایک کو صورت دکھائین کسی کو ناخوش نہ رکھین ہمین
بیدردی کیا ہے کیا مین اپنی عزت اُن لوگون کے واسطے ڈبو دیتی معلوم ہوتا ہے کہ
تم ایسی مذاق کی ہو جوگن نے کہا کہ میرے دشمن کیون ایسے ہونے لگے ملکہ نے کہا کہ
کیا خوب پھر دوسرے کو کیون کہتی ہو لے اب اپنا حال بیان کر جوگن نے کہا کہ
مین ایک شہریار عالیوقار پر عاشق ہون کہ وہ اور کے عشق مین مبتلا ہے مجھ سے ملتفت
نہین ہوتا ملکہ نے حیرت مین آکر کہا کہ کیا وہ جس عورت پر عاشق ہے وہ تجھ سے بہتر ہے
تو خود ہزار دو ہزار عورتون مین ایک ہے جوگن نے عرض کی کہ کیا کہون اُس عورت
کو مین اُسکے تلوے کی برابری بھی نہین کر سکتی ملکہ طوفان سبز پوش نے گھبرا کر کہا
کہ پھر کیا ہوگا جس وقت وہ عورت جسپر وہ عاشق ہے اُسے مل جائیگی تو وہ تجھ سے اور
بھی کنارہ کشی کریگا جوگن نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہے بلکہ اُسکی حالت اپنی معشوقہ
کے لیئے ایسی خراب ہے کہ میری حالت اُسکے واسطے اسقدر پریشان نہین ہے شاید اُسکا
یہ سبب ہو کہ اُسکا دیکھنا مجھے ممکن ہے اور وہ اپنی محبوبہ کے دیدار سے بھی محروم ہے
ملکہ نے کہا کیا تم اُسے جس وقت جی چاہے دیکھ سکتی ہو جوگن نے عرض کی جی ہان
ملکہ نے کہا کہ پھر تمنے صحرانوردی کیون اختیار کی اور قربت اُس یار جانی کی ترک کی
معلوم ہوتا ہے کہ تم مین رشک کا مادہ زیادہ ہے اور تمنے جلکر دست برداری کی اور
دل اپنا اُسکی طرف سے ہٹا لیا جوگن نے عرض کی کہ جی نہین ایسا نہین ہے بلکہ اسوقت مین
اُسکی عاشق نہین بلکہ چارہ ساز غمخوار بنکر نکلی ہون کہ جہان کی خاک چھانون مگر اُسکی محبوب کو
اُس سے ملاؤن ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ مرحبا یہ بھی تیرا ہی کلیجہ ہے خدا تیری مراد جلد دے

اب جوگن نے ملکہ سے پوچھا کہ آپ بھی اپنا حال نہ چھپایئے اسلیئے کہ یہ تو مین جان چکی کہ آپ
صاحب درد ہین ملکہ نے اپنا خواب جسطرح مہر جمشید کر دیا سے بیان کیا تھا اسی طرح جوگن سے
بھی کہا جوگن نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے معشوق کو آپ سے ملادے تو اسکے صلہ مین اسے
کیا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ مین زبان دیتی ہون کہ جو مانگیگا وہ مین دونگی جوگن نے کہا کہ اس قول
کو بھول نہ جایئے گا ملکہ نے کہا کہ مین اپنا قول زندگی مین نہین بھولتی مگر مجھے امید ہی نہین کہ
زندگی مین میری حسرت دل برآئے اور تمنا میری نکلے جوگن نے کہا کہ صورت اُس شہریار کی
بیان کیجیے ملکہ نے خواب کی یاد کے موافق سراپا اسد ثانی کا بیان کیا بس یہ سُنتے ہی جوگن
نے تصویر اسد ثانی کی جھولی سے نکال کر پیش کر دی بس جیسے ہی نظر ملکہ طوفان سبز پوش
کی اُس تصویر پر پڑی تصویر حیرت ہو گئی اور دیر تک سکوت مین بیٹھی رہی بعد اسکے جوگن سے
کہا کہ ہان وہ شخص یہی ہے اے جوگن جلد بتا کہ یہ شخص کہان ہے جوگن نے کہا کہ میرے
باغ مین مقیم ہے اور آپ کے غم مین بیمار ہو گیا ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ اُسنے مجھ کو
کہان دیکھا ہوگا جوگن نے کہا کہ وہ بھی اسی طرح کا خواب بیان کرتی ہین جس طرح آپ نے
بیان کیا یہ سُنکر ملکہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا باغ کہان ہے اور اُس باغ تک وہ
کیونکر پہونچا اب سب حال مفصل بیان کرو جوگن نے کہا کہ مین دراصل جوگن نہین ہون بلکہ مین
دختر ہون ملک سحاب لنگر گیر کی جو کہ بادشاہ ملک سحابیہ ہے وہ شہریار یعنی اسد ثانی
میرے ملک مین ایک سوداگر کے ساتھ وارد ہوا اور مین نے اُسے صحرا مین با حال خراب دیکھ کر
اپنے باغ مین بلوا لیا اُس سے حالات اُسکے دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ آپ کی محبت نے
اُسکو تباہ و برباد کر دیا ہے اور صحرا کی خاک چھنوا کر یہانتک پہونچایا ہر چند کہ میرا دل بھی
اُس کی طرف مائل تھا لیکن مین نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین تمھاری محبوبہ کو تمسے ملا دونگی
اسی حیلے سے اُس کو روکا پہلے اپنے عیار کو اُسنے برائے تلاش بھیجا تھا جب وہ عورت بنکر
حالت آپ کی دریافت کر گیا اور تصویر لیجا کر دی تو اب مین جوگن بنکر یہانتک پہونچی اور وہ
بھی ہمراہ تھا جیسے مین اول کے بیان مین اور اپنے حالات مین کہہ گئی ہون مین جسکی عاشق ہون
وہ آپ کا عاشق ہے یہ سُنکر ملکہ طوفان سبز پوش نے جوگن کو گلے سے لگایا اور جوش محبت
مین پیشانی اور رخسارون پر بوسے دیئے اور فرمایا کہ مجھے تجھسے آنکھ چار کرتے حجاب معلوم ہوتا
ہے تو بڑے ظرف کی عورت ہے جو اِس امر کو تو نے اپنی خواہش سے گوارا کیا کوئی عورت
سوت کا نام سُننا پسند نہین کرتی تجھ سے کیونکر ہوا جو تو خود اپنی سوت کی تلاش مین اس ہیئت
سے سرگردان نکلی اور اس طرح کہ پروردہ ناز و نعمت ہو کر بیابان گردی و صحرا نوردی کی
مصیبتین برداشت کین اور یہان تک اپنے کو پہونچا بس اب مجھ کو مفصل معلوم ہو گیا کہ تم جس
غرض سے نکلی تھین وہ مطلب تمھارا پورا ہو گیا اب تمھین مناسب یہ ہے کہ اس لباس
کو جسم سے دور کرو مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہین جاتی دیکھ کر افسوس آتا ہے جب تک
مجھے اس واقعہ کی خبر نہ تھی اُس وقت تک تو مجبوری و ناچاری تھی لیکن اب دیکھا نہین
جاتا مین پھر بھی تم سے عذر و معذرت کرتی ہون کہ تم کو تمھارے رتبے کے لائق مین نے
جگہ نہ دی میری خطا ہے اے خدا معاف کرنا ملکہ سحابیہ درگوش نے عرض کی کہ مین اسوقت بھی

ہوا ہے کنیزی رکھتی ہون اور آیندہ بھی آپکی خدمت سے باہر نہین ہون ملکہ طوفان سبز
پوش نے کہا کہ نہین مین تمکو بہن کے برابر سمجھتی ہون اور سمجھونگی اور اسوقت
ملکہ سحابیہ دُردرگوش کو نہلوا کر پوشاک شاہانہ پہنائی لباس فقیرانہ بدلوایا
اور اپنے پہلو مین بٹھایا اب ملکہ سحابیہ دُردرگوش نے کہا کہ اے ملکہ زیادہ عرصہ
یہان مناسب نہین ہے اب میرے باغ مین چلکر اوس شہریار عالی تبار سے
ملئے نہین معلوم آپ کے فراق مین اوسکی کیا حالت ہوتی ہوگی اوس بیمار محبت مین
اب اتنی طاقت نہین ہے کہ زیادہ زمانہ فراق کا جھیل سکے ع

ہوا ہے حال یہ ابتر ترے بیمار ہجران کا	کہ جس نے کھولکر منہ اوسکا دیکھا بس [illegible]

یہ سنکر ملکہ طوفان سبزپوش پریشان ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہائے مین
کسطرح چلون تم ابھی میرے حالات سے آگاہ نہین ہو ورنہ اسطرح نہ کہتین مجھکو
آزاد نہ سمجھو مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون میرے ساتھ دو بوڑھی جادوگرنیان ہین جو مجھ
کو یہین مقیم ہین اگر مین کسی جگہ جاؤنگی تو اونکو ضرور خبر ہوجائیگی اور راز افشا ہوجائیگا
میرے باپ کو اگر خبر ہوگئی تو خدا جانے وہ میری اوسکی کیا حالت کرے ع

رہا کرتی ہے مری بلبل قفس مین	ہو بندہ کسی بندہ کے بس مین

اے ملکہ سحابیہ دُردرگوش اسوقت جو میرے دل کی حالت ہے اوسے میرا ہی
دل جانتا ہے کہ عجیب بے بسی کی حالت ہے ملکہ سحابیہ دُردرگوش نے
کہا کہ اچھا پھر اونکو یہین لے آؤن طوفان سبزپوش نے کہا ایسا غضب
ہی نہ کرنا یہ اوس سے بدتر ہے وہ جادوگرنیان روز آتی ہین اور خیریت دریافت
کرکے چلے جاتی ہین میرے ملازمین میرے دوست نہین ہین مجھے
ہر وقت اسی خوف ہے اگر اون جادوگرنیون کو کسی نے خبر کردی تو اور بڑی مشکل
پڑجائیگی ایسا کوئی انتظام ہوتا کہ اونکے ہاتھ سے نجات ملتی ان کمبختون کی موت بھی
خدا نے نہین خلق کی تین تین سو برس کی عمرین ہین اور ابھی تک سحر کے زور سے
جوان معلوم ہوتی ہین ملکہ سحابیہ دُردرگوش نے کہا کہ اچھا [illegible]
مددخدا التوکل ہے لیکن یہان تو عورتون کی ہمت ہے ہم بھی اوسی خدا کی بندی ہین [illegible]
کیا ہماری مدد وہ نہ کریگا مین اسکی تدبیر کرتی ہون کوئی کنیز آپ کی معتبر ہے طوفان
سبزپوش نے کہا مجھے کسی کا اعتبار نہین جو کام ہو اوسے مین خود کر سکتی
ہون یا تم تکلیف اوٹھاؤ ملکہ سحابیہ دُردرگوش نے کہا کہ میرا عیار میرے
ساتھ ہے جس کے ذریعہ سے مین نے آپکا پتا لگایا اور جو مجھ سے پہلے یہان عورت
بنکر آیا تھا وہ یہان سے کچھ دور پر گھوڑے لئے موجود ہوگا مین جاکر اوسکو پتا اون
جادوگرنیون کے رہنے کا بتاتی ہون وہ جاکر اونکو قتل کر آئیگا اوسکے بعد آپ میرے
ساتھ یہان سے نکل چلئے گا طوفان سبزپوش کو بھی یہ رائے پسند آئی
اور ملکہ سحابیہ دُردرگوش سے کہا کہ بہن تمہین تکلیف [illegible]
کہ فرض میرا یہ تھا کہ مین تمہین راحت پہونچاتی نہ کہ خود ہی تکلیف دون مگر کیا کرون کہ

وقت ہی ایسا آپڑا ہے ضرور ہی ایسا کچھ ہے جو کہہ کے رونے لگی ملکہ سحابیہ
دردگوش کے سبب کہتی اور کہا کہ یہان وہ آدمی کا ہے کو ہے جانور ہے جو دوست
کے کام نہ آسکے اور اوسکے اچھے برے کا شریک نہو اور تمہارا کام تو دراصل میرا
ہی کام ہے سبحان اللہ افقا یہین رہ جاتی ہون کیونکہ وہ مناسب یقین ہے طوفان
سبزپوش نے کہا کہ بہن ایسا نہ کرنا کہ حالت بصیرت آؤ اور یہان امیدوار بناکر تو یہین تڑپتا
ہوا چھوڑ جاؤ تو مین زندہ نہ رہونگی یہ کہکر لپٹ گئی اور رونے لگی سحابیہ
دردگوش کا دل بھر آیا اور رونے لگی کہا تم نہ گھبراؤ اگر زندہ ہون تو بہت جلد
تم سے آکر ملونگی یہ کہکر ملکہ طوفان سبزپوش سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئی یہان دوسرا دن
تھا اور جوہر صمد گرد گھبرا رہا تھا کہ نہ معلوم ملکہ کس آفت مین پھنس گئی جو ابھی تک نہین
آئی اگر مین خود براے تلاش جاتا ہون تو یہان گھوڑون کی نگہبانی کون کرے شاید
اسی وقت ہر کیون کی ضرورت ہو اور ضرور رہوگی کیونکہ یہان اور سواری کہان
ممکن ہے کہ یکایک سامنے سے ملکہ سحابیہ دردگوش بہت اصلی
نمودار ہوئی جوہر صمد گرد اپنے مالک کو دیکھ بہت خوش ہوا اور کہا اسے ملکہ مین تو
بسبب دیر ہونے کے نہایت پریشان تھا کہیے کیا کیفیت گذری ملکہ سحابیہ نے
سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ملکہ طوفان سبزپوش دو ساحرون کے پھندے
مین ہے اگر وہ دونون قتل ہون تو کام چلے جوہر صمد نے کہا کہ وہ کس مقام پر ہین سحابیہ
دردگوش نے کہا کہ فلان کوہ جو سامنے نظر آتا ہے لیکن یہان سے کئی کوس پر
واقع ہے وہین ہین تم ہین جوہر صمد نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون مگر آپکو یہان تنہا کیونکر
چھوڑون سحابیہ دردگوش نے کہا کہ تم میرا خیال نہ کرو اگر تمہین دیر ہوگی تو مین
طوفان سبزپوش کے پاس چلی جاؤنگی جوہر صمد نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور
ملکہ سے رخصت ہوکر جانب کوہ روانہ ہوا جب یہ دور نکل گیا تو ملکہ نے گھوڑون
کو وہین چھوڑا کہ یہ ایک درخت سے بندھے ہوئے تھے اور خود بھی پیچھے پیچھے
اپنے عیار کے روانہ ہوئی یہانتک کہ جب عیار کوہ پر چڑھنے لگا تو ملکہ نے
ایک مگھائی مین چھپ کر بیٹھ رہی لیکن ان جادوگرنیون کا حال سنیئے کہ یہ دونون
بہنین ہین نام ایک کا عقرات جادو اور دوسری کا عمرات جادو ہے یہ بالائے
کوہ بیٹھی ہوئی مصروف مے خواری ہین دن ڈھل چکا تھا شام قریب تھی کہ ایک
نے دوسری سے کہا کہ جنگل ہوا ایسا سنسان ہے کہ جہان بوئے انسان بھی نہین
کیا کہین اب تو بہت جی گھبراتا ہے کس سے دل بہلائین اوسنے جواب دیا کہ بہن
مجھ سے سنو مین تو یہان سے جاتی ہون اور تم اسی جگہ قیام کرو ایک آدھ دو ادھر
اودھر مسافر کہین کا آتا جاتا ہوگا اوسے اوٹھا لاؤنگی اپنا اپنا دل خوش کرکے
یا چھوڑ دینگے یا ذبح کرکے بھون کھائینگے کل پھر دیکھا جائیگا تم نے تو خود اپنے کو
قیدی بنا رکھا ہے بھلا دو دو آدمیون کا کیا کام ہے ہم مین تم مین سے ایک ملکہ
کی حفاظت کرسکتا ہے اوسنے کہا کہ بہن تم قول مبہوت جادو کا بھول

کہین کہ اوسنے کہدیا تھا کہ تم دونون کبھی وقت علیحدہ ہونا ورنہ زک اٹھاؤگی اوسنے جواب
دیا کہ یہ اوسنے اسوجہ سے کہدیا تھا کہ ہم لوگ ملکہ کیطرف سے غفلت نہ کرین ہنگی
ہوا اور کوئی بات نہین ہے غرضکہ ثمرات جادو نے ہر چہ باد باد کہکے اور اڑکر
ایک جانب روانہ ہوئی یہ تمام باتین مہتر مسعود گرد پا نے سنین کہ یہ ایک پیڑ کے
آڑ مین بیٹھا ہوا تھا پس اسنے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور ایک
خوبصورت نوجوان کی شکل بنکر گھبرایا ہوا بالائے کوہ پہونچا اور ثمرات جادو
سے پوچھنے لگا کہ آپ نے ہمارے بھائی کو تو نہین دیکھا وہ میرے ساتھ تھا ابھی
ابھی کہین غائب ہو گیا ثمرات جادو نے جو اوسکو گھبرایا ہوا دیکھا اور نزاکت
حسن وجمال پر بیدل ہو کہا یہان آؤ ہم تمھارے بھائی کا پتا لگا دینگے تمھارا نام کیا ہے اور کہان
کے رہنے والے ہو مہتر مسعود قریب اوسکے گیا اور کہا کہ مین رہنے والا ایک گانو کا
ہون جو یہان سے قریب ہے جنگل کی سیر کو نکلا تھا بھائی بھی میرے ساتھ تھا ہم دونو
راستہ بھولکر ادھر نکل آئے اور پریشان ہوئے کہ اب شام ہو گئی ہے گھر تک
پہونچنا دشوار ہے رات کو یہان کوئی درندہ آکر کھا لیگا آخر یہ صلاح ٹھہری
کہ اس کوہ پر چلو اور کسی گھائی مین چھپ رہو یہ سوچکر کوہ پر چلے ایک بجلی
چمکی کہ آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھولکر دیکھا تو مین نے اپنے بھائی کو نہ پایا یہ کہکر
یہ بسورنے لگا اوس ساحرہ کو یہ شبہ ہوا کہ اوسے میری بجلی اوٹھا لے گئی ہوگی
کہا تم نہ گھبراؤ مجھے پتا معلوم ہو گیا تمھارا بھائی آتا ہوگا تم جبتک یہان بیٹھو یہ
نوجوان پاس اوس ساحرہ کے بیٹھ گیا ثمرات جادو اسکی بھولی بھولی باتون پر عاشق ہو گئی
پوچھا تم شراب پیتے ہو اسنے کہا مین شراب پیتا تو نہین ہون مگر پلاتا خوب ہون
مجھے ساقی گری آتی ہے یہ سنکر وہ اور بھی خوش ہوئی اور کہا کہ یہ کشتی شراب کی رکھی
ہے دیکھین تو تم کیسی ساقی گری کرتے ہو اسنے کہا بہت خوب یہ کہکے اوٹھا
اور کشتی پوش ہٹا کر شراب جام مین ڈھالی اور رکھا ہاتھون سے بیہوشی ملا کر جام
پیش کیا ثمرات جادو نے دلمین کہا کہ اس سے بہتر موقع نہوگا وہ اپنے یار
کو لیکر کہین اور چلی گئی ہوگی تو اسکے ساتھ عیش کرینگے الغرض جام ہونٹون
سے لگا لیا اور یہ شعر پڑھا ؎

کر پیار سے پیالے کو جو لون نہ تجے	زاہد تین نیت مین حسین کچھ فرق نہین

اسنے وہ بھرا جام دیا ثمرات جادو وہ پی گئی مہتر مسعود گرد پا نے دو تین جام اسکو
ایسے دیئے کہ جنمین بہت سی بیہوشی ملی ہوئی تھی اب کہنے لگی اسکی شرح ہوتین نشہ ہوا
گیا پکاری جان جہان لاؤ اب ہم تمھین پلائین یہ کہکر کشتی اپنے سامنے کھینچکر جام بھر کر
کے اس نوجوان کے آگے بڑھا دیا اسنے بہت سے بھولپن کے ساتھ کہا کہ ہم تو نہین پیتے ہمکو
ہمارے ابا جان نے منع کردیا تھا کہ تم خود کبھی نہ پینا ثمرات جادو نے کہا کہ کیا وہ دیکھتے
ہین او نشہ کہنے کو تھوڑے جاتے اسنے پھر انکار کیا ثمرات جادو اوٹھی کہ اگر تو یون
نہ پیئے گا تو مین تجھے پلا دونگی یہ اس نوجوان نے دیکھا اور جھٹکے بھاگا ثمرات

اسکے پیچھے چلی بس اوٹھتا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگین اوپر دھڑام سے گری
بس اسکا کرنا تھا کہ مہتر صمد نے پلٹ کر زبان تیغ سے کلہ سوزن کر دیا اور آپ
اپنی صورت بنکر بیٹھا قرات جادو نے ایک مرد کی صورت بناکر سامنے اپنے بیٹھا لیا اور
منتظر عرات جادو کا ہوا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ ہوا چلی اور عرات جادو مثل ہما
کے اوڑتی ہوئی آئی اور ایک انسان کے گرد پنجہ ڈالے ہوئے وہ بیچارہ لٹکتا ہوا
آیا اوسکو پیچ کھا لو پہن مین تو ایک بوڑھی کانٹے کو پکڑ لائی قرات نقلی نے کہا
بیچاری تم بھی ایک مرد بڈھے کو گرفتار کیا دیکھین کیسا اچھا ہے عرات جادو قریب آئی
اور دیکھین خوش ہوئی کہ اب مطلب دل اچھی طرح سے پورا ہوجاتا ورنہ ایک انا
وہ بیچارہ کیا مضمون تھا نہ میرا دل بھرتا نہ میری طبیعت سیر ہوتی وہی مشغول ہوجاتی
اور یہ لانے والون کو سوا اوسکے بلاجلدی سے قریب آئی پوچھا کہ
یہ یہان کیونکر آگیا قرات جادو نے کہا خداوند سامری نے اسکو یہان
بھیجدیا ہے عرات جادو نے کہا دیکھو یہ صورت مین اچھا ہے قرات جادو نے کہا
ہاتھ پاؤن میرے والے کے زبردست ہین پلنگ کے کام کا یہی سچا ہے قرات جادو
نے کہا چلو اپنے اپنے پسند کا ہے آپس مین جھگڑے کی کوئی ضرورت نہین یہ تو
جب سے آیا ہے پڑا سو رہا ہے اور عرات جادو جسے لائی تھی وہ بیچارہ
ایک دہقانی تھا کھیت جوت کر اپنے گھر جاتا تھا کہ یہ لٹکا کر گرفتار کر لائی پنجہ میں پکڑ کر
وہ اوٹھا لائی چونکہ یہی متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا تو مثل مردے کے پڑا ہوا تھا
قرات نقلی نے کہا کہ تم تھکے ہوئے آئی ہو ایک آدھ جام شراب کا پیو کہ کسل دور
ہو ایک جام لبریز کرکے عرات جادو کو دیا اسنے جام پیا اور باقی قرات جادو نے
کہا کہ بس اب نہین خود تھی شراب اب کم رہگئی ہے اور ساری رات گذارنا ہے
قرات نے کہا تم بیٹھو مین ابھی جا کر کہین سے لاؤ اسنے کہا مین تو بیچاری
شراب تجھے وہ قرات جادو نے کہا مین ابھی تھکی چلی آتی ہون ذرا
تم ہی لے آؤ قرات سے لانے کہا مجھے کیا غرض ہے تو تھکی تو اپنے یار کے لئے تھکی
میرے واسطے تھکی ہے ہون تیرے واسطے شراب لاؤن یا تیری نوکر ہون عرات جادو
سے کہا مین تو نشہ آدھی شراب اور تو یہانتک تنگ ہوا کہ قرات جادو نے کہا
اچھی نہین ہے اور تو شیشہ شراب کا ہاتھ مین لیکر بھاگی اور عرات جادو
اوٹھا تھا کہ تڑاق سے چھینک ماری اور بیہوش ہوکر دھم سے گری
مہتر صمد نے پلٹ کر نعرہ کیا اور دونون کو پہاڑ پر سے ڈھکیل دیا کہ ٹکراتی ہوئی زمین
تک پہونچین سر پھٹ گئے پیکر دونون کے چور ہوگئے انکا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک
اوڑی بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نامم عرات جادو و قرات جادو بود
مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب بیرون دونون کے خاک اوڑا کر چلے گئے
اور بدوستی ہوئی تو مہتر صمد نے اوس دہقانی کو ہوشیار کیا وہ گھبرایا کہ یہین کہان
آگیا مہتر صمد نے کہا کہ تجھے ساحرہ اوٹھا لائی تھی اوسے مین نے مار ڈالا اور تجھے

اوسکے پنجہ سے نجات دی یہ بیچارہ قدمون پر گر پڑا کہ تم کہان ہو مہتر صمد نے کہا کہ ہم کہیان نہین ہین بندۂ خدا ہین چل تجھے لاشین اونکی دکھادین یہ کہکر اوسے ساتھ لیتے ہوئے کوہ سے اتر کر اون لاشین اون جادوگرنیون کے دکھادین ایسی مہیب صورتین تھین کہ وہ ڈر گیا کہ یہ کوسی بلائین تھین رنگ سیاہ دانت منہ مین نہین چھریان تمام بدن پر پڑی ہوئین وہ نظین معلوم ہوتی تھین اب اوس دہقانی کو ساتھ لیتے ہوئے ملکہ کی تلاش مین چلے دیکھا کہ ملکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ آپ کیون روتی ہین سحابیہ زرد زر گوش نے کہا کہ مین سمجھی تم کشتہ ہو گئے وہ جادو گرنیان تمکو بیجان کیئے لیتین مہتر صمد نے کہا کہ حضور کے اقبال سے مین نے دونون کو مار ڈالا ہے اور لاشین اونکی پہاڑ کے نیچے پڑی ہوئی ہین اب ملکہ نے کہا کہ طوفان سبز پوش کو لانا چاہیئے مہتر صمد نے کہا کہ پھر مین جاؤن کہا نہین تم چلکر ایک گھوڑے کی اور فکر کرو مین اوسکو خود لاتی ہون مہتر صمد نے کہا کہ گھوڑا ملنا تو اس صحرا مین دشوار ہے مگر خیر دیکھا جائیگا کوئی تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے مہتر صمد تو اسطرف چلا اور ملکہ بارگاہ طوفان سبز پوش کی جانب روانہ ہوئی جسوقت قریب بارگاہ پہونچی پشت قنات ذرا سی چاک کرکے جھانکا دیکھا تو ملکہ طوفان پوش تنہا بیٹھی رو رہی ہے اور دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا ملکہ سحابیہ زرد زر گوش کی حفاظت کرنا اور جلد اوس سے ملانا کہ وہ بڑی بے نفس عورت ہے یہ دیکھکر سحابیہ زرد زر گوش نے خنجر سے اتنی قنات چاک کر دی کہ ایک آدمی نکل جا سکے اور اندر خیمہ کے داخل ہوئی پہلے تو طوفان سبز پوش جھجک گئی بعد اوسکے سحابیہ زرد زر گوش کو پہچان کر کہا کہ بہن تم نے تو ڈرا دیا سحابیہ زرد زر گوش نے کہا کہ لے بس نکل چلو ایسے مین سناٹا ہے شام قریب ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے جب مین سونے کے واسطے یہان سے اپنے خوابگاہ مین چلونگی اوسوقت سب مطمئن ہو جاینگی علاوہ اسکے ان جادوگرنیون کے آنیکا بھی وقت ہے ملکہ سحابیہ زرد زر گوش نے کہا کہ اطمینان رکھو اب کوئی نہین آئیگا وہ دونون مار ڈالی گئین میرے عیار نے کام اون دونون کا تمام کیا یہ سنکر طوفان سبز پوش بہت خوش ہو اور سحابیہ بانو سے مفصل حال سنا اور کہا کہ خدا انکو جزائے خیر دے کہ تم نے بڑی تکلیفین اوٹھائین لیس اب مین چلتی ہون یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلے اور کہا کہ مین آج شب کو تنہا بیٹھکر کچھ پڑھونگی خبردار میرے خیمہ مین کوئی نہ آئے کنیزون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے ہماری جو قریب بھی خیمہ کے آئین طوفان سبز پوش وہان سے پلٹ کر اندر خیمہ کے آئی اور سحابیہ زرد زر گوش سے کہا کہ لے چلو مین تمہارے ساتھ ہون سحابیہ بانو نے طوفان پوش کو ہمراہ لیا اور اوسے چاک ہوئی قنات سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہ شاہزادیان کبھی پیدل اور تنہا کاہے کو چلی تھین صحرا کے ہو کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا دل بھر بھرایا جاتا تھا پاؤن ڈگمگاتے تھے کہین نہین پڑتا کسی جگہ کہا کسی مقام پر اوجھک کر پڑتی تھین اور پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتی تھین کہ کوئی آتا تو نہین ہے ہر چند کہ جسوقت شام ہو گئی تھی تو مہتر صمد گھوڑے لے کر خیمہ

طوفان سبزپوش بہت قریب آگیا تھا لیکن ان دونون شاہزادیون کو اوتنا راستہ طے کرنا بھی دشوار ہوگیا تھا علی الخصوص ملکہ طوفان سبزپوش کو پیدل چلنے کی عادت بھی نہ تھی اور ایک نازک اندام عورت تھی خدا خدا کرکے وہ راہ طے ہوئی اور ایک زینہ کے نیچے مہتر صمد گرد یا گھوڑے سیئے دکھائی دیا یہان صمد گرد نے اوس دہقانی سے کہا تھا کہ اگر کوئی مرکب کہین سے مل سکے تو لادو اوسنے اس احسان کے عوض مین کہ اسکی بدولت جان بچی اور رہائی ہوئی ہے ایک گاؤن مین جاکر ایک مرکب چرا کرلادیا تھا کہ یہ دہقان بہت بڑا زبردست دزد تھا اوسکے بعد دہقان تو رخصت ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوگیا مہتر صمد نے اوس گھوڑے کو اپنی سواری کے لیئے تجویز کیا تھا کہ یہ گھوڑا معمولی ہے مگر اس سے کام نکال لونگا غرضکہ جیسے ہی اسنے اپنی شاہزادی کو دیکھا گھوڑے لیکر آگے بڑھا اور اسحابیہ در درگوش و ملکہ طوفان سبزپوش کو مرکبون پر سوار کیا اور آپ اوس ٹٹو پر بیٹھکر کہا کہ بس اب چلیئے چونکہ اوس زمانے کی شاہزادیان اکثر گھوڑون پر سوار ہولی تھین اور سواری جانتی تھین اس سبب سے چلنا طوفان سبزپوش کا آسان ہوا ورنہ سخت دشواری ہوتی الحاصل ان سبنے گھوڑونکی باگ لی اور جانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے ان شاہزادیون نے لباس مردانہ پہلے سے پہن لیئے تھے اور نقابین چہرون پر ڈال لی تھین اب انکو تو راہ مین چھوڑیئے لیکن کچھ حال اسد ثانی کا سنیئے کہ یہ بیمار درد فرقت بستر غم پر انتظار یار جانی مین تڑپ رہا تھا تصویر ملکہ طوفان سبزپوش کے پیش نظر ہے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہین کہ کیا تو بھی ہم سے کشیدہ ہے جو کلام نہین کرتی اگر تو نے خاموشی اختیار کی ہے تو ہم تجھے اسطرح ستائینگے کہ تجھے بولنا پڑیگا ؎

کہتا ہون بوسے لیکے مین تصویر یار کے   کچھ بول اوٹھ تجھے بھی اگر ناگوار ہو

لیکن اسکا حجاب تو خود ملکہ طوفان سبزپوش سے بھی زیادہ ہے کہ نہ لبونکو جنبش ہی نہ اعضا کو حرکت ہے اسد شل دیوانون کے اس تصویر سے باتین کرکرکے اپنے دلکو بہلا رہا ہے ورنہ اسکا جنون محبت ایک جگہ قرار نہ لینے دیتا دوسرے امید ایسی چیز ہی جو ہر طرح انسان کو تسکین دیتی ہے ؎

نا امیدی تھا مین بری انکھوائی ہائے کیا   دیدہ کے تسلی ہین امید وفا سے

جب اسی ساعت مین اسکو بین نظر گزرے اور ملکہ سحابیہ در درگوش پلٹ کر نہ آئی گھنٹہ بھی آئی تھین ہزار بار چہ جا بانی تھین کھانا حاضر کرتی تھین تو اسد ثانی یہ شعر پڑھکر اسمو بہانے کرتے ؎

شوق وصل جدائی جیسے ہم نے غم کھائے پئے خون بی کے جیئے
کب کھانا کیسا پیٹا کیا پانی جیسو ٹا دانا جیسو ٹا

وہ مجبور ہوکر دستر خوان بڑھا دیتی تھین اور اسد دل مین کہتی تھین کہ بس دو چار روز کا یہ اور دھندا ہے پھر ملکہ نہین امید ہے کہ آنے تک یہ زندہ رہینگے

اگر اسنے اپنی جان دیدی تو کیا ہوگا یہ مانا کہ اوسکو کسی طرح کا ڈر نہوگا لیکن ملکہ کو کیا جواب دینگے کیونکہ وہ اوسکی عشق مین ایسی مبہوت ہو رہی ہے کہ جان کو کچھ نہین سمجھتی ہے نہ آبرو کا پاس ہے جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ معشوق اوسکا مرگیا ضرور دیوانی ہو جائے یا خودکشی کر بیٹھے دیکھیے کیا انجام ہوتا ہے اسمین ملکہ کا ذکر ہے کہ بعد اوسکی جان بچاتے کہ اوسکے دم سے ہزار ہا آدم وابستہ ہین نہ ہو اسوقت چراغ سلطنت ملک سحابیہ ہے اگر اوسنے خودکشی کی تو سبب ضرور دریافت کیا جائیگا آخرکار بھید کھلیگا کیسی رسوائی ہوگی اور ہماری بھی ناک بولی کی خبر نہین معلوم ہوئی کونسی گھڑی تھی کہ یہ سبز قدم اس باغ مین آیا تھا نہ یہ آتا نہ اس طرح کے اندیشونکا سامنا ہوتا لیکن اسد ثانی کو جیسے یہ بیقرار و تر ہوا تو اسنے تصویر کو ملکہ طوفان سبز پوش کی گلے مین حائل کی اور باغ سے نکلکر جانب صحرا چلا تھا کہ سامنے تین گھوڑے آتے ہوے دیکھے لیکن بسبب چہرون پر نقابین ہونے کے اسد ثانی نے نہ پہچانا اور یہ اوسی مجنونانہ حالت سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا ع

جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے	چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے

ملکہ سحابیہ دردرگوش نے جو دیکھا کہ اسد ثانی باغ سے نکلکر صحرا کو جاتا ہے اور آواز اسکی پہچانی اور مضمون شعر سے آگاہ ہوئی اسنے دوسرا شعر پڑھا ع

در خانہ دلبر و ما گرد جہان میگردیم	آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردیم

یہ آواز سنکر اسد نقابدارون کی طرف متوجہ ہوا کہ یہ آواز تو کچھ پہچانی ہوئی ہے اور گوش گزار ہو چکی ہے اور مضمون شعر پر بھی غور کرنے لگا کہ یہ شعر اسنے کیون پڑھا شاید اسنے محبوب کو اپنے مکان مین چھوڑا ہوگا ہم وہ فرقت نصیب ہین کہ ہماری یار جانی اور محبوب جاودانی سے ہم سے اسقدر دوری ہے کہ معلوم بھی نہین اگر اسنے اپنے حسب حال شعر پڑھا تو ہین کیا بقول شاعر

مبارک ہو انھین بوسونکی جو لذت اوٹھاتی ہین	ہم اپنی سخت جانی کے سبب سے زہر کھاتے ہین

یہ شعر پڑھکر آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی ع

وہ مذاق عشق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو	ہے مزا تو جب ہے کہ تمہین بھی کل نہ آئے

اس آواز اور اس شعر نے ایسا اثر کیا کہ پھر اسد دلاور ان نقابدارون کیطرف پلٹ پڑا اور اب نقابدار بھی قطع راہ طے کرکے قریب آگئے یہ شعر ملکہ طوفان سبز پوش کی زبان پہ جاری ہوا تھا یہ دونون شاہزادیان آگے آگے گھوڑون پر تھین اور پیچھے پیچھے ایکے مہتر صمصام گرد پا تھا جسوقت یہ سب قریب اسد ثانی پہونچے گھوڑون سے اوترے اور نظر اسد کی مہتر صمصام گرد پا پر پڑی تو سمجھا کہ نقابدار ملکہ سحابیہ دردرگوش ہے اودھر سحابیہ بانو نے نقاب اپنے چہرہ کی اوٹھائی اور طوفان سبز پوش سے اشارہ کیا کہ تم ابھی نقاب نہ اوٹھانا کہ خلاف مصلحت ہے اسد ثانی نے سحابیہ دردرگوش کو دیکھکر فرمایا کہ اے ملکہ مین تمہارا شکر گذار اتنا تو ضرور ہون کہ تمہاری بدولت تصویر اوس بت مغرور کی ملگئی ہر چند کہ یہ بھی بات کا جواب نہین دیتی اور درد کوئے دوست نہین بتلاتی مگر خیر مونس تنہائی تو ہے ع گر پاس تو نہین تری تصویر ہی سہی + مگر مجھ سے تم سے اس امر کی

شکایت ضرور ہے کہ تم مجھے دہوکا دیکر چلی گئیں تمہارا انتظار کرتے آخرکار عاجز ہوکر اسوقت میں باغ سے نکلا تھا تو کیا خبر لائیں ملکہ سحابیہ نے کہا کہ باغ میں چلو تمہاری تمنا تمہاری پوری کریگا اسد ثانی نے کہا اب میں باغ میں نہ جاؤنگا تم یونہیں جہولی تسلیہ میں مجکو رکہو گی حال تمہارا معلوم ہوگیا اب سحابیہ دُردر گوش تو یہ چاہتی تہی کہ یہ باغ میں چل لے تو میں طوفان سبز پوش کو دکہاؤن ایسا نہو کہ یہ دونوں وارفتگان محبت بیخود وبیہوش ہوجائیں اور پھر سب نظر بہکر تماشا ظاہر کریں تو باعث رسوائی و بدنامی دونوں کے واسطے ہے بقول شاعر

آداب عاشقی کا ہے پاس انکو ان | جالت نہ وہ بناکہ تماشا کہیں سے

پاؤں جیسے گہرے

یہ اندیشہ بھی مجہے احبابِ سیہ دل ای دغدغہ | ایک بھی ہوگا اگر دونوں کی رسوائی ہوئی

لیکن اسد ثانی کو یقین نہیں آتا ہر چند دلگیر رہا ہے کہ ایک اور بہی تقاضا رہا تھا ہے مگر اسکے دلکا اندیشوں نے ایسا پژمردہ کردیا ہی کہ خیال سطرف نہیں جاتا کہ یہ دوسرا آفتاب دار کیوں نقاب چہرہ کی نہیں اوٹھاتا شاید یہ طوفان سبز پوش ہو جب دیکہا سحابیہ دُردر گوش نے کہ یہ کسیطرح باغ میں نہیں چلتا تو سحابیہ دُردر گوش نے طوفان سبز پوش سے اشارہ کیا کہ نقاب اوٹہاؤ پہر یہاں نہ ٹہرنا اور باغ ہی کے اندر جاکر دم لینا طوفان سبز پوش سحابیہ بانو کو اپنا محسن سمجہکر اسی کے کہنے کی پابندی کرتی ہو بس اسنے بند نقاب کہولا اور نقاب چہرہ سے اوٹہائے نقاب کا اوٹہنا تہا کہ آفتاب جسطرح ابر سے نمودار ہوگیا کہ جوت اسکے چہرہ کی زمین پر پڑی اور ذرون کو چمکا دیا نظر جو اسد ثانی کی اسکے چہرۂ زیبا دستور پر پڑی بے اختیار چاہا کہ دوڑ کر لپٹ جاؤں مگر رعب حسن نے آگے نہ بڑہنے دیا اودہر طوفان سبز پوش نے جسوقت سے اسد کو دیکہا ہے اسکی بیتابی بہی افزون ہوگئی ہے بموجب شعر

شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے | جان ہی جاتی ہے الفت میں حیا کون کرے

ہر چند کہ صبر وشکیبائی رخصت طلب ہیں اور ضبط بہی ساتھ دینے کا وعدہ نہیں کرتا ملکہ حجاب وناز معشوقانہ حجاب کی اجازت بہی نہیں دیتا یہ عجیب کشمکش کی حالت میں ہے مگر ہمکو سنبہالنے والی تو ملکہ سحابیہ دُردر گوش موجود تہی اوسکی اشارہ کے ساتھ ہی ملکہ طوفان سبز پوش جانب باغ روانہ ہوئے اور اسد ثانی بیتاب ہوکر یہ اشعار پڑھتا ہوا پیچہے چلا

ذرا اتنا تو فرما کر دیکہو ہم کیونکر تڑپتے ہیں | جہلک دکہلا کے منہ پہیرے چلے جانیکا حاصل

دیگر

کلیجا کوئی تہام کر رہگیا ہے | اودہر جانے والے اودہر دیکہ لینا

اب آگے آگے تو ملکہ طوفان سبز پوش اور سحابیہ دُردر گوش ہے اور پیچہے پیچہے اسد ثانی مثل ماہی بیتاب بیقرار چلا جاتا ہے یہانتک کہ ملکہ باغ میں پہونچی اور اسد ثانی بہی داخل باغ ہوا کنیزون کی نظر جو ملکہ پر پڑی دوڑیں کہ ...

داری آگئی لیکن دیکھا کہ ملکہ کے ساتھ اور ایک ماہ سپہر حسن و جمال ہے کہ حسن عالم افروز جسکا ملکہ سحابیہ کے حسن کو شرمندہ کرتا ہے ملکہ نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ تم سب چلی جاؤ جب مین طلب کرون اوسوقت آنا سب کی سب چلی گئین ملکہ طوفان سبز پوش کو لیئے ہوئے داخل قصر ہوئی یہان سب سامان عیش و راحت مہیا تھا مسند جواہر نگار بچھی ہوئی تھی ملکہ طوفان سبز پوش کو سحابیہ بانو نے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ مین تھوڑی دیر مین آئی ہون یہ کہکر آپ تو دوسرے مقام پر جا کر اپنی کنیزون سمیت مقیم ہوئی اور ایک آدمی کو بھیجا ہمراہ اسکے بخدمت ملکہ طوفان سبز پوش یہان چھوڑ دیا اور سمجھا دیا کہ جبتک تمہین کوئی بلائے نہ سامنے نہ جانا پوشیدہ طور پر موجود رہنا یہان ملکہ طوفان سبز پوش مسند پر بیٹھی تھی کہ اسد ثانی مثل پروانے کے اوس شمع بزم خوبی کے پاس آکر پہونچا اور کہا کہ بس اب نقاب چہرہ زیبا سے ہٹاؤ زیادہ نہ ترساؤ ملکہ طوفان سبز پوش سے بھی تاب نہوسکی نقاب چہرہ سے دور کردی اسد ثانی ملکہ سے لپٹ گیا اور دونون عاشق و معشوق اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے جب بعد کچھ دیر کے ہوش آیا تو اپنی اپنی سرگذشت بیان کی جسوقت یہ بیہوش ہوئے تھے تو ملکہ سحابیہ زرین گوش کو اوسکی کنیزون نے اطلاع کی تھی اوسنے آکر ہوشیار کیا تھا اب یہ بھی موجود تھی اسد ثانی نے کہا کہ مین خوبی قسمت سے اس ملک مین پہونچا اور اس شاہزادی نے میرے حال پر رحم کیا کہ میری جان بچالی اور تم سے ملادیا ورنہ چراغ سحری ہو رہا تھا تپ فرقت نے ہڈیان سوختہ کردی تھین ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ ہمارے تمہارے دونون کی محسن ہین ورنہ یہ امر دوسری عورت سے ناممکن تھا کہ جس سے خود محبت ہو اوسکے واسطے دوسری عورت کو تلاش کرکے اوس سے ملائے نہین معلوم یہ کس دل گردہ کی آدمی ہین اب ہمارا تمہارا فرض بھی یہ ہے کہ انکے احسان کو فراموش نہ کرین تمہین چاہیئے کہ پہلے انسے عقد کرو اسکے بعد مجھسے سحابیہ بانو نے کہا یہ ہرگز نہوگا مین آپ دونون کی شادی کا انتظام کرونگی اسد ثانی خاموش بیٹھے ہین اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمہ داستان حوت آئینہ پرست کے بیان کیئے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے انتظام ملک سمرقند سے فراغت پائی تو انتظار مین بیٹھا تھا کہ ملکہ بھی آلے تو آگے روانہ ہون اور کسی اور ملک کو قبضہ مین لاؤن جو لوگ ملکہ کو اطلاع کرنے چلے تھے وہ راہ ہی مین تھے کہ دیکھا کچھ عورتین روتی پیٹتی چلی آتی ہین اوس پیامبر نے انسے پوچھا کہ تمپر کیا گذری جو اسطرح رو رہی ہو انھون نے بیان کیا کہ شبکو ملکہ خیمہ مین سے غائب ہوگئین اور دو جادوگرنیان جو انکی حفاظت کیواسطے معین تھین وہ دونون کوہ کے نیچے مری پڑی ہین اب یہ فرستادہ حوت آئینہ پرست اون سب کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے حوت آئینہ پرست کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کیطرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا ہوا مبہوت جادو نے کہا کہ

[illegible] کچھ دنون سے اسی حالت مین تھی کہ اگر سخت حفاظت اوسکی نہ کی گئی ہوتی تو وہ کبھی کی
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ذات شریف اوس تک پہونچ گئے جنھون نے جادو ترینون کو
[illegible] اور وہ انکے ساتھ [illegible] ہو گئی اوسکے چہرے سے آثار عشق و محبت ظاہر تھے
[illegible] خوبصورت آئینہ پرست کو نہایت غصہ آیا اور کہا اے سہموت جادو [illegible]
گرفتار کر لا [illegible] دیدو [illegible] سہموت جادو نے کہا کہ مین ابھی گرفتار کیئے لاتی
ہون یہ کہکر [illegible] غائب کیا اور نظرون سے پوشیدہ ہو کر روانہ ہوئی چلتے ایک صحرا
مین [illegible] ایک تپلی پیدا ہوئی اوس سے پوچھا کہ [illegible]
[illegible] بیان کیا کہ وہ ایک خدا پرست
[illegible] باغ مین اپنے شوہر کے ساتھ
[illegible] یہ سنتا تھا کہ فوراً سہموت جادو وہان سے
[illegible] جہان شب کا وقت تھا دونون عاشق و معشوق لذت
[illegible] سو گئے تھے نیز خواب بلند تھا کہ ایکمرتبہ سہموت
[illegible] ان دونون کو ایک جادو [illegible] یہ دونون اور [illegible]
[illegible] کہ چار تپلیان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آئین [illegible]
[illegible] شہر سمرقند سے پہلے اور مین تمہارے ساتھ ہون
[illegible] جسطرح جنازہ اوٹھاتے ہین اور
[illegible] روانہ ہوئین [illegible] ملکہ سہموت جادو ساتھ
[illegible] شہر سمرقند مین پہونچ گئی خوبصورت آئینہ
پرست [illegible] ملکہ سہموت جادو
[illegible] سہموت جادو [illegible]
[illegible] آنکھ کھلی [illegible] تو دیکھا خوبصورت آئینہ پرست
[illegible]
[illegible] ایک جوان [illegible] باندھے ہوئے بے خبر
[illegible] خودکشی کیا
[illegible] اچھا [illegible] آئینہ پرست کا [illegible]
[illegible] سے داغ بدنامی [illegible] ہو سکتا بہتر ہے
[illegible] یہ نہ زندہ رہین گے نہ کوئی جھگڑا باقی رہیگا اگر
[illegible] زندگی عیش سے بسر کرینگے زنانہ
[illegible] دختر شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو زندہ
[illegible] کہا کہ مین اس دختر کو بہت دوست
[illegible] خاندان کا [illegible] مین تمہاری
[illegible] سہموت جادو [illegible] خطاب کرکے حکم دیا کہ تم قتل
[illegible] اگر قتل ہون تو لاش کسی مقام پر دفن کر دیا جائیگی

قبر بنی کی جو کوئی دیکھیگا اور اوسکو معلوم ہوگا کہ یہ قبر طوفان سحر پوش [illegible]
ضرور معلوم ہوگی کہ یہ حکیم بدکاری پر قتل کی گئی تھی داغ بدنامی [illegible]
ہوئے مرگئے ہم [illegible] کیون غرق ہوا [illegible] نہ کبھی جنازہ [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ان دونو کو کسی مقام پر بچا کر [illegible]
[illegible] معلوم ہوجاتے [illegible] دونون [illegible]
[illegible] اور اوسوقت وہ مسہری [illegible]
[illegible] جس مقام پر [illegible] صاحبہ [illegible] سحر پوش [illegible]
[illegible] کھدوایا اور دفن [illegible] سحر روشن کی کہ [illegible]
[illegible] اسلئے کہ [illegible] بسبب اسکے کہ [illegible]
[illegible] مسہری کو [illegible]
[illegible] پھنکوا دیا اور [illegible]
[illegible] آئی ہوت [illegible]
[illegible] چلا دیا [illegible]
[illegible] کے وجہ سے [illegible] لگے [illegible]
[illegible] طوفان سحر پوش [illegible]
[illegible] چند روز اس مقام پر [illegible]
[illegible] اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ لیکن اب حال [illegible]
[illegible] کیا جاتا ہے کہ یہ وقت [illegible] ان دونون [illegible]
[illegible] کہ اب مین صبح کو آئینگی ملکہ طوفان [illegible]
[illegible] اوسوقت صبح کو یا [illegible] آئی کہ [illegible] دیکھین [illegible]
[illegible] پایا کہا اری مردا دین تو [illegible]
[illegible] معلوم ہوتا ہے کچھ گستاخی کی ہے [illegible] پائی گئی ہو مین [illegible]
[illegible] رعایت نہ کرنگا ستمگر بنا نہ کرنا ہم [illegible]
[illegible] دیکھا ہوگا جیسا کیا ویسی سزا پائی اب روتا [illegible]
[illegible] یہ بات نہین [illegible] شب کو بارہ بجے تک [illegible]
بارہ بجے کے ہم اپنے [illegible] مقام پر چلے آئینگے ملکہ اور شہزادہ [illegible] ایک [illegible]
[illegible] صبح کو دیکھا تو کوئی نہین نہ مسہری [illegible]
[illegible] سحر پوش کا رنگ فق ہوگیا دبی آواز سے کہا کہ [illegible]
[illegible] کہین باغ مین کسی طرف سیر کرتے ہونگے [illegible]
[illegible] ایک گوشہ [illegible] اب آپ ہی [illegible] ڈھونڈھ لیجئے [illegible]
[illegible] ہر طرف ڈھونڈھنے لگی چہار جانب تلاش کیا کہین نشان پاسی [illegible]
[illegible] وہ اپنے مطلب کے تھے اونکی معشوقہ اونکو ملگئی اوسکو [illegible]
یہان رکھکر کیا کرتے اونھین آپکا ساتھ دینا تو دراصل منظور نہ تھا جو [illegible]

کہ ہماری بیاہنے والی پریشان ہوگی یہ مرد کی ذات ہے اسمین وفا کہان اور عورت بھی ہر ایک کی سمانہ مزاج نہین ہے کہ اپنا معشوق دوسرے کے حوالے کردے وہ کیون سوت اپنے سر پر رکھتی اگر آپ ہی کی وجہ سے وہ اوس شہریار سے نہ ملی ہوتی تو آپکا بھی آپکا لحاظ نہ کرتی کہ آپ اوس سے بات چیت کیجیے آپنے جیسا کیا ویسا پایا یہ نیکی کا زمانہ نہین ہے مثل مشہور ہے کہ نیکی کا ثمرہ بدی ہے اوسی عورت نے صلاح دی ہوگی کہ بس اب چلیے چلو وہ اپنے شہر چلے گئے ہونگے یا اوسی کے ساتھ اوسکے ملک کو روانہ ہوگئے ہونگے سحابیہ بانو کو یہ سنکر اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ حرامزادیو تمہارے شہر مین لگام نہین ہے جو چاہتی ہوگی ہو یہان اونکو تکلیف کیا تھی جو وہ اسطرح بھاگ کر جاتے صحرا اون کے ٹھوکرین کھاتے خدا معلوم کیا افتاد پڑی تعجب تو یہ ہے کہ مسہری بھی نہین ہے اگر وہ چلے بھی جاتے تو کیا مسہری بھی سر پر اوٹھا لے جاتے مجھے یقین نہین کہ وہ از خود چلے گئے ہونگے الغرض سحابیہ بانو کئی دن تک پریشان رہی گھوڑے پر سوار ہوکر دو دو تین کوس نکل جاتی تھی آخرکار اسی صدمہ مین اسنے بھی تبدیل لباس کرکے سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا عیش و آرام کو بالاے طاق رکھا اور فراق اسد ثانی و ملکہ طوفان سبزپوش مین جوگی بنکر نکل کھڑی ہوئی اور سیدھی اوسی مقام پر پہونچی کہ جہان سے ملکہ کو لیکر لائی تھی جسوقت اوس صحرا سے پر ہول مین پہونچی تو سناٹا دیکھا ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھکر روتی تھی اور عبرت آمیز اشعار پڑھ پڑھکر آہین کھینچتی تھی اسیطرح پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ عورتین ہین اور بیٹھی ہوئی رو رہی ہے سحابیہ بانو کو خیال ہوا کہ یہ معلوم کس غم مین ہین چلکر ہمدردی کرنا چاہیے اور دریافت کرنا چاہیے کہ ان پر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس درد سے رو رہی ہین کہ کلیجا شق ہوا جاتا ہے جسوقت قریب پہونچی تو دیکھا بیچ مین ایک گڑھا ہے کہ وہ آگ سے مملو ہے شعلے نکل رہے ہین اور چہار طرف کچھ عورتین بیٹھی ہوئین ہین اور گلے پڑ رہی ہین کہ رہی ہین کہ ہائے ملکہ طوفان سبزپوش تو کس ظالم اور جلاد باپ کے یہان پیدا ہوئی جس نے اتنے سے جرم پر تجھے اس بیدردی سے جلاکر خاک کردیا اب ہم تجھے کہان سے لائین بس یہ سننا تھا کہ سحابیہ بانو کا رنگ فق ہوگیا جلدی سے قریب آئی دیکھا تو وہی عورتین ہین جو ملکہ کے پاس رہتی تھین جوہین قریب اونکے گئی اور پوچھا کہ کیا ہوا جو تم سب رو رہی ہو اور جان کھو رہی ہو اون عورتون نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسطرح مبہوت جادو جاکر اوٹھالائے اور اس صحرا مین لاکر دونون کو اسی تنور مین جلادیا بس یہ سنتے ہی ایک شعلہ بھڑکا جسنے ملکہ سحابیہ کی دلکو پھونک دیا اور آمادہ مرگ کردیا کہ بعد ایسے شہریار کے زندگی ہیچ ہے بس کنارے اوس تنور کے آکر کہا کہ افسوس آپ دونون صاحب تو راہی جنت ہوے اور ہمکو یہان تنہا چھوڑ دیا اپنے جانے سے آگاہ بھی نہ کیا کیون اے ملکہ طوفان سبزپوش شرط وفا یہی تھی تم

کہتی تھین کہ اب ہمارا تمہارا قیامت تک ساتھ ہے مگر دو چار دن بھی ساتھ نہ دیا خیر کیا یاد کرو گی لو ہم بھی تمہارے ہی پاس آ لیتے ہین بعد تمہارے ہمکو بھی اس دنیا فانی مین رہنا منظور نہین ہے یہان بھی تمہاری خدمت تھے وہان بھی کنیزی کرینگے مگر ساتھ نہ چھوڑینگے یہ کہہ کے کچھ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیئے اشعار

جاے عبرت سراے فانی ہے
مورد مرگ ناگہانی ہے

مسجد طائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان

عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے

گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے

ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا

بوئے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر

اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
ایک فقط نامی نام باقی ہے

یہ اشعار اسطرح سحابیہ دردر گوش پڑھ رہی تھی کہ تصویر موت پیش نظر تھی اب رقت سلب ہوگئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے دیوانون کی سی کیفیت اسکی ہوگئی تھی وہ عورتین جو پہلے رو رہی تھین سحابیہ بانو کی حالت دیکھکر رونا اپنا بھول گئین کہ یہ کونسی درد رسیدہ ملک کی جانے والی آئی اسکو تو کبھی دیکھا بھی نہ تھا چاہتی تھین وہ سب کہ کچھ حال سحابیہ دردر گوش کا بیان کرین کہ اسنے اپنے کو بھی اوسی غار مین گرا دیا اور شعلے اسکے جسم سے لپٹ گئے اس واقعہ جانگزا پر وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین اور رو پیٹ کر جسطرف سے آئی تھین اوسی جانب چلی گئین اب یہ داستان اسی مقام پر چھوڑ کر

چند کلمہ داستان شوکت نشان دردریاے فتوت و انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے بیان کیئے جاتے ہین۔

کہ یہ شیر بیشۂ شجاعت یعنے اسد دلاور ملک ہندوستان سے بطرف گیلان روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ منزل بمنزل آتے آتے ایک صحرا مین پہونچے کہ یہان سے گیلان ایک منزل ورباقی رہگیا تھا یہان پہونچکر شام ہوگئی تھی اسد غازی نے قیام کیا قزاقون نے کمل تان تان کر خیمون کا کام لیا اور اسد غازی کیواسطے ایک چھوٹا سا خیمہ بپا کر دیا شب بسر ہوئی صبح کو مسالہ صبح سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسد غازی نے قصد کوچ کیا تھا کہ شاستہ سپہسالار بنلی نے آکر عرض کی کہ حضور یک لخت راہروی کرنے مین ہلاکت کا خوف ہے اسلیئے کہ اب نہ وہ سن ہے جو ایسی تکلیفین برداشت ہو سکین نہ کوئی شدید ضرورت پائی جاتی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدھ روز اسی مقام پر قیام کیجیئے جسوقت کسل راہ برطرف ہوے تو گیلان کیجانب کوچ فرمایئے اسد غازی نے کہا کہ بحمد اللہ مجھے تو اسوقت تک وہی ولولہ باقی ہے جو اوس سن مین تھا باقی اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو ٹھہر جاؤ دو ایک روز مین کسل برطرف کرکے چلنا مین تو تکلیف کو ہمیشہ راحت سمجھا کیا ہون لشکر صاحبقران مین بہت کم رہا ہمیشہ جنگلون اور

دیا اور [illegible] اس وقت بھی اٹھا ہے کہ پیچھے کیسے بادشاہ دنیا سے اٹھ گئے اور اولاد کا بھی
پتا نہیں [illegible] غفلت [illegible] کی وجہ سے نہیں گیا آخر ایک آدھ روز میں زیادہ نقصان
نہیں ہے اب [illegible] اور سب ایک جگہ جمع ہو کے دور چلنے لگا جو
آنحضرت کے [illegible] تھے [illegible] سے بہت کم ہوئی یا ان العمر اور فقر کی بوجہ
[illegible] معروف [illegible] ابن ادریس کی حد سے زیادہ [illegible]
کی اور [illegible] ادریس بن اندلس
نے کہا [illegible] تو کیسی [illegible] جو باتیں میرے کہنے [illegible]
[illegible] ہے جس وقت [illegible] دیکھا جائیگا یہ کلمات شہزادہ شیر دل
کو [illegible] کہا شہزادے [illegible] کہ کوئی سخت وقت آجائے [illegible] عقل کم
ہو [illegible] ان خیالات [illegible] بھی [illegible]
سمجھ کر [illegible] بات [illegible] آخر [illegible]
[illegible] اگر دوسرا ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا اور [illegible]
ہو کر [illegible] ادریس بن اندلس نے کہا یہ سب
[illegible] ایسے ایسے کام کر گذرے ہیں [illegible]
[illegible] انسان [illegible] اسقدر آجاتی ہے کہ دوسرے کو
[illegible] شہزادہ قاسم شیر دل نے [illegible] محنت کریگا [illegible]
[illegible] ضرورت نہیں ہے جیسی عقل ہو اور جسقدر محنت کریگا اسقدر
[illegible] استاد [illegible] اور شاگرد کر گذرتے ہیں اگر چہ قاسم نے
[illegible] ادریس بن اندلس کو [illegible]
[illegible] قلعہ گیر سے جنگ مشہور ہو سکے
[illegible] قلعہ فتح کیا [illegible] قاسم شیر دل اٹھ کھڑا ہوا اور اسد دلاور
سے [illegible] قلعہ [illegible] نے کہا نہایت مستحکم ہے کیا آپ مجھے اجازت
دیں [illegible] اسد [illegible] نے اجازت دی قاسم شیر دل نے
[illegible] اسکے تیسرے روز قلعہ فتح ہو جائیگا
[illegible] سے آراستہ ہو کر [illegible] روانہ ہوا جاتے
[illegible] قاسم [illegible] شکل و شمائل تبدیل کر کے داخل
[illegible] ایک شخص غریب [illegible] عجب حال
[illegible] سے چلا آتا ہے [illegible] وانئون میں پڑے
ہوے [illegible] ہوئی کمر سے ایک میلی
[illegible] ایک [illegible] پاؤن میں ایک لاہوری جوتا
[illegible] سے [illegible] کرتا چلا جاتا ہے
[illegible] جلدی سے آگے بڑھکر سلام
[illegible] آدمی [illegible] کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے جواب دیا کہ

آئے ہیں مطلب کا ہوں اوس نے پوچھا تیرے کس مطلب کا ہے کہا کہ میں ایک نامی حقہ بردار کا بیٹا ہوں اور خود بھی اس کام کو خوب جانتا ہوں داروغہ بیگماتی خانہ کو اسطرف توجہ کمی کے ساتھ ہوئی کہا کہ اگر تو اس کام کو خوب جانتا ہے تو اس حال خراب سے کیوں ہے کہا کہ تیرے شہر میں کوئی میرا قدردان نہیں ہے اوسنے جواب دیا کہ قدردان تو بہت ہیں لیکن اسکا ایک خزانچی قصہ ہے آپکا دماغ پریشان ہوگا اہل کمال ہمیشہ پریشان رہتے ہیں اور زمانے نے اونکو ہمیشہ ستایا ہے اگر آپ کو یقین نہیں ہے میں ایک چلم بھر کر پلاتا ہوں آپ نوش کریں معلوم ہو جائیگا کہ میں کیسا ہوں قابل خدمت دربار کے ہوں یا نہیں ہوں داروغہ نے اوسکو اپنے ساتھ لیا اور اپنے جائے قیام پر آیا کہا بھر حقہ دیکھوں تو کیسا کامل ہے اس مرد غریب صورت نے ایک حقہ اوٹھا لیا اور اوسے تازہ کیا چلم بھرنے کے وقت اپنی جھولی سے تنباکو نکالکر اوسمیں رکھا اور آگ رکھکر تھوڑی دیر دم دیا اوسکے بعد سامنے داروغہ کے حقہ لگا دیا اور داروغہ حقہ پینے لگا اب ہلکا ہلکا دھوان نکلنے لگا مگر دھوان بھی ٹھنڈا اور خوشبو بھی۔ اوسنے اپنی عمر میں ایسا حقہ نہ پیا تھا نہایت خوش ہوا پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے عرض کیا کہ غلام کو نسیم حقہ بردار کہتے ہیں اور باپ میرا قسیم حقہ بردار تھا یقین تو ہے کہ حضور نے نام سنا ہوگا داروغہ نے تعجب میں آکر کہا کہ ہاں وہ بہت مشہور آدمی تھا اور نہایت عمدہ ساقی تھا مگر تو بھی کامل ہے اوس سے کم نہیں ہے یہ سنکر نسیم حقہ بردار نے منہ پر طمانچے لگائے اور کہا کہ میں بھلا اونکا کیا مقابلہ کر سکتا ہوں یونہی تھوڑا بہت حقہ بھر لیتا ہوں اونھیں کا تصدق ہے وہ عجب کمال کے آدمی تھے اونکی جو جو نقلیں سنی ہیں وہ قیاس سے باہر ہیں ایک روز حاکم قلعہ نے کمہار سے فرمائش کی کہ ایسا حقہ پلاؤ کہ فوراً بھوک معلوم ہونے لگے اونھوں نے کہا بہت خوب اور حقہ بھر کر پیش کیا اونھیں ایسی بھوک معلوم ہوئی کہ سیر بھر کی ٹکیا ڈیڑھ سیر کباب کھا گئے اور پھر بیٹھ تالی تھوڑی دیر کے بعد پھر کھینچا گھبرانے لگے اور من بھر کھا گئے اور پھر بھوک سے پیٹ میں الگ آگ لگی ہوئی تھی کھانا پیٹ میں گیا اور ہضم ہو گیا آخرکار اونھوں نے کہا کہ ہم اس بھوک سے باز آئے اب ایسا حقہ پلاؤ کہ بھوک جاتی رہے بس خداوند اونھوں نے دوسرا حقہ جو پلایا تو ایسی بھوک غائب ہوئی کہ اونھوں نے تین دن کھانا نہ کھایا آخرکار اونھوں نے کہا کہ بیشک تم اپنے فن میں کامل ہو مگر اب ایسا حقہ پلاؤ کہ طبیعت اعتدال پر آجائے پھر والد ماجد نے تیسرا حقہ جو پلایا تو [illegible] اوسوقت بھوک لگی اور جسقدر کھانا کھاتے تھے اوسیقدر کھایا والد کو [illegible] انعام و خلعت عطا فرمایا افسوس کہ زمانے کی گردش نے مصیبت میں مبتلا کیا اس نوبت کو پہنچا دیا کہ ہم ٹھوکریں کھاتے ہوئے یہانتک آئے اور اس حال سے ہیں کہ ہمارے نوکر بھی ہم سے اچھے ہونگے یہ کہکر بسورنے لگا داروغہ نے کہا کہ جب بادشاہ بھی مہربان تھا یہ تباہی کیوں پڑی اوسنے کہا حضور بادشاہوں کی مہربانی بھی بری ہوتی ہے جو چیز حد سے بڑھ جاتی ہے اوسمیں خرابی پڑتی ہے یہ سنکر اور ہم پیشہ جلنے لگے تھے اونھوں نے بادشاہ

سے کہدیا کہ آپ کافر کے ہاتھ کا حقہ پیتے ہین بادشاہ نے حال مذہب کا دریافت کرکے والد
ماجد سے پوچھا کہ کیا تم لتا پرست ہو اونھون نے کہا کہ حضور ہان جو باپ دادا کا مذہب
تھا وہی ہے ہم ایسے لوگ تو ہین نہین کہ جیسا زمانہ دیکھین ویسا مذہب اختیار کرین
بادشاہ بدھا پرست تھا اوسنے پہلے بہت سمجھایا کہ تم مسلمان ہوجاؤ جب اوس
شخص کے باپ نے نہ مانا تو بادشاہ نے اوسکو قتل کیا گھر لوٹ لیا مان میری چھپ کر
بھاگ کھڑی ہوئی میرا سن کم تھا اوسنے یہان درہ کوہ مین آکر بود و باش اختیار
کی اور مجھے پرورش کرکے میرا آبائی کام مجھے تعلیم کیا جو کچھ اسباب ساتھ لیکر
نکل آئی تھی وہ اتنے دنون مین صرف ہوگیا اور فلاکت پڑنے لگی کہین صورت روزگار
ہی نہ نکلی آخرکار مین نکل کھڑا ہوا اور یہانتک پہونچا اب یہ فلاکت بغیر کسی
رئیس تک رسائی ہوئی دور نہین ہوسکتی اور رسائی رئیسون تک بغیر حالت درست
ہوئے محال ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ تقدیر برگشتہ ہے اور اب اسی حال مین
بسر ہوگی مین نے یہ بھی ایک ڈھٹائی اور بے غیرتی کی جو حضور کو سلام کیا لیکن
حضور بھی ایسے رحم دل تھے کہ میرے حال پر مہربانی فرمائی اور مجھکو اپنے ہمراہ
لے آئے ورنہ اکثر لوگون نے تو میری حالت دیکھکر مجھسے کراہت کی اور دتکار
دیا بھلا حال کون پوچھتا داروغہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا کہ تم اس
صحبت مین رہو ہم سب انتظام کیئے دیتے ہین اور تمکو اپنے بادشاہ کی خدمت مین
لے چلین گے اوسکو حقہ کا نہایت شوق ہے ہر وقت حقہ منہہ سے لگا رہتا ہے
یہانتک کہ سونے سے جو اٹھتا ہے تو حقہ مانگتا ہے یہان کسی کو ایسا عمدہ حقہ بھرنا نہین
آتا وہ یقینی تمکو خلعت سرفرازی دیگا مگر ایسا ہی حقہ اوسکو بھی پلانا جیسا مجھے پلایا تھا
اسنے عرض کیا حضور اوس حقہ کی کیا حقیقت تھی ایسا حقہ بھرون کہ تخلخلے بند ہوجائین
اسکے بعد داروغہ نے اپنے آدمی سے کہا کہ اسے نہلا دھلا کر اچھے کپڑے پہناؤ اور
ایک تھیلہ شالباف کا توبے وغیرہ رکھنے کے لیئے اسکو دید و جب یہ سب سامان
درست ہوگیا تو ایک بھاری دوشالہ اسکی کمر سے بندھوایا اور ایک کلاہ درباری
سر پر پہنائی اور ایک اشرفی ہاتھہ مین دی کہ یہ نذر دینا بعد اسکے اپنے ہمراہ
لیکر داخل قلعہ ہوا اور اس حقہ بردار کو تمقام شیرزور کی خدمت مین پیش کیا
اسنے سلام کرکے نذر دی تمقام نے پوچھا کہ یہ کون ہے داروغہ نے عرض کی یہ ایسا
شخص ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حضور کا اقبال تھا کہ ایسا شخص آپکے شہر مین آگیا
آپکو حقہ کا نہایت شوق ہے اور یہ حقہ ایسا بھرتا ہے کہ اسکا مثل نہین ہے حضور ایک
حقہ اسکے ہاتھ کا بھرا ہوا نوش کرین تو یقین ہے کہ پھر کسی کے ہاتھہ کا حقہ مزا نہ دے تمقام کو
اشتیاق ہوا کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ بیچوان کی چلم بھرے اسنے تسلیم کرکے چلم ہاتھ مین لی
اور عرض کی کہ حضور کس خوشبو کا حقہ پسند کرتے ہین تمقام نے کہا کہ حقہ کے خوشبو کا
تو کوئی خاص نام نہین ہے جسے مین بتاؤن اسنے کہا کہ خوشبو تو ہر حقہ مین
ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہین ہوا اگر حکم ہو تو حقہ سے گلاب کی خوشبو

آئے کہتے بیلے کی مہک نکلے کیئے خس کی نکہت سے دماغ مین خنکی پہونچے اور اگر ارشاد ہو تو مشک وعنبر کی خوشبو پیدا ہو جس خوشبو کی فرمایش ہو ویسا حقہ بھر دون قمقام شیر زور کو نہایت تعجب ہوا کہ حقہ مین اور پھولون کی خوشبو یہ اسی سے سُنا ورنہ ایسا دعوی آجتک کسی نے نہ کیا قمقام شیر زور نے کہا اچھا یہ جوان تو موتیے کی خوشبو کا بھر دو اُسکے بعد اور کسی پھول کے خوشبو کا حقہ بھرنا نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بہت خوب اوسی وقت چلم تیار کی صرف تو اپنی جھولی سے نکالکر جما دیا تھا اور آگ عجیب اندازہ سے رکھی تھی کہ نہ حقہ گھُس رہے اور نہ بھڑک نے پائے جسوقت یہ چلم درست کر کے قمقام کے سامنے لگا چکا تو اور چلمین تیار کین جن لوگون کو قمقام شیر زور کے سامنے حقہ ملتا تھا اونکے سامنے پیش کر دین حقون نے دم کھایا اور اب تھوڑی دیر کے بعد طرح طرح کی خوشبوئیں آنے لگین اب ایک ایک دو دو کش سب نے حقہ پیا سب چلمین مختلف خوشبو کی تھین اب جو دھوان ملتا ہے تو عجیب مجموعہ بنا تھا کہ سب مست ہو گئے اور تعریف کی قمقام شیر زور نے بہت بھاری خلعت دیا اور کہا کہ ہم نے تمکو بھنڈی خانہ کا داروغہ مقرر کیا نسیم حقہ بردار نے خلعت تو لے لیا مگر داروغہ صاحب اپنے دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ مین ناحق اسکو لایا خود کردہ را علاج نیست اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری کہ میرا عہدہ چھین کر اسکو مل گیا لیکن نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام محسن کش اور نمک حرام نہین ہے یہ داروغہ صاحب جو کھڑے ہین یہ میرے محسن ہین انھین کی بدولت مین حضور تک پہونچا لہذا مجکو انکا ماتحت رکھیئے اور یہ میرے افسر رہین قمقام شیر زور نے کہ مجھے اختیار ہے مین جسے چاہون جو مرتبہ دون تجھے اسمین کیا دخل ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ غلام کی شرافت مین داغ لگے گا مین ایسی نوکری سے باز آیا چاہے حضور قتل کرین یا بخشین مجھ سے محسن کشی کبھی نہو گی یہ سنکر داروغہ صاحب تو اس سے نہایت خوش ہو اور بادشاہ نے بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ دوبارہ میرا اصرار تیرے صرف کے امتحان کے لیئے تھا شاباش و مرحبا اچھا تو اسی کے ماتحتی مین کام کر لیکن تنخواہ ہم نے اوس سے زیادہ مقرر کی کہا اسکا مضائقہ نہین ہے از بسکہ گرما تھا اور پنکھے جھلے جا رہے تھے نسیم حقہ بردار ہنسا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو چلمین بدل دون اور اور چلمین بھر کر حقون پر لگا دون پھر دیکھیئے کیا لطف آتا ہے بادشاہ قلعہ نے اجازت دی اس نے چلمین پلٹ دین اور توے بدلکر حقہ بھر کے اور سامنے لگا دیئے اب جو ان حقون کو سب نے پیا تو عجیب طرح کی خنکی محسوس ہوئی کہ پنکھے موقوف کرا دینا پڑے بلکہ کچھ اوڑھنے بیٹھنے کی ضرورت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ فصل ہی بدل گئی جن لوگون کو حقہ نہین ملا تھا وہ تو اوسی طرح پسینے مین غرق تھے پنکھا موقوف ہونا اونکے خلاف گزرا تھا اور پریشان ہو رہے تھے سب نے نہایت تعریف کی

اور کہا کہ تو اپنے فن مین کامل ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو پھر چلمین بدل دون قمقام شیر سوار نے کہا کہ بہتر نسیم حقہ بردار نے پھر چلمون کو بدلا ہر مرتبہ یہ تو اچلم کا بدل دیتا تھا اب جو ان حقون کو پیا تو عجیب طرح کی خوشبو نکلی دماغ معطر ہو گیا اور نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی محسوس ہوئی ایک اعتدال کی حالت تھی قمقام شیر زور نے اسے دوسرا خلعت عنایت کیا اسنے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو مین یہ خلعت اور روپیہ اپنی والدہ کو دے آؤن کہ فلاکت دور ہو اور وہ بھی جانے کہ بیٹا میرا کیسی شاہ و شہریار کے دربار مین پہونچا اور جس وقت واپس آؤن تو کوئی مجھے روکے ٹوکے نہ کیونکہ میرے ہم پیشہ یقینی مجھ سے جل گئے ہونگے اونکے دلون سے دھوئین اوٹھ رہے ہونگے ایسا نہو وہ مجھے نہ آنے دین اور مجھ سے ضامن طلب کرین اور رسائی میری حضور تک محال ہو جائے قمقام شیر زور نے دوسو روپیہ اور دیئے کہ یہ ہماری جانب سے اپنی مان کو دینا اور حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اسے روکنے ٹوکنے کا قصد نہ کرے ورنہ سزائے سخت ملیگی اور اے نسیم حقہ بردار اگر تجکو کسی کیطرف بدگمانی ہو کہ یہ شخص مجھ سے کاوش رکھتا ہے اور یہ بدی سے پیش آئیگا تو مین اسیوقت اوسکو نکالدون نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ نہین حضور اسکی ضرورت نہین ہے جب مالک مہربان و قدردان ہے تو کوئی دشمنی کرکے میرا کیا بنا لیگا کچھ اپنا ہی بگاڑیگا مین یہ بھی نہین چاہتا ہون کہ میری ذات سے کسی کی روزی مین خلل واقع ہو یہ سنکر قمقام شیر زور اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ اب جاؤ اور اپنی مان کو روپیہ دیکر جلد واپس آؤ کیونکہ مجھے حقہ کی تکلیف ہوگی اور اب سوا تمہارے کسی کے ہاتھ کا بھرا ہوا حقہ مزا نہ دیگا نسیم حقہ بردار سلام کرکے رخصت ہوا اور باہر آکر داروغہ کے سامنے وہ خلعت اور روپیہ رکھدیا کہ یہ آپ ہی کے بدولت ملا ہے آپ ہی اسکی مالک ہین داروغہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ مین تجھ سے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے مالک کو خوش کیا یہ مال و دولت تجھے مبارک مجھے اسکی خواہش نہین یہ کہکر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین نسیم حقہ بردار رخصت ہو کر صحرا مین آیا اور کسی مقام محفوظ پر وہ خلعت و زر دفن کردیا اور آپ پھر آکر اپنے منصب کے موافق کام کرنے لگا قمقام شیر زور نے پوچھا کہ بیٹے ہو آئے تم تو بہت جلد آگئے اچھا کیا مین نے اوسوقت سے حقہ بھی نہین پیا جس وقت سے تم گئے نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام بھی اسی خیال سے وہان

ایک دم نہین ٹھہرا کہ مالک میرا حقہ کیواسطے بیچین ہوگا حالانکہ مین انتظام کر گیا تھا کہ چلمین لگا کر رکھ گیا تھا اگر دو روز نہ آتا تو بھی حضور کو تکلیف نہوتی مگر مجکو تو خود ہی بغیر حضور کے قرار نہین ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت پاس بیٹھا ہوا حقہ پلایا کرون قمقام شیر زور اسکی باتون سے نہایت خوش ہوتا ہے اب اسنے دو روز اسطور سے گزارے کہ یہ ہر وقت حاضر رہتا ہے جب سونے کا وقت آتا ہے تو وہین کہین پڑ رہتا ہے اور وہ حقہ بردار جو اسکے پیشدست ہین وہ جاگا کرتے ہین چلمین بھری رکھین رہتی ہین جسوقت قمقام شیر زور حقہ طلب کرتا ہے وہی لوگ حقہ پلا دیتے ہین اب اس عرصہ مین اسنے یہ انتظام کیا کہ رات کو ایک بجے دو بجے جسوقت دکھن مین آئی پھاٹک کھلوایا رات بھر مین دس بارہ بارہ مرتبہ بیکار کو اندر سے باہر جاتا ہے اور باہر سے اندر آتا ہے کبھی کوئی شئے اندر سے باہر لیجاتا ہی کبھی کچھ باہر سے اندر لے آتا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ دیکھون کوئی مجکو روکتا ٹوکتا تو نہین جب دو ایک روز مین اسے اچھی طرح سے اطمینان ہوگیا تو ایک شب کو اسنے ایک گٹھری لا کر کونے مین رکھدی اور وقت کا منتظر ہوا اور دل مین سوچا کہ اب مار لیا جاتا کہان ہے قمقام شیر زور حسب دستور و معمول آج بھی دربار برخاست کر کے خوابگاہ مین آیا اور حقہ طلب کیا نسیم حقہ بردار نے حقہ بھر کر سامنے لگا دیا قمقام شیر زور حقہ پیتے پیتے سو گیا معمول یہان کا یہ ہے کہ چار سردار پلنگ کی حفاظت کرتے ہین اور پہرہ دیتے ہین جب نسیم حقہ بردار نے دیکھا کہ قمقام سو گیا ہے تو اسنے ایک اور چلم چڑھائی اور وقت کا منتظر ہوا حسب عادت بعد تھوڑی دیر کے قمقام شیر زور کی آنکھ کھلی اور اسنے حقہ مانگا نسیم حقہ بردار نے اوسی چلم پر آگ رکھکر پیچوان پر لگا دی قمقام شیر زور نے دو ایک گھونٹ پئے ہونگے کہ سو گیا اور نفیر خواب بیہوشی بلند ہوئی جب نسیم حقہ بردار نے سمجھ لیا کہ اب بغیر صبح کے ہوشیار نہین ہو سکتا تو حقہ اوٹھا کر اون سردارون کے سامنے لایا جو پہرہ پلنگ کا دے رہے تھے اون لوگون نے حقہ پینے مین تامل کیا اور کہا کہ اے نسیم حقہ بردار اگر مالک ہمارا اوٹھیگا تو ہمین بے تہذیب بنائیگا اور تجھپر تو خاطر خواہ عتاب آئیگا ایسی بات نہ کر کہ ہماری وجہ سے تو معتوب ہو نسیم حقہ بردار نے کہا کہ خداوند یہ تو آپ جانتے ہین کہ میرا حقہ کیسی کیسی تاثیر رکھتا ہے سب نے کہا کہ چشم دیدہ بات سے کیونکر قائل نہون بیشک تیرے حقہ مین ہر قسم کی تاثیر پیدا ہوئی ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بس اطمینان رکھئین آج مین نے ایسا حقہ بھرا ہے کہ جو پی لیگا وہ اسقدر غافل ہوکر سوئیگا کہ بغیر ہوشیار کئے ہوئے پھر نہ جاگیگا بیٹھے بیٹھے

خیال آیا کہ آپ لوگ جاگ رہے ہین اور پریشان ہین اس خوف سے سو نہین
سکتے کہ ایسا نہو مالک جاگ اوٹھے اور ہمین سوتا ہوا دیکھکر ہم سے ناراض ہوجائے
ورنہ پہرے کی ضرورت کیا ہے کون ہے جس کے خوف سے پہرہ چوکی قایم
کیا جائے پرندہ پر تو مار نہین سکتا ہے فقط قاعدہ اور دستور کی پابندی
ہے اون لوگون نے کہا کہ ہان اور رکھا کیا ہے یہان کون دشمن بیٹھا
ہوا ہے جسکا خوف ہے لیکن تابعداری بڑی سخت ہوتی ہے
نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ بس مین نے اسی خیال سے
یہ نیند لانے والا حقہ بھر کر پلایا کہ بادشاہ بھی چین سے سوئے گا
اور آپ لوگ بھی اطمینان سے سو رہین پہلے آپکو جگا لونگا تو اوسکے
بعد بادشاہ کو جگاؤنگا یہ سنکر وہ لوگ نسیم حقہ بردار
سے بہت خوش ہوئے اور ایک ایک روپیہ چارون سردارون
نے انعام کا دیا اور کہا کہ یہ کیا شخص ہے جسکو ہر ایک کی راحت
رسانی کا خیال ہے اور سب نے حقہ پیا یہانتک کہ یہ چارون
بیہوش ہو گئے اب نسیم حقہ بردار نقلی یعنی ضرغام شیر دل
نے وہی چلم ایک مدار نے حقہ پر رکھکر خدمتگارون کو بھی پلائی یہ سب
بھی بیہوش ہو گئے دھوان جو اسکا مہکا پہرے والے بھی اندر
چلے آئے اونھون نے حقہ پیا یہانتک کہ جس نے حقہ پیا وہ بیہوش
ہوا جب ضرغام شیر دل نے دیکھا کہ اب سب کے سب
بیہوش ہین گویا سانپ سونگھ گیا ہے بس اس نے خنجر کمر سے
نکال کر اون چارون سردارون کو تو قتل کیا جو پہرہ پلنگ کا
دیتے تھے اس کے بعد پشتارہ قمقام شیر زور کا باندھ کر
پشت پر لگایا اور باہر نکلا دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے ہر خیمہ ڈیرے
سے صفیر خواب بلند ہے یہ راہ کو طے کرتا ہوا دروازہ قلعہ پر آیا
اور دربانون سے کہا کہ دروازہ کھولدو مجھے ایک ضرورت ہے مین باہر
جاؤنگا دربانون نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور پشتارہ کو دیکھکر کہا کہ یہ
وہی گٹھری ہے جو دن کو تم لائے تھے ضرغام شیر دل نے کہا ہان
یہ بھرم کی گٹھری ہے حال اسکا تمپر کھل جائیگا اور بہت جلد ظاہر ہوجائیگا
ابھی دروازہ نہ بند کرنا مین گٹھری رکھکر ابھی آتا ہون دربانون
نے کہا اچھا اور یہ سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے کچھ پوشاک وغیرہ اسے
خلعت مین عنایت ہوئے ہین وہی یہ لئے جاتا ہے اپنے مکان پر
رکھکر پھر واپس آجائیگا کیونکہ اسکو اکثر خلعت ملے ہین اور یہ
اسی طرح گیا ہے اور خلعت اپنے گھر مین دے کر واپس آیا ہے
ہم لوگون سے اس غرض سے چھپاتا ہے کہ کچھ دینا نہ پڑے تو اوسکی ہین

پروا نہین ہے جانے بہی دو یہ لوگ تو خاموش ہو رہے اور دروازہ کہولے ہوگے
انتظار مین بیٹہے ہین اور ضرغام شیر دل جو پشتارہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا سیدہا
اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا جلد ہی جلدی رہروی کرتا ہوا اور پاے شاطری مارتا
ہوا چلا جاتا ہے کہ جلد تک اپنے لشکر مین پہونچ جاؤن ایسا نہو اہل قلعہ آگاہ
ہوجائین اور تعاقب کرین یہان اسد دل اور بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت
کی اور وظیفہ پڑہتے ہوئے خیمہ سے نکلکر ٹہلنے لگے معروف بن اسد
اور غضنفر بن اسد اور ادریس بن اندلس بہی آگئے ذکر
ضرغام شیر دل کا ہونے لگا معروف بن اسد نے کہا کہ آج
تیسرا روز ہے اور ضرغام شیر دل ابہی تک واپس نہین آئے خدا
نکردہ گرفتار تو نہین ہوگئے اسد غازی نے فرمایا کہ ضرغام ایسا نہین ہے
اگر حال کہل بہی جائیگا تو لڑ بہڑ کر نکل آئیگا اسواسطے کہ میری طرح وہ بہی نظر کردہ
ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ چچا صاحب کو غصہ آگیا اور اپنے
تہے مین نکل گئے کیا نہو کوئی آفت آ پڑی ہو اگر اجازت ہو تو مین جاؤن
اسد غازی نے کہا کہ آج اور انتظار کرلو اگر ضرغام شیر دل آج
اور نہ آیا تو کل مین خود چلونگا یہی باتین تہین کہ سامنے سے مہتر ضرغام
شیر دل پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور سامنے اسد کے پشتارہ رکہدیا
اسد غازی نے مسکرا کر فرمایا کہ کہو شیر یا بہیڑ ضرغام شیر دل نے
عرض کی غلام آپکا ہمیشہ شیر رہتا ہے بہیڑ کبہی بہی ہوا ہے جو آج ہی ہوتا
اسد غازی نے فرمایا کہ اس پشتارہ مین کون ہے ضرغام
شیر دل نے عرض کیا کہ قمقام شیر زور حاکم قلعہ اسد
دلاور نے کہا کہ ستون بارگاہ سے اسکو باندہکر ہوشیار کردو جسوقت
ضرغام شیر دل نے پشتارہ کہولا اور نظر ادریس بن اندلس
کی پڑی دل مین قائل ہوا اور کہا کہ عموجان سبحان اللہ بیشک فن عیاری آپ
کے واسطے خلق ہوا ہے مین ایسا نہ سمجہتا تہا آج آپ نے دادا صاحب کی
عیاری کا مزا دکہا دیا میری گستاخی معاف فرمائیےگا ضرغام دل نے کہا بابا یہ
سب تمہارے ہی بزرگون کا صدقہ ہے یہ میری تعریف بہی او نہین تو کون کی تعریف
ہے جنکے فیض تعلیم سے مین اس قابل ہوا تم میرے مرشد زادے ہو مین تمہارا
مقابلہ نہین کرسکتا تم اس سے بہتر عیاری کرسکتے ہو مگر چونکہ تمہارے منہہ سے تمہارے
سن کے خلاف بات نکلی تہی اس سے مجہے بہی ناگوار ہوا کہ اگر غیر سنیگا تو
ہنسے گا گویا یہ بہی تمکو ایک تعلیم ہوگئی تاکہ آیندہ کسی کے سامنے ایسی گفتگو
زبان پر نہ لاؤ ادریس بن اندلس کو یہ خیال آیا کہ افسوس آقا
تیرا نہین معلوم کس حالت مین ہے چلکر اوسکی خبر لینا چاہیئے یہ سونچکر
خیمہ سے باہر نکلا اور جانب زنگبار روانہ ہوا کہ وہین اس نے

اسد ثانی کو چھوڑ اے اقتاب اسے تو دو سطر ب باسے دیکھئے اول حال قمقام
شیر زور کا سنیئے کہ جسوقت ضرغام شیر دل نے اسکو ستون بارگاہ
سے باندھکر ہوشیار کیا تو اس نے چونکنے مین آواز دی کہ نیم حقہ لاؤ
ضرغام شیر دل نے آواز دی کہ او گبر ناہنجار ہوشیار ہو کہ منم مہتر
ضرغام شیر دل عیار اسد غازی آنکھ کھول اور پردے غفلت کے
ہٹا دیکھ وہ سامنے شہریار عالیوقار میر انشریت فرما ہے سلام کر قمقام شیر زور
نے گھبرا کر آنکھین کھولدین تو مکان غیر کو دیکھا اور اپنے کو ستون بارگاہ سے بندھا
ہوا پایا سامنے اسد غازی کو دنگل شوکت پر متمکن دیکھا بس قمقام
شیر زور نے کہا اے اسد دلاور تیری جرات و بہادری سے یہ امر بعید
ہے کہ تو نے عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا خود مقابلہ سے باز رہا یہ کونسی
شان جرأت و ہمت ہے اور اسطرح کسی سردار کی حرمت لینا کس مذہب مین
روا ہے یہ سنتے ہی اسد غازی نے فرمایا کہ قید اسکی کاٹ دو اور
ستون سے کھولکر رہا کردو اب اسکو اسی کے قلعہ کے سامنے سر میدان باندھکر
لاؤنگا یہ سنتے ہی ضرغام شیر دل نے جلدی جلدی قید اسکی کاٹ دی اور ستون
بارگاہ سے کھول کر رہا کردیا قمقام شیر زور کو حیرت ہوگئی کہ اسد
بڑا بہادر ہے جو دشمن کو قابو مین کرکے پھر چھوڑ دیا یقینی یہ میدان جنگ مین
بھی مجھکو زیر کرلے گا اور اگر ایسا نہوتا تو ان سرداروںکا حالم کیونکر ہوتا پہلو مین
اس کے کیسے کیسے بہادر شہرہ آفاق بیٹھے ہوئے ہین کہ روئے
زمین پر جسکا مثل مشکل سے دستیاب ہوگا بس یہ خیال کرکے قدمون پر اسد
غازی کے گر پڑا اور کہا کہ کیا مجال ہے میری جو آپ سے سامنا کرسکون یہ
دیکھکر اسد غازی نے سر اسکا سینے سے لگالیا اور فرمایا کہ اے
برادر پہلے مقابلہ کرلو پھر اطاعت اختیار کرنا بغیر امتحان کے کمزور بنجانا
تو ٹھیک نہین اسوقت نہ سہی دوسرے وقت تمکو یہ خیال گزرے گا
کہ شاید مین اسد کو زیر کرلیتا تو حوصلہ تمہارا باقی نہ رہجائے اور
علاوہ اسکے ایک اس سے زیادہ سخت و اہم مسئلہ ہے وہ یہ کہ تمکو مین
تلقین دین اسلام نہین کرسکتا اور تم کیون منظور کرنے لگے قمقام
شیر زور نے کہا کہ سپاہی کو سپاہی خوب پہچانتا ہے
اگر مین مقابلہ کرونگا تو ضرور ہی آپ مجھکو زیر کرلین گے اور مذہب
بھی آپکا برحق ہے اس لیئے کہ مین نے واقعات آپ کے اول سے سنے
ہین کہ پہلے آپ کمزور رہتے مگر جب سے نظر کردہ ہوے ہین اسوقت
سے آپکے زور کی انتہا نہین ہے اگرچہ ایسے سو بھی آپ سے مقابلہ
کرین گے تو آپکا کچھ نہین کرسکتے آپکا دین متین برحق ہے اب جلد کلمہ
طیبہ تلقین فرمائیے مین خوف خونخوار بن دجال سے کافر بنا ہوا تھا

ورنہ در اصل مین مذہب بت پرستی کو برا جانتا تھا یہ سنکر اسد غازی نے
کلمہ تلقین فرمایا اور مقام شیر زور از سر صدق مسلمان ہوا اسد
غازی نے اسکو غسل کرایا خلعت بیٹھنے کو عنایت فرمایا ایک روز اسکی دعوت
وضیافت مین صرف ہوا اب مقام شیر زور نے عرض کیا کہ امیدوار ہون
کہ قلعہ مین تشریف لے چلیئے اسد دلاور نے منظور کیا اور ہمراہ مقام شیر زور
کے جانب قلعہ روانہ ہوے وہان اہل قلعہ اپنے سردار کے واسطے نہایت
پریشان تھے پہرے والون نے نسیم حقہ بردار کا تمام رات انتظار
کیا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور نسیم حقہ بردار پلٹ کر نہ آیا آخرکار اہل
قلعہ بھی بیدار ہوئے جو خدمتگار کہ خوابگاہ مقام شیر زور مین بے روک
ٹوک آتے جاتے تھے ادنھون نے جو آکر دیکھا تو عجب قیامت دیکھی
کہ سردار ندارد ہین اور جو لوگ پلنگ کے پہرے پر تھے وہ ذبح کیئے ہوے
پڑے ہین ان لوگون نے ہائے واویلا مچائی قلعہ مین ہلڑ ہوگیا کہ مالک
قلعہ کو کوئی لے گیا اور چار سردارون کو قتل کرگیا جسوقت یہ خبر داروغہ
بھنڈی خانہ کو ہوئی یہ بھی نہایت پریشان ہوا اور نسیم حقہ بردار کو ڈھونڈھنے
لگا پہرے والے بھی پریشان تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی نسیم حقہ بردار
کی کوئی کارروائی تھی وہ گٹھری جو یہ لیکر صاف نکل گیا اوسمین کچھ پھیر تھا مگر
اب مارے خوف کے منہ سے نہین نکال سکتے کہ ساری بدنامی ہمارے ہی
سر آجائیگی ابتو جو ہوا وہ ہوا دیکھیئے انجام کیا ہوتا ہے اودھر داروغہ بھنڈی
خانہ نسیم حقہ بردار کے نہ ملنے سے پریشان ہوا اور لوگون نے کہنا
شروع کردیا کہ تمہاری بدولت یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا کہ مالک ہمارے
ہم سے چھوٹ کر نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہوگئے داروغہ بھی پشیمان ہے
لیکن کہہ رہا ہے کہ اگر ہم سے نادانی ہوگئی تو تم سب کیون اندھے
ہوگئے تھے اور سمجھ نہ لیا کہ یہ عیار ہے یہان بھی جھگڑا ہے اور برا
تلاش ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین کہ یکایک سامنے سے مقام
شیر زور مع اسد غازی وغیرہ نمودار ہوا لوگ اپنے مالک
کو دیکھکر دوڑے اور استقبال کرکے قلعہ مین لائے مقام شیر زور
نے دربار کیا امرا و روساے شہر حاضر ہوئے اب مقام شیر زور نے پہلے
کچھ کلمات تعریف پروردگار عالم بیان کیئے اور کہا کہ مین نے تو اطاعت
اسد غازی کی اختیار کی اور رفاقت خوتخوار بن دجال سے
ہاتھ اوٹھایا مذہب باطل کو چھوڑ کر دین خدا پرستی کہ جو مذہب
برحق ہے اختیار کیا جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ بھی ان دونون
باتون کو اختیار کرے ورنہ قلعہ سے نکل جائے یہ سنکر سب نے
عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب آپ نے کچھ تو سمجھا

جو اس مذہب برحق کو اختیار کیا قمقام شیر زور نے مرحبا کہی اور کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان کیا اوسیوقت حکم دے دیتا کہ بتخانے منہدم کرا دیئے جائین اور مسجدون کی بنا ڈالی جائے سکہ بنام بادشاہ اسلام یعنے وارا ای بن داراب ہمین زرہ جاری ہوا قمقام شیر زور نے نہایت اہتمام سے اسد دلاور کی دعوت کی اور ریحسرا اپنے مصاحبون سے اصلیت نسیم حقہ بردار کی بیان کی کہ یہ مہتر ضرغام شیر دل ہیتے اور اراب اسد غازی نے حال خونخوار بن دجال کا قمقام شیر زور سے پوچھا اور کہا کہ کسطرف گیا ہے قمقام شیر زور نے بیان کیا کہ اب وہ بربادی شہر اردبیل کے واسطے گیا ہوا ہے اس ملعون نے ایسے ایسے ظلم کیئے ہین کہ قابل بیان کے نہین ہین اسد غازی نے فرمایا کہ افسوس کسی مقام پر اوس سے سامنا ہی نہین ہوتا بس اب مجھے رخصت کرو کہ مین اردبیل جاکر اوس سے مقابلہ کرون اور اگر منظور خدا ہے تو اوسے قتل کرکے بندگان خدا کو اوسکے دست تعدی سے محفوظ رکھون ایسا نہو وہ شہر اردبیل پر پہونچ جائے اور مین نہ پہونچ سکون تو بڑا غضب ہو جائیگا یہ شہر میرا ہی ہے اوس قلعہ مین میری جدۂ ماجدہ ملکہ گردیہ بانو اور میری والدہ معظمہ ملکہ زبیدہ شیر گیر مقیم ہین بس اب مین ایکدم یہان نہین ٹھہر سکتا یہ فرماکر اوٹھ کھڑے ہوئے قمقام شیر زور نے عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ رکاب لیتے چلیئے اسد غازی نے فرمایا کہ میرے ساتھ سختیان بہت ہین کیونکہ مین دو دو تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتا ہوا جاؤنگا تم اپنی جانب سے کسی کو حاکم کرکے چلے آنا قمقام شیر زور نے عرض کیا کہ جسکو حضور ارشاد فرمائین اوسیکو حاکم قلعہ کیا جائے اسد غازی نے فرمایا کہ اسمین میرے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے جسپر تمکو اطمینان اور بھروسا ہو اوسکو نائب کرکے برائے انتظام ملک چھوڑو اور آپ باطمینان تمام چلے آنا ایسا نہو کہ تم اوسطرف جاؤ اور یہان میدان خالی پاکر کفار رخنا شروع کردین قمقام شیر زور نے عرض کی کہ بہت خوب جیسا حکم عالی ہے ویسا ہی کیا جائیگا اب قمقام شیر زور تو انتظام قلعہ مین مصروف ہے اور اسد دلاور نے تیاری لشکر ظفر اثر کا حکم دیا فوج مین کمر بندیان ہونے لگین جب دوسرے روز لشکر طیار ہوا تو قمقام شیر زور سے رخصت ہوئے اور جانب قلعہ اردبیل روانہ ہوئے قمقام شیر زور دور تک پہونچانے آیا اسد غازی نے قسمین دیکر اوسکو رخصت کیا اب کچھ حال اندلس بن اندلس کا آیا ضرغام شیر دل سے

پوچھا کہ جب سے مین قلعہ گیلان مین آیا مین نے ادریس بن اندیس کو نہین دیکھا ضرغام شیر دل نے
عرض کی کہ وہ تو نگبار چلا گیا کہتا تھا کہ مجھے اپنے آقا اسد ثانی کی فرقت نہایت شاق ہی
اسد غازی نے فرمایا کہ خدا حافظ اور آپ راہی اردبیل ہوئے اب انکو تو رہروی اردبیل
مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے پھر داستان ضلالت نشان حوت آئینہ پرست آغاز
کیجاتی ہی ۵ بیا بشنوای ہمدم راستان ٭ کہ باز آمدم بر سر داستان ٭ راویان اخبار و ناقلان
آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت اسنے شہر سمرقند کی بربادی سے فرصت پائی اور اپنی
دختر بلند اختر یعنی ملکہ طوفان سبز پوش کو مع اسد ثانی و ماہیہ درد گوش کے جلا کر خاک کیا
اور بہمن دیوسنگ کو حاکم شہر سمرقند کر چکا تو اب ارکین دولت سے صلاح کی کہ کون سا
ملک خداپرستون کا یہان سے قریب ہی لوگون نے عرض کیا کہ اب شہر بلخ یہان سے بہت
نزدیک ہی حاکم وہان کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی ہین حوت آئینہ پرست نے حکم دیا کہ لشکر
ہمارا تیار ہوکر شہر بلخ کی جانب روانہ ہو کیونکہ مجھے فرقت اپنے دختر کی نہایت شاق ہی اگر اسد
ثانی اسکو اپنے تصرف مین نہ لاتا تو مین کیون اسکو قتل کرتا اب جسوقت تک تمام خداپرستونکو
پردہ دنیا سے مٹا نہ لونگا اسوقت تک یہ داغ دل سے نہ مٹیگا حسب الحکم حوت آئینہ پرست
فوج مین کمر بندیان ہونے لگین اور دوسرے روز کوچ کرکے طرف شہر بلخ کے روانہ ہوا طی مراحل
وقطع منازل کرتا ہوا قریب شہر بلخ کے پہونچا یہ خبر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو ہوئی کہ کوئی
کافر مرتد حوت آئینہ پرست پیدا ہوا ہی وہ آپ کے ملک پر آیا ہی اور سنا ہی کہ اسنے شہر سمرقند کو
غارت و برباد کردیا تمام شہر کو مع دولا بہ سمرقندی پھونک دیا بڑے بڑے ساحر زبردست اسکے
ہمراہ ہین اور ایک ساحرہ کہ نام آندا کا مبہوت جادو ہی وہ معشوقہ حوت آئینہ پرست کی ہی اسکے سحر کی
تباہ ہین ہی تمام شہر سمرقند کو اسنے پھونک دیا اب اسطرف آیا ہوا ور کہتا ہی کہ نام خداپرستون کا
صفحۂ ہستی سے مٹاؤنگا ان دونون بھائیون نے آپسمین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کوئی راے
مستقل نہ قایم ہوئی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ستارہ خداپرستون کا گردش مین ہی اور
زمانہ تباہی و بربادی اہل اسلام کا آگیا ہی مگر کیا چارہ ہی جو مرضی پروردگار عالم کی اسوقت سعید بلخی
عیار انکا سامنے موجود تھا ہوشیار بلخی کی نظر جو سعید پر پڑی کہا کہ ای سعید تو مرد سعید ہی اور شاگرد
خواجہ عمر بن امیہ ضمری کا ہی جو شاہزادہ ولایت اول تھے اور رئیس تراشندہ کا فران و سربرندہ
جادوگران انکی لقب تھا تمہین کوئی فکر کرو کہ اس بلا سے بد سے نجات ہوا ور بندگان خدا
شر سے حوت آئینہ پرست کے محفوظ رہین سعید بلخی نے گردن جھکالی اور عرض کی کہ غلام نوازی
کرے گا آیندہ بمقدر ہی یہ کہکر اسیوقت قلعہ سے نکلکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوا وہان
حوت آئینہ پرست جسوقت سامنے قلعہ بلخ کے پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہین بپا ہوئین تمام صحرا
فوجون سے مملو تھا ہر طرف خیمے اور ڈیرے چھولداریان نظر آتی تھین بازار لشکر کے کھل گئے گھوڑہ
کھلنے لگا جسوقت حوت داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا ارکین دولت حاضر ہوے ایک دنگل پہ
صلصال بن زال دیو بن شمامہ جادو بھی بیٹھا ہوا تھا حوت آئینہ پرست نے دبیر کو حکم دیا
کہ نامہ بنام ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی لکھ [illegible] مضمون اوسکا تبلادیا تھا جسوقت دبیر نے
نامہ لکھکر تیار کیا اور حاضر خدمت کیا حوت آئینہ [illegible] شیشہ سرکو دیا اور [illegible]

کہ جواب اس نامہ کا لاؤ طوماس نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور بارگاہ سے نکلکر بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ بلخ روانہ ہوا خبر ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کو ہوئی باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہئے آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایلچی کو استقبال کرکے بلا لیا جائے اور دیکھنا چاہیے کہ اُسنے لکھا کیا ہی اور اُسکے جو مناسب سمجھا جائے وہ کیا جائے جسوقت یہ رائے قرار پاگئی تو چند افسر دنکو اپنی فوج کے برائے استقبال روانہ کیا ایلچی نے جو لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اسی مقام پر ٹھہرا کہ معلوم یہ کس قصد سے آتے ہیں ادھران لوگوں نے باگیں مرکبوں کی روکیں اور ایک شخص ان میں سے علیحدہ ہوکر پاس طوماس شیر سر کے آیا اور کہا کہ تشریف لائیے ہم لوگ برائے استقبال آئے ہیں جنگ و جدال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں طوماس شیر سر ان لوگوں کے ساتھ داخل قلعہ ہوا ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے پیشتر سے اسکے واسطے دنگل بچھوا دیا تھا طوماس دنگل پر بیٹھا ہوشیار بلخی نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام شراب کے پیئے جسوقت دماغ طوماس شیر سر کا نشۂ بادہ سے گرم ہوا پکارا کہ سنو نامہ دار شاہان قلعہ نے نامہ طلب کیا طوماس شیر سر نے نامہ پگڑی سے نکال کر پیش کیا اور کہا کہ اس نامہ سے بغض و حسد نہ نکالیے گا کیونکہ کلمات سخت و سست اسمین تحریر ہیں ہوشیار بلخی نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ کاغذ پر غصہ نکالیں اسکے بعد لفافہ چاک کرکے نامہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی آگاہ ہو کہ خداوند آئینہ عجب خداوند حیرت نما ہی تمکو چاہیئے کہ اُسے سجدہ کرو اور اطاعت خدائے سنتون کی اور دین خدا پرستی کو ترک کرو کیونکہ اب وقت حمزہ صاحبقران اول کا نہیں ہی اور ہمارے ساتھ ہمارا مالک قدیم صلصال بن دال بن دیوین شتامہ جادو بھی ہی تمکو چاہیئے کہ تا حضور ہوکر بے دربرد کلام کرو تمہارا آنا جملہ واجبات سے ہی یہ مضمون دیکھکر ان دونوں بھائیوں نے جواب تحریر کر دیا کہ ہم کل صبح کو حاضر دربار ہونگے اور نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کر دیا طوماس شیر سر خوشی خوشی نامہ لیے ہوئے بارگاہ حوت آئینہ پرست میں آیا اور جواب نامہ کا دیکر زبانی بھی بیان کر دیا کہ کل صبح کو دونوں بادشاہ بلخ آئینگے اور خلق کی ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کی نہایت تعریف کی حوت آئینہ پرست یہ سنکر خاموش ہوئی اور جلسہ عیش و نشاط برپا کیا اب یہ تو مصروف جشن ہی دور بادۂ ناب کا چل رہا ہی ساقیان نمکین ساق حاضر ہیں آوازیں ہوشا ہوش و نوشا نوش کی بلند ہیں طائفہ حاضر ہیں ناچ ہو رہا ہی اور شاہان قلعہ اس فکر میں ہیں کہ دیکھیے کل کیا گفتگو پیش آتی ہی لیکن اول حال مہتر سعید بلخی عیار طرار کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب یہ قلعہ سے نکلکر داخل لشکر حوت آئینہ پرست ہوا تو اسی فکر میں ہی کہ کیا کروں کیونکر ان جادوگرون کو ماروں جیسے حوت آئینہ پرست کو دیکھے اور پھر وسا ہی فکر کرتے کرتے صورت اپنی ایک زن جمیلہ کی بنائی اور قریب ایک خیمہ کے بیٹھکر رونا شروع کیا وہ خیمہ آئینہ دار کا تھا جسکے پاس پرستش حوت آئینہ پرست کے آئینے رہتے تھے اُسنے جو آواز دردناک سنی خیمہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت بیٹھی رو رہی ہی آنسو چشم نرگسی آنکھوں سے بہہ بہہ کر عارض پر آتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ شبنم کے قطرہ برگ گل پر پڑے ہوئے ہیں آئینہ دار نے پوچھا کہ اے نیکبخت کیوں روتی ہی تجھپر کیا مصیبت پڑی ہی اُسنے کہا کہ حال میرا بیان کے قابل نہیں ہی میری یہ مثل ہی کہ اگر گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل یہ کیا کہوں کہ کون ہوں اور یہانتک کیونکر آئی ہوں نہ بلبل چمن گل ہوں نہ

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ؀ اصل واقعہ میرا یہ ہی کہ مین ہمراہ اپنے شوہر کے اُسکے مکان
جاتی تھی راہ مین قزاق ملے اُنھون نے شوہر کو میرے مار ڈالا اور تمام زیور و زر چھین لیا مین
تباہ و برباد یہان تک آکر پہونچی اور اپنے حال زار پر رونے لگی کہ اب کہان جاؤن اور
کیونکہ اپنی زندگی بسر کرون اول تو راستہ اپنے مکان کا یاد نہین دوسرے اگر پہونچی بھی
تو لوگ مجھکو بدنصیب اور سبز قدم کہین گے اگر نہین جاتی ہون تو زندگی کسکے ساتھ بسر
کرون مجھے کون پوچھے گا نہ صورت نہ دولت آئینہ دار تو اسپر شیفتہ ہی ہو چکا تھا
کہا اے جان جہان صورت تو تمھاری ایسی ہی کہ پریان بھی صدقے کی ہین تم جسکا ہاتھ پکڑلوگی
وہی تمھارا ساتھ دیگا اور خوشی سے تمکو رکھیگا یہ سنکر اُس عورت نے آنسو پونچھے اور کہا
کہ جب کوئی ایسا ملے تو جانین زبان سے سب کہتے ہین مگر نباہتا کوئی بھی نہین چاردن
کے سب ساتھی ہوتے ہین ہمیشہ وہی ساتھ دیتا ہی ماں باپ جسکے ہاتھ مین ہاتھ دیدیتے ہین
مثل مشہور ہے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ہی دوہا جوبن تھے جب روپ تھے گاہک
تھے سب کوئے ہو جوبن رتن گنوا کے بات نہ پوچھے کوے والیون تو بہت سے ہین لیکن
مین تو ایسا چاہتی ہون جو زندگی بھر نباہے آئینہ دار نے کہا اگر تم بھی منظور کرو تو مین تمھارا ساتھ
دینے کو موجود ہون کہو تو شادی کرلون اور جلوس کے ساتھ تمھین اپنے گھر لیجاؤن مگر ہان
ابھی سفر کی حالت مین ہون بادشاہ میرا اس ملک پر آیا ہوا ہی مین اُسکا آئینہ دار ہون جب
جنگ سے فرصت ہوگی اور قلعہ پر قبضہ ہو جائے گا تو مین اسی قلعہ مین تمھارے ساتھ شادی
کرونگا اُس عورت نے یہ سنکر گردن جھکالی آئینہ دار نے خاموشی نیم رضا سمجھکر ہاتھ پکڑلیا
عورت بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ آئینہ دار کے خیمہ مین آئی آئینہ دار نے سامان دعوت
مہیا کیا اور تمام اسباب آسایش درست کرا دیا اُسکے بعد کہا کہ اب مین اپنے مالک کی
خدمت مین جاتا ہون گھر تمھارے سپرد ہی یہ کہکر صندوق کھولا اور ایک آئینہ قد آدم
نکال کر باہر رکھا اُس عورت نے پوچھا یہ کیا چیز ہی آئینہ دار نے کہا اس آئینہ مین تصویر
خداوند آئینہ کی ہی جسکی ہم لوگ پرستش کرتے ہین عورت نے کہا ذرا ہمین بھی دکھا دو ہم بھی
دیدار خداوند سے مشرف ہو لین اُسنے کہا کہ دیکھو اور غلاف اُس آئینہ کا دور کیا اور یہ
کہا مین خدمت مین بادشاہ کے جاتا ہون جسوقت کوئی چوبدار آئے تو یہ آئینہ اُسکو دیدینا
یہ کہکر اُسطرف روانہ ہوا یہان سعید بلخی نے میدان خالی دیکھکر اُس آئینہ کو درست کیا
صرف شیشہ علیحدہ کر کے پشت پر اُسکے تصویر سور کی بنا کر لگا دی اور تصویر حضرت آئینہ پرست
کی جلا ڈالی اور آئینہ پر غلاف چڑھا کر رکھدیا اور آپ پشت خیمہ کی طرف اپنے نکل جانیکا
راستہ بنا کر خاموش بیٹھ رہا کہ جسوقت چوبدار آئے اور آئینہ مانگے تو مین آئینہ اُسکے حوالے
کر کے چلدون وہان آئینہ دار جاکر خدمت حضرت آئینہ پرست مین پہونچا تمام رات شریک
جلسہ رہا جسوقت صبح ہوئی تو حضرت آئینہ پرست کو خبر ملی کہ ہوشیار بلخی دگوشیار بلخی چالیس
آدمیون سے آتے ہین یہ سنکر حضرت آئینہ پرست بہت خوش ہوا اور زر باج شتر لب
اور طوطاس شیر سر و مہتر ود ہشون و مہتر قباس عیار کو بارہ سو سوار واسطے استقبال
روانہ کیا یہ سب گئے اور راستے مین جاکر ان تلعہ بلخ سے ملے اور اپنے ساتھ لیکر داخل بارگاہ

ہوئے کہ حوت آئینہ پرست نے انکے واسطے بستر سے ذنگل بچھوا دیئے تھے اور چالیس کرسیان
قرینے سے بچھوا دی تھین جب لوگ آکر بیٹھے حوت آئینہ پرست نے ساقی کو اشارہ جام دینے کا
کیا ہوشیار بلخی مرد ہوشیار ہی یہ اس اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ مجھے شراب سے تو معاف رکھیے
حوت آئینہ پرست نے سبب پوچھا ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہم لوگ غیر مذہب کے ہاتھ سے شراب
نہین پیتے ہین حوت آئینہ پرست نے کہا تم آسمانی خداے نادیدہ کو مانتے ہو تمنے کبھی کوئی کلام
بھی کیا ہے اور جواب تمکو اس سے ملا ہی ہوشیار بلخی نے کہا کہ معاذ اللہ کہین خدا بھی بندون
سے اسطرح کلام کرتا ہی جسطرح ہم لوگ آپسمین جو چاہتے ہین گفتگو کرتے ہین حوت آئینہ
پرست نے کہا جب تم اپنے خدا سے کلام نہین کر سکتے تو خدا تمھارا تمھارے مقصد کیونکر
پورے کر سکتا ہی ہوشیار بلخی نے کہا وہ خدا کیا جو بندون کے حال سے بغیر واقف کے
ہوئے خود ہی آگاہ نہو ہمارا پروردگار عالم ہمارے ہر حال سے خوب واقف ہی اور وقت مصیبت
مین ادھر ہمنے اپنے دل مین اسکو یاد کیا ادھر اسے معلوم ہوگیا بلکہ ہم چاہین اسکو بھول بھی جائین
وہ ہمین کسیوقت مین نہین بھولتا اور ہر وقت مشکل مین ہماری مدد کرتا ہی یہ سنکر حوت آئینہ پرست
نے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر نہ چلے اور جنگ کی ٹھہری تو کیا تمھارا خدا تمکو بچا لیگا ہوشیار بلخی
نے کہا کہ اگر قضا ہماری ابھی نہین ہی اور خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہی تو تم کیا ہو اگر تمام عالم
ایک مور ضعیف کو مار ڈالنا چاہیے تو بھی ممکن نہین اور اگر قضا ہماری آچکی ہی تو کوئی چارہ نہین
ہی جو مرضی خدا کی بندے کو کیا عذر ہی حوت آئینہ پرست نے یہ سنکر آئینہ پرستش اپنا طلب کیا آئینہ دار
نے لاکر آئینہ پیش کیا اور غلاف اسکا اتار کر سامنے حوت کے لگا دیا حوت آئینہ پرست نے جو آئینہ پر
نظر کی تو صورت حوت آئینہ پرست کی سور کے مانند معلوم ہوئی صلصال قریب بیٹھا تھا اسکی نظر
بھی آئینہ پر پڑی بیساختہ ہنس پڑا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ آج صورت اصلی خداوند کی
دکھائی دی حوت آئینہ پرست نے کہا یہ کیا صلصال نے کہا خطا معاف آپ تو آئینہ مین ہمیشہ معلوم ہوتے
بلکہ سور دکھائی دیتا ہی حوت آئینہ پرست نہایت خفیف ہوا اور پردہ آئینہ پر ڈالدیا اور آئینہ دار
سے کہا کہ لیجاؤ آئینہ دار نے سامنے سے آئینہ اٹھا لیا مہتر سعید بلخی اپنے کام کو انجام دیکر یہان
آگیا تھا پاس ہوشیار بلخی کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپنے اپنے خداوند کی اچھی طرح زیارت کرلی حوت
آئینہ پرست نے کہا ہان اب اسنے جھک کر کان مین ہوشیار بلخی کے خلاصہ اپنی عیاری کا بیان
کیا اور کہا کہ اس آئینہ مین مین نے تصویر سور کی بنا دی ہی اسی سے یہ کفار آئینہ نہین دکھلانے
کو منفعت ہوگی ہوشیار بلخی نے حوت آئینہ پرست سے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ ہم بھی آپ کے خداوند
کو دیکھنے صلصال نے دیکھا کہ سامنے ان خدا پرستون کے ذلت ہوگی کہا اسوقت خداوند یہ ہم
مین کچھ اور ہی صورت دکھاتے ہین اور اپنی ہیئت اصلی کو چھپاتے ہین یہ موقع تمھارے دکھانے کا
نہین ہی یہ سنکر ہوشیار بلخی کو تاب ضبط نرہی اور پکارا کہ خبیث ہو تمھارے دین و مذہب پر کہ خدای
پاک کی پرستش سے روگردانی کرتے ہو اور ایک جانور نجس جس سے بدتر کوئی جانور نہین اسکو
سجدہ کرتے ہو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اے ہوشیار بلخی تم مجھسے بگڑ کر جاتے
تو ہو مگر اتنا خیال رہے کہ کل تمام قلعہ کو پھونک دونگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ تجھے قسم ہی اپنے دین و
مذہب کی کہ کوئی دقیقہ ہماری ایذا رسانی مین فروگذاشت نکرنا یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور پشت

مرکب پر بیٹھکر اپنے ہمراہیون سمیت روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا بخیر و عافیت آتا ہے بہت خوش ہوئے نقارہ خوشی بجایا اور استقبال کرکے لیگئے اب یہ تو منتظر مرگ و آمادہ قضا ہوکر قلعہ مین بیٹھے ہین اور حوت آئینہ پرست ہوشیار و گوشیار کے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ یہ اپنے دل مین کیا نفرین کرتے ہونگے اور منہ پر بھی بہت کچھ کہہ گئے آئینہ دار سے پھر آئینہ طلب کیا جسوقت آسنے لاکر پیش کیا حوت آئینہ پرست نے اک لات ماری کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور کہا یا خداوند آپ نے ہمکو ذلیل کیا ہمنے آپکو ذلت دی عیارون نے جو مکر سے اس آئینہ کے آٹھا کر دیکھے کہا یا خداوندیہ وہ آئینہ نہین ہے یہ بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ کام سوا عیار کے دوسرے کا نہین ہے یہ کہکر اب دوسرا آئینہ پیش کیا اور کہا کہ اسمین اپنی صورت زیبا کو ملاحظہ فرمایئے حوت آئینہ پرست نے دوسرے آئینہ مین جو صورت اپنی دیکھی اصلی پائی پس غیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ان سب کو پھونک دونگا حسب الحکم نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی سعید بلخی لشکر مین آیا ہوا تھا کہ قابو چلے تو بھوت جادو کو مار دون یہان نقارہ رزمی بج گیا یہ جلدی سے خبر لیکر قلعہ مین آیا اور ہوشیار زنی کو آمادہ کفار سے ہوشیار کیا ہوشیار بلخی نے بھی نا چار ہوکر طبل بجوا دیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اہل قلعہ نے حسب دستور انتظام قلعہ کا درست کرلیا لیکن مایوس ہین اسلئے کہ معلوم ہوچکا ہے کہ مقابلہ ساحرون کا ہم لوگ کیا کرسکتے ہین جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح کا ہوا تو اہل قلعہ نماز پڑھکر آمادہ مرگ ہوگئے اور حوت آئینہ پرست لشکر لیکر سامنے قلعہ کے آیا کہ تماشا ان لوگون سے حملہ کا دیکھون یہ بات بھوت جادو اپنا تمت سحر اڑاتی ہوئی نمودار ہوئی جھولی سحر کی پاس اسکے رکھی ہوئی ہے جسوقت یہ صف لشکر مین شامل ہوئی تو ایک شیشہ اسمین سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ڈاٹ اسکی کھولی اس شیشہ مین دھوان بند تھا ڈاٹ کھلتے ہی دھوان شیشہ سے نکلا بھوت جادو نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ دھوان ابر بنکر قلعہ بلخ کی جانب روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو آمد اس ابر کی دیکھی سمجھ گئے کہ اب مینہ بارش بلا اور قضا ہوا چاہتی ہے اب وہ ابر ہر طرف پھیلنے لگا اور محیط ہونے لگا یہان تک کہ تمام قلعہ کو گھیر لیا یہ دیکھکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے دور عرض کرنے لگے کہ اے خالق یکسان و اے داد رس غریبان اس وقت مصیبت مین ہماری مدد کر کہ سوا تیرے اس وقت مشکل مین کوئی بچانے والا نہین ہے شفیع یونس کو تو نے بطن سے ماہی کی دی نجات تو ہی مہمل جنکو حل معما ... و مشکلات پ ہماری بھی مشکل کو حل کر تمام اہل قلعہ مین شور فریاد و فغان بلند تھا کہ ننھے ننھے بچے تک بلک بلک کر رو رہے تھے اور چھوٹے چھوٹے ہاتھ اُٹھائے ہوئے دعائین مانگ رہے تھے عورتین بال بکھرے ہوئے صحن خانہ مین کھڑی ہوئی فریاد کررہی تھین یکایک تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا اور جانب آسمان سے ایک اور ابر سرخ رنگ نمودار ہوا کہ برقین اسس ابر مین چمکتی ہوئی بنتی ہوئے گرج رعد کی اک مرتبہ اک برق چمک کر اوس ابر سرخ رنگ سے اس ابر سیاہ پر گری کہ یہ ابر شق ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک عورت ساحر وضع نہایت حسین گل لباس سفید پہنے ہوئے جو راندون کا دستور ہے نمودار ہوئی ایک شیشہ اسکے ہاتھ مین تھا جلدی سے ڈاٹ شیشہ کی

ٹکڑا لکھ کر اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای ابر اپنی ہیئت اصلی پر آجا بس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام ابر سیاہ دھوان بنکر اس شیشہ میں اُتر آیا اب اُس عورت نے نعرہ کیا کہ منہ ملکہ محروق جادو ہوشیار بھی نے ہوشیار سے کہا کہ آپ نے انکو پہچانا یہ معشوقہ ہیں شاہزادہ شیرویہ عالیمقام کی انہوں نے عشق شیرویہ میں اپنی جوانی کو برباد کیا اور حسن و جوانی کو خاک میں ملا دیا اہل قلعہ نے آواز دی کہ ای ملکہ آیئے تشریف لایئے شیرویہ مشتاق چشم من آشیانہ تست ز کرم رنجہ فرما کہ خانہ خانہ تست ۔ یہ سنکر محروق جادو بالای قلعہ تشریف لائیں ساتھ ہی دوسرا ابر طاؤسی رنگ پیدا ہوا اور آتے آتے بالای قلعہ ہو کر شق ہوا اس ابر سے توسن جادو اور طاؤس جادو طلسم جان بن جان کی شاہزادیان پیدا ہوئیں محروق جادو نے انکو پہچانا اور کہا کہ آؤ بہن ایک مدت کے بعد تمکو دیکھا الحمد و اکبر جب امیر کشور گیر ملک فرخویہ گئے تھے اور مقابلہ زلزلہ جادو سپہ سالار ساحر منتقم سے ہوا تھا تو ہم بھی برای مدد آئی تھیں وہان تمکو دیکھا تھا یا آج دیکھا کہ اسوقت ہم تم دونون جوان تھے اب بوڑھے ہو گئے توسن جادو اور طاؤس جادو محروق جادو سے ملیں اور بہت روئیں کہا کہ ای بہن جو مصیبت فلک نے ہمپر ڈالی ہی خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے کہ کس سن سے ہم راندہ ہوئیں جس سن کی انتہا نہیں ہے کو بیٹھی ہیں اور اسوقت تک تمنے لباس ماتمی نہ اُتارا اور نام پر شیرویہ عالی وقار کے زندگی ختم کردی محروق جادو کا غم تازہ ہو گیا اور آنکھوں سے آنسو یاد شیرویہ میں جاری ہوگئے جسوقت جوش گریہ کم ہوا محروق جادو نے کہا بہن اب یہ دعا کرو کہ خدا مجھکو ... اُٹھا لے اور پاس شیرویہ عالی وقار کے پہونچا دے اسکے بعد لشکر ان لوگون نے قلعہ سے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا ہوشیار بھی اور گوہر ... ہوشیار بھی فوج لیکر قلعہ سے باہر نکلے اور بارگاہ میں بہم بیٹھیں جسوقت محروق جادو آئی ہی اور سحر مہوت جادو کا قید کیا ہی تو مہوت جادو یہ سوچکر خاموش ہو رہی کہ یہ بھابجی ہی میری اگر سمجھانے سے کہنا مان لے تو کیون اسے قتل کرون اور روح کو اپنی بہن کی تہ پاؤن اب اسنے ایک نامہ محروق جادو کے نام تحریر کیا اور ایک تیلی پیتل کی چھوٹی سی نکالکر اسکو دی اور اسم سحر دم کرکے آواز دی کہ جا اور جواب نامہ کا لیکر آ اور نامہ محروق جادو کا اُٹھا دیا فوراً وہ تیلی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی اور جانب محروق جادو روانہ ہوئی یہان محروق جادو خیمہ میں بیٹھی ہوئی تھی توسن جادو اور طاؤس جادو پاس بیٹھی ہیں شکوے شکایت آپسمین ہو رہے ہیں ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ بہن تم بیمروت ہو وہ کہتی تھی کہ تم بیمروت ہو اور کبھی آئی بھی نہیں اور بلایا بھی نہیں کہ یکایک بجلی چمکی اور تیلی سامنے آکر ٹھہرائی محروق جادو نے کہا کہان سے آئی ہی اور کیا پیغام لائی ہی تیلی نے چھوٹا سا ہاتھ بڑھا کر رقعہ ہاتھ میں محروق جادو کے دیا اور جواب کے منتظر کھڑی ہوئی محروق جادو نے رقعہ ہاتھ سے اُس تیلی کے لیا اور دیکھا اسمین لکھا ہوا تھا کہ ای محروق جادو تو میری بھابجی ہو کر مجھ سے لڑنے کا قصد کرتی ہی تجھے شرم نہیں آتی تیری ماں تو ہمیشہ مجھ سے سحر پر اصلاح لیا کرتی تھی تو اس قابل ہوئی کہ مقابلہ کرنے آئی ہی اور ایک سحر میرا اسیر کرکے بہت نازان ہی لیکن بہتر و مناسب یہی کہ ان خدا پرستون سے علیحدگی اختیار کر اور مہوت کو باندھ کے میرے پاس چلی آ جیسے بہن کی بیٹی ویسی میری بیٹی میں تجھے اسی طرح سمجھونگی جسطرح بہن تجھے سمجھتی ہیں اور کسی شاہزادہ

کے ساتھ شادی بھی تیری کردونگی کیونکہ لطف زندگی کھوتی ہے اور ایک شخص کے نام پر
بیٹھی ہوئی ہو جس سے ملنے کی اب زندگی مین امید ہی نہین یہ دیکھکر محروق جادو آگ ہوگئی
اور پشت نامہ پر جواب لکھا کہ خالہ امان تم ایسی عورتون نے خاندان کا نام ڈبویا ہے ہو بیٹیان
ایک کے نام پر نہین بیٹھتی ہین تو کب آئے دن یار کیا کرتی ہین پس یہ تمھین کو مبارک رہے مین تم سے
صاف صاف کہے دیتی ہون اگر تم ان خداپرستون کے قتل سے باز رہو اور جسطرف سے آئی ہو
اسیطرف چلی جاؤ تو خیر ہے ورنہ گمان نہین کہ میری موجودگی مین شہر بلخ کے مور و ملخ کو بھی تم
ایذا پہونچا سکو اور جہانتک ممکن ہوگا مین تمھارے قتل مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرونگی
اور تمکو بھی قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ تم میرے قتل مین بھی کوئی کمی نہ کرنا اسلیے مین خود جینے سے
سے عاجز ہون اور زندگی سے تنگ ہون یہ لکھکر اسی تیلی کے حوالہ کیا تیلی جواب نامہ لیکر مبہوت جادو
کے پاس آئی اور نامہ دیا مبہوت جادو نے نامہ اس تیلی کے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور مضمون نامہ
دیکھکر نہایت غیض و غضب مین آئی کہ اس چھوکری کی شامتین آئی ہین لو اور سنو چھوٹا
منہ اور بڑی بات اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ
کے گرجنے کی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا شعر ز نقارہ آواز آمد برون
کہ بشکست و پست گردون دون ❋ دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ہوشیار
بلخی نے محروق جادو سے کہا کہ مجھے ایک بات کا تعجب ہے وہ یہ کہ دستور لشکر ساحران کا یہ ہے
کہ جب انکو کسی سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے تو وہ سحر اپنے جگالیتے ہین بیرون کو توشے دیتے ہین
مگر آپ آج خاموش بیٹھی ہین کہ لبون کو جنبش تک نہین محروق جادو نے کہا اے ہوشیار
مین نے ایک مدت سے سحر ترک کر دیا ہے مگر توبہ نہین کی تھی اسی دن کے واسطے کہ مبادا
لشکر اسلام پر کوئی وقت نازک آپڑا تو مین جانبازی کرونگی اور انکو بچاؤنگی وہی ہوا کہ وہ
دن پیش آگیا اب جو خدا کریگا وہ میدان جنگ مین ہوگا اب ہوشیار بلخی نے توسن جادو
وطلا وسن جادو کی طرف دیکھا انھون نے بھی یہی جواب دیا ہوشیار بلخی خاموش ہو رہا اودھر
مبہوت جادو نے لشکر سے علیحدہ خیمہ اپنا برپا کیا اور ساحرون کو اپنے گرد خیمہ کے جمع کرکے
سحر جگانا شروع کیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسطرف گروہ گروہ نابکار کافران غدار رات بھر مین جو
رنگ مین سرگرم رہے حلوا کیا پکاتے تھے وہ خام عقل یہی وضع کہ دل انکے نرم تھے نہایت
ہی بے شرم تھے آگ کے شعلہ کی سربلندی سے خودپسندی صاف روشن تھی اہل اسلام کے نام
سے دو ناری جلتے تھے سب آئینہ پرست تھے نشہ جرات اُن روباہ خصالون کے آگے شیر
بیشہ شجاعت کی پست تھے کوئی کچھ بڑبڑایا یہ کلمہ زبان پر لایا کہ یا بھوانی مہارانی کرشمہ تازہ
دکھا تو حرم بچے اور جیونچے اور کوئی کہتا تھا کہ یا گنگا مائی ہر جانی تیری دوہائی ہمارے سر پر
آفت آئی اور کوئی تلک دھاری اپنی باری یون بڑبڑاتا تھا کہ ہرے سحر کا کھونہ تیز ہو تمام
خداپرستون کو جلا سکے غرض یہ بدذات ایسے کلمات لوح دل پر لکھتے رہے اور آپس مین خیالی پلاؤ
پکاتے رہے ناگہان دیکھا کہ فراش سپہر خرآمد مہر سنکر وہ گھڑی پیشتر چادر نور لیکر بدستور فلک
نیلوفری پر پہونچا اور یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب شب کو چہرہ سے دور کیا اور
تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا از زمین تا سپہر برین ضیاء حسن جبین پرتو نور رخسار سے منطلع

انوار گیا مگر باد تابان آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بر سر وسامان روان دوان ہو کر دامن کہکشان مین پنہان ہوا شعر مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے ❊ پھولا گل خورشید نسیم سحر کا سے ❊ صبح شام خداپرستون نے فریضہ سحری کو ادا کر کے رخ میدان کارزار کا کیا اسطرف ملکہ محروق جادو و توسن جادو و طاؤس جادو آ کے میدان مین قائم ہوئین اوراسطرف بہبوت جادو فوج ساحران غدار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان مین آکر صف آرا ہوئی بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیب ہنیب دیکر نکل گئے تھے کہ بہبوت جادو کے لشکر مین دُہلے اور دہرو بجنے لگے سنکھ پھکنے لگے ہر طرف ترسول پنھول چمک رہے تھے ساحر جانوران سحر پر سوار ہاتھون قشقے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے زنار گلون مین پڑے ہوئے جھولیان سحر کی کاندھون سے لٹکتی ہوئی نعرہ یا سامری یا جمشید کے بلند کرنے لگے بہبوت جادو ایک بندریا کا بچہ اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھی کہ ایک مرتبہ ایک ساحر لشکر بہبوت جادو سے نکلا اور میدان جنگ کی طرف اشارہ کر کے کچھ اسم سحر دم کیا اور ایک ٹکڑا لوہے کا جھولی سے نکال کر پھینکدیا دیکھا کہ وہ ٹکڑا چمک کر چلا اور تمام میدان کی جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کر دیا اب اُس ساحر نے پھر کچھ اسم پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ ایک جانب سے جھونکا ہوا کا پیدا ہوا اور تمام خس و خاشاک کو سمیٹ کر ایک طرف گرتا ہوا نکلا چلا گیا پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر ایک دو ٹھوکر مارا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور تمام پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی جس وقت میدان مثل آئینہ کے ہموار ہو گیا تو یہ ساحر الٹ کر صف لشکر مین شامل ہو گیا اب بہبوت جادو نے آواز دی کہ کون مقابلہ کو آئیگا محروق جادو نے جواب دیا کہ جسکو نکلنا ہوگا وہ بروقت نکلے گا آپ پہلے سے کیون پوچھتی ہین جسوقت کوئی میدان مین آئیگا یا کوئی علامت سحر ظاہر ہوگی اُسوقت جس سے جو ہو سکیگا وہ کریگا یہ سنکر بہبوت جادو نے شام جادو کی طرف دیکھا شام جادو اپنا مرکب جھپٹا کر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توسن جادو نکلی اور سامنے شام جادو کے پہونچی اور آواز دی کہ او کافر کیا کہتا ہے شام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ایک دو زلزلہ سا پیدا ہوا اسنے آواز دی کہ اے زمین نگل لے توسن جادو کو بس اسکا آواز دینا تھا کہ زمین شق ہوئی اور توسن جادو مع توسن سحر غرق زمین ہونے لگی بس توسن جادو نے زمین مین غرق ہوتے ہوتے کچھ اسم سحر پڑھ دیا اسم تمام نہوا اسوقت تک تو یہ زمین مین دہنستی چلی گئی جیسے اسم سحر ختم ہوا اب توسن جادو تڑپی اور شام جادو کے نکلی دونون پاؤن شام جادو کے پکڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر جو اشارہ کیا چیر کر پھینکدیا بس اسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر و دار بلند ہوئی آتشبازی و برف باری دیر تک ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شام جادو بود حیف مرد یم و جادو ام و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت لاش اسکی تلاش جہنم مین بھڑک بھڑک کر سرد ہوئی اور پھر اسکی خاک اڑ کر پھیل گئی تو وہ تاریکی سحر بر طرف ہوئی توسن جادو پلٹ کر لشکر اسلام مین آئی محروق جادو نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ آج تمنے ٹھیک رکھ لی اور نام طلسم جالندھر کا روشن کر دیا توسن جادو نے سلام کیا اور کہا کہ مین ایک مدت سے سحر کر دیا تھا اب وہ بات تو کہان مگر خیر تم لوگون کی دعا سے اتنا ہے کہ ایسے ایسے ساحرون سے بیٹھے یہ چھوٹا ہوا سحر کبھی بہت ہی محروق نے کہا کیون نہ ہو یہ پہلے کے ریاضتون کا پھل ہے

مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ ایک ساحر پھر مارا گیا دوسرے ساحر کو حکم دیا نام اسکا خیام جادو
تھا میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اسطرف سے ملکہ طاؤس جادو مانند طاؤس
طنازی کے انداز طاؤس سحر اوڑا کر میدان میں آئی اور سامنے خیام جادو کے پہونچکر آواز دی کہ اے
خیام جادو تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ آج تو ہمارے سامنے آیا ہی اور اے مبہوت جادو اب تمکو
اسقدر غرور ہوا کہ خود مقابلہ کو نہیں نکلتی اپنے سرداروں کو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجتی
ہو یہ ہمارا کیا کرینگے ہر چند کہ ہمنے اب اس کام کو ترک کر دیا ہی اور لائق مقابلہ نہیں رہے ہیں
مگر ہمارا چھوٹا ہوا سحر بھی ایسے ایسے ساحروں کو کافی ہی مبہوت جادو نے کہا کہ جتنے خداوند ساحری کو ذلیل سمجھا ہم
انکو ذلیل سمجھتے ہیں جس سحر کو برا سمجھکر ترک کیا ہی آج اچھی طرح اسکا مزا چکھو تاکہ تمکو بھی معلوم ہو جائے کہ جو
ساحر ہمارے مقابلہ کے لائق نہ تھے اب ہم خود انکے مقابلہ کے قابل نہیں رہے ہیں خیام جادو کافی ہی یہ
سنکر طاؤس جادو کو نہایت غصہ آیا اور خیام جادو کا دماغ آسمان پر پہونچگیا پکارا کہ ملکہ تمہاری سچ کہتی ہیں بھلا
ذرا دکھو تو اس سحر کو یہ کہکر اسنے کچھ بال اپنے سر سے توڑے اور کچھ سحر دم کرکے طاؤس جادو کی طرف پھینکے کہ
وہ زمین پر گرتے ہی بشکل مار سیاہ ہو کر پیچ و تاب کھاتے ہوئے چلے یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو
اپنے طاؤس سحر پر سے کود پڑی اور اشارہ کیا کہ لے کھا لے انکو کہ یہ تیری خوراک ہے بس اشارہ
کرتے ہی وہ طاؤس جا پڑا اور سانپوں کو نگلنے لگا ہر چند خیام جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا طاؤس جادو
کا طاؤس ان تمام سانپوں کو نگل گیا اب طاؤس جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور خیام جادو
کو بھی کھا کہ گوشت اسکا بھی مثل گوشت افعی کے ہے یہ اشارہ پاتے ہی طاؤس سحر خیام جادو
کی طرف چلا خیام جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اس طاؤس پر
مارا کہ وہ ناریل پھٹا اور دھوان پیدا ہوا اہل لشکر نے دیکھا تو دھوئیں کے اندر ایک پنجرا معلوم
ہوتا ہی اور طاؤس اس قفس میں بند ہی یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو نے ایک ترنج سحر جھولی
سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور آواز دی کہ توڑ دے قفس کو اور رہا کر دے اس طاؤس
کو وہ ترنج سحر جو گرتا ہی تیلیاں قفس کی ٹوٹ گئیں اور قفس جلکر خاک ہوا محروق جادو
نے تعریف کی کہ کیا خوب سحر کیا ہی کہ قفس جل گیا اور طاؤس کے پروں پر بھی داغ نہ لگا
اب وہ طاؤس خیام جادو کی طرف پھر چلا خیام جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے
گرد حصار کھینچا اور دستک دی دیکھا کہ چار تیلیاں ایک چھوٹا سا خیمہ لیے ہوئے آئیں اور وہ
خیمہ برپا کر دیا خیام جادو اس خیمہ میں داخل ہوا طاؤس چاہتا تھا کہ اندر خیمہ سے خیام جادو
کا کام تمام کرے کہ دیکھا چاروں تیلیاں جال ہاتھوں میں لیے ہوئے آئیں اور طاؤس پر
جال مارا طاؤس جادو نے کہا کہ خدا کی قدرت ہی کہ آج یہ ساحر ہمارے سحر کے جواب دے رہا ہی
جسکو ایک سحر کار و کنا و شنوا ایسا بس جیسے ہی وہ تیلیاں طاؤس کو جال میں پھانسکر کھینچیں
مبہوت جادو نے آواز دی کہ کیوں اے طاؤس جادو یہی اسی سحر پر تم بادشاہی طلسم
جان بن جان کرتی تھیں اب بھی بہتر یہ ہی کہ اطاعت میری اختیار کرو اور یہ دعوی ہمسری ہمارا شان
سے ہاتھ اٹھاؤ میں تمکو پھر اسی درجہ پر پہونچا دونگی ورنہ آج ہی نام طلسم جان بن جان کا
دنیا سے مٹ جائیگا اور تم زندہ بچ کر یہاں سے نہ جا سکو گی یہ سنکر طاؤس جادو
نے کہا کہ اے مبہوت جادو خدا کی قدرت ہی کہ آج تم اس طرح کے کلمات زبان سے

نکال رہی ہو کبھی اسکے پہلے تمنے مقابلہ نہ کیا جبکہ ہمارے سحر تیار تھے کیا اُس وقت تمھین
معلوم نہ تھا کہ ہم مطیع اسلام ہین مگر اُس وقت تم کیا سمجھکر سامنے آتین جانتی تھین کہ مقابلہ
ان لوگون سے آسان نہین ہی اور یہ حرامزادہ خیام جادو میرا کیا کر سکتا ہی یہ کہکر دستک
دی کہ ایک تپلا سحر کا پیدا ہوا اور آواز دی کہ کیا حکم ہوتا ہی طاؤس جادو نے کہا کہ جا اور ان چارون
تپلیون کو پھونک دے اور آپ بھی لیجا بس یہ سنتا تھا کہ وہ تپلہ تڑپ کر چلا اور تپلیان اس تپلے
کو آتے ہوئے دیکھکر بھاگین تپلہ مانند بلاے ناگہانی کے قریب پہونچ گیا اور ایک ڈبیا اسکے ہاتھ
مین تھی وہ کھولی شعلہ آتش ڈبیا سے نکلا اور ان تپلیون پر گرا اور چارون کو جلا دیا طاؤس بھی جلنے لگا
خیام جادو نے کچھ پڑھکر ایک ترنج کھینچ مارا کہ وہ تپلا بھی جلا اب یہ چھوٹون شعلے ایک ہو کر
طاؤس جادو کی طرف چلے طاؤس جادو نے جلدی سے زبان مین نشتر دیا اور خون چلوؤن
مین لیکر اُس شعلہ پر مارا کہ وہ تھرتھرایا کہا لینا مین خیام جادو بس یہ سنتے ہی وہ شعلہ بھڑک کر چلا
اور خیام جادو نے جھولی سے ترنج نارنج کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کیا لیکن وہ شعلہ کو کسیطرح
دریا آخرکار یہ ملعون بھاگا اور شعلے نے اسکا تعاقب کیا یہان تک کہ یہ اپنے لشکر مین چلا گیا اور
ایک ساحر کے پیچھے چھپا شعلہ جو گرتا ہی دونون کو جلا کر خاک کیا ایک آندھی چلی اور خاک اڑی
دیر تک آتشباری و برف باری ہوا کی تاریکی چھائی رہی شعلہ سحر نے اسی تاریکی مین اپنا کام کیا کہ ہزارہا
تپک جھپک کر گرنے لگا اور ساحرون کو پھونکنے لگا اور آوازین پیدا ہونے لگین کہ کشتی مرا نامم
فلان بود و فلان بود یہ رنگ دیکھکر مبہوت جادو بد حواس ہو گئی اور جلدی سے
اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ایک زنگی شیشہ لیئے ہوئے پیدا ہوا کہا کہ
اس شعلے کو یہ سنتے ہی وہ زنگی قریب شعلے کے آیا اور شیشہ سامنے کر کے آواز دی کہ بس
او ظالم بہتون کو تونے مارا اب ادھر آ شعلہ جھلا کر اس شیشہ مین اُتر آیا اور ڈانٹ لگا کر سامنے
مبہوت جادو کے آیا مبہوت جادو نے شیشہ اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ بس
اب تو جا یہان ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہی اسلیئے ابھی ایک مرتبہ تجھے اور آنا ہوگا یہ سنکر وہ زنگی تو جانب
صحرا روانہ ہوا یہان مبہوت جادو نے نشتر اپنی چھنگلیا مین دیا اور خون اسکا اس شیشہ
مین ٹپکایا اور کہا کہ ای شعلہ بس اب کام طاؤس جادو کا تمام کر اور بعد اسکے تمام لشکر اسلام
کو غارت کر کہ اب یہ سب تیرے دشمن ہین یہ سننا تھا کہ وہ شعلہ طاؤس جادو کی طرف
چلا یہان طاؤس جادو نے جلدی سے ایک اسم سحر پڑھکر ٹکڑا روئی کا پھینکا اور
چھینٹا پانی کا دیا کہ وہ ابر بنکر اس شعلہ کی طرف چلا شعلہ ابر کو دیکھکر بلند ہوا اور دامن ابر
سے لپٹ گیا دیکھا سب نے کہ ابر مین آگ لگ گئی اور مانند پنبہ جلکر خاک ہوا اور اب جو شعلہ
جھک کر طاؤس جادو پر گرتا ہی تو جسم مین اسکے آگ لگ گئی طاؤس جادو جلنے لگی تو مین جادو
نے جھپٹ کر ایک شیشہ پانی کا بھرا ہوا طاؤس جادو پر کھینچ مارا کہ وہ شعلہ تو فرو ہو گیا مگر
طاؤس جادو بیہوش ہو گئی چھالے تمام جسم مین پڑ گئے تھے مخروق جادو جلدی سے قریب
طاؤس جادو کے آئی اور ایک ڈبیا جھولی سے نکال کر مرہم جمشیدی زخمون پر طاؤس جادو
کے لگایا کہ یہ فوراً اچھی ہو گئی تمام زخمون سے انگور بندھ گئے یہ دیکھکر مبہوت جادو نہایت
غصہ آیا اور پکاری کہ او چھوکری معلوم ہوا کہ اب بغیر میرے نکلے ہوئے کام نہ چلے گا اور یہ

لڑائی فتح ہوگی یہ کہتی ہی اپنا تخت سحر اڑا کر میدان مین آئی اور کہا کہ اب جسے نکلنا ہو وہ نکلے محروق جادو نے کہا کہ تمہارے واسطے مین موجود ہون یہ کہکر اپنی صف سے نکلکر سامنے مبہوت جادو کے آئی مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک برق چمک کر محروق جادو پر چلی محروق جادو پاؤن مارکر غرق زمین ہوگئی برق جو خالی پھری کڑک کر مبہوت جادو کی طرف چلی محروق جادو زمین سے شعلہ بنکر نکلی اور اس ابر پر جاکر گری اور ابر مین آگ لگ گئی اور وہ ابر شعلہ ہوکر مبہوت جادو کی طرف چلا اب محروق جادو اپنے مقام پر آکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ پڑھ کر اس شعلے پر پھونک رہی ہے اور شعلہ مانند تیر شہاب کے تیز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے تیرے سحر کو تجھ پر پلٹا دیا ادھر تو برق چمک کر آئی ادھر شعلے دونون برابر لگے پیچھے سے آتے ہین پس اسنے جلدی سے منہ پر ہاتھ کے بجہ کو ایک گھونسا مارا کہ اسنے منہ کھول دیا اور برق چمک کر اسکے دہن مین گری اور غائب ہوگئی اور اب یہ جھپٹی اور شعلہ کو بھی پکڑ کر کھا گئی محروق جادو نے جو دیکھا کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر کو مٹا دیا پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ کہان ہے ہمارا لشکر اے سپہ سالار فوج افسون لینا جوت آئینہ پرست کو کہ سارا فساد اسی ملعون کی ذات کا ہے یہ آواز ہوتے ہی جانب صحرا سے ایک گرد غلیظ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زیر آسمان اک آسمان خاکی پیدا ہوگیا ہے یہان تک کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے آگے آگے انکے ایک پہلوان تلوار کھینچے ہوئے ہے سب کے سب لشکر جوت آئینہ پرست پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اور افسر فوج نے نعرہ کیا کہ منم جاموسش تیغ زن باشش او ز مساق جوت آئینہ پرست کہان جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہتا ہوا اور تلوارین مارتا ہوا چلا جو سامنے آیا دو ٹکڑے کیے صفون کو توڑتا اور پرون کو پسپا کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے ہرچند کہ جوت آئینہ پرست کے ساتھ بڑا لشکر ہے اور نہایت زبردست پہلوان ہمراہ ہین مگر جاموسش تیغ زن کسی سے نہین رکتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے اب جو خیال کرکے دیکھا تو سوارین برس رہی ہین مگر یہ کسی کے وار سے نہین رکتا بلکہ برابر اسکے جسم پر تلوارین پڑ رہی ہین مگر خط بھی نہین پڑتا اور یہ جسکو ہاتھ مارتا ہے سپر کو قلم کرکے خود دو بلغہ غرق جین زرہ کوپ وغیرہ کو کاٹ کر چار آئینہ جوشن زنجیر کمر زین فرس وغیرہ فرس کو کاٹکر تلوار زمین پر رکتی ہے یہ دیکھکر مبہوت جادو سمجھی کہ شاید یہ فوج سحر ہے پہلے گمان نہ تھا پس اسنے اپنے ساحرون سے کہا کہ لینا انکو جانے نہ پائین ساحر ترنج نارنج گولہ فولاد نیچے کچھ سے پھونکا کے لیکر جھپٹے اور سحر کرنا شروع کیے آگ برسائی برف برسائی تیر برسائے دریا سحر بہایا مگر یہ فوج کسی سے نہ رکی اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہو سکا اتنو جوت آئینہ پرست چلا کہ اے مبہوت جادو اب مین کیا کرون کہ مبہوت جادو نے کہا کہ گھبرایا کیون جاتا ہے اور اپنے ساحرون سے کہا کہ پلٹ آؤ معلوم ہوگیا کہ یہ فوج ساحران ہی نہین ہے بلکہ لشکر سحر ہے ساحر پلٹ آئے اور وہ لشکر برابر قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے اب مبہوت جادو نے محروق جادو کی طرف دیکھکر بہت تعریف کی اور کہا کہ واقع مین کیا اچھا دھوکا دیا ہے کہ مجھے بھی یہ شبہ ہوا کہ یہ فوج سحر نہین ہے پس اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ اے اہل لشکر افسون خبردار کہان ہو آؤ اور اپنے ہم نبرد سے سامنا کرو دیکھا کہ اسی طرح

دوسری گرد اوڑی اور اس گرد سے بھی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے اور آکر لشکر جاموش پر گر پڑے انکا ہنر انکی تلوار چلنے لگی اور افسر فوج یعنی افسون تبر دار سامنے جاموش تیغزن کے پہونچا اور پکارا کہ او جاموش کیا کمزور پاکر تونے قتل و قمع کرنا شروع کیا برابر والے سے لڑو تجکو جواب ملے یہ سنکر جاموش تیغزن اسکی طرف پلٹا اور کہا کہ آ تو ہی آ افسون تبر دار نے جھپٹ کر تبر مارا جاموش تیغزن نے اپنا سر آگے بڑھا دیا تبر پڑتے ہی سر اسکا شق ہوا اور دریڑہ خون کا نکلکر سر پر جاموش تبر دار کے پڑا اس خون نے شعلے کا کام کیا کہ افسون جلاکر خاک کر دیا دونوں سپہ سالار جلکر خاک ہوئے اور یہی صورت فوج کی بھی ہوئی کہ جس تبر دار نے تیغزن کو مارا اور خون جسم سے نکلا وہ شعلہ بنکر گرا اور دونوں کو جلاکر خاک کر دیا اور جس تیغزن نے تبر دار کو قتل کیا تبر دار کا خون بھی شعلہ بنکر دامنگیر ہوا اور قصاص لیا اب دونوں لشکر تماشا لشکر سحر جنگ کا دیکھ رہے ہین اہل اسلام تعریف محروق جادو کی کر رہے ہین اور تھا مبہوت جادو کی تعریف کر رہے ہین جسوقت یہ دونوں لشکر جلکر خاک ہو گئے تو صرف دو شعلے قائم رہ گئے باقی سب شعلے زرد ہو گئے بس جلدی سے محروق جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ان شعلون کی طرف پھونک کر آواز دی کہ بس دشمنی کا وقت گیا اب دوستی کا زمانہ ہے تم دونوں ایک ہو جاؤ اور جو کام ملکر کروگے وہ خوب ہوگا

شعر
دو دل یک شود بشکند کوہ را ؛ پراگندگی آرد انبوہ را

بس یہ سننا تھا کہ وہ دونوں شعلے لپک لپک کر ایک ہو گئے اب آواز دی محروق جادو نے کہ لینا مبہوت جادو کو دیکھا کہ شعلہ مانند برق چمک کر مبہوت جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے دیکھا کہ یہ سحر رد نہ ہوگا بس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای زنگار جادو آنا کہ وقت تیرا یہی ہے بس یہ کلمہ زبان سے ختم ہوتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک زنگی شیشہ خالی ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوا اور اس شعلہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ادھر کہان جاتا ہے ادھر آ تھوڑی دیر دم لے شعلہ سے آواز آئی کہ تو مجھے کیون بلاتا ہے مین جسطرف جاؤنگا اپنا کام کرونگا آپ مین کسیکا دوست نہین ہون یہ کہکر زنگار جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے جلدی سے ناگین مندریا کے بچہ کی چیر کر اس شعلہ پر کھینچ ماری مندریا تو جلکر خاک ہوئی اور شعلہ قائم ہو کر ٹھہر گیا مبہوت جادو نے آواز دی کہ ای محروق جادو کو شعلہ چمک کر محروق جادو کیطرف چلا اور زنگار جادو شیشہ لیے ہوئے شعلہ کے ساتھ ساتھ چلا جیسے ہی شعلہ قریب محروق جادو کے پہونچا محروق جادو نے رگ دست مین نشتر دیکر خون نکالا اور چلو مین لیکر کچھ اسم سحر دم کر کے شعلہ پر کھینچ مارا اور آواز دی کہ بس تھم اسی جگہ شعلہ اسی مقام پر قائم ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ستارہ درخشان ہے زنگار جادو نے سحر کیا کہ شعلہ شیشہ مین آ سکے ممکن نہ ہوا اب یہ حیران حیران مبہوت جادو کیطرف دیکھنے لگا مبہوت جادو نے کہا ای محروق اس سے کیا فائدہ کہ تو نے سحر کو بند کر دیا کہ اب نہ یہ تیرا کچھ کر سکتا ہے نہ میرا محروق جادو نے کہا اب جسکی قضا ہے یہ اسکا کام تمام کریگا آج شہر بلخ کا خانہ ہے اور یا تیری موت کا خانہ ہے یہ کہکر اپنے جھولی سے ایک تیلی پتیل کی نکال ہاتھ مین اٹھائے ایک مشعل تھی محروق جادو نے چند پھول گلاب کے لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر اس تیلی پر کھینچ مارا اور کہا کہ ای مشعل دار ساحر جا اور مشعل اپنی دشمن پر کے مبہوت کے پانون مین آگ لگا بس یہ سنتے ہی وہ تیلی تڑپ کر

اٹھی اور مشعل اپنی اسی شعلہ کے قریب لائی شعلہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور مشعل جلنے لگی تیلی جھپٹ کر مبہوت جادو
کی طرف چلی مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ یہ بلا کی طرح چلی آتی ہے دل مین سوچی کہ غضب ہوا اسکا
زکمنا دشوار ہے جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہو گئی تیلی نے اسکے تخت سحر مین آگ لگا دی اور
آپ پلٹ کر محروق جادو کی طرف چلی محروق جادو نے کہا کہ ای طاؤس جادو غضب ہوا اب
یہ سحر میرے روکے رکنے والا نہین ہے دیکھو نا یہ اسکا رد ہونا ممکن ہی نہین مگر مین نے بڑی غلطی کی کہ زمین
سخت کر دی کہ مبہوت بھاگ نہ سکتی یہ امر ترک عادت کی وجہ سے ہوا طاؤس جادو نے کہا
کہ پھر آپ ہی غرق زمین ہو جائیے محروق نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہی اگر یہ شعلہ مجکو نہ پا سکے گا تو لشکر
اسلام کو غارت کرے گا بڑے افسوس کی بات ہی کہ لشکر اسلام میرے سحر سے میری زندگی مین
برباد نہ ہو یہ کہی رہی تھی کہ اس تیلی نے آتے ہی مشعل محروق جادو پر کھینچ ماری تمام جسم مین آگ
لگ گئی اور محروق جادو جلنے لگی توسن جادو اور طاؤس جادو نے ہر چند سحر کیے مگر کچھ نہ ہو سکا
محروق جلکر خاک ہو گئی اب اس تیلی نے وہی مشعل پھر اُٹھالی اور توسن جادو کی طرف چلی
توسن جادو اور طاؤس جادو نے چاہا کہ زمین مین غرق ہو جائین لیکن زمین سخت ہو گئی یہ سحر
مبہوت جادو کا تھا جب تک یہ دونون رد سحر کرکے زمین کو نرم کرنے مین رہین تیلی قریب آ گئی
اور مشعل کھینچ ماری توسن جادو و طاؤس جادو بھی جلنے لگین یہان تک کہ یہ بھی جلکر خاک ہو گئین
اب وہ تیلی پلٹ کر مبہوت جادو کی طرف چلی مبہوت جادو جھپٹ کر قریب اس شعلہ کے آئی جو
بالا سے ہوا قائم تھا اور اسنے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون نکالا اور اس شعلہ پر مارا اور کہا کہ لے اس
تیلی کو شعلہ جھپٹ کر اس تیلی پر گرا تیلی مع مشعل جلکر خاک ہو گئی بس یہی کام رہا تھا کہ مبہوت جادو
نے شعلہ سے اشارہ کیا کہ لشکر اسلام کو بس یہ سننا تھا کہ وہ شعلہ لشکر اسلام کی طرف چلا اور ایک
ابر سرخ رنگ ہو کر محیط ہو گیا ایسا ایک تلاطم مچ گیا اور لوگ بھاگ گئے لیکن اس شعلہ نے
اُسکو پہلے جلایا جو لشکر سے الگ ہوا لیکن جو منچلے تھے وہ اُسیطرح کھڑے رہے اور جلا کیے
عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین برپا تھا کہ لوگ جل رہے تھے ہر طرف سے صدا ہے اشہد ان
لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ بلند تھی ایک دوسرے کو اسپنے اسلام کا شاہد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ
ہم مرتے مرتے اس دین مبین پر قائم رہے کہان تک بیان کیا جائے کہ تمام لشکر مع ہوشیار بلخی
و گوشمار بلخی جلکر خاک ہو گیا اور کوئی جانور تک نہ بچا تمام قلعہ و شہر ویران ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا
کہ ہزارہا برس سے یہان کوئی ذی روح نہین رہتا ہے جسوقت تک شعلہ شہر بلخ کی بربادی مین
مصروف رہا اتنے عرصہ مین مبہوت جادو نے ایک اسم سحر زنگار جادو کو تعلیم کیا اور کہا کہ زمین پر شیشہ رکھکر
یہ اسم پڑھنا شعلہ اسمین سے اُتر آئے گا اور تمھارا تابع رہیگا اور جسوقت تمھین نہ پائیگا یا اگر کوئی شخص تم سے یہ
شیشہ کسیطرح چھین لیگا تو اُسکے تابع ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ اسکو تم بڑی ہوشیاری سے اپنے پاس رکھو زنگار جادو
نے اُسیطرح شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا وہان شعلہ شہر بلخ کو جلا کر حوت آئینہ پرست
کیطرف پلٹا کہ اسے پھونک دے دن یہی علامت شہر بلخ کے بربادی پر دال تھی لیکن زنگار جادو پہلے
سے اسم پڑھ رہا تھا شعلہ کو دیکھکر اشارہ کیا کہ آ اور اس شیشہ مین قیام کر بس شعلہ سمٹ کر اس شیشہ
مین اُتر آیا زنگار جادو نے ڈاٹ شیشے مین لگائی اور پاس مبہوت جادو کے آیا مبہوت جادو نے
شیشہ ہاتھ سے زنگار جادو کے لیا اور سامنے حوت آئینہ پرست کے آئی فوج کفار مین نقارہ فتح کا

لوگ خوشی کرنے لگے اور مبہوت جادو نے وہ شیشۂ سحر آگین جوت آئینہ پرست کو دکھایا اور کہا کہ یہ سحر نہایت زبردست تیار ہو گیا ہے اب یہ تمام ممالک اسلام پھونک دینے کو کافی ہے اب یہ کفار تو مصروف جشن ہوئے ہیں لیکن کچھ حال اجروسس ختنی کا بیان کیا جاتا ہے کہ اتفاق سے یہ اسطرف آنکلا تو اسوقت پہونچا جبکہ تمام شہر بلخ برباد ہو چکا تھا ہر جگہ راکھ کا ڈھیر تھا اجروسس جنی روتا ہوا زمین پر اُترا اور انھیں راکھ کے تودوں کو مزار غریبان سمجھکر فاتحہ پڑھا اور اب ہیئت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر کفار ہوا اور حالات دریافت کر کے روتا پیٹتا خدمت میں اپنے باپ مکلل خان جادو کے روانہ ہوا جسوقت نظر مکلل خان کی اجروسس جنی پر پڑی سے کہا اے فرزند کیا ہے تو اسقدر کیوں پریشان ہے اجروس نے بیان کیا کہ عجب تباہی خداپرستوں پر آئی ہوئی ہے جسقدر ممالک اسلام تھے انہیں سے آدھے بھی نہیں رہے اور بعض تو ایسے تباہ ہوئے ہیں کہ اب آبادی انکی ناممکن ہے ایک متنفس بھی نہیں بچا ہے بلکہ عمارتیں تک نیست و نابود ہو گئی ہیں اور جو شہر کہ آباد ہیں وہ بھی چراغ سحری ہو رہے ہیں انکے بچنے کی بھی کوئی امید نہیں اسلیے کہ ابھی ابھی میرا گذر شہر بلخ کی جانب ہوا تو میں نے دیکھا لشکر جوت آئینہ پرست کا صحرائے بلخ میں اُترا ہوا ہے کفار مصروف جشن ہیں اور شہر بلخ تمام پھنکا ہوا پڑا ہے کوئی ذی حیات نہیں بچا مبہوت جادو نے سبکو پھونک دیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے مبہوت جادو سمرقند کو برباد کر کے آئی تھی دوسری جانب خونخوار بن دجال شہر مرصع عصار سے قلعہ گیلان تک خداپرستوں کا استیصال کرتا ہوا پہونچا ہے اور وہاں سے شہر اردبیل کو روانہ ہوا ہے تمام رفیقان حمزہ صاحبقران قتل ہو گئے اور ملک برباد ہو گئے اور ان سبکا ارادہ ہے کہ اب چلکر قلعہ ذوالامان کو بھی برباد کریں جہاں ناموس حمزہ صاحبقران کے پناہ گزین ہیں یہ سنکر مکلل خان جادو بہت روئے اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا ابھی لبریز ہوا بعد اسکے فوج کو تیاری کا حکم دیا کمر بندیاں ہونے لگیں دوسرے روز مکلل خان جادو مع لشکر کوچ کر کے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت پہونچنے کے بیان کیا جائیگا آمدم برسر مطلب کہ یہاں جوت آئینہ پرست جشن سے فرصت کر کے جانب شہر ختن روانہ ہوا بعد طی مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر ختن کے پہونچا تو فوج کو اُتارا خیمہ برپا کیا خبر یعقوب شاہ ختنی کو ہوئی یعقوب شاہ نے کہا کہ کچھ پروا نہیں ہے الحمدللہ کہ مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اگر بستر خواب پر ہلاک ہوتے تو کیا ملتا اور مرنا ہر طرح ہے کیونکہ اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے شعر گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے ٭ اب جیسے پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے ٭ لیکن جوت آئینہ پرست نے شب تو براحت و آرام بسر کی اور صبح کو بارگاہ میں آکر بیٹھا اور رزہا دشتہ لب کو نامہ دیا کہ جاکر جواب اسکا لاؤ رزہا دشتہ لب نے نامہ سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو رزہا کو اسطرف آتے ہوئے دیکھا یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ ایک سردار تھوڑی سی فوج ہمراہ لئے ہوئے اسطرف آتا ہے یعقوب شاہ نے کہا دروازہ قلعہ کا کھول دو اور لاؤ مرکب میرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار اسنے دل میں مجھکو

ضیعف ناتوان سمجھکر اس ارادہ سے آئے ہین کہ قلعہ چھین لین تو مین ابھی ایسا نہین ہون
کہ کوئی سردار تھوڑی سی فوج لیکر قلعہ میرا لے لے مین اُس سے مقابلہ کرونگا اگر اندیشہ
تھا تو سحر کا تھا ان لوگون سے مجھے خوف نہین ہے ابھی جاکر اس ملعون کو مزا چاشنی مرگ
کا چکھاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلے جسوقت یہ بیرون قلعہ آئے
اور ایک سوار نے آکر یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ نامہ دار حوت آئینہ پرست کا
آیا ہے یعقوب شاہ ختنی نے کہا بلاؤ جسوقت رزہاد دشتہ لب سامنے آیا نامہ پیش کیا
یعقوب شاہ ختنی نے لفافہ چاک کیا اور نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے یعقوب شاہ ختنی
بہتر یہ ہے کہ یا اطاعت میری اختیار کرو اور مذہب خداپرستی کو ترک کرو اور یا جنگ پر آمادہ ہو
مین نے شہر بلخ اور سمرقند دونون کو آب جلا دیا ہے کہ بلخ کا تو نشان تک باقی نہین رہا
اگر خلاف ورزی میرے اور کوئی امر تم سے ظہور مین آیا کہ تم نے اسلام کو نہ ترک کیا اور
اطاعت میری نہ اختیار کی تو یاد رکھنا کہ ایک ہی دن مین ختن کو بھی مثل بلخ کے پھونک
دونگا یعقوب شاہ نے دوات قلم طلب کرکے جواب پشت پر تحریر کردیا کہ او نامرد
تیرے ساتھ بڑے بڑے جوان ہین اور سرداران نامی ہین طبل بجوا اور میری انکی لڑائی کا تماشا دیکھ کہ وہ کیا
کرتے ہین باوصفیکہ جوان ہین اور مین بڈھا کس کس کو تہ تیغ کرکے خاک مین ملاتا ہون اگر تو نے غیر ساحر
سے سحر کا مقابلہ کیا تو کیا لطف اور تبدیل مذہب وہ کرے جسکا مذہب باطل ہو ہم دین برحق پر ہین کیونکر
ترک کرین تو اختیار کیسے کرین دیدہ و دانستہ راہ جنت کو نہ ترک کرینگے اور اپنے پاؤن سے جہنم مین جائینگے
جسوقت جواب نامہ تحریر کرچکے تو رزہاد دشتہ لب کو دیا رزہاد نامہ لیکر پاس حوت آئینہ پرست کے آیا اور
نامہ پیش کیا یہان یعقوب شاہ ختنی پھر قلعہ مین واپس آئے اور تیاری لشکر کا حکم دیا کیونکہ
انکو یقین تھا کہ مین نے ایسے کلمات لکھے ہین کہ غیرت مین آکر یہ ملعون ضرور سردارون کو
برائے مقابلہ بھیجیگا جب مرنا ہر طرح ہے تو ہم بھی دل کا حوصلہ نکال لین اور دشمنون کو مارکر
مرین جو کافر کم ہوئے وہی سہی لیکن وہان نامہ حوت آئینہ پرست نے جو پڑھا اسکو نہایت
غصہ آیا کہا اے مبہوت جادو اہل ختن بہت ہی سخت خلق سرکش معلوم ہوتے ہین کل ہم
اس ملک کو بھی پھونک دو یہ سنکر ہوماق شیر سر وغیرہ نے کہا کہ اے بادشاہ ہم لوگ
کس دن کے واسطے ہین جو آپ سحر سے کام لیکر اپنے کو بدنام کرتے ہین طبل جنگ بجوا دیجئے
کہ ہم نکلکر مقابلہ کرین کیا ہم اس قلعہ ختن کو خالی نہین کرا سکتے ہین یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے
جواب دیا کہ تم لوگون سے لڑانے مین زمانہ بہت گذرے گا اور مجھے یہ منظور ہے کہ بہت جلد
ملکون کو خداپرستون سے خالی کرون جسوقت قلعہ ذوالامان پر پہونچوگے تو حوصلہ تمہارا نکلیگا
کہ وہان بہت بڑے بڑے سردار حمزہ کے مثل ملک قہر شش ہین سو قباے طوفانی اور
الغاش خون آشام کے موجود ہین اُن سے لڑنا ہم بھی تماشا دیکھینگے یہ سنکر سرداران
لشکر تو خاموش ہو رہے اور مبہوت جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل ختن کو ہوئی کہ لشکر کفار مین کوس حربی
بجا ہے یعقوب شاہ ختنی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ جنگ بجا
تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام نے ہر رگ پر کمر ہمت کو چست باندھا آگے

ہوسے تو کہیں گے کہ کل عجب روز مسرت ہے کہ ہاتھ سے ان کفار کے شہید ہوکر داخل جنت ہوئے شہید کے لقب سے ملقب ہونگے مرنا ہر طرح ہے اس طرح کے مرنے مین نام ہے لوگ کہین گے کہ رفیقان صاحبقران کیا مستقل مزاج تھے کہ میدان سے نہ ہٹے اور جانین دیدین ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر وصیت کر رہا تھا ابھی تک ان سبکو یہی خیال ہے کہ مقابلہ تیر دشمن کیا ہوگیا خوب دل کا حوصلہ نکلے گا کفار کو بھی قتل کرینگے ہرچند تعداد انکی ہم سے زیادہ ہے اور انجام قتل ہونا ضرور ہے مگران کافرون کو بھی معلوم ہوگا کہ چند کس ضعیفون نے کیسے جوانون کو خاک مذلت پر سلا دیا وہان کفار باطمینان تمام اُبیٹھے ہین کہ جنگ ہونیوالی نہین ہے مبہوت جادو پھر پھر ہین سبکو پھونک دینگی کہان تک بیان کیا جائے کہ طبل بجتے بجتے رنگ فلک کا بدلا سیاہی شب برطرف ہونے لگی سفید دسحری نے شبخون مارکر لشکر انجم کو شکست دی اور ماہ تابان گوشۂ مغرب مین مہمان ہوا نسیم سحری سے چراغ جھلملا جھلملا کر گل ہونے لگے اہل اسلام مین شور اللہ اکبر بلند ہوا مسلمانون نے فریضہ سحری کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب تن پر حسبت و درست کرکے عازم میدان جنگ ہوئے لیکن لشکر کفار سے صرف مبہوت جادو سامنے قلعہ ختن کے آئی اور حوت آئینہ پرست تھوڑا سا لشکر لیکر واسطے سیر دیکھنے آیا کہ تماشا قتل اہل اسلام کا دیکھنا بھی خالی از ثواب نہین ہے لیکن مبہوت جادو نے زنگار جادو سے شیشہ ہاتھ مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس شیشہ پر دم کرکے ڈاٹ اُسکی کھولی اور کہا کہ لینا اہل اسلام کو اور پھونک دے قلعہ ختن کو بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر شیشہ سے نکلا اور جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اور بالاے قلعہ پہونچکر مثل ابر سرخ رنگ کے پھیلنے لگا یہ دیکھتے ہی یعقوب شاہ ختنی نے دست تاسف زانو پر مارا اور کہا کہ دخالی ان کفار نے خبر معلوم ہوا کہ ہم لوگون کو بے کسی کی موت مرنا تھا جو صرف پیدا کرنے والے کی جسطرح وہ طلب کرے کیا عذر ہے دروازے قلعہ کے کھولدو اور منادی کردو کہ جسکو جان اپنی عزیز ہو وہ نکل جائے اور جسکو شان استقلال دکھانا ہو وہ اس آگ مین جلے اور آتش دوزخ سے رہائی حاصل کرے اب جو شخص یہان رہیگا اسکا اس آگ سے رہائی پانا دشوار ہے جسوقت دروازے قلعہ کے کھلے ہزارہا آدمی جان بچاکر نکل گیا کہ اس مرنے سے کیا فائدہ کہ نہ ہاتھ ہلا سکے نہ پاؤن جو لوگ کہ بخوف اہل اسلام مسلمان بنے ہوئے تھے اور دراصل کافر تھے وہ جاکر حوت آئینہ پرست کے لشکر مین شامل ہوگئے اور فریاد کی کہ ہم ابتک بخوف مسلمانان مسلمان بنے ہوئے تھے ہمنے اپنا دین قدیم ترک نہین کیا ہے حوت آئینہ پرست نے ان لوگون کو پناہ دی اور یہان وہ ابر سرخ رنگ پھیلکر تمام قلعہ پر چھاگیا اور شرارے ترک ترک کر گرنے لگے جسپر گرا وہ جلکر خاک ہوا تمام قلعہ آتشبار ہو رہا تھا یہ رنگ دیکھکر یعقوب شاہ ختنی اور دیگر مسلمانون نے کلمۂ آخر پڑھا اور دعا کی کہ پروردگارا گھڑیان ہوت کی ہمپر آسان کر یہ حالت تھی کہ اہل اسلام جل رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے ایمان کا گواہ کر رہا تھا پہر بھر کے عرصہ مین تمام قلعہ کو شرارون نے پھونک دیا تمام گھربار جل گئے کوئی طائر بھی نہین باقی رہا عمارتین سیاہ ہوگئین جسوقت کوئی ذی روح باقی نہ رہا تو ابر پلٹا اور لشکر حوت کی طرف چلا زنگار جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا

شروع کیا وہ ابر سمٹ کر اور شعلہ بنکر شمشیر مین آ گیا کفار نقارہ فتح بجاتے ہوئے
پھرے حوت آئینہ پرست نے تین روز کا جشن کیا اور اثناء جشن مین حوت آئینہ پرست نے
صلصال سے کہا کہ اے خان اعظم مین نے تمھاری خاطر سے ان ملعون کو اسطرح پھونکا کہ
کوئی وارث انکا باقی نرہے تاکہ تم بہ اطمینان تمام حکومت کرو صلصال نے کہا کہ مین ان
مہربانیون کا کس زبان سے شکریہ ادا کرون غرضکہ جسوقت جشن سے فراغ حاصل ہوا
تو حوت آئینہ پرست کوچ کرکے طرف ترکستان کے روانہ ہوا جسوقت منزل بہ منزل قریب
ترکستان کے پہونچا اور خبر زرہ خان کو ہوئی زرہ خان نے بلبل خان اور اژدر خان
بن صلصال اور صعب خان بن صلصال اور مالک ترک سفید جامہ کو بلوا کر اُن سے بیان
کیا کہ حوت آئینہ پرست فوج بسیار سے اسطرف بھی آیا ہے اور اُسکے ساتھ تمھارا باپ صلصال
بھی ہے اور سمیل خان بن صلصال بھی ہے تم وارث اس سلطنت کے ہو اب تمھاری کیا راے ہے
اژدر خان وغیرہ نے کہا کہ آپ سے بہتر ہماری راے نہین ہے کیونکہ آپ والد بزرگوار کے وزیر
ہین جو آپ مناسب جانیے وہ کیجیے زرہ خان نے کہا کہ اگر قلعہ بند ہوتے ہین تو وہی
ابر سرخ رنگ جسنے ختن اور سمرقند اور بلخ کو پھونکا ہے وہی ابر اس ملک کو بھی پھونک دیگا
اور اگر قلعہ سے نکلکر لڑتے ہین تو بھی مارے جاوینگے اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ تم ہمین گرفتار کرکے مع لشکر صلصال پاس لیچلو اور اُس سے بیان کرو کہ ہم
بسبب خوف حمزہ صاحبقران کے مسلمان ہوگئے تھے ورنہ ہم اب تک اپنے مذہب
قدیم پر قائم ہین اور زیادہ خوف ہمکو اسکا تھا جسے گرفتار کرکے ہم لیتے آئے ہین کہ یہ
حمزہ کا بہت منھ چڑھا تھا یہ حاضر ہے اسے قتل کیجیے اور ہم آپکے غلام ہین جسوقت لشکر
تمھارا لشکر حوت آئینہ پرست مین شامل ہو جائے تو نعرہ تکبیر کرکے گرو اور لڑکر جان دیدو
اور مین تو ہرطرح قتل ہو جاؤنگا اور اگر تمھارا دل چاہتا ہو کہ سلطنت کرین تو اطاعت آپنے
باپ کی اختیار کرلو یہ سنکر اژدر خان و بلبل خان نے کہا کہ جس مذہب پر لعنت کر چکے
اُسے کیا سمجھکر اختیار کرین ہم کبھی اس دین مبین سے برگشتہ نہونگے اور لڑکر مر جائینگے
یہ سنکر زرہ خان نے کہا کہ شاباش و مرحبا ایسا ہی چاہیے بس اب مین تدبیر بتاتا ہون مگر
پہلے فوج مین سے وہ لوگ منتخب کر لیے جائین جو لڑکر مر جانے والے ہین یہ کہکر لشکر کو جمع کیا
اور بلندی پر کھڑے ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس یہ وقت امتحان کا آگیا ہے جسکو ایمان عزیز ہو
وہ ہمارا ساتھ دے کہ ہم ان کفار سے ضرور لڑینگے اور جانین اپنی دینگے اور جسکو جان عزیز ہو وہ
ہم سے علیحدہ ہو جائے کیونکہ جو ہمارے ساتھ ہوگا وہ زندہ نہین بچ سکتا یہ سننا تھا کہ صدہا
آدمی علیحدہ ہوگئے اور انھون نے کہا کہ جان عجب چیز ہے جب مرگئے تو کچھ بھی نرہا ہم صلصال
ہی کا ساتھ دینگے جان تو بچے گی لیکن جو لوگ سچے اور پاک مسلمان تھے انھون نے مرنے پر
کمر باندھ لی اور کہا کہ اس زندگی سے موت اچھی جسمین دنیا و عقبی دونون خراب ہون اتنے ہزار
آدمی آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا اب زرہ خان نے ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنین اور زرہ خان
بصورت قیدی بنا اژدر خان وغیرہ اسکی قید لیکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے
راستے مین مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان وغیرہ سے کہا کہ بڑے افسوس کی

بات ہے کہ ہم سب تو قتل ہوں اور جو دشمن ہمارے ہیں اور جنھوں نے وقت پر کاندھی دی
اور ساتھ نہیں دیا یہ زندہ ہیں اور لطف زندگی اُٹھائیں ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ یہ بھی تباہ ہوں
اژدر خان نے کہا کہ پھر اسکی کیا صورت ہے مالک ترک سفید جامہ نے کہا کہ مجھے بھی مثل
زرد ثان سے قید کرو اور اپنے باپ سے کہنا کہ ہمنے ہر چند سمجھایا مگر یہ لوگ مذہب خداپرستی
ترک نہین کرتے اور ناحق حمزہ کا دم بھرے جاتے ہین آپکی اطاعت سے انکار
کرتے ہین لہذا ان سبکو پھونک دینا چاہیے اس راے کو سب نے پسند کیا اور مالک کو بھی
مقید کرکے جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے جسوقت قریب لشکر پہونچے
ہرکارون نے صلصال کو خبر کی کہ فرزند آپ کے ہابب خان اور اژدر خان وزیر کو قید
قید کرکے مع فوج حاضر ہوئے ہین اور بعفو تقصیر کے امیدوار ہین اور کہتے ہین کہ ہمنے بھی یہی
نے سمجھا سے سے دین اسلام اختیار کیا تھا گو موقع نہ پاتے تھے کہ اسکو ترک دیتے اور اپنے
دین قدیم کا رواج دیتے یہ سنکر صلصال بہت خوش ہوا اور کہا کہ خبردار کوئی انکو روکنے کا قصد
نکرے اور جسطرف انکی چالیس ہزار فوج پڑی تھی اسطرف سے آنے کا حکم دیا اور حوت
آئینہ پرست سے جاکر بیان کیا کہ مبارک ہو کہ یہ ملک بغیر لڑے بھڑے قبضہ مین آگیا حوت آئینہ پرست
نے کہا کہ کیونکر صلصال نے بیان کیا کہ لڑکے میرے جو بخوف حمزہ مسلمان بنے ہوئے تھے
وہ اُسی [illegible] وزیر کو میرے پاس مقید کرکے لے آئے ہین اب مین اس وزیر کی تو بوٹیان
اڑاؤنگا اور اپنے لڑکون کو لیکر ملک پھر سے آباد کرونگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ بہتر
ہے صلصال نے ہیکل خان کو براے استقبال روانہ کیا راہ مین ملاقات ہوئی اب ہیکل
ہی صلصال بھائیون کو لیکر باپ کی خدمت مین آیا اور انکی فوجون کو اپنے فوج مین
شامل کردیا اژدر خان نے جسوقت صلصال کو دیکھا سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر گر پڑے
صلصال نے گلے لگایا اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ اسمین تمھاری خطا نہین ہے یہ سب فساد اس وزیر
نمکحرام کا تھا دیکھو تو اسکی کیا حالت کرتا ہون اور تمنے اچھا کیا جو اپنی جان بچانے کو مذہب حمزہ
کا اختیار کرلیا ورنہ تو قتل ہو جاتے اسکے بعد اژدر خان و ہابب خان نے کہا اے پدر بزرگوار
ابھی آپ پورے طور سے حکومت ترکستان کی نہین کرسکتے اسواسطے کہ جسقدر رعایا ہے وہ مذہب
خداپرستی نہین ترک کرتی سوا ہمارے لوگ مذہب قدیم پر قائم ہین جو ہمارے ہمراہ حاضر حضور ہوئے لوگ انکا کل
انتظام کیجیے بعد اسکی حکومت ترکستان کی آسان ہوگی یہ سنکر صلصال نے کہا بہتر ہے مین سبکو جلوا دونگا اور دیگر بلاد
سے سب رعیت کو جمع کرکے ملک اپنا آباد کرونگا یہ کہکر اٹھکھڑا ہوا اور حوت آئینہ پرست کی خدمت مین آیا
اور تمام گفتگو اژدر خان کی حوت سے بیان کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کی
طرف دیکھا اور کہا کہ اسکا انتظام تم کرو مبہوت جادو نے زنگار جادو سے کہا کہ تم صلصال کے
ساتھ جاؤ اور جس جس ملک کو صلصال کہین اسے جلا دو زنگار جادو اٹھکھڑا ہوا اور وہ شیشہ
ابر سرخ رنگ ہاتھ مین لیے ہوئے صلصال کے ساتھ ہوا صلصال زنگار جادو کو ہمراہ لیے ہوئے
اژدر خان کے پاس آیا اور کہا کہ یہ جو ہین انکو اپنے ہمراہ لو اور جس ملک کو چاہو پھونک دو
یہ سنکر اژدر خان نہایت مسرور ہوئے اور زنگار جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے قریب ترکستان
کے آئے اور زنگار جادو سے کہا کہ اس ملک کو پھونک دو یہ سنکر زنگار جادو نے ڈانٹ

شیشہ کی کھولی اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای شعلہ غضب پھونک دے اس ملک کو بس
نہ سننا تھا کہ شعلہ چمک کے نکلا اور تمام ترکستان پر ابر سرخ بنکر پھیل گیا اور شرارے چمک
چمک کر گرنے لگے یہ حال دیکھکر سب اہل شہر بہت پریشان ہوئے دل مین کہتے تھے کہ یہ کیا
آفت آئی جسکے واسطے مذہب اسلام کو ترک کیا اُسی بلا مین پھر مبتلا ہوئے شعر نہ خدا ہی
ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے * گئے دونون جہان کے کام سے ہم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے * کاش ہم بھی زرہ خان و اژدر خان کے ساتھ شہر
سے نکل جاتے اور لڑکر مرجاتے تو دنیا و عقبیٰ دونون بنجاتین مگر اب سوا افسوس کے کیا ہی ادھر
ابر سرخ رنگ نے شرارے برسانا شروع کیے اور تمام ملک ترکستان کو آتش بہار کر دیا
انسان جانور مال و اسباب شجر و حجر جل رہے تھے ہر طرف شور و فریاد بلند تھا انجام کار سب
جلکر خاک ہو گئے کسی انسان و حیوان کا نشان باقی نہ رہا اب زنگار جادو نے دیکھا کہ ابر
بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ ترکستان کو بالکل پھونک چکا بس اسنے فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگلی
سے اشارہ کیا کہ اب اُتر آ شیشہ مین وہ ابر اک شعلہ مختصر بنکر شیشے مین اُتر آیا اور یہ
زنگار جادو نے ڈانٹ لگا دی اب اژدر خان نے زنگار جادو کو گلے سے لگا لیا اور نہایت
تعریف کی کہ کیا کام کیا ہی ای برادر یہ تبلاؤ کہ یہ ابر تمھارے ہی کہنے سے چلتا ہی یا جو اسکی
ڈانٹ کھولدی اُسکے کہنے پر عمل کرے گا زنگار جادو نے کہا کہ دراصل یہ سحر میرا نہین ہی جو صرف
میرے کہنے پر چلے یہ مرکب سحر ہی سحر ملکہ محروف کو مبہوت جادو نے مسخر کرکے اپنی قوت بھی
شامل کر دی ہی اب یہ سحر مانند شتر بے مہار کے ہی جسوقت شیشہ سے رہا ہو جائیگا
جسے پائیگا پھونکدیگا تاوقتیکہ اسم تسخیر اسکا نہ پڑھا جائیگا یہ داخل شیشہ نہ ہوگا مجھے
صرف اسم تسخیر مبہوت جادو نے تبلا دیا ہی اسی بنا پر مین اسکو شیشہ مین اُتار لیتا ہون اژدر خان
یہ سنکر خوش ہوا اور زنگار جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر حوت آئینہ پرست کی طرف چلا
جیسے ہی قریب لشکر پہونچا کلائی زنگار جادو کی مروڑ کر شیشہ ہاتھ سے چھین لیا زنگار جادو
نے کہا یہ کیا اژدر خان نے کہا او ملعون کب چھوڑتا ہون تجھکو کہ تو نے لاکھون بندگان خدا
کا خون کیا ہی اور ابھی نہین معلوم کس کس کو قتل کرے گا یہ کہکر وہی شیشہ سر پر زنگار جادو
کے مارا کہ شیشہ کے پرخچے اوڑ گئے اور شعلہ جھاٹ کر پہلے ہی زنگار جادو پر گرا اور اسے جلاکر
خاک کر دیا زنگار کو مہلت تب ہلانے کی نہ دی کہ یہ کوئی سحر کر سکتا شعلہ اسکو مار کر بلند ہوا اور
ابر سرخ ہوکر پھیلنے لگا اور لشکر صلصال پر محیط ہونے لگا اژدر خان نے اپنے ہمراہیون کو آواز
دی کہ کھینچ لو تلوارین اور مار کران قرمساقون کو حوصلہ اپنا نکال لو کہ پھر ایسا وقت نہ ملیگا
یہ سنتے ہی بلب خان نے مالک ترک سفید جامہ کی قید کاٹ دی مگر زرہ خان کو رہا نہ کرسکے
اور سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر صلصال پر گرے تلوار برسانا شروع کر دی
لیکن اژدر خان لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زرہ خان کے بھی پہونچ گیا اور قید کاٹ دی ادھر
زرہ خان نے بھی ایک سوار کو مار کر سپر و شمشیر و مرکب پر قبضہ کیا اور لڑنے لگے اژدر خان
کی بہت تعریف کی صلصال حیران ہی کہ یہ کیا معاملہ ہی کچھ فساد اہل لشکر سے ہو گیا کسی سے زبان
لڑ گئی کیا معاملہ ہوا ادھر ابر سرخ رنگ لشکر حوت آئینہ پرست پر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک کر

گرنے لگے یہان سب اطمینان سے بیٹھے تھے کسیکو اس آفت ناگہانی اور بلاے آسمانی
کی کیا خبر تھی ایکایک شرارے برسنے لگے خیمہ ڈیرے سب جلنے لگے انسان و حیوان ہلاک
ہونے لگے لشکر مین ہلچل مچ گئی لوگ فریاد کنان حوت آئینہ پرست کے پاس پہونچے کہ زہ
ستمگر جو دشمنون سے بچ نکلے تو گیا تھا اب ہمین کو جلاے دیتا ہی حوت آئینہ پرست بہت
گھبرایا اور کہا بادشاہ صلصال تو صلصال خود بھاگا ہوا چلا آتا تھا حوت آئینہ پرست نے پوچھا
کہ یہ کیا ہوا حملہ بادشاہ صلصال نے سب ماجرا اژدر خان کا بیان کیا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ غرض
تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اگر ہم خود غرض ہلاکت مین پڑ گئے کیا اچھا سلوک تیرے بیٹون
نے تیرے ساتھ کیا ہی اور مہبوت جادو سے کہا کہ جلد کوئی تدبیر کرو ورنہ سب ہلاک ہو جاینگے
مہبوت جادو نے کہا کہ یہ سحر ایسا نہین ہی جو دفعتہ رک جاے یہ کیا افتاد پڑی کیا زنگار جادو
اُن لوگون کا شریک ہو گیا صلصال نے کہا کہ اژدر خان نے اُسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالا سحر کرنے
کی بھی مہلت نہ دی یہ سنکر مہبوت جادو خیمہ کے باہر آیا اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر
کچھ افسون پڑھ دم کر کے زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور وہ
دھوان بلند ہو کر پھیل گیا یہان تک کہ جسقدر ابر سرخ پھیلا ہوا تھا اُسیقدر یہ دھوان بھی پھیل گیا
اور ایک ابر آہنی تیار ہو گیا اب جو شرارہ گرتا ہی وہ اس ابر آہنی پر رک جاتا ہی لشکر کی محافظت
ہو گئی وہان اژدر خان اور بلب خان اور مالک ترک سفید جامہ اور زرہ خان کشتون کے
پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہین خوب تلوار چل رہی ہی ندیان خون کی بہا دی ہین مالک
ترک سفید جامہ اژدر خان سے کہ رہے ہین ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ٭ مرحبا
جزاک اللہ آپ تو مرتے تھے ان ملعونون کو بھی مارا حوصلہ تو نکل گیا اب اگر مارے بھی
گئے تو کوئی رنج نہین ہی شعر وارزوکے دلیرا نیے ابرو خمدار کے ٭ ہیچلے ایسے تھے منہ پر چاہیے
آوارکے ٭ غرضکہ اہل اسلام نے قیامت برپا کر رکھی ہی لشکر صلصال کو کاٹ کے ڈالدیا خوب
مہبوت جادو نے نشتر دیکر خون ایک شیشہ مین بھرا اور پر پرواز پیدا کر کے اسقدر
بلند ہو گئے ابر سرخ سے جاکر ملگئی اور وہ خون اُس ابر سرخ رنگ پر مارا یہ معلوم ہوا
کہ آگ پر پانی پڑ گیا تمام ابر شعلہ ہو کر بجھ گیا اور مہبوت جادو غش کھاکر زمین پر گر پڑا حوت
آئینہ پرست نے دوڑ کر سر اُسکا اپنے زانو پر لیا مہبوت جادو نے اشارہ سے بلایا کہ میرے
جوڑے مین اک ڈبیا خاک جمشیدی کی ہی وہ خاک میرے زخم پر لگادو اب حوت آئینہ پرست
تو اسکی تیمارداری مین مصروف ہی اور وہان اژدر خان و بلب خان و زرہ خان و مالک
ترک سفید جامہ وغیرہ نے اسی ہزار آدمیون سے فوج صلصال کا تو صفایا کر دیا اور لشکر
حوت کے بھی بہت سے سردارون کو مارا اور اب انھون نے دھاوا کیا ہی کہ لشکر حوت کو
بھی مٹا ہی دین کہ یکایک ہیکل خان بن صلصال نے اژدر خان کو ٹوکا اژدر خان نے
کہا کہ تیرا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہی یہ کہتا ہوا ہیکل خان بن صلصال کی طرف بڑھا
اور وہ ہیکل خان آپہ سے باہر ہوا ہیکل خان نے تلوار ماری اژدر خان نے وار اُسکا سپر پر
روکا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ہیکل خان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کی لیکن تلوار نے اژدر خان کی
سپر کو مانند قرص پنیر کے دو حصہ کیا ہیکل خان کے سر تک پہونچی کھینچا تلوار سر مرکب پر

بڑھی گردن مرکب کی قلم ہوئی ہیکل خان مع مرکب زمین پر گرا ایک پاؤن ہیکل خان کا مرکب کے نیچے دب گیا اژدر خان نے جلدی سے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ سر اسکا قلم ہوا راکب و مرکب دونون کی ایک حالت ہوئی کہ پھڑک پھڑک کر تمام ہوگئے اب لشکر حق سے اور خدا پرستون سے تلوار چلنے لگی اژدر خان وغیرہ کی یہ حالت ہی کہ لڑتے لڑتے تھک گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گھر بیٹھا ہو کہنیون سے خون ٹپک رہا ہو سانس پھولی ہوئی ہو اسی حالت مین طوماس فیل سر سے اور آژدر خان سے سامنا ہوا طوماس نے تلوار ماری آژدر خان نے چاہا خالی دون مگر مرکب نہ پلٹ سکا اسلیئے کہ لاشون کے دو رستہ انبار تھے تلوار کمر پر بیٹھی آژدر خان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دونون شہید ہوئے یہ معرکہ دیکھکر بلب خان دوڑ پڑا کہ غضب ہوا بھائی میرا مارا گیا جیسے ہی مرکب کو دوڑا کر سامنے طوماس کے آیا گھوڑے نے سکندری کھائی بلب خان غیال مرکب پر آرہا طوماس کو وقت غنیمت ہاتھ آیا پس اسنے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بلب خان سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تلوار سر پر بیٹھی طوماس نے جھکا مارا اسکا جگرگاہ اتر گئی یہ بھی پھڑک کر اژدر خان کے برابر گرا دونون ہلاک ہوئے اودھر قرادوس فرنس پیشانی سے آور زرہ خان سے سامنا ہوا قرادوس نے ساطور مارا زرہ خان نے وار اسکا خالی دیکر تلوار ماری قرادوس نے وار اسکا دستہ ساطور پر روکا تلوار زرہ خان کی ٹوٹ گئی اب جو قرادوس کے ساطور مارا زرہ خان خالی نہ دے سکا کہ چارون طرف سے کفار کا ہجوم تھا یہ چند کس کئی لاکھ مین گھرے ہوئے تھے جلدی سے سپر کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ حربہ اسے معاذاللہ سپر سے کب رکھتا ہو ساطور نے سپر کو قلم کیا اور پیمانہ خود سے گزر کر تا صندوق سینہ پہونچگیا یہ بہادر بھی جان بحق تسلیم ہوا یہ حالت جو تاک ترک سفید جامہ نے دیکھی ہائے بھائی کا نعرہ مارا اور تلوار کھینچکر قرادوس کی بائین بیدوڑ پڑا قرادوس نے وہی ساطور مارا تاک نے چاہا خالی دون بسبب انبوہ کے ممکن نہ ہوا گھبرا کر سپر اٹھادی انکی بھی وہی حالت ہوئی مثل زرہ خان کے یہ بھی شہید ہوئے اب صعب خان باقی رہ گیا دیکھا اسنے کہ صلصال لاش ہیکل خان کے گلے سے لگائے ہوئے رو رہا ہو اور کہہ رہا ہو کہ ای فرزند افسوس کہ تیرے حرامزادے بھائیون نے سب تجھے قتل کیا یہ سننا تھا کہ صعب خان کو نہایت غصہ آیا کہ یہ ملعون ہمین حرامی بتاتا ہو اور اپنے تئین زانی قرار دیتا ہو پس تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ دہنی آنکھ صلصال کی پھوٹ گئی صلصال اٹھکر بھاگا صعب خان نے آواز دی صعب خان تو پہلے ہی سے تیر جوڑے کھڑا تھا اور اسی نے یہ آواز بھی دی تھی کہ یہ پھر کر دیکھے پس جیسے ہی صلصال نے اسطرف دیکھا صعب خان نے تیر کو رہا کیا پس تیر جو آنکھ پر پڑتا ہو بائین آنکھ بھی پھوٹی اب تو صلصال زمین پر گرا اور سر پٹکنے لگا صعب خان جھپٹا کہ سر کاٹ لون مگر ہجوم کفار کی وجہ سے نہ پہونچ سکا اور حرمان آدمخوار قریب صعب خان کے آگیا صعب خان مصروف جنگ تھا کہ حرمان آدمخوار نے پشت کی جانب سے اسے پشت پر تھاپڑ مارا صعب خان کو خبر نہ تھی کہ کتنا آگئی سپر بھی نہ اٹھا سکا ار جو سر پر پڑا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے نخل حیات پر تیر خزان چلگیا بعد اسکے جسقدر اہل اسلام تھے سب مارے گئے

اسی ہزار میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا سردار مع فوج اسی مقام پر کھیت رہے کہ کوئی لاش اُٹھانے والا بھی نہ تھا مگر ایک ایک نے دس دس کو مارا اور سرداروں نے تو سیکڑوں کو جہنم میں پہونچا دیا اب لوگ صلصال کو اُٹھا کر سامنے حوت آئینہ پرست کے لائے دیکھا حوت نے کہ دونوں آنکھیں اسکی پھوٹ گئی ہیں تیر گڑے ہوئے ہیں پکارا کیوں اے صلصال اب تو مراد تمہاری بر آئی صلصال نے کہا بیشک حوت آئینہ پرست کو بہت غصہ آیا کہا حرامزادے انکار ہوس بادشاہی تیرے دل میں باقی ہے نہ خدا پرستوں کی بربادی کا افسوس ہوا نہ اپنے بیٹوں کے مرنے کا رنج ہوا تجھ سے دوسرا شخص کیا امید رکھے اسکے بعد حکم دیا کہ جاکر فوج کا جائزہ لیں جس وقت جائزہ لشکر ہو چکا تو معلوم ہوا کہ تین لاکھ فوج تمام آئی ہے تو شعلہ سحر سے جلی باقی صلصال کے بیٹوں کے ہاتھ سے ماری گئی حوت کو اپنے لشکر کے فنا ہونے کا بہت بڑا صدمہ ہوا حیران آدمخوار سے کہا کہ صلصال کو بھی کھا لے کہ اسکی وجہ سے یہ تباہی و بربادی لشکر کی ہوئی صلصال یہ سنکر داڑھیں مار مار کر رونے لگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اپنی جان ایسی عزیز ہے کہ روتا ہے اور اسکی فریاد ایک نہ سنی اور مکرر حیران آدمخوار سے کہا کہ کھڑا ہے دیکھتا کیا ہے یہ سنکر حیران آدمخوار اسے کھینچ کر لیچلا ہر چند صلصال نے آہ و زاری کی کہ میں بچ جاؤں مگر ممکن نہ ہوا حیران آدمخوار صلصال کو زندہ بھون کر کھا گیا بعد اسکے آدمخواروں نے خدا پرستوں کی لاشوں کو کھانا شروع کیا یہانتک کہ بہت آدمیوں کی لاشوں کو آدمخوار کھا گئے اور جو بچا رہا اپنے کشتوں کو بھی کو دفن کیا حوت آئینہ پرست نے دیکھا کہ کوئی شہر قابل آبادی نہیں ہے سبب اسکے اُسیوقت فوج کو حکم دیا کہ کل قلعہ ذوالامان کی طرف کوچ ہوگا لشکر میں نقارہ کوچ بجگیا اور تیاری سفر ہونے لگی جبکہ دوسرا دن ہوا حوت آئینہ پرست مع جمعیت چار و ساڑھے چار لاکھ آدمیوں کی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا خیال یہ بھی ہے کہ خونخوار بن دجال بھی وہاں آگیا ہوگا اب ذکر قلعہ ذوالامان میں چھوڑا جاتا ہے۔ لیکن

چند کلمے داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال بعد فتح قلعہ گیلان منزل بہ منزل قریب شہر اردبیل کے پہونچا اور خیمہ زن ہوا اسی زمانے میں مہتر قاسم کنوری براے دریافت خیر و عافیت آیا ہوا تھا اور بادشاہ اردبیل سے عرض کر رہا تھا کہ بہمن ارجاس کنوری براے شکار اسطرف آئے ہوئے ہیں بہت افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یاران قدیم ہمارے ہم سے چھوٹ گئے اب ہم قریب تمہارے ملک کے آگئے ہیں اگر زحمت نہ ہو تو براے ملاقات صحرا میں آجیے کہ یہاں لطف شکار بھی ہوگا بادشاہ اردبیل نے کہا کہ میری جانب سے بعد سلام کہنا کہ اے ارجاس کنوری وہ دور ختم ہوا وہ زمانہ گیا جبکہ ہم تم ہر وقت یکجا تھے الحمد للہ کہ تمہاری خیر و عافیت عیار کی زبانی معلوم ہوئی مگر اے برادر میں تو اب ایسا ضعیف و ناتوان ہوا ہوں کہ صرف ایک منزل موت طے کرنے کے قابل ہو لیا ہوں اور صعوبت سفر برداشت نہیں کر سکتا ہوں تمہاری مہربانیوں کا کیا شکریہ ادا کروں جہاں اسقدر زحمت کی ہو تھوڑی سی تکلیف اور اُٹھاؤ اور شہر میں آکر ملو تو بہتر ہو تمہیں بھی راحت ہوگی او زیادہ

اطمینان کے ساتھ باتین کرینگے ہنوز مہتر قاسم کنتوری یہ جواب لیکر رخصت نہونے پایا
تھا کہ جوڑی ہرکارون کے گرد مین آلودہ پسینے مین عرق دم چڑھتے ہوئے آکر پہونچی
اور عرض کیا کہ خونخوار بن دجال کوئی کافر ہے کہ اُسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے
برباد کردیئے اب بہت بڑی فوج سے برائے بربادی اردبیل آیا ہے صحرا مین اُسنے
خیمہ برپا کیا ہے یہ سنکر بادشاہ اردبیل نے چوبین چوب گردان سے کہا کہ ابھی ممکن ہو
تو ایک نامہ بنام بدیع الزمان یا نوران حضر یا بدیع الملک تحریر کردو کہ یا اب یہ ملک بھی
تمھارا جاتا ہے یہ لوگ چراغ سحری ہین اگر اپنا ملک بچانا ہے تو کسی سردار کو بھیجو یا آپ آکر
اس ملعون کو داخل جہنم کرو اور ملک اپنا بچاؤ چوبین چوب گردان نے کہا کہ حضور کو یاد
نہین کہ بدیع الزمان اور نور الدہر صاحبقران ثانی کے ساتھ ظلمات تشریف لیگئے
اور بدیع الملک نے لشکر فنا سمیر طلسم نہ طاق مین مصروف ہین یہ سنکر اشک آہ اسکے حال
زار پہ ٹپکنے لگے اور کہا اب یہ حالت ہے کہ کوئی بات یاد نہین رہتی اچھا قلعہ کی درستی کرو قاسم
کنتوری نے کہا کہ مین جا کر بھیجتا ہون اور جا کر کنتوری کو خبر دیتا ہون یہ کہکر وہ روانہ ہوا یہان
قلعہ پر توپین چڑھادی گئین اور گولہ اور بارود ہاتھون مین ان بیچارون کے رعشہ پیدا ہے آکر بیٹھے
درستی قلعہ مین مصروف ہوئے اور چوبین چوب گردان نے لشکر قلعہ سے نکالا اور دو کوس
آگے بڑھکر پڑاؤ کیا خیمہ ڈیرے برپا ہوگئے درستی لشکر ہونے لگی اور ارادہ ان خداپرستون
کا یہی ہے کہ بغیر لڑے اپنا ملک نہ دین یہان تو یہ جماؤ ہو رہا ہے اور وہان خونخوار بن دجال
کو خبر پہونچی کہ اہل قلعہ نے لشکر اپنا باہر نکالا ہے اور آمادہ جنگ ہین خونخوار نے بھی اپنے
لشکر کو حکم دیا کہ مقابل لشکر اردبیل خیمہ برپا کرین اب فوجین خونخوار بن دجال کی آ آکر
اترنے لگین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بہرام اردبیلی نے اپنے فرزند چوبین چوب
گردان سے کہا کہ بہت بڑے جمعیت سے آیا ہے اب امید فتح دل سے اٹھادو یہ سمجھ لو
کہ آج جنگ آخر ہے اور مدت عمر کی سیری ہو چکی ہے یہ سب تو آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوکر
اسطرف بیٹھے ہین اور وہان خونخوار بن دجال نے ایک نامہ بنام بہرام کنتوری تحریر کیا
مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ساکنان اردبیل آگاہ ہو کہ مین نے بہت سے ملک خداپرستون
کے برباد کردیئے اور ابھی اور جسقدر ملک باقی رہ گئے ہین انھین بھی برباد کردونگا
اسلیے کہ مین بیٹا اُس شخص کا ہون جو تین دن مین تخت پر سوار ہوکر تمام عالم کی سیر
کرآئیگا مین پہلے سے تجھے کفر کے گاڑے رکھتا ہون کہ اسکو اپنا دین پھیلانے
مین آسانی ہو اور دعوے خداوندی اسکا پورا ہو اور تم لوگ مذہب حمزہ کو اگر ترک کرو
اور دین بت پرستی اختیار کرو تو امان ہے ورنہ مثل اور ممالک کے اردبیل کو بھی تاراج کردونگا
جسوقت یہ نامہ تیار ہوا مخمور فیل سر کو دیا اور کہا کہ بہرام اردبیلی سے جواب اسکا لاؤ یہ
سنکر مخمور فیل سر جانب اردبیل روانہ ہوا جسوقت لشکر بہرام اردبیلی مین داخل ہوا
اور خبر بہرام کو ہوئی کہ نامہ دار خونخوار آتا ہے اسنے کہا کہ آنے دو مگر کسیکو برائے استقبال
نہ روانہ کیا جسوقت مخمور فیل سر سامنے بہرام کے پہونچا بطریق بت پرستان سلام
کیا بہرام نے جواب سلام بھی نہ دیا اور کہا کہ کسواسطے آیا ہے مخمور فیل سر نے نامہ خونخوار

کا دیا بہرام نے نامہ پڑھا نہایت غصہ آیا پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا مخمور
فیل سر نامہ لیکر رخصت ہوا ادھر منذر قاسم کبوتری جو پاس بہمن ارجاس کبوتری کے
پہونچا اول پیغام بہرام کا دیا بعد اسکے تمام ماجرا خونخوار بن دجال کے آنیکا بیان کیا یہ
سنکر بہمن ارجاس نے باگ گھوڑے کی اٹھا دی اور بارہ ہزار سوار سے براے مدد بہرام
اردبیلی روانہ ہوا یہ رفیق قدیم تھا صاحبقران اول کا بڑے بڑے معرکون مین سینے جانبازیان
کی ہین اب اگرچہ ضعیف ہو چکا ہے لیکن دل اسکا اب بھی جوانون سے زیادہ ہے ہمت
بڑھی ہوئی ہے کسی کافر کو اپنے سامنے کب موجود جانتا ہے اسطرف سے تو بہمن ارجاس
چلا آتا ہے راہ مین مخمور فیل سر نے جو دیکھا کہ کوئی سردار فوج قلیل سے اسطرف آتا ہے کہلا
بھیجا کہ راستے سے دب جا تو نہین جانتا کہ نامہ دار اس شخص کا آتا ہے جسکا نام خونخوار بن
دجال ہے جسوقت یہ پیغام اک ملازم مخمور نے بہمن ارجاس کو پہونچایا بہمن ارجاس
کبوتری نہایت برہم ہوئے اور جواب دیا کہ او ملعون کہدینا کہ ہمین شیرون سے بھی جادہ
چھوٹا ہے اسطرف سے تو آ ادھر سے ہم جاتے ہین جو زبردست ہوگا وہ دوسرے کو پامال
کر کے راستہ پیدا کرلیگا اور صاف چلا جائیگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور ساتھ ہی کل
لشکر نے گھوڑے بڑھا دیے یہ پیغام مخمور فیل سر نے جو سنا یہ بھی اپنے غرور مین چلا کہ
اسکی بدبختی کی شامتین آگئی ہین درمیان راہ مین دونون کا سامنا ہوا تلوارین کھینچ گئین
رد و بدل ہونے لگین مخمور کا ساتھ حملہ لشکر بہرام اردبیلی سے تھا تلوارین جو چمکین اور نعرون
کی صدا بلند ہوئی اتنے مین چوب گردان اپنا لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے یہان مخمور فیل سر
نے بہمن پر تلوار ماری بہمن ارجاس نے وار اسکا رد کر کے اک ایسا ہاتھ مارا کہ ناک اسکی جو مانند سونڈ
کے بڑھی ہوئی تھی قلم ہوگئی لوگ درمیان مین آگئے مخمور کو بچالیا اور بہمن ارجاس
سے تلوار چلنے لگی صداے تکبیر دبزن بلند ہوئی یہ حالت دیکھکر اور کیفیت دریافت کر کے
چوبین چوب گردان بھی آ پڑے اور لشکر مخمور فیل سر کو قتل کرنے لگے عین گرمی جنگ
مین چوبین چوب گردان کی نظر مخمور فیل سر پر پڑی عجب حالت دیکھی آواز دی کہ
او خرطوم تراشیدہ اس نامہ داری مین تو نے بڑی عزت پیدا کی اور ایسا نام پیدا کیا کہ قیامت
تک نام باقی رہیگا یہ طعنہ سنکر مخمور کو حیا دامنگیر ہوئی جھپٹ کر تلوار ماری چوبین چوب گردان
نے تلوار اسکی چوب پر لگا نیچہ کر جو ہاتھ چوب دست گران کا مارا مخمور کو پیوند خاک کر دیا
زمین پر اک تختہ تلا خون کا نظر آتا تھا راکب و مرکب دونون ایک ہو گئے تھے اب تو مسلمانون
نے دو طرف سے کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا فوج بھاگ بھی نہ سکی جسقدر تھی سب ماری گئی وہان خونخوار
بن دجال منتظر جواب نامہ کا تھا کہ ہرکارون نے خبر جنگ کی دی پس خونخوار تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر
چل کھڑا ہوا یہان غازیان دیندار کافرونکو قتل کر کے اردبیل کی طرف متوجہ ہوئے کہ خونخوار بن دجال
کئی لاکھ سوارون سے آپڑا اور پکارا کہ مین کب چھوڑتا ہون تمکو کہ تمنے میرے نامہ دار کو مارا ہے ادھر
اہل اسلام بھی ہوشیار ہوگئے تلوارین کھینچ لین دونون لشکر گتھ گئے جنگ ہونے لگی صداے تکبیر دبزن بلند ہوئی
لیکن اسطرف ہزارون تھے اسطرف لاکھون کا شمار تھا کہانتک لڑین کس کس کو قتل کرین آخرکار تمام فوج
تمام آگئی اور بہمن ارجاس کبوتری زخمون مین چور ہو کر جھومنے لگے خونخوار بن دجال نے قریب

پہونچکر با طمینان تمام تلوار ماری کہ یہ ہر دو مومن و دیندار شہید ہوا یہ دیکھکر چوبین چوب گردان نے گھوڑا دوڑایا اور قریب بہمن ارجاسس کتوری گے پہونچکر خونخوار پر چوب ماری خونخوار نے وار بہمن کا خالی دیا چوبین ضرب کی جھونک مین سامنے آیا تھا کہ خونخوار نے تلوار ماری یہ بھی شہید ہوئے اب خونخوار بن دجال نے کہا کہ اسیطرف سے اردبیل کو لیتے ہوئے چلو جنگ آغاز ہوگئی اب تامل بیکار ہے یہ کئی لاکھ سوار لیکر بہرام اردبیلی پر جا پڑے وہ لوگ پہلے سے ہوشیار بھی نہ ہوئے تھے کہ دشمن آپڑے اور قتل کرنا شروع کیا بہرام اردبیلی جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچے کانپتے ہوئے ہاتھون سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا مگر ضعیفی ہوئی ہاتھون مین رعشہ ریش سفید پیری جنگ کے قابل نہ تھا مگر قضا اسی بہانے تھی عین گرمی جنگ مین خونخوار بن دجال قریب بہرام کے بھی پہونچگیا اور تلوار ماری کہ یہ بھی شہید ہوئے لشکر نے دیکھا کہ سردار مارا گیا بہت سے بھاگ کھڑے ہوئے بہت سے ثابت قدمون نے جانین دیدین مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا سب اسی جگہ کھیت رہے اب خونخوار داخل قلعہ ہوا اور حکم قتل عام دیا رعایا برایا قتل ہونے لگی ہر چند لوگ فریاد کرتے تھے مگر یہ کفار ایک کی نہ سنتے تھے یہانتک کہ تین روز کامل قتل عام رہا عورتون اور بچون تک کو قتل کیا اور اردبیل کو ایسا ویران کیا کہ پھر آباد نہو سکے بعد اسکے لاشین اپنے لشکریون کی اٹھوا کر دفن کرا دین اور لاشین خدا پرستون کی اسی طرح پڑی رہنے دین کہ چیل کوے نوچ نوچ کر کھائین شمار کیا تو معلوم ہوا کہ مع محصورین فصیل کے اسی ہزار آدمی قتل ہوئے اب خونخوار بن دجال نے حکم کوچ کا دیا اور تیاری کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا اب اسے قور ہر دو سے راہ قلعہ ذوالامان مین چھوڑا جاتا ہے اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت نشان سوختگان آتش محبت یعنی شاہزادہ اسد ثانی و ملکہ طوفان سبزپوش و ملکہ سحابیہ در دو گوش کے بیان کیے جاتے ہین راویان شعلہ زبان اس داستان حیرت عنوان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور گرم سخن ہوتے ہین کہ جب جوت آئینہ پرست کے حکم سے بھبوت جادو آتش سحر مشتعل کی اور اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبزپوش کو اس آگ مین پھینکا تو یہ خبر موکلون نے عابد روشن ضمیر کو پہلے سے پہونچا دی تھی اسلیے کہ عابد روشنضمیر جب اسد ثانی سے صحرا ملک سحابیہ مین ملے تھے تو انکو انجام محبت معلوم ہوگیا تھا انھون نے اسیوقت سے موکل تعین کر دیے تھے کہ وہ ہر نیک و بد کی خبر رسانی کیا کرتے تھے جسوقت عابد روشنضمیر کو معلوم ہوا کہ فلان وقت اسد ثانی آگ پھینکا جائیگا انھون نے موکلون پر تاکید کی کہ جسوقت اسد ثانی آگ مین گرے فوراً بحفاظت تمام اٹھا کر یہان لے آنا بھی نہ جلنے پائے اور جو جو اسد ثانی کے ساتھ اس آتش مین گرے حفاظت اسکی ضروری ہے موکل کنارے آتش کے نگاہون سے پوشیدہ موجود تھے جیسے ہی اسد ثانی کو بھبوت نے آگ مین پھینکا موکلون نے بالاے شعلہ انھین روکا اور لاکر باغ عابد روشنضمیر مین پہونچا دیا بعد اسکے طوفان سبزپوش کو بھی لے آئے دونون بیہوش تھے عابد روشنضمیر نے آکر انہین ہوشیار کیا اور موکلون کو پھر روانہ کیا کہ ابھی ایک پروانہ اس شمع حسن و خوبی کا اور جان دینے آئیگا اسے بھی بحفاظت لے آنا موکل تو اسطرف روانہ ہوئے یہان اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبزپوش جو خواب سے بیدار ہوئے بیہوشی دفع ہوئی اپنے کو ایک باغ جنت نظیر مین پایا اور عابد روشنضمیر کو اپنے قریب

دیکھا عابد نے آواز سلام علیک کی وہی اسد ثانی نے جواب سلام دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی انتقال فرمایا عابد مسکرائے اسد ثانی نے جھلا کر کہا کہ آپ کیون نہ مسکرائینگے آپکو کیا خوف ہے تمام زندگی عبادت پروردگار مین گذاری ہے ملکہ طوفان سبزپوش سے کہا کہ یہ عالم برزخ ہے فردائے قیامت قریب ہے سامنا اُس خالق عالم و عادل کا ہونیوالا ہے جلد کثافت جسم کو دور کرو اور نہر مین غسل کرکے اور اپنا وقت عبادت پروردگار عالم مین صرف کرو یہ کہکر ملکہ طوفان سبزپوش اپنے مقام سے اُٹھے اور کنارے نہر کے آکر غسل کیا لباس پھر سے پہنا اور نماز پڑھنے لگے عابد روشنضمیر انکے حرکات کو دیکھکر بہت ہنسے اور قریب اسد ثانی کے آکر فرمایا کہ اے جوان صالح تو زندہ ہے یہ گمان نہ کر کہ مین عالم برزخ مین ہون تو ابھی دنیا مین ہے اور عمر تیری دراز ہے تجھ سے ابھی بڑے بڑے کار نمایان ہونے والے ہین جسوقت بہمن جادو نے تمکو آگ مین پھینکا ہے تو موکل میرے موجود تھے وہ جاکر بحفاظت لے آئے طوفان سبزپوش بھی زندہ ہے اسد ثانی نے کہا کہ بڑی عنایت کی آپ نے اب مین آج سے آپکو عابد جان بخش کہا کرونگا یہ کہکر عابد روشنضمیر سے مصافحہ کیا اسد ثانی نے عابد روشنضمیر سے پوچھا کہ یہ باغ کون سا ہے اور کس مقام پر واقع ہے عابد نے بیان کیا کہ یہ باغ خاص میرے رہنے کا ہے اور درہ کوہ مین واقع ہے یہان کوئی نہین آسکتا اسلیئے کہ یہ باغ نگاہون سے پوشیدہ رہتا ہے جسوقت تک مین نہ چاہون اسوقت تک پرندہ پر نہین مار سکتا ہے یہ سنکر اسد ثانی خاموش ہورہے عابد نے انکے واسطے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور کہا کہ دعوت میری قبول فرمایئے اسد ثانی نے کہا کہ اسقدر تعظیم و تکریم نہ فرمایئے کہ مین شرمندہ ہوتا ہون عابد نے کہا کہ مین عزت سے آپکے آگاہ ہون اور خاندان سے آپ کے ماہر ہون آپ واجب التعظیم ہین خوش نصیب اُسکے جو خدمت آپکی بجالائے غرضکہ دو روز اسی دعوت ضیافت مین گذرے تیسرے روز موکلون نے ملکہ سحابیہ دردرگوش کو بھی اس باغ مین پہونچا دیا جسوقت نظر سحابیہ دردرگوش کی اسد ثانی اور طوفان سبزپوش پر پڑی دوڑ کر طوفان سبزپوش سے لپٹ گئی اور کہا کہ ہزار الحمد اللہ کہ پس از مرگ بھی ہمارا تمھارا ساتھ رہا طوفان سبزپوش نے تسلی دی کہ ہم تم سب زندہ ہین اور عابد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آپکی بدولت ہماری تمھاری جان بچ گئی اور اسد ثانی کو تو نہایت تعجب ہوا کہ ہم لوگ آگ مین پھینک دیئے گئے تھے یہ دیدہ و دانستہ آگ مین کود ہی اور تیری محبت مین جان پر کھیل گئی صد مرحبا ایسے محبت کرنے والے بھی قسمت سے ملتے ہین ورنہ زندگی ایسی چیز ہے جو سب پر فوقیت رکھتی ہے کوئی کسی کے ساتھ جان نہین دیتا یہ اسی عورت کا کلیجہ ہے اب ان سب نے عابد روشنضمیر سے کہا کہ ہمکو ملک سحابیہ مین پہونچا دو عابد روشنضمیر ان سبکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے اب حال ملکہ سحابیہ کا سنیئے کہ سحاب لشکر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو خبر پہونچی کہ دختر تمھاری دیوانی ہوکر کسی طرف نکل گئی اسنے کچھ لوگونکو معین کیا کہ جہان سحابیہ دردرگوش کو دیکھو تو اُسے سمجھا کر لے آؤ اور اگر یون نہ مانے تو گرفتار کرکے لے آؤ لوگ برائے تلاش روانہ ہوئے پہلے تو شہر سحابیہ اور حوالی شہر سحابیہ مین تلاش کیا جسوقت پتا نہ ملا تو کچھ لوگ ڈھونڈھتے ہوئے شہر سمرقند مین بھی پہونچ گئے وہان سے

مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ سحابیہ وردرگوشش نے اسد ثانی کی محبت مین جان
دیدی اور آگ مین کود پڑی یہی حالت ان لوگون نے آکر بادشاہ سے بیان کی ملک سحاب
لنگرگیر نے پہلے تو شکر کیا کہ ایسی شوخ دیدہ کا مرنا ہی بہتر ہی مگر جب محبت پدری نے
جوش مارا تو اشک خونی دیدہ حسرت سے جاری ہوئے اور ماتم دختر مین لباس سیاہ پہنا تمام
ملک غمگین ہوا کہ چراغ سلطنت یہی تھی سوا اسکے کوئی فرزند دیا دختر ملک سحاب سب
لنگرگیر کے ہوا تھا دن رات بادشاہ رویا کرتا تھا ایک روز خواب مین دیکھا کہ سحابیہ
دردرگوشش ایک باغ مین ہمراہ اسد ثانی کی بیٹھی ہوئی ہے اور ایک نازنین اور حواس سے
زیادہ حسین ہے پاس بیٹھی ہوئی ہے سحاب لنگرگیر نے اسی عالم رویا مین دختر سے کہا کہ تو تو
جلکر ہلاک ہوئی تھی لیکن بعد مرنے کے تجھے یہ رتبہ عالی کیونکر ملا اسلیے کہ چلن تیرے خراب
تھے سحابیہ وردرگوشش نے جواب دیا کہ ای والد بزرگوار آپ ہی انصاف سے فرمایئے کہ جسکے
چلن خراب ہون وہ بعد مرنے کے ضرور معذب ہوتا ہے میرے ایسے چلن تھے کہ مین بعد مرنے کے
بھی راحت سے ہون اور اسوقت تک پاکدامن ہون مین نے عزت اسپنے خاندان کی
نہین جانے دی لیکن مذہب خداپرستی ضرور اختیار کیا جسکی بدولت آپ مجھے اس راحت
سے دیکھ رہے ہین اگر عاقبت اپنی درست کرنا چاہتے ہین تو آپ بھی اس مذہب برحق کو
اختیار کیجیے یہ سنکر سحاب لنگرگیر نے کہا کہ اگر میرا چراغ سلطنت روشن ہو جائے اور پھر
تو مجھ سے ملے تو بیشک مین دین خداپرستی اختیار کرلونگا اور جانونگا کہ یہ مذہب برحق ہے
سحابیہ وردرگوشش نے کہا کہ اپنے قول کو یاد رکھیگا اور عہد سے نہ پھرئے گا تو خداوند عالم
مین سب طرح کی قدرت ہے وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے سحاب لنگرگیر چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ
آنکھ اسکی کھل گئی صبح قریب تھی جسوقت یہ دربار مین آیا ارکین دولت سے خواب اپنا بیان کرکے
تعبیر پوچھی عاقلون نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو ضرور دختر آپکی آپسے ملے گی یہی ذکر
تھا کہ کمر حق بیگی نے آکر اطلاع کی کہ ایک مرد عابد ایک مرد اور دو عورتون کو ساتھ لیے ہوئے
آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے سحاب لنگرگیر نے کہا بلالو عابد روشن ضمیر اسد ثانی اور ملکہ سحابیہ
دردرگوشش کو لیے ہوئے داخل دربار ہوئے اسوقت نقابین ان عورتون کے چہرون پر پڑی
ہوئی تھین بادشاہ نے عابد روشنضمیر کو ایک مرد بزرگ سمجھکر نہایت عزت سے بٹھایا اور
نام پوچھا عابد روشنضمیر نے اپنا نام درویش ذوالکمال بتایا اور کہا کہ مین اسی صحرا ے ملکہ سحابیہ
مین رہتا ہون لیکن کوئی شخص میرے مسکن سے آگاہ نہین ہے سبب میرے آنے کا یہ ہوا
کہ دختر تمھاری اس جوان صالح پر شیفتہ ہے اور یہ جوان خاندان عالی سے ہے بیٹا اسد
غازی کا پوتا کرب دلاور کا ہے جو داماد حمزہ صاحبقران کے ہین نام اسکا اسد ثانی ہے اسکو
حوت آہنپرست نے اپنی دختر طوفان سبزپوش سمیت آگ مین پھکوا دیا تھا مین نے ان
دونون کو اس آگ سے بمدد پروردگار عالم بچایا اور اپنے باغ مین مہمان کیا بعد اسکے
دختر تمھاری محبت اسد ثانی مین جاکر اس آگ مین کود پڑی مین نے اسکو بھی بمدد خدا سے
بچایا اب یہ تینون آدمی یعنے اسد ثانی اور طوفان سبزپوش اور سحابیہ دردرگوشش موجود
ہین تمکو لائق اور لازم یہ ہے کہ عقد ان دونون شاہزادیون کا اسد ثانی کے ہمراہ کردو اور یہ

طوفان سبز پوش کو بھی اپنی دختر جانو اور مذہب اسلام کو اختیار کرو یہ سنکر سحاب لنگر
گیر نہایت خوش ہوا اور دختر کو گلے سے لگایا طوفان سبز پوش کے سر پر بھی دست
شفقت پھیرا اور اسد ثانی کو بھی گلے لگایا عابد کے ہاتھ چومے اور خواب اپنا اور خواب
میں مسلمان ہونے کا عہد کرنا سب بیان کیا عابد روشنضمیر نے کلمہ تلقین فرمایا اور سحاب لنگر
گیر از سر صدق مسلمان ہوا سحابیہ دردرگوشش اور طوفان سبز پوش کو لیکر داخل محل
ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو کہ ایک دختر گم ہوئی تھی اسے خدا نے دو عنایت کین
سحابیہ دردرگوشش کی ماں نے طوفان سبز پوش کو گلے لگایا اور سحابیہ دردرگوشش کو
بھی گلے سے لپٹایا اور خوب روئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بعد اسکے عابد
روشنضمیر سے کہا کہ آپ عقد ان دونوں کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھ دیجئے عابد نے دن
معین کیا سامان شادی کا ہونے لگا دو حجلے تیار ہوئے دونوں شہزادیوں کو دولھن بنایا
اور بیاہ میں تمام شہر نے بدلا لباس سرخ پہنا اس واقعہ کو سنکر ہزارہا کافر مسلمان ہو گئے
جب روز عقد آیا اور عابد روشنضمیر برائے ایجاب و قبول آئے طوفان سبز پوش نے کہا کہ
پہلے عقد سحابیہ دردرگوشش کا پڑھیے کہ وہ میری محسن ہے اسی کے بدولت میں نے اسد
ثانی کو پایا ورنہ ایسے ظالم کے پھندے میں تھی کہ زندگی میں اسد ثانی سے نہ مل سکتی
عابد وہاں سے سحابیہ دردرگوشش کے حجرے کیطرف آئے سحابیہ دردرگوشش نے کہا کہ پہلے
عقد طوفان سبز پوش کا پڑھیے اسلئے کہ وہ مجھ سے پیشتر شیفتہ جمال اسد ثانی ہو چکی تھی
میں سبقت نہیں کر سکتی اور اسد ثانی بھی دلدادہ اسی کا ہے آخر کار پہلے عقد ملکہ طوفان
سبز پوش کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے سحابیہ دردرگوشش کا نکاح اسد ثانی
کے ساتھ ہوا اسد ثانی وصل سے دونوں کے کامیاب ہوا اور مہتر عمد گرو کا عقد سرو
ناز کے ساتھ پڑھا گیا یہ بھی اپنی معشوقہ کے وصل سے شادکام ہوا بعد دو چار روز کے اسد ثانی
کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حوت آئینہ پرست سے عیوض خون خدا پرستان کا لینا چاہیے ملک
سحاب لنگر گیر سے پوچھا کہ حوت آئینہ پرست کہاں گیا ہے سحاب لنگر گیر نے بیان کیا کہ پہلے
آپنے شہر سمرقند کو چھوڑا تھا طولایہ سمرقندی شہید ہوئے حوت نے اپنی جانب سے بہمن
ویوسنگ کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور آپ جانب شہر بلخ روانہ ہوا یہ سنکر اسد ثانی نے کہا کہ میں
پہلے شہر سمرقند کو کفار کی حکومت سے نکالونگا اسکے بعد بلخ میں جاکر حوت آئینہ پرست
سے عوض خون خدا پرستان کا لونگا آپ لشکر کو تیاری کا حکم دیں اور اسیوقت ایک نامہ بنام
لہراسپ قزاق لکھا مضمون یہ تھا کہ اے لہراسپ دیکھتے ہی اس نامہ کے مع لشکر کے شہر
سحابیہ میں آ پہنچو بہت جلد آؤ اسلئے کہ مجھے صرف تمہارا انتظار ہے ایک سانڈنی سوار نامہ
لیکر جانب لہراسپ روانہ ہوا لہراسپ قزاق اسد ثانی کے جانے کے بعد کچھ روز تو
انتظار میں رہا کہ اسد ثانی آتے ہیں جب بہت دن ہو گئے اور کوئی نامہ و پیام نہ آیا
تو پریشان ہوا پیشہ قزاقی ترک کر چکا تھا ایک روز صحرا کی طرف برائے شکار چلا جاتا تھا سامنے
سے سانڈنی سوار نظر آیا لہراسپ نے پوچھا کہ اے بھائی کہاں سے آتا ہے اور کسطرف جائیگا
شتر سوار نے کہا شہر سحابیہ سے آیا ہوں نامہ اسد ثانی کا لہراسپ قزاق کے نام لایا ہوں یہ

سنکر لہراسپ شاد ہوگیا اور کہا کہ لہراسپ مین ہی ہون. لاؤ نامہ میرے آقا کا مجھے دو یہ سنکر
سانڈنی سوار نے اونٹ کو بٹھالا اور اُتر کر نامہ لہراسپ کو دیا لہراسپ نے نامہ اپنے سر پر رکھا
اور سانڈنی سوار کو لیے ہوئے کوہ پر آیا لفافہ کھولکر نامہ پڑھا بہت خوش ہوا لشکر کو تیاری
کا حکم دیا اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا یہان عابد روشن ضمیر نے
اسد ثانی سے کہا کہ اب مین اپنے مکان کو جاتا ہون انشاء اللہ تعالے قلعہ ذوالامان پر پھر
آپکے ملاقات ہوگی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی تکلیفین آپ نے میری ذات سے اُٹھائی ہین خدا حافظ
اب مین زیادہ زحمت دینا پسند نہین کرتا عابد روشن ضمیر تو اسطرف روانہ ہوئے اور
شاہزادہ اسد ثانی نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا خیمے تیار ہونے لگین کہ ہرکارون
نے آکر عرض کی کہ لہراسپ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہے اسد ثانی نے چند افسران
فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور لہراسپ کو استقبال کرکے لائے لہراسپ
دل مین کہتا ہے کہ میرا آقا بڑا قدردان ہے کہ مجھ ایسے دزد کی اسقدر عزت کی اگر مین اپنے دین
قدیم پر رہتا اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی نہ اختیار کرتا تو یہ مرتبہ کاہکو نصیب ہوتا
غرضکہ چالیس ہزار سوار کا لشکر ملکہ سحابیہ لنگر گیر کا اور بارہ ہزار آدمی قزاق کے ساتھ بادشاہ
کی فوج تیار ہوئی اور ملکہ سحابیہ لنگر گیر نے ملک کا انتظام کیا اپنی جانب سے نائب مقرر
کرکے اسد ثانی سے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجلیئے اسد ثانی نے کہا بہتر اور برائے رخصت
باغ ملکہ سحابیہ دردرگوش مین آئے اُسوقت طوفان سبزپوش اور سحابیہ دردرگوش
دونون ایک ہی مقام پر بیٹھی ہوئی تھین کہ اسد ثانی پہونچے ملکہ طوفان سبزپوش نے کلمات
شکایت زبان پر جاری کیے اور کہا کہ اے شہریار یہ امید نہ تھی کہ آپ دیدار کے واسطے
اسطرح ترسائیے گا جیسے ایسی محبت ہو کہ دیوانہ وار صحرا دن مین پھرے اپنا تاج و تخت عزیز
واقربا سبکو چھوڑے وہ دل دن بھر صورت نہ دکھائے آخر کیا فکر ہین ہین کچھ معلوم
تو ہو کسی اور طرف دل آگیا کیا ہوا اگر ایسا ہے تو ہم دونون ملکر اسکی بھی فکر کرین یہ سنکر مسکرائے
اسد ثانی نے کہا ہم لوگون کا یہ شیوہ نہین ہے کہ عورتون کے پاس بیٹھے رہین کام ہمارا
تیغ زنی و جانبازی کا ہے مین نے سنا ہے کہ جوت آئینہ پرست تمھارے باپ نے ملک
سمرقند کو جلا کر خاک کر دیا بادشاہ کو وہان کے مارا جو خدا پرست تھا اور اپنی جانب سے
حاکم شہر تعین کرکے بلخ کی جانب روانہ ہوا ہے مین جاتا ہون اور سمرقند کو حکومت کافر
سے چھڑا کر حاکم اپنی جانب سے تعین کرونگا اسکے بعد بلخ کی طرف روانہ ہونگا اور
جہان ملیگا جوت آئینہ پرست اور ابھوت جادو سے قصاص خون خدا پرستان کا
لونگا یہ سنکر ان دونون شاہزادیون کے چہرے فق ہوگئے رنگ اڑ گئے تصویر
بکر رہ گئین لیکن طوفان سبزپوش نے کہا کہ کیا تمھین یاد نہین کہ جوت جادو نے ہمکو
جسنے ہمین تمھین آگ مین پھونکا تھا اور پھر اسکے سامنے جاؤ گے تو کیونکر مشکل آئیگی
ساحرہ ہے تم سحر نہین جانتے نہ کوئی ساحر تمھارے ساتھ ہے یہ اپنے پاؤن سے دیدہ و دانستہ
ایک بلا مین پھنسنے کو جاتے ہو اور ہمین کسپر چھوڑے جاتے ہو اسلیئے کہ ماں باپ کو تمہاری
محبت مین چھوڑا اشتل خانہ بدوشون کے یہان پڑے ہوئے ہین لیکن خدا بھلا کرے

ملکہ سحابیہ اور اسکے والدین کا کہ یہ مثل بیٹیون کے سمجھتے ہین اور والدین تم اسکے مثل اولاد
کے سرپرستی کرتے ہین ان لوگون کے بار احسان سے میری گردن نہین اٹھ سکتی اسد
ثانی نے کہا وہ وقت دوسرا تھا جبکہ اُسنے مجکو آگ مین ڈالدیا اب ہین آتش شیشہ سے
اُسکو پھونک دونگا یہ خیال نکرو کہ ساحر ہیرے ساتھ نہین ہے حافظ حقیقی ہر وقت مین
نگہبان ہے مین بغیر مارے خوت آئینہ پرست کے واپس نہ آؤنگا اسمین کہ نکرو اور جسوقت
اس جھگڑے سے نجات ہو لیگی تو ملک تمھارے باپ سے تمکو دونگا تم بھی جسطرح چاہنا سحابیہ
دردرگوشش کی خبر یافت کرلینا سحابیہ دردرگوشش نے کہا اے ملکہ طوفان سبزپوش ہین
دعوے کبھی ضرورتی ہون آپ ایسی باتین فرماتی ہین جن سے دل میرا تھوڑا ہوتا ہو ملکہ طوفان
سبزپوش نے دامن اسد ثانی کا پکڑکر رونا شروع کردیا اسد ثانی سے بھی ضبط نہوسکا
اور آنسو آنکھون سے جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر ملے ہوئے برس رہے ہین
تا دیر یہی حالت رہی سحابیہ دردرگوشش بھی رورہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے شعر اسی بہانہ
سے یک اجل کو آنا تھا ﴿ یہ دل لگانا تھا یا موت کا بہانا تھا ﴿ یہ سامان جدائی عزیزون کے
واسطے سامان موت سے کم نہین ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے جب اسد ثانی نے دیکھا کہ حالت
طوفان سبزپوش کی نہایت خراب ہے کسیطرح آنسو نہین تھمتا ہچکی بندھی ہوئی ہے
کہا اے ملکہ یہ تو ممکن نہین کہ مین نجاؤن مگر ہان تمھاری خاطر سے اتنا ضرور ہوگا کہ جسوقت
سمرقند سے پھرونگا تو پھر تمھارے پاس ہوتا ہوا شہر بلخ کی جانب روانہ ہونگا اور وہان
سے بھی خطوط اپنی خیریت کے برابر بھیجتا رہونگا یہ فرماکر دامن چھڑایا اور خدا حافظ کہکر
جانب دروازہ روانہ ہوئے ملکہ طوفان سبزپوش تو بیہوش ہوگئی اور سحابیہ دردرگوشش نے
لپشت کو آئینہ دکھایا اور کہا جسطرح لپشت دکھاکر جاتے ہو منہ دکھانا بھی نصیب ہو اسد غازی کا
باہر باغ کے آیا سواری موجود تھی لشکر تیار تھا جلدی سے لپشت مرکب پر بیٹھکر جانب سمرقند
روانہ ہوئے اب انکو تو راہ سمرقند مین چھوڑ دینا ہے اور یہان سے داستان ادریس بن
اندلس عیار اسد ثانی کی آغاز کیجاتی ہے راوی ناقل ہے کہ جسوقت ادریس بن اندلس قلعہ
گیلان سے چلا کہ اپنے آقا کی خبر لون اول آکر زنگبار مین پہونچا وہان اسد ثانی کو نہ پایا نہایت
پریشان ہوا اور پتہ پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا ہر طرح طے مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچا
دیکھا کہ شام ہوگئی ہے اور سواد شہر معلوم نہین ہوتا ہے پریشان ہوا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون
مگر جب شام ہوئی اور مہر جہانتاب گوشہ مغرب مین پنہان ہوا ستارے حیرت نیلی پر نمودار ہوئے
طائران بے آشیانہ اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوئے تا قلون نے منزل کی راہ لی ہے سرگردان
براہ وفا ہے ادریس بن اندلس اپنی پریشانی کے عالم مین ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور
اپنے حال زار پر رونے لگا کہ افسوس شعر خدا ہی ملا نہ وصال صنم ﴿ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے
گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ﴿ نہ اپنے آقا تک پہونچے
نہ اپنے شہر مین رہے ایک نہ ایک دن کوئی درندہ گزندہ مار ڈالیگا خیر یہ بھی اچھا ہے کہ دنیا کی
زحمتون سے نجات ہو جائیگی اسی اسی طرح کی باتین دل سے کر رہا تھا کہ ایک جانب کچھ
روشنی سی معلوم ہوئی ادریس بن اندلس نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی قافلہ اترا ہوا ہے پس ٩٥

اسی جانب یہ بھی روانہ ہوا جسوقت قریب قافلہ پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا قافلہ اُترا ہوا ہی لوگون نے جو اسکو دیکھا پوچھا تو کون کہا بندۂ خدا وہ لوگ ڈرے کہ یہ غیر شخص کہان سے آگیا اس صحرا مین ایک تن تنہا کا کیا کام ہی خیال گذرا کہ کسی قزاق کا مخبر نہو جلدی سے اسکو گرفتار کرلیا ہر چند ادریس بن اندلس کہتا ہی کہ مین چور نہین ہون بلکہ مسافر ہون کسی نے ایک سماعت نہ کی اور گرفتار کیئے ہوئے سامنے اپنے مالک کے لائے دیکھا ادریس بن اندلس نے کہ ایک سوداگر وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہی اور گلے مین اُسکے ایک رومال سیاہ بندھا ہوا ہی لوگون نے سوداگر سے کہا کہ یہ ایک مرد اجنبی قافلہ مین چلا آتا تھا ہمین شبہہ گذرا کہ یہ مخبر کسی قزاق کا نہو لہذا ہمنے اسکو گرفتار کرلیا ہی سوداگر نے کہا کہ اگر مخبر ہوتا تو دور سے قافلہ کو دیکھکر چلا جاتا اُسے قافلہ مین داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی اور بفرض محال یہ مخبر بھی ہی تو کیا اسکی گرفتاری سے قزاق اپنا ارادہ ملتوی کردینگے یہ سنکر اُن لوگون نے ادریس بن اندلس کو چھوڑ دیا ادریس نے جو سوداگر کو اپنے حال پر مہربان دیکھا عرض کیا کہ مین آوارہ وطن مسافر ہون اور دربدر سیارہ ہون اس صحرا مین مجکو شام ہوگئی اب نہ کہین جاسکتا ہون نہ ٹھہر سکتا ہون اسطرف روشنی دیکھی اور بوے انسان پاکر چلا آیا یہ خطا میری تھی سوداگر نے کہا کہ مین تمہاری صورت سے سمجھ گیا کہ تم مسافر ہو حال اپنا بیان کرو کہ کیون گھر سے نکلے اور کہان جاتے ہو اس صحرا ایک پُرخطر مہیب پہونچے یہ سنکر ادریس نے بیان کیا کہ مین قلعہ گیلان سے آتا ہون اور مجکو اپنے آقا کی تلاش ہی آقا میرا مجھسے چھوٹا ہوا ہی سنا تھا کہ شہر زنگبار مین ہی وہان گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور طرف تشریف لیگئے سوداگر یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا خیر رات تم اسی قافلہ مین بسر کرو صبح کو جہان جی چاہے چلے جانا اب ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپکو بھی مین غمگین پاتا ہون اس رومال سیاہ کا کیا باعث ہی یہ سنکر سوداگر رونے لگا کہا ہر شخص مین اپنا حال تجھ سے کیا بیان کرون مجھسے بھی میرا آقا جدا ہوگیا ہی اور ایسا جدا ہوا ہی کہ اب تا بہ قیامت ملاقات نہوگی ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ تو خود سردار ہین آپکا سردار و مالک کون تھا سوداگر نے کہا کہ بھائی واقعہ میرا یہ ہی کہ مجھسے صحرا مین ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی کہ وہ بحال خراب تھا پاؤن مین اُسکے چھالے پڑے ہوئے تھے لباس پارہ پارہ تھا دل اسکا بر قابو تھا دیوانہ محبت ہو رہا تھا مین نے بڑی مشکلون سے اُسکو رام کرکے اپنے ساتھ لیا علاج اُسکا کرتا رہا سب مرض دور ہوگئے مگر جنون محبت باقی رہا ہر روز رات کو تنہا خیمہ سے نکل جاتا تھا اور صحرا مین شب بسر کرتا تھا صبح کو پھر خیمہ مین چلا آتا تھا ہرچند کہ اُسے صحبت انسان سے نفرت سی ہوگئی تھی تنہا بیٹھا رویا کرتا تھا مگر نہین معلوم اُسنے میرا کیا لحاظ دیا بس تھا کہ پھر پھر کر چلا آتا تھا ظاہرا سبب اسکا یہی معلوم ہوتا ہی کہ مجھسے اور اُسکے بزرگون سے ملاقات تھی اور یہ امر مین اُسپر ظاہر کرچکا تھا شاید اسی سبب سے وہ میرا لحاظ کرتا تھا ایک روز صحرا مین قزاقون نے آکر گھیرا تمام مال و اسباب میرا لوٹ لیگئے وہ شہریار حسب عادت شب کو صحرا مین نکل گیا تھا جسوقت صبح کو آیا اور قافلے کو لٹا ہوا پایا تن تنہا جاکر قزاق کو زیر کیا اور تمام مال و اسباب میرا اُس سے دلوایا بعد اُسکے میرے ساتھ شہر سحابیہ مین داخل ہوا

اسی طرح رات کو صحرا میں نکل جاتا تھا ایک روز لوگ اُسے گرفتار کر کے سامنے بادشاہ
کے لائے میں موجود تھا یہ بھید ظاہر کیا کہ یہ شاہزادی کے باغ سے نکلا تھا بادشاہ نے حکم
قتل دیا ہر چند کہ اُسکا قتل آسان نہ تھا کہ جوان زبردست لشکر شکن تھا مگر جنون محبت نے ایسا
بے اندیش کر دیا تھا کہ قتل ہونے پر آمادہ ہو گیا یہ خبر ملکہ کو ہوئی اور وہ خدمت بادشاہ میں حاضر
ہوئی اور صفائی کر کے اُسے چھڑا لے گئی پھر کچھ دن تک اُسکا پتا نہ معلوم ہوا اور وہ میرے
پاس نہیں آیا سنا میں نے کہ ملکہ کے باغ میں رہتا ہے بعد چند دن کے سنا کہ طوفان سبز پوش
و خنجر آئینہ پرست کے عشق میں اُسکی یہ حالت ہوئی تھی اُسکی معشوقہ اُسے مل گئی یہ خبر جو تخت
آئینہ پرست کو ہوئی اُسنے ساحرہ کے ذریعہ سے دونوں کو گرفتار کر کے آگ میں جلوا دیا یہ خبر
ملکہ سحابیہ کو ہوئی وہ بھی اُسکے عشق میں فقیر ہو کر نکلی اور اسی آتش افروختہ میں گر کر جل گئی
میں اسی روز سحابیہ سے کوچ کر کے چلا آج اس مقام پر قیام کیا مگر دل میرا نہیں بہلتا ہر وقت
تصویر اُس اپنے آقا و محسن کی آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہے یہ سنکر ادریس کو اپنے آقا کا
شوق گذرا پوچھا آپکو نام اُنکا معلوم ہے سوداگر نے بیان کیا کہ نام اُس شہریار کا اسد ثانی تھا
میں اُسکے تمام خاندان سے واقف ہوں بس یہ سننا تھا کہ ادریس نے پچھاڑ کھائی اور گریبان
چاک کر ڈالا چیخیں مار مار کر رونے لگا سوداگر کا غم بھی تازہ ہو گیا یہ بھی رونے لگا اور ادریس
بن اندلس سے کہا کہ کیا تم بھی اسی شہریار کے تلاش میں نکلے تھے ادریس نے کہا کہ میں
بچپن کا رفیق ساتھ کھیلا ہوا ہوں ادریس بن اندلس بن عمر میرا نام ہے صبح تک ایک ہنگامہ
گریہ وزاری برپا رہا صبح کو ادریس بن اندلس سوداگر سے رخصت ہوا کہ میں مقام قتل اپنے
مالک کا دیکھنے جاتا ہوں اور وہیں اپنی بھی جان دونگا ہر چند سوداگر نے سمجھایا کہ اب جانے
سے کیا فائدہ ہے مگر اُسنے نہ مانا روتا اور خاک اُڑاتا جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا اب اسکو راہ میں
چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنی ملکہ طوفان سبز پوش
کا بیان کیا جاتا ہے اندازِ گشتان ہول جدائی و دردمندان زخم ناشکیبائی اس داستان فرقت
بیان کو یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب شاہزادہ اسد ثانی ملکہ طوفان سبز پوش و سحابیہ در درگوش
کو بسمل چھوڑ کر جانب سمرقند راہی ہوا تو ان دونوں نے اپنی حالت خراب کی دن رات رویا
کرتی تھیں گاہے یہ شعر ورد زبان کرتی تھیں شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی
عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ۞ جب رات گذر جاتی تھی تو دن پہاڑ ہو جاتا تھا ایک ایک
ساعت ایک ایک سال سے زیادہ تھی بار بار یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا شعر شب فراق تو جوں
توں کٹی بنالہ واہ ۞ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے سرے اللہ ۞ دیگر شام کنارو کر جدائی کی نہیں ہوتی
ہے ۞ دھوپ جب دیکھیے موجود ہے دیواروں پر ۞ کبھی کہتی تھیں کہ دوہا ای دئی کیسی کی ان چاہت
کے سنگ ۞ دیپک سبکے من بساوے نہیں جل جل مرے پتنگ ۞ کبھی کہتی تھیں دوہا جو میں یہ
جانتی کہ پیت کیے دکھ ہوئے ۞ نگر ڈھونڈورا پھیرتی کہ پیت کرو مت کوئے ۞ ایسی کیفیتوں میں جب
دو چار روز گذرے تو ملکہ طوفان سبز پوش کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ صاحب فراش ہو گئی
اُٹھنا بیٹھنا محال ہو گیا شعر ضعف ہے جب سے شریک حال درد دل کے ساتھ ۞ ہم بدل لیتے تو
ہیں کروٹ مگر مشکل سے کے ساتھ ۞ ملکہ سحابیہ در درگوش اُسکی یہ حالت دیکھکر اپنا غم بھول گئی

اور علاج مین ملکہ طوفان سبز پوشش کے مصروف ہوئی مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا اور دوا کام زہر کا کرتی تھی اور یہ مانند شمع کے سوز غم سے پگھلتی ہی چلی جاتی تھی ہر چند ملکہ سحابیہ دردرگوشش سمجھاتی تھی کہ بہن اسفندر کیون حال اپنا خراب کرتی ہو جس خدا نے اسوقت ملایا تھا جبکہ ایک دوسرے کے حال سے واقف بھی نہ تھا وہی اسوقت بھی واقف حال ہے پھر ان سے ملنا وہ وعدہ کر گئے ہین کہ مین بہت جلد آونگا طوفان سبز پوشش نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایسے کا کیا اعتبار جو یون تڑپتا ہوا چھوڑ گیا اور اُسے رحم نہ آیا اسے سفر مین ہمارا کیا خیال ہوگا مثل مشہور ہے کہ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ سحابیہ دردرگوشش نے کہا کہ وہ صادق الوعدہ مین ایسے نہین ہین کہ وعدہ کر جائین اور اسے وفا نکرین طوفان سبز پوشش نے کہا کہ وہ نو ہزار آئین مگر میرے منہ مین خاک مجھے تو امید نہین کہ زندہ پھرین سحابیہ دردرگوشش نے کہا کہ بہن توبہ کرو کیا تم خدا کی دوسرے ہو یون بھی سہی تو پہلے سے فال بد نکالنا یہ بھی اچھا نہین ہے جو کہ پیشانی کی ہے بات وہ پیش آتی ہے ؂ تمھارے جان دبنے سے کیا ہوگا مگر طوفان سبز پوشش کی یہ حالت ہے کہ کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی غم اسکا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے یہ اشعار اکثر زبان پر لاتی ہے ترکیب بند ؂ مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے ؂ کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہے ؂ نہ جی لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہے ؂ اگر کچھ بات کرتا ہون کلیجا منہ کو آتا ہے ؂ اگرچہ کیا مین رہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے ؂ مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ؂ اگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؂ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے جان بحق تسلیم ہوئی ملکہ سحابیہ دردرگوشش سمجھا کہ بیہوشش ہے لیکن جو عورتین سن رسیدہ اور جہان دیدہ تھین انھون نے کہا کہ ملکہ دیکھتی کیا ہو اب اِنمین کیا باقی ہے یہ سنکر سحابیہ دردرگوشش پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ہائے مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگی واہ بہن کیا اچھا سلوک تمنے میرے ساتھ کیا ہے ملکہ تو اسی حال پر ملال مین مبتلا ہے سروناز نے سمجھایا کہ اب رونے اور پیٹنے سے کیا حصول ہوگا لاش کو دفن کرو کہ احترام میت مین فرض آتا ہے سحابیہ دردرگوشش نے اہتمام جنازہ اٹھانے کا کیا اور نہایت تزک و احتشام سے جنازہ طوفان سبز پوشش کا اٹھوایا اور بیرون شہر لیجاکر دفن کیا اور آپ گیروا سبز کر کے فقیری لباس اختیار کیا اور قبر کی مجاور بنکر بیٹھی دن رات گریہ وزاری مین گذارتی ہے یہ تو اسی حال پر ملال مین ہے اور ادریس بن اندلس کا حال سنئے کہ یہ منزلون کو طے کر کے وارد ملک سحابیہ ہوا اور لوگون سے دریافت کیا کہ اسد ثانی یہان تشریف لائے تھے اور انھین جوت آئینہ پرست نے جلا دیا تھا جس مقام پر وہ جلائے گئے تھے وہ کہان ہے لوگون نے کہا کہ اب یہ ذکر نہ کرو اس شہریار عالی وقار کو خداوند کریم نے اُس اپنے عناد سے بچایا ایک عابد با خدا انھین اُنکے معشوقون سمیت بچا کر اور عقد اُنکا ہوا اب شاہزادہ بہ ارادہ فتح شہر سمرقند گیا ہوا ہے یہ سنکر ادریس بن اندلس نہایت خوشش ہوا مگر پوچھا کہ سبب شہر کی یہ نوبت کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ جس معشوق کی محبت مین صحرا بہ صحرا یہان تک آئے تھے اُسنے انتقال کیا اور ابھی اسد ثانی کو اسکی خبر نہین ہے جسوقت سنین گے تو خدا جانے اُنکی کیا حالت ہوگی یہ سنکر وہ خوشی ادریس کی پھر مبدل بہ غم ہوگئی اور روتا ہوا مقبرہ کا پتہ پوچھکر روانہ ہوا جسوقت قبر طوفان سبز پوشش پر پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین فقیرانہ لباس کیے ہوئے قبر کو جھانتی جاتی ہے اور روتی جاتی ہے ادریس بن اندلس نے سلام کیا اور قبر پر فاتحہ

یہ حال ملکہ نے پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ مین عیار ہون اسد ثانی کا اپ
کون ہین ملکہ سحابیہ دردرگوش اور زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا ای بھائی کیا
پوچھتا ہی شعر نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون ٭ مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ٭ تا جس
شہر بابہ عالی و تاتار کا تو عیار ہی مین اُسکی ناموس ہون اور ملکہ سحابیہ دردرگوش میرا نام ہی ادریس
بن اندلس نے پوچھا کہ آپ تو میرے آقا کے ساتھ تھین آپکی جان کیونکر بچی سحابیہ دردرگوش
نے بھی عابد رد شفشمیر کا قصہ بیان کیا اور اپنا عقد ہونا اسد ثانی کے ساتھ اور طوفان سبز پوش
کا عقد ہونا کہہ سنایا اور انتقال طوفان سبز پوش کا حال بیان کیا ادریس بن اندلس بھی ملکہ
کے حال زار پر بہت گریان ہوا اور اپنا غم بھول گیا کہا کہ آپکا رنج میرے رنج سے بدرجہا بڑھا
ہوا ہی سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ اب کہان کا قصد ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ جہان میرا آقا
ہوگا وہان پہونچکر اُسکی قدمبوسی حاصل کرونگا ملکہ سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ ای بھائی اگر
تجھسے اور میرے آقا سے ملاقات ہو تو حال ہم گم گشتگان حسرت کا ضرور بیان کردینا اور کہدینا
کہ ایک صدمہ فرقت سے جان بحق تسلیم ہوئی اور دوسری بھی کنار گور ہی یہ سنکر ادریس بن اندلس
نے ملکہ کو سلام رخصت کیا اور عرض کیا کہ جو کچھ دیکھ چلا ہون سب بیان کرونگا اور جانب شہر سمرقند
روانہ ہوا اب اُسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اب یہان سے چند کلمہ داستان جرأت نشان
شاہزادہ اسد ثانی سے گذارش کیئے جاتے ہین کہ یہ کوچ کرکے سحابیہ سے سمرقند کو روانہ ہوئے تھے
جسوقت سرحد سمرقند مین داخل ہوئے ایک طرف بہت سے گنجان درخت لگے ہوئے تھے
لشکر کو اُن درختون کی آڑ مین اُتارا اور کہا کہ تم سب اسی جگہ قیام کرو جسوقت میرے نعرہ کی آواز
سننا تو قلعہ پہ دھاوا کردینا اور آپ وضع اپنی چابک سوار کی بناکر ایک ڈھاٹا باندھ کر لباس چست پہنکر
جانب قلعہ سمرقند روانہ ہوئے راہ مین آیندہ روند سے حالت دریافت کی جو خداپرست بھاگ کر جنگلون
مین پوشیدہ ہو رہے تھے جسوقت اُن لوگون سے اور اسد ثانی سے ملاقات ہوئی کہ بعض اُنمین
سے شناسا بھی تھے سب حال شہر کے جلنے کا اور بہمن دیوسگ کی حکومت کا بیان کیا اور کہا
کہ یہ ملک بالکل برباد ہوگیا جن خداپرستون نے اپنے کو پوشیدہ کیا یا بظاہر تبدیل مذہب کرلیا وہ تو
بچے باقی سب مارے گئے یہ سنکر نہایت افسوس کیا اور تنہا گھوڑا اوڑائے ہوئے داخل لشکر ہوئے
لوگون نے چابک سوار سمجھکر روک ٹوک نہین کی جانا کہ کوئی چابک سوار کہین سے آیا ہی ایک آدھ
نے پوچھا کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانے کا ارادہ ہی اُس سے کہدیا کہ مین ملک
بدخشان سے آتا ہون اور یہ مرکب نہایت عمدہ ہی لائق سواری شاہان ہی تمھارے بادشاہ
کو گھوڑا دکھاؤنگا اگر پسند ہوا تو اپنے حسب دلخواہ قیمت لونگا یہ کہکر جو گھوڑے کو ایڑ کی تو قلعہ مین
داخل ہوگئے وہ لوگ یہ تیزی دیکھکر جھینپے آپس مین کہنے لگے کہ دیکھو بھائی روش انکی اچھی نہین
معلوم ہوتی ہی بغیر حکم کے اندر جانے دینا ٹھیک نہین ہی دوسرا بولا کہ ہوش درست کرو سوہان
چنانچہ اُنہین چھوڑتا ہی دشمن کی اتنی جرأت نہین ہی کہ یہ تنہا اسطرح حریفون مین چلا جائے گا
اور اگر ایسی حرکت کرے گا تو کیا پائیگا جان دینا پڑیگی یہان تو یہ باتین ہوتی رہین وہان اسد ثانی
قریب اُس مجمع کے پہونچ گئے جہان بہمن دیوسگ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی گھوڑے
سے اُترے مرکب کو وہین چھوڑا اور اُس مجمع کو چیر کر اُس مقام پر پہونچ گئے جہان بہمن دیوسگ

بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی نے نعرہ کیا کہ باش ش دگبر ناسجا ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آپہونچا منم اسد ثانی کہ گذارم گر از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ سنکر بہمن دیوسنگ گھبرا گیا کہ یہ بلاے ناگہانی کہان سے آگئی جلدی سے اٹھا اور کہا کہ مارلو اس دیوانے کو ارے یہ کہان سے آگیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی جست کرکے سر پر جا پہونچے اسنے تلوار ماری اسد ثانی نے اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ ابدار کا مارا بہمن دیوسنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھتے ہی کفار نے اسد ثانی پر حملہ کیا انھون نے بھی تلوار برسانا شروع کی یہانتک کہ وار ان لوگون کے روکتے ہوئے اور لاشین گراتے ہوئے قریب اپنے مرکب کے آگئے جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے اور آپ دروازہ قلعہ کیطرف متوجہ ہوگئے یہانتک کہ لڑتے ہوئے قلعہ سے باہر نکل آئے اور اب انھون نے نعرہ کیا کہ کفار کے دل ہلگئے اور وہ لوگ جو انکی آواز پر کان لگائے ہوئے بیٹھے تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اور لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی ایک جانب سے نعرہ لہراسپ قزاق کا ہوا اور یہ بارہ ہزار قزاقون سے آگرے لاشین ان قزاقون نے گرانا شروع کردین اور ایک طرف سے نعرہ ملک سحاب لنگرگیر کا ہوا دو جانب سے فوج کفار کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی دیر تک کفار اس شبہہ مین لڑا کیے کہ وہ سمجھتے تھے مالک ہمارا زندہ ہے جسوقت اسد ثانی نے دیکھا کہ مفت کا کشت و خون ہو رہا ہے پھر لڑتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے اب انکا لشکر بھی آگیا تھا کہ اسد ثانی لڑتے ہوئے لاش بہمن دیوسنگ کے قریب جا پہونچے اور سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اور آواز دی کہ مالک تمھارا مارا گیا اب کیا سمجھکر لڑتے ہو یہ دیکھتے ہی کفار کا دل ٹوٹ گیا اور ہر چہار جانب سے آواز امان بلند ہوئی فرمایا کہ بشرط ایمان جسوقت سب نے قبول کیا تو اسد ثانی نے ہاتھ روکا ساتھ ہی تمام لشکر نے ہاتھ روک لیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اسد ثانی داخل قلعہ ہوا اور تخت شاہی پر ملک سحاب لنگرگیر کو بٹھایا اکابر شہر حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین جسقدر انگینہ پرستش کے یہان تھے سب توڑ ڈالے اور ہر سے بنا مسجدون کی پڑی سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا تین روز مین تمام ملک کا انتظام کیا حساب کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ دس ہزار سوار اسد ثانی کے کام آئے اور پچاس ہزار آدمی لشکر بہمن دیوسنگ کے مارے گئے لاشین مسلمانون کی دفن کردی گئین اور لاشین کفار کی صحرا مین پھنکوا دین اور سر بہمن دیوسنگ کا دروازہ قلعہ مین لٹکا دیا گیا کہ لوگ دیکھکر عبرت کرین کہ ابھی کل تک یہ اس شہر مین حکومت کرتا تھا آج اس حال پر ملال سے ہے اور اس ذلت و خواری سے سر اسکا آویزان کیا گیا ہے غرضکہ اسی اثنا مین ادریس بن اندلس بھی آپہونچا شہر کو اسلام آباد دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل کی ادریس بن اندلس سے اسد ثانی نے پوچھا کہ تم یہانتک کیونکر پہونچے ادریس بن اندلس نے قلعہ گیلان سے چلنا اور راہ مین سوداگر کا ملنا اور اسکے بعد ملک سحابیہ مین آنا سب بیان کیا اسکے بعد رونے لگا اسد ثانی نے کہا کہ اب رونے کا کیا سبب ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ اے شہریار جو حالت ملک سحابیہ مین دیکھی ہے وہ بیان نہین ہو سکتی اپنا دل سنبھال لیجیے تو عرض کرون

بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ خیر تو ہے کچھ کہو تو سہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ ملکہ طوفان سبز پوش نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی کی عجیب حالت ہوئی قریب تھا کہ طائر روح قفس تن کو چھوڑ کر نکل جائے مگر یہ دام صیاد حیات میں اسیر تھا پھڑک کر رہ گیا دو تین روز اسد ثانی نے اپنی حالت بہت خراب کی ہر چند لوگ سمجھاتے تھے مگر انکی حالت اور خراب ہوتی جاتی تھی آخر کار تیسرے روز یہ خیال آیا کہ اب زندگی کا لطف تو ہر طرح گیا اور اس تلخ کامی کی زیست سے تلخی موت بہتر ہے لہذا اسطرح مرنا اچھا ہے کہ کچھ آبلے دل کے پھوٹیں ادریس بن اندلس سے پوچھا کہ والد ماجد قلعہ گیلان سے کسطرف کو روانہ ہوئے ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ وہ عقب میں خونخوار بن دجال کے گئے ہیں سنا ہے کہ وہ ملک اردبیل سے ہوتا ہوا جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا کہا ہم بھی بلخ کی طرف ہوتے ہوئے اسیطرف چلیں گے یہ فرما کر لہراسب قزاق کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور ملک سحاب لنگر گیر سے کہا کہ اب آپ شہر سمرقند کا اور ملک سحابیہ کا انتظام کریں میں بلخ کی طرف جاتا ہوں ملکہ سے کہدیجیئے گا کہ اب ہمسے بروز قیامت ملاقات ہوگی یہ فرما کر لہراسب قزاق اور ادریس بن اندلس کو ساتھ لیکر جانب بلخ روانہ ہو گئے سحاب لنگر گیر روتا رہ گیا اسد ثانی طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہیں لیکن فراق ملکہ طوفان سبز پوش میں یہ حالت ہے کہ ہر وقت خدا سے موت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بارالہا مجھے بھی بلا لے اسلیئے کہ اب مجھسے صدمہ دوری ملکہ طوفان سبز پوش کا نہیں اٹھ سکتا اور اُس سے زندگی میں ملاقات ہو نہیں سکتی لہذا مجکو اس جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے جسوقت لہراسب قزاق اور ادریس بن اندلس سمجھاتے ہیں کہ اے شہریار دلکو سمجھائیے غم اپنا دور کیجیئے خدا نے ایک سے بڑھکر ایک حسین پیدا کیا ہے تو یہ باتیں نشتر کا کام کرتی ہیں اور اسد ثانی کہتے ہیں کہ للہ میرے زخم دل پر نمک پاشی نہ کرو میں نے دنیا کو ترک کیا میں اب کسی عورت کی صورت دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا بڑے افسوس کی بات ہے کہ طوفان سبز پوش تو میری مفارقت کی تاب نہ لا سکے اور غم دوری سے ہلاک ہو جائے اور میں دوسری نازنین سے دل بہلاؤں ارے یارو یہ کونسا انصاف ہے بس تم مجھے نہ سمجھاؤ میں خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ تمہاری سمجھ خود ناقص ہے یہ لوگ خاموش ہو رہتے ہیں اسیطرح طے مراحل و قطع منازل کے بعد داخل شہر بلخ ہوئے تو عجیب حالت دیکھی کہ انسان کا نام و نشان بھی نہیں ہے تمام شہر خرابہ معلوم ہوتا ہے اور خاک اڑ رہی ہے مکانات جلے ہوئے پڑے ہیں ہر طرف خاک کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کچھ لوگ جو حوت آئینہ پرست کی آمد سنکر اور انجام سوچکر شہر سے نکل گئے تھے وہ صحرا میں آباد ہیں جا بجا قریہ اور گاؤں معلوم ہوتے ہیں اُن لوگوں نے جو اسد ثانی کو دیکھا آکر بہت روئے اور حکایتیں حوت آئینہ پرست کی بیان کیں اور ایک ایک مقام دکھایا اور بتلایا کہ فلان مقام پر محل شاہی تھا فلان جگہ اصطبل تھا غرضکہ عجیب اوداسی اس سر زمین پر چھائی ہوئی تھی اسد ثانی نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دور اسلام تمام ہوا اور دور کفر آغاز ہو گیا کیونکہ ایسی تباہی کسیوقت میں نہ پڑی تھی اب ان ملکوں کو کون آباد کر سکتا ہے یہ فرما کر اُن تودہ ہاے خاک پر فاتحہ خیر پڑھا اور بجائے آب اشک حسرت بیکسان پر چھڑک کر آگے روانہ ہوئے بار بار فرماتے تھے کہ افسوس واے بر حال

ان بیکسون سگے کہ خاک بھی انکی قبر پہ نہ گئی اور نشان لحد ہوگئی افسوس کہ کوئی چراغ بھی جلانے
والا نہ رہا یہ شعر انھین لوگون کے حسب حال ہی ۔ شعر بر مزار ما غریبان بے چراغے نے گلے نہ سنے
پر پروانہ آید نے صدائے بلبلے ۔ الحاصل جسوقت شاہزادہ اسد ثانی بعد منزلین طے کرنے کے
ملک ختن مین پہونچے وہان کی حالت بھی مثل شہر بلخ کے پائی تمام شہر پھنکا پڑا تھا جو لوگ
جنگلون مین جاکر بخوف حوت آئینہ پرست بچ گئے تھے اور انھون نے شہر سے دور زراعت
دیگر شروع کر دی تھی انھون نے حاضر ہو کر جان بازیان ملازمان دولت کی اور شہید ہونا
انکا سب بیان کیا اسد ثانی نہایت غمگین ہوئے اور بہت روئے پوچھا کہ اب وہ ملعون کسطرف
گیا ہی انھون نے بیان کیا کہ سنا ہی کہ شہر ترکستان کی جانب گیا ہی اسد ثانی فقط سے کوچ
کر کے ترکستان کی جانب روانہ ہوئے برابر دو منزل کے ایک منزل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے
کہ کسیطرح جلد حوت آئینہ پرست تک پہونچون تاکہ اس ملعون کو مار کر باقی ملکون کو بچاؤن یا
اپنی بھی جان دون لیکن جسوقت ملک ترکستان مین پہونچے تو اس ملک کو بلخ و ختن سے
زیادہ ویران پایا کہ دور دور بیابان سے کوئی قریہ اور گاؤن نظر نہ آتا تھا آخر کار وہان قیام کیا
اور دور دور سے لوگون کو بلا کر سبب اس ملک کی بربادی کا پوچھا کہ یہ ملک تو صلصال کا
تھا اور صلصال حوت آئینہ پرست کے ساتھ تھا پھر کیا سبب ہوا جو یہ ملک ویران ہوا لوگون
نے تمام واقعہ اسد ثانی سے بیان کیا اور کہا کہ جسوقت خدا پرستون کو یقین مرگ ہوا انکو
زرہ خان نے یہ صلاح کی کہ ہم تو مرتے ہین پھر دشمنون کو کیون چھوڑین جہان تک ہو سکے
انھین بھی قتل کرین یہ تدبیر کر کے صلصال سے فریب کر کے پہلے تو ملک کو جلوا دیا بعد اسکے
خود جنگ کرنا شروع کی یہان تک کہ زرہ خان اور آلک ترک سفید جامہ اور اژدر خان
اور مصعب خان اور ملک قتال یہ سب شہید ہوئے آخر مین حوت آئینہ پرست صلصال
سے بھی برگشتہ ہو گیا اور آدم خوارون کو صلصال پر مسلط کیا کہ وہ صلصال کو بھی بھون کر
کھا گئے اسد ثانی ان لوگون کی وفاشعاری پر بہت خوش ہوا لیکن انکے حال پر ملال
پر آنکھون سے خون برسایا کہ جا بجا استخوان پڑے تھے انکو سمیٹ کر ایک گڑھے مین
دفن کیا اور نشان مزار غریبان بنوا دیا فاتحہ پڑھا بعد اسکے پوچھا کہ اب حوت آئینہ پرست
کہان گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اب وہ ملعون قلعہ ذوالامان کی جانب گیا ہوا ہی بس یہ سنکر
اسد ثانی نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ غضب ہوا تمام ناموس صاحبقران اسی مقام
مین ہین چلکر ناموس صاحبقران کی مدد کرنا چاہئیے اور اس پنجہ اجل سے حتی الامکان بچانا چاہئیے
اور سنا ہی کہ خونخوار بن دیو حال ہی مین اسیطرف آیا ہی اسکے عقب مین والد ماجد لشکر لیکر آتے
ہین اسطرف سے ہم بھی شریک ہون اور ناموس امیر کی مدد کرین یہ فرما کر دوسرے روز
مع ادریس بن اندلس و مہراسپ قزاق جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوئے اب انکو تو ہمرہ
قلعہ ذوالامان مین رکھا جاتا ہی اور یہان سے حال قلعہ ذوالامان کا بیان ہوتا ہی ۔
راویان رنگین بیان حال گلدستہ صاحبقران یعنی ناموس امیر عالیشان کا اسطرح بیان
کرتے ہین کہ کل شہزادیان اور وزیرزادیان امیر کی بی بیان بیٹیان بہو وغیرہ سب یہان
مقیم ہین خمسہ بر آغاز کلام قسم کھائی تھی اس بت نے خدا کی ۔ اگر غافل ہو لعنت کبریائی

مگر شوخی تو دیکھو دلربا کی ؛؛ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ؛؛ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی ؛؛ ادا ہر لٹ سے کاکل کے ادا کی ؛؛ نمائی ایک چالاکی ہوا کی ؛؛ بہت کچھ کا وشین کین نہ تھا کی ؛؛ نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی ؛؛ مگر سنے مین بھی زلف اسکی بنا کی ؛؛ بتون کا وے نہ بندہ دیکو خدا عشق ؛؛ قیامت ہے غضب ہے اور بلا عشق ؛؛ نہ تھی فرقت مین بھی ہمکو سوا عشق ؛؛ وصال یار سے دونا ہوا عشق ؛؛ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ؛؛ نشان پایہ کس بیباک کا ہر تصدق جان ہے اور دل فدا ہے ؛؛ پتا انکھیلیون کا کہ رہا ہے ؛؛ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی ؛؛ ہوئے آخر جو میرے زیست کے دن ؛؛ قدیر انکو نہ پایا میں نے لیکن ؛؛ یہ استغنا بھی کس کافر کو ممکن ؛؛ جب اس بت سے کہا مرتا ہے مومن ؛؛ کہا مین کرون مرضی خدا کی ؛؛ سے نگارند نقاش معنی فریب ؛؛ عروس سخن را چنین داد زیب ؛؛ ؛؛

راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت صاحبقران با اقبال نے ناموس کے واسطے قلعہ ذوالامان کو مین رہا تھا تو معتبر و معتمد سرداروں کو محافظ معین کیا تھا چنانچہ بیرقر خاری کہ رفیق قدیم زمرد پاد شاہ تھے بادشاہ قلعہ مقرر ہوئے تھے اور انقاش خون آشام اور ملک قہرمین بن سوینا سے فانی سا پہلوان زبردست جو کہ پہلوانان ملک باختر مین رستم وقت تھا اور اندھور بن سعدان سے کسی طرح کم نہ تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ مقابلہ مین یہ پہلوان لندھور سے برابر رہا ہے امیر یا تدبیر اس سے بہت دوست رکھتے تھے اور یہ سردار نہایت خیر خواہ تھا اس بنا پر محافظت قلعہ ذوالامان اسکے حوالے کی گئی اور افسر فوج مقرر ہوا تمام لشکر اسکے تابع فرمان ہے بیرقر خاری کو نہایت قوت ہے کہ کوئی سردار قہر شش سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اور اندر قلعہ کے ملکہ قیروزہ گہر تاجدار دختر نوشیروان عادل کسریٰ مادر حمزہ ثانی بادشاہ ہین اور امیر کے بتقاضائے بشریت کبھی جاتی ہین اور تمام خاتونان عصمت انکی تابع فرمان رہا کرتی ہین وہ کون کون ہین کہ ملکہ رویہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر جناب حمزہ صاحبقران اول مادر اسد غازی اور ملکہ حاجرہ بانو دختر حمزہ ثانی زوجہ شہریار بن ایرج نوجوان اور ملکہ گیلی بہادر مادر چکان بن حمزہ اول اور ملکہ لیلی ختائی مادر اسفندیار گیلانی اور ملکہ جہان افروز دختر لقا مادر تورج بن بدیع الزمان اور ملکہ مہر افروز دختر یاقوت شاہ مادر غضنفر بن اسد غازی اور ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی اور ملکہ رقیہ سلطان مادر سکندر فرخ لقا اور ملکہ ماہ تاجدار اور سعد بن قباد مادر شہریار اور ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغ زن اور ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب مادر نور الدھر اور ملکہ بلقیس عدنی مادر سعید عدلی بن حمزہ یہ تمام شہزادیان اور انکی وزیرزادیان تمام قلعہ ذوالامان مین ہین اور یہان بھی مثل دربار صاحبقران کے دربار ہوتا ہے جسطرح بارگاہ سلیمانی مین مرد اپنے اپنے مرتبون کے موافق سلسلہ سے بیٹھے ہین اسیطرح یہان عورتین بھی بیٹھی ہین حاریث بن سلطان سعد اس قلعہ کے بادشاہ ہین اور بیرقر خاری بمرتبہ قلعہ داری و وزارت ہے آج یہ لوگ بیٹھے ہوئے زمانہ حمزہ صاحبقران کا یاد کر کے باتین اسیوقت کی کر رہے ہین کہ یکایک مہتر مہرو ند عیار آیا اور بعد دعا و ثنا کے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ خونخوار بن دجال علیہ اللعن بندہ ابلیس کئی لاکھ آدمیون کی جمعیت سے اسطرف آتا ہے سنا ہے کہ ساتھ اسکے بڑے بڑے پہلوان زبردست

ہین اور بہت سے ملک خداپرستون کے اُسنے برباد کردیئے ہین اب اسطرف کا ارادہ
ہی اور ایک جانب سے حوت آمینہ پرست آتا ہی اُسکے ساتھ ہی بہت سے سردار ہین اور فوج
بے پایان ہی بلکہ ساحرون کا لشکر بھی اُسکے ہمراہ ہی اس ملعون نے بھی بہت سے ملک خراب
کیے ہین سناگیا ہی کہ بلخ اور ختن اور ترکستان کو تو ایسا جلایا اور برباد کیا ہی کہ اب آباد ہونا
ان ممالک کا بہت دشوار ہی یہ سنکر ہیر فرخاری نے شاہزادہ حارث بن سلطان سعد
کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہی حارث بن سلطان سعد نے کہا جو مناسب ہو
وہ کرو قلعہ کو آراستہ کرو فوج کو تیاری کا حکم دو ہیر فرخاری نے عرض کی کہ یہان صرف دو
سردار ہین حالانکہ یہی اُن کافرون کے واسطے بہت ہین مگر اب ضعیف ہوگئے ہین کیا معلوم
کہ حصہ اُنکے عمر کا باقی ہی یا دن زندگی کے پورے ہو چکے ہین اگر کوئی افتاد پڑی تو
بہت مشکل ہوگی کیونکہ یہ معاملہ ناموس صاحبقران کا ہی حارث نے جواب دیا کہ پھر جیسا
مناسب جانو وہ کرو ہیر فرخاری نے عرض کی کہ ملکہ عالم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہی اور
اُنکی راے بھی شریک کرلینا چاہیئے حارث بن سلطان سعد نے فرمایا کہ بہتر ہی اور داخل
محل سلے ہوئے فتانہ وزیرزادی سامنے سے آتی تھی اُس سے کہا کہ میری اطلاع کر فتانہ
نے جاکر عرض کی کہ حضور کے پوتے تشریف لاتے ہین فیروزہ گہرتاجدار نے کہا کہ بلالو حارث
سامنے فیروزہ گہرتاجدار کے گئے اور آداب بجالائے تو ملکہ نے فرمایا کیون اے فرزند یہ خلاف
وقت آپکا کیا باعث اور مین چہرے پر پریشانی بھی دیکھتی ہون حارث بن سلطان نے
عرض کی کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہی کفار کا ہر طرف سے یورش ہی دو کافر بڑے بڑے
لشکر اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسطرف چلے آتے ہین اور ارادہ اُنکا فاسد معلوم ہوتا ہی فرمایا پھر
تمھاری کیا صلاح ہی حارث نے کہا کہ ہیر فرخاری مرد جہان دیدہ ہی اور خداندار کا رفیق قدیم ہی
اُسکی راے سب سے بہتر ہی ملکہ نے فتانہ سے ارشاد کیا کہ اوٹ کھڑی کردا دو اور ہیر فرخاری
کو بلالو اسیوقت فتانہ نے اوٹ کھڑی کرداکر ہیر فرخاری کو بلوایا اور کہا کہ ملکہ عالم یاد فرماتی ہین
ہیر فرخاری مع عیار مہرونیہ حاضر ہوے بیرون پردہ کھڑے ہوئے ملکہ فیروزہ نے فرمایا کہ مین نے
سنا ہی کفار اسطرف آئے ہین اور ارادہ اُنکا دشمنی کا ہی لہذا تمھاری کیا راے ہی اور تمنے کیا بندوبست
کیا ہیر فرخاری نے کہا کہ مین نے قلعہ کی درستی کرلی ہی اور راے میری یہ ہی کہ رفقاے صاحبقران
کو نامے تحریر کیئے جاوین ملکہ فیروزہ گہرتاجدار نے فرمایا کہ بہتر ہی سوا اسکے اور اسوقت مین کیا
ہو سکتا ہی بدیع الملک کو خبر نہین ہو سکتی کہ وہ بہت دور ہین علاوہ اسکے نہین معلوم
کس حال مین ہین صاحبقران جیسے تشریف لیگئے اُنکی کوئی خبر آجتک نہ دریافت ہوئی لہذا
یہی لوگ جو قریب و دور ہین انھین کو طلب کرلو یہ فرماکر نامہ کا مسودہ تحریر کرکے ہیر فرخاری
کو عنایت فرمایا مضمون یہ تھا کہ اے خیرخواہان دولت و اقبال مالک تمھارا خانہ کعبہ مین ہی
اور ناموس اُسکا اس قلعہ ذو الامان مین ہی اور کفار حرمت صاحبقرانی کو مٹایا چاہتے ہین
لہذا تم سبکو لائق اور لازم یہ ہی کہ اپنے اپنے فرض منصبی کو ادا کرو اور حتی الامکان ناموس
امیر کو جفاے کفار سے نجات دو اور جسطرح ممکن ہو قبل کفار کے پہونچنے کے اپنے کو قلعہ
ذو الامان تک پہونچاؤ کیونکہ خونخوار بن دجال اور حوت آمینہ پرست لشکر کثیر ہمراہ لیئے ہوئے

بہت قریب آ گئے ہیں پھر فرخاری یہ مسودہ لیئے ہوئے باہر آئے اور منشیون کو بلوا کر
بہت سے نامے لکھوائے اور اسکے بعد عیارون کو طلب کیا اسیوقت مہتر چابک بن
عمرو و مہتر اندلس بن عمرو و مہتر عرب دراز و مہتر قاسم تنگ رفتار و مہتر بہروان
بن عمرو و مہتر شبرنگ بن قراکن و مہتر مہروند وغیرہ سب عیار آکر جمع ہوئے امیر فرخاری
نے دو دو چار چار نامے سبکو دیئے اور کہا بھائیو جہانتک ممکن ہو جلد یہ نامے رفیقان
امیر با توقیر تک پہونچا دو جن سرداروں کے نام نامے روانہ کیئے گئے تھے وہ یہ ہین منقلاش
یکہ تاز - بہرام خان خاوری - تومان بن بہرام - سیمیاسے فرنگی - شہباز
یکہ تاز - سہیل تیغ شکار - ہزبر خوارزمی - قاسح نوشش - داور نوشش - نوش
یونانی - کپی زلزال - کپی سہراب - مسروق دیوانہ - ساقط شاہ - عمران شاہ
ازبکی تاجدار - قرشی تاجدار شاہ - صفا ترک فرنگستانی ترک - ہوش پوشش - قاتل
زنگی - مقاتل زنگی - کابل خان بن گنجاب - نوفل خان بن گنجاب - یور خان
بن گنجاب - سہراب خان بن گنجاب - طریدخان بن گنجاب - عاقل خان بن
گنجاب - ارباب باختری - فضل بن آشوب - عنوان مطلع نشین - ایناق
قراطاقی - قلماق قراطاقی - سجانی شداد شاہ - ہمایون بن شداد - فاران
تیغ سراسب - ہلال شاہ زرین کمر پدر فرامرز عاد مغربی - شاہ بلان شاہ حو خان
بن بہمن گنجور قی - مظفر خاربالی - بہرام صحرا نشین وغیرہ وغیرہ نامے روانہ کیئے تھے اور
جن عیارون ان لوگون کے پاس خط لانے کو لکھا گیا تھا مثل مہتر ابوالفتح اصفہانی - وہبر منگ
تکی - وہیجان بن عمرو عیار چوگان بن حمزہ و مہتر مرجان - مالک گوہر ملک کوکا اور علاوہ اسکے
جستجو زمیار نامی و گرامی تھے یہ سب ہمراہ سردارون کے آ گئے غرضکہ جسوقت یہ تمام نامہ دار
نامے لیئے ہوئے سرداران مرقومہ بالا کے پاس پہونچے ان لوگون نے نامیون کو آنکھون سے
لگایا اور مضمون نامہ پڑھکر اپنے آقاے نامدار کو یاد کر کے بہت روئے اور نامہ دارون
سے کہا کہ تم چلو ہم بہت جلد آتے ہین اور اسیوقت لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت
عجلت کے ساتھ دو منزلے سہ منزلے کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہین کچھ تو بسبب بعد
مسافت ابھی نہیں پہونچے ہین اور راستے ہی مین ہین اور کچھ لوگ پہونچ گئے ہین اور اور برابر
آگے پیچھے چلے ہین جو لوگ آتے ہین اول نذر شاہزادہ حارث بن سعد کو دیتے ہین اور
لشکر باہر قلعہ کے اتار دیتے ہین خیمے خرگاہین بارگاہین برابر استادہ ہو رہی ہین عجب
طرح کا مجمع اس مقام پہ ہو رہا ہے کہ ہر ہر ملک کے لوگ جمع ہین بازار لشکر کے کھلے ہوئے
ہین دوکانین آراستہ ہین گھوڑا کھنک رہا ہے اور سردار آمد لشکر حریف کے منتظر ہین
کہ دیکھا یک ازپردہ بیابان گرد سے برخاست گرگرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان
رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی نمودار ہے شور زشتم
سہ ران در ان ہمن وشت ہا زمین شش شش شدہ آسمان گشت ہشت ہا یہانتک کہ شوخ
ہوا نے گرد کو اور گرد نے ہوا کو مارا اور دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چھ سو پچاس علم
نشانہا پھریرے چھ لاکھ فوج کا نمودار ہوا رنگ پھریرون کے سیاہ تھے تعریف ہر پھریرے پر

خداوند آئینہ کی تحریر یہ تھی ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور بمانند یک نظر کے واپس آکر اطلاع دی کہ خونخوار بن دجال آپہونچا ان کفار نے آکر سامنے قلعہ ذوالامان کے خیمہ اپنا برپا کیا سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ خونخوار بن دجال اک خچر پہ سوار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان نامی وگرامی اسکے ہمراہ ہیں جسوقت یہ لوگ خیمہ برپا کر چکے اور لشکر نے پڑاؤ کیا ہنوز سرداروں نے کمریں نہیں کھولی تھیں کہ جانب اردبیل سے دوسرا تتق گرد بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور ہرکارے برائے خبرگیری روانہ ہوگئے تھے اس گرد کی عجب حالت ہے کہ بالائے تتق گرد اک ابر سیاہ بھی ہے یہانتک کہ دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈنکے کی صدا پیدا ہوئی اور علمہائے سیاہ و زنگاری نمودار ہوئے اور ایک لشکر فراوان نظر آیا ہرکاروں نے آکر خونخوار بن دجال سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست تشریف لاتے ہیں خونخوار مع سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوا اور حوت آئینہ پرست کو پیشوائی کرکے لایا اودھر مبہوت جادو تخت سحر پہ سوار ابر سحر میں اپنے لشکر کو چھپائے ہوئے آکر پہونچی تخت وابر اسکا بالائے سر لشکر اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت مقابلہ قلعہ ذوالامان کا ہوا یہ کفار ناہنجار پہونچے لشکر اوترا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہوگیا جابجا بارگاہیں برپا ہونے لگیں سردار مرکبوں سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوئے حوت آئینہ پرست اور خونخوار بن دجال میں مصافحہ و معانقہ ہوا اور اپنے اپنے حالات بیان کئے یہاں ہرکاروں نے خبر بادشاہ لشکر اسلام یعنے حارث بن سلطان سعد کو پہونچائی کہ حوت آئینہ پرست کا لشکر بھی آگیا اور مبہوت جادو فوج ساحران لیئے ہوئے اسکے ہمراہ ہے پہلوے لشکر خونخوار پر لشکر حوت آئینہ پرست کا اترا ہے فرمایا کچھ پروا نہیں حافظ حقیقی بچانے والا ہے کہ ایکبارگی جانب آسمان سے ٹکڑہائے ابر نمودار ہوئے برق میں چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا اور ابر سے بارش مروارید آبدار کی ہوتی ہوئی دیکھا کہ جانب قلعہ ذوالامان چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام کو خفقان سا ہوا کہ اب کون آتا ہے کہ ایکبارگی وہ ابر منقشع ہوا دیکھا کہ اک مرد پیر تخت سحر پہ سوار ہے اور اک بارگاہ آسمان جاہ اژدران آتش فشان پہ کھنچی ہوئی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے پشت پر بے گنتی طایروں کے غول کے غول مثل باز جرہ بہری قرقرا وغیرہ یہ اوڑتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہیں جسوقت تخت اس پیر مرد کا قریب قلعہ ذوالامان پہونچا تخت زمین پر اوترا بارگاہ برپا ہوگئی وہ تمام ہنس اور قرقرے وغیرہ غلطیں مارکر بشکل انسان ہوگئے لوگوں نے پہچانا کہ یہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہربار ہے ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہربار آگئے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر حریف کا دم فنا ہونے لگا کیونکہ مکلل خان ساحر زبردست اور صاحب چراغ جمشیدی ہے جسوقت مکلل خان چراغ روشن کرتا ہے سب ساحر سحر اپنے بھولکر نابینا ہوجاتے ہیں اب مکلل خان جادو لشکر کو اوتارکر خدمت بادشاہ اسلام میں روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور مکلل خان کو بعزت تمام لیکر خدمت بادشاہی میں آئے مکلل خان نے سلام کرکے گوہر بیش بہا نذر دیئے اور عرض کی کہ گوہر جان بھی برائے نذر لایا ہوں سو گر قبول افتد زہے عز و شرف بادشاہ اسلام نے نذر مکلل خان کی قبول فرمائی اور آستین مرحمت نشست پر جاری

اور خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بیٹھنے کو اشارہ کیا مکلل خان سلام کر کے اپنے دنگل پر
بیٹھا اب بادشاہ نے فرمایا کہ ای مکلل خان یورش کفار کا دیکھتے ہو مکلل خان نے عرض کی کہ
حضور کچھ تردد نفرمائین اسلیئے کہ مین چراغ جمشیدی اپنے ساتھ لایا ہون جسوقت آسے روشن
کرونگا سب اندھے ہوجائینگے اور حوت آئینہ پرست کو مبہوت جادو کا بھر دسا ہی یہ
بہو کر ہی میرا کیا کر لیگی بادشاہ اسلام نے دعا دی اور فرمایا کہ خدا تمکو فتحیاب کرے اور راجہ
نیک رے اب تم ارام کرو کہ مرد ضعیف ہو اور ابھی منزلین طی کیئے ہوئے چلے آتے ہو مکلل خان
جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے اور آدبوس جنی سے کہا کہ ای فرزند ذرا
ہوشیاری سے کام کرنا اسواسطے کہ کفار چراغ جمشیدی کی فکر ضرور کرینگے کیونکہ مبہوت جادو
کو حال اس چراغ کا معلوم ہی وہ ضرور عیارونکو بھیجین گی آدبوس جنی نے کہا کہ مین حتی الامکان
بہت حفاظت کرونگا اور مجھسے زیادہ حفاظت کرنے والا تو وہ ہی جسکے اختیار مین فتح و شکست
ہر گز ذریست ہذالحاصل عجب طرح کا جماؤ قلعہ ذوالامان پر ہی کہ جن لوگون نے لڑائی نقا بادشاہ
باختر اور حمزۂ صاحبقران کی دیکھی ہی انکی آنکھون مین وہی سمان نظر آتا ہی ان لشکرون کی آمد
مین اور خیام برپا کرنے مین شام ہوگئی تھی جسوقت نور آفتاب عالمتاب ناپدید ہوا اور
سیاہی شب پردہ پوش عالم ہوئی طایر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوئے سردار
خیمون مین داخل ہوئے اہل اسلام نے نماز مغرب پڑھی ہر طرف لشکر اسلام مین آواز تکبیر
کی بلند ہوئی اور فوج کفار مین سنکھ پھنک رہا تھا پرستش آئینہ کی ہو رہی تھی جسوقت دونون
گروہ اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت سے فارغ ہوئے خوابگاہون کی طرف متوجہ ہوئے
مکلل خان جادو اپنے خیمہ مین آئے ادھر مبہوت جادو سنتے تھی کہ مکلل خان کو دیکھا
تھا نہایت پریشان تھی اور کہتی تھی کہ اس بڈھے کے سامنے رنگ نہ جمے گا اور یہ کوئی
سحر چلنے نہ دیگا کیا تدبیر کرنا چاہیئے یہ سرنگون نہ بیٹھی ہوئی تھی کہ سامنے سے مہتر ذوفنون
و مہتر قیاس نمودار ہوئے اور کہا ای ملکہ عالم کس بات کا تردد ہی ہمنے آپکو کبھی فکرمند نہین
پایا آج کس بات کا سوچ ہی مبہوت جادو نے کہا ای مہتر ذوفنون مجھے مکلل خان سے
تو کوئی اندیشہ نہین ہی اسلیئے کہ جب سے اسنے مذہب اسلام اختیار کیا دن پر دن نزدر
اسکے سحر کا کم ہوتا چلا گیا اسواسطے کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین ہی بہت سی باتون سے یہ لوگ
پرہیز رکھتے ہین جو ساحر کے واسطے ضروری ہین مگر مجھے صرف اندیشہ یہ ہی کہ پاس مکلل خان
کے چراغ جمشیدی ہی وہ تبرکات مین سے ایک نادر چیز ہی اگر اسنے میدان مین اگر چراغ
روشن کردیا تو مین اسکا کچھ نہین کر سکتی ہون وہ مجھے مثل چھوکریون کے گرفتار کر کے
قتل کر ڈالیگا ان دونون عیارون نے کہا کہ ای ملکہ آپ پریشان نہون ہم آپ سے وعدہ کرتے
ہین کہ آج ہی چراغ جمشیدی چرا لائینگے بلکہ مکلل خان جادو کو بھی مشکین باندھکر حاضر خدمت
کرتے ہین یہ کہکر دونون عیار جانب لشکر مکلل خان جادو روانہ ہوئے صحرا مین پہونچکر صورت اپنی
اور وضع ساحرون کی سی بنائی تھی جسوقت یہ دونون قریب لشکر اسلام پہونچے دیکھا
کہ آدبوس جنی بالا دوی کر رہا ہی انھون نے ایک رومال لپٹ کر ایسے مقام پر پھینک دیا جسپر
گمان تھا کہ آدبوس جنی ادھر ضرور آئیگا اور آپ ایک درخت برزگ کی آڑ مین ٹھہرے ہو رہے

قضائے کار و اتفاقات روزگار سے ادبوس جنی اُسطرف آیا رومال پڑے دیکھا
اُسے اُٹھا کر قریب لایا تو عجب طرح کی خوشبوائیں رومال سے پیدا ہوئیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ
کسی عروس کے ہاتھ کا ہے اور بسا ہوا ہے ادبوس نے اُس رومال کو سونگھا سونگھتے ہی
تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گرا اسکے گرتے ہی یہ دونوں عیار قریب آئے
اور پشتارہ باندھا اب دونوں نے مشورہ کرکے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا مہتر قیاس
تو پشتارہ ادبوس جنی کا اپنی پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور مہتر ذوفنون
نے شکل اپنی تبدیل کی اور ادبوس جنی بنکر لشکر مکلل خان جادو میں داخل ہوا اور سیر
لشکر کی کرتا ہوا داخل خیمہ مکلل خان ہوا دیکھا کہ مکلل خان جادو شراب پی رہے ہیں
ادبوس نے سلام کیا مکلل خان جادو نے کہا کہ تم اسوقت کہاں گئے تھے کوئی تازہ خبر لائے
ہو ادبوس نکلی نے عرض کی کہ حضور گیا کیوں ابھی لشکر حریف کی طرف گیا تھا کہ دیکھوں
وہاں کی کیا حالت ہے معلوم ہوا کہ چراغ جمشیدی سے مبہوت جادو کو بہت خوف ہے اور
دو عیار وہاں سے بیڑا اُٹھا کر چلے ہیں کہ ہم چراغ جمشیدی لائینگے مکلل خان نے کہا
کہ پھر تمنے کیا فکر کی ادبوس جنی نے کہا کہ میں کیا فکر کرتا اگر مجھ سے آپ کوئی فرمایش
کریں کہ فلاں چیز لشکر کفار سے لاؤ تو میں ابھی لا دوں مکلل خان جادو نے کہا کہ کسی چیز کے
لانے کی تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے گھر میں کیا کم تبرکات اور اشیاء نادرہ ہیں انکی
کی حفاظت کرو ادبوس جنی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چراغ جمشیدی آپ نے
کہاں رکھا ہے جو اُسکی حفاظت کروں مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ تمر جادو کی محافظت
میں تحفہ جات طلسمی میں جاؤ اور اُسے بھی عیاروں کے حال سے خبردار کرو ادبوس نقلی
اُسیوقت دوڑتا ہوا تمر جادو کے خیمہ میں آیا دیکھا کہ تمر جادو بیٹھا ہوا جھونکے لے رہا ہے نیند
کو ٹال رہا ہے مگر مثل مشہور ہے کہ نیند سولی پر بھی آتی ہے ادبوس نقلی نے تمر جادو کو ٹھوکر ماری
اور کہا او نمکحرام تجھے بھی کچھ خیال ہے کہ ہمارے آقا کی جان ہماری حفاظت میں ہے اور ہم غفلت
میں ہیں تمر جادو چونک پڑا اور کہا کہ حضور ایسی جفا تو آپ نے کبھی نہ کی تھی ورنہ ہمارا گذر آپکی
سرکار میں کبھی نہ ہوتا ادبوس نقلی نے کہا کہ خطا پر نادم تو ہوتا نہیں بلکہ اوپر زبان لڑاتا ہے
لشکر کفار سے عیار برائے تلاش چراغ جمشیدی چل چکے ہیں اور تو اسقدر غافل ہے کہ بے خبر
پہرہ دار تک سو رہے تھے میں یہاں تک چلا آیا اور انھیں ہوش نہ آیا جلد صندوقچہ
تبرکات کا لا کہیں ایسا نہ ہو کہ چراغ جمشیدی گم ہوگیا ہو تمر جادو نے صندوقچہ لاکر پیش
کیا ادبوس نقلی نے صندوقچہ کھولا اور تمر جادو سے کہا کہ جاکر پہرہ والوں کو ہوشیار کر کہ وہ
غافل سو رہے ہیں تمر جادو تو اسطرف روانہ ہوا یہاں ادبوس نقلی نے چراغ جمشیدی بدل لیا
وہ چراغ لیکر دوسرا چراغ اُسکے مقام پر رکھدیا اتنے میں تمر جادو آیا ادبوس نقلی نے
سب چیزیں دکھا کر صندوقچہ بند کیا کنجی تمر جادو کے حوالے کی اور کہا کہ دیکھ بہت حفاظت
کرنا ایسا نہ ہو کہ نخل حیات تیرا قطع ہو اور ثمر تلخ اجل کھانا پڑے شاخ تمنا مرجھا جاوے
تمر جادو نے کہا کیا مجال ہے یہ تو ہوشیاری سے پہرہ دینے لگا اور صندوقچہ سامنے رکھ لیا
اور مہتر ذوفنون خیمہ سے نکل کر روانہ ہوا اب اسے تو یہاں چھوڑا جاتا ہے اور داستان

عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے کہ ان سب نے باہم مشورت کی کہ چلکر خبر
لشکر کفار کی لینا چاہیئے کہ وہان کیا ہو رہا ہے اندلس بن عمرو شبرنگ بن قران ابو الفتح
اصفہانی و مہتر مرجان و مہتر عمرو غرض یہ چارون یا پانچون عیار لشکر اسلام سے بطرف
لشکر مبہوت جادو کے روانہ ہوئے ان مین سے چار عیار علیحدہ ہو کر شکل اپنی
جوگیون کی بنا کر درانہ خیمہ مبہوت جادو مین داخل ہوئے اور سلام کیا مبہوت جادو نے
کہا تم کون ہو ایک نے جواب دیا کہ نام میرا کوہان جادو ہے مین یہین قریب ایک کوہ
پر رہتا ہون بسبب ظلم خدا پرستان کے پوشیدہ تھا جس وقت خبر آمد آپکی سنی تو نہایت
خوشی ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ان خدا پرستون کو خاطر خواہ ستانا چاہیئے اور آپکی
شرکت کرنا چاہیئے ہنوز مبہوت جادو نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ سامنے سے مہتر قباس
پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور پشتارہ لا کر سامنے رکھدیا اور کہا کہ آپکی اقبال سے اسے تو گرفتار
کرکے مین لے آیا اور مہتر ذوفنون نکر مکلل خان اور چراغ جمشیدی مین گئے ہوئے مین
مبہوت جادو نے کہا کہ یہ کون ہے مہتر قباس نے کہا کہ بیٹا مکلل خان کا دوست جسنے ہے
اسنے ہزارہا ساحرون کو مارا ہے اور یہ شاگرد عمرو کا ہے مبہوت جادو نے کہا کہ اچھا اسے
قید رکھو اور خود صندوقچہ کھولکر شیشیان الٹ پلٹ کرنے لگی اتنے مین سامنے سے
اک عورت پیدا ہوئی اور مبہوت جادو سے کہا اے ملکہ کس خواب خرگوش مین ہو یہ
چارون جو ساحر بنے ہوئے قریب آپ کے بیٹھے ہین یہ عیار لشکر اسلام ہین جلد انکو
گرفتار کیجیئے مبہوت جادو نے کہا اے پرند جادو تونے تو میرے ہوش اوڑا دیئے
یہ موذی کاہے یہان تک کیونکر آگئے اور تونے کیونکر جانا کہ یہ عیار ہین پرند جادو نے
کہا ہمین ابھی رقعہ جمشیدی دیکھ رہی تھی کہ چارون شکلین آپکے پاس بیٹھی ہوئی نظر
آئین مین بیتاب ہوکر دوڑی کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کوئی فتور برپا کرین ان چارون نے کہا کہ ہم عیار
نہین ہین پرند جادو نے کہا کہ آپ سحر سے انکو گرفتار کر لیجیئے اگر یہ ساحر ہین تو رد سحر پڑھکر
رہا ہو جائینگے ابھی حال انکا معلوم ہو جائیگا یہ سنکر مبہوت جادو نے گیر کی آواز دی
زمین نے انکے پاؤن پکڑ لیے در اصل یہ ساحر تو تھے نہین کہ رد سحر پڑھکر رہا ہو جاتے مبہوت جادو
بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے پرند جادو تونے میری جان بچائی ورنہ یہ ظالم تو میرا کام
تمام ہی کر چکے تھے مین اسم بامسمیٰ ہون ہر وقت مبہوت رہتی ہون تو میرا خیال رکھنا اور
ان عیارون کو بھی اپنے ہی قید مین رکھ پرند جادو نے یہ سنکر ایک بار سحر پڑھکر
ان لوگون کو پہنا دیا اور مبہوت جادو نے کہا کہ اب آپ اپنا سحر آتار لیجیئے مبہوت جادو
نے اپنا سحر آتار لیا پرند جادو ان عیارون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمہ مین آئی اور
کچھ سوچنے لگی عیارون نے باہم اشارہ کیے کہ ہمتو اسیر سحر نہین معلوم ہوتے ہین یہ کیا طرح
ہوئی کہ ایک مرتبہ پرند جادو پر ٹوٹ پڑو اور گلا دبا کر اسکو مار ڈالدو جیسے ہی انھون نے
یہ اشارے کیے پرند جادو سمجھ گئی اور کہا کیون بھائیو نیکی کا بدلہ بدی ہی ہے مین نے تو تمہین
قید سے چھڑایا تم ہمارے قتل کی فکر کرتے ہو ارے مین ہون ابو الفتح اصفہانی مہتر عمرو
وغیرہ نے کہا کہ بھائی گرفتار کیون کرایا تھا جو چھڑا بھی لیا ابو الفتح نے کہا کہ اعتبار کیونکر ہوتا

اب مین سبہوت جادو کو بھی گرفتار کیئے لاتا ہون تم یہین ٹھہرو جو کوئی آئے اور پوچھے
کہنا کہ پرند جادو وہین قید کر گئی ہے انھون نے پرند جادو کو پوچھا کہ کہان ہے ستارہ
اُسکا جواب نہ پایا کہ وہ سامنے سبت کی آڑ مین رکھا ہوا ہے اور مین نے صحرائے نشیب مین آگ
روشن کر دی ہے جاکر سبہوت جادو کو بھی لے آؤن تو اُسی آگ مین دونون کو پھونک دونگی یہ
کہکر ان چارون عیارون کو تو یہین چھوڑا اور آپ سبہوت جادو کے خیمہ مین آیا دیکھا کہ
سبہوت جادو بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی ہے کہا کہ حضور رات بہت آگئی ہے اب کچھ دیر آرام
بھی فرمایئے مین پہرہ دیتی ہون پرندہ پر نہین مار سکتا ہے یہ کہکر بلا انتظار جواب مسہری
درست کرنا شروع کر دی جابجا بچھونے اور تکیون کو عطر سے بسایا پھول ہار بچھائے پھر یکے
اور آکر پھر عرض کیا کہ حضور مسہری تیار ہے آپ چلکر آرام فرمایئے سبہوت جادو جھومتی ہوئی اٹھی
اور آکر مسہری پر لیٹ رہی اور جادوگرنیان جو پہرہ پر متعین تھین اُن سے کہا کہ اب تم
سب چلی جاؤ مجھے جاگنے کی عادت ہے اگر تم میرے سامنے جماہیان لوگی تو مجکو بھی نیند
آئیگی علاوہ اسکے اگر کوئی عیار تم مین ظاہر ہوا ہو تو مجھے دھوکا ہوگا یہ سنکر وہ سب خوشی
خوشی چلی گیئن کہ تمھین جاگو ہم جاکر آرام سے سوئینگے یہان سبہوت جادو نے خوب پھولون
کو سونگھا اپنے سینے پر رکھے یہانتک کہ بیہوشی نے اپنا کام کیا اور یہ چھینک مارکر بیہوش
ہوئی اب جو پرند جادو نقلی نے میدان خالی پایا جلدی سے ستارہ اُسکا باندھا اور کمند
پیر لگاکر روانہ ہوا اُس خیمہ مین آیا جہان کہ چارون عیار طرار بیٹھے ہوئے تھے کہا جلدی سے
ستارہ پرند جادو کا بھی ہو اور جلد صحرائے نشیب کی جانب چلو اب آگ وہان خوب روشن
ہوگی انھون نے کہا کہ کیا آپ سبہوت جادو کو لائے پرند جادو نقلی یعنے ابوالفتح
اصفہانی نے کہا کہ یہ کیا موجود ہے یہ کہکر دو عیارون نے تو ستارے اٹھالیئے اور صحرائے
نشیب کی جانب روانہ ہوئے اور تین عیارون نے یہ صلاح کی کہ چلکر ادویس جنی کو
چھڑانا چاہیئے کیونکہ جب سبہوت جادو مریگی اور شور و غوغا بلند ہوگا اور کفار اس امر
سے آگاہ ہو جائینگے تو یقینی ادویس جنی کو مار ڈالین گے یہ صلاح کر کے تینون عیار اسطرف
روانہ ہوئے راستے مین صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنا چاہیئے ایک نے کہا کہ دیکھو مہتر قیاس
ہی جو ادویس کو گرفتار کر کے لایا تھا اور یافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ براے کمک مہتر
ذوفنون جانب لشکر اسلام گیا ہوا ہے پس ایک نے صورت اپنی مہتر قیاس کی بنائی اور
مہتر قیاس جن عیارون کی نگہبانی مین قید ادویس جنی کی دیگیا تھا انکے پاس آئے
اور کہا کہ جس قیدی کو ابھی ہم تمھارے سپرد کر گئے تھے اُسے دیدو کہ ملکہ سبہوت جادو
نے طلب کیا ہے ان عیارون نے کہا کہ ابھی آپ ہی زندان مین بھیجا آپ ہی طلب
کرتے ہین یہ معاملہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا ہرا فراد و تمھارے باپ کا اجارہ کیا ہے انکا
قیدی ہے اگر وہ رہا کر دین تو کسکو اور بھی تعجب ہوگا اُن سے بیکر یہ کیونکر جا سکتا ہے اور ہم
کیا اُن سے بہتر اسکی حفاظت کر سکتے ہین انھون نے فرمایا ہے کہ مین اُسکو قید سحر مین
رکھونگی تاکہ کوئی رہا نہ کر سکے اور جب ہو سکے باپ مشکل خان کے سامنے اُسے
قتل کرونگی ان عیارون نے کہا کہ ہمتہ یہ آپکا خفا ہونا ہے ہم نہین ان جھگڑون سے

کیا مطلب ہو آپ ابھی لیجاسیے کہا ہاں لاؤ ان لوگوں سے قید آدوبوس جنی کی
حاضری یہ اسوقت تک بیہوش پڑا تھا مہتر قیاس نقلی نے اسکو گرفتار بھی
کیا اور صحراے نشیب کی جانب روانہ ہوئے ادہر مہتر ذوفنون جو چراغ جمشیدی کا قائل
کر کے چلا تو اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہرچند تو چراغ جمشیدی لایا تاہم مبہوت جادو
مکلل خان کا مقابلہ نہیں کر سکتی ہے یہ بہت بڑا ساحر ہے اگر ممکن ہو تو اسے بھی لینا چاہیے
یہ تصور کر کے اسنے ایک خیمہ خالی ملازمان مکلل خان سے برپا کرایا اور ایک سہری آہنین
معمولی بچھوادی خیمہ بھی چھوٹا سا تھا انھوں نے کہا کہ اس خیمہ میں کون رہیگا کہا کہ میں بالا دو قدم
کر کے جب فرصت پاؤنگا تو اسی خیمہ میں آرام لونگا وہ لوگ خاموش ہو رہے اب یہ
ملعون خیمہ مکلل خان جادو میں آیا اور کہا بابا جان میری راے یہ ہوتی ہے کہ آپ اس خیمہ میں
آرام نہ فرمائیں کہ یہ جاے خوف ہے سب جانتے ہیں کہ بادشاہ لشکر کا خیمہ ہے میں نے آپکے
واسطے دوسرا خیمہ نصب کرا دیا ہے وہاں چلکر آرام فرمائیے تاکہ لوگوں کو پتا آپکا نہ لگے
اگر کوئی عیار لشکر کفار کا یہاں تک پہونچ بھی جائے تو آپکو نہ پاسکے مکلل خان نے کہا ای
فرزند جیسی تمہاری راے ہو وہی کرو کیونکہ میں تو عیاروں کے فریب سے آگاہ نہیں ہوں
غرضکہ مہتر ذوفنون آدوبوس کی شکل بنا ہوا مکلل خان جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوے اس خیمہ خالی
میں آیا اور کہا کہ اب آپ آرام کریں میں حفاظت کرتا ہوں اور ملازموں سے بھی کہدیا کہ
تم لوگ سب اسی خیمہ میں رہو بلکہ ایک آدمی انکی جگہ لیٹ بھی رہے تاکہ کسیکو یہ شبہہ
نہ گذرے کہ مکلل خان کہیں چلے گئے ہیں ملازم بھی حسب الحکم وہیں ٹھہر گئے چونکہ فصل
گرمی کی تھی اور اندر خیمہ کے کسیقدر گرمی بھی تھی اسنے مکلل خان کو پنکھا جھلنا شروع
کیا مکلل خان کو نیند آئی اور دم بھر میں نفیر خواب بلند ہوئی تب اسنے دیکھا کہ سوگیا لعین
لخلخہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی ملا کر قریب ناک کے لیگیا
جیسے ہی مکلل خان جادو نے اوپر کی سانس کھینچی اسکے تا بہوشی کہ دماغ میں پہونچکر
فوراً یہ چھینک مارکر بیہوش ہوئے اب ذوفنون نے پشتارہ مکلل خان جادو کا باندھا
اور اس خیمہ سے نکلا اب رات زیادہ آچکی تھی سب غافل سو رہے تھے پہرہ والے بھی
اونگھ رہے تھے صرف طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ذوفنون دباؤ پا لگا ہوا ان سے بچتا
ہوا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اب اسطرف سے تو یہ پشتارہ مکلل خان جادو کا لیے
ہوئے جاتا ہے اور اسطرف سے ابوالفتح اصفہانی و مہتر شیر بنگ و مہتر جان
پشتارے مبہوت جادو اور سرہند جادو کے لیے ہوئے صحراے نشیب کی طرف آرہے
ہیں ادہر اندلس بن عمر جو بصورت مہتر قیاس نکلا ادوبوس جنی کو زندان سے
چھڑا کر لایا تھا صحرا میں پہونچکر ہوشیار کیا ادوبوس جنی نے کہا کہ اے شہزادے کیا کہنا اگر
آپ خبر نہ لیتے تو یقیناً میں قتل ہو جاتا اندلس نے کہا کہ ابوالفتح نے مبہوت جادو اور
سرہند جادو کو بھی گرفتار کر لیا ہے اور صحراے نشیب کی طرف گئے ہیں وہاں آگ روشن ہے قصد
ہے کہ جسطرح اس کافر نے اہل اسلام کے ملکوں کو پھونکا ہے اسیطرح اسکو بھی زندہ پھونک دیں
جلد چلو ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے یہ کہکر یہ بھی اسیطرف متوجہ ہوئے ادہر ابوالفتح اصفہانی

ادھر مرجان پشتارہ ساحروں کے لیئے ہوئے قریب صحرا کے نشیب کے پہونچ
چکا ہیں شبرنگ ساتھ ساتھ ہے کہ سامنے سے کچھ سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھا
کہ کوئی دوڑا ہوا چلا جاتا ہے شبرنگ کو شبہہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار کفار لشکر اسلام سے
کسی سردار کو لیئے جاتا ہو واسطے پڑھکر آواز دی کہ کون جاتا ہے ذو فنون نے دیکھا
کہ ایک ہی تو ہے اگر عیار بھی ہوگا تو میرا کیا لیگا جواب دیا کہ تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں سنو مہتر
ذو فنون اگر تو عیار لشکر اسلام ہے اور تجھے کچھ دعوے ہے تو روک لے میں چراغ تبندی
اور مکمل خان جادو کو لیئے جاتا ہوں یہ سننا تھا کہ شبرنگ نے کہا غضب کیا
او ملعون تو نے کہ مکمل خان جادو کو مع چراغ جمشیدی لیچلا کب چھوڑتا ہوں تجھکو میں مہتر
شبرنگ عیار لشکر اسلام یہ کہتا ہوا تیغ کھینچکر جا پڑا ذو فنون نے بھی تیغ کھینچا اب
ان دونوں میں چپا چپ تیغ چلنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں کوندرہی ہیں اب یہ بھاگنا بھی
چاہتا ہے اور شبرنگ جواب بھی دیا جاتا ہے ابو الفتح نے دیکھا کہ یہ عیار نہایت چالاک
ہے کیونکہ جوانی تو اسکی ہو چکی ہے بسبب پیرانہ سالی کے ایسے چست و چالاک نہیں رہے پس
یہ دونوں کبھی اگر ساتھ ہو سکے انکو ذو فنون گھبرایا کہ کیا کروں پس اس ملعون نے یہ
ترکیب کی کہ لڑتا ہوا اس آتش افروختہ کی طرف چلا یہانتک کہ جسوقت قریب
پہونچا پشتارہ مکمل خان جادو کا اس آگ میں پھینکدیا یہ دیکھکر ابو الفتح اصفہانی
نے مرجان سے کہا کہ اب ان حرامزادوں کو رکھکر کیا کروگے یہ کہکر پشتارہ بھبھوت جادو
کا اس آگ میں پھینکدیا ادھر مرجان نے پشتارہ پرند جادو کا آگ میں پھینکا ادھر تو
ساحر آگ میں جلے ادھر عیاروں میں تیغ چلنے لگا اسطرف سے ادوسس جنی اور
مہتر حمزہ [illegible] اور مہتر اندلس بن عمرو چلے آتے تھے انھوں نے جو تیغ چلتے دیکھے
یہ بھی آ پہنچے اور اہل اسلام کے شریک ہوئے اب ذو فنون عیار کو گھیر لیا لیکن ایسی
حالت میں کہ تمام جادوگروں کا تمام ہو گیا ایک آندھی چلی اور بارش سنگ و شرر
ہونے لگی [illegible] ادوسس جنی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بھبھوت جادو اور پرند جادو
[illegible] پہلی آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مکمل خان جادو بود حیف مردم
[illegible] خود [illegible] پس یہ سنتا تھا کہ ادوسس جنی نے ہای کا نعرہ مارا
[illegible] نہیں چھوڑتے ہم آپکو اب چھوڑتے ہیں یہ کہکر اسی آگ میں یہ بھی پھاندپڑا
اور جلکر [illegible] ہو گیا بعد اسکے دوسری آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من بھبھوت جادو و
پرند جادو بود اب ذو فنون کو بھی ہوش آیا کہ عیاران اسلام بھی اپنا کام کر گئے یہاں
لشکر اسلام سے اتنے تیغ مارے کہ ذو فنون کو بھی زخمی کر دیا مگر اسکی رسی دراز ہے کہ
ابھی تک بچ رہا ہے اور چوٹ نہیں کھاتا کہ ایکایک اسطرف سے مہتر قیاس پچاس
عیاروں سے آ پہونچا اور یہ معرکہ دیکھکر کہ ذو فنون کو پانچ عیار گھیرے ہوئے ہیں قریب
ہے کہ قتل کر ڈالیں اپنے ساتھیوں سے کہا کہ [illegible] جانے نہ پائیں ارے غضب
کیا ان عیاروں نے کہ بھبھوت جادو کو [illegible] اور مہتر جی کو قتل کیا چاہتے ہیں یہ
سنتے ہی پچاس عیار تیغ پکڑ ڈپٹ کے آگے اور چار جانب سے عیاران لشکر اسلام

گھیر لیا اب نتیجہ چھٹنے لگا کہ یہ عیار پانچ اور وہ پچاس ایک ایک پر دس دس ٹوٹے ہوئے ہیں دو ہزار سے یہ ضعیف وہ جوان ہیں مگر دلاوری و مردانگی و [illegible] تھے ایک ایک عیار لشکر اسلام نے چار چار اور پانچ پانچ کو مارا انہیں یکتا جانتے تھے کہ جتنا چاہو یہ جنگ آوری ہو اور یادگار زمانہ جنگ تھا ان کافروں کو دکھاؤ کہ لشکر اسلام کے بوڑھے بھی جوانوں پر فوق رکھتے ہیں نابکار آخر کار یہ چاروں زخمی ہو کر گرے مہتر قباس نے اندلس ابن عمرو مہتر ناگ و مہروند سب کے سر کاٹے اور مرجان کو بھی شہید کیا لیکن مہتر ابوالفتح اصفہانی زخمی پڑا ہوا سب تماشے آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور کچھ کر نہ سکتا تھا جس وقت مہتر قباس سب کے سر کاٹ چکا تو باطمینان تمام مہتر ابوالفتح کا سر کاٹنے کے قصد سے آگے بڑھا جیسے ہی زد پر آیا ابوالفتح نے بڑا خنجر مارا کہ اسکے سینہ پر پڑا یہ بھی برابر ابوالفتح کے گرا اور پھر نہ اٹھا یہ حالت دیکھکر ہراسان مہتر قباس نے ابوالفتح کو [illegible] کر ڈالا مہتر قباس کا کام بھی تمام ہوا اور مہتر دونوں بھی بسبب کثرت زخمہائے کاری کے جانبر ہو سکا یہ بھی اسی جگہ ڈھیر ہو گیا اسی اثنا میں صبح ہوئی بادشاہ اسلام نماز صبح سے فارغ ہوئے تھے کہ ہرکاروں نے آکر تمام سرگذشت مرنا مقبل خان جادو اور بیہوشت جادو کا دونوں طرف کے عیاروں کی جنگ اور انکا بھی لڑکر مرجانا اور اندلس حبشی کا [illegible] جست میں آگ میں کود کر جان دینا سب بیان کیا بادشاہ اسلام کو ان مددگاروں کا اپنے نہایت رنج ہوا اور اس طرف جو عیار بچے تھے وہ بھاگ کر بخدمت خوش نفس آئینہ پرست میں پہونچے اور تمام روداد بیان کی خوش نفس آئینہ پرست بہوشت جادو کے واسطے بہت رویا اور اسی رنج و غم میں حکم طبل جنگ دیا نقارہ [illegible] پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی [illegible] حربی نوازش میں آیا لیکن اول بادشاہ اسلام نے لاشیں اپنے عیاروں کی [illegible] دفن کرائیں بعد فراغ دفن عیاران اسلام تیاری جنگ ہونے لگی بہادران اسلام زیور جنگی تن پر آراستہ کرنے لگے اور کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھنے لگے دوست دشمن سے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے کل کون اس میدان کارزار سے زندہ پھرتا ہے اور کون حق نمک صاحبقران سے ادا ہوتا ہے بعضے اپنے حسب حال یہ شعر پڑھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں شعر ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی ؛ ایک گھٹنے سے جوانی کے بڑھا کیا کیا کچھ ؛ رب العزت کل میدان کارزار میں آبرو رکھے کیونکہ یہ کافر جوان اور زبردست ہیں اور ہم لوگ بسبب پیرانہ سالی کے ضعیف و ناتوان ہو گئے ہیں جان جانے کی نہیں فکر مگر بات رہے تمام رات ان عابدوں نے نمازیں پڑھ پڑھ کر نیند کو ٹالا کہ نہ معلوم ہے اسکے بعد دوسری رات دیکھنا نصیب ہو یا نہو ناگہاں فلک پر ستارہ صبح کا چمکا اور تمام ثوابت و سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان چمن خاور کے چمنستان سے یک بیک چمک چمک کر پردہ اطلس زنگاری فلک میں منہ چھپانے لگے اور مانند شمع سحر کے جھلملانے لگے جھونکے نسیم عنبر شمیم کے آنے لگے شعر جھونکا جو در سحر سے کوئی انکا سرد ہوا تھا ؛ مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا ؛ اہل اسلام میں شور اذان

بلند ہوا ہر ایک مرد باخدا نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سجا کر ہر ایک گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور دولتسرائے شاہی کی طرف روانہ ہوئے اور باادب پرے جما کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی وہ مہربان جنکے پلوں میں کمخواب کی گرتیاں وہ اُنکے پاؤں کی بھیریاں کر چا نہیں گرد تخت شاہی اُٹھائے ہوئے ہیں باہر جگہ موجود تھے دربان پہنچے ہوئے ہیں تخت اور [illegible] بادشاہ کا اپنے کاندھوں پر لیا اور میدان جنگ کی طرف چلے سردار [illegible] صف باندھ کر مجرا کیا بادشاہ نے پلکوں سے اشارہ سے سلام سب کا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو اور راہ میدان جنگ کی لو سب سردار جلدی جلدی گھوڑوں پر سوار ہو کر جلو میں چلے آگے تخت کے جلوس شاہانہ نقیب [illegible] کرتے ہوئے اس شان و شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ اسلام کی میدان جنگ میں [illegible] سردار دہنے بائیں جانب اپنے اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کرکے کھڑے ہوئے کہ ناگاہ ایک طرف قہرکش بن عنصر سو قبائے طوفانی دو دو لاکھ سوار ہمراہ اپنے ساتھ لئے ہوئے فیل پر سوار یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو کوتاہ [illegible] ہوئے تھے یہ وہ سردار ہے جو کسی طرح لندھور سے کم نہیں ہے اور فیل [illegible] اسکے [illegible] ہو سکے تو [illegible] مگر ان سے نہایت دوستی رکھتے تھے اور انکو بھی اپنے بڑے [illegible] لندھور [illegible] ایسا سمجھے کہ حفاظت [illegible] اسکے [illegible] قہرکش عجب شان و شوکت سے آیا ہے ریش سفید گرد چہرے کے [illegible] ہوئی ہے جیسے چاند کے گرد ہالا ہوا ہے لگا ہے اس سفید ریشہ جرأت [illegible] فیل [illegible] کا کس شان و دبدبہ کے ساتھ جھومتا چلا آتا ہے پیشانی پہ [illegible] طرف [illegible] زرنگار عالم [illegible] جھولیں پر جوڑے جواہر نگار جڑے ہیں [illegible] عجب حشمت فیل شان و شوکت کو کہوں کیا میں ترے ہاتھی کی ؛ چرخ [illegible] جوان [illegible] تھے یہ یوں اُٹھنے کے [illegible] وہ اُسکے [illegible] اللہ رے چہرہ پہ چمک ؛؛ [illegible] سے نمایاں [illegible] ؛ لیکے خرطوم میں زنجیر ہلا سکے وہ اگر اسکے دانتوں کو دیکھے جو کوئی [illegible] ؛ ہاتھ لیلیٰ نے لگائے ہیں سینہ جیسے ؛؛ لگے [illegible] مجنوں سے [illegible] سلسلہ [illegible] اسوقت فرق شاہی میں یہ جوان رستم وقت زرہ [illegible] پہنے ہوئے گرز [illegible] رکھا ہوا [illegible] من کی ضرب باندھتا ہے نیزہ و سلت جلوہ دار [illegible] بادشاہ اسلام نے [illegible] سے قہرکش کی جانب دیکھا اسنے فیلبان کو اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا قہرکش نے فیل سے اُتر کر باادب شاہی بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے سلام اسکا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو فیل پہ کہ تمہارا کفیل پروردگار ہے قہرکش فیل پہ سوار ہوا اور سلام کر کے اپنے لشکر سمیت داہنی صف کی طرف بڑھا اور ادھر آمد دوسرے سردار کی ہوئی سب دیکھیں [illegible] ابوالقاسم [illegible] شام مرکب پر کج بیٹھا ہوا ایک لاکھ سوار ہمراہ لئے ہوئے آ پہونچے اور بادشاہ کو سلام کر کے قہرکش کے برابر صف باندھ کر کھڑے ہو گئے [illegible] قہار [illegible] پر سوار نمودار ہوئے داڑھا چڑھا ہوا [illegible] سفید چہرہ سے رعب [illegible] بھی بادشاہ کو سلام کر کے صف

مین شامل ہوئے اور اپنے مرتبہ کے موافق کھڑے ہوئے انکے بعد سنظر شاہ یمنی مع
نعمان شاہ یمنی و مظفر شاہ یمنی بیس ہزار کی فوج سے آکر مرکبون سے اترے اور
آداب شاہی بجالائے بادشاہ نے رعاد کیطرف اشارہ فرمایا یہ لوگ بھی مرکبون پر سوار
ہو ہوکر یہ کہتے ہوئے شعر ہو اے صحرا فضاے گلشن ضیا نشت عمر سے بقا ہر ۞ ۞
مسافر و دیکھ تو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے ۞ بائین صف مین داخل ہوئے بعد
انکے بہرام خان خاوری مع اپنے فرزند طوطان خان خاوری کے دس ہزار سوار
سے آکر پہونچے اور سلام شاہی بجالاکر بائین جانب کی صف مین داخل ہوئے بعد انکے
پرلیپا نے فرنگی دس ہزار فرنگیون سے نمودار ہوا اسکے ساتھ آپچے فرنگستان کے
سجے ہوئے فوج قواعد سے پاؤن اٹھائے دریا لہ نہایت عمدہ یہ بھی آکر بائین طرف
کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے خوبریکہ تازدست [illegible] شمشیر شکار اپنی فوج سمیت
آکر دہنی صف مین شامل ہوئے بعد انکے کبھی زلزال اور کبھی ارزال اور مسروق دیوانہ
اور ساقط شاداو صفوان شاہ اور رستی تاجدار اور شاہ صغار ترک اور ابرہہ
فرنگی مع اپنی سپاہ کے حاضر ہوکر بائین صف مین داخل ہوئے انکے بعد ترک جوشن پوش
و قابل زنگی و مقاتل زنگی اور فرزند اسکے [illegible] کابل خان [illegible] عادل خان و
نوفل خان و سہراب خان و طریار خان و [illegible] عاقل خان مع فضل بن شوب
و ارباب باختری و صفوان مطلع نشین و اطلاق قراطاقی و [illegible] قراطاقی مع لشکر
سپاہ [illegible] اپنے صفون مین داخل ہوئے انکے بعد شمشاد شاہ و ہمایون بن
شداد و فارن نیزہ سراسیپ و شرارہ بیج گردن و مراد شاہ عالم مراد کوہ بھی اپنے
اپنے لشکر سمیت بائین صف مین داخل ہوئے انکے بعد طہماسپ ترک خجندی اور ہلال شاہ
رزین کمر [illegible] عاد مغربی اپنے لشکرون کو لیکر دہنی جانب کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے
شاہ طغان شاہ و طوطان بن بہمن کمتوری و مظفر [illegible] و بہرام صحرانشین و
فریدون و عامر شاہ و سلطان بخت مغربی و قمار بخت مغربی و ریحان شاہ باختری
مع اپنی فوج کے بائین صف مین شامل ہوئے اب دیکھا تو سامنے سے سواری جوت
آئینہ پرست کی نمودار ہوئی یہ ملعون بھی شوکت و شان سے میدان جنگ مین آیا اور تخت
اسکا قلب لشکر مین قائم ہوا اور خونخوار بن دجال بمرتبہ سپہ سالار بھی آکر قائم ہوا ان دونون
فوجون کے سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دہنے اور بائین جانب صفین آراستہ کرکے
کھڑے ہوئے جب دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکل نکلکر پستی و بلندی زمین کی
برابر [illegible] پستی کرنے لگے جسوقت یہ اپنے کام سے فراغ حاصل کرچکے تو
سقون نے نکل کر آبپاشی کی گرد کو بٹھالا اب نقیب نکلے اور سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر
کہنے لگے ہ رومی مصری کہاں ہو کرہانی سب جوان ۞ آج رن بیچ ڈٹ کر خوب کرو گھمسان ۞
جو تلوارن سے بکھ جوٹے وہ شہید کہلائے ۞ جو جنگ مین جیتا بچے وہ غازی کہلائے ۞
شہر بابلیج عروس موت کو ۞ دو طلاق اس زندگی بیسوت کو ۞ جبکہ سرداران کے آواز
نقیبون کی سنکر جوش میں آگئے خون شجاعت رگون مین جوش مارنے لگا ایک لشکر

کفار بدکردار سے اقوائے آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت حوشت آئینہ پرست کے آکر اجازت
میدان طلب کی حوشت نے کہا کہ جا خداوند آئینہ تیرا حافظ و مددگار ہے تو پس اس گبر نابکار نے
باگ مرکب کی پھیری اور میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ نکالے جس وقت
عرق عرق ہو گیا تو ایک مقام پر ٹھیر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باشندگان گروہ خدا پرستان
و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر منظر شاہ
یمنی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر پیادہ ہو کر مجرا کیا
اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے بہت جلدی کی اسقدر عجلت کی کیا
ضرورت تھی منظر شاہ یمنی نے کہا کہ اب مسافر راہ عدم کو نہ روکیے اور حق نمک سے ادا
ہو جانے دیجئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر یہی خوشی ہے تو بسم اللہ یہ راہ سبکو درپیش ہے
فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے اور کوئی پیچھے منظر شاہ نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر راہ
میدان جنگ کی لی اور سامنے اقوائے آہن کلاہ کے پہونچے اقوائے آہن کلاہ نے کہا
کہ اے خدا پرست مجھکو تو نے ایسا ذلیل سمجھا کہ تو میرے مقابلہ کو آیا ہے کیا کوئی جوان قوی
تن تیرے لشکر میں نہ تھا منظر شاہ یمنی نے کہا کہ او گبر کیا کہتا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تیرے
مقابلہ کو پہلوان زبردست آئے میں تیرے واسطے کافی ہوں لا ضرب بہادری کی یہ سنکر
اقوائے آہن کلاہ نے نیزہ مارا منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لگا لیا طعن چلنے لگے قریب
اکیس طعن کے نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے
جو جھٹکا مارا ہاتھ سے اقوائے آہن کلاہ کے نیزہ ہوائی ہوا اہل اسلام نے تحسین و آفرین
کی صدا بلند کی اور اقوائے آہن کلاہ نہایت خفیف ہوا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال بازی
شمشیر بازی رستم بازی جیسے حلال مشکلات جہاں کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچی اور منظر شاہ
یمنی پر وار کیا منظر شاہ نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ جو سپر پر پڑتا ہے تو
سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اقوائے آہن کلاہ نے جھٹکا مارا تیغہ سینے تک اتر آیا یہ مرد مومن
جان بحق تسلیم ہو کر گھوڑے سے گرا لوگ لشکر اسلام سے آئے اور لاش اس مرد نیک
کی اٹھا کر لیگئے یہ حالت دیکھکر نعمان شاہ کو تاب نہ رہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے اقوائے
آہن کلاہ کے آئے اسنے وہی تیغہ خون آلودہ انکو بھی مارا انھوں نے بھی سپر اٹھائی
اور تلوار کو جما دیا تلوار نے سپر کو کاٹا لیکن پشت شمشیر پر رکی اقوائے آہن کلاہ نے
جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکا گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی اور نعمان شاہ مرکب سے
گرے ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ اقوائے ملعون نے دوسرا ہاتھ مارا کہ کمر پر پڑا دو ٹکڑے
ہوئے یہ بھی شہید ہو گئے نعمان کے مرتے ہی کیوان شاہ بن منظر شاہ سامنے اسکے
آئے اور آواز دی کہ او کافر غضب کیا تو نے کہ میرا باپ اور بھائی دونوں کو مارا اقوائے
آہن کلاہ نے کہا کہ کیا تجکو چھوڑ دونگا لا ضرب بہادری کی کیوان شاہ نے کہا کہ ہم سب
مارے جاوینگے جب بھی ہمیشہ سستی نکرینگے اقوائے آہن کلاہ نے انکو بھی تیغہ مارا کیوان شاہ
نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے تلوار انکی سپر پر روکی تلوار چار انگل سپر کو کاٹ گئی
ہوگی چاہتے تھے کیوان شاہ کہ جھٹکا ماریں کہ اقوائے آہن کلاہ نے بلچک دیکر تلوار انکی

ہوتی اب جوانسنے تیغہ مارا انھون نے بھی سپر بلند کی کہ مین بھی اسکی تلوار کو توڑدون مگر یہ جوان
نہایت زبردست ہو تلوار اسکی سپر کو صاف قلم کرگئی اور خود کے بھی دو ٹکڑے ہوئے کاسہ
سر مین درآئی جھٹکے کے ساتھ ہی تا جگرگاہ اتر آئی یہ بھی تڑپ کر گھوڑے سے گرے اور
جام شہادت نوش کیا یہ حال دیکھکر مظفر شاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہوگئی گھوڑا
دوڑا کر چلے قضا کے کار اتفاقات روزگار سے پاؤن گھوڑے کا موش خانہ مین گیا مظفر شاہ
گردن مرکب پر آرہے جب تک سنبھلین سنبھلین اقوا سے آہن کلاہ نے جھپٹ کر تیغہ مارا
کہ دو ٹکڑے ہوگئے یہ رنگ دیکھکر القاش خون آشام نے باگ مرکب کی لی اور جھپٹ کر
سامنے اقوا کے آہن کلاہ کے آگئے آواز دی کہ ضرب بہادری کی اقوا کے آہن کلاہ نے وہی
تیغہ خون آلودہ القاش خون آشام پر جھکا مارا القاش نے تھپکی دی کہ تلوار پیٹ پڑی مرد و
گر ہاتھ تلوار اسکی چھین لی اور کمر سے خنجر نکالا ہاتھ پکڑ کر زیر نمود کیا القاش زین سے اٹھا لیا اور
جانب آسمان اچھال دیا کرتے وقت اسکے تیغہ سے اسکو دو رنگ ہوا لی کیا سرداران
لشکر اسلام نے تعریف کی اور بادشاہ اسلام نے صد آفرین کی آواز دی القاش خون آشام
نے پلٹ کر سلام کیا لیکن یہ معرکہ دیکھکر لشکر کفار سے اول عقرب چشم نکلا اور حوت آئینہ
پرست سے اجازت لیکر سامنے القاش خون آشام کے آیا القاش خون آشام نے کہا
لا ضرب اپنی احول نے نیزہ سینہ پر القاش خون آشام کے مارا القاش خون آشام
ترچھے ہوکر نیزہ خالی دیا اور ہاتھ ڈال کر [illegible] دیا اور القاش خون آشام چاہتے تھے
کہ نیزہ چھین لون ادھر احول زور کر رہا تھا آخر کار اور سے پور کھینچ آنی نیزہ ٹوٹ گیا احول
عقرب چشم نے ڈنڈا ہاتھ سے پھینک دیا اور تلوار نیام سے کھینچ لی اور کہا او بڈھے اس
سن میں ایک غضب کی قوت ہو تجھ مین یہ کہکر سر پر وار کیا القاش خون آشام نے وار اسکا
اپنی شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا احول نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار
چوٹی تھی اسپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹتی ہوئی بے باکانہ خود سے مانند قطرہ آب کے
گذرتی ہوئی کاسہ سر پر پہنچی القاش خون آشام نے جھٹکا مارا کہ تلوار نے زین فرش کو بھی
دیا احول کے دو ٹکڑے ہوئے لوگ لشکر کفار سے آئے اور لاش اسکی اٹھا لیگئے ادھر
بادشاہ اسلام نے القاش خون آشام کو آواز دی کہ بس اب چلیے اب سن آپکا اس قابل
نہین ہو کہ دن دن بھر میدان داری کیجیے اب اور کوئی نکلے گا القاش خون آشام حکم بادشاہ
سے مجبور ہوکر میدان سے پھرے اور خدمت شاہی مین حاضر ہوئے تلوار نذر دی بادشاہ
نے خلعت عنایت فرمایا سینے اپنی کمر سے تلوار نکال کر انعام دیا اور سر القاش خون آشام
کا سینے سے لگایا یہ خوشی خوشی اپنی صف مین داخل ہوئے ملک قہرش نے فتح کی
مبارکباد دی لیکن لشکر کفار مین عفران فیل سوار کو جوش شجاعت ہوا کہ یہ جوان زبردست
ہو اور دلوالے اسکے نہایت بڑھے ہوئے ہین کسیکو اپنے سامنے موجود نہین جانتا
یہ قہرش سے آنکھ ملاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے
آکر آواز دی کہ اے نائب خداوند آئینہ آپ نے اور سردارون کو بھیجکر عبث قتل کرایا پس
اب مجکو اجازت دیجیے کہ جلد کام ان خدا پرستون کا تمام کردن اور سرداران زبردست کو

پست کرون حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا فتح تیرے ہی نام ہی یہ سنکر عبران نے فیل
اپنا بڑھایا اور نہایت شان و شوکت سے میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باش اے گروہ
خداپرستان و فرقہ مسلمانان تم مین جسکو دعوے رستمی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اور
تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم مین زبردست ہو وہ نکلے اہل اسلام نے جوابدیا
کہ او ملعون ہملوگون کا شیوہ خودستائی نہین ہی ہم سب آپسمین ایک دوسرے کے
مقابلہ مین دعوے خاکساری رکھتے ہین لیکن تیرے واسطے ہر شخص موجود ہی اب تو کسیکا
نام لے تو وہ تیرے مقابلہ کو نکلے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین نے ملک قہرشش بن منظر کی
بڑی تعریف سنی ہی کہ بارگاہ زہرہ شاہ باختری مین یہ ایک جوان تھا یہ سنکر قہرشش نے
کہا کہ ہر چند اب ضعیف ہوگیا ہون اور وہ زور و طاقت مانند سابق کے کہان مگر اب
بھی اتنا ہون کہ تجھ ایسون کے سر جسم پر سے توڑ کر پھینک دونگا یہ فرماکر اسنے اپنے
فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی
کے حوالے کیا اور جام عنایت فرمایا قہرشش نے جام پیا اور سلام رخصت کرکے عبران
فیل سوار کی طرف چلے عبران فیل سوار نے جو قہرشش کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا
فیل کو بہ ارادہ تنگا درزنی دوڑایا ادھر قہرشش نے اپنے فیل کو دبوچ کر تنگا در ماردی
سپر سے سپر لڑی ہاتھیون مین ٹکر چلی یہ معلوم ہوا کہ دو ٹکڑے ابر سیاہ کے باہم گرج اٹھے
سپرون سے شرارے نکلتے ہین تھم مرکب عبران کا پیچھے ہٹا اور ایک قدم فیل قہرشش کا
پسپا ہوا عبران نے غیرت مین آکر فیل کو یک بیک آگے بڑھایا اور تنگا در ماری ایکی مرتبہ فیل
عبران کا چیخ اٹھا اور دم بھر کی گردی عبران نے جو یہ حال اپنے ہاتھی کا دیکھا جھپٹ کر
گرز گران سنگ کا وار کیا قہرشش نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کی لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہی
تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو لگ گیا تحت گرد و غبار بلند ہوا کہ فیل قہرشش کا گرد مین
چھپ گیا عبران نے آواز دی کہ زد من دلیست گرز من اسکا نعرہ تمام نہوا تھا کہ قہرشش نے
گرد سے باہر آکر آواز دی کہ گرز اسپت گرز من حریف ٹکرا مین موجود ہان شہرت تو ضربے زدی
ضرب مانوش کن و بہ شادی ازلی فراموش کن ہان ہان ہوشیار ہوجاؤ یہ نہ کہنا کہ
ہوشیار نکیا تھا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پر جو گرہ سہ ہزار و سو من
کی ضرب کو اٹھا کر اور سر پر پھرا کر خبردار خبردار کہکر عبران پر وار کیا عبران نے بھی جلدی
سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا تو تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک
کو لگ گیا تحت گرد و غبار بلند ہوا کہ عبران بھی پوشیدہ ہو گیا ضرب گرز قہرشش سے طبقہ زمین
کا ہل گیا تھا تڑاقے کی آواز صحرا مین گونج رہی تھی طائر درختون سے گرے عبران کو
تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا لیکن پھر ایسا زبردست تھا جو ضرب قہرشش سے زندہ
بھی بچا ورنہ اس ضرب نے دیونکو پست کیا ہی انسان کیا حقیقت ہی غرض اس ضرب
کو روک لی لیکن حال اسکا دگرگون ہوگیا جب بعد ایک ساعت کے ہوش [illegible] ہوا [illegible]
ہوئے اور گرد [illegible] طرف ہوئی چاہا کہ فیل کو بڑھا کر پھر ضرب [illegible] دیکھا تو [illegible] سے فیل کے
خون جاری ہی عبران سمجھا کہ فیل میرا مارا گیا [illegible] سے فیل پر سے کود [illegible]

قہرش کے فیل پر جھپٹا کہ اسے بھی مار ڈالوں مین پیادہ ہوا تو یہ بھی پیادہ ہو جائے قہرش نے جو ارادہ اسکا فاسد پایا اپنے فیل پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ ارے جانور نے کیا قصور کیا ہے جو اسپر غصہ نکالتا ہے مین تو موجود ہون آ اور مجھ سے سامنا کر غبران نے کہا لو بھی لو اور وہی گرز قہرش پر مارا قہرش نے گرز اپنا ہاتھ سے پھینکدیا اور کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ گرز غبران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا غبران قہرش سے لپٹ پڑا قہرش بھی غبران سے دست و گریبان ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیل مست گتھے ہوئے ہین دستیان زبردستیون کے ہو رہی تھین یہ رنگ دیکھکر دونون لشکر آگے بڑھ آئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی غبران قہرش کو ریل کر لیجاتا ہے اور کبھی قہرش غبران کو دوڑا لیجاتا ہے زور ہو رہے ہین اور پیچ چل رہے ہین سرداران لشکر اسلام و افسران فوج کفار نگاہین لڑائے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین ۔ عالم مین دو پہر کامل گذرے اب جوانان اسلام نے قہرش سے کہا کہ کیا دنگل وغیرہ منگوائے جائین اور سب اطمینان سے بیٹھین آج فیصلہ کشتی کا ہوگا قہرش کو یہ سنکر غیرت آئی کہ ان لوگون کا یہ مقصد ہے کہ بہت دیر ہو گئی بس انھون نے جواب دیا کہ اب تکلیف نہ ہوگی اب دیکھیے فیصلہ ہوا جاتا ہے یہ کہکر سر اپنا غبران کے سینے سے ملایا اور دونون بازو اسکے مضبوط پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا غبران کو سات قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے اسکے آشنائے زمین ہوئے قہرش نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ہاتھ پر بلند کر لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کہین غبران نے کہا کہ ہزار جانین نام خداوند آئینہ پر نثار ہین بس قہرش نے طیش مین آکر غبران کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ یہ چارون شانے چت گرا قہرش کود کر سینے پر بیٹھا اور ایک ہاتھ گردن مین دیا دوسرا زیر زنخدان رکھکر پھیرا یا ایک بل دیکر جو جھٹکا مارا دھڑ پر سے سر کھینچ کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ اہل اسلام نے تو صدائے تحسین و مرحبا بلند کی لیکن لشکر کفار مین ایک غلغلہ ہوا اور خونخوار بن دجال نے آواز دی کہ ارے مارلو اسلحہ غضب کیا کہ اتنے بڑے سردار کو کس ذلت و خواری سے مارا یہ سنکر تمام لشکر کفار قہرش پہ دوڑ پڑا اور اسطرف بادشاہ اسلام نے اشارہ کیا اہل اسلام بھی منم فلان و منم فلان کے نعرے کرتے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر گرے دونون لشکر مانند دو دریائے مواج کے آکر ملگئے اور لہرین تلوارون کی آنے لگین طوفان آب تیغ اٹھا کشتی حیات ہر دو سپاہ کی گرداب موت مین پھنسی دم مانند حباب کے سینون مین تنگی کرنے لگا سیلاب خون جاری ہوا کیفیت انکھین دل بادل سی فوجین آڈان لاگی مورن کی سی کوک ہو للکار سور بیرن کی باگر جن لاگین گھٹا کاری کاری تو دامن سیامن گرگن لاگے چمکن لاگی بجلی سی شمشیرن کی ۔ کہ بجلی لوٹن سی گرن لاگین پھیلی بیر بہوٹی لہو سی سریرن کی دھان کے سے [illegible] کٹ کٹ کے بیجھن جابت ہین جھری لاگی گولی اد یہ تیرن کی

شعر ابر سیاہ چھایا تھا ڈھالون کا چارسو کوندا تھا برق تیغ لکا پر وقت رو برو یہ مردان عالم داد مردی و مردانگی دے رہے تھے اور جری صف شکن تیغون کے وار منہ پر ادکھ

رہے تھے ہنگامہ گیر و دار برپا تھا جو بزدل تھے اور غول مین پھنس گئے تھے کہ بھاگ
بھی نہ سکتے تھے وہ جانین بچانے کیلئے کھمبون مین چھپے ہوئے تھے ہر طرف کمانون
کی کڑک تیرون کی بوچھار تھی بازار موت گرم تھا جانون کی خریداری تھی قیمتا میدان مین
دوڑتی پھرتی تھی اُدھر تو لشکرون مین تلوار چلنے لگی اور اسطرف ملک تہمورش جلدی
سے فیل پر سوار ہوا گرز گران سر کو سنبھالا اور لڑنے لگا جسکو گرز مارا وہ پیوند خاک ہو گیا
اسی بہادر نے صفین بچھا دین ایک جانب الماس خون آشام ترکیب پر کج بیٹھا
ہوا تلوار ہاتھ مین کھنچی ہوئی جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف ارباب
باختری ایک سمت تیز رفتاری یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ببر ہے یہ حملہ کر رہا ہے ایک
طرف بہرام خان خاوری تیغ فرنگ بند لڑ رہا ہے لاشین گرا رہا ہے بلکہ دشمنون کو گور جھنکا رہا
ہے ایک طرف ملک پرنیاسے فرنگی شہباز یکہ تاز سہیل شیر شکار ہزبر خوارزمی مانند
ببر کے حملہ آور ہوتے تھے وار اسکے خطا نہ تھے ملک الموت ہین کہ جسپر ہاتھ پڑ گیا وہ بے دست و پا
ہو گیا ایک طرف کبھی زلزال کبھی ارزال لکہ سرادق دیوانہ سا قنطش شاہ صمران شاہ
اشقی تاجدار فرنگستی تاجدار شاہ صفا ترک زال نہمی ابرہہ فرنگی کس قواعد سے
ساتھ لڑ رہے ہین کہ پورے انکے فوجون کے جیسے ہو گئے ہین ادھر اشارہ کیا اور
تمام فوج اشارون پر کلام کرتی ہے کس رعب و داب سے لڑ رہے ہین کسیطرف
ترک جوشن پوش قاتل زنگی مقابل زنگی کابل خان بن گنجاب عادل خان بن
گنجاب عاقل خان بن گنجاب نوفل خان بن گنجاب سہراب خان بن گنجاب
طرب بند خان بن گنجاب یوز خان بن گنجاب فضل بن آشوب صفوان مطلع
نشین وغیرہ تمام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ لڑ رہے ہین ضعیفی مین جوانی
کا مزہ دکھا رہے ہین ایک طرف انکی جرأت و مردانگی کے جواب مین رفقاے شاہزادہ
خاور سیاہ شل ہمایون بن شداد اور شداد شاہ اور قارن تیزہ سر اسپ اور
شراہ کج گردن اور مراد شاہ حاکم مراد کوہ شاملان شاہ وغیرہ یہ سبکے سب
کفار کو پست کر رہے ہین میمنہ سے میمنہ اور میسرہ سے میسرہ قلب سے قلب
جناح سے جناح دونون لشکر بھڑے ہوئے ہین تلوار چل رہی ہے کہان تک بیان کیا جائے
یہ پندرہ سو لاکھ کے لشکرون کی لڑائی ہے دریاے خون زمین پر جاری ہے سر
مانند اولون کے گر رہے ہین جسم خون مین لوٹ رہے ہین سم مرکبون کے غرق خون
ہین شام تک ایسی تلوار چلی کہ کئی لاکھ کا رن پڑا اسی اثنا مین ہرکارے لشکر کفار کے
غرق عرق آلودہ خاک سامنے حوت آئینہ پرست کے آئے اور عرض کیا کہ قربوس
خشت انداز چالیس ہزار خشت اندازون سے چلا آتا ہے یہ بیٹا ہے ارجل خشت انداز کا
اور بھتیجا ہے سرجل خشت انداز کا یہ وہ لوگ تھے جو خداوند زمرد شاہ باختری
کہلاتے تھے لیکن شہر سنجان مین بمقابلہ بدیع الزمان دونون مارے گئے اسکا یہ ارادہ
ہے کہ قلعہ قودالامان کو تاراج کرون اور قصاص اپنے باپ اور چچا کے خون کا لون
یہ سنکر حوت آئینہ پرست نہایت خوش ہوا اتنے مین اور ہرکارے آئے اور انھون نے

بیان کیا کہ منجوس تیر انداز اور دخیل تیر انداز بھی چالیس چالیس ہزار تیر انداز دن سے چلے
آتے ہیں انکے باپ دادا بھی شاہزادہ بدیع الزمان کے مقابلہ میں مارے گئے
تھے ایک کو قاسم نے مارا تھا اور ایک کو بدیع الزمان نے انھیں بھی دعوے خون
عزیزان ہے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ جلد جاؤ اور اُن لوگون سے کہو کہ ابھی آپ تشریف
لانے کا قصد نفرمائیں اسلیئے کہ ہم بمقابلہ اہل اسلام اُترے ہوئے ہیں اور معرکہ جدال گرم ہے آپ
وہیں ٹھہرین اور استدعا یہ ہے کہ اہل اسلام کو آپکے آنے کی اطلاع نہونے پائے ہم
جب انتظام کرینگے آپکو اطلاع دینگے ہرکارے یہ پیام لیکر بخدمت منجوس تیر انداز
و دخیل تیر انداز و فربوس خشت انداز روانہ ہوئے یہان شام ہوگئی تھی کفار نے
طبل بازگشت بجا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اکر لاشیں اپنی اپنی طرف کی اُٹھوائی
گئیں شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ دو لاکھ اہل اسلام شہید ہوئے اور تین لاکھ کافر جہنم واصل
ہوئے بادشاہ اسلام نے شہدا کو بخشت میدان کے قریب دفن کرا دیا اور خود اپنے
رفقا کے رنج میں داخل محل سرا ہوئے ملکہ قیصر زادہ گوہر تاجدار و ملکہ گردیہ بانو
نے پوچھا کہ کیون ای فرزند آج کیسے میدان داری کیسی ہوئی بادشاہ اسلام یعنے حارث
بن سلطان ابن حمزہ نے تمام واقعات جانگزا مظفر شاہ و بینی وغیرہ کی بیان کیے ملکہ کو بھی
ملازمون کے مرنے کا نہایت رنج ہوا یہ سب رفیقان قدیم سے تھے جنھون نے
اسکے ہمراہ سالہا سال تک بڑی محنت اُٹھائی تھی لیکن لشکر کفار جب بلٹ کر اپنے مقام پر آیا اور
حوت آئینہ پرست داخل بارگاہ ہوا خونخوار بن دجال بھی اپنے لشکر کی لاشیں دفن
کرا کے واپس آیا پوشاک رزم اُتار کر لباس بزم پہنا بخدمت حوت آئینہ پرست
میں روانہ ہوا حوت آئینہ پرست انتظار خونخوار بن دجال کے بیٹھا تھا کہ یہ بھی آگئے
تو حال فربوس خشت انداز اور منجوس تیر انداز وغیرہ کا بیان کرون اور رائے لون کہ
کیا کرنا چاہیئے پس جسوقت کل امیران عشرت تمام ہوگئے اور خونخوار بھی آکر دنگل پر بیٹھا
حوت آئینہ پرست نے جو کچھ ہرکارون سے زبانی سنا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب
کیا رائے ہے خونخوار نے کہا کہ آپ آنکے پاس کہلا بھیجیے کہ ہم طبل جنگ بجواتے ہیں صبح
کو دونوں لشکر صف باندھ کر کھڑے ہونگے تم پشت اہل اسلام کی طرف سے آکر حملہ کرنا
ہم سامنے سے حملہ کر دینگے اسطرح ان مسلمانون کو گھیر کر رفیع و دفع کرینگے یون سر ہونا
نہایت دشوار ہے حوت آئینہ پرست نے یہ رائے پسند کی اور خونخوار سے کہا کہ تمھین
وقت پر خود جا کر سمجھا آؤ ایسا نہ ہو وہ اسکے سمجھنے میں کچھ غلطی کر جائے خونخوار
نے کہا کہ بہتر میں جاتا ہوں یہ کہکر اپنے دنگل پر سے اُٹھا اور دو چار آدمی ساتھ لیکر پوشیدہ
طور پر برائے ملاقات فربوس وغیرہ روانہ ہوا یہان حوت آئینہ پرست نے طبل جنگ
بجوا دیا خبر اہل اسلام کو ہوئی وہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا اب یہان تو
طبل بج رہا ہے اور لشکر اطلاع جنگ میں مصروف ہیں اسلحہ درست کر رہے ہیں اور اسطرف
خونخوار بن دجال راہ طے کر کے داخل لشکر فربوس خشت انداز ہوا اسکو خبر ہوئی کہ یہ لشکر
برائے مشورت آتا ہے یہ تینون سردار بھی برائے استقبال آئے اور خونخوار کو بعزت تمام

اپنے خیمے مین لیگئے بعزت بٹھالا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیئے خونخوار نے جام شراب پیکر کہا کہ مین نے سنا ہی آپ لوگ قہر خداوند باختر کہلاتے تھے پھر یہ کیا سبب ہوا جو بزرگ آپکے قاسم و بدیع لزمان کے ہاتھ سے مارے گئے انھون نے کہا کہ خداوند کو اپنے خداوندی کا مٹا دینا منظور تھا پہلے انھون نے اپنے بندگان خاص کو جانب بہشت روانہ کرادیا بعد اُسکے خود بھی چلے خونخوار نے کہا کہ مین نے یہ انتظام کیا ہی کہ طبل جنگ بجوا دیا ہی صبح کو جسوقت دونون لشکر صفین باندھکر کھڑے ہون اب تینون صاحب اپنی اپنی فوج لیکر پشت اہل اسلام کی طرف سے حملہ کیجیے اور ہم سامنے سے حملہ کرینگے بیچ مین گھبرا کر مارے جائینگے یہ سنکر کافر نہایت خوش ہوئے اور وعدہ کیا کہ ہم آٹھ بجتے بجتے پشت لشکر پر پہونچکر حملہ آور ہونگے اب خونخوار اُن لوگون سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور ساری گفتگو حضرت آئینہ پرست کے سامنے بیان کی حضرت آئینہ پرست نہایت خوش ہی کہ بس کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا اب انکو تو انتظار فتح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی سے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے داخل شہر اردبیل ہوئے عجب مصیبت دیکھی کہ خداوندکشتہ لاشین اہل اسلام کی بےگور وکفن پڑی ہوئی تھین گویا آواز اُن لاشون سے یہ آرہی تھی کہ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو کہ بیکسونکے فرار دن کا نشانہ ہوا ہی اسد دلاور یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور لاشین اپنے نانا اور ماموں یعنی بہرام اردبیلی اور جوہین چوب گردان کی تلاش کرنے لگے جسوقت یہ لاشین دستیاب ہوئین انکو دفن کیا باقی لاشین اُٹھوا کر ایک جمع کین اور ایک بڑا سا گڑھا کھودوا کر سبکو دفن کر دیا اور نشان گنج شہیدان قایم کرا دیا اور وہان چند یوم قیام کیا اور رسوم وغیرہ ان لوگون کا کرکے قبرون پر فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہتے تھے کہ ہمین ہمکو آج بھول گئی کہ بعد صاحبقران کے لاشین اٹھانے کو زندہ رہگئے اسوقت دیکھا کہ چند آدمی صحرا کی طرف آئے اور اسد کو سلام کیا اسد غازی نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے عرض کیا کہ حضور یہ ہم سب رعایا آپکی ہین جفا سے خونخوار بن دجال سے صحرا مین جاکر پناہ گزین ہوگئے تھے جو بچ گئے ورنہ جو شہر مین رہا وہ زندہ نہ بچا اسد دلاور نے فرمایا کہ اب وہ ملعون کہان گیا ہی اُن لوگون نے بیان کیا کہ اب قلعہ ذوالامان کی طرف گیا ہی اسنے اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور ضرغام شیردل کو پہلے سے روانہ کر دیا کہ تم وہان کی خبر ہمکو قبل پہونچنے کے دینا ضرغام شیردل تو اسطرف روانہ ہوا اور یہان اسد غازی اپنے لشکر کی تیاری کا منتظر بیٹھا اور اُن لوگون سے حال جنگ پوچھا انھون نے جرأت بہمن ارجاسپ کمزوری کی بیان کی اسد نے کہا وہ لوگ رفیقان قدیم صاحبقران سے تھے جو کچھ تعریف انکی کیجاسکے وہ کم ہی بعد اسکے قبر بہمن ارجاسپ پر آئے اور فاتحہ خیر پڑھکر کہا کہ اب آرام سے سوئیے کوئی تابہ حشر نہ جگا سکیگا اور بیچین کرنے نہ آئیگا بعد اسکے رعایائے اردبیل کو

طلب کیا وہ لوگ سب کے سبب آمد اسعد فزاری کی خبر سنکے خوشی خوشی
آئے اور نذرین دین آسعد نے ان لوگون سے کہا کہ بالفعل تو تم کھیتی باری کرکے
جنگلون مین بسر کرو اسلیئے کہ یہ ملک قابل آباد ہونے کے نہین رہا ہان جسوقت
گردش فلک دوار اہل اسلام کے موافق ہو گئے تو دیکھا جاے گا یہ فرما کر ان
لوگون کو پھر دیکر رخصت کیا اور آپ لشکر کو لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ
ہوئے اب انکو بھی منزلین طے کرنے مین چھوڑا جاتا ہے اور دو کلمہ داستان
جنگ قلعہ ذوالامان کے بیان کیے جاتے ہین واقفان کہ در سخن
فرواند * شرح این داستان چنین کردند * یکہ تازان معرکہ سخندانی و شہسواران
عرصۂ قصہ خوانی اس داستان جنگ و پیکار کو یون تحریر کرتے ہین اور اشہب کلک
گہر سلک کی اسطرح جولان گری دکھاتے ہین کہ اب وہ وقت ہے کہ طبل جنگ
دونون لشکرون مین بج رہا ہے تیاری حرب و ضرب کی ہورہی ہے اسلحۂ جنگ صیقل و
مصیقل ہو رہے ہین چنانچہ شب بھر عساکر طرفین مین شب بیداری و طلایہ و گشت
وغیرہ ہوا کیا آوازۂ خبردار باش و ناظر باش بلند رہا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ مع
مجمع ثوابت و سیارگان کے عبادتخانۂ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور آمد آمد شاہ خاور
کی چرخ چہارم پر ہونا شروع ہوئی یعنے زمانۂ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے
صبح برآمد ہوئی لشکر اسلام میدان کارزار کے جانب صف آرا ہوا لشکر حریف
بھی آیا اور مخالفین اسلام ... کی صفوف جدال و قتال
پر مثل صف مژگان ... آجہل کور باطن میدان
کارزار مین آیا مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے سہراب ... اجازت لیکر نکلا
دونون مین مبارزانہ گفتگو ... لا ضرب بہادری کی
پیار اسپر داری زمردی نشان * ... * آجہل نے جواب دیا کہ
میری ضرب آخری ہے ... سہراب نے کہا کہ اگر خداوند تعالے
مجھے تیری ضرب سے بچا لیگا تو انشاء اللہ ... جواب دونگا اور تو خوب
جانتا ہے کہ طریقہ اہل اسلام کا ہمیشہ سبقت کرنے کا نہین ہے آجہل کور باطن نے دل مین
خیال کیا کہ جسکی ضرب پہلے آئے وہی مہری ہے یہ تصور کرکے اسنے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سہراب نے ... سپر ... آجہل کی تلوار کو خالی دیا اور آپ بھی ایک
ہاتھ شمشیر خاعقہ بار کا لگایا آجہل نے بھی اسکے وار کو خالی دیا اب دونون مین خوب
تلوار چلنے لگی خوب بانکپن سے دونون تیغ زنی کر رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حرکت
دونون نے گویا کل سے بنے ہوئے ہین جدھر پھیرا فوراً مڑ گئے جو خیال راکب کے
دل مین آیا مرکب نے فوراً ادا کیا بقول شاعر کے راکب نے سانس لی تو وہ کوسون گیا دوانہ
تار نفس بھی اسکے لیئے تازیانہ تھا * الحاصل لڑتے لڑتے سہراب نے ایک مقام پر
سرکو بنا کر جو کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے آجہل کے دو ٹکڑے ہوگئے یہ حال دیکھکر لشکر
اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی سب نے تعریف سہراب کی کرنی شروع کی کہ

سبحان اللہ کیا جنگ رستمانہ کی ہے اور کیا صفائی سے ہاتھ مارا ہے کہ حریف کے برابر دو ٹکڑے کر دیئے آفرین ہے اس دست و بازو کو خداوند کریم نظر بد سے بچائے ۔ نظر لگے نہ کہین انکے دست و بازو کو ۔ یہ لوگ کیون میرے زخم جگر کو دیکھتے ہین ۔ تھوڑی دیر لشکر کفار مین سناٹا رہا بعد اسکے ہشام سپر گردان صف لشکر کفار سے برآمد ہوا اور سہراب کے مقابلہ مین آکر نیزہ سہراب کے سینہ پر مارا سہراب نے سنان نیزہ کو سنان پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے جو بند سہراب باندھتا تھا اسکو ہشام رد کر دیتا تھا اور جو بند ہشام باندھتا تھا اسکو سہراب کھول دیتا تھا اسی طرز سے پیچش نلیس طعن کی نوبت آئی تھی کہ ایک مقام پر چپڑ پر چپڑ سہراب نے ماری کہ مثل آہ عاشقان یا کاکل معشوقان کے وہ پیچیدہ ہو گئیں اب جو سہراب نے جھٹکا مارا تو نیزہ ہشام کے ہاتھ سے ہوائی ہوا یہ نیزہ سہراب خجالت مین غرق ہو گیا اور پکار کر کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی یہ کہکر تیغ آبدار ہشام نے کھینچی اور خبردار کہکر جھپٹ کے تلوار سہراب کے سر پہ ماری سہراب نے چاہا کہ مین جھکی دار خالی دون اور تلوار کو سر سے الگ کردن کہ وہ تلوار گردن پر مرکب کے پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی یہ مرکب سے کود کر علیحدہ ہونے کی فکر مین تھے مگر پاؤن رکاب مین اٹک گیا کہ یہ کُنہ سکے بکل زمین پر گرے جب تک کہ سہراب سنبھلین سنبھلین ہشام نے ایک بھرپور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ سہراب کے بھائی نوفل خان نے بڑھا باگ کو لیا اور کہا کہ ای بھائی اکیلے تمکو منزل کھلے گی مین بھی آتا ہون زندگی بھر ہمارا تمہارا ساتھ رہا اب آخر وقت مین مجکو تنہا چھوڑے جاتے ہو اور یہ کہکر سامنے ہشام کے آیا اور کہا لا ضرب بہادری اسنے وہی تیغ خون چکان نوفل کے سر پہ مارا ہر چند کہ نوفل نے اپنے کو بچایا اور سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار قضاے مبرم کی طرح سپر کو مثل قرص پنیر کے کاٹکر سر پر پڑی اور تا جگر گاہ اتر گئی اور نوفل خان بھی شہید ہوئے کہ خمخانہ دہر سے جام شہادت پیکر بزم آخرت کا رستہ لیا ۔ یہ واقعہ دونون بھائیون کا دیکھکر کامل خان کی آنکھون مین خون اتر آیا دنیا اندھیر ہو گئی زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا اسی حالت مین طیش کھا کر یہ جھپٹ پڑے اور کہا لا ضرب بہادری کی ہشام نے وہی تلوار خون آلودہ کامل خان کے سر پر ماری اسنے خالی دی اور اب کامل خان نے جو جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ رسید کیا تو ہشام نے بھی خالی دیا اب باہم تلوار چلنے لگی کیا کیا ہاتھ صفائی کے نکلے ہوئے پڑتے تھے اور کیسی کیسی چوٹین خوبصورت طرفین سے رد و بدل ہوتی تھین کہ دیکھنے والے وجد کرتے تھے آخرکار ہشام لڑتے لڑتے بھاگا کامل خان نے اسکا تعاقب کیا ایک مقام پر ہشام نے جو پھر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو کامل خان کے پہلو پر پڑا اور دوسرے پہلو سے نکل گیا بس کامل خان اس بھرپور ضرب کے صدمے سے زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا ۔ یہ معرکہ دیکھکر ترک جوشن پوش سے رہا نہ گیا صف لشکر سے نکلکر نعرہ کیا ناظرین واقف ہو گئے کہ یہ وہ ترک جوشن پوش ہے جسکو گنجاب بن گنجور نے بدیع الزمان کا استاد بنایا تھا اور یہ خواب مین مسلمان ہو کر واسطے تلاش

شہزادہ بدیع الزمان کے آئے تھے اور شبخونون مین پوشیدہ طور سے نعرہ قاسم کا کر کے شریک ہوئے تھے یہ وہ بہادر ہین غرضکہ انھون نے نعرہ کر کے ہشام کو اسطور سے للکارا کہ یہ سامنے سے بھاگا ترک جوشن پوش نے اسکا تعاقب کیا اور یہ آپ ترکیب سے چلے اُسکے عقب مین کر ہشام کی رذ تک نہ پہونچے جب ہشام نے یہ صورت دیکھی تو دل مین خیال کیا کہ یہ یون چوٹ نہ کھائین گے آخر الامر ہشام پلٹا اور پلٹکر تلوار ترک جوشن پوش کے سر پر لگائی انھون نے اسکے وار کو خالی دیا اور پکار کے ع لافتے الا علی لاسیف الا ذوالفقار ۔ اب جو تلوار ماری تو ہشام نے ڈھال ندڈھال ہو کر چہرہ کی پناہ کی مگر اس تیغ صاعقہ بار نے مثل برق کے کوندکر اپنے شعلہ آتش سے سپر کو کاٹ کر خود پر پڑی خود کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین درآئی جھٹکا جو مارا تا کمرگاہ دو ٹکڑے کر دیئے ہشام گھوڑے پر سے زمین پر گرا کفار دوڑے اور اسکی لاش کو اُٹھا کر اپنے لشکر مین لیگئے بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام نے ترک جوشن پوش کی بہت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اس بڑھاپے مین یہ جرأت و دلاوری ماشاء اللہ جوان کا لطف دکھا دیا کہا تا ہیر و قرتاری کہتے تھے کہ اے پروردگار میرے بڑھاپے کی بھی شرم رکھ لینا یہ آبرو تیرے ہی اختیار مین ہے جوان سپر کان مین رو سفید رکھنا تشنہ جرأت کر کرا نہو مردانگی تن دھبا نہ لگے ۔ الحاصل یہ معرکہ دیکھکر لشکر کفار سے انعام سیر گردان میدان مصافت مین آیا یہ پہلوان نو سو من کا تبر باندھتا ہے اور بہ بازو زبردست کوہ قوی ہیکل جوان ہے اسنے اپنے مرکب کو چھیڑکر آواز دی کہ یہ بھی گردش فلک نے پیر کی ہے کہ تجھ سے پیر کی ہاتھ سے ایسا جوان مارا جائے لاضرب بہادری کی ترک جوشن پوش نے کہا کہ دور ہو مساق سامنے سے تو نہین جانتا کہ ہمارے یہان پیشدستی کرنا جائز نہین ہے یہ شیوہ ہم لوگون کا نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین ہان پروردگار ہمارا حریف کی ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی جواب دینگے بس یہ انعام سن کے کہا کہ اچھا سمجھ لو حربہ رکھتا ہوا اسنے تبر کو بلند کیا اور جھپٹ کر سر پر ترک جوشن پوش کے ایک ضرب لگائی انھون نے سپر کو دست رعشہ دار مین لیکر بلند کیا مگر تبر اُنکر سپر پر پڑا از بسکہ تبر لنگر دار اور ہاتھ رعشہ دار تھا روک نہ سکے سپر سر پر آئی اب جو تبر اگر پڑا تو سپر کو توڑتا کاسہ سر مین درآیا تا گلو کاٹتے نکلگیا ہر چند ترک جوشن پوش نے بھی اسی عالم زخمداری مین دوڑکر تلوار انعام سیر گردان پر ماری اسنے اپنے کو بچایا مگر وہ شمشیر شرربار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب مرگ آتشبازی ہو گیا اور وہ کود کر علحدہ ہوا اس اثنا مین ترک جوشن پوش بھی تاش زین سے فرش زمین پر آئے گھوڑے سے گر پڑے اہل اسلام نے دوڑ کر اٹھایا مردہ صد سالہ پایا نہایت افسوس کیا اور بعد رنج والم لاشہ اُنکا لشکر مین لائے بادشاہ اسلام نے اُنکے لاشہ کو دیکھکر نہایت تاسف کیا اور کلمات رنج و حسرت زبان پر جاری فرمانے لگے اودھر انعام سیر گردان تیغ زن نے دوسرا مرکب طلب کیا کہ پہلا تو مرکب مارا گیا تھا اب اسنے دوسرے مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام پر نہیب کیا اور بغیر درد نخوت مبارز طلب کیا کہ قاتل زنگی ہے نے محمد خان سے عرض کیا کہ بہت برسون کا ساتھ چھوٹتا ہے اور یہ کہکر سلام کر کے گھوڑے کو اڑایا اور انعام سے

مقابل آیا یہ مغرور سر افتخار بلند کیے ہوئے جھوم رہا تھا کہ قاتل نے آتے ہی گھوڑے
کو لنگا در جو ماری تو دو دو قدم ہٹکر دونون حریفون کے مرکب برابر رہے
اسی عالم مین دوڑکر انعام نے قاتل زنگی پر تبر کا وار کیا وہ تو اسکی ہندھی چوٹ تھی
سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تبر نے انکی سپر کو کاٹ کر تا بہ سینہ اتر آیا یہ بھی شہید
ہوکر سے یار گلگشت جنان ہوئے یہ حال دیکھکر مقاتل زنگی کو تاب نرہی بے اختیار پکار
اٹھا کہ ہاے بھائی کیا ہمین چھوڑ کے جاتے ہو ہم بھی تو تمھارے ساتھ آتے ہین
منزل عدم مین پہونچکر اکیلے گھبراؤ گے ہمت کبھی آ لینے دو یہ کہکر سامنے انعام کے
آکر پہونچا اور قصد کرنے کے چاہتا ہی تھا کہ کہے لا ضرب بہادری اور آپ سنبھل کر انکی
روک کرے کہ انعام نے چھوٹتے ہی تبر مارا جو تا بہ کمر اتر آیا یہ بھی بدرجہ شہادت
فائز ہوا اور منزل عدم پر پہونچکر بھائی سے بھائی ملاقی ہو گیا یہ حال دیکھکر انعام
لے سنجانیون کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ مین تو سنتا تھا کہ سنجانی بڑے
شہزور اور اولوالعزم ہین مگر کیسے بہادر ہین کہ مین نے انکو مثل خیار تر کے کاٹ کے
ڈالدیا اور سبزہ بیگانہ کی طرح گلگشت رزم سے نکالکر پھینکدیا الغرض یہ سنا تھا کہ
طلہ پدر بن گنجاب نے آواز دی کہ کیا بکتا ہے ادمرد کم نسب زیادہ غرور و تکبر نکر تو نہین
جانتا کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے ع وہ منہ کی کھاتے ہین جو لوگ سر اٹھا کے چلے ہ
یہ کہکے سامنے آ سکے مقابلے مین آ گئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی قسم انعام نے
وہی تبر زن سے مار دیا انھون نے بھی گھسیٹ کر شمشیر برق رفتار کا جو ایک ہاتھ
مارا تو دستہ تبر کو کاٹکر نکل گئی تبر زمین پر گرا طلہ پدر نے آواز دی کہ نوضربے
زدی ضرب من نوش کن ہ ہمہ شادی از دل فراموش کن ہ یہ کہکر اسی تیغہ آبدار
کا وار کیا انعام نے سپر کو اٹھاکر سر کی پناہ کیا یہ تلوار جو سپر پر پڑی سپر کو کاٹکر
خود کو لیتی ہوئی طرح گردن مین مثل قطرہ آب کے اتر آئی جھٹکا جو مارا سینہ صندوقی
سے گذر کر زیر ناف آئی ایک جھٹکا اور مارا کہ دو پرکالے ہوکر گھوڑے سے گرا اسپر اہل
ہنستے تھے اور کہتے تھے سے تکبر عزازیل را خوار کرد ہ بزندان لعنت گرفتار کرد ہ
لشکر کفار سے لوگ آئے اور لاش انعام کی اٹھا لے گئے ادھر نوشیروان خان عاقل خان
عادل خان وبادشاہ اسلام وکل اہل لشکر نے نعرہ احسنت و مرحبا بلند کیا صدائے
تحسین وآفرین ہر طرف سے آنے لگی اور فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ آپ نے سنجان کا
نام رکھ لیا سبحان اللہ کیا کہنا اسوقت مزہ اپنے بھائی رستم خان بن گنجاب
کی لڑائی کا دکھا دیا انھون نے سلام کیا اور کہا کہ حضور کا اقبال و عنایت پروردگار
ورنہ مین ایک جزو ضعیف کیا جرأت تھا اظہار کر سکتا ہون یہ سب حضور ہی کی
اقبال مندی کا باعث ہے اب جو دیکھا تو لشکر کفار سے اہمال کوہ پیکر نے بڑھا کر
سنبھالا اور آواز دی کہ او خداپرست انعام کو قتل کرکے ناز و افتخار نکر کہ مین تیری
جان کا ملک الموت آن پہونچا اور یہ کہکر نیزہ طرار کے سینہ پر مارا انھون نے
خالی دیکر تلوار سے دو حصے نیزہ کے کر دیے فقط ڈانڈا اس ڈاز میہ کی ہو آ گئے

ہاتھ مین رہگئی تھی وہی اُسنے کھینچ ماری وہ آکر سر پر مرکب طرید خان کے پڑی مرکب جو
اُچھلا تو اُنکے مرکب کے دونون پانون موشخانہ مین جا رہے جبتک کہ یہ نکلے سنبھلے
کہ اہمال کوہ پیکر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ طرید خان کے دو ٹکڑے کر دیئے اسنے بھی
جام شہادت پیا گلشن خان کی سیری اپنے بھائیون سے ملحق ہوا یہ واقعہ دیکھکر
نوذر خان بن گنجاب کو تاب نرہی انھون نے طیش مین آکر بفرط غیظ و غضب
مرکب اپنا میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور عرصہ جنگ مین پہونچکر اسلحہ بجائی کی
لشکر مین بھیجی اور خود ہم مقابل اہمال کوہ پیکر کے ہوا یہ بست بادہ کبر و نخوت تھا
لاف و گزاف کرنے لگا نوذر خان نے کہا خاموش رہ او مردک ورنہ زبان گدی سے
کھینچ لونگا اس ہرزہ گوئی سے کیا فائدہ لا ضرب بہادری کی جسکا حوصلہ رکھتا ہو یہ سنکے
اہمال کوہ پیکر نے تلوار کا وار کیا انھون نے خالی دیا اور خود بھی تلوار اہمال پر لگائی اہمال
نے کیا ترکیب کی کہ مرکب کو تیکھے قدم تلوار کی زد سے پیچھے ہٹا دیا اب جو تلوار آئی
تو یہ کیسے ذرا جھکے اہمال نے موقع پاکر وہین سے جو تلوار ماری تو اُسکے بیاض گردن پر پڑی
گردن قلم ہو گئی یہ بھی گرے اور گرتے ہی جان بحق تسلیم ہو گئے گلزار جنان مین بھائیون
کے اشتیاق مین پہونچے اور بزم عدم مین جاکر جام کل من علیہا فان سے سیر و سیراب
ہوئے یہ بھائیون کی صحبت مین عاقل خان کے جسم مین خون اخوت نے جوش
مارا تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار نظر آنے لگا حالت غیظ و غضب مین بے اختیار ہو دوڑ
پڑے اہمال نے تلوار جو ماری محبت مین بھائیون کے اپنے مغموم اور خود رفتہ ہو رہے تھے
سپر سر اپنے پہ ذرا نہ رکھی کہ شمشیر اجل انکے سر پر بھی آئی اور سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی
اور سر کو کاٹتا جگر اتری یہ بھی گھوڑے سے گرے اور داعی اجل کو لبیک کہکر نہانخانہ
عدم مین قرار لیا یہ واقعہ دیکھکر عادل خان جھپٹا اور چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرکے
اہمال کوہ پیکر کو قتل کرے کہ اہمال نے پیشدستی کر کے تلوار صاعقہ بار ماری جو عادل خان
کے ایک پہلو پر پڑی دوسرے پہلو سے نکل گئی یہ کیفیت دیکھکر ارباب باختری
کو تاب نہ رہی کہ جو رفیق قدیم شاہزادہ انجم گروہ کا ہے اور اُسکو ترک جوشن پوشش
اور شاہزادگان گنجاب کی شہادت کا کمبخت قلق دامنگیر ہو رہا تھا بس یہ مرکب
کو مہمیز کر کے میدان جنگ مین آکر مقابل ہوا اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی او
مردود بیرحمی سفاکی سے بیہری دلیر کو دہ بیچ و الم گرادیا ہے اہمال نے یہ کلمہ سنکے تلوار اُٹھاکر
انکے سر پر ماری انھون نے بلطف بکیفیت ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر آنے نہ پائی کہ کہنی پر
سے اُسکے ہاتھ کو ارباب باختری نے قلم کر دیا تلوار مع ہاتھ اُسکے زمین پر گری اور بعجلت
تمام دوسرا ہاتھ جو مارا تو اہمال کی ناک مع کنوٹون کے کاٹ دی ناک کٹنے سے یہ
نہایت غمناک ہو کر بھاگا انھون نے بھاگتے مین ایک ہاتھ اور مارا کہ ایک کان اہمال
کا اُڑا دیا اسنے خیال کیا کہ یہ امر امکان سے باہر ہے کہ تو اسکے ہاتھ سے بچے یہ تصور کر کے
اپنے مرکب کو تیز بھگایا ارباب باختری نے کہا کہ والله جہان تو جائیگا وہین مین بھی
پہونچکر تجھے قتل کرونگا یہ کہکر اُسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالکر بڑھتے چلے گئے اور

ترتیب لشکر پہونچکر اب جو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے اسکے کر دیئے اسی مقام پر زرباج
شتر لب وزیر بکھرا تھا اسنے پشت پر سے جو تلوار ماری تو ارباب باختری کے تا
جگرگاہ اتر گئی بس یہ حال دیکھکر بیرفرخاری نے آواز دی کہ اوحرامزادے یہ ایما نو
یہ کیا حرکت تھی یہ کہکر گھوڑے کو جو دا بادہ لوگ سمجھے کہ لاش اٹھانے آتے ہیں یہ
ترلب کو چکما کے زرباج شترلب کے سامنے پہونچے اسنے اپنا حریف تصور کرکے ایک
تلوار کا ہاتھ اسپر بھی مارا بیرفرخاری نے اسکے وار کو خالی دیکر جو ہاتھ مارا تو زرباج کے دو
ٹکڑے مثل خیار تر کے کر دیئے یہ کیفیت دیکھکر خونخوار نے اہل لشکر سے مخاطب ہوکر
کہا کہ خبردار یہ زندہ جانے نہ پائے یہ سنکر کل لشکر کفار انپر ٹوٹ پڑا ادھر سے بادشاہ
اسلام نے حکم دیا کہ دیکھتے کیا ہو جا پڑو یہ کلام بادشاہ اسلام کا جو سنکے ملک قریش
سوکیا ہو طوفانی اور اقبال شاہ مع خون آشام مع کل لشکر کے جھپٹ کر غنیم پر ٹوٹ
گئے پھر وہی گھنگھور برق شمشیر کا چمکنے لگا پھر وہی کالی گھٹا سپروں کی چھا گئی پھر
اگلے زمانے مہر دون کے برسنے اور دھڑ دھڑا دھڑ زمین پر لگے گرنے پھر آکر خیمہ ملک الموت
کا آراستہ ہوا اور قبض ارواح لشکریان ہونا شروع ہوا عجب زور شور سے تلوار چل
رہی تھی کہ خون کے دریا بہ گئے تھے جنگ ایسی تھی کہ بموجب ع آفت کا سماں
تھا غضب کی لڑائی تھی ۔ شمشیر شرربار نے عجب شعلہ باری دکھائی تھی کہ خرمن
حیات مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا گرز نے تلواروں کے کشتی کشتوں
کو ثابت نہ چھوڑا تھا اور بارہ سے اسکی میدان جنگ کو قلزم خون بنا دیا تھا جوش کر
میں ہوا تیغ کے طوفان سے تلاطم برپا تھا تیغ یوں سن سن چلتی تھی جیسے آندھی میں
ہوائے تند وزان ہوتی ہے اس جنگ عظیم سے تمام فوج میں طلاطم را امن والا ان
گم زہ خوف طاری تھا کہ گرز مارے ڈر کے سر نہ اٹھا سکتے تھے بڑے بڑے بہادر سور
دل چلے لڑنے سے جی چھپاتے تھے ڈھالیں کٹ جانے کے خوف سے پس پشت
چھپتی تھیں ثابت قدموں کے ہتیار گرے پڑتے تھے ہاتھ پاؤں دہشت سے
لرزتے تھے چتر پر سے علموں کے ڈر سے سمٹے جاتے تھے دم بھر میں یہ صف قلم
ہوئی دہ رسالہ کی دم ہوا لاکھوں آدمی قتیل خنجر ستم ہوئے یہ ہنگامہ تھا کہ سے جو حربہ تھا
وان تھا پیام قضا ۔ دیا نیت نمایاں تھا دست وغا ۔ بلا کا تھا پرواز چال شکری ۔ اجل
سر پہ تھی بر سر داوری ۔ جگر خون تھا کل عرصۂ کارزار ۔ ہوا خون چکاں خون فشاں تھا ہر
درخت تشنگی سلاح ستیز ۔ ہوئی دیدہ مہر میں خاک بیز ۔ ہوا نگری سستوران جنگ ۔
دل ارض کو کرتی تھی سینہ تنگ ۔ دلیر و قوی اور گبران زار ۔ کوئی تیغ زن تھا کوئی زخمدار ۔
تنوں سے تھے صد چشمۂ خون رواں ۔ در و دشت و صحرا تھے بسمل ستان ۔ زرہ رقعہ رقعہ
تھی مغفر دو نیم ۔ سپر چار پارہ تھی بر سر غنیم ۔ کٹا کشکش میں جانیں تھیں کاوش میں
دل ۔ بقا دور تھی اور اجل متصل ۔ ہر صف میں مردان شمشیرزن و بہادران صف شکن
جانبازی و سرفروشی دکھارہے تھے شناوران بحر وغا خون کے دریا میں تیر رہے تھے رن
کا کھیت ہرا بھرا تھا دشمن ہر ایک برگ و بار اعدا کی کھیتی اجاڑ برباد کشت زار ہستی کے

کھیت برنیستی کا ہل چلاتا تھا تلوار کی سرادن نے اونچا نیچا سب برابر کر دیا تھا کھیت کاٹنے کی فصل
تھی سرو تن مین فصل تھا خرمن جان بے اصل تھا غرضکہ اس غضب کی تلوار چل رہی تھی کہ
پناہ بخدا کہ ناگاہ از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ وخیرہ خیرہ سرگرد با آسمان رسیدہ
دریای غبار بر زمین دوزیدہ کا اتنے مین گرد نے مارا ہوا کو اور ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد شگافتہ
ہوا اور دل گرد سے آفریدون زمجیر دو ہی کی بیس ہزار فوج کی جمعیت سے نمایان ہوا اور لشکر
کفار سے اہل اسلام کو لڑتا ہوا پایا یہ بھی آکر لشکر کفار پر گرا ہنوز یہ لڑ ہی رہا تھا کہ دوسری
سمت سے اور گرد پیدا ہوئی اب جو متوجہ ہوا سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھتے کیا ہین
کہ عامر شاہ رعد باری تیس ہزار فوج سے چلا آتا ہی یہ بھی لشکرون کو سرگرم جنگ و پیکار دیکھکر
لشکر کفار پر جا پڑا کہ اسی اثنا مین تیسری گرد اور ظاہر ہوئی اور دل گرد سے سلطان تسخت مغربی
ذوفاران سخت مغربی تیس ہزار فوج ہمراہ لیئے ہوئے چلے آتے ہین یہ بھی آتے ہی لشکر اسلام
کے شریک ہو کر فوج کفار سے لڑنے لگے ادھر سرداران کفار جو بڑے بڑے نامی و نامور
تھے وہ بھی داد مردی و مردانگی دے رہے تھے جی توڑ کر جدال و قتال مین مصروف تھے
یہ لشکر جو تازہ دم پہونچے تھے انھون نے مارے تلوارون کے لشکر کفار کا ستھراؤ
کر دیا فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی حوست آئینہ پرست نے جو دیکھا کہ جمعیت لشکر اسلام
کی بڑھ گئی ہے اور ان تازہ دم لشکرون نے تو ناطقہ بند کر دیا ہی اب رنگ بیڈھب
نظر آتا ہی میرے سردار جو اچھے اچھے ہین اگر اس کشمکش مین کٹ جاوینگے تو لڑائی بگڑ جاویگی
فوج رو بفرار لاویگی سنیہ یہ خیال کر کے جھٹ سے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر نقارہ
پر چوب پڑی ادھر دونون لشکر علیحدہ علیحدہ ہو گئے غازیان لشکر اسلام کی یہ کیفیت
تھی کہ ہاتھون مین تلوارون کے قبضے کہ بیٹھے تھے عجب شان و طرفہ آن بان سے ان
جانبازون نے میدان وغا سے مراجعت کی کہ جیسے کوئی ہولی کھیلے ہوئے آتا ہی یا خوشی
کا رنگ کھیل کر سرخرو چلا آتا ہی اسطرح یہ لوگ شادان و فرحان بادشاہ اسلام
کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر آئے ادھر لشکر کفار نے بھی اپنے پڑاو کا رخ کیا
دونون لشکر اپنی فرودگاہون پر آئے سردارون نے حوست آئینہ پرست سے کہا
کہ ہمیہ حال نہ کھلا کہ طبل بازگشت کیون بجوا دیا گیا ہم لشکر اسلام کی ناکین چیر چیر کر پھینکتے
آدم خوارون نے کہا کہ ہمارے پیٹ بھی نہ بھرنے پائے شکم سیری بھی نہ ہوئی تھی
خیال کیا تھا کہ آج خوب آسودہ ہو کر کھا پینگے مگر امید ہماری پوری نہوئی حوست نے کہا کہ
کل بھی آج یہی مصلحت وقت تھی کہ جنگ ... سردارون مین سے لڑائی کا رخ دیکھکر یہی
مناسب جانا کہ طبل بازگشت بجوا کر جنگ ملتوی کیجیئے کل دیکھا جائیگا یہ کہکر نہرون سے
کھنچوا لینے کا حکم ہوا کہ خون دلاوران سے ان کے حلقہ چشم خون آلود کی طرح رنگین تھے
بلکہ نہتے خون سے استغفر رنگے گئے تھے کہ سب کے یان لالہ گون تھے غرضکہ دونون لشکرون
کے سردارون نے کپڑے بدلے پوشاک رزم سے علیحدہ کی لباس بزم پہنا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ خدا پرستون کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کے دفن کیا ہین
اب جو کمکار برداروں نے لاشین اٹھوانا شروع کین تو ان لاشون مین دیکھا کہ قتلی

بن آشوب اور صفوان مطلع نشین و ابلاق قراطاقی و قلماق قراطاقی کی لاشین
نشین کل لاشون کو اٹھوا کر دفن کرنے کا حکم دیا اب جو شمار کیا تو پچاس ہزار
خداپرست بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور لاکھ آدمی سوار و پیادہ لشکر کفار کے مارے
گئے اور چار سردار نامور و چند افسران لشکران بہادرونکے ہاتھ سے لشکر کفار کے مارے
گئے خونخوار افسوس کر رہا تھا کہ یہ چار سردار نامی و کار آزمودہ جو تمام لشکر کی جان تھے
جنگ مغلوبہ مین قتل ہوئے کون کون کہ عقاب نیزہ باز و قرینہ تیغ زن و مہمل
زشت خو و برجیس ہیبت کمند انداز انکے مارے جانے سے خونخوار کے جی چھوٹ گئے
بڑا تاسف کیا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ اسلام کے حضور مین عرض کی نیر فرخاری
نے کہا کہ بیشک مین جنگ مغلوبہ مین تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ان چارون کو فضل و صفوان وغیرہ
چارون بہادرون نے قتل کیا اور خود لشکر مین گھر کے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے بادشاہ
جمجاہ نے ان نامور بہادرون کے کام آنے کا بڑا افسوس کیا اور انکی ہمت و
جرأت یاد کر کے کلمات تاسف زبان پر جاری فرمائے اور کہا کہ موت سے کسکو
رستگاری ہے ۔ آج وہ کل ہماری باری ہے ۔ ہر انکہ زاد بناچار بایدش نوشید ۔ ز جام دہر
می کل من علیہا فان ۔ چنانچہ کل افسران لشکر پوشاک رزم بدل کر اپنے اپنے
خیمون مین قیام پذیر ہوئے اور بادشاہ جمجاہ داخل محل ہوئے خونخوار نے
آج کی شب طبل جنگ نہین بجوایا چونکہ آج لشکر بہت خستہ و شکستہ تھا اس باعث
سے ایک ذلکا و تقفہ دیکر دوسرے دن حکم دیا کہ ہان بجے طبل جنگ پس طبل جنگ پر چوب
پڑی اودھر جو اسپبان لشکر اسلام جو ہر دم اس کام پر متعین ہین انھون نے آنکر
لب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیا اور صفت و ثنا سے بادشاہی بجا لا کر عرض کیا
ہوئے زنسے الٰہی تا جہان باشد تو باشی ۔ جہان را تا نشان باشد تو باشی ۔ در ہر جا
اسس در پہ ہر دم مثل دربان ۔ شہ روم و عجم اور چین کا خاقان ۔ عمر و دولت
شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار درزار و زبون ہو
آج پھر لشکر ضلالت اثر اعدا مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامراد آمادہ کارزار ہوا ہے اور ایک
نقارہ اسکے ساتھ نقارہ خداوندی کہلاتا ہے اسپر بھی آج چوب پڑی ہے یقین ہے کہ کل
میدان جنگ مین آگ آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے بادشاہ اسلام
نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خدا ایک طبل جنگ بجے اور
نقارہ نزرمی پر چوب پڑے کسلیے کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب تقدیر نے
نے ہماری پیشانی مین تحریر فرمایا ہے وہی پیش آنی ہے عیاران لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکے
نقار خانہ سلیمانی و سکندری مین آئے یہان داروغہ نقار خانہ نے طبل سکندری کو
سینک کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اسپ سے اٹھا لیا تھا اور صدا سے نقارہ رزم
لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ اسلام تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سنایا عوض
حضران بن عمر کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل جنگ سوائے خاندان عمر کے کوئی
نہین بجاتا تا دیہ منصب عمر کا ہے اگر عمر نہین ہے تو اسکے بدلے بیٹے پوتے عمر کے یادگار وغیرہ

نقارخانہ کے تعمیل حکم شاہی کرتے ہین الحاصل طبل جنگ بجا زمین و زمان مین زلزلہ پڑ گیا یہ معلوم ہوا کہ طبل جنگ گیا بجا نشر طائر اسکی صدا سے فلک پر پہنچ سکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا ہے چو بر طبل اسکندر آمد دوال ؂ ز ناہید حریخ کرد این سوال ؂ جہانرا اگر شور آخر رسید ؂ سرافیل صور قیامت دمید ؂ بگفتا کہ نہ طبل اسکندر است ؂ کہ آواز او گوش گردون کراست ؂ سب لشکر خبردار ہو گیا بہادر و نامرد ہوشیار ہوا کہ ہنگامہ ہے موت کی گرم بازاری ہے دم نقد جان کی خریداری ہے سر تن سے جدا ہونگے زخمون کے انبار ہونگے آج بادشاہ نے مسویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی آرامگاہ مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین تسنیک کر درست کیجاتے لگین بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرانے ہوئے منہ نوچتے تھے نشانہ نامور جوان کہ زیر سر کئے ہنس ہنسکر زرمگاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد لمبے ہونے کا طور سوچتے جراز زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی غرضکہ سب انتظار صبح مین شب بسر کر رہے ہین ادھر بادشاہ اسلام نے داخل محلسرا ہوکر بستر استراحت پہ آرام فرمایا لیٹتے کے ساتھ ہی عروس خواب سے ہم آغوش ہوئے قریب سحر عالم رویا مین دیکھا کہ مین ایک باغ بہشت آئین مین آیا ہون اور ایک حور بہشتی میرے پاس آئی اور ایک بارہ دری جواہر نگار مین لیگئی وہان دیکھا کہ ملکہ مہرنگار اور قباد و شہریار و شیرزادہ عالیمقام اُس قصر مین فروکش ہین مین نے اُن سب کو سلام کیا اور حال کفار کی چیرہ دستی کا بیان کیا اور اپنے تردداتے و تفکرات کا تذکرہ کیا اسوقت قباد و شہریار نے فرمایا کہ دنیا مقام گذشتنی و گذاشتنی ہے اور سیت الحزن ہے گھبراؤ نہین مین نے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ اسی گوشہ عافیت آپکے زیر سایہ مین بھی رہون اسوقت قباد و شہریار نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ہان تم بھی ہمارے پاس بہت جلد یہان آجاؤ گے یہ سنا تھا کہ آنکھ کھل گئی اُٹھکر نماز صبح پڑھی اور اس خواب کا حال کسی سے بیان نہ کیا ۔ وہان لشکر مین چار پہر رات ہنگامہ درستی سامان جنگ ہوتا رہا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ اے جوانو جوان بخت ہشیار ہو ؂ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ؂ اسی طرح شب بھر یہی گرم بازاری رہی آخر کار وہ وقت آیا کہ ارنگ آرای زنگاری مشرق پر و فر نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار ہوئی صبح کا سفیدہ آشکارا ہوا ۔ علم آفتاب نکلا جب ؂ فوج انجم ہوئی گریزان سب ؂ شفق عاور سپہر گرد ہوا ؂ سطح ماہتاب سرد ہوا ؂ میدان چرخ پر ایکبار خوشہ انجم سیاہ رو بفرار ؂ دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل دل دل گروہ گروہ انبوہ انبوہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے سردارون نے بکروفر اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف کھینچدی اور خود بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین حاضر ہو کے اور منتظر آمد سلطانی جلو خانہ مین ٹھہرے کہ ایکایک محل کی ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھینچا صدا آمد آمد کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا سب سردار مجراگاہ پر جاکر کھڑے ہوئے ادھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سب نے گردن بے تسلیم جھکا لی ہر دم پکارا بادشاہ مقابل سلطان جہان نگاہ روبرو بادشاہ نے نگاہ اٹھا کر دیکھا سب نے فراشی

پھر اکیا شاہ نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا اس سے اشارہ یہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل مین
ہے سردارون نے بعد سلام و مجرے کے پایۂ تخت سلطانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار
ہونے کا دیا سب سردار سوار ہوکر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب مین قائم کر کے
گرد حلقہ کیئے ہوئے طرف جنگاہ مصاف کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی کہ صدا
نقارہ آواز آمد عجیب ہے کہ نصر من اللہ فتح قریب ہے نقیب گرگا کہتے وہ نور کا تڑکا نسیم
عنبر شمیم وزان تھی بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے آگے
راہ ہموار کی غرضکہ بڑی طیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے کہ اتنے
مین ملک تہمورکش والقاش خون آشام دبیر فرخاری نے آگے بڑھکر قدم شاہ کو
بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار جب تک زندہ ہین حضور کی طرف کوئی ٹیڑھی نظر
سے دیکھ نہین سکتا ان کافران ناہنجار کی کیا حقیقت و مجال ہے اگر ایسے ایسے لشکر اور
ہزارون ہون تو بھی آپکے اقبال اور مدد خداوندی سے ہم فتحیاب ہونگے اور ان کافرون
کو مار کر بھگا دینگے بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا اے دبیر فرخاری مین
خوب جانتا ہون کہ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائیگا آخرکش جو باغ پامال خزان ہو جائیگا
اور بقول میر درد کے اے درد یہ دوری سے کھونا معلوم ہے جون لالہ جگر سے داغ دھونا
معلوم ہے گلزار جہان ہزار پھولے لیکن ہے اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم ہے یہ فرما کے
حال اپنے خواب کا بیان کیا اور سمت میدان کارزار تشریف لائے جسقدر کہ سرداران
صاحبقران باقی تھے اور خدا پرست جتنے حاضر تھے سب آکر میدان مصاف مین
صف آرا ہوئے ادھر خونخوار کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے کسے تیغے گردلوا یا مین حمائل
کنیہ کر دون پہ پہلوان سردار سوار گرز برکشش بائن و تو شش صاحب سطوت دز دو پیشانیون
پرشکن ڈھالے نیزون کو سنبھال حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے بڑی تیزی سے میدان
رزم مین آکر ٹھہر گئے آنے سے دونون لشکرون کے کرہ ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس
ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر اشتیاق کبھی صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤن
پھولی روئے آئینۂ سپہر مکدر نظر آیا چشمۂ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوا کہ سم ستوران
دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ہے آخرکار بیلچہ کار نکلے اور میدان
کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خاشاک جدا انبار لگایا کہین نقب کہین کینڈا دیا
ڈھنگ جما جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ آسا صاف کردی پھر سقون کی آبپاشی
کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا کھار وے کی لنگیان باندھے وردیان پہنے
مشکیزے دوش پر سنبھالے ہزار ہا کے فوارے والے پر مشکون کے چڑھائے چھڑکاؤ
کرنے لگے کہ انکی آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار بٹھا دیا
میدان کو مثل آئینہ بنا دیا سپاہیون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن
مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ مغفر غرق بحر آہن تھا سوا لوہے کے
اور کچھ نظر نہ آتا تھا شعر چنان مرد خود را در آہن گرفتہ ہے کہ جز کاکل از شکل موزن گرفتہ
صف آرائی شروع ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح و ساقہ دکھلائی چوہرہ صفین مثل سد سکندر کے

آراستہ ہوئین سوارون کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار
دریا ہے لشکر مین موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دُم
سے دُم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹاتے تھے ٹھٹکے
ہوئے گھوڑا آگے بڑھاتے تھے دمبدم باجے رزمی بجتے تھے مرکب الغ ہوتے تھے کرنائے
نفیرانے خوش آواز اور گدیون کے لڑکے سرود نواز نکلے کلٹ پٹی دستارین باندھے تھے
رنگین لباس زیب قامت کیے تھے انھون نے بالحان دلکش سرود سجا کر مذمت
دنیا کی فانی گائی اور یہ صدا بہادرون کو سنائی ہے اے مقیمان نہ سقف سپہر غدار
تا بہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار * آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو * ہو خرابہ ہین
اگر قصر فریدون کے گذار * اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا جلوہ فرما تھا وہان خسرو
دبا عز و وقار * راتدن چہلین رہا کرتی تھین سردارون مین * عیش و عشرت کا وہان گرم
تھا ہر سو بازار * بار دان تھا نہ خزان کو تو کسی موسم مین * کبھی مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
داد نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ * داد رہی تیری تنک ظرفی بااین عز و وقار * جنہ پٹتا
تھا پر پرادون سے جھومر کا عکس * آجکل وہ لب جو جد سے کہین آئینہ دار * گھونسلے سقف
مین ہین لاکھون ابابیلون کے * مسکن فاختہ ہی قصر کا ہر نقش زرنگار * چیلین منڈلاتی ہین
اڑتے ہین بگولے ہر سمت * ہین خیابان مین پر زاغ و زغن کے انبار * قصر کو جا بندے
باشندون کے وان سے دیکھو * تکیہ گور و گورزن آج ہی ہر اک کا قرار * سینہ لبریز تمنا
بلب مہر سکوت * نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی اہل دیار * نہ وہ چہلین نہ تزئین نہ خود آرائی
سیخ تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے * ای بہادر و نریمان ہی نہ سام نہ صفحہ ہستی پر نشان زال
خون آشام ہے برزو رہا نہ بیژن ہی اس بلندی و پستی پر نہ اسفندیار رؤین تن ہی کیسے کیسے بہادر
و صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے چشم زدن مین ہلاک کیے تھا ہم
سبے مگر جراءت سے نام باقی ہی ہر ایک کا ذکر شجاعت سا کہے کی لڑائی حسن اتفاقی ہی کہا ایڑا سے
دور مجنون گذشت و نوبت ماست * ہر کہ رانپنچ روز نوبت اوست * تلوار کی آنچ سے شور
کی گیلی سوکھی دونون جلتی ہین سرد گردن مین آگ ہی یہی غضب کی آگ ہے زندگی دو دن کی ہی نام
کر لو ای نوجوانو لڑ بھڑ سے سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائیگا وہ پھر کہین آبرو نہ پائیگا دو ہیرہ لوہا
لوہا سے کہین اور لوہا پڑی بلا سے * بگ آگے پٹ رہے اور پگ پاچھے پٹ جا سے *
عرضکہ یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیرون نیستان شجاعت کے شیرون کو
شراب پر لگائی ہوئی بہادرون کو نشہ آگیا آنکھین ہر ایک کی لال ہوئین قبضہ ہائے
شمشیر چومنے لگی مرکب پرست ہوکر جھومنے لگے کہ ایکبارگی ایک آنجال فیلزور میدان کارزار
مین آیا اور آواز دی کہ ای آمادگان قضا و قدر یہ گو اور یہی میدان ہے جسکو تمنائے مرگ
ہو وہ آکر مقابلہ کرے یہ کلام سنتے کے ساتھ ہی شہباز یکہ تاز نے پوچھا باگ کا لیا اور
کہا کہ او گبر نا ہنجار کیا بکتا ہی ہمکو خود اشتیاق ہے جام شہادت پینے کا ہی لاحرب بہادری کی
فیلزور نے گرز بے پناہ اپنا اٹھا کر انکے سر پر مارا شہباز نے سپر کو سر کی پناہ کیا کہا گرز کہا
سپر یہ اسکے لنگر کو کیا سنبھال سکتی یہ مع مرکب لپٹ ہوکر شہید ہوگئے یہ حال دیکھکر

سہیل شیر شکار میدان میں آیا اور گرز ہاتھ میں لیکر مقابل ہوا اور کہا کہ او ملعون دیکھ ہم بھی
لوگ ایسے من چلے ہیں کہ تیرے ایسے گرز لنگردار کو سپر پر روک کر اپنی جان بادشاہ پر
نثار کر دی آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنکر اجمال فیلزور نے نیزہ سہیل شیر شکار کے سینہ پر
مارا نیزہ کو آتا ہوا دیکھکر سنان سنان پر لگا تھی اور اب لگی نیزہ بازی ہونے اٹھائیسوین طعن میں نیزہ
اجمال کے ہاتھ سے ہوائی گیا اجمال نے جھلا کر وہی گرز مارا اس بہادر نے گرز کو گرز پر روکا
لیکن مرکب انکا متحمل نہ ہوسکا اور یہ تنق گرد میں چھپ گئے اجمال نے نعرہ مارا کہ زدم و لپیت
کردم بادشاہ نے عیار سے کہا کہ دیکھو تو کیا حال ہے عیار نے جا کر دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں اور
دونوں ہاتھوں سے گرز کو علم کیے ہوئے ہیں عیار نے چھاگل ہاں کی نکالکر ایک چھینٹا پانی کا
انکے منہ پر مارا کہ انھوں نے آنکھ کھولدی کہا کہ حریف نعرہ زنان ہے لاف و گزاف کر رہا ہے یہ
سنکے سہیل نے چاہا کہ مرکب کو اڑا دیں وہ مرکب سہما گیا تھا یہ بہادر گرز کو پکڑکر سامنے اجمال
کے آیا انکے خادم نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا انھوں نے سوار ہو کر آواز دی کہ تو بھی ذرا لقمہ
ہمارے گرز کا دیکھ لے ؎ تو ہم ضرب ذوی ضرب من نوش کن ؎ بہ شادی از دل فراموش
کن ؎ یہ کہکر ہاں ہاں کر کے گرز مارا اجمال تنق گرد میں چھپا اہل اسلام نے نعرہ مرحبا بلند
کیا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین کا غلغلہ ہوا اب جو اجمال گرد سے نکلا مع مرکب کے
اسنے دوسرا گرز مارا ہر چند سہیل نے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن ایکی دونوں گرز لگکر
انکے سر پر آ پڑے جسکے لنگر سے یہ مع مرکب زمین پر آ رہے اور جام شہادت پیکر راہی
خلد ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل اسلام پر اسوقت ادبار چھایا
ہوا ہے ستارۂ اقبال گردش میں آیا ہوا ہے یہ کہکر سہیل کی لاش کو اٹھوا منگایا یہ حال
دیکھکر ہژبر خوارزمی صف لشکر سے نکلے بادشاہ اسلام سے اجازت کے خواستگار
ہوئے بادشاہ نے فرمایا خداوند کریم کے سپرد کیا بس ہژبر اجازت لیکر میدان
میں آئے ادھر خونخوار نے اجمال کو بلا لیا اور یہ کہا کہ تجھ سے مقابلہ قہر شکل سے
ہوسکیگا نواب آرام کر یہ تو سلام کر کے پلٹا اور اجمال نے بہرام چرخ زن کو اشارہ کیا
چنانچہ بہرام صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور اپنے نہایت دیکر نعرہ کیا منم بہرام چرخ
زن جو کوئی کہ مرگ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے ہژبر یہ صدا سنکے بڑھا اور کہا کیا تابہ ہست
بیار انچہ داری ز مردی نشان ؎ کمان کیانی و گرز گران ؎ لاضرب بہادری کی یہ کہنا تھا کہ
اسنے گرد اسکے اپنے مرکب کو دوڑ آیا کہ ایک ہالہ گرد کا اسکے گرد بندھا اسی عالم میں جھپٹکر
تلوار ماری ہژبر کی آنکھیں گرد کی وجہ سے بند تھیں اسکی تلوار آتے ہوئے نہ دیکھ سکا یہ تلوار کھا کر زین
پر آ رہا بہرام علیحدہ کھڑا ہو گیا اہل اسلام نے لاش ہژبر کی اٹھوالی اور صف لشکر سے قدح ذبیح
نکلکر بہرام کے مقابل ہوئے بہرام نے اسیطرح سے گھوڑے کو چرخ دیکر قدح نوش
پر تلوار کا وار کیا اور گرد برگرد کے شہید کر دیا یہ حالت دیکھکر بلنوش اور آرزو نوش
یکے بعد دیگرے میدان میں آئے اس ملعون نے اسیطرح گھوڑے کو چکر دیکر ان دونوں
کو بھی تلوار سے مار گرا دیا کوچ فنا کا راستہ بتا دیا لشکر اہل اسلام سے نعرہ افسوس بلند ہوا
اور بادشاہ نے ان دونوں کی لاشیں میدان سے اٹھوا منگائیں یہ حال دیکھکر ادریش ٹھاکر

کیبی زلزال مرکب کو اڑا کر سامنے بہرام چرخ زن کے آئے اور کہا کہ او گبر ناہنجار آہین تیری
گھات خوب جانتا ہون بہرام نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کو چمکا کر حلقہ باندھا کیبی زلزال نے
بھی اپنا گھوڑا اسکے پیچھے لگایا اب یہ چرخ مارنے لگا اور کیبی زلزال بھی اسکے پیچھے پیچھے
تکا دادو رہا ہی اب چرخ مار کر اور گھوڑے کو ایک مقام پر ٹھہرا کر جو بہرام نے حریف کو دیکھا
تو وہان نہ پایا پشت پر سے کیبی زلزال نے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے کی پیٹھ پر
سے اٹھا لیا اور لشکر اسلام کیطرف اسی طرح سر اٹھائے ہوئے لیچلا بادشاہ اسلام کے
سامنے لا کر اور چرخ دیکر جو زمین پر مارا تو ہڈیان تک اسکی چور چور ہو گئین بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ مرحبا و شاباش کیون نہو ماشاء اللہ آپ کس بہادر کے رفیق ہین جسکا مثل روئے زمین
پر نہ تھا یعنے علمشاہ رومی سبحان اللہ کس عقلمندی سے آپ نے اسے مارا ہے جسقدر
آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہے ادھر بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا خونخوار کو بہت بڑا
صدمہ ہوا ادھر دن بھی قلیل رہگیا تھا آفتاب قریب غروب ہونے کے تھا البرا سے
جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوایا طبل کے بجتے ہی دونون لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ
کو واپس گئے کمرین کھولین سامان استراحت مین مصروف ہوئے خونخوار بھی اپنی بارگاہ مین
آیا مگر نہایت ملول اور کبیدہ خاطر بیٹھا ہوا تھا بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا اسکو
کمال تاسف تھا کہ یکایک سامنے سے آنکر ایک شخص حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا
کیا خونخوار نے پوچھا تو کون ہی اسنے کہا کہ معتز آتشبار میرا نام ہی اور معتز ذوفنون کا مین
اُستاد ہون مین نے سنا ہی کہ ذوفنون خداپرستون کے ہاتھ سے مارا گیا ہی مین اسکے
خون کا عیوض خداپرستون سے لینے کے لیئے یہان آیا ہون یہ سنکر خونخوار بہت خوش
ہوا اور کہنے لگا کہ ابھی میرا ایک بہت بڑا رفیق جان نثار بہرام چرخ زن کیبی زلزال کے ہاتھ
سے مارا گیا ہی جسکا مجھے ازحد افسوس ہی یہ سنکر معتز آتشبار نے عرض کیا کہ حضور مجھے حکم
فرمایا جائے مین ابھی آپکے اقبال سے ان سب خداپرستون کو قتل کرکے اپنا اور آپکا عیوض
لیتا ہون اور آپکو خوش کرتا ہون خونخوار نے اجازت دی کہ اچھا تم اپنی کارروائی کرو معتز
آتشبار یہ ایما پا کر صحرا کی جانب نکل گیا ادھر کا حال یہ ہی کہ کیبی زلزال و کیتی زلزال و مسرور
دیوانہ و سیاوش شاہ و ضمران شاہ و عرشی تاجدار و قریشی تاجدار و شاہ صفارشکن
یہ سب کیبی زلزال کے خیمہ مین یکجا بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور حالات جنگ پر
رائے زنی ہو رہی تھی دیکھا کہ لشکر کے قریب ایک ہنگامہ سا ہوا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہی لوگون
نے کہا کہ ایک کتا پہاڑی بہت ہی خوبصورت لشکر مین اٹکلا ہی اسکو گرفتار کرنا چاہتے ہین مگر وہ
کسی کے ہاتھ نہین آتا یہ سنتے ہی کیبی زلزال اُس جگہ پر پہونچا اور آواز دی کہ ادھر آ تیمو یہ
کہنا تھا کہ کتے نے بغور سر سے پانون تک دیکھکر دُم کو ہلانا شروع کیا انھون نے جاکر
پٹہ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ خیمے مین پکڑے ہوئے لے آئے اب جو دیکھا کتے کی آنکھ مثل شیر
کے ہی اور بہت بھاری کلہ اور نہایت خوبصورت لنبے لنبے بال ہین اور پٹے پر نام حوت
آئینہ پرست کا لکھا ہوا ہی بس معلوم ہوا کہ یہ کتا بھٹک کر ادھر الکلا ہی کیبی زلزال نے یہ نام پڑھکر
کہا کہ اسکو مین خود رکھون گا اور اسکو ندون گا اور خود اسکی پرورش کرونگا ہم لوگون کو

سکتے سے بہت اُنس ہوتا ہی یہ کہکر اپنے پاس بٹھا دیا اور بسکٹ منگوا کر اسکے سامنے ڈالا
وہ کھانے لگا یہ کتا دروازہ خیمہ پر ناک لگائے بیٹھا تھا اور جو شخص نیا آتا تھا اسپر غراکر
مثل شیر کے جھپٹتا تھا کیچی زلزال اُسے آواز دیکر کہتا تھا کہ ہان ہان یہ ہمارے ملاقاتی ہین
خاموش رہ یہ سنکر کتا چپ ہو رہتا تھا اسکے لیے ایک پلنگڑی بچھوا دیگئی یہ کتا اُسپر بیٹھا یہ
خبر مرادشاہ حاکم مراد کوہ اور شہزادہ شاہ و ہمایون شاہ و بلال شاہ زرین کمر بدر
شراہ زرعاد مغربی کو پہونچی وہ پہلے ہی واسطے دینے مبارکباد فتح جنگ بہرام چرخ زن
کے کیچی زلزال کے پاس جانیوالے تھے اب کتے کا جو حال سنا تو زیادہ تر مشتاق ہوکر
اُسیوقت خیمہ کیچی زلزال کو روانہ ہوئے قریب خیمہ کے پہونچے وہ برائے استقبال خیمہ
سے برآمد ہوا اور سب سے مصافحہ و معانقہ کرکے خیمہ مین لایا سب آکر کرسیون پر بیٹھے
مرادشاہ نے کتے کو دیکھکر اسکی بہت تعریف کی کیچی زلزال نے کہا کہ یہ حاضر ہی لیسے آپ
ہی لیتے جائیےگا انھون نے کہا کہ ای برادر اسوقت کسکو اپنی حیات کا اعتبار ہی اور کون
جانتا ہی کہ ہم اپنے وطن کو واپس جائینگے بس یہ تماشا جو کچھ ہو رہا ہی دیکھتے جاؤ اور شعر یہ پڑھا
؎ غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی او ناداں ٭ اگر یون حال ہو جاتا ہی اکدم مین زمانہ کا
یہ سنکر کیچی زلزال اور کل حاضرین محفل آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زمانہ صاحبقران کو یاد
کرکے بہت ہی افسوس کر رہے تھے اور کہتے تھے ؎ ہمیشہ ساعت بیک لحظہ بیک دم
دگرگون میشود احوال عالم ٭ کیا جلسے اور کیا چہل پہل رہتی تھی کہ وہ کیفیتین یاد کرکے خار
الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہی کیچی زلزال نے کہا کہ جی چاہتا ہی کہ آجکی شب آپ سب صاحب
اور ہم اسی جگہ باہم بیٹھے ہوئے شب بسر کرین کہ طبل جنگ سے بھی ابھی مہلت ہی یہ سنکر
ان سب نے وہین شب باشی قبول کی پہر رات گئے صحبت ناچ رنگ کی منعقد ہوئی
اور دور شراب ارغوانی کا چلتا رہا ؎ ساقیا یہان لگ رہا ہی چل چلاؤ ٭ جب تلک بس
چل سکے ساغر چلے ٭ اُسکے بعد یہ سب احباب اُسی خیمہ مین استراحت پذیر ہوئے لیٹتے
ہی لفیر خواب اُنکا بلند ہوا کیچی زلزال نے باقی روشنی گل کر دادی اور یہ شعر پڑھا ؎
بجھ رہے ہین داغ دل تربت مین جلنے کے لیے ٭ روشنی گل ہو رہی ہی نیند آنے کے لیے
یہ پڑھکر پہرہ دارون کو حکم دیا کہ خبرداری سے پہرہ دینا کسیکو اندر آنے نہ دینا چنانچہ سب
آدمی باہر پہرہ پر قائم ہوگئے اور یہ کہا کہ خیمہ مین کوئی آدمی نرہے میرا کتا حفاظت کے
لیے کافی ہی یہ کہکر کیچی زلزال بھی لیٹا اور لیٹنے کے ساتھ ہی سو گیا ادھر کتا اپنے پہرہ پر ہوشیار
ہوا جب اس سگ ناپاک نے دیکھا کہ یہ سب کے سب سو گئے اُسوقت اسنے سفوف
بیہوشی اُڑانا شروع کیا اُن سب کے دماغون مین وہ سفوف بیہوشی سرایت کر گیا سوتے
تو تھے ہی اب بالکل ہی غافل و بیہوش ہوگئے اس حرامزادے نے خنجر نکال کر ان سبکو
ذبح کرکے ڈالدیا اور آپ خیمہ کی پشت چاک کرکے بغل مین کھال دبا کر صحرا کی طرف
نکل گیا یہان جب صبح ہوئی اور خادم لوگ حاضر ہوئے تو سبکو بسترون پر حلال کیا ہوا
اور قتیل خنجر بیداد پایا سب مردہ صدسالہ کی طرح راہی ملک عدم تھے اور کتے کا کہین بھی
پتہ نہ پایا معلوم ہوا کہ یہ کتا کوئی عیار تھا یہ سب کے سب خدمت مین بادشاہ اسلام کے

حاضر ہوئے اور گنتے کا کل ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ صبح کو گنتے کا بھی پتہ نہ لگا بادشاہ نے
افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ سب کیسے عقلمند تھے مگر ایک زمانہ مین مہتر برق فرنگی لشکر امیر سے
گنتے کی عیاری کر گئے سرداروں کو پکڑ لیگیا تھا وہ تو خواجہ ایسے عیار تھے کہ مہتر برق کو گرفتار
کیا اور اپنا شاگرد کیا یہ لوگ اتنا بھی نہ سمجھے کہ غیر گنتے کے رکھنے کی ہمین کیا ضرورت
ہی بادشاہ نے پوچھا کہ کن کن کو ذبح کیا عرض کیا کہ کیتی زلزال کیتی زال کیتی ازال
مسروق دیوانہ ساقط شاہ ضمران شاہ عرشی تاجدار قرشتی تاجدار شاہ صفا
ترک شداد شاہ ہمایون بن شداد دیدار شاہ حاکم مراد کوہ اور ہلال شاہ زرین کمر
پدر فرامرز عاد مغربی یہ بارہ تیرہ سردار وہان قتل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب ایک
مقام پر کسطرح فراہم ہوئے عرض کیا کہ بہرام چرخ زن کے قتل کی مبارکباد دینے کو کیتی زلزال
کے پاس آئے تھے اور کچھ اشتیاق تیرے کے دیکھنے کا بھی تھا کیتی زلزال نے ان سب کا
استقبال کیا اور خیمہ مین لایا اور یہ کہا کہ آجکی شب یہین بسر کیجیے ان سب نے منظور کیا
انجام اسکا یہ ہوا پھر فرخاری نے عرض کیا کہ ان سب کی قضا آئی ہوئی تھی یہ کیونکر بچ سکتے
ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ۔ اسوقت بادشاہ نے عیاروں کی جانب نگاہ کی اور
فرمایا کہ حیف ہی تمہاری زندگی پر کہ تم زندہ ہو اور سرداروں کو یون کوئی عیار آنکر قتل کر جائے
مہتر سرہنگ کمی اور مہتر بیچان بن عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ہم بھی آپکے اقبال
سے جاکر خونخوار ابن دجال اور حوت آئینہ پرست کو قتل کرینگے اور بغیر انکے قتل کیے ہوئے
یہ منہ حضور کو نہ دکھائینگے بقول شاعر ؎ یا ساتھ تیرے سوئینگے یا گور مین جاکر ۔ دفن
تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا ۔ یہ کہکر دونون عیار لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے ادھر بادشاہ
نے ان سب کو تجہیز و تکفین کرا کے دفن کرایا اور فرمایا کہ تم چلو ہم بھی آتے ہین اور افسوس
کرتے ہوئے بارگاہ مین آئے ادھر مہتر آتشبار بارگاہ خونخوار مین آیا حوت آئینہ پرست
بھی وہان بیٹھا ہوا تھا اُسنے حوت کے قدمون کو بوسہ دیا اور اسنے خونخوار سے عرض کیا بارہ سردار
مع قابل بہرام چرخ زن کے قتل کرایا ہون خونخوار نے بہت بھاری خلعت سے آتشبار کو سرفراز کیا
یہ تو خلعت فاخرہ پہنکر بارگاہ سے نکلا اور عرض کیا کہ آج شب کو اور سرداران خداپرست کو قتل کرونگا
آپ آج بھی طبل جنگ کا بجوانا موقوف رکھیے اب کچھ حال عیاران لشکر اسلام کا بیان
کیا جاتا ہی کہ لشکر خونخوار کے بازار چوک مین یہ دونون عیار پہونچے وہان ایک کمسن طوائف کو
بیٹھا پایا بیچان بن عمرو آیا اور اس طوائف سے کہا کہ تمہاری خواستگاری میرے آقا کے لیے کی ہی تم چلوگی یا
انکو یہان لاؤن اُسنے کہا کہ مہتر آتشبار مجھے پانچ دن کے لیے پابند کر گئے ہین اور روپیہ بھی دے گئے
ہین یقین ہی کہ اب آتے ہی ہونگے انھون نے کہا کہ مجبوری ہی ذرا اپنی ماماں کو تو بلوائیے مین اسکی زبانی
یہ پیام اپنے آقا کو پہونچاؤن اُسنے ماماں کو ساتھ کر دیا دونون عیارون نے ایک تنگ گلی مین لیجاکر ماماں
اور بی بی کا نام پوچھکے ایک چپت مارا کہ ماماں گر پڑی بس اُسکے کپڑے اتار کر اور گلا اُسکا دباکر ایک نالہ
مین پھینکدیا سرہنگ کمی ماماں کی صورت بنکر اور اُسکی پوشاک پہنکر طوائف کی طرف روانہ ہوا اور
بیچان سے کہا کہ تم وہان آنکر مجھ سے ملو یہ نقلی ماماں یہان سے آگے آگے آئی طوائف نے
کہا آؤ ماماں سنتو کہو وہان کیا دیکھ آئی اور اُسنے کیا کہا ماماں نقلی نے کہا کہ اے بی بی آپتو ایسے

دیسے موئنڈے کاٹون کے ساتھ کردیتی ہین وہ موا ناڑی پیے ہوئے گلی مین مجھ سے کھلی
بازی لگا کرنے وہ تو دو نہین آدمی آگئے کہ میری حسرت بچ گئی یہ کہکر ایک کونہ مین جا کر لیٹ رہی
پریچہرہ یعنی طوالیف اُٹھی اور اُسکے پاس گئی اور کہا کہ مردار پڑی رہیگی کچھ کام کاج نکریگی
یہ سنکر اُٹھ کر اُٹھی اور اِدھر اُدھر دیکھکر پریچہرہ کی طرف اُف جو کیا تو اُسکے منہ سے کچھ دھوان
سا نکلا اور پریچہرہ کے دماغ کے پار ہوگیا یہ دھم سے گر پڑی ادھر بیچان بھی یہ تماشا
دیکھ رہے تھے جلدی سے خیمہ مین آئے اور کہا واہ بڈھے تمہارا کیا کہنا چچا تم صحبت یافتہ
والد ماجد کے ہو ماما نقلی نے کہا کہ جلدی اسکو صندوق مین بند کردو اور خود اسکی شکل بنجاؤ
بیچان نے پریچہرہ کے کپڑے اُتار لیے اور صندوق مین بند کردیا اور خود اُسکے کپڑے اور
زیور پہنکر اور روغن عیاری ملکر اور پریچہرہ کی شکل بنکر مسہری پر نیست کرد و پٹہ شب خوابی اوڑھکر
لیٹ رہی اور ماما سے کہا کہ مہتر آتشبار آئے تو اس سے کہنا کہ ہمارے سر مین درد ہے ہمکو
جگانے نہین اسی اثنا مین مہتر آتشبار بھی خلعت پہنے ہوئے خیمہ مین آیا اور ماماں سے لو کو آواز
دی اُسنے آنکر سلام کیا اسنے پوچھا کہ بوی کیسی ہین مزاج تو اچھا ہے ماماں نقلی نے کہا کہ فرماتی
تھین کہ ہمارے سر مین درد ہے کوئی مجھے جگائے نہین آتشبار یہ حال سنکر قریب مسہری جاکر
وہ دوپٹہ اُسکے چہرہ سے اُلٹا دیکھا کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ صدف چشم مین گوہر آبدار غلطان ہین بقول شاعر ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے
کہ مانند نرگس مین جون شبنم رہے ہ یہ حال دیکھکر آتشبار نے اُسے گلے سے لگایا اور ہاتھ پکڑ کے
مسند پر لایا پریچہرہ نقلی نے کہا کہ جو ہمین چھیڑے الہی کرے اُسکے ہاتھ ٹوٹین موا غارت
ہو جائے اور جو ہمارے دل کو جلائے خدا کرے کہ اُسکا دل بھی کباب ہو آپ تو شب بھر
کہین جلسہ مین رہے خوب مزے اُڑائے اور ہم شب کو اکیلے تڑپا کیے اور یہ شعر پڑھتے رہے
سیخین کباب بنکے بدلتی ہین کروٹین ہ او بادہ نوش اب بھی آ تجھ بن طپیدہ ہون ہ اور کبھی یہ
کہتے تھے سہ دلا تو منتظر جسکا ہے وہ از حد فریبی ہے ہ اب اونچی دوپہر سے رات آئی کون تا
ہمنے تو یون تڑپ تڑپ کر رات بسر کی اب ہمارا دل دکھانے کو آئے ہین آتشبار نے کہا
اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان قسم ہے تیرے ہی جان کی جو مین ذرا بھی جھوٹ کہتا ہون
سلطنت کی عیاری کر کے گیا زلزال کے خیمہ مین رہا اور بار بار خدا پرستون کو قتل کر کے آیا اور یہ
خلعت پایا تم اور کوئی گمان نکرو یہ سنکر وہ ہنسی اور خوش ہوئی اور جلدی سے پاندان
کھینچکر اُسنے بہت سخت گلوری بنا کر اور اپنا ڈھولنا کھول کے منشاک نکالا اس پان مین ڈالکر
اپنے ہاتھ سے گلوری اُسکے منہ مین دی آتشبار اس پان کو کھا کر از حد خوش ہوا فرط مسرت سے
پھولا نہ سماتا تھا کہ آج اس نازنین نے اپنے دست نازک سے گلوری کھلائی مہتر آتشبار نے
اشارہ کیا ماماں سے کہ اوگالدان اُٹھا دے پریچہرہ نقلی نے کہا کہ کیا گلوری کچھ بدمزہ تھی تم بھی
کیتنے بدتمیز ہو پان کی پیک نگلکر اسکا مزہ تو دیکھو آتشبار نے ایسا ہی کیا بعد ایک ساعت
کے آتشبار نے کہا اخوہ کیا گرمی اسنے کی ہے یہ کہتا تھا کہ پریچہرہ نقلی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے
کہا کہ آؤ مسہری تک چلو یہ گرمی دفع ہو جائیگی یہ کہکر اُسنے لیکر چلی وہ تیسرے قدم پر لڑکھڑایا
اسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ چرخ کھاکر زمین پر گر پڑا مہتر سرہنگ نے آئے اور چادر عیاری

غرض سے کھولکر اسکا پشتارہ باندھا اور مہتر بیچان بن عمرو سے کہا کہ یہ جو کچھ مال و اسباب ہے تو
لیجا بیچان نے کہا کس عمر کے بیٹے ہیں ہوس نہیں ہے کہ طمع مال و زر کی والد ماجد ہی کو تھی بلکہ یہ
آپ ہی تنہا لیجیے سرہنگ نے کہا نہیں گیا خبر دن سنگا غرضکہ سرہنگ تو پشتارہ لیکر خدمت
میں بادشاہ اسلام کے چلا اور بیچان سے کہا کہ تم بھی آؤ بیچان نے کہا کہ بغیر خونخوار کے
مارے میں نہیں آونگا سرہنگ تو لشکر اسلام کی طرف چلا اور بیچان بن عمر مہتر آتشبار
کی شکل بنکر طیار ہوا اور وہی خلعت پہنکر بارگاہ خونخوار میں پہونچا اسکو یہاں چھوڑا جاتا ہے
اور خود کلمہ سرہنگ کی کے بیان کیے جاتے ہیں کہ یہ پشتارہ لیے ہوئے بادشاہ اسلام
کی خدمت میں پہونچے اور پشتارہ آتشبار کا سامنے ڈالدیا بادشاہ اسلام نے پوچھا یہ کون ہے
عرض کیا آتشبار ملعون ہے جسنے بارہ سرداران اسلام کو شہید خنجر بیداد کیا ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ ستون بارگاہ سے باندھکر اسے ہوشیار کرو حسب الارشاد بادشاہ تعمیل حکم کی گئی
اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی تو اسنے اپنے تئین ستون بارگاہ سے
بندھا ہوا پایا سمجھا کہ یہ چہرہ نہ تھی وہ کوئی عیار تھا جسنے مجھے غافل کرکے باندھ لایا بادشاہ
اسلام نے پوچھا کہ کیوں حرامزادے تجھے رحم نہ آیا کہ تو نے سوتے ہوؤں کے سر کاٹ کر
انکو خواب خرگ سے ہم آغوش کیا عرض کیا کہ حضور جو لوگ عیار ہیں جسکے تابعدار ہیں
اسکے حکم کی پابندی کرتے ہیں جو وہ کہتا ہے اسکی تعمیل ارشاد بجالاتے ہیں ہم لوگ اصیل
خوار کا خواص رکھتے ہیں سیر فرخاری و ملک قرشش والقافش خون آشام اور
دیگر سرداران نے اسکی مکاری کی تعریف کی بادشاہ نے کہا کہ مذہب کے بارہ میں تو کیا
کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ میں عیاری میں زچ ہوا ہوں مجھے مذہب حضور کا قبول کرنے میں
کوئی عذر و انکار نہیں ہے میں بلاتامل مذہب اسلام اختیار کرتا ہوں بادشاہ اسلام نے سیر فرخاری
و ملک قرشش کی طرف دیکھا انھون نے عرض کیا کہ اس مکار کے کہنے کا ہرگز یقین نہیں
ہے بادشاہ نے فرمایا کہ قاعدہ شریعت ظاہری پر ہے اسمین کوئی عذر نہیں ہو سکتا دل کا حال
عالم الغیب جانتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کھولدو اور کلمہ تلقین فرمایا یہ بکر کلمہ پڑھکر
کہ کسطرح مسلمان ہوا اپنے لباس کفر کو بظاہر ترک کرکے شیوہ خداپرستی کا اظہار کیا اور
بوستان حق شناسی ہیں سرہنگ کی سے کہا کہ میرے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ تجویز فرمائیے
یہ کہکر دل میں خیال کیا کہ یہ دو عیار تھے ایک تو مجکو یہاں باندھ لایا دوسرا جو یہاں
موجود نہیں ہے الغیاب نہ ہو کہ وہ خونخوار پہ کوئی عیاری کرے تو بڑی خرابی ہو وہ عیار یہاں دکھائی
نہیں دیتا یقینی وہ اسی فکر میں گیا ہوگا میرا قیاس غلط نہیں ہو سکتا یہ تصور کرکے اسنے
سرہنگ ہی سے کہا کہ مہتر جی میرے مسلمان ہونیکا حال حضرت کو اور خونخوار کو معلوم
نہیں ہے اگر آپ میرے ہمراہ چلیے تو ان دونوں ملحدون کو باندھ کے اسی مقام پر قتل کردیجیے
لیکن میرا شک ہوا اگر یہاں بادشاہ کے حضور میں آئیگا اور وہ مکار کچھ عذر کریگا تو
بادشاہ اسکو چھوڑ دینگے کیونکہ بادشاہ سلامت بہت رحمدل ہیں یہ سنکر سرہنگ کی بہت
خوش ہوئے اور اسکے ہمراہ چلے اس مکار نے راہ میں ایک مقام ویرانہ پاکر سرہنگ کے خنجر زرنگار
انکا شکم چاک ہوکر آنتیں باہر نکل آئیں اسنے سرہنگ کو کپڑا اور ایک درخت پر انکی لاش

آپ اپنی اصلی صورت پر لشکر خونخوار مین پہونچا یہان کا حال عرض کیا جاتا ہی کہ پیچان بن
عمرو جو آتشبار کی شکل بنا ہوا خونخوار کو جام شراب پلانا چاہتا ہی تھا کہ عین وقت پر آتشبار
بھی وہان آن پہونچا اور دیکھا کہ عیار میری صورت بنا ہوا شراب بیہوشی آمیز پلایا ہی چاہتا تھا کہ
اسنے پیچھے پشت پر سے آکر حلقہ ہائے کمند اسکی گردن مین پھنسا دیے یہ تو غافل تھا ہی حلقون
مین پھنس گیا آتشبار نے خونخوار سے اپنا عیارون کے ہاتھ سے گرفتار ہونا اور بادشاہ اسلام
کے سامنے پہونچکر مسلمان ہونا اور فقرہ سے سرہنگ کو اپنے ساتھ لاکر قتل کرنا صحرا
مین اور خود یہان پہونچنا یہ سب حالات بیان کیے خونخوار یہ ماجرا سنکے بہت خوش ہوا اس
کمبخت آتشبار نے پیچان کو خونخوار کے سامنے قتل کرکے بیجان کیا اور خود آتشبار پیچان
بن عمر کی صورت بنکر لشکر اسلام مین حضور شاہ جمجاہ پہونچا اور دونون لاشین سامنے
رکھدین اور عرض کیا کہ حضور آپ کے اسکو چھوڑکر سرہنگ کی تمی جان ضلع گرائی مین سے بڑی
مشکل سے اس حرامزادے کو گرفتار کرکے قتل کیا اور سر اسکا حاضر لایا بادشاہ اپنے
عیارون کے لیے بہت روئے اور نہایت رنج و تاسف کیا اور فرمایا کہ اب سوائے عمرو
پیچان بن عمر کے کوئی عیار کامل نہین رہا ان لوگون نے اپنی زندگی مین بڑے بڑے
کام کیے تھے غرضکہ دونون لاشون کو دفن کرادیا بعدہ من موجا نے لاشون کے پیچان نقلی
سرہنگ کی کے لیے روتا ہوا اپنے مقام پر آیا ادھر قارن نیزہ سر اسپ نے پیچان نقلی
کو اپنے خیمہ مین بلایا اس خیال سے کہ آج امشب کو یہ میری حفاظت بھی کریگا اور اپنا دل بھی بہلا
دو پہر رات تک باہم باتین ہوتی رہین اسکے بعد خود سہری پر گیا اور پیچان نقلی سے کہا کہ مین تو اب
سوتا ہون تم شراب کا شغل کرتے اپنی حفاظت کرنا اس حرامزادے نے تھوڑی دیر کے
بعد آپ سادی شراب زہر مار کی اور خدمتگارون کو بیہوشی آمیز شراب پلائی وہ پیتے
کے ساتھ ہی جہان بیٹھے تھے بیہوش ہوکر جہان کے تہان رہگئے پیچان نقلی نے سب شمعین
گل کردین صرف ایک شمع رہنے دی اور قارن کو بھی سفوف بیہوشی سے بیہوش کیا اور
خنجر نکالکر اسکا گلا کاٹ دیا اور خدمتگارون کو بھی قتل کرکے راہی ملک عدم کیا اور خود بچالاکی
تمام پشت خیمہ چاک کرکے نکلگیا ایک لمحہ توقف کیا یہان سے نکلکر قریب خیمہ شرارہ
کج گردن پہونچا اور پروانہ بیہوشی آمیز شمعون پر آزادیے آگی حرارت جو پھیلی سب خدمتگارون
وغیرہ کے دماغون مین سرایت کرگئی سب کے سب بیہوش ہوگئے تب یہ جلدی سے خیمہ مین
داخل ہوا اور خنجر نکالکر اسکو ذبح کرڈالا اب یہان سے جو نکلا تو قریب خیمہ ملک قہرش
کے پہونچا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ اگر اس سردار کو مار لیا تو گویا چراغ لشکر اسلام گل
کردیا یہ خیال کرکے اپنے نقب لگانا شروع کی اور قریب سہری ملک قہرش کے دہنہ
نقب کا توڑا اور سر اپنا نکالکر دیکھا کہ سب آدمی خادم و خدمتگار وغیرہ سو گئے ہین اور ملک قہرش
کی بھی نیند خواب بلند ہو خراٹے لے رہے ہین اسنے گنجفہ عیاری نکالکر ساڑھے تین مثقال سفوف
بیہوشی اسپر رکھکر نتھنون کے قریب لیگیا چاہتا تھا کہ پھونکے کہ ادھر خواب مین ملک قہرش
سے ایک بزرگ نے کہا کہ جلدی ہوشیار ہو کہ آتشبار عیار پیچان بن عمر کی صورت بنکر تیرے
مار ڈالنے کی فکر مین تیرے خیمہ مین گیا ہوا ہے یہ واقعہ عالم رویا مین دیکھکر قہرش کی آنکھ کھل گئی

تو دیکھتا کیا ہی کہ مونہہ پیچان کلفچۂ عیاری ہاتھ مین لیے ہوئے مسہری کے قریب بیٹھا ہی اور نتھنون کے پاس لیجا کر سفوف بیہوشی پھونکا ہی چاہتا ہی بس ملک قریش نے قصد کیا کہ پکڑ لون لیٹے لیٹے اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا وہ جھٹکا دیکر نکل گیا اور بیلہ عیاری قریش کے ہاتھ مین رہگیا اور وہ بھاگا قریش بھی اُسکے پیچھے جھپٹے جب اُسنے راہ نہ پائی تو نقب کی راہ سے سر ڈالکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریش نے دوڑ کر دونون پانون اُسکے پکڑ لیے اور کھینچ لیا اُسنے کہا کہ مین ہی مین ہون پیچان بن عمر بادشاہ سلامت نے کہا تھا کہ قریش کو پکڑ لاؤ العیاذ ہو کہ قلعہ ذو الامان کا یہ حاکم بن جائے اسواسطے مین یہان آیا تھا اور بیہوش کرتا تھا قریش نے کہا کہ او حرامزادے مجھے خواب مین ابھی بشارت ہوئی ہی کہ پیچان عیار اور سرہنگ بکی کو قتل کر کے اور پیچان کی صورت پر متشکل ہو کر میرے قتل کے ارادہ سے آیا ہی تو معتبر انشاء ہی اب مین سمجھے تب چھوڑتا ہون بس اُسے باندھ لیا وقت صبح کا قریب تھا اُسکو محفوظ مقام پر بند رکھا اور صبح کو بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا اور کل حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا تونے بد عہدی کی اور میرے عیارون کو قتل کیا بادشاہ جہجاہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن نیزہ سر اسپ اور شہزادہ کج گردن اپنے خیمون مین مع خدمتگارون کے قتل کیے ہوئے پڑے ہین بادشاہ نے یہ کیفیت سنکر فرمایا کہ یہ کام بھی اسی ولد الزنا کا ہی ملک قریش نے اُٹھکر دونون ٹانگین اس حرامزادے کی پکڑ کر چیر ڈالا اور اسکا لاشہ بارگاہ کے باہر پھینکوا دیا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی اُسنے افسوس کیا اور حکم دیا اس ملعون نے کہ بجے طبل جنگ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی ہوئی آپ نے بھی طبل رزم بجنے کا حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی تائید ربانی طبل جنگ نوازش مین آئے غرض جسقدر دن باقی تھا اُتنا دن اور تمام رات دونون لشکرون مین طیاری و درستی آلات حرب ہوا کی ہر سمت ہنگامۂ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادران کو کمالات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرما کر اور [illegible] کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ ابھی خاک تو [illegible] ہو جیو اُسکی جیل [illegible] نہ کھائین بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین اسلئے [illegible] موت کی ہی کیا امید رکھین آسمان سے ہم ٭ دو گز کفن لینگا کسی دن بخل سے ٭ الحاصل [illegible] ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے کھٹکتے رہے سرون کے پھول اور [illegible] آخر نسیم سحری سن سن مثل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہای شعاع مین اسطرح [illegible] ظاہر ہوا کہ جیسے اہل میستان جراحت نیزون مین گھرا ہی نظم سحر گہ تیغ [illegible] شفق شوخین کفن انگندہ بر دوش ٭ کفن بر دوش در کف تیغ و خنجر ٭ [illegible] زنار و بود تیغ و خنجر صاف ٭ ہوا گشتہ پرند آہنین باف ٭ بادشاہ [illegible] از نماز سحر فارغ ہو کر حاضر بارگاہ قاضی الحاجات [illegible] خالق [illegible] اس [illegible] روسیاہ کے نار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر بادشاہ تضرع و زاری بدرگاہ [illegible] سرداران نامدار لشکر [illegible] نشست نبر زمین جا بیٹھے [illegible] گروہ مصاحبون اور رفیقون کے در دولت آستان ظل اللہ شہنشاہ

گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کہ یکایک سلطان عالم پناہ برآمد ہوئے بادشاہ کا جمال نظر آیا
ہر شخص مجرے کو جھک گیا مروہوں نے نگاہ روبرو کی کلمہ تسلیم و آداب عرض کرنا ہر ایک کا جتنا یا تخت
شاہی کو بوسہ دیکر سب نے پیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی زعدہ گاہ مصاف کی طرف چلی
سرداران نامدار و افسران آزمودہ کار کل لشکر کے آگے ہوکر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر
نصرت اثر پر عسکر نجوم فلک نثار تھا کہ ابیات فزادان اسپ بازین مکلل * برفتار از صبا
صدرہ معجل * ہزاران فیل نر چون کوہ الوند * توگوئی آسمان مانند بودند * شمار فوج شہ افزون
ز تعداد * ہمہ سرکش قوی دل ہیچو فولاد * نگار ایشہ ز اندازہ بیرون * چمن را مانند ترکش دل
پر از خون * قصہ مختصر بڑے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوئے کہ آنے سے اس فوج
دریا تمثال ظفر موج کے فلک شعبدہ ساعت بنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنوں اور رسالوں مین
طرم بجے نرسنگے پھنکے ہل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا قوس فلک
ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر کو قلم بنا کر سپہگری چھوڑی منشیوں مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون
کے جیسے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر کفار نظر آیا شمشیرین کانٹوں پر رکھے
دریاے آہن مین غوطہ مارے خونخوار کے ہر کب کو گھیرے ہوئے صحراے قتال مین وارد ہوئے
اور صف آرا ہوکر لشکر کو ترتیب دیا اونچی نیچی زمین ہموار دلون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی
کرکے گرد و غبار بٹھایا میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا نقیبون نے نعرہ صدا دی کہ دنیاے
فانی مین نوجوانو زندگی کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہے زینت دہ بزم
شجاعت ہو شمع ناموری روشن کرو جوش جرات و جنگ رستمی دکھاو بقول شاعر نظم جب کام
لو نیزہ و تیر سے * تلوار چلے عدو سے بھر کے * وہ تم سے عیان ہو شان جرات * دنیا مین
رہے نشان جرات * آب شمشیر خوب برسے * پانی کو دہان زخم ترسے * ہو گلشن نام و ننگ
شاداب * گلچین کرے تمغہ رو رخ سہراب * نقیبون کی صدا سے بہادر ہشاش بشاش ہوئے نامرد
بے حواس ہوئے جب نقیب نقابت کرکے ہٹے تو لشکر کفار سے ارجال دیو سیاہ چوب
نیزہ سو من کی باندھے ہوئے میدان مین آیا اور بے شوری کرکے سراپا میدان کا دکھایا اور
بہیبت وسطوت رجز پڑھنے لگا نظم مین ہی رستم وقت ہون بیگمان * نہین اور مجھ سا کوئی
پہلوان * جوان مرد یون یہ اگر آدنی ہون * بیا رنگ دنیا مین دکھلاؤن مین * مجھے سب طرح سے
ہے زیبا غرور * مری تیغ اٹھا لے رخ مہ سے نور * ہے کوئی اہل فرقہ اسلامیان تم مین البیلا بھر سے
ازہم نیزہ و حواس ہیبت کو سنکر مظفر شاہ فاریابی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور میدان مین جا کر
لگا لوگون نے دیکھکر کہا کہ اے مظفر شاہ تمہارا یہ سن ایسے پہلوان دیو پیکر سے لڑنے کا
نہین ہے انھون نے جواب دیا کہ جب نوجوان نوجوانان سردار و بہادر ہمارے نزدیک ہین دنیا مین
رکھکر کیا کرونگا یہ کہکر سامنے اس مردود کے پہونچے ارجال بولا کیون تو اپنی جان سے
بیزار ہے مظفر شاہ نے کہا تو ہی خیال کر کہ ہم خوب جانتے ہین کہ تیری چوب سے پناہ ملنی ممکن نہین
ہم بھی بہادر اور جیدار ایسے ہین کہ تیرے مقابلہ مین آئے ہین تو اپنا حربہ کر اب جو اسنے چوب ماری
انھون نے خالی بھی ندی اور سپر کو اٹھا لئے کھڑے رہ گئے یہ چوب جب پڑی تو استخوان تک
انکے ریزہ ریزہ ہو گئے پتہ بھی نہ لگا ارجال نے یہ دیکھکر کہا کہ اگر ایسے گھنے ہوئے پہلوان ہین

تو نے مجھے میری کاہلی کو ہوگی یہ کلام سنکر القاسش خون آشام کی آنکھون مین خون اتر آیا
اور مرکب کو چھیڑ کر میدان مین پہونچا بعد گفتگوے بسیار ارجال نے اسی چوب کو اٹھا کر
مارا اسنے گرز کو اٹھا کر اسپر چوب کو روکا ایک تڑاقا ہوا اور چوب گرز کمر سے تھراتی ہوئی
اسطرح سے اتر رہی جیسے کہ کوئی گنہگار حاکم کے سامنے جاتا ہوا تھرتھراتا ہو وہ چوب انکر دون
مرکب پر پڑی مرکب کا سر شق ہو گیا مرکب نے چرخ کھایا اس حرامزادے نے گھوم کر
دوسری چوب ماری کہ القاسش کے سر کے ہزار ٹکڑے ہو گئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا
القاسش کے ملازمون نے لاشہ کو اٹھایا اور ملکہ قہر شمس نے بادشاہ اسلام کی خدمت
مین حاضر ہو کر کہا کہ خدا حافظ ہے اور یہ کہکر مرکب کو مہمیز کر کے میدان مین آئے لشکر کفار
کے لوگ ہنستے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ خدا پرستون کا بڑا سردار مارا گیا کہ قہر شمس نے
آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی ست بہار اسپہ داری زمردی نشان با کمان کیانی و گرز گران ؛
یہ سنکر ارجال نے اپنے گینڈے کو چھیڑ کر دودستی چوب قہر شمس پر ماری انھون نے اپنے
گرز پر اسکو روکا اور چوب کو اپنے سر سے الگ پھینکا اور جھپٹ کر ایک گرز مارا اسنے
دونون ہاتھون سے چوب کو پکڑ کے سر کی پناہ کیا اب جو قہر شمس کا گرز آیا دیو ثانی لندھور
ہو اور ستر من کا گرز باندھتا ہو) اور اسی چوب پر پڑا تو چوب کو توڑ کر سر پر آیا اور مع گینڈے
کے ایک مکل نکلا گوشت کا بنگیا ارجال دیو ہیکل واصل جہنم ہوا خونخوار نے سب یہ حال
دیکھا فوراً حکم دیا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائے سب گھیر کر اسے مارو خبردار یہ میدان سے
زندہ نہ جانے پائے غضب کیا اسنے کہ ارجال ایسے پہلوان زبردست کو اسنے ہلاک کیا بس
یہ حکم سنکر اسکے سردارون نے کڑکا کڑکا کر یودھا بانگ کا لیا اور گھوڑون کو کاوا دیکر چارون
طرف قہر شمس کو گھیر لیا ادھر بادشاہ اسلام نے فوج کو اشارہ کیا اور خود بھی بادشاہ فلک
بارگاہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو کر گھوڑا ڈالدیا اب تو یہ کیفیت ہوئی کہ سب چلے غول کے
غول از بسکہ غنت ؛ گئے مومن و کافر باہم لپٹ ؛ پیادون کے اک سمت تھے ہوئے ؛ ؛
سوار آنسے سکے بہ کٹے ہوئے ؛ سر کے بال اپنے علمون سے کھول ؛ لگے پیٹنے سرد مارے
دو ڈھول ؛ عجب طرح سے تلوار زور شور سے چل رہی تھی کہ مریخ فلک بھی بالائے آسمان
لرزان تھا آفتاب کا رنگ زرد ہو گیا تھا اس صدمے سے کہ ایسے جوان منتخب روزگار
آج زیر زمین پنہان ہو جائینگے جنکا ثانی دنیا مین نہ تھا ہر ایک یادگار رستم و سہراب
تھا جنکے ہیبت شمشیر سے زہرہ کا زہرہ آب آب تھا غرضکہ لشکر اسلام فوج خونخوار پر جا پڑا
طبل و بوق و نای ترکی کو وہم ملا دو بحر ذخار لشکر باہم مل گئے اور تلوار دلان کی امواج اٹھنے لگی کشتی
حیات طوفانی ہوئی کہ نظم بڑھی ہر سمت سے جب فوج اسلام ؛ زرہ پوشون کے اسلحے
سب تمام ؛ نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم ؛ ہوئے دل سنگ اور جاتی رہی شرم ؛ صدا کہے
کرنا جو ہر کہین تھی ؛ غبار آسا پراگندہ زمین تھی ؛ سرون پر غل توسن ہو اٹھا تھا ؛ نقیبون کا
جگہ رن ہوتا تھا ؛ ہوا دریائے خون ہر جوہر تیغ ؛ جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ ؛ جو کوچے
تھے وہ لاشون سے پٹے تھے ؛ قدم آگے جو تھے تھے گئے تھے ؛ جوانون سے پرے خالی نہ
تھے ؛ کسی لشکر بڑے خالی خیمے تھے ؛ بہادران اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے

بادشاہ اسلام کے فوج خونخوار پر گرے تھے تلوار کی ہوا کسن سن چل رہی تھی غبار کیطرح
جانین ہر ایک کی برباد تھین نہ وہ چین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین دو عساکر جنگجو
کینہ ور تھے علم تیغ زبانہ سپر تھے کہ سب کے کشتون سے پشتے حسب دستور ٹھیر کے
خالی ہو گئے میدان معمورہ ہزارون کی زندگی اسطرح سے راہ فنا دہ کافر لڑ رہے تھے
قصہ کوتاہ پھر تازہ بھی یہ ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر کو خونخوار خود تلوار پکڑ کے عرصہ کارزار مین
آیا اور خدا پرستون کو قتل کرنے لگا اس اثنا مین طہماسپ ترک خجندی کا سامنا حریمان
آدمخوار سے ہو گیا طہماسپ نے تلوار ماری وا سے اٹھا کے سپر کو خیرہ کی پناہ کی سپر کو کاٹ کر
تلوار طہماسپ کی خود تک آگئی اور آگے نہ بڑھی طہماسپ نے کہا انا للہ و انا الیہ راجعون معلوم
ہوتا ہے اب قضا آگئی کہ میری تلوار آگے نہ بڑھی اور خود پر جا کر رک گئی اب جو تلوار حریمان
آدمخوار نے ماری تو طہماسپ کے سر پر چلی سپر کو بیکار صندوق سینہ مین در آئی طہماسپ گرفت
اور دائی اجل کو لبیک کہکر عازم گلگشت جنان ہوئے آدمخوارون نے لاش کو کھانا شروع
کیا یہ معرکہ دیکھکر بہرام صحرا نشین آپڑا اور حریمان پر تلوار ماری اُسنے خالی دیکر ہاتھ جو مارا
تو کاسہ سر مین در آئی اور آدمخوارون نے بہرام کو گھیر لیا بہرام نے آواز دی
کہ اے بہیر فخاری طہماسپ کو لو آدمخوار کھا گئے اب میری لاش کو بچانا
بہیر فخاری نے کہا کہ اے برادر اپنی ہی گور کا پتہ نہ ہوگا یہ کہکر اس جری نے
گھوڑا اڑا دیا اور آدمخوارون کو قتل کرنا شروع کیا ادھر بادشاہ اسلام نے
جو مرکب کو ڈالا ہزارہا کفار کو قتل کر کے علمدار لشکر حوت کو جا کر قتل کیا اور آواز
دی کہ او حرامزادے آئینہ پرست تھے اپنی قضا پر حیرت ہو جائیگی مثل تصویر کے
تو میری نگاہ مین آتا ہی اس حیرت زدہ نے چاہا کہ جوہر سپاہ گری دکھلادون بادشاہ
نے کہا کہ ساری تیری قلعی کھلی جاتی ہے او حرامزادے یہ دنیا سب دھوکے کی ٹٹی ہے بس
یہ کہکر بادشاہ بڑھے تھے کہ حوت نے تخت پر سے بڑھکر تلوار ماری آپ نے
مرکب چمکا کر انداز ہما صاحبقرانی کو دکھا دیا اور اسکے ہاتھی کی مستک پر دونون
قدم آپ نے مرکب کے جما دیئے اور اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا
بند پکڑ کر ہاتھی سے اٹھا لیا اور مرکب کو ٹھہرا کر زمین پر قائم کر کے اور چرخ دیکر اچھالا
یہ ہائے ہائے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ او لوگو بچاؤ بادشاہ نے مجھے اچھالا اب جو نشیب
کی طرف آتا تھا کہ بادشاہ نے اسکو آتے ہی چورنگ ہوائی کر دیا حسب اتفاق خونخوار
بن دجال حوت کی آواز پر قریب آگیا تھا اور بادشاہ لشکر حوت سے لڑ رہے
تھے کہ خونخوار نے پہلو پر سے آکر بادشاہ پر تلوار ماری تلوار کھا کر آپ گرے ادھر ملازم
بادشاہ کے انکو لیکر چلے ادھر حال بہیر فخاری کا بیان ہوتا ہے کہ نہایت جرأت
سے ساتھ انکے حریمان آدمخوار کو ٹوکا اُسنے تلوار ماری اُنھون نے خالی دیکر جو ہاتھ
مارا تو حریمان آدمخوار کے سر پر تلوار چلی اور کاٹ کر سینہ صندوق مین آ رکی
مالک فرش نے آواز دی کہ بادشاہ نے تو حوت کو مارا اور خود بھی جام شہادت
نوش فرمایا اس خاسر خونخوار بن دجال کو لینا کہ اب لشکر کفار مین یہی ایک حرامزادہ

باقی ہی یہ سنکر انقال گراز دندان نے پہلو سے نکل کر تلوار جو ماری تو پیر فرخاری
کا سر بھی ہشت آڑ گیا قہر شش نے یہ واقعہ دیکھکر اپنے مرکب کو آڑایا اور قریب انقال آکر
جو ایک گرز مارا تو یہ بھی مثل کوفتہ زرہ ہو گیا اسی اثنا مین خونخوار دنا باد نے پشت
قہر شش پر آکر ایک گرز کی ضرب لگائی کہ اُسکے مرغ روح نے بھی قفس عنصری سے
پرواز کیا راوی کہتا ہے کہ جسقدر سرداران نامدار بڑے بڑے مرد بادشاہ اسلام آئے تھے
وہ میدان مصاف مین بڑے جوش و خروش کے ساتھ لشکر کفار سے لڑے اور ہزار ہا
کفار قتل کرکے جوانمردی و جرائت سے عرصۂ کارزار مین سرخرو ہوکر شہید ہو گئے یعنی
پرسیا سے فرنگی فریدون زنجیردوی سلطان بخت مولی قاآن سخت مغربی
ریحان شاہ مغربی عامر شاہ برودباری وغیرہ یہ سب کار نمایان کرکے اور جوہر اپنی
شجاعت و جوانمردی کا دکھلا کر شہید ہو گئے ہزار ہا کفار سرداران نامور انکی
تیغ جانستان سے ہلاک ہوکر داخل جہنم ہوئے بڑے بڑے معرکون مین ان بہادرون
نے داد مردی و مردانگی دی ہے کہ نام انکے صفحۂ دہر مین یادگار رہینگے افسوس ہے کہ اس
معرکے مین سب شہید ہوکر حق نمک کا جسقدر ان سے ادا ہو سکے جان شیرین اپنی
بادشاہ اسلام پر نثار کر دی الحاصل جہان تک کہ انمین خدا پرستون کی اہل اسلام کو لینی
تھین وہان تک آدمخوارون سے اور ہلکنے سے بچاتے تھے تو استے مین خونخوار سے
آنکر ہرکارے نے عرض کیا اور کافر نے کافر کو اسطرح بدعا دی کہ سرعت سے تا حشر ابنہ بحر
شکست طبل تا سگان بدر شد ÷ گرد نقش ہزار رنگ ÷ سر بسر تو ہو ... ÷ ...
کی عمر کوتاہ ہو ہلوگ خبر لاے ہین کہ منحوس تیر انداز اور بخیل تیر انداز اور قہر ... خشت انداز
سے چالیس پچاس ہزار تیر انداز و خشت انداز کے قریب لشکر اسلام کے پہنچے ہین لیکن آپکی فوج
لشکر اسلام مین کمی ہو رہی ہے اسلیے وہ حملہ نہین کرسکے آپ اپنے لشکر کو لشکر اسلام سے علحدہ
کرلین تاکہ وہ حملہ کرین خونخوار نے یہ سنکر طبل بازگشت بجوا دیا لوگون نے یہ حال دیکھکر کہا
کہ او نامرد بے مروا لشکر سے یون بھاگتے ہین کیونکہ ... بادشاہ لشکر کے
فوج بیسر سرداری کی ہو ... یہ خوف غالب ہوا کر طبل بازگشت بجوا دیا ... دل بہت
تو قیام کیا ہوتا اور دیکھتا کہ یہ فوج بلا سردار کے ہوکر مقابلہ کرتی ہے کر تجھے اتنی ہمت و
جرائت کہان تو نے بھی وقت غنیمت جانا اور طبل بازگشت پر چوب دلوا دی خونخوار
نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا اور جلدی جلدی اپنی فوج کو پڑاؤ کیطرف
لیگیا سب لشکر نے کمر کھولی اور اپنی اپنی قیام گاہون پر جا کر قیام پذیر ہوے دیکھ
اسنے لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اٹھوانا شروع کین ادھر لشکر اسلام نے بھی
اپنے میدان کی لاشین اٹھوائین مضطرب الحال عالم سراسیمگی و پریشانی مین گھبرائے
ہوئے قلعہ ذوالامان کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے دیکھا گرد اڑی اور ایک ہزار
فوج آکر سامنے سے نمایان ہوئی اُن سب نے ایکبارگی ہلاک کیے دار تیر و خشت کا کیا
جتنی فوج اسلام کہ باقی تھی وہ سب کی سب قتل ہو گئی کوئی متنفس نہین بچا کسب کا یہ آنا
اور صاعت تیغ بیدریغ ہو گئی یہ تینون سردار یعنی منحوس تیر انداز و بخیل تیر انداز و قہر ...

خشت انداز بعد اس ہوکے اور خداپرستون کے قتل سے خونخوار بن دجال کے پاس
پہونچے اُسنے استقبال کرا کے اُنکو خیمۂ معقول مین بٹھایا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے
اُنکو بیان کیا کہ مین قلعۂ مرصع حصار سے تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہون کہ خاندان صاحبقران
سے کوئی شخص اُسد غازی نامی ہی اُسنے جسقدر قلعہ جات کہ آپنے فتح کیے تھے
اور اپنی طرف سے قلعہ دار آپنے وہان متعین کر دیے تھے ان سب کو اُسنے باری باری
سے قتل کیا اور سبکو قلع قمع کرکے خداپرستون کو اُن مقامات پر آباد کیا اور یہ سب انتظامات
کرتا ہوا اسطرف کو روانہ ہوا ہی اور اسکا یہ قول ہی کہ بغیر قتل کیے ہوئے خونخوار بن دجال
کے مجھکو آرام نہین آئیگا کیونکہ اُسنے سنا ہی کہ خونخوار نے بڑے بڑے ظلم و ستم اہل
اسلام پر کیے ہین اور تمام ملکون کو برباد کرکے اپنا عمل دخل کیا ہی اور بے انتہا خداپرستون
کو اُسنے قتل و قمع کرکے خاک مین ملا دیا ہی اس امر کے معلوم ہونے سے اُسکی آتش غیظ
و غضب اور مشتعل ہوگئی ہی اور کہتا ہی کہ جب تک اسکے انتقام مین خونخوار کو قتل نہ کرونگا
جب تک مجھکو چین نہ آئیگا خونخوار نے جب یہ سنا تو اُسکے حواس باختہ ہوئے اور رنگ
رو اسکا متغیر ہو گیا اُسنے خشت اندازون اور تیر اندازون سے کہا کہ یہ صحرا جو سامنے ہی اسی
طرف سے وہ آردبیل سے آئیگا کیونکہ یہی راہ آردبیل سے آنے کی ہی اسلیئے مناسب ہی
کہ تم اس صحرا مین جا کر مقیم ہو اور اپنے خیمے و خرگاہین وہین برپا کرو اور جسوقت وہ
آئے ایک حملہ مین اُسکا کام تمام کرو یہ کہکر اور کل سامان انکی آسایش و آرام کا مہیا
کر کے اُنکو صحرا کیطرف روانہ کر دیا انکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہی کہ وقت پر انکا ذکر ہوگا
اب حال قلعہ ذوالامان کا بیان کیا جاتا ہی راویان اخبار و ناقلان آثار اس حال
ملال انگیز و تاسف خیز کو اسطرح حوالہ قلم سوانح رقم کرتے ہین کہ جب یہ خبر قتل و قمع
لشکر اسلام و شہید ہونے بادشاہ عالیمقام و دیگر سرداران لشکر و افسران فوج نامی
و نامور کی محل معلے مین پہونچی ایک تلاطم عظیم اور حشر برپا تھا اسوقت ملکہ گرویہ بانو
نے ملکہ گوہر تاجدار سے کہا کہ اگر آپ سب بیبیان یہان سے نکلنا چاہین تو مین تم سبکو
آردبیل کی جانب لیجاؤن ان سب نے کہا کہ جہان ہمارے وارث نہین بچا گئے ہین وہان
سے ہم نہین جائینگے اور یہین بیٹھے رہینگے گرویہ بانو نے کہا کہ ہم سے تو گھٹکر جان نہین دیجاتی
یہ بے کسی سے مرین مارے کیون نہ مرین یہ کہکر ہتیار جسم پر آراستہ کیے اور حرزبیدہ
شیردل اسد نے بھی ہتیار لگائے اور سب بیبیون نے کہا کہ لو خدا حافظ و ناصر ہی
ہم تو رخصت ہوتے ہین حافظ حقیقی تمھارا حافظ و نگہبان ہی غرضکہ سب بیبیان یہ
سنکے بہت روئین اور یہ دونون بھی بچشم پر نم اُنسے رخصت ہوئین اور روتی ہوئی
چلین اور محل سے نکلکر اصطبل مین آئین وہان سے دو گھوڑے صبا رفتار زین و لگام
سے تیار کرا کے اُنپر سوار ہوئین اور ایک طرف کو قلعہ سے نکلکر روانہ ہوئین اب خونخوار کا
حال لکھا جاتا ہی کہ یہ ایک دن وہان جلسہ فتح کرا کے پھر جنگ و پیکار کی جانب متوجہ
ہوا طبل رزمی بجوانے کا حکم دیا چنانچہ بموجب اُسکے حکم کے طبل جنگی نوازش
مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی وہان گولہ اندازون نے آپس مین مشورہ کیا

کہ برسون ہم لوگ نمک صاحبقران کھایا کیے ہمارا گوشت و پوست نمک پروردہ سرکار صاحبقران ہی مگر شرط نمکخواری کبھی بجا نہ سکے سلامی کی توپ بھی کبھی نہ چھوڑی سب نے یہ باہم صلاح و مشورہ کرکے اپنے افسرون سے کہا افسرون نے ملکہ گہر تاجدار کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف فرما رہین جب تک ہمارے دم مین دم ہی ہم اکفین رہسکے رہینگے اور قلعہ پر بڑھنے نہ دینگے اگر خونخوار ہماری ضرب سے فی النار والسقر ہوا تو قصہ پاک ہوگیا اور نہین تو ہم غلام تو قدمون پر تصدق ہوکر نمک سے ادا ہو جاینگے ملکہ نے فرمایا شاباش دم مرحبا آفرین ہی تمھاری ہمت و جرائت پر فی الواقع تم سے یہی امید ہی اور تمھاری نمک حلالی مقتضی اسی امر کی ہی جیسا تم ارادہ کرتے ہو خداوند کریم تمھاری ہمت مین برکت عطا فرمائے ہای کیسا وقت آگیا کہ کوئی میدان جنگ سے لاشون کو اُٹھوا کر دفن کرا نیوالا تک نہ رہا تمام لاشین اہل اسلام کی بی گور و کفن پڑی ہوئی ہین یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہی وہان خونخوار نے طبل جنگ بجوا کے اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھے تو ان عورتون پر دھاوا کرتے حجاب آتا ہی تم مین سے جو شخص قلعہ پر دھاوا کرنا پسند کرے وہ اپنے جانے کی تیاری کرے اور قلعہ کو فتح کرکے جو کچھ مال و دولت وہان سے اسے حاصل ہو وہ اپنے قبضہ مین رکھے ہمنے وہ لوٹ سب آسے معاف کی۔ یہ سنکر قرنوس خرس پیشانی اور محمور ستارہ گردن اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار اس قلعہ پر دھاوا کرینگے اور حضور کے اقبال سے فتح کرکے سب صاحب پرستون کو قتل کرینگے اور ناموس صاحبقران کو لوٹینگے چنانچہ اس منصوبہ اور فکر مین وہ رات بسر ہوئی جبکہ بستر خواب سے آفتاب عالمتاب بیدار ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا کہ ؎ چھپا ماہ نو اپنے منہ پر نقاب ✤ اُٹھا بستر خواب سے آفتاب کا لیے زر کو سا غذ آنے لگا ✤ وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا ✤ غرضکہ ہنگام سحر یہ دونون حرامزادے بیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے یہان سے قلعہ تک دو کوس کا فاصلہ تھا سامنے قلعہ کے آکر انھون نے نہیب کیا اور قلعہ پر دھاوا کر دیا بیس ہزار مرکبون کی باگین یکبارگی اُٹھین اودھر قلعہ سے گولندازون نے گولی مارنا شروع کیے اور اسقدر گولہ باری کی کہ تمام صحرائے قلعۂ والامان پر دھوئین کا ابر چھایا ہوا تھا چنانچہ گولون کی بارش سے کچھ لوگ ان دونون کے مارے گئے اور یہ قریب خندق پہونچے اور آواز دی کہ کیون بیفائدہ ہمارے مال کو ضائع کرتے ہو ہم آپہونچے ہین گولندازون نے توپین مارنا موقوف کرکے اور تلوارون پر ہاتھ ڈالکے دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو اپنے فضل و کرم سے ان کافرون کے شر سے ہمکو بچا بلبلا کر اسطرح استغاثہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ؎ بگرداب بلا افتادہ ام یا مصطفےٰ دستے ✤ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضیٰ دستے ✤ ز حالات شب معراج دانستم یداللہی چرا دستم نگیری یا علی بہر خدا دستے ✤ ہنوز یہ دعا تمام نتھی کہ دیکھا ایک گرد بیابان سے اُٹھی گرد و بنرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دو زیدہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے ملا ہوا کو وہ این گرد شگافتہ ہوا اور قریب قلعہ کے آنکر وہ گرد شق ہوئی آواز نعرہ کی آئی۔ نعرہ۔ امیر عرب ✤ ضیغم روزگار ✤ یل صف شکن حمزۂ نامدار ✤

زنغیم * میدان جنگ آوران * بہر سو شد الامان الامان * دوسرا نعرہ ہوا نعرہ بہر بہ
خوبی سترا انجمن * بدیع الزمان گرد لشکر شکن * یہ نعرہ کرکے گھوڑے ڈالکر دونقابدار
لشکر کفار پر جا پڑے ہلچل لشکر کفار مین پڑ گئی اور لگے بھاگنے اور ہٹنے کہ اتنے مین قریب
سے پیشانی کا سامنا نقابدار اول سے ہوگیا اور اسنے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے
خالی دی اور مرکب اپنا اسکے گھوڑے سے ملا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے سے اٹھا لیا
اودھر مخمور ہنارہ گردن کا مقابلہ نقابدار دوم سے ہوا اسنے بھی وار تلوار کا نقابدار
پر کیا مگر اس نقابدار نے بھی وار اسکا خالی دیکر اپنے مرکب کو اسکے گھوڑے سے ملا دیا
اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے خانہ زین سے اسکو علیحدہ کرکے ہاتھ پر اٹھا لیا یہ حال دیکھ کر
سب لشکر کفار ہلا کر کے جا پڑے دونون نقابدارون نے انکو بھی سپر مین بنا کر
فوج کفار کو قتل کرنا شروع کیا اگر کسی کی تلوار قریب آئی تو نقابدارون نے انھین کو
سامنے کر دیا وہ تلوار اسکے جوہر پر پڑی وہ گھبرا کر پکارا کہ ہمارا جوہر کا مارے تمکو اپنے
مالک کا خیال نہین اب تلوار نہ ماروبہ تیغ کیا سیپے مگر نقابدارون نے دو پہر کے عرصہ مین
پانچہزار کفار کو داخل جہنم کر دیا باقی لشکر کفار تاب مقاومت نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا
یہ دونون نقابدار ان دونون حرامزادون کو ہاتھون پر لیئے ہوئے صحرا کی طرف چلے
گئے اور صحرا مین پہونچکر دونون کو چورنگ کیا اور خود جس سمت سے آئے تھے اسی جانب
چلے گئے ادھر فوج کفار جو بھاگی تھی اسنے خونخوار کے پاس پہونچکر کل حالات
کی خبر بیان کی اور کہا کہ دو نقابدار صحرا سے آئے اور سب فوج کو قتل و تیغ کرکے
دونون سردارون کو پکڑ کر لیگئے دن تھوڑا باقی رہگیا تھا آفتاب قریب غروب
تھا کہ خونخوار نے جھنجلا کر طبل بازگشت بجنے کا حکم دیا جو فوج باقی تھی وہ فرودگاہ
پر آئی شام تو ہو ہی گئی تھی تاریکی چارون طرف پھیل گئی اور وہ وقت آیا کہ ملکہ
دہر مین عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بصد الم منہ دکھایا کہ سے
عابد زندہ دار شب مہتاب * اس مصلائے نیلگون پہ شتاب * رشتۂ کہکشان لیئے بہ صفا
دانہ اختران پرونے لگا * اسکو تسبیح کی تھی اسلیئے فکر * تا کرے اپنے کبریا کا ذکر *
جبکہ رات ہوگئی تو خونخوار نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا رات
بھر سامان رزم و پیکار کا ہوا کیا آج اس ظالم الظلم نے طیفور زہر خوار کے نام پر طبل
جنگ بجوایا ہے کہ کل یہ کافر نکل کر آتش کینہ و فساد کو مشتعل کریگا غرضکہ رات تو
اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب صبح قریب ہوئی اور خبر آمد آمد شاہ خاور بارگاہ زنگاری
چرخ مین مشتہر ہوئی کہ سپیدہ دم کہ از بن بیہن دست نخل فام * شد نور منتشر
از فوج مہر لشکر شام * رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری * بسان مہر نہان گرچہ بود عنبر فام
ز بیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب * کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام * شد
خیل تیغ حبش پس دیوار * چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام * دفعتہ سحر طیفور زہر خوار
نے تیاری قلعہ ذو الامان پر دھاوا کرنے کی شروع کی یہ تو اسی ارادہ مین مشغول
ہوا ادھر دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل سے بیان ہوتے ہین کہ ضرغام کو جو

اسد غازی نے واسطے خبر کے روانہ کیا تھا وہ قلعہ ذوالامان پر پہونچا اور
اُسکی تباہی و بربادی کو دیکھکر وہان سے پلٹا فوج خونخوار اور لشکر خشت
اندازان و تبر اندازان کو دیکھتا ہوا خدمت مین اسد غازی کے واپس
آیا اور کل حال حضور مین شہزادہ اسد کے عرض کیا اسد غازی یہ حال
سنکے بہت روئے اور بیٹیون سے کہا کہ خشت اندازون کے ہاتھ سے بچنا
بہت مشکل ہے جب ماموں جان پر سنجان مین ارجل خشت انداز اور رمرجل
ناوک انداز آئے تھے اور حربہ کیا تھا انھون نے تو پھر نہ لشکر تھا نہ ماموںجان نہ
معلوم ہوتے تھے لیکن خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا کہ وہ بچگئے اور ہفت
صد سالہ جنگ کو ایسا سر کیا کہ یادہ و شاید کیا کوئی ایسی لڑائیان سر کرے گا لہذا
تم سے ہم کہتے ہین کہ تم خانہ کعبہ چلے جاؤ انھون نے عرض کیا کہ بابا جان ہم
آپکو ایسی جنگ مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جائینگے جو حال بادشاہ اسلام اور
لشکر اسلام کا ہوا ہے وہی کیفیت ہماری بھی ہو تو بہتر ہے اسد غازی نے
صاحبزادون کا یہ عزم دیکھکر طلحہ بن عنظلہ سے کہا کہ تم سامنے کھڑے ہو جب
مین دھاوا کرون تو تم تیر مارنا کہ مین دیکھون کہ میرے گھوڑون کو وہ قواعد یاد ہے
یا بھول گئے چنانچہ یہ سب تیر و کمان لیکر کھڑے ہوگئے اور اسد نے مع فوج
کے یہان سے دھاوا کیا تو انھون نے کمانون مین تیر جوڑکر مارے اسد غازی
نے بوق کو پھونکا بوق سے آواز پیدا ہوئی ہل بس یہ مرکب زمین پر بیٹھ گئے تیر اوپر
سے نکل گئے اب جو بوق پھونکی یہ گھوڑے لشکر پر پہونچ گئے اسد غازی
نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ میرے گھوڑون کو قواعد یاد ہے اور یہ کہکر ضرغام شیردل
کو ساتھ لیا اور چالیس ہزار اپنی فوج کو علحدہ کیا اور تیر و کمان سبکو دیکے ایک
سمت معروف بن اسد کو بھیجا اور ایک طرف غضنفر بن اسد کو روانہ
کیا اور کہا کہ جب مین پہونچ جاؤن تو تم پہلوؤن پر سے آنا اور اپنے عقب
مین کچھ فاصلہ سے طلحہ بن عنظلہ کو چھوڑ کے آپ وہان سے کوچ کیا اور
انکے بعد حسب ہدایت باقی لشکر نے بھی کوچ کیا اور اس تقسیم کے بعد
سب اپنے اپنے لشکر کو لیے ہوئے موجود رہے یہان لشکر خونخوار مین طبل
جنگ تو بج ہی چکا تھا اور صبح کو طیفور زہر خوار جوکہ تیغہ زہر آلود تین سو من کا باندھتا
ہے یہ بیس ہزار فوج لیکر سامنے قلعہ کے پہونچ گیا تھا اور دھاوا کر دیا تھا
قلعہ سے پھر گولندازون نے گولون کا مینہ برسانا شروع کیا یہ گولون
سے بچتا ہوا خندق پر پہونچ گیا اتنے مین ایک گرد اُڑی اور وہی دونون
نقابدار دامنہ گرد سے ظاہر ہوئے اور لشکر طیفور پر گرے اور قتل و قمع کرتے
روان دوان کرنے لگے کہ طیفور زہر خوار سامنے نقابدار اول کے پہونچا اور
جیسے کہ تیغہ زہر آلود سر پر نقابدار کے مارا نقابدار نے چاہا کہ مین اسکے قریب
پہونچکر اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑلون اور وار خالی دون کہ مرکب نقابدار نے ٹھوکری

کھائی اور تیغہ اُسکا سر پر پڑا نقابدار نے دستانہ مارا اُسپر بھی تا دو ابرو اُتر آیا نقاب کے خیال سے کہ ایسی دار وگیر مین نقاب اُٹھ نجائے یہ نقاب کو سنبھال کر علیحدہ ہٹا کہ دوسرا نقابدار آگیا اور نقابدار اول کو زخمی دیکھکر ایسا سراسیمہ و بدحواس ہوا کہ طیفور کا تیغہ اسکے سر پر بھی آپڑا لیکن باوصف سخت مجروح ہونے کے نقابدار نے جرأت کرکے جو ایک وار شمشیر آبدار کا مارا تو طیفور کے دو ٹکڑے ہوگئے دونون مجروح نقابدار لشکر کفار سے لڑنے لگے اور مرہے۔ شعلے زہر کے دل وجگر کو جلانے لگے اثر سمیت تمام جسم مین سرایت کر گیا اُسوقت نقابدارون نے دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمارا پردہ رکھ لے ابھی یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور طرفۃ العین مین چہار طرف پھیل گئی تمام صحرا تیرہ و تار ہو گیا اُسی تاریکی مین دونون نقابدار نکل گئے فوج مخالف کے لوگ جو باقی تھے وہ لاش طیفور کی لیکر خونخوار کے پاس پہونچے اور سب کیفیت نقابدارون کی بیان کی اور انکی جنگ وپیکار کا حال خونخوار سے عرض کیا کہ ہرچند کہ دونون نقابدار زخمی تھے مگر ایسے لڑے کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے پشتے لگا دیے بڑے بڑے جوانمردون کے جی چھوٹ گئے اگر آندھی نہ آجاتی تو کوئی متنفس باقی نہ رہتا اُسی تاریکی گرد وغبار مین معلوم نہین کسطرف وہ نکل گئے یہ حال سُنکے خونخوار نے طبل بازگشت بجوا دیا جسقدر فوج کہ باقی تھی سب میدان مین واپس آکر اپنے اپنے قیامگاہ مین مقیم ہوئی سب نے کمرین کھولین سامان آسایش کرنے لگے۔

یہان خونخوار نے بھی مراجعت کی اپنی بارگاہ مین آیا سردارون سے صلاح مشورہ ہونے لگا بعد اتفاق راے اہلکارون کے اسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا رات بھر طبل جنگ بجتا رہا بہادر اپنا سامان حرب وضرب مرتب کیا کیے جب کچھ رات باقی رہی فوج مین کمربندی ہونے لگی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نوبت صبح کی بجنا شروع ہوئی اور ستارے مثل گل باد خزان سے اُڑے چمن آسمان مین مرجھا گئے غنچہ صبح کھلکھلایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ

نظم
سحرگاہ از شبستان شاہ خورشید ٭ برون آمد ز مشرق ہمچو امید ٭ جہان پیما سمندش مثل چو گرد ٭ بہ چار اطراف عالم خوش گذر کرد ٭

صبحدم خونخوار مع فوج کے آمادہ حرب وپیکار ہوکر قلعہ ذوالامان پر چلا ملکہ گہرتاجدار کو نقابدارون کا زخمی ہونا معلوم ہوا انھون نے سخت افسوس کیا اور بصد حسرت ویاس کہنے لگین کہ اب ہمارے بچنے کی کوئی امید معلوم نہین ہوتی آج مع کل لشکر کے خونخوار ہمپر دھاوا کرے گا پھر کون شکل بچاؤ کی ہے یہ کہکر بجانب پروردگار عالم رجوع کی اور دعا کرنے لگین کہ اے خالق بے نیاز ایسا کرنا کہ ہماری لاشون کو کوئی خداپرست جو خاندان صاحبقران سے ہو وہ آکر دفن کرے یہ دعا کرکے فرمانے لگین کہ ہم تو اپنی جان دینے کا سامان کرتے ہین جن صاحب کا دل چاہے چلے جائین سب بیبیون نے اس راے کو پسند کیا اور جان دینے پر سب آمادہ ہوگئین چنانچہ ملکہ گہرتاجدار نے ایک جام زہرآلود اپنے

سامنے رکھتا یہ دیکھکر ملکہ حاجرہ بانو بنت امیر ثانی اور ملکہ کبلی بہادر مادر چوگان اور ملکہ لیلیٰ ثانی مادر اسفندیار گیلانی اور ملکہ جہان افروز بنت نقفا مادر بتورج بن بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز بنت بانو بنت ستارہ مادر غضنفر غازی و ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی و ملکہ رخیہ سلطان مادر سکندر فرخ لقا و ملکہ ماہ مغربی مادر سعد بن قباد و ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغ زن و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدہر و ملکہ بلقیس عدنی و دیگر مخدرات عصمت و طہارت نے اور انکی سب وزیرزادیون نے ایک ایک پیالہ زہر کا سامنے رکھا ادھر یہ امر دل مین ٹھان لیا کہ جب دھاوا کرکے قلعہ مین آجاوے یہ پیالہ زہر آلود پیکر اپنے تئین ہلاک کر ڈالین یہان تو یہ سب بیبیان آمادہ مرگ و مہیاے قضا جان بکف بیٹھی ہین ادھر خونخوار جو فوج لیکر چلا تھا آتے ہی آتے ہی قلعہ پر دھاوا کر دیا یہان توپ پر بتی پڑنے لگی اور گولہ بازی شروع ہوئی ادھر مخدرات معلے نے بتی کی آواز سنتے سب نے جام زہر پی لیا یہ تو اس عالم مین مبتلا ہین اب دوسرے کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین راویان روایات رنج و الم و حاکیان حکایات ظلم و ستم اس داستان ماسف عنوان کو اسطرح حوالہ قلم عبرت رقم کرتے ہین کہ جب اسد غازی نے اس صحرا مین داخل کیا جہان خشت انداز و تیر انداز تھے تو لشکر کے آتے ہی تتق گرد و غبار بلند ہوا خشت انداز و تیر انداز سب اسی طرف متوجہ ہوئے ادھر میدان مین آتے ہی نعرہ ہواے اسد شہسوار گرد زن جنگ * ہژبر دل شیر وچرم پلنگ * یہ کہکر انہون نے گھوڑے کڑکڑا کر ڈالدیئے ادھر خشت اندازون و تیر اندازون نے تیر و خشت انپر مارنا شروع کیے اسد غازی نے جلدی سے بوق پھونکی سب مرکب بیٹھ گئے خشت و تیر سر پر سے نکل گئے ابکی جو بوق پھونکی تو مرکب سیدھے ہولے انہون نے چالیس ہزار تیر ایک دم سے لشکر خشت اندازون و تیر اندازان پر مارے کہ تیرون کا مینھ برسا دیا اور گھوڑے ڈالدیئے قریب لشکر خشت اندازون و تیر اندازون کے پہونچکر تلوارون پر ہاتھ رکھ لیا چالیس ہزار کو تو ایک ہی حملہ مین تیر سے مارا تھا اور باقیون پر اب تلوار پکڑ کے جو آن پڑے تو مار کر ستھراؤ کر دیا ادھر سے معروف اور غضنفر اکبر آگرے سب کے مارے تلوارون کے چیتھڑے اڑا دیئے اور دھنک کر رکھدیا اسد غازی نے گھوڑا ڈالکر قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا اور قلعہ پر پہونچکر خونخوار کو دھاوا کرتے ہوئے پایا اسد غازی نے کیا ترکیب کی کہ لشکر اپنا آتے ہی لشکر پر ڈالدیا اور آواز دی کہ باش اے ملعون مین آن پہونچا اس اثنا مین صحرا سے ایک گرد اور پیدا ہوئی اور دل گرد سے صداے نعرہ بلند ہوئی کہ منم اسد ثانی اور آتے کے ساتھ ہی لشکر کفار پر حملہ کیا اور شمشیر زنی شروع کی جسپر ہاتھ مارا دو پرکالے کیے دونون پلے برابر کر دیے نخل قامت اعدا ادھر شمشیر شاہزادہ سے قلم ہونے لگے رشتۂ حیات منقطع ہوا جو سامنے آیا اسکو تلوار سے گھاٹ اتار دیا دوسری جانب سے طلحہ بن حنظلہ مع چالیس ہزار فوج کے

اٹھکر کفار پر آگرے اور آتے ہی برس پڑے تلواروں پر رکھ لیا جسپر تلوار
کا وار کیا اُسے دو نیم کر دیا کشتوں سے میدان قلعہ کو بھر دیا اودھر غضنفر و معروف
بھی پہونچے اور چاروں طرف سے لشکر کفار کو آکر گھیر لیا ہر حملے میں اسی اسی ہزار
اور پچاس پچاس ہزار کفار کو قتل کرکے مار گرایا کہ شسیب آہن کلاہ کا اسد ثانی
سے سامنا ہوا اُسنے تلوار کا وار کیا یہ مثل بجلی کے جھک کر علیحدہ ہوئے اور خالی دیکر
صاف نکل گئے اب انھوں نے جو ہاتھ تول کر شمشیر صاعقہ بار کا مارا تو کہ شسیب
کے دو ٹکڑے کر دیئے اور قرینہ تیغ زن کا سامنا معروف بن اسد غازی سے ہوگیا
اسنے بھی تلوار ماری انھوں نے وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا تو اسکا
قرینہ بگڑگیا صاف دو پرکالے ہوگئے اودھر مہل زشت خو کا مقابلہ غضنفر بن اسد
غازی سے ہوا مہل نے تلوار جھپٹ کے غضنفر پر ماری انھوں نے اس مہل کا
وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ مارا مہل کے دو ٹکڑے ہوئے اور گر کر واصل جہنم ہوا دوسری
طرف طلحہ بن عنطاب سے بہمن دیو سگ کا تقابل ہوا اسنے بھی طلحہ پر تیغہ کا وار کیا
طلحہ نے بہمن کا وار خالی دیکر جو ایک تیغہ آبدار مارا تو یہ حرامزادہ بھی واصل جہنم ہوا بالکل
تھوڑی دیر سے اسکا انتظار تھا فوراً اسکو بھی اُسکے فی النار والسقر کر دیا اسد غازی نے خونخوار
سے مخاطب ہوکر کہا کہ دیکھو او ملعون کوئی بھی تیرا رفیق لاش اُٹھانے والا باقی ہے جسطرح
تونے بد خصلتیں کی ہیں وہی حال تیرا بھی ہونا ہے انشاء اللہ تعالے تیری لاش کو کتے کھائینگے
جسم تیرا طعمہ زاغ و زغن ہوگا یہ سنکر خونخوار حالت غیظ و غضب میں پلٹا اور ہاں ہاں
کرکے اپنے گرز گران سر پر اسد غازی کے مارا مثل شیر کے اسد غازی نے
اسکے تلے گرز میں ہاتھ ڈالدیا اور پکڑ کر گرز کو یا حیدر کرار کہکر جھٹکا جو مارا تو گرز اسکے ہاتھ
سے چھین لیا اور اسی گرز کو چرخ دیکر جو خونخوار کے سر پر مارا گرز کا پڑنا تھا کہ ایک
قتل تھلا گوشت کا ہوگیا اور سب ہڈیاں چورا چور ہوگئیں یہ حال دیکھکر تمام فوج
میں کھلبلی پڑگئی بے سردار کے فوج کب لڑسکتی ہے سب کے جی چھوٹ گئے فرار
کو قرار پر اختیار کیا اور دلیر بازی ابتر ہوگئی سب نے سر پر پاؤں رکھکر بھاگنا
شروع کیا لمحہ بھر میں تمام لشکر باقیماندہ میں بھگدڑ پڑگئی کل فوج بھاگ نکلی اسد
غازی نے بھی یہ حال کیا کہ تین تین کوس تک تعاقب کرکے ایک ایک کو چن چنکر
فی النار کیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا اگولنظاروں نے ملکہ گوہر تاجدار کو جاکر مبارکباد دی
اور عرض کیا کہ اسد غازی تشریف لائے ہیں اور خونخوار کو مع کل لشکر کفار کے فی النار
کر چکے ہیں قلعہ میں تشریف لائے ہیں ملکہ نے فرمایا بلالو لوگوں نے عرض کیا کہ اندر تشریف
لیجائیے چنانچہ اسد غازی اندر داخل ہوئے جھک کر ملکہ کو مجرا کیا اور باقی سب بیبیوں
کو تسلیم کی اسد غازی نے اپنی والدہ کو نہ پایا تو ملکہ سے پوچھا کہ حضور آپکی خدمتگذار یہ
نانی صاحبہ و والدہ صاحبہ کہاں ہیں فرمایا کہ اتنی خبر ہے کہ دو دفعہ دو نقابدار ادھر سے آئے
تھے اور لشکر کفار کو مار کر نکل جاتے تھے کچھ خبر نقابداروں کی کیا نہ معلوم ہو کوئی ہمارا
خیال ہے کہ وہ نقابدار وہی تھیں کیونکہ یہ لفظ کہکر یہاں سے چلی گئی تھیں کہ ہم بہشت سے

جان دینا منظور نہین یہ کہکر ملکہ نے فرمایا کہ لو بیٹیا خداوند کریم نے ہماری دعا قبول فرمائی کہ
تمکو یہان بھیجدیا یہ ہماری سعادت ہوئی اب تم ہمکو دفن کرنا کیونکہ ہم اب چند ساعت
کے مہمان ہین ہم مین اب کچھ باقی نہین کیونکہ ہم سب نے جام زہر پی لیا ہے جسکی وجہ
سے اب کلیجہ چھن گیا ہے دم بھر مین روح مفارقت کیا چاہتی ہے یہ کہتے کہتے منکا ڈھلگیا اور
آنکھین پھر گئین اور یہی حالت سب بیبیون کی ہوئی اور وزیرزادیون پر بھی یہی حالت
طاری ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب جان بحق تسلیم ہوئین انا للہ وانا الیہ راجعون اسد غازی
یہ شعر پڑھا ۔ دور مین تیرے فلک کیا کیا ستم برپا ہوئے ۔ وہ جو مکان آباد تھے برباد
اور تنہا ہوئے ۔ یہ شعر پڑھ کے باہر آئے انکو نہایت تشویش تھی گمان اور نانی کیا
ہوئین اتنے مین ایک شخص قصابی سامنے سے آیا اور اسد غازی کو سلام کیا اور عرض
کیا کہ ملکہ گردیہ بانو اور ملکہ زبیدہ شبیر خادم کے مکان مین تشریف لیگئی تھین اور نقابدار
بنکر مقابلہ لشکر مخالف سے کرتی تھین لیکن تیغ طیفور زہر خوار سے زخمی ہوئین وہ
تیغ زہرآلود تھا کچھ علاج اسکا نہو سکا زہر تمام جسم مین سرایت کر گیا جب حال بہت سقیم
ہوا اور بیہوش ہوگئین تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو مجھ سے ملکہ گردیہ بانو نے فرمایا
کہ تم تردد نکرنا ابھی خواب مین حمزہ صاحبقران شوہر میرے آئے اور یہ کہا کہ تھوڑی دیر
مین تم بھی آؤ یہان ہم اور ملکہ مہرنگار تمھارے انتظار مین ہین مین نے اپنے دفن کے بارہ
مین جو ان سے پوچھا تو فرمایا کہ اسد غازی آنکر تم سب کو دفن کریگا یہ بیان کر کے انتقال
فرمایا اور ملکہ زبیدہ شیردل آپکی والدہ ماجدہ کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی انتقال فرماگئین
دونون لاشین خادم کے مکان مین پڑی ہوئی ہین اسد غازی یہ سنکے بہت روئے اور
اس شخص کے ہمراہ جاکر دونون لاشین اٹھوا لائے پہلے سرداران و رفیقان قدیم صاحبقران
کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرائین اور پہلو مین انکے لاشین محلات معلے
اور مخدرات عظمیٰ کی اور انکی قریب وزیرزادیون کی لاشین دفن کرائین بعد ازان سرداران
اور رفیقون کی قبرون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ خبردار رہیئے گا جسطرح زندگی مین
انکی حفاظت آپ سب صاحب کیا کرتے تھے ویسی ہی نگہبانی اب بھی کیجئے گا اور یہ
کہکر سب رفیق اور بیٹے انکے بہت روئے شور گریہ و بکا بلند ہوا بیٹے اور پوتون نے
رو رو کے اپنا عجیب حال کیا گریبان چاک بادیدۂ نمناک ان گنجہائے عصمت و عفت
کو زیر زمین پنہان کر کے واپس آئے اپنے مقام پر بیٹھ کے فرمایا کہ انکا فاتحہ درود کون
کریگا میرے بعد کوئی فاتحہ خوانی کے لیئے ہاتھ بھی نہ اٹھائیگا بقول شخصے سے
دو پھول بھی نہ چڑھائے کوئی ۔ جو نہ جائیگا ۔ اسلیئے مناسب یہ ہے کہ مین اپنے ہاتھ سے انکا فاتحہ
درود کر لون آیندہ کیا ہو کیا نہو کیونکہ یہ فلک ستمگر غدار ہر روز نیا رنگ پردے کے دکھلاتا ہے اور
زمانہ غدار تازہ انقلاب دکھاتا ہے ۔ بیک لحظہ بیک ساعت بہر دم ۔ دگرگون میشود احوال
عالم یہ فرماکر رسوم فاتحہ درود سے فارغ ہوئے اور نذر و نیاز سب ادا کر کے آج ذبیحے
ہاتھ سے کھانا کھایا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی درگاہ خالق بے نیاز مین ادا کین کہ اے پروردگار
شکر ہے تیرا کہ مین نے خونخوار بن دجال علیہ اللعن کو قتل کر کے واصل جہنم کیا اور اسقدر

حصہ زمین کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا اور اسکی بیٹیون اور بیٹون سے فرمایا
کہ اب تمہاری کیا رائے ہے انھون نے عرض کیا کہ یا خانہ کعبہ چلئیے یا اپنے بھتیجے شاہزادہ بدیع الملک
صاحبقران ثالث کے پاس چلئیے کہ ادھر لشکر بے حس آفتاب پرست کا بھی یہ سنتے
ہین کہ وہ ملعون جس ملک مین خدا پرستون کے جاتا ہے اس ملک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہے
اور بعد قتل و قمع و تباہی و بربادی اس ملک کے دوسرے شہر کیجانب رخ کرتا ہے اور
اپنی طرف سے کسی ظالم کو اپنا نائب مقرر کر کے وہان سے کوچ کرتا ہے اہل اسلام اسکے ظلم
و بدعت سے نہایت بہ تنگ آگئے ہین بہت اسنے سر اٹھایا ہے اور جور و جفا پر کمر باندھی ہے
اسد غازی نے یہ حال سنکے فرمایا کہ بہت مناسب ہے کہ اب وہ اور ہم سب ملکر باہم ساتھ
ہی ساتھ خانہ کعبہ کو چلین گے پس یہ لشکر تیاری نطاق کی کی گئی اب وقت آیا کہ شہسوار یکتاز
میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جا کر پیکار زرین خطوط شعاعی کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے
مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ شب کے چھا گئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین
روشن ہوئی ❊ پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ❊ ہوا شکل مشعل شب افروز ماہ ❊ ہوا
مہر گردون جو مستور تھیر ❊ بچھی ہر طرف چادر نور سپہر ❊ اسد غازی نے سرشام سے صحبت
برخاست کر دی سب سردار اور رفیق اپنے اپنے مقام پر آکر سامان سفر کی درستی مین مصروف
ہوئے لشکر مین بھی طیاری سفر کا حکم بھیجدیا گیا سب اہل لشکر سامان سفر درستی کرنے
لگے رات بھر سب لشکری اور ہمراہی اسی بند و بست و انتظام مین سرگرم رہے پچھلے
سے تمام لشکر مین کمر بندی ہونی شروع ہوئی اب وہ وقت آیا کہ زاہد سفید پوش صبح صادق
نے سجادۂ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ پوش
شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا کہ ❊ چو صبح دربر گردون کشید خلعت نور ❊
جہان گشادہ ز رخ پردۂ شب دیجور ❊ گشتہ ظاہر در روشن بہ بوادی افلاک ❊ درستی زر خورشید
زیر تودہ خاک ❊ ہنگام سحر کل سردار سامان سفر سے مکمل ہوکر خدمت مین اسد غازی کے حاضر
ہوئے یہان شاہزادہ اسد نماز صبح پڑھ کے درود و وظائف مین مشغول تھے کہ سردارون
کے حاضر ہونے کی خبر خادمون نے پہونچائی اب یہ بھی کل امور سے فارغ ہوکر پوشاک
سفر جسم پر آراستہ کر کے مسلح و مکمل ہوئے شہزادہ معروف بن اسد و غضنفر بن اسد
بھی لباس سفری زیب جسم کیئے ہوئے مسلح و مکمل ہو کر یہ بھی حاضر خدمت ہوئے غرضکہ
شہزادہ اسد غازی مع سب رفقا و سردارون کے مرکب ہای خوشخرام پر سوار ہوئے اور
کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان نطاق کی جانب کو روانہ ہوئے کہ اسکا بیان اب جلد پنجم
مین کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے دیکھیے یہ سب کب پہونچتے ہین اور کیا کیا واقعات انکو
اثناء سفر مین پیش آتے ہین یہ کل حالات پانچوین جلد مین ❊ آفتاب شجاعت کی ہدیہ
ناظرین کیے جائینگے جنکے معاینہ سے شائقین کو لطف تازہ و حظ بے اندازہ ملے گا
اور نئی نئی نیرنگیان طلسم کی اور جدید معرکہ آرائیان و مضامین دلچسپ و اشعار برجستہ حسب
مقام عیارون کی عیاریان نئے طرز کی اور ساحرون کی افسون پردازیان دیکھکر آنکھونکو
نور و قلب کو سرور حاصل ہوگا واللہ المستعان و علیہ التکلان ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

تمام ہوئی جلد چہارم آفتاب شجاعت بتاریخ ۴ ہر اکتوبر سنہ ۱۹۰۴ء

خاتمۃ الکتاب

ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ خالق بے نیاز کہ اسکے افضال نامتناہی سے باقبال سرکار دولتمدار دام ملکہ و حشمتہٗ اس حقیر پر تقصیر شیخ تصدق حسین ابن شمان لکھنوی نے باعانت مولوی محمد اسمٰعیل اثر مقام بہاولپور مین اس داستان رنگین بیان کو ختم کیا اور احقر الخدام نمکخوار قدیم (سرکار ابد قرار خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ) محمد عبد الرشید عبد العزیز رعنا لاہوری نے تحریر کر کے حضور مین خادمان اعلےٰ حضرت حضور پر نور آقائے نعمت نواب والا جاہ فلک بارگاہ امیر الملک رکن الدولہ نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہز ہائنس نواب محمد بہاولخان صاحب بہادر خامس عباسی دام بالعز والتفاخر و ترقیت ریاستہم یوماً فیوماً بالتوالی والتواتر والی ریاست دار السرور بہاولپور صانہ اللہ تعالےٰ عن شر الشرور الیٰ یوم النشور بحرمۃ محمد و آلہ و اصحابہ پیشکش کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

واضح رائے ناظرین ہو کہ وہی مسودہ جو مقام بہاولپور مین مرتب ہوا تھا دوبارہ مکرر نظر ثانی ہوکر اور توسیع عبارت رنگین اور بندش مضامین دلنشین سے مزین ہوکر بتوسط احقر الخدام اعلیٰحضرت ممدوح یعنے محمد عبد الرشید عبد العزیز واسطے طبع اشاعت خاص دوام کے جناب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور کی خدمت مین پیش کی گئی چنانچہ یہ جلد وہین طبع ہوتی ہو اور چندروز مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر بصارت افزائے چشم ناظر بیان اولی الابصار و شائقین عالیمقدار ہوگی اور بہت جلد جلد پنجم بھی تیار ہوکر ہدیہ ناظرین کی جائے گی فقط

الطبع	ہدیہ ناظرین کی جائے گی فقط	خاتمۃ

ہزاران ہزار شکر بدرگاہ خالق کائنات و نعت بجناب فخر موجودات اشرف الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ کتاب لاجواب و دفتر انتخاب تذکرۂ داستان امیر حمزہ صاحبقران نامبردار یعنے دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم جسکے دیکھنے کا عرصہ سے شائقین عالیمقام کو اشتیاق و انتظار تھا اب وہ دفتر حسب الارشاد فیض بنیاد جناب والا خطاب منشی پراگ نراین صاحب مالک مطبع منشی نولکشور حسن سعی کارپردازان سلیقہ شعار و مہتمان آزمودہ کار سے مطبع فیض مرجع نولکشور پریس مین بماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر ہدیہ ناظرین والا تمکین ہوا ❖ ❖ ❖

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار۔ مطبوعہ غیر۔	عہ/ ب
سیرت محمدیہ۔ "	۳/ ب
تاج کامیابی۔ "	۷ر ب
سوانح عمری شیطان۔ "	عہ/ ب
الف لیلہ دینازاد بطرز ناول۔	۵ر ب
الف لیلہ نثر بطور ناول۔ معروفہ بہ شبستان حیرت۔	۱۲ر ۶ر ب ۴ر
پھول والوں کی سیر۔ مطبوعہ غیر۔	ار ب
اخوان الصفا۔ اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر۔	عہ/ ب
ترجمہ اردو رابنسن کروسو۔ چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید مطبوعہ غیر۔	۴ر ۱۱ر ب
ترجمہ داستان امیر حمزہ بالتصویر۔ ہر جلد دفتر مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبد اللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔	عہ/ ب ار
بوستان خیال۔ مصنفہ محمد تقی خان المتخلص بہ تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندۂ گجرات۔ یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی میں وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ میں داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھوں نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل میں سنائے لوگوں نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی میں طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور وجہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصہ عجیب کیواسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی میں ہمیشہ پڑھی جاتی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو کے مثال کے اسکا رواج جاتا رہا اس زمانہ میں کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو میں شائع ہونا مناسب تھا لہذا اس جلد کے ترجمے اور طبع میں کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں خواجہ امان	

نام کتاب	قیمت
صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدوں کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے ذکر سے انکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی زبان فارسی ۱۸ جلدیں ہیں اور ترجمہ ہر ایک جلد میں دو دو جلدیں شریک ہیں جسکی نو جلدیں بہ تفصیل ذیل ہیں۔	
۱- جلد مہدی نامہ۔	للعہ ب
۲- جلد دوم ضیاء الابصار موسوم بہ معز الدین نامہ	للعہ ب
۳- جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ۔	سے ب ۴ر
۴- جلد شمس النہار ترجمہ خورشید نامہ۔	سہر ب
۵- جلد مطلع الانوار۔	سے ب
۶- جلد خزینۃ الاسرار۔	ہر ب
۷- جلد نور الانوار ترجمہ خورشید نامہ۔	ہہ ب
۸- جلد مشرق الآثار ترجمہ خورشید نامہ۔	صہ ب
۹- جلد تفریح الاحرار ترجمہ معز الدین نامہ۔	سہ ب ۸ر
الف لیلہ بالتصویر۔ دو کالم میں مشہور افسانہ ہزار داستان ایک رات کا غزلی میں جو اسکا ترجمہ اردو میں منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا۔ بہ مزید نظر ثانی جناب مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد۔ کاغذ سفید وخاکی	عہ ب
فسانۂ عجائب جلی قلم۔ بالتصویر۔ بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور۔ کاغذ سفید گندہ۔	۹ر ب
ایضاً کاغذ خاکی گندہ۔	۷ر ب
الف لیلہ بالتصویر۔ کامل ہر چہار جلد یکجائی ترجمہ [illegible] محمد حامد علیخان مطبوعہ ۱۸۹۳ء	
۱- کاغذ سفید چکنا۔	۱۵ر ب
۲- کاغذ رسمی سفید۔	۱۴ر ب
قصۂ سندباد جہازی۔ ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ر ب
کامروپ کا جادو۔ اردو کاغذ سفید۔	۲ر ب
جادو تسخیر۔ قصہ دلچسپ و بے نظیر از نواب محمد حیدر علیخان۔	عہ ب ۴ر
نوطرز مرصع۔ از محمد عوض صاحب۔	ار ۹

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم - مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -	۶ ر
ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -	۳ ر
سروش سخن با تصویر - بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی -	۵ ر ۳ آ
ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -	۴ ر ۳ آ
طلسم حیرت - افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص بہ شیون -	۵ ر
باغ و بہار - معروف بہ قصۂ چہار درویش با تصویر	۳ ر
لطائف الظرفا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تراق پڑاق لطیفے ہیں -	۲ ر
تفریح الطلبا - مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہیں اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے -	۲ ر
طلسم فصاحت - قصۂ عجیب و غریب از محمد حسین جاہ مرحوم -	۹ ر
آرائش محفل - قصہ حاتم طائی با تصویر از سید حیدر بخش -	۲ ر ۶ آ
مقتول جفا - معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین -	۱ ر ۲ آ
بوستان حکمت - اردو ترجمۂ انوار سہیلی - مترجمۂ فقیر محمد خان -	عہ ر
سیر باغ - از میر محمد علی قلق مرحوم -	۲ ر ۶ آ
فسانۂ دلپذیر - مصنفہ منشی احمد علی خان - افسانۂ عجیب فصیح بلیغ نو طرز مرصع رزم و بزم دونوں عمدہ -	۸ ر
فسانۂ جمیل - مترجمۂ منشی حامد حسین -	۴ ر
قصۂ سیاہ پوش - از عنایت اللہ -	۶ آ
فسانۂ معقول - از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ ر ۲ آ
فسانۂ دلفریب - از منشی فدا الغنی -	۵ ر

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت ہوتی ہیں - کامل مجلد -	۸ ر
جلد اول از منشی طوطا رام شایان -	۱۲ ر
ایضاً جلد دوم کاغذ سفید -	۱۰ ر
ایضاً جلد سوم -	۱ ر
ایضاً جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید -	۱۳ ر
مجموعۂ قصص - با تصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصہ سوداگر بچہ - (۲) قصہ ماہی گیر - (۳) قصہ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم -	۱ ر ۴ آ
قصۂ سوداگر بچہ -	۶ آ
بحر دانش - قطعہ عہ غیر -	[illegible]
آئینہ دانش - ترجمۂ نفس جواہر از منشی محمد احسن صاحب بلگرامی -	۸ ر
قصۂ ماہی گیر -	۶ آ
ناٹک ہمت عالی - معروف بہ گل بکاؤلی حصہ اول از مولوی الٰہی بخش صاحب -	۲ ر
قصۂ ماہ رمضان - از عبد اللہ خان -	سوا پائی
قصۂ قاضی جونپور - حمق و عقل کا امتحان -	۶ آ
قصۂ جمجمہ -	۶ آ
قصۂ شاہ روم - با تصویر -	۶ آ
قصۂ شیخ منصور - از شیخ احمد متخلص بہ شیدا	۶ آ
سنگھاسن بتیسی - از منشی کمن لال -	۴ ر
گلزار ابراہیم - قصۂ حضرت ابراہیم ادہم -	۲ ر ۳ آ
چشمۂ شیرین - قصۂ شیرین و فرہاد -	۱ ر ۳ آ
جوگن نامہ - از میاں باطن اکبرآبادی -	۶ آ
ایجاد رنگین - حکایات تفریح از رنگین دہلوی	۱ ر
مجموعہ - عجیب نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ	۱ ر
فسانۂ عجائب منظوم - از منشی بھولا ناتھ	۱ ر
نل دمن اردو - دلچسپ معروف قصہ -	۱ ر ۲ آ

Manohar Lal Bhargava